

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232782

UNIVERSAL
LIBRARY

فهرست کتاب تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام مع فوائد ضروریہ جلد اول

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۳	خطبه کتاب بزبان عربی -	۴۹	فائده اقسام ملائکه -
۴	خطبه فارسی درینست نام کتب که تاخذ این کتاب است -	۵۰	فائده بیان صورت صور -
۱۱	خطبه از دو درینست فهرست نسب نامه مولف و تفریحات و غیره -	۵۱	فائده توفیق جن و ملائک -
۱۵	قدّمه الکتاب و درینست فوائد بسیار مهمه است -	۵۲	فائده بیان سالها که از خلقت عالم تا آدم علیه السلام -
۲۰	نور محمدی صلی الله علیه و سلم وزمین و آسمان و غیره -	۵۳	فائده اساس انبیاء علیهم السلام که متفق علیهم اند -
۲۶	فائده در بیان حکم صوم و صلوٰۃ بارخ تسعین -	۵۴	تفریح اولی احوال ابوالشیر حضرت آدم علیه السلام -
۲۹	فائده در بیان حکمت هفت طبق آسمان و زمین -	۶۱	فائده مردود و هوانا ابلیس کا -
۳۰	بیان اقسام جبال الذیاب -	۶۲	فائده معزولی ملائکه -
۳۱	بیان ساقط و گندگی سموات -	۶۹	فائده وجه تسمیه ملک الموت -
۳۳	بیان ملائکه حاملین عرش الهی که چهار اند و روز حشر بهشت خواهند شد -	۷۰	فائده بیان شرافت خاک -
۳۴	بیان جواهر آسمانها و نام هر یک از آسمان زمین -	۷۱	فائده وجه تسمیه آدم -
۳۵	بیان سجده سیه -	۷۲	فائده دخول روح بقالب آدم -
۳۶	بیان آنکه تغار سجده سیه بدلائل قطعی ثابت میشود -	۷۳	فائده بیان حقیقت روح -
۳۷	فائده در بیان درجات بهشت -	۸۱	فائده اطلاع حیوانات بر عذاب قبر -
۳۸	فائده کیفیت و رنگ سجده سیه -	۸۲	فائده تحقیق عالم برزخ -
۳۹	فائده کیفیت بروج آسمان -	۸۳	فائده اقسام قیامت -
۴۰	بیان حکمت تعین آفتاب -	۸۴	فائده ثبوت عالم برزخ -
۴۱	فائده سیر آفتاب -	۸۵	فائده قصه آدم -
۴۲	حکمت تعین ماهتاب بر فلک اول -	۸۶	فائده دعا کردن و ناری عمر و اؤد علیه السلام -
۴۳	فائده حکمت اختلاف شب و روز -	۸۸	فائده فضیلت یوم جمعه -
۴۴	فائده عموم حرکت ارض -	۹۱	فائده اقرار و یشاق -
۴۵	فائده خلقت جبال بر ارض -	۹۲	فائده فضیلت علمیه -
۴۶	فائده احوال خلقت دوزخ -	۹۳	فائده معلوم هوانا شجر خلافت نبین -
۴۷	فائده در بیان موکلین دوزخ -	۹۴	فائده سجده ملک علوی و سفلی -
		۹۵	فائده هوانا طه ابلین -
		۹۶	فائده بیان اختلاف در حقیقت ابلین -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۶	بیان اشکال در کفر البلیس -	۱۳۴	فائدہ قد آدم -
۹۷	فائدہ بیان سوالات در مقدمہ البلیس -	۱۳۶	فائدہ جل شبہہ -
۹۸	فائدہ بیان نکتہ قصہ حیات حضرت -	۱۳۷	فائدہ بیان معنی عیب -
۱۰۰	فائدہ بیان ماہیت جن و شیطان -	۱۳۸	فائدہ قصہ ہابیل و قابیل -
۱۰۱	فائدہ بیان کیود و شیاطین -	۱۳۹	فائدہ قتل ہابیل -
۱۰۲	فائدہ قصہ بر صیصا -	۱۴۰	فائدہ ذکر اطلاق یابی آدم -
۱۰۳	فائدہ فرق مابین نماز اہل کتاب و مسلم و سوسہ -	۱۴۱	فائدہ نضاح آدم -
۱۰۴	فائدہ بیان سوالات البلیس -	۱۴۲	فائدہ اولاد حضرت آدم -
۱۰۵	فائدہ سجدہ فرشتگان -	۱۴۳	فائدہ ذکروفات آدم -
۱۰۶	فائدہ خلقت حوام البشر -	۱۴۴	فائدہ تکفین حضرت آدم -
۱۰۷	فائدہ اختلاف بہشت کا -	۱۴۵	فائدہ وفات حضرت حوا -
۱۰۸	فائدہ اختلاف در شجرہ -	۱۴۶	فائدہ سراپا سے حضرت حوا -
۱۰۹	فائدہ تدریج بیان در سوسہ -	۱۴۷	فائدہ فضیلت علم بر مال -
۱۱۰	فائدہ اتناس شیطان -	۱۴۸	تقریر دوم در احوال شہید علیہ السلام -
۱۱۱	فائدہ بیان اعتقاد در قصہ آدم باکل شجر یعنی محمول	۱۴۹	تقریر سوم در احوال حضرت ادریس علیہ السلام -
۱۱۲	برنسیان باید کرد -	۱۵۰	فائدہ قصہ رقیع ادریس -
۱۱۳	فائدہ بیان تقریر آدم در بہشت -	۱۵۱	نضاح حضرت ادریس -
۱۱۴	فائدہ شعار ایام مفارقت آدم و حوا و گریہ و زاری -	۱۵۲	فائدہ رسم عمارت -
۱۱۵	فائدہ نفع شبہہ -	۱۵۳	فائدہ نگاہ ادریس -
۱۱۶	فائدہ قبولیت دعا و توبہ -	۱۵۴	فائدہ خبر حضرت م -
۱۱۷	فائدہ بیان بیت المعمور -	۱۵۵	فائدہ قصہ ہاروت و ماروت -
۱۱۸	فائدہ ملاقات آدم و حوا علیہ السلام -	۱۵۶	فائدہ تحقیق اسم اعظم -
۱۱۹	فائدہ بیان بیت المعمور -	۱۵۷	فائدہ بیان انکار از قصہ ہاروت و ماروت نسبت
۱۲۰	فائدہ تشریح آوری حضرت آدم و حوا بزرگ اندیش	۱۵۸	امام رازی و بیضاوی -
۱۲۱	بعد قبول توبہ	۱۵۹	فائدہ جواب از دلائل شککین -
۱۲۲	فائدہ اکثر انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ ہونے ہیں -	۱۶۰	فائدہ بیان مسوغات -
۱۲۳	فائدہ وجہ تشبیہ منجیہ -	۱۶۱	فائدہ اختلاف در مسوغات -
۱۲۴	فائدہ مناظرہ آدم و موسیٰ علیہما السلام -	۱۶۲	جواب اعتراض شککین -

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۶۴	فائده طاسات شکما و بیل -	۲۲۶	فائده و تحفه نسیس معجزه فائده بقوم صالح -
۱۶۵	فائده طلسم شهر برائین -	۲۲۷	فائده معجزه خاتم المرسلین -
۱۶۶	فائده بیان حقیقت سحر -	۲۳۰	فائده غلبه شجرت و غضب -
۱۸۰	فائده بیان احکام -	۲۳۱	فائده حبس مقام پر عذاب نازل بر او و بیان سبب آنجا -
۱۸۱	فائده حل شبیه -	۲۳۲	فائده حال ابن بلعم لعون -
۲۳۳	تفریح چهارم در احوال حضرت نوح علیه السلام -	۲۳۳	تفریح پنجم در احوال حضرت ابراهیم علیه السلام -
۱۸۲	فائده معجزات نوح -	۲۳۷	فائده اختلاف مفسرین در معنی نذر اربی -
۱۸۴	فائده احوال تبیین -	۲۴۸	فائده قول اهل تحقیق -
۱۸۶	فائده مقدمه ثانیه -	۲۵۰	فائده حل شبیه -
۱۸۷	فائده مواظبت و نصائح -	۲۵۳	فائده بیان غلبه ابراهیم علیه السلام -
۱۸۹	فائده تقریر بلوغ حضرت نوح علیه السلام -	۲۵۴	فائده تیاری خنجره -
۱۹۱	فائده مایوسی حضرت نوح علیه السلام -	۲۵۷	فائده حال دفتر نمرود -
۱۹۵	فائده ذکر عروج بن ۶۰۰ -	۲۵۹	فائده احوال خل بر سر و رفتن حضرت سار و نذر و نمان -
۱۹۶	فائده دلیل عذاب قبر -	۲۶۱	فائده مزاج حضرت حضرت جانبی بایل -
۱۹۸	فائده بیان عمر نوح علیه السلام -	۲۶۵	فائده قول حضرت اسماعیل علیه السلام -
۱۹۹	فائده پوشیده کردن شبجهان بنان را بریز زمین -	۲۶۷	فائده حضرت اسماعیل علیه السلام -
۲۰۰	فائده بیان نکته باریک -	۲۶۸	فائده و بیعت بین اصفا -
۲۰۱	فائده معنی راست انبیا -	۲۶۹	فائده تعظیم تر کاتب اولیا -
۲۰۳	فائده بیان شایسته نوح با خاتم انبیا -	۲۷۱	فائده قصه حج اسماعیل علیه السلام -
۲۱۰	تفریح پنجم در احوال حضرت هود علیه السلام -	۲۷۴	فائده والده حضرت اسماعیل علیه السلام -
۲۱۳	فائده جانابض قوم کابا بر عا مقام کعبه پر -	۲۷۷	فائده بشارت پیا پیش آنحضرت -
۲۱۶	فائده تحقیق نزد عجز -	۲۸۳	فائده ذکر حجر اسود -
۲۱۷	فائده قصه شداد -	۲۸۴	فائده بیان شبیه جواب در حجر اسود -
۲۱۸	فائده تمیز بهشت -	۲۹۰	فائده رویت پرستان -
۲۱۹	فائده بیان ماسف در وقت حضرت عزرا بیل -	۲۹۶	فائده مقامات مقبولیت -
۲۲۰	فائده بیان حقیقت شداد -	۲۹۸	فائده بیان تفصیل کعبه بر بیت المقدس -
۲۲۱	فائده تأکب نبی نوا آدم کا -	۳۰۰	فائده تحقیق از نرم -
۲۲۴	تفریح ششم در احوال حضرت صالح علیه السلام -	۳۰۳	فائده ذکر دعای ابراهیم علیه السلام -

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۳۰۶	فائده رفع شبهه	۴۵۴	فائده در بیان معنی آیه تقدیمت بر
۳۰۷	آداب حج	۴۵۶	فائده بیان برهان که حضرت یوسف را بنظر آمد
۳۰۸	فائده بیان کفار و جنایات حج	۴۶۹	فائده بیان تعظیم والدین
۳۱۰	فائده بیان فرائض و واجبات حج	۴۷۱	فائده بیان حسنات خدمت
۳۱۱	فائده طریق احرام	۴۷۳	فائده بیان معنی حسن در آیه کریمه
۳۱۴	فائده اسما که مبارک	۴۷۴	فائده بیان فرق در مذاهب و حسن خلق
۳۱۸	فائده بیان ملول و متوض که	۴۷۵	فائده حال تشریف بری یوسف مجلس
۳۲۰	فائده بیان کلمات تنبیه	۴۷۸	فائده تعبیر خواب
۳۲۲	فائده تفضیل خصائل بهام الاسلام	۴۸۶	فائده اقوال نفس و اقسام آن
۳۲۴	فائده خفته سنت هر	۴۹۲	فائده تقرر در نوکری کفار
۳۲۵	فائده بیان کلمات تنبیه	۴۹۳	فائده بیان لغاسه الهی
۳۲۶	فائده امامت فرشتگان	۵۰۹	فائده احوال زلیخا
۳۳۵	فائده بیان مراد از ملت ابراهیم نزد بعض مفسرین	۵۱۰	فائده در بیان اثر عین
۳۴۲	فائده رفع شبهه یهود و نصاری	۵۱۸	فائده بیان شبهه
۳۴۴	فائده ثبوت نبوت حضرت از کتب نبی اسرائیل	۵۳۶	فائده در بیان سنت مصطفی و معانقه
۳۵۱	تفریح هشتم در احوال حضرت لوط علیه السلام	۵۴۱	فائده ملاقات بشیر با مادر خود
۳۵۲	فائده و جزیئیه و نکاحات	۵۵۴	فائده ذکر یعقوب علیه السلام
۳۵۴	فائده بیان حرمت و طی فی الذکر نزد کمال سنت و جواز عند الشیعه	۵۶۲	تفریح سیزدهم در احوال حضرت یوسف علیه السلام
۳۶۰	فائده ضرر ایمان فی الذکر	۵۶۹	تفریح چهاردهم در احوال حضرت شعیب علیه السلام
۳۶۵	تفریح نهم در احوال حضرت اسمعیل علیه السلام	۵۷۲	فائده رفع شبهه
۳۶۷	تفریح دهم در احوال حضرت اسحق علیه السلام	۵۷۳	فائده مدت دعوت شعیب
۳۶۹	تفریح یازدهم در احوال یعقوب علیه السلام	۵۸۴	تفریح پانزدهم در احوال حضرت موسی علیه السلام
۳۷۲	تفریح دوازدهم در احوال حضرت یوسف علیه السلام	۵۸۴	فائده مثال نازیان است محمدیه
۳۷۷	فائده بیان حقیقت خواب و رویا	۵۸۷	فائده تعلیم قرآن و فقه پر مزدوری لیلانا در دست هر
۳۸۱	فائده تحقیق لفظ شرا	۵۸۷	فائده زنده بودن آنچه گوشت خورده
۳۸۳	فائده حکمت صد تازیانه		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸۸	فائدہ ذکر قتل قبطیہ -	۶۷۳	قصہ حضرت خضر علیہ السلام
۵۸۹	فائدہ وجہ رفتن بدینہ -	۶۷۵	فائدہ بیان عجائبات حضرت خضر علیہ السلام -
۵۹۱	فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے -	۶۷۹	فائدہ تحقیق لفظ خضر -
۵۹۲	فائدہ علوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ دین -	۶۸۰	فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۵۹۵	فائدہ سکہ اصول فقہ -		
۵۹۷	فائدہ اختلاف در اسماے عصاے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ -	۶۸۲	قصہ ہلاک قارون -
۵۹۹	فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر -	۶۸۸	فائدہ عروج بن عوف -
۶۰۲	فائدہ داکشتن عصا در دست رست سنت است -	۶۹۲	فائدہ بیان نماے الہی -
۶۰۳	فائدہ حکمت در قلب ہیت عصا -	۶۹۳	فائدہ بیان من وغیرہ -
۶۰۴	فائدہ وجہ ترس موسیٰ از ہر -	۶۹۶	فائدہ بیان عجائبات دیگر از حضرت موسیٰ -
۶۰۷	فائدہ اختلاف در آیہ کبر سے -	۶۹۷	فائدہ بیان بے ادبی بنی اسرائیل -
۶۰۸	فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ بنجانہ -	۶۹۹	فائدہ دخول اریحا -
۶۱۹	فائدہ چار طفل شیر خوارہ کلام کردہ اند -	۷۰۵	فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام -
۶۲۰	فائدہ قصہ مرد چارم -	۷۰۷	فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۶۳۵	فائدہ مقبول ہونا ایمان باس کا -	۷۱۱	تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام
۶۳۶	فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے -	۷۱۱	فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام -
۶۴۲	فائدہ نکتہ تفسیری -	۷۱۲	فائدہ وفات یوشع علیہ السلام -
۶۴۳	فائدہ وجہ تحضض اربعین -	۷۱۳	تفریح ہفتم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام
۶۴۴	فائدہ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل -	۷۱۵	فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل -
۶۴۶	فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام -	۷۱۶	تفریح ہشتم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام
۶۴۷	فائدہ معنی خلیفہ -	۷۲۲	فائدہ ملاقات الیاس و خضر در وادہ -
۶۵۲	فائدہ رنغ شبہ -	۷۲۳	تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام
۶۵۶	فائدہ سوال رویت بار دوم -	۷۲۵	تفریح بیستم در احوال حضرت تمویل علیہ السلام
۶۶۰	فائدہ توجہ دیدار خدا -		
۶۶۲	فائدہ بیان انبکالی مع جواب -		
۶۶۷	فائدہ بیان اختلاف در لقبہ کہ نہ بود یا مادہ -		
۶۷۰	فائدہ بیان نکتہ -		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲۸	فائدہ تاہوت سکینہ باقبال مختلفہ۔	۷۲۳	فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔
۷۳۰	فائدہ وجہ تسمیہ تاہوت سکینہ۔	۷۲۴	فائدہ در نصائح حضرت لقمان۔
۷۳۱	فائدہ در بیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیاء	۷۲۸	فائدہ در بیان نصائح دیگر۔
۷۳۳	اولیا از کتاب سنت ثابت است۔	۷۷۵	تفریح بست و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام
۷۴۰	فائدہ بیان تاہوت سکینہ لقول اہل تصوف۔	۷۷۷	فائدہ در بیان آواز ماے بعض طیور در بیت بیان معجزات۔
۷۵۲	فائدہ ابتدا التعمیر بیت المقدس۔	۷۷۸	فائدہ در بیان آنکہ تسخیر سوآنچہ حضرت سلیمان
۷۵۳	بیان واقعہ کس و ہفتالی کہ در بروے حضرت	۷۷۹	طی ارض کرامت ادبیات مرحومہ۔
۷۵۴	دالود آمدہ حکم حضرت سلیمان دران درست شدہ	۷۸۰	فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر و درین اسلام
۷۵۵	کہا در دینے الریل۔	۷۸۱	دوازین بود در عبد سلیمان ۴۔
۷۵۶	فائدہ در بیان آنکہ خداوند کبریا مراصابی	۷۸۲	فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات قوم جن بشوق
۷۵۷	حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔	۷۸۳	تمام حاضر شدہ ایمان مے آورد و بحضور سلیمان
۷۵۸	واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ دران ہم اصابت	۷۸۴	بنحوت۔
۷۵۹	راے حضرت سلیمان واضح میشود۔	۷۸۵	فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الہی۔
۷۶۰	واقعہ سوم پیرزائے برہاداد خواہ شدہ در انیم	۷۸۶	فائدہ قصہ مذہب سلیمان علیہ السلام و بیان نصائح
۷۶۱	حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔	۷۸۷	مذہب بحضور جناب۔
۷۶۲	واقعہ چہارم سمن از قاضی شہر زنی حسینہ	۷۸۸	فائدہ قصہ ہدیه بلقیس۔
۷۶۳	کہ بر اصابت راے حضرت سلیمان لیل است۔	۷۸۹	فائدہ در بیان نسبت بلقیس۔
۷۶۴	بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت وفات	۷۹۰	فائدہ در بیان وجہ طلب در حق بلقیس۔
۷۶۵	حضرت دالود آوردند کہ حضرت سلیمان جوابا نہا	۷۹۱	تنبیہ در بیان بے انصافی نصاری کہ الزام ثمرت
۷۶۶	دادہ اند۔	۷۹۲	زوجات نسبت حضرت صلعم میکنند۔
۷۶۷	فائدہ در بیان قصہ مسیح کبروہ بنی اسرائیل بسبب	۷۹۳	فائدہ قصہ کشمکش قائم سلیمان علیہ السلام۔
۷۶۸	شکار ماہیان ہر روز شنبہ۔	۷۹۴	فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہنوت حضرت
۷۶۹	فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری	۷۹۵	خاتم المرسلین۔
۷۷۰	نہ معنوی در دخول معرکہ قائل مسیح صوری بودہ اند	۷۹۶	فائدہ ذکر سلطنت حضرت سلیمان۔
۷۷۱	تنبیہ در آنکہ مسیح معنوی در امت مرحومہ متواتر	۷۹۷	تفریح بست و سوم در احوال حضرت شعیا و ارمیا علیہ السلام
۷۷۲	نہ مسیح صوری۔	۷۹۸	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱۸	فائدہ در اشکانات باحوال بخت نصر۔	۸۶۶	فائدہ از برکت دعاے مادر مریم شہباز حضرت عیسیٰ و مریم راس نہ کردہ۔
۸۱۹	فائدہ در بیان بشارت حضرت شعیا و امیہ کہ بزرگوار حضرت صلعم داده اند۔	۸۶۸	فائدہ در مراد کہ میقتضی پاپا بقول حسن بیان نو اندر کہ میہ انی لک ہذا۔
۸۲۱	فائدہ در ذکر دانیال اکبر و دانیال اصغر۔	۸۷۰	فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاے حضرت
۸۲۳	فائدہ بشارت حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم		ذکر یا اہل تفسیر بیان کردہ اند۔
۸۲۶	فائدہ در ذکر خرابی یسود کہ دومرتبہ واقع شد۔	۸۷۴	قصہ حضرت مریم علیہ السلام۔
۸۳۱	تفریح بست و چہارم و احوال حضرت عمر	۸۷۷	فائدہ در بیان آنکہ اے کس از اطفال درخت
	علیہ السلام		شیر خوارگی کلام نکرد۔
۸۳۶	تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام	۸۸۰	ذکر شہادت حضرت ذکر یا علیہ السلام۔
۸۴۰	فائدہ در بیان نکات کریمہ قاصر حکم ربک ام۔	۸۸۴	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ و یسوع
۸۴۴	فائدہ در طرہ قیام خانہ لالہ الا انت سبحانک کہ اسم اعظم ست۔		حضرت ذکر یا شہید ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف۔
۸۴۶	فائدہ در تحقیق این کہ حضرت محمد و دانیال و الیہ السلام	۸۸۷	تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام۔
۸۴۸	فائدہ بعد دیدن عبد الباقین بکافئہ الیہ السلام	۸۹۷	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔
۸۴۹	احوال ذوالقرنین۔	۹۰۲	تعداد عمر حضرت عیسیٰ۔
۸۵۱	فائدہ در بیان آنکہ آندہ وجد با تقرب فی عین جنتہ و رفع شبہ نصاریٰ۔	۹۰۷	حال تحریف کتب قدیمہ
۸۵۴	ذکر دخول سکندر در شہر سبا۔	۹۱۰	بیان اسباب خرابی بیل۔
۸۵۶	ذکر سد سکندری۔	۹۱۳	تقریر نسخ احکام توریت۔
۸۶۰	تفریح بست و ششم در احوال حضرت	۹۳۶	قصہ اصحاب کف۔
	ذکر یا یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔	۹۵۷	احوال ہلاکت اصحاب فیل۔
۸۶۲	فائدہ در بیان آنکہ در است نکر یا علیہ السلام خود بود کہ فرزندان را از نیکو بیکردند و در سبک بگذاشتند۔	۹۶۱	ختم جلد اول۔



بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي خلق الانسان جلا خليفة الارض بفضل الاحسان ففضلته على المخلوقات بالعلم والعرفان احكم سبحانه الامور
فجبر اكلمهم الا الشيطان فالجده لك يا من نفخت روحك في الماد الطين وارسلت اليه رسولك بالوحي المبين انت
خالق الارواح خالق الاصباح مالك السموات والارضات لا تحصى مقدورتك ولا تتناهى
مخلوقك انت ذو العرش المجيد وفعال لما يريد والصلوة على نبيك المصطفى ورسولك لترفضه ملك لمقام المحمود
الحوض المورود فصيح فصحاء العرب الجم والبلغ من تاديب تعلم جامع الاحسان العناية وموجب الاسرار الامان في
البعثات خاتم الانبياء والمرسلين قال الله تعالى في شأنه وادرسلك لارحمته للعالمين وعلى له الكاظمين اصحابهم
بالقوة النظرية رموز الاحاديث والفرقان القاطنين عن قائل المكونين قل الله الكفر والخذلان على ازواجها لمتقين
وعلى سائر الفرق من المهاجرين والناصرين ولعقبتهم لعلهم لا يفتخروا بالعبادة الضعيف الجاني المشغوف بتذكير اصحابه على لرباني
ابو الحسن الحسن بن ملك العلما وسند الفضلاء تاج الفصحاء سراج البلاء ميرزا انور المظفر المتفوق منقطع اعصاب
الفرع والاصول صاحب المناقب لما خرو في الدنيا والآخرة حامل السر المقتضى مولانا ابو الحسن الحسين الشيرازي
العلوي بن رئيس لاقتيار حبيب الاصفياء قطب بولاية والارشاد غوث العارفين والادب ودليل الشيع
المصطفوي الشيخ الكامل العارف العادل شاه مير محمد العلوي الحنفي الطنبري الكاكوري طالب شرا

الحاكم
ابو الحسن
نور عالم
ابو الحسن
كرامات
عالم
فلاح
جمع
دال
عبد

جعل الفردوس مكانها أني لما بخت سنن الشهور ومنرت بين النار والنور ووقت الصبا من لدن شمرت على
 طلب العلم الكمال واشغلت بالتحصيل من أوائل الحال فليدت على مولاي خي بن عجمي حيدره في الحقول
 والمنقول وفريد به في التصوف والأصول الذي يكلي محامده بلسان الادنى والا فاضل مريدي مدارج في الجاس
 والفضل المتوكل على الكفيل والقائل بالصدق صبي السد ونعم الوكيل المتفرد بالعلم الخفي والجليل مولانا مقتدا نشأ
 حيد على العلوي واخيه الفضل العلامة والنور العنانية الجامعي لمحي الشريعة الغراء والجارح لبضقة الملة البيضاء والمد
 المتوكل والمتصوف الموحد الجامع بين الفروع والأصول الحافظ للمعتول والمنقول مولانا تقي على العلوي سلمها ^{العلم}
 واخذت منها النور والفرق والفقه والأصول أكثر كتب الحقول بلغت بميا من تربيتها الى المقصد الا على ^{العلم}
 ببركات فيوضها في السمار الا على ثم احرمت بطواف الكعبة المعنوية لمبدا ارتحلت من الوطن حامدا ومصليا الى
 كعبة العلماء الربانيين قبلة الكملات الرحمانين المدار عليه الا فاضل من الفقهاء الكاملين والمشار اليها بل
 من بين العرفاء الفضيلين المفسرين المحترمين والمحدث العظيم الذي جدد درس الحديث في تلك الديار بعد اندرس
 آثار السلف في هذا المصارع بعد ان طمس الجور الثمين ظهر من مخدات الرسالة والكوكب المنفى طلع من سمار الجبال
 المحيط بالعلوم احاطة السماء بالنجوم الشيخ المام مولانا محمد حسن علي الهاشمي العربي ثم ملكنوسى خير مقدمي الامم
 فريد العصر في كشف اسرار الاحاديث والتفصيل مصداق علماء امتي كانبيا ربي اسرئيل كيف لا وانه عالم لم يكن عليه
 وفاضل لم يزد عليه وان كان فوالشافعي او النعمان قدس الله روحه في النيا بر وفشت بموقفه الاعلى وتقبلت منه عليا
 وفرت عليه الهداية والسلام البيضاء وفرغت عن التحصيل المهمولى ثم تركت القبة العلية بالوارض لدينونة الدينية
 في سنة الف وثمانين واربعمين من الهجرة النبوية ولحقت في الوطن بالاهل المعيا مع توزع الناطق بالجمال
 والاستقبال ثم ذهبت وسافرت الى الكافور التحصيل بالبوشر من الفرد وقتت فيه عامين كالمين ثم قصدت الى اداو
 وبنى ربي من احي الكبراد صانها الله من الفتنة والفساد ثم لما اتفقت في الاقامة في امين فربى الفضل المندس
 بعض الاحباب دينا وترصيفا في قصص الانبياء وجمعا ذاك في احوال لا تقيار فبالغت في الانكا والكربا صراكن لم يسيغ مخالفة
 فتشعت على المسؤل اوجدت في المامول في سنة احدى وستين بعد الف وثمانين من الهجرة النبوية على صاحبها السلام الختمة
 مستعينا بفضل القديم بفضله البيضاء العيم فان التيجي لعظام هي سم وسميت الرسالة بتفريح الاذكياء
 في احوال الانبياء بالمازل من اهل الطلوع الزاكية والمرايا الصافية ان يفتوا الى ذلك المكتوب بلحاظ قبول
 ولا يخطروا في هذا الظلوم والجهول فاني قليل البصيرة وغير ايل هذه الصنعة ولو كملت على اليد جوسبي ونعم الوكيل
 اللهم اجعل آخر كلامي شهدا ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم



حمد و تحسین الهی را سر او را است که هدایت صراط مستقیم و ارشاد مسالک دین تویم بقبضه قدرت او است و مقام
 اولین و آخرین از ارباب کمال و انتقام ستحان غضب از اصحاب غوات و اضلال بخیر اختیار او متصف
 است بصفات قدیم و کمال منزله است از سمات حدوث و زوال تشکلم است بکلام قدیم معلّم است بکتاب کیم
 و ستایش صانع را در کار است که صورت صنع بدیش لوح فطرت آدم را بپنوش و علم اعم الاسما کلها از بسته
 کرد و اب آموز فیض نفس ناطقه را در مدرسه علم من البیان مالم یعلم تعلیم داد و سپاس جهان آفرینی را جواب
 که از عرش تشریف همه بر وحدت وجودش دال و از ذره ناهما جمله را بانشین هم مثال و شکر منعمی الا لوق که عقد
 یکریم تقدیر منابغی آدم در گردن من انداخت و بزمه کنتم خیر امته از حجت للناس بعنایت خویش منسلک است
 و صلوة سید و تسلیات بعد و تحیات بی احصا و دعوات لا انتہا بر حضرت رسالت پناه سلطان تختگاه
 فی مع الله کنه دان علیک لم کن تعلم روشن بیان انما فصیح العرب العجم خاتم انبیاء رسول محبتی محمد مصطفی آسمان
 جلالت مهر فلک سالت شفیع یوم محشر که رایت شفاعت کبری بکف کفایت او داده اند و عاصیان ست
 درین دار ناپایدار بامید عنایت او فرستاده اند چه اگر مریم امید شفاعت تدلک ریش دلهامی گنگار
 نکردی پیدا است که حال خستگان بیمارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی همه را از گنجه شفیع توئی وصل
 جمعیت جمیع توئی گرچه اندک بضاعتی داریم از تو چشم شفاعتی داریم از جناب او ستابتد و موجود است
 که هنوز حضرت واجب بوجوب قضای کرم موجود و قریه اختیار بصفحه ایجا و نگردانیده و قابله رحمت اطفال معلّم
 از ارحام قضا بفضای تکوین رسانیده بود که شاه بلند پرواز نور قدسش ببحال پنج در هوای سبوت طیران می نمود
 کلک عنایت چو رقم ساز کرد از همه پیش آن رقم ایجاد کرد و روزی که در جامه خانه غیب
 خلعت پیغمبری بر بالای والایش میداد و غنند و منشیان دیوان عنایت طغرائی عزای نبوت و چرا
 دبیرستان هدایت مشور پر نور رسالت بنام نایش رقم میزدند آدم علیه السلام سدا زبانش
 میروا داشته بودند شد کشاده نبوت و بیشتر از آدم و ابوت او چون زاحد زمانه لبست فطیر گل آدم نور
 بود و خمیر پیغمبر است که اوصاف جمیل اش در کتب اتم و شیت مذکور و باطلاق حمیده اش در صحائف

گفته است زبانش
 میروا داشته بودند
 پیغمبر است

اور میں مرقوم دستور اوراق صحیفہ ابراہیم بذکر تعظیمش مزین الواح کلیم شہجہ جلیل مکرّمش مبہین پور وادود
بروقائق محمدش شامل وصحیفہ حقیقہ برحقائق مکرّمش مشتمل کتاب شعبا بطرح انوارنا قبش وانجیل علیہ
مطالع الہامہ آثار اتمش میامن اقوال وافعالش راجوامع اکثر آیات قرآن جامع ومفاخر واصناف واحوالش
از مطالب اغلب کلمات فرقان طالع سورہ الشمس جہت چہرہ رخشان دست ذکر دلیل از پی کیسو
مشک نشان اوست سرچان نذری اسری نشان ب او جہد الکفار در میدان دین جولان اوست +
قاب قوسین ابرودما زانچ چشم دل فریب رب زدنی جلوہ ہامی حسن بی پایان اوست + ہر چہ آن بر
صفحہ اسکان رقم زد دست غیب از کمالات وفضائل جمگی در شان اوست + بلکہ حق سبحانہ جل شانہ
در کلام مجید کہ ہم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند واز اکثر صفات صوری ومخوی خبر میدہد ہر سہارگان
سرور را کہ زمیندہ افسر کر امت بود در لفظ لہمک باز نمود ودر گس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک درو
شدی در روضہ لائمان غیبناک نشو و نما داد وگوش باہوشش را کہ مخزن جوامہ ہر حقیقت بود ودر
بحر کیا قل اذن خیر لکم جای قرار مقرر فرسود آفتاب روی دل فریش ابراج عنایت قد نری القلب
وہجک از اذقت زوال مامون و مفتاح زبان گوہ ہارش در برج عزت فاما لیسرناہ لباسک از اعرف
طبع نفس محفوظ و مصون و شرح سینہ بی کینہ اش در دفتر الم شرح لک مصدرک مذکور ودر دل
بی غل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وصحیفہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک محرر دستور فرما
دستش کہ بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روزناست در آیہ ولا تجعل بینک بینا واز صفائی کرد
کہ بستہ فرمان ملک لمان است رمز الی غفک نشانی معین فحوائی القفس طہرک بر بخت پشت تو
اساسش کہ پشتی اولیا ازو باشد مشتمل و مضمون انک تقوم وصف پای بلند پایہ اش را کہ فوق عرش
فرش او سر و مشکفل سے امی ز سر تا پا چو چشم خویش عین مرمی + چون تواند بود وچندین حسن در یک
آدمی ودر ہم ماقال الشاعر لب لعل وخط سبز و رخ زیبا داری + حسن یوسف دم صیسی ید بیضا و در
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکنات انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنها داری + امی محب اگر ابراہیم
خلیل بود اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب جلیل است خلیل رب العز
ابتلا خلعت خلعت دادند واذ ابلی ابراہیم حبیب را از اول کبکوت محبت بیار استند و در یک خلق
نایشاء ویتجارت ملکوت آسمان را نظر گاہ خلیل ساختند و کذک نری ابراہیم ملکوت البسموات نظر گاہ
خلیل را قدم گاہ حبیب گواہند و فی فتدی خلیل بخود ستوجہ کعبہ وصال شدانی ذابہب لہری
حبیب بخود بار گاہ جلال براہ یافت اسری بعیدہ لیلہ خلیل طلب بدایت کر کہ سیدین حبیب طلب

۹۰
نسخہ دستار وچون در کتب
نسخہ کتب نمونہ ۱۱

۹۱
نسخہ کتب نمونہ ۱۲

۹۲
نسخہ کتب نمونہ ۱۳

۹۳
نسخہ کتب نمونہ ۱۴

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸۸	فائدہ ذکر قتل قبطی -	۶۴۳	قصہ حضرت خضر علیہ السلام
۵۸۹	فائدہ وجہ رفتن بدینہ -	۶۴۵	فائدہ بیان عجائبات حضرت خضرؑ -
۵۹۱	فائدہ ہجرت موسیٰ مصر سے -	۶۴۹	فائدہ تحقیق لفظ خضر -
۵۹۲	فائدہ جلوہ فرمائی حضرت موسیٰ کنارہ چاہ مدین -	۶۸۰	فائدہ مصاحبت حضرت خضر با حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۵۹۵	فائدہ مسئلہ اصول فقہ -		
۵۹۶	فائدہ اختلاف در اسماے عصا کے موسیٰ و بیان معجزات موسیٰ -	۶۸۲	قصہ ہلاک قارون -
۵۹۹	فائدہ روانگی حضرت موسیٰ از مدین جانب مصر -	۶۸۸	فائدہ عروج بن عوف -
۶۰۲	فائدہ داکشتن عصا در دست راست سنت است -	۶۹۲	فائدہ بیان نما کے الہی -
۶۰۳	فائدہ حکمت در قلب ہیت عصا -	۶۹۳	فائدہ بیان سن وغیرہ -
۶۰۴	فائدہ وجہ ترس موسیٰ از ہر -	۶۹۶	فائدہ بیان معجزات دیگر از حضرت موسیٰ -
۶۰۵	فائدہ اختلاف در آیہ کبر سے -	۶۹۷	فائدہ بیان بے ادبی بنی اسرائیل -
۶۰۶	فائدہ رسیدن حضرت موسیٰ بنجانہ -	۶۹۹	فائدہ دخول اریکا -
۶۱۹	فائدہ چار طفل شیر خوارہ کلام کردہ اند -	۷۰۵	فائدہ وفات موسیٰ علیہ السلام -
۶۲۰	فائدہ قصہ مرد چارم -	۷۰۷	فائدہ حال قبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم -
۶۳۵	فائدہ مقبول ہونا ایمان باس کا -	۷۱۱	تفریح شانزدہم در احوال حضرت یوشع علیہ السلام
۶۳۶	فائدہ یہ قصہ حال سالک سے مشابہ ہے -	۷۱۱	فائدہ جہاد یوشع علیہ السلام -
۶۴۲	فائدہ نکتہ تفسیری -	۷۱۲	فائدہ وفات یوشع علیہ السلام -
۶۴۳	فائدہ وجہ تفضیل اربعین -	۷۱۳	فائدہ اختلاف در قبر یوشع علیہ السلام -
۶۴۴	فائدہ گوسالہ پرستی بنی اسرائیل -	۷۱۳	تفریح ہفتم در احوال حضرت حزقیل علیہ السلام
۶۴۶	فائدہ وجہ معرفت جبرئیل علیہ السلام -	۷۱۵	فائدہ وجہ تسمیہ ذوالکفل -
۶۴۷	فائدہ معنی خلیفہ -	۷۱۶	تفریح ہشتم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام
۶۵۲	فائدہ رفع شبہہ -	۷۲۲	فائدہ ملاقات الیاس و خضر در وادی -
۶۵۶	فائدہ سوال رویت بار دوم -	۷۲۳	تفریح نوزدہم در احوال حضرت الیسع علیہ السلام
۶۶۰	فائدہ توجہ دیدار خدا -	۷۲۵	تفریح بیستم در احوال حضرت تمویل علیہ السلام
۶۶۲	فائدہ بیان انبکال مع جواب -		
۶۶۷	فائدہ بیان اختلاف در بقعہ کہ نر بود یا مادہ -		
۶۷۰	فائدہ بیان نکتہ -		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۲۸	فائدہ تابوت سکینہ باقوال مختلفہ۔	۷۲۳	فائدہ احوال حضرت لقمان حکیم۔
۷۳۰	فائدہ وجہ تسمیہ تابوت سکینہ۔	۷۲۷	فائدہ درنصاح حضرت لقمان۔
۷۳۱	فائدہ در بیان آنکہ تعظیم تبرکات انبیاء و اولیاء از کتاب سنت ثابت است۔	۷۲۸	فائدہ در بیان نصاح دیگر۔
۷۳۳	فائدہ بیان ثلاث سکینہ بقول اہل تصوف۔	۷۷۵	تفریح نسبت و دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام
۷۴۰	تفریح نسبت و یکم در احوال حضرت داؤد علیہ السلام	۷۷۷	فائدہ در بیان آواز ہائے بعض طیور در بیت بیان معجزات۔
۷۵۲	فائدہ ابتدا تعمیر بیت المقدس۔	۷۷۸	فائدہ در بیان آنکہ تسخیر سوا معجزہ حضرت سلیمان و طی ارض کرامت اولیاء است مرحومہ۔
۷۵۳	بیان واقعہ کس و ہقانی کہ در بروئے حضرت داؤد آمدہ و حکم حضرت سلیمان دران درست شدہ کہ درونے الریل۔	۷۷۹	فائدہ بیان ثبوت حرمت تصاویر و دروین اسلام و جواز این بود در عہد سلیمان م۔
۷۵۴	فائدہ در بیان آنکہ خداوند کبریا مراصابت حضرت سلیمان در کلام خود مدح فرمودہ۔	۷۸۰	فائدہ بحضور حضرت سرور کائنات قوم جن بشوق تمام حاضر شدہ ایمان مے آورد و بحضور سلیمان بنحوت۔
۷۵۷	واقعہ دوم از بخاری و مسلم کہ دران ہم اصابت رائے حضرت سلیمان واضح میشود۔	۷۸۱	فائدہ قصہ دعوت مخلوقات الہی۔
۷۵۸	واقعہ سوم پیرزائے برہواداد خواہ شدہ در انہم حاکم حضرت سلیمان صحیح شدہ۔	۷۸۲	فائدہ قصہ نملہ سلیمان علیہ السلام و بیان نصاح نملہ بحضور جناب۔
۷۵۹	واقعہ چہارم سمن از قاضی شہر رنے حسینہ کہ براصابت رائے حضرت سلیمان لیل است۔	۷۸۳	فائدہ قصہ ہد ہد و بلقیس۔
۷۶۰	بیان سوالات کہ حضرت جبرئیل وقت وفات حضرت داؤد آوردند کہ حضرت سلیمان جواب آئندہ دادہ اند۔	۷۹۰	فائدہ در بیان نسبت بلقیس۔
۷۶۱	فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل بسبب شکار ما بیان بروز شنبہ۔	۷۹۳	فائدہ در بیان وجہ طلب درق بلقیس۔
۷۶۲	فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری ز مسیحی در دخول معرکہ قائل مسیح صوری بودہ اند۔	۸۰۲	تنبیہ در بیان بے انصافی نصاری کہ الزام ثنوت زوجیات بہ نسبت حضرت مسلم میکنند۔
۷۶۳	تنبیہ در آنکہ مسیح صوری در امت مرحومہ متولد شدہ نہ مسیح صوری۔	۸۰۴	فائدہ قصہ گنگشہ خاتم سلیمان علیہ السلام۔
۷۶۴	فائدہ در بیان آنکہ مسیح بنی اسرائیل مسیح صوری بودہ اند۔	۸۱۰	فائدہ بشارت حضرت سلیمان بہنوت حضرت خاتم المرسلین۔
۷۶۵	فائدہ ذکر سلطنت حضرت سلیمان۔	۸۱۳	تفریح نسبت و سوم در احوال حضرت شعیا و ارمیا علیہ السلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۱۸	فائدہ در اختلافات باحوال نجات نصیر-	۸۶۶	فائدہ از برکت دعاے مادر مریم شیطان حضرت عیسیٰ و مریم راس نہ کردہ-
۸۱۹	فائدہ در بیان بشارات حضرت شعیبا و امیکا کہ نبوت حضرت صلعم دادہ اند-	۸۶۸	فائدہ در مراد کریمہ قبلہا بہا بقبول حسن بیان نو اند کریمہ انی لک ہذا-
۸۲۱	فائدہ در ذکر دانیال اکبر و دانیال اصغر-	۸۷۰	فائدہ بیان نکات تفسیریہ کہ در دعاے حضرت نوکر یا اہل تفسیر بیان کردہ اند-
۸۲۳	فائدہ بشارات حضرت دانیال بہ نبوت حضرت صلعم	۸۷۴	قصہ حضرت مریم علیہ السلام-
۸۲۶	فائدہ در ذکر خرابی یہود کہ دو مرتبہ واقع شد-	۸۷۷	فائدہ در بیان آنکہ وہاں کس از اطفال درخت شیر خوارگی کلام نہ کردہ-
۸۳۱	تفریح بست و چہارم در احوال حضرت عمر علیہ السلام	۸۸۰	ذکر شہادت حضرت زکریا علیہ السلام-
۸۳۶	تفریح بست و پنجم در احوال حضرت یونس علیہ السلام	۸۸۷	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ و یسوع حضرت زکریا شیشہ ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف-
۸۴۰	فائدہ در بیان نکات کریمہ قاصر حکم ربک الم-	۸۸۷	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ و یسوع حضرت زکریا شیشہ ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف-
۸۴۲	فائدہ در مرقع خاندن لاله الا انت سبحانک کہ اسم اعظم ست-	۸۸۷	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ و یسوع حضرت زکریا شیشہ ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف-
۸۴۶	فائدہ در تحقیق این امر کہ حضرت محمد و در انبیاء الوالہم ستند-	۸۸۷	فائدہ اختلاف در آنکہ حضرت یحییٰ و یسوع حضرت زکریا شیشہ ندیا بعد وفات یا شہادت جناب موصوف-
۸۴۸	فائدہ بعد دیدن عذابین بکافران آید الا قوم یونس بکافران-	۸۹۷	ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام-
۸۴۹	احوال ذوالقرنین-	۹۰۲	تقدیر حضرت عیسیٰ-
۸۵۱	فائدہ در بیان آنکہ آمد و جد با تقرب فی عین حجتہ و رفع شبہ نصاریٰ-	۹۰۶	حال تحریف کتب قدیمہ
۸۵۴	ذکر دخول سکندر در شہر سبا-	۹۱۰	بیان اسباب خرابی بنیل-
۸۵۶	ذکر سد سکندری-	۹۱۳	تقریر نسخ احکام توریت-
۸۶۰	تفریح بست و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام-	۹۳۶	قصہ اصحاب کف-
۸۶۲	فائدہ در بیان آنکہ در استنکاف یا علیہ السلام و خود بود کہ فرزندان را از نذیرہ بکشد و در سبب بگیند اشتند-	۹۵۷	احوال ہلاکت اصحاب فیل-
		۹۶۱	ختم جلد اول-

الحمد لله على عباده الذين اصطفى

درین روز کتاب برکت خطاب مایع جمیع سالار معجزات از ابوالبرادر ذمنا خاتم الانبیاء و شهادت حضرت حسین علیه السلام
از روی آیات قرآنی و احادیث نبوی و اقوال اولیای کرام و کتب معتبره و تفاسیر و معانی و مشائخین یافته شده

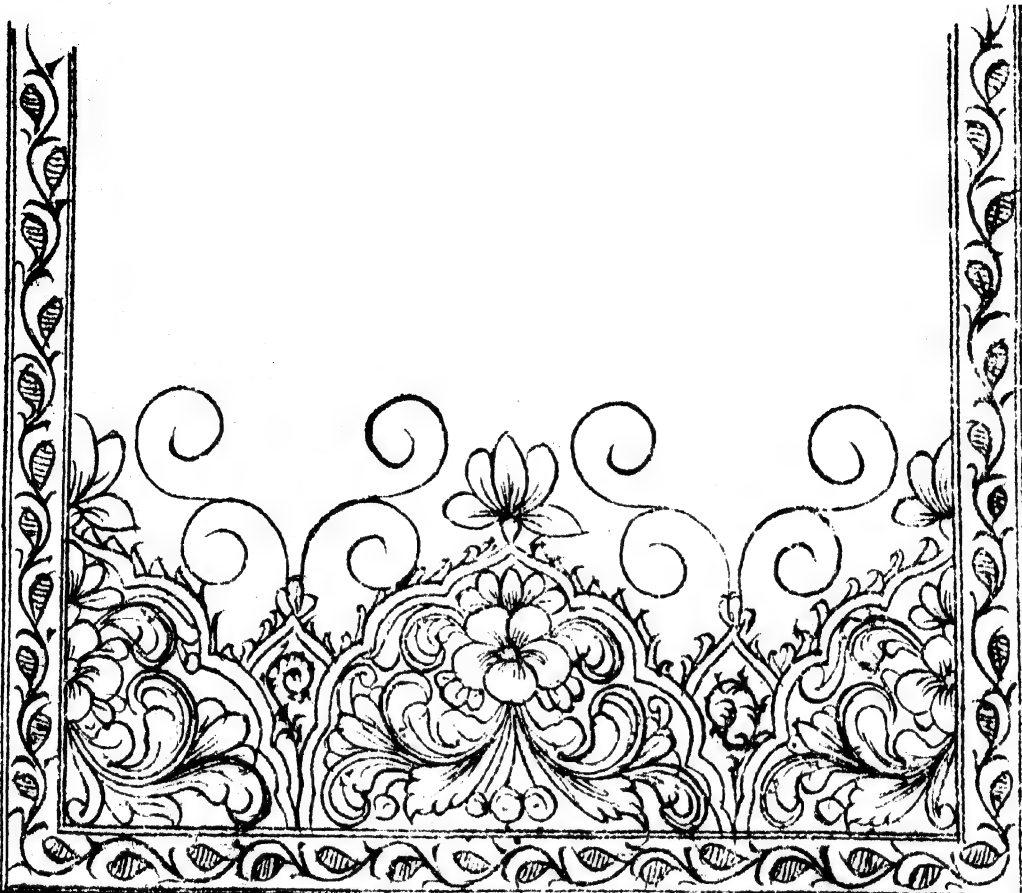
مسمی به

احوال الانبیاء تفصیح الازکیاء

جلد اول

از تالیف شیخ زبده علماء السوء عرفا سوخته آتش جهنم مصطفوی لوی ابوالحسن حسین بن علی بن ابی طالب
تصحیح و تخریج و تصحیح و تخریج ابوالحسن حسین بن علی بن ابی طالب و تصحیح و تخریج ابوالحسن حسین بن علی بن ابی طالب

مطبعه منشوریه کاشی طبع و نفا
درین نادانستان کاشی طبع و نفا



بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الذي خلق الانسان جلا خليفة الارض بالنفس الاحسان فضله على المخلوقات بالعلم والعرفان اعلم بسجودك للآله
فمجي اكلهم الا الشيطان فالجهد لك يا من نفخت روحك في المار والطين وارسلت اليه رسولك بالوحى لمتهين انت
خالق الارواح خالق الاصباح ملك الملكوت ملك الجود واللاهوت لا تحصى مقدراتك ولا تنانيدى
مخلوقاتك انت في العرش المجيد وفعال لما يريد والصلوة على نبيك المصطفى ورسولك لرئيس الممالك المتنامي محمودا
المحضر المورود فصيح فصحاء العرب والجمع والجمع من تاديب تعلم جامع الاحسان العناية وموجب الامن لان في
القيامة خاتم الانبياء والمرسلين قال الله تعالى في شأنه ومارسلناك لارحمته للعالمين على آلاءك طين اصحاب الجنتين
بالقوة النظرية رموز الاحاديث والفرقان فاطمين عن قائل المنكرين قل الله الكفر والخذلان على ازواجها لهما المؤمنين
وعلى سائر الفرق من المهاجرين والناصرين ولبعد فيقول العبد الضعيف الجاني المشغوف بتذكر اسمك العلي حتى لياني
ابو الحسن الحسن بن ملك العلماء وسند الفضلاء تاج الفصحاء سراج البلغاء ميزان الحقول والمنقول مشيع اعصان
الفروع والاصول صاحب المناقب لما خرو في الدنيا والآخرة حامل السمر المرقصوى مولانا ابو الحسن الحسين الشهيد
العلوى بن رئيس لا تقيار جنيب الاصفية قطب بولاية الارشاد وغوث العارفين في الادب ودينيل الاشيع
المصطفى الشيخ الكامل العارف العامل شاه ميسر محمد العلوى الحقيقى الفطن درى الكاكويسى طالب شراهما

نقش
لحکومت
بودنای
نور عالم
بدری
کرامت
عالم
فلا بد
جمع
دول
سردن

جعل الفردوس مكانها آتى لما بلغت سن الشهور وميزت بين النار والنور وقرنت الصبا من لدن شمرته وخلق
طلب العلم الكمال واشغلت بتحصيل من اوائل الحال فكلت على مولاي اخي ابن عمي حيدر عهده في المعقول
والمنقول وفريد هره في التصوف والاصول الذي يحكي محامده بلسان الادنى والا فاضل في سري مدائح في الحبس
والفأل المتوكل على الكفيل والقائل بالصدق حسب السند نعم الوكيل المتفرد بالعلم الخفي والجليل مولانا مقتدا نشأ
حيدر على العلوم واخيه الفاضل العلامة والنحرر النهاية الحامي محي الشريعة الغراء والجازس لبيقة الملة البيضاء والمدرس
المتوكل المتصوف الموجد الجامع بين الفروع والاصول الحافظ للمعقول والمنقول مولانا تقي على العلوم سليمان العلي
واخذت منها النحو والفقه والاصول اكثر كتب المعقول بلغت بميا من تربيتها الى المقصد الاعلى على القيت
بركات فيوضها في السمار الاعلى ثم احرمت بطواف الكعبة المعنوية بلباء اترملت من الوطن حامدا ومصليا الى
كعبة العلماء الربانيين قبلة الكمل الرحانيين المدر اعليه الا فاضل من الفقهاء الكاملين والمشار اليه في كل
من بين العرفاء الفاضلين المفسر المحترم والحديث المعظم الذي جدد درس الحديث في ملك الديار بعد اندرس من ظهر
آثار السلف في هذا المصار بعد انظمس الجوهري ثمين ظهر من مغذات الرسالة والكوكب المضي طلع من سمار الجلالة
الحبيب بالعلوم احاطة السماء بالنجوم الشيخ الحام مولانا محمد حسن علي الهاشمي العربي ثم للكنسوي خير مقدم في انهم
فريد العصر في كشف اسرار الاحاديث والتفصيل مصداق علماء ائمتي كانبيا وبنى اسرئيل كيف لا وانه عالم كم عين
وفاضل لم يوجد بليد ان كان فهو الشافعي او النعمان قدس الله سره فوفى الدنيا برقدت بموقفة الاعلى وتقبلت منه طليا
وقرت عليه الهداية والمسام البيضاء وقرنت عن التحصيل المسمى ثم تركت العتبة العلية بالواضل لدينونة الدينية
في سنة الف وثمانين وثمانية واربعين من الهجرة النبوية ولحقت في الوطن بالاهل العيال مع توزع الناطق بالحال
والاستقبال ثم ذهبت وسافرت الى الكانفوت تحصيل ما يوجب من الضرر وقتت فيه عامين كالمين ثم قصدت الى اماو او
وينف ري من احي اكر ابا وصاتها القدر من الفتنة والفساد ثم لما اتفقت في الاقامة في المين فوري بفضل السند من
بعض الاحباب وينا وترصيفا في قصص الانبياء وجمعا واليفا في احوال لا تقيار فبالخت في الانكا والكرطال صر لكن لم ينفخ من الفتنة
قشرت على المسؤل احدث في المامول في سنة احدى وثنتين بعد الف وثمانين من الهجرة النبوية على صاحبها السلام التحية
مستعينا بفضل القديم تقيضا بفيضه العريق ان تتيحي النظام هي سم وسميت الرسالة بتفريح الادب كسار
في احوال الانبياء بالمازل من اهل الطلوع الزاكية والربا الصافية ان يفتوا الى ذلك المكتوب بلحاظ قبول
والخطير الى ان الظلوم والجهول فاني قليل البصيرة وغير اهل هذه الصناعة ولو كلت على الله بحسبي ونعم الوكيل
اللهم اجعل آخر كلامي اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم

العلو
العلو
العلو



جمیع السنه معبودی را نر او راست که هدایت صراط مستقیم و ارشاد مسایح دین قوم لقبه الله قدر او است و تمام
 اولین و آخرین از ارباب کمال و انتقام ستحقان غضب از اصحاب غواصت و اضلال بخیر اختیار او متصف
 است بصفات قدیم و کمال منزله است از سمات حدوث و زوال مشکلم است بکلام قدیم معلوم است بکتاب کیم
 و ستایش صافی را در کار است که صورت صنع بدیش لوح فطرت آدم را به نقوش و علم افعم الاسما کلها از بسته
 کرد و ادب آموز فیض نفس ناطقه را در مدرسه علم من البیان مالم یعلم تعلیم داد و سپاس جهان آفرینی را جواب
 که از عرش تشریف همه برودت وجودش دال و از ذره تاها جمله بر او بتیش بهمتال و شکر منعمی الا لکن که عقد
 یکریم تقدیر مناسبتی آدم در گردن من انداخت و بزمه کتم خیراته اخرجت للناس بعنایت خویش منسلک نشا
 و صلوة سید و تسلیات بعد و تحیات بی احصا و دعوات لا انتهاب حضرت رسالت پناه سلطان تختگاه
 فی امح الله کلمه دان علمک لم کن تعلم روشن بیان انا فصیح العرب العجم خاتم انبیاء رسول محبتی محمد مصطفی آسمان
 بلالت مهر فلک سالت شفیع یوم محشر که رایت شفاعت کبری بکف کفایت او داده اند و عاصیان ست
 ویرین دارنا پندار بامید عنایت او فرستاده اند چه اگر مریم امید شفاعت تدبیرک ریش دلهامی گنگار
 نگردی پیدا است که حال خستگان بیمارستان جرم و عصیان بکجا کشیدی همه از گنجه شفیع توئی و صل
 جمعیت جمیع توئی و گرچه اندک بضاعتی داریم و از تو چشم شفاعتی داریم و از جناب او ستابتدار موجود
 که هنوز حضرت واجب لوجود مقتضای کرم وجود و قریه اختیار بر صفو ایجا و نگردانیده و قباله رحمت اطفال معلوم
 از ارحام قضا بفضای تکوین نرسانیده بود که شاه بلند پرواز نور مقدسش ببحال پنج در هوای سبوتیه طیران می نمود
 س کلک عنایت چو رقم ساز کرد و از همه پیش آن رقم ایجاد کرد و روزی که در جامه خانه غیب
 خلعت پیغمبری بر بالای والایش میداد و منشیان دیوان عنایت طغرائی عزای نبوت و چهر
 و بیستان هدایت مشور پر نور رسالت بنام نامیش رقم میزدند آدم علیه السلام سر از تابش
 بیرو داشته بودند شد کشاده نبوت او بیشتر از آدم و ابوت او و چون ز احمد زمانه بخت فطیر و گل آدم نبور
 بود خمیر پیغمبر است که اوصاف جمیل اش در کتب آنم و شیت مذکور و اخلاق حمیده اش در صحائف

نقل شده است از
 خطه زین العابدین
 علیه السلام

ج

ادبیں مرقوم و مسطور اوراق صحیفہ ابراہیم بذکر تعلیمش مزین الراح کلیم شہج تبیل و مکر تبش مبشج بود و او
بر دقائق محمدش شامل و صحیفہ حقیق بر حقائق مکرش مشتمل کتاب شعبا بطرح انوار مناقبش و انجیل عیسی
مطلع الہ آثار متبش میاسن اقوال و افعاش را جوامع اکثریات قرآن جامع و مفارخاوصاف و احوالش
از مطالب اغلب کلمات فرقان خالص سورہ و الشمس صفت چہرہ رخشان دوست و ذکر اللیل از پی کیسو
مشک نشان دوست و سر جان لذی اسری نشان ب او و جادہ الکفار در میدان دین جولان اوست +
قاب قوسین ابرو و مازانچ چشم دل فریب + رب زدنی جلوہ بای حسن بی پایان اوست + ہر چہ آن بر
صفحہ امکان رقم زد دست غیب + از کمالات و فضائل حملگی در شان اوست + بلکہ حق سبحانہ جل شانہ
در کلام مجید کرم از سر تا قدم آن محترم یاد میکند و از اکثر صفات صوری و مخوی خبر میدہد ہر سہارگان
سرور را کہ زینبہ افسر کرامت بود و در لفظ لعلک باز نمود و در گس دیدہ حق دیدش را کہ چشم فلک و رو
شدی در روضہ لا تمدان غلبہ نکشود و نمود او و گوش با ہوشش را کہ مخزن جوامع ہر حقیقت بود و در
بحر کنایہ قل اذن خبر لکم جایی قرار مقرر فرمود و آفتاب روی دل فریش را براوج عنایت قد نری القلب
و بہک از آفت زوال ماسون و مفتاح زبان گوہ ہارش در برج عزت فاغا لیسرناہ بلسانک از تصرف
طبع و نفس محفوظ و مصون و شرح سینہ بی کینہ اش در دفتر الم شرح لک صدرک مذکور و سر دل
بی غل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و صحیفہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک محرر و مسطور فرما
دستش کہ بحر محیط از رشک سخاوت او کف بر روزناست در آیہ ولا تجعل بیک کسین و از صفائی کرد
کہ بستہ فرمان ملک لمان است رمز الی غفک نشانی معین فحوائی القطن طہرک بر صفت پشت تو
اساسش کہ پشتی اولیا ازو باشد مشتمل و مضمون الہک تقوم وصف پای بلند پایہ اش را کہ فرق عشق
فرش او سر و متکفل سے اسی ز سر تا پا چشم خویش عین مومی + چون تواند بود چندین حسن در یک
آدمی و نغمہ ماقال الشاعر لب لعل خط سبز و رخ زیاداری + حسن یوسف دم صیسی بد بیضا و آرا
شیوہ و شکل و شمائل حرکات و سکانات + انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری + آہی محب اگر ابراہیم
خلیل بود استخدا اللہ ابراہیم خلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب رب جلیل است خلیل رب العزیز
ابتلا خلعت خلعت دادند و ادا بلی ابراہیم حبیب را از اول کبکوت محبت بیا استند و در یک غلج
بایشار و بختار ملکوت آسمان از نظر گاہ خلیل ساختند و کذلک زمی ابراہیم ملکوت السموات نظر گاہ
خلیل را قدم گاہ حبیب گویانند نغمہ دنی فتدی خلیل بخود متوجہ کعبہ وصال شدانی ذابہب عربی
حبیب بخود بارگاہ جلال راہ یافت اسری العبدہ لیلہ خلیل طلب ہدایت کرد سیدین حبیب با طلب

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

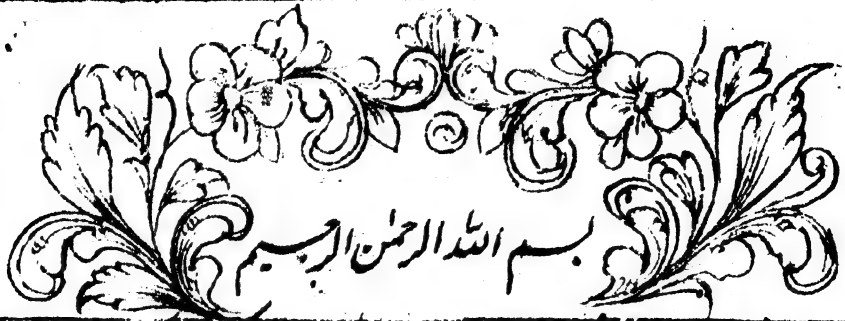
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

وگوئی عقیدت در میدان صدق می اندازد و بعد از یکبار آورد و صد و شصت و یک سال دست ارادت
 بر امن دولت سرور گنات علیه افضل الصلوة و التسلیمات زده از روی نیاز بآن خواجہ کار ساز
 میگویند زافرینش عالم غرض توئی شایا به همه طفیل تو و جلگی برای تو ایم به تو افتابی و مافیه سا
 بهو ادارت به تو باد شاهی و مهندگان گدای تو ایم به با شناسیت از بحر غم توان رستن به زری سعادوت و دود
 که آشنای تو ایم به نمی خوریم غم از تاب آفتاب بختاب به روز خشم خود رسای تو ایم به اگر چه با سبب
 جرم کارولی به امید و ارجو تو و عطای تو ایم به و الحق فضل کمال این عاشقان و غزو بهال این
 از سر حد احصا متجاوز و بر خرد و انشاء مناقب و ابدار علو مناصب شان عاجز و خرد خورده و ازان
 وقوف بر سر حد تقریر آن بجز و قصود معترف و دهم سیریل انعم و شرح شری از ان بانرا تحیرت از بحر غم
 فتو معترف به شناسش توجه و اند زبان قاصر سن به که هر چه وصف تو کردم نزار چندان می نگار آنچه زبان
 قرآن با ثبات آن اقامت شهادت می نماید و لسان ترجمان حضرت ملک حمان اشارت می فرماید
 بیان را شاید که پدر ملت و صاحب خلعت صلوات الله علیه از بارگاه و اهب العطا یا پنج تحفه درخواست
 حق سبحانه دعوات او را مقرون اجابت ساخته مطالب نموده و عطا فرمود و ابواب بهمان مفتوح
 و مرآت ناخواسته بر روی امت حبیب علیه السلام گشود و غنی خلیل از جبار جلیل دولت مغفرت طلبید
 که اطمح ان لیغفر لی خطیئتی و بی نوایان این امت را بطلب ایشان فرود غفران رسید لا تقبلوا من
 رحمة الله خلیل سدا نمود که از رسوائی قیامت ایمن باشد و لا تخزنی یوم یبعثون نیازمندان این است
 بهمان که امت بشارت دادند یوم لا یخزی الله البنی و الذین امنوا مع خلیل مرتبه وراثت نیست مطمح
 نظر ساخت و اجلنی من و رفقة خیرة النعم مفسدان امت حبیب را نیز بدان وراثت نامزد و فرزند اولیست
 هم الوارثون خلیل استثنای نساکم چمن قبول درخواست فرمود و بنا تقبل منا انک انت السميع العليم
 امید آرزومندان این امت را بر واثق قبول معطر ساختند و هو الذی تقبل التوبة من عباده خلیل
 و راتبهاج توبه از رفیق توفیق استمداد نمود و تب علینا انک انت الثواب الرحیم رهبران سبیل نبین
 حبیب را بعد و بدرقه عنایت بستر منزل همین مراد رسانیدند و توب الله علی المؤمنین و عجب تر آنکه حضرت
 خلیل علیه السلام را به پدری این است بامزد گردند یا به یکم ابراهیم و موسی کاظم اسلام الله علیه و آله
 این جسامه ساختند تا انت بجانب الطور از ناد و حضرت رسالت پناه را علیه الله علیه سلم
 بمهر بانی ایشان فرموده اند و اخفص جناح لک المؤمنین و نیز باید شنید که از برای ای بفرموده که بازمان
 خزائن عنایات جاودانی بدین صدر ششمان مجالس بدایت ربانی ارزانی داشتند نصیب بهام بنام

بسیار از این
 در این کتاب
 در این کتاب
 در این کتاب

این است عالی همت رفوزند یعنی آواز و خاست خلیل را با قطار عالم رسانیدند و آنحضرت را بر این خلیل از بدیه
نحبت این است آفاق جهان را بدین صدا پر ساختند که چشم و بگونه خلعت اصطفا و مروی پوشانیدند
و اقد اصطفینا فی الدنیا قبا ی همان که است بر قامت استقامت این است و ختم و ششاکت
الدین اصطفینا بواسی اعتبار او را در فضی غلظت برافراختند اجنباه و دراه و علم عزت ایشان را نیز بطرف
همین اعزاز مبطر و مینرسانند و اجنباه کلم صفت حقیقه غلیل را ثابت کردند و لکن کان حنیفا عاشقان
نیز از همین مرتبه بهره رسانیدند مخلصین له الدین خفا و رتبه اسلام او را در هر چه شهادت دادند کان حنیفا
مسلمانان تا بحال حبیب را نیز از همین نام مشهور عالم گردانیدند هر سال که مسکین حضرت خلیل را از بشارت
غلام بهره مند سازند و بشارت ابراهیم علیه السلام حضرت حبیب را با بشارت ابراهیم بنواختند و بشیر المؤمنین
و ابواب نجات بمذبح رحمت برومی موسی علیه السلام برکشادند و انجینا موسی و نجات مساجاتیان
این گروه را بدین صورت جلوه دادند و قاطعاً علی المؤمنین لای معالی او را بصفت محبت در سلک
سادات کشیدند انبی مسلک اسحق و ارمی و در مناخ میزد و جاسیت ایشان را در عقد اشماس نظم گردانیدند و معظم
ایشان کفر اسباس تقرب او را بر مویجه مهر رسانیدند که در قرآن مجید بانی قرب ایشان را برین قاعده نهادند که
اولئک المقبولون او را به تفسیر امر از قرآن اقتیاد دادند و یسری امری بر ایشان نیز همین صورت منت
نهادند و بر التذکره الیسری دعوت او را بهدوت ابابت رسانیدند و قد اصبیت و عو کما بدیه نیاز کیشان
بیشرف قبول شرف گردانیدند و تسمیج الدین آنرا او را منظر حضرت پوشانیدند و غفرلی غفره ایشان را
نیز از همین ساغر جرحه نوشانیدند و عو کما بدیه غفر کلم او را از مملکت خوف بسم منزل امان رسانیدند و لا تخف لک
من الاثین ایشان را نیز بمعانوت فاندامن از خوف و خطر رسانیدند و اولئک لکم الامن شرف او را بتظیم
تسلیم بر جهانیان واضح گردانیدند سلام علی موسی حرمت این است را با کرام سلام بر عالمیان لایح
ساختند سلام قولاسن رب رحیم و گلشن کمال حبیب را بگلشن اتمام نعمت بسیار استند و تیم نعمه علیک
چمن اقبال متابعتش را بر بیان همین صفت مظهر ساخته و اتممت علیکم نعمته صدای کوس نصرت
آنحضرت را با سماع عالمیان رسانیدند و نصرتک الله نصره عزیز اوصیت صفت منصوویه پروانش را
درز وایای آفاق و اقطار جهان ظاهر گردانیدند و کان سلینا نصر المؤمنین لب غنچه فتح مسین را در ریاض
بالاش بر سیم عنایت خندان کردند و آنرا فتحا لک فتحا بیدای شگوفه فتح قریب را در لبستان فضل
سطیعان بشمع حمایت شگفته نمودند و اصا کلم فتحا قریب تاج و باج نزول سکینه برفق شرف
حبیب خود رساندند و انزل الله سکینه علیه و دواج همین صفت بمتابعت او برکت شرف است

تصنیف محی السنه ابو محمد بن ابن مسعود البغوی شافعی و مدارک التشریح تصنیف ابوالبرکات حافظ الدین عبد الله
نسفی خفی و تفسیر کبر تصنیف امام فخر الدین رازی صدیقی شافعی و تیسر تصنیف ابوالقاسم عبد الکریم قسری
و کثافت تصنیف ابوالقاسم محمود جارا العزیز قسری در عقائد معتزلی و در فقه حنفی و التوار التشریح تصنیف ابوالقاسم
بیضاوی شافعی و رحانی تصنیف فقیه علی هبامی و جواب القرآن و یا قوت التاویل و تفسیر سوره یوسف بکسر
تصنیف امام حجة الاسلام محمد غزالی و بسیط تصنیف علی واحدی نیشاپوری و بحر تنویر از قاضی شهاب الدین
شمس عمر دولت آبادی و احمدی از مولانا غلام مصطفی معروف بلایون خفی طبعی و در مشور از جلال الدین
سیوطی و جلال الدین از جلال الدین مذکور و جلال الدین محلی حنفی جوهر سردار مولانا حسین اعظم کاشفی
و زاهدی از ابو محمد مختار کنی ربیع الدین محمود و قرآن القرآن و اکبر از آثر الفاتحه و غارن و سعدان الجواهر مرآة
و عزیزی تصنیف حضرت تدوۃ المحققین استاذ الاستاذ مولانا عبد الغزیز محدث دہلوی و نظم الجواهر تالیف محمد بن
حسینی فرخ آبادی با سبلی نقشبندی و انیس العاشقین در حال یوسف علیه السلام و موضح القرآن ترجمہ
شاه عبدالقادر دہلوی و فتح الرحمن ترجمہ قرآن از مولانا ولی اللہ دہلوی و صحیح بخاری و صحیح مسلم و نسائی
و مشارق و ترندی و مشکوٰۃ و ترویج آن الطبری و علی قاری و شیخ عبدالحق دہلوی و عین العلم مع ترویج آن
و زہرۃ الریاض و تنبیہ الغافلین و مسہل المشرکین و فتوحات مکی و فصوص الحکم ابن عربی و شہد فصوص
علی قاری و بلجامی و محب السلالہ آبادی و فضیلت درختات ثمرات و اخبار الاخیار و جذب الصلح
مدارج و شواہد و معارج و مواہب و درج الکد و اخبار الدل و شرح فتاوی مولانا عبد العلی و در وضع الاحیاء
و کتاب الملل و النحل و ہجۃ الحافل و تاریخ یافعی و ابن خلکان و تاریخ فرشتہ و زین نقص و تکملہ
و شفا فی قاضی عیاض و لب التواریخ و خلاصۃ التواریخ و فتاوی عالمگیری و در مختار و عینی شرح کثیر
نظر بہت چشم داشت از صاحب نظران بلند فکر و آریاب استعداد و ارجند فطرت آنکہ اگر در محلے ازین
کتاب مشکلی پیش آید و از ان زلت قدم و لغزش قلم محرر رونماید تنبیح کتب مذکورہ نمایند و دوم باصلاح
زنند و اگر اصلاح و تصحیح دست نہ بد دل بہنیل خود را بر مضمون خدا صفا و دوح ماکہ رداشته کار تصحیح
و اصلاح بر دیگران گذارند کہ والدہ اناسن فرسان ہذا المیدان و لاسن حاطی لواءہ الانسان و ان حضرت
و احب العطا یا تعالت آلاؤہ چنان بنخواستیم کہ کرم وافر و فضل متواتر و احسان قدیم و انعام عمیم خلیفہ
اکدالی را با آخر تعمیر رساند و داعی را با تمام آن موفق گرداند و خاص و عام را از فوائد و تنبیہات ابن رسالہ
تفریح و نفع کامل بخشند و متولف بی بضاعت را بحسن نیت و طیب طبیعت جزای خیر علیہ السلام را لا الہ الاہور بی توکلت
علیہ جوہر نعم ہو کمل و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بر جنتک یا ارحم الراحمین



حمد غیر محدود و ستایش ہزارا لائش اُس درگاہ میں نیاز سے راجع ہو کہ جسے بیک حکم کن بلا سحوش سے زیرِ تکرار
پیدا فرمایا و شکر و سپاس تقدس اساس اُس منعم کریم کار ساز کو لائق ہے کہ اُسے ابتدا سے انتہا تک انواع
افضال و نعمتوں سے ممنون و شاکر کیا نفوس و ارواح و جوارح و اعضاء افریدیہ کو طاقت نہیں کہ اپنے
آفرینندہ کی ستایش کرے و ہندہ ہزاران ہزار گناہ شرمندہ کو کیا لیاقت کہ مدح گوئی نیز پاک مین بان دیکھا
کر سکے از دست و زبان کہ برآید کہ کز عمدہ شکرش بدرآید و الحق سلسلہ انعام و اکرام انقطاع پذیر
نہیں پس انتہا شکر و سپاس جز غیر و تقصیر نہیں ہے بچارہ آدمی کہ درین کارخانہ اش و در نیم ذرہ و نحوہ
قدرت بود فضول و مشکل تر آنکہ گریب معرفت بعجز و انہم بنور قدرت او کم فتد قبول و و در و نامحدود و از سک
ابتد تک اُس جو ہر پاک شہنشاہ سریر یولا کہ ہے جسکی صورت کے تین خاتمہ نقاش ازل و کھنچ کر دست مصور
مین پڑا آپ اچھل و ہزار جان سے نثار ہو کہ اُسے گمشدگان باو یہ ضلالت اور بت پرستی اور ستم فرائی کیا
غواہیت اور بدستی کو شمع ہدایت کے نور سے راہ مستقیم دکھلائی اور طالبان دین حقیق و ساکنان طین
توفیق پرورد و اخلاص نور و سرور کے شاہراہ بنا کر کے جو چاہے بنے کلف مقام قرب و حضوری میں چلا جائے اور
جس وقت کوئی ارادہ کرے نال محل فرحت سرور میں مقام فراوسے کون وہ جسکے قدم سے ہوا موجود
عدم و اُسکے مقدم کی بشارت سے ہوا خوش آدم و بلکہ آدم سے لگا تا مہیسیع مریم و ہر نبی کو یہ بشارت تھی
کہ وہ شاہ عالم و عنقریب آتا ہے عالم مین بعد غرض چشم و دیکھو اُسکی رسالت کی چمک کا عالم و جس جگہ اُسکے
کف پا کائنات ہو ویکجا و سالما سجدہ صاحب نظران ہو ویکجا و ہر چند فرس زبان کو سیدان ثنا خوانی مین
اسطرح روکتا ہوں جسکے رتبہ کو ملک کر نہیں سکتے اور اے تو تو خاکی ہے بھلا مدح کر گیا کیا خاک لیکن زمام اختیار
اُسکے قبضہ اقتدار سے نکلی جاتی ہے پھر طوطی شکرین مقال خامہ کو برابر تہیہ بیان کے بھلا سکے یوں کہتے ہیں
سے زین رشتہ شدم گسستہ امید و خاکی چہ کند سپاس خورشید و گروہ تو یہ کہتی ہے سہ حرام دانم با دیگران
سخن گفتن و کجا حدیث تو آید سخن دراز کنم و ہزار گو نہ بلنگم ہر نیم کہ بر بندہ رسد کہ آن نسبت ترک و ناز کنم
بالجملہ فرس بیان نبدان ثنا خوانی مین از خود مطلق الخیاں ہے اور طوطی فصیح اللسان فغنح گوئی مین
بنجو و عذب البیان و تالی قرآن کہ زبانی رود و اسے و امیل اذ اسبح و دلربا ہے جست و

اذاع البصر طغی علی ذلک انبیاہ و اولو الغرہ کو وقت خطابت نہ سے علامت مخاطبہ یا کہ یا اوسم کہ یا نوح یا ابراہیم علیہم السلام
 و یا موسیٰ انی انما ربک یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ و یا ذکریا انا نبینک یا یحییٰ خذ الکتاب یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتہ او حسب توبت
 خطاب نہ حضرت مصلی اللہ علیہ سلم پر پونجی تو بہندہ سکر امت یا دکیا یا ایہا النبی انا ارسلناک یا ایہا الرسول بلع اور حجت
 کاملہ اولاد ابراہیم و اصحاب خیار سید مختار پر کہ انکے باعث تو اعد کفر و ضلالت و رسوم شرک جہالت کے معدوم ہو اور اس
 طاقت اور معارف حقیقت طالبین حق کو انکے سبب سے معلوم ہوئے آیت مبارکہ کے علو شان پر والی و کتب و صحائف سابقہ انکی
 حشمت و عزت کے بیان پر ہم مثال خلعت خیر اقرون میں دکنی انکے قامت باکرامت پر راست آتا ہو اور ماہ باہ سابقہ
 الاولون انکے اقبال سے نظر نہ تار ہو انین کی سعی سے انوار شریعت کمر غیب سے عرصہ شہادت میں پہونچے اور رایت
 کلید شہر علیا مرکز خاک سے دائرہ فلک تک بلند ہوئے بساط شریعت انکے سبب سے بسوٹا اور اساس معرفت انکے
 باعث سے مضبوط بعد اسکے تابعین راتباع تبع پر کہ نا دیدہ شوق لقاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جان غریزہ پہونچے
 اور شرف متابعت اور مطاعت پر سبابات اور افتخار کرتے ہیں بعد ان فقیر نے بضاعت معروف بصفت مہاووت
 اھتر الخلق علیہ السلام فی تحقیقہ امید و آنحضرت ذوالجھنم حسن علوی نسب حنفی مذہب قلندری شرب ساکر کاکو رمی میں
 قصبات دار الخلافتہ لکھنؤ ابن قدوہ ارباب معرفت و کمال اسوہ اصحاب جد و مال خشنہ آفتاب سمان بلند آخری فرزند
 شمع ایوان سخن گسری جامع فضائل علمی علمی حادی مقاصد علمی ازلی کاشف غوامض فائق پردہ کشا سید السعفاء فی
 جمیع العلوم فریدیانی علم اللہ التواریخ و حیدر ولادہ ابو الجھنم بن شہید علوی بن قطب کلام غوث عارفان ہر داتو کلام
 قائم اہل عرفان آفتاب سیر ولایت آسمان فضل کرامت قبلہ ارادت کیشان عقیدت گزین کعبہ سجدہ گزراں فرسودہ چین
 حضرت شاہ میر محمد قلندر علوی ابن حضرت شاہ محمد کاشف سبز پوش حشتی ابن حافظ قرآن شیخ خلیل الرحمن شہید بن شیخ
 عبد الرحمن بن حافظ غلام محمد بن شیخ سیف الدین بن شیخ ملا ضیاء الدین بن شیخ مولانا عبد الکریم قادری بن حافظ شیخ
 شہاب الدین قاری المعروف شیخ سونو حوض سونو حوض صاحب بن مخدوم معظم شیخ نظام الدین قاری قادری معروف بشاہ
 بھکاری شیخ بھیکہ بن قاری امیر سیف الدین قاری امیر حبیب اللہ نظام الدین معروف بامیر کلان بن قاری امیر نصیر الدین
 دلیل اللہ بن محمد صدیق معروف بابی محمد خانی قاری بن شیخ عبد اللہ قادری بن شیخ عبد الصمد قادری بن شیخ امیر
 شمس الدین خرد المعروف بالقاری المحقق صاحب جمع الجوامع الکبیر فی لغات الامادیہ و التفاسیر بن القاری
 عبد المجید دربان آستانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج الحرمین سلطان قاری بن امیر امیر امیر
 قاری نواسہ و خلیفہ سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الاعظم عبد القادر حلیانی رحمۃ اللہ علیہ بن امیر سلطان
 عبد الطیف قاری بن امیر عبد اللہ خانی بن امیر مولانا شمس الدین صابر بن امیر محمد الدین خانی قاری بن امیر
 سلیمان قاری مفسر کلام باری بن مولانا وجیہ الدین احمد قاری بن حافظ احمد قاری بن امیر امام علی

بن امام محمد بن حنفیہ بن امیر المؤمنین وعیوب المسلمین البو تراب علی مرتضیٰ اسد الدین الغالب بن ابی طالب
 کرم اللہ وجہہ فیہ التماس کرتا ہے کہ اس سچے چہان کو ابتدا سے سن شعور سے علم فقہ و تفسیر اصول و احادیث رسول
 مقبول کا شوق و اسنگیر اور تواریخ و سیر کا ذوق کاوگیر ہے اور علوم فضائل و فضیلت سے سخت نفرت اور فنون فلسفہ
 سفسطہ سے نہایت وحشت ہے خصوص چند روز سے قصص انبیاء اور حالات اصفیاء سے بجا فائدہ فراغت
 ایک نوع کا عشق ہو گیا ہے کہ جب نوکری سے فرصت ملتی ہے تو صرف اوقات باقیہ اکثر اسی میں کرتا ہوں
 اور بنیال عبرت و تصور بعیرت اسی کی تصحیح میں سرگرم رہتا ہوں اس عرصہ میں جو کتاب اس فن کی نظر
 پوری فائدہ و نکات سے خالی ملی بلکہ بعض تو کسوت صحت سے بسبب غلط روایات کتب بنی اسرائیل کے عالمی
 پالی گئی لہذا اکثر اوقات دل چاہتا تھا کہ اگر فرصت ملے اور اطمینان بھی حاصل ہو تو قصص انبیاء علیہم السلام
 کتب معتبرہ تفاسیر اور حدیث سے نکال کر بالسطح و تفصیل زبان اردو میں لکھوں تاکہ فائدہ عام ہو اور جو آیت
 قرآنیہ متعلق قصہ مندرج ہوں انکے لعل نکات و مسائل و فوائد بھی بیان کروں تاکہ فائدہ خاص بھی ہو
 تصور میں کمی برس گذرے اور غلبان اسکار و زینت رہا اب کہ سنہ ایک ہزار و دو سو اکٹھ ہجری میں
 بعض جناب با وفادار و اصحاب با صدا انظار اس سرکنون پر مہر ہوئے خصوص معدن اشفاق و مخزن غلام
 شیخ النبی بخش صاحب سرشتہ دار عدالت دیوانی ضلع میں پوری نے نہایت اصرار کیا ناگزیر یہ وصف
 عدم فرصت و قلت بصاحت اس او طویل نشان پر متوقع تفصیل ریز و زمان بسر چشم مست ہو
 اور کتب معتبرہ تفاسیر و احادیث و سیر و غیرہ کو رد و رد و لیکر بیٹھا اور عالم کی پیدائش سے بعد تحریر خط عربی
 فارسی لکھنا شروع کیا اور اجماع اہل بیت کے حال پر ختم کیا اور منقسم کیا میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ
 اور تصبیح و تفریحات اور ایک خاتمہ اور ایک تہہ اور ایک تلک لکھے

مقدمہ در بیان طاعت عالم	تفزیح اول در احوال حضرت امام	تفزیح دوم در احوال حضرت	تفزیح سوم در احوال حضرت
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام
تفزیح پنجم در احوال حضرت	تفزیح ششم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	ابراہیم علیہ السلام
تفزیح ہفتم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت	تفزیح ہفتم در احوال حضرت
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	یوسف علیہ السلام
تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام
تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت	تفزیح دہم در احوال حضرت
علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام	علیہ السلام

تفریح شانزدہم در احوال	تفریح ہندیم در احوال خلیل	تفریح پندرہم در احوال حضرت	تفریح نوزدہم در احوال
یوشع علیہ السلام	علیہ السلام	الیاس علیہ السلام	انسیس علیہ السلام
تفریح ہشتم در احوال سموئیل	تفریح بست و یکم در احوال	تفریح بست دوم در احوال	تفریح بست و سوم در احوال
علیہ السلام	حضرت داؤد علیہ السلام	سلیمان علیہ السلام	شیادار میا علیہما السلام
تفریح بست چہارم در احوال	تفریح بست و پنجم در احوال	تفریح بست و ششم در احوال	خاتمہ در احوال سید المرسلین
عزیر علیہ السلام	یونس علیہ السلام	زکریا و عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام	و خاتم النبیین صلعم
تتمہ در احوال شہادت حسین و تکملہ در بیان بعض حالات			
بعض حالات سید بر علیہم السلام ائمہ اطہار علیہم السلام			
اب امید خدا سے یہ ہو کہ یہ کتاب مقبول نظر اہل دلائل و مطبوع طالع بالان واقع ہو اور توقع طالع بالان			
بالانصاف سے یہ ہو کہ جس جگہ لغزش قلم نظر پڑے وہاں قلم اصلاح بہتر ہو اور محکوم بدعائے سلامتی ایمان و			
حسن خاتمہ یا و فرادین و توفیق الہی الہ بالہ و ہر جہی و نعم الوکیل و نسے اللہ علی خیر خاتمہ مجاہد آراء و اضحابہ اتباعہ			
وازدہ اجماعین بر جنتک یا رحم الراحمین اللہم جمل آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ			
مقدمہ الکتاب علیہ السلام و فضاہی خاشام حسب حدیث حضرت خیر الانام علیہ النجیۃ والسلام			
اگان اللہ و کمین معہ شیان کثیرین کہ سراسر ذات پاک واجب الوجود کے کوئی شر موجود نہ تھی بلکہ جمیع مخلوقات			
بقدرت کاملہ حق بر درجہ عدم سے عروج و وجود میں آئی اور تمام اہل ملل بلکہ مجوس بھی اسکے حدوث پر یقین			
و اثن رکھتے ہیں مگر اختلاف ہے کہ اول مخلوقات کیا چیز ہے وقتہ الہیاب میں ہے کہ بعضے کہتے ہیں عقل ہے			
اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سبب بر مخلوقات نور محمدی صلعم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اولین مخلوقات			
قلم ہے اور فضاہی اختلاف احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام واقع ہوئی ہیں ایک اول خلق اللہ			
العقل فقال لا قبل فاقبل ثم قال لا ادبر فادبر فقال وعزنی وجلالی بک اعطنی و بک انصع و بک انیبک			
اعاقب و دوسری اول باخلق اللہ القلم تیسری اول باخلق اللہ نوری لیکن اہل تحقیق جمع بین الاحادیث			
بر تقدیر حجت یون فرماتے ہیں کہ اولیہ دشم چہی و اضافی سوال حقیقی نور حضرت صلعم ہے اور اول اضافی			
عقل و قلم ہیں یعنی مجردات میں اول مخلوق عقل ہے اور اجسام میں قلم اور بعضے کہتے ہیں کہ اولین انوار			
نور حضرت صلعم ہے اور اولین عقول و عقل ہے جسکو حکم اقبال داو بار دیا گیا اور اسنے قبول کیا کہ مقبول			
در گاہ ہو کی اور اولین اقلام و قلم ہے جسے حکم اتی تقدیرات اشیا لوح میں لکھے اور بعضے کہتے ہیں کہ احوال			
مخلوقہ سے صرف تعدد اسماء پایا جاتا ہے مگر واحد ایک ہی ہے اور تعدد اسماء محض باعتبار حیثیات کے واقع ہے			

مقدمہ کتاب

بہار حقیقی و معنی

پس باین حیثیت کہ سب ذات خود اور جمیع اشیا کا دریافت کرے اسکو عقل کہتے ہیں اور اس حیثیت سے کہ کمالات محمدیہ پر تو نور مطلق ہی ہیں نور محمدی کہتے ہیں اور باین حیثیت کہ نقوش علوم جمیع مصنوعات میں بالوح میں بواسطہ اس کے ہوا قلم کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ جس طرح ایک شخص گواہ اور دوسے حیثیات مختلفہ وادانایا پچا بجائی بیٹا کہتے ہیں اسی طرح یہ معاملہ ہے اور بعض کہتے ہیں اولین مخلوقات لوح ہے اور بعض احادیث سے واضح ہے کہ عرش و یابی قلم سے پیشتر پیدا کیے گئے ہیں ولہذا ائسراح حدیث اول مخلق اللہ القلم کو حل کرتے ہیں اس بات پر کہ بعد خلقت عرش و آب کے اول قلم کو پیدا کیا بعد از ان لوح کو معالم النیر میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ مراد یہ سفید کی ہے اور اس کے کناروں پر یاقوت کی چنٹیاں جڑی ہیں اور دونوں دفتیان اسکی یاقوت احمر کی ہیں اور طول مقدار مسافت مابین السماء والارض اور عرض مقدار مابین المشرق والمغرب اور قلم نور سے کلام قدیم اسمین مندرج ہے اور سر اسکا عرش کے داہنی طرف لٹکا ہے اور پائین اسکا ایک فیشہ ہے جو عرش کے داہنے قائم ہے رکھا ہے اور پیشانی لوح پر لکھا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام محمد عبدہ و رسولہ فمن امن بالمد غدہ و صل و صدق بوعہ و اتبع رسولہ ادخل الجنة اور ثعلبی نے حضرت انس رضی عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہے اور سید علی نے اتقان میں لکھا ہے کہ از روئے حدیث ثابت ہے کہ ایک لوح خدا کے حضور میں ہے اسمین ایک سو پندرہ شریعتیں لکھی ہیں اور اللہ صاحب مائے ہیں کہ قسم ہے مجھ کو عزت و جلال کی کہ جو کوئی ایمان لاوے ایک شریعت کا تو میں اسکو داخل کروں جنت میں اور بعض کتب حدیث میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے اول قلم کو پیدا کیا کہ طول اسکا پانچ سو برس کی راہ اور عرض چالیس برس کی راہ تھی بعد اس کے فرمایا کہ اسی قلم لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں فرمایا لکھ جو کچھ کہ میرے علم میں قیامت تک اسطے مخلوقات کے متقد رہے سو لکھا قلم نے جو کچھ متقد تھا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں آتا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھیں اللہ نے تقدیرین قبل پیدا کرنے آسمان و زمین بچاس ہزار برس اور فرمایا کہ تھا عرش رب العالمین یا نبی پر اخبار الدول میں ہے کہ جس قلم نے تقدیر آشیاء لکھی ہیں اسمین قلم لکھا ہے اور بجائے ما دون رکنا ہے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے انوار التنزیل میں کرمیہ ہو الذی خلق السموات والارض فی ستمہ ایام وکان عرشہ علی الماء کی تفسیر میں لکھا ہے کہ قبل پیدا نشی آسمان و زمین کے عرش الہی پانی پر تھا اور کوئی شے حامل نہ تھی نہ یہ کہ عرش پانی کی شے تھا متصل اس سے تھا اور اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اصل خلقت اجرام اقسام عالم میں تھی

اور زمخشری نے کہا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ عرش دہائی قبل آسمان وزمین کے پیدا ہوئے ہیں اور شیخ ابن جوزی نے ہیں کہ مراد آب سے آب دریا نہیں ہے بلکہ وہ پانی ہے جسکو خدا نے زیر عرش صلیح چاہا پیدا کیا اور احتمال ہے کہ آب دریا مراد ہو کیونکہ عالمین عرش دریا میں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش کا پانی پر ہونا اشارہ ہے قدرت سے واللہ اعلم پوشیدہ نہ کہ پیدا آتش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیفیت میں روایتیں مختلف وارد ہیں مگر حاصل سب کا یہ ہے کہ حضرت حق نے کئی ہزار برس پیش از آفرینش عرش و کرسی و قلم و لوح و آسمان وزمین و ملک بہشت و دوزخ و حور و قصور و وحوش و طیور و جن انسان وغیرہ اشجار و نباتات کے نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا پھر اسکو عالم قدس میں تربیت کیا کہ گاہ پہ سجدہ کرایا اور گاہ پہ صرف تقدیس و تسبیح میں مشغول رکھا اور اس دن کے قیام کو پردے نے انتہا بنائے اور ہر ایک پردے میں تسبیح خاص اپنی تعلیم فرمائی پھر اسکو پردوں سے باہر نکالا تو اسمین ایک کیفیت تنفس کی ظاہر ہوئی کہ اس سے ارواح انبیاء و اولیاء و صدیقین شہداء و مؤمنین ملائم پیدا ہوئے پھر اسکو اللہ نے تقسیم کیا اور عرش و کرسی وغیرہ پیدا کیے اور آسمان وزمین کو سات سات طبقہ کر کے ایک ایک طبقہ سے مستقر اخلق کے معین کیا بعد اسکے ایک قبضہ خاک سفید و پاک موضع قبر حضرت صلعم سے اٹھا کر اسی نور سے ملایا اور حضرت جبریل نے حکم رب علیل آب تسنیم سے تخمیر کر کے فوراً انہار جنت میں غوطہ دیا اور آسمان وزمین و جبال و بحار پر عرض کیا کہ سب نے قبل خلقت آدم ابو البشر علیہ السلام کے بخوبی پہچان رکھا چنانچہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح میں عواض بن ساریہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے انی حدیث مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طہقہ یعنی میں لکھا گیا ہوں خاتم الانبیاء یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور البتہ آدم چسے تھے اپنی مٹی میں و نعم، ثیل سے گسترہ در سرائی نبوت بساط اود و آدم منہ ز رخت نیاوردہ از عدم، حقیقت یہ ہے کہ حضرت حق نے اول تجلی جو اپنی ذات پر فرمائی وہی تعین اول و حقیقت محمدیہ ہے اور باقی موجودات کے حقائق اس کے اجزا و تفصیل ہیں اہل معانی فرماتے ہیں کہ روح پاک آنجناب صلعم بنا بر تربیت ارواح عالم ارواح میں کچی گئی کہ ارواح نے تربیت پائی جیسو ح اس عالم میں مرلی اجساد بنا کے بھیجا کہ ہدایت کاملہ ہوئے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جب ارادہ الہی ایجاد موجودات اور ابداع مخلوقات سے متعلق ہوا تو ایک نور بصورت حضرت صلعم اپنی ذات سے پیدا فرمایا اور اپنے عالم میں اسکو پوشیدہ کیا اور بعد مدت کے عالم کو قائم کیا اور زمان کو کھولا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا اور ہوا چلائی اور عرش پانی پر رکھا اور زمین کو بچھایا اور سب سے اپنی اطاعت قبول کر لی پھر فرشتے پیدا کیے اور توحید حق و نبوت

حضرت کا اقرار لیا اور بعد میں اُن نے آدم علیہ السلام کے اُس نور کو پیشانی آدم علیہ السلام میں ودیعت فرما کر
 عید لیا کہ اسکو اصلا بظاہرہ میں نقل کرتے ہو اور جب نوبت ظہور اُس نور کی پہونچی تو علم دعوت بلند فرمایا سو
 جو کوئی اوتا اُس نور میں در آیا اسنے ہدایت پائی اور جو غلیمات نور میں ہا وہ اب بھی مگر اسنے اس جگہ شیخ
 عبدالعلیل قسری فرماتے ہیں کہ علی مرتضیٰ نے اس قول سے آگاہ کر دیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عالم ارواح میں بھی دعوت فرمائی ہے اور شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ بیان سے دو حدیثوں کے معنی
 بخوبی ظاہر ہوئے ایک حدیث بخت الی کافۃ الخلق یعنی میں مبعوث ہوا ہوں تمام مخلوقات اولین و آخرین
 پر یہ صرف اہل زمانہ پر دوسری حدیث کنت نبیا و آدم میں الروح والجسد یعنی میں نبی تھا اور آدم دو بیان
 روح و جسد کے تھے یعنی میں جانتا تھا کہ یہ بات علم الہی میں ہوگی اب معلوم ہوا کہ خارج میں بھی ہے اور ملائکہ
 و ارواح کو معلوم تھی بجلالت نبوت اور انبیاء کے کہ محض کتوم و مستور بعلم الہی بخفی اسی مقام سے یہ بھی ثابت
 ہوا کہ قبل پیدا کرنے سموات و ارض کے دو چیزیں پیدا ہوئی تھیں اول پانی دوم عرش اور جب ارادہ خلق خلقت
 ارض سے متعلق ہوا تو پانی سے دھوان اٹھایا اُس سے مادہ سہا بنایا کہ قال ثم استوی الی السماء وہی دھان
 پھر پانی میں ایک طرح کا تخم و بیج ظاہر ہوا اُس سے مادہ زمین بنا پھر زمین کو قطعہ قطعہ فرما کے ہفت طبق
 کیا بعد ازاں مادہ آسمان سے تو ہمہ ہو کر سات طبق گردانا تیسری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 روایت کیا ہے کہ خالق لایزال نے جب پانی پر ہوا کو مسلط کیا تو پانی میں تہوج پیدا ہوا اور جو ہر آب میں
 حرکت امواج سے سخونت حادث ہوئی اُسی سبب سے دھوان اٹھا قال صاحب اخبار الدول قال
 علماء اللغۃ انما سمیت الارض ارضاً لان الاقدام ترضھا وقد قما فی الصراح کما سفل فہو ارض اور کلام
 الہی اور احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ خلقت تمام عالم کی چھ روز میں واقع ہوئی ہے چنانچہ سورۃ الم سجدہ
 میں فرماتے ہیں اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام اور ہم سجدہ میں ارشاد ہے قل انکم لکافرون
 بالذی خلق الارض فی یومین و یجعل فیہا دھان و اسی من جنات
 و بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سوار لسا کلین ثم استوی الی السماء وہی
 دھان فقال لسا و الارض یکتا طوعا و کرہا قالتا اتینا طاعتین فقضی من سبع سموات
 فی یومین و اوحی فی کل سمار امر یا ورنیا السماء لہ نیا بمصانح و حفظ ذلک تقدیر الغزیر العظیم
 یعنی کہ تو ای محمد کہ آیت تم کافر منکر ہوتے ہو اُس سے جسنی بنائی زمین و دھان میں اور برابر کرتے ہو اُسکے ساتھ
 اور دن کو تو ہی پیدا کرنے والا جان کا اور اُسی نے پیدا کیا زمین میں جو نہ اوپر سے اور برکت رکھی اُس
 اندازہ و تھمر زمین آسمان خوراکین چاروں کے اندر بیان واضح کیا گیا و اسے سائلوں کے پھر متوجہ

بیان خلقت عالم

طرف آسمان کے اور وہ دھوان مجربا تھا پھر کہا اسکو اور زمین کو کہ آؤ دونوں خوشی سے بازو سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھہرائے سات آسمان دودن میں اور اتنا رہا آسمان میں حکم اسکا اور نوں دی ہم نے درے آسمان کو چراغون سے اور نگاہ رکھا ہم نے شیطین سے یہ ہر تدبیر زبردست خبردار کی حاصل یہ کہ دودن میں زمین بنائی اور دودن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان تمام دھوان ساتھ اسکو تقسیم کر کے سات طبق کیا اور ہر ایک کو محیط آسمان زیرین کا بنایا اور ہر ایک سمان کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان زمین کو ملایا تاکہ انکے ملاپ سے دنیا بسے اپنی طبیعت سے بازو سے وہ دونوں اپنی طبیعت سے ملے قائمہ اسکا یہ ہے کہ آسمان کی شعاع سے گرمی پڑے تو ہوا جلے گرد و غبار چڑھے کہ پانی ہو کر برسے اور چار عنصر زمین پر جمع ہوں اور مخلوقات پیدا ہوں اور آسمان حکم جدا ٹھہرایا اور یہ خدا کو معلوم ہے کہ وہاں کون کون خلق لبتی ہے اور انکا اسلوب کیا ہے زمین میں کون ہزار کارخانے ہیں اسی قدر آسمان کب خالی ہو گئے تھے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ خلقت مادہ زمین و آسمان کی کیشنبہ کو ہوئی اور ہفت طبق دوشنبہ کو فرمایا اور سہ شنبہ پہاڑ قائم کیے اور نہرین جاری فرمائیں اور چار شنبہ کو درخت اگائے اور پنج شنبہ کو مادہ آسمان کو ہفت طبق فرمایا اور جبہ کو ہر ایک سمان میں سارے پیدا کیے اور انکی گردش معین فرمائی اور فرشتوں کو ہر ایک سمان پر منصوب کیا اگر کوئی شنبہ کہے کہ اس آیت سے آٹھ دن نکلتے ہیں کیونکہ دو جگہ فی یومین ہے اور ایک جگہ اربعۃ ایام تو رفع اسکا صاحب معالم نے یوں فرمایا ہے کہ ان چار دنوں میں دودن پہلے شمار کیے گئے گئے کہما قال رد الاثر علی الاول فی الذکر کیا نقول تزوجت اس امرۃ والیوم متین واحد ما جلی متی ثرو جہما بالاس علماکو اختلاف ہے کہ ایام سے آخرت کے ایام مراد ہیں یا دنیا کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وعامۃ اہل علم قائل باول ہیں اور ایک روز اس عالم کا برابر ہزار برس اس جہان کے ہوتا ہے کہما قال الصدق لے وان یومنا عند ربک لعل سنۃ مائۃ دن اس جگہ ایک خدشہ ہے کہ روز و شب موقوف طلوع و غروب آفتاب پر ہیں اور طلوع و غروب وجود آفتاب پر اور وجود آفتاب خلقت آسمان و زمین پر پس قبل پیدائش آسمان زمین روز و شب کس طور سے متصور ہو سکتے ہیں اور آیات سے واضح ہے کہ دودن میں زمین بنائی اور دودن میں آسمان بنایا پس بعینہ اہل علم اس اشکال کے جواب میں کہتے ہیں کہ مراد حقیقت ایام کی نہیں ہے بلکہ بیان مدت ہے یعنی تمام خلقت عالم کی اس مدت میں ہوئی ہے کہ اگر اسکو مدت شب و روز پر قیاس کریں تو چھ روز ہوتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سب روز و شب طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں اسی طرح اور حرکات سے بھی دریافت ہو سکتے ہیں پس

تاریخ

تاریخ

تاریخ

بیان حوض السعید

بیان کائنات و خلیق

۱۲

احتمال قوی ہے کہ قبل خلقت ارض و سما رجس وقت نور عرش منتشر ہوتا تھا اس وقت کو روز اعتبار کرتے تھے اور پوسیدہ ہو جانا تختاب سات شمار کرتے تھے چنانکہ اب بھی عرض تسعین میں کہ آبادی زیر قطب شمالی کا نام ہے اور گردش فلکی اُس مقام میں رجوی ہے اور طلوع و غروب دیان کا بحرکت اولی نہیں ہوتا اسی اعتبار کرتے ہیں یعنی طلوع و غروب دیان کا بحرکت خاصہ چھ چھ مہینے کا ہوتا ہے اسی پر دیانات کا شمار ہے یعنی اول حمل سے آخر سنبلہ تک اور اول میزان سے آخر جوت تک رات اعتبار کرتے ہیں اور اہل تحقیق قائل ہیں کہ روز و شب جس طرح حرکات سالقہ سے محدود ہو سکتے ہیں اسی طرح حرکات لاقہ سے بھی سبق ایام کہ مدت پیدائش آسمان و زمین کے ہیں اسی خلقت سے محدود ہوئے یعنی جب ایک کام کیا اب تک پورا ہوا جب دوسرا کام کیا دوسرا روز ہوا گویا چھ روز سے چھ مرتبہ مراد ہیں کہ دو مرتبہ توجہ آسمان سے ہوا ایک بار واسطے ماوہ کے جو کہ پانی ہو دوسری بار واسطے القاء صور بسطیہ کے کہ وجود کو اکب اور ترتیب طبقات ہفت آسمان سے عبارت ہے اور صد در حرکات خاصہ اسی کے طفیل سے ہیں اور چار مرتبہ توجہ زمین سے واقع ہوا ایک مرتبہ واسطے ہم ہونچانے ماوہ سفلیات کے دوسری مرتبہ واسطے القاء صور بسطیہ کے تیسری بار واسطے افاضہ صور معدنیہ کے چوتھی بار واسطے القاء صور نباتیہ کے کہ قوت جو انات بیشتر اوسی سے ہوتا ہے اور یہ جو باوجود قدرت ایجاد کے آفرینش شیا میں تدبیر و دفع ہوئی سو یہ دلیل اختیار قادی و قمار پر اور اشارہ ہے ترک عجلت و اضطراب پر اور ایما ہے غایت ثانی پر اور مؤید اس قول کا ہے التمجید للشیطان والتالی من الرحمن بانائی گشت موجود از خدا تا بخشش و زاین زمین و خیر و نہ قادر بود کن فیکون و صد زمین و چرخ آوردی برون و این ثانی از پے تعلیم تست پھر کرن کار ویر آید درست قائمہ عرض تسعین میں حکم اداے صوم و صلوة کا یوں ہے کہ جب قناب بحرکت خاصہ بروج شمالیہ میں ہو یعنی حمل سے آخر سنبلہ تک دے کہ اس عرصہ میں دیان کج باشندہ پر دورہ شبانہ روزی میں غائب نہیں ہوتا ہے اور حرکت فلک الافلاک سے ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے پس لازم ہے کہ مدار ہر روز کو دو حصہ کریں ایک کو دن اعتبار کر کے نماز فجر و ظہر و عصر و اکین موافق اوقات نماز کے اور دوسرے حصہ کو رات اعتبار کر کے اول مغرب پڑھیں اور جب آفتاب رجب مدار پہنچے تو عشا ادا کریں اور جب آفتاب بروج جنوبیہ میں ہو یعنی میزان سے آخر جوت تک داخل ہو تو بھی اسی طرح حساب کر کے مدار کل یوم و لیلہ کو تصفیہ کریں یعنی نصف کو رات قرار دیں اور نصف کو دن اور طریق اسل صوم کا یہ ہے کہ منطقہ مائل قمر پانچ درجہ منطقہ البروج سے میلان رکھتا ہے سو جب قناب منازل شمالیہ میں ہو گا تو مدار اسکا دیان کے لوگوں پر دائم انظور ہو سیکے گا

پس لازم ہے کہ ہر بار کو نصف نصف کر کے صوم و افطار کریں اور جب منازل جنو بیہ میں جائیں پھر یہی حساب جاری کریں مگر موافق قواعد آسانی شرع کے حکم صوم و افطار اور طریق سے بھی نکل سکتا ہے کہ جب چھ مہینے کا دن اور اس قدر رات کسی جگہ ہوگی تو بحکم جبلت بشری استنہ دنوں تک بیدار رہنا یا سونا محالات عادیہ سے ہے تو لابد وہاں کے باشندے اس قدر مدت میں وقت استراحت و خواب کو وقت تلاش سے علیحدہ کرتے ہوئے سو وقت تلاش تردد کو انکے حق میں روز قرار دینا چاہیے اور ہر روز کی نمازین اس میں چاہیے اور وقت استراحت و خواب کچھ شب اور رات کی نمازین دل و اوسط میں پڑھنا لازم ہے اسی طرح روزہ و افطار یہ طریق نہایت سہل و موافق قواعد فقہیہ کے ہے اور پھر ظاہر ہو کہ عرف و عادت کو بعض حکام میں عند الضرورت معتبر رکھتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی اس مطلب پر ایما ہے چنانکہ آخر سیپارہ ہفتم میں فرماتے ہیں فالحق الاصباح وجعل الليل سکنًا والشمس الغمر بانما ذلک تقدیر العزیز العظیم یعنی پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آراگم اور سورج و چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور اور خبر دار نہ اور سیپارہ ہفتم میں ارشاد ہوتا ہے ومن رحمۃ جیل لکم اللیل والنہا لئلا تسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ یعنی اپنی رحمت و لطف سے گردانا ہے رات و دن کو سکون و استراحت و تلاش معاش کے واسطے اس عبارت میں لف و نشر ہے یعنی شب برای سکون و استراحت و روز برای کسب تلاش معاش آس آیت سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وقت شب حقیقت وقت استراحت ہے کسی طرح کی ہو اور یوم وقت تلاش اور تردد ہے کسی طور کا ہو یعنی موافق طلوع و غروب قنات ماہتاب پر نہیں مگر بعض فقہ نشون کو اس مقام پر شبہ پڑ گیا کہ موافق کتب اصول کے سبب جو نماز و روزہ کا وقت ہے اور عرض تسعین میں جب وقت نماز نہ ملا یعنی طلوع غروب و زوال آفتاب جب ہر روز نہوا تو وجوب بھی ساقط ہے کیونکہ سبب بدو سبب یا نہیں جاننا اور جواب یہ ہے کہ اہل اصول جو وقت کو سبب جو کہتے ہیں سو یعنی علامت ہے اور اصل میں سبب وجوب حکم خدا ہے اور حکم الہی کا بھی ایک سبب ہے یعنی حکمت مقصودہ پس نماز میں سبب وجوب و حقیقت تہیہ بذکر و فکر خالق و دفع غفلت ہے اور صوم میں کسر نفس تبرک الموفات تاملت و راز اور یہ سبب وجود نوع انسان کو لازم ہیں جان کہیں ہو مخصوص کسی ولایت و شہر سے نہیں ہے ہذا ما حقیقہ زمرۃ النہا استاذنا ذنی بعض تقریرات اب مخفی تر ہے کہ یہ جو کلام الہی میں زینا السمار الدنیا بمصائب و آفات ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان و دنیا کو جسمیں ماہتاب ہے ان چراغوں سے زینت دی ہے جو اوپر کے آسمانوں میں ہیں کیونکہ تریں سکون کی اسپر موقوف نہیں ہے کہ تمام چراغ اسی سکون میں رکھے ہوں بلکہ طریق تریں ہی ہے کہ مکان کے اوپر قنادیل آویزاں کرتے ہیں تاکہ روشنی انکی سب

طریق آسان

بیان شبہ لفظ صحیح جواب

بیان ارادہ ذکرہ زینا السمار

مکانات میں تشریف اور اگر چراغوں کو اسی مکان میں رکھیں تو انتشار اس کا اسی مکان میں کئی مہینے ہو گا الغرض اس آیت سے کوکب کا سماء دنیا میں قرار دینا خلاف عرف و حقیقت نہیں اسی سماء کی مقصود تھی کیونکہ یہ آسمان ہے کہ نیچے اور کل کا نظر انداز ہے علی الخصوص بل ارض کی نظریں بشباعت آسمانوں کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب ستارے اسی آسمان میں ہیں اور زمین میں امر واقعی اعتبار نہیں رکھتا بلکہ معتبر ہے جو کہ موافق نظریں آدم کے ہو ورنہ زائقہ کو زرا اندوہ و ملمع کرنے میں تاکہ نظریں بہ نظر آوے اور ایک چراغ کو آئینہ ہزار میں دیکھتے ہیں تاکہ بہت چراغ دکھائی پڑیں مگر تخصیص آسمان دنیا کی اس لیے فرمائی کہ سخت گاہ سلطان عالم کا دروازہ ہے تو ایسے دروازے کو آراستہ کرنا اور آسپاس و چوکیں ارمین کرنا اور توپ غلو لہ اس مقام میں رکھنا تو زک بادشاہی کے مطابق تھا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں وجعلنا ہار جوا الماشیاطین یعنی انہی نے رکھی پھینک شیطانون کو کیونکہ وہ چراغ گویا توپ گولے ہیں واسطے رجم شیاطین کے جو کہ بنا بر جاسوسی مدبرات عالم بالائے جاتے ہیں اس غرض سے کہ اہل ارض و مان کے اخبار پہنچا دیں اور خود عالم الغیب و سرکب تدبیرات الہیہ کے بنین اور اعمال نبی آدم کو فاسد و خراب کریں اور طریق رجم یون جاری ہے کہ طائفہ ملکوت شعاع کوکب سے جو سماء دنیا میں جمع ہیں کس قدر آگ لیکر روشن کرتے ہیں اور شیاطین پھینکتے ہیں اور حکما کہتے ہیں کہ حقیقت شہب صرف اوخہ عرقہ بین باہن ہر اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ دھوان زمین سے جانب آسمان جاتا ہے جب کہ دھار کے متصل پہنچتا ہے تو بسبب بقا و نہایت کے جل اٹھتا ہے پھر اگر لطیف ہے تو جلد محو ہو جاتا ہے اور جو غلطی تو کئی ان بطور نیزہ یا دم دار ستارہ وغیرہ کے رہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمان قمر کے نیچے آگ کا گڑھ ہے اور اس گڑھ سے گاہ بہ گاہ حرکت کر کے ایک محلہ بسبب جمع ہونے شعاع کوکب ہارہ کے کسی درجہ میں جا فلکیہ سے حاصل ہوتا ہے اوس سے کوئی شے مانند چنگاری کے علیحدہ ہو کے نیچے آتی ہے اور طبقہ دھانی میں جو باہن کو نار ہو اور صرف کے ہے نمود ہوتی ہے اور ڈرتے تلے کے مانند نظر آتی ہے اور جب طبقہ زمہریر میں آتی ہے تو جم جاتی ہے اور نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور ان دونوں باتوں میں بحث ہے کیونکہ جو نور اس قسم کے ستاروں میں دکھائی پڑتا ہے اس کا شعاع آتش سے کہ دھوین کے ساتھ مشتعل ہوتا ہے ہرگز مشابہت معلوم نہیں ہوتی بلکہ نور اس کا مشابہت کاملہ نور آسمانی سے رکھتا ہے چنانکہ ظاہر نظر آتا ہے اور یہ بھی ہے کہ بہت حرکت اس ستارے کی موقوف تحت و فوق نہیں ہے تاکہ اوخہ صاعده کا شعاع پر یا انکار سے گرنے والے پر جل کیا جائے اکثر اوقات دابنہ سے بائیں طرف اور بائیں سے دابنہ کی طرف دوڑتا ہے اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ حرکت انکی طبعی نہیں ہے بلکہ کوئی زبردست ارادے اور اختیار

طریق بہرین

شہب

بیان مختص
آسمان دنیا

انکو دور آنسے اور تخصیص آسمان دنیا کی اس سبب ہے کہ اوپر کے آسمانوں میں کوئی جسم قبول کنندہ
تسخین اشعہ کو اکب پایا نہیں جاتا کہ شعاعیں اُسکی اُس جسم میں تاثیر کریں اور ظاہر ہے کہ فاعل
بدون قابل کے مؤثر نہیں ہوتا بخلاف اس آسمان کے کہ ماتحت اُسکے سو فیہ لطفہ اور ادخہ صاعہ قابل
اس کیفیت کے موجود ہیں اور یہی سبب ہے کہ جب شعاع آفتاب زمین و سنگ کو پہنچتی ہے تو کمال
حرارت پیدا کرتی ہے اور اجسام فلکیہ میں بلکہ طبقات کرہ ہوائیہ میں چندان تسخین ظاہر نہیں ہوتی اور جو
حکما ادخہ محرقہ سے تعبیر کرتے ہیں سو معنی اُسکے یہ ہیں کہ قابل اس تاثیر کے ادخہ محرقہ میں نہ کہ شعاع کو کبھی
کی احتیاج نہیں یا فرشتوں کو انکے روشن کرنے میں کچھ دخل نہیں ہے اس واسطے کہ اگر ادخہ محرقہ از خود سبب
دخول کرہ فاری کے روشن ہو جاتے ہیں تو لازم ہے کہ صعود میں ٹھہریں اور خط مستقیم پر حرکت صاعہ
کریں کیونکہ حرکت اُنکی جانب محیط طبعی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے لہذا ذکر اس جگہ رفع ایک شبہ کا ضرور
وہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے ہوالذی خلق لکم فی الارض جمیعاً ثم اُتوی الی السمار فسو لکم
سموات یعنی وہی ہے جسے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا اگر
سات آسمان اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلقت زمین کی پیش از خلقت آسمان کے ہے بلکہ قائم کنہا را
اور پیدا کرنا فوت حیوانات کا اور علیٰ ہذا القیاس جو کچھ زمین پر ابتداء خلقت سے نازمان اس خطا ہے کہ
موجود ہوا ہے مقدم تسویہ آسمان اور خلقت آسمان پر ہے اور سورہ نارعات میں فرماتے ہیں رفع سمکنا
فتوہا و اعطش لیلہا و اخرج ضحکھا و الارض بعد ذلک و صفا یعنی اوجھی کی اُسکی بلند ی پھر اُسکو صاف کیا
اور کھولی اُسکی دھوپ اور زمین کو اُسکے نیچے مہوار کیا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش آسمان کی زمین
مقدم ہے پس رفع تعارض میں بعض اہل تفسیر مثل صاحب کتاب وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ خلقت جزم زمین
خلقت آسمان پر مقدم ہے اور بچکانا اور یہ کہ خلقت آسمان سے مؤخر ہے لیکن یہ توجیہ پیش نہیں جاتی
اس سبب سے کہ آیت کریمہ السجدہ کی دلالت کرتی ہے کہ خلقت زمین و ما فیہا کی مقدم ہے اور کریمہ سورہ بقرہ
صیح ہے کہ جمیع مخلوق ارضی تسویہ آسمان پر مقدم ہیں ولہذا ایک عتاط و فاعل ہے کہ خلقت آسمان کی
زمین پر مقدم ہے لیکن تسویہ اسکا زمین سے متاخر ہے مگر اس جماعت کو کہ بمتنازعات سے کمال غفلت
واقع ہے کیونکہ فسو نہا و اعطش لیلہا صیح ہے کہ تسویہ آسمان مقدم ہے اور تحقیق ہمارے اساتذہ کرام کی یہ
کہ خلق لکم سورہ بقرہ میں بمعنی قدر لکم ہے اسطرح سورہ سجدہ فی جعل قہبار و اسی بمعنی تقدیر و انداز کردن ہے
نہ ایجاد بالفعل والا ظاہر ہے کہ کائنات معادن و نباتات بلکہ وجود جمیع کائنات الہو کا بلا ارشاد آسمانی کہ حرکت
فلک سے مربوط ہے ممکن نہیں چنانچہ حس ہما متہ عقل اس امر کا شاہد ہے اور خود زمین کہ متاخر ہے تسویہ

لذکر

۲

اس میں

سبب

خلقت

زمین

اور

ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

و ارض

واقع ہوا ہے اُس سے مرتبہ قضا و ایجاد مراد ہے گویا کہ زمین کو بصورت باغ آراستہ کیا ہے اور محتمل ہے کہ اولاً زمین کو غایت خردی میں پیدا کیا ہو اور اسمین اصول جبال و برکت اتہار و دلت رکھی ہو اور خوراکین حیوانات کی نباتات و اشجار سے مقرر کی ہوں بعد ازاں آسمان سے متوجہ ہو کر سات طبق فرمایا ہو اور انگوگردش و دیکر لوم و سیل و نور و ظلمت ظاہر کیے ہوں پھر زمین بچھا کر حقیقت اولیٰ سے زیادہ فراخ کیا ہو کما نقل عن الحسن البصری اور اس توجیہ سے جمیع آیات باہم مطابق ہوتے ہیں اور بتا قضا و قضا ہو جاتا ہے اور مخفی نہ ہے کہ از روی رصد و حساب معلوم ہوا ہے کہ دائرہ عظیمہ کہ زمین پر فرض کر لیں پھر فرسخ ہے اور ہر فرسخ تین میل اور ہر میل تین ہزار گز اور ہر گز تیس انگل مضموم اور ہر انگشت مقدار تین چھ جو معتدل کے اور قطر زمین دو ہزار پانسو پینتالیس فرسخ ہے تقریباً کہ سات ہزار چھ سو تیس میل ہوتا ہے اور نزدیک حکماء متاخرین انگلستان کے قطر زمین کا تین ہزار نو سو ستاون کروہ ہے اور ملاحظہ چند کتب معبرہ سے واضح ہوتا ہے کہ مساحت تمام کرہ زمین کی چھ کروہیں لاکھ اوتیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور مساحت معمورہ ربع مسکون ایک کروہ چالیس لاکھ تیس ہزار دو سو بیس میل ہے اور بعض ارباب تحقیق لکھتے ہیں کہ تمام دائرہ کرہ ارض کا آٹھ ہزار فرسنگ ہے و بحساب کرہ چوبیس ہزار کرہ اور مسافت ہر کرہ کی دو میل انگریزی اور طول ربع مسکون مشرق سے غرب تک بارہ ہزار کرہ اور عرض جنوب سے تا شمال تک درجہ کہ چھ ہزار کوس ہوتا ہے اور ہر کرہ چار ہزار گز اور ہر گز چوبیس انگشت اور ہر انگشت چھ جو اور ہر جو چھ بال ایال اسب اور مساحت معمورہ ارض کہ عبارت ربع مسکون سے ہے چھیالیس لاکھ چھ ہزار سات سو چالیس فرسنگ ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ہر درجہ زمین کا چھیالیس کرہ دو ہزار چھ سو چھیالیس گز طول انگشت ہے اور ساٹھویں حصہ درجہ کو دقیقہ کہتے ہیں اور مساحت ہر دقیقہ زمین کی ایک کرہ چار سو چوبیس گز ہے اور ہر دقیقہ کے ساٹھ تالیف ہوتے ہیں اور مسافت ہر تالیف کی چوبیس گز ایک انگشت ہے اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ معظمہ کے مقام سے پیدا کیا اور اُس جگہ سے فراخ و شبہ فرمایا و لہذا اس مکان عالیشان کے حق میں وارد ہے ان اول بیت وضع للناس اور اسید واسطی شہر مکہ کو اُم القریٰ کہتے ہیں اور جو بعض کہتے ہیں کہ موضع بسط ارض بیت المقدس ہے یہ روایت ضعیف ہے اور حضرت اساذالاستاذ تفسیر سورہ نون میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس وقتا وہ و سدی و مقاتل و عیسیٰ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ بعد خلقت ارض و سما خالق کہانے ایک فرشتہ زیر عرش سے بچھا کہ وہ ساتویں طبق زمین کے نیچے گیا اور اُس نے زمین کو اپنے سر و کندھوں پر بچھا ایک ہاتھ اُس فرشتے کا مشرق میں ہے اور دوسرا ہاتھ مغرب میں اور دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں

چاندنی

ایضاً

کہ ساتون طبقہ زمین کے انھیں دونوں پر لیے ہوئے کھڑے اور چونکہ اُسکے پیروں کو جائے قرار رکھا تھی اسلئے ایک بیل قدرت کاملہ سے ظاہر فرمایا تاکہ اُس پر قدم فرشتے کو ٹھہراؤ ہو اور ایک زرد اُسکے گویان پر رکھ دیا تب پیر اُسکے ٹھہرے اور اُس بیل کے چالیس ہزار پائون مین اور سینک اُسکے اطراف زمین سے نکلے ہوئے مین اور دونوں تختے دریا سے شور مین مین کہ جب دم اپنا باہر کو چھوڑتا ہے تو آبِ ریا مین کیفیت مد کی پیدا ہوتی ہے اور جب دم کو کچھ لینا ہے تو جز شمع ہوتا ہے مگر پیر بیل کے کھڑے تھے اسلئے ایک قطعہ سنگ قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا کہ سطحی و غلط اُسکا مانند غلط و شنیق تون جان کے اور تیچہ وہی ہے جبکہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کی نصیحت مین سوئے آسمان وزمین کے بیان کیا ہے کہ یا بنی انہما ان تک شغال جہ من خرو ل فتکن فی صحرة او فی السموات او فی الارض یا ت ہما اللہ یعنی اچھے میرے اگر کوئی چیز ہوگی برابرائی کے دانی کے پھر وہ تیر مین ہو یا آسمان مین یا زمین مین لائیگا اُسکو اللہ افرض واسطے ٹھہراؤ اس تیر کے ایک مچھلی عظیم الجثہ پیدا کی اُسکی پشت پر اس تیر کو رکھا اور تمام بدن خالی ہے اور مچھلی دریا مین ہے اور دریا ہوا ہوا ہوا اسعلق کھڑی ہے اس مین یہ لکھتے ہیں کہ بنائے عالم ہمہ ہر باد است کذا ذکرہ الشعلی فی تفسیرہ اور نزدیک ابن عباس و قتادہ و غیر مفسرین کے نام اُس مچھلی کا یہ موش ہے اور بعض کے نزدیک لہوئا اور بعض مین کے نزدیک لہوت اور بعض مین کے نزدیک لویا نظم الجواہر مین بائیں مچھلیوں کے فصل دوسری مین حدیث امیر المؤمنین علی بن ابیطالب سے سورہ نون کی تفسیر مین منقول ہے کہ نام اُس ماہی کا برونہا مچھلی ہے ایک شاعر نے بھی اس سے نقل کیا ہے مالی اراکم کلکم سکونا و اللہ بی خالق البرہونا بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ مچھلی وہ ہے جسے حضرت یونس کو تین دن یا چالیس دن بچک خدا پیٹ مین رکھا تھا اور بعض مین نے کہا کہ یہ وہ مچھلی ہے کہ جسکے خون مین نمرو کا تیر وہ بچہ پھرایا تھا اسولے کہ ان مچھلیوں کو اور مچھلیوں سے فضیلت ہے کیونکہ ایک نے پیغمبر کو باادب پیٹ مین رکھا دوسری نے خدا پر اپنی جان فدا کی کو اب جبکہ روایت ہے کہ ایک روز ابلیس پر ابلیس علیہ اللعنة اُس مچھلی کے پاس گیا اور بولا کہ تو نے کس واسطے یہ با عظیم اپنے سر پر اٹھایا ہے ابلیس کی جنبش مین سب بارگرا پڑتا ہے اور نجات ملی جاتی ہے سو مچھلی نے ارادہ کیا کہ حرکت کر دین مجھ کو اس قصد کے حق تعالیٰ نے ایک جانور بھیجا کہ اُسکی ناک مین کھسک کر نفخ مچھلی پہونچا سو مچھلی اس سبب سے ہتیا ہوا کہ حضرت پھر وہاں مین شکایت کیونکہ اُسکی جنبش مین فوجی ہے اُس دوسرے شیطانی کی ہے جو تو نے قبول کیا بعد اُسکے جانور کو حکم ہوا کہ اُسکے کان سے نکل کر قابل شکر بیچارہ جب پھر کبھی ایسا ارادہ کرے تو پھر وہی حال اسکا کرے یہ قصد بعد مردود ہونے ابلیس لعین کے

یہی مچھلی ہے

یہی مچھلی ہے جسکی پشت پر اُس تیر کو رکھا تھا

واقع ہوا ہے تنبیہ خالق لایزال نے جو اپنی قدرت کاملہ سے سات طبق آسمان کو پیدا کیا سو اسکا سر
 محققین سے تفسیر خواہرین لکھا ہے کہ یہ عدد کامل ہے اور دلیل اسکے کمال کی یہ ہے کہ عدد اصل میں
 یا جفت ہے یا طاق جفت وہ کہ برابر برابر تقسیم قبول کرے اور طاق یعنی فرد جو کہ مساوی منقسم نہ ہو سکے
 اور عدد زوج ہے یا زوج الزوج کہ سلسلہ اعداد کے شروع تک بازواج منقسم ہوتا ہے یا زوج الفرد کہ
 آخر القسام اسکا فرد ہوتا ہے سو بیون قسمین اس عدد میں پائی جاتی ہیں مثلاً تین پہنچ فرد پہنچ بازواج زوج
 اور چھ زوج الفرد اور یہ بھی دلیل ہو سکتی ہے کہ سات کا عدد پہلا ہے اعداد میں اس صفت پر
 کہ عدد تمام اسکا مقوم ہے یعنی اگر فرد اول کو زوج ثانی سے جمع کریں مثلاً تین کو چار کے ساتھ یا زوج
 اول کو فرد ثانی سے مثلاً دو کو پانچ سے تو وہی عدد سات کا حاصل ہوتا ہے لہذا اکثر معظمت علوی سفلی
 اور بعضے اوضاع شرعی حکمی اور سزا سکلام ربانی سباعی ہیں چنانچہ منجملہ علیات کے دو چیزیں ذکر کرنا
 اول اکابر ملائکہ علیہم السلام کہ سات طائفہ میں پہلا ہمیشہ کہ شہود جمال حضرت ذوالجلال میں
 خوش حال ہیں کہ سوائے اسکے کچھ بھی خبر نہیں رکھتے اور ایسے مستمر الوصال ہیں کہ لذت و راق سے اصلاً
 واقف نہیں سے اکثریت وصال مذائم وصال حدیث + چون باغبان پرست و دماغ زبوں گے گل +
 یہ فرقہ غریق لمحہ عبادت ہے حدیث میں وارد ہے کہ اس قسم کے فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ آسمانوں میں
 بالشت بمر جگہ انیسے خالی نہیں کوئی قیام میں کوئی سجود میں کوئی رکوع میں مشغول ہے دوسرا ملائکہ
 بارگاہ ربوبیت و سایہ فیض الوہیت کہ روح اعظم انکے اول صفین اور روح القدس جو عبارت حضرت
 جبریل علیہ السلام سے ہے آخر صف ہیں یہ دونوں طائفے کروہیوں میں معدود ہیں تیسرا حملہ عرش
 چوتھا ملکوت اعلیٰ پانچواں ملکوت اسفل یہ دونوں طائفے روحانیین میں شمار کیے جاتے ہیں چھٹا
 ملائکہ سفود برہہ محررین صحائف ساتواں کرام کاتبین کہ آدمیوں کے افعال و اقوال لکھتے ہیں دوم
 کو اکب سبعہ کہ حکم حکمت الہی منبع فیوض نامتناہی ہیں نام انکے آسمانوں کے نام کے ساتھ بیان ہونگے اور
 منجملہ سفلیات کے ان چیزیں بیان کرتا ہوں ایک زمین کہ آیہ ومن الارض مثلہن سے ظاہر ہے
 یعنی زمین مثل آسمانوں کے سات ہیں دوم درکات و البواب و درجہ لہا سبعہ البواب کل باب
 منہم جزء مقسوم یعنی اسکے سات دروازے ہیں ہر دروازے کو انہیں ایک فرقہ نبٹا ہے اور نام
 اسکے زمین کے نام کے ساتھ بیان ہونگے سوم دریا ہاے مشہور کہ معدن منافع و مجمع عجائب ہیں
 سات ہیں چنانچہ ارشاد ہوا من بعدہ سبعہ اجر ایک بحر ہیں کہ طول اسکا مشرق سے مغرب تک
 آٹھ ہزار میل اور عرض دو ہزار سات سو میل کا ہے دوسرا بحر مغرب کہ اسکو بحر محیط کہتے ہیں اور

حکمت ہفت طبق
آسمان

سا کا برائی

منہم سبعہ

درجہ

دریای ہند سے ملحق ہے طول اور عرض اسکا کسیکو معلوم نہیں تیسرا بحر بنگلہ کہ لاوقہ سے قسطنطنیہ تک
 طول اسکا ایک ہزار تین سو میل اور عرض تین سو میل کا ہے چوتھا بحر روم و افریقیہ کہ طول اسکا پانچ ہزار میل اور
 چھ سو میل کا ہے پانچواں بحرِ زمینِ شام میں چھوٹا بحرِ حیران کہ اسکا بسکون بھی کہتے ہیں طویل اسکا بحر
 سے مغرب تک تین سو فرسنگ کا ہے ساٹواں بحرِ خوارزم کہ اسکا دو تین سو فرسنگ کا ہے چہارم
 عالمِ سمندر کہ مسکنِ عالمیان و موطنِ آدمیان ہے تفصیل انکی کتب حکمیہ میں موجود ہے پنجم
 جبال کہ قرآن و حدیث میں انکا مذکور ہے سات میں جبلِ اولیٰ بوقیسیس کہ تماشا گاہِ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم تھا دوسرا حرہ کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے خلوت کے تشریف لیجاتے تھے
 یہ دونوں پہاڑ مکہ شریف میں واقع ہیں تیسرا طور سینا کہ ملاقاتِ کلامیہ حضرت کلم علیہ السلام کی مکمل
 قدیم ہے وہاں ہوئی تھی اور یہ پہاڑ تحقیق حوالی مہر میں واقع ہے چوتھا طور دنیا پانچواں طور زیبا
 کہ بقول بعض مفسرین والنین والرتیون انھیں دونوں سے اشارہ ہے اور یہ دونوں پہاڑ
 لایب ولایت شام میں ہیں کہ زہاد و عباد و ابدال و اذما و اسمین سکونت پذیر ہیں چھوٹا جو
 کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام کئی وہاں پر ٹھہری تھی چنانچہ استوت علی الجودی اسی سے
 اشارہ ہے اور یہ پہاڑ جزیرہ موصول میں ہے ساٹواں جبلِ احد کہ مزار حضرت سید الشہداء
 ابی المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کا وہاں واقع ہے اور یہ پہاڑ مدینہ منورہ میں ہے علی صاحبہما الصلوۃ
 والسلام ششم جو اہمیتی کہ معجزات سے نکلتے ہیں سات میں یاقوتِ لعل فیروزہ الماس
 زبرجد و زمرہ درجان ہفتہم فلذات کہ سات میں سونا چاندی تانبہ لہاسیہ پتیل رانگا ہشتہم
 نباتات جو عمر دار ہیں نہجی سات میں پہلادہ کہ جبکا پھل کھایا جاتا ہے جس طرح انجیر و سرادہ کہ پوت
 اسکا کھایا جاتا ہے جس طرح عناب تیسرا وہ کہ مغز اسکا کھاتے ہیں جس طرح لبتہ چوتھا وہ کہ
 جسکا وسط کھایا جاتا ہے جس طرح خرپڑہ پانچواں غذاے دوائی چنانچہ انار چھوٹا وہ کہ محض
 دوا ہے جیسے ہلیجات ساٹواں وہ کہ بالکل مضر ہے جس طرح جوز مثل سم قاتل نہم حیوانات
 غیر ناطق کہ سات میں اول سم شگافہ چون گاؤ کو سنند قوم گول نم دالے جیسے گھوڑا خر سوم سباع
 چون شیر بر چہارم طیور ہمو جو باغ عقاب پنجم حشرات زمینی مثل موش و کشف ششم بیٹے بل جانے والے
 چون سانپ علق ہفتم حیوانات آبی چون حوت کبھی سلطان اور اگر عالم انسانی میں تفکر کیا جا
 تو معلوم ہوتا ہے کہ اعضاے مرکبہ ظاہر بھی سات میں سر و دونوں بالوں دونوں ہاتھ لبتہ ششم
 اور اعضا کا طبع بھی حکو زبرگی و شرافت ہے سات میں دل محل حرارت و غریزی و دفع و جذب

نہاد جبال

نہاد جبال
 نہاد سمندیات
 نہاد نباتات
 نہاد حیوانات

و دماغ مختصر فہم و موضع روح نفسانی و جگر قاسم اغذیہ و مسکن روح طبعی و انتیان محری منی چارون بقول
 صبح اعضا کی رگیں ہیں و شش کہ آہ تنفس مر و جسم دل ہے و خنجر کہ اعصاب و دماغ میں متوسط ہے
 و زبان کہ آہ لطف و ترجمان دل ہے و مابین اعضا ظاہری اور باطنی کے واسطہ ہے اسی طرح سات عضو
 اور مین کہ انکی طرف بھی کمال احتیاج ہے اول مری رہز طعام و دوسرا معدہ مطبخ غذا تیسرا امعاء محل تفصیل
 چوتھا زہرہ مائع صفرا پانچواں سپرز مستقر سودا چھواں مثانہ کہ طرف ہے پانی امچون سے صاف ہو کے
 نکلتا ہے ساتواں کلیہ کہ ستون بدن سے علیٰ ہذا القیاس اعضا مفردہ کہ ترکیب بدن اُنسے ہوئی ہے
 بھی سات ہیں آٹھواں گوشت پوست رگت کی عنفوف رباط اسی طرح اطوار خلقت انسانہ کہ
 آیتہ لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من علین سے مفہوم ہوتا ہے بھی سات ہیں سلالۃ اربعین نطفہ علقہ
 مضغہ عظام لحم خلق آخر کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلقتم من سبج و زرقتم من سبج اسی طرح اطوار خلقت
 انسانی بھی سات ہیں لہٰذا طبقات طبین مثلاً صبیح یعنی شیر خوار و طفیم یعنی شیر چھڑا رکھان و نول و نول
 مین نام طفولیت کا انپر بولتے ہیں بعد اسکے صبی کو دک نارسیدہ پس ازان بالغ اسکے بعد شباب کہ بچہ
 تینتیس برس تک ہوتا ہے و بچہ چالیس برس تک پسترس کہ ولت اور آخر میں شیخوخت اور قوائے
 مرد کہ انسانی بھی سات ہیں باصرہ سامعہ شامعہ ذائقہ لامسہ و اشمہ کہ ادراک جزئیات اُس سے متعلق تھیں
 اس آئندہ کہ دریافت کلیات خاصہ اسکے ہے اور قوائے نفسانی بھی سات ہیں جاذبہ کہ اشتہا کو حرکت
 میں لاتی ہے ماسکہ کہ غذا کو تصرف کے لیے رکھ چھوڑتی ہے ہاضمہ کہ غذا کو تصرف کرتی ہے و افقہ کہ
 نفس کو دفع کرتی ہے غاذیہ کہ غذا کو بدل یا خیل کر دیتی ہے نامیہ کہ اجزا کو بطور مناسب نشو و نما دیتی ہے
 سو کہ کہ تولید مثل متعلق اُس سے ہے اسی طرح سر میں کہ تحت گاہ سلطان عقل کا ہے سات روزن رکھے ہیں
 دوکان و دو گھنچین متخرین و ہن اسی طرح طبقات اکھنوں کے کہ دیدہ بان قصر بدن کے اور جاسوس بادشاہ کو
 کہ ہیں بھی سات ہیں صلبیہ شیبہ شکیبہ عنکبوتیہ عنبیہ قرنیہ نتیجہ علیٰ ہذا القیاس اصول رنگ کہ باصرہ اس سے
 فائدہ اٹھاتا ہے سات ہیں سفید ریز کہ دونوں لباس ہشتیوں کے ہیں سرخ ریز کہ یہ دونوں رنگ موضوع
 ہیں واسطے معشوقوں کے سیاہ کہ یہ رنگ دوزخوں کے لباس کا ہے کہ بود کہ یہ رنگ آسمانی ہے رنگ
 بنفش کہ یہ رنگ نہایت دلان ہے اور اگر شریعت میں ملاحظہ کیا جائے تو بہت ایسی چیزیں ہائے رنگینی
 جو سات سات میں متجملہ کے نزول قرآن ہے کہ سات حرف پر ہوا ہے ان ہذا القرآن انزل علی سبعة
 احرف اور سرنامہ کلام الہی کہ سبع مثانی سے ہے و علی ہذا واجبات نماز کہ بقول بعض ائمہ سات ہیں
 اور کبار متفق علیہ بھی سات ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے اجنبوا السبع الموفیات یعنی شکر

اور سحر اور نفسِ مومنہ کا ناحق مارا اور سحر و کھانا اور غیر کمال لینا اور صفِ بہادری سے بھاگنا اور زمین و آسمان کو کھانسی کرنا کی
تہمت کرنا اور محرماتِ نسبی بھی ساتھ بیان کرنا بیوقوفانہ غلطی کی بی بیہوشی اور محرماتِ نسبی
بھی ساتھ میں دودھ کی مان بڑھانا و سانس اور آتشِ عورت کی لڑکی جسکے ساتھ جماع کیا ہو اور
بہو اور شوہر دار عورت و جمع کرنا دو بہنوں کا وطن میں باور اگر کوئی شخص کتبِ تصوف سے مشرف ہو
تو دیکھ لے کہ محققین کے نزدیک ایسا الہامی بھی ساتھ میں الہی تعلیم الرہبان القادر السميع البصیر المتکلم اور
فصل تیس اول باب تشریح فتوحات میں لکھا ہے کہ ابدال است محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہفت اقلیم کے
تصرف میں ہے بھی ساتھ میں عبدالحی بر قدم ابراہیم و عبد العظیم قدم موسیٰ و عبد الودود و عبد المکرم
بر قدم ہارون و عبد القادر بر قدم ادریس و عبد الشکور و عبد الظاہر بر قدم یوسف و عبد السميع بر قدم موسیٰ
و عبد المصطفیٰ بر قدم آدم علیہ السلام مراد قدم سے اختلاف ہیں یا یہ کہ فیض حق در لون گیر ایک شخص سے
مغنی تر ہے کہ رجال الغیب و ارجح مقدمہ کسی قسم میں از انجملہ افراد ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قطب کا
تصرف جاری نہیں ہے اور افراد بعد و طاق ہیں نہ جنت اور قطب جسکو عورت بھی کہتے ہیں ایک ہی
ہوتا ہے مسمیٰ عبد اللہ یہ شخص محلِ نظر حق ہے و بر سبیلِ ندرت خلافت ظاہرہ اسکو حاصل ہوتی ہے
جس طرح خلفائے اربعہ و امام حسن و معاویہ ابن زید و عمر ابن عبد العزیز و متوکل علی اللہ اور قطب بر قلب
اسرائیل علیہ السلام ہوتا ہے اور وہ شخص قطب کے عین و شمال ہوتے ہیں ایک عبد الرب ناظر عالم ملکوت
جانب یمن دوسرا عبد الملک ناظر عالم ملک کہ عبد الرب سے فضیلت رکھتا ہے از انجملہ افراد
کہ اطرافِ عالم میں قیام پذیر ہیں عبدالحی مشرق میں عبد العظیم مغرب میں عبد المکریم شمال میں عبد القادر
جنوب میں از انجملہ ابدال ہیں کہ مذکور ہوئے از انجملہ نجباء ہیں کہ آٹھ نفر ہیں اور محلِ انقال خلافت پر صرف
رہتے ہیں از انجملہ نقباء ہیں یہ بارہ شخص میں مطلع بر اسرار نفوس از انجملہ بدلاء ہیں یہ بھی بارہ شخص ہیں
جب کوئی انہیں فوت ہوتا ہے تو الہی قائم مقام مجموع رہتے ہیں از انجملہ حسین کہ اول رجب میں ایک بار
عظیم انہیں ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت سے باز رہتے ہیں اور روزِ سرور و روزہ ثقل خفیف ہوتے ہوتے تا اول
شعبان بالکل زائل ہو جاتا ہے کہ فی الفدا تاج آور شیخ کمال الدین کہتے ہیں کہ نجباء چالیس نفر ہیں رفقاء
از انجملہ ایک فرقہ ملائکہ ہے کہ انکے حال پر کوئی شخص مطلع نہیں ہوتا یہ لوگ ریاسے بیان تک احتراز
کرتے ہیں کہ عبادات و طاعات کو پوشیدہ بجالاتے ہیں یہ افضل الطائفہ ہیں ذلک فضل اللہ اوتیرہ
بشارت اور اخبار و قصص سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کتاب بھی رات میں شہادت اور
ابراہیم موسیٰ داؤد عیسیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح شات شات جنیون اکثر ہیں کہ کل

از انجملہ رجال الغیب

بیان مسافت اول
مسافت

الکلیات فی الکلیات
الجزئیات فی الجزئیات

بیان مسافت دوم
بیان مسافت

بیان مسافت سوم
بیان مسافت

لکھی جاوین نو ایک کتاب براسہ علیحدہ ہو جاوے اسقدر واسطے فضیلت عدومات کے کافی و
دانی ہے فائدہ دافع ہو کہ اہل تفسیر حدیث کے نزدیک مسافت آسمان دنیا کی زمین سے پانسو
برس کی راہ ہے اور اسقدر ہفت آسمان میں قیاس کرنا چاہیے اور سخن و گندگی بھی اسقدر ہے چنانکہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ دریاں تھما کر
اور آسمان کے پانسو برس کی مسافت ہے اور اسقدر ہر آسمان میں ہے اور بالاسے ہفت آسمان میں
اسی مسافت پر ادنیٰ چھ تھما سہ سات طبقے زمین کے بن ایک طبقے سے دوسرے تک پانسو برس کی
راہ ہے پھر فرمایا قسم ہے پروردگار کی اگر ڈالے تم سی سب کے نیچے تو پڑتی وہ رسی اللہ پر چھ پر آیت پڑھی اللہ
والآخر والظاہر والباطن و جو کل شئی علیم انتہی ترجمہ الحدیث المحض و سبب ابن غبیرہ کہتے ہیں کہ اسٹل عالم
تا اعلیٰ کنگرہ عرش چاس ہزار برس کی راہ ہے اور سطح اعلیٰ آسمان دنیا سے زمین ایک ہزار برس کی
مسافت ہو اسلیے کہ میان آسمان دنیا و زمین کے پانسو برس کی مسافت ہے اور سخن آسمان دنیا پانسو برس کی
اور اہل ہیئت کو سخن آسمان کے مقدار میں بہت گنگو ہے کہتے ہیں کہ پانسو برس کی راہ جو روایات
شرعیہ میں وارد ہے میں نہیں کہ حرکت کس متحرک کی مراد ہے و اسے اس کے قطع مسافت صعود و نسبت
بقطع مسافت ہموار و دشوار تر ہے اور زمانہ قطع اول نسبت بزمانہ قطع دوم و چند ہے چنانکہ زمین ہموار
پر چلنا اور پہاڑ پر چڑھنا برابر نہیں ہے اسی سبب سے وہ لوگ فراخ اور ایمال سے اس بعد کو فرض کرتے
ہیں لیکن ایسی حالت میں محتمل ہے کہ روایات شرعیہ اور براہین ہندیہ منطبق ہوں مگر اہل ہیئت سطح
افلاک متلاصق کہتے ہیں اور منکر فرجہ میں اور اہل شریعہ اسکے قائل ہیں اور بنا اس متلاصق کی نزدیک اہل ہیئت
کے اسی قاعدہ پر ہے کہ لا فضل فی الکلیات اور وہ قاعدہ محض ظنی ہے کوئی بران قطعی اس پر
بانی نہیں جاتی بایں ہمہ اہل اس علم کو اثبات فرجہ کی ضرورت نہیں ہے اور ارباب شریعہ کو سپرد و درملند
بایں دو آسمانوں کے معلوم ہوا ہے تو انکو اثبات فرجہ کی ضرورت ہوئی لہذا انہوں نے ثابت کیا یہی مسافت
نہیں ہے مگر مخالفت لفظیہ اسول سے کہ جس مقدار کو اہل ہیئت داخل سخن آسمان رکھتے ہیں شاید ان
سے بعض کو اہل شریعہ اعتبار کرتے ہوں اور باقی کو سخن فرقع الزراع کذا حقہ استاد اسناد سے
تفسیر العزیزی اور حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ آسمان ہفتم پر دریا ہے جس کے اللہ تعالیٰ نے عرش پیدا کیا ہے اور اس پر آٹھ فرشتے
پہاڑی بکرون کی صورت میں انہیں کی پشت پر عرش ہے اور ماہین سم و سمین ان فرشتوں کی
مسافت انتہی ہے جتنی دو آسمانوں کے بیچ میں ہے اور ان پانچ عرش تا بالاسے عرش اسقدر ہے

اور جو بعض روایات میں وارد ہے کہ وہ فرشتے بزرگوں کی صورت ہیں اور ان کے سہ سے تیرن تک لاکھ برس کی راہ ہے سو یہ اشارہ ہے بزرگی جتن پر اور چونکہ یہ صورت مناسب تر باربرداری کی ہے بعید نہیں کہ انکو ہمیں صورت پیرا کیا ہو اور جو بعض روایات میں ہیں کہ ایک فرشتہ بصورت آدمی ہے اور دوسرے بصورت بیل اور تیسرا بصورت شیر اور چوتھا بشکل گرگس سو اس روایت کے معارض نہیں اس لیے کہ ممکن ہے کہ تمام بدن فرشتوں کا ایک وضع پر ہو اور صورت بزرگوں کی ہو اور چہرے میں اس صورت سے تفاوت واقع ہو اور ہونا کہ اختلاف حقائق پر گاہ کریں جس طرح حیوانات آبی باوجودے کہ بدن میں تفاوت نہیں رکھتے مگر جن میں اختلاف فاحش رکھتے ہیں کہ بعض بصورت اسب بعض بشکل کلب لہذا وغیرہ فلک اور جابرین علیہم رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ المصابیح میں روایت ہے کہ ما بین نردیہ گوش و دوش حاملین عرش کے فشت سات بیس کی ہر اور روایت صحیحہ میں وارد ہے کہ حاملین عرش کے پیرساتوین زمین کے نیچے تک ہیں اور عرش سر پر رکھا ہے اور وہ سب سر جھکائے تسبیح میں مشغول ہیں اور آج کے دن تک حاملین عرش چارہاں بروز حشر آٹھ ہونگے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اليوم اربعة فاذا کان يوم القيمة ایدیم اللہ باریۃ آخری پس روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی محمول روز قیامت پر کرنا چاہیے تا جیکر اللہ باریۃ فرشتے اور ہے اور کلام الہی بھی اسی پر مطلق ہے کما قال اللہ و کھل عرش ربک یومئذ ثانیۃ یعنی اٹھا دینے کے عرش پروردگار تیسرا کو سہارون پر بروز قیامت آٹھ نفر فرشتوں سے قائمہ بالاسر و دوش اس واسطے اٹھا دینے کے کہ سر پر پوجہ بہت آٹھ سلکتا ہے بخلاف ہاتھوں کے اور نقل عرش بروز حشر اس وقت سے دو چند ہو جائیگا اور وجہ دو چند ہونے کی یہ ہوگی کہ عرش اعظم الہی جل شانہ جہانداری کی صورت ہے اور جہانداری اس عالم کی چار صفتوں سے ہے کہ ہر ذرہ میں ظاہر اور سب کو محیط و شامل ہے اول علم دوم قدرت سوم ارادہ چہارم حکمت اور بروز حشر اور چار صفتوں کی حاجت ہوگی تاکہ عالم اخروی انتشار و نیوی سے ممتاز ہو جائے اول صفت ظہور و انکشاف حقیقہ خرفہ دوسری حقیقت شیوع و کمال تیسری صفت قدس و طہارت چوتھی صفت عدل پس جب کہ آثار چاروں صفتوں کے بر سبیل عموم و شمول درکار ہوئے تو گرانی عرش مخوی کی کہ عبارت جہانداری سے ہر بھی مضاعت ہوگی اور بسبب مطابقت صورت و معنی کے عرش صوری بھی گراں ہو جائیگا قائمہ ریح ہاں و سلمان رضی اللہ عنہما کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ آسمان دنیا جو موج آب معلق ہے اور آسمان دوم چاندی سفید خواہ مرورید کا ہے اور آسمان سوم آہن کا ہے اور چہارم مس کا نیم سونے کا ہر یک کا اوشتہم زمر و یا سونے کا ہے اور ہفتم یا فوٹ سرخ کا اور تکملہ میں لکھا ہے کہ اول آسمان کا نام شہاد

یہ بیان جو اس کتاب میں ہے
اس کے لئے لکھا گیا ہے

اور زمرہ ستر کا ہے یہی روایت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہے اور دوسرے کا نام دفلون
 کہ نفوذ خام کا ہے تیسرے کا نام قیر دم کہ یا قوت سرخ کا ہے چوتھے کا نام صیقا کہ مردارید کا ہے پانچویں کا
 نام و فکا کہ زر خالص کا ہے چھٹویں کا نام ماعون کہ یا قوت زرد کا ہے ساتویں کا نام عربا بلہ رخ کہ نور محض
 لیکن یہ سب باتیں حقیقت میں تشبیہ و تمثیل پر دلالت کرتی ہیں یعنی اگر جو اہر آسمانی کو جو اہر دہا
 مطابق کریں تو اس طرح کر سکتے ہیں آفتاب کو زریں اور مہتاب کو سیمین اور روز کو اشہب اور شب کو ادریم
 خیال تے ہیں کیونکہ جو اہر آسمانی بسیط ہے جو اہر عناصر وغیرہ مرکبات غفریہ سے بالکل علاوہ نہیں رکھتے سو
 جس طرح اربع عناصر کو نہیں کہہ سکتے کہ فلان چیز سے مرکب ہیں اسی طرح آسمانوں کو نہیں کہہ سکتے کہ
 فلان جوہر سے مرکب ہیں اور جو نام آسمانوں کے احادیث معراج سے ثابت ہیں انکا ذکر منع ربانوں کے
 قصہ معراج میں لکھا جایگا اور ابن منذر سے ابن عباس نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے
 کہ سید السموات وہ ہے جبریل عرش ہے اور سید الارضین جبریل تم ہو اور کہا ابن عباس نے کہ فرمایا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فکر کرو تم پر خیر میں اور فکر کرو ذات باری میں اس واسطے کہ در میان ساتون
 آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور اللہ کے اوپر ہے یعنی بالاتر و محیط و قادر ہے اور تکملہ القصص
 میں ہے کہ اول زمین کا نام رککا ہے اس میں ہوا رہتی ہے دوسری کا نام فلدہ کہ مسکن عقارب نام ہے
 تیسری کا نام غرقہ کہ عناکب و وزخ کا محل ہے چوتھی کا نام جریبا کہ آشیانہ حیات جنم ہے پانچویں کا نام
 پلٹا اس مقام میں آتش و وزخ کو روشن کرتے ہیں چھٹویں کا نام بقیں کہ اہل شرک وغیرہ کافون کا دفتر خانہ
 کہ قال اللہ تعالیٰ کلا ان کتاب الفجر لیس عجین و ما درک ما عجین کتاب مرقوم یعنی کوئی نہیں لکھا
 لنگارون کا پانچواں بند پیمانہ میں اور بجگو کیا خبر ہے کیا بند بخاند ایک دفتر ہے لکھا ہوا حاصل یہ کہ اس دفتر
 میں ہر ایک دوزخی کا نام لکھا ہے اور ہر نام پر رقم و علامت ہے کہ بحر و ملاحظہ دریافت ہو جاتا ہے کہ یہ شخص
 دوزخی ہے جس طرح سودا گردن کا دستور ہے کہ اپنے تھانوں پر علامت نشان کرتے ہیں کہ تجارت
 سے روایت ہے کہ یہ دفتر ساتویں طبقہ زمین کے نیچے ہے اور وہاں ایک سنگ سیاہ نہایت
 عظیم پڑا ہے جب کہ دوزخی مرتا ہے تو اول روح اسکی فرشتے آسمان پر لپکتے ہیں گدردان فلک روانہ
 نہیں کھولتے ناچار واپس لاتے ہیں اور اس پیپر کے نیچے ڈالتے ہیں اور تصدیق و دفتر خانہ اسکا نام
 اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ فلان ابن فلان آج کی تاریخ دنیا سے عالم برزخ میں آیا اور یہ عمل ساتھ لایا
 نامہ اعمال کرام کا تبین ہے ایک اسی دفتر میں داخل کرتے ہیں برودت و شروہی کا عقد نکال کر دست چپ
 میں دینگے ساتویں کہ نام عجیب کہ ہر مقام بلبل و اتباع بلبل کا پویشیہ تو ہے کہ حضرت خالق لا یزال

بہفت طبق آسمان کے واسطے سات ستارے جنکو سب سے سیارہ کہتے ہیں بطور بار باران مقرر فرمائے ہیں اول زمحل کہ ساتوین آسمان کا دربان ہے دوسرا مشتری کہ فلک ششم کا چوکیدار ہے تیسرا مریخ کو پانچوین آسمان کا خزانہ ہے چوتھا شمس کہ فلک چہارم کا افسر سردار ہے پانچواں زہرہ کہ فلک سوم کا چوکیدار ہے چھواں عطارد کہ فلک دوم کا شہسوار ہے ساتواں ماہتاب کہ فلک اول کا شعلہ خداز ہے اور اہل حکمت سوائے افلاک مذکورہ بالا کے دو فلک اور بھی قرار دیتے ہیں ایک فلک الافلاک دوسرا فلک الثوابت مگر یہ گاہ اولہ قطعہ علیہ سے بہفت طبق ہونا فلک کا کیا معنی آنکے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے تو بنا برطابقت کلام الہی کے کہتے ہیں کہ یہ دونوں آسمان ہ ہیں جنکو اہل شرع عرش کرسی بولتے ہیں حالانکہ جو اوصاف عرش کرسی کے روایات شرعیہ میں آتے ہیں اصلاً ان دونوں آسمانوں سے مطابق نہیں ہیں اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ سب حکما کا تکلف ہے اور لغوی عرش کرسی بلیط قطعاً ثابت نہیں ہونا بلکہ اکثر دلائل سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ ساتوین آسمان کے اوپر بہت فاصلہ پر ایک جسم نور کا رہے کہ اسکو گاہی عرش کہتے ہیں اور گاہی کرسی لیکن وہ جسم تمامی افلاک و ارض کو محیط ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ وسع کرسیہ السموات والارض کذا حقیقۃ استاذ الاستاذ فی تفسیر الغزیری معالم التنزیل میں جعفر ابن محمد سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلح نے کہ بائیں ایک قایمہ عرش کے دو ہرے قایمہ تک مسافت تین ہزار برس کی ہے اور ہر روز عرش کو ستر ہزار لباس پہنائے جاتے ہیں کہ اسکو کوئی غلام دیکھ نہیں سکتا اور یہاں سے روایت ہے کہ درمیان عرش و فلک ہفتم کے ستر ہزار حجاب ہیں نور و ظلمت کے اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار صفیں فرشتوں کی ہیں اور طواف میں مصروف اور کبیر تحلیل میں شیخون سوائے انکے ایک صف ستر ہزار فرشتوں کی اور ہے اسپر ایک کھصفین و زمین کہ دست راست اپنا دست چپ پر رکھے ہوئے تسبیح و تحمید کر رہی ہیں اور حال یہ ہے کہ بائیں دونوں بازوؤں کے میں سو برس کی راہ ہے اور کانون سے گندھون تک چار سو برس کی اور بائیں اس کو وہ اور خداوند عالم کے ستر حجاب نار کے اور ستر ظلمت کے اور ستر نور کے اور ستر دایمیں اور ستر باقیوت احمر کے اور ستر زبرجہ اخضر کے اور ستر ہف کے اور ستر پانی کے اور ستر مری کے اور ایک چیز اور ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہاںچہ عرش و فلک اطلس سے کسی طرح مشابہت و مناسبت نہیں ہے فائدہ خالق کریم نے بہشت کو ساتوین آسمان پر پیدا کیا ہے قلمی کے نزدیک اسکے سات درجے ہیں دار الجلال دار السلام دار الخلد جنہ عدن دار اللہ جنہ نعیم جنہ فردوس کذا ذکرہ السیوطی فی البدو در السافرہ اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک طبقات بہشت کے اٹھ سطرچ مکے ہیں ایک کا نام عرش دوسرے کا جنۃ الماویٰ تیسرے کا فردوس چوتھے کا نعیم پانچویں دارالقرار چھٹے کا دار الخلد ساتوین کا دار السلام آٹھویں کا دار الجلال اور یہ بھی محققین کہتے ہیں کہ سات بنا بر

یہ ساتوین آسمان کا دربان ہے
دوسرا مشتری کہ فلک ششم کا چوکیدار ہے
تیسرا مریخ کو پانچوین آسمان کا خزانہ ہے
چوتھا شمس کہ فلک چہارم کا افسر سردار ہے
پانچواں زہرہ کہ فلک سوم کا چوکیدار ہے
چھواں عطارد کہ فلک دوم کا شہسوار ہے
ساتواں ماہتاب کہ فلک اول کا شعلہ خداز ہے
اور اہل حکمت سوائے افلاک مذکورہ بالا کے دو فلک اور بھی قرار دیتے ہیں
ایک فلک الافلاک دوسرا فلک الثوابت
مگر یہ گاہ اولہ قطعہ علیہ سے بہفت طبق ہونا فلک کا کیا معنی
آنکے نزدیک بھی ثابت ہو جاتا ہے
تو بنا برطابقت کلام الہی کے کہتے ہیں کہ یہ دونوں آسمان ہ ہیں
جنکو اہل شرع عرش کرسی بولتے ہیں
حالانکہ جو اوصاف عرش کرسی کے روایات شرعیہ میں آتے ہیں
اصلاً ان دونوں آسمانوں سے مطابق نہیں ہیں
اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ سب حکما کا تکلف ہے
اور لغوی عرش کرسی بلیط قطعاً ثابت نہیں ہونا
بلکہ اکثر دلائل سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ ساتوین آسمان کے اوپر بہت فاصلہ پر ایک جسم نور کا رہے کہ اسکو گاہی عرش کہتے ہیں اور گاہی کرسی لیکن وہ جسم تمامی افلاک و ارض کو محیط ہے لہذا قال اللہ تعالیٰ وسع کرسیہ السموات والارض کذا حقیقۃ استاذ الاستاذ فی تفسیر الغزیری معالم التنزیل میں جعفر ابن محمد سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلح نے کہ بائیں ایک قایمہ عرش کے دو ہرے قایمہ تک مسافت تین ہزار برس کی ہے اور ہر روز عرش کو ستر ہزار لباس پہنائے جاتے ہیں کہ اسکو کوئی غلام دیکھ نہیں سکتا اور یہاں سے روایت ہے کہ درمیان عرش و فلک ہفتم کے ستر ہزار حجاب ہیں نور و ظلمت کے اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار صفیں فرشتوں کی ہیں اور طواف میں مصروف اور کبیر تحلیل میں شیخون سوائے انکے ایک صف ستر ہزار فرشتوں کی اور ہے اسپر ایک کھصفین و زمین کہ دست راست اپنا دست چپ پر رکھے ہوئے تسبیح و تحمید کر رہی ہیں اور حال یہ ہے کہ بائیں دونوں بازوؤں کے میں سو برس کی راہ ہے اور کانون سے گندھون تک چار سو برس کی اور بائیں اس کو وہ اور خداوند عالم کے ستر حجاب نار کے اور ستر ظلمت کے اور ستر نور کے اور ستر دایمیں اور ستر باقیوت احمر کے اور ستر زبرجہ اخضر کے اور ستر ہف کے اور ستر پانی کے اور ستر مری کے اور ایک چیز اور ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہاںچہ عرش و فلک اطلس سے کسی طرح مشابہت و مناسبت نہیں ہے فائدہ خالق کریم نے بہشت کو ساتوین آسمان پر پیدا کیا ہے قلمی کے نزدیک اسکے سات درجے ہیں دار الجلال دار السلام دار الخلد جنہ عدن دار اللہ جنہ نعیم جنہ فردوس کذا ذکرہ السیوطی فی البدو در السافرہ اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک طبقات بہشت کے اٹھ سطرچ مکے ہیں ایک کا نام عرش دوسرے کا جنۃ الماویٰ تیسرے کا فردوس چوتھے کا نعیم پانچویں دارالقرار چھٹے کا دار الخلد ساتوین کا دار السلام آٹھویں کا دار الجلال اور یہ بھی محققین کہتے ہیں کہ سات بنا بر

یہ ساتوین آسمان کا دربان ہے

قرار گاہ مردم اور ہشتم برای ید ارض گنہگار کے نام میں اختلاف ہے ابن عباس کے نزدیک علیین نام ہے اور بعض کے نزدیک مقعد صدق کہا قال فی مقعد صدق عند ملک مقتدر اور مقام علیین دفتر خانہ اہل جنت کا پورا و بنڈگان خاص کے سپرد ہے کہا قال ان کتاب الابرار فی علیین و ما اور ملک ماعلون کتاب مرقوم شہدہ المقرون یعنی کوئی نہیں لکھا نیکوں کا ہے اور پردالوں میں اور نیکو کیا خبر ہے کیا ہیں اور پردالے دفتر سے لکھا ہوا اسکو دیکھتے ہیں فرشتے نزدیک والے اور یہ مقام سب سمانون سے بالا ہے نیچے کا سرسدرۃ المغنتی اس کے پاس ہے اور اور پر کا عرش مجید کے سید ہے پایہ کے قریب ہے انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ ہیں بتیمیز اور ارواح نیکوں کی وہاں پہنچتی ہیں اور عوام صالحین کی روح بعد اسم نویسی اور پوچھنے اعمال ان کے لگا ہے گورستان میں اور گاہے مانی الجوا اور کبھی چاہ زفر میں رکھی جاتی ہے اور روح کو انہی قبر سے ایک نوع کا علاقہ بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت کو آتا ہے تو اسکو اطلاع ہوتی ہے کیونکہ روح کو قرب بعد مکانی مانع اور اک نہیں ہے اور مثال اسکی وجود انسان میں روح بصری ہے کہ کو اکب ہفت آسمان کو اندرون چاہ سے دیکھ سکتی ہے اور صاحب کشفان نے اس ترتیب سے جنات کے نام بیان کیے ہیں اول دار النخل دوم دار المقام سوم دار السلام چہارم جنت عدن پنجم دار النراش ششم جنت نعیم ہفتم جنتہ المادی ہشتم جنت فردوس اور سورۃ ذاریات کی تفسیر میں صاحب کشفان نے لکھا ہے کہ ان کو زمرہ سے بنایا ہے آسمین سخی و عادل و غازی و زاہد و امیر مساجد رہینگے اور جنتہ المادی کو نور سے تیار کیا ہے شہید حقیقی اور خیرات کرنے والے اور غصہ کھانے والے اور معاف کرنے والے التقیر و رن کے آسمین رہینگے اور فردوس کو ہلال کبریائی کے نور سے بنایا ہے آسمین انبیاء علیہم السلام رہینگے اور اسکے درمیان ایک غرفہ نور رضا کا بنایا ہوا ہے اسکو مقام محمود کہتے ہیں سرور انبیاء علیہ السلام آسمین تشریف رکھینگے اور نعیم کو زبور سبز سے بنایا ہے آسمین شہید حکمی و مؤذن رہینگے اور دار النراش کو مردارید روشن بنایا ہے آسمین جو موتیں عام ہیں وہ رہینگے اور دار السلام کو یاقوت سرخ سے بنایا ہے آسمین فقیر صابر اس امت کے رہینگے اور دار الجلال زر سرخ کا ہے اسکو دار المقام بھی کہتے ہیں آسمین اس امت کے اغنیاء شاہین رہینگے اور کیفیت طبقات بہشت کی یہ ہے کہ ایک دوسرے طبقہ سے حامل نہیں بلکہ حلقہ ہوتا ہے گویا پائین باغ ہے اور عرش مجید انکی چھت ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتہ المادی اسکے نیچے ہے و جنت عدن وسط میں ہے اور جنت فردوس مسمان و بالا ہے اور اعلیٰ درجہ جنت کا علی لاطلان وہ ہے جسکا نام وسیلہ ہے اور صاحب اسکا حکم وزیر رکھتا ہے یعنی فیض شاہی کسی کو نہیں پہنچتا کمزیر اس کے اور اسکے ہاتھ سے سویہ مقام مخصوص ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے شکوہ حضرت

عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے بہشت کے سو درجے ہیں اور ہر درجے کی فضا مقدار آسمان
ارض و سما ہے اور اعلیٰ درجہ فردوس ہے اُسی پر عرش ہے اور وہ درمیان کی چیز ہے بہشت میں اسی سے پار
نہیں جاری ہیں سو جب تم سوال کرو اللہ سے تو فردوس کا سوال کرو واسطیہ کہ یہ اعلیٰ درجہ بہشت کا ہے
اور یہ بھی ثابت ہے کہ بنائے جنت سیم درجے سے ہے اور روشنی آسمان یا قوت و زبردگی ہے اور چشمے اُس کے گھاٹ
مصفا اور آسمان پر سجائے سنگریہ جو اہرات بہتے ہیں اور اُس باغ میں درخت بنجارہ و یوزان با پوسٹ
برگ طلائی و نقرئی قائم ہیں اور پانچ نہایت صاف جاری ہیں کہ ایک کا پانی شیرین و سرد دوسری
دو دھسے پتھر تیشری شہد خالص و صاف سے بھری ہوئی پتھر تھی پر از شراب خوش رنگ خوشبودار
اور سوائے انہا رابعہ مذکورہ کے اور بھی چار چشمے اُس باغ میں جاری ہیں جس طرح چشمہ کا فوری کہ
تاثر اُسکی سردی اور زنجبیل جسکو سلسبیل بھی بولتے ہیں خاصیت اُسکی گرم ہے اور چشمہ نسیم کہ کمال لطافت
ہو امین جاری ہے نسیم لغت میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو ضربت پر واسطے خوشبو کے ڈالی جاتی ہے جس طرح
گلاب کیوڑہ و بید مشک سو یہ چشمہ ہے کہ مقبرین و سالقین کو اُس سے پلائیگی اور ابرار و اصحاب الہدیین
کو بطریق گلاب و بید مشک ملا کے دینگے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و مراحہ من نسیم عینا یشر بہا المقبرین
یعنی آمیزش اُسکی شراب نسیم سے ہوگی اور وہ چشمہ ہے کہ پتے میں اُس سے قریب کے لوگ ستراسکایہ ہے
یہ چشمہ عشق و محبت خدا کا نمونہ ہے کہ بے تعین محل و صورت بلکہ بے تشخیص حال ارواح مقبرین کو اُس سے
سیراب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چشمہ زیر عرش الہی جوش زن ہے اور مقبرین کے سامنے بہتا ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ ہر گاہ مقبرین محبت الہی کے ساتھ کسی کو نہیں ملاتے اور مشغول بما سوی اللہ نہیں ہوتے اس
باعث سے چشمہ نسیم اُن سے مخصوص ہوا بخلاف ابرار کے کہ محبت الہی آثار افعال و صفات باری عز و جل سے
بھی ملی ہوتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے پیدا کیا اللہ نے خلق کو فرمایا کہ پانی سے پھر کہا ہم نے کہ بنایا بہشت کس
چیز سے ہے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور مٹی اُسکی مشک خالص ہے اور سنگریہ
اُسکے مردار و یا قوت ہیں اور خاک اُسکی زعفران ہے جو شخص کہ داخل ہوا بہشت میں پھر باز نعمت میں
رہتا ہے اور کچھ سرخ و مشقت نہیں دیکھتا اور ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کہہ کرے اُسکے پرانے نہیں ہوتے اور حوائج
اُسکی نہیں جاتی اور علامہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ درجات بہشت کے تلوہین ہر ایک درجہ کی فضا
دوسرے درجہ سے ستوبرس کی راہ ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت
فرش مرفوعہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ فرشتے ہیں بہشت میں نہایت بلند قامت کہ مقدار ان کی فضا

ما بین آسمان و زمین کے ہوا اور آیات قرآنیہ سے واضح ہو کہ بہشت میں اونچے اونچے
تخت بچھے ہیں اور اونپر آنجورے رکھے اور قالیچے برابر پڑے اور محل کے نہالچے اوہر
اوہر پھیلائے ہوئے ہیں چنانچہ سورۃ واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے علیٰ سررہ من عرشہم یجلسون علیہا

مقابلین یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب و ابابلق و کاس من معین لا یصدعون

عندہا لایزفون و فاکتہ ما یخترون و لحم طیر ما یشتون و حور معین کاشمال اللؤلؤ المکنون لیغنی

نبیضہم بین یلنگون پر سونے سے بنے تکیہ دیے اور ہر ایک دوسرے کے سامنے لیے پھر پیز

ان پاس لڑکے سدا رہنے والے آنجورے اور شہیان اور پیالے بھرے شراب کے

سر نہ دیکھے جس سے اور عہو ہوش ہوں اور میوہ جو نسا جن لین اور گوشت اڑتے

جانورون کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریان بڑی آنکھوں والیان کئی برابر لیٹے

موتی کے غرض کہ اوصاف بہشت سے تمام کلام اللہ گویا بھرا ہوا ہے اللہم جلنی

جنت الفردوس فائدہ خالق لایزال نے گندگی ہر ایک فلک کی مقدار معین پر رکھی ہے

اور اشاروں کو اس طرح چڑھایا ہے جس طرح انگوٹھی میں نگین اور ہر ایک فلک کے دو سطحین کچھ ہیں

ایک سطح محمد ب اور دوسری سطح معتبر اور اجرام میں سب فلک مشابہ الاجرام ہیں جو کچھ ان فلک پر

جائز ہو وہ دوسرے پر بھی درست ہے پس یہ کیفیت خالی از حکمت نہیں کیونکہ یہ امور بمقتضای طبیعت

نہیں ہیں اور دلیل اسکی سورہ نحل میں مذکور ہے خلق السموات والارض باعق یعنی مقدر کیا ہے

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو یہ تدبیر درست اور ہر ایک فلک کا دور و نقطہ پر ہر جہت کو طبع نہیں

کہ اسکو جنبش نہیں ہے اور ہر دورہ کو ایک ماہ معین پر قائم کیا ہے مثلاً فلک القمر ایک ماہ جنبش کر دیا

ایک مہینے میں تمام کرتا ہے اور فلک ثواب زہرہ و عطارد ایک سال میں گھرے زیادہ اور فلک مزخ

دو برس میں یا ایک برس دس ماہ میں اور فلک مشتری بارہ برس میں اور فلک حمل تیس برس میں

اور فلک ثوران جسکو حکما تجویز کرتے ہیں اور اہل شرع تعبیر بکسی فراتے ہیں چھتیس ہزار یا پچیس ہزار دوسو برس

میں اور عرش کہ جسکو حکما فلک نهم کہتے ہیں ایک شبانہ روز میں اور ظاہر ہے کہ سرعت بطور کو چلی بزرگی

منوہ نہیں ہے والا حرکت فلک عرش کی سب سے بڑی ہوتی حالانکہ سب سے سریع ہے اور ہر ایک

ستارے کی روشنی مختلف ہے اور رنگ علیحدہ مثلاً قمر کے منہ پر کلف ہے اور عطارد کا رنگ ردی مائل

اور زہرہ کا سفید و شفاف اور مزخ کا سرخ اور مشتری کا زرد و خالص اور زحل کافی الجملہ تاریکی لیے ہوئے

اور آفتاب ہر ایک نقطہ پر مانند خال سیاہ کے چنانچہ جب ہوا میں غبار ہوتا ہے تو صاف نظر نہیں آتا

نور الازکیانی

نور الازکیانی

نور الازکیانی

نور الازکیانی

نور الازکیانی

نہایت ہی آسان

قائدہ خداوند کبریا نے آسمان میں بارہ برج پیدا کیے ہیں کہ وہ السامریات البروج و تبارک الذی جعل فی آسمان
 بروجا اس پر دلیل قطعی ہے اور ہر ایک برج کی صورت مختلف ہے اور ہر برج کا حکم نیکی اور بدی میں
 جدا ہے اور باوجود اختلاف کے دوران کرتے ہیں اور کبھی حکم عالم پر جاری ہوتا ہے اور کبھی
 رائل ہو جاتا ہے اور پھر عود کرتا ہے پس اعتقاد کرنا ایک جگہ اور ایک شخص کے حق میں نہ چاہیے اس واسطے
 کہ شاید حالت موجودہ معدوم ہو جائے اور حالت معدوم پھر آوے اور حسن مجاہد قتادہ کے نزدیک برج سے
 بڑے بڑے ستارے مراد ہیں اور بسبب ظہور کے برج نام ہوا اور عطائے ابن عباس سے نقل کیا ہے
 کہ برج سے مراد منازل سبعہ سیارہ ہیں اور وہ بارہ ہیں حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان
 عقرب قوس جدی دلو حوت اور ان سبکی صورتیں مختلف ہیں حمل بصورت بچہ گو سنند مرکب نہیں
 ستاروں سے ہے اور پنج ستارے اور بھی علاقہ رکھتے ہیں گو کہ صورت سے خارج ہیں اور سرانکا جانب
 مغرب اور دنبال طرف مشرق ہو گویا منہ پیچھے پھرے کسکھو دیکھتا ہے اور ثور بصورت گائے مرکب نہیں
 ستاروں سے سر اسکا جانب مشرق اور دنبال جانب مغرب ہے اور سوائے ان ستاروں کے
 اور بھی ستارے بصورت خوشہ انگوٹھ میں انشور و اثریا ماند عین ہیں کہ اسی صورت سے علاقہ رکھتے ہیں
 اگرچہ خارج از صورت ہیں اور جزا بصورت دواؤ میوں کے باہم متصل سرانکے جانب شمال و مشرق اوپر
 جانب جنوب و مغرب ترکیب اسکی پچیس ستاروں سے ہے اٹھارہ داخل اور سات خارج اور سرطان
 بصورت خرچک نو ستاروں سے مرکب ہے اور اسد بصورت شیر ہے ستائیس ستاروں سے مرکب اور
 قلب لاسد مذبرہ وغیرہ بھی اسی سے علاقہ رکھتے ہیں اور سنبلہ بشکل عورت ہے کہ دانے ہاتھ میں
 ایک خوشہ لیے کھڑی ہے اور حبسین ستاروں سے مرکب ہے ورے اسکے اور ستارے بھی اس کے
 علاقہ رکھتے ہیں اور ایک ستارہ اور ملا ہوا ہاتھ سے ہے جسکو سماک اغل بولتے ہیں اور میزان
 آٹھ ستاروں سے بصورت ترازو ہے اور عقرب مرکب اکیس ستاروں سے بصورت کڑوہ ہے اور
 قلب لعرب اور اکلیل وغیرہ اس سے متعلق ہیں اور قوس مرکب اکتیس ستاروں سے ہے چہرہ
 آدمی کا اور تمام بدن مانند اسپتھ میں تیر و کمان اور جدی بصورت بزغالہ یعنی بھیر اٹھائیس ستاروں سے
 مرکب ہے اور سعد ذابح بھی اس سے علاقہ رکھتا ہے اور دلو بشکل آدمی کبھی بالئیس ستاروں سے
 گویا ڈول چاہ سے نکال کر ہاتھ میں لیے اٹا کیے ہوئے پانی ڈالتا ہے اور حوت دو مچھلیوں کی صورت ہے
 اور مرکب چونتیس ستاروں سے ہے اور دونوں پیٹھے مل گئے ہوئے ہیں اور جنوب والی مچھلی کو
 سمک مقدم کہتے ہیں مخفی نہ ہے کہ حمل اور عقرب دو گھر مرتخ کے ہیں اور ثور اور میزان زہرہ کے اور

خوف غالب ہوتا ہے گویا یہ نفخہ نزع ہے کما قال اللہ تعالیٰ ونفخ فی الصور فنفر من فی السموات والارض
اور جب بشفق زایل ہو جاتا ہے سو جاتے ہیں گویا یہ نفخہ مضاعف ہے چنانچہ فرمایا ونفخ فی الصور فنفر من فی السموات
والارض اور جب آفتاب طالع ہوتا ہے جملہ حیوانات بیدار ہوں گے اور کھڑے ہوتے ہیں گویا یہ نفخہ قیام ہے
کما اشار الیہ در نفخ ثبہ آخری فاذا هم قیام متطرون اسبطح سیر آفتاب میں بہت حکمتیں ہیں اور ایک فائدہ
بڑا یہ ہے کہ حرکت آفتاب سے سال و ماہ و اوقات حج بیت اللہ ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
ولیکنک عن الابلہ قل ہی مواعیت للناس الحج اور فائدہ یہ بھی ہے کہ شب و روز کی ساعات سے
اوقات نماز دریافت ہوتے ہیں وراعی ان فوائد کے ایک بات اور بھی غور کی ہے کہ انسان اس امر از یاد
میں کہ مزرعہ دار اقرار ہے گویا کاشتکار ہے کہ تخم معرفت لیکر آیا ہے اور کاشتکار کو کئی چیزیں ضرور ہیں
اول آفتاب ہے کہ زمین اسکی شعاع سے اصلاح قبول کرتی ہے اور باطن زمین میں گرمی پیدا ہوتی ہے
کہ موجب ثوران قوت نامیہ ہے تو گویا آفتاب حق زراعت میں قائم مقام حرارت غیریہ کے ہو کہونکہ
جب زمین میں تخم ڈالتے ہیں تو خاک و ہوا و آب باہم مل کر استعداد حیات نباتیہ پیدا کرتے ہیں پھر
طلخ و دفع عنوت کے کسی قدر حرارت کی احتیاج ہوتی ہے سو اگر حرارت غرضار سے حاصل کرین تو نوج
والا ہوا بھل جائے لہذا حکمت اللہ نے حرارت شمس کو مسلط فرمایا کہ اس سے منفعت حاصل ہے
اور مضرت کم نہیں ہے وراے اسکے اختلاف فصول بھی ضروریات زراعت سے ہے اور یہ امر حر
آفتاب سے متعلق ہے الغرض منافع شمس شروع زراعت سے آخر تک صاحب علم فلاحیت پر
پوشیدہ نہیں ہیں اور حکمت تعین ماہتاب کی فلک کے ل پر ظاہر تر ہے اونے فائدہ یہ ہے کہ عمل زراعت
میں رطوبت پانی کی کافی نہ تھی پس رطوبت فوقانیہ کی احتیاج پڑی تاکہ میوہ و دانہ کو پر مغز و کندہ کر
اور یہ حاصل نہیں مگر نور قمر سے اور فائدہ اختلاف نور کا یہ ہے کہ رطوبت حیوانات پرستولی نہ ہے
کیونکہ اللہ صاحب نے نور قمر کو سبب زیادتی رطوبات کا گردانا ہے یعنی جس قدر نور قمر ناقص ہوتا ہے
رطوبت کم ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ ہوتا ہے رطوبت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ یہ بات جز
و تدوریاؤن سے تجربہ معلوم ہوئی ہے اور خبر و تدو قسم ہے ایک متعلق باہم کہ جب ماہ افق شرقی
سے مل جاتا ہے تد شروع ہوتا ہے اور آب بریا پڑھتا ہوتا نصف النہار بعد اسکے جز شروع ہوا اور غائب
جز افق غربی ہے اور جب اس سے گزرتا تو دوسرا تد شروع ہوا اور یہ زمین کے منچے ہوتا ہے نصف النہار
بمجر جز شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ افق شرقی میں آوے اور دوسرا متعلق بشہور ہے یعنی ایک
ماہ میں پندرہ روز اول میں تد زیادہ ہوتا ہے پندرہ روز آخر سے بسبب قلت و کثرت رطوبت

آفتاب

تفریح الاذکیاء

زناخت دوم

تفریح الاذکیاء

کہ نور قمر سے علاقہ رکھتے ہیں اور زیادتی اس رطوبت کی جملہ اجسام میں ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ خاک میں بھی
 یعنی اگر خاک کو نیمہ اولیٰ میں جھپٹ کر یکجا کر کے آب اندوہ کریں تو پانی چٹکیا بخلاف نیمہ آخرہ کے تبدیل
 کلام الہی میں رب المشرق والمغرب ورب المشرقین والمغربین ورب المشرق والمغرب اس فائدہ
 واقع ہے کہ ثابت کا شروق وغروب معین ہے سالہا سال نہیں بدلتا لیکن سیارہ کا مختلف ہے مثلاً
 آفتاب اول سرطان میں نہایت بلند ہوتا ہے اور اول جدی میں نیچا اور جب ان دونوں نقطوں پر
 ہوتا ہے تو مشرق و مغرب وہ نقطے پہنچتے ہیں اور ان کے مشرق و مغرب اور بین باعتبار بروج و
 مدارج توحس جگہ ارشاد بلفظ واحد ہے اس طرف اشارہ ہے اور جس جگہ بلفظ تثنیہ فرمایا ہے وہاں مشرق و
 وشتا مراد ہے اور مغرب وطلع اس سرطان و جدی اور جہان کہیں بلفظ جمع ہے وہاں جمیع مواضع شروق
 وغروب مراد ہیں پوشیدہ نہ ہے کہ طلوع وغروب کو اکب میں بہت فوائد ہیں از انجملہ پانچ ہر ظاہر ترین اول جب
 ستارہ نکلتا ہے تو مرقع ہوتا جاتا ہے اور یہی حال لسان کے نشو و نما میں ہے دوسرا جب ستارہ میں آتا ہے تو ٹھہرا
 نظر پڑتا ہے کہ حقیقتہً ٹھہرا نہیں ہے سو ہی حقیقت سن وقوف کی ہے تیسرا جب ستارہ جانب غرب کل
 ہوتا ہے تو ظہر تک نقصان میں آتا ہے مگر اثر نقصان ظاہر نہیں ہوتا اور یہی حال سن کمولت کا ہے
 چوتھا جب افق وغروب کے قریب پہنچتا ہے تو کانپ کر گرتا ہے اسی طرح انسان حالت شیخوہ موت میں سفر پر
 گرتا ہے پانچواں بعد غروب عشا کے وقت تک اثر کو کب باقی رہتا ہے اسی طرح عوام انسان کا بعد
 مرگ چند سال اثر رہتا ہے لہذا معبود برحق نے انہیں پانچوں وقتوں میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں
 کیونکہ انہیں وقتوں میں اتنا عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں پس انسان کو لائق ہے کہ دل و زبان و جوارح
 و اعضا کو ان وقتوں میں مصروف عبادت خالق کرے تاکہ عبودیت جسمانی معرفت و حکمت حق سے
 مصناف ہو جائے اور استغراق خدمت کما ینبغی ظاہر ہو فائدہ اختلاف شب و روز میں انواع
 حکمتیں ہیں کہ بیان انکا دشوار ہے الا بمقتضیٰ سلائیہ رک کلمہ لایرک کلمہ چند حکمتیں ظاہر لکھی جاتی ہیں
 اول یہ کہ جب روز آتا ہے تو شب پرستولی ہو جاتا ہے اور اسکو وبالیتا ہے اور جب رات آتی
 تو وہ بھی غالب ہوتی ہے اور روز کو مقہور کر دیتی ہے الا اولیٰ برستان سے تا اولیٰ بستان روز
 کم ہوتا ہے اور شب زیادہ ہوتی ہے اور اول تابستان سے تا اول زمستان روز زیادہ ہوتا ہے اور
 شب کم ہوتی ہے حکمت اسمین ظاہر ہیں لہذا اعتدال ہے یعنی اگر ہمیشہ روز ہوتا تو خواب نہ ہوتا کم ہوتا
 تو قوتیں ضعیف ہو جاتیں اور اگر ہمیشہ رات ہوتی تو سردی اور افردگی مستولی ہوتی اور تمام جہاں
 خراب ہو جاتا دوسری یہ کہ اگر تمام وقت روز ہوتا تو آفتاب ایک جگہ ٹھہرا رہتا پس جہاں نہ ہوتا

رب المشرق والمغرب

طالع وغروب

حکمت انشاء اللہ

وہاں

وہاں سوختگی ہوتی اور وہاں سے نزدیک ہوتا بلکہ دور ہوتا تو وہاں افسردگی ہوتی اور دونوں میں
 بطلان حیات لازم آتا ہے تیسری یہ کہ دن میں آدمی اپنے کسب معاش میں مشغول رہیں اور رات کو
 راحت اور سکون پاویں کما قال وجعلنا النار معاشا اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے وجعلنا لیل
 سکنا اس واسطے کہ اگر ہمیشہ حرکت کرتے رہتے تو قوی ضعیف ہو جاتے چوتھی یہ کہ روز و شب سے
 حشر و نشر کی صحت ہوتی ہو اس واسطے کہ سونا موت سے مشابہ ہو اور بیداری زمرگی سے چنانچہ
 ارشاد ہوتا ہے اللہ الذی یوفی النفس حین موتھا والقی لم تموت فی منامھا اور جب رات کو
 سوتے ہیں اور دن کو اٹھ بیٹھتے ہیں کیا عجب ہے اسکی قدرت سے کہ بار بار اے اور پھر جلاؤ سے
 فائدہ زمین کو جو اللہ صاحب نے ساکن پیدا کیا فائدہ اسکا یہ ہے کہ حرکات حیوانات باطل
 نہوں اور اگر متحرک ہوتی تو حرکت اسکی یا مستقیمہ ہوتی یا مستدیرہ مستقیمہ نہیں ہو سکتی ہے
 اس واسطے کہ حرکت مستقیمہ یا نیچے ہوگی یا اوپر نیچے کو نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہے
 کہ حیوان جب زمین سے جست کرے زمین پر نہ پھونچے اس واسطے کہ جب جسم گراں زیادہ ہو
 حرکت اسکی جانب اسفل کو بھی زیادہ ہو اور بطی الحکمت سریع الحکمت کہ نہیں ہو چکا ہو اسطرح
 حرکت زمین کی اوپر کی طرف بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ جب کوئی
 اوپر کو چلے نیچے نہ آوے خواہ تھوڑا اوپر چھینکے تو نیچے کو نہ آوے اس واسطے کہ جس جسم کی حرکت
 قسری ہوتی ہو بعد زائل ہونے قاسر کے حرکت اسکی برخلاف طبیعت نہیں ہوتی بلکہ موافق طبیعت
 ہوتی ہو پس اگر طبیعت اور اجزاء زمین میں کوئی بھی حرکت اوپر کو کرتا بعد از زوال قاسر پھر نہ آتا
 باقی رہی حرکت مستدیرہ وہ بھی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو حرکت حیوان بسبب
 تخالف حرکت زمین کی ممکن نہوا اس واسطے کہ زمین ہوا سے محیط کو اپنی طرف حرکت دیتی ہے اور حرکت حیوان
 ہوا سے متعلق ہو پس اگر حیوان خلاف اسکے حرکت کرتا تو حرکت نہ کرنے دیتی اس سے ظاہر ہوا
 کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو حیوانات کی حرکت باطل ہو جاتی لہذا حکمت الہی نے اقتضا کیا کہ زمین
 ساکن ہوتا کہ یہ قباحت لازم نہ آئے اور اسی پر اشارہ ہو کہ وجعل الارض قرارا اور دوسری جگہ ارشاد
 ہوتا ہے وجعل لکم الارض ساطعا لتسکوا منہا سلا فجاہا اور زبور یکصد و چارم نسخہ ۱۱۱۱ میں
 لکھا ہے کہ زمین کو جنبش نہیں ہے اور زبور ایک سو و نسیس ۱۱۱۱ میں ہے کہ زمین ٹھہر رہی ہے
 اسطرح حق تعالیٰ نے زمین کو بہت سخت نہیں پیدا کیا اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر سخت پیدا کرتے
 تو زمستان میں بہت سرد ہوتی اور تابستان میں بہت گرم یہ دونوں باتیں زراعت کو مانع ہیں

اور بہت نرم مانند پانی کے اس واسطے نہ پیدا کیا کہ حیوان اس پر قرار پکڑے اور اگر پانی ہوتی تو کوئی ٹھہر نہ سکتا لہذا معتدل پیدا کیا اور اسمین چٹے جاری کیے چنانچہ فرمایا وجعل خلا لہا اندارا و فجور الارض عیوناً تاکہ سبب تولید نباتات وغیرہ ہو اور قوت حیوانات کا اس سے بہم پہونچے اور انسان کہ اشرف مخلوقات ہو کمال حاصل کرے فائدہ خالق خود ابجلال نے پہاڑوں کو جو زمین پر پیدا کیا ہو فائدہ اس کا یہ ہو کہ پہاڑوں سے معدن طلا و آہن وغیرہ نکلے خصوصاً لوہے کی کان کہ اس سے کارزراعت اور لباس اور کارخانہ سکئی اور دفع مضرت و شہمان وغیرہ امور کہ سوائے دوسرے سے نہیں ہو سکتے ہیں بہم پہونچیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وانزلنا الحديد فیہ یاس ثیاب و منافع للناس علی ہذا القیاس احجار نفیسیہ جس طرح فیروزہ اور یاقوت اور زمرد کہ سوائے پہاڑوں کہیں نہیں حاصل ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ پانی جو اجزاء زمین میں پوشیدہ ہو جب اسکو حرارت آفتاب کی پہونچتی ہو تو بخار ہو جاتا ہو اگر پہاڑوں تو متفرق ہو کر پھر پانی ہو جانے جیسے دیگ اگر جوش کرے اور سرسکا کھلا ہو تو جو کچھ اسمین جوش کرے گا گر جائیگا اور جب منہ ہو گا نہ گرے گا بلکہ طرف اعلیٰ میں جمع ہو کر تدریج علی سبیل التقاطر ٹپکیگا اور یہی سبب ہو کہ قرب جبال سے چشموں کی کثرت ہوتی ہو اور برف و باران کی شدت اور یہ موجب کثرت نباتات ہو اور اسے اس کے جبال سے راہیں دریافت ہوتی ہیں اور دریاؤں میں تفریق ہو جاتی ہو کما قال وجعل من البحر رجحاً ما خلا اسی طرح اور بھی فوائد ہیں فائدہ تولید حوادث سفلیہ حرکت افلاک سے ہوئی اور عناصر اربعہ اصول مرکبات قرار پائی یعنی جب خالق عالم نے افلاک کو پیدا کیا تو انکو حرکت میں لا با اسی حرکت سے حوادث سفلیہ ظاہر ہوئے تو جو چیز فلک سے قریب تر تھی وہ طیف تیار در حایا لبسائی سو وہ آگ ہو اور جو چیز فلک سے بعید زیادہ تھی وہ ثقیل مطلق و سرد و خنک ہوئی کہ وہ زمین ہو اور جو چیز آگ سے نزدیک تر تھی وہ خفیف مضاف و گرم تر ہوئی کہ ہوا ہو اور جو چیز زمین سے قریب ہو ثقیل مضاف و سرد تر ہوئی وہ پانی ہو پس خفیف مطلق آگ ہو و لہذا طالب غایت محیط ہو اور متحد ہوا اسکا ماس متعین فلک قمر ہو اور خفیف مضاف ہوا ہو کہ طالب جست محیط ہو اور متحد ہوا اسکا ماس مقعر نار ہو اور ثقیل مطلق زمین ہو اور طالب غایت مرکز کی اور جملہ ارکان سے فروتر اور پانی ثقیل مضاف ہو کہ طالب جست مرکز اور زیر ہوا اور بالا سے ارض واقع ہو اور خصوصیت ہر ایک عنصر کی دو کیفیتوں سے بحکم خالق ہو اور عقل اسمین حیران ہو اور حکمتیں خلقت عناصر اربعہ کی بہت ہیں ازراہ جملہ یہ کہ خاک سے مرکب کو نبات و قرار و شکل حاصل ہوتا ہو اور پانی سے مرکب میں

صفحت جبال
بہار ارض

تلقہ ارض علی
یعنی عناصر اربعہ
تبدیل و تفاعل
۱۴

نرمی پیدا ہوتی ہے کہ جو صورت چاہیں بنالین اس واسطے کہ خاک خالص اشکال کو دیر تر قبول کرتی ہو اور اے قبول رکھ چھوڑتی ہو اور پانی شکل قبول کرتا ہو لیکن محفوظ نہیں رکھتا مگر جب خاک سے مل جاتا ہے تو بالبتہ نگاہ رکھتا ہے یعنی خاک پانی کو جاری ہونے سے باز رکھتی ہے اور پانی خاک کو پرگندگی منع کرتا ہے اور چونکہ دونوں ثقیل ہیں تو جب ہوا کہ انکی نسبت لطیف ہو ملائی جاتی ہے اس سے سبکی پیدا ہوتی ہے اور کثافت دور ہوتی ہے اور آگ مرکب میں سبب خفگی واقع ہوتی ہے اور تلطیف و نضج کی علامت ہوتی ہے اور برودت آب و خاک کو توڑ دیتی ہے اسی طرح ہزاروں فوائد ہیں کہ بیان انکا محال ہے

فائدہ بعد خلقت بنت کے خالق تبار خود اجمال والا کرام نے طبقات زمین کے نیچے دوزخ کو پیدا کیا اور اس کے سات دروازے بنائے اول جہنم کہ مقام عذاب و عتاب امت مرحومہ علی صلبا الصلوٰۃ والسلام ہے دوم سعیر کہ مقام نصاریٰ ہے سوم حطمہ کہ مکان جہودان ہے چارم لعلی کہ ماواہی و بالیس و دیوان ہے پنجم سقر کہ جلسہ عقوبت جباران و متکبران ہے ششم جمیم کہ مخزن مشرکان بت پران ہے ہفتم لادویہ کہ مرجع فرعونیان و منافقان ہے اسی طرح مفسرین نے تفسیر کریمہ کہا سب سے ابواب میں لکھا ہے اور بعض اس ترتیب سے کہتے ہیں کہ اول جمیم دوم جہنم سوم سقر چارم سعیر پنجم لعلی ششم لادویہ ہفتم حطمہ اور بعض کہتے ہیں کہ اول جلسہ عاصیان امت مرحومہ دوسرا جلسہ جہودان تیسرا مقام ترسیان چوتھا مسکن مغان پانچواں مقام بت پرستان چھٹواں مرجع مشرکان ساتواں جلسہ منافقان

کما قال ان المنافقین فی الدبرک الاسفل من النار اور امام ابو المنصور ترمذی فرماتے ہیں کہ مراد ابواب سے طبقات ہیں اور چونکہ مومن ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے و لہذا انکے نامزد کوئی طبقہ نہیں ہے پس طبقہ اولیٰ دہریوں کا ہے و ثانیہ ثنویہ اور مشرکین عرب کا اور ثانیہ براہمہ منکرین نبوت کا اور رابعہ یہود کا اور خامسہ نصاریٰ کا اور ساوہ مجوس کا اور سابعہ منافقوں کا اور سالہ معراجیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دروازے دوزخ کے شب معراج میں دیکھے تھے بعض علیٰ اور بعض اسفل ایک دروازے سے دوسرے تک پانسویس کی راہ تھی اور ہر ایک پر ایک دربان تھا پہلے دروازے پر لکھا ہے نوبل المصلین الذین ہم عن صلواتہم ساءون دوسرے پر ویل المشرکین تیسرے پر ویل للمکذبین چوتھے پر ویل للمطغین پانچویں پر ویل لکل ہمزہ تھوڑی نوبل القاسیۃ قادیہم من ذکر اللہ ساتویں پر نوبل للذین یکتبون الکتاب ۱۰ پیہم اور حدیث معراج سے بعضوں نے نقل کی ہے کہ اول طبقہ دوزخ کا نام وکاء ہے اور مر حائل اسکا خازن ہے دوسرے کا نام لعلی طوفائیل اسکا خازن ہے اسمین لباس دوزخیوں کے رہتے ہیں تیسرے طبقہ کا نام حطمہ خازن اسکا طوفائیل اسمین سانپ و جھوٹو ٹھہرے ہیں چوتھے طبقہ کا نام سعیر

تفصیح الاذکیائی

۴۳

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

سبب خفگی

خازن اسکا شطائیل باجوچوین نام سقر موکل اسکا قنائل ہوا سمین احوال نامہ رہا ہر مین چھٹی کا نام مجبور موکل اسکا
 قنطر طائیل ساتوین کا نام دیوہ تھا طائیل اسکا موکل ہوا اور بعض ارباب سیر نے موکلات کے نام اور بھی
 لکھے ہین اور مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
 وسلم نے کہ چھوٹی گئی آگ دوزخ کی ہزار برس میان تک کہ سرخ ہوئی پھر تیز کی گئی ہزار برس
 میان تک کہ سفید ہوئی یعنی بے دود رہی اور سرخی جو آمیزش دود سے تھی جاتی رہی پھر فروختہ کی گئی
 ہزار برس میان تک کہ سیاہ ہوئی سو آگ دوزخ کی سیاہ تاریک ہو کہ ہرگز روشنی اس میں نہیں ہوا اور
 مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ صعود ایک پہاڑ دوزخ کا ہے جسکا اشارہ آیہ کریمہ سائرہ بقہ صعودا میں ہوا ہے ارتفاع
 اس پہاڑ کا چاس برس کی راہ ہو کافرون کو فشتے زنجیرون میں کس کر اس پہاڑ پر لیجاؤینگے اور عذاب کریں گے
 اور پھر وہاں سے نیچے ڈالینگے اسطرح یہ عذاب دایمی اسیز ہوا کریگا اللہم احفظ اللہم احفظ
 اور علامہ ترمذی رحمہ اللہ نے روایت فرمائی ہو کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سر ابرو
 آتش جہنم کی چار دیواریں ہین اور ہر دیوار کی سطحی چالیس برس کی راہ ہو اور ابن عباس سے
 روایت ہو مشکوٰۃ شریف میں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا کہ
 دوزخ ہو دوزخ میں اور کھانا ہو دوزخیوں کا پیچہ دنیا میں تباہ ہو جائیں اہل زمین پر اسباب
 زندگانی کے پس کیا ہو حال اسکا جسکی یہ خوراک ہو اور ابو سعید خدری سے ترمذی میں روایت ہو کہ
 فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ایک ڈول نحاس سے یعنی زرداب سے جو دوزخیوں کے
 بدن سے ٹپکتا ہو ڈالاجاے دنیا میں ہر آنہ گندہ ہو جائیں تمام اہل دنیا اور ابو بردہ سے روایت ہو
 اور ابی بردہ ٹپکا ہو ابو موسیٰ اشعری کا کہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ دوزخ میں ایک جنگل ہو کہ اسکو مہیب کہتے ہین اس میں جبار رہتے ہین یعنی متکبر مکار اور
 عبداللہ ابن حارث ابن ہرز سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ دوزخ میں
 سانپ ہین سختی اونٹوں کی صورت پر کہ کاٹتا ہو وہ سانپ ایک مرتبہ پس پاتا ہو دوزخی سختی اسکی
 چالیس برس تک اور ہر آنہ دوزخ میں چھو ہین مثل خجرون کے پالان کیے ہوئے کہ ایک مرتبہ اس کے
 کاٹنے سے چالیس برس تک سختی رہتی ہو فائدہ واضح ہو کہ دوزخ پر انیس فرشتے متعین ہین چنانچہ
 ارشاد ہوتا ہو کہ علیہا تسعہ عشر حدیث شریف میں آیا ہو کہ آنکھیں انکی مانند برق کے چمکتی ہین
 اور آوازین مانند رعد کے اور دانت انکے جیسے شافین گوزن کی اور بال انکے ایسے بڑے بڑے ہین

علا فرشتہ ہر گنہگار
 دایم لڑتے ہوں
 بین ملک و مملکت
 دوزخ و جہنم
 میں ملک و بادشاہ
 محمد بن کریم
 فرشتہ قبول کرتا
 ہوتا ہوں ملک و مملکت
 کہ ہر گنہگار
 دوزخ و جہنم
 میں ملک و بادشاہ
 محمد بن کریم
 فرشتہ قبول کرتا
 ہوتا ہوں ملک و مملکت
 کہ ہر گنہگار

کہ دامن کی طرح اٹھائے ہوئے چلتے ہیں اور ان کے منہ سے فوارے آگ کے جوش زرن بہن اور دیکھا
 دونوں کندھوں کے مسافت ایک برس کی ہی اور کف دست ہر ایک کا گنجائش لاکھوں کی رکھتا ہے
 مہربانی اور رقت ان کے قلوب سے بالکل زائل ہو اور سبب اغیث ہونے کا اکثر مقصدین بون بیان
 کرتے ہیں کہ روزِ خلق ظہور غضب آسمی کا محل ہی اور جیسا کہ رحمت آسمی جب متوجہ کسی امر کے انجام پر
 ہوتی ہے تو روحانیات جمیع مخلوقات کی اس کارخانہ رحمت کی خدمت کرتی ہیں اسی طرح غضب
 اور قہر آسمی کسی مہم پر متوجہ ہوتا ہے تو روحانیات تمام مخلوقات کی اسکی خدمت پر مصروف ہو جاتی ہیں
 پس اس انتظام میں انیلس فرشتوں کی ضرورت ہوئی اول ایک کہ روحانیہ عرش سے علاقہ رکھتا ہے
 کہ ہرگز اپنی عمر میں نہیں بیٹھا اور چہرہ اسکا کسی نے کبھی نہ دیکھا اور یہ مثل سلطان
 روزِ خلق ہی اور تمامی فرشتے فرمان بردار و سرافراز فرشتہ کہ روحانیت کرسی سے متعلق ہے اور تقسیم
 طبقات اور تعین مقام و عذاب اسکے خیر اختیار میں ہے گویا کہ یہ فرشتہ دیوان اور دفتر ہر ایک کے
 تیسرا فرشتہ روحانیہ آسمان ہفتم سے علاقہ رکھتا ہے کہ سکین ہر رجل کا حفظ ابدان وغیرہ اور بقا
 اس سے متعلق ہیں پس یہ بمنزلہ میر عمارت ہے جو چوتھا فرشتہ کہ روحانیہ چھوٹے آسمان سے جو
 محل مشہر ہے متعلق ہے کہ فساد اور مخاصمت ڈال دینا و وزخیون میں کہ جابجا کلام ربانی میں
 تخاصم اور اختصاص انکا مذکور ہے اسکا کام ہے تو یہ بمنزلہ باضی کے ہے یا پنچواں فرشتہ کہ روحانیہ
 یا پنچویں آسمان سے جو سکین ہے مریخ کا علاقہ رکھتا ہے اور گرفت و گیر اور ضرب اور شلاق اس سے
 متعلق ہے پس یہ بمنزلہ کو تو ال اور جلا دسکے ہے چھوٹا آسمان فرشتہ کہ چوتھے آسمان کی روحانیت
 جس میں آفتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور بطلان عقائد اور قبیح اعمال اہل روزِ خلق کا اس سے متعلق ہے
 پس یہ بمنزلہ میر تعلیم و تالیق کے ہے ساتواں فرشتہ کہ روحانیہ تیسرے آسمان سے کہ مکان ہے
 زہرہ کا علاقہ رکھتا ہے کہ وزخیون کو نوحہ اور زاری کی آوازیں سناتا ہے یہ گویا بمنزلہ خنیاگر کے ہے
 آٹھواں فرشتہ کہ روحانیہ دوسرے آسمان سے کہ محل عطار دہی علاقہ رکھتا ہے اور پہونچا ناخبر
 ایک فرشتے کی دوسرے کو اسی کا کام ہے پس یہ بمنزلہ جاسوس ہے نواں فرشتہ پہلے آسمان سے کہ
 سیرگاہ ماہتاب ہے علاقہ رکھتا ہے اور متغفن کر دینا جراحات کا اور حادث کرنا بدبو کا اسکا کام ہے
 پس یہ بمنزلہ جراح کے ہے دسواں فرشتہ کہ روحانیہ کتہ نارسے علاقہ رکھتا ہے اور جلانا اور
 روشن کرنا آگ کا اور پختہ کر دینا و وزخیون کے بدن کا اس سے متعلق ہے پس یہ بادِ جی کا حکم
 رکھتا ہے گیارھواں فرشتہ کہ تعلق روحانیہ ہو اسے رکھتا ہے کام اسکا یہ ہے کہ دھواں اٹھائے

دو فرشتوں کے مشام میں پہنچاتا ہے تو یہ بمنزلہ فرارش کے ہو بارگھوان فرشتہ کہ روحانیۃ پانی سے
 علاقہ رکھتا ہے اور طبقہ زیریہ کا آراستہ کیا اور برویت، فطرۃ و فرشتوں پر مسلک کرنا کام اسکا ہے گویا
 کہ سقاء و وزخ ہے تیرھواں فرشتہ کہ روحانیۃ خاک سے متعلق ہے اور گہرائی میں پیدا کرنا اسکا کام ہے
 پس یہ گویا پہلوان ہے جو وھواں فرشتہ کہ روحانیۃ معدن سے علاقہ رکھتا ہے و بخیر اور طوق سے
 اسی کام ہے پس یہ بمنزلہ آہنگیہ کے ہے پندرھواں فرشتہ کہ تعلق نباتات اور اشجار سے رکھتا ہے قوم
 اور اشجار خار دار جانا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ فالج اور مزارع کے ہے سولہواں فرشتہ کہ تعلق ریشہ
 حیوانات سے رکھتا ہے سانپ بچہ وغیرہ پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ بمنزلہ میٹرکار ہوشروا
 فرشتہ روحانیۃ لطیفہ طبیعت سے کہ مقام اسکا جگر ہے علاقہ رکھتا ہے جو کھ اور میاس وغیرہ دنیا کہ
 العطش العطش پکار میں کام اسکا ہے پس یہ بمنزلہ طبیب عالم کے ہے اٹھارواں فرشتہ روحانیۃ لطیفہ
 قلبیہ سے علاقہ رکھتا ہے اور کیفیات کا پیدا کرنا اس سے متعلق ہے پس یہ فرشتہ بمنزلہ مرشد کے ہے
 انیسواں فرشتہ علاقہ لطیفہ عقل سے رکھتا ہے آگاہ کر دینا خطاؤں سے کام اسکا ہے وہ بمنزلہ حکیم
 اور فیلسوف کے ہے لیکن یہ فرشتے بطور سرداروں کے ہیں خدام اور اعوان انکے کوئی شمار نہیں کیا
 و ما یعلم جنود ربک الا وہو اور بعض محققین فرماتے ہیں کہ ہر شخص میں انیس چیزیں آلات کسبیتہ ہوتی ہیں
 دونوں ہاتھ دونوں پاؤں زبان و دل اعضا سے تناسل پیٹ پیٹھ بائیں سامعہ شامعہ ذائقہ لہذا
 فکر عقل و ہم خیال شہوت غضب اسواسطے انیس وکل روز کے مقرر ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ
 کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جسے ایسی تفصیر کی ہو یا انکو غیہ محل میں صرف نہ کیا ہو الا انبیا و اولیاء و فضیلین
 اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شرائط اور ارکان نماز کے انیس ہیں طہارت بدن طہارت جامہ طہارت حدیث
 استقبال قبلہ شتر تحریر قیام رکوع و دو رکعت نبض سے قعود کعبہ تحریر بارئع مدین قرأت اذکار تسبیح
 تکبیرات تسبیح درود دعا حضور دل درنیت سلام اطمینان ارکان میں ترک کلام و عمل منافی معنی ترک
 التفات و اسہتہ بامین سے پس جب نماز ترک ہوئی تو یہ سب ترک ہوئے لہذا انیس مکملین غایب مقرر ہوئے
 اور یہ بھی وجہ لکھی ہے کہ رکعتیں مفروضہ نماز کی انیس ہیں دو فجر کی اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین
 مغرب کی اور چار عشا کی اور دو رکعتیں صلوۃ اللیل کہ سب انیس ہوتی ہیں اور ایک رکعت بسبب
 رعایت طاق کے زیادہ کی گئی تب بیس ہو گئیں اور چوبیس ساعتیں رات اور دن کی مقرر ہیں
 آسمین سے پانچ نمازوں کے واسطے معین ہیں کہ یہ انیس ساعتوں کا کفارہ ہیں جب اس سے
 غفلت واقع ہوئی تو اس کے مقابلے میں انیس زبانہ و وزخ مقرر ہوئے اور یہ بھی سبب ہے کہ اکثر لوگ

دنیا میں انیس آفتون میں گرفتار رہتے ہیں اول بیودہ گوئی دوسری گم گئی تیسری بربادی اور جدال مذاہب میں چوتھی اڑھنا اشعار جو اور متضمن جھوٹی مدح کے پانچویں نیش چھوٹے دین سخت گوئی ساتویں دشنام آٹھویں لعنت کرنا غیر مستحق کا ٹیپین مزاح زیادہ قدر باسایا سے کہ رنجش ہنشین کا واقع ہوتا ہو دسویں تمسٹ اور بتان کرنا بیگناہوں کو امور قبیحہ سے گیارھویں مسخر اپ کرنا اور مسلمانوں کی حرکات پر ہنسنا بارھویں وعید خانہ کی کرتا تیرھویں جھوٹ بولنا اور مبالغہ کرنا چودھویں افشار راز کرنا پندرھویں تعذیب کرنا سولھویں سخن چینی کرنا سترھویں مدح کرنا کسی کے منہ پر خوش آمد سے اٹھارھویں نوزانیہ اور اپنے بزرگوں کا طعنا راق سے بیان کرنا انیسویں دعار بد کرنا اور یہ بھی سبب معلوم ہوتا ہو کہ اکثر لوگ روز جزا انکار کرتے ہیں اور قیامت کو انیس واقعہ ہونگے چھ بعد نفعہ اولی کے اور تیرہ بعد نفعہ ثانیہ کے لیکن چھ پہلے یہ ہیں اول بچٹ جانا آسمانوں کا دوسرا زلزلہ زمین کا تیسرا آتشا کو اکب کا چوتھا بے نور ہو جانا ماہتاب اور آفتاب کا پانچواں حرکت کرنا پہاڑوں کا چھٹواں فروختہ دریاؤں کا اور وہ تیرہ جو بعد نفعہ ثانیہ کے ہونگے یہ ہیں اول زندہ ہونا مردوں کا دوسرا نوح نوح ہو کے چلنا میدان محشر میں تیسرا دھوان اٹھنا کہ اہل محشر کو محیط ہو جائیگا چوتھا سیلان کرنا عرق کا آدمیوں کے بدن سے پانچواں بالکل سبب نہ ہونا چھٹواں طحل قیام ساتواں سوال حساب آٹھواں وزن اعمال نواں نایہ اعمال کا دکھانا دسواں دنیا نامہ اعمال کا داسنہ یا بامین ہوتے ہیں گیارھواں روانہ ہونا بہشت یا دوزخ کو بارھواں اہل صراط گذرنا تیرھواں دخول جنت یا نار کا فائدہ معلوم ہوتا ہو کہ موت بصورت گو سپند ہو اور حیات بصورت فرس ابلق چنانچہ حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ حق جل شانہ نے حیات اور موت کی بھی صورت مثالی پیدا کی ہو یعنی موت عالم مثال میں بصورت گو سفند ہو کہ اسکے خان اور سفید نہایت کثرت سے ہیں کہ جب کسی جگہ گذرتی ہو اور کوئی شخص اسکی بوسو نکھتا ہو مرجاتا ہو اور حیات کو بصورت گھوڑی ابلق کے پیدا کیا ہو کہ جب وہ کسی پر گذرتی ہو اور بوسا اسکی اسکو پہونچتی ہو زندہ ہو جاتا ہو اور حدیث شریف میں وارد ہو کہ بعد داخل ہونے اور پہونچنے بہشت اور دوزخ میں موت کو بھی بصورت گو سفند لاکر بوج کرینگے تاکہ دوزخیوں کو رنج ہو اور بہشتیوں کو سرور اور نصہ سامری میں واقع ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑی پر سوار تھے تب اسنے اسکے سم کے نیچے سے خاک لیکر گوسالہ بنایا اور اسکو معبود قرار دیا فائدہ تعداد

مخلوقات انہی کی کہ یوں نہیں معلوم ہے اور ہر اکسا کوئی نہیں کر سکتا اور شمار اکسا سوا اس کے رسول قبول کے کسی سے نہیں ہو سکتا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں مراد انکی انواع مخلوقات ہیں یعنی ہر نوع مخلوق کی ایک عالم ہے مثلاً عالم ملائکہ اور عالم دیوان اور عالم پرہان اور عالم آدمیان اور عالم وحوش اور عالم طیور اور عالم جمادات اور عالم اشجار وغیر ذلک لیکن اس تقریر سے یہی عالم محصور نہیں ہو سکتے اب سنا چاہیے اختلاف اس مقام کا پس بعضے کہتے ہیں کہ چالیس ہزار عالم ہیں ہر ایک خشکی میں اور میں ہزار تری میں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی ہزار ہیں چالیس ہزار بحری اور چالیس ہزار بری بحر و جہان میں تفسیر معنی سے اور تفسیر جواب میں نیا بیع سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے چار قسم کے مخلوقات پیدا کیے ہیں ملائکہ شیاطین جن انس پھر اسکو دس جز کے نو جز فرشتے اور ایک جز کے پھر دس جز کے نو جز شیاطین اور ایک جز میں جن اور انسان اسی طرح پھر ایک جز کے دس جز نو جز جنات اور ایک جز انسان اور اس ایک جز کے ایک سو پچیس جز کے ایک جز اہل اسلام اور ایک سو چوبیس جز کفار انتہائی ناقصین اس حدیث کے کہتے ہیں کہ منجملہ ایک سو چوبیس جز کے سو جز کافرون کے ہندوستان میں ہیں اور بارہ بلاد دوم میں اور چھ جز بلاد مشرق میں اور چھ جز بلاد مغرب میں بعد اسکے ایک جز مسلمانوں میں تہتر فرشتے ہیں ایک فرقہ ناجی اور باقی ضالہ اور مبتدعہ اور بعضے عالم کو صرف دنیا اور عقبے پر منحصر رکھتے ہیں عالم دنیا کو عاجلہ اور اولی اور داریا اور عالم آرایش کہتے ہیں اور عقبے کو آجلہ اور آخری اور داریا اور عالم آسایش کہتے ہیں اور بعضے بعبارات مختلفہ دو عالم اور بھی کہتے ہیں کہ مال اکسا ایک ہی ہے مثلاً عالم ملک اور ملکوت اور عیب اور شہادت یا نورانی اور ظلمانی یا علوی اور سفلی یا اجرام اور اجسام وغیر ذلک اور بعضے کہتے ہیں کہ تین عالم ہیں انہیں سے تین سو سر برہنہ کہ اپنے خالق کو نہیں پہچانتے ہیں اور ساٹھ جامہ پوش کہ اپنے خالق کو پہچانتے ہیں اور طوائع میں لکھا ہے کہ ہزار عالم ہیں چھ سو دریائی اور چار سو بری مشہور اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور تفسیر بصائر میں لکھا ہے کہ دنیا و مافیہا کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں ایک ہی عالم ہے اور تفسیر نیا بیع میں ہے کہ زمین کے چار گوشے ہیں ہر گوشے میں تین لاکھ پانسو عالم ہیں اور اگر عالم سے مکلفین مراد ہوں تو تین عالم ہیں ملائکہ اور جنہ اور آدمی بعد اسکے ہر عالم آفسے چندین عالم پر مشتمل ہے چنانچہ فرشتوں کی قسمیں بہت ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا لیکن منقول ہے کہ دسواں جن کا آدمی ہے اور جن کا آدمی دسواں حصہ حیوان کا اور یہ تینوں دسواں حصہ طیور کا اور یہ چاروں

دسوان حصہ حیوانات بحری کا اور یہ پانچون دسوان حصہ ملائکہ ایک شامیانہ و سرسپردہ عرش کے ہیں اور سداوقات عرش چھ سو ہیں مگر طوائفین کے مقابلے میں ہر قطرہ پیش دریا کعب الاحبار سے مروی ہو کہ عدد عالم اللہ اعلم کے سوا کسی کو معلوم نہیں یہی صحیح ہے اور محققین کے نزدیک عالم ایک چیز ہے کہ اسکو دفتر خدا کہتے ہیں اسکی تجلی سے دو عالم اور پیدا ہوئے عالم خلق اور عالم امر ^{الخلق} والا مراد عالم اول کی یعنی خلق کی تجلی سے عالم ملک موالہ ملک السموات والارض اور عالم ام کی تجلی سے عالم ملکوت بیدہ ملکوت کل تنو اسل اعتبار سے عالم چار ہوئے کہ انہر ایک پانچون عالم محیط ہے وہ عالم جبروت ہے پھر یہ مجموعہ عوالم خمسہ کے دو قسم ہوئے ایک عالم عرش کہ نہایت مکان ہے ایک عالم دہر کہ ہدایت زمان ہے پس تمام مکانات کا محیط عرش ہے اور سائرانہ کا محیط دہر ہے عرش کے نیچے کرسی مخلوق ہوئی اور دہر کے نیچے زمان پھر ایک کہہ ہی اور زمان کے بارہ حصے ہوئے کرسی کے بارہ حصوں کا نام بارہ برج ہوا و السماروات البروج اور زمان کے بارہ حصوں کا نام بارہ مہینے ان عدد الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا پھر ان بارہ برج مکانی کے ذریعہ سے چار ارکان ہوئے اور ہفت اقلیم میں ظاہر ہوئے اور بارہ شہور زمانی کی وساطت سے چار فصول ہوئے اور سات روز میں مشہور ہیں یہ برالامر من السمار الی الارض پس اجرام علویہ میں فلک کوکب مختصر بہشت وغیرہ ایک عالم ہے اور اجرام سفلیہ میں ارض وقلم و دوزخ بلاد وغیرہ ایک عالم پھر ان عالموں کے انواع اقسام ایک عالم ہیں اور عالمات الغیب میں کہ یہ رب العلمین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرشتے کئی قسم ہیں اور ہر قسم ایک عالم ہے اول حجاب بارگاہ الوہیت کہ معدود کروبیوں میں ہیں دوم حملہ عرش کہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کعب سے تا اسفل قدم آنکے پانچویں کی راہ ہے اور نہایت خاشع و خاضع ہیں اور تسبیح انکی سبحان ذی العزۃ و الجبروت سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان المحی الذی لا یموت سبع قدوس ربنا رب الملائکہ والروح ہے اور بقول مجاہد بن یسار حاملین عرش اور عرش کے ستر حجاب نور کے ہیں ستون سکنہ کہ یہی چارم ملائکہ لوح کہ اتباع ایزیل علیہ السلام ہیں پنجم ملائکہ رزق کہ اتباع میکائیل علیہ السلام ہیں ششم ملائکہ قابض ارواح کہ اتباع عزرائیل علیہ السلام ہیں ہفتم ملائکہ سدرۃ المنتہی کہ انصار جبرئیل علیہ السلام ہیں ہشتم ملائکہ ہفت آسمان ششم ملائکہ سفرہ و برہ و کرام کا تبیین دہم ملائکہ خزینہ بہشت احوال رضوان علیہ السلام یازدہم ملائکہ کہ خدام اہل جنبت ہیں دوازدہم ملائکہ زیر فلک اول کہ مسلح پھرتے ہیں سیزدہم ملائکہ ہوا موکلین ابر و باران و برق چہار دہم ملائکہ تجار پانچ دہم ملائکہ روسی زمین شانزدہم ملائکہ طبقات ارض

مقدمہ ملائکہ حافظین اہل ایمان از شیاطین بھیجی ہم ملائکہ حاضرین مجالس علم و ذکر نور و ہم ملائکہ ارجح
بشم ملائکہ انعام ثبت و یکم ملائکہ حافظین اطفال ثبت و دوم ملائکہ مقابیر مثل منکر و نکیر و مبشر و مبشر
ثبت و سوم ملائکہ اولیٰ اجنہ ثبت و چہارم ملائکہ دروز اتباع مالک علیہ السلام ثبت و پنجم ملائکہ زانیہ
کہ تعذیب اہل نار پر معین ہیں حضرت استاد الاذکیاء فخر المحدثین ذریرۃ المدقین محدث دہلوی
اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آواز کرنے میں سب آسمان اور اسکو
لائق ہے کہ آواز کریں کہ واسطے کہ آسمان میں کوئی جگہ مقدار ایک قدم کے بھی خالی نہیں ہے کہ
اُس مقام میں فرشتے سجدہ و رکوع میں نہوں اور مکمل الارواح سے تفسیر جو اہل زمین لکھا ہے حضرت
صلعم نے معراج میں ایک جامعہ ملائکہ مابین عرش و سدرة اقطان و خیران و والہ و حیران سرگردان
دیکھے جو جبریل علیہ السلام سے انکی حقیقت پوچھی جبریل نے عرض کیا کہ میں آگاہ نہیں ہوں
صرف یہ جانتا ہوں کہ مشتاقین جہاں الہی ہیں کہ شوق تقابین مست و از خود رفته ہیں
ہمہ از فیض نعمت عامش + لقمہ نواران فیض انعامش + آنچنان فیض شان رسد بعموم +
کہ نامند سچ یک محروم + اور بشکوۃ شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ جب سے اللہ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہے تب ہی سے اپنے بالوں
پھیلائے بیٹھے ہیں اور آنکھ نہیں اٹھاتے اور مابین اسرافیل و پروردگار کے شریروں سے
نور کے ہیں اگر ایک پر دے سے نزدیک ہوں جلجلائیں یعنی حضرت اسرافیل کہ نفع صورتیں ہیں
مستعد و منتظر بیٹھے ہیں دوسری طرف توجہ نہیں کرتے اس خیال سے کہ مہربا حکم نفع
اسی وقت پہنچے مخفی نہ رہے کہ صورت بصورت شاخ گا وہی روایتی دوازی اسکی ہزار برس کی
رادہی اور آسمین سات درجے ہیں اور ہر درجہ علیحدہ جس طرح فی زمین گہر میں اور ہر ایک درجے میں
سورخ مانند خانہ زنبور غسل بروز حشر و نشر اول درجے میں ارواح فرشتوں کی ہونگی دوسرے میں
پنجمہ و ان کی تیسرے میں صدیقوں کی چوتھے میں شہیدوں کی پانچویں میں مسلمانوں کی
چھٹی میں کافروں کی آدمی ہو یا جن یا شیطان ساتویں میں ارواح دیگر مخلوقات کملہ تقصص
میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے بنایا اور جنات کو نار سے اور نام بدر جنات کا جان ہے
جس طرح آدمیوں کا آدم اور توریت میں ہے کہ جن اصل میں فرشتے تھے مالک عالم نے قوت شہوت
و غضب عطا کر کے حکومت ارض پر بھیجا کہ انکی نسل ہوئی اور تفسیر کبیر میں ہے کہ جن اجسام انہیں
قادر بر شکل باشکال مختلفہ اور عاقل و معین و احمق و بی وقوف و نیک و بد و خوب و شر و غنی

نور
از نور

نور
از نور

و فقیرانند نوع انسان کے انہیں بھی ہوتے ہیں سو جس قسم میں خیریتہ و نورانیۃ غالب ہو وہ صالح ہو عرق
انگویری بولتے ہیں اور جس قسم پر خباثت اظلمت غالب ہو وہ ہوزی ہو عرق میں انکو دیکھتے ہیں
اور اقسام اس نوع کے بھی اکثر ہیں ایک قسم خارج از اقالیم سبہ کو وقاف میں مقیم ہیں انسانوں سے
نہیں ملتے اور ایک قسم کوہ مذکور کے سرے پر رہتے ہیں اور اقالیم سبہ میں آتے جاتے ہیں اور آدمیوں کے
اختلاط رکھتے ہیں اور ایک قسم داخل اقالیم ہو مگر سکونت میں مختلف ہو کہ بعضے دریا کے کنارے
بود و باش رکھتے ہیں اور بعضے باغوں میں اور بعضے جنگلوں میں اور بعضے ویرانوں میں اور بعضے
مواضع تیرہ و تار یک میں معالماً النہر میں ہو کہ جن تین قسم میں ایک ہوا میں طیران کرتے ہیں دوسرے
مار و گ بنتے ہیں تیسرے وہ کہ بدن انسان میں حلول کرتے ہیں اور بر جیان مارتے ہیں اور
جواہر التفسیر میں لکھا ہو کہ سب پر بیان ملک عیثان کی تابع ہیں تخت گاہ اسکا وسط کوہ وقاف ہو اور
جانب شرقی کوہ مذکور مہیطاش خواہر زاوہ عیثان کے تصرف میں ہو اسکے تین لاکھ غلام ہیں اور
ہر ایک غلام سلطان ہو اور طرف غربی متعلق عبد الرحمن و اما عبد القادر سے ہر تینتیس ہزار شاہوں پر
فرمان رسان ہو اور ہر ایک شاہ کے تحت میں جم غفیر حضرت ابن عباس سے منقول ہو کہ تین و نونام
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے تھے بعضے کہتے ہیں کہ شیاطین بھی ایک قسم ہیں سو
جنات کے کہ انہیں احکام تکلفی جاری ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ اشراج جن فرمان بردار ابلیس لعین ہیں کجا سکو
انکی خبر یہ اخضر متصل کوہ وقاف ہو اسفار مغربی اور تسخیرات سراجی اور معاندان جن وغیرہ سے معلوم
ہوتا ہو کہ جنوں کے بادشاہ مسلمان کا نام طلوع خوش ہو کہ انکی زبان میں معنی کریم النفس ہو اور اسکی قوم
انسان سے محبت رکھتے ہیں اور جنوں کے بادشاہ نصاری کا نام بسد یوس ہو کہ انکی زبان میں معنی
پرستندہ روح ہو اور اسکی قوم انس بسیر الانس ہو اور جنوں کے بادشاہ یہود کا نام جلعطو ناش یعنی
براندازندہ سحر اور اسکی قوم نہایت خبیث ہو سارے انسان مخصوصاً اس امت کے اہل ایمان کے دشمن ہیں
اور کتاب خلقت الاسما میں ہو کہ خالق عالم نے پچاس ہزار برس اس جہان میں مخلوق بصورت گاہ
رکھے پھر انکو ایک مرتبہ بیکل کن امر موت صادر کیا پھر ایک دریا انعام نام ظاہر کیا طول اسکا شرق سے
غرب تک اور عرض جنوب سے شمال تک اور عمق زمین سے آسمان تک بنایا اور پانی نہایت سفید و
شیرین کیا الغرض پچاس ہزار برس یہ جہان پر آب رہا اور کوئی حیوان نہ تھا پھر ایک گھوڑا نکلا لاکھ آٹھ
تمام آب دریا اپنے پیٹ میں لیا اور پچاس ہزار برس وہی عالم میں رہا پھر ایک مخلوق بصورت گیس
پیدا فرمائی کہ گیس غسل سے خرد اور کھتی سے بڑی آئے گھوڑے کو کھایا اور پچاس ہزار برس اس قسم کے

مخلوق عالم میں ہے بعد اسکے زمین کو پچاس ہزار برس خالی رکھا پھر ایک شہر بنایا چاندی کا اور اس میں ایک قلعہ سونے کا پیدا کیا اور تمام شہر کو دانہ سفید سے بھرا جب پچاس ہزار برس گزرے تو ایک مرغ ملاؤس الملائکہ نام آیا اس نے سفید دانے کو کھایا اور بزرگی اس مرغ کی چھین لاکھ برس کی راہ تھی اور درودا سکی تبیح تھی جب اسپر بھی پچاس ہزار برس گزرے تو ہوا سے سرخ رنگ بنا بر تعذیب اہل نار پیدا فرمائی اور اسکو چار حصہ کیا ایک دوزخ کو بھیجا اور صرصر و عقیقہ کو زمین پر رہنے دیا اور حصہ چہارم کو بہشت میں روانہ کیا اسی کو باد شمال و رحمت بولتے ہیں یہ ہوا بروز حشر و نشر اسماں پر چلیگی اور اجسام و وجوہ کو تروتازہ کرگی اور باد صرصر و عقیقہ دوزخیوں پر چلیگی انھیں دوزخ سے قوم عاود ہلاک ہوئی ہوا استدرا علم حقیقۃ الحال جب پچاس ہزار برس اس حال پر گزرے تو عنقریب سے ایک قسم کے دیو پیدا کیے اور بعد پچاس ہزار برس کے انکو جبل قاف میں مقیم کیا پھر اور طرح کے دیو نکالے جنکی طوالت قد کی لاکھ لاکھ برس کی راہ تھی انہیں بعضے مومن اور بعضے کافر تھے اور طریق توالد یون قرار دیا کہ ہر دیو کی بائیں ران میں ایک سوراخ اور دایہ میں ایک میخ تھی جب وہ دیو تمام رات ران راست کو ران چپ میں رکھ کر سوتا تو ایک ہزار دیو پیدا ہوتے اور یہ فعل جب ہزار مرتبہ ہو جاتا تو وہ دیو مرجا تاں بجگہ وہ بھی پچاس ہزار برس عالم میں رہے پھر کہ قاف کو گئے اور پچاس ہزار برس زمین خالی رہی بعد اسکے آتش بے دود سے پران پیدا فرمایا زمین اور انکو پچاس ہزار برس زمین پر تسلط رکھا بعد اسکے آگے دیگر دیو نے ایک کو جبل قاف میں بھیجا دوسرے کو ہوا میں رکھا انھیں سے جن الجان ہر بعد از ان پچاس ہزار برس زمین کو آب تلخ سے بھرا رکھا پھر اُس پانی کو آسمان پر اٹھالیا اسی سے طوفان نوح علیہ السلام ظاہر ہوا اور پھر بھی اس جہان کی خرابی اسی پانی سے ہوگی آگے پچاس ہزار برس جب اس انتظام پر بھی گزر گئے تب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور شمس و القمر و کواکب لکھا ہو کہ خلقت عالم سے تا وجود حضرت آدم بنیائیں کروڑ تیس لاکھ ستر شہ ہزار سات سو برس گزرے تھے اور نافع السملین میں ہو کہ ابتداء سے پیدائش عالم سے تا ظهور وجود حضرت ابو الارواح محمد مصطفیٰ صلعم کے دو ارب اور دو کھرب اور ننانوے لاکھ برس گزرے تھے اور اسی کتاب کے حاشیے پر لکھا ہو کہ سب دو کھرب و دو دروز لکھ سال گذشتہ بود از ابتداء خلقت افلاک تا دور آئینہ صلعم اور شراج فخران سرار نے اس بیت کی شرح میں ہے کیست درین اثرہ ویرا بہ کوس من الملک ند خرضا + تصحیح فرمائی ہو کہ بقول حکما و صحابہ یجاب تبدلے فریش ارض سما سے یک لکھ و ہشتاد و چار ہزار و نو دوش سال گذشتہ و بقول حکمای ہند ابتداء سے پیدائش عالم سے اتنا لگنیں کروڑ چھپن لاکھ چوراسی ہزار و نویں چھپن برس گزرے ہیں اور بعض

بیان سالہ کہ
از خلقت عالم
تا آدم علیہ السلام
۱۶ لکھ و ۸۰ ہزار و ۴۰ سال گذشتہ

اہل تفسیر روایت غریب حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ابن عباس نے کہ اتنا سے
 آفرینش ارض و سما سے اب تک شصت و دو لکھ و ہشتاد و پچھتر سال گزیرے ہیں اور اسی روایت
 بعض فرق عالم کے چار قرن قرار دیتے ہیں اول قرن چوبیس لاکھ اٹھارہ ہزار برس کا کہ اس میں نبی
 و پیغمبر کی تھی دوسرا قرن اٹھارہ لاکھ بیس ہزار کا کہ اس میں حضرت آدم سے تھے تیسرا قرن بارہ لاکھ تائیس ہزار
 سال کا تھا اس قرن میں ایک سو پچاس آدمی بلا توالد و ناسل آباد تھے اور بعض کہتے ہیں معلوم نہیں
 کہ تیسرے قرن میں کون آباد تھا چوتھا قرن آٹھ لاکھ پچیس ہزار سال کا تھا اس قرن میں آبادی دنیا کی
 گھوڑوں سے تھی بعد گزرنے اس قرن کے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور براہمہ بنوہد کہتے ہیں
 کہ اس عالم فانی میں خدا سے تعالیٰ شانہ نے پینتالیس لاکھ اور بیس ہزار سال کسی کا ایک دور بھر کیا
 کہ مشتمل چار قرن پر ہر اول ست جگ مدت اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس متعارف کی تھی یعنی
 وضع کل عالم صلاح پر تھی عمر طبعی اس دور سے بیس لاکھ برس کی تھی دوسرا تیرہ جگ مدت اسکی
 بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کی تھی اس وقت میں ایک حصہ وضع عالم کی برخلاف صلاح تھی
 اور تین حصے صلاح پر اور عمر طبعی اس دور سے میں دو ہزار برس کی ہوتی تھی تیسرا دو ارب جگ
 مدت اسکی آٹھ لاکھ چوٹھہ ہزار برس کی تھی اس دور میں دو حصے روش عالم کی صلاح پر رہی اور
 اور عمر طبعی ایک ہزار برس کی تھی چوتھا کل جگ مدت اسکی چار لاکھ تئیس ہزار برس کی ہر اس
 دور سے میں ایک حصہ وضع عالم کی راستی و درستی پر ہر اور تین حصے نادرستی پر اور عمر طبعی
 سو برس کی ہر بعد ازان نما پر لم ہوگی اور ہر چیز فانی ہو جائیگی اور پھر ست جگ شروع ہوگا اور
 کوئی نہین جائیگا کہتے مرتبہ نما پر لم ہوئی ہو انتہی تو ہم ہر جگہ براہمہ کہ حساب سے اب کہ محرم سال
 یک ہزار و دوصد و شصت و دو ہجری ہر دورہ کل جگ سے چار ہزار نو سو انیس برس گزرے ہیں
 اور چار لاکھ تائیس ہزار کا اسی برس باقی ہیں فائدہ جو کچھ خلقت الہیہ و انسانیہ و علوم و غیرہ
 کتابوں سے اس مقام پر نقل کیا گیا اصل اسکی کتب معتبرہ میں نہیں پائی جاتی لیکن بعض مفسرین
 تفسیر کریمہ رب العالمین میں بعض روایات نقل کی ہیں و اما علم بقیۃ الحال فائدہ و احسانا چاہیے
 کہ انبیاء علیہم السلام جنکی نبوت میں اختلاف نہیں ہر پچیس ہیں آدم علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام
 و نوح علیہ السلام و ہود علیہ السلام و صالح علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام و لوط علیہ السلام
 و اسماعیل علیہ السلام و اسحق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام و داؤد علیہ السلام
 و شعیت علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام

ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت ابن عباس نے کہ اتنا سے

آفرینش ارض و سما سے اب تک شصت و دو لکھ و ہشتاد و پچھتر سال گزیرے ہیں اور اسی روایت

بعض فرق عالم کے چار قرن قرار دیتے ہیں اول قرن چوبیس لاکھ اٹھارہ ہزار برس کا کہ اس میں نبی

و پیغمبر کی تھی دوسرا قرن اٹھارہ لاکھ بیس ہزار کا کہ اس میں حضرت آدم سے تھے تیسرا قرن بارہ لاکھ تائیس ہزار

سال کا تھا اس قرن میں ایک سو پچاس آدمی بلا توالد و ناسل آباد تھے اور بعض کہتے ہیں معلوم نہیں

کہ تیسرے قرن میں کون آباد تھا چوتھا قرن آٹھ لاکھ پچیس ہزار سال کا تھا اس قرن میں آبادی دنیا کی

گھوڑوں سے تھی بعد گزرنے اس قرن کے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور براہمہ بنوہد کہتے ہیں

کہ اس عالم فانی میں خدا سے تعالیٰ شانہ نے پینتالیس لاکھ اور بیس ہزار سال کسی کا ایک دور بھر کیا

کہ مشتمل چار قرن پر ہر اول ست جگ مدت اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس متعارف کی تھی یعنی

وضع کل عالم صلاح پر تھی عمر طبعی اس دور سے بیس لاکھ برس کی تھی دوسرا تیرہ جگ مدت اسکی

بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کی تھی اس وقت میں ایک حصہ وضع عالم کی برخلاف صلاح تھی

اور تین حصے صلاح پر اور عمر طبعی اس دور سے میں دو ہزار برس کی ہوتی تھی تیسرا دو ارب جگ

مدت اسکی آٹھ لاکھ چوٹھہ ہزار برس کی تھی اس دور میں دو حصے روش عالم کی صلاح پر رہی اور

و یونس علیہ السلام والیاس علیہ السلام و ذوالکفل علیہ السلام و ذکر کیا علیہ السلام و حجیہ علیہ السلام
و عیسیٰ علیہ السلام و حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انھیں کانام کلام اللہ میں
بالقاب نبوت واقع ہوا ہر سوان سب کا مذکور اس کتاب میں کیا جائیگا اور سوائے انکے حضرت شثیت و حامی علیہ السلام
و حضرت شعیا و اریا و شہویل و غیرہ حضرت علیہم السلام کا اور لقمان حکیم و ذوالقرنین تبع بادشاہوں کا بھی مذکور ہوگا

الفصل اول احوال ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام

پوشیدہ مرستہ کہ نظر حکمت آفرینش جانداروں کی اس عالم ناپا یاد زمین ضروری ہوئی اسلیے کہ اگر
جاندار عالم میں نہ تو تو فعل اختیار ہی نہ ہو سکے اور بدون افعال اختیار یہ کے عالم میں رونق نہیں
اور مظهر ارادہ و اختیار بھی متحقق نہیں ہوتا اسی طرح شعور و ادراک بھی بدون جاندار کے متصور
نہ تھا اور نفست عملیہ بھی بلا مشاہدہ رہی جاتی تھی اور جانداروں کو مظهر فعل اختیار ہی ہونے میں حاجت
و درصفتوں کی بلا تشک ہو ایک خواہش و دوسری نفرت سو عنایت کرنا ان دونوں کا بھی ضرور ہوا
اور حصول نفرت و خواہش بلا ادراک حسن و قبح اس شو کے جسکی خواہش کرتا ہو یا جس سے نفرت رکھتا ہو
ممکن نہیں ہو لہذا پیدا کرنا شعور و ادراک اشیاء جزئیہ کا بھی جاندار میں ضرور ہوا اور چونکہ شعور و ادراک
اشیاء جزئیہ کا بالاستیجاب والا استیغاب و مدت قلیلہ میں ممکن نہیں ہو تو لاجرم شعور و ادراک کلی کہ متعلق
امور عامہ سے ہو اور حسن و قبح ہزاروں دلائل کو جان چیزوں کا بواسطہ اسکے دریافت کیا جائے جاندار میں
دنیا ضرور لازم ہوا سو بنا بر خواہش و نفرت کے قوت شہویہ و غضبیہ پیدا فرمائی اور واسطے دریافت
حسن و قبح اشیاء جزئیہ کے وہم و خیال کو مع آلات انکے کہ حواس خمسہ میں عنایت کیے اور بنا بر شعور
و ادراک کلی کے روح کو آادہ کیا اور قوت غضبیہ اسکو عطا فرمائی پس ہر جاندار کو شہوت و غضب
و وہم و خیال و عقل سے ناکزیر ہوا اور جاندار کی کیفیت ترکیب امور مذکورہ میں چار قسم ہیں اول
وہ کہ قوت عقلیہ اسکی وہم و خیال و شہوت و غضب پر ایسی غالب ہو کہ حکم انکا قطعاً قوت عقلیہ
ناتواثر نہیں ہوتا بلکہ کالیقہ فی یہ الفصال زیر فرمان ہیں اور ہمیشہ مطیع و منقاد اسی قسم کو فرشتہ
و روحانیات برستے ہیں اور زبان ہندی میں دیوا اور دیوتا اور زبان فارس میں سروش اور
زبان شریع میں ملائکہ و ارواح و ملکوت آوریہ قسم خطا و گناہ سے معصوم و پاک ہو اور محتاج اکمل و ستر
و متعلق اباس رجوع و غیرہ ضایع کے نہیں اسلیے کہ انکو بار صمد و افعال انتہا پر کے ایک جسم
نورانی غیر ذکاء عطا فرمایا ہو کہ اصلاً و مطلقاً اس سے جدائی نہیں ہوتی اور انکو بسبب غلبہ
قوت عقلیہ کے کہ جس عورت و حیثیت میں چاہیں ظاہر ہوں اشرف و اعلیٰ اس قسم کے

حکم عرش بہن آنکہ بعد حاقین میں حوال العرش پستہ ملائکہ کرسی بعد از ان ملائکہ افلاک سجدہ بسمت ملائکہ کردہ اشیر و نسیم و بخار و کردہ زمزمی کہ رمی شہاب و انزال مطر و سوتق ابر و صعدہ برق پر مومل میں پستہ از ان ملائکہ مومل کجار و جبال پستہ ملائکہ سفلیہ کہ تصرفات اجسام نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ میں مشغول ہیں فتح الطریقین جو کہ سارے ملائکہ تین قسم میں منحصر ہیں ایک مہمینہ عنریق جو عبادت تبیغ تقدیس جو کہ ذکر الہی کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے حدیث میں وارد ہو کہ اس قسم فرشتے اس کثرت سے ہیں کہ بالشت بھر جگہ آسمانوں میں خالی نہیں کوئی قیام میں مشغول کوئی تعویذ و رکوع و سجود ہیں دوسرے قدر ہیں کہ عالم کے عمدہ کام جیسے وحی لانا روزی پہنچانی جان لینا فتح شکست بنا عزت دنیا و دولت بخشنا انکی وساطت سے سرانجام پاتا ہو جبریل میکائیل اسرافیل غفرائیل اور انکے اعدوان ایسے کاموں پر متعین ہیں تیسرے وہ جو اجسام کے ساتھ متعلق ہیں خواہ اجسام علویہ جیسے عرش کے اٹھانے والے کہ سی کے رکھوالے بہشت اور دوزخ کے مومل سدرة المنتہی اور بیت المعمور کے مشغول تارون کے چلانے والے آسمانوں کے گھمانے والے خواہ اجسام سفلیہ سے جیسے وہ فرشتے جو ہوا کو چلاتے ہیں ابر کو ابھارتے ہیں باران کے ہر قطرہ کے ساتھ نزول فرماتے ہیں دریا اور پہاڑ پر تعینات ہیں درخت اور بھار کے نگہبان ہیں شب و روز نبی آدم کے نگہران حال ہیں لیکن ساری اختیار و حکم مختار ہو وہ سب محبوب ہیں بے حکم خارج و بیجا ہیں کریں کیا مقدمہ و فائدہ اس مقام میں ایک شبہ ہو گا جو کہ باوصف اسکے کہ قوت ملکیت کثرت اعمال و شدت افعال کو دفا کرتی تھی اور ایک فرشتہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کام کر سکتا تھا پھر خالق کبریائے ایک ایک کام پر فرشتے علیہ علیہ کیونکہ معین فرمائے اور رفع اس شبہ کا یہ ہو کہ اگرچہ قوت و طاقت ملکیت ان صفات سے موصوفی لیکن با این ہبہ انواع مختلفہ اعمال کو کافی و دافی نہ تھے یعنی ایک فرشتے سے نہیں ہو سکتا تھا کہ دو طرح کے کام کو سرانجام کرے مثلاً ملک الموت نفع روح نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ نفع و دفع میں تضاد ہو اور حضرت جبریل پانی نہیں برسا سکتے اور حضرت میکائیل وحی نازل نہیں کر سکتے ہیں جس طرح سے انسان میں قوت سامعہ باصرہ کا کام نہیں کر سکتی اور باصرہ نہیں سن سکتی حالانکہ کانوں ممکن ہو کہ ہزاروں آوازیں سن لیں اور نہ تمکین اور آنکھوں کو ممکن ہو کہ لاکھوں رنگ دیکھیں اور نہ تمکین اور نہ تو ظاہر ہو کہ ایک ایک نوع میں طرح طرح کے اعمال مندرج ہیں مثلاً عذاب و دفع کہ انواع کثیر ہوتا ہو پھر اگر ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کرتے تو انواع عذاب سرانجام نہ دے سکتے اور نقصان سے حکمت بھی ہی کہ ایک کام پر ایک ایک شخص جہاں مقرر کیا جائے تاکہ بخوبی انتظام ہو قسم دوم وہ چانداری جو کہ وچہ خیال

عقل پر و نیز شہوت و غضب پر غالب ہو یعنی عقل و شہوت و غضب جمیع افعال اختیار میں تابع وہم و خیال کے ہیں اور بدن اس قسم کا اجزائے ہوائیہ و ناریہ کا خلاصہ ہو جسکو کلام باری مین مارج منان فرمایا ہو کما جاز فی الرحمن و خلق ارجان من مارج من نار یعنی بنایا جان کو ایک دہک سے اور ایک مقام پر فرمایا ہو نار السموم لما ورد فی سورۃ الحج والجان خافناہ من قبل من نار السموم یعنی جنات کو بنایا ہننے قبل اس سے لون کی آگ سے کہ لطیف ہوا آمیز ہوتی ہو اور بدن انکا روح ہوائی آدمی کا جو قلب میں پیدا ہوتی ہو حکم رکھتا ہو فرق اسقدر ہو کہ روح ہوائی انسانی عناصر اربعہ کا خلاصہ ہو کہ اسکی غذا مین کام آتی ہیں اور بدن اس قسم کا محض اجزائے ناریہ و ہوائیہ سے مرکب ہو اور بدن نسیمی انکا کہ منزلہ روح ہوائی آدمی کے ہو اسی جنس لطیف سے ہو کہ آنکھ بدن سے احتلاط و اتحاد پیدا کر کے ہر چو آب و شیر کی رنگ ہو اسی سبب سے قوت وہم و خیال انکی اس بدن کو مانند بدن نسیمی کے تغیر دیتی ہو جس طرح آدمی کو بدن نسیمی مین حالت خون و فرغ مین اور کیفیت سرور و نشاط مین تغیر ہوتا ہو آری یہ قسم کبھی اسی بدن پر اکٹفا کرتی ہو اور سام انسان مین متصرف ہوتی ہو اور مدخل حقیقہ مین در آمد برآمد رکھتی ہو اور کبھی بقوت وہم و خیال ایک جسم کثیف ترتیب دیگر باشکال مختلفہ ظاہر ہوتی ہو اسی باعث سے اکثر اوقات بدن اس قسم کا نظر مین آتا ہو مثل ہوا و نار شعاع و باہن ہمہ بقوت وہم و خیال افعال شاقہ و ثقیلہ کر سکتی ہو جس طرح ہوا بڑے درخت کو گرا دیتی ہو اور اس قسم کو احتیاج اکل و شرب و جماع و بیہوشیت وغیرہ خایس کی ثابت ہو سو اس قسم کا نام جن ہو اور مہندی مین لفظ دیونا انکو بھی شامل ہو فرق اسقدر ہو کہ جو گروہ اس قسم کا پیشتر مصروف بشر و قباہ ہو اسکو ذہنیت نامزد کیا ہو اور لغت عرب مین اشراجن کو شیطان اور غیر شریر کو جن کہتے ہیں اور لغت فارسی مین شریر کو دیوا اور غیر شریر کو پری حدیث شریف مین وارد ہو کہ یہ قسم بھی باہم اختلاف رکھتی ہو یعنی بعض پر دار کہ مثل ہوا سے متاثر ہوتے ہیں اور بعض بصورت مار و سگ پھرتے ہیں اور بعض بصورت انسان خانہ داری و بیہوشیت کرتے ہیں اور کوچ و مقام کرتے ہیں اور بیشتر مسکن انکا صحرا و کوہستان و دیوانہ ہو لیکن یہ سب صورتیں ہیں کہ ہر فرقے کو ایک صورت سے خصوصیت و رغبت ہم ہو پختی ہو والا اصل بدن جنات کا انھیں اجزائے ہوائیہ و ناریہ سے مختلط ہو اور قسم کو یا عالم ملائکہ و حیوان مین بنفخ ہو جس طرح عقل و طبیعت مین وہم و خیال برزخ واقع ہو و لہذا حکام و دونوں طرف کے ائیمین متحقق ہیں پس شکل باشکال مختلفہ و تمایزات کلیہ و فہم و شعور حسن و قبح امور و حقیقہ مین عالم ملائکہ سے پایا ہو اسی سبب سے قلم تکلیف انہر جاری ہو اور اکل و شرب جماع

و غیرہ خواص حیوانیہ حیوانات سے لیا ہی کہ اتباع شہوت و غضب مثل حیوانات کرتے ہیں فرق
 اسی قدر یہی کہ حیوانات نے عقل و وہم و خیال کو مغلوب شہوت و غضب کیا ہی اور اس قسم نے
 عقل و شہوت و غضب کو مغلوب وہم و خیال قسم سوم وہ جاہل رہے کہ شہوت و غضب اسکی
 عقل و وہم و خیال پر غالب ہو بدین حد کہ عقل کا معدوم ہو اور وہم و خیال شہوت و غضب کے
 زیر فرمان ہو اس قسم کو حیوان کہتے ہیں وہ دو قسم ہو ایک بہیمہ دوسرا زندہ بہیمہ وہ کہ شہوت
 اسکی غضب پر مستولی ہو اور درندہ بالعکس اور یہ دونوں بطرح چرندوں میں ہیں اسی طرح حشرات الارض
 و پرندوں میں ہیں چنانکہ گس بہیمہ حشرات ہو اور عنکبوت زندہ ہکذا حقیقۃ استاذ الالفاظ فی تفسیرہ
 من سورۃ الجمن بالجاء اقسام ثلثہ مذکورہ بسایط ذی روح ہیں کہ ابتداً تعلق ارواح انھیں کے ابدان سے
 ہوا ہو قسم اول کو بنا بر سکونت افلاک و تدبیر امور منتظمہ عالم خاک اختیار کیا کیونکہ معصومیتہ از خطا و نافرمانی
 اس مقام میں طلب تھی اور قسم دوم کو بنا بر صدور افعال اختیار کیا کیونکہ زمین میں مقرب فرمایا اور
 اختیار تصرف کائنات و معاون و حیوانات میں عطا کیا اسلیئے کہ ارواح اس قسم کی نہ مرتبہ خلقت و
 کثافت بہائم میں تھی اور نہ مرتبہ صفاء و لطافت ملکوت میں لاجرم ابدان انکے بھی اجرام غصیرہ لطیفہ سے
 کہ خلاصہ ہوا نیت و ناریت ہیں مخلوق کیے تاکہ تحصیل علوم و ادراکات و سرعت نفوذ و حرکات میں بین
 ہوں اور ہر گاہ کہ روح و بدن اس قسم کے قریب ارواح و ابدان ملائے ہوئے تو انکو عالم ملکوت سے بعض
 امور غیبیہ کا دریافت کرنا اور مجالس ملکوت میں کہ فوق السما رہی حاضر ہونا جائز ہوا تھا اور قسم سوم کو کہ
 حیوان مطلق ہو محض بنا بر خیرت قسم دوم کے پیدا کیا گیا کہ قسم حیوان اگر کثیفہ قسم ثانی کے تھے قسم چہارم
 وہ جاہل رہے کہ عقل و وہم و خیال و شہوت و غضب اسکا قریب با اعتدال ہو اور بمنزلہ معجون مرکب انھیں
 اقسام ثانیہ سے ہو اس قسم کو واسطے سلطنت و خلافت ارض کے تجویز فرمایا ہو اور یہ مرتبہ عنایت کیا
 کہ عناوم نیبہ تبو وسط ملائکہ بالتخصیص اس پر نازل فرمائے اور حیوانات و نباتات و معاون و خزان کو محبوب
 و مسخر اسکا کر دیا تاکہ خلافت کبریٰ با حسن و بے سر انجام کرے اور جو امور کہ بسا اٹھ ذوی الارواح سے
 مرچ و متوقع نہ تھے اس میں ظہور پکڑیں اس تحقیق و تدقیق سے سر تقدم جن کی پیدائش کا خلقت انسان
 واضح ہوا اور نکتہ شرکت جن و انسان کا محل امانت تکلیف میں ظاہر ہویدا ہوا کمالا نیخے
 علی التذکر لیکن عالم جن گویا سطح سفلائی عالم ملکوت کی جو اسی وجہ سے کمال انسانی کی راہ کہ
 عبارت ترقی عالم غیب سے ہر صاف و شفاف نہیں رہی اور اکثر گروہ نبی آدم کے اسی سطح سفلائی
 مقید و گرفتار ہو گئے ہیں بیان تک کہ مدارک وہم انکے اسی سطح سفلائی میں محصور و منحصر ہو گئے

اور طاقت اس قدر نہیں رکھتے کہ تجزئہ سطح آگے چلین اور اپنے مرکز پر صعود کریں لہذا بعض نبی آدم نے اشخاص عمدہ سطح سفلائی کو اپنا معبود و مسجود قرار دیا ہو اور بعضوں نے اپنی حاجات و لامبیات میں انکو مستعان و مددگار گردانا ہو اور بعضوں نے حوادث مستقبلہ اور اخبارات یہ اسے پوچھنا شروع کیا اور مشرک و بت پرست ہو گئے جسے کہ بعض جاہلون نے اس عالم میں بلا واسطہ حضرت الوہیت انھیں کو مستقل بالذات و قادر و مطلق سمجھا اور بعض نے یہ تجویز کیا کہ یہ عماد الاولاد و نبات حضرت خالق کبریا ہوں کہ مذاہب ہنود و رسوم مشرکین عرب کے دیکھنے سے یہ بات بخوبی منکشف ہوتی ہو اور صریح و صاف معلوم ہوتا ہو کہ ببلغ علم و طمع ہمت ان لوگوں کی صرف یہی سطح سفلائی ہو بلکہ بعض جاہل مسلمین بھی اس ورطہ ہلاک میں گرفتار ہیں کہ بعض اشخاص اس عالم کو پیرا کہتے ہیں اور استعانت و استعلام انھیں سے کرتے ہیں اور بعض کو پری اور بعض کو پیر بولتے ہیں و لہذا لیکن یہ سد حاصل کہ شاگ راہ عالم غیب کی تھی بقیۃ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹ گئی اور راہ ترقی و عروج اربع بشری کی صاف ہو گئی کذا حقہ اتا ذوالا ساذنی تفسیرہ اور علما قطب الدین نے درۃ التاج میں لکھا ہو کہ حقائق مخلوقات چار ہیں اول طبقہ فرشتوں کا جس میں حکمت ہو شہوت نہیں دوسرا بہائم کا جس میں شہوت ہو حکمت نہیں تیسرا نباتات و جمادات کا کہ انہیں نہ شہوت ہو نہ حکمت چوتھا وہ کہ بہین شہوت و حکمت دونوں ہیں بر سبیل کمال وہ انسان ہو کہ انہیں عقل و جبل و شہوت موجود اگر عقل و حکمت کے تابع ہو تو درجہ ملکوت پایا اور شہوت و جبل میں پڑا طبقہ بہائم میں داخل ہوا لیکن اس تقریر سے جنات و شیاطین خارج رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک اقسام مخلوقات تین ہیں روحانی محض ہمو ملکوت و جسمانی محض مانند معادن نباتات وغیرہ و روحانی و جسمانی کہ حضرت انسان ہو سو حکمت حق نے یہ تقاضا کیا کہ جو دو کرم کسی قسم کا مصل نہ رہے اس واسطے اسکو پیدا فرمایا کہ اجتماع حکمت اور شہوت اور جسم و روح سے جو باہم منافات و تناقض رکھتے ہیں یہی قدرت کاملہ ظاہر ہو اور منظر اعتباراً آخر بھی مخلوقات تین قسم ہیں اول کاملین کہ انہیں کسی طرح نقصان کو گنجائش نہیں اس واسطے کہ معرفت انکی شبہ و شک سے معرا و عبادت و طاعت انکی عجب دریا سے مبرا ہو یہ حال فرشتوں کا ہو لکما قال لا یعصون الا ما امرهم و یفعلون ما یرودان یعنی نہیں خلاف کرتے امر اللہ اور کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں دوسرے ناقصین کہ انکو کمال سے کچھ علاقہ نہیں جس طرح جمادات و نباتات تیسرے کامل و ناقص نہیں گاہے کمال ہیں اور گاہے ناقص ہیں کہ تو کمال

فرشتوں سے مقام سخن سنج بھوک میں اجلاس فرما کر الی وجہت الخ پڑھتے ہیں اور وقت نقصان
حکم اولنگ کا لانعام بل ہم اخل کا مصداق ہو جاتے ہیں یہ حضرت انسان ہیں اگر کرب اخطار
والنسیان والیقین فی دارالاطمانہ والعصیان اور ظاہر ہو کہ ہر فرشتے کا ایک مقام ہو گا اس سے
نہیں بڑھتا کہ اتنا واما الاولیہ مقام معلوم اور جب اسکے حال میں تغیر نہ ہوا تو مقام شوق
نہیں پاسکتے کیونکہ شوق کے واسطے دو چیزیں بہت ضروری ہیں ایک یہ کہ وہ چیز حاصل نہ ہو
یہ کہ ممکن نہ ہو اور حال ملاکہ ممکن التغیر نہیں تو حصول شوق و ذوق بھی محال ہو اگر
نوع انسانی نہ ہوتی تو یہ صفت شوقی و عشقی محال ہو سکتی بلکہ مراد امانت سے کرئیہ نامہ رضا
الامانیہ علی السموات والارض و ارجال فابین الخ میں شوق الی اللہ ہو تو عجب نہیں ہر گاہ کہ یہ
مقدمہ بالتفصیل بیان کیا گیا تو اب واضح ہو کہ حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ کرام میں سے روایت ہو
اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے کہ قبل اسکے کہ علم خلافت آدم علیہ السلام کا عرصہ زمین میں بلند فرامین
اور صفیہ علیہ السلام کو اس بوستان خوش اسلوب سے آراستہ کر دین حکومت خطہ زمین کی متعلق
بنات سے تھی کہ اولاد جان میں اور بعض کہتے ہیں کہ نام آکا شوہر اور لقب جان کعب احبار
نزدیک ایک گروہ فرشتوں کا تھا جسکو اللہ صاحب نے شہوت و خواہش عطا کر کے حکومت زمین پر
بھیجا کہ تو ان دناسل اسے جاری ہوا اور فرمان برداری و اطاعت باری بین روز و شب صبح و شام
ہر ایک لگا ہوا اور ارتکاب منیات وغیرہ سے ہر شخص ڈرا ہوا ۵ سال و مہ از غایت فرمانبری
آوہ شغل پریش گری و روی قہر زمین داشتہ و فرق تعجب مہمہ افراشتہ و جب وقت حکومت
ورازہ پہلی اتفاقاً ایک زاہد ننگ اس قوم کا سیرکنان جنگل میں نکلا تو ایک شاخ گیاہ تر و تازہ زمین
اگی ہوئی نظر پڑی اور ایک صورت شجر فونہال خوش اندازہ سراسر نازدہ بنا برا استفادہ دیکھیں
آئی سے نہایت گویا نیاغ بوشت و تر و تازہ و پاک و زیبا سرشت و اس روز دل تو جلوہ دید
نوش بہت ہوا مگر زہد و تقویٰ نے شاید روک دیا کہ اپنے صومعہ میں پلٹ آیا بعد چند سے پھر گیا
تو وہ گھاس قوت نامیہ سے نمودار ہو چو شجر میوہ دار ہو شانین پیش و پس ہموار چھیدہ و خوشہ
رنگین مانند سلاک گداز سفتہ آریختہ سے زآب ارچہ آید جواہر پیچہ و ولیکن بدین ابداری کہ دید
آخر کار ایک دانہ توڑا منہ میں رکھا تو ذوق حلاوت نے ذائقہ زبان کو نہایت چاشنی دی
اور شوق نگاہت نے یوست داغ کو طراوت بخشی تب تو یہ اندیشہ میں ہوا کہ یہ شجر نفیس ہو
اسکو جی بھر کھانا لازم ہو اور حقیقت و ماہیت اسکی دریافت کرنا واجب چنانچہ کئی گچھے توڑے

اور ایک جام رجا جی میں پھوڑے اور بنا بر غلیان وہیں چھوڑے اور آپ تفریحاً دھر دھو
 پھرنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اسکو بلا آتش جوش کنان پایا سخت پریشان و حیران ہوا اور
 حکمت الہی سے بالکل غافل یہ سمجھا کہ آخر میں جوش و بخار تو برآورد رنگے پھر پلٹ آیا اور
 بعد اوتے توقف پھر کیا تو اب غلیان نہ تھا آب صاف شفاف بے در و باقی تھا چونکہ مقتضائے
 وعدہ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردید بے تابانہ جام ہاتھ میں لے
 نوش فرمایا ایک ساعت میں مدہوش و مہوش ہوا تمام رات از خود فراموش رہا دوسرے دن
 ذوق مستی سے اپنے یاروں کو اطلاع دی کہ ایک جماعہ کثیر اس بلامین مبتلا ہوئی اور مخموشی
 اس قوم میں رسم ہو گئی اور ام المعبثت کی تاثیر ناکاری و بدکاری بجا اور خواہر دوست رازتین
 ختم ہوئی اور بجائے درود و عارام و منہیات اور غلغلہ مناجات کی جگہ زمرہ خرابات ظاہر ہوا
 آنکہ درصومہ قبیح رکھ نہ نہادے و در خرابات مغان میں قبیح باود بدست و باجگہ
 شراب خواری نے یہ نوبت پہنچائی کہ خبردار از خود بخیر ہوے اور بخیر نفس و خوف و خطر ہو گئے
 بخیر آن شخص کہ جوئی چشید و کش قلم جھیری و رکشید و اس نہگامہ میں البیس نے بکنا مار
 حارث تھا اور اس قوم میں بہتول بعض اہل تحقیق عالم و فاضل تھا دیکھا کہ یہ قوم باویہ نکلت
 و بستی و حادثہ شرک و خود پرستی میں گمراہ ہو کر برباد و خراب ہوا چاہتی ہوا و قریب تر بلطین
 نازل ہوا چاہتی ہوا اپنے آشنائین کو مطلع کر کے کہا ع زمین میان کہہ توان بہ کہ کنسارہ گیم و او
 ہزار توابع اپنے ساتھ لیکر گوشہ گرین ہوا اب زمین نمکید جنے حضرت باری میں بگم یہ ذرا ہی کہا
 یارب اس قوم ولیہ ناپاک بھیجا و بیباک کو ہلاک کہ درگاہ کبریائی سے ارشاد ہوا کہ از زمین میں منتقم
 حلیم یون عاصیوں کی عقوبت میں جلدی و تعجیل نہیں کرتا جب تک قطع حجت بخوبی نہیں کرتا
 چندے اور تامل کر زمین نے سکوت کیا اور حارث کو ارشاد ہوا کہ اپنے تابعداروں سے ایک
 شخص کو اس قوم میں ارسال کر کہ اسکو بویہ مغفرت و رحمت حق و دعوت کرے اور عقوبت
 و عذاب پروردگار سے تنویر و انداز کرے شاید کہ شر و فساد سے باز آویں حارث نے مدہوش
 ابن معاہث کو بھیجا بہر داران قوم جن نے مضمون قصہ سے مطلع ہو کر فوراً قتل کیا پھر حارث
 بحکم خدا دوسرے کو بھیجا وہ بھی شہید ہوا اسی طرح نو سو ننانوے انصار اور فقہائے البیس
 مارے گئے تب آنے یوسف ابن یوسف خواہ ہنس کو بھیجا کہ اسنے دعوت بوسعت حق شروع کی
 قوم جن نے اسکو گرفتار کیا اور ایک دیگ میں بند کیا اس میں تیل ڈال کر آگ پر چڑھایا کہ وہ

خاک ہو گیا تب پھر زمین بجا رہ فریادی ہوئی حضرت خداوند کبریا نے فلک اول کے فرشتوں کو
 تحت فرمان ابلیس فرما کر بنا بر قلع بنیان جنات معین فرمایا کہ فرشتوں نے اکثر قوم جن قتل کیا
 بقیۃ السیف جیل قاف و جزائر بحر محیط میں بھاگے کہ اسی جگہ مقید ہوئے اسی کار گزار سی
 ابلیس حکومت دنیا پر سرفراز ہوا بعض کہتے ہیں ابلیس کو افسر ملائکہ نعیم فرمایا بلکہ یہ کنجٹ طفل
 خرد سال ہوشیار و چالاک تھا فرشتوں نے جب قوم جنہ پر قلع پائی تو اسکو آسمان پر پکڑے گئے
 اور پرورش کرنے لگے اسے عبادت میں نہایت کوشش و سعی شروع کی تھے کہ ملائکہ پیستہ گئے
 اور بعض روایات میں ہے کہ جب اکثر قوم جنہ مارے گئے اور بعض بچے ہوئے جزائر و جبال میں رہے
 تو ابلیس کہ جنہ میں تھا اور عبادت و طاعت میں سب سے ممتاز تھا فرشتوں کے ساتھ آسمان پر
 چلا گیا اور فرشتوں کو شفیع گردان جناب باری میں یہ عذر پیش کیا کہ میں ہا میں شرک تھا سو اپنے
 سبب معفو حاصل کی اور فرشتوں میں رہنے لگا الا بطمع حکومت دنیا جو کوئی حکم فرشتوں کو عطا ہوتا
 ابلیس اسکی بجا آوری میں پیش پیش ہو جاتا اور آپ ہی اسکو بجا لاتا انغرض ابلیس ابتداء سے
 و طاعت میں بنظر ظاہر مصروف اور ریاضت و مجاہدہ سے پریرا مشغول تھا چنانکہ مشہور ہے کہ سالانہ
 برس روئے زمین پر عبادت کرتا رہا کوئی مقام اسے نہیں چھوڑا کہ سجدہ نہ کیا ہو یہ حال دیکھ کر ملائکہ آسمان
 دنیا اپنے مقرر کولے گئے یہاں بھی عبادت میں مصروف ہوا اور عابد مشہور ہوا کہ جملہ ملائکہ سموات
 اپنے اپنے مقامات پر لے گئے کہ ہر آسمان پر اسکا نام جدا ہوا یعنی آسمان اول میں عابد دوسرے میں
 زاد تیسرے میں آداب و برہانیتہ صالح پانچویں میں ناشع ششم میں شاکر ہفتم میں مطیع پچھٹم میں
 گیا اور عزیز خدا بنکر غزائل کہلایا معالم میں ہے کہ اللہ جل ذکرہ نے ابلیس کو زمین و آسمان کا ملک اور
 جنت کا خزانہ و مانیانہ عطا فرمایا تھا کبھی تو زودایا نے زمین پر سجادہ عبادت بچھاتا تھا اور گاہے طاقا
 افلاک میں قنادیل طاعت روشن کرنا تھا اور جب چاہتا بہشت میں مراسم خدمت ادا کرتا اور اکثر
 زیر عرش کروبیوں کے ساتھ تسبیح و تہلیل میں سرگرم رہتا یہاں تک کہ عجب و ہندار نے سکھایا کہ یہ
 اکرم کروبیان و افضل فرشتگان ہوں سے اس عجب نے تو کھو دیا اسکو + آخر آخر دبو دیا اسکو +
 یوں جوڑوے کہیں تو جانگلے + غرق دریا سے کبر کیا نکلے + انھیں دنوں میں ایک دن وارہ
 بہشت پر گنبد دیکھا کہ حلقہ درپہ لکھا ہے کہ مقربان دولت خداوندی و نواحیگان حضرت سرمدی سے
 ایک بندہ غریزہ عبادت و ریاضت سے سرفراز بلندی مرتبہ میں اپنا سے جنس سے ہزاران ہزار وجہ
 ممتاز میری فرمان برداری میں تصور اور اپنی طاعت و عبادت پر غرور کرے گا کہ میں اسکو مرتبہ غرت

وسمکت سے مغزول اور دربار خداوندی سے مردود و مخدول گردانے کا کہ یہ کبھی مقبول نہ ہوگا غیریہ
 کہ از درگش سر یافت + بہر در کہ شد بیع عزت یافت + یہ بات دیکھ کر ابلیس نے التماس کیا کہ اے
 مجھے حکم ہو تو میں بھی اُس پر لعنت کروں ارشاد ہوا کہ سب لعنت کریں گے تو بھی لعنت کرنا کہ ابلیس
 ہزار برس کامل لعنت کرتا رہا مغرور پس پردہ پندار شدت + می پندارو کہ درکش خیر ہی بہت
 چون پردہ ز پیش کار او بردارند + بیند کہ بجز بادندار و در دست + روایت ہو کہ ایک دن یہ قصہ حضرت
 اسرافیل علیہ السلام کو بھی لوح محفوظ میں نظر آیا تو غوف سے روئے لگے فرشتے اہلاک کے بہت مضطرب
 اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے متفسر ہوئے جب مطلع
 ہوئے تو بہت پریشان ہوئے اور یہ شوری قرار پایا کہ غرازل فرشتوں میں بالفعل بہت مغرور ہوا
 پاس چلکر درخواست دعا کریں شاید برکت دعا سے ہلکے محفوظ رہیں سو اکثر فرشتے غرازل کے
 پاس گئے اور استدعا کی اُسے سب کو تسلی دی اور کمال غرور سے یوں دعا مانگی کہ اے میرے
 بندے ہیں تو مالک رحیم ہو انکو اُس بلا سے جو میں نے لوح میں مکتوب دیکھی ہے محفوظ رکھ دینے
 دعا اُسکی فرشتوں کے حق میں قبول فرمائی اور رقم شقاوت اس تکبر کے نام پر قائم کی سہ اولیٰ
 دولت از علم بر خوردارست + با علم تو زیور عمل ہم یارست + مغرور شو کہ در پس پردہ غیب + اسرار
 عجائب قضا بسیارست + عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس واردات سے بارہ ہزار
 برس گزرے تھے جب ابلیس ملعون ہوا حسن بصری رح سے تفسیر چواہر میں منقول ہو کہ ابلیس نے
 دو لاکھ پچھتر ہزار برس خدا کی بندگی کی اور تفسیر ینابیع میں ہو کہ اسکی کرسی عرش کے شبہ چھٹی تھی
 اور فرشتے طرق عبادات اُسی سے سیکھتے تھے فی الحقیقہ پادشاہ تھا سو جب نبی اجماع نے نسا
 شروع کیا تو خدا سے تعالے نے ابلیس کو کہ یہ بھی اولاد جان میں تھا ستر علم ہر علم کے تابع ستر ہزار
 ملائک دیکر بنا برا خراج و اہلاک روانہ کیا کہ اُسے منصفین جنہ کو نیست و نابود کر دیا پھر حکم ہوا کہ زمین
 قیام کرو اور سلطنت زمین بھی ابلیس کو تفویض کی گئی اور تمام عالم علوی و سفلی کو متیقن ہوا
 کہ بہترین مخلوقات اے غرازل ہو مگر زبان تنہا سے انلی یوں پکارتی تھی عوہیات از تو بر کنشیست
 جب تین سو برس اس حال پر گزرے اور فرشتوں کو زمین پر سکونت خوش آئی اور بسبب آسانی
 عبادت و طاعت کے دنیا میں آرام ملی تو ارشاد ہوا کہ وقت رحلت و کوچ ہو یہاں سے اٹھنے کی
 تیاری کرو سچے بندے دل درین کاخ دل آویز + کہ تا جاگرم کر دی گویدت خیر + کسی کو مل درین
 گلزار بندو + چو کل زمان پیش تو کرید کہ خندو + اور خطاب ہوا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

یعنی مجھ کو بنا کر زمین میں ایک نائب بدل قوم نبی النجاشی کہ نارت روئے زمین و عبادت رب العالمین
 خلیفہ تمھارا ہو اور اعانت حق و امانت باطل میں میرا خلیفہ ہو متفقین اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں
 کہ خالق الاموال نے اس لیے اس طرح نو کیا کہ ملائکہ آپ کو مقرر کر بھیجیں اور اسباب مقرر آسمان میں کیا کر دیں
 لیکن یہ سخن اس وقت درست ہو تا جب کہ ملائکہ سے صورت سکان ارض مقرر ہوں اور اگر یہ خطاب
 جمیع فرشتگان آسمان و زمین سے ہو جس طرح روایت صحیحہ میں ہے تو اس کلام سے یہ مقصد ہو کہ
 اس بات میں جو کچھ استفسار کرنا ہو کر لین اور حکمت اسکی جو چاہیں اور فرشتوں سے خطاب کرنے کا
 یہ سبب ہو کہ منافع مخلوقات و حقیقت ملائکہ سے مفید ہیں اور صفات و جو کچھ داری مخلوق کی
 اسی فرشتے کے مفوض ہو چنانچہ افلاک و کوکب کا گردش دنیا پانی کا برسا ہوا کا چلنا گھاس کا
 اگانا معدنیات کا کوہستان میں قائم کرنا وغیرہ امور دنیاویہ انھیں کے حوالے ہیں گویا تمام عالم منبر
 قصبہ یا شہر ہو اور یہ فرقہ اسکا عامل و کارکن ہو لاجرم جب تک یہ فرقہ طبع و عمران پر و خلق فیہ الاثر
 نہ ہوگا قصرت اسکا کسی چیز میں جاری نہ ہوگا اور جب کہ ملائکہ مطیع و منقاد ہو جائیں تو کوئی شے
 نافرمانی نہ کریگی اور پیش بندی قبول خلافت کی تمام عالم سے منظور تھی اس لیے تجویز ہوا کہ اول
 فرشتوں کو تا بعد از نبی تب خلیفہ کو حکومت کی سند دیجیے اور حیوانات وحشی کوئی انجملہ ارادہ
 و اختیار رکھتے ہیں لیکن فرشتوں کے مقابلے میں محض مجبور ہیں ولہذا جبکہ خلافت ظاہر و حضرت
 سلیمان علیہ السلام اوج کمال کو پہنچی فرشتوں نے جنات و ہوا و طیور و وحش کو چاروں اچار سحر
 و منقاد کر دیا کہ سب پر حکم رانی واقع ہوئی لیکن ملائکہ اس کلام سے سمجھے کہ جب خلیفہ زمین میں پیدا ہوا
 تو عناصر مختلفہ سے مستفید ہوگا ولہذا قوت شہویہ و غضبیہ بوجہ اتم و کار ہوگی تاکہ لذات سفلیہ کی
 خواہش قرار واقعی ہو اور اس خواہش میں جو کوئی معارض و مانع ہو اسے دفع کرے اور جب
 قوتین مذکورین بوجہ کمال پائی گئیں تو انتظام عالم برہم ہو جائیگا لہذا بطریق تفسیر و تماشائے
 جناب الہی میں ملتمس ہوئے کہ پیدا کرنا قائم مقام کا اگر محض واسطے آبادی و صلاحیت زمین کے ہو
 تو بدرون اسکے کہ خلیفہ محتاج اشیار ارضیہ کا ہو امکان سے خارج ہو اور جب احتیاج اسفل کی
 ہوئی تو قوت شہویہ جوش کریگی اور جو کوئی اس میں معارض ہوگا تو وہی قوت شہویہ بصورت قوت
 غضبیہ تبدیل ہو جائیگی کہ نوبت قتل و قتال و جناب و جدال کی پہونچگی و اسے اسکے جب
 یہ خلیفہ عناصر مختلفہ سے بنایا جائیگا تو اسکی روح میں نمونہ تیری صفات کا بھی ہوگا اور عناصر
 مختلفہ داعی لذات سفلیہ ہیں تو غالباً ان صفات کو لذات سفلیہ میں صرف کر دیا مثلاً

علم و حکمت کو تدفیفی لذات بین و حیل تبہیرات شیطانہ میں اور قدرت کو انحال و لامہیہ میں اور ارادے کو اختیار کو معاصی و قبایح میں اور قوت سامعہ کو سماعت اقرار و غیبت و ملاہی میں اور قوت باصرہ کو مشاہدہ امار و نسا و میں و معائنہ مکانات خوش فضا میں اور قوت کلامیہ کو مرج متکبر و ہجو متقدسین و غش و طعن و دروغ و لعن میں پھر ایسا خلیفہ واسطے اصلاح زمین کے کہ مسر فرساد و خون ریزی کی اس سے توقع ہی پیدا کرنا ہماری نظر قاصر میں موافق حکمت نہیں معلوم ہوتا کہ انا تالوا اتجمل فیہا من لیس فیہا و یسنگ الدیار یعنی بولے کیا تو رکھیگا آسمین جو شخص نسا و کرے و بلن اور کرے خون اور اگر اس خلیفہ کے پیدا کرنے سے یہ ارادہ ہو کہ اپنے پروردگار کو متصف بہ کمالات جانے و منظرہ از نقصان و زوال سمجھے تو ہم کیا تصور کرتے ہیں بلکہ ہم تیرے ہی واسطے خاص تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور کسی کو ہرگز تیرا شریک نہیں کرتے بخلاف اس خلیفہ ارضی کے کہ آسمان مرکب حرص و ہوا و عجب و یریا ہوگا جس طرف اپنے حصول مطلب کی کوئی راہ پا دیکھا اسی طرف عنان تسبیح و تقدیس پھیر دیکھا اور ملاحظہ آسمان میں ایسا فرد ہوگا کہ سبب سے بالکل غفلت کرے گا اس باعث سے ایسا خلیفہ پیدا کرنا مناسب حکمت نہیں ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے نحن سجد بحمک و تقدیس لک یعنی ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو تب اللہ صاحب نے جواب دیا الی اعلم مالا تعلمون یعنی میں جانتا ہوں جو کہ تم نہیں جانتے ہو اور مجھے معلوم ہو کہ تم خلافت عالم کی لیاقت نہیں رکھتے اور اس خلیفہ کو لیاقت ہو مگر تم آگاہ نہیں ہو تنبیہ واضح ہو کہ اعتراضات ملائکہ میں کسی باتوں کی فرو گزاشت ہو کہ وہ اب مناظرے کے خلاف ہی ایک یہ کہ صرف شہوت و غضب ایک ہی سمجھا ہو دوسرے کو خیال کیا حالانکہ صرف شہوت کے دو ہیں اور غضب کے بھی دو ہیں ایک وہ جسکو ملائکہ نے بیان کیا دوسرا وہ کہ شہوت و غضب کا رضاء آہی میں صرف ہو پس جب شہوت کا رضاء آہی میں صرف ہوگی تو محبت و عشق آہی پیدا ہوگا کہ ملائکہ اسکو اصلاً حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح جب غضب خدا کے کام میں صرف ہوگا تو اس سے جاد و جان بازی و غرت و رنعت دینی ظاہر ہوگی پس مقام قبل و قال میں ایک طرف اختیار کرنا دوسری جانب ترک کرنا داب مناظرہ کے خلاف ہو دوام یہ کہ اگر شرور و قبایح عالم میں ظاہر نہیں اور نسا و خون ریزی نہ پائی جائے تو معنی تکلیف و بدعت رسل و انزال کتب و کارخانہ وحی و سلسلہ امر و نہی و ترغیب و برطایات و ترہیب از منہیات و دعوہ و منہج و توفیق و عید مخالفت و معاصی بالکل برہم ہو جائے و صورت مجازات و مکانات اخروی

وآبادی و اثر و ثواب و مقام متحقق نہوا و جمیع شیون انویہ مطلق بیکار نہ جائیں سہ درکار خانہ عشق
 از کفر ناگزیر است و دوزخ کرا بسوزد و گویا بواب نباشد و صاحب گویا سہ قاتلش بخاری و قتلش
 بود صاحب شہید و بیچ کافر را درین دنیا چشم کم مبین و تیسرے یہ کہ فرشتوں نے لجام تسبیح
 و تقدیس آپ کو ستم و سزا و اخلافت سمجھا اور مخلوق ارضی کو لائق ذیال کیا اور کچھ نہ بجا کہ حق تھا
 جل شانہ نے جو مخلوقات ارضی و سماوی و علوی و سفلی پیدا فرمائے ہیں بیکار و بیفائدہ نہ ہو سکے
 اور منتفع ہونا بذات خاص منافی استغناء ہے اسلئے کہ جس چیز سے انتفاع فرض کرینگے اسکی طرح ہمکنج
 ضرور ہوگی یہ بات منافی سمیت کے ہولنا ضرورت اسلئے مخلوق کی حوصلی جو کہ متعلق باطلاق الہی
 و مستغنی بصفات باری غراسہ ہوتا کہ حجاب مخلوقات پر حاکم کیا جائے اور کار تفتیذا و امر و نواہی خدا
 و سیارے دیگر مخلوقات و تدبیر اسرار انکی اور حفظ نظام اور تشعیل کرنا انکو طاعات الہی میں کیا جائے
 کہ اس سے گویا خود منتفع ہوا اور بھی اور وہ کو نفع پہونچائے یعنی استیفا سے منافع مخلوقات کا
 بواسطہ اس خلیفہ کے منظور ہوا کما قیل سہ سرمد کہ عند لیب است پروای ز زمر ارد و یارش کل شہ
 کل را یک شست ز ضرورت و در نہ جمیع مافی الارض مطلق بیکار حکمت کے خلاف رہی جاتی ہو اور
 ظاہر ہو کہ گویا ملاکہ اسباب اسکے کہ شہوت و غضب سے بہرہ اور اکثر احتیاجات سے معراہین مثلاً
 زن و فرزند و خورش و پوشش کی احتیاج نہیں رکھتے استیفا سے منافع مخلوقات علوی و سفلی نہیں سکتے
 اور لیاقت خلافت کی اصلا نہیں رکھتے اسواسلئے کہ معنی خلافت الہیہ اور تجلی اوصاف ربانیہ
 خواص ہیبت اجتماعیہ ترکیبیہ سے ہی پس ترکیب ایسی چاہیے کہ جامع دونوں عالم کی ہو اور جو کہ تعلق
 روح کا و انما بدن کے ساتھ بلا شہوت و غضب پایندہ و باقی نہیں ہو سکتا ہو تو شہوت و غضب ہوا
 اس میں ضروریات سے ہو اور حکایت مافی الضمیر والکون کے لیے و انتفاع نظام کمال کے واسطے قوت
 عقلیہ پاک بھی لازم ہو تاکہ تاج ترکیبیہ اسکے سب سے حاصل ہوں اور ظاہر ہو کہ ہر طبقہ ملاکہ کو
 صرف اطلاع اپنے کمالات پر حاصل ہو تو حمد انکا بھی مقابل انھیں کمالات کے واقع ہوگا و مقابل
 کمالات فوقانی اور تحتانی کے اسیلح تسبیح و تقدیس بھی نہوگی مگر مقید و معصور ہوا ایسے خلیفہ
 جامع کی عدم تقریر میں بجا کہ شہوت ایسی تقریر کرنا مثل اسکے ہر کہ کسی کے قوی اور جوارح عرض کر میں
 کہ آپ کو حاجت غلام کی نہیں ہی ہم کفایت کرتے ہیں حالانکہ نہیں جانتے ہیں کہ جسے سبزا کی ایک
 کام کے کچھ بھی سرانجام نہو سکو گا اور غلام کہ پروردہ مالک ہوگا البتہ دریا سے جمیعت کمالات کوئی
 آشتا ہوگا اور جو کام مالک سے سرانجام نہو سکا ہو غلام سے بھی ہوگا اسی طرح فرقہ جنات بھی اگر ہم

شہوت و غضب انہیں ہی لیکر آئین خلافت کے سزاوار نہیں کیونکہ قوت خیالیہ انکی قوت عقلیہ پر غالب ہو کر
 جس چیز کو خیال کرتے ہیں اسکو حقیقت جانتے ہیں جس طرح طفل فی سوار کہ آپ کو حقیقت گھوڑے پر
 سوار جانتا ہو اور چوب سوار ہی کہ بوازم فرسیت سمجھتا ہو پھر اگر تمام مخلوقات کو اس کے منافع میں مصروف
 کریں تو بجز خیالات کے اور کچھ سراخا نہ ممکن نہیں ہو اور منظور الہی یہ ہی کہ حقیقت ہر منفعت کی
 سبب کم و کاست ظاہر ہو جائے قطع نظر اس سے جنات بسبب غلبہ تاریہ کے متعلق باخلاق الہی و
 متصف بصفات باری نہیں ہو سکتے مثلاً صبر و حلم و زراعت نفس وغیرہ کہ اصلاً یہ اخلاق انہیں متعلق ہیں
 اور اکثر مخلوقات کی جانب احتیاج نہیں رکھتے مثلاً قلعہ و حویلی و عمارات و اسلحہ وغیرہ پس انہیں ہلاکہ
 یہ بھی استفادہ منافع جمیع مخلوقات نہیں کر سکتے جس طرح متصف بصفات ربانہ و متعلق باخلاق
 الہیہ نہیں ہو سکتے بالجمہ سوائے آدمی کے جمیع مخلوق ارضی و سماوی سے کوئی ایسا نہیں ہے
 کہ منصب خلافت کا سزاوار اور سیاست منزلی و مدنی کا واقف کار ہو ولہذا انسان بوجہ خلقت تمام
 انواع کے پروردگار کیا تاکہ استیفاء سے منافع جمیع مخلوقات اس سے متصور ہو اور وہ مخلوقات ہندوستان
 و اسباب خارجی کی سمجھ جائیں سوائے آدمی چہیت بزنج جامع بہ صورت خلق و حق و رو و واقعہ و شتمل بہ
 دقائق جیوت و متبوی برحقائق لاہوت بہ صورت نیک و بد فہستہ درو و ہیئت دیو و دوشہرہ
 و رو و صاحب سلسلہ اندہ بہ فراتے ہیں سوائے ایک صفت نیست از صفات خدا کہ نہ در ذات او و نہ در
 ہم علیم است و ہم جمیع و بصیر و متکلم مرید حق و تدبیر و ہمچنین از حقائق عالم و ہمہ چیز ہی درو و ہندو
 از باب تذکرہ فرماتے ہیں کہ معنی انی اعلم کے یہ ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ گنگا کا رہن اور میں آخر گنگا
 یا جانتا ہوں کہ تم مطیع و فرمان بردار ہو لیکن با مبادات و افتخار اور یہ گنگا کا رہن اما با تضرع و نکسار
 اور میری برگاہ میں معصیت بعذر بہ طاعت با نغرتہ ہی یا جانتا ہوں کہ تمھارے مصاحبین سے
 ایک طرد و زور و ابلیس شیطان پیدا ہوگا اور انہیں سے ایک شخص مقبول حبیب الرحمن محمد مصطفیٰ معلوم
 سو سنو ای ملائکہ تمکب بھی شہر زندگی کافی ہو کہ تمھارے گروہ سے ابلیس پر تلبیس علیہ اللہ ہوگا اور آدمی کو
 یہ بھی نغز نہیں دانی ہو کہ انکے فرقے سے احمد علیہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا یا میں جانتا ہوں کہ
 تمھاری طاعت قائم و دائم ہو اور انکے اعمال کا گاہ لیکن تمھاری پرستش کی تکلف و مجاہدہ ہو اور انکی
 باہزاران ہزار و غنڈہ اسوا سے کہ تمکو مزایع نفس ہو نہیں ہیں و یہ بیچارے و غنڈہ ہوا و سوسائے
 و اخو اس شیطان و فکر اولاد و نسوان و فتنہ دنیا میں گرفتار ہیں با این ہمہ فرمان حق سے منہ نہیں ہونے
 اور رشتہ طاعت رحیم مطلق کا نہیں توڑتے اور جو طاعت با این تکلیف ہو اس سے کیا نسبت اسکو ہو

در تعنی
 انی اعلم

سبب تصدیق ہو یا میرا جانتا ہوں کہ تم فرمان برداری کرتے ہو اور کہتے ہو تم میں درجہ پیام کاری میں تہمتیں
 اور بولتے ہیں انت یا مین جانتا ہوں فساد انکے جواج کا اور تم نہیں جانتے محبت انکے دل کی اور محبت
 شفیع اعضا ہی و الفت قلبی مقبول بارگاہ کبریاء اگر اندر دست یک گنہ آئید صد شفیع از محبتش زاید
 یا جانتا ہوں کہ گناہ کرتے ہیں بدن سے اور دل میں کراہت رکھتے ہیں اور تم طاعت کرتے ہو بدن سے
 اور دل میں اعتماد رکھتے ہو تمہارا تمکین عمل پر پورا اعتماد برکرم تکمیل بر گوشہ محراب کند زاد شہرہ گر کند
 تمکین پر اب برکرم اوندہ کند اور اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ میرا لی اعلم کا یہ ہے کہ میں جانتا ہوں صفائی انکے عقاید کی
 عالم محبت میں ہر چند کہ ظاہر انکا معصیت سے آلودہ ہو مگر کچھ خون نہیں اسلیئے کہ جب آتش محبت
 روشن ہوتی ہے تو بوضوح خاشاک گناہ کا راہ میں پڑتا ہے سب جگہ خاک ہو جاتا ہے اور ملائکہ تم صفائے
 دیکھتے ہو میں صفا سے باطن پر نظر رکھتا ہوں تم مخالفت اعضا و جوارح پر نگاہ رکھتے ہو میں موافقت
 قلوب کو ملاحظہ کرتا ہوں تم آلائش صورت کو نظر اہ کرتے ہو میں آرائش معنی کو تماشا کرتا ہوں تم نشہ
 آب و گل دیکھتے ہو میں جلوہ جان و دل معانہ کرتا ہوں نگاہ لباس طاعت پہنایا انکو کسوت رحمت
 تم ریاض عبادت میں چلتے ہو یہ حدائق عنایت میں تم انکو منفذ کہتے ہو میں صاب فرماتا ہوں کما قال
 یہ رہا عبادتی الصالحون تم خون ریزی میں تر نشین کرتے ہو میں اشک ریزی میں تعریف کرتا ہوں و
 اعینہم لفیض من الیوم فائدہ اس بیان میں گئی جبین ہیں کہ خبردار کرنا ان سے ضرور ہے اول کہ جب ارادہ
 الہی یوں ہو کہ اس قسم کا مخلوق پیدا کریں اور اسکو منصب خلافت عطا کریں تو اس شہیت کا ذکر کرنا کیا
 ضرور تھا اور ایسے امور کے اخبار سے کیا حاصل تھا کیونکہ ایسی بات مشہور سے کے مقام میں ہوتی ہے اور
 معنی مشورہ یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی عقل سے استعانت چاہے اور حق تعالیٰ ہر چیز سے مستغنی ہے پس
 مشورہ اینجا چہ معنی دارد جواب یہ ہے کہ حقیقت خلافت الہیہ کی یہ ہے کہ خلیفہ حق منافع تمام عالم پر ہے
 اور منافع مذکورہ فرشتوں کے ہاتھ میں رکھے ہیں چنانچہ اس قسم میں بیان ہوا پس عالم کارکن اس دنیا
 فرشتے ہیں اور اشیاء دیگر مثل آلات ہیں لہذا قبل قائم کرنے خلیفہ کے اطلاع اس امر کی عامل کو ضرور بھی
 اسلیئے کہ اگر پہلے ہی خلیفہ مقرر ہو جاتا تو استحقاق خلافت میں تحمل قبح تھا اور خلافت کہ طاعت و
 فرمان برداری سے عبارت ہو کیا معنی تسلیم نہوتا اور جب قبل از پیدائش خلیفہ شبہ اسکا جاتا رہا تو احکامات
 و متابعت میں کمال رغبت و نشاط سے قدم رکھینگے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مقصود اس سے یہ ہے
 کہ بندگان الہی دریافت کریں کہ امور عمدہ میں مشورہ نہایت ضرور ہے اسلیئے کہ حق تعالیٰ نے باوجود ہستیا
 مشورہ فرمایا ہے دوسرے یہ کہ فرشتوں نے کمال سے دریافت کیا کہ یہ خلیفہ زمین میں فساد و فحش کی

مشاورت
 مشورہ
 مشورہ

بعضے علماء کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنات پر قیاس کر کے یہ حکم نکالا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کلمی سے یہ بات مروی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب اللہ نے فرشتوں سے انی جاء الی فی الارض خلیفہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا وہ خلیفہ کیسا ہوگا ارشاد ہوا کہ صاحب اولاد و اخلا و ہوگا انہیں جس قدر نقص مقابلہ و مجاہدہ و کبر و کینہ و عداوت و فساد و بیشتر ہوگا فرشتوں نے کہا اتھیل فیما من فیہ دنیا ہذا ماروی عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہیں کہ عمدہ فرشتوں کو لوح کی کمونات پر اطلاع ہوتی تھی اور عوام ملائکہ بعض کمونات اسکے اپنے اکابر سے دریافت کرتے تھے سو خبر پیدائش اس خلیفہ کی اور افضل شیعہ اسکی اولاد کے اس طرح معلوم ہوئے بلکہ روایات میں وارد ہے کہ جب خاتون لائیل جل جلالہ نے عنصر اک کو پیدا و ظاہر کیا تو ملائکہ اسکی رویت سے خوفناک و ترسناک ہوئے اور درگاہ لائیل میں ملتمس ہوئے کہ یہ عنصر کسکے واسطے ہو حکم ہوا کہ عاصیون اور شریرون کے واسطے ہو اور اسدم و اسے فرشتوں کے کوئی مخلوق ذمی شعور و صاحب ارادہ موجود نہ تھا جب انی جاء الی فی الارض خلیفہ ارشاد ہوا تو معلوم کر گئے کہ صدہ معصیت میں مخلوق ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ خلیفہ نائب خدا ہو حکم نہ تضامین اور حاکم کی احتیاج نہیں ہوتی مگر وقت تنازع و تحاکم سو فرشتوں نے لفظ خلیفہ سے بطریق التزام دریافت کیا کہ فساد و بے اعتدالی و قتال و خون ریزی بے شک واقع ہوگی انقض بعد قیل و قال قدرت ایزد مبہل خلقت آدم علیہ السلام سے متوجہ ہوئی اور شیت قادر و الجلال پیدائش اکرم خلق پر آمادہ ہوئی اور مادہ ترکیب کے واسطے ہر چار عنصر پیش نظر ہوئے لیکن قریح اختیار مادہ ترکیب خاک پاک پڑیا کہ بجز خاک نیست مطلقاً خاک شو خاک تاب و یوگل پڑ محمد بن مغیرین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ اول حضرت جبریل امین علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک قبضہ خاک تمام روی زمین سے لادو کہ میں اس سے ایک مخلوق بناؤ گا جبریل علیہ السلام مجھ کو خاک قبضہ خاک لینے کو آئے اور چاہا کہ خاک زمین سے لینے زمین نے التماس کیا کہ اے محمد مجھ کو وحی ربانی و اوحی سنخیل مقربان روحانی بین تو ایک مدت سے لکھ کو بآفات ہوں لیکن ایسا واقعہ عجیبہ کبھی واقع نہیں ہوا مجھ کو مطلع تو فرماؤ کہ اس حکم سے کیا مقصود ہے جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خود اس معاملے میں متردد ہوں مگر اتنا معلوم ہے کہ خالق بالکمال تجھے ایک مخلوق بنا کر ظاہر کیا اور اسکو اپنا نائب و خلیفہ بنا گیا اور وہ مرجع ثواب و عقاب ہوگا زمین نے استعفا کر کے کہا کہ اے جبریل میں نہیں چاہتی کہ مجھے ایسا شخص پیدا کیا جائے اور خدا سے پناہ مانگتی ہوں جو مجھے تو خاک اٹھائے جب حضرت جبریل نے ایسی پناہ بزرگ کا نام سنا ناچار بے نیل ملامت و پس پڑا

جناب حق تعالیٰ مقسم ہوئے کہ زمین کے لئے اس امر سے استعفا دیا اور زمین تیرے نام کے ادب سے بھر آیا
تب حضرت میکائیل علیہ السلام بھیجے گئے (مکو بھیجے) اس نے منہ و سماعت سے ٹالا پھر حضرت جبرائیل
علیہ السلام حکم رب جلیل آئے انکے بھی تواضع و موارات سے روکا اب حضرت عزرائیل علیہ السلام
ہوا کہ توجہ اور ایک قبضہ خاک لانا پھر ناگہان لیکر سویر حضرت خود کا ہی کو پھرنے والے تھے اب تو انکے ہی
ہو گئی الغرض بابت و جلال زمین کے پاس آئے وہ نہایت آہ و زاری و احتجاج و ناکاری کی گوتے
و بقیراری سے دست بستہ عرض کرتی رہی وہ کب سنتے ہیں یہی جواب دیا کہ اے زمین کو بخش ہو
میرا کلام سن کہ میں حکم خالق ارض و سماء و ارشاد و الٰہی ماضیا و علیہا لایا ہوں کچھ اپنے کام کو
نہیں آیا ہوں علی حکم خالق کریم ہی پہلوان کے رو برو کزور کی نہیں جلتی یعنی وہ چلاتی رہی حضرت
عزرائیل نے قبضہ خاک لے ہی لیا مطلق رحم نہ فرمایا اسی دن سے عزرائیل تالیف اروح ہوئے اور
ملک الموت کہلانے روایت ہو کہ جب یہ عمدہ آنکے نامزد ہوا تو حضرت حمی قیوم میں عرض کیا کہ اب
بنیگان حضور میرے دشمن و عداوت ہو جائینگے اس لیے کہ موت ہر جاندار کو مکررہ معلوم ہوتی ہوا شاد ہوا
کہ میں ایک سبب موت کا ظاہر میں گردانا تو نگا کہ خلق آسمین مشغول رہیگی یعنی کسی کو دریا میں غرق
کر دنگا اور کسی کو آگ میں جلا دنگا اور کسی کو کسی بیماری سے مار دنگا ایسی صورت میں تیرا دشمن
کوئی بھی نہ ہو گا و سبب ابن مہبہ سے روایت ہو کہ زمین ہدیت تکلیف سے بگریہ و زاری پیش آئی
اسی روز سے چشمے جاری ہیں اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ گریہ و زاری غایت فوج و شادی سے تھا
نہج و بقیراری سے بروایت صحیح یہ ثابت ہو کہ زمین نے حضرت جبرائیل سے کہا تجھ کو قسم ہو خالق
نوا بجلال کی کہ تجھ کو موت ایجا کیونکہ میں طاقت قربت نہیں رکھتی ہوں کہ عجز و بیکان پیش ہو دیر
اسی لیے میں نے استقدر بعد اختیار کیا ہوا و جبرائیل مجھ کو اسی جگہ پر رہنے دے ۵ ذرہ خاک و
در کوئی توام وقت خوش مت ۶ ترسم امی دوست کہ بادی بیرونا گا ہم ۷ القصہ جب حضرت عزرائیل
خاک لے آئے تو ارشاد ہوا کہ اس موضع پر جان اب کعبہ ہو ڈالو چنانچہ اسی جگہ تودہ کیا اور ایک روایت ہے
کہ خاک کو آسمان پر لے گئے اور دروازہ بہشت پر تودہ کیا فائدہ واضح ہو کہ اولین شرافت و بزرگی
خاک آدم کو یہ تھی کہ کئی رسل بزرگوار کے ذریعہ سے حضرت کبریا میں طلب ہوئی اور باندہ مشوقان
ناز کرتی رہی کہ فرشتے عام و خاص متحیر و متعجب ہو کر باہم تذکرہ کرتے تھے کہ اسکا سر کیا ہو جو اس خاک
ذلیل کو بکمال اعزاز و تکریم حضرت رب جلیل میں طلب فرماتے ہیں اور یہ افتادہ راہ توجہ بارگاہ میں
و دلال کرتی ہو ۵ یار تو ناز میکنی ناز جان ترار سد ۶ حسن نمک ترار سد ناز و گر کرار سد ۷ اور باریک لایعنی

چند روایات ہیں

چند روایات ہیں

یوں ارشاد کرتی تھی کہ زہدان خشک صومۂ نشین گرم واران خرابات غش سے کیا خبر سلا تیان سلیم کو
ذوق حالت ملا تیان بلا جو سے کیا پاشنی سے درو دل فست در دمنہ ان دانند فی خوش نشان
وغیرہ خندان دانند اسرار قلند ہی چہ داند نابد سزنی است درین پردہ کہ زندان دانند
چند سے صبر کرو تا کہ میں اس مشہد خاک پر دستکاری قدرت و کھلاؤں اور زنگار خلعت چہرہ
آئینہ فطرت سے دور کروں ع باش تا پردہ ازین ستر نہان بردارم پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ خاک کو
گلاب کرو اور سحاب پاک کو ارشاد ہوا کہ چالیں غم کرو اور ایک روایت میں چالیس برس تک اس
خاک پر پانی برسا رہنے بفرمان ایہ پاک اتالیس روز دریا سے اندر بہ دغیب سے اور ایک روز
نہر شادی و طرب سے پانی لیکر برسیا سے بے حکمت غریب و حدیث عجیبہ نیست شادی کی زبان
و نعم جاودان باد بعد از ان گلاب کو خشک کیا میان تک کہ مثل سفال کو زہ گران ہو گیا کہ حرکت سے
آواز نکلتی تھی کما قال خلق الانسان من صلصال کافھار یعنی پیدا کیا انسان کو کھنکھاتی مٹی سے
جیسے ٹھیکرہ جب گلاب ایسا ہوا فرشتوں کو حکم ہوا کہ ہیں کہ وطائف داری نشان میں کہ عرفات سے
لاہی ڈالو کہ میں یہ قدرت سے اسکو بناؤں گا کہ حیرت طینۃ آدم بیدی اسپر دلیل ہی خیمہ کیا میں
مٹی آدم کو اپنے ہاتھوں چنانچہ چالیس برس اسمین کاریگری فرمائی نہین معلوم کیا کیا اس میں
تعمیہ کیا اور کس کس شی کا تزکیہ و تصفیہ ہوا لا ینلیم اسرارہ الا ہواہل عرفان فرماتے ہیں کہ ہر ذرہ
گل میں ایک دل نہان کیا اور دل کو محل جانان گردانا اور اسکو نظر عنایت سے پردہ کش فرمایا
اور اہوان نعمت سے نوازش اور توشہ خانہ گرم سے پوشش مرحمت کی اور نعمت خانہ مفصل سے
غورش حقائق خجیمہ میں ہو کہ چالیس برس آب و گل آدم میں کمال حکمت سے تہکار قدرت فرمایا
اور اپنی ذات و صفات کاملہ کی نقاشی درنگ آمیزی سے تصویر بنائی یہاں تک ایک ہزار ایک
صفت اپنی اسمین رکھی بلکہ کل جو ہر لطیف و گوہر شریف کہ خزانہ غیب اور شہادت میں تھا
آب و گل آدم علیہ السلام میں دفیہ و خزینہ فرمایا جب نوبت دل کی پہونچی تو غنچہ دل کو
بانج جنت سے لائے اور آب حیات ابدی سے سرشتہ کیا اور تاب آفتاب جان تاب سے
پرورش دیکر منظور نظر عنایت خداوندی فرمایا جب دل بیغل کا کام اتھام کو پہونچا تو ایک
گوہر نفیس نفائس مخزونات غیب سے جو انظار ملکوت و جبروت سے پوشیدہ و مخفی
رکھا تھا اور سوا سے حضرت باری جل ذکرہ کے اسکی خزانہ داری کسی سے متعلق
نہ تھی طلب فرما کر یہ قدرت سے خزینہ دل میں دویمت رکھا ظاہر یہ امانت سرانست

وہ ہوگی جسکو خواجہ حافظ شیراز واقف اسرار وراز فرماتے ہیں سنا آسمان باریکانت تہ نہایت کثیف
قرعہ خال بنام من دیوانہ زوند + اور جناب حضرت حق اپنے کلام میں فرماتے ہیں انا عرشنا
الامانۃ علی السموات والارض وایمال فلین ان یحکمنا وانشق منہا وحملنا الانسان انہ کان ظلوما
جولاً یعنی ہم نے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو سب سب نے قبول کیا
کہ اسکو اٹھا دیں اور اس سے بڑ گئے اور اٹھالیا اسکو انسان نے یہی پرابی ترسنا دان
خلاصہ یہ ہے کہ اپنی جان پر ترس نکلیا اور امانت کے معنی یہ ہیں کہ پابی چیز رکھے اپنی خواہش کو
روک کر آسمان زمین میں اپنی خواہش کچھ نہیں ہو اگر ہو تو وہی حسب تقادیم ہیں یعنی آسمان کی
خواہش پھر زمین کی ٹھہرنا اور انسان کی خواہش اور ہر اور حکم خلاف اسکے آئے تو اس چیز کو خلاف
اپنے جی کے تھا منہ بہت شکل ہو اور بڑا زور چاہتا ہو اسکا انجام یہ کہ منکروں کو تصور پر مگر ادا
ماننے والوں کا تصور مان کر ناب بھی یہی حکم ہو کہ اگر کسی کی امانت کوئی دیکھ دو امانت ضائع کرے
تو بدلہ دینا آتا ہو اور بے اعتبار ضائع کرے تو بدلہ نہیں دے لانا ولی اللہ محدث فرماتے ہیں کہ مراد
امانت سے استعداد تکلیف اور ہر اور نواہی کی ہر اور ظلو اور جلا سے مراد یہ ہے کہ بالفعل عدلت
اور علم نہیں رکھتا ہی الا قابلیت اسکی ہو اور معالمت فیہ میں لکھا ہو کہ امانت سے مراد طاعت
اور فرائض ہیں کہ عرض کیا اللہ صاحب نے سموات اور ارض پر یہ قول ہو ابن عباس کا اور
ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت سے مراد ہواو اسے نماز اور ایثار زکوۃ اور صوم
رمضان اور حج کعبہ اور صدق کلام اور قضاے دین اور کمال اور منہ ان کا پورا کرنا اور مجاہد
کتنے ہیں کہ مراد امانت سے فرائض اور حدود دین ہیں اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ جملہ احوال
اور منیات مراد ہیں اور زید بن اسلم کہتے ہیں کہ صوم اور غسل جنابت مراد ہیں اور جو خیرین
پوشیدہ ہیں احکام اور شرایع سے اور عبد اللہ ابن عمر و ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب کے
سبل اللہ صاحب نے جب انسان کی فوج پیدا کی اور فرمایا کہ یہ امانت ہو پس فوج امانت ہو
اور آئندہ امانت ہو اور کان امانت ہو اور پانوں امانت ہو ولا ایمان لمن لا امانۃ لہ اور بعض
کہتے ہیں کہ دغاے عہد مراد ہیں یہ روایت ہو ضحاک کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یعنی فرمایا
اللہ تعالیٰ نے سموات اور ارض سے کہ یہ امانت ہو تم لے سکتے ہو بولے یہ کیا ہو کہ ہو کہ
یہ وہ چیز ہو کہ اگر انھیں طرح سے اسکو ادا کر دے تو اسکی جزا پائے گے اور اگر خلاف کرو گے
تو عقاب و عذاب آٹھاؤ گے تب آسمان اور زمین وغیرہ نے قبول نہ کیا اور خوف سے بولے کہ ہم شیخ

مسخر ہیں کچھ ثواب اور معصیت ہو کہ وہ کار نہیں ہی بیان سے واضح ہوا کہ یہ حکم بطور تخیر تھا نہ بطور
الزام کس واسطے کہ اگر بطور التزام ہوتا تو قبول ہی کرنا پڑتا کیونکہ تمام سموات اور ارض اور دنیا
خاضع اور مطیع اور ساجد ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہی الم تر ان الله سبحانه و تعالیٰ خلق السموات و الارض و
فی الارض و الشمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر و الدواب الایہ اور بعض اہل علم کہتے ہیں
زمین میں ہیں اور آفتاب اور ستارے اور مہتاب اور دھندلے اور چاندیہ ۱۱
کہ جب اللہ صاحب نے امانت عرض کی تھی تب سموات اور ارض میں تحمل اور فہم بھی پیدا کیا تھا
بیان تک کہ قابل خطاب ہوئے اور جواب دیا جو کچھ کہ بن پڑا اور بعض کہتے ہیں کہ سموات اور
ارض سے اہل اسکے مراد ہیں غرض کہ جب سب نے عجز کیا تب حضرت آدم کو ارشاد ہوا
کہ میں نے امانت اپنی عرض کی سموات اور ارض اور جبال پر کسی نے قبول نہ کیا اب تو قبول
کر تا ہوں یا نہیں عرض کیا کہ اے رب اس میں کیا ہی ارشاد ہوا کہ اگر احسان کر دیکھا تو جزا ملے گی اور
اگر خلاف کر دیکھا تو عتاب ہو گا پس اٹھایا امانت کو حضرت آدم نے اور ظلم کیا اپنے نفس پر
کہ مال کا رتبہ تمہارا اور مجاہد کہتے ہیں کہ حل امانت آدم علیہ السلام سے بہشت میں واقع ہوا
اور درمیان حمل اور خروج کے بہشت سے اس قدر وقفہ ہوا تھا جیسا ظہر اور عصر میں ہوتا ہے
اور نقصان نے ابن مسعود سے روایت کی ہو کہ امانت مانند صخرہ کے تھی کہ اٹھالیا آدم
علیہ السلام نے اور نہ اٹھا سکے اس کو آسمان اور زمین اور جبال اور ملائکہ وغیرہ
فائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ عظمت شان امانت باین مرتبہ ہو کہ اگر عرض کریں اس کو
اجرام عظام پہ اور انکو شعور اور ادراک عطا کریں تو اس کے اٹھانے سے انکار کریں اولہ
حق یہ ہو کہ میں سبحانہ تعالیٰ نے اجرام کو ادراک اور شعور عطا کیا تب امانت کو عرض کیا
بعض تمہیں یہ غرض التزام پس انکار کیا خوف سے نہ کہ معصیت سے اور انسان قبول کیا
از روئے ہمت نہ از روئے قوت امام فطیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امانت کو سموات
وغیرہ پہ عرض کیا اور انسان پر فرض کیا جن پر عرض کیا تھا انھوں نے سر ہچکایا اور
جس پر فرض تھا اُسے اٹھالیا اور جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نضر حضرت آدم کی عرض
انہی پہ ہوئی نہ کہ امانت پر سولت عرض سے تحمل امانت خفیت ہو گیا اور زبان عنایت سنائی
ارشاد کیا کہ اٹھالینا تیرا کام ہے اور نگاہ رکھنا میرا چونکہ تو نے رغبت سے میرے بوجھ کو
اٹھالیا میں نے بھی تجھ کو سب سے بلند مرتبہ کیا کہ وہ جہاں میں فی الجہات راہ و بارہ و توان
بار اور بارہ و توان برداشت صاحب انوار فرماتے ہیں کہ مراد امانت سے عقل اور تکلیف ہے

چونکہ آسمان اور زمین اور جبال کو قوت اور استعداد حاصل حاصل نہ تھی انکار کر گئے اور انسان نے اپنی قابلیت سے قبول کیا اس واسطے کہ سبب استیلا سے قوت غضبہ کے غلوم ہو اور بسبب قوت شہو سے جہول اور فائدہ حاصل کیا یہ جو کہ دونوں قوتوں کے اعتدال پر رکھے اور اصل مقصود و تکلیفات سے تعدیل تو میں ہو کہ نتیجہ میں صفت سببی اور یہی کا پس ظلومی اور جہولی علت حل ہوئی اور بعض بن گئے کہانہ جو کہ ظلم اور جہل شان انسان کی ہو مصلحت سے کہ طیار شان ہو پانی کی لیکن چونکہ ماضی امانت ہو بعض نے ترک ظلم اور جہل کیا اور بعض نے اس پر قائم اور حقیقت یہ ہو کہ ظلوم اور جہول جو نزدیک خالق کے نہ کہ نزدیک خدا کے اور ہر حقیقت نہ کہ ان کے کہ تو سبب سے عرض کیا امانت کو اہل امانت اور ارض اور جہل پر سبب انکار کا یا نیکی سے ظلم کے اور چونکہ انسان کو اسکی استعداد اور بالقوہ موجود تھی بے مضائقہ اور فائدہ قبول کیا پس ظلوم جو اپنے نفس پر کہ فنا کرتا ہو اپنی ذات کو ہدایت مطلقہ میں اور جہول جو کہ غیر حق کو نہیں پہچانتا اور قبول لا الہ الا اللہ نفی ماضی اسکا و تیرہ ہو اور نعمتات میں لکھا ہو کہ امانت کو متوقف ہونا ہو اسما حسنہ سے کہ سب موجودات پر عرض کیا حضرت انسان نے قبول کر لیا اور انکسار تھا تو ظلوم ہوتا اور جہول ہو یعنی عالم ہو اس واسطے کہ نہایت علم اللہ کا اعتراف بھی ہو اور عجز معرفت سے اور عجز کہ ادراک سے اور رک ہو اور روح الامنی میں لکھا ہو کہ ظلم یا جہول حدت حضرت آدم علیہ السلام کی جو نہ مذمت یعنی جب بار عظیم کو فوق طاقت سے امانت دے کر اٹھا لیا تب ارشاد ہوا کہ تیرے برا حکم کیا اپنے نفس پر اور تو نہیں جانتا تھا کہ یہ بار عظیم نہایت گران ہو اس پر جواب دیا حضرت آدم نے کہ میں غیر حق سے مبالغہ تھا کہ میرا آواز و ظلومی اور جہولی عالم میں ہو گیا اور تمام عالم اس سے ناواقف محض تھا اور واقع میں لکھا ہو کہ امانت مراد عشق ہو کہ عالم بشریت میں ہو اور عالم ملکیت میں اصلاً نہیں اس واسطے کہ ملک پروردگار لطف اور نعمت ہیں درود سے واقف نہیں اور محب ہے درود کو محبت کی قدر میں ہوتی ہے عاشقی را در دو بدنامی خوش است + عاشقان را سوز و ناکامی خوش است + پس جب آفتاب امانت برج عرض الوہیت سے چمکا آسمان نے کہا کہ میں بندگی اور نعمت میں ہوں اور زمین نے فریاد کی کہ میں افتادہ راہ ہوں اور پہاڑوں سے آواز آئی کہ ہم ثابت قدم ہیں تحمل اس بار کا نہیں کر سکتے کہ شاید جبکہ آفتاب ہوئے کہ یہ صفات بے جاتی رہیں حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس کیا ہو سکتا ہے۔

مردانہ آٹھ کھڑا ہوا اور اُس بار کو دوش نیاز پر اٹھا لیا اور نعرہ ہل من فرید شروع کر دیا تب حکم ہوا کہ ای خاکی تجھ کو یہ قوت کہاں سے ہم پہنچائی تب زبان حال یوں بولی کہ بارگراں اعانت یا مہربان سے آٹھ سکتا ہوں اُن بار کہ از برون او عرش ابا کرد و با قوت تو حامل آن بار توان بود و القصہ خلعت حمل امانت اپنے قامت با استقامت انسانی پر کہ منشور انی جاعل فی الارض خلیفہ نامزد اُس کے ہوا جو زیبا ہوا تب واسطے چشم زخم شیطین حاسدین کے اسپندانہ کان غلو ما جو لا آتش غیرت پر ڈالا گیا القصہ چالیس ہزار برس لطافت اور عنایات آب و گل آدم سے ظہور میں آئیں لیکن کوئی بھی مقربان درگاہ عزت سے اسکا محرم نہوا بلکہ اکثر لایک قالب آدم پر گذرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ غیبی ہے کہ تصویر کرتے ہیں اور کیسی صورت عجیب اور غریب ہے کہ پرودہ حکمت سے نکالتے ہیں مگر ہکو مطلق اس سے اطلاع نہیں ہے اور زبان حال حضرت آدم علیہ السلام کی ارشاد فرمائی تھی کہ اگر یہ تم مجھ کو نہیں جانتے مگر میں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں استقدر تامل کرو کہ میں بالین خجاست سر آٹھاؤں اور تمھارے نام تمکو تبارکون تفسیر قرطبی میں غرابس قلابی سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ ابن سلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت خلقت آدم علیہ السلام پوچھی حضرت نے ارشاد کیا کہ روئے شریف آدم علیہ السلام خاک کعبہ سے بنا ہے اور سینہ اور پشت زمین بیت القیس سے اور رانہاے لطیف ارض میں سے اور ساقتاے عالمی تربت مصر سے اور قدہ میں مطہرین زمین حجاز سے اور دست راست بے کم و کاست خاک مشرق سے اور دست چپ بے رنج و تعب ارض مغرب سے اور تفسیر منیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سر مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا خاک انقبض سے بنایا اور پوست اور موی سر خاک بہشت سے اور شرکان اور ابرہہ ان تہذیبہ محض کوثر سے اور دقائق الاخبار میں لکھا ہے کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ پیدا کیا اللہ نے اسطرح کہ سر بیت المقدس کی مٹی سے بنایا اور منہ تراب جنت سے اور دانت خاک کوثر سے اور دست یمن خاک کعبہ سے اور دست چپ تراب فارس سے اور دونوں ہر خاک ہند سے اور تنخوان تراب جبل اور ستہ عورت ارض بابل سے اور اہل حکمت لکھتے ہیں کہ سر آدم کا پانی سے اور سینہ آگ سے اور شکم خاک سے اور دونوں ہر ہوا سے بنائے ہیں اسی واسطے سر میں رطوبت ہے اور سینہ میں گرمی اور پیرون میں چالاک اور شکم میں کھار ہو

کہ جگہ زمین موصل سے پیدا کیا اور سپہر زمین حجاز سے اور پوست بدن زمین طائف سے اور مٹیانی خاک کنعان سے اور عورت زمین بابل سے اور اعضا احشا جزائر سے اور آنکھوں حبال سے پس اختلافات الوان اور اشکال اور تفاوت امزجہ اور طبائع بنی آدم بسبب اختلاف خاک کے واقع ہوا ہر صحاح سے وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام اجزاء سے زمین سے پیدا کیا ہر اسی سبب سے بنی آدم رنگ میں مختلف ہوئیں یعنی سفید سیاہ گنہی اور طبائع اور انملاق میں متفاوت یعنی نرم اور خشک اور زشت اور طیب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدم کو تمام روئے زمین سے پیدا کیا یعنی شور و شیرین سے پس اگر انکی اولاد میں جو شیرین غالب ہو جائے تو وہ آخر کو نیک بخت ہو جائے اگرچہ مان باپ اسکے کافر ہو جائے اور اگر شور غالب ہو جائے تو آخر کو بد بخت ہو جائے اگرچہ ولی اور نبی کا لڑکا ہو اور وہ شعیب ابو البشر آدم علیہ السلام کی یہ جو کہ قالب انکا ادریم زمین سے بنا ہوا اس واسطے یہ نام ہوا اور بیٹھے کہتے ہیں کہ رنگ حضرت آدم کا گیموان تھا اور لفظ آدم مشتق ہوا وہ سے یعنی گندم گوان اس واسطے آدم نام ہوا روایت ہے کہ ہنوز قالب حضرت آدم کا کامل نہیں ہوا تھا کہ ابلیس دیکھنے کو آیا مشاہدہ آب و رنگ عجیب دیکھ کر درت اس کے دل میں پائی گئی کہ دریا سے عیب جوئی اور نقص گوئی نے اسکے دل سے جوش مارا پس پہلے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ خاک کہاں سے آئی ہے حضرت جبریل نے نشان ان مقامات کا دیا تو ابلیس ان مقامات پر گیا کہ شاید حقیقت حال سے مطلع ہوں سو جہان کہیں ہو چکا غلغلہ تسبیح اور ولولہ تغلیل گرم پایا متحیر ہو کے کہنے لگا کہ یہ عجب ماجرا ہے باوجودیکہ ہنوز اجزاء سے آدم متفرق ہیں اور حال یہ ہے اب ہمیتہ نمونہ کو دیکھا جا رہے کیا کیا رنگ لائے چنانچہ ہمیشہ گرد و قالب کے طواف کرتا تھا یہاں تک کہ اعضا سے شریف حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتب ہو کے مرتبہ مصلصال کو پہونچے اب ہر جہاں جا کہ تفحص احوال کرے انگشت امتحان اس قالب خاک پر رکھی چونکہ دنیا پاک تر سکا دست بیگانہ تھا قالب آدم سے ایک آواز نکلی تو یہ تیرہ باطن آواز سے خوش ہوا اور ملائکہ سے کہنے لگا کچھ فکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایک جسم جا بجا کاواک اور مجموعہ فیض ہے جس سے ہر

منہ
ہر
جہاں
جا
بجا
کا
واک
اور
مجموعہ
فیض
ہے
جس
سے
ہر
جہاں
جا
بجا
کا
واک
اور
مجموعہ
فیض
ہے

کاہلی کر گیا حضرت انس سے صحیح مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت معلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تصویر یہ کیے گئے آدم تو گرد تصویر پھرتا تھا ابلیس اور دیکھتا تھا کہ یہ کیا چیز ہے جب دیکھا کہ وہ تو معلوم کر گیا کہ اپنے نفس پر قادر نہیں ہو اب خوش ہوا اور روت صحیح میں ہے کہ فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ تم قالب آدم میں گھسکد ملاحظہ کرو جب فرشتے چلے تو ابلیس سب کے آگے آگے چلا اور قالب آدم پر پہونچا فرشتوں نے بطریق سر قبا کی زیارت کی الا قالب میں بنجاسکے سہا قالب را دیدہ عرشی ہو ہو + استوی الرحمن اہامی رو مانع سرایان ایشان را ندان + گشتہ تجاب جلال غرضشان + بعض روایت میں ہے کہ ابلیس در دروازہ بہن - سہ قالب آدم میں داخل ہوا تو عجائب اور غرائب قدرت الہی سے آرت پایا سہ شہری چہ بہشت و نہ کوئی + چون باغ آدم بنا در دلی + اور اس قبضہ طیف او شہر ان عظیم میں جو فائس ملک اور ملکات اور عجیب اور شہادت میں متفرق دیکھے تھے جمع ہا کر کرد مملکت بواج اور اعضاء کے تو ہم بہرست سے پھر تا رہا اور یہ بہرست سے نظر کرتا پھر در دل یہ پہونچا الا آدم کو آگے دیکھ کر کاتب تخت متیز ہوا اور کہنے لگا کہ اور تو یہ مل تھا یہ تمام نہت شکل پر اگر مجھ کو آفت پہونچگی تو اسی موضع سے اور حضرت حق کو اگر کام ہو تو اسی موضع سے جو سے دناک نامہ ابلیس زبان قلب سلیم + با حب گفت ابوشیخو عظیم غرض کہ پاسواندیشے نما سر اور فہم کر کے دروں سے پست آیا نزدیک کاتب الحروف کے سر اسکا یہ ہے کہ دل حضرت آدم نے اسکو رو کیا کہ مردود حق ہوا چنانچہ کہتے ہیں کہ جو شخص مردود ایک دل سے ہوا بشرطیکہ دل ہو تو وہ کام دلون سے مردود ہو جاتا ہے جب ابلیس درون بہرست سے باہر نکلا تو اس کے ہمراہیوں نے استفسار کیا تب کہنے لگا اور تو ب خیرت ہو لیکن بائین طوف سینہ کے ایک قصہ در بستہ مشحون با سرار سربستہ نظر آیا ہر چند میں نے غور و تامل کیا مگر اسکی حقیقت سے آگاہ نہ ہوا مجھ کو اسی مقام سے خوف ہے دیکھو ان تکو کیا معاملہ پڑ گیا فرشتوں نے کہا کہ اگر مالک عالم ہو اسپر حاکم کر گیا تو ہم کہاں شفقت و عنایت اس کے جان کر نیگے اور جو اسکو حاکم فرمایا تو اطاعت و فرمان برداری کر نیگے اسوقت ابلیس علیہ اللقبہ اپنے دل میں کہا کہ اگر مجھ کو مسلط کریں تو میں ہلاک کروں اور جو اسکو مجھ پر حاکم بنا دیں تو میں ہلاک کروں عمن نہ آنم کہ زبونی کشم از پنج فلک + بیقی نے کتاب الاسرار و الصفات میں حضرت عبد القدر ابن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب فرشتے پیدائش خلفہ سے ترسان

اور زبان ہو جسے خدا جل جلالہ نے غالب آدم علیہ السلام کو مقرر فرمایا تھا اور بولا کہ یہ صوت و خبر
 انکو در رب تعالیٰ را اطلاع دے گا اور یہ غالب مجتہد و کاواک اگر مجھے اس پر تسلط فرما دین تو ہلاک
 کروں انتہا جب کہ تسویہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام نے رقم اتمام پایا اور لباس اتم
 پہنا تو روح کو عالم امر سے حکم ہوا کہ غالب آدم میں گھسکر مقامات کاواک کو پر کر دے روح حکم
 رب الارباب عالم نور سے آئی اور غالب کو تنگ و تاریک دیکھا یک رنگ رہی اور داخل نہ ہوئی
 پھر ارشاد ہوا کہ داخل ہو لیکن اس نے تامل کیا بعد اس کے ارشاد ہوا کہ داخل ہو تب بھی اس نے
 توقف کیا پھر حکم ہوا کہ داخل ہو کر اہت سے اور نگہبانی بھی کر اہت سے یعنی جسطرح داخل
 ہونے میں مبالغہ کرتی ہو اسی طرح خارج ہونے میں مبالغہ کر لگی باجملہ سجدہ کر کے اس کو غالب
 آدم علیہ السلام میں داخل فرمایا کہ بغور دخول روح حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور بالہام
 کلمہ الحمد للہ زبان پر جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میرے ملک اللہ کذا رواہ الحاکم عن ابن
 عباس رضی اللہ عنہ اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ چونکہ جسم شریف حضرت آدم علیہ السلام کا
 خاہر میں تیرہ ٹکڑے کھلائی دیا تھا اور روح عالم نور سے تھی سو وہ منزل خلعتی سے خوف کرتی تھی
 اور داخل نہیں ہوتی تھی اس لیے شمع نور مبارک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن مثانی البوشر
 آدم علیہ السلام میں روشن کرائی گئی کہ ہر ایک زاویہ اس گن کا پر تو انوار سے روشن ہوا
 تب فی الفور روح مقدس دماغ آدم علیہ السلام میں داخل ہو کے سو برس تک پھرتی رہی
 پانچ بطون دماغ نے تاثیر روح سے آگاہی پائی بعد ازاں آنکھوں میں داخل ہوئی تو آنکھیں
 کھل گئیں اور ساق عرش پر نظر پڑی تو دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس پر لکھا تھا اب ان
 کا نون میں داخل ہوئی تو ہوش سامعہ نے ظہور پکڑا پھر بنی مبارک میں اثر روح پیدا ہوا
 کہ اسی وقت چھینک آئی پھر دہان و زبان پر نازل ہوئی اسیدم اثر روح سے زبان آدم علیہ
 کلمہ الحمد للہ رب العالمین شکرانہ گذرا خداوند عالم نے جواب دیا یرحمک ربک یا آدم و ذریک
 خلقت الفرض جس جگہ روح پہنچتی جاتی تھی وہ مقام گوشت ہو جاتا تھا اور اس میں
 حس و حرکت پیدا ہوتی تھی اخبار الدول میں ہو کہ جب روح نے بطن آدم علیہ السلام میں
 سرایت کی تو انکو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی یہ اول حرص حضرت آدم علیہ السلام کی تھی
 اور یہی سنی کتاب الاسماء والصفات میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
 کی ہو کہ جب روح نورانی کو آدم علیہ السلام میں پہنچی تو آدم علیہ السلام جست کر کے جلدی سے

بجائے

اور

اور

یہی نبی ہو گا
اولیٰ شایع

نفس
یہی نفس

اُمّہ بیٹھے۔ اور کھڑا ہونا چاہا اگرچہ اسے اور سبب یہ تھا کہ ہنوز روح نے جسم نہیں پہنچا تھا۔
نورین کی تھی راہیں و نظریات خشکائی کی تھیں چنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہیں خلق الانسا
من عجل بھرتام بدن میں روح نے سرایت فرمائی تو حکم ہوا کہ فرشتوں سے سلام علیک کہہ
اور انکا جواب سنو سو حضرت آدم نے السلام علیکم فرمایا فرشتوں نے جواب یا السلام
درجۃ اللہ ارشاد الہی ہوا کہ یہ کلمات تحیہ قرار پائے میرے واسطے اور تیری ذریت کے لیے
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ کے نزدیک روح ایک جوہر ہے جس پر
قائم بالذات نہ عرض ہو اعراض سے نہ جسم ہو اجسام سے نہ ممکن مکان میں نہ مقید ہر
تقدیر جہت و زمان میں نہ متصل ہو بدن سے نہ منفصل نہ داخل ہو بدن اور عالم میں
نہ خارج بلکہ ایک ذات ہی موصوفہ باوصاف ربوبیتہ واقرب اشیا سے مقام الوہیت سے
اسی وجہ سے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول مقبول کو کشف ذات اور اظہار صفات
روح سے مردم نا اہل پر امر نہیں فرمایا اور یہ لطیفہ روحانی موصوفہ باوصاف مختلفہ
اور معروض بعوارض متعددہ ہوتا ہے اور باعتبار ہر وصف کے ایک نام اس پر اطلاق
کرتے ہیں اگر انہماک صفات مذکورہ اور شہوات مردودہ میں کرتا ہے اسکو نفس نامہ
بالسور کہتے ہیں اور اگر شہوات اعمال اور زوالت افعال پر عامل کو ملاست کہتا ہے
اور طریق توبہ دکھلاتا ہے تو نفس کو امہ کہتے ہیں اور اگر اتنا مال اور مردنوا ہی رہا رہا باب
میں بجزہ تمام و جمعیت مالا کلام حاضر رہتا ہے تو وہ نفس مطمئنہ ہے اور نزدیک اس مطمئنہ
حقہ کی سوائے اس روح کے ایک روح اور بھی ہے کہ اسکو حیوانی بولتے ہیں محسوس اسکا
قلب صنوبری ہے جو پہلو سے چپ میں ہوا اور شعاع اس روح کی تمام بدن میں ساری
اور جس وجہ سے اس کے سبب سے ہے اور بسبب قطع عضو کے منقطع نہیں ہوتی اور روح
انسانی کو رابطہ محبت اور عشق اس روح حیوانی سے ہے اور اسکو رابطہ جسم سے ہوتا ہوا ہے
اعتدال وسعت مزاج اور بعد فساد مزاج و دفع کمال اعتدال جسم سے بھاگتی ہے کہ جسم صورت
جماد پیدا کرتا ہے اسی کو موت کہتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ شکل روح حیوانی کی اور رنگ اور
تمامت اسکا مشابہ جسم سے ہوتا ہے اس طرح ہے کہ اگر مکان جسم نہ ہو بلکہ مثلاً روح حیوانی شکل
اور جسم زید کا معدوم ہو جائے تو دیکھنے والا نہ جائے کہ جسم زید کا نہیں ہے اور عاقلانہ افعال
روح حیوانی عمر واد و کما ورا سب اور سائر حیوانات و علیٰ ہذا القیاس روح نباتیہ جسماد

اسی لیے کہ نزدیک اشراقیین اور صوفیہ کے نباتات اور جادات کے یہی ارواح ہیں کہ وہ روح
علم اسنے نفس اور خالق اور مخلوق دانے کا رکھتی ہو اور صوفیہ اس کلام کی آیت کریمہ وان من شیء الا
یسبح بحمدہ و لکن لا تفقهون تسبیحہم وغیرہ آیات اور احادیث واروہین اور اس گردو گردو
سوائے اس تحقیق کے اور بھی تحقیق عمدہ ہو کہ یہ مقام گنجائش اسکی نہیں رکھتا بلکہ ایک بات
اور قابل تحریر ہو کہ جمیع علماء رحمہم اللہ اگرچہ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ بعد قیاسے
ابدان ارواح باقی ہیں معدوم نہیں ہوتی بقولہ علیہ السلام انکم خلقتہم للا بدوانکم فقلوب من دا
الی دار لیکن اختلاف کہتے ہیں ازلیہ روح میں حکماء اشراق اور ایک جماعت صوفیہ روح
قائل ہیں کہ نفس سرمدی جو یعنی ازلی اور ابدی مگر احققا ازلیہ نقیصہ کے نزدیک کفر ہو۔
کشف المحجوب میں ہو کہ قول ملاحظہ بقیم روح باطل ہو بلکہ روح مخلوق اور حکم الہی ہو لیکن
اگر یہ معق نظر دیکھا جائے تو کچھ مابین مشائین اور اشراقیین سے نزاع نہیں ہو کہ بقیصا سے
ماذا سویتہ و لغت فیہ من ررحی نسبت مبدیہ فیاض کی نفوس کے ساتھ مانند نسبت اجز
قطرون سے ہو اگر ابر قدیم ہو تو میتوان گفت کہ قطرات قدیم اند کیونکہ ابر میں قطرات ہیں و
توان گفت کہ حادث اند اس لیے کہ صورت قطرہ وقت انفصال مابہر کے حادث ہوتی ہو اور
شک نہیں ہو کہ مبدیہ فیاض قدیم ہو پس اطلاق قدیم اور حدوث نفوس پہ صحیح ہوتا ہو
باعتبارات مذکورہ اور امام غزالی اور شیخ بقول موافق مشائین کے ہیں مخفی نہیں کہ نفس
نتیجہ روح ہو اور روح نتیجہ امر کہ قل الروح من امر ربی امی من نور ربی اور پر ظاہر ہو کہ خلیفہ
مستجمع اوصاف مختلف ہو لہذا حضرت حق نے لباس اسرار اور صفات اپنی کا روح السانی بنا
ہنایا اور تخت بادشاہی پہ بٹھلایا اور فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ اور ول آدم خیار
اس نقطہ لطیفہ سے ہو کہ دائرہ وجود اس سے متحرک ہوا اور کمال کو پہونچا اور صورت اسکی
عشق سے پیدا ہوئی اور وجود انسان میں یہ دل بمنزلہ عرش ہو اور صورت اسکی مضمت
صنوبری الشکل اور حقیقت اسکی لطیفہ ربانی کہ منسوب عشق سے ہو اور عشق ایک صفت ہو
صفات خدا سے کہ اشیا میں ظہور پذیر ہو اور محبت ایک شعبہ ہو عشق کا کہ جملہ اشیا اسی سے
قائم اور نظام دین و دنیا اسی سے مربوط ہو اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس اور روح کلا ہیں
قیالب میں جطرح شیطاں اور ملائک اور بہشت اور دوزخ عالم ہیں لیکن ایک محل خبیہ ہو
اور دوسرا محل شر اور اسی طرح نفس محل شرارت اور اوصاف ذمیمہ ہو اور روح محل خیر

اور اوضاع حمیدہ اور صبر و اول کو خلاصہ عالم و اجسام بنایا ہوا اور روح دل کو خلاصہ عالم
 ارواح تاکہ معلوم ہو کہ خلاصہ دونوں عالم کا دل ہی حضرت جنیب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی حسرت
 ہو چکا کہ مومن اور منافق کے دل میں کیا فرق ہو فرمایا دل منافق شرم تہ پھرتا ہوا اور دل مومن
 شرم بریں نہیں پھرتا اسے دل تین طرح کا ہو ایک بمنزلہ پہاڑ ہے کہ کسی ہوا سے جنبش نہیں کھاتا
 یہ وہ ہو کہ جسے حق کو پہچانا اور یقین لایا دوسرا مانند درخت ہے کہ ہوا سے حرکت کرتا ہے
 لیکن اپنے مقام سے نہیں ہٹتا یہ وہ دل ہے جسکے یقین میں ضعف ہے یہی دل مصیبتوں
 جبرج اور زامادی میں تردد کرتا ہے کہ اصل اعتقاد تقدیر و حکم اور رزاقی مالک حقیقی کا ہونا ہے
 لیکن کامل نہیں یہ دل عامۃ مومنین کا ہے تیسرا ہمو برگ شجر ہے کہ ہر ایک ہوا اسکو حرکت
 دے سکتی ہے اور مقام سے جدا کر دیتی ہے یہ ضعف قلوب منافق کی ہے کہ مانند پرمغ اڑتا
 رہتا ہے کسی ہوا میں اسکو سکون و قرار نہیں اور سابل میں مذکور ہے کہ روح انسانی کو صالح ہو
 یا فاسق علاقہ اپنے قالب سے بعد موت کے منقطع نہیں ہوتا اور تعلق قالب سے
 اگرچہ خاک ہو گیا ہو باقی رہتا ہے اور مجمع السلوک میں ہے کہ کلام روح میں بعض کے نزدیک
 جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز جو لوگ قائل جواز ہیں وہ کہتے ہیں ہی الجبوتہ ذیل
 انما عرض وقیل جسم لطیف و ہوسج مخصوص اور ترجمہ اعیان العلوم میں ہے کہ جو چیز فقیہ ہے
 اور افہام اسکے اندر اک سے عاجز ہیں خواص پر منکشف ہوتی ہے لیکن خواص کو واجب ہے
 کہ غمیر سنج سے بیان نہ کریں و لہذا حضرت صلعم نے فرمایا سخن معاشر الانبیاء امرنا ان تکلم النبا
 علی قدر عقلہم اسی باعث سے آنجناب نے حقیقت روح کی بیان نہ فرمائی عین القضاۃ
 ہدائی فرماتے ہیں کہ قل الروح من امر ربی نہایت مشح ہے اگر شرع مانع نہ ہوتی تو روح کی
 حقیقت بیان کر دیتا مگر غیرت الوہیت مانع ہے کہ ان اللہ عجیب و آدب واضح ہوا کہ اصل خلقت
 نفس کے دل میں نحل اور کبر اور عجب اور بڑا اور حق اور بی رحمی اور حرص طعام اور
 حرص سخن اور دوستی مال اور دوستی جاہ جو شخص اس سے خلاصی پاوے وہ راہ خلاصی
 دریافت کرے اور خلاصی ان سے بلا مخالفت نفس کے ممکن نہیں یعنی اگر نفس کو کھانا
 خوش آنا ہو فائدہ کرے اگر کلام اچھا لگے تو سکوت کرے اور اگر خاموشی پسند ہو تو
 کلام کرے اسی طرح سب چیزوں میں خلاصت کرے تب سلامتی ہے ورنہ خرابی کیونکہ شیر
 درمی طلب کرتا ہے جو خداوند کبریا کے واسطے چاہیے ملاحظہ اند عالم انہی سناشیں و شنا

عبادت سے طلب کرتا ہی نفس بھی خلق سے اسی کا خواستگار ہی و علیٰ ہذا القیاس دیکھو
فرعون مردود نے انارکبم الا علیٰ اسی کے سبب سے کہا اور خراب ہوا اور شرک صلی
کہلایا آدمی کو لازم ہو کہ اپنی ذات کو دعویٰ فرعونی سے نکالے اور یہ بلا قلع و قمع نفس
راست نہیں آتا پس واجب ہو کہ اسکو ریاضت میں ڈالے تاکہ ادب اور تواضع و سکنت بہت
اور خشوع اور خضوع کی عادت پکڑے اسلیے کہ خیر بھی عادت اسکی ہو جس طرح شر اسکی
عادت ہو و لہذا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ نفس میں جملہ خصائص فیہ ہیں مگر ایک خصلت ایک ہر
کہ جس عادت پر اسکو لاؤ اسی کی عادت پکڑ جاتا ہو اور طبع ہو جاتا ہو اور بہت دنوں خلاف
اسکے سنیں کرنا و ذلک رفرطیف فالزم اور بھی واضح ہو کہ ہر چیز کے لیے روح خاص فایض
پروردگار سے ہو اور حیات خاص مناسب حال کہ ظاہر ہوتی ہو آسمین حیات اور توابع
اسکے مانند علم و قدرت و ارادہ وغیرہ سبج فلیج سہا باہ و خاک و آب و آتش بندہ اند
بامن و تو مردہ با حق زندہ اند + پیش تو آن سنگریزہ ساکت ست + پیش احمد اوفعیج
ناطق ست + پیش تو استون مسجد کندہ ست + پیش احمد عاشق درل زندہ ست +
جملہ اجزاء جہان پیش عوام + مردہ پیش خدا و ابراہیم + مردہ زین سوید و زان سو
زندہ اند + خامش اینجا دان طرٹ کو بندہ اند + کوہ ہام ہمن دا کوہ می کنند + جو ہرن
بکف مومی کنند + باد حال سلیمانی شود + بحر مومنی خندان شود + ماہ با احمد
اشارت بین شود + نار ابراہیم رائسرن شود + سنگ با احمد سلامی میکند + کوہ
سیچہ را پیامی میکند + ماسیمیم و بصیریم و خوشیم + با شانا محران با غامشیم +
حضرت شیخ محی الدین عربی فرماتے ہیں کہ میں پتھروں سے فکر نہرا سنتا ہوں
کہ ہر انسان اسکے ادراک سے عاجز ہو و لہذا حضرات صوفیہ قائل ہیں کہ تمام عالم
محی و مطلق ہو جتنے کہ جادات مگر آواز آنکی عرفا بسماع حقیقتہ سنتے ہیں عوام غفلت
بگوش ملی خبر ہیں کیا قال اللہ و لکن لا تفقہون تبسیم اور یہ گروہ حقہ فرماتے ہیں کہ حیوانات
چند چیزیں مشاہدہ کرتے ہیں کہ سوا سے اہل کشف اور کوئی بنی آدم اسکو نہیں دیکھ سکتے
اسی باعث سے انسان محبوب اسفل السافلین ہو اور اگر انسان اس مقام کو پہنچنا چاہے
تو حیوان مطلق ہو تاکہ عقل مزاحم نہ ہو اور اکثر آدمی کہ اس مقام پر پہنچتے ہیں گنگ ہو جاتے ہیں
مثلاً کیفیت عذاب قہر سے حیوانات مطلع ہوتے ہیں اور جن اور انس مشاہدہ نہیں کر سکتے

نفس
عربی
نفس

مگر بعض خواص انسان بخوبی اطلاع پاتے ہیں اسی طرح احوال عالم برزخ سے اولیاء اللہ واقف ہیں اور علمائے ظاہر بخیر محض دلندا افکار کرتے ہیں اور حضرت شیخ محی الدین بن عربی رضی اللہ عنہ نے برزخ میں تحقیق مستقر ارواح ابتداء سے خلقت سے تا حشر اور بعثت اور تحقیق عالم برزخ اور شہادت اور برزخ برزخ از روی کتاب و سنت بخوبی فرماتے ہیں عبارت اس رسالے کی دقیق عربی ہے لہذا خلاصہ آسکا عبارت اردو لکھتا ہوں کہ خالق کبریا نے اپنے وجود و باوجود کو تین عالم پر تقسیم فرمایا ہے دنیا اور برزخ اور آخرت اول عبارت عالم ملک سے ہے اور دوم ملکوت سے اور سوم جبروت سے اور انسان کو مجموع عوالم سے پیدا کیا ہے یعنی جسم کو عالم ملک و شہادت سے اور نفس کو ملکوت سے اور روح کو جبروت سے پھر توفیق کہ انسان عالم دنیا میں ہے حکم اسکے ظاہر جسم پر ہے اور نفس و روح زیر حکم جسم مختفی ہیں یعنی ادا و غیبی نفس و روح کو وسیلہ جسم پہنچتی ہے اور ایک موکل بنا بر نقل روح معین ہے یعنی روح ہمیشہ باقی ہے اور تصنیاتی اسکی دنیا میں بقدر عمر شخص کے ہوتی ہے بعد ازاں اس عالم سے اسکو نقل کرتے ہیں جانب برزخ تا روز حشر و نشر اور بعد قیامت جملہ ارواح عالم آخرت کو روانہ ہونگی اور بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں ابد الآباد رہیں گے باجملہ واسطے لیجانے ارواح کے دنیا سے موت کو بواسطہ حضرت غریبعل علیہ السلام موکل فرمایا ہے اور اس نقل میں جسم غصیری جسم مثالی سے تبدیل ہو جاتا ہے کیا قال اللہ تعالیٰ تادین علی ان تبدل اشاکم اور عالم برزخ ایک عالم مستقل ہے یا بین دنیا و آخرت کے کیا قال اللہ من وراہم برزخ الی یوم یبعثون جس طرح شفق بین العشاءین اور فجر بین النہارین اور وہ دو قسم ہے اول یہ کہ جملہ ارواح بعد خلقت ازلی اس عالم میں موجود ہیں وہاں سے بعد پیدائش جسم بتدریج آکر متعلق باجسام ہوتے ہیں تا حیات دنیا اور برزخ ثانی یہ کہ ارواح اس عالم دنیا سے منتقل ہو کر اس عالم میں جمع ہوئی ہیں تا یوم نشر اور وہاں سے عالم آخرت کو جاتی ہیں اور اس برزخ میں جنت و نار بھی ہیں جنت و نار آخرت کے اور فرق اسی قدر ہے کہ تعذیب اور تنہیم برزخ کا اختتام و الم السموات والارض ہے اور بعد فنا ہونے سموات اور ارض کے ارواح کو جنت و نار برزخ سے عالم آخرت لیجاتے ہیں کیا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود واما الذین سعدوا ففی النجۃ خالدین فیہا مادام السموات والارض الا انما شار ربک فالما الذین شقوا ففی النار لہم فیہا زفر و غریق خالدین فیہا مادام السموات والارض الا انما شار ربک یعنی جو لوگ نیک جنت میں ہی رہا کریں اس میں جنت تک ہے

آسمان و زمین مگر جو چاہے رب تیرا اور جو لوگ بد بخت ہیں وہ آگ میں ہیں انکو ان جلا نا ہوا اور دہلاؤ
 رہا کریں آسمین جب تک رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے تیرا رہ دیکھا قال اللہ تعالیٰ النار
 یعرضون علیہا نعدوا وغشیا ولہم رزقہا بکرمہ وغشیا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 القبر و روضۃ من ریاض الجنۃ اور حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ میں مراد یہاں سے جنت و نار برزخیہ ہیں نہ اخرویہ
 مگر علمائے ظاہر اسی بہشت اور دوزخ کو اخروی سمجھتے ہیں اور برزخیہ انہر منکشف نہیں ہوئے
 حضرت شیخ اکبر وغیرہ اہل کشف اس باب میں متفق ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک اس گفتگو میں
 حق جانب شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے ہوا سلیے کہ احکام جنت و نار کلام الہی میں دو قسم کے ہیں اور
 اجتماع تمام اوصاف کا جنت و نار اخروی میں نہیں ہو سکتا کیونکہ آخرت غذا و غشی اور دہشت انتہائے
 منورہ ہی یا مثلاً تغذیہ و تنعیم معبد و شقی تا بقائے آسمان و زمین شرط کرنا دلیل ہی اس پر کہ بعد بقائے
 ارض اور سارہ وہ حکم منقضی ہو جائیگا اسی سے واضح ہوا کہ یہ حال نبیج میں ہوگا نہ آخرت میں
 اسلیے کہ مکث آخرت دائمی ہو اور اسکی شان ہو لایرون فیہا شمس ولا زمریرا یعنی جنت خلد میں
 آفتاب اور سردی زہریکہ لوازم زمین اور آسمان کے ہیں نہونگے صبح اور شام بھی نہونگی او
 دلیل قاطعہ تغایر بہشت اور دوزخ برزخیہ اور اخرویہ پر قصہ حضرت ابوالبشر اور ام البشر علیہ السلام
 و زنون کو حکم سکونت کا ہوا پھر اخراج کا اسی طرح قربت شجرہ کے امتناع اور اسی طرح فاکلا منہا
 دلالت کرتا ہے کہ یہ جملہ معاملات بہشت و دوزخ آخرت میں نہیں ہوئے کیونکہ صفت آخرت یہ
 وارد ہو اکلہا و اثم ولا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ یعنی میوہ اسکا دائم ہی تمام نہونگا اور اسکی کھانے سے
 مانعت نہونگی اور بعد دخول کے خروج نہونگا اور وہاں بول و برائگی حاجت نہونگی اور شیطان
 وہاں نہ جاسکیگا اور وہ دار الکرامت اور دار الخلد ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
 تیار ہوا ہوتا دخول آفتاب اور دن پر حرام ہی اور جو معاملات حضرت آدم سے واقع ہوئے
 سب بظلمات احکام جنت و نار آخرت کے ہیں لہذا فیہ من التفسیر والا حاد مٹ اور یہ بھی
 ملاحظہ ہو کہ ایک روز برزخ کا مقدار ایک ہزار برس اس عالم کے ہوتا ہے اور ایک دن آخرت کا
 مقدار پچاس ہزار برس عالم دنیا کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ انسان کی ترکیب عوالم ثلاثہ سے ہے
 جب تک ذہن انسان پر احکام دنیا اور ملک اور اجسام کے غالب ہیں اور مقام اسکا اسی
 فشار ملک میں ہے اور قبل بلوغت غیر تناسل میں ہے تاہی اور اگر احکام نفوس اور برزخ کے غالب ہیں
 تو منزل و مقام اسکا عالم ملکوت ہے اور اگر غالب احکام ارواح اور ملائکہ ہیں تو منزل و مقام اسکا

عالم جبروت و آخرت ہو اور جو انسان کہ تصف با حکام کتاب حقہ اور سن صدقہ ہو اور متخلق باخلاق النبیہ ہو تو منزل اور مقام اسکا عالم لاہوت اور غیرت بالکلیہ انتقاد پر ہی آوریہ پوشیدہ نہ رہے کہ قیامت بھی کئی قسم ہو ایک وہ کہ ساعت بساعت تبدیل و تغیر سے واضح ہو اور شمار میں نہیں آسکتا کما قال اللہ تعالیٰ بل ہم فی کس من خلق جدید وقال سبحانہ و جل کل یوم ہونی شان دوسرے موت اراہمی کہ موتوا قبل ان تموتوا سے ظاہر ہے تیسرے موت طبعی اقول علیہ السلام من مات فقد قامت قیامت کہ اشارت اعراض سے ہے یعنی تمناات اور لذات و نبوی سے چوتھے قیامت موعودہ موافق فرمودہ خدا ان الساعة لا یتنبأ بہا پانچویں وہ قیامت ہو کہ اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہو انکشاف حقیقت کلیہ اور ظہور وحدت اور استہلاک کثرت میں اسکو قیامت کبرئے بولتے ہیں اس مقام سے یہ فائدہ جلیلہ نکلا کہ خدات مہذبہ علیہم الرحمہ کے نزدیک ایک عالم بنیخ مابین عالم اجسام و عالم ارواح بلاشبہ اور شک ہے اور وہ عالم مشتمل آن صورتوں پر ہے جو عالم اجسام میں ہیں اور اس حیثیت سے کہ نحوس مقداری ہو مشابہ باجسام ہو اور اس وجہ سے کہ نورانی ہو مشابہ عالم ارواح سے ہو آسکو عالم مثال کہتے ہیں اور جہاں منفصل اور ارض فنیقت اور جہد صور محسوسہ عالم شہادت پر تو صور شالیہ ہیں اسی سبب سے کالمیں صورت دیکھ کر احوال شخص بفرست معلوم کر لیتے ہیں کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا فرستہ المؤمن فانه یطرب نور اللہ حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ روح بے جبر نہیں ہو سکتی اور جب بدن غنیری سے مفارقت کرتی ہو تو جسد مثالی ابدی عالم بنیخ میں پاتی ہو کہ اسکو بدن کتب بولتے ہیں اور تغیر و تغیب قبر وغیرہ اعمال اور اخلاق ہمارے ہیں کہ تجسد ہوتی ہیں انما ہی اعلاکم تروا لیکم سے کاہ بالطف ادکاہ بلا میرسد صورت اعمال راست ہر صہ بامیرسد پس انسان میرکو لازم ہو کہ افعال اور اخلاق مذکورہ کو افعال و اعمال نیک سے بدل کرے اس بات کو اہل تصوف گردش کہتے ہیں اور یہ امر مانند وضو کے ہو سو جس کی کو یہ بہت ہو کہ عادت اور ہوا پرستی سے خدا پرستی میں آوے تو وہ صحبت علماء آخرت کی انتیاب کہے کہ انکی صحبت میں صفات نہویہ متبل بصفات محمودہ ہونگے اسوقت نفس کافر سے نجات پاو گیا اور حضرت وحدہ شریک لا بارباب ہوگا اس اوصاف ذمیمہ چون بدل شد + ہر عقوہ کہ در تو بود مل شد + چون ہستی توشہ محض + خیر و مہ نعرہ الامحق + اینجا است نہایت طریقت + انیت خلاصہ حقیقت

منہ

فائدہ بہت عالم بنیخ

چ

فناج میں لکھا جو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان النجۃ قاع صنف صنف میں فیہا عاتقہ
 خاکہ و امن فراس النجۃ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما فراس النجۃ فرمایا التسبیح والتسلیل
 اور بھی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزِ خمد خود آپ کو آتش و فوج میں لیجا تا ہو اور
 کوئی اس بات کو مستبعد نہ جانے کہ عمل ہمارا تو اس مقام میں عرض ہو اس مقام میں کیونکہ
 جو ہر ہو جاتا ہے کہ کیونکہ لحاظ کرنا چاہیے کہ صورت و ہنیہ جو ہر قائمہ بالذہن ہیں اور خارج میں قائم لفظ
 بحاصل یہ سب حال دلالت کرتا ہے کہ حشر خلائق بصورت اعمال ہوگا بعد قیامت صفر سے کہ کہ وہ
 عبارت موت سے ہو کما قال صلی اللہ علیہ وسلم کما تمشون موتون و کما تموتون تبشون اور
 دوسری حدیث میں ہو یثی عشرۃ اصناف من اتی بضم علی صورۃ القردۃ و بعضہم علی صورۃ الخنازیر
 پس معلوم ہوا کہ حشر بصورت اعمال واقع ہوگا اور یوم شقی فی الصور قناتون افواجاً مؤیسات ان کا
 یعنی جیسا ج ڈالو گے ویسا ہی نکلیگا چنانچہ مولوی معنوی فرماتے ہیں سے وقت محشر عرض
 صورتیت + صورتے ہر ایک عرض را تو بقیت + عالم اعلیٰ جہان امتحان + عالم ثانی جزا
 این فکان + سیرتے کان بر وجودت غالب است + ہم بیان تصویر حشر را جب است + حکم
 چون راست کو غالب ترست + چون کہ زرمش ازس آمد آن زرت + پیشہاد خلق ہر چون جنہ
 سوی خلق آیند روز رستخیز + پس یہ سب امور اسی عالم سے جاتے ہیں اس عالم میں کچھ نہیں آتا
 اور موتے کو بخوبی اسکا ادراک اور فہم ہو لیکن حکمت الہی سے خاموش کر دیا جوتا کہ سلسلہ معاش
 ہر ہم نہو جائے حضرت مولوی فرماتے ہیں سے خواجہ گشت او پامردی بانگ + انجہ گفتی
 من شنیدم یک بیک + لیک یا سخ دادم فرمان نمود + بے اشارت لب نیارستم کشود +
 تا کہ ماتحت گشتہ ایم از چون و چند + مہر لبہا سے ما بنادہ اند + تا نہ گرد و زار باغی غیب باش +
 تا نگہ در مندم عیش و معاش + تا نہ در پردہ غفلت تمام + تا نماند دیگر عزت نیم خام +
 یا ہر گو شیم کر شد نقش کوش + ما ہمہ نطق ایم لیکن لب نموش + ہر چہ ما دیدیم دیدیم
 این زمان + این جہان پردہ است فیست آن جہان + و کیو اللہ جل شانہ کو بیان
 پوشیدگی احوال اس عالم کی منظور ہے کہ شبہ حراج میں حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ہزار حاقبین کہ ہر ایک ہر ملک سلیمان علیہ السلام تھی برلاسے ایک حاجت کے انجام میں
 انکار نہ دیا یعنی حضرت نے التماس کیا کہ حساب امت میرے ذمہ چھوڑا جائے وہ قبول نہوا
 اور پوچھا گیا کہ اسکا فائدہ کیا ہے حضرت نے عرض کیا اسلیئے کہ دوسرا کے قبائح پر مطلع نہو

خطاب ہوا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ بھی انکے قبائح پر مطلع ہوں دوسری بات یہ ہے کہ حالت میں
دو حال سے خالی نہیں ہو یا انکا حق تجھ پر ہوگا یا تیرا حق آپر سو تم دونوں اور اسکا نہیں کر سکتے
پس رجوع اس آستانہ کرم سے کرنا چاہیے یہی بہتر ہے کہ حساب انکا بھجیر چھوڑ کر میں اپنے
کرم کے ساتھ حساب کروں خواجہ عالم نے عرض کیا اتنی میں چاہتا ہوں کہ مطلع ہوں
کہ حساب میری امت سے کس طرح ہوگا فرماں آیا کہ جطرح پر مہربان اپنی اولاد سے باتیں کرنا ہو
اور اس سے کلام کرنا ہو اور کہتا ہو اسی جان پر تیرے ہاتھ میں کیا ہے حالانکہ عالم ہی
اور پوچھتا ہی اسلیے کہ انکا گستاخی کرے سو میں تیری امت سے اسی طرح حساب لوں گا
اول انکو پردہ نور میں لوں گا اور اسدن دو پردے ہونگے ایک عام دوسرا خاص پردہ عام میں
مطہج ہونگے اور پردہ خاص میں عاصی اور انبیاء اور اولیا اور ملائکہ سب بیرون پردہ ہونگے
اور پردے کے باہر سے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم عرض کریں گے کہ اجازت ہے میں آؤں اور حال
عاصیان امت کا دیکھوں فرماں ہوگا کہ اسی محبوب اسی مقام میں قائم رہو میں نہیں چاہتا کہ
کوئی شخص معاملہ گنہگاروں سے واقف ہوتا اشیان گویند میں شغوم و اشیان عفو خواہند من
بجسم اشیان عذر گویند من قبول کنم واللہ اعلم ثم رجعا الی ما کتا فیہ القصہ حضرت آدم ابوالمہدی
علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب الہی جل شانہ میں التماس کیا کہ یا رب العرش العظیم
میری ضرورت کیا ہے اور کہاں ہے فرماں واجب الاذعان صا و رہو کہ تیری ضرورت میرے دونوں
پر قدرت میں موجود ہیں جس ہاتھ کو اول اختیار کر سکوں کھول کر دکھاؤں حضرت آدم علی نبینا
وعلیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب الارباب اول میں نے دست راست اختیار کیا خالق
نزد ابھلاں نے داہنا پر قدرت پشت آدم پر پھیرا تو نیک بخت ظاہر ہوئے کہ قیامت تک
انکی ذریت میں پیدا ہونگے اور انکی صورت بھی کمالی پھیران دست قدرت پھیرا تو بد بخت
ظاہر ہوئے حضرت آدم نے سب کو ملاحظہ کیا تو باہم تفاوت اور اختلاف پایا گیا یعنی
بعض خوبصورت اور بعض بدبخت اور بعض امیر اور بعض فقیر اور بعض دراز قامت اور
بعض کوتاہ قد اور بعض صحیح الخلق اور بعض ناقص الخلق نظر آئے تب التماس کیا کہ
یا خالق العالمین یہ تو سب تیرے بندے ہیں انکو ایک طرح کا کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ اگر
سب کو ایک طرح کا بناتا تو کوئی ہرگز شکر نعمت نہ کرتا بعد ازاں انبیاء علیہم السلام کو دکھلایا کہ
سب سے عظیم الشان تھے اور انکی آنکھوں کے بیچ میں نور چمکتا تھا انہما حضرت داؤد کا

نور انکو خوشنما دیکھو ہر اسبب یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسبب صدور لغزش قدم توبہ اور
استغفار اور بکا و زاری میں مشغول ہوئے سو نور نبوت انکا انوار توبہ و ندامت سے مخلوط
ہو کے چمکتا تھا اور حضرت آدم کو بھی بسبب صدور زلزلت ایسا ہی اتفاق پڑا اس باعث سے
نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور بقدر مناسبت زیادہ ہوتی ہو
مجبوت بھی زیادہ ہوتی ہو لہذا حضرت آدم نے کہا یا آلہی یہ کون ہے ارشاد ہوا کہ یہ تیرا جدیسا
داؤد ہی کہا اسکی عمر کتنی مقدار ہو فرمایا تائیس برس کی عرض کیا کہ میری عمر کس قدر ہو فرمایا نہ ہزار برس کی
تب حضرت آدم نے دعا کی کہ آلہی میری عمر سے چالیس برس اسکو عنایت ہوں حدیث شریفین
آیا ہو کہ جب عمر آدم سے چالیس باقی رہے تو حضرت عزرائیل تشریف لائے اور کہا کہ آپ کا وقت
وفات آ پہنچا آدم نے کہا چالیس برس باقی ہیں ملک الموت نے کہا وہ تو تم داؤد کو
دے چکے ہو آدم بوسے کہ مجھے یاد نہیں اور کوئی شخص اپنی عمر سے کیسے نہیں دیتا پھر جن
حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ معاملہ داؤد سے کہ کو آدم تبدیل گئے کہ یہ رحم انکی اور لادین ہو گئی اسی
وقت سے حکم تحریر یہ نامہ کا بگوا ہی گواہ بن جاری ہوا فائدہ انکا کہ حضرت آدم علیہ السلام محل توبہ
نہیں ہو کیونکہ یہ اور غشش اس شوین جاری ہوتی ہو کہ وہ شوق قبض و تصرف اور ملک اختیار
و اہب میں ہوتا کہ یہ کرنے والا اس شر کو اپنے اختیار سے مہربان کہ کو تقویٰ کرے
اور قابض و متصرف کرادے اور اس معاملے میں کوئی بات ان امور سے پائی نہیں جاتی
اور ظاہر ہو کہ یہ طالب اور دعائے عاری ہوتی ہو بخلاف اس مقدمے کے کہ یہاں دعا اور
سوال اور طلب اور استدعا حضرت خالق لا نیاز سے ہو یہاں چنانچہ مالک و جہان نے
بعنایت و کرم چالیس برس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو دیئے اور حضرت آدم علیہ السلام
عمر سے کم نہ فرمائے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم اور بخوبی ہو یہاں
کہ بھول جاناکسی بات کا بسبب و رازی زمانہ کے خلاف عقل نہیں ہی ہزار برس کی بات
کسکو یاد رہ سکتی ہو اور حضرت آدم آدمی تھے نہ مثل معبودان ہنود کہ سو و نسیان سے
بقیہ ہنود پاک اور عدا شکنی قصداً اور عدا میں بیباک امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے
حسن بصری سے روایت کی ہو کہ وقت دکھلانے ذریت آدم کے فرشتوں نے کہا کہ یہ
جماعت زمین میں گنجائش پذیر نہ ہوگی اللہ نے فرمایا اسی واسطے موت مقرر ہو کہا تو زندگی
تج ہو جائیگی فرمایا رشتہ کوہ از امید کا لگا دیا ہو کہ اُس میں غافل رہیں گے نقل ہو کہ حضرت

نور انکو خوشنما دیکھو ہر اسبب یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسبب صدور لغزش قدم توبہ اور استغفار اور بکا و زاری میں مشغول ہوئے سو نور نبوت انکا انوار توبہ و ندامت سے مخلوط ہو کے چمکتا تھا اور حضرت آدم کو بھی بسبب صدور زلزلت ایسا ہی اتفاق پڑا اس باعث سے نور داؤدی اور نور آدمی میں مناسبت کاملہ ہم پہنچی اور بقدر مناسبت زیادہ ہوتی ہو

آدم کی مصاحبت میں تین جانور تیل کتنا بگلا پیدا کیے اور چالیس چالیس برس کی عمر عطا کی وہ
 آدم کے پاس آئے آدم نے زندگی و درازی عمر و عاجزی و بیکسی انکی بیان فرمائی کہ یہ
 تینوں رونے لگے اور عرض کی یا الہی ہماری عمر اس مشقت و دشواری میں کس طرح گزریگی
 ہماری درخواست یہ ہے کہ عمر ہماری دل و دل برس کی ہو اگر سے اور آدم کو باقی عمر عنایت ہو
 ارشاد ہوا کہ منظور ہو اور حضرت آدم علیہ السلام نے بسبب حرص و طمع کے قبول کیا خیاں
 ملاحظہ کیا چاہیے کہ جب آدمی بیل کی عمر میں آتا ہے تو محنت و مشقت میں بسر کرتا ہے چالیس
 برس تک خوشی و غمی میں رہتا ہے اور جب کتنے کی عمر میں داخل ہوتا ہے تو بخل و خصومت
 و جنگ و جدال و حرص و طمع میں مبتلا ہوتا ہے اور جمیع عادات کلاب اس میں ظاہر ہوتے ہیں
 پھر جب بگلے کی عمر کو پہنچتا ہے تو بے تقریر و کم سخن ہو جاتا ہے اور دریا سے طمع کے کنارے قنطر
 زرق بگلون کی طرح حیران و پریشان بیٹھا رہتا ہے کہ انی برطان العارفين اور صبح مسلم میں ہو کہ
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین ایام یوم جمعہ ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام
 پیدا ہوئے اور بہشت میں داخل ہوئے اور بھی خارج ہوئے اور وفات بھی پائی اور
 قیامت اسی دن ہوگی اور مشکوٰۃ الصالحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جب ذریعہ آدم بہشت آدم سے نکالی نعمان میں یعنی ما بین مکہ
 و طابیت تو پراگندہ کیا ذریعہ کو آدم کی رو برو سطح مورچہ پھر کلام کیا اللہ نے اُسے بالموجبہ
 اور خبر دیا میں نہیں ہوں خدا پروردگار تمہارا سب نے کہا کہ تو ہمارا پروردگار ہے
 ہم گواہی دیتے ہیں تیری ربوبیت پر بعد ازاں بدستور بہشت آدم میں داخل کیا
 اور یہ عہد اس واسطے لیا گیا کہ قیامت کو نہ کہیں کہ ہم غافل تھے یا ہمارے ان بپے
 شرک کیا تھا ہم ناحق اُنکے فعل سے پکڑے جانے ہیں فقیر مولف کے نزدیک
 مدعا یہ ہے کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے باپ کی تقلید درکار نہیں ہے
 اگر باپ شرک کرے بیٹا چاہے ایمان لاوے اور جو کسیکو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یا نہیں
 پھر کیا حاصل ہوں سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے
 اسکا تمام جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے
 دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے فائدہ نعمان ایک جنگل ہے عرفات کے قریب
 اُسکو نعمان صحاب کہتے ہیں اور بقول بطن نعمان بھی تفسیر لباب میں لکھا ہے کہ

نفس

افراد و
میان

اخذ میثاق و حنا میں ہوا تھا کہ ایک مقام ولایت ہند میں ہو اور بعد نکلنے بہشت سے
 واقع ہوا اور مدارک التنزیل میں تصریح ہو کہ جمہور مشرکین کہتے ہیں کہ اخذ میثاق بعد
 خلقت آدم قبل دخول جنت و دروازہ بہشت کے عین صحن میں جسکی مسافت میں ہزار
 برس کی راہ ہو واقع ہوا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فریتہ آدم علیہ السلام کو مانند
 مورچہ یا سہ خر و صلاب آدم سے نکالا اور حیات و عقل و قوت و طاقت عطا کی پھر اپنی
 ربوبیت کا اقرار لیا اہل معرفت فرماتے ہیں کہ تکمیل عہد الست جبریل و غافلون کے
 واسطے ہو ورنہ ہوشمند بیدار دل منور اسی جواب کو گوش ہوش سنتے ہیں سے
 الست از ازل پہچان شان گوش + بفریاد و قائل واسطے و در غرض + یعنی کسی وقت
 عارفون کو غفلت نہیں ہو سکتی آنکہ از حق نیست غافل یک نفس + ماضی و مستقبل
 حال ست رہیں + حقیقت یہ ہو کہ اسرار محبت نازک بین اور جو اپنی حقیقت سے غافل رہیں
 وہ جواب الست کیا دیکھا ع ہم خود الست کو یہ ہم خود پہلے کہند + نعمات میں ہو کہ صلی
 بن سہیل سے پوچھا یوم بے یار ہو فرمایا کل تو تھا یا دھوتا عبد اللہ انصاری کے نزدیک
 اس میں نقصان ہو یعنی وہی و فردا چہ آں روز را ہنوز شبے در نیامدہ + ابی ابن کعب
 تفسیر کریمہ اذا خذ ربک من بنی آدم الخ میں کہتے ہیں کہ ذریعہ کو جمع کیا اور تسخیر کہیں صورت
 و نطق بخشا پھر کلام کیا تب اُسے عہد توحید لیا اور گواہ کیا انجین کو اُسکے نفوس پر
 اور فرمایا الست برکم کیا نہیں ہوں میں تمہارا پروردگار و قائل واسطے کہنے لگے کہ آری تو ہمارا
 پروردگار ہی پھر فرمایا میں گواہ کرتا ہوں آدم اور آسمان و زمین کو تاکہ قیامت کے دن
 نہ کہو کہ ہم نہیں جانتے ہیں بخوبی دریا خست کہ تو کہ میرے سوا اسے تمہارا معبود کوئی نہیں
 کسی کو میرے وجود اور عبادت میں شریک نہ کرنا اور قریب تر رسول اور کتب بھیجے گا بنا بر
 یاد ہی عہد کے سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں تیری ربوبیت کی اور بلا شک
 تو ہی ہمارا معبود ہی جب سب نے اقرار کیا تب آدم کو مطلع فرمایا اور رکھلا تو کوئی امیر تھا
 کوئی فقیر کوئی خوب صورت کوئی بدہیت عرض کیا اے نبی یہ سب بندے تیرے + با برکون ہو
 ارشاد ہوا کہ اگر سب کو یکساں کرتا تو شکرت نہ کرتے اور ذریعہ آدم میں انبیاء علیہم السلام مانند
 جبرائیل و درخشان تھے اُسے سوا سے عہد و میثاق الوہیت عہد رسالت و نبوت بھی
 لیا گیا تھا فائدہ چونکہ پیدائش آدم سے خلافت ارض منظور نظر تھی اور خلیفہ کو

دو امر لازم اول علم غنائم اور افعال مختلف تاکہ موافق اسکے اپنی طرف سے سرانجام کر سکے
دوسرا علم اُن اشیاء کا جو زیر فرمان خلافت مندرج ہوں تاکہ ہر چیز سے اسکے مناسب جالہ کرے
لہذا تعلیم اسماء کی ضرورت ہوئی تو ہر چیز کے نام دل آدم میں القا فرمائے پھر منفعت اور ضرورت
ہر ایک شے کے مطلع کر دیا پھر اُن اسماء کی تصویریں فرشتوں کو دکھلا دیں اور فرمایا کہ انکی
حقیقت سے واقفیت تو مشکل ہے صرف ناموں سے خبر دو کیونکہ نام کترین ہمیزات حقائق سے ہو
اور استحقاق خلافت کے سبب معرفت حقائق شرط ہو اگر تم انکے ناموں سے واقف ہو
تو دعویٰ تمہارا ثابت ہو اور اگر محض بے خبر ہو تو عمدہ خلافت کہ عبارت تصرف اشیاء سے ہو
مگر کہ تم سے سرانجام نہ ہو سکیگا گو تم صاف دعویٰ خلافت نہیں کرتے ہو لیکن تمہارے
کلام سے منہوم ہوتا ہو پس لازم ہو کہ شرائط اور عاثابت کرو اگر سخن منہج بھوک و نقد پس
میں سمجھتا ہوں اس واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ ہماری تسبیح اور تقدیس اور حمد
اور شکر کمال کے مرتبے میں ہو اور پڑھا ہر جہ کی تقدیس اور تسبیح کا کمال یہ ہو کہ جمیع
اسماء باری اور مقابل ہر کمال اور نعمت الہی کے واقع ہو اور اسکے لیے علم جمیع سما
و کمالات درکار ہو اور بدون معرفت حقائق عالم بالتفصیل یہ علم حیران کن سے خارج ہو
اور امتیاز بین الحقائق بوجہ کثیرہ ہو اسلئے امتیاز بلا سم ہو اگر اتنا بھی تمکو حاصل نہوا
تو دعویٰ تسبیح اور تقدیس کے الاطلاق کیسے درست ہوگا فرشتوں نے اپنا عجز
نکاح کیا اور عرض کیا کہ آئی ہمارا سوال صرف ہدایت کے واسطے تھا کہ ہما حکمت پیدائش
خلیفہ کی معلوم ہو جائے کہ اس سے ہم نادرقت تھے اور اپنی تقدیس اور تسبیح کو کامل
سمجھے تھے بجا کہ لا اعلم لانا الا ما علمنا انک انت العلیم الحکیم یعنی تو سب سے نرالا ہو ہما کو
معلوم نہیں کہ بتنا تو نے سکھایا ہو تو ہی ہواصل دانا پختہ کار زین القصص میں ہو کہ
فرشتے الی اعلم ما لا تعلمون سکرات برس تک عرش کے گرد پھرتے رہے کہ اللہم لبیک
اعتمدنا الیک لبیک نستغفرک و نوب الیک جب خداوند کبریائی نے ملائکہ سے تضرع اور
رازی اور اقرار کمال حکمت اور علم باری پسند فرمایا تو آدم کو ارشاد کیا کہ اب خبر دے
فرشتوں کو ان اشیاء کے نام سے کیونکہ یہ لوگ خواص اور منافع اشیائیں دریافت
کر سکتے مگر اس عقل سے جو کہ شہوت اور غضب سے مرکب ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی
واسطے ہو تب آدم نے حقائق اشیاء کا بیان شروع کیا اور ہر چیز کا نام با جمیع خواص

تبصرہ تمام کھول دیا کہ ملائکہ اس احاطہ علمی سے متحیر ہوئے اور پروردگار نے واسطے مزید تاکید اور خلافت کے ملائکہ سے فرمایا کہ میں نے قبل خلقت آدم نہیں کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جو تم نہیں جانتے ہو کہما قال یا آدم انہم باسماؤم فلما انباہم باسماؤم قال الم اقلکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تعلمون یعنی ای آدم تباد سے انکو نام انکے بچہ حب آسنے تباد دینے نام انکے کہا کہ میں نے نہ کہا تھا کہ انکو مجھکو معلوم ہیں پس آسمانوں اور زمین کے اور معلوم ہو کہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو یعنی غرض میری اس کلام سے یہ تھی کہ میں جانتا ہوں ان چیزوں کو جو کہ عالم علوی میں اور ضلع کو اکب اور حرکات ملائکہ باجمع خواص اور آثار پوشیدہ ہیں اور باریہ وجودیکہ تم عالم علوی میں ہو مگر نہیں جانتے اور یہ مخلوق کہ عناصر سفلیہ سے پیدا ہو اور سب جانتا ہو اسی طرح زمین کا حال مکرون نباتات اور خلقت اجسام معدنیہ اور طریق تولد حیوانات عجیبہ اشکل وغیرہ سے واقف ہوں اور یہ مخلوق بھی کمال و اتمیت رکھتا ہو اور تم انکے اساس سے بھی واقف نہیں ہو یا یہ ارشاد ہوا کہ میں جانتا ہوں جو تم تقدیس اور تسبیح اور معرفت اسما و ائیم بقدر استعداد اور جو صلہ خود ظاہر کرتے ہو اور واقف ہوں اس سے جو تم میں قوتیں اور افعال پوشیدہ ہیں اور تم اصلاً مطلع نہیں تھے مثل تصویر بنی آدم اور خدمت مساجد اور معابد اور اعانت غازیان اور امداد حاجیان اور تماشائے منظر اسم قہار اور غفار اور انزال وحی و کتب ائیم اور امامت شرائع و ادیان ربانیہ و تہذیبین طریقہ ہدایت و رشادت حالانکہ یہ سب امور بالقوہ تم میں تھے لیکن میں نے اسکا ظہور وجود آدم پر موقوف رکھا تھا تاکہ بوسیلہ اس خلیفہ کے ملک و گاہ کروں اور تم اسکی خدمت میں ان کمالات کو بالفعل حاصل کرو اب آدم وجود میں آیا اور اسے تم کو خبردار کیا فائدہ اس مقام سے ظاہر ہو کہ سوائے شرافت اور فضیلت علمیہ کے عالم امکان میں کوئی ایسی چیز تھی جسکو فضیلت آدم میں بیان فرماتے اور اگر کوئی بات ہوتی تو بلا شک اس جگہ ارشاد فرمائی جاتی اور یہ بھی سمجھایا گیا کہ ملائکہ باوصف اسکے کہ تو طنان مہر قدس ہیں اور عبادت اور اخلاص انکا آدمیوں سے زیادہ اور طہارت اور عصمت جلی اور سجاوٹی امر و نہی انکی ذات کا لازمہ ہو کہ لا یصون الامتہ الا امرہم ویفعلون ما یؤمرون انکے حق میں ارشاد ہو اور طعام و شراب اور نکاح اور سواری وغیرہ حوائج سفلیہ اور علائق جسمانی سے علمیہ کی تمام انکاء اور افعال شائقہ کی قدرت جیسی انکوائتہ نے عطا فرمائی ہو عشر عشر اسکا نصیب آدم اور

آدمیان زمین پر اسی طرح نفع حجاب اور معائنہ تجلیات ربانی اور سماع خطاب الہی بلا واسطہ جو انکو حاصل ہوا اصلاً آدمیوں کو میر نہیں لیکن با این ہمہ اوصاف استحقاق خلافت جو انکو حاصل نہوا تو سبب یہی ہو کہ علم حقانیت اشیا کا نہ رکھتے تھے اور سیاست رعایا سے کون و فساد نہ کر سکتے تھے فائدہ اس مقام سے واضح ہو کہ معصوم اور پاک ہونا اور خوارق عادات کا ظاہر کرنا اور فتنائی اقامہ ہو جانا اور زہد اور ریاضت بکثرت کرنا اور تجلیات ربانیہ سے مشرب ہونا اور عالم غیب کا دیکھنا اور غیب کی آوازیں سنا مشروط خلافت میں نہیں ہو بلکہ مشروط خلافت یہ ہے کہ علم سیاست منزلی اور ملکی اور ظلی تمیز بخوبی رکھنا ہو و القصد جب فضیلت علمیہ حضرت آدم علیہ السلام کو بدلائل اور براہین ثابت ہوئی اور فرشتوں پر حق استادی قائم ہو گیا تب واسطے ادا سے اس حق کے سچے سر سے کی تعظیم مطلوب ہوئی وہ یہ ہو کہ سب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو اس طرح سے کہ اُسکو اپنا قبلہ مسجود گردانو تاکہ دلیل اطاعت میرے احکام کی ثابت ہو جائے لکھا قال فی سورۃ البقرۃ اذ قانا للکلائمۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی و تکبر و کان من الکافرین یعنی پہلے فرمایا فرشتوں سے کہ سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکرون سے روایت ہو کہ اول حضرت جبریل نے سجدہ کیا کہ عمدہ سفارت ملا اور بعض کے نزدیک اول حضرت اسرافیل نے سجدہ کیا کہ لوح محفوظ سے انکی پیشانی پر قرآن شریف لکھا گیا بالجمہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا کما قال مسجد الملائکۃ کلہم اجمعون اس آیت سے صاف ہو گیا کہ تخصیص ملائکہ غلبین کی غلط ہوا اور چنانچہ ہر جہ کہ جیسا ملائکہ غلبین کو اس خلیفہ کے ہونے سے وسعت کمال حاصل ہوئی اسی طرح ملائکہ علویین کو بھی ہاتھ لگی ہو کیونکہ کارخانہ بعثت انبیاء اور انزال کتب اور نصب شرائع اور احکام اور عقوبت اور اقامہ دنیوی اور مجازات اور ثواب اخروی قبر سے تاجت اور نار سب ملائکہ علویہ سے متعلق ہو چکر دیکھنا چاہیے کہ جیسا ملائکہ غلبی خادمین ویسا ہی ملائکہ علوی بھی خدمت سے بے بہرہ نہیں ہیں الغرض جمیع ملائکہ علویین اور غلبین اور تنوابع آنکے جنات سجدہ تحیہ میں گرے مگر ابلیس کہ اصل میں فرقہ جن سے تھا اور بہ سبب کثرت اعتلاط کے فرشتوں میں شمار کیا گیا تھا سب پر وہ مخالفت کر کے سجدے سے منکر ہوا اور جب انکا کاسبب ہو چکا گیا کہ مامنک ان لا یسجدوا فرما کر یعنی کس نے منع کیا تمکو سجدے سے جب میں نے حکم کیا تمکو کہنے لگا انا خیر منہ خلقنی من نار و خلقہ من طین یعنی میں اس سے

معصوم ہونا
خوارق عادات
نہیں

فرشتہ
علوی و غلبی

بستر ہوں کہ مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور بنایا اسکو خاک سے اصل یہ کہ میں بہت مدت سے عبادت
اور عبادت میں مشغول ہوں سو میں ایسے مخلوق کی جو کہ میرے رب پر خاک سے بنایا گیا
اور منہوز کسی کام کا نہیں ہوا اور کوئی جو بر بندگی امتحان میں نہیں لایا ہرگز اطاعت نہ کرونگا
کہ صریح خلاف حکمت بلکہ بڑی ناقدر دانی اور تلاوت حق خدا تگذیری ہو حکم ہوا کہ ناخبر نہ ہونا کہ
برجیم وان علیک اللغۃ الی یوم الدین نکل میان سے تجھے چھینک رہا ہو اور تجھے چھینکا رہا ہو عبادت
دن تک یعنی دن قیامت تک نعمت ہو بعد ازان وہ عذاب ہو گا کہ نعمت کو بھول جا بیگا
فائدہ ابلیس نے مخالطہ کیا یا کہ فضیلت کو باعتبار عنصر خیال کیے ایسا کام کیا اگر خلقت بیدار
اور نعمت فیہ من روحی کو ملا خطہ کرتا تو کبھی ایسا قیاس ناسد پیش نہ کرتا اور ظاہر ہے کہ یہ قیاس
بچند وجوہ ناسد ہو اولاً قیاس بمقابلہ نص باطل ہو دوسرے اقرار خالقیت الہی اور مخلوقیت انہی کا
صاف صاف کرتا ہو پھر حکم بجا آوری میں ایسا دلیل تکبر جو تیسرے خاک کو کئی وجہ سے
آگ پر فضیلت ہو اولاً جو ہر خاک میں صبر و قرار اور سکون و وقار ایسا ہو کہ دوسرے عنصر میں
اصلاً نہیں ہو اور جو ہر آتش میں طیش اور حدت ایسی ہو کہ کسی عنصر میں نہیں بلکہ صفات نامت
سبب تکبر اور ترفع واقع ہوئے کہ ہلاکت ابدیہ اسکا ٹھہرا ہوا اور صفات خاک سبب توبہ و زاری
اور ندامت و خاکساری واقع ہوئے کہ فائدہ منفرت اور ابتدا طاعت ہر توبہ من تواضع لدرفعہ لہ
ومن تکبر وضعہ اللہ ثانیاً و صف جنت میں وارد ہو کہ اسکی خاک مشک ہوگی اور نار کا کہیں
نہیں آٹا نار سبب عذاب ہو اور خاک موجب ثواب رہا خاک آگ سے مستغنی ہو اور آگ
خاک سے متبعی خامسا خاک باعث عمارت و التیام ہو اور آگ موجب جدائی و خرابی و آلام
سادسا خاک نقش پذیر ہو جیسا حضرت آدم نے نقش معرفت کو قبول کیا کتب فی قلوبہم الایمان
اور آگ نقش پذیر نہیں جیسا ابلیس نے نقش معرفت بلا و یا نفق عن امر ربہ اسکے حق میں
نازل ہوا آٹا خاک امین ہو کہ جو کچھ آسے پر دگرین رکھ چھوڑے اور آتش خائن کہ جو کچھ ملے
تفویض کریں جلادے اور عقلاً امین خائن سے بہتر ہو جب اس مرد دوسرے قیاس ناسد
یوں دلیل کیڑی تو حکم ہوا کہ میان سے نکل ابلیس نے کہا کہ رب فافظ فی اسے یومہ بھون
یعنی اسی پروردگار مجھ کو فرصت دے اس دن تک کہ لوگ جی اٹھیں ارشاد ہوا انک من لظن
اسے یوم الوقت المعلوم یعنی مجھ کو ڈھیل دی ہو اسی ٹھہرے وقت تک اہل تفسیر فرماتے ہیں
کہ غرض ابلیس کی تیسی کہ حیات دائمی پاؤں کبھی نہ مروں اسلیے کہ بعد بعثت اور نشر

موت نہیں ہو درگاہ کبریا سے نفخہ اڑنے کا مہلت ملی اس سبب سے کہ اُس میں ذوقِ تمام فنا ہوگی اور نفخہ ثانیہ میں زندہ اور مابین دونوں نفخوں کے چالیس برس کا فصل ہو کہ اس عرصہ میں ابلیس کو مار کر بھجوا دینگے اور دوزخ میں ڈال دینگے خلاصہ یہ کہ جب تک بنی آدم زندہ ہیں تب تک مہلت جو یعنی اضلال کی بہ نسبت عوام اور اذلال کی بہ نسبت خواص ابلیس نے کہا

کہ فیما انھو یقینی الا قعد ان لعمروہا ملک استقیم ثم لا یتینہ من بین ایدیہم ومن خلضم دعن ایما نهم و عن شاکم ولا تجد اکثرہم شاکرین یعنی جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہو میں بھی جھوٹا لگا انکی ناک میں تیری سیڑھی راہ پر یعنی میں تو گمراہ ہوا اب انکی بھی راہ ماروں گا پھر ان پر آؤں گا لگے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے کہ نہ پاؤں گا تو اکثر کو شک کرنا یعنی میں تو گمراہ ہوا تو اب میں دین اسلام سے کہ راہ راست ہو جھٹکاؤں گا اور جو آتے ہوں گے انکو پھیر دوں گا کہ ادھر نہ آؤ اور آئے کہوں گا کہ حشر اور شکر کچھ بھی نہیں بڑبڑا دھوکا ہو ناحق آخرت کے پیچھے پڑے ہو اور دنیا کو خوب آراستہ کر کے دکھلاؤں گا کہ آگ سے پیچھے آئیے اور جو کوئی کانٹا کرے گا ہو گا اسے تجھ اور نپاؤں گا اسے اور ریاضتوں کا اور جو بدکار ہوئے انکو کھلاؤں گا کہ اب تو آرام سے گزرتی ہو تا بہت کی ہو خدا جانتا ہے اور اس کا کو خوب مزہ دار اور شیرین کر کے پیش کروں گا یہاں تک کہ شک نہ رہی کا نام نہ رہے ارشاد ہوا اخرج سنہا مذموما مدحوا لکن جب تک ہم لا ملئ من جنم منکے اجمعین یعنی نکل مہیاں سے مردود و کسبیرا جو کوئی چلیگا ان میں سے تیری راہ دین بھروں گا دوزخ تم سب سے یعنی جو کوئی تیری متابعت کرے گا تو تابع اور متبوع دونوں کو دوزخ میں ڈال دوں گا فائدہ اس معاملے کے اسرار میں واقفیت اس سے نہایت دشوار و واضح ہو کہ ابلیس مردود کی کنیت ابو مرہ اور نام اسکا سریانی میں غزائل اور عربی میں حارث اسرار الفاسد میں ہو کہ ملعون ہونے سے پیشتر اس کے القاب حمیدہ سات تھے پہلے آسمان میں غاب و دوسرے میں راکع تیسرے میں ساجد چوتھے میں خاشع پانچویں میں قائم چھٹے میں مجتہد ساتویں میں ابد جو اہل التفسیر میں ہو کہ ملعون ہونے کے بعد اس کے القاب قبیلہ بہت مقرر ہوئے ازجملہ شریقت قرآن میں مذکور ہیں جیسے غرور غوی مسوس فاس و غیرہ نظم الجواہر میں ہو کہ بقول علی مرتضیٰ اور ابن سعود اور ابن عباس ابلیس ملائکہ تھا و علیہ اکثر المفسرین اور بقول حسن بصری اور قتادہ جنات سے تھا بدلیل کان من الجن اور حاشتی من نار اور بطا توالد او ذنا سل اور عصیان اور جواب اسکا یہ ہو کہ لفظ کان

ابلیس
سین القاب

ابلیس
سین القاب

بمعنی صار ہو اور مسخ جیسا بنی آدم میں ہوتا ہو فرشتوں میں بھی ہوتا ہو چنانچہ قصہ ماروت سے ظاہر ہو اور ابن عباس سے روایت ہو کہ بعض ملائکہ میں توالد و تناسل بھی جاری ہو اور ممکن ہو کہ توالد و تناسل بعد جنی ہونے کے ظاہر ہوا ہو اور بعضے افاضل کہتے ہیں کہ ملک اور جن میں عموم خصوص میں وجہ ہو یعنی اجسام مطیفہ مستعد خیر محض ملائکہ میں جس طرح کہ وہ ہیں اور مستعد شر محض جنات ہیں جیسے شیاطین اور مستعد خیر و شر ملک بھی ہیں اور جن بھی اور ابلیس اسی گروہ میں تھا اس لیے اطلاق ملک قبل صدور شر ابلیس پر صحیح ہو اور اطلاق شیطان بعد صدور شرارت درست ہو اور ہمارے استاد الا شاذ رحمہ اللہ تفسیر غریبی میں لکھتے ہیں کہ مفسرین کو اختلاف ہو جنیت اور ملکیت ابلیس میں بعضے کہتے ہیں جنات کا باپ تھا جیسے آدم انسان کا اور بعضے کہتے ہیں ملائکہ سے تھا اس دلیل پر کہ اگر فرشتوں سے نہوتا تو حکم سجدے میں شامل نہ کیا جاتا اور اسکے ترک سے ملام اور معاتب نہوتا کیونکہ حکم سجدے کا خاص تھا فرشتوں کو اور ہتھنا متصل فیہ الا ابلیس میں ہتھنا نہیں ہوتا اگر ملائکہ سے خارج سمجھا جائے کیونکہ ہتھنا غیر جنس سے متصل نہیں کہلاتا اور اصل ہتھنا میں اتصال ہو مگر یہ دلیل ضعیف ہو اور غلط کیونکہ سورہ کہف میں نص صریح ہو کہ ان میں انجن نفق عن امر رب یعنی تمہا جن سے سو نکل بھاگا حکم رب سے اسی طرح اور صورتوں میں قریب تبصریح واقع ہو اور ابلیس کی اولاد بھی ثابت ہو استفذونہ و ذریئہ اولیاء من دونی یعنی سو تم پکڑتے ہو اسکو اور اسکی اولاد کو رفیق میرے سواے حالانکہ ملائکہ میں اولاد نہیں کیونکہ اولاد واسطے ازہ واج شرط ہو اور فرشتوں میں مادہ نہیں وجعلوا الملائکہ ہم عباد الرحمن انما یعینہ بالیا کافرون نے فرشتوں کو جو اللہ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں و راے اسکے جا بجا فرشتوں کو بمعیت اور طہارت و صف فرماتے ہیں اور ابلیس کو بدو قاحت و شرارت اور اگرچہ فرشتوں کو خاص سجدے کا حکم تھا لیکن بالاصالہ تھا اور جنات کو بہ تبعیت اور ابلیس ان میں داخل تھا جس طرح مثلاً کوئی بادشاہ لشکریوں کو کوئی حکم فرماوے تو شتر بان سائیں فراش وغیرہ سب کو شامل ہوتا ہو نہ خاص سواروں اور سپاہیوں کو پس نابرا اس تبعیت کے ہتھنا ابلیس کا فرشتوں سے بطریق اتصال صحیح ہوتا ہو سواے اسکے ابلیس مخلوق ہونا سے اور ملائکہ ایجاد ہوئے نور سے اور صاحب کثافت نے کہا کہ اگرچہ ابلیس جنات سے تھا لیکن ہتھنا کو متصل کہنا چاہیے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ابلیس اول سے کافر تھا منافق نہ ایمان

نظارہ کرتا تھا اور خیالات فاسد اہلاک آدم پر ہمیشہ باندھتا تھا اور فرشتوں کو تحریریں اور ترغیب کرتا تھا بعض تفاسیر میں ہے کہ علما کا اتفاق ہے کہ حضرت آدم کے بابت ابلیس مجرم ملعون یعنی کافر ہوا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ نہ کرنے سے کافر ہوا یا حسد اور عصبانیت کے سبب تینوں صورتوں میں امر مشکل ہوا سو اس مسئلے کو منع السجود اور حسد اور عاصی کا نشیمن ہو سکتے اس نہ کام میں وجہ نفی یہ ہے کہ وہ لعین اس سبب سے کافر ہوا کہ اس نے خدا کی طرف ظلم اور جور کی نسبت کی جب کہا خلق من نار و خالقہ من طین اور تمہا کا اجماع ہے کہ جو کوئی اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرے کافر ہے خازن میں ہے کہ چار قسم کا کفر ہے ایک انکاری کہ حق کو پہچانتا ہی نہیں فرعون اور ہامان اسی کفر میں گرفتار تھے دوسرا کفر جو آدمی کہ حق کو دل میں جانے پر زبان سے اقرار نہ کرے اس کفر میں بعض کافر بتلاہن اور بعض اہل ہوسے بھی تھے اگر عنادی کہ دل اور زبان سے حق کا اقرار کرے پھر کفر سے باز نہ آوے امیہ بن الصلت وغیرہ اسی کفر میں پابند تھے چوتھا کفر نفاتی کہ زبان سے حق کا اقرار کرے اور دل میں انکار رکھے آبی بن خلف اور سایر منافق اسی کفر میں شامک تھے ان چاروں کفر کا انجام خلود فی النار ہے اگرچہ میں ہے کہ اب علما کا اختلاف ہے کہ ابلیس کا کفر جو عادی تھا یا عنادی جبکہ نزدیک کفر جو عادی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت ابلیس کا علم سلب ہوا اور جبکہ نزدیک کفر عنادی تھا وہ کہتے ہیں کہ کفر کے وقت اس کا علم باقی تھا ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ کفر کا باقی رہنا علم کے ساتھ اگرچہ مستبعد ہے لیکن اللہ جسکو رسوا کرے اسکی نسبت کچھ بھی مستبعد نہیں اسرار الفاتحہ میں لکھا ہے کہ اس جگہ چھ سوال ہیں ایک یہ کہ ہر گاہ شیطان مغرض الرحمن ہو اور مستعاز منہ انسان تو کیوں مخلوق ہوا جواب اسو اسطی مخلوق ہوا کہ بنیگان خدا خدا کی طرف رجوع لائیں نہ نہ ہو جائیں جیسے مادر مہربان اپنے بچے نادان کے واسطے کوئی صورت خوفناک بنا رکھتی ہے کہ جب لڑکا شوخی کرتا ہو اسکو دکھایا کرتا ہو ان کی طرف رجوع لاتا ہو تسلی پاتا ہو نقل ہے کہ ایک شخص کی جو روح بصورت کبوتر مگر ہم آغوش نہوتی بعد مرث ایک شب خود بخود لیٹ گئی شوہر نے پوچھا آج کیا ہو کہا چور آیا اس کے خوف سے یہ وقت دکھلایا شوہر نے کہا ایسے چور مبارک قدم کو اللہ ہر روز میرے گھر میں لاوے اور چور سے کما کر جودل جاسے لیجا کہ تیرے سبب سے مجھے صلا مجبور نصیب ہوا اسی طرح اللہ مہربان چاہتا ہے کہ میرا بندہ مجھے رجوع رہے اور یہ

فیضان اشکال
در کفر ابلیس

فیضان اشکالات
در عقودہ
ابلیس

تفہیم

رجوع بلا خوف ممکن نہ تھا اس لیے شیطان کو پیدا کیا کہ اس سے ڈر کر اللہ کی طرف رجوع لا دین اور
اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ شیطان کے پیدا کرنے میں یہ حکمت ہو کہ خلق کی نظروں میں
بند سے ذلیل اور خوار نہ دکھادین اس واسطے کہ فرشتوں کو اللہ نے بگیاہ خلق کیا لایعون
اللہ ما ادرتم اور انبیاء کے سوا تمام آدمی غیر معصوم ہیں جب اس نامعلوم سے کوئی گناہ
سرمزد ہو تا اس کے بلا نگہ تقاربت سے دیکھتے اور ہنستے یہ ذلیل ہوتا اس واسطے شیطان مخلوق ہوا
تاکہ پاکدامن اس کے طغیان کو دیکھ کر اس کے عصیان سے چشم پوشی کریں اور انسان کے
حق میں استغفار بجا لائیں قال اللہ ربہم الذین آمنوا وومر سے یہ کہ شیطان نہیں ہوا
انسان شریف نہیں کو شریف پر کیوں تسلط فرمایا جواب تاکہ مومن پر اللہ کی رحمت کا
انکسار ہو کیونکہ اگر عصاة اور عصیان کا وجود نہ تھا اللہ کی رحمت کا نمود نہ ہوتا حضرت امام
زین العابدین فرماتے ہیں کہ گیارہ چیز کو گیارہ چیز سے سیری نہیں ہوتی چشم کو نظر سے نہیں
مطر سے آبی کو ذکر سے عالم کو اثر سے شیطان کو مکر سے کافر کو کفر سے مومن کو ایمان سے
جنت کو مومن سے ناکر کو کافر سے مشطے کو شفاعت سے موت کو رحمت سے اور ارباب معارف
ارشاد کرتے ہیں کہ تسلط اس واسطے ہوا کہ عباد و مہجود میں محبت کا حلاوت مستحکم ہو منقول ہو کہ
مجنون لیلی کے دروازے پر آتا لیلی کہتے چھوڑتی مجنون کو کاٹتے اور جب مجنون نہ آتا
لیلی بیاب ہوتی اور کوٹھے پر کھڑی ہو کر مجنون کی راہ دیکھتی اور راہگیروں سے
پوچھتی کسی نے کہا اے نادان یہ عجب بات ہے کہ جب مجنون آتا ہے تو کہتے چھوڑتی ہے
اور جب نہیں آتا تو دیوانہ وار پتھر سے سر چھوڑتی ہے کہا اسی نادان قنف عشق ظاہر میں
مذلت ہے اور باطن میں عزت معشوق عاشق کو یوں ہی جانتا ہے اگر اس امتحان میں
ٹھہر گیا تو عاشق صادق ہے اس وقت معشوق عاشق ہوتا ہے اور عاشق مشوق نہیں
یہ کہ شیطان باوجود ذلت انسان کو دیکھتا ہے اور انسان باوصف جلالت شیطان کو
کیون نہیں دیکھتا جواب تاکہ مومن کو دشمن نامرئی کے محاربہ سے اجر عظیم حاصل ہو
اس لیے کہ مسلمان کے دشمن دو قسم ہیں ایک مرئی وہ کفار ہیں بحکم قالوا الذین یؤمنون
باللہ جب مومن نے اسے محاربہ کیا تاکہ مدد کو پہنچتے ہیں قال اللہ تعالیٰ
یجدکم ربکم بخیرۃ الامم من الملائکۃ مومنین ووسل غیبر مرئی وہ شیاطین ہیں بحکم
ان الشیطان کم عدو فاستخوہ عدو واجب مومن اس کے قتل کو چلا خداوند غرضانہ مدد کو

یہی شان
مومن کے لئے اللہ کا
مدد و حمایت
یہی شان
مومن کے لئے اللہ کا
مدد و حمایت
یہی شان
مومن کے لئے اللہ کا
مدد و حمایت

پہونچتا ہوا ان عبادی لیس ملک علیہم سلطان لیکن دشمن غیر مرئی کا محاربہ عدو مرئی کی نسبت
اجرمین زیادہ ہوا سو اسلئے کہ عدو مرئی دنیا ہی کا نقصان کرتا ہو باوجود اسکے مومن ماجر اور
شہید ہوتا ہو اور عدو غیر مرئی دین کا نقصان کرتا ہو باوجود اسکے مومن مجبور اور طریقہ ہوتا ہو
اور ارباب حقیقت فرماتے ہیں کہ اہل ایمان جو شیطان کو نہیں دیکھتے اسہیں یہ حکمت ہے
کہ اللہ مومنوں کا حبیب ہو اور شیطانوں کا دشمن ہر گاہ رحمن حبیب نے آپ کو دنیا میں
نہ دکھلایا شیطان عدو کا منہ کیونکر دکھاوے حبیب کو نہ دیکھنا الم ہر اسکے ساتھ عدو کا
دیکھنا الم عظیم ہر اسی سبب سے اللہ نے مومن کے دل پر دو الم نہ رکھے حبیب اسکے
دل پر دو خوف اور دو امن نہیں رکھے دیکھو جب بھائیوں نے حد کر کے یوسف کو باپ سے
دور ڈالنا کہ ہمہ تن توجہ باپ کی انکی طرف رہے اللہ نے یعقوب علیہ السلام کو نابینا کر دیا
کہ یوسف کا نہ دیکھنا ایک الم تھا اور دشمنان یوسف کا دیکھنا الم دیگر تا یوسف کا اشتیاق
زیادہ رہے اور بائیں جبہ ایک حکمت یہ ہو کہ شیطان ظلمت کفر میں ہو اور سلمان نور ایمان میں
اور دستور ہو کہ تاریکی والا روشنی والے کو دیکھتا ہو اور روشنی والا تاریکی والے کو نہیں دیکھتا
نور قمر اور نور چراغ میں یہ بات ظاہر ہو چکے یہ کہ شیطان نے عمر طویل پائی حالانکہ عدو اللہ ہو
اور مومن نے عمر قصیر باوجودیکہ دوست اللہ ہو جواب دینا سچن ہو محبوب کی شان سے نہیں کہ
سچن میں بند رہے بخلاف عدو کہ سچن اسکے مناسب ہو اور اہل تدقیق کہتے ہیں کہ اس
مقام سے قصصیات حضرت رسالت مآب صلعم کا نکتہ ظاہر ہو کہ آپ اول سے
مدگاہ حق میں پہونچ کر امت کی حذر خواہی فرمائیں تاکہ وقت پر شیطان کی نہ چلے
اسکی نظریوں دیکھنا چاہیے کہ ایک فقیر ہو اسکا ایک دوست ہو اور ایک
دشمن اور وقت کے بادشاہ کو فقیر کی رعایت منظور ہو تو قبل وقوع خصومت
دشمن اسکے دوست کو اپنے پاس بٹھا رکھتا ہو تا اھلی شفاعت فقیر کے حق میں
منظور کرے اور دشمن کے دعویٰ پر کان نہ دھرے پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کو
اس امت پر عنایت کی نظر ہو اس لیے اسکے شفیع روز جزا کو اپنے پاس
بٹھا رکھا کہ قیامت کے دن جب شیطان بد نیت اس امت سے خصومت کرے
مارا پڑے باخچوں یہ کہ شیطان کی دعائی الفوق قبول ہوئی کہ انک من المنظرین
اہل ایمان کی دعا بدر قبول ہوتی ہو یا قبول ہی نہیں ہوتی اسکا کیا سبب

اللہ و ہر سہ
بندہ ہر سہ
بندہ ہر سہ
بندہ ہر سہ

فہم
بندہ ہر سہ
بندہ ہر سہ
بندہ ہر سہ

جواب یہ سبب ہے کہ مومن کو اپنی دعا سے یا اس اور ہر اس نہو بلکہ جانین کہ شیطان کی دعا قبول ہوگی تو ہماری کیونکر قبول نہوگی ہاں البتہ یہ بات ہے کہ کبھی مومن دعا میں کرتا ہو اور اصلاً اجابت کا اثر نہیں دیکھتا اسکا یہ باعث ہے کہ دنیا میں اسکی قبولیت کی مصالحت نہیں عجبی میں یقیناً اجابت کا اثر ظاہر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ مادر مہربان بھی جب جانتی ہے کہ بچے کو شیرینی ضرر کرتی ہے نہیں دیتی گو بچہ ضد کیا کرے معذرا عرفا فرماتے ہیں کہ المنع غیر من البذل نذینا دینے سے بہتر ہے اسواسطے کہ اعطا دلیل ہے پاکر پھر نہ آنے کی اور منع دلیل ہے نہ پاکر ٹھہر جانے کی چھٹے شیطان ہر گاہ نار سے مخلوق ہے تو اسکو نار کا کیا خوف ہوگا جواب یہ ہے کہ لو ہا لو ہے سے کتنا ہی ویل ایک وادی ہے جہنم میں کہ ہر روز ناری اور نار شربار اس سے پناہ مانگتے ہیں اگر شیطان ناری کو اسی نار میں وعید اور عذاب شدید کیا بعید ہے بائیمہ شیطان مرکب ہے جسم ناری اور روح سے تو اس ترکیب کے سبب اگر اسکو نار کا الم ہو کچھ دور نہیں جیسے انسان مرکب ہے جسم خاکی اور روح سے اس ترکیب کے باعث اگر معذب خاک سے ہو تو کیا مضائقہ قارون کا دھننا زمین میں اسپر دلیل ہے اور اسکو زمین شہہ ہو تو اسکو ایک بڑا ڈھیلا مٹی کا مارا جائے اور پوچھا جائے کہ کچھ چوٹ لگی یا نہیں فلاسیر معتبرہ سے ظاہر ہے کہ باتفاق ارباب مل و نخل عقلاے مکلفین تین عدد میں محصور ہیں ملائکہ بشر جن اور بدیل کان من الجن شیطان جن کی قسم میں داخل ہے لیکن جن اور شیطان کے وجود میں فلاسفہ کو کلام ہے یہ کہتے ہیں کہ اگر جنات اور شیاطین موجود ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا اجسام لطیفہ ہونگے یا کثیفہ بصورت اولیٰ افعال شاقہ کے متحمل نہیں ہو سکتے بلکہ ہوا کے جھونکوں سے انکے اجزاء میں تفریق اور تفریق پیدا ہوگی اور بصورت ثانیہ لازم ہے کہ دیکھ پڑیں جس طرح پہاڑ نظر آتے ہیں یا رعد و برق کی روشنی اور آواز مرنی اور سمعی ہوتی ہے اور دفعیہ یہ ہے کہ ماخن فیہ میں لطافت بمعنی سہلۃ الانتقال اور رقتہ القوام نہیں بلکہ بمعنی تشفیہ ہے اور کثافت بالضد اس ہنگام میں عدم تحمل افعال شاقہ اور تفریق و تفریق کو لطافت مستلزم نہیں جاسکتی کہ اجسام اپنی ذات میں سخت ہوں اور ترکیبات میں نرم اسبطح کثافت باین معنی مرنی ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ افلاک باوجودیکہ اجسام کثیفہ میں فلاسفہ کے مذہب پر مرنی نہیں درائے اسکے افعال شاقہ کے تحمل یا عدم تحمل اور قوام کی رقت یا عدم رقت میں ملازمت نہیں بلکہ دونوں میں جدائی ظاہر ہے

بیان صریح ہے کہ شیطان

دیکھ لو انسان کا قوام سنگ و آہن کے قوام سے کہیں رقیق ہو باوجود اسکے آدمی لوہے کے کوڑا و زنجیر
 توڑ دیتا ہے اور تحمل ایسے افعال شاقہ کا ہوتا ہے کہ سنگ و آہن باوصف غلط و کثافت اسکے تحمل نہیں کھتے
 اس تقریر سے فلاسفہ کے شبہ دفع ہوئے اور جن اور شیطان کا وجود ثابت ہو گیا ہے یہی ہدایہ بایں کا اور نص قرآنی
 اسکی مؤید ہے قولہ تعالیٰ واذکر فاما الیک نفر من الجن وقوله تعالیٰ واتبعوا ما تلو الشیاطین علی ملک سلیمان
 اور حضرت نے فرمایا کہ مدینے کے جن مجسمہ پرمان لائے اور فرمایا واما من احد الاولہ الشیطان یہ ہیں اور تلو
 اولہ عقلیہ بہت ہیں عمدہ دلیل یہ ہے کہ جب کسی پر جن یا شیطان مسلط ہوتا ہے رقی اور غرائم سے
 دفع ہوتا ہے کذا فی تبصر الرحمن اور ماہیت جن اور شیطان کی یہ ہے سعدن الجواہر میں ہے کہ جن اور
 شیطان علی القول الاصح جسم ناری ہیں مخلوق عناصر سے قال اللہ تعالیٰ والجان خلقناہ من نمل
 من نار لمسوم وقال حکا یہ عن ابلیس خلقنی من نار وخلقتمہ من طین اور لفظ شیطان کا ماخوذ ہے
 شیطان الشیء احرقہ سے کیونکہ شیطان جلانے والا ہے دنیا میں فرقت کی آگ سے اور عقلی میں
 عقوبت کی چنگاری سے اس تقدیر پر لفظ شیطان غیر منحصر ہے وہیہ الانظار یا ماخوذ ہے شطن سے
 بمعنی رسن طویل کیونکہ جیسا وہ طغیان میں بڑھا ہوا ہے ویسا ہی عصیان میں پیش قدم ہے اس تقدیر
 شیطان کا لفظ منحصر ہے وہو المختار ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر تہر کو شیطان کہتے ہیں خود جن کا
 جنس سے ہو خود انس کی جنس سے خواہ اور حیوانات سے قال اللہ تعالیٰ وان الشیاطین
 لیہوون الی اویسا ثم امی یشیرون واذ خلوا الی شیاطینہم الی اصحابہم وطلعما کانہم
 الشیاطین الی الحیات تفسیر کبیر میں ہے کہ حضرت عمر کو ایک مرتبہ کہیں مرکب پر سواری کا اتفاق
 ہوا وہ شوخی کرنے لگا اتر پڑا اور فرمانے لگا ہا تم کوئی الا علی شیطان نئے بھگو سوار کیا
 ایک شیطان سرکش پر اگر میں ہے کہ شیطان کا اطلاق کبھی صفات مذمومہ پر بھی آیا ہے چنانچہ
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ الغضب شیطان واضح ہو کہ ابلیس شیطان جنی کے
 کما اور فریب و طور پر ہیں ایک بہ نسبت خواہ اس کہ اسکو لغزش قدم اور ازلال کہتے ہیں چنانچہ
 مشہور ہے کہ ایک بار جناب سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ بنجم پڑھتے تھے اثناء قرات میں
 شیطان نے ومنات الثالثۃ الاخری کے بعد تک الغرائق العلی پڑھ دیا شکر کوں لے سنا
 اور خوش ہوئے حالانکہ آنجناب کی زبان سے ہرگز یہ کلمہ نہیں نکلتا تھا اور جو کوئی اس کلمہ کا
 تکلف حضرت کی زبان سے بیان کرتا ہے شیعہ ہو یا سنی سہ تاپا غلط ہے تفسیر کبیر وغیرہ میں
 صاف لکھا ہے کہ یہ قصہ سراسر باطل اور موضوع ہے قاضی عیاض نے اس قصہ کو ایسا مل

یہ جنس ہے
 کہ ابلیس جنی
 جن کی اول
 جنوں میں سے
 ہے
 اور لفظ کبیر
 عام ہے
 شیطان سلطنت
 میں سلطنت
 ہے
 یعنی جن میں
 کوئی نہیں کہ
 انکی طبیعت
 مذمومہ
 جان کرنا چاہئے
 ہذا اس سے
 ہون کا لگے
 بیان کو دیکھیں

اور بے اصل ٹھہریا کہ من بعدیکہ کو بھیج کی مجال باقی نہیں اور طبری شیعہ جامع مجمع البیان بھی
اس قصے کو غلط کہتا ہے زہرۃ الریاض میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشغول مناجات تھے
اور شہر ہزار فرشتے گرد شیطان نے مدخلت چاہی ورنہ کی راہ پائی زمین میں گھس گھسا اور
زیر قدم آ بیٹھا اور کہہ موسیٰ تم کس سے کلام کرتے ہو فرمایا دور ہو تو جس واسطے آیا وہ مرد
نہ پائیگا کہ سامین نے مراد پائی کہ تم مناجات سے باز رہتے تنبیہ الغافلین میں ہے کہ ایک روز
ابلیس مرد و عیسیٰ بن مریم سے کہنے لگا کہ تم بیشک مردوں کو زندہ کرتے ہو اور اندھوں کو بینا
اور کوڑھی کو چمکا تمہارے دم پھونکنے سے مٹی کی چڑیا بنتی ہے اگر زمین میں دعویٰ خدائی کرو
تو بجا ہی میرا شکر اعانت کریگا فرمایا اتنی طعون یہ مجھ سے از خود مجھ میں نہیں آئے صرف
اللہ کی عنایت ہے میں تیرے فریب میں نہ آؤں گا بول نہ اگر تو میری راہ پر نہیں آتا تو تیرے بہتے
اکثر لوگوں کو گمراہ کر دے گا ان سے تجھے خدا کا بیٹا کہلاؤں گا اور تیری مان کو خدا کی جو رتو بجو صلیب
کچھوڑوں گا اُسے صلیب چھوڑوں گا چنچنچہ ایسا ہی ہو کہ روم میں بارہ ہزار فرسخ تک نصاریٰ
اسی بلا میں مبتلا ہیں دوسرے عوام کی نسبت اسکو اضلال کہتے ہیں تہقیر میں ہے کہ ابلیس کی
ہمت انسان کے گمراہ کرنے میں مصروف رہتی ہے کہ ذات و صفات الوہیت میں اور اصرار
و خواہش نبوت میں لگاتا ہے اور امور یقینیہ مصادی بحث میں فکر کرتا ہے جون کی عبادت میں
تقرب الہی بتاتا ہے مصلیٰ کو دام مصدور یا میں پھنساتا ہے زکوٰۃ دینے والے کو فقر سے ڈراتا ہے
طاعت کو گراں ہار دکھاتا ہے معصیت کو سہاوا جتاتا ہے و علیٰ ہذا القیاس بعض تفسیرین میں ہے
کہ جس دم نماز کا وقت آتا ہے اپنی ذریت کو ابلیس پھیلاتا ہے وہ نمازیوں کو کام میں
بھلاتے ہیں اگر وقت جاتا رہا فوالمراہ والالتکاف وقت میں نماز پڑھتے ہیں بہ سبب
جلد ہی کے رکوع و سجود دعوات تسبیحات قیام قعود ہنگین ارکان نماز بخوبی ادا نہیں ہوتے
محتاج المسترشدین میں ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُسکے ہمراہ دشل شیطان پیدا
ہوتے ہیں جب وہ مرتا ہے تو دم واپسین شہر ہزار شیطان آگھیرتے ہیں اگر مشرف
بالموت سنت و جماعت کے اعتقاد پر ہے تو ہزار ہزار شیطان کے مقابل دشل و دشل فرشتے
مقرر ہوتے ہیں خاتمہ بخیر ہوتا ہے اور اگر مبتدع اور اہل ہوا ہے تو ہر دشا فرشتوں کے
مقابل ہزار ہزار شیطان مسلط ہوتا ہے خاتمہ ہر ہر ہوتا ہے والعیاذ باللہ اسرارہ الفاتحہ
میں ہے کہ یوزر کیا زاہد کے احتضار کا وقت آیا حسا عشرین نے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اُسے

دو مرتبہ اعراض کیا تیسری بار کہا لا اقول لوگون کو اندیشہ ہوا کہ اسکا ایمان کیسا زاہد نے
 آنکھیں کھولیں اور فرمایا اسوقت ابلیس پر تبلیس آب سرد لایا اور اصرار کرتا تھا کہ اسے
 نوش کر لیجے کو ٹھنڈک ہوگی اور سکرات موت آسان میں نے نہ پیا کہنے لگا کہ میں عیسیٰ بن مریم
 ہوں مجھکو ابن اللہ کہہ میں نے انکار کیا اور کہا استغفر اللہ تیسری دفعہ کہا اگر مجھکو
 ابن اللہ نہیں کہتا تو لا الہ پڑھ لے میں نے کہا لا اقول کیونکہ یہ آدھا کلمہ ہے اسمین الوہیت کی
 نفی مخلقتی ہے نہ وحدانیت کا اثبات یہ سنکر ہاتھ ملتا ہوا چلتا ہوا اب تم شاہد رہو کہ میں کلمہ
 شہادت پڑھتا ہوں اشہدان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جان بحق تسلیم کی انا للہ
 وانا الیہ راجعون تلج المذکرین میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں برصیصا نامے ایک زاہد تھا
 دو سو بیس برس سے عبادت حق کرتا تھا ساٹھ ہزار شاگرد اس کمال کے تیار کیے تھے
 کہ پانی پر چلتے اور ہوا میں اڑتے تھے ابلیس کو اس پر حسد ہوا ایک عابد کی صورت بنا کر
 حجرے میں آیات میں دن کچھ نہ کھایا نہ پانی پیا برصیصا فریفتہ ہوا اور کہا مجھے بھی اپنا شاگرد بنا
 بولایہ تو آسان ہے حق تعالیٰ کو غافر الذنوب سائر العیوب سمجھ اور مصروف گناہ ہو پھر خوف
 کھا کر مشغوف عبادت ہو برصیصا مانے کہا کو نساگناہ کروں کہا قتل کریا زنا کاری لیکن پیواری
 بہتر ہے برصیصا نے پیواری قبول کی ابلیس خوش ہوا کہ اسمین دونوں طلب جہل ہونگے
 پس شراب کی تلاش میں چلا ایک عورت جمیلہ شراب پیچتی تھی اُس سے شراب لی اور
 پیٹ بھر پی نشے میں آیا عورت سے ہنسا ہوا بدنامی کے خیال سے اُسکے شوہر کو قتل کیا
 ماحسد آتشکار ہوا حاکم نے پکڑا پیواری کی جزا اور زنا کاری کی سزا ملی خون کے
 بدلے سولی چڑھانے لے چلے ابلیس اُسی لباس میں آیا کہنے لگا کہ اگر مجھکو سجدہ کرے
 تو ابھی بچا لیتا ہوں برصیصا جاہل بے وقوف لے سجدہ کیا جب تو فاجر ہی تھا اب
 کافر بھی ہوا تب ابلیس نے کہا میں نے دو سو برس بعد تجھ پر قابو پایا میری ضلالت کا
 یہ ادنیٰ دام ہے اب تو جان اور تیرا کام آخر برصیصا دار پر چڑھا ابلیس بے جیاصحہ کو
 بڑھا حق تعالیٰ نے اس قصے کو قرآن شریف میں پڑھا کشتل الشیطان اذ قال
 للانسان اکفر فلما کفر قال انی برئ منک انی اخاف اللہ رب العالمین یعنی جیسے کہادت
 شیطان کی جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے میں الگ ہوں تجھے
 میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا ہر فائدہ عطا کر ہم اللہ نے فہمایا

ضرر برصیصا

کہ طریق اضلال میں ابلیس کے دو طریق عمدہ ہیں اول وسوسہ نفسانی و احیاء العلوم میں
لکھا ہے کہ جو چیز دل میں خطور کرتی ہو یا داعی الی الشہ ہو کہ اُس میں عقبی کی مضرت متصور
اسکو وسوسہ بولتے ہیں اسکا سبب شیطان پڑتا ہو یا داعی الی الخیر ہو کہ اُس میں
عقبی کی منفعت متصور اسکو الہام کہتے ہیں اسکا سبب ملک ہوتا ہو پس جس ولی میں
شرکی استعداد ہو اُسکا نام خذلان ہو اور جس دل میں خیر کی استعداد ہو اُسکا نام
توفیق ہو اس تحقیق سے واضح ہوا کہ انسان کا دل ہمیشہ ملک اور شیطان کے اپنے کھینچ میں
رہتا ہو اسی معنی کا اشارہ حدیث میں آیا ہے کہ القلب بین صبیحین من اصابع الرحمن اور یہ
کنایہ ہے سرعت قلب سے اسواسطہ کہ لغت میں اُبع و دُش ہو کہ جس سے کسی شے کی قلب جھل ہو
پس ملک اور شیطان کی وساطت سے حق تعالیٰ مناسب تقابوب ہو اور وسوسے سے اکثر آدمی غالی
نہیں کر مقام شکر ہو کہ اس اُست کے وسوسے پر گرفت و گیر نہیں ہو بلکہ اُسکو ایمان کا نشان بتایا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے شکایت کی یا رسول اللہ! ہم کو ناز میں وسوسہ ستاتا ہے
فرمایا اذکم محض الایمان یہی ہو خالص ایمان اسواسطہ کہ چروہین جاتا ہو جان مال ہو کذا فی معدن الایمان
جناب مرقوسی سے ماثور ہے کہ ہماری اور اہل کتاب کی ناز میں وسوسے کا فرق ہے کہ ہم کو
نازوں میں وسوسہ ہوتا ہے اور انکو نہ ہوتا تھا ابوبکر و راق نے فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان کو
کفار سے موافقت ہوتی ہے اُن سے خوش رہتا ہے اور ایماندار سے مخالفت اُن سے ناخوش
رہتا ہے اور شک نہیں کہ عمارہ مخالفت ہی کے ساتھ ہوتا ہے نہ موافقت کے ساتھ طریق دوم
جہل انسانی ہے چنانچہ اسرار الفاتحہ میں ہے کہ ایک زاہد جاہل سے شیطان نے کہا کہ
تو کیسا زاہد ہے کہ تجھ میں عقبی کی خوشی دنیا کی بوہی تیرا زہد جب پورا ہو گا کہ تو اپنی داڑھی
موچھ کو گرد و غبار سے آلودہ رکھ اور جسم کو اشیائے گندہ سے آگندہ تاکہ ریا کا خیال
بہ آوے آنکھوں پر بھوت لگا مٹی چڑھا کہ دنیا کی چیز اچھی نہ دیکھ پڑے زاہد نے بلا تماشائی
اپنی ہی وضع تراشی کسی عالم نے پوچھا ماہذا یا بطل زاہد نے اپنا ماجرا بیان کیا عالم نے
فرمایا ایسا الاحق الانق وہ شیطان برہمن خاندان ایمان تھا جا غسل کر اور جو ناز میں
ادا کی ہیں انکو از سر نو قضا کر عمار جہم اللہ فرماتے ہیں کہ وسوسے نفسانی کے مرض کا
عمدہ علاج ذکر خدا ہے اور عدم فکر عا سوا قال اللہ لا بدک اللہ نطمئن القلوب اور حدیث
شریف میں ہے کہ شیطان رکھتا ہے اپنے لشکر کو اولاد آدم کے دل پر پس اگر اس میں

وہی ہے جو
عقبی کی مضرت

وہی ہے جو
عقبی کی مضرت

علاج

یا دیکھا اُسے اللہ کو تو پہچانتے رہتا ہی شیطان اور جو بھول گیا اللہ کو تو اُس کے بڑھتا ہی
اور مغل لیتا ہی دل کو محققین کا اختلاف ہی کہ ذکر الہی کے وقت شیطان کا وسوسہ
بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہی یا نہیں کسی کا میلان بجانب اول ہی اور کسی کا رجحان جانب
ثانی اور بعضے قائل ہیں کہ ذکر کے وقت وسوسے کا غلبہ جاتا رہتا ہی اور اثر باقی رہتا ہی
اور بعضوں کا یہ مذہب ہی کہ ذکر قلبی کے وقت دم بھر وسوسہ منقطع ہوتا ہی اور بسبب
وسوسے کے دم بھر ذکر منقطع ہوتا ہی علی التعاقب واللہ اعلم کتب اجبار سے
منقول ہی کہ ایک شیطان بسمورت انسان ایک عالم باایمان کے پاس آیا کسا کچھ مسئلے
پوچھا چاہتا ہوں فہم یا پوچھ کسا وہ کون ایک ہی کہ دونہیں ہو سکتا فرمایا اللہ وحدہ
لا شریک لہ کتا وہ کون دو ہی کہ تین نہیں ہو سکتا فرمایا بدن اور روح کتا وہ کون چار
چیز ہی جو مخلوق نہیں فرمایا کلام اللہ یعنی کتب منزلہ اربعہ تو ثبوت ربور انجیل فرقان
کتا وہ کون پانچ چیز ہی کہ جمعہ کے دن پیدا ہوئی فرمایا بہشت و دوزخ آفتاب و مہتاب
ستارے کتا وہ کون سات چیز ہی جسکے سات سات حصے ہیں فرمایا آسمان زمین دوزخ
دنیا طوائف ایام قرآن کتا کس دن زمین آسمان بنے فرمایا ایک شنبہ کو کتا وہ
کون ہی جو بیٹ میں بیٹھا اور نکلا باوجود اسکے اُن دونوں میں نسبت نہیں فہم یا وہ
یونس بن مہی میں کتا وہ کون ہی کہ تین برس کا تھا اور بیٹا اسکا ایک سو مہین برس کا
فرمایا وہ غیر علیہ السلام تھے کتا کس کس چیز کے جوڑے ہیں فرمایا آسمان کا زمین آفتاب کا
مہتاب نہار کلیل جنت کا نار غبی کا دنیا آدم کا حوا ذکر کا انشی غشا کا فقہ ضحاک کا بکا
عافیت کا بلاسہ و رکاب غم صعود کا ہبوط شبیرین کا تلخ خیر کاشہ ثواب کا عذاب امن کا
خوف رضا کا غضب ایمان کا کفر حیات کا موت جوڑا ہی کتا سب انبیاء کتنے ہوئے
اور انہیں رسول کتنے اور مرسل کتنے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار انہیں تین سو تیرہ رسول
اور چار مرسل کتا ان تینوں میں کیا فرق ہی فرمایا نبی وہ جسکو سچا خواب ہو اور رسول
وہ جسے آواز سنی اور مرسل وہ جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہو لیکن کتا آدم حوا
ابلیس جتہ طاؤس کس زمین میں گرے ہیں فرمایا ہند جدہ ہابل بختان اقصائے ہند
کتا کیا سبب کہ بعضے آدمی کی داڑھی پٹے سفید ہوتی ہی اور سر کے بالی پیچھے اور بعضوں کے
بال عکس فہم یا کہ اول کی یہ وجہ ہی کہ ریش موضع ملامت ہی اور دوسرے کی یہ وجہ

بیان سرالذکر

کہ سر دیش برس ڈاڑھی سے بڑا ہی کہا کیا باعث عورت کے ڈاڑھی نمبین نکلتی نہ مایا نامردوں کو ان سے نفرت نہ ہو کہا جب گرمی آتی ہو جاڑا کسان جاتا ہی اور جب جاڑا آتا ہو گرمی کسان جاتی ہو فرمایا زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر اس لیے کہ جاڑوں میں کوئین کا پانی گرم ہوتا ہی اور گرمیوں میں سرد کہ سب سے زیادہ کسا قلب سخت ہی فرمایا کافر کا کہ سب سے زیادہ کس کا نرم ہی فرمایا مومن کا کہ تلخ ترکون چسپہ اور شیرین ترکون فرمایا حیات باذلت اور مات باعزت کہا اقل کون چیز ہی اور اکثر کون فرمایا اقل یقین ہی آدمی میں اور آدمی بے غم اور اکثر اسما سے الیم میں دنیا میں اور شک بنی آدم کہا بہت محتاج کون ہی فرمایا جو اللہ کو نہ پہچانے کہا بہت غنی کون چیز ہی فرمایا فصل کا باران کہا بنی آدم میں کتنے پانی ہیں فرمایا نو شیرین آب دہن ہی تلخ آب گوش شور آب چشم تھ آب بینی ترش آب عرق تھن آب بول غلیظ آب منی رقیق آب مذی جیپا آب و دی ان تینوں کو آب مرد کہتے ہیں جب انہیں نے جواب صاف پایا بہاکر ایک چھوٹی شیشی نکالی اور پوچھا کہ آیا اللہ قساور ہی کہ اس میں ہفت زمین اور ہفت آسمان و مافیہ سما کو داخل کرے فرمایا لا حول ولا قوۃ یہ تو کیا اللہ قادر ہی کہ ایسے سات سو عالم کو اس میں داخل کر کے تیری ذہنی آنکھ میں ڈالے اور بائیں آنکھ سے نکالے یہ بات کہی اور اس کی آنکھ میں انگلی ماری آنکھ پھوٹ گئی شیطان پھوٹی پھوٹی کتا بھاگا عالم خدا کا شکر بجالایا معلوم ہوا کہ ابلیس کے شر سے علم بچاتا ہی اور جبل انسانی کا مرض کا بہترین علاج علم ہی بعض کتب میں اہل تجربہ سے منقول ہی کہ شیطان بد مال سے نجات کی صورت یہ ہی کہ اس کے محبوب الاشیاء اور محبوب الاشخاص کو مبغوض رکھے او بالعکس کو محبوب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا تو مجھ پر بھی کبھی قسا ہو پاتا ہی کہا نہیں مگر اس وقت کہ تو بھر پیٹ کھاتا ہی کہ نماز اور ذکر میں گونہ کاہلی ہوتی ہی فرمایا قسم بخدا کہ آج سے پیٹ بھر نہ کھاؤنگا معلوم ہوا کہ پڑھی شکم محبوب الاشیاء ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ محبوب تر تیرے نزدیک اور مبغوض تر کیا ہی کہا چلا کے ذکر کرنا دکھلانے کو اور نماز پڑھنا حضرت موسیٰؑ نے اس ملعون سے پوچھا کہ کس گناہ کے سبب تو بنی آدم پر غالب آتا ہی کہا جب کوئی خود نمایان کرتا ہی اور عمل خیر خلیل کو کشیدہ جانتا ہی اور اپنے گناہوں کو

بھول جاتا ہی ابن ابی الدینا نے مکائد الشیطان میں ابن عمر سے روایت کیا کہ ایک دن ابلیس موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ اے موسیٰ تم کلیم اللہ ہو اور میں ائیم اللہ اگر تم میری شفاعت کرو تو میں توبہ کروں حضرت موسیٰ نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں ارشاد الہی ہو کہ تمہاری شفاعت سے توبہ ابلیس کی قبول ہوگی مگر اس سے کہو کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے حضرت موسیٰ نے ابلیس سے فرمایا اُس نے کہا اب تیرے کو کیسا سجدہ کروں جب زندہ تھے تب تو میں نے سر نہ جھکایا بعد اُسکے ابلیس آیا اور کہا اے موسیٰ شفاعت کے سبب تمہارا حق مجھے ہی اسیلے میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اُمت کو تعلیم کرو ورنہ یہ کہ مجھ سے تین وقتوں میں جسے دار رہے ایک حالت غضب میں دوسرے حالت جنگ و جدل میں تیسرے غلوت زن نامحرم میں کیونکہ وقت غضب میں آدمی کے بدن میں گھس جاتا ہوں اور لڑائی میں خیال زن و فسر زند دل میں ڈال کر بھگاتا ہوں اور غلوت زن نامحرم میں مشاطہ بنتا ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے جب طوفان سے نجات پائی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے استغفار کیا کہ بنی آدم میں بدترین اخلاق کون ہی اُس نے کہا صاحب حرص کبیر بخل دیکھیے جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو سب فرشتے سجدے میں گرے میں بسبب حسد کے محروم رہا کہ شیطان کہلایا اور ہر گاہ خد او ند کبریا نے آدم کو بہشت میں جادی جملہ نعمت عطا کی ایک درخت سے نہی فرمائی آدم حص کو کام میں لائے اُسے کنا بسا نکالے گئے اور جب مالک الملک و الملکوت نے جنت کو پیدا کیا تو فرمایا انت محرمۃ علی کل جبار و تجسیل اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ ہیں ابلیس کی محبوب چیزیں اور اُسکی مبعوض چیزیں انکے خلاف میں متصور ہی اور اُس ملعون کے بغوض الاشیاء بہت ہیں وہب بن نمیر کہتے ہیں کہ ابلیس ایک دن حضرت سید ابراہیم کے دربار میں حاضر ہوا اسجناب نے فرمایا اے پرفتن تیرے دشمن کتنے ہیں عرض کیا کہ اول سب کے سردار میرے خارج کار آپ ہیں بعد ازاں بادشاہ عادل غنی متواضع تاجسر صادق عالم متخشع موٹمن ناصح عاصی تائب حاشا فظ صلوۃ مشورع عن المحرام دائم الطہارۃ کثیر الصدقات حسن الخلق کمال القرآن قسائم اللیل اور نافع الخلق پھر حضرت نے فرمایا تیرے دوست کتنے ہیں التماس کیا کہ ان پند رہوں گروہ کے خلاف واسلے

اور شارب الخمر زنا کا رتیتم کا مال کھانے والے سود خوار مانع الزکوٰۃ طول اہل واسلے
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ مسلمان پانچ بلا میں گرفتار رہتا ہے ایک یہ کہ دوسرا مومن
 اُس پر مسد کرتا ہے دوسرے یہ کہ منافق اُس سے بغض رکھتا ہے تیسرے یہ کہ دشمن اُس سے
 مقابلہ کرتا ہے چوتھے یہ کہ شیطان اُس کو گمراہ کرتا ہے پانچویں یہ کہ نفس اُس کو فریب دیتا ہے
 پس بحکم اس حدیث کے مومن اغوا سے نفس اور اضلال شیطان میں اگرچہ ہمیشہ
 گرفتار ہے اور اُس کے دفیعی کی تدبیر بھی ارشادات الہیہ میں مذکور ہے با این ہمہ بد زنتہ بفضل الہی
 درکار ہے اسرار الفتاح میں لکھا ہے کہ شیطان مردود ہے سمجھتا ہے کہ کئی جیسے دن میں میری
 خوشنودی ہو حالانکہ نظر بفضل خمداد وہ اُس کے حق میں موجب مذہمت اور نابہودی ہے
 از انجملہ ایک یہ کہ شیطان جانتا ہے کہ مومن کو اُس کے نقد ایمان کے ساتھ
 لے بھاگتا ہوں اور یہ جب نہیں رکھتا کہ اُس کی سزا عشت ہے حقہ میں صاف مصرح ہے کہ
 جو کوئی کسی کے غلام کو مع مال بھگا لیجائیگا جان بسایک غلام اور مال مولیٰ کی ملک سے
 نہ ٹھیک چور گرفتاری کے بعد سزایاب ہوگا اسی طرح شیطان مارا جائیگا اور مالک الملک اپنے
 بندے کو مع ایمان مسترد فرمائیگا دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ مین نے انسان کو نجاست عیوان میں
 آلودہ کیا لیکن یہ خبر نہیں کہ اُس میں اور انسان میں یہی سبب ہوگا جدائی کا فقہ میں
 مذکور ہے کہ حریہ اگر دار الحرب میں مسلمان ہو جائے اور تین حیض گزر جائیں تو اُس میں اور
 اُس کے شوہر میں جو اول تھا مفارقت ہو جائیگی اور شوہر ثانی سے یہ حیض موجب موصالت
 پڑیگا۔ تیسرے یہ کہ وہ مغرور ہے کہ مین نے انسان کو دام عصیان میں لیا اور یہ نہیں سمجھتا
 کہ یہی باعث ہے اُس کی رہائی اور غرق کا حتیٰ کہ فقہ میں لکھا ہے کہ آدمی مسلمان کو مول لیکر
 خوش ہوتا ہے کہ مین نے اہل اسلام کو غلام بنایا حالانکہ وہ غلام نہیں آزاد ہے کیونکہ فقہ میں
 مذکور ہے کہ مسلم کافر کے ذل میں نہیں رہ سکتا چوتھے یہ کہ وہ بغلیں بھاتا ہے کہ مین نے
 بندے کو گمراہ کیا اور یہ جب نہیں کہ یہی وسیلہ ہے اُس کی نجات کا فتاویٰ ظہیرہ میں
 موجود ہے کہ اگر کسی کا کتا بورا یا ہواراہ چاتون کو کاٹتا ہو یا کپڑے پھاڑتا ہو تو راہ گیروں کو
 جائز ہے کہ اُس کو ماریں اور جو نہ ماریں اور اُس کے لئے کسی کو کاٹنا یا کپڑا پھاڑنا
 بھاگ کر اپنے مالک کے پاس پناہ لی تو مالک پر عثمان اور ڈانڈا ہے پس اس حکم کے موافق
 شیطان ایک سنگ گزندہ ہے کہ تعوذ کے سبب سے اپنے مالک کے پاس پناہ لیکشا ہے

اس ہنگام میں اگر کسی کو بداندان اغوا کا ٹیگا یا بعنوان عصیان کسی کے لباس تقویٰ کو
 پھاڑیگا تو بحکم شرع مالک کے ذمہ کرم پر ضمان ہی پانچویں یہ کہ کبھی شیطان بے ایمان
 لوگوں کو گناہ پر اکرا دیتا ہے مگر اس سے آگاہ نہیں کہ وبال اس گناہ کا شیطان ہی پر
 پڑتا ہے مسئلہ فقہیہ ہے کہ مکہ کا فعل جانب مکہ منسوب ہوتا ہے یہی سبب ہے جب حضرت آدم
 اور حوا باغواے شیطان شجرہ منیہ کے مرتکب ہوئے تو اللہ صاحب نے اس فعل کو جانب
 شیطان نسبت فرمایا کہ فازلما الشیطان اور یوسف نے بھائیوں کی نسبت کہا کہ من بعد
ان نزع الشیطان یعنی وہیں اغوا اور موسیٰ علیہ السلام نے جب قبلی کو مارا فرمایا ہذا من
عل الشیطان اور یوشع نے جب مچھلی مٹی ہوئی کو نپایا فرمایا انسانہ الا شیطان اور ایوب کو جب
 شیطان نے ستایا فرمایا انی مستی الشیطان بخصب و عذاب اسی طرح احادیث کی لڑائی میں جب
 صحابہ کو لغزش قدم ہوئی تو اللہ سبحانہ نے اس زلت کو شیطان کی طرف نسبت فرمایا
انما استزلکم الشیطان بعض ماکبوا علی ہذا القیاس بعض کتب تذکیر میں مرقوم ہے کہ ہر گاہ
 ایسی عنایت ایزدی بندوں پر مبذول ہو تو اسی کا مقتضا ہے کہ بعض انجسار میں وارد ہے
 کہ قیامت کے دن جب یہ مردود و اصل جہنم ہونے لگیگا عرض کریگا اے خدا تو عادل ہے
 ظالم نہیں امیدوار ہوں کہ جن لوگوں نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی ہے
 وہ بھی میرے ساتھ ہوں تب علمائے محمدیہ کو خطاب ہوگا کہ اگر کسی زمین کو ایک فضول
 غصب کیا اور کچھ اسیمن بو دیا غلہ پیدا ہوا شریعت کے موافق اس غلہ اور زمین کا
 مالک کون ہے علما بالاتفاق التماس کریں گے کہ اتنی تو عالم ہی تجھ سے زیادہ کسکو
 علم ہے ہم یہ جانتے ہیں کہ غلہ بونے والے کا اور زمین مع ضمان مالک کی ہے حکم ہوگا
 یا معشر الاولین والآخرین آگاہ ہو کہ یہی میرا حکم ہے شیطان اور بندوں کے درمیان
 کیونکہ بندوں کے دل میری ملک ہیں ہنزلہ زمین مالک شیطان غاصب نے اسیمن
 و سو سے کا تخم بو یا عصیان کا غلہ پیدا ہوا اب میں نے وہ غلہ شیطان کو دیا اور اپنی
 زمین یعنی دلمائے مومنین کو اُسکے قبضہ غصب سے چھڑایا اور لعنت کا ضمان اُسپر
 بڑھایا پس مومنین اہل عصیان کے تمام گناہ شیطان پر لا دے و زخ میں لیجائیں گے
 اور انکو گناہوں سے پاک کر کے جنت میں پہنچائیں گے جو اہر التفسیر میں مرقوم ہے کہ ایک
 عارف کامل نے ابلیس ملعون سے پوچھا تو نے آدم کو کس لیے سجدہ نہ کیا میں آدم سے

التماس شیطان

بہترین آدم کے سجدے سے مجھے ننگ آیا عارف نے فرمایا اسی بد بخت تو دو شخصوں میں دلائلی
 کر کے زنا کر دانا ہی اس میں تجھے شرم نہیں آتی اور ایسے شخص کے سجدے میں جسے خدا نے
 اپنے یہ قدرت سے بنایا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور تجھ کو اس کے سجدے کا حکم دیا ننگ کرتا ہی
 آدم کا کچھ نہیں بگڑا تو ہی سخت اور کبر کے سبب برباد ہوا اسے بود عکس جمال حضرت پاک
 اگر ابلیس پہ نبرد چہ پاک ؟ گزینہ آئینہ آئیں بود از چہ روشد فرشتہ را سجود و ہر روایت صحیحہ
 ثابت ہو کہ ثلوث میں تک اور بعض روایات میں پانچ سو برس تک سجدے کی تہذیب تھی کہ سجدے سے
 اور ابلیس مردود کھڑا کھڑا دیکھتا رہا جب فرشتوں نے سر سجدے سے اٹھایا تو اس کو مردود
 مطرود کھڑا ہوا دیکھا اور پھر سجدے میں گرے یہ سجدہ شکر کا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمو اس
 بلا سے نافرمانی سے بچا یا حدیث شریف میں ہے کہ جب مسلمان آ یہ سجدہ پڑھتا ہی اور سجدہ میں
 گرتا ہی تو ابلیس ایک کنارے جا کر روتا ہی اور افسوس کرتا ہی کہ بنی آدم کو حکم سجدہ ہوا
 وہ بجا لایا بہشت اس کی جگہ ہوئی اور مجھ کو حکم ہوا میں نے نہ مانا دوزخ میری جگہ ہوئی
 تفسیر جو اہرمن ابن المنذر سے روایت ہے کہ اول اس عالم میں گناہ جو ہوا وہ حسد ہی
 ابلیس مردود کا بالجلد بعد مردود ہونے ابلیس کے آخری یوم جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو
 فرشتے تخت شاہانہ پر بٹھلا کر بہشت میں لے گئے جب آنجناب بہشت میں آئے تو ہوا
 خوش اور فضاے دلکش اور میوہ ہائے لطیف اور شربتہائے طریف آمادہ پائے تو بقضائے
 ۵ ہزار شربت شیرین و میوہ مشوم و چنان مفید نباشد کہ بوے صحبت یار و انیس
 جلسیں رفیق باتوفیق کی تماشائیں پریشان اور حیران ہوئے خالق لایزال نے رحم
 فرما کر بائیں پہلو سے حوا کو پیدا کیا یہی سبب ہے کہ عورتیں آرام میں رہتی ہیں اور مرد ہموم
 و آلام میں کیونکہ خلقت حوا جنت میں ہوئی اور خلقت آدم سنگستان میں یہ مقام تکلیف
 و غمست ہے اور وہ محل راحت و عشرت تفسیر جو اہرمن تفسیر طبری سے نقل کیا ہے کہ اس
 واقعے میں آدم علیہ السلام بائیں خواب و بیداری کے تھے اس لیے کہ خواب بہشت میں نہیں ہے
 اور حکمت یہ تھی کہ اگر آدم جاگتے ہوتے تو پہلو کے چاک کرنے سے رنج پہونچتا اور حوا سے
 دشمنی ہو جاتی اور جو خواب خالص ہوتی تو حقیقت حوا سے ناواقف رہتے اور مہربانی نہ کرتے
 یہ اشارہ ہی اس طرف کہ اسی آدم تیرا متصود اور مطلوب تجھی میں ہی تو اپنے عالم وجود میں

سجدہ فرشتگان

نفس سحر آمیز

نظارہ کر کے جمیع مقاصد اسی وجود سے حاصل ہونگے۔ اندر شکر نیابی ذوق نبات عشق و این چاشنی ہم از لب و دندان خویش جوے و مقصود ہر دو عالم و مطلوب ہر دو کون و ازان این جوے ہم از جان خویش جوے و اور حضرت استاد الالہیہ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تنہا پھرتے تھے اور حیوانات ارضی کو غیسہ جنس دیکھ کر متوحش تھے اور یہ آرزو کرتے تھے کہ اگر کوئی ہم جنس ہوتا تو اسکی صحبت سے انسیت حاصل ہوتی خالق لایزال نے اس خواہش پر رحمت فرمائی اور دوسرے دن روز جمعہ حالت خوابین فرشتوں سے بایان پہلو پاک کرا کے ایک عورت خوبصورت پیدا کی اور پہلو کو پھر ملایا مگر کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوئی جب آدم علیہ السلام جاگے تو دیکھا کہ پہلو میں ایک ہم جنس موجود ہے پوچھا تو کون ہے نہ اہوئی کہ یہ ہماری کنیز ہے تو انا میری انسیت کے واسطے پیدا کی گئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے ہاتھ لگانا چاہا ارشاد ہوا کہ بلا ادا سے میرا سے ہاتھ نہ لگانا تم اس کیسا کہ اسکا مہر کیا ہے حکم ہوا کہ محمد مصطفیٰ اور اسکی آل پر دس مرتبہ درود بھیج عرض کیا محو کون ہیں ارشاد ہوا کہ خاتم الانبیاء اگر اسکی پیدائش منظور نہ ہوتی تجکو پیدا نہ کرتا الحاصل آدم نے دس مرتبہ درود بھیجا اور فرشتوں کی گواہی سے عقد نکاح منعقد ہوا اور اسی دن آخر روز جمعہ فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو لباس شاہانہ پوشانی خانے خاص سے پہنا کر اور خا کو زیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت زرین پر مانند بادشاہان بشلا کر بہشت میں داخل کرو اور جو اہر النفسیہ میں کعب اجار سے روایت ہے کہ خا کو ماہین کہ وظائف ظاہر کیا ہے اور بعض کے نزدیک دروازے بہشت پر اور بروایت ابن عباس رضی اور ابن مسعود صورت خا بہشت میں ظاہر ہوئی ہے اور بہشت میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ درمیان بین اور فلسطین زمین پر تھی اور بعضے مابین فارس و کرمان کہتے ہیں اور دلائل اسکے آئندہ بیان ہونگے ہاجلہ حضرت آدم اور خا کو ارشاد ہوا کہ بہشت میں رہو مگنا قال فی سورۃ البقرۃ قلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنی کتنا ہم نے ای آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں یعنی ہر چند کہ ہننے تجکو خلافت زمین کے واسطے پیدا کیا ہے لیکن وضع خلافت اور آئین ریاست اور طریق عمارت اور طرز زراعت بلا سکونت جنت غیر ممکن ہے اب لازم ہے کہ باغبان کی طرح سکونت اختیار کر کے زمین افتادہ کے جوتنے اور بوسنے کا طریق اور درخت جمانے اور پھیلانے کی وضع اور پانی پہونچانے اور سپھنے

نشان بہشت

اور گھوڑے کا طور اور زناوہ بنانے کا انداز دریافت کر اور اپنی قوت خیالیہ میں بخوبی محفوظ کر کہ عمارت زمین میں کام آویگا مگر یہ کام تنہا تجھے انجام نہوسکیگا تیری عورت بھی تیرے ساتھ ہو دو وجہ سے ایک یہ کہ جو باتیں خانہ داری کی مثل آرایش و صفائی مکان وغیرہ سے ہیں وہ دریافت کر لے اور زمین پر اُسکے مطابق کار بند ہوتا کہ تعمیر و کورا اور انوٹی دونوں متحقق ہوں کیونکہ اگر وہ ان امور سے واقف نہوگی تو زمین ایسی نظر آویگی جس طرح گھر بے عورت کے یا گھر مع زن بے عقل کیونکہ عورت کا کام مرد سے بخوبی سرانجام نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ آدمی وطن اپنا اُسی مکان کو جانتا ہے جہاں زن و فرزند ہوں اگر وہ ہمراہ نہوگی تو استقرار ممکن نہوگا اور جب یہ نہوا تو حقائق عالم معلوم نہوگے اور تم دونوں صرف دیکھنے بھالنے کو نہ ہو نکلا منہا رغدا حیث شہما کھا و اُس میں محفوظ ہو کر جس جگہ چاہو تاکہ منافع و مضار ہر شے کے معلوم ہو جائیں فائدہ ارشاد الی اللہ کہ میں یہ کہ بہشت ایک باغ تھا بندہ دستان میں پس اس قول پر سہوٹ آدم علیہ السلام گویا انتقال مکانی ہوا اور میلان قاضی بیضاوی کا اس طرف ہی اور دلیل یہ ہے کہ جو کوئی بہشت میں جاتا ہے پھر نہیں آتا کہا جاوے و ما ہم عنہا بخا جین اور یہی امر و نہی آدم پر صادر ہوئی اور یہ دونوں دنیا میں ہیں اور یہو علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ بہشت اُس عالم کی مراد ہے اور عدم خروج سے یہ مراد ہے کہ جب جزا کے واسطے جاوے ورنہ خازان بہشت ہمیشہ نکلتے بیٹھتے رہتے ہیں اور شب معراج میں حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے کذا فی الجہان اور امر و نہی خازان بہشت پر صادر ہوتی ہیں بالجملہ بعد صد و حکم دخول بہشت و توسل اہل قریب و طریق اباحت ارشاد ہوا و لا تقر بالمد الشجرة فکونامن الظالمین یعنی نہ جاؤ پاس اس درخت کے پھر تم ہو گے بے انصاف یعنی باوصف اس وسعت کے نزدیک نہو جو اس درخت کے اور اگر اُس کے قریب گئے یا کچھ اُس میں سے کھایا تو مخالفت حکم سے ظالم ہو جاؤ گے کیونکہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور حق مالک کا ملوک پر یہ ہے کہ مالک کے حکم سے سر مو تجاوڑ نہ کرے اور وہ درخت موافق اکثر روایات درخت گندم تھا چنانچہ مختار اکثر صحابہ مفسرین کا یہی ہے اور عبد اللہ ابن مسعود و سعید ابن جبیر و سدی کے نزدیک انکور ہے اور ایک روایت علی مرتضیٰ میں کا ہے اور قتادہ ابن جوع کے نزدیک انجیر اور یزید ابن عبد اللہ ابن قسط سے ابو الشیخ نے ترجیح روایت کیا ہے اور کلبی و دینوری سے روایت ہے کہ ایک درخت معین تھا وسط جنت میں جسکو شجرة العلم بولتے تھے کہ جو اُسکو کھاتا تھا اُسکا علم بڑھتا تھا کذا فی الزاہدی و المفنی لیکن شہو گندم ہے

شیطان دوم

والہ اعلم الغرض آدم وحواء ریاض بہشت میں آرام کرنے لگے اور شیطان دخول بہشت سے محروم ہوا اور چونکہ دوری و مجبوری شیطان صرف انکار سجدہ آدم سے تھی اس باعث سے عداوت قاطبہ دل میں رکھتا تھا اور اس گھات میں رہتا تھا کہ کسی طرح انکے کارخانے میں دخل کروں اور سنگ تفرقہ معرفت میں ڈالوں اور بسبب اسکے کہ بیشتر خزانچی بہشت تھا اہل بہشت اُسکو چاہتے تھے تو گاہ گاہ دروازے پر جاتا یا حوالی بہشت میں گذر کر تا اور اپنے ملاقاتیوں سے کیفیت آدم وحواء پوچھا کرتا یہاں تک کہ اُسکو یہ خبر ملی کہ ایک درخت کے کھانے سے ممانعت ہوئی ہے تب سوچا کہ اب تک کسی نوع کی تحلیف نہ تھی ہر طرف سے اطلاق و اباحت کی دھوم تھی میرا کروچیلہ کارگر نہوا اب البتہ یہ جملہ مد نظر ہوا کہ نافرمانی و زلت تنگی و احتیاج میں زیادہ ہوتی ہے تب یہ تدبیر سوچا کہ اول ملاؤس کو سکھایا کہ تو آپ کو آراستہ کر کے آدم وحواء کے روبرو رقص شروع کر اور اپنے فعل و تماشے میں لگا کر دیوار بہشت بکلا اُسے شیطان کے دم میں آکر ایسا ہی کیا تب یہ مرد و سانپ کے پاس آیا اور سانپ وواب بہشتی میں بوضع شترخو بصورت تھا اُس سے کہا اگر مجھے بہشت میں جانے دے تو میں تجھے بنی آدم سے بچاؤنگا لہذا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جہان کمین سانپ کو دیکھو مارو تاکہ حمد ابلیس ٹوٹ جائے چنانچہ ابلیس سانپ کے منہ میں داخل ہو کر داخل جنت ہوا بعض کہتے ہیں کہ دربانان بہشت نے روکا تھا مگر انکو حکم قطعی پہنچا کہ منع نہ کرو بہر وقت قدیر ابلیس بہشت میں درآیا اور اغوائے آدم وحواء پر مستعد ہوا چنانچہ ایک وقت آدم تخت عزت پر بیٹھے تھے حور و غلمان حاضر تھے زبان پر جاری ہوا کیا خوب مکان ہے اگر دارالخلد ہو ابلیس نے یہ بات فہیمت جانی اور ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ کر رونے لگا حوروں نے آواز گریہ بہشت میں نہ سنی تھی پریشان و ورطین حضرت آدم وحواء بھی متعجب و دڑے جب اُس مجمع مکرو فریب کو دیکھا پوچھا کون ہے بولا ملک مقرب ہوں تمہارے حال پر روتا ہوں تم اپنا مال کار نہیں جانتے ہو فرمایا نہیں کہا اس تعلیم پر مغرور نہ ہو آخر موت ہے فرمایا موت کیا چیز ہے اسی وقت جانور مردہ کی صورت بن گیا اور مانند مختصر تر پنے لگا بجز معاینہ حالت موت خوفناک ہوئے اور پوچھنے لگے کہ علاج اسکا کیا ہے جو اس حالت محفوظ رہیں ابلیس نے کہا اہل ادلگ علی شجرۃ الخلد و ملک لایملی یعنی میں نشان دون تکو درخت امی اور ملک باقی کا کہ جو کوئی اُسے کھائے ہرگز نہ مرے اور بادشاہت اُسکی فانی نہو فرمایا وہ درخت کون ہے اُسے شجرۃ ممنوعہ کا نشان دیا فرمایا یہ تو درخت فنا ہے نہ شجرۃ بقا اللہ تعالیٰ نے اسی کی نزدیک سے مجھے دکھائی

اگر آسمین یہ نفع ہوتا تو ہرگز منع نہ فرماتا البیس بولا کما جاز فی القرآن وقال فانکم ما عن ہذہ الشجرۃ الا ان کونا
 من الخالکین یعنی بولا تمکو جو منع کیا ہی تمہارے رب نے اس درخت سے مگر یہ کہ میں ہو جاؤ فرشتے یا ہر
 ہمیشہ جینے والے یعنی ضرر کے لحاظ سے منع نہیں کیا ہی بلکہ اس لیے کہ تم مانند ملک ہو جاؤ گے یا حتیٰ میں ہو
 کھانے پینے جو رد لاؤں کی خواہش نہ ہوگی اور حالت ملک یہ لائق خلافت نہیں اس لیے خدا کو منظور ہو کہ تمکو
 فکرون میں ڈالے اپنی یاد سے غافل کرے اور کار خلافت تم سے لے دھت ارادہ یہ ہو کہ تمکو دور
 کرے اور اس درخت کا کھانا موجب قرب ہو سو یہ نہی ایسی ہو جیسے بادشاہ کسی شخص کو مہم پر بھیجے اور
 خدمات حضور سے منع کر دے چاہل یہ کہ یہ نہی تنزیہی ہو اسکی مخالفت واسطے حصول مرتبہ صفوت کے مقنا
 نہیں اس تقریر سے آدم وحو کو تردد ہوا فی الجملہ دونوں کی رضادل میں پائی گئی اسی دم شیطان نے
 قسم کھائی کما قال اللہ تعالیٰ و قاسمنا الی کما لمن التناحین یعنی قسم کھائی اُن سے کہ میں تمہارا دوست ہوں
 خیر خواہ کیلئے کہ میرے ہاتھ سے تمہاری نسبت سو راہی ہوئی ہو کہ میں نے تمکو سجدہ کیا ماعون ہوا
 اب یہ چاہتا ہوں کہ لوٹ بے ادبی دامن دل سے دھوؤں اور ایسا مرتبہ تمکو حاصل ہو کہ مدت اہمیر
 شاکر ہو سو حضرت آدم قسم البیس پر مغرور ہوے اور دل کو اتباع سخن پر رکھا تب البیس بولا کما اگر
 دولت ابدی و ملک سرمدی کی خواہش ہو تو اس درخت سے چند دانے تناول فرماؤ اس کلام
 حضرت آدم کو اندیشہ معانیان و فراموشی نے غلبہ کیا معاملہ نہی سے غافل ہوے اور زلت میں
 پڑ گئے اسی جگہ سے قیاس کر کے ابوبکر و راق رحم فرماتے ہیں کہ نصیحت قبول کرنا چاہیے مگر ایسے شخص سے
 جسکے دین و امانت پر اعتماد ہو اور کچھ نصیحت کرنے میں اُسکو اپنا حظ نفس نہ ہو یعنی کمال احتیاط کرنا لا
 ہمیں تو ایسی ہی بلا میں پڑ جائیگا فائدہ اعتقاد صحیح و درست یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو عصیان سے
 معصوم جانا واجب ہو اور قصہ ابوبشر علیہ السلام کو محمول بریایان و فراموشی کرنا لازم چنانکہ ارشاد
 ہوتا ہو و لقد عهدنا الی آدم من قبل فسی و لم نجدہ عزما یعنی ہم نے تعہد کر دیا تھا آدم کو پیشتر سے پھر
 بھول گیا اور نہ پائی ہم نے آسمین کچھ بہت اور فراموشی کا کچھ تعجب نہیں ہو اس لیے کہ حکم نہی قربت شجرہ
 تا اکل پانسو برس گزرے تھے پھر اگر اس مدت دراز میں کوئی بات فراموش ہو جائے تو قریب قیاس ہو
 با اینہما حضرت آدم نے اس نہی کو نہی منفعت جانی تھی نہ ہی منقصت یا اس منع کو راجع بشجرہ معینہ
 جانتے تھے نہ علی العموم خواہ یہ سمجھتے تھے کہ قربت درخت کی ممنوع ہو نہ اُسکا ثمر کھانا چنانکہ مروی ہو
 کہ آدم علیہ السلام خود درخت کے نزدیک نہیں گئے تھے تو اُم البشر جا کر توڑ لائی تھیں اور طرفہ تر یہ ہو
 کہ درخت ممنوع القرب تمام اشجار جنت سے زیبا و خوشنما تھا اور جس مقام پر حضرت آدم و حوا اجلاس

بایں اعتقاد و تعہد آدم
 بپاک و بپاک و بپاک
 بپاک و بپاک و بپاک

فرماتے تھے اسی طرف کی کیار یوں میں اگتا تھا اور بزبان حال گویاں سے کہن در بن چمن
 سر زلفش بنجور و کی چنانچہ پرورش میدہند پر ویم الغرض جب حضرت آدم کا توجہ فی الجہا پائی گیا تو حضرت
 حوا نے پیشقدمی کر کے چند دانے توڑ کر کھائے اور اُسکے مزہ سے حضرت آدم کو مطلع کیا آنجناب نے بھی
 حوا کے اصرار سے دو تین دانے تناول فرمائے اور بعض تفاسیر میں ہے کہ سات خوشے قرآنے توڑے یک
 کھایا دوسرا رکھ چھوڑا پانچ حضرت آدم کے پاس لائین آنخون نے اٹھا کر کھا حوا نے اُسکے مزے کی بہت
 تعریف کی آنجناب نے ملاستہ کیا کہ فرمایا ای حوا تو نے عبد خدا فراموش کیا حوا نے کہا ای آدم حمت آتی
 ایہ منفرت ہے تب حضرت آدم نے کئی دانے کھائے میں کہتا ہوں کہ یہ قول کسوت صحت سے عاری ہے
 اور صحیح یہ ہے کہ بفراسوشی حمد خدا باصر حضرت حوا الغرض قدم واقع ہوئی اور بھی قسم ابلیس سے دو کھا
 ہو گیا کما قال اللہ تعالیٰ فازلہ الشیطان عنہا فاخرجہما ما کا نافیہ یعنی لغزش دی اُن دونوں کو شیطان نے
 اُس درخت کے پرہیز سے اور اس تدبیر سے اخراج آدم و حوا میں مصروف ہو کر نکال ہی دیا اس چیز سے
 حسین وہ دونوں تھے فائدہ فصحا کے کلام میں اسطرح کا ایہام بروجہ تعظیم آتا ہے یعنی جو کچھ کہ بہشت میں
 انکو بیست تھا اُس قسم میں نہیں ہے جسکی صفت کوئی کر سکے بالجمہ لغو راکل جوب تان کر مح فرق عزت سے گیا
 اور لباس رضوانی جسم نورانی سے آ کر گیا کما اشار الیہ المولوی سے حاد ہاے خلد ازوے کندہ شدہ ہیچو
 گندم برہندہ گندہ شدہ مدارک میں ہے کہ حاد بہشت بصورت ناخن تھے نشان انکاب تک بنی آدم کی
 انھیکون میں موجود ہی اور اثر اسکا یہ ہے کہ ہنسی کے وقت جو کوئی اپنا ناخن دیکھتا ہے ہنسی بند ہو جاتی ہے
 آخر کار حضرت آدم و حوا حالت برہنگی دیکھ کر غایت حسرت سے زار رونے لگے اور شجارت سے اپنی
 سبے برگ دلوائی بیان کرنے لگے لیکن کسی نے توجہ نہ کیا بلکہ جس درخت کے پاس گئے اُسے بخوف خدا
 اپنا سر اٹھایا نا جان جن جنات میں دوڑتے پھرتے تھے اور نہایت پشیمان تھے دفعۃً حکم ربلا بابا ہونچا
 کہ ای آدم تو مجھے بھانڈا ہے آدم نے اتناں کیا کجا روم کہ بغیر از درت پناہ نیست + جز آستانہ لطفت گریز کا نیست +
 بل حیا و تنگ یارب آخر کار درخت انجیر نے وہر وایتے شجر عود نے چار پتے دیے کہ اُسے سر عورت کیا
 اسی وقت فرمان واجب الاذعان صادر ہوا کہ اب بہشت سے باہر نکلو آدم علیہ السلام نے حضرت
 حوا کا ہاتھ پکڑ لیا اور باہر کو چلے جب دروازہ بہشت پر پہنچے تو زبان مبارک پر جاری ہو البسم اللہ الرحمن الرحیم
 حضرت جبریل علیہ السلام نے کما تھوڑا توقف کر و شاید ارجم الراحمین افق غیب سے لمحہ صلح و عفو
 ظاہر کرے ارشاد ہوا کہ ای جبریل اسکو چھوڑ دے کہ چلا جائے حضرت جبریل علیہ السلام نے
 اتناں کیا کہ یا ائی اُسے جگر رحیم کہا ہے مقتضائے رحمت یہ ہے کہ رحم فرما اور اُسکے گناہ و زلالت سے

در گذر فرمایا در گاہ عزت و جلال میں رحمت و عطف کی قیامت نہیں ہو لیکن اگر آج رحمت کروں تو کیا
 فرد آدم پر رحمت ہوگی تو قیامت کر کہ فردا سے قیامت بنی آدم کو داخل بہشت کروں اور اس کثرت
 رحمت کے دروازے کھولوں کہ ہر گناہگار اس کا یہ نعمت سے فیضیاب ہو اور ہر مطیع و فرمانبردار
 اس خزان غایت و کرم سے بہرہ یاب ہو محققین مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم و حوا
 علیہما السلام بہشت میں گئے تو انکو لباس شتی پہنا گیا تاکہ ستر عورت ہو اور اہل بہشت سے کیا دشمنی
 نظر نہ آوے حتیٰ کہ یہ دونوں خود اپنی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے ابلیس نے نفرت کیا کہ اگر ان سے کچھ نافرمانی
 صادر ہو تو البتہ یہ لباس اتر جائے اور فرشتوں میں رسوا ہوں اور اہل بہشت انکو برہنہ دیکھیں
 کما قال ابنی الاعراب فوسوس لہما الشیطان لیبدی لہما ماوری عنہما من سوتہما یعنی پھر بکایا انکو
 شیطان نے تاکہ کھولے آپر جو کہ پوشیدہ تھا انکی نظریں شرمگاہ انکی سے اور وہ تقریریں و لہجہ
 جو پیشتر مذکور ہوئیں کرنے لگا یہاں تک کہ جو تمھو و تمھارا چل ہو یعنی بغور چکھنے پھل و دخت منوع
 شرمگاہ کھل گئی اور اشجار بہشتی کے پتے لیکر جوڑنے لگے اور اسد صاحب نے پکارا کہ میں نے
 اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کہد یا تھا کہ شیطان تمھارا دشمن ہو کھلا ہوا میں کہتا ہوں اس مقام پر
 عبرت پکڑنا چاہیے فی فعل بالشاء و حکم ما یرید شیطان مردود کی کیا تاب و طاقت جو حضرت ہی کو
 منظور نہ تھا مقام ادب پر دم مارنے کی جگہ نہیں نقل ہو کہ اصحاب با صفا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم سے سوال کیا کہ آدم نے کتنے دانے کھائے تھے فرمایا ایک خوشے سے ایک دانہ آدم نے
 اور ایک حوائی کھایا تھا اور جملہ پانچ دانے تھے مقداریضہ مرغ اور تین باقی ماندہ کے تین حصے فرما
 اور آدم کو حکم ہوا کہ اسے جہاد کہ اس سے حکم خالق مسور و لوبیا و ماش و مونگ و نخود وغیرہ خللات
 پیدا ہوئے معلوم ہوا کہ اصل سب کی حضرت گندم ہیں احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ آدم و حوا کو
 حاجت بول و براز و شہوت کی بہشت میں نہ تھی اور جو لباس پہنے تھے انکے اتارنے کی ضرورت
 نہ تھی اس باعث سے واقف اپنے اعضا سے نہ تھے جب زلت و لغزش قدم واقع ہوگی تو لو انما
 بشری پیدا ہوئے اور حاجت سے واقف ہوئی اور اپنے اعضا بھی دیکھے مگر سوائے انکے کسی نے
 اہل بہشت سے انکی شرمگاہ نہیں دیکھی مشہور ہے کہ انجیر کے پتے پیٹے ہوئے ادھر ادھر پھرتے تھے
 اہل علم فرماتے ہیں کہ اخراج آدم علیہ السلام میں ایک نکتہ ہی بہت صاف یعنی تمیز اہل جنت و نار و
 کہ صلیب دم و ترائب و ترائین نیک و بد و خبیث و طیب بھرے تھے اور ظاہر ہے کہ شرمی و ناپاک کو
 بہشت میں جگہ نہیں ہو اس لیے یہاں روانہ کیا کہ باہم تمیز ہو جاوے یا واسطہ تخدیر و تہذیب بنی آدم

تاکہ اپنے دل میں اچھی طرح سمجھ رکھیں اور بخوبی غور کر کے سوچ رکھیں کہ ہمارے باپ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام باوصف صفوت کے ایک گناہ میں بہشت سے خارج ہوئے ہمارا مال کار کہ شب و روز عیال میں گرفتار رہیں کیا ہوتا ہو اور اہل عرفان فرماتے ہیں کہ بہشت سے خارج کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا وحقیقت انظار انکی بہت کا ہی چنانچہ روح الارواح میں لکھا ہو کہ موجودات سے بڑے عالی بہت آدم معنی جھکے کہ نہ بہشت کو ہاتھ میں لیکر بھیجا کہ وہی اور گلستان غلہ باہنہ ناز نعمت و جنت فردوس باجلہ بزرگی و کرم بہت و دراز نہ گندم کے مقابل بیج ڈالی پھر اگر طالب حق روزیقت گوشہ چشم سے جانب بہشت نظر کرے تو گویا اُسکی آدمیت میں تصور اور انسانیت میں سخت فتور ہو احمد جام فرماتے ہیں سے آدم بہشت را بد و گندم اگر فروخت + حقا کہ این گروہ یک جوئی خزند + اور بحر الحقائق میں ہر کہ سبب اخراج کا عشق تھا کہ عشق کے واسطے دارالعلوم چاہیے نہ دارالسلام سے ابو مردہ عشق کش بار ملاست + یاد و گذار عشق بر خوشی اسلاست + اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ شجر گندم شجر محبت تھا کہ حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بویا گیا مگر وہ منع یا عزت و بطل محبوبی تھا یا تھو لیس و ترغیب طالب و مطلوبی کہ انسان حریص علی مانع اور پر ظاہر ہو کہ اگر نہی اس شجرہ محبت سے متعلق نہ ہوتی تو حضرت آدم کو استیفای مرادات نفسانی و اشکال لذائذ جسمانی میں میوہ محبت کی پروا نہ ہوتی کیونکہ محبت خدا سے روحانی ہو اور جو کہ تربیت جسم سے قاصر پرورش روح اُس سے غیر ممکن لہذا حکم ہوا کہ آدم اگر آسائش مطلوب ہو تو بہشت مقام ہی جو خوش دل ہو تناول فرما اما شجر محبت کے گرد نہ جا بیٹھے کہ نوش محبت بے نیش محنت حاصل نہیں ہو سکتا محبت و محنت باہم تلامزم ہیں و بلا و بلاؤں میں تو آدم سے دوستی چون زر بلا چون آتش است + زر فالص در دل آتش خوش است + عشق چون دعویٰ جنایدین گواہ + چون گواہت نیست دعویٰ شد تباہ + عاشقان را از بلا صدر راحت است + کہ محبت ہنشین محنت است + حضرت سلطان الغفران سے روایت ہو کہ عشق و محبت قبل وجود آدم اپنا منظر تلاش کرتے تھے فرشتوں کے پاس گئے تو انکو استحقاق مظہریت میں کو پایا یا ناچار کنج فراغت میں رہنے لگے جب شیطان نے ولولہ طاعت اور کوس عبادت ملک و ملکوت میں بجایا تو عشق نے چاہا کہ دست محبت کو موصلت میں ڈالے سلطان عزت و مکننت نے دست قدرت مارا اگر مریمہ غیب میں بیٹھ رہتا تا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر وہ عدم سے باہر اگر خیمہ وجود و فضا سے شہود میں ایستادہ کیا تب محبوب خوش اسلوب حضرت واجب الوجود نے عشق کو بصورت شجرہ گندم حضرت آدم کو دکھلایا کہ آنجناب والد و شہید اہل ہوس

اور ایسا غلبہ محبت ہوا کہ خواہش خفقہ وصال اسی مقام میں ہم پہنچی تب نہا ہوئی کہ یہ بات سراسر
خلد میں رہت نہیں آتی منزل خاص اسکی دل محنت زدگان اور سراسر اسکی روح مصیبت یافتگان
اور دارالخلد میں محنت و شقت غفود ہو کہ ہم بشت آنجا کہ آزار سے نباشد و ناچار حضرت آدم ہوا سے
محنت میں فخلد سے بشت سے تنگنا سے دنیا میں تشریف لے لے اور ساحل سلامت سے گرداب ملامت
پر سے اور بہستان نعمت کو خارستان نعمت سے بدلا اور مراتب قربت سے کل بادئ غربت میں گھر
بنایا اور درکات کافرت کو درجات الفت پر اختیار کیا اور نقد آرام دل و جان کو طاس الفت میں
رکھ عروس محنت و مصیبت پر نکار کیا اور کرامات شاد کامی سے گزرا بات بدنامی میں پڑے کیونکہ
عشق و نیکنامی باجم جمع نہیں ہوتے سہرا کتب کہ تن دروہم بہ بدنامی ہے کہ نام نیک و ائین عاشقان
تنگ بہت نقل ہو کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام قصہ
حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کے میں فکر کر رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ خداوند حضرت
آدم نے ایک خطا کی اسپر تو نے اسکو ایسا مانو ذخیرہ اور اتنی شہرت دی کہ قیامت تک کی تفضیح
ہوئی حالانکہ کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا معاملہ نہیں کرتا ہی وحی ہوئی کہ مخالفت الجیب
علی الجیب شیعہ ابوبکر واسطی سے کسی نے پوچھا انبیاء علیہم السلام پر عقوبت بہت جلد ہوئی ہے اسکا
کیا سبب ہے فرمایا سوء الادب فی القرب لیس سوء الادب فی البعاد یعنی عادت اسی یوں جاری کر
کہ اولیاء اللہ و مرسلین سے خطرات پر مواخذہ فرماتے ہیں اور عوام سے باز پرس نہیں ہوتی کیونکہ قرب
درگاہ سے یہ لوگ حیران رہتے ہیں بخلاف عوام کہ دوری مجبوری سے قابل توجہ نہیں ہوتے قصہ
جب ارشاد حق ہوا کہ اہبطوا بعضکم لبعض عدو و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اترد ایک
دوسرے کے دشمن ہوے اور تمکو زمین پر ٹھہرنا ہی اور برتنا ہی ایک وقت تک تب حضرت آدم
علیہ السلام نے حوا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا چلو اب غریبی و بیکسی کا وقت آیا اسوقت حضرت جبریل نے
کہا کہ حوا کا ہاتھ چھوڑو تمکو الگ الگ جانا پڑیگا لاچار حضرت آدم نے ہاتھ حوا کا چھوڑ دیا کہ حضرت حق
آدم کو سرانڈیپ میں و حوا کو جد سے میں و طائوس کو حبشہ بامرج النہ میں بھینکا اور ساق کو خطہ اصفان
یا ہستان میں صرف منزل شیطان میں اختلاف ہے بعضے بابل کہتے ہیں اور بعضے بلسان کہ دونوں
نواحی بصری میں واقع ہیں اور تفسیر قطبی میں ہے کہ شیطان ارض سمنان میں گر اگر اہل تحقیق فرماتے ہیں
کہ تعین سکین ابلیس دشوار ہے کیونکہ وسادس شیطان مالگیر ہیں ع دہج بقعہ نیست کہ تحمے نکشتہ است
تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت حوا دریا کے کنارے جد سے میں کہ ایک پیاڑ بلند کا نام ہے گرین مقام

سرانندہ پ سے سات سو فرسنگ واقع ہو آج ہی آج عسا کرنے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ جب اخراج آدم علیہ السلام کا فرمان جاری ہوا تو جبریل و میکائیل علیہما السلام نے تاج سلطنت سرسبارک سے اتارا اور کر بند خلافت کھول حتیٰ کہ پہنہ کر دیا اور درگاہ عزت و جلال سے زبان عربی کے عوض لسان سریانی عنایت ہوئی مگر بعد قبول تو بہ زبان عربی پھر ملی ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت آدم کو بہشت میں اس قدر توقف ہوا تھا جتنا توقف مابین عصر و مغرب کے ہوتا ہے مگر بجا اب یوم اُس عالم کے کہ ہزار برس کا ہوتا ہے اور بعض روایات میں نیم روز توقف کرنا لکھا ہے کہ پانسو برس ہوتے ہیں مگر قول اول صحیح ہے اور احادیث صحیحہ سے اسکی سند ہم پہنچتی ہے آجی حاتم نے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت آدم آسمان سے زمین پر تشریف لائے تھے تو یہ کیفیت تھی کہ دونوں ہاتھ بڑا نو پر رکھے سر جھکائے مانند شرمساران عاجز تھے اور ابلیس مردود و دونوں ہاتھ ان کی انگلیاں ملائے تھینکا پر کچھ اور سر تکبر باند کیے ہوئے مثل حیرت زوگان نخوت سرشت آیا تھا روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو ایک نوع کا اضطراب و قلق تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے آنجناب کے بشرب و کھل کر پوچھا کیا حال ہے فرمایا تمام جسم میں گویا جیوٹیاں رنگیتی ہیں حضرت جبریل نے کہا یہ علامت و کیفیت بھونک کی ہے پھر دفعۃً نظر سے غائب ہوئے و بعد ادنیٰ توقف قدرے گھانس سرخ و سپاہ و لوہا و آہن اور تھوڑی لکڑی اور دھونکنی اور چٹا لاکر حضرت صفی السد کو دیا اور ایک چنگاری آگ بھی دو رخ سے اٹھا کر عنایت فرمائی کہ اُس سے ہاتھ حضرت آدم کا جل گیا اور چنگاری دیا میں جا بجا پھر حضرت جبریل نے دریا سے کال کر دی پھر وہ دریا میں اڑ گئی اس طرح سات مرتبے نوبت پہنچی آخر کار حضرت جبریل نے اُس آگ کو آہن و سنگ میں قید کیا پھر حضرت آدم سے آلات حدادی و کشا و زری بنوائے اور تین داسے گھون کے لائے دو حضرت آدم کو دیے اور ایک حوا کو دیا مورخین نے وزن ہر دانے کا آٹھ سو اٹھاسی درم کا لکھا ہے پھر ایک گائے جنت سے لائے اور کہا کہ اسکو ہل میں جوت کر زمین کو ہموار کرو اور جو دانے تمہارے پاس ہیں انکو بو و چنانچہ حضرت آدم و حوا نے بوئے تو حضرت آدم کے حصے میں گھون مجھے اور حضرت حوا کے جو جب درخت کاٹے گئے تو حضرت جبریل نے ایک اوکلی میں کوٹ کر بھوسی کو الگ کیا اور چکی بنا کر پیسا اور اُس آٹے کا خمیر کیا اور ایک گڑھا کھدوا کر اُس میں آگ جلائی اور کئی روٹیاں پکائیں طول و عرض روٹیوں کا پانچ پانچ سو گز کا تھا جب روٹیاں تیار ہوئیں تو حضرت آدم نے کھانے کا ارادہ کیا حضرت جبریل نے کہا کہ حصہ حوا کا علیحدہ کر دو کہ میں اُسے پہنچاؤں چنانچہ حضرت آدم نے

بیان وقف آدم در بہشت

دستکاری آدم

خو اکا حصہ نکال دیا بعد اسکے اپنا حصہ تناول فرمایا جب پیاس لگی تو حضرت جبریلؑ نے ایک کنوان کھود کر پانی نکالا اور حضرت آدم کو بلایا بعد اس واقعے کے حضرت جبریلؑ نے فرمایا یہاں گندم کہ خوروی از خطاش بہ کن بچندین سعی بہر خود معاش بہ این سزا بہر خطائے سابق است بہر خطائے راسزائے لاحق است بہ این مکافاتے بودا فائے راد معصیت سے اور و آفات رادہ
 ستعاج النبوت میں ہو کہ نعمت بہشت کی فوت ہونے سے دو تلو بہر جس حضرت آدمؑ روئے اور
 سنو بہر جس حضرت قواسے جدا رہے اور چالیس یوم و شب یا چالیس برس تک کھانا نہیں کھایا
 اور سو برس تک سرزمین اٹھایا اور حاکم و بہیتی نہ روایت کی ہو کہ اول فریب شیطان میں خوا
 آئین پھر مشورہ اُنکے حضرت آدمؑ جب یہ زلت صادر ہوئی تو ارشاد ہوا کہ حکاک علی ان اکلت
 من الشجرۃ الّتی نہتک عنما قال یا رب زینتہ لی ہوا یعنی ای آدم کس چیز نے تجھ کو آماد کیا اسپر کہ تو نے
 وہ درخت کھایا جس سے میں نے منع کیا تھا کما آدم نے خداوند احوال اسے اسکو میری نظر میں آ رہا تھا
 اُسی وقت خطاب ہوا کہ اسی خوا تو گمان ہو اُسے باور خزین جو اب دیا کہ اُسی اس جگہ بہر نہ پڑی ہو
 ارشاد ہوا کہ یہ بے ستری اور غریبی اس سبب سے ہو کہ تو نے اسی حرکت نازیبا کی اسی کو کیا باعث
 ہوا جو تو نے آدم کو خطا کی راہ دکھلائی کہ اسکو بہر نہ کرایا اور خود بے ستر ہوئی حوالے کما خدا مجھ کو
 سرگزید گمان نہ تھا کہ ایسی مخلوق بھی تو نے پیدا فرمائی ہو کہ وہ تمھکو جھوٹی قسم سے یاد کرے فرمان ہوا
 کہ تجھکو بھی عقوبت میں گرفتار کرونگا کہ حاملہ ہوگی مگر بشواری اور وضع حمل نہ کرگی الا بہ سختی اور بہر مہینے
 حیض میں گرفتار ہوگی اور مرد کو ہمیشہ غالب کرونگا اور تمام مدارشہر بہر پر رکھونگا تاکہ ہمیشہ محتاج رہے
 اعیار المؤمنین مگر رض سے روایت ہو کہ جب خون حیض ظاہر ہوا تو حضرت خوا نے ایک شور مچایا اور غیب
 ہوئی کہ تیری اور تیری ذریت کے واسطے کفارہ و طہور ہو عزرائس میں لکھا ہو کہ خالق کبریا نے حضرت
 حوا کو اور انکی بیٹیوں کو پندرہ بلاؤں میں مبتلا کیا جس سے حشر تک نجات نہیں ایک یہ کہ اُنکے بیٹ
 و فرج میں نجاست حیض و نفاس کی رکھی دوسرے حمل سے ٹو مینے یا گیارہ مینے تک زیر بار کیا تیسرے
 شدت بخنے کی ہر مرتبہ عطا فرمائی چوتھے محنت عدت کی پانچویں ہمیشہ محکومی شوہر دن کی چھٹے اختیار
 طلاق خاوندوں کے ہاتھ میں دیا ساتویں نقصان میراث کہ مرد سے حصہ عورت کا کم کیا آٹھویں نقصان
 شہادت کہ دو عورتیں ایک مرد کی قائم مقام ہوں نیون نقصان عقل دسویں محرومی سلام
 و تیجہ سے گیارہویں بے نصیبی جمعہ و جماعت سے بارہویں محرومی عمدہ نبوت سے تیرہویں
 نقصان دین کا کہ ہر مہینے میں دس دن کی نماز جاتی ہو چودھویں بد قسمتی عمدہ قضاء و سلطنت کے

نہ رادہ عافیت اور
 دگر نوری

نہ رادہ عافیت اور
 دگر نوری

چند رحومین محرومی جہاد و سفر سے بغیر محرم حدیث بخاری و مسلم میں وارد ہے کہ اگر نہوتے بنی اسرائیل تو نہ اُبتا گوشت اور جو نہوتی حوالہ نہ خیانت کرتی کوئی عورت اپنے غاوند کی کبھوٹ اور ہتھیار نے دلائل میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ ہلک آدم پر دو خصومتوں سے تفضیل ہے ایک تو میرا شیطان مسلمان ہے انکا شیطان کا فر تھا دوسرے میری ازواج دین کی معین تھی اور انکی زوجہ معین ہوتی خطا پر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو تین قسم کے میوے انکے ساتھ آئے تھے کہ زمین نہ تھے بعضے ایسے ہیں کہ پوست و مغز انکا کھایا جاتا ہے اور بعضے وہ کہ مغز انکا کھایا جاتا ہے اور پوست چھینک دیا جاتا ہے روایات صحیحہ میں ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے تو شیطان و کلبان و طوطی و حجر اسود و طلا و نقرہ و عسائے موسیٰ بھی ساتھ تھے اور بقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے تھے کہ تم لوگوں کو کچھ معلوم ہے کہ زمین ہند کس باعث سے خوشبودا زیادہ ہے اور کس وجہ سے عود و جوز و قرفنل و غیرہ اقسام خوشبود و مخصوص ہند میں لوگوں نے انہیں کیا آپ ارشاد کریں فرمایا کہ جب آدم زمین پر گرے تو انکے بدن سے اشجار جنت کے پتے پٹے ہوئے انکو ہوانے پر اگندہ کر کے اس عالم کے درختوں پر ڈالا تو جس درخت سے وہ پتے پٹے اُسی خوشبود ہو گئی اسی طرح حذیفہ ابن الیمان نے حضرت رسالت پناہ سے روایت کی ہے اور طبرانی و ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب آدم بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو انکو نہایت وحشت تھی حضرت جبریل نے ہاتھ اذان کی جب اشہدان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت آدم کو اس نام سے اُسمیت پیدا ہوئی اور وحشت دفع ہوئی تفسیر زہدی میں ہے کہ حضرت آدم کے آنسوؤں سے چہرہ سیاہ و لونگ و غیرہ پیدا ہوئی اور حوا کے اشکوں سے جو زمین پر گرے اُسے خاؤد و عفزان اور ہر چیز سرخ رنگ اور جو دریا میں گرے اُسے جو اہر و موتی اور جو پاؤں پر گرے اُسے یاقوت و فیروزہ و نقرہ و طلا ہوئے اس سبب سے یہ سب چیزیں عورتوں پر حلال ہوئیں اور مردوں پر حرام اور ابن ابی حاتم نے سندی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت جاوید سے تنگناے دنیا میں آئے تھے تو انکے ہمراہ ہر قسم کے تخم بھی رب الارباب نے واسطے خلق کے بھیجے تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام رنج منارت خالق کبریا سے بچے اور بسبب مشغولی گریہ ندامت کے غافل تھے اور اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتے تھے اس فرصت میں ابلیس نے

[illegible]

وقت کو غنیمت سمجھا کہ ان بچوں پر اپنا دست عطا دیا چھیرا دیا چھیرا اسکا ہاتھ پہنچا بے منفعت و ہم ہو گیا اور چھیرا اسکا ہاتھ نہیں پہنچا اسکی منفعت برقرار رہی حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم بہشت کو یاد فرماتے تو بیہوش ہو جاتے اور گر پڑتے تھے اور یہ حضرت جب زمین پر تشریف لائے تو اول فواکہ دنیا سے بھی تناول فرمائے کہ اس سبب سے رفع حاجت ضروری کی حاجت ہوئی چونکہ بہشت میں اس طرح کا معاملہ پیش نہ آیا تھا نہایت پریشان ہوئے پیش و پس میں ویسا روڑے پھرتے اور قضاے حاجت کی وضع نہ جانتے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور وضع قضاے حاجت تعلیم کر گئے جب بوسے بدنے شامہ کو پریشان کیا تو شش روز برابر اسی غم میں روتے رہے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت و مافیہ اس کے واسطے نہ روتے تھے بلکہ خداوند بہشت کے فراق و مہاجرت پر رونا پینا تھا اسے ہوا سے یار و دیار مچو بگذر و بخیال ہوا کہ خداوند ملازم از آب دیدہ مالامال ہوا و چھماک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم کو فکر توبہ میں دو سو برس روتے گذرے تو ایک دن اپنا ہاتھ ماتھے پر رکھے سر بزاوٹھیں رو رہے تھے دفعۃً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت آدم کے رونے سے متاثر ہوئے یہاں تک کہ انکو بھی رونا آیا تب پوچھا اے آدم استدرا رونا پینا کس واسطے ہے فرمایا اے جبرئیل کس طرح نہ روؤں خداوند تعالیٰ شانہ نے شامہ معصیت مرتبہ اعلیٰ کہ قیام آسمان و بہشت تھلے لیا اور تحت الثریٰ میں ڈال دیا اور در مقام سے دارالامان بھیج دیا اور خانہ نعمت سے کلبہ رنج و کلفت میں پہنچایا اور مقام بقا سے محل فناء میں گرایا ہے اے جبرئیل اگر شدا اے اس مصائب کے شمار کروں تو کرنیں سکتا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عزت جل جلالہ میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ آدم صغی کے پاس جا اور کہہ کہ اے آدم میری نعمتوں یاد کر کہ اول میں نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور تیرے قالب خاکی میں اپنی روح پھونکی پھر فرشتوں کو جو میرے خاص بندے ہیں تیرے سجدے کو حکم دیا اور تو نے ان نعمتوں کی قدر بخانی اور میرے حکم سے نافرمان ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہشک مجھ سے قصور ہوا لیکن اسپر مجھ کو نہایت مذہت و شرمندگی ہے اور تیری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے حکم پہنچا کہ فی الحقیقت میری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے اور اسی سبب سے جب میں نے تیری آواز تضرع و زاری کی جتنی سنی تو مجھ کو رحم آیا اور تیری تقصیر میں نے معاف فرمائی اب یہ کلمات زبان پر لا لا کہ الا انت سبحانک و بحمدک رب علمت سودا و ظلمت لطفی

قتب علی انک انت التواب الرحیم اور طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم و ابونعیم و بیہقی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ جب حضرت آدم ترکب گناہ ہو کر معاتب ہوئے تو قبول ہوئے تو بہ میں پریشان تھے انکو یاد آیا کہ مجاہد حق تعالیٰ نے جب پیدا کیا تھا اور روح اپنی مجسمین پھونکی تھی تب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا تو غرش پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے میں نے جانا کہ کسی کی قدر برابر اسکے نہیں کیونکہ اللہ صاحب نے اپنے نام کے ساتھ اس کے نام کو ملایا ہے اب تدبیر یہ ہے کہ بحق اس شخص کے سوال مغفرت کروں سو یہ دعا کی اللہم انی اسالک بحق محمد الا غفرت لی حق تعالیٰ نے بخش دیا اور وحی بھیجی کہ محمد صلعم کو تو نے کہاں سے جانا آدم نے تمام ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ اے آدم یہ محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تیری ذریت میں ہے اگر اسکی پیدایش منظور نہوتی تو میں تجکو پیدا کرتا اور مختار و غیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ دعائیں بحق فلاں کننا مکروہ ہے اسلئے کہ کیسکو خدا پر حق نہیں ہوتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کس طرح ایسی دعا کی اور جواب اسکا حسب قرار داد علماء نظر ہر کے یہ ہے کہ معتزلہ افعال عباد مخلوق عباد جانتے ہیں اور جزا اسکی حق حقیقی بوجہ حق ہیں و اہل سنت و جماعت افعال عباد کو مخلوق خدا سمجھتے ہیں اور جزا کو حق جعلی و وعدی جانتے ہیں اسلئے کہ حق حقیقی کوئی خدا پر ثابت نہیں ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص ایمان اللہ و رسول کا لاوے اور نماز و روزہ ادا کرے اسکا حق اللہ پر یہ ہے کہ جنت میں داخل کرے پس لفظ حق جو روایت تو بہ حضرت آدم میں واقع ہے محمول اسی حق جعلی و تفضلی پر ہے اور ممنوع فقہ حق حقیقی ہے لیکن مذہب معتزلہ زمانہ سابق میں نہایت رائج تھا اور استعمال اس لفظ کا موہم ان کے مذہب کا ہوتا تھا اس واسطے فقہاء نے مطلقاً استعمال اس لفظ کا منع کیا تاکہ اس مذہب پر کبھی خیال نہ جائے اور اہل تحقیق یہ کہتے ہیں کہ کالمین بنی آدم کا باعتبار صورت کمالیہ اسمائے الہی سے ایک نام ہوتا ہے کہ تربیت اسکی اسی نام سے ہوتی ہے پس سوال کرنا بحق کامل گویا اشارہ اُس اسم الہی کا ہے اگر کوئی شخص وقت استعمال اس لفظ کے متغذو را راہہ کرے قطعاً معاتب نہیں ہوگا نہ حقیقہ استاذ الاستاذ فی تفسیر و التفسیر العریزی اور طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب قبول تو بہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آیا تو حضرت آدم نے مقابلہ کہ یہ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور بالہام الہی یہ دعا زبان پر جاری ہوئی اللہم انک تعلم سیری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سکونی و تعلم مانی نفسی فاعف عنی ذنبی اللہم انی اسالک

نہایت

ایمانا یا بھائی قلبی و یقینا صادقاً حتی اعلم انہ لا یصلی علی لانا کتبت و رضا من المعیشتہ با قسمت لی تب
 اللہ نے وحی بھیجی کہ توبہ تیری قبول ہوئی اور دعا مستجاب اور جو شخص تیری ذریت سے اس
 دعا کو پڑھے گا دعا اسکا حاصل ہوگا رواہ الارزقی فی تاریخ مکہ والبیہقی فی کتاب الدعوات عن
 بریدۃ الاسلمی علیہ السلام کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی تین باتوں سے قبول ہوئی تیا و کجا
 و دعا سو جیسا کہ یہ مرتبہ تھا کہ تین سو برس حضرت آدم نے جانب آسمان اتر کر شرم نہیں دیکھا
 اور بکا و زاری ایسا کہ اگر تمام اہل دنیا کا رونام جمع کر کے ایک پائے میزان میں رکھیں اور دوسرے میں
 گریہ آدم تو گریہ انجناب غالب آویگا اور جو بکے اہل دنیا اور بکے اوڈگریہ و نوحہ نوح سے مقابلہ
 کریں تو نوح علیہ السلام کا نوحہ و زاری زیادہ ہوگا اور جو ان تینوں کو ملا کر گریہ آدم علیہ السلام سے
 وزن کریں تو گریہ آدم زیادہ ہو رواہ البیہقی فی شعب الایمان اور دعا کا حال بیان کیا گیا ہے فائدہ
 حقیقت توبہ تین چیزوں سے مرکب ہے علم و حال و عمل پس علم یہ ہے کہ گناہ کی مضرت دریافت کر کے
 جلنے کہ یہ رحمت حق کا حجاب ہے اور جب یہ حال دل میں قائم ہوتا ہے تو فوت محبوب میں ایک
 نوع کی یقیناری ہوتی ہے کہ اسی اضطراب و یقیناری کا کلام مذمت ہے اور اس حال میں تین طرح کے
 تعلق ہوتے ہیں ایک تعلق زمانہ گذشتہ سے یعنی تلافی مافات جس طرح کفارہ دینا اور قضا کرنا فرض
 و واجب کا بشرطیکہ لائق کفارہ و قضا ہوں دوسرا تعلق زمانہ حال سے یعنی فوراً اس فصل
 ممنوع کو ترک کر دینا تیسرا تعلق زمانہ استقبال سے یعنی تصیم عزم اس بات پر کہ اب ہرگز
 ایسا کام نہ کریں گے اور یہ سب امور بلا توفیق حضرت تواب رحیم حاصل نہیں ہوتے اور حضرت
 ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ حقیقت توبہ کیا ہے فرمایا توبہ چھ چیزوں سے مرکب ہے اول
 مذمت گناہ گذشتہ پر دوم عزم مصمم ترک گناہ کا زمانہ آئندہ میں شوم قضاء فرض و واجبات
 چہارم ادا سے حقوق عبادہ بنچہ گناہ گوشت و خون کا جو کہ مال حرام سے پیدا ہوا ہے ششم طاعات
 و عبادات میں مشغول رہنا جب یہ سب باتیں جمع ہوئیں توبہ نصوح ہوئی چنانچہ یہ سب امور
 حضرت آدم میں جمع تھے اور بقول صحیح ثابت ہے کہ دو سو برس تک حضرت آدم ایسا روئے تھے
 کہ رخسار مبارک سے ندیان جاری ہوئیں اور اشکوں سے چشمے کہ جانور پرند اس سے پانی پیتے
 اور کہتے کیا اچھا پانی ہے ایک مرتبہ پرندوں کا کلام سن کر حضرت آدم کو گمان ہوا کہ یہ کلام از رو
 تشبیہ ہے تب آہ سرد لیکر روئے اور کہا بار خدایا میں ایسا ہو گیا کہ مرغ ہوا میرے آب دیدہ پر
 مسخر اپن کرتے ہیں کیونکہ اشک گندگار میں کیسا مزہ ہوگا جسکی تعریف کرتے ہیں پس یہ کلام

انکانہیں ہی مگر تسخرو استنہز تب ارشاد ہوا کہ ای صفی جانور سچ کہتے ہیں کہ در حقیقت کوئی جو ہرچہ
 آب دیدہ سے پیدا نہیں کیا گیا اور کوئی درشت و ارفع تر آب نہامت سے نہیں بنایا گیا و نعم قیل
 سے گوہر ہے پس گران بہا اشک است و سبب آبرو سے ما اشک است و گریہ میکن کران ثریائی
 اشک ریزی کنی گریبانہ و ابر تا گریہ و چین کنند و غنچہ ہم خندہ بر زمین نماند و میسری و عایینی
 شفیع گردد انما حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا الہی بچی محمد علیہ السلام میری آمرزش کر
 ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علیؓ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
 آدم علیہ السلام نے اسطرح دعا کی اللهم انی اسألك بجاه محمد عنک و کرامتہ علیک ان تغفر لی
 خطیئتی اسی وقت حضرت آدم و حوا کی زبان پر جاری ہوا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا
 و ترحمنا لنكونن من الخاسرین اور شروع دعائیں اسقدر زیادہ ہو لاکہ الا اللہ و عدہ لا شریک
 لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شیء قہیر اور بعضے اہل تحقیق کا یہ مسلک ہے کہ دعا کے کلمات کو
 اصل پر چھوڑنا چاہیے جس طرح حضرت حق نے سر بستہ فرمایا ہے فقلنی آدم من ربہ کلمات فتاب
 علیہ انہ ہوا التواب الرحیم یعنی سیکھ لیے آدم نے بالہام اپنے رب سے کئی کلمے اور رحمت
 حق سے رجوع لائے پس قبول ہوئی تو بہ اس واسطے کہ اللہ قبول کرنے والا ہے تو بہ اپنے بندوں کا
 اور مہربان ہے کہ بار بار گناہ بخشتا ہے اور حسن بصری و ابو سعید خدری و مجاہد و عکرمہ رضی اللہ عنہم
 فرماتے ہیں کہ وہ کلمات سورۃ اعراف میں ہیں یعنی ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا
 کہ اول غسل کرے اور پاک کپڑے پہنے اور پٹھے جو اللہ نے فرض کیا ہے پھر اپنا منہ زمین پر رکھے
 خلوت میں تاکہ سوائے خدا کے کوئی اور نہ دیکھے پھر ڈالے خاک اپنے سر پر اور تعمیرے منہ کو
 خاک میں کہ منہ اور اعضا سے عزیز تر ہے اور بدل حرمین اور آواز غمگین سے رووے اور ایک گناہ
 گناہ کو یاد کرے جس قدر ہو سکے اور اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کیا نہیں شرم کرتا ہے تو
 لازم ہے کہ توبہ کرے اور رجوع ہو بہ و رد کار کی طرف کیا پسند کرتا ہے گرفتاری عذاب میں
 بلاشبہ تو عاجز ہے اللہ کے غصہ و غضب سے نہ سہاڑ سکیگا اُسکے عذاب کو پھر اٹھا دے
 اپنے ہاتھ اللہ کی طرف اور کہے الہی عبدک الابی رجی الی بابک عبدک العاصی رجی الی اسم
 عبدک الذنب اماک بالعذر فاعف عنی بچو دک و تقبلنی بنضاک و انظر الی برحتک اللهم مغفری
 ما سلف من الذنوب و اعصمنی فیما بقی من الاجل فان الخیر کلمہ بیک و انت بناؤف رحیم کذا
 ذکرہ الغزالی فی المناجیح اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر خطایا گناہ صادر ہوا اور توبہ کیا چاہے تو آدم

اور پھیلاوے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اور کہے اللھم انی اتوب الیک من الذنوب لا ارجع الیہا ابدا پس اللہ بخشیدگا اسکو جب تک اُس کام کو نہ کرے گیاروایت کی حاکم نہ اسے مطرح اور طہرائی نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جو حضرت حق سے دور پڑے تو رفع وحشت کے واسطے خداوند قدیر نے بجائے کعبۂ شریف بصورت بیت المعمور ایک گھر بنانے کا حکم دیا اور ارشاد کیا کہ جب ایسا گھر مرتب ہو جائے تو اُسی طرف مثل ملائک نماز پڑھ اور اُسی کا طواف کرتا رہ کر تا بیخ ابن عساکر و اند قی میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع حضرت آدم علیہ السلام مقام کعبہ پر آئے اور اپنا پر مارا کہ ایک بت متصل طبقہ ہنتم زمین کی نکلی اُسی وقت اور ملائکہ نے بڑے بڑے پتھر کہ ایک انکھتا بتل آونی سے نہ اٹھے طور سینا و زینا و جودی و حراسے لاکے اُس بنا کو پکڑ لیا کہ برابر زمین سکے ہو گئی اور حضرت حق نے بیت المعمور نازل فرمایا اسی جگہ سے محققین فرماتے ہیں کہ دو ہزار برس پیش از خلقت زمین ایک قطعہ خاک صاف شفاف مانند کف پانی پر تھا اور بتدریج بڑھتے بڑھتے مقدار کعبہ شریف ہوا تب فرشتوں کو ارشاد ہوا کہ اسکے گرد طواف کرو بعد اُسکے زمین کو اُسکے نیچے سے نکال کر بچھا یا جب حضرت ابوالبشر زمین پر تشریف لائے اور مفارقت بہشت میں زار زار رونے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب ارحم الراحمین میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ یا قوت سرخ جسکا نام صراح اور لقب بیت المعمور ہی آسمان سے زمین پر لیجا اور نقطہ وسط زمین میں جو مقام کعبہ ہو گا رکھ دے اور آدم سے کہو کہ اسکی زیارت کیا کرے اور دعا کرے کہ اُسکی توبہ قبول ہو روح القدس نے بیت المعمور مقام معین میں رکھا اور رکن حجر کو کہ ایک یا قوت سرخ تھا روضہ بہشت سے لاکر جس موضع پر حکم ہوا وہاں قائم کیا اور تین قدیلین طلائی لٹکائیں اور دو دروازے زمرد کے ایک جانب شرق دوسرا جانب غرب قائم کیے اور اس گھر کی یہ کیفیت تھی کہ نہایت صاف و شفاف اندرون و بیرون بے حجاب نظر آتا تھا اور ایک خیمہ زبرجد کا جسکی طنائیں ریشم کی تعمیریں اُسپر تھیں بعد اس ترتیب کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حکم رب جلیل حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ حج کے واسطے چلو کہ حضرت فی الفور روانہ ہوے اور ایک فرشتہ راہ بتانے کو ہمراہ ہوا جس جگہ آپ کا قدم مبارک پڑا وہ مقام سہ سبز و شاداب ہو گیا القرض کعبہ کے مقام پر پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مناسک حج اور آداب عمرہ

تسلیم فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام نے مطابق اُسکے ادا کیے تب فرشتوں نے
 استقبال کر کے کہا کہ اے آدم علیہ السلام حج آپ کا قبول ہوا اور ہم اس موضع کا طواف
 دو ہزار برس پہلے سے کرتے ہیں حضرت نجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس
 یا پینتالیس مرتبہ پاپیادہ ہندوستان سے حج کے واسطے تشریف لے گئے ہیں اور ہند سے
 گئے تک جس مقام پر قدم مبارک پڑا وہ مقام سرسبز و آباد ہے روایت ہے کہ حضرت آدم کے
 بین الخطوتین یعنی ایک قدم سے دوسرے قدم تک تین شبانہ روز کی راہ تھی اور ایک
 روایت میں ہے کہ چالیس فرسنگ باآبہا بہ حضرت آدم علیہ السلام نے حج سے فراغت
 حاصل کی تو ہاشم بن عرقہ القدری کو وہ عنقات پر تشریف لائے اتفاقاً حضرت حوا ام البشر
 جدہ سے آپ کی ملاش میں آتی تھیں کہ ملاقات منوانہ میں ہو گئی کہ دونوں سے دلہذا
 وہ مکان سرور و لذت و ہوا کہ مشتق از زلات یعنی اقران ہوا اور جب باہم معرفت ہوئی اس
 سبب سے وہ مقام عنقات ہوا اور وہ دن عرفہ روایت ہے کہ تئو برس کے بعد یہ ملاقات
 ہوئی ہے پھر فرشتوں نے حضرت سے کہا کہ اب تمہاری آرزو کیسا ہے کہا تو بہ و مغفرت اسی
 مقام سے وہ مقام منی کہسلا یا فائدہ بیت المعمور حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی تک
 اس عالم میں رہا ہے پھر اٹھایا گیا تفسیر بدارک میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے یاساتوین
 آسمان پر پہنچا بلکہ کعبہ رکھا ہے اور ہر روز و شہر ہزار فرشتے اُسکا طواف کرتے ہیں اور مشہور
 بین المؤمنین یہ ہے کہ تازمان طوفان بیت المعمور موجود تھا اور اُسکی زیارت ہوتی تھی وقت
 طوفان فرشتوں نے اٹھایا تاکہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور حجر اسود کو حضرت جبریل علیہ
 جبل بوقیس میں چھپا دیا اور ایک پہاڑ فلسطین سے لاکے اُس مقام پر رکھا کہ انی الزاہدی
 والمبارک فائدہ طیب و ابن عساکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب
 بنو ذوقل حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جسم آپ کا سیاہ ہو گیا تھا قبول
 توبہ کے وقت ارشاد ہوا کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں روزہ رکھ تاکہ رنگ بدن بحالت صلیہ
 آوے چنانچہ ایک روز سے میں ایک حصہ بدلا دوسرے میں دوسرے میں گل بدن بحالت
 صلیہ آگیا پھر یہ روزے حضرت نوح یا حضرت موسیٰ علیہما السلام تک انکی اولاد پر فرض رہے
 انھیں کو ایام بیض بولتے ہیں استحباب انکا ہماری شریعت میں باقی ہے عرائس تعلبی میں ہے کہ
 پہلے ایک جسم روشن و سفید و مضبوط تھا مانند ناخن کہ اُسکا نمونہ انگلیوں میں موجود ہے

عنقات آدم
 علیہ السلام

بلان بیت المعمور

بعد صد و زشت سست و تاریک ہو گیا اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حلقہ ہشتی جو حضرت آدم علیہ السلام پہننے تھے وہ بھی ان ناخنوں کی شکل تھے کہ اب تک انھیں ان کے سر پر جوہن اور انگوٹھیں حلوں کی یادگاری کے واسطے رکھا ہے کہ انکو حضرت آدم علیہ السلام دیکھا کرتے تھے کہ ان فی المذکر معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے جب کوئی آدمی کسی خوشی سے ہنستا ہے اور نظر ناخنوں پر پڑتی ہے تو ہنسی جاتی رہتی ہے القصہ بعد قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام نے جناب الہی میں اتنا سہ کیا کہ یا الہی ابلیس سے مجھ سے عداوت قاطبہ ہوئی ہے اگر میری اور میری اولاد کی اعانت و نصرت غیب سے دو گنی تو میں اس سے طاقت مقابلہ نہیں رکھتا فرمایا تیری اولاد کے ساتھ ایک ایک فرشتہ مقرر کر دگا کہ وہ دوسرے شیطان سے باز رکھیں حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اس سے بھی زیادہ چاہتا ہوں کہ تم ہر اکہ جزا سے عمل بد ایک دو ٹکا اور جزا سے نیکی دے دل حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الہی اس سے بھی زیادہ اعانت درکار ہے ارشاد ہوا کہ در توبہ و استغفار شفیق رکھو گا آیت کہ روح باقی رہے یہ سکر حضرت نے عرض کیا الہی یہ کافی دس ہے بس حضرت آدم علیہ السلام نے فراغت حاصل کی تو ابلیس نے کمال لاری و بقراری سے عرض کیا کہ یا رب تیرا بندہ آدم میرا دشمن ہے اُسپر اور اسکی اولاد پر تو نے اسطرح کی عنایات و افضال فرمائی پھر تجھ کو اس کے اغوا کی قدرت کسطرح ہوگی میری بھی اعانت ضرور ہے ارشاد ہوا کہ اولاد آدم کے ساتھ ایک ایک تیری اولاد بھی پیدا کر دگا کہ مدت العمر اس کے اغوا پر سرگرم رہے ابلیس نے کہا اس سے زیادہ مدد درکار ہے فرمایا کہ تجھ کو اور تیری ذریت کو یہ قدرت و طاقت بخشو گا کہ رگ و پوست بنی آدم میں مثل خون و رآوین اور ان کے قلوب پر اپنا آتشیا نہ بنا دین ابلیس بولا کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں حکم ہوا کہ تجھ کو اجازت ہے کہ تو باخیل و حشم بنی آدم پر ہر طرف سے ہجوم کر اور تمام مال و اولاد میں انکا شریک رہ کہ ذکر ابن ابی الدنیانی مکانہ الشیطان اور اسی طرف اشارہ ہے سورہ بنی اسرائیل میں قال اندکنا واستغفر لمن سئطعت منہم بصوتک واجلب علیہم بخلیک وشارکهم فی الاموال والاولاد وعدہم وایعدہم الشیطان لا عز ورا یعنی اور گھبرائے انہیں جسکو گھبرا سکے اپنی آواز سے اور پکار لا انہ اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال اور اولاد میں اور وعدے دے انکو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا انکو شیطان مگر دغا بازی سودیکھو مال میں شرکت یہ ہے کہ بتوں کی نیانہ اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلا نے کا بخشا اور

در حضرت آدم علیہ السلام

در حضرت ابلیس

دوسرے کو فلا نے نے بخشا اور محققین مفسرین لکھتے ہیں کہ جب توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول ہوئی تو ارشاد ہوا کہ فاما یا نیکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یخزنون یعنی اگر آدے تمکو میری ہدایت پس جو کہ پیروی کرے میری ہدایت کی پس کچھ ڈر نہیں، ہی اسپر اور نہ غم یہ سنکر ابلیس نے کہا یا اتنی تو نے آدم کی اولاد کو کتاب و رسول و علم و جاے ہو و باش و طعام و شراب و آواز خوش و غیرہ عطا کی مجکو بھی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ تیری کتاب و شمع ہی یعنی گو دنا کہ بدن میں سوئی سے نیلگون کرتے ہیں اور قرآن تیرا شعر اور رسول تیرے کا ہن و برہن اور علم تیرا سحر اور طعام تیرا مدار اور جس جانور پر وقت ذبح میرا نام نہ لیا جائے اور شراب تیری شنی مسکر مثل خمر و تاثری و بنگ و بوزہ و چرس و گانجہ اور مسکن و ما و اثیر احام اور کلام تیرا جھوٹا اور جھوٹے قصے اور کہانیاں اور موزن تیرے مزامیر و ربط اور مسجد تیری بازار اور آواز تیری جس اور سنکے اور دام شکار تیرا بنی آدم کی عورتیں ابلیس نے کہا اسقدر مجکو کافی وہیں ہی اور امام احمد و بیہقی نے سلمان فارسی سے واپس عسا کرنے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ پس از قبول توبہ وحی ہوئی کہ پارتین تجکو اور تیری اولاد کو یاد رکھنا واجب ہیں اول حق میرا جو تجھ پر واجب و فرض ہو دوسرے تیرے حقوق جو تجھ پر ہوں تیسرے وہ معاملہ جو درمیان میرے و تیرے ہے چوتھے معاملہ جو تیرے و خالق کے درمیان ہے پس اول سخن یہ ہے کہ تو میری عبادت میں کیسکو میرا شریک نہ کر اور دوسرا یہ کہ میں تیرے اعمال کی جزا تجھے دوں تیسرا یہ کہ تو میرا حکم جیسا چاہیے بجالا اور میں جہاں عمل بے کم و کاست عطا کروں کہ ظلم و نقصان اُس میں نہ ہو چوتھا یہ کہ اچھے برے خود نہ پسندی پر دیگران پسند اور جس طرح کوئی تجھ سے کرے تو بھی اُس سے ویسا ہی کر یعنی اگر ادا سان کرے تو ادا سان کر بالکل بعد مقبول التوبہ ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام مع حوا ام البشر سرانند پ میں تشریف لائے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز کی کہ اے چوٹا سوا کن ارض تمھارے رب نے اپنا خلیفہ بھیجا ہے سو اُسکی اطاعت و فرمان برداری کرو چنانچہ اس آواز سے اول جانوران بحری نے اپنا سہ اٹھایا اور اطاعت قبول کی پھر حسان نور صحرائی حاضر ہوئے اور حضرت آدم صغی کے گرد کھڑے ہوئے تو حضرت نے ایک ایک کو اپنے پاس بلایا اور سر و پشت پر دست مبارک پھیرا الغرض جس جانور پر دست شریف پہونچا وہ جانور اہلی ہوا کہ معاش اُسکی آدمیوں میں ہے جس طرح گھوڑا اونٹ گائے بکری

تو حضرت آدم صغی نے اُسکی اطاعت قبول کی

کتاب آبی اور جو حضرت کے پاس نہیں آیا اور اُسپر دست مبارک نہیں پہنچا وہ وحشی ہو کر بنی آدم سے بھاگتا اور نفرت کرتا ہو مانند نیل گاؤں و خمد گوش و ہرن و بھیڑیا و شیر و چیتا و گینڈا وغیرہ بعد ازاں حضرت آدمؑ نے زراعت شروع کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام حراس تھے یعنی زراعت میں مشغول رہتے تھے اسبطرح اکثر انبیاء اہل حرفہ ہوئے ہیں چنانچہ حضرت اور یس خیا طلی کرتے تھے اور حضرت ہود و صالح علیہما السلام تجارت کرتے تھے اور حضرت ابراہیم و لوط علیہما السلام زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب صاحب سویشی تھے کہ اُسی کے دودھ وہی پشیم و صوف سے اوقات بسر فرماتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مشابانی بکریوں کی کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام غواص تھے یعنی درختوں کے پتوں سے زمبیل و بوریا و بادکش بنا کر بیچتے تھے باوجودیکہ تمام روئے زمین کے مالک تھے مگر بلا کسب نہیں کھاتے تھے اور ہر مہینے میں نو روز زرہ رکھتے تھے تین دن شروع میں اور تین روز وسط میں اور تین روز آخر میں اور باوصف اس زہد و ریاضت کے طاقت بشری ایسی تھی کہ سات سو کنیز اور تین سو منکوہ سے ہم بستہ رہتے تھے اور حضرت خاتم انبیاء سرور اصفیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت جناد تھی اور اللہ جل جلالہ رزق آپ کا سایہ نیزہ کے تلے رکھا تھا اور سند فردوس میں حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اول جامہ بانی حضرت آدم علیہ السلام سے جاری ہوئی اور اہل تاریخ کیفیت وقوع اسکی یون لکھی ہے کہ اللہ صاحب نے ایک دُنہ جنت سے بھیجا اور ارشاد کیا کہ اسکو ذبح کرو سو حضرت آدم علیہ السلام نے اُسکو ذبح کیا اور اسکی پشیم کو یکا حضرت حواء نے کاتا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بنا پھر اپنے واسطے ایک پیراہن اور حوا کے واسطے اور پیراہن تیار کی اور دونوں اور ہر جمع ہوئے اُسی دن سے جمعہ نام ہوا اور بعضے لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حال پوچھا آپ نے جبرئیل حکایت نہ براہ شکایت اپنی عریانی کا حال ظاہر کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ عرض کیا تب اُنکے واسطے دو جوڑے عینس کے اور دو بکری کے اور دو گائے کے بہشت آئے اور اُنسے بچے ہوئے پھر اُنکے ذبح کا حکم ہوا تب حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کو ذبح کیا اور اسکی پشیم سے سوت کتوایا ہر تقدیر پینا لباس کا بعد ملاقات حضرت حوا کے

ابو البشر آدم علیہ السلام

ابو البشر آدم علیہ السلام

تفہیم

رواج

حضرت آدم علیہ السلام

تفہیم

رواج

تفہیم

معلوم ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ پشیم لیکر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت حوا کو پہونچایا ہو اور ابوالہشتم نے فدا دی سے نقل کی ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر آب باران یا زمین کا پانی نہیں پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہو کہ اشرفی و روپیہ کا رواج اول حضرت آدم علیہ السلام نے دیا ہو اور کعب احبار سے روایت ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ہنہ سے چالیس مرتبہ پیادہ پانچ حج کے واسطے تشریف فرما ہوئے مگر مظلوم ہوسٹین اور تاریخ طبری میں ہے کہ ہر سال حج کے واسطے جاتے تھے اور پھر جبل ہند پر تشریف لائے تھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرانڈیپ میں گھر بنایا تھا اور توطن اختیار کیا تھا فائدہ کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی آسمان و جنت میں ابو محمد ہو اور زمین پر ابوالہشتم اور شریعت آپ کی خدا پرستی و صوم و صلاۃ و قربان و حرمت و خیر پر مشتمل تھی اکیس یا چالیس صحیفے ان پر نازل ہوئے تھے اور بلہ صحائف حکمت طبعہ اور معرفت منافع و مضار ادویہ اور کیفیت تسخیر جنہ اور علم حساب اور ہند سے پرستشمن تھے اور منجملہ معجزات کے ایک یہ معجزہ تھا کہ چوڑے پانی ٹھکاتا تھا و دوسرا یہ کہ سنگ ریزے آپ کی نبوت پر گواہی دیتے تھے اور وحوش و طیور و درندے آپ کے طبع و فرمانبردار تھے کہ انکو اپنی اولاد کی ایدہی سے منع فرماتے تھے اور جنگل انکے چلنے میں کم ہو جاتے تھے اور فن ہندسہ اور علم طب و موسیقی انھیں کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور ایک معجزہ یہ تھا کہ جب گیمون زمین میں ہوتے اسی وقت درخت ہوجاتا اور خوشہ لاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسکو اپنے ہاتھ سے توڑ کر دیگ میں ڈالتے اور اپنے ہاتھ اسکے منہ پر رکھ دیتے تو وہ بقدرت الہی بلا آتش و آب پک جاتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسکو نکال کر کھاتے اور اپنے لڑکوں کو کھلاتے کہ وہ فی عجائب المخلوقات انجبار الدول میں ہو کہ درخت اور پتھر حضرت آدم علیہ السلام کے ہمراہ پھرتے تھے اور آگ ہاتھ میں لیتے تھے مگر ہاتھ نہ جلتا تھا تنبیہ اس قصے میں چند نکات ضروری البیان ہیں اول یہ کہ اللہ جل جلالہ نے سکونت بہشت کو بالاصالہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا اور حوا کو تابع انکے کیا چنانچہ ارشاد ہوا اسکن انت و زوجک البختہ اور میوہ کھانے میں دونوں کو بالاصالہ مسک دیا کہ وکلا منسا رغدا حیث شئتما اور منع قربت شجرہ میں دونوں کو شد یک فسد بایا کہ ولا تقر باہذہ الشجرۃ فتکونان من الظالمین اس میں یہ نکتہ ہے کہ تعین مکان سکونت

مرد کے اختیار میں ہوتا ہے عورت کو کچھ اس میں دخل نہیں چنانچہ وہ ان لیجائے اور
کھانے پینے اور پہنیز کرنے میں دونوں برابر ہیں کوئی تابع دوسرے کا نہیں ہوتا ہے
دوسرے یہ کہ توبہ کرنے میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے کہ فتاب علیہ انہ ہوا الثواب
الرحیم اور حضرت حوا کا کہیں ذکر نہیں آسین یہ نکتہ ہے کہ حوا کی توبہ آدم علیہ السلام کی
توبہ میں مندرج تھی اس واسطے کہ عورتیں اکثر اور میں تابع مردوں کی ہوتی ہیں اور یہ بھی ہے
کہ حال عورتوں کا مقتضی ہے کہ شہیدگی کا پس سکوت اسکے ذکر سے اولیٰ ہے بلکہ اسی سبب سے
اکثر جبکہ قرآن اور حدیث میں ذکر عورتوں کا ساتھ دینے پر پوشیدہ ہے تیسرے یہ ہے کہ لا تقربوا
نہی ہے اور نہی دو طریق سے وارد ہوتی ہے اول بطریق تحریم شرعی کہ اسکے ارتکاب میں
مضرت دینی ہوتی ہے دوسرے ارشاد ہی کہ پہنیز اور احتیاط مضرات دنیوی پر شرع ہوتی ہے
سو پہلے طریق میں خلاف آئی کہ ناموجب گناہ ہوتا ہے اور مرتکب اسکا محتاج توبہ اور ہتھنظار
ہوتا ہے اور دوسرے میں کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک اولیٰ اور خلاف مصلحت لازم آتا ہے
سو یہ نہی کس قبیل سے تھی آیا قسم اول سے یا قسم ثانی سے بے تفسیر کہتے ہیں کہ دوسری
قسم سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی کیونکہ لا تقربا نزدیک ہونے سے منع کرتا ہے
چہ جائے اکل اور استسعاد کیسے پہنیز اور احتیاط میں نہیں ہوتی ہے و لیسہ اس
حبیبہ کو مجربات شہیدہ میں استعمال کرتے ہیں جس طرح لا تقربوا الزنا ولا تقربوا
مال الیتیم اور لفظ فتاب کو تاسن الظالمین بھی مؤید اس قول کی ہے علیٰ ہذا احسب ان
بہشت اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام کا خوف سے اور تلقین توبہ اور لفظ
فتاب علیہ اس پر دلیل قوی چوتھی ہے کہ جب کھانا درخت ممنوع کا موافق قول ارجح کے
معصیت ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع معصیت لازم آیا اور یہ برخلاف
عصمت ہے اس واسطے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ معصیت قبل از نبوت صادر ہوئی ہے
اس واسطے کہ بعد نزول زمین کے حضرت آدم کو مرتبہ نبوت حاصل ہوا ہے لیکن یہ جواب قوی نہیں ہے
اس واسطے کہ حضرت آدم کو مرتبہ نبوت بجز پیدائش کے حاصل تھا باین دلیل کہ تعلیم اشیاء بلاد اس واسطے ہوئی
اور فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا اور طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسکن انت و زوجک
الجنة فرمایا تھا تب حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے و لکن اکثر محققین کہتے ہیں

تفسیر

تفسیر

تفسیر

کہ ارتکاب اس معصیت کا حضرت آدم علیہ السلام سے بطریق زلت واقع ہوا ہی اور زلت کے
یہ معنی ہیں کہ ایک شخص امر مباح یا طاعت کا قصد کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے
خلافت شرع اس سے ظاہر ہو جائے پس صورت اس عمل کی صورت معصیت ہی اور معنی
اس کے معنی طاعت یا مباح کے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب قسم کھانے ابلیس کے
ایسا معلوم ہوا کہ مجھ کو اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع کیا ہی اور
بر تقدیر کھانے کے اور ہی مرتبہ بالا تر اس سے حاصل ہوگا اس سبب سے اقدام کیا جب
ہاں اس اور زیورہشتی اُنسے اتر گیا تب واقع ہوئے کہ یہ فہم میرا خطا تھا اس واسطے توبہ و
استغفار میں کوشش کرنے لگے اور یہ بھی شان کا ملین کی ہو کہ تھوڑے گناہ کو بہت بڑا
جانتے ہیں اور ترک اولی یا بے احتیاطی کو خطا سمجھ کر جزع و فزع کرتے ہیں یا پتھوین یہ ہو کہ
سورہ اعراف میں مذکور ہو کہ شیطان کو بجز دانکار سجدے کے بہشت سے نکال دیا تھا
اور حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت میں داخل کیا پس کس طرح شیطان بہشت میں پہنچا
کہ اُسے حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسے میں ڈالا اور درخت ممنوع کے کھانے میں ملیر
کر دیا جواب اس کا اس قصے میں ہو چکا ہو کہ بوساطت مارا و طاؤس کے یہ لعین دہان پہنچا
لیکن اہل اسرار اور تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ شیطان کمال کوشش اور سعی کرتا ہو
کہ آدمی کو نیکی سے دور رکھے اور ضلالت میں ڈالے مگر اُس کو یہ مطلب حاصل نہیں
ہوتا ہو جب تک کہ قوت شہویہ اور غضبیہ اپنے اختیار میں نہ کرے اور یہ دونوں قوتیں
نفس آدمی پر غالب ہیں طاؤس مظهر ہو قوت شہویہ کا اور سانپ مخزن ہو قوت غضبیہ کا
جیسا کہ شیطان سبب ہو قوت و ہمیہ کا اور ازیس کہ تسلط شہوات بیشتر خارج بدن سے ہو
اور تسلط غضب داخل بدن سے پس صورت وسوسہ شیطان نے اس طرح ظہور پڑا کہ طاؤس کو
ہاہر سے بھیجا اور سانپ کو دیوار بہشت پر لے آنے کا وسیلہ گردانا تاکہ اشارہ ہو کہ قوت غضبیہ
افق روحانی اور حیز قلبی سے اقرب ہو نہ بسبب قوت شہویہ کے چنانچہ حکیم سنائی اشارہ
کرتے ہیں سہ خشم و شہوت مار و طاؤس اندر ترکیب توبہ دیوار این پائید و نفس را
لین دستیارہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب رب العزت میں درخواست
کی کہ بار خدایا مجھ سے اور آدم سے ملاقات کرادے تو میں اُنسے پوچھوں کہ ہم کو اور

نکات

تفہیم انانیکالی احوال الہیہ جلد اول

آپ کو کسو اسطے بہشت سے نکال کر دار بلایں ڈالا ہو حق تعالیٰ نے ملاقات کرادی تب
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطریق اعتراض کہا کہ تم وہی آدم ہو کہ اللہ نے تمہیں ریح خاص اپنی چھوٹی
 اور ہر چیز کے نام تکو بتلائے اور فرشتوں کو تمہارے بندے کا حکم دیا اور بہشت میں تم کو
 رکھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں وہی آدم ہوں تب حضرت موسیٰ نے کہا
 کہ تم کو کیا سبب ایسا واقع ہوا کہ آپ کو اور ہجو بہشت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا حضرت
 آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کون ہو جو اب دیکھ میں موسیٰ ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے
 فرمایا کہ تو وہی موسیٰ ہو کہ اللہ نے تجھ سے کلام کیا اور تجھ کو رسول بنایا اور مرتبہ مناجات میں
 ممتاز کیا اور توریت عطا کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں میں وہی موسیٰ ہوں
 حضرت آدم علیہ السلام نے کہا سچ کو توریت میری خلقت سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا دو ہزار سال پیشتر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا
 توریت میں موجود ہے و عظمیٰ آدم ربہ فتوحی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں موجود تھا
 تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تجھ کو کیوں ملامت کرتے ہو اُس امر پر جو قبل میری
 خلقت سے دو ہزار برس پیشتر لکھا گیا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام غالب آئے موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت موسیٰ
 علیہ السلام ساکت ہوئے یہ بعینہ ترجمہ صحیح بخاری کی حدیث کا ہے بمعنیہ قصہ حضرت موسیٰ
 و آدم علیہما السلام میں عوام الناس کو ایک بڑا شبہ ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کی گفتگو
 صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر ایک بدکار ناصح کو ساکت کر دے اور باب امر بالمعروف و نہی
 عن المنکر مطلقاً مسدود ہو جائے کس لیے کہ جو امر شہ فی نیک و بد سے ہر قبل پیدا ہے
 لکھ دیا ہے اور تقدیر نیکی و بدی موجب مجبوری صدور اُس فعل میں نہیں ہی بلکہ تقدیر
 تابع وقوع کی ہے جو واقع ہونا ہی مقدر کیا ہے خواہ با اختیار ہو یا بلا اختیار جواب اس
 شبہ کا یہ ہے کہ غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام گناہ
 انکار کرین انبیاء کے تخلیف کا وقت وقت انکار ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اُس وقت میں
 نہ مکلف تھے نہ مکلف گناہ اور نہ راضی بر گناہ صادر شدہ اور نہ عزم اپنا اسپر رکھتے تھے
 اور وہ انکار انہیں امور میں منحصر ہے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غرض اس سوال
 محض تھی کہ تم سے یہ گناہ کس طرح صادر ہوا سو حضرت آدم علیہ السلام نے اس سوال

تفسیری کو تقدیر پر چھوڑ کر دفع کیا اور یہی ہی طریقہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کتاب کے گناہ شدہ سے پھر تعبیر کرنا بعضیوں نے پاس نہ کیا بلکہ جو گناہ اس سے صادر ہو چکا ہی تقدیر پر حوالہ کر دیا اور ظاہر ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اوقات تکلیف میں ہیں نہ بعد از موت اور بھی سرزنش و تہمید لائق اس گنہگار کے ہوتی ہے کہ اسے گناہ پندارست و نجات حاصل نہ کی ہو اور اگر مقدور یا وہ سے پھر مرتکب اس گناہ کا ہوا و جہاں کوئی امر ایسا متحقق نہیں تو تعبیر و سرزنش اسکی خطا ہی کیونکہ جب وہ خود نادم و شرمندہ ہی تو پھر غرت دلانے سے کیا فائدہ اور سرزنش و تفضیح سے کیا نفع حضرت قدوۃ المحدثین عمدۃ المحدثین استاذ الاستاذ مولانا عبد الغنیۃ الدہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک عارف سے سماعت میں آیا کہ زلات انبیاء علیہ السلام ہر چند کہ صورت میں ہمزگ گناہ ہوتے ہیں لیکن معنی میں بکلت و اسرار پیچیدہ ہیں پس غیرت دلانا و سرزنش کرنا اسی شخص کا کام ہے جو اسرار الہی سے واقف نہیں نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا و انذا حضرت آدم علیہ السلام

انکے مدائح و اوصاف بیان کر کے یہ الزام دیا کہ اقلو منی علی العرف قد قدر من قبل ان اخلق اور حاصل کلام حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہے کہ تم اس شخص کے مراتب و عرفان کے مرتبہ اقصیٰ کو پہنچا ہو اس سے نہایت بعید ہے کہ اس زلت سر اسر حرکت کو مجھ سے نسبت کرے اور فہمیل حکیم سے کہ سر اسر حرکت تھا غافل ہو جائے معلوم کرو کہ خلقت میری خلافت زمین اور جہاں کن کن کے لیے ہوئی ہے اگر میں مرتکب احکام اس گناہ کا نہ ہوتا تو یہ کارخانہ کس طرح صورت پکوتا و نعم ماقیل سے کارپاکان را قیاس از خود بگیرد اگرچہ ماند در نوشتن شیر سیر ہا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اس جنس کے مواخذات اکثر ہیں مگر یہ بھی مقتضائے کمال معرفت و ایتقان ہے نہ دلیل نقصان عرفان از انجملہ تین حکایتیں حضرت خضر علیہ السلام کی ہیں کہ آخر سورہ کہف میں مذکور و موجود ہیں اور اس کتاب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں بالتفصیل مذکور ہونگی فائدہ شہور بخیرین میں یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے ہیں تو قدیم بارک انکا اتنا بلند تھا کہ جب پہاڑ پر جاتے تو تسبیح ملائکہ سنتے اللہ تعالیٰ نے سناٹھ گز کا کر دیا مگر یہ سخن مخالف ظاہر حدیث صحیح بخاری کے ہے جو کہ حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے خالق اللہ آدم و طوبہ ستون زلعا یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور تشریف اکھا طول میں ساٹھ ہاتھ کا تھا

۱۳۴

شرح حدیث کو اختلاف ہو کہ ذرع سے ذراع آدم مراد وہی ذراع متعارف بعض قول
 باول میں اور بعض مائل ثنائی مگر قول اول ارجح ہو کذا فی فتح الباری صحیحین میں برابر ہے
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام کہ یہ کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے
 آدم کو اور اسکا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر خدا نے کہا آدم سے کہ جان فرشتوں کو سلام کہ پھر
 کیا جواب دیتے ہیں کہ وہی سوال و جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہو آدم نے فرشتوں سے
 کہا کہ السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرشتوں نے رحمۃ اللہ کی
 زیادہ کی اور جو کوئی بہشت میں داخل ہوگا آدم کی صورت ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قسم ہوگا
 حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگوں کے قدم ہوتے گئے اب تک یعنی حضرت آدم سے جتنا زمانہ
 بعد ہوتا گیا آدمیوں کے قدم بھی گھٹتے گئے بہشت میں سب برابر ہو جائینگے ہر چند ساٹھ ہاتھ کا
 قد اس وقت خوشنما نہیں کیونکہ ہمارے قدم چھوٹے ہیں مگر بہشت میں خوشنما ہونگے اس لیے کہ سب
 برابر ہو جائینگے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیک کرنا اور جواب میں وعلیک السلام و
 رحمۃ اللہ کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے جو سلام علیک چھوڑ کر بندگی اور مجرایا آداب
 یا کورنش کرتے ہیں و حقیقت ناخلف ہیں اس لیے کہ اُس نے اپنے خاندان کی راہ چھوڑی
 لہذا فی ترجمہ مشارق الانوار بالہجۃ حضرت آدم علیہ السلام نے ہند میں قیام فرمایا اور اولاد
 ہونے لگی معالم میں ہے کہ دستور یہ اُنش یون قرار پایا کہ حضرت حوا ایک بیٹا دوسری
 بیٹی بطن واحد میں جننے لگیں کہ بیٹی ہارین چالیس اولاد ہو گئی اول قابل مع اقصیا ہاکسر
 بلانہزہ پیدا ہوئے اور آخر عبدالمغیث توام امۃ المغیث اور مقام تولد قاہیل اور اقصیا اور
 ہابیل اور لبوذا میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ جب زمین پر حضرت آدم اور حوا علیہما السلام
 سو برس بعد طے تب قاہیل با اقصیا پیدا ہوئے پھر ہابیل مع لبوذا پیدا ہوئے اور نزدیک
 محمد اسحق کے قبل صد و زلت بہشت ہی میں قاہیل اور اقصیا ظاہر ہوئے تھے اور کچھ رنج
 و الم نہ ہوا بلکہ خون نفاس بھی نظر نہ پڑا تھا اور جب زمین پر آگئے تو ہابیل مع لبوذا ہوئے
 اور دروزہ کی تکلیف ہوئی اور نفاس میں تخفیف نہ ہوئی اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ جمیع اولاد
 آدم علیہ السلام کی صلبی توام ہوئی ہے مگر حضرت شایث اور کلبی سے روایت ہے کہ فصل
 بین الحلیین دو برس کا ہوتا تھا فالمدۃ تفسیر حسینی میں بقول ضعیف لکھا ہے کہ جب حضرت
 حوا کے آثار حل ظاہر ہوئے تو شیطان نے حوا کو بصورت مجہول آکر ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں

کوئی بلا ہی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی سنا و و نون خوفناک و عا میں مشغول ہوئے تھے
اُس نے کہا کہ تم نگہین نوین اسم اعظم جانتا ہوں دعا کرو گا یہ بلا بدل جائیگی اور تم سا بشیر پیدا ہو گا
بشرطیکہ نام عبد الحارث رکھو اور نام ابلیس کا فرشتوں میں حارث تھا جب بیٹا ہوا تو عبد الحارث
نام رکھا شاید اسی کا اشارہ سورہ اعراف میں ہو فلما انفضا حلت حملاً خفیفاً فمرت بہ فلما انثقت وعولمہ
ربہما لمن اتینا صالحاً لکنہن من الشاکرین فلما آتاہما صالحاً جعل لہ شرکاً رقیماً انا ہما فتعالی اللہ
عسماً یشرکون یعنی جب مرد نے عورت کو ڈھانپنا حمل رہا ہلکا سا پھر پختی گئی اُس سے پھر جب
بوجمل ہوئی و و نون نے پکارا اللہ اپنے رب کو اگر تو بخشے چنگا بھلا تو ہم شکر کریں پھر جب دیا
انکو چنگا بھلا ٹھہرایا یہ اُس کے شرکاء اسکی بخشی چیزیں سوائے اوپر ہی اُس کے شرکاء بنانے سے
پس اس حکایت سے جو تفسیر حسینی میں بقولہ کر کے لکھی ہو پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہو
اور محل اس شبہ کا یہ کہ اولایہ قصہ غلط ہے اور یہ روایت ضعیف ہے مفسرین کا اس پر
اتفاق نہیں اور ظاہر ہے کہ آیت میں ایک مرد و عورت کا ذکر ہے نہ کہ آدم اور حوا کا گو اول ذکر
انکا ہو چکا ہو ثانیاً بر تقدیر تسلیم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ بنی آدم میں مقدار یک تھا وہ حضرت
آدم علیہ السلام میں ظاہر ہوا اس میں وہ نمودہ نفس دیر تھا کہ اولاد نہ لگتا نہ انہیں نظر آئے جس طرح
آئیہ میں عورت نظر آئی جو چنسا بچہ نفس کی خواہش اور حکم الہی کا وجوبی نہ سمجھنا اور بات
کہا کہ بھول جانا اور دوسرے کرنا کہ ہونا یہ سب اولاد کی او ضلع انہیں نظر نہ چلی ثانیاً تفسیر بیضاوی
اور کشاف میں لکھا ہے کہ یہ آیت قطعی بن کلاب کی شان میں وارد ہو یعنی جب اُس نے عورت
قریشہ عربہ سے نکاح کیا تو با ہم یہ شہ ط کی کہ اگر لڑکا شائستہ پیدا ہو گا تو خدا کا شکر کریں گے
سوائے اللہ نے چار بیٹے عنایت کیے انھوں نے ناشکری کی اور خدا کا شرکاء پیدا کیا اور
عبد العزیٰ اور عبث مناف اور عبد قصی اور عبد الدار نام رکھا بالجملہ اہل تفسیر کو شان نزول
اس آیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک حضرت آدم اور حوا نے فریب کھایا اور ہوا نہ عدا
اور قصد المصدّر شرک فی الاسم ہوئے یعنی فقط عبد اللہ کے مقام میں عبد الحارث نام رکھ دیا
اور اگر یہ سمجھے ہوں کہ حارث خدا کا نام ہے تو بھی عجب نہیں اور بعض نے کہا یہ خطاب بنی آدم
سے ہی یہ قول عکر مہ اور اُس کے توابع کا ہے اور بعض کے نزدیک مخاطب قصی بن کلاب ہے اور
اسکی عورت یہ قول ابن کیسان اور اُس کے توابع کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نسبت شرک
آدم و حوا سے بطریق مجازی ہے اور اہل ادانکی اولاد ہے اور تحقیق یہ ہے کہ محاورہ اہل عرب

کتاب

یون جاری ہو کہ اولاد کو وقائع اجداد سے اور اجداد کو سوانح اولاد سے نسبت کر سکیں
چنانچہ کلام ربانی میں بھی ایسا محاورہ واقع ہو سورہ بقرہ میں اکثر جملے ہیں کہ انما نزلنا
اور لیو موکم سود العذاب اور یزجون ابنائکم حالانکہ یہ تینوں واسطے بنی اسرائیل کے اجداد
کے ہیں اسی طرح اور آیات بھی ہیں اور کاتب کے نزدیک سچ تو یہ ہے کہ قرآن شریف اس
امر کو ارشاد فرماتا ہے کہ مراد اس سے شرک اولاد ہی کیونکہ اللہ صائب جلالہ شرکاء و فرامین
بلفظ جمع اور اگر قصہ حارث مراد ہوتا تو جلالہ شرکاء نازل ہوتا کیونکہ اس قصہ میں ایک شرکیہ
زیادہ نہ تھا پھر شرکاء کمان سے کو دپٹے اور ماہر اس کلام کا بھی اسی پر دال ہو قصہ الی اللہ
عائشہ کون اسلیے کہ اگر شرک آدم و حوا مراد ہوتا تو ارشاد ہوتا تھا انما نزلنا
اور اگر فرض کیا جائے کہ یہ قصہ صحیح ہو تو ہرگز کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت آدم علیہ السلام
معلوم تھا کہ یہ شیطان ہے اور نام اسکا آسمان میں حارث ہے بلکہ الفاظ حکایت مذکورہ سے
واضح ہوتا ہے کہ نام شیطان کا زمین میں حارث نہ تھا پس ممکن ہے کہ جب وہ مردود بہ تبدیل
صورت بنا بر فریب دی آیا اور یہ کہا کہ عجب الحارث نام رکھنا تو حضرت آدم علیہ السلام نے
جانا ہو کہ یہ نام خارا کا ہے لہذا عجب الحارث رکھ دیا قطع نظر اس سے عجب کی لفظ کئی معنوں میں
مستعمل ہے ایک معنی ملوک از روئے خلق و تکوین دوسرا ملوک بالکسب یعنی تیسرے بمعنی
نیازمند و حاجت روا و منت پذیر اہل عرب بولتے ہیں فلان عبد الفیض یعنی حاجت روا
مہمان اور الانسان عبد اہل الاحسان یعنی انسان منت پذیر اہل احسان ہے اور شاگر بھی
اپنے استاد سے کہتا ہے انا عبدک یعنی میں تیرا نیا زمند ہوں پس معنی اول سوا سے
خدا کے دوسرے کی نسبت تصور کرنا عین شرک ہے نہ اور معنی اور ظاہر ہے کہ حضرت آدم
اور حوا نے شیطان کو بہ تبدیل صورت از قسم خواص جانا اور نام بیٹے کا عجب الحارث رکھا
یعنی نیازمند حارث اور منت پذیر حارث تو کیا قباحت ہوئی اور عتاب جو ہوا سو ترک
آداب پر ہوا اور یہ عتاب ترک ادب پر پیغمبروں سے موجب نقصان نہیں بالجمہ جب
حضرت آدم علیہ السلام کے اولاد ہوئی تو شریعت بضرورت یہ جاری ہوئی کہ آنجناب
ایک بطن کے مرد کو دوسرے بطن کی عورت سے نکاح کر دیتے تھے چنانچہ اقصیٰ مہیا کہ
خوبصورت تھی اور قابیل سے تو ام پیدا ہوئی تھی ہابیل کے واسطے تجویز کی اور لبوذا نواہ
یہودا جو کہ یہ منظر تھی قابیل کے لیے مہرانی قابیل نے کہا میں اقصیٰ کو لوں گا حضرت آدم

پانچویں باب

نصف اول در احوال

فرمایا جو حکم آتی ہو اسی میں اُس کو بجا لاتا ہوں تو اسے قبول کر قابیل نے کہا میں نہیں مانتا
 تم ہابیل کو زیادہ پیار کرتے ہو اس باعث سے یہ بات کہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے
 فرمایا تم دونوں قربانی کرو جس کی قربانی قبول ہو وہ اقلیمیا کو پاوے چنانچہ ہابیل ایک
 بکری نہایت اچھی لایا اور پہاڑ پر چھوڑ گیا اور کہا کہ اگر میری قربانی قبول نہوگی تو میں
 اقلیمیا کو نہ لوں گا اور قابیل زراعت پیشہ تھا وہ ایک دستہ گیہوں کا لایا کم دانہ اور انگو
 پہاڑ پر رکھ کر یہ عہد کیا کہ میری قربانی قبول ہو یا نہ ہو اقلیمیا کو ضرور لے لوں گا اور اُس زمانہ میں
 یہ دستور تھا کہ قربانی رکھ دیتے تھے آگ اُسے لیجاتی تھی اسی سے دریافت ہوتا تھا کہ
 فلاں شخص کی قربانی قبول ہوئی سو اس معرکہ میں یہ ہوا کہ جب قابیل اور ہابیل اپنی اپنی
 قربانیاں رکھ آئے تو ایک آتش بلا دود آسمان سے نازل ہوئی اور ہابیل حقی شناس کی
 قربانی کو کہ ایک بکری بہت اچھی تھی اٹھالے گئی اور قابیل ناحق شناس کی قربانی کو
 جو ایک دستہ گندم بلا دانہ تھا نہ لے گئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابیل
 دیکھا خبردار ہو کہ اقلیمیا ہابیل کا حق ہے اور اُسی کی روزی حلال ہے تجکو تعذر کرنا
 نہیں جائز اس بات سے آتش حسد قابیل کے دل میں بھڑکی اور دود حسرت نے چشم
 بصیرت کو تیرہ و تار یک کر دیا تو کہنے لگا و اللہ اے ہابیل تجھے مار ڈالوں گا اسیلے کہ تیری قربانی
 مقبول ہوئی اور میری مردود ہابیل نے کہا پرہیزگاروں کی قربانی خلوص نیت سے
 قبول ہوتی ہے اگر تو ہاتھ چلا دیا مجھ پر مارنے کو میں ہاتھ نہ چلاؤں گا مجھ پر مارنے کو میں اللہ سے
 ڈرتا ہوں کہ وہ سارے جہان کا صاحب ہے میں چاہتا ہوں کہ تیرے گناہ عمر کے ثابت
 رہیں اور میرے خون کا گناہ اور چڑھے اور میری عمر کے گناہ اُتریں سبحان اللہ بکدہ
 اگرچہ ہابیل قابیل سے زور میں دونا تھا لیکن اُسے خوف رب العالمین سے تسلیم
 و رضا کا شیوہ اختیار کیا اور بسبب حق برادری کے کہا کہ تو اگر ماریگا تو میں نہ ماروں گا مگر
 قابیل نے شرارت نفسانی ارادہ قتل میں مضبوطی پیدا کی اور فکر میں پڑا کہ جب موقع
 ملے ماروں لا طریقی قتل میں متوجہ تھا کیونکہ اُس وقت تک کہیں یہ معاملہ واقع
 نہ ہوا تھا ایک روز ابلیس پر تبلیس علیہ اللعن والعذاب بصورت انسان آیا اور ایک
 مار خواہ مرغ ہاتھ میں لایا اور اُس کو ایک پتھر پر مار کر دوسرے پتھر سے کچل ڈالا قابیل نے
 یہ طریق اپنے ذہن میں محفوظ رکھا یہاں تک کہ ایک روز ہابیل بھل سے سیر کر کے آیا

پہلے

اور درخت بید کے نیچے لیٹ کر سو گیا قابیل ایسے وقت کی راہ دیکھتا تھا سو اس نے ایک سنگ گران لیکر سر ہابیل پر مارا کہ سر پھٹ گیا بعض کہتے ہیں کہ پیشتر درخت بید سردار تھا اسی دن سے اسمیرن شہر بن گیا بعض کہتے ہیں کہ ہابیل کی بیوی برس کی ہوئی باجملہ جب یہ واقعہ ہو گیا تو اب قابیل خیر ہوا کہ لاش ہابیل کو کھانے کے لئے نہ دینے سے واقف نہ تھا ناچار اپنے کندھوں پر لیے پھر تاربا بعض دن کے نزدیک چالیس دن گھوما اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک برس کہ اس عرصہ میں نہایت پریشان و تنگدل ہوا اور درختوں پر غروں نے غالب کیا تب خداوند عالم نے ایک کوا بھیجا اس نے اپنی چونچ سے زمین گریدی اور ایک کوا وہ اسمیرن پہنچا یا جس طرح قابیل نے لاش ہابیل کی یہی معاملہ کیا اور سبب یہ ہوا کہ اس سے پیشتر کوئی انسان مرانا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا کہ بدن مردے کا کیا کرنا چاہیے قابیل نے خیال کیا کہ اگر ہابیل کا پڑا رہیگا تو مجھ کو لوگ گرفتار کرینگے ناچار پوٹ ہانڈے پھر تاربا جب کوئسے نے یہ معاملہ کیا تو اس نے ایک بھائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں دیکھی اور پشیمان ہو کے کہنے لگا کہ افسوس مجھے یہ بھی غم ہو سکا کہ ہون برابر اس کوئسے کے پھر چھپاؤں عیب اپنے برادر کا اور یہ احوال اللہ صاحب نے سورہ ناملہ میں تفصیل نازل فرمایا اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ یہ قصہ اہل کتاب کو سناؤ کہ تم حسد نہ کرو کیونکہ حاسد مردود ہوتا ہے دیکھو ہابیل کمال نیاز سے اچھی سی بکری قربانی کو لایا اور غیب سے آتش بے دود نے آکر کھایا اور قابیل ایک دستہ گندم ناقص رکھ گیا آگ نے قبول نہ کیا تب حسد میں گرفتار ہوا کہ اپنے بھائی کو مار ڈالا اگرچہ ہابیل کو قابیل کے مارنے میں رخصت تھی مگر ہابیل نے بطع ورجہ شہادت مارنے سے انکار کیا کہ میں نہ مارو گا اور یہ بھی خیال کر لو کہ ہابیل جو پہلے حکم پر تھا اسکی نیاز قبول بارگاہ الہی ہوئی اور قابیل کہ نافرمان سردار تھا اسکی قصہ بانی کسی نے نہ پوچھی اور ایسی بلا میں پڑ گیا کہ جب جہان میں خون ہوتا ہی اسپر بھی ایک وبال جڑھتا ہی کیونکہ رسم قتل ناسخ کی قبایل نے اس بہانہ میں جاری کی ہی اور اول بڑا گناہ روئے زمین میں ہی ہوا اور کمال حدیث شریف میں آیا ہے کہ من سن سئۃ سیئۃ کان کفلاً منہا یعنی جو کوئی طریق بد ظلامت شرع ایجاد کرے اور اس پر کوئی عمل کرے تو عامل و موجد دونوں شریک شمار کیے جاتے ہیں اور تورات میں بھی فرمایا ہے کہ ایک کو دوسرا جیسے

سب کو ماریا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیہ ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں وہ اول بھی شریک ہو اور جیسا ایک کو جلا یا سب کو جلا یا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا کما قال اللہ فی سورۃ المائدۃ من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغير نفس او فساد فی الارض فمما کما قتل الناس جمیعاً ومن احیاہا فکما ناعیسا الناس جمیعاً تفاسیر مغبرہ میں وارد ہو کہ جیسا قابیل بابل کو زمین میں دفن کر کے چلا تو حکم ہوا کہ اسی زمین اس کو پکڑو زمین نے پکڑا اور تازانو اس کو نگھا اس وقت قابیل نے کہا یا امی شیطان مردود نے بڑی نافرمانی کی اور آدم میرے باپ نے درخت ممنوع عنہ کا پھل خلاف حکم کے کھایا وہ دونوں اس بلایں زمین پر سے میرا ایسا تصور کیا ہی ارشاد ہوا کہ شیطان لعین نے کوئی خون ناحق نہیں کیا اور آدم تیرے باپ نے نساء رحم کو قطع نہیں کیا تھا جو انکو یہ سزا دی جانی اور تجھے دونوں گناہ صادر ہوئے ہیں اس واسطے تو ایسی سزا کا مستحق ہو کہ پھر حکم ہوا اسی زمین اس کو پکڑے بلایں جانے پائے تب زمین نے تاسینہ خوب دبا لیا تو قابیل نے کہا یا امی بھرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنکا نام مبارک تیرے نام پاک کے ساتھ لکھا ہوا ساق عرش پر میں نے دیکھا تھا رحم فرما حکم ہوا کہ اسی زمین اس سے چھوڑ دے کہ زمین نے بلا تامل رکھ لیا اور ایک روایت ہے کہ حکم الہی صادر ہوا قصاص کا تو قابیل اقلیدیا کو اس کے جانب میں بھاگا اور اسکی اولاد کثرت سے ہوئی اور آخر کار اپنے سپر صلیبی سہمی ہاتھ کے ہاتھ سے مارا لیا اور نصف عذاب و وزخ ہر روایت صحیحہ قابیل پر ہو گا اور بعض کہتے ہیں کہ ہر روز زندہ کیا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے تفسیر زاہدی میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس حال سے معرفت حضرت جبریل علیہ السلام کے اسطرح اطلاع ہوئی کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بنا بر ادا سے مناسک حج بیت اللہ تشریف لیچے تو اس وقت قابیل باوصف تماش نہ ملا اور راتین عجیب انقلاب و تغیر پایا گیا کہ بعض درخت شردار پر ٹرنہ تھے اور بعضوں میں تھے مگر نہایت کم اور اشجار خاردار اور ادین نہایت کثرت سے موجود تھے حالانکہ پیشتر انکا وجود نہ تھا اور وحوش و طیور جو کہ انسان سے الفت و موانست کرتے تھے وہ آدمیوں کو دیکھ کر بھاگتے تھے پھر ایک آمدنی ایسی آئی کہ عالم تاریک نظر آنے لگا اور قلوب بنی آدم میں ہول و خوف ایسا طاری ہوا کہ ہر شخص متحیر و حیران ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام بھی گھبرائے اور حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ اسی امین خدا بہ تغیر و انقلاب جو نظر آتا ہے اول کبھی تھا

ذکر احوال بنی آدم

میش آوے اُسین اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 احسن وجہ حفاظت کرنا فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں بنی آدم کو عبرت و پند ہو
 کہ ایک زلیخا حضرت آدم علیہ السلام کو اس طرح مآخوذ کیا کہ بہشت سے نکالا جو لوگ اولاد آدم
 علیہ السلام سے گناہوں میں گرفتار رہتے ہیں انکا حال دیکھا چاہیے کیا ہوگا پس بنی آدم کو
 لازم ہو کہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے حتی المقدور اجتناب کریں اور اپنے باپ کا حال یاد کر
 نصیحت پکڑیں فائدہ قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں جو سورہ بقرہ میں مذکور ہوا اسرارِ شاد
 فرماتے ہیں اہبطوا البصیغۃ جمع حالانکہ اطلاق جمع کا تین سے کم پر نہیں ہوتا اور اس مقام میں
 سوائے حضرت آدم و حوا کے اور کوئی قابل اخراج از بہشت نہ تھا تو ایسے مقام پر اہبطا
 چاہیے تھا دوسرے جب ایک مرتبہ اہبطوا فرما چکے پھر قلنا اہبطوا منہا جمیعاً کا کیا فائدہ ہو
 حل اس اشکال کا یہ ہو کہ صیغۃ جمع کا اطلاق اس سبب سے ہو کہ تمام نوع بنی آدم کی مراد ہو
 اور منظور سارے نوع کا اخراج تھا لہذا صیغۃ جمع لائے یا اس سبب سے کہ مار و طاؤس
 و البلیس لعین بھی اس خطاب میں شریک ہیں اور جو مکر و ہبوطِ ارشاد ہوا ہو اسکا فائدہ یہ ہو
 کہ اول حکم تھا اخراج کا جنت سے اور دوسرا حکم ہو استقرار کا زمین پر اور بھی اس بات پر
 اشارہ ہو کہ رجوع بہشت کی امید فی الفور نہ رکھو یعنی اسکا خیال نہ کرو کہ قبولیت توبہ سے
 فوراً بہشت میں جا کے وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہو گئے بلکہ زمین پر وقت موعود تک
 رہنا پڑیگا فائدہ میر سید علی ہمدانی کتاب ذخیرۃ الملوک کے پانچویں باب میں لکھتے ہیں
 کہ ایام حیات حضرت آدم علیہ السلام میں چالیس ہزار اولاد پیدا ہوئی اور یہ حضرت
 اپنی اولاد کو فرمان حق پہونچاتے رہے اور ضبط قانون و دستور انکی معاش کا علی السوۃ تھا
 یعنی برابر انہیں اوقات بسر کرتے تھے اور کھانا پیٹ بھر نہ کھاتے تھے اور سیا ہوا کپڑا
 نہ پہنتے تھے اور ہنستے نہ تھے اور بات بلا ضرورت نہ کرتے تھے اور غایت ضعف و بڑھاپے
 انکے پہلو کی ہڈیاں سیرھی کی طرح ہو گئی تھیں اکثر اوقات کہ مراقبہ میں بیٹھتے
 تو مرد و عورت انکی اولاد میں سے آتے اور انکی پسلیوں پر سے کاندھوں پر چڑھ کر سر پر
 بیٹھتے تھے اور دوسری طرف سے اتر آتے تھے اور حضرت آدم اپنا سر نہ ہلاتے تھے اور
 بعضے انکو جب ملامت کرتے تو حضرت کہتے تھے کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہو تم نے نہیں دیکھا
 اور جو کچھ میں نے اٹھائے ہیں تم نے نہیں اٹھائے دیکھو ہلکوا یک حرکت کے واسطے

اولاد حضرت آدم

نعیم جان سے از رو سے عتاب عالم پریشان میں ڈال دیا سو میں خوف کرتا ہوں کہ مبادا دوسری حرکت مجھ سے ہووے تو اسفل السافلین میں قید ہو جاؤں فائدہ کتب متبرین لکھا ہے کہ جب وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث کو دسی فرمایا تو ایک صندوق نکالا اور اسکا قفل کھولا اور اس میں سے ایک صیغہ نکال کر دکھلایا اس میں صفات و علامات و عجرات پیغمبروں کے لکھے ہوئے تھے اور انکی زبانوں و بلاؤں و عطاؤں کا بیان تھا سو سب بیان فرمائے یعنی اول اپنا ذکر کیا پھر حضرت شیث کا بیان تاکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا بعد اسکے صفات حضرت ابو بکر صدیق کے پھر حضرت عمر فاروق کے پھر حضرت عثمان غنی النورین کے پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ذکر کیے پھر حضرت حسنین علیہما السلام کے صفات بیان فرمائے بعد ازاں اس صیغے کو لپیٹا اور اسی صندوق میں رکھ کر کہا اے جان پدر تو صرف خلافت کو تقویٰ اور پرہیزگاری سے زینت دینا اور میری شریعت پر عمل کرنا پھر ایک انگوٹھی عنایت فرمائی اور ابن عساکر خطیب رضی اللہ عنہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آخر عمر میں سکوت و قلت کلام اختیار فرمایا اس عرصہ میں اولاد انکی قریب چالیس ہزار کے تھی وہ سب جمع ہو کر آئے اور کہا اے پدر مہربان کیا وجہ ہے جو تم ہم سے نہیں بولتے اگر ہم لوگوں سے کچھ قصور یا گناہ ہو اے تو آگاہ کیجیے کہ توبہ و استغفار کریں فرمایا اے جان پدر سنو اللہ تعالیٰ نے شامت گناہ سے مجھکو جنت فردوس سے خارج فرما کر زمین پر ڈالا کہ تمام عمر میری حزن و اندوہ و تپ و تاب میں گذری اور اس اندیشہ و فکر میں رہا کہ ایسا جیلہ کمان سے پیدا کروں جس سے پہرہشتان پہونچوں سو اس وقت وحی ہوئی کہ قلت کلام اختیار کرتا میری ہمسائیگی پھر نصیب ہو اسلئے میں نے سکوت اختیار کیا ہے اور ابن صلاح نے اپنی کتاب انالی میں محمد ابن النضر نقل کیا ہے کہ حضرت ابو البشر علیہ السلام نے جناب حق میں عرض کیا کہ اے نبی میں درخواست کرتا ہوں کہ انفاس باقیہ میری زندگی کے عہد و تسبیح میں گذرین مگر اے خدا تو نے مجھے فراغت و حرقت میں ایسا مشغول و مشغوف فرمایا ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں ہو سکتا سو مجھکو ایسی چیز تعلیم فرما جو کہ تحمید و تسبیح تمام ظالمین کا جامع ہو خالق عالم نے وحی بھیجی کہ صبح و شام میں مرتبے پڑھا کہ اللہ رب العالمین حمد اکیوا فی نعمہ و یکان فی مزید کریمہ اور ابن سعد

ذکر وفات النبی

اور حاکم وغیرہ اہل حدیث رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ جب ایام وفات حضرت
 ابوالبشر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے تو انکو خواہش میوہ ہائے
 جنت کی پیدا ہوئی چونکہ خود بسبب ضعف و خافت و سقوط قوت کے حرکت سے معذور
 بیٹھوں سے ارشاد کیا کہ تم میرے محلے بہشت کا میوہ اللہ سے طلب کرو اور اس ایام میں طلب
 حاجت، و استجابت دعوت کا یہ دستور تھا کہ زمین کعبہ مکرم پر جا کر دعا کرتے تھے حاجت روا
 ہوتی تھی سو ابنا سے آدم علیہ السلام بحکم پر ذمی الاکرام دعا کرنے کو جانب کعبہ روانہ ہوئے
 چند گام چلے گئے کہ حضرت جبریل امین مع دیگر فرشتگان ملاقی ہوئے اور مقصود حرکت سے
 استفسار کرنے لگے انھوں نے ماجرا سے فرمایش آدم علیہ السلام ظاہر کیا فرشتوں نے
 کہا کہ تم سب لوٹ چلو ہم فرمایش تمہارے باپ کی لائے ہیں سو وہ لوگ ہمراہ فرشتوں کے
 واپس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اسوقت حضرت ام البشر
 گھر میں بیٹھی تھیں انکو ملا کہ موت کے دیکھنے سے خوف دانگیر ہوا کہ دم بدم حضرت آدم کے
 پاس آنے جانے لگے آخر کار حضرت آدم علیہ السلام نے زبرد قویح سے فرمایا دور ہو میرے
 پاس سے کہ جو کچھ مجھ پر گزرا ہی صرف تیرے سبب سے ہوا اب تو امین میرے اور خدا کے
 رسولوں کے حاکم نہو الغرض فرشتوں نے قبض روح شریف آدم علیہ السلام کی میوہ
 جنت کی خوشبو سے فرمائی اور بولے کہ اے بنی آدم دیکھ رکھو اور یاد کر لو کہ اسوقت جو معاف
 کہ ہم تمہارے باپ کے ساتھ کریں اسی طرح تم اپنے موتے سے کرنا بعد ازاں حضرت جبریل
 ایک خوشبو مرکب ہجو ارگچہ اور ایک کفنی بہشتی اوچند برگ کنار جنتی نکالے اور غسل دیا
 پھر کفن پہنایا اور حوط ملا اور نعش اٹھا کر کعبہ میں لے گئے اور نماز پڑھ کر سجدہ حنیف کے
 متصل دفن کیا و بروایت کوہ بوقعیس میں جسکو غارا لکنز بولتے ہیں دفن کیا تا زمانہ طوفان
 قبراہی جاگہ تھی وقت طوفان فوج علیہ السلام نے جسد مبارک کو ایک تابوت میں رکھ کر کشتی پر
 رکھ لیا تھا جب طوفان ہو گیا بوقعیس پر دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ بیت المقدس میں
 یا نجعت کو فہ میں دفن کیا اور بعض کے نزدیک سرانندپ میں دفن کیا لیکن یہ روایت ضعیف ہے
 اور بروایت صحیح وفات حضرت آدم علیہ السلام کی مکہ شریف میں ہوئی اور ابوالشیخ نے
 خالد بن معدان سے نقل کیا ہے کہ یہوذا آدم ہند میں ہوا اور وفات بھی ہند میں ہوئی
 مگر بعد وفات دو سو خواہ ڈیڑھ سو مرد اولاد آدم سے جنازہ اٹھا کر کعبہ شریف کے متصل

تکلیف حضرت آدم

حدیث ابو نعیم
 و ابوالخیر
 ساریہ و غیرہ

ابو نعیم
 و ابوالخیر
 و ابوالشیم
 و ابوالشیم

لائے ہیں وہو الصبح اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ وقت وفات آدم چالیس ہزار برس بعد تھے لیکن
فرزند یواسطہ اکتالیس نفر تھے اکیس مرد اور بیس عورتیں خواہ انیس عورت اور بائیس مرد
اور در قطنی نے اپنے سنن میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ امام صلوات جہازہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام امام ہو سکے اور چار
تکبیریں فرمائیں اور قبلہ کی طرف سے حدین رکھا اور قبر کو بغلی کھودا تھا بعد ازاں ہچکچاتا
بنایا اور ابن عباس نے ابی ابن کعب سے روایت کی ہے کہ فرما کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بعد
طاق غسل دیا تھا اور ابن عساکر نے عطا خراسانی سے نقل کیا ہے کہ وہ وفات آدم علیہ السلام
ام البشر نے سات دن غم و ماتم کیا تھا اور صحیح یہ ہے کہ عمر حضرت آدم علیہ السلام کی نہشت
سال کی ہوئی اور ایک روایت میں ہزار سال لکھے ہیں اور تطبیق بین الروایات یوں ہو سکتی ہے
کہ جو لوگ قائل بادل ہیں وہ قیام عالم دنیا مراد کہتے ہیں اور جو ہزار برس کی کہتے ہیں
وہ چالیس برس مابین مبعوث و ولادت کے بھی شامل کرتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے
کہ عمر آدم الف سنہ قمریہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے تھے اور
ایک روایت میں اکیس دن ہیں اور آخر مرض میں حضرت شیث کو بھی لیا تھا اور حضرت
حواء کی وفات تین دن بعد وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی و بروایت ایک برس بیوہ
رہیں و بروایت سات برس اور حضرت آدم کے پہلو میں مدفون ہیں اور خواجہ عبدالکریم
مولف نادرا نامہ لکھتے ہیں کہ میں نے قبر حضرت حوا کی جگہ میں سے حوا روکی ہوئی ہے مقابلہ
ایک گنبد کو چاک واقع ہے اور طول قبر یکصد و نو و ہفت قدم ہے مولانا رفیع الدین محدث
رسالہ تقویم التواریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام تاریخ ہشتم شہ ربیع الثانی مطابق
دہم محرم روز جمعہ ہشت سے جزیرہ سراندیپ میں اترے اور یہی مبدع تاریخ قرار پایا چنانچہ
وفات موسوی شمس میں ہوئی اور تفاوت شمسی و قمری کا تیس برس کا ہوتا ہے تو بحساب
قمری نو سو ساٹھ برس دنیا میں رہے اور چالیس برس ہشت میں بسر ہوئے پس تمام عمر
ہزار برس کی ہوتی ہے اور از روئے تحقیق فقیر کو ثابت ہوا کہ ابتداء سے پیدایش آدم علیہ السلام
اب تک سات ہزار ایک سو اکتھ برس شمسی گزرے ہیں نقیۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت
آدم علیہ السلام کے ریش مبارک نہ تھی تا آخر عمر بصورت امروہے مگر انکی اولاد میں اول
حضرت شیث علیہ السلام کے ڈاڑھی نکلی ہے اور حضرت ام البشر حوا ناسیت مشابہ حضرت

ابوالبشر آدم علیہ السلام سے تعین لیکن حیرت الفقیہین لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حوا کو انوع ترئین سے مزین دیکھا تو کہایا اتنی مجلو کس زینت سے مزین فرما دیکھا تو خالق ذوالجلال والا کرام نے ریش سے زینت بخشی و ہذا القول اقرب الی الصواب روایت ہے کہ دارالمقام میں کسی پیغمبر کے ریش نہوگی مگر آدم و نوح و ابراہیم و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوالبشر اور ابو الارواح علیہما السلام کے ڈاڑھی ہوگی اور بعض حضرات ابراہیم علیہ السلام کو بھی شریک اس تفصیل میں کرتے ہیں وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ حضرت حوا کو خالق عالم نے بصورت آدم علیہ السلام پیدا کیا لیکن چہرہ میں فرق رکھا تھا یعنی پوست بدن انکا نازک تھا اور رنگ صاف و شفاف و خوشتر اور آنکھیں شریکین سیاہ تر اور بینی مبارک تر و دندان شریف ہر گوہر صاف تر اور ہتھیلیاں نرم و نازک تر اور فرق نورانی پر سات سو گیسوم درید و یواقت سے گندھے ہوئے تھے جنہیں مشک و عنبر و زعفران کی خوشبو آتی تھی اور جس دم کھل جاتے تھے تمام مکان معطر و معنر ہو جاتا تھا فسادہ جمہور علماء اسلام اتفاق رکھتے ہیں کہ عالم ملکوت نافرمانی و عصیان

ابوالبشر آدم علیہ السلام

دیان معصومین
و شہدائے حق

محموظ و معصوم ہیں چنانکہ آیات قرآنیہ مثلاً لا یصلون الیہ ما ام ہم ویفعلون ما یؤمرون و لی عباد کرمون لا یسبقونہ بالقول و ہم بامرہ یعلون سے واضح ہے کہ یہ قصہ کسی وجہ سے نہیں بند ہے بلکہ مزید اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اس کے حکم کے مطابق ہیں۔
بر خلاف اس عقیدے کے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے چنانچہ فرقہ خشویہ ہمیں وجہ معصومیت فرشتوں سے منکر ہیں از انجملہ اول کہنا فرشتوں کا انجمل فیما من یفسد فیہا کہ یہ طریق طریق اعتراض ہے اور اعتراض خداوند تعالیٰ پر گناہ ہے دوسرے فرشتوں نے بنی آدم کی غیبت کی ہے کہ ویسفک الدماء اور غیبت گناہ کبیرہ ہے تیسرے خود ستائش کہ نحن نسیج بحدک کہ یہ حقیقت میں عجب ہے اور عجب امور خسیہ سے ہے۔ چوتھے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انکم تم صادقین اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کا ذبح پانچویں الم اقل لکم انی اعلم ما لا تعلمون اس سے واضح ہے کہ فرشتوں کو علم اتنی میں شبہ تھا چھٹے لا علم لنا الا ما علمتنا کہ توبہ اور عذر ہے اور توبہ دلیل ہے صدور گناہ کی جواب اسکا محققین یوں دیتے ہیں کہ انجمل فیما اعتراض نہیں ہے بلکہ بیان اس امر کا کہ ہمکو وجہ حکمت اس ارادے کی معلوم نہیں ہوتی ہے ہماری تشفی کر دی جائے اور بیان اشکال واسطے طلب جواب کے بے ادبی نہیں ہے چنانچہ اکثر تلامذہ

استاذہ سے یوں ہی کیا کرتے ہیں خصوص عقلا کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کی نسبت حکمت کاملہ کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس سے کوئی ایسا امر صادر ہو کہ وجہ اسکی ظاہر میں پوشیدہ ہو تو ازراہ تعجب پوچھتے ہیں کہ اس میں کیا ستر ہے اور نصیبت بنی آدم کے سوال میں واسطے تعرض محل اشکال کے ہے نہ بقصد تحقیر اور اہانت اور یہ قسم نصیبت کی حلال ہے اور خود ستائی فرشتوں کی بقصد عجب نہ بھی بلکہ باین طور تھی کہ ہکو مراتب علم اور کمال حکمت میں تیری کچھ شبہہ نہیں ہے اس واسطے کہ ہم ہمیشہ تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و شکر میں مشغول رہتے ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب وجہ حکمت کے ہے تاکہ یہ ستر ہم پر منکشف ہو جائے اور فرمانا خداوند تعالیٰ کا کہ تم صاوقین دلیل کذب صریح کی نہیں ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ تم اپنی تقدیس و تحمید کو کامل جانتے ہو حال آنکہ ایسا نہیں ہے اور انکی اعلم غیب السموات دلالت وقوع شبہہ پر نہیں کرتا ہے بلکہ یاد دلاتا ہے اُس چیز کا جسکو جانتے تھے اور وقت سوال کے بھول گئے تھے اور عرض کرنا فرشتوں کا سبحانک لا علم لنا کہ اعتذار اور توبہ ہے دلالت نہیں کرتا ہے مگر ترک اولیٰ پر اس واسطے کہ سوال بوجہ حکمت سے افعال اکیہ میں اہل کمال کی شان نہیں ہے کہ ذائقہ مولانا استاد ذالافتاء بل استاد اکل حضرت شاہ عبدالعزیز الدہلوی فی تفسیر العزیزی فائدہ اس قصے سے معلوم ہو کہ کہ افعال تعظیمی میں جو شان سجدے کو ہے کیسکو نہیں ہے اس واسطے کہ ایک سجدے کے ترک سے ابیس ملعون ابدی ہو گیا حالانکہ ایک بندے کے واسطے حکم دیا تھا پس جو اپنے واسطے حکم سجدے کا فرمایا ہے اُسکے ترک میں دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے الا انہ غفور رحیم حدیث شریف میں آیا ہے کہ ورنہ عصا قیامت میں بلائی جائیگی اسوقت بنا برتیز مسلمان و کافر اور مخلص و منافق کے حکم سجدے کا فرمائینگے مسلمان خاص سجدے کریں گے اور منافق اور کافر جب سجدے کا ارادہ کریں گے تو پشت انکی مثل تختہ آہن کے سخت ہو جائیگی اور خطاب ہوگا و استاذنا الیوم ایہا الجرمون پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ ہے کہ دوست و دشمن اور مومن و کافر کے امتحان پر مقرر کیا ہے ابتدا بھی اسی سے امتحان کیا اور انتہا میں بھی اسی سے امتحان کیا جائیگا فائدہ ممتاز ہونا حضرت آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے محض بسبب تعلیم اور تعریف حقائق اشیا کے نہیں ہے کیونکہ قبل از خلقت آدم بھی فرشتوں سے خطاب اتنی ہوتا تھا کہ فلان چیز کو یہ کرو اور فلان چیز سے ایسا کرو چنانچہ اسی قصے میں گذرا ہے کہ پہلے حضرت جبریل علیہ السلام کو خاک کے لائے کا حکم صادر ہوا پس اگر فرشتوں کو علم حقائق اشیا اور اسماء نہ ہوتا تو بجا آوی

احکام انہی کی کسطن ہو سکتی تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو دو وجہ سے امتیاز اور تفوق حاصل تھا ایک یہ کہ قبل آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو علم سب اسماء کا حاصل نہ تھا بلکہ علم انکاء انہیں حقائق و اسماء میں منحصر تھا جسکی نہایت اس سے متعلق تھی نہ ان کے غیرت بخلاف ابوالہریرہ کے کہ انکو ہر لحاظ عمدہ خلافت کے تعلیم عام واقع ہوئی تھی تاکہ ہر ایک چیز کی منفعت اور ضرر سے واقف و آگاہ ہو جائیں حاکم اور ابن عساکر نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرمائی کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم اسماء کے ضمن میں ہزار و ہشتاد و چھ طرح کی تعلیم فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی ذریت کو کہہ کہ اگر تم دنیا پر سیر نہیں کر سکتے تو انہیں حرفتوں اسکو طلب کرو مگر دنیا کو دین سے بچاؤ کیونکہ دین خاص میرے واسطے ہر افسوس ہر اس شخص پر جو دنیا کو دین سے طلب کرے دوسرے یہ کہ تعلیم عام بھی ابتدا و مخصوص حضرت آدم علیہ السلام کو تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے نام سے خبردار کیا اور فرشتوں نے ہر چیز کا نام آدم اور آدمیوں سے سنا تو ہنسنے انہیں سے جسطرح حضرت جبریل علیہ السلام و دیگر اکابر ملانگے ہر چیز کے نام سے واقف ہو گئے کیونکہ شرائع سے بالیقین ثابت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وغیرہ اکابر ملکوت انبیاء علیہم السلام خدمت میں آتے تھے اور ہر امر میں بحث و تفتیش کیا کرتے تھے اور اکثر امور مخافہ کا ذکر آیا کرتا تھا لیکن گفت و شنید میں عاجز نہیں ہوتے تھے اور کہوں استفسار کرتے تھے کہ فلانی چیز کا نام کیا ہے یا یہ لفظ کس معنی میں ہے اور اسکی کیا حقیقت ہے اسے یہ تعلیم عام ابتداً حضرت آدم کو بالخصوص واقع ہوئی تھی تاکہ اقربانی ان کے علم کی فرشتوں پر خصوصاً وہ علم کہ متعلق سیاست اور خلافت ہے ظاہر ہو و لہذا انھیں انکی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ اس سے بھی پوچھا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ علم کو مالی پر سائت وجہ سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و ہامان و شداد و غرود کی دوسرے یہ کہ علم صرف کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور مال کم تیسرے یہ کہ مال کو نگہبان درکار ہے اور علم خود نگہبان ہے چوتھے یہ کہ جب آدمی مرتا ہے تو مال چھوڑ جاتا ہے اور علم قبر میں ہمراہ جاتا ہے پانچویں یہ کہ مال مومن و کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم نافع سوائے ایمان دار کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا چھٹے یہ کہ سب لوگ امور دینیہ میں عالم کے محتاج ہیں اور اکثر فرقت آدمیوں کے مالداروں کے محتاج نہیں

فیہ

ساتویں یہ کہ قیامت کو علم علی صراط پر گذر جانے کی قوت عطا کریگا اور مال ضعیف کر دیگا۔
 مستطرف میں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منقول ہے فرمایا علم کو اسی قدر شرف کفایت
 کرتا ہے کہ اگر جاہل کو عالم کہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جاہل کو اتنی مذلت کافی ہے کہ جاہل بھی
 جمالت سے بیزار ہو اور اگر جاہل کو جاہل کہیے تو خفا ہوتا ہے اور فقیہ ابو الیثیم
 سمرقندی نے کہا ہے کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونے سے سات بزرگمان حاصل ہوتی ہیں
 ہے اسکے کہ عالم سے کوئی مسئلہ پوچھے یا اس سے فائدہ اٹھاوے اول یہ کہ متعلمین میں شمار
 کیا جاتا ہے اور ان کے ثواب میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک مجلس عالم میں حاضر
 رہتا ہو گناہوں سے بچ جاتا ہے تیسرے یہ کہ جو کوئی طالب علم کے واسطے گھر سے نکلتا ہے وہ
 طالب علموں کے ثواب میں داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ رحمت الہی میں جو حلقہ علمی پر نازل
 ہوتی ہے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک مذکورات علمیہ سنتا ہے عبادت میں رہتا ہے
 چھٹے یہ کہ جب کوئی مسئلہ سنتا ہے اور اسکے فہم میں نہیں آتا تو شکرا اور تگدل ہوتا ہے پس
 منکسرۃ القلوب میں شمار کیا جاتا ہے ساتویں عزت علم کی اور ذلت فسق اور جاہل کی اسکے
 فہم میں جم جاتی ہے کہ جاہلون اور فاسقون سے متنفر ہو جاتا ہے بعض حکما کہتے ہیں کہ اللہ
 جل شانہ نے اپنے کلام میں سات چیزیں فرمائی ہیں کہ باہم برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے
 بہتر اول ہل یتوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون دوسرے قل لا یتوی الجہیت
 والطیب تیسرے لا یتوی اصحاب النار واصحاب الجنة چوتھے ما یتوی الاعلیٰ والاصیر
 یعنی الجاہل والعالم اور بعض کہتے ہیں اعمی عن الہدیٰ وبصیر بالہدیٰ یعنی مومن ومشرک
 پانچویں ولا الظلمات ولا النور یعنی کفر و ایمان چھٹے لا الظل ولا الحرور یعنی الجنة والنار
 ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرور ہوا سے گرم جورات کے وقت پاتی ہے اور مہوم
 دن کو اور بعض کہتے ہیں کہ حرور دن میں چلتی ہے آفتاب کے ساتھ ساتویں ولا یتوی الابرار
 والاموات یعنی مومن و کافر اور بعض کہتے ہیں علماء و جاہل مراد ہیں فائدہ اس سے
 معلوم ہوا کہ ہر ایک فضیلت راجع ہے طرف فضیلت عالم کے جاہل پر لہذا حدیث شریفین
 عالم کی فضیلت عابد پر عبارات مختلفہ مذکور ہے کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وفضل العالم
 علی العابد لفضل علی امتی اور آیات قرآنیہ کہ فضیلت علم اور عالموں میں وارد ہیں بہت ہیں
 چنانچہ انما یجشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی ثواب اپنا مخصوص نصیب عالموں کے رکھا ہے

اسی طرح قدر کثیر ہے اگر بیان کروں تو یہ کتاب اسکی گنجائش نکرے فائدہ ایک جماعت مفسرین کا
 اس قصے سے دلیل پکڑتی ہے کہ حضرت آدمؑ سب فرشتوں علمی و عقلی سے افضل تھے کیونکہ فرما
 فرشتوں کو سجدے کے واسطے بلا تفصیل حضرت آدمؑ کے خلاف حکمت ہی لیکن یہ استدلال راست
 صحیح ہے کہ سچہ حقیقت حضرت آدمؑ کو ہوا اور اگر غرض سجدے سے حضرت آدمؑ کا قبلہ گردانا ہے
 تو یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ قبلہ کو لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا کعبہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوا جاتا ہے اور یہ بات خلاف ہے اجماع کے فائدہ حضرت استاد افاض
 فرماتے ہیں کہ قبلہ گردانا ایک مخلوق کا واسطے دوسرے مخلوق کی حکمت الہیہ میں دوسرے سے
 مشروط ہے ایک یہ کہ وہ قبلہ ہم جنس مسجود کے نہ ہو بلکہ غیر اس کے ہو اسلیے کہ ہم جنس کے قبلہ کرنے میں
 اعتقاد شرک و استقامت کا تو ہم ہوتا ہے جس طرح صلحا کی تصویروں کا سجدہ کہ آدمؑ و جنہ کی
 جنس سے گذرے ہیں اور آدمؑ و جن اس امر میں شریک و ہم جنس ہیں بسبب احکام کلیفہ کے
 دوسری شرط یہ ہے کہ قبلہ کرنا بامر الہی و باستحسان عقلی ہو کیونکہ وسیلہ تقرب الی اللہ سمجھنا کسی
 شے کا موقوف ہے شان الہی کے ظہور پر اسی طور خاص میں اسوقت میں اور علم تطورات متحدہ
 اس قبیل سے نہیں ہے کہ عقل بشری از خود دریافت کر سکے پس جس جگہ کہ دونوں شرطیں متحقق
 ہوں تو اسکو قبلہ توجہ گردانا شرع میں جائز ہے بلکہ واجب جس طرح کعبہ معظمہ و صخرۃ الہیہ جنہ و
 انسان کے حق میں اور ثل حضرت آدمؑ ملائکہ کے حق میں اور اس سے لازم نہیں آتا کہ قبلہ
 مستقبل سے افضل ہو اور غیر جنس کے قبلہ کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ صورت جنسہ میں فیضیت
 ماتہ نہیں حاصل ہوتی اور بدوں افضلیت تام کے یہ بات خلاف حکمت الہیہ ہے اور شاید کہ تفصل
 جو اشیاء رتوبہ میں حرام ہے اس میں ایسی نکتہ ہے فائدہ حقیقت سجدے کی یہ ہے کہ پیشانی کو
 زمین پر پہونچا دے اور یہ بات شرع میں کیونکہ سواے خدا کے جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ
 فرشتوں کو سجدے کا حکم ہوا ہے پس وجہ اسکی کیا ہے جو آب اسکا ہے کہ پیشانی کو زمین پر
 پہونچانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو بحتی عبودیت اور یہ قسم سب مذہبوں میں واسطے غیر خدا
 منع ہے کھنوں جائز نہیں ہوا کیونکہ یہ امر محرمات عقلیہ میں ہے اور محرمات عقلیہ بہ تبدیل ابدان
 و ادیان بھی تبدیل نہیں ہوتے اسلیے کہ یہ قسم تعظیم کی غایت تذلّل پر مشعر ہے و غایت تذلّل
 اسی کو لائق ہے جو نہایت عظمت رکھتا ہو اور نہایت عظمت یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتیہ خاص
 حضرت حق کو ہے اور کسی کو لائق نہیں ہے دوسرا سجدہ بطریق تعجب ہے جسکو سجدہ مکریم و تعجب و تعظیم

جس طرح سلام کرنا و سر جھکانا یہ بات البتہ تفرق رسوم و تبدل از منہ سے تبدل ہوئی ہے یعنی گناہ ہے جائز و گناہ ہے حرام مثلاً امم سابقہ میں ایسا سجدہ جائز تھا چنانچہ قصہ یوسف عین ہے و خرقہ سجدہ اور ہماری شرع میں یہ قسم بھی حرام ہو پس سجدہ فرشتوں کا اسی قسم میں تھا کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر بسبب تعلیم اس کے ایک نوع کا تفوق حاصل ہوا تھا اور فرشتوں سے قبل پیدا ایش آدم ایک طرح کی بے ادبی بھی صادر ہوئی تھی سو واسطے مکافات اس احسان اور کفارہ اس بے ادبی کے ایسی تعظیم و تکریم پر مامور ہوئے اور جو بعض نصائر کفار اس سجدے کو بت پرستی کہتے ہیں سوائے حاکمیت ہے یہ لوگ سجدہ عبادت و تہجد میں فرق نہیں جانتے بلکہ عبادت و سجدے کو مترادف گمان کرتے ہیں حالانکہ عبادت میں مہر کی نسبت یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ بڑائی کی بات میں ماسوائے مستغنی ہے سو اس قسم کی تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا سوائے واجب الوجود کے بت پرستی ہے یا اس غیر خدا کی نسبت اعتقاد ایسا رکھنا کام ناپاک ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہیں کہ تین شخص اس مرتبہ کے ٹھہراتے ہیں اور ہندو دس قرار دیتے ہیں اور سجدہ مطلق یعنی سر کو زمین پر رکھ دینا بت پرستی نہیں ہے یا اگر اس قسم کی تعظیم کی نیت سے ہو جو بیان ہوئی تو البتہ بت پرستی ہے اور فرشتوں کا سجدہ ایسا تھا جیسا خواب یوسف و تعبیر یعقوب باب تائیس و چوتیس سفر النکاح تورات میں ہے تو شاید نہ ہے کہ اکثر فوائد اس قصے کے ضمن قصے میں بیان کیے گئے اور جو کسی کو زیادہ دیکھنا منظور ہو تو تفسیر معالم دجواہر و کبیر و جسد سواج و غزیزی ملاحظہ کرے اور ذکر حضرت آدم کا سورہ بقرہ و اعراف و طہ و حجر و صافات میں ہے و الحمد للہ علی حقیقۃ الحال

تفہیم دوم در احوال شریف علیہ السلام

یہ نام سریانی ہے بمعنی ہبہ امد اور لبض کے نزدیک عجی ہے اور کتب بنی اسرائیل میں بمعنی بدلہ آیا ہے یعنی بدل بابل ولادت انکی پانچ برس بعد قتل بابل کے واقع ہوئی اور عمر حضرت آدم کی دو سو تیس برس کی تھی ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت شیث ابو دوا حسن اولاد آدم میں تھے اور حضرت آدم سے شبہ اور بر غلاف اور اولاد کے تنہا پیدا ہوئے روایت ہے کہ جب حمل میں تھے تو بسبب صفائی چہرہ کے حضرت حوا آپ کو دیکھا کرتی تھیں اور و انت بھی پیٹ میں جم آئے تھے اور جب پیدا ہوئے تو ملائکہ اٹھائے گئے اور چالیس روز اپنے پاس رکھ کر تمام زبانیں سکھلائیں کذا فی اخبار الدول اور طبری میں ہے کہ انساب

بنی آدم بعد طوفان انھیں پرستہی ہوتے ہیں اور ولی عہد دومی اپنے باپ کے ہوسے ہیں اور وقت قرب موت حضرت آدم نے طوفان نوح سے اطلاع بخشی اور ساعات یوم دلیلہ بنا بر عبادت تعلیم کین اور تاکید فرمائی کہ اپنے علم کو اولاد قایل سے مخفی رکھنا یہ بھی مثل حضرت آدم کے نبی ہوئے اور پچاس صحیفے ان پر نازل ہوئے اور کلام عبرانی اول انھیں نے کیا اور اول داڑھی انھیں نے دکھی اور اول نعلین اور فلسوہ انھیں نے پہنا اور اخبار الدول میں ہر کہ اول طین و حجر سے کعبہ انھیں نے بنایا و ہذا القول ضمیمہ اور صحائف نازلہ میں علوم حکمت اور ہندسہ اور حساب اور موسیقی اور ریاضی اور علم آسمانی و صنائع مشکاکہ تھے و ہذا حکماء یونان انکو ادیا اور اول کتے میں اور بعض تو اقبح سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شید کی ایک کتاب زبور اول ایکسوس فصل کی تھی اور قبلہ نماز انکا بیت المقدس تھا اور پاک شام یا مصر ساکن لیکن یہ روایت معتبرہ کیونکہ بیت المقدس قبلہ انبیاء بنی اسرائیل ہوا ہے نہ اور پیغمبروں کا انھیں کے مقالات ہیں کہ دوسرے میں سورہ فصلتین چاہیں اول معرفت حق حاصل کرنا دوم حسن و قبح اشیا کا پہچاننا سوم بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کرنا چہارم ماور و پدہ سے نیکی کرنا اور کس طرح کی تخلیق انکو ندینا کما قال اللہ و بالوالدین احسانا پنجم تمام خلق سے بر سر خیر رہنا چنانچہ ہماری شرح میں ہے و قولہ الناس حسنا ششم محتاجون و مسکینون کی دلجوئی کرنا ہفتم مسافروں کی عت و خاطر دیکھ کرنا ہشتم خالق کبریا کی عبادت میں کوشش و سعی کرنا نهم اپنے نفس کو شر و وقیح سے دور رکھنا دهم صبیحتون و آفتون میں صبر کرنا فان الصبر وسیلۃ الظفر یا زوہم ہمیشہ سچ بولنا و دوازدهم عدل و انصاف سے کام کرنا نیز دهم شکر نعمائے الہی میں نذر اور قربانی خدا کے واسطے ادا کرنا چہا دهم قناعت کی عادت کرنا پانزدہم علم اور بردباری اختیار کرنا شانزدہم ہر شکم آئی بجالانا اور نجمۃ الاخبار میں ہے کہ از جملہ نصائح حضرت شید علیہ السلام ایک نصیحت یہ ہے کہ دوست و بیگانہ اس بھائی و قریب سے بہتر ہے جو کہ آرزو میراث رکھتا ہو اور زمین بھائی لکھا ہے کہ حضرت شید کو اللہ نے مال بہت دیا تھا کہ اس سے تجارت کرتے تھے اور اکثر مال اپنے اقارب پر بعد اسکے فیون و مسکینون مسافروں پر صرف کرتے تھے اور بعض اہل تحقیق نے شرح فصوص الحکم میں لکھا ہے کہ جب حضرت آدم مریض مرض موت ہوئے تو انکو میوہ جنت کی آرزو ہوئی سو حضرت جبریل ایک لبتق میں میوہ جنت کے لائے اور وہ طبق ایک حور کے سر پر چھا حضرت آدم نے میوہ کھائے دعا کی کہ یا الہی یہ حور شید کی کھانچ میں دے تو اللہ نے دعا

قبول کی کہ وہ حورائے نکاح میں آئی اور فرج الدین ہو کہ نام انس حور کا جو حضرت شیث کے نکاح میں آئی موائلہ تھا اور مجلس عقد نکاح میں روح القدس حاضر تھے اور عمر انکی نو سو تیرہ برس کی ہوئی کہ انی اخبار الدل و بقول حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی وقت وفات بارہ سو بیانیہ ہو بط آدم سے گذرے تھے بعضے کہتے ہیں کو اپنے والد کی قبر میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قرینہ اعمال بعلبک میں مدفون ہیں اور وہاں زیارت ہوتی ہے قال صاحب اخبار الدل و قد زرتہ اور جو بعض لوگ لکھتے ہیں کہ قبر شریف شہر اودھ میں ہے قابل وثوق نہیں اور جب حضرت شیث اکیسویں برس کے تھے تب انوش کہ بزبان عرب بنی صادق ہے اور انکو انس بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے یہ بھی بعد اپنے باپ کے ولی ہے ہوئے انھیں نے اول علم کتابت و علم حساب و حساب ماہ و سال و طریقے حسن عبادت و وضع فرمان روائی عالم میں جاری کیے عمر انکی بقول یهود و نصاریٰ نو سو پینتیس ^{۹۷۵} برس کی ہوئی و بقول ابن جوزی نو سو پچاس کی و بقول بیضاوی چھ سو برس کی و بقول صاحب اخبار الدل سات سو برس کی ہوئی اور اپنے جد کے پاس مدفون ہیں قال صاحب اخبار الدل و ہوا دل من غرس النخلۃ و لعلق بالحکمۃ روایت ہے کہ نوے برس کی عمر میں روبرو حضرت آدم قنیاں یاقنین کہ بلسان عرب بمعنی مستولی و غالب ہے پیدا ہوئے اور بڑے صالح و پرہیزگار تھے انھیں نے اپنے باپ کی اولاد کو جمع کیا اور اسلحہ جن سے بیان تک لڑتے رہے کہ انکو دفع کر دیا اور آپ بھی بچے اور توابع کو بچا یا شہر سوس و بابل انھیں کا آباد کیا ہوا ہے عمر انکی سات سو برس کی ہوئی اور شہر برس کے تھے جب سلاسل بمعنی مدوح پیدا ہوئے نہایت حسین و جلیل و بااخلاق تھے اور بڑے عابد و متقی تھے انھوں نے وصایا سے آدم علیہ السلام بخوبی نافذ کیے انکے عہد میں بعض اولاد آدم جبل مقدس پر آئے اور لہو و لعب میں مشغول ہوئے اور بنات قابل سے صورت ازدواج پیدا کر کے خراب ہوئے انھیں کے زمانے میں بنی آدم اطراف عالم میں متفرق ہوئے اور ایک نوع کافساد شروع ہوا مگر اولاد شیث اکثر صلاح و تقویٰ سے ممتاز رہی عمر انکی نو سو پچاس برس کی یا نو سو ساٹھ برس کی اور بعد وفات انکی ریاست بنی آدم پیار و بالباہر التحیتہ بعد الموعودہ انکے بیٹے جہو بعضے برو بفتح الموحده و سکون الراء المملہ کہتے ہیں اور بعضے نارد بالنون لکھتے ہیں اور شمس العلوم میں یا ذر بالیاہ التحیتہ و فتح الذال و سکون الراء المملہ لکھا ہے متعلق ہوئی انھیں کے عہد میں دو شیوع یغوث یغوثی شہر پانچ شخص صالح متقی مرے اور ایک مرد نے اولاد قابل سے ہم صورت انکے

پانچ بت خشب ساج کے اُنکے قبیون سے بنوائے اور بت پرستی شروع ہوئی مگر صحیح یہ ہے کہ یہ پانچ نام حضرت اوریس کے بیٹوں کے تھے اور اول بیارون نے اولاد قابل پر جہاد کیا اور اکثر دن کو لونڈی اور غلام بنایا اور تالاب اور ندیاں اور نالے اُنکے عہد میں ظاہر ہوئے ہیں اور اکثر بلاد آباد ہوئے اور طریق عمارت اور باغ جاری ہوا منکوہ انکی بزورہ یا اشوب تھیں انھیں سے حضرت اخنوخ یعنی اوریس پیغمبر پیدا ہوئے غریبار کی نو سو بائیس برس کی ہوئی اور بعد موت اُنکے حضرت اوریس وصی ہوئے

تفہیم سوم در احوال حضرت اوریس علیہ السلام

زبان سریانی میں اُنکو اخنوخ کہتے ہیں بفتح خا جمعہ و نون مضمونہ قبل الواو ثم المعجمہ ہوا اور بعض کے نزدیک اول مہلہ ہوا اور بعض کے نزدیک اخنوخ زیادت ہمزہ کذا فی فتح الباری اور بعض کے نزدیک دونون نام عجی ہیں اور بعض کے نزدیک دونون عربی ہیں لیکن صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ اوریس عجی ہر اشتقاق اسکا درس سے نہیں ہو سکتا اور مدارک و معالم میں ہے کہ کثرت درس کتب اسلام و صحف آدم علیہ السلام سے اوریس مشہور ہوئے تولد انکا دریائے مصر پر ہوا ہے اور روضۃ الاجاب میں ہے کہ تنو برس بعد وفات آدم سے دیار شام میں پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک جب اوریس تین تہو ساٹھ برس کے ہوئے تب حضرت آدم نے وفات پائی اور انکا اولاد ان کے ہر کہ تھے حضرت اوریس طویل القامت ضخیم البطن بدن میں بال کم اور سر میں زیادہ اور ایک کان دوسرے سے بڑا تھا اور جسد شریفہ میں ایک نکتہ سفید غیر برص کے تھا اور آواز باریک تھی اور بعض مؤرخین نے حلیہ مبارک میں لکھا ہے کہ گندم رنگ کشیدہ قامت کشادہ ابرو و نیکور و انبوش مناسب الاعضا دراز بازو و بزرگ استخوان و کم گوشت روشن چشم سیادہ مژدہ تھے اور اکثر خاموش رہتے اور کلام ہائل فرماتے اور چلنے میں نظر نیچے رکھتے تھے اور جمہور قائل ہیں کہ اول پیغمبر بعد حضرت آدم حضرت اوریس ہوئے اور ایک سو پانچ برس نبی رہے اور تین سو صحیفے انہیں نازل ہوئے اور چار سو حضرت جبریلؑ انکے پاس آئے کذا فی المختصر فی اخبار البشر و انس الجلیل اول عالم میں انھیں نے جادو سیفی و سانی جاری کیا اور اولاد قابل کو مخالفت شریعت آدم و شیث سے منع کیا اور حکم رب جلیل مقاتلہ کر کے عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے اور ہیکل ہزار آدمی انکا ایمان لائے اور اداں قلمت انھیں نے لکھا اور اول کپڑے پہنے ہوئے انھیں نے پہنے قبل انکے کھال پہنتے تھے اور صنعت حادوی و جولاگی اور علم نجوم و حساب و منطق و طبیعی و انہی و اسرار غلامک

و علوم ریاضیہ و حکمت کے مروج ہوئے اور بعضے میزان و کیال کی بھی ابتدا انھیں سے بیان
کرستہ بین گذارنی العالم و اخبار الدول اور کتب مقبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول انھیں نے
نہ اپرتی کی دعوت فرمائی و نماز و روزے کا حکم پوچھایا اور زکوٰۃ و امانت و عطا کا فرمان جاری کیا
اور مجلس جنابت و حیض کا امر کیا اور گوشت و خوک و سگ و خرو سیر و پیاز و باقلا وغیرہ اشیاء سے جو
ضرر و مایہ نہی فرمائی اور خود صائم النار و قائم اللیل تھے اور جو کچھ کتابت و خطاطہ سے حاصل
کرتے تھے وہ فقرا و مسکینوں کو صدقہ کرتے تھے اور جب کپڑے سیتے تو ہر سوزن پر تسبیح فرماتے
معالم التزیل میں وہب ابن نبتہ سے روایت ہے کہ عبادت حضرت ادریس کی ہر روز آسمان پر
وزن ہوتی تھی اور عبادات جمیع اہل ارض سے جو اُس زمانے میں تھے برابر پڑتی تھی یہ احوال
دیکھ کر فرشتوں کو تعجب ہوا اور ملک الموت نے مشتاق ملاقات ہو کر جناب الہی میں درخواست
زیارت گذارنی بعدہ منظوری درخواست بصورت آدمی تشریف لائے اور حضرت ادریس اُمی
مصاحبت میں رہنے لگے چنانچہ تین دن متواتر وقت افطار صوم حضرت ادریس نے کھانے کو
پوچھا انھوں نے انکار کی تب حضرت ادریس نے اُن سے پوچھا تم کون ہو بولے میں ملک الموت
ہوں قابض ارواح تمہارا مشتاق ہو کر بحکم الہی آیا ہوں حضرت ادریس نے فرمایا کہ میں قبض
روح کی کیفیت دیکھا چاہتا ہوں چنانچہ حضرت ملک الموت نے بحکم الہی قبض روح فرمائی اور
پھر بحکم خالق زندہ کیا اور پوچھا اس حرکت سے کیا فائدہ ہوا حضرت ادریس نے کہا کہ ذائقۃ
موت سے پیش از موت آگاہ ہو گیا یہی فائدہ ہے پھر کہا اب میں دوزخ کی سیر کیا چاہتا ہوں
تو حضرت ملک الموت اپنے پروں پر اُٹھا کر قریب دوزخ کے لے گئے اور دروازہ کھلوا کر
طبقات دوزخ دکھلائے تو حضرت ادریس طبقات دوزخ کے دیکھنے سے بیہوش ہو گئے اور
ملک الموت نے گویا لیکر کہا یہ کیفیت تم نے اپنی درخواست سے حاصل کی ہو میں مجبور ہوں
جب ہوش آیا تو کہنے لگے اب بشت کی سیر کیا چاہتا ہوں سو ملک الموت نے اپنے پروں پر
بٹھلایا اور باغ بہشت میں لے گئے حضرت ادریس باغ بہشت کو خوش فضا دیکھ کر کہنے لگے اب
میں یہاں سے نہ جاؤں گا ملک الموت نے مکرر کہا کہ زیادہ توقف کی اجازت نہیں ہے مگر حضرت
ادریس نے کسی طرح نہ مانا جب حجت و تکرار فیما بین حد سے گزری تو حضرت حق نے ایک اور نثر
بطور حکم بھیجا اُس نے ملک الموت کا دعویٰ سنا کر حضرت ادریس سے جواب لیا آنجناب نے فرمایا کہ خطۃ
مالک جنت فرماتے ہیں کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے اور میں موت کا

۴۷
تہذیب و تمدن
و ادب و عبادت
و تہذیب و تمدن

چمک چکا ہوں اور بھی اللہ نے فرمایا ہر دان منکم الا واردا یعنی نہیں ہر کوئی تم سے مگر گزرنے والا
دو بخ کا سو میں دو بخ پر گزر چکا ہوں وراے اسکے و ما ہم نہنا بخار جین اہل جنت کی شان پر یعنی
نہیں ہیں وہ لوگ بہشت سے نکلنے والے یعنی جب آدمی بہشت میں گیا تو ہمیشہ رہا کبھی نہ نکلیگا
سو میں بہشت میں داخل ہو چکا ہوں اب تو واسد میں بہشت سے نہ نکلاؤ گا جب تک ملائکہ
مجھے نہ نکالے اسی وقت آواز آئی کہ اس سے تعرض کرنا چاہیے باذنی دخل و باذنی یخرج اہل تفسیر
کہتے ہیں کہ رفقاء مکانا علیا کے یہ معنی ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ چار نبی زندہ ہیں
ادریسؑ و عیسیٰ آسمان پر و خضر الیاس زمین پر اور کل مرینگے مگر ادریسؑ کہ انکو بعد موت
مخلوقات کے ایک نوع کی دہشت لاق ہوئی سو داخل کیے جائینگے اموات میں حالانکہ زندہ
ہونگے کذا فی مرآۃ الزمان و اخبار الدول بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب خاتون لایزال فرمائینگے
لمن الملک الیوم تو حضرت ادریسؑ جواب دینگے لد الواحد القہار اور معجزہ حضرت ادریسؑ کا یہ کہ
ہو میں فرشتوں کو اڑتے ہوئے آنکھوں سے دیکھتے تھے اور جب ابر کو پکارتے تو وہ جواب
دینا تھا کہ سب لوگ سنتے تھے اور اکثر اوقات ابر سے باتیں کرتے تھے اور عجائب الدنیا میں ہی
کہ ادریسؑ کو شالٹ کہا کرتے تھے اس واسطے کہ نبی و ملک و حکیم تھے اور کتاب سر الملکوت انکے
پاس تھی یہ کتاب عزرائیلؑ نے حضرت آدمؑ کو دی تھی اور بعد شیمش کے سوا سہ ادریسؑ کے
کسی نے نہیں کھولی ہمیشہ مختم رہا کی فائدہ بعض تفسیر و ن میں ہے کہ رفعت مکان سے
جو کریمہ رفقاء مکانا علیا میں ہے مراد علوم مرتبہ و نشان دنیا کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ عروج
بطور معراج تھا اور بعد ادراک احوال افلاک و خواص اشیاء طبائع کو اکب پھر زمین پر تشریف
ہوئے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ کعب اجار نے حضرت ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ ادریسؑ کل
دوست ایک فرشتہ تھا اُس نے درخواست ادریسؑ چوتھے آسمان پر پہنچا یا وہاں ملک الموت
سے اُس سے پوچھا ادریسؑ کی عمر کس قدر باقی ہے ملک الموت نے کہا ان ہذا الشیء عجیب مجھ کو
حکم اُسکی قبض روح کا ہے مگر جملہ روایات ضعیف ہیں رفع ادریسؑ میں کچھ شک نہیں اور اُسکے
زندہ ہونے میں ہرگز شبہ نہیں ہے اخبار الدول میں ہے کہ حضرت ادریسؑ اول بنی آدم میں
جنکو مخاطبہ ملائکہ و ارواح مجودہ و معراج انسلخ بشریہ حاصل ہوئی ہے اور کبھی آسمان چہارم
عبادت خدا کرتے ہیں اور کبھی نعمائے بہشت سے مشغول رہتے ہیں تنبیہ اقوال اُنکے
کیات نصائح کے ہیں آرا و نجلہ فرماتے تھے کہ شریرون سے صحبت نہ کرو و بدخواہوں سے پرہیز کرو

و حلف دروغ سے بچو راستی پر اعتماد کرو و مغروری و خود نمائی سے دور رہو و حتی المقدور لفظ نہیں کا زبان پر نہ لاؤ و نعم و بلے اختیار کرو اور جہوئی قسم نہ لو اور شرع و حکمت کے دوست بنو اور اپنے نفس کو آداب پسندیدہ سے آراستہ رکھو اور کاموں میں جلدی نہ کرو بالخصوص اشرار کے سزا دینے میں اور حیا و خدائپرستی و توبہ اپنا ذریعہ کرو اور خواہش اپنی نیک کاموں میں صرف کرو اور سب لوگوں سے جہان تک ہو سکے باحسان پیش آؤ اور حیات کو تحصیل علم و بہرہ میں صرف کرو اور وضع منافقانہ نہ رکھو جس سے ملاحظہ ہر باطن سے یکساں ہو اور قول و فعل اپنا مطابق رکھو اور اپنے بزرگوں کی مطاعت اختیار کرو اگر خلاف دین و ایمان نہ ہو اور سلطان عہد کے فرمان بردار و طیع رہو اور دشمنان و متوجہ مشورہ کیا کرو اور منزل و مقامت بے محل نہ کیا کرو اور غیب دار کو ملامت نہ کیا کرو اور اسکو ہنسی میں نہ ڈالو بلکہ اُس سے عبرت حاصل کرو اور خدا سے پناہ مانگو کہ وہ عیب غم میں بھی نہ ہو جائے کیونکہ بشریت میں تم و وہ یکساں ہو اور جب کسی شخص کو کسی مرض میں مبتلا دیکھو تو اُس کے صحت کی دعا کرو اور جب امور دینیہ میں کچھ بحث واقع ہو تو سخت کلامی نہ کرو اور جب کسی محفل میں بیٹھو تو خاموش رہو بے ضرورت نہ بولو اور جو کام نیک پیش آئے اُسکو جلد کر ڈالو کہ شاید زمانہ فرصت ملے اور اولاد کو جوانی سے پہلے علم و حکمت کی تعلیم میں مشغول کر دو اور عبادت کا صلہ رضا ہے اتنی چاہو یعنی بخوف و خوف و امید جنت عبادت نہ کرو اور نماز و دعا میں بدل حاضر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو اور غم زدوں کی غمخواری اور سافزون کی صفا کیا کرو اور مال کو قیریون کی رہائی اور بیماروں کے تداوی میں اکثر صرف کیا کرو اور بھوکوں کو کھلاؤ اور پیاسوں کو پانی دو اور ماتم زدوں کی تعزیت کرو اور مصیبت پر ثابت قدم رہو اور دوست کو اول آزمائش کرو تب اس پر اطمینان و اعتماد کرو اور حالت غضب و غصہ میں بیودہ گفتگو نہ کیا کرو اور ازاجملہ حضرت اور پس نے فرمایا ہے کہ بادشاہ نیک وہ ہے جس کے عہد سلطنت میں مشریر و نیکو نیکی کی ہدایت کی جائے اور بدتر وہ ہے جس کے عہد میں شر و فساد کا رواج ہو اور کریم وہ شخص ہے جو کہ حالت تنگدستی میں کرم کرے اور علیم وہ ہے جو حالت غضب میں حلم کرے یہاں تک کہ دشمن سے بھی انتقام نہ چاہے اور بڑا ماتم زدہ وہ ہے جسکو حکمت نہ آتی ہو اور ازاجملہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے نفس کو مطیع و فرمان بردار کر لیا پھر وہ محتاج اور کسی کی اطاعت کا نہیں رہا اور بھی فرمایا کہ جو آدمی ایسی باتیں کرے کہ اُس کے کام کی نہ ہوں یعنی نہ اُس سے دنیا کی منفعت نہ دین کی تو اس نے

کار آمد فی چیز فوت کی آزانجملہ فرماتے ہیں کہ بہترین دوست وہ ہے جو دوست کی تعمیر و نو کو فراموش کرے اور اُس شخص سے خبردار رہنا چاہیے جو کسی شخص کی تعریف و توصیف غلام واقع کرتا ہو کیونکہ وہ آخر کسی وقت ایسی مذمت و بدی کریگا جو اُس میں ہی آزانجملہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو لائق ہے کہ خلق و رعایا پر ایسے شخص کو حاکم و متولی کرے جو صفت شفقت رکھتا ہو اور جس مقام میں کہ حاکم عادل و طیب خاذق و بازار مہمور حسین ہر شریعہ و آب روان نہ ہو اُس میں سکونت اختیار کرنا چاہیے اور بھی فرمایا ہے کہ جاہل آدمی کے پاس مال کا ہونا ایسا ہے جیسا مزلہ میں سبزہ اور کا ذہن کی مصاجت ایسی ہے جیسے سراب کی حقیقت روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ کے وقت میں آمون نام ایک بادشاہ تھا اُس نے حضرت سے اتنا س کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ خالق لایزال کی پرستش کر اور اپنے نفس کو پاکیزہ رکھ اور بے ایمانوں سے جہاد کیا کر اور غیر کے مال کی خواہش دل میں نہ کر اور خوب یاد رکھ کہ ملک بے رعایا آباد نہیں رہتا پس نزعیت پر احسان کیا کر اور اُس کے حال سے غافل نہ رہا کہ ہمیشہ انکی خبر گیری کیا کر اور تجھ پر واجب و لازم ہے کہ دنیا کے کاموں پر آخر تک کام مقدم کر اور جب کسی دشمن سے لڑائی پیش آئے تو ہر کام میں تدبیر کو ہاتھ سے نہ دے اور لازم ہے کہ حالت لڑائی میں بھل گئے سے احتیاط رکھ کیونکہ فرار میں بھی وہی اندیشہ مرخا کا ہے جو لڑنے میں ہے بلکہ نامردی کا عیب اور علاوہ ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی خبر لاسے کو جاسوس مقرر کر مگر اُن کا معتد ہونا ضرور ہے اور واجب ہے کہ مکر و حیالہ سے احتیاط رکھ کہ نقصان اُسکا تجھی پر عائد ہوتا ہے اور جب کوئی حکم لکھ کر جاری کرنا منظور ہو تو اول خوب غور کرے کہ وہ حکم لائق اجرا ہے یا نہیں اگر نہ ہو تو لکھ کر جاری کر دے مگر اُس حکم کو اول سے آخر تک بخوبی پڑھ لکھنے والے پر اعتقاد کلی نہ رکھ کہ اس میں خطا پائیگا اور تجھ کو چاہیے کہ اہل فلاح و نفع غفلت نہ کر کیونکہ آبادی زمین کی بے ہوشیاری نہیں ہوتی ہے اور اسی کی آبادی سے لشکر کی کثرت ہوتی ہے اور اسی سے خزانہ جمع ہوتا ہے اور بادشاہی قرار پاتی ہے گویا کہ یہ نسخہ کیمیا ہے آزانجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ نامی حنات سے تین باتیں احسن ہیں ایک راستی بحالت غضب دوسرے بخشش بوقت تلکستہ تیسرے عفو و صفت قدرت انتقام نہیں اتوال حکمت آمیز سے حکماء یونان حضرت ادریس کو اور یاسے اول پانچا فی کہتے ہیں و اخبار الدول میں ہے کہ اول رسم عمارت و آبادی و قصبات و قریات و بلدان انہیں نے

جاری فرمائی اور قواعد سیاست مدن انھیں نے منضبط فرمائے چنانچہ ہر فرقے نے اپنی زمین پر قصبے و شہر آباد کیے چنانچہ ایک شہر اسی مدینہ آباد ہو گئے اور بعض تو اربعین دیکھا گیا ہے کہ شہر خود حضرت ادریس نے آباد فرمائے انھیں سے چھوٹا شہر مدینہ زبار تھا کہ ہلاکو خان کے وقت میں ویران ہوا روایت ہے کہ گنبد ہرمان جو اطراف مصر میں مشہور ہیں حضرت ادریسؑ بنوائے تھے اور انھیں یہ کام کیا ہے کہ تمام صنعتوں کی تصویریں اور ان کے آلات کی تصویریں کھجوائی ہیں تاکہ بوقت ذہول و فراموشی انہیں دیکھ لیں اسی کا ذکر کتب تواریخ میں ہے کہ بنی الہرمان مکان النسر فی السرطان اخبار الدول میں ہے کہ جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر گئے ہیں تو عمر انکی تین سو بیاسی برس کی تھی اور بعض کے نزدیک تین سو پچاس برس کی اور باپ حضرت ادریس کے بعد الار تفاع پان سو برس اس عالم میں رہے اور حضرت مولانا شیخ الدین دہلوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ادریسؑ آسمان پر گئے ہیں تو سنہ ایک ہزار چار سو چوبیس سو تھوڑی تھی اور عمر انکی چار سو پانچ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تین سو پینسٹھ برس زمین پر رہے ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی پینسٹھ برس کی ہوئی تو انھوں نے مسماۃ بروخام سے نکاح کیا اُسے متوشلح کہ بسان عرب معنی منشرح ہے پیدا ہوئے اور اس وقت عمر حضرت ادریس علیہ السلام کی تین سو برس کی تھی اور حضرت ادریس علیہ السلام نے بحکم الہی قبل از رفع آسمان انکو اپنا ولی عہد و خلیفہ کر دیا تھا اور اول عالم میں انھیں نے گھوڑے پر سواری کی تھی اور نو سو بیاسی برس اس عالم میں رہے اور ایلول میں وفات پائی روایت ہے کہ جب متوشلح ایک شہر برس کے ہوئے تو انھوں نے مسماۃ عربا سے نکاح کیا کہ ان سے لاکھ جنگو لاکھ بھی کہتے ہیں پیدا ہوئے اور ان کے وقت میں اولاد قابیل کے اشرار و جہا برہ بکثرت ظاہر ہوئے لاکھ کی عمر آٹھ سو برس کی ہوئی اور جب ایک شہر ستاسی برس کے ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ابو المعز بلخی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر امسہ بہت ہیں لیکن افضل و اعلم تین شخص ہیں اول ہر شہر امسہ حضرت ادریس علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ انکو اہل فارس نبیرہ کیو مرث قرار دیتے ہیں دوسرا شخص ہر مس بابلی ہے کہ اُسے بعد وقوع طوفان حضرت شیخ الانبیاء

تفہیم

۱۵۹

نوح علیہ السلام کے شہر بابل کو اوسے نوآباد کیا اور جو علوم و فنون کہ مندرس ہو گئے تھے پھر اُسے از سر نو جاری کیے اور خود مدینہ کلدائین میں مقیم ہوا اس سبب سے وہ مقام مدینہ فلاسفہ کہلایا فیثا غورث اُسی کاشت گرد ہو قیصر اسیر مصری کہ فن طبابت و کیمیا میں بے حد تبحر تھا حکیم اسفلوس اسکا کاشت گرد تھا فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی خبر حضرت ادریس علیہ السلام نے یون دسی ہو کہ خدا آویگا فرشتوں کے ساتھ توب آدیون حکومت کرے اور منافقوں کو زجر و توبیح کرے بسبب اعمال نفاق کے اور خطا کاروں کو بسبب اقوال درشت کے انتہی اس قول کو یہود و عواری نے اپنے مکتوب کے باب چار و ہم میں اور نصاریٰ اسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دلیل گردانتے ہیں حالانکہ یہ قول کسی طرح انہر صداوق نہیں آتا کیونکہ منصوص اس قول کا تیغ زن اور قہر اور موج اور مخوف اور مہذب چاہیے سو یہ صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بالافتقار اصلانہ تھے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ صفات مذکورہ موجود کمال کے ساتھ تھے اور بنی الملاحم آپ کا نام تھا کما قالہ ان رسول اللہ بالسموت اور خدا کے آنے سے خدا کا جلال مراد ہو یعنی شہادت محمدوت ہو اور حذف مضمرات عند وجود القرینہ جمیع اسماء میں شائع اور ذائع ہو اور اکثر نصاریٰ اس قول کو با اینہم قناتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حمل کرین تو چاہیے کہ جتنے نبی ابتدا سے آج تک تیغ زن اور مہذب و گذر سے ہیں انکی خدا فی کے قائل ہوں حالانکہ اسکے قائل نہیں ہیں پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صادق نہیں آتا قصہ ہاروت و ماروت یہ قصہ متعلقات احوال حضرت ادریس علیہ السلام سے ہو کیونکہ یہ واردات انہیں کے زمانے میں ہوئی ہو لہذا اس مقام پر بیان اسکا ضرور ہو اپو شیدہ مذہب کہ ابن جریر و ابن حاتم و حاکم وغیرہ مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ شیر خدا اکرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہو کہ جبہ اخلا بدار و لا و آدم علیہ السلام کے آسمان پر جائے لگے تو ملکوت و سموات میں قیل و قال شروع ہوا دایانست و تحقیر انکی ہر ایک کے زبان زد ہوئی خواہ یون ہو کہ جبہ قابیل نے ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا تو سقر خزان ملکوت جو کہ میدان تصلف میں لالت و لیس فیہا من یفسد فیہا ویسفک اللہ مارچکے تھے دلیری کر کے بے لے کہ یہ قوم غاکی اپنی بیباکی سے فرمانبرداری میں تقصیر کر

نہایت

نہایت

نہایت

اور حکم آئی بچانہ لایگی بہر دو تقریر و تقدیر جناب مالک الملک خالق کبریا سے ارشاد ہوا کہ
 امی غرہ شدگان زوایا سے عبادت و امی باریا فنگان درگاہ جلالت اپنی طہارت اور
 عصمت پر فریفتہ اور عزت اور کرہست پر شینفتہ نہ ہو اور زبان ملاست گنگار ان بنی آدم پر
 مت کھولو اور کلمات بد انکی نسبت زبان پر نہ لاؤ نہیں جانتے کہ اگر ایک شمع بھی شہوات
 نفسانی اور تعلقات جسمانی کا جو کہ بنی آدم میں رکھا گیا ہے اگر تم میں بھی رکھتا تو تم بدتر
 اُس سے کرتے تب فرشتوں نے کہا معاذ اللہ امی رب اعتقاد ہمارا یہ ہے کہ باوجود قواس
 شہوانیہ اور غضبیہ کے بھی خلاف نکرین ارشاد ہوا کہ تم لوگ اپنے گروہ سے ایک کسی کو
 منتخب کرو تو حقیقت کا رد کھلاؤں سو فرشتوں نے غوا اور غویا اور غواہیل کو تجویز کیا
 اللہ نے قوت شہویہ و غضبیہ انکو عطا کی اور فرمایا تم زمین پر جا کر فرمان روائی کرو مگر شرک
 اور قتل اور زنا اور شرب خمر سے بچنا اور فیصلہ مقدمات بانصاف کرنا اور جب شام ہو جائے
 تو اسم اعظم جو تمکو سکھلایا جاتا ہے پڑھ کر آسمان پر اپنی جگہ اور مقام پر حاضر ہونا اور دوسرے
 دن پھر صبح کو بدستور زمین پر جانا فائدہ اس مقام پر تحقیق اسم اعظم کی جو اہل تحقیق نے
 فرمائی ہے لکھنا ضرور ہے پس واضح ہو کہ حضرت نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم لفظ اللہ
 ہی اسلئے کہ مومن کا فرشرک موحّد سب کی زبان پر یہ اسم دائر ہے مومنین اور موحّدین کہتے ہیں
 کہ امرنا اللہ اور مشرکین کافرین کہتے ہیں خلقنا اللہ قال اللہ تعالیٰ لکن سالتهم من خلقهم
 ليقولن اللہ یعنی اگر تو پوچھے انکو کس نے پیدا کیا تمکو تو کہیں گے اللہ نے مومنین کو اعتقاد ہے
 کہ انبیاء علیہم السلام اللہ پاس ہماری شفاعت کریں گے کافرون کو اعتقاد ہے کہ اشیاء و صنائع کو
 اللہ پاس ہم حمایت لائیں گے قال اللہ تعالیٰ ليقولون ہولاء شفعا عند اللہ یعنی کہتے ہیں
 یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ پاس تجر العلوم میں ہے کہ ہذا ہوا الحق الصریح اسوا سطلے کہ یہ
 اسم ذات ہے اور اسماء صفات ہیں اور ذات اشرف صفت سے ہے اگر یہ اسم اعظم
 نہ ہوتا تو اللہ رحیم اپنے حبیب کریم کو اثبات وحدانیت اور نفی الیئہ میں اسکو تعلیم نہ فرماتا
 کہ فاعلم ان لا اله الا اللہ وقل اللہ فذر ہم یعنی تو جان رکھ کہ بندگی کسی کی نہیں سوا
 اللہ کے اور تو کہہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے انکو و معذاریان کی صحت میں کیوں
 دخل ہوتا اور جملہ اسماء کی طرح یہ اسم غیرون پر کسوا سطلے بولا جاتا اور دعا اور ندہیں
 اسطرح مقدم آتا قال اللہ تعالیٰ قل ادعوا اللہ وادعوا الرحمن یعنی کہہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو

تفہیم اسم اعظم

و قال علیہ السلام احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن اور حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں کہ میں ہر نماز کے بعد دعائیں کہتا تھا کہ اے نبی مجھ کو اسم اعظم کی تعلیم فرما نا گاہ ایک دن نماز فجر کے بعد آنکھ لگی دیکھتا ہوں کہ ایک مرد با عزت و وقار نے مجھ سے کہا کہ لے تیری دعا قبول ہوئی اب تو پڑھا کر اللهم انی اسألك باسمک اللہ اللہ اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم جناب امام فرماتے ہیں کہ قسم بخدا پھر جو دعائیں درخواست کرتا تھا وہ ملتا تھا اور علامہ قنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسما اللہ کلہا اعظم لیکن اسم اعظم کے وجود میں شک نہیں ہاں اُس کے تعین میں اختلاف ہی بعضے ہوالحی القیوم کہتے ہیں اور کوئی یا بدیع السموات والارض فرماتے ہیں اور بعضے یا ذا الجلال والاکرام خواہ یا قریبا غیر بعید یا یا حنان یا منان یا حبیب ودعوة المضطربین خواہ یا صمد اور بعضے ہوالاول ہوالآخر یا الم یا کیل بعض اور بعض بسم اللہ مضمون بتلاتے ہیں اور اکثر اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ یہی اسم اعظم ہی اور تفاسیر معتبرہ میں یہ بھی مرقوم ہے کہ لفظ رب کا اسم اعظم ہی تفسیر تیسیر میں حضرت خضرؑ سے منقول ہے کہ جس اسم سے اللہ کو سارا جہان پکارے وہی اسم اعظم ہی قرطبی وغیرہ میں ہے کہ الحق بیشتر اسی اسم سے مخلوقات نے خالق کائنات کو پکارا ہے حلقہ غرش نے خدا کی ربنا وسعت کل شئی رحمۃ و علما آدمؑ نے دعا کی ربنا ظلمنا اور نوحؑ نے رب لاتذر علی الارض ابراہیمؑ نے رب اجعل ہذا ابلا مننا یوسفؑ نے رب ارجعنی الیٰ ہعیث علیہ السلام نے ربنا افتح بینا و بین قومنا بالحق حضرت صالحؑ نے ربنا ہب لنا من ارد ارجاد ذریاتنا قرة اعین حضرت ایوبؑ نے وایوب اذ نادى ربہ حضرت یونسؑ نے رب انی ظلمت نفسی حضرت سلیمانؑ نے رب اغفر لی وہب لی ملکا لیتنبی لاحد من بعدی حضرت زکریاؑ نے رب انی وہن العظم منی حضرت عیسیٰؑ نے ربنا انزل علینا مائدہ ہمارے حضرت شفیع الاتہ محمد مصطفیٰ صلعم نے ربنا لاتواخذنا ان نسینا او اخطانا اور اصحاب کہف نے ربنا اتنا من لدنک رحمۃ فرزند ان صالح رب ارحمنا کما ربنا لی صغیرا حواریون نے ربنا اتنا بما انزلت مادر مریم نے رب انی نذرت لک مافی ظنی محررا ایہ امراۃ فرعون نے رب ابن لی عندک یتیم فی الجنۃ بقیس نے رب انی ظلمت نفسی و سلمت اور ہمارے حضرت کے اصحاب باصفانے ربنا اتنا فی الذیاحسنۃ اور تابعین نے ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان مومنین نے ربنا اتنا سمعنا و یا ینادی للایمان اہل علم نے ربنا ما خلقت ہذا باطلا و شیطان نے رب انظر لی یوم یعثون اسی طرح ایماندار و صلحا حسب حاجت اور مواعید لطف و برکات کو چاہینگے عرض کریں گے ربنا اتنا نورنا

ربنا آتنا ما وعدتنا اور کفار اور اشقیاء جب درکات سے نجات چاہیں گے ہاتھ اٹھائیں گے دعا کو ربنا اخرجنا
منہا ربنا غلبت علیہنا شقوتنا اس سے معلوم ہوا کہ ہر کسی کی دعا اور دعا اسی اسم کے ساتھ ہو اور معنادار دعاؤ
بشارت اور قبولیت کے ساتھ بھی اسم مخصوص ہو کما قال اللہ تعالیٰ ادعواکم تضرعاً وخیفۃً ویکرم عفی
استجب لکم فاستجاب لہم بہم فائدہ اول پہنے بیان کیا کہ بالاتفاق اللہ کا لفظ اسم اعظم ہو اور یہاں
ظاہر ہوا کہ رب کا لفظ اسم اعظم ہو سو ان دونوں بات میں منافات نہیں اس واسطے کہ تحقیق کے
نزدیک اسماء ربانیہ ذات موجودات کی نسبت و قسم بین ایمان ثابتہ و حقائق علیہ کے اعتبار سے
اسماء الوہیت کہلاتے ہیں جیسے قادر مہد ان میں اصل اسم اللہ ہو اور ان کو ان خارجیہ و حقائق
کونیہ کے امتیاز سے اسماء ربوبیت کہلاتے ہیں جیسے رزاق حیذا ان نامون میں اصل اسم
رب ہو پس یہ دونوں اسم ان دونوں حیثیتوں سے اسم اعظم ہیں پس جس طرح اسم اللہ اسکا
الوہیت کا مرجع ہو ویسا ہی اسم رب اسماء ربوبیت کا مرجع ہو اگرچہ اسم اللہ کہ رب الارباب
اسکے تحت تربیت میں سائر موجودات واقع ہو لیکن ہر شے اور ہر نوع اور ہر شخص کے
لیئے مطلق ربوبیت سے ایک حصہ خاص ہو کہ وہ انکام ربی اور مقوم ہو اسی واسطے
قرطبی میں ہے کہ اسم رب میں ایک خصوصیت خاصہ ہیں الرب والمربوب مفہوم ہوتی ہو
کہ وہ خصوصیت رب کی جانب سے رافت اور رحمت پر شامل ہو علی الاتصال اور
مربوب کی جانب سے فقر اور احتیاج کو کیونکہ اور حال میں تنساول ہو واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال القصہ یہ تینوں فرشتے مکتب افلاک سے مرکز خاک پر نازل ہوئے اور
بنی آدم میں مختلط ہو کے دن بھر منہ حکومت پر فصل خصومات کرتے اور شب کو
بقوت اسم اعظم آسمان پر اپنے صوامع عبادت میں بسر کرتے یہاں تک کہ ایک
مہینا اس حال پر گزرا اور عدل اور انصاف انکا شہرہ آفاق ہوا غر ایل نے
اختلاط بنی آدم سے اپنی حقیقت ملکیت میں فی الجملہ تغیر پایا اور سمجھا کہ نتیجہ اسکا
بہتر نہیں ہے پس درگاہ الہی میں بزاری اور نیاز کرنے لگا الہی ظلم کر دم
برتن خویش و درین غم نچلتے دارم ز حد بیش و رہائی وہ ز زندان غورم و بسر
باعرصہ دار السردرم و حضرت ربانی نے گریہ اور بزاری اسکا قبول فرمایا اور
طبیعت آدمی کی اس سے زائل کی کہ اپنی جگہ پر جا کر سجدہ شکر میں گرا اور
چالیش برس سجے میں پڑا رہا اور غرا اور غرایا بدستور حکومت رانی زمین پر

مشغول رہے یہاں تک کہ صیاد قضا نے دام ہلا میں مبتلا کیا۔ اسے اول کہ سپر
بال و پر بکشا ویم و گفتیم کہ از قید ہلا آزادیم و جیتا و ازل کرشمہ کرد با و مانیز چو دیگران
بدام افتادیم و روایت ہے کہ ایک روز اثنائے استعمال رفع مہات اور فصل خصوصاً مین
ایک عورت زہرہ نام اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ
ملکہ اہل فارس ملقب بہ بیہرہ تھی اور بعضے کہتے ہیں ستارہ زہرہ تھا کہ بصورت
ایک عورت کے متشکل ہو کے امتحان کے واسطے آیا بالجمہ ایک عورت جمیلہ بحسن تدبیر
و لطیف تقریر آراستہ اور زیور حسن و جمال سے پیرستہ ہو کے مجلس عام میں آئی
اور اپنے شوہر پر داد خواہ ہوئی سے ازین عابد فریبی دل ربائی و ازین زابہ کشی
شوخی ہلائی و نہال نوبر از باغ جوانی پہلے خوشتر از آب زندگانی پہ ملاحظت راجش
رنگ بر روئے و حلاوت راز لعاش آب در جوئے و معالم التزیل میں لکھا ہے کہ اُکی
شیرین بیانی اور حسن کلامی نے دونوں فرشتوں کو بیتاب کر دیا کہ دل ہاتھ سے
جاتا رہا سے بذلہ گوئے و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن و خور و سے کا بچہ بین
باش رہا سے جان بود سے کیے را پے در گل ماندہ از عشق و دگر راست بردل ماندہ
از عشق و القصہ دونوں نے باتفاق اُسکے مقدمہ کو تاخیر میں ڈال دیا جب مجلس عام
خلوت ہو گئی مافی الضمیر اپنا ایک نے دوسرے سے کہا دونوں کو معلوم ہوا کہ آتش
عشق میں حریق اور دریا سے شوق میں غریق ہیں سے نیست یک ساعت دل ماخلی
از سوداے عشق و تاجہ آرد بر سر ما عاقبت غوغاے عشق و دوسرے دن وہ حسینہ
دلہ با پھر آئی کہ دونوں نے اُسکو خلوت میں طلب کر کے راز نہفتہ اپنا بمقتضای سع
عاشق روئے تو ایم از تو چہ پنهان داریم و بلا تکلف آشکارا کیا اُس نے بکشمہ خوبی و غنچ و
دلال محبوبی جواب دیا کہ تم مجھ سے دین میں مختلف ہو اور باوجود مخالفت مذہب یہ معاملہ
نہیں ہوتا ہی قطع نظر اس سے شوہر میرا نہایت غیور ہے اگر وہ سبکا کہ میں تمہارے ساتھ
نشست و برخاست کرتی ہوں تو بیشک مجھکو مار ڈالے گا پس اگر تمکو طواف کعبہ مجاورت
میری کا منظور ہے تو میرے بت کو کہ قبلہ پرستش میرا ہی سجدہ کرو اور چہ چشمہ وصال سے
سیراب ہو اچاہتے ہو تو میرے خیم کو کہ اُسکے خار آزار سے دل بر خون رکھتی ہوں قتل کرو
فرشتوں نے کہا معاذ اللہ عبادت غیر حق گناہ عظیم ہے اور قتل ناحق فعل شنیع ہم سے یہ دونوں

از نو میکین گئے ناچار وہ مشوقہ دلربا یون طغنه کر کے چپ ہوئی سے گرتھیں تھا تصور انجام
 کیون عبت عشق کو کیا بدنام و چونکہ اس کے دل میں قلق الفت اور اضطراب محبت غالب ہو گیا تھا
 دوسرے دن اس کو پیغام بھیجا کہ گذشتی بر مزارم شورشنے انداختی رفتی و کف خاک را
 صحرا سے محشر ساختی رفتی و گرفتنی شیشہ دل را شکستی تاختی رفتی و صدا ہامی شنیدم
 جا بجا انداختی رفتی و اور کہا ہم ناچار تیرے گھر میں مہمان ہونگے سے بجانہ اش روم و این کم
 بہانہ پیش کشے کہ مست بودم و کردم خیال خانہ خویش و او سے کہا بیجا نہ تکلف تشریف
 لائیے میں راضی ہوں اور اپنے مکان خلوت کو آراستہ اور خود بنفاست زیور و لباس
 سے پیراستہ ہو کر بیٹھی اور حسب عادت دو چار شیشے شراب کے سامنے رکھ کے مست
 فریب ہوئی جب یہ دونوں نلقتہ از خود رفتہ مکان مشوقہ میں پہنچے تو یہ کہا سے میسر کے
 شود و وصل تو اسے آرام جان مارا کہ از خوشیاں ترا ہم ہست و از یگانگان مارا و اور از بسکہ
 آتش شوق سے سوزان اور پیش عشق سے پریشان تھے وقت خلوت غنیمت جانکر
 کہنے لگے سے بیا سے جان بشینم با تو و کہ فردا من کجا باشم کجا تو و نہانم با تو کے گرد ملاقات
 زمانے میں ترا ہم مرا تو و اسے کہا کہ میں چار چیز دان میں تلو اختیار دیتی ہوں یا تو میرے بت کو
 سجدہ کرو یا میرے شوہر کو قتل کرو یا بھگو اسم اعظم تعلیم کر دیا ایک قدح شراب نوش فرما و
 ان دونوں نے با ہم مشورہ کیا کہ شہرک و قتل نفس گناہ شدید ہوا اس کو کرنا چاہیے اور اسم اعظم
 سہرا لئی ہو اس کو بلانا چاہیے مگر شراب پینا گناہ سہل ہوا لباس سے آن تلخ و شش کہ صوفی
 ام انجناشش خواند و اشتی لنا و احلی من قبلۃ الغبار و اور یہ نہ سمجھے کہ مفر جمع الفسادات اور
 ام انجناشش ہی سے کس نہ شکاری نگر دبت پرست و پیش بت مصحف بسوز و مردست
 غرض کہ بزم عیش میں بیٹھ کر جام می نوش فرمایا اور محتسب عدل کو فراموش کیا اور
 حسب حال اون کے زبان حال بنی آدم یون ترنم ہوئی سے کل شیخ بن کے مجتہد عصر
 سابقا و دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا و کہنے لگا زراہ تختہ مجھے بطور معلوم
 ہو گا شہر میں پینا شراب کا و میں نے کہا کہ میں بھی ہوں یہ خوب جانتا و پر کیا کروں
 کہ ہر ابھی عالم شباب کا و تقصیر ہو معاف تو ایک عرض میں کروں و گرا پ بھگو کیجے
 نہ مورد عتاب کا و تقوی ہمارے آگے ہو تب آپکا درست و اور تب یقین ہو آپ کے اس
 اجتناب کا و می ہو و کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ و شش و اور کوئی دال نخل نہ باعث

چاب کا گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیجا بیہ ریشن چہر جلوہ ہر رنگ خضاب کا
 کھینچ اسکو اور منہ سے ملا کر کے اپنا منہ بیہ دی ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا منت
 سے یوں کہے کہ ہمارا ہوس ہے گردن پی بجائے جلد یہ پیالہ شراب کا بیہ اُس وقت میں سلام
 کروں قبلہ آپکو گردن آپ خوف کیجیے روز حساب کا بیہ اور امتحان بغیر تو یہ آپکا غلام بیہ
 قائل نہیں ہو قبلہ کسی شیخ و شاب کا بیہ اچھا حاصل شراب پی کے دونوں بیہوش ہوئے وہ
 زیادہ چنان آتشے بر فروخت بیہ کہ می خوار گان را در درخت سوخت بیہ بعد اسکے بت کو
 سجدہ کیا اور اسکے شوہر کو بھی مارا اور اسم اعظم بھی تعلیم کیا اسے عشق ازین بسیار کردست و
 کند بیہ سجدہ راز ناکر دست و کند بیہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ عورت اسم اعظم کو پڑھ کے
 آسمان کو گئی اور حق تعالیٰ نے اسکی روح کو ستارہ زہرہ کی روح سے متصل کر دیا اور
 بصورت زہرہ منسج ہو گئی اور یہ دونوں فرشتے اس کے ساتھ نجاس کے اور اسم اعظم انکو بھول گیا
 جب مستی شراب سے ہوش میں آئے تو مذمت سے افسوس کرنے لگے اور گویا کہنے لگے
 کہ دونوں جہان کے کام سے ہم بیہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے بیہ نہ خدا ہی ملا
 نہ وصال صنم بیہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے سچا نہ تعالیٰ نے اس حال سے ملائکہ
 آسمان کو مطلع کیا کہ یہ دونوں فرشتے باوجود اسے کہ میری تجلی سے غائب نہ تھے بلکہ شہود اتم انکو
 نصیب تھا محض بغلبہ شہوت اس معصیت میں گرفتار ہوئے بنی آدم کہ میرے حضور
 سے غائب ہیں اور شہوت انکی طبیعت میں مخمر ہے اگر ہمدرد معاصی ہو جائیں تو کیا عجب ہے
 سب ملائکہ مقرر بنجھا ہوئے اور اُس وقت سے واسطے اہل زمین کے استغفار کرتے ہیں
 چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہیں والملائکہ یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض آخر کار
 ان دونوں فرشتوں نے اپنا حال تغیر پایا اور زار زار روئے اور حضرت ادریس علیہ السلام
 کی خدمت میں آئے اور حال زار اپنا بیان کر کے شفاعت کی درخواست کی حضرت
 ادریس علیہ السلام نے وعدہ فرمایا کہ جمعہ آئندہ میں تمہارے واسطے جناب باری میں التماس
 کروں گا جب وہ جمعہ گذر گیا تب حضرت ادریس نے کہا کہ اس جمعہ کو دعا تمہارے حق میں
 مقبول نہ ہوئی تامل کرو جمعہ آئندہ تک جب جمعہ دوسرا آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام نے
 فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمکو عذاب دنیا اور آخرت میں اختیار دیا ہے اگر چاہو عذاب دنیا اختیار کرو
 اور اگر چاہو عذاب آخرت پر آمادہ رہو دنیا میں کچھ مواخذہ نہو گا کلمۃ القصص میں لکھا ہے کہ

حضرت جبریل علیہ السلام بفراوان ربانی اس کے پاس آئے اور خبر دی کہ نام تم دونوں کا ستیغہ ہو گیا یعنی غرا کا ہاروت اور غرایا کا ماروت ہوا اور تم کو اختیار ہی محنت اس جہان اور مشقت اس جہان میں انھوں نے باہم مشورت کر کے باہم خیال کہ عذاب دنیا فانی ہو اور عذاب عقبی باقی عذاب اس جہان کا اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ انکو زنجیر ماسے آہن میں کس کے اور بدن کے بال باندھ کے چاہ بابل میں کہ آتش تیز سے شعلہ زن ہو اٹھا لگا دو اور ایک ایک فرشتہ نوبت نبوت قیامت تک انکو تازیانہ آتشیں سے مایا رہے اور اپنی تشنگی باہم مرتبہ غالب کی ہو کہ شدت عطش سے زبانیں منسو سے باہر پڑی ہوں اور طرفہ عذاب یہ ہو کہ بمقدار ایک بالشت کے پانی سر خوش گوار لبون کے مقابل رکھا ہو اور پیسے نہیں پائے ہوں والیبا ذباہ من غضب اللہ قائمہ واضح ہو کہ اس قصے کو تفاسیر محدثین اور سنن بیہقی اور سند امام احمد میں بروایات متعددہ اور طرق مختلفہ کہ بعضے اس کے صحیح ہیں اس طرح بیان کیا ہو لیکن متکلمین مفسرین مثل امام رازی اور قاضی بیضاوی اس قصے کی انکار کرتے ہیں اس طرح سے کہ نظم قرآنی میں کوئی بات ایسی کہ شعر اس قصے پر ہو نہیں پاتی جاتی ہو پس ایسی روایتیں کہ مخالف اصول اور قواعد دین کے ہوں قابل اعتبار کے نہیں کہ واسطے کہ اس قصے میں چند باتیں اصول عقائد کے خلاف ہیں اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہیں گناہ کبیرہ اسے صادر ہونا منافی عصمت کے ہو دوسری یہ کہ اس عورت فاجرہ کو باوجود جنابت کے کس طرح ممکن ہو کہ بزرور اسم اعظم آسمان پر چلی گئی کہ واسطے کہ دعوت اسماء کے واسطے بہت شرطیں ہیں عمدہ اور تقویٰ اور طہارت بھی ہو تیسری یہ کہ نسخ اور تبدیلی صورت گویا عقوبت ہو اور عتوبت تحقیر اور اہانت کا سبب ہو اور ستارہ درخشندہ ہونا دلیل کمال عظمت اور بزرگی پر ہو چوتھی یہ کہ زہرہ ایک ستارہ ہو مشہور کہ قبل از خلقت حضرت آدم مخلوق ہوا تھا اور اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستارہ بعد از واقعہ کے ہوا ہی پانچویں اس قصے میں فرشتوں کی زبان سے نقل کیا ہو کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ ہم باوجود شہوت اور غضب کے گناہ نہ کریں گے حالانکہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم میں بھی شہوت اور غضب ہوتا تو تم بھی معصیت میں مبتلا ہو جاتے پس صریح تکذیب خدا لازم آتی ہو اور یہ فعل شیخ منافی ایمان کے ہو چہ جائے ملکیت پس سبب نازل کرنے ان دونوں فرشتوں کا یہ تھا کہ علم سحر جو کہ علوم الکلیہ سے ہو نوع انسان میں باقی رہے اور انبیاء علیہم السلام کی یہ شان نہیں تھی کہ ایسے علوم سراسر

بیان الکتاب از قصہ
مورثہ دولت
نسبت امام رازی
و بیضاوی

ضرر کو کہ اس سے تاثیرات مخلوقات کا اعتقاد اور تاثیرات خالق سے غفلت ہو جاوے تبلیغ فرامین جیسے علوم فلسفہ اور طبیعیہ کہ ضرر او کا نفع سے زیادہ ہی بھی ہاں نہیں کرتے بلکہ دیدہ و دانستہ اس سے سکوت کرتے ہیں اس واسطے کہ حقیقت نبوت دعوتہ الخلق الی الحق ہو اور یہ علوم اس غرض میں نخل ہوتے ہیں پس ضرر ہو کہ دونوں فرشتوں کو واسطے تعلیم سحر کے نازل فرمائیں اور تعلیم سحر میں کچھ قباحت نہیں ہو اس واسطے کہ نہایت کار سحر کھنڈ اور جو چیز مودی بکھر ہو تعلیم اس کی مضائقہ نہیں ہو مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر فلان ستارہ کی کوئی پرستش کرے تو یہ اثر بخشیکار اور اگر فلان شیطان کی عبادت کرے تو یہ مطلب حاصل ہو جائیگا اور دوسرا شخص اس کلام کہ شکے یہ کام کرے تو کفر یہ عبادت و اعتقاد ہو نہ کہ بیان کرنا اسکا اور سحر کے فائدے بھی بہت ہیں جیسے امتیاز کرنا عجیزات انبیاء اور کرامات اولیاء اور سحر جادو گروں میں اور اس طرح فرق کرنا طلبات اور نیرنجات اور شعبہ دون میں بھی اسی علم سے حاصل ہوتا ہو بلکہ جو لوگ اس علم سے ناواقف ہیں ایسی چیزوں میں اصلاً فرق نہیں کرتے ہیں حتیٰ کہ ساحر اور شعبہ باز کو مثل انبیاء اور اولیاء کے جانتے ہیں اور بعض اعمال سحر کہ واسطے ہلاک کرنے دشمن خدا اور الفت مردوزن کے اور دفع کرنے شر ظالم کے ہیں درحقیقت مستحبت شرعیہ میں داخل ہیں اور یہ بھی ہو کہ سب کوئی شخص قواعد سحر کو جائز محمل ناپسند میں صرف کرنے سے احتراز کرتا ہو تو مستحق ثواب ہو تا کہ باوجود قدرت گناہ کے گناہ سے باز رہا اور یہ بھی ہے کہ شہر بابل میں آدمیوں کو سحر کا کمال شوق تھا کہ عجیب و غریب چیزیں سحر سے استخراج کرتے تھے اور اسی سبب کمال خود بینی اور غرور انکو پہنچا تھا کہ خدا سے فائل ہونگے تھے اس واسطے حکمت الہیہ مقتضی ہوئی کہ اس وقت میں دقائق اس علم کے غیب سے بواسطہ ان ولون فرشتوں کے کھولے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی معلوم کریں کہ علم الہی سے کبھی مستغنی نہونا چاہیے چنانچہ آیت قرآنیہ ما نزل علی الملکین دلیل صیح ہو کہ یہ علم جناب الہی سے نازل ہوا ہو اور فرشتوں کے حال سے بھی خبر ہو ہو و ما یعلمان من احد حتی یقولوا انما نحن فتنۃ فلا تکفربینے وہ دونوں فرشتے نہیں سکھاتے ہیں کسی کو یہاں تک کہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم ہیں آزمائے کو پس تو مت کا فر ہو اور یہ نصیحت اور دغظ دلیل ہو کہ یہ دونوں فرشتے آپ سے تعلیم سحر نہیں کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہو کہ منظور محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع دونوں تھے بالجملہ مناسب ام تکلیفیں سیطور سے گفتگو کرتے ہیں لیکن اگر تسبیح روایات کہ اس باب میں وارد ہیں کیا جائے تو ثابت ہوتا ہو کہ اس قصے کی بھی اصل ہو

اس واسطے کہ جو کچھ اس باب میں بطریق موقوف یا مرفوع یا خبر یا اثر کے وارد ہوا ہو قدر مشترک
 اسکی متواتر ہو گو خصوصیات واقعہ میں کچھ اختلاف بھی ہوا اور انکار قدر متواتر نہیں ہوا اور
 جو کچھ کہ وجوہ مخالفت میں قواعد دینیہ سے مشکوکین نے بیان کیا ہو بحسب ظاہر قابل تسلیم ہیں
 لیکن نظر تعمق اور سمیع توجیہ ہو سکتی ہو تاکہ انکار روایات اور تکذیب قصہ حضرت یوسف
 اور حضرت داؤد علیہما السلام وغیرہ کی لازم نہ آوے مثلاً کہ کہتے ہیں کہ فرشتے گناہ سے
 اوسیدم تک معصوم ہیں کہ اپنی صفت ملکیت پر باقی رہیں اور جب شہوت اور غضب
 اونہیں دونوں ہوئیں تو اوس صفت سے خارج ہو گئے پس مقتضائے ملکیت کہ عصمت
 اور طہارت تھا نفی ہو گیا اور ظاہر ہو کہ جب موثر بدلہ اثر بھی بدل جائیگا اور وہ عورت اگرچہ
 فاجرہ تھی لیکن اسم اعظم کا شوق رکھتی تھی الا اوسکے عوض میں فرشتوں سے وعدہ یہ قول
 کیا تھا اس باعث سے اس فعل میں حسن اور قبح مخلط ہو گئے تھے حسن نیت اور باعث وقوع
 صورت عمل پس صورت مجازات مسخ ہو گئی اور بحسن نیت ستارہ سے متصل ہو گئی اور سر پہ
 کہ اوس عورت نے اپنے حسن و جمال کو وسیلہ قرب الہی گردانا تھا لیکن بیجا اور بے محل
 پس اوسکو حسن اور جمال و الہی عنایت ہوا کہ روح اسکی ستارہ زہرہ کی روح سے متصل
 ہوئی اور صعود ارواح میں کچھ تعجب نہیں ہو چنانچہ اچھے نیک مردوں کی روح ساتون آسمان
 سے گزر جاتی ہو اور ہر چند کہ صورت کو کبیہ کو نسبت اور مخلوقات کے شرافت اور بزرگی ہو
 لیکن نسبت صورت انسانہ کے متحرک نہیں تعظیم بالنسبہ اور تحقیر بالنسبہ دونوں متحقق ہوئیں
 اور فرشتوں کے کلام میں تصیم غم طاعت اور عدم عصیان کا بیان ہو نہ تکذیب اور
 تحمیل الہی پس معنی کلام کے یہ ہیں کہ ہم اپنی طرف سے غم مصمم رکھتے ہیں گو واقع خلاف
 اوسکے ہو ظاہر ملا کہ کلام الہی سے یہی سمجھے ہو گئے کہ شہوت اور غضب جس مخلوق میں
 ترکیب دیا جائے مستلزم عصیان ہو اگرچہ بی اختیار ہو لیکن اپنی طرف سے عرض کیا کہ ہم سے
 با اختیار خود مصیبت نہوگی پس اس کلام سے تکذیب لازم نہیں آتی ہو اور مسخ کر دینا عورت کا
 بصورت زہرہ جو بیان ہوا ہی معنی اوسکے یہ ہیں کہ روح اسکی زہرہ کی روح سے متصل ہو گئی
 نہ یہ کہ سابق سے یہ ستارہ ہی تھا پس خلاف واقع نہیں لازم آتا ہو زیر ابن کبار اور ابن مردویہ
 اور دہلوی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ صورت میں مسوخہ کس قدر ہیں فرمایا کہ تیرہ ہاشمی ریچھ خوک

منہ
 حجاب از دلک
 مضمین

الحسن
 انما یفوقہ و یشتد
 علیہ بنفوس و سکون
 علیہ بنفوس و سکون
 رافضیہ مال و کمال
 نقب احمد بن محمد
 علیہ بنفوس و سکون
 الحاکم علیہ بن محمد
 موقوف
 منہ

بندر مارماہی سو شمار طوطا بچھو جولانہ کہ دریاؤں میں ہوتا ہے اور عربی میں اوسکو دیوص کہتے ہیں
 عنکبوت خرگوش سٹیل زہرہ تب میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کس طرح مسخ ہوئے فرمایا
 کہ فیل مرد سرکش اور دولت مند تھا خوک بلواطت اور ترس ایک شخص تھا محنت کہ آپ کو مانند
 عورتوں کے آراستہ کر کے مردوں کے پاس جاتا تھا اور خوک ایک جماعت تھی نصاریٰ کی
 کہ کفران نعمت نزول ماندہ اون سے صادر ہوا تھا اور بندر یہودی لوگ تھے کہ شنبہ کو شکار مچلی کا
 کرتے تھے اور مارماہی ایک مرد تھا دیوث کہ اپنی عورت کی دلا لگی کرتا تھا اور سو شمار ایک گنوار
 تھا بادیہ نشین کہ حاجیوں کا اسباب چوری کر لیتا تھا اور طوطا ایک شخص تھا کہ درختوں سے
 سیوہ چراتا تھا اور کر دم ایک مرد تھا سخن چین و زبان دراز کہ کوئی شخص اوسکی زبان سے محفوظ
 نہیں رہتا تھا اور دیوص ایک مرد تھا چل خور کہ درمیان دوستوں کے جدائی ڈالتا تھا اور
 عنکبوت ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر کو سحر کر کے مار ڈالتا تھا اور خرگوش بھی عورت تھی جو جن
 و جنابت سے غسل نہ کرتی تھی اور سہیل چوکیدار تھا میں میں کہ ہر کسی سے بچ کر لیا کرتا تھا اور زہر
 و قترا و شاد تھی کہ اسے ہاروت و ماروت کو فریاد کیا تھا اور نافع المسلمین میں ہے کہ تعداد مسموعات
 میں اختلاف ہے بعضے اوتیل کہتے ہیں اور بعضے ستائیس چنانچہ بارہ باستنار دیوص لکھے گئے
 اور سترہ یہ ہیں ایک روباہ کہ مرد چور تھا اور مال و اسباب کار وانیوں کا غارت کر لیتا تھا و ستر
 سلطان کہ مرد کفن چور تھا جسکو نباش کہتے ہیں تیسرا باخہ ایک عورت تھی کہ اپنے داماد سے ہم ستر
 رہتی تھی چوتھا زنبور ایک مرد عابد تھا اگر عدا کی تحقیر کرتا تھا پانچواں کصو ایک مرد مالدار تھا کہ اپنی لونڈیوں
 سے دریا میں کھڑے ہو کر جامع کرتا تھا چھٹا زراغ ایک مرد تھا فتنہ انگیز و متکبر اسی نے طریقہ سودا و اجاری
 کیا ہے ساتواں فاختہ ایک مرد تھا کہ قسم کھا کر وفائے عہد نہ کرتا تھا آٹھواں لعلہ ایک مرد تھا کہ اپنی لونڈیوں
 زنا کر کر خریدی لیتا تھا نو ان کجشک ایک مرد بصورت صوفی تھا اور رقص و ہزل کو سباح کہتا تھا دسواں بن
 ایک مرد تھا جس نے مذہب قدریہ ایجاد کیا گیارہواں چند ایک شخص یہودی تھا جس نے اپنی ہمشیر کو خرچی
 بیجا تھا بارہواں کتا تیرہواں شیر چوہواں باز بندہواں بط کہ ان چاروں کے افعال معلوم نہیں ہوئے
 سولہواں طادس مھواں شہر کہ ایک مرد آفتاب پرست تھا اور نفسیہ عزیزی میں دو حکایتیں
 عجیب لکھی ہیں ایک کہ حاکم و بیتی نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت دو مہ اجنڈل
 کی حضرت صلعم کو تلاش کرتی آئی اور یہ کہتی تھی کہ مجھے کچھ پوچھنا تھا افسوس آنجناب رحلت فرما گئے
 جب میرے پاس آئی تو میں نے پوچھا تیری کیا حاجت ہے اوس نے کہا میرا خاوند بد مزاج تھا

کے دیوص کہتے ہیں
 کہ وہ جماعت
 کے سوا کسی
 کے نام نہ

احکام در سونو
 سلطان
 تفریح لام کہتے ہیں
 ان میں سے
 کہ وہ ان
 و بندہواں
 ملک کو بندہواں
 حلقہ مشہور
 چارونیس
 و شیر چوہواں
 و شیر چوہواں
 و شیر چوہواں
 و شیر چوہواں

اس سبب سے میں پنج مین رہتی تھی اسی عرصہ میں ایک ضعیفہ میرے پاس آئی اوس سے
 میں نے خاوند کی شکایت کی اوس نے کہا اگر میرا کہنا کر تو خاوند مطیع ہو جائے میں نے کہا ضرور
 کروں گی سو وہ چار چھ گھنٹہ رات باقی رہے دو کتے لائی کا بے ایک پر آب چڑھی دوسرے پر
 مجھے چڑھایا اور ایک لمحہ میں زمین بابل میں پہنچی وہاں دو شخص اوٹے لٹکے انھوں نے
 مجھے پوچھا تو کیوں آئی ہو میں نے اوس ضعیفہ کے سکھانے سے کہا میں سحر سیکھوں گی
 وہ بولے سحر حرام ہے اوس کے سیکھنے سے آدمی کا فر ہو جاتا ہو تو یہاں سے چلی جا میں نے کس
 سیکھے ہوئے نہ جاؤں گی الفرض وہ دونوں منع کرتے تھے اور میں مصرقی آخر کار مجھے کہہ
 اس تنور میں پیشاب کر سو میں تنور پر گئی مگر خوف سے پٹ آئی اور میں نے کہا کہ یہاں کہ پیشاب کر آئی
 بولے تو نے کچھ دیکھا میں نے کہا کچھ نہیں انھوں نے کہا تو مہوئی ہو اب بھی تیرے حق میں بہتر ہے
 کہ یہاں سے چلی جا میں نے قبول نہ کیا پھر کہا پیشاب تنور میں کر پھر میں تنور پر گئی اور خوف سے
 واپس آئی اسی طرح تین بار وقوع میں آیا چوتھی مرتبہ میں نے دیکھو مضبوط کر کے تنور میں پیشاب
 کیا تو اسی وقت ایک سوار زرہ پوش مسلح اوس تنور سے نکلا اور جانب فلک چلا گیا بہانہ کہ
 میری آنکھوں سے غائب ہو گیا تب میں اون دونوں کے پاس گئی اور تمام واردات بیان کی
 وہ کہنے لگے درست ہے یہ سوار زرہ پوش تیرا ایمان تھا کہ تجھے جدا ہو سکے چلا گیا اب تو رخصت ہو کہ
 سو میں کامل ہو گئی سو میں سخت مراد ہوئی اور اوس ضعیفہ سے کہا کہ تو مجھ کو سحر سکھانے کو لاؤ
 وہ تو کچھ نہوا میرا ایمان مفت گیا اوس نے کہا کہ یہاں کا طریق تعلیم یہی ہے اب تو ساحرہ ہو گئی کہ کچھ زبان
 سے کہے گی وہی ہو گا میں نے کہا کیونکر یقین ہو اوس نے کہا ایک دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالو اور کہو
 کہ نکل آسو میں نے دانہ گندم لیکر زمین پر ڈالا اور کہا نکل آجو دکنے کے وہ دانہ درخت ہو گا اگل
 میرے کہنے سے وہی دانہ درخت بھی ہوا اور خوشہ لایا اور پختہ ہو کر طیار ہو گئی کہ روٹی کی پکانی موجود
 ہو گئی جب کہ یہ کیفیت میں نے دیکھی تو مجھ کو اپنے ایمان کا نہایت افسوس ہوا میں قسم کھاتی ہوں
 خدا کی احوام المؤمنین کہ میں نے آج تک ہرگز ہرگز کیسے حق میں بدی نہیں کی ہو اور نہ میرے
 دل میں کیسے ساتھ بدی کا ارادہ ہو اور میں حضرت صلح کے اوصاف عیدہ شکر بیان حاضر ہوئی
 کہ اون سے تیرا ایمان پھر آنے کی دریافت کروں گی وہ نہ لے اسکی نہایت حسرت ہوا المؤمنین
 نے فرمایا کہ حضرت کے اصحاب موجود ہیں اون سے پوچھو وہ سب یاروں کے پاس گئی کہنے
 کچھ نہ فرمایا مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرے مان باپ دونوں زندہ

ہوں خواہ ایک ہوا و نکی خدمت کر کہ ایمان پھر آوے دوسری حکایت یہ ہو کہ ابن منذر نے
 ازراعی سے روایت کی اور وہ ہارون بن رباب سے روایت کرتا ہے کہ ایک روز میں عبد الملک
 بن مروان کی ملاقات کو گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تعظیم و تکریم نگاہ سے مجلس میں بیٹھا ہو
 حاضرین مجلس سے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شخص ہاروت ہاروت کو دیکھ آیا ہے اس
 باعث سے اسکی تعظیم ہوتی ہے سو میں نے اسکو سلام کیا اور قصہ پوچھا اسنے رو کر کہا کہ میرا معاملہ
 یہ ہو کہ میں نوجوان تھا میرا باپ مجھکو لڑکا چھوڑ کر مر گیا تھا اور مال و اسباب میری مان کے قبضہ اختیار
 ہو چکے تھے چاہتا تھا میں صرف کرتا تھا جب ایک مدت گزری اور مجھکو شعور ہوا تو میرے دل میں گذر کہ اپنی
 مان سے کثرت مال کی علت دریافت کروں میں نے باصرار پوچھا اسنے کہا اسکا حال مت پوچھ
 عیش و عشرت سے بسر کر مال بہت ہو کئی پشتوں کو کافی ہو گا میں نے نہایت الحاح و زاری کی
 آخر مجبور ہو کر وہ مجھکو گھر کے اندر لے گئی اور تمام مال و اسباب دکھلایا تو فی الحقیقت ایک بڑا خزانہ تھا اب
 مجھکو زیادہ تر شوق ہوا کہ اسقدر مال کس طرح جمع ہونا چاہا اسنے کہا کہ تیرا باپ ساحر تھا اسنے یہ سب
 مال سحر سے جمع کیا ہے میں نے کہا کہ باوصف تندرستی باپ کے مال پر تکیہ کرنا بہت ہمتی ہو میں بھی
 سحر سیکھوں گا اور مال جمع کروں گا سو میں نے اپنی مان سے پوچھا کہ ایسا بھی کوئی آدمی ہے جو سحر سیکھے
 اسرار سے واقف ہو اور وہ سحر جانتا ہو اسنے کہا ایک شخص فلان شہر میں ہے چنانچہ تیسرا سفر
 کیا اور اسکے پاس گیا اور مودب سلام کر کے بیٹھا اسنے نہیں پہچانا اور میرا حال پوچھا میں نے
 التماس کیا کہ فلان شخص کا بیٹا ہوں تو اسنے گلے لگایا اور مہاجر با کہا اور مزاج پر سی کی بعد ازان بھانپا
 مستفسر ہوا اور کہا کہ تیرا باپ اتنا مال چھوڑ گیا ہے کہ تیری کئی پشتوں کو کافی ہو گا میں نے کہا کہ مجھکو مال کی
 احتیاج نہیں ہے میں تو سحر سیکھا چاہتا ہوں اسنے کہا کہ اسکا خیال نہ کر کہ اس میں ہرگز فائدہ نہیں ہے
 میں نے نہایت اصرار کیا اور بہت خوشامد کی تب اسنے ایک دن مقرر کیا کہ اسیدن حاضر ہوا اور
 ایسا وعدہ کا مستعدی اسنے کہا کہ میں تجھے ایک مقام پر لے چلوں گا وہاں خدا کا نام نہ لینا چاہیے
 اپنے ہمراہ ایک نقب میں جو نیچے زمین کے تھیں لیگیا خیال کرتا ہوں تو تین سو کئی زینے اور ترنا پڑے
 اور آفتاب کی روشنی مطلق نہ تھی جب یہ مرحلہ طے ہوا تو دیکھتا ہوں کہ ہاروت ہاروت لوہے کی
 زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوا میں لنگے ہیں آنکھیں بڑی بڑی اور پیر بھی نہایت بڑے کہ مجھکو
 نہایت خوف ہوا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ یہ کلمہ سنتے ہی اپنے پروں کو جنبش دینے اور چلائے
 گئے بعد اسکے خاموش ہوئے امتحان میں نے پھر کہا لا الہ الا اللہ تو انھوں نے پھر اپنے پر

پھٹ پھٹا کر نل کی اب میں خاموش ہو کر کھڑا ہوا وہ دونوں مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ تو آدمی جو میں نے
 کہا آدمی ہوں بیان کرو کہ لا الہ الا اللہ کے سننے سے تم کیوں پریشان ہوئے کہنے لگے کہ جسد سے
 ہم اس بلا میں پڑے اور اپنے مقام اصلی سے جدا ہوئے ہیں یہ کلمہ کسی کی زبان سے نہیں
 سنا آج تیری زبان سے سنا تو ہکو مقراصلی اپنا یاد آیا کہ ہم بے اختیار ہو گئے اب ہم پوچھتے ہیں کہ
 تو کس امت میں ہو میں نے کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں کہنے لگے کیا محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پیغمبر ہوئے میں نے کہا پیغمبر آخر الزمان ہوئے اور وفات بھی پائی بعد اوسکے چار خلیفہ
 ہوئے وہ بھی رحلت کر گئے تب کہنے لگے کہ امت محمدیہ تابع ایک شخص کے ہو یا کہ گروہ گروہ
 علاحدہ ہیں میں نے کہا کہ تابع ایک شخص کے ہیں جسکو بادشاہ کہتے ہیں یہ سن کر ناخوش ہوئے
 پھر کہا باہم اتفاق ہو یا اتفاق میں نے کہا ظاہر میں اتفاق باطن میں نفاق اس کلام سے خوش
 ہوئے پھر پوچھا کہ عمارت بحیرہ طبریہ تک پہنچی ہو یا نہیں میں نے کہا نہیں اس پر سخت ملول ہوئے
 اور خاموش ہو رہے میں نے کہا کہ اول کلام سے ناخوش اور دوسرے سے خوش اور تیسرے سے
 ملول کیوں ہوئے کہا جب تک امت موصوفہ تابع ایک بادشاہ کی ہو قیامت دور ہو اور جو ظاہر
 اتفاق اور باطنی نفاق ہو قیامت نزدیک ہو اور نہ پہنچا عمارات کا بحیرہ طبریہ تک موجب قیامت
 ہو اور ہم قرب قیامت سے خوش ہوتے ہیں کیونکہ سعادۂ قید کی منقضی قیامت پر ہر تب میں نے کہا
 کہ مجھے کچھ نصیحت کرو کہ اسویامت کر اگر ممکن ہو کیونکہ کام مشکل درپیش ہو پھر میں وہاں سے بھاگا
 اور سحر نہیں سیکھا حضرت استاد الاستاذ تفسیر غزیری میں فرماتے ہیں کہ مشکلیں ایسے قصوں کے
 بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ دونوں فرشتے عذاب شدید میں مبتلا ہیں باوجود اسکے انکو فرصت تعلیم
 سحر کی اور اختلاط و ارتباط بنی آدم سے کہ سلسلہ تعلیم و تعلم کی واسطے پر ضرور ہی ممکن نہیں جواب
 یہ ہو کہ اگر حوصلہ انسانی پر قیاس کیا جائے تو البتہ مستبعد ہو مگر گفتگو فرشتوں میں ہو کہ اوسنے
 حوصلے کی فراخی ظاہر ہو اور جائز ہو کہ باوجود گرفتاری عذاب کے قوت فکریہ اور نطقیہ برقرار رہے
 چنانچہ بارہا تجربہ ہوا ہو کہ اصحاب مکہ باوصف گرفتاری اوجاع مولمہ و امراض شدیدہ کے تعلیم
 کر سکتے ہیں اور اوس علم کا مالہ و ما علیہ طالب علم پر القا کرنا نہایت آسان ہوتا ہو اور ادنی التفات
 وہ کام کرتے ہیں کہ اور لوگوں کے تعمق نظر سے بھی سرانجام نہیں ہوتا پس ان دونوں فرشتوں کو
 القاء علم سحر میں اسی قسم کا ملکہ ہو گا خصوصاً جب تسلیم کیا جائے کہ نزول انکا واسطے تعلیم
 سحر کے ہوا ہو تو جانب غیب سے بھی مدد کا پہنچنا ممکن ہو اور عدم اختلاط آدمیوں کا قابل

جواب اعتراض
 مشکلیں

تسلیم ہو لیکن جائز ہو کہ شیاطین و جنات افادے و استفادے میں واسطہ ہوسے ہوں چنانچہ
 قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر سال ایک شخص شیطانوں سے ہاروت ماروت کے
 پاس جا کر سو سیکھ آتا ہے اور آدمیوں میں پھیلاتا ہے اور زمان سابق میں آدمی بھی اونسے ملتے تھے
 اور علم سحر سیکھ کر لکھتے تھے چنانچہ حکماء بابل نے زمانہ غزوہ میں کئی طلسم ایسے بنائے تھے
 کہ وہ کیسلی سمجھ میں نہیں آتے تھے ایک طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک حوض کے کنارے
 سنگ مرمر خواہ تلبے کی ایک بطنہ کرکھڑی کر دی تھی اوسکایہ حال تھا کہ جب شہر میں کوئی
 جاسوس خواہ چور یا اور کوئی مخالف جانے لگتا تو وہ ایسی غل مچاتی کہ تمام شہر والوں کو یہ معلوم ہو جاتا
 کہ آج شہر میں کوئی بیا آدمی آیا ہے آخر گرفتار ہو جاتا و سراسر طلسم ایک دھول بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز
 چوری جاتی تو وہ اپنے اون آدمیوں کو جن پر چوچی کا گمان ہوتا تھا اوس دھول کے پال کر کھڑا
 کر دیتا تھا اور کہتا کہ اسپر ہا تو مار و جب چور کا ہاتھ لگتا تو پتہ و نام صاف معلوم ہو جاتا اور جو وہ چور
 نہ ہوتا تو کچھ بھی آواز نہ نکلتی اور تفسیر بحر مواج میں ہے اور تفسیر غریزی میں لکھا ہے کہ ایک طبل ایسا
 بنایا تھا کہ جب کیسلی کوئی چیز چوری جاتی تو اوس طبل کو بجاتے اوس سے یہ آواز نکلتی کہ فلان
 چیز فلان کے پاس ہے مثلاً زید کا دوشالہ بکر کے پاس ہے تیسرا ایک عجیب و غریب آئینہ بنایا تھا
 کہ جس کسی کا کوئی عزیز یا دوست سفر کو جاتا اور مدت تک اوس مسافر کا حال دریافت نہوتا اوسکے
 دیکھنے سے مسافر کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی تھی اور طریق اوسکے دیکھنے کا یہ تھا کہ سال بھر ایک مٹن
 کیا تھا کہ اوس یوم مہودہ پر جو کوئی اوس آئینہ کو بغرض دریافت حال دیکھتا تھا تمام حال مسافر کا
 کھل جاتا تھا چوتھا ایک حوض غرور و مردود کے جشن کے واسطے بنایا تھا کہ سال میں ایک بار تمام اعیان
 و اشراف جمع ہوتے اور مشروب و مطعم کے قسم سے جو کچھ لاتے تھے اوس حوض میں ڈال
 دیتے تھے اور خود عیش و طرب میں مشغول ہوتے جب فراغت کر کے گھر چلتے تو حوض کے
 ساتی بطور تبرک اوسکی روٹی یا شربت یا شہری نکال کر دیتے تھے مثلاً جب آدمیوں نے دودھ
 شربت شہد تلبے شکر وغیرہ ڈالا اور جب وہ خوب مخلوط ہو گیا جب پیالے میں نکالا دیکھا تو
 جسے شہد ڈالا تھا اوسکے پاس شہد آیا اور جسے شربت ڈالا تھا اوسکو شربت ملا و علی ہذا القیاس
 پانچواں طلسم ایک تالاب بنایا تھا کہ اوس میں چھ مات دیوانی فوجداری کا فیصلہ ہوتا تھا مثلاً دو شخص ایسے
 تنازعہ کرتے اور حق باطل سے کسی طرح جدا نہو سکتا تو اوس تالاب میں دو نوگتے جو حق پر ہوتا
 اوسکی ناف تک پانی پہنچتا اور جو باطل پر ہوتا ڈوب جاتا مگر یہ کہ حق کو قبول کرے اور باطل سے

منہ
 طمسات حکماء
 ہیں

باز آوے تو مخوف طور ہے کذا فی الغزیری چھوٹا طلسم ایک چشمہ کے گرد اگر واؤن شہرون کے نقشے بناتے تھے جو فرد کے زیر حکم تھے اوسمین عجیب بات تھی کہ جب حاکم کسی شہر کا نافرمانی کرتا تو فرد و اوس نقشہ شہر پر نہر کو جاری کر دیتا تھا کہ وہ شہر اسی سال میں غرق ہو جاتا تھا سا تو ان طلسم فرد کی بارگاہ میں ایک درخت عجیب بویا تھا کہ جتنے آدمی چاروں طرف سے آدین ادن سب کو اوسکا سایہ پہنچ جائے اگر لاکھ آدمی ہوں تو بھی اوس ایک درخت کا سایہ کافی ہے اور جب لاکھ سے ایک آدمی زیادہ ہو جائے تو سایہ بالکل نہ رہے گا آٹھواں طلسم یہ تھا کہ شہر کے باہر ایک ایسی شکل پتھر کی بنائی تھی کہ وہ درمزدون گزندون کو شہر کے اندر نہیں آنے دیتی تھی یہ طلسم تواریخ سے بروج اور تفسیر غزیری میں نقل کیے ہیں اور حضرت استاذ الاساف قدس سرہ تفسیر غزیری میں ارقام فرماتے ہیں کہ فرد و وہ بھی ایسے امور میں کمال تو غل رکھتا تھا اور اسی وجہ سے جدیت سے انکار کرتا تھا اور یہ قسم سحر کی شکل ترین اقسام سحر میں ہے اور جو کوئی اس قسم کے سحر پر قدرت رکھتا ہو وہ جو چاہے کرے شلما ساجہ امراض کا جسمین اطبا عاجز ہوں کر سکتا ہے اس سبب سے کہ وہ شخص باستعانت روحانیات تدبیر کرتا ہے نہ باستعانت جسمیات اور کہنے اس صنعت کی یہ ہے کہ ہر جسم کو فلک سے عناصر تک ایک روح ہوتی ہے کہ مدبر اوسکی ہے اور تاثیرات اجسام جلد بطفیل ارواح ہیں اور جب ارواح تمام عالم کی سحر ہو گئیں تو گویا شخص مالک جہان ہو گیا ہیں بے مارت جنگ و قتال قہر و شمنون کا اوس سے ممکن ہے چنانچہ ارسطو نے نقل کیا ہے کہ حکیم برہا طوس اور بیداغوس سے شہر بابل میں ساز و مہوی پیداغوس نے کہا کہ تو مجھے طاقت مقابلہ نہیں کھیلے گی کیونکہ میری وزحل میرے مقابلے سے عاجز ہیں برہا طوس نے یہ بات سنی اور میری مخوف بنایا اور میری کی اعانت روحی سے پیداغوس کو جلا دیا کہ بے جنگ و قتال شہر دفع ہوا اس قسم کی حکایات سورجین نے اکثر اسی تواریخ میں بیان کی ہیں چنانچہ بعض طلسم و شبہ دے جو کاتب الحروف کی نظر پڑے ہیں اور عجیب غریب ہیں لکھتا ہوں کہ شہر دین کے ضلع میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر نوشیردان عادل کا مزار بنا ہوا ہے وہاں حکیمون نے بادشاہ کے حکم سے کئی طلسم بنائے ہیں پہلا طلسم ہو کہ اوس مدفن کے گرد چار سلج سوارنگی تلواریں لیے کھڑے ہیں جب کوئی آدمی اوسکے سامنے آتا ہو وہ چاروں سوارنگی کرستے ہیں اگر ہٹ گیا تو بچ گیا ورنہ قتل کر دالتے ہیں دوسرا یہ ہے کہ اوس گور کے تہ خانے پر چار تلواریں برہنہ آویزاں ہیں اور کو شب روز گردش مانند چاک کو زہر گران رہتی ہو اور اس زور سے پھرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انکے نزدیک

تفہیم
سوم

آجائے تو گردن اوسکی کٹ جائے اس باعث سے وہاں کوئی جانہین سکنا ہو مگر کتب تو اس بیخ سے واضح ہو کہ مامون رشید نے ایک مجاور کے ذریعہ سے جسکو دفعیہ طلسم مذکور کا یاد تھا اور اس کے بزرگون سے یہ علم چلا آتا تھا اوس دغمہ کی سیر کی ہو اور اوس تہ خانے میں مجاور کے ساتھ گیا تو اوس نے دیکھا کہ نو شیردان ایک تخت زرین مرصع پر زندون کی طرح بیٹھا ہوا اور تمام اعضا صحیح و سالم ہیں جلیون نے شاید اوپر روغن ملے ہوں گے صرف لباس جا بجا بوسیدہ ہو کر پارہ پارہ ہو گیا تھا مامون رشید نے ایک پوشاک جدید عمدہ معطر اپنے ہاتھ سے پہنائی کہ ناگاہ نو شیردان کے زانو کے تلے ایک لوح طلائی نظر آئی اوسکو دیکھا اور پڑھا تو اوسمین لکھا تھا کہ خلفائے عباسیہ میں سے ایک حاکم میری زیارت کو آویگا اور میری پوشاک بدلو کر سطر گنگا مجھے یہ افسوس ہو کہ اوسوقت میری جان قابض نہ ہوگی جو میں اوسکی دعوت و ضیافت حسب دلخواہ کروں مگر خیر اب بھی میں نے اس تہ خانے کے بائیں پہلو پر کئی خزانے اوسکے واسطے امانت رکھوائے ہیں وہ ان خزانوں کو لیکر اپنے تصرف میں لاوے اور مجھکو معذور رکھے کہ میں زندون میں نہیں ہوں جو مہمان نوازی کی شرط بجالاؤں مامون رشید اس لوح کو پڑھ کر سخت متعجب ہوا اور جب ان مقاموں کو کوہداتو سب کچھ نکلا اور بہت نقد و سب مال تو لگا کہ بنی عباس میں اوسوقت سے دولت بڑھی اور توڑک جہانگیری میں کئی تماشے جہانگیرشاہ نے اپنے دیکھے ہوئے ایسے لکھے ہیں کہ عقل اوسمین حیران ہو وہ بھی ایک قسم کا سحر ہو ازاجملہ ایک تماشایہ تھا کہ بازگروں نے دس قسم کے تخم بوائے اور کچھ اسم پڑتے ہوئے اوسکے گرد گھونٹا و سکی تائیر سے درخت اوسکے اور طرفہ انعین میں دس گز کے قریب برو گئے اور دفعہ پہول لگے پھر پھول جھڑے سیب کے پھل لگے اور آبنہ کے درخت میں کیریاں آئیں اور بڑے بڑے آم ہوئے اسبطرح سب قسم کے پھل ہوئے بادشاہ نے بھی کھائے اور امیرون نے چکھے تو نہایت خوش مزہ و خوش رنگ تھے پھر دفعہ اوپر خزان آئی اور وہ درخت زمین میں غائب ہو گئے ازاجملہ ایک تماشایہ لکھا ہو کہ بازگروں نے ایک بڑی دیگ میں آدھا پانی بھرا اور میں من چاول ڈالے کہ وہ پکنے لگے حالانکہ اوسکے نیچے آگ کا نشان نہ تھا اور لکڑیاں جلتی تھیں تعویذ و دیر بدم سو برتنوں میں کھانا خوشبودار نکالا اور اوسی دیگ سے ایک ایک کباب بھی نکال کر رکھ دیا تھا جس نے کھایا تمام عمر اوسکا مزہ نہیں بھولا اور ایک تماشایہ کیا کہ ایک فوارہ نکال کر رکھا اور بازگروں کے گرد گھونٹا دفعہ اوسمین سے پانی دس گز تقیاً بلند ہوا اور رنگ برنگ پانی برسے لگا اور زمین تر نہوئی پھر اوسکو اوسکا کردوسری مرتبہ رکھا تو انار آتش بازی کے چھوٹنے لگے ازاجملہ ایک تماشایہ کیا کہ گلستان کتاب

میکانی اور اوسکو جزو دان میں رکھ دیا پھر نکالا تو دیوان حافظ تھا اور پھر جو اس طرح کیا تو دیوان
اہل شیرازی تھا غرض جتنی بار اوسکو گردان کر لگانا ہی کتاب تھی اس قسم کے تماشے کچھ مشکل
نہیں ہیں اور طلسمات عجائب میں نہیں ہیں جس کیسکو علم سیمیا حاصل ہو وہ کر سکتا ہے اور علم سیمیا عباد
اوس علم سے ہے کہ روح کو اپنے بدن سے دوسرے کے بدن میں اوس علم کے زور سے ڈال سگین
اور جس شکل کی چاہیں صورت بنا کر دکھلا دیں اور موہوم چیزوں کے دکھلانے پر بھی قادر ہوتے ہیں
حکماء اشراق نے اس علم کو ایجاد کیا تھا اور ایسے قاعدے نکالے تھے کہ سیکڑوں کو اس پر سبق
پڑھاتے تھے اور طرقہ العین میں لاکھوں کو س چلے جاتے تھے یہ علم تصفیہ دل اور تزکیہ باطن سے
حاصل ہوتا ہے مگر یہ تماشے و شعبہ اے اون طلسموں کے مقابل میں واہیات ہیں
اور یہ قسم سحر کی شرک اور کفر ہے اس واسطے کہ اس سحر میں اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو
قلوب پر مطلع جانے اور ہرگز اونکے عجز اور جہل کا اعتقاد نہ رکھے والا وہ احوال اجابت
نخرینگی اور مطلب کو نہ پہونچائیں گی چنانچہ کیفیت دعوت روحانیات میں ابتداء
دعوت قمر کرتے ہیں اور اوسکے وسیلہ سے دعوت عطار د و علی ہذا القیاس اور
دعوت قمر میں یہ الفاظ ہیں يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ الْكَرِيمُ السَّيِّدُ الرَّحِيمُ مَرْسِلُ الرَّحْمَةِ وَمُنْزِلُ النِّعْمَةِ
اور دعوت عطار دین یہ مقرر ہے كُلِّ مَا حَصَلَ لِي مِنْ النِّعْمَةِ فَمَوْئِدٌ وَكُلِّ مَا يَدْفَعُ مِنَ الشَّرِّ
مَوْئِدٌ اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید کے ہر فائدہ
اب بیان ضرور ہے اس امر کا کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور اسکی قسمیں کتنی ہیں اور کون
قسم موجب کفر ہے اور کون موجب فسق اور کون مباح اگرچہ تفصیل اس بحث کی
نہایت طویل ہے لیکن مجلاً بطور خلاصہ استاذنا مولانا بل استاذ کل مولوی عبد الغفور
محدث دہلوی کی تفسیر سے اور بھی تفسیر کبیر سے نقل کیا جاتا ہے کہ حقیقت سحر کی لغت میں یہ ہے کہ
سحر جہارت ہے اوس چیز سے جس میں وقت ہو اور سبب اسکا پوشیدہ ہو اور تفسیر انوار میں تعریف
سحر کی یہ ہے کہ آدمی افعال عجیبہ خلاف عادت پر بزاوہ اسباب پوشیدہ قادر ہو جائے اور
اس امر میں دما اور اسرار الہیہ سے توسل نہ چاہے اور نسبت افعال کی قدرت الہیہ سے
انکر سے خلاصہ یہ کہ آدمی اوسکے اطہار اور انجام میں مستقل نہیں ہے بلکہ اوسکی تحصیل میں تقرب
شیاطین کا محتاج ہے لہذا یہ کام اوس شخص سے بخوبی سرانجام ہوتا ہے جو کہ شرارت اور خبیث
انفس میں شیاطین سے مناسبت رکھتا ہو کیونکہ تعاون میں تناسب شرط ہے اور چونکہ اسباب

پوشیدہ عالم میں بہت ہیں سحر بھی کئی قسم ہوا اور ضبط اقسام اس طرح ہوتا ہے کہ سبب غفلت یا تاباثر
روحانیات ہو یا تاباثر جسمانیات اور روحانیات یا روحانیات کا یہ مطلقہ ہیں مثل روحانیات کو اکب
اور افلاک اور عناصر یا روحانیات جو یہ خاصہ ہیں جس طرح روحانیات امراض اور جنات اور شیاطین
اور نفوس مفارقہ بنی آدم کہ او سکوبعد از تسخیر نیست ہندی میں بیرکسر البار الموحده وسکون الیاء الثانیہ
کہتے ہیں اور جسمانیات یا سبب ترکیب اور جماع کیفیت کے تاثر عجیب دکھلاتے ہیں یا بقبضہ
صور نوعیہ بنے توسط کیفیات جس طرح مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے پس طریقہ تحصیل مناسبت کا
روحانیات سے یہ ہے کہ اس کے نام شرائط کے ساتھ پڑھے یا او کی تصویر بنائے رکھے اور جو
عمل اس کے مرغوب اور مناسب ہو کرے یا کوئی کلام ایسا کہ اس کی مفردات سے بلا ملاحظہ ترکیب
اوس روح کی بزرگی نکلتی ہو یا کسی کام کی تعریف پائی جاتی ہو جو اوس سے صادر ہوا اور زبان
خواص اور عوام اس کی مدح میں جاری ہوتی تھی اور معتزلہ کہتے ہیں کہ سحر نام ہو شعبہ اور تخیلات کا
اور فی نفس الامر کچھ اسکی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمود بی بود ہے اگر ایسا ہو تو معجزہ سے مشتبہ ہو جائے اور
انکی دلیل سحر و فرعون کا قصہ ہے کہ عصا اور رسی او کی نظروں میں چلتی تھی اور ہمارے نزدیک اسکی
اصل اور حقیقت ہے طور آثار معاد وہ آثار آفریدہ الہی ہیں کہ عقب افعال سحر ظاہر ہوتے ہیں
اور نقل صحیح تاثر آنحضرت کا لیسید ابن عصم کی بیٹی کے سحر سے ظاہر ہے اور موحذتین کا نازل ہونا اور
وفیہ کو موید اسکا ہے پس اقسام سحر کے باین شقوق بت ہوتے ہیں لیکن جو کہ جاری اور رائج ہیں
انکو قسم میں ایک قسم سحر کلدانیہ اور سحر بابلی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے باطل کرنا کوشش
ہوئے تھے اور یہ قسم عمدہ اقسام سحر میں ہے اور اصل اسکی ماخوذ ہاروت اور ماروت سے ہے
کہ اہل بابل نے اونسے سیکھ کر جاری کیا تھا اور انہیں کی تعلیم سے طریقہ تسخیر و استعانت روحانیات
کلیہ و جزئیہ و علویہ و سفلیہ و فلکیہ و عنصریہ و بسیطہ و مرکبہ دریافت ہو ا حتی کہ روحانیات امراض و
مذہب بھی مسخر کرتے تھے اور اونسے اتصال پیدا کر کے اعمال عجیبہ حادث کرتے تھے لیکن
یونانیین نے صرف طریق تسخیر روحانیات علویہ پر اکتفا کی اور یہ سمجھے کہ جب روحانیات علویہ
مسخر ہوں تو روحانیات سفلیہ کی تسخیر کی کچھ حاجت نہیں کہ واسطے کہ روحانیات سفلیہ کو سوا سے
قبول کے اور کوئی منصب نہیں ہے اور فاعلیت تاثر مخصوص بلویات ہے اور قدما ر اہل ہند سب
روحانیات کی تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے اسکا کام لیتے تھے مولانا س فیما لیشغون مذہب
ہیں سحر بابلی آج ہندیوں میں موجود ہے اور یونانیوں نے بعضوں پر اکتفا کی ہے اور یہ سحر کفر ہے و

قسم سحر سحر جن اور شیاطین کی خاصہ ہے اور یہ سہل الحصول و کثیر الرواج ہے پس اس سحر میں کبریا
جن سے التجا اور تضرع اور زاری کرنا ضرور ہوتا ہے بطرح ہوانی اور ہومان وغیرہ کہ انکی التجا
کرنا اور نذر اور قربان گذرانا اور عطاریات مناسبہ مواضع حضور میں رکھنا واجب ہوتا ہے اور
یہ طریق بھی کفر صریح ہے تیسری قسم پیر پیداکرنا ہے اس طریق میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی انسان
قوی القلب اور جہہ مراہوا و سکو تلاش کرتے ہیں بعد اسکے اوکی روح کو بعض الفاظ مقررہ سے کہ
اس سے تعظیم اور تکریم ہوانی اور ہومان وغیرہ کی نکلتی ہو پڑھکر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں
کہ وہ نفس قوت الفاظ سے اور نذر اور پیر گذرانے سے غلام ہو جاتا ہے پس جس کام پر معین
کر دیتے ہیں او سکو سرانجام دیتا ہے پس یہ عمل بھی یا سحر یا کفر یا قریب بسحر حد کفر اور اغلب
اس قسم کی ارواح کہ امور شہوانیہ اور غضبیہ کی اعانت سے متوجہ ہو جاتی ہیں نہیں ہوتیں مگر
از جنس خیانت مثل ہنود یا فساق پس مخالطت خیانت بھی اسی قسم میں لازم آتی ہے جو کچھ
قسم افساد و تخیل ہے کہ بعض آدمی ارواح خیانت کو واسطہ کر کے کسی شخص کے خیال میں تصرف
کرتے ہیں کہ او سکو وہ چیز نظر آتی ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے یا کچھ ایسی صورتیں خیال میں
دیکھتا ہے کہ او سے خوف کھاتا رہتا ہے یا حرکات غیر واقعہ کو واقع سمجھتا ہے اس قسم کو خیال
بندی اور نظر بندی کہتے ہیں اسکی بنا غلط البصار پر ہے بطرح قطرہ نازلہ کا خط و کیعنا اور نقطہ مشعلہ
جوالہ کو دائرہ تصور کرنا اور سورہ فرعون اسی طرح کا سحر کرتے تھے پس یہ قسم سحر کی اگر معجزہ انبیاء کرام
اولیاء کے مقابلے میں واقع ہو تو حرام اور کبیرہ ہے اور اسی طرح اگر اس خیال بندی سے کسی کو دغا
دیکر مال و اسباب او کا خیانت کر لیں تو بھی کبیرہ ہے لیکن یہ قسم سحر کی کفر نہیں ہے اگر التجا اور روح
خیانت سے تعظیم مفرد نہ ہو الا کفر ہے یا چوٹن قسم سحر اصحاب اوہام ہے کہ سابقا ہنود میں بہت
رواج تھا اب اسکا نام و نشان بھی نہیں ہے او سکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہیں اور اسکا طریق یہ تھا
کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو مصور کر کے پیش نظر رکھتے اور وہم کو او سکی تحصیل پر متعلق کرتے تھے
اور اس تعلیق میں تقلیل غذا اور گوشہ نشینی اختیار کرتے تھے کہ مطلوب حاصل ہو جاتا تھا اور
حکم اسکا یہ ہے کہ اگر امر مباح اس سے مقصود ہے مثلاً جد کرنا و حرام کار و نکاح یا الہاک ظالم اور کافرا تو
مباح ہے اور اگر غرض منوع مقصود ہے جیسے جدائی ذال دنیا جو روا و رخصت میں یا الہاک کسی بے گناہ کا
تو حرام ہے یا جملہ آلات کا حکم رکھنا اور فی نفسہ قبیح نہیں ہے چوٹن قسم وہ سحر ہے کہ خواص اشیاء
افعال عجیبہ صادر کرتے ہیں اور وہ خواص ہر ایک کو معلوم نہیں ہوتے بطرح بعضے شخص انکلیون

اگ جلاتے ہیں کہ تھوڑا سا نورہ کابلی سرکہ میں تر کر کے اور قدر سے کھن دریا او سین ملا کے انگلیوں پر مل دیتے ہیں اور لب سے تر کر دیتے ہیں اور چراغ سے روشن کرتے ہیں انگلی نہیں چلتی ہر اور اس طرح بہت صورتیں ہیں کہ رسالہ سحر العیون اسکا جامع ہو جسکو شوق ہوا و سین دیکھے اور اسی قسم سے نیرنجات اور سموم قائلہ بھی ہیں ساتوین قسم سحر جیل ہے کہ استعانت آلات عجیبہ الصنعت سے امور غریبہ حادث کرے جیسے گھڑی اور دوربین اور آلہ ہوا اور آلہ آگ کہ نصار اسے فرنگ نے ایجاد کیا ہے یہ از قسم طلسم ہے کہ اسکا حدوث ترکیب آلات پر یا نسب ہندسیہ یا ضرورت ظاہر یا پانی ماہو پر ہوتا ہے چنانچہ رجالوس حکیم نے ایک مہیکل اور شلیم میں اتحاد رہتوں کے واسطے بنائی تھی آٹھویں قسم سحر شبہ بازی اور دست چالاک ہے اور سب نفی اس میں حرکات خفیہ اور جلدی ہے حسب طرح بھی لنتی کیا کرتے ہیں یہ تینوں قسمیں سحر کی نہ حرام ہیں نہ کفر لیکن اگر اس سے غرض فاسد ارادہ کرے تو البتہ حرمت پیدا ہو جاتی ہے اور مکر اور فریب بھی اسی قسم میں ہے کہ وجہ خفیہ سے دوستوں میں دشمنی پڑ جاتی ہے واصلہ اعلم بالصواب خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ اگر سحر میں کوئی بات یا کوئی کام ایسا کہ موجب کفر ہو مثل اسکے کہ نام بتوں کا اور ارواح خبیثہ کا اوس تعظیم سے لیا جائے کہ مقتضائے شان رب العزت ہے ہوتا ہے حسب طرح اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکل کشائی یا فوج بغیر اسد یا سبیرہ بغیر اسد عمل میں آئے تو بیشک وہ سحر کفر ہے اور کر نیوالا اور سکا مرتد یا کوئی شخص ایسا سر اپنے مطلب کی واسطے دیدہ و دانستہ کسی اور سے کرے تو کر نیوالا اور کرانے والا دونوں مرتد ہیں اور احکام ارتداد کے اوس پر جاری پس اگر مرد ہے تو اسکو تین روز مہلت دینا چاہیے تاکہ توبہ کرے بعد اوسکے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور مقابیر سلیمین سے علاحدہ دفن کیا جائے اور آئین سلیمان پر اسکو تہنیز اور تکفین نکرین اور فاتحہ اور درود اور صدقات اوسکے واسطے پڑھیں اور اگر عورت ہے تو نزدیک شافعی رح کے اسکو بھی بعد مہلت سہ روزہ کے قتل کرنا لازم ہے اور نزدیک امام صاحب کے دائم الحبس کرنا چاہیے تاکہ توبہ نصوح کرے اور اگر سحر میں ایسا قول اور فعل کہ موجب کفر ہو لیکن فاعل اوسکا دعوی کرتا ہو کہ میں اپنے سحر سے کار خدائی کر سکتا ہوں مثلاً آدمی کو جانو بنا سکتا ہوں یا پتھر کو لکڑی کر سکتا ہوں یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہوں یا پیغمبر دن کے کام جیسے ہو امین اوثر ناقطع مسافت ایک مہینے کی ایک خطہ میں کرنا کر سکتا ہوں وہ بھی کافر ہے لیکن نہ نفس سحر بلکہ اس دعوی سے اور اگر وہ شخص کہتا ہو کہ اس اعمال کی خاصیت ہے کہ اوسکی باعث سے قتل نفس یا بیمار کرنا صحیح کا یا مرین کا صحیح کرنا یا ڈرنا یا فساد تخمیل ہو جاتا ہے اور میں کر سکتا ہوں تو یہ

بیان احکام

سحر کرنا اور فسق ہونا اور فاعل اوسکا مزور اور فاسق ہونا اور جو کوئی شخص سحر سے قطاع الطریق
یا خناتی کرتا ہو تو اوسکو بھی قتل کرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہو اور اس بات
میں درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہیں ہوا سیطرح امام فخر الدین زاہدی وغیرہ علماء
حنفیہ نے تنبیہ کی ہو اور ایک روایت حضرت امام اعظم سے اسطرح آئی ہو کہ جب کسی شخص کو
معلوم کریں کہ سحر کرتا ہو اور اقرار یا بیعت سے بخوبی ثابت ہو جائے تو اوسکو بھی قتل کرنا لازم ہے
اور طلب توبہ اوسے ضرور نہیں اور اگر کہے کہ میں سحر سے توبہ کرتا ہوں تو اوسکا قول قبول
نہ کیا جائے لیکن اگر یوں کہے کہ پہلے سحر کرتا تھا اب مدت سے چھوڑ دیا ہے اس مقام میں ایک
شہم ہو کہ افعال خارقہ عادت کہ محض بقدرت قادر مطلق صادر ہوتے ہیں اکثر اولیا سے بھی
ظہور پکڑتے ہیں جسطرح تبدیل صورت و اجبار موتی و قطع مسافت طویلہ وغیرہ امور کہ شبیہ معجزات
سے ہیں اور کتب تصوف اور سیرولیا میں مذکور ہیں پس ہر گاہ کہ نسبت فعل الہی بطرف غیر خود
توبہ بھی کفر ہو سکتا ہو پھر کیونکر ساحر کے حق میں حکم کفر کا کرتے ہیں حالانکہ حال دعوتیوں اور سنی
خوانوں کا بھی ایسا ہی ہو بلکہ اوسکو ساحرون سے مشابہت کاملہ ہو چل اس شہد کا یہ ہو کہ افعال
خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات ہوں یا اور سب مقدور قدرت الہی کے ہیں اور بایجاد و ارادہ الہی
صاحب ہوتے ہیں تو اس صورت میں درحقیقت افعال اولیا اور ساحرین میں کچھ فرق نہیں ہو
لیکن اہل دعوت نسبت اوس فعل کی غیر حق سے نہیں کرتے بلکہ قدرت الہی یا خواص
اسما الہی سے کہ اوسمیں کچھ شرک لازم نہیں آتا ہو اور ساحر و ضعیف افعال کو نسبت بغیر خدا
یعنی ارواح جبیشہ اور اسمائے اصنام سے کرتے ہیں کہ موجب شرک ہو و لہذا یہ لوگ اوس
افعال کو اپنے قابو دین جانتے ہیں اور اوسپر مذور و حلوان وغیرہ لیتے ہیں مثلاً افعال عاد الہیہ
کو جسطرح لڑکا دینا و رزق دینا و بیمار کا اچھا کرنا مشرک لوگ ارواح جبیشہ سے نسبت کرتے ہیں
و موجد اسمائے الہیہ کی تاثیر سے یا خواص کسی مخلوق الہی سے یا دعائے صاحبین سے پس
مشرک کا فرہین و موجد اپنی توحید پر واحد اعلم بحقیقۃ الحال کذا قال استاد الاساذ فی تفسیر الغزالی

تفریح چہارم در احوال حضرت نوح علیہ السلام

لقب حضرت نوح علیہ السلام کا شیخ الانبیاء و نبی الدہر باپ اسکے ملک بفتح لام و سکون میم
اور مان انکی سخاوت انوش یہ انوش سواسے اسکے ہیں جو اجداد حضرت نوح میں تھے اور

بعض روایات میں مادر نوح فینوس بنت کامل ابن مخزئیل ابن کیان ابن اخنوخ تھیں اور عطا مفسر نے لکھا ہے کہ تمامی آبا و اجداد حضرت نوح کے آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تھے اور ان بھی مومنہ تھیں اور بعض کے نزدیک اصلی نام نوح کا یسکر تھا و بقولی عبدالغفار و بقولی ساکن و بقولی سمک و بقولی ساکت اور بسبب کثرت گریہ و نوحہ کے نوح نام ہو گیا اور سبب نوحہ و نوحہ گریہ میں موزنین نے لکھا ہے کہ اسی قوم کے حال بد پر ردیا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت نوح راہ چلے جاتے تھے ایک کتا ملا و سکو آنجناب نے کہا اسی ناپاک دور ہوا دسے کہا اگر تلو قدرت ہوں تو اس سے ہتر پیدا کرو خواہ حضرت نوح پر او سی وقت وحی نازل ہوئی کہ خالق کو برا کتا ہے یا مخلوق کو یہ سنکر حضرت نوح سجد میں گرے اور رونے لگے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب نوحہ یہ تھا کہ جب حضرت نوح نے کفان کے واسطے نجات مانگی تو ارشاد ہوا کفان تیرا بیٹا ہے یہ تو عمل ناقص ہے اس خطا پر آپ کو نوحہ ہوا کتب اوراق کتا ہے کہ یہ سب وجوہ او سی وقت قابل لحاظ ہیں جب لفظ نوح کو عربی قرار دین اور جو جمعی مقرر کریں تو ان اسباب کو ہر گز نسبت نہیں ہوتی اور حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی بولتے ہیں کیونکہ اسباب بنی آدم انھیں پرستہ ہوئے ہیں اور دعوت حق میں بھی سب کے پیشوا و امام ہیں کیونکہ قبل حضرت نوح کے بنی آدم حضرت آدم سے انکے وقت تک کہ آٹھ واسطے ہوتے ہیں محتاج دعوت نہیں ہوئے تھے اور شرک و کفر میں کما فیہی گرفتار نہ تھے بلکہ ترتیب و تعلیم حضرت آدم و شیث و ادیس بنمیر و ن کی نسبت ادیسون کے ایسی تھی جس طرح ترتیب آبا و اجداد کو اور تعلیم بزرگ محمد کو اور کوئی مقابل اور طرف اصلا نہ تھا اس زمانے میں اولاد قابل آتش پرست اور بت پرست ہو کر مقابل ہوئی اور رفع ادیس سے او سی وقت تک کوئی پیغمبر نہ آیا تھا سوائے اس نے یہ رسالہ و الواعزم بھیجا کہ او سکی معرفت پیغام اپنے بند و نگو پہونچا دے اور برخلاف محققات تکلیف دے ولذا تمام اہل ارض پر سعادت فرمایا حدیث شفاعت میں ہے کہ نوح اول رسول لبثہ المدیہ حضرت اول نبی میں جنھوں نے ادیسون کو شرک سے ڈرایا اور اول رسول ہیں کہ او کی دعا سے امت پر عذاب نازل ہوا اور اول الواعزم ہیں کہ او کی شریعت نے شریعت آدم علیہ السلام کو منسوخ کیا اور حالت رسالت میں ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میرے منہ سے آگ نکلی اور تمام خلق جلگتی اور بنجلہ معجزات باہو کے ایک یہ معجزہ تھا کہ ہزار برس دنیا میں رہے اور کوئی بال سفید نہوانہ کوئی دانت گرا نہ کسی قوت میں نقصان آیا دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ قوم نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ پہاڑ فارس کا اوٹھکر عرفات میں آوے

منہ سے آگ نکلتی تھی

نوح

انجناب نے دعا کی کہ پہاڑ مذکور عرفات میں چلا آیا تیسرا یہ کہ جب کشتی سے اترے تو کچھ بھی کھانا نہ تھا آنجناب نے ریگ اٹھا کر قوم کو دی لوگوں نے سنو میں ڈالی تو شربت شہد ہو گئی چوتھا ایک مدخت اوس وقت جایا اور دفعۃً اوسنے میوہ دیا عریس ثعلبی میں کھا ہر کہ زمانہ نوح علیہ السلام میں بنی آدم دو گروہ تھے ایک کونشین کہ بنی شیش تھے دوسرا بادیشین کہ بنی قابیل تھے سو بنی شیش کے مرد نہایت خوش رو ہوتے تھے اور عورتیں بصورت اور بنی قابیل کی عورتیں پریرا اور مرد بصورت ایک روز ابلیس مرد و بصورت بشر ایک شخص بنی قابیل کے پاس آیا اور خدنگاری میں نوکر ہوا بعد چند سے اوسنے ایک مزار بنایا اور علی العموم بجانے لگا کہ اوس قوم کے لوگ جمع ہو کر سنے لگے اور ابلیس کے معتقد ہو گئے ابلیس نے ایک دن سال میں بطور عید میں کیا کہ اوس قوم میں اوس دن بہت لوگ عورت و مرد جمع ہوئے اتفاقاً ایک مرتبہ اوس مجلس عام میں ایک مرد بنی شیش کا بھی آیا اور عورتیں اوس قوم کی نظر پرین تو دالہ و شیدا ہو گیا سب اپنی قوم میں آیا تو اوسنے سب ماجرا وہاں کا بیان کیا کہ اوس شوق میں اکثر لوگ بنی شیش کے جمع ہو کر آئے اور عورتیں خوش منظر پر پی پکر دیکھ کر فسق و فجور میں مبتلا ہوئے تب اللہ جل شانہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اہل تحقیق نے لکھا ہر کہ جب بت پرستی قوم میں علانیہ ہونے لگی تب حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہوئے اور سب بت پرستی کا یہ ہوا کہ پانچ خفرت اور یس علیہ السلام کے بیٹے اولیا تھے اور بعض کے نزدیک پانچ شاگرد شدید تھے اور ایسے عابد و متقی کہ ہر ایک نے واسطے عبادت کے ایک مسجد جدا گانہ تعمیر کی تھی کہ اوس میں شب و روز عبادت میں مشغول رہتے اور قوم کے لوگوں کو بھی عبادت و طاعت پر دعوت فرماتے چنانکہ اکثر لوگ عبادت میں شریک ہوئے اور ان اولیاؤں کی برکت سے عبادت میں کمال لذت اٹھاتے یہ معاملہ ایک مدت دراز تک جاری رہا بیان تک کہ ان اولیاؤں نے وفات پائی اس واردات سے آدمیوں کو نہایت حسرت نے پکڑا اور بڑا افسوس ہوا کہ جب مجالس و محافل میں بیٹھتے تو ذکر کرتے کہ ہم لوگوں کو اب عبادت و طاعت میں ویسا لطف نہیں ہوتا جیسا اولیاؤں کے حضور میں تھا ابلیس ملعون کہ تاک میں لگا ہوا تھا فرصت کا وقت غنیمت جان کر شکل بزرگی عمامہ بر سر عصا در دست ایک مرتبہ مجلس میں آیا اور تاسف کر کے کہنے لگا کہ تم لوگ کیوں فکر میں پڑے ہو لذت عبادت کی تدبیر میں مبتلائے دیتا ہوں تم ایک دم کرو کہ ان بزرگوں کی تصویریں پھیرا آہن

یازرو نقرہ سے بناؤ اور لباس تصویر دن میں پہنا کر حجرات مسجد میں مقابل اپنے منہ کے قائم کرو اور انکو اپنے حال پر حاضر و ناظر سمجھو اور خیال کرو کہ اولیاء کی شان میں ہوا ان اولیاء اللہ لایموتون پھر وہی لذت جو انکی زندگی و حضور میں حاصل ہوتی تھی ملے گی چنانکہ اہل تحفل نے اس تیجہ کو پسند کیا اور تصویریں اون بزرگوں کی بنائیں اور باہم یہ قرار داد فرمائی ہوا کہ بعد اسے نماز جو شخص مسجد سے نکلے وہ دست بوسی اور قد بوسی ان تصویروں کی کر کے جایا کرے تاکہ حاضری اوسکی اون بزرگوں کے نزدیک ثابت ہوتا کہ وہ خداوند کبریاء کے حضور میں گواہی دین الغرض یہ وضع بخوبی جاری ہوئی آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ عبادات اور اذکار کا ذکر نہایت دست بوسی اور قد بوسی کر کے مسجد سے نکلنے لگے یہاں تک کہ بعد چند سے بجائے قد بوسی مسجد سے و خاک بوسی نے رواج پکڑا یہ احوال دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کے باپ آدم کو سزائش کرنے لگے مگر اونکا کہنا کون مانتا ہوں لہذا حضرت مالک الملک نے نوح علیہ السلام کو برسات و دعوت مبعوث فرمایا کہ حضرت نوح نو سو چالیس برس برابر آدمیوں کو دعوت حق ملے رہے کہا قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ ارْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِیْہِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اَلَا تَعْلَمُ اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب بت پرستی کا یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت ادریس کا بڑا دوست تھا جب ادریس آسمان پر گئے تو یہ شخص مضطرب ہوا اور حال میں البیس نے غمخواری کر کے کہا کہ اگر تو درخواست کرے تو تجھکو ورت ادریس کی لاؤں اوس فراق رسیدہ نے قبول کیا البیس نے ایک پتھر کی صورت بنا کے حوالے کی اور بعد مرنے اسکے اور لوگوں کو اغوا کرنے لگا کہ یہ صورت خداے زمین کی ہو اسی پر عامہ خلق بت پرست ہو گئی اور طبقات قریش میں لکھا ہوا کہ جب قابیل بخوف حضرت آدم جنگل میں بھاگا تو سجدہ تحیہ حضرت آدم سے مخروم ہوا تب البیس نے صورت آدم بنائے دی کہ قابیل اسکو سجدہ کرنے لگا جب وہ مرا تو اوسکی اولاد اپنے باپ کی وضع پر بت پرست ہوتی اور وہی رسم ہندوستان میں فی الحال جاری ہو فائدہ واضح ہو کہ اس قوم نے پانچ بت قوی الجثہ بتصاریر مختلفہ پتھروں سے تراشے تھے اور اسنے نام حضرت ادریس کے بیٹوں کے نام پر رکھ دیے تھے اول وڈ کہ منظر محبت ذاتیہ خدا کا ہوا اور یہی محبت مبدیہ طور عالم کا سوس منظر کو بصورت مرد بنایا تھا اس لیے کہ اصل مبدیہ طور عالم انسانی کا محبت مرد و میل بسوے زن ہوا اور ہنود کی زبان میں اسکو بشن کہتے ہیں دوم سولج کہ منظر ثبات و استقرار و تقارر آئی ہوا اور سبب بقار عالم یہی ہوا کہ عرف شرع میں اسکو قیومیت اور زبان

احوال نبی

اہل ہندو میں برہما کہتے ہیں قوم نوح نے اس منظر کو بصورت عورت بنایا تھا اس واسطے کہ گنہگار
اور خانہ داری اور بقا و ثبات خاندان عورت کی تدبیر سے ہوتا ہے اور لغت عرب میں مادہ سوع
واسطے سکون و استقرار کے ہے اور معنی سواع برپا دارندہ جہاں ستونم نبوت کہ منظر داری اور
مشکل کشائی خداوند کبریا ہے اسکو قوم نوح نے بصورت اسپ بنایا تھا کہ دوڑنے اور جلد پہنچنے میں
سب سے گھوڑا زیادہ ہوتا ہے اور اس صفت کو عرف شرع میں غیث المستغیثین و محببات المصطفیٰ
سے تعبیر کرتے ہیں اور اہل ہندو اس منظر کو اندر کہتے ہیں چہارم یعوق کہ منظر منع و حمایت و دفع بلا ہے
اس صفت کو شرع میں کاشف الضر و دافع البلاء اور بزبان ہنود شیو بولتے ہیں اسکو قوم نوح
نے بصورت شیر بنایا تھا کہ مقاومت میں مناسب تر تھا چم نہر کہ منظر قوت الہی ہے اور لغت میں
بمعنی گرگس چونکہ یہ جانور پرندوں میں زبردست و سریع الطیران تھا اس مناسبت سے قوم نوح
بصورت گرگس بنایا اور اہل شرع اسکو لطیفہ غیبیہ کہتے ہیں اور ہنود ہنومان ہر چند کہ یہ
پانچون نام حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹوں کے تھے اور پانچون مرد تھے مگر بسبب
طول زمان اور غلبہ دہم کے عابدوں نے انکی صفات عالیہ کی ایک ایک صورت ذہن میں
قرار دے لی اور اسکے مطابق اجسام مختلفہ بنائے تھے اور قوت و ہمیت تو اس جنس کے عجائب
بہت پیدا کرتی ہے چنانکہ بعض جہاں اسلام شبیہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بصورت
شیر اور شبیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصورت باز سفید بنائے ہیں کذا حقہ مولانا شاہ
الاستاذ فی العزیزی حضرت استاد الاستاذ فرماتے ہیں کہ اس مقام میں دو مقدموں کا جاننا بہت
ضروری ہے تاکہ معنی اکثر آیات قرآنیہ کے جو بہ نسبت قوم نوح اور دعائے بد آنجناب کے وارد ہیں
منکشف ہو جائیں مقدمہ اول یہ ہے کہ جب حضرت حق اپنے بندگان خاص سے کسی بندے کو
ب برابر دعوت خلق الی الحق مبعوث فرمائے تو اسکو لازم ہے کہ اول عقائد اور اعمال اور اخلاق اور
حالات قلبیہ اس قوم کے دیکھے اور اصل مرض دریافت کر کے جملہ اوامر و نواہی پر فکر ازلہ اس
مرض کی مقدمہ کھے پھر مقتضائے طبائع و خواج و سوانح و قیہ پر نظر ڈالے کہ یہ لوگ کس چیز سے
خوف کرتے ہیں اور کس چیز کی طمع رکھتے ہیں جس چیزت بالطبع یا بحسب حاجات و قیہ درستی
ہوں اوس میں ڈراوے اور جسمیں خواہش کرتے ہوں اوس میں تطبیع کرے یعنی جس طرح قوت
عقلیہ اور ملکات نفسانیہ کی اصلاح منظور ہو اوس طرح قوت و ہمیت کی بھی اصلاح باسید و ہم
مذکر رکھے کیونکہ عقل ملک روح انسانی کا وزیر ہے اور وہم حاکم اور صاحب الامر تختہ ملکیت ہے

جب یہ دونوں مطیع ہوئے تو جملہ ارکان و اتباع و خشم و خدم اس سلطنت کے خود بخود منسوخ ہو جائینگے اور یہ حالت ہو جائیگی کہ ع از دوست یک اشارت و از ما بسر و دیدن و لیکن یہ دونوں امر بطریق قاصد و ہر کارہ سرسری نہ پہونچاؤے کہ ع و ادیم تر از گنج مقصود نشان و مختار توفی خواہ اسی یا نرسی بلکہ پر شفق اور طیب ناصح کی طرح صوبت امراض سے دلنگ نہوا و تدبیر گوناگون کرے یعنی جیسی استعداد ہوا سی طرح دعوت شروع کرے اور ایک نوع دعوت سے دوسری پر انتقال کر جائے اور جب کہ بطلان استعداد بخوبی منتقم ہو جائے اور عضو مستغن کا حکم پیدا کرے تو اس کے ازالہ کی فکر کرے تاکہ اور اعضا کو فاسد نہ کر دے سو اگر مامور بجهاد و قتال ہو تو لشکر و اسباب جنگ مہیا کرے اور اگر مامور بجهاد و قتال نہیں ہو تو دعائے بد سے او کو دفع کرے کہ شر او نکا اور افراد میں سرایت نہ کرے مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ قوم نوح کو اصل مرض یہ تھا کہ لوگ اس کے طلب قرب حق اور استعانت حاجات میں سناہر کاملہ اولیا سے گرفتار تھے اور مراتب تنزیہ بالکل اذہان سے محو تھے اور رفتہ رفتہ ارواح اولیا بھی بسبب کثرت حب نیا اور قصور ادراک مرتبہ روحہ نظر سے غائب ہو گئیں تھیں در ارواح شیطانیہ خبیثہ نے بجائے ان کے قائم ہو کے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ فریقہ تھے یہاں تک کہ نام اولیا تھا اور حقیقت میں شیطان اور بھی چھا جبلت بشریہ کا ہے کہ جب تسفل اختیار کرتی ہو اور ترقی اوج معرفت سے قاصر ہوتی ہو تو پست ترین مراتب میں ٹھہرتی ہو اور ظاہر ہے کہ اگر نظر انکی عبادت اور تقرب میں اصل مراتب ارواح اولیا سے متوجہ ہوتی تو اذن ارواح سے بھی ہایت ہوتی اور جستہ جستہ وہ ارواح منامات اور معاملات میں توجہ الی اسد پر دلالت فرماتی اور شرک صریح سے باز رکھتی اور قوت و ہمیہ انکی ایسی خراب تھی کہ طول عمر اور کثرت مال و تبون اور تکثیر عمارات اور باغات کو بیشہ دوست رکھتے تھے سو حضرت نوح علیہ السلام نے برعایت ان دونوں مقدموں کے دعوت فرمائی اور انواع و اقسام اور تطبیع فرماتے رہے کہ قریب ہزار برس کے اسی میں منقضی ہو گئے اور اس عرصہ دراز میں کئی قرن گزرے اور حالات متفاو تہ ظاہر ہوئے اور استعدادیں مختلف ہو گئیں سپر بھی کچھ اثر نہوا اور کیسے نہ مانا بلکہ یہی کہتے انوسن لک و اشک الار ذلون یعنی کیا ہم مجھ کو مابین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کیسے کیسے سے محنتی لوگ مراد ہیں کیونکہ ہر پیغمبر کے ساتھ پہلے غریب ہوئے ہیں عرض نہ کر حضرت نوح نے فرمایا کہ مجھ کو انکا صدق قبول ہو اسکے کام سے کیا عرض کہ او کا بیشہ کیا ہے او کا بوجہ چھامیر نے پروردگار کا کام ہوا اور میں نہیں در کر نہوا اللہ سلوانون کو تہ لے لنن لم متہ یا نوح

تقدیر

تکوین سن المرچین یعنی اگر تو نہ چھوڑے گا اسی نوح تو سنگسار ہو گا تب حضرت نوح علیہ السلام کو
یاس کٹی او کی اصلاح سے ہوئی ناچار ہلاک عالم کی دعا کی کہا قال رب ان قومی کذبون فاصح منی
وہنہم فتحا ونبی ومن مہی من المؤمنین اسے رب میرے قوم نے مجھ کو جھوٹا یا سو فیصلہ کو میرے
اونکے بیچ کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان واسے حق تعالیٰ نے
اجابت فرمائی اب جانا چاہیے کہ حضرت نوح قبل نزول آب عذاب یون وعظ و نصاح فرماتے
کہ اے قوم مقتضائے قومیت یہ ہو کہ جس چیز سے میں ڈرتا ہوں تم بھی ڈرو اور میری نصیحت قبول
کر و کہ میں سچا ہوں اور صاف نکو ڈرتا ہوں کہ اگر حجاب معبودان باطلہ میں رہو گے تو عذاب
سخت تم پر نازل ہو گا مناسب ہو کہ آپ کو اس حجاب سے نکال کے عبادت خدا اختیار کرو کہ یہی
عبادت ازالہ مرض کی دوا ہے لیکن بدترین مخالف سے شرط ہو اور اگر تکو طریق عبادت اور تقویٰ
معلوم کرنا عقل سے ممکن نہ تو مجھ سے سنو کہ دونوں کے حاصل کرنیکا یہ طریق سہل ہو کہ میری اطاعت
کر و اور جو احکام الہی بتلاؤں قبول کرو تا عبادت میں خطا واقع نہ و اور جب یہ قبول کرو گے تو آثار
محبوبیتہ سابقہ تم سے کم ہو جائینگے اور جو گناہ کہ ترک عبادت و تقویٰ و مخالفہ احکام الہی میں تم سے صادر
ہوے ہیں غفور رحیم بخشتی گا لیکن وہ گناہ کہ بعد از ہلام تم سے صادر ہوں گے یا وہ گناہ کہ حقوق خلق
سے متعلق ہیں گو قبل اسلام ہوں یا بعد اسلام بخشتے نہ جائینگے الا مواخذہ عصیان میں وقت معاد تم تک
تاخیر ہوگی مگر باین ہمہ تخویف و اندرز کہینے نہ ماما کہ اسی شامت سے چالیس برس تک پانی کا برسنہ
بند ہو گیا اور زراعت و باغات و اموال و مولیشی تلف ہو گئے اور عورتیں عقیقہ ہو گئیں اور حیض
اونکا بالکل منقطع ہو گیا اور مردوں کی سنی قابل تولید نہیں رہی اور چشمے و نہرین خشک ہو گئیں مگر
ایسے کا فرخت دل تھے کہ جو شخص ادین سے قریب موت کے پہنچتا تو حالت نزع میں اپنے
بیٹوں اور قریبوں کو وصیت کرتا کہ خبردار اس پیر محبوب کے قول پر فریقہ نہ ہو جو اور طریق اسلام
ہاتھ سے نہ چھو کیونکہ کئی قرن گذر گئے ہیں کہ پیر ہکو ڈرتا اور وعدہ نزول عذاب کرتا ہر کچھ وعدہ
پورا نہ و اور پتھروں سے مارنا اور چھوٹے چھوٹے لوگوں کو سوزاؤں سے پیچھے حضرت نوح کے دوڑانا
دستورات سے تمہا خصوص معظاکے وقت ایسا مارتے تھے کہ خون نکل آتا تھا اور ہیوس ہو جاتے
اور کھو پتھروں میں دب جاتے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اگر نکالتے تھے پر حضرت نوح
یہی دعا کرتے تھے کہ اے میری قوم مجھے بنی نہیں جانتی ہو اور اپنے زعم میں بے ادبی تیرے
پیغمبر کی نہیں کرتے ہیں بلکہ جاہل و اعمق ہیں غرض بعد لکھ کر نے مراتب دعوت کے حضرت نوح

سزا عذاب و نصیحت

ماریوس ہو کر گئے لگے کہ اے پروردگار میں نے امتثال امر میں حتی المقدور قصور نہیں کیا کیونکہ میں نے
 بلایا تو تم کو بطریق سرگوشی و خفیہ را توں کو اگرچہ وقت اندازہ تھا مگر اس لیے کہ غیر کے روبرو
 نہایت نہوں اور دن کو بھی دعوت کرتا رہا کہ اوسمیں بھی خلوت ہو جاتی ہو کہا قال رب انی
 دعوت قومی لیلًا و نهارًا فلم یردہم دعلی الافرار ایسے اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات
 و دن پھر سیرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے رہے حالانکہ میں اپنے نفع کے واسطے نہیں بلاتا
 کہ میری ریاست اوپر قائم ہو یا ان سے کچھ مزدوری کی خواہش ہو بلکہ خاص انھیں کے نفع کے
 واسطے کہ تو انکے گناہ گذشتہ بخش دے کہ اس سبب سے مورد عنایت و رحمت ہو جائیں
 اور آثار قہر و جلال سے خلاصی پا دیں مگر یہ لوگ نفرت سے انگلیان کا نون میں دے لیتے ہیں
 اور اپنے منہ کو کپڑے سے لپیٹتے ہیں تاکہ آواز دعوت کان میں نہ پہنچے اور میری صوت
 نہ دیکھ پڑے اور میری بات دلیں نہ لگ جائے اور اگر باوجود اسکے بھی گناہوں سے باز رہتے
 تو بھی فی الجملہ تیرے غضب سے بچتے لیکن یہ تو گناہوں میں اور بھی زیادتی کرتے ہیں اور
 میری اطاعت میں تکبر خیال نہ سورۃ نوح میں حکایت فرماتے ہیں وانی کلما دعوتہم لتعذر لہم حلوا
 اصحابہم فی اذانہم واستعشوا یتاہبہم واصر وواستکبروا استکبارا یعنی اور میں نے دعوت کیا انکو
 تاکہ تو معاف کرے انکے ڈالنے لگے اپنی انگلیان کا نون میں اور کپڑے اوڑھنے لگے اور ضد کی
 اور غرور کیا بڑا اور اوپر طرفہ یہ ہو کہ اپنے دلون میں یہ جانتے ہیں کہ میں اپنی اطاعت اون سے
 چاہتا ہوں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں جو ہم سے سرگوشی سے خفیہ کہتا ہو سو محض ہماری فریفتگی کے
 لیے کرتا ہو اور اگر اسکا کلام پوچھ یعنی نہیں ہو تو مجمع عام اور مجلس انام میں کیوں نہیں کہتا ہو
 کہ ہم اور وہ کی اعانت سے جواب دہ ہوں سو جب میں نے انکے وضع قرائت سے دریافت کیا کہ خفیہ
 گوئی اور سرگوشی میں انکو بدگمانی ہوتی ہو تب میں نے بر ملا ہر مجلس میں دعوت شروع کی
 اور اس طرح الزام دینے لگا کہ عبادت غیر خدا حجاب دنیا اور آخرت کا سبب ہو اور عبادت
 خدا موجب حصول ثواب ہو چنانچہ فرمایا ثم انی دعوتہم جہاراً یعنی پھر میں نے بلایا انکو باوازی بلند
 تو اس پر یہ گمان کیا کہ یہ شخص پہلے تو ہم سے پوشیدہ کہتا تھا جب ہم نے نمانات از روئے انتقام
 مجلسوں میں خفیہ کرنے لگا اور ہماری تقضیع پر مستعد ہوا ہو پھر ناچار ہوس کے میں نے تیسرا
 طریق اختیار کیا جو کہ مابین اعلان اور اسرار کے ہو تاکہ دونوں گمان انکے مضحکہ اور منکسر
 ہو جائیں چنانچہ فرمایا ثم انی اعلنت لہم واسررت لہم اسرا یعنی پھر میں نے انکو کھوں کر کہا

اور چھپ کر کہا چپکے سے پھر میں نے دیکھا کہ تینوں طریق دعوت مفید نہوئے تب میں نے یہ تجویز کیا کہ چالیس برس سے اپنی بسبب پانی نہ برسنے کے عذاب ہو کہ کھیتیان اور درخت اور مویشی وغیرہ سب ضائع ہو گئے ہیں اور شامت اعمال سے انکی فصل بھی منقطع ہو اب شاید منافع دنیا کی طمع میں راہ خدا اختیار کریں تب ایک تقریر اور ہی انکی دعوت میں میں نے شروع کی اس طرح سے کہ اگر عبادت اور تقویٰ باشرایط ضروریہ ادا کر نہیں سکتے ہو تو خدا اپنے گناہوں کی آمرزش چاہو اس واسطے کہ پروردگار آمرزگار ہے اگر سب گناہ نہ معاف کر لیا تو بھی اس قدر وبال گناہوں کا کم کر دیا کہ دنیا کی بلاؤں سے نجات ملے پانی برس دے گا اور مال اور اولاد میں امداد کرے گا اور باغات اور زراعت کو سرسبز کر دیا اور تالابوں اور نہروں کو جو خشک پڑے ہیں پر آب فرما دیا چنانچہ فرمایا سورہ نوح میں فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفار ایرسل السماء علیکم مدرارا ویمدکم باموال وبنین وجمیل لکم جنات وجمیل لکم انہاراً سینے پس میں نے کہا کہ گناہ بخشو اور اپنے رب سے بی شک وہ ہی بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی پسر و عاریں اور بزمی دے تمکو مال اور بیٹوں سے اور دیوے تمکو باغ اور طاہر کرے تمہارے واسطے نہرین سو اسکو بھی انھوں نے نما اور نافرمانی میں سرگرم ہیں اب مجھکو ان سے امید نہیں ہے اس واسطے کہ اگر باوجود گناہ کے بھی مخالفت کے تابع نہوتے تو احتمال تھا کہ روباصلاح لائینگے اور رفتہ رفتہ اطاعت کریں گے لیکن یہ تو میرے مخالفوں کی طرف مائل رہتے ہیں اور حب مال اور تکثیر اولاد میں ایسے مشغول ہیں کہ رب الارباب کے ذکر سے اور سامان آخرت کے فکر سے بالکل غافل ہو گئے ہیں اور عمر عزیز اپنی اسی شغل جنسیں اور دنی میں برباد کرتے ہیں اور بھی کئی وجہ سے میرے مخالف ہیں اول اتباع اہل امارت و دول اور ارتباط ارباب کثرت اولاد و اہل کہ یہ بات میری وضع کے نہایت مخالف ہو دوسری کثرت مال اور اولاد کو علت وجوب اتباع جاننا گویا انکار اتباع ہے اس واسطے کہ میں اس سے پرہیز رکھتا ہوں بلکہ سب پیغمبر کثرت مال اور اولاد سے مجتنب ہیں تیسرے اصحاب کثیر الاموال وغیرہ سے اول لوگوں کو اپنا متبوع گردانتے ہیں کہ وہ بھروسہ میں مال و اولاد کے آخرت کو برباد کرتے ہیں کاش ایسے لوگوں کی اطاعت کرتے جو کثرت مال سے آخرت کماتے ہیں تو بھی مضائقہ نہ تھا بلکہ ان میں مالداروں کا کہنا مانا جنکو اموال و اولاد سے خسار ابرہا اگرچہ ابتدا اسکی راہ حق سے دور رکھتی ہو لیکن جب مال جمع کر کے اور اولاد کی پرورش کر کے انکو وسیلہ ثواب آخرت گردانتے تو بھی

تفہیم حضرت نوح علیہ السلام

راہ حق سے قریب ہو جاتے تاکہ انتہا بہتر ہوتی گو ابتدا بد تھی و انما العبرة بانہما تہتیم سو بھی اس نے
نہوا و اسے اسکے ایک بڑا ہی مکر کرتے ہیں کہ بمقابلہ دعوت حق کہتے ہیں کہ ہم تو خدا کی عبادت
میں ثابت قدم ہیں اور تم سے زیادہ مصروف ہیں کیونکہ ہم مظاہر کاملہ حق کی عبادت کرتے ہیں
اور تم مرتبہ تنزیہیہ کی عبادت کرایا چاہتے ہو حالانکہ وہ مرتبہ تمہارے بیان سے موہوم معلوم
ہوتا ہی تو یہ سخن تمہارا درحقیقت دال ہے منع عبادت پر اور طرفہ تریہ ہے کہ اسی مکر کو مجلسوں میں
سفلوں کے روبرو بیان کرتے ہیں اور اپنے تابعین سے سمجھاتے ہیں کہ اگر تمکو عبادت خدا کی
منظور ہے تو مظاہر الہیہ کی عبادت بخور و دوزن ترک عبادت حق لازم ہو جائیگا بالخصوص دوزن و سوا
و نفی و یوق و نسرا کو اصلاً چھوڑ لو کہ تجلی الہی ان پانچوں پر بطریق اصالت ہوئی ہو کا قال اللہ
فی سورہ نوح و مکر و اکبر اکباراً و قالوا لا ائذرن المستکم ولا ائذرن دوزاً و لا سواہا و لا نفی و یوق
و نسرا یعنی داؤ کیا ہے بڑا کہ سب کو سمجھا دیا اسکی بات نہ مانو اور بولے نہ چھوڑو اپنے ٹھکانوں کو
اور چھوڑو دوز کو نہ سواح کو نہ نفی و نسرا کو پوشیدہ نہ رہے کہ منکران دین تین قسم کا
مکر کرتے ہیں ایک یہ کہ نفس رسالت و استحقاق نبوت میں شبہات لگاتے ہیں بطرح کفار مکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے رہے مگر یہ کمرسل ہے کہ تدارک اسکا معجزات باہر سے
ہو سکتا ہے دوسرا یہ کہ ربوبیت خدا کی انکار کرتے ہیں اور رسول کے ارسال میں شبہات رکھتے
وامہر پیش کرتے ہیں اور اپنے نفس کو مستقل و مستغنی عن الرب جانتے ہیں یا وجوب اطاعت
احکام خدا و رسول اپنے ذمہ سے ساقط سمجھتے ہیں بطرح فرعون ملعون و مارب العالمین و
آما ربکم الا علی و ما علمت لکم من الہ غیر منی از روئے تکبر کہا کرتا تھا سو یہ مکر پہلے مکر سے بھی اسلئے
کیونکہ دلائل الوہیت ظاہر ترین رسالت سے قیصر ہے کہ ربوبیت خدا و رسالت رسول کو تسلیم
کر کے کہتے ہیں کہ علم پیغمبروں کا بنا بر تقسیم عوام و تخویف ارازل و اجلاف کے ہے واقفین حقایق
اشیاء کو احتیاج ایسے مقدمات خطابیہ کی نہیں ہے کیونکہ درجہ ان علوم کا علوم تذکیرہ
سے بالاتر ہے بلکہ معرفت حقیقت ربوبیت و رسالت جیسی حکوہی رسولوں کو نہیں ہے اس واسطے کہ نظر
رسولوں کی سلمی و سرسری ہے اور حکیموں کی نگاہ تعمقی و اسمانی ہے سو یہ قسم مکر کی اشد ہے ملجہ اسکا
دشوار چنانکہ اکثر فلسفی مذہب دیونانی شرب اسی مکر و کفر میں گرفتار ہیں اور اللہ صاحب نے
سورہ مومن میں انہیں کا ذکر کیا ہے فلما جاءہم رسلہم بالبینات فرجوا با عندہم من العلم و ما حق
ہم ما کانوا بہ لیسئروا یعنی جب آئے انکے پاس پیغمبر انکے کھلے معجزات لیکر خوش ہوئے

اوپر جو اونکے پاس تھی دانش سے اور الٹ پڑی اونپر جس چیز پر ٹٹکا کرتے تھے پس قوم نوح علیہ السلام اسی مکہ میں مبتلا تھی لہذا ارشاد ہوا و مکروا کبرا کبارا قاتلہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ پانی کا نہ برسا و مال و اولاد و کھیتی و باغات کا ضایع ہونا کبھو شومی عصیان سے بھی ہوتا ہے اور استغفار اوسکے دفع کی علاج ہو لہذا ہمارے دین میں صلوة الاستغفار مقرر ہوئی اور اسمین استغفار کا حکم ہوا شعبی سے روایت ہو کہ ایک مرتبہ عہد خلافت عمر فاروق میں قحط پڑا تو حضرت امیر المؤمنین عمر خطاب نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو ہمراہ لیکر نماز استغفار پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر سوائے استغفار اور کچھ بھی نہیں پڑھا جب فراغت ہو کر گھر آئے تو لوگوں نے پوچھا یا امیر آپ نے پانی پر سے کیواسطے دعا کی فرمایا کہ میں نے پانی کی درخواست استغفار سے کی ہو اور کریمہ استغفار و اکرم تا آخر پڑھی راوی کہتا ہے کہ پانی بہت برسا اور قحط دفع ہوا اور امام حسن صری سے روایت ہو کہ ایک شخص نے آپ سے قحط کی شکایت کی دوسرے نے فقر و افلاس کا گلہ کیا قیسرے نے لا ولد ہونیکا شکوہ کیا چوتھے نے نقصان زراعت و باغات کا ذکر کیا حضرت حسن بصری نے فرمایا استغفار و اکرم حاضرین نے پوچھا کہ یا حضرت حاجات ان لوگوں کے مختلف ہیں اور انتخاب نے صرف استغفار کا امر فرمایا فرمایا میں نے اپنی طرف سے تجویزین کیا خود اللہ صاحب نے ان آیتوں کی علاج استغفار فرمائی ہو اور کریمہ استغفار و اکرم پڑھنے لگے اسی آیت سے حضرت امام اعظم نے استدلال کیا ہے کہ حقیقت استغفار دعا و استغفار ہو اور نماز و خطبہ وغیرہ ضرور نہیں ہو اگر ہو تو بہتر ہو و نہ اصل مقصود دعا سے استغفار ہو بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایمان قوم سے مایوس ہو کر اللہ صاحب سے پوچھا کہ اس قوم سے کوئی ایمان بھی لاؤ گی انہیں ارشاد ہوا ہوین لن یومن قومک الا من قد امن فلا تبش باک انوا یفلحون یعنی ہرگز ایمان نہ لاؤ گی تیری قوم مگر وہ جو ایمان لاچکا ہو سو تو غمگین نہواں کے کاموں پر مجبور الہ تفسیر فرماتے ہیں کہ اس مدت دراز میں ہمگین انتی آدمی ایمان لائے تھے انقصہ جب ایمان حق سے دریافت ہوا کہ ایمان قوم مقدر نہیں ہو تب حضرت نوح نے کہا رب انی بخلو قبا نضر یعنی اے پروردگار میں ناچار ہوں اب تو ہی مدد کر ارشاد ہوا سورہ ہود میں واصنع الفلک باعیننا ووجینا ولا تخاطنی فی الذین ظلو انہم معرقون یعنی بنا تو کشتی ہمارے سامنے دہا سے حکم سے اور نہ بول مجھ سے ظالموں کے لیے یہ البتہ غرق ہونگے بعد اس وحی کے حضرت جبریل ساج یا زیتون کی شلخ لائے اور حضرت نوح کو دی اونھوں کو ایمان چالیس ہزار سال درخت

یہاں قوم سے
نوح علیہ السلام

دو سینہ چھو سینہ بٹ دوم مانند دم کبوتر اور بعض مفسرین کے نزدیک صورت کشتی پھر مرغ و سرمانند
سر طاؤس و سینہ مثل سینہ کبوتر و دم مثل دم خروس الغرض اس طرح کی کشتی تیار ہوئی تھی کہ صخرہ
آب سے کچھ نہواور آب آسمانی کے بچاؤ کے لیے ایک سرپوش لکڑی کا رکھا تھا اور رفع ظلمت کے
واسطے روزن کہ اوس سے روشنی تھی یا حضرت حق نے دو موتی بجائے آفتاب و مہتاب بھیجے تھے
کہ آٹنے شب و روز میں تیز ہوتی تھی یہ روایت ابن عباس کی ہے محققین کہتے ہیں کہ انھیں سے
اوقات عبادت پہچانے جاتے تھے اول حضرت نوح نے مواقیت صلوٰۃ کا تعین کیا ہوا اور
لیل و نہار کی چوبیس ساعتیں مقرر فرمائی ہیں اور اخبار الدول میں حضرت ابن عباس سے روایت
لکھی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایک چشمہ رال کا جس جگہ کشتی بتی تھی جاری فرمایا کہ اسے جوش مارا
اور تھمتاے زیرین کو مٹا کر دیا باجملہ اونیسویں ماہ آذر روز جمعہ کشتی تیار ہو گئی تو حضرت نوح نے
علامت نزول عذاب دریافت کئے ارشاد ہوا کہ جب جوش مارے تنور تب معلوم کر کہ ہمارا حکم آیا
اوس وقت کشتی میں ڈال لے ہر جنس کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ مگر بسکے حق میں آگے حکم ہو چکا
اور نہ کہ مجھ سے آن ظالمون کے واسطے کہ اوکو ڈوبنا ہی چاہیے فرماتے ہیں فاذا جارا مننا وفارا لنور

فاسلک فیہا من کل زوجین اثین و اہلک الاس سبق علیہ القول منہم ولا تخاطبونی فی الذین ظلموا
انہم مغرورون جمہور مفسرین قایل ہیں کہ نوران پر مراد ہو جو سب کو فی میں تھا اور بعض کہتے ہیں موضع
عین الوردہ تعلقات شام میں تھا جو بعلبک سے متصل واقع ہوا اور ابن عباس کے نزدیک ہند میں تھا
اور بعض کہتے ہیں کہ فارالنور سے مراد یہ ہے کہ پانی زمین سے جوش مارے گا اور حضرت شاہ ولی اللہ
محدث فرماتے ہیں کہ نور سے مراد تنور غضب الہی ہے اور بعض کہتے ہیں تنور لوس ہے کا تھا اور بعض
کہتے ہیں پتھر کا تھا کذا فی اخبار الدول اور من سبق علیہ القول سے کفان دران اوسکی والدہ مراد
ہیں القصہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال سام و حام و یافث اور نکی بیبیان اور
لوڈمی غلام اور اسی آدمی کے ایمان دار تھے لیکر منتظر آمد طوفان بیٹھے اور حضرت جبریل علیہ السلام
ہر جنس کا جوڑا پکڑ لائے اور حضرت نوح نے بموجب وحی ایک سال کا کھانا پانی بھی جمع کر رکھا یا ہلک
کہ اہلک قوم کا حکم پہنچا اور بیٹے حضرت نوح کے کشتی بنانے والوں کے واسطے کہ سب سترہ آدمی
تھے تنور میں روٹی پکانے لگے دفعہ اسفل تنور سے پانی نے جوش مارا کہ اُس نے دوڑ کر اپنے باپ سے
اطلاع کی اسی وقت حضرت نوح مع توابع کشتی میں جا بیٹھے اور حضرت جبریل نے ہر جنس کا
جوڑا داخل سفینہ فرمایا اور اندھل شانہ نے چند فرشتے واسطے حفاظت کشتی کے مقرر فرمائے

بعض روایات میں ہے کہ چالیس گز پانی پہاڑوں سے بلند تھا آنکارا دل میں ہے کہ دسویں رجب سے طوفان شروع ہوا اور دسویں محرم کو رفع ہوا اور کشتی پانی میں اکیسویں پاس دن رہی اور آٹھ گز پانی گرم تھا جب وہ پانی رال کو جو زیر کشتی لگی ہوئی تھی پھونچا تو رال پھیلنے لگی حضرت نوح تردد ہوئے جناب الہی نے دو اسم اپنے بتلائے کہ حضرت نے اُس سے دعا مانگی کہ رال کا پھلنا بند ہوا اور جس قدر گھیل تھی سمجھ ہو گئی وہ اسم اہیا اشرا ہیا جو بعد اُس کے یہی اسم وقت القار نار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعلیم کیے یہ دونوں اسم اعظم توریت میں ہیں اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اول کشتی پر دلائل پہنچنے بندہ کے کشتی چڑھنے کے اور آخر کو ساری غصے گدھا کیونکہ المیس گدھے کی دم پکڑے تھا ہر چند حضرت نوح نے کھینچنا نہ آیا تب فرمایا چڑھ آؤ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو سو وہ بھی گدھے کے ساتھ کشتی میں آیا حضرت نے پوچھا تو کس طرح آیا آئے کہا آپ ہی نے بلایا ہو فرمایا لعنت ہو تجھے کہ تو نے اس قوم کو ہلاکت میں ڈالا المیس نے کہا یہ آپ کے فرمانے کی بات نہیں ہو حضرت نے کہا اگر اب بھی توبہ کر تو خدا رحم کرے آئے کہا اگر توبہ قبول ہو تو کروں سو حضرت نوح نے دعا کی ارشاد ہوا کہ مرقد آدم کو سجدہ کرے یہ بات سکر المیس نے انکار کیا بعض روایت کرتے ہیں کہ عوج ابن عوق بھی حضرت نوح کے پاس آیا تھا کہ بھکو بھی کشتی میں چڑھا لیجیے حضرت نوح نے دفع کیا تفسیر زاہدی میں ہے کہ بعض کے نزدیک نام اسکا حج تھا اور بعضے حاج ابن عوج اور بحر و حاج میں ہے کہ نام اوسکی مان کا عوق تھا یا عناق بمعالم التنزیل میں درازی اسکے قد کی تین ہزار تین سو پونے چار اسی گز کی لکھی ہے اور زاہدی و عرائس میں تیس ہزار تین سو پونے چار اسی گز ہے اور صحیح یہ ہے کہ بڑا طویل القامت تھا اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ پانی طوفان کا بلند پہاڑوں سے بلند تھا لیکن عوج کی اونٹوں تک تھا اور بعضے قائل ہیں کہ تمام روئے زمین میں عوج باقی رہا تھا تاکہ مردم آئندہ کو خبر کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس نے کشتی کی واسطے لکڑی لانے میں اعانت کی تھی اس سبب سے نہیں ڈوبا روایت ہے کہ یہ شخص نواسہ آدم تھا اوسکی مان سے اول فل زنا کا عالم میں صادر ہوا تھا کہ اوسکی شامت سے اسکو سانپ دبھیرے و گر گس نے مار کر کھایا القصہ جب غضب الہی بصورت آب جوش میں آیا اور حضرت نوح کشتی میں سوار ہوئے اور سرداران کفار دھونے لگے تو بعضے مکار مکانات بلند پہاڑوں اور بعضے شیشے کے محلوں میں جنکو باصنائے خبر طوفان تعمیر کرائے تھے جا بیٹھے اور حضرت نوح نے یہ حال دیکھ کر خوف کیا کہ بباد کوئی کافر بیچ رہے لہذا دعا کی رب لا تقدر علی الارض من الکافرین دیار ایسے نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بنے والا سینے عموماً کوئی کافر ایسے والا زمین کا

اسم اعظم توریت
اہیا اشرا ہیا

عوج ابن عوق

باقی رہے خواہ میرے ملک میں ہو یا غیر میں خواہ اصحاب مکہ و تبلیس سے ہو یا تابع و مقلد خواہ میری قوم و اصل سے ہو یا اجنبی و غیر قوم اور اس مقولے میں کیا ہی معقول تعلیل فرمائی کہ الگ ان تدرہم یضلو امجادک ولا یلدوا الا فاجرا کفار آئیے اگر تو چھوڑ دیکھا او نکو بکا و نیگے تیرے بندوں کو اور نہ جیشیگے گمید کا رنا شکر فائدہ لفظ دیار اس واسطے فرمایا کہ البیس و ذریت اسکی خارج ہے کیونکہ سکونت انکی زمین پر نہیں ہے بلکہ سطح زمین پر اکثر و ربیع نہیں کرتے ہوا میں رہتے ہیں اور بقائے البیس تا قیامت حضرت کو معلوم تھی تو اگر ہر کا فوکی ہلاکی روئے زمین سے چاہتے تو تقدیر سہم کے خلاف تھا اور حضرات انبیاء تقدیر کے خلاف دعامین کرتے اور جو تعلیل اپنی دعا کی حضرت نوح نے فرمائی سو اس واسطے کہ بعض اوقات میں کافروں کے باقی رہنے میں کچھ حکمت ہوتی ہو گو بالفعل گمراہی میں مبتلا ہوں جس طرح حضرت صلعم کے عہد کرامت ہمدین اکثر لوگ شدید الکفر تھے آخرش ایمان لائے اور جہادات کفار میں معین و مددگار رہے یا گاہ گاہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کافروں سے اسید اولاد نیک بخت کی ہوتی ہے سو یہ فائدہ حضرت نوح کے نزدیک بالکل منتفی ہو گیا تھا لہذا فرمایا کہ الگ ان تدرہم یضلو امجادک الخ کذہ حقہ استاذ الاستاذ فی تفسیر الغزیری فائدہ اس تہذیب میں حضرت میکائیل بھی مع توابع شریک تھے یعنی بحکم الہی انھوں نے کائنات کو کو واسطے استعمال آب کے اور روح ارض کو واسطے نفخ عیون کے اور حیوانات بریہ و وحشیہ و سباع و حشرات کو بنا بر حمل کشتی اور آب و ہوا کی روح کو فخلاد انفعلا لا مسخر کیا تھا حضرت استاذ الاستاذ فرماتے ہیں کہ تفریق آب پر اس سو کے میں اکثرا نہیں فرمائی بلکہ عقوبت بر زمینہ بھی مد نظر ہوئی چنانچہ سورہ نوح میں ارشاد ہوتا ہے فادخلوا ناراً فلم تجدوا لهم من دون انفسائهم فیہم یسبحون پھر ٹھلائے گئے آگ میں پھر نہ پایا اپنے واسطے اندر کے سوائے کوئی مددگار خلاصہ یہ کہ بعد غرق بلا فاصلہ آگ میں چلی گئے نہ کہ آتش دوزخ میں جو دوسری چنانچہ ضحاک سے روایت ہے کہ قوم نوح کے لوگ ایک طرف سے غرق ہوتے تھے دوسری طرف سے جلائے جاتے تھے فائدہ یہ آیت عذاب القبر پر دلیل صریح و کافی ہے اور یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ گنگا کی سطح سے مرے خواہ دریا میں ڈوبے یا آگ میں جلیے یا درندہ بھارے عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے جس طرح مقبور کیونکہ معذب روح ہے نہ بدن تاکہ بقا اسکی شدت تہذیب ہو پویشیدہ نہ رہے کہ عین ثوران غضب الہی میں حضرت نوح نے اس خوف سے کہ یہ مواخذہ عامہ نمونہ قیامت ہے ایسا نہ کہ ترک اولیٰ پر جو مجھے ہو جاتا ہے اور معاصی فرعیہ پر جو کہ سوسنوں سے

دیکھ کر

واقع ہوئے ہیں موحذہ بویہ و عافرائی کہ رب اعفلی ولو الہی ولین دخل ینی مونسوا و لمونسین و
المونسات و لا تزد الظالمین الا بارا یعنی ای رب معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آدمی داخل
ہو میرے گھر میں ایماندار و سب ایمان والے مرد و عورتوں کو اور گنہگاروں پر رحم کر برباد ہونا اس
آیہ میں گھر سے مراد کشتی ہو اور ایمان کی قید اس لیے لگائی کہ ابلیس خارج ہو جائے کیونکہ وہ استحقاق
معفرت نہیں رکھتا اور ایمان داروں کی معفرت اس واسطے چاہی کہ مبادا کسی گنہگار کے شامت گناہ
سے کشتی ڈوب جائے اور یگانہ مارے پڑیں اس واسطے کہ عقوبات عامہ دینویہ میں امتیاز و تفریق نہیں
ہوتا چنانچہ عذاب قوم میں اطفال و مجانین بھی ہلاک ہو جاتے ہیں بلکہ لا یعقل کو بھی تکلیف پہنچتی
اس دعا میں مسلمانوں کو بڑی بشارت ہے قیامت تک اس واسطے کہ حضرت نوح کی دعا اہل کفار میں
بالیقین قبول ہوتی تو دعا سے معفرت مونسین و مونسات بھی بے شک مقرون اجابت ہوتی ہوگی نہ
صحیحہ ہو کہ سفینہ نوح سات روز حرم شریف کے گرد طواف کرتا رہا مگر زمین حرم میں نہیں گیا اور بعض
کہتے ہیں کہ عبدالجل شانہ نے بیت الہیہ پر ایک پہاڑ کا سرپوش کر دیا تھا کہ آب عذاب سے محفوظ رہے اور
بعض کہتے ہیں کہ بیت المعمور کو آسمان پر اٹھوا لیا تھا و ہوا اصح روایت ہے کہ جب کشتی جانب شام علی
تو پہاڑوں نے اپنے سرواٹھائے مگر وہ حکم خدا جو دی پہاڑ پر ٹھہری اور ارشاد ہوا یا ارض الطبعی ماؤک
و یا سمارا قلمی و غیض المار و قضی الامر و اسقوت علی الجودی و قیل لعد اللقوم الظالمین یعنی اسے
زمین نکل جا اپنا پانی وای آسمان تم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جو دی پہاڑ پر اور
حکم ہوا دور ہوں قوم بے انصاف تراجم تورات میں جو بالفعل نصاریٰ کفار کے پاس ہیں لکھا ہے کہ سال
ملوفان کے دوسرے مہینے دسویں کو نوح کشتی پر سوار ہوئے اور تترھویں کو طوفان شروع ہوا اور
ایک سو پچاس دن کے بعد پانی کم ہونے لگا اور تترھویں روز ماہ ہفتم کے کشتی پہاڑ پر ٹھہری اور دسویں
مہینے کے پہلے دن چوٹیاں پہاڑوں کی دکھلائی دین اور چالیس دن کے بعد حضرت نوح نے کھڑکی
کشتی کی کھولی تو پانی زمین پر موجود تھا پر جو دسویں دن حال دریافت کیا الغرض دوسرے سال
کے اول مہینے کی پہلی تاریخ کشتی کی بچت اوٹھوائی تو زمین سوکھی نظر پڑی اور دوسرے مہینے کی
سائیسویں کو خدا کے حکم سے ہر اہیون کے کشتی سے اترے بالحدہ طوفان کی تمام مدت تین
سو پینیسٹھ دن کی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ مدت طوفان چھ مہینے کی ہوتی اور دو ہزار دو سو یا لیس مہینے
آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور دسویں یا گیارھویں رجب سے دسویں محرم تک طوفان ہوا
الغرض بعد ٹھہر جانے کشتی اور خشک ہونے پانی کے ارشاد ہوا یا نوح اہبطا بسلام منا و برکات

علیک و علی امم من مک و امم ستمتم ثم میسم منا عذاب الیم لیغیہ اسے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرقوں پر تیرے ہمراہیوں میں اور کتنے فرقوں کو فائدہ دینگے پہرہ پہنچے گی ہماری طرف سے اونکو دکھ کی مار اس مقام میں حقیقی نے تسلی فرمائی کہ پھر تمام نوع انسان پر ہلاک نہ آوے گا قیامت سے پہلے مگر بعض فرقے ہلاک ہونگے فائدہ ارباب تواریخ سواسے اس طوفان کے دو طوفان اور بھی لکھتے ہیں ایک طوفان قبل پیدایش حضرت آدم کا دوسرا طوفان عہد موسیٰ علیہ السلام کا لیکن اول طوفان اور طوفان زمانہ حضرت نوح علیہ السلام عالم گیر تھا اور طوفان زمانہ موسیٰ خاص اہل مصر کے واسطے تھا اور جو بعضے کہتے ہیں کہ کئی ہزار برس کے گنبد جس طرح گنبد ہرمان اور بعض بت خانہ سے ہنود باقی تھے سو یہ بات دلیل نفی طوفان کی نہیں ہو سکتی کیونکہ جانشین ہوں کہ ممکنہ مذکورہ بسبب استحکام و مضبوطی بنا کے آب طوفان سے منہم نہوے ہوں اور دعائے حضرت نوح میں مکانون کی خرابی بھی مندرج نہ تھی صحیح بخاری میں فتا و درعی البدر عنہ سے روایت ہے کہ کشتی نوح اوائل اسلام تک باقی تھی اور اہل زمان نے اسکو دیکھا تھا عالم التفریل میں ہو کہ وقت طوفان قوم نوح میں کوئی لڑکا نہ تھا بلکہ سب لوگ جوان یا بوڑھے تھے قصہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے اور حکم ہوا کہ ایک شہر آباد کرو چنانچہ اوسے جزیرے میں جہان پہاڑ پر کشتی ٹھہری تھی ایک قصبہ آباد کیا اور سوق شامین اسکو نام زد کیا اس واسطے کہ انشی نفر کشتی میں تھے بعد چند روز کے سب لوگ مر گئے حضرت نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے تمام و عام و یافت اور انکی بیبیان کہ اونھیں سے آبادی عالم دنیا کی ہوئی کہا قال اللہ تعالیٰ وجعلنا ذریۃ ہم الباقین احوال اوکے آگے بیان کیا جائیگا ولادت با سعادت حضرت نوح علیہ السلام کی بعد گزرنے ایک سو تھیس برس وفات آدم علیہ السلام سے ہوئی اور ایک ہزار چھ سو بیالیس سنہ مضبوطی تھے اور جب پچاس برس کی ہوئے تو بھی ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت قوم فرمائی کہا قال اللہ تعالیٰ قلبت فیہم الف سنۃ الاممیین عا ما اور چھ سو برس کے تھے جب کشتی پر سوار ہوئے اور اخبار الدول میں توریت سے نقل کیا ہے کہ تین سو پچاس برس بعد طوفان زندہ رہے لیکن صحیح یہ ہو کہ قبل بعثت و بعد طوفان کا حال تحقیق نہیں معلوم ہوتا ہے عالم میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی و بعد طوفان تائب بن عباس سے منقول ہے و بقول مقاتل دو سو پچاس برس تھے تب مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی کل عمر ایک ہزار چار سو تھیس برس کی

نوح
علیہ السلام

ہوتی و قبول وہب ایک ہزار چار سو برس۔ عمر ہوتی اور عین المعانی میں ہو کہ تین سو تیس کی عمر میں
مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس دعوت فرمائی اور تین سو پچاس برس بعد طوفان اس عالم
میں رستے اور معارج الغبۃ میں ہو کہ ایک سو پچاس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور نو سو پچاس برس
بتلیغ رسالت فرمائی اور طوفان کے بعد تین سو برس زندہ رہے اور کل عمر ایک ہزار چار سو برس۔
ہوتی اور ایک ہزار پانسو برس بھی روایت میں آئے ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مگر صحیح تر اس کے
تحقیق یہ ہو کہ ولادت حضرت نوح کی سنہ ایک ہزار چھ سو یا تیس سو طوطی میں ہوئی اور واقعہ
طوفان سنہ دو ہزار دو سو یا تیس میں ہوا اور وفات سنہ دو ہزار پانسو یا نوے سو طوطی میں ہوا تو
اس حساب سے عمر حضرت نوح نو سو پچاس برس کی معلوم ہوتی ہو کہ اقال مولانا رفیع الدین الدہلوی
روایت ہے کہ جب وفات حضرت نوح قریب تر ہو چکی تو حضرت جبریل یا غزائل علیہما السلام نے
پوچھا یا اطول الانبیاء عمر اتنے دینا کو کس طرح دیکھا فرمایا ج طرح دو دروازے کا گھر کہ ایک سے
در آیا دوسرے سے نکل گیا روایت ہے کہ آخر عمر میں حضرت نوح نے سام اپنے بیٹے کو بھی
دولت عہد قرار دیا اور فرمایا کہ تجھ کو دو باتیں کرنا واجب ہیں اور دو ترک کرنا لازم اول لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر کو اپنا ورد کر کہ انکی شان عظیم ہو اگر آسمان و
زمین سے یہ کلمات وزان کیے جائیں تو زیادہ ٹھکین دوسرے سبحان اللہ حمد ہمیشہ پڑھا کر کہ یہ
کلمے کل مخلوق کے واسطے وظیفہ ہیں پڑھنے والا اسکا محتاج نہیں ہوتا اور جو دو باتیں واجب ہیں
ہیں وہ شرک و کبر ہیں کہ اسے ہمیشہ دور رہنا فرض ہو اور بعد ان وصیتوں کے حضرت نوح نے
وفات پائی اور فرشتوں نے غسل دے کر نماز پڑھی مقام قبر میں اختلاف ہے بعض مسجد الکوفہ
میں اور بعض جبل الاحمر میں اور بعض مدینہ کرک میں زیر جبل لبنان بیان کرتے ہیں وہو الاصح
صاحب اخبار الدولہ لکھتے ہیں کہ مدینہ کرک میں مزار شریف واقع ہے کہ اسکی زیارت ہوتی ہے فائدہ
ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ وہ پانچون بت جنکو قوم نوح نے مظاہر حق ٹھہرایا تھا حالت
طوفان میں مٹی کے نیچے دب گئے تھے سو ابلیس مردود نے کہ اسے پوشیدہ کیے تھے غرب کے
لوگوں کو نکال کر سپرد کیے انھوں نے اپنے معبود قرار دیے چنانچہ و ذکو بنی قضاہ نے
دو مہاجندل میں قایم کیا اور اسکی پرستش میں مصروف ہوئے پھر بنو قضاہ سے بنو کلب
کو پہونچا کہ زمانہ حضرت صلعم میں انھیں کے پاس تھا اور نبوت کو بنی طوئے اپنے ملک میں
خدا بنا کر رکھا پھر اسے بنو مراد عاریتہ لیکے اور اسکی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ بنو حام

منہ
پوشیدہ کرک
جبل الاحمر میں

نے اون سے زبردستی لینا چاہا سو نومرا دوسے لیکر نوجرت کے ملک میں چلی گئے اور یعقوب کو بچلانا
 نے لیا پھر اونسے توارث قبیلہ سہیلان میں آیا اور نسر کو بنو خثعم نے لیا کہ ابتدا سے اسلام میں وہ
 قوم ناپاک ایسی عبادت میں مصروف تھی اور سواع کو اولاد بنی الکلاغ حمیری نے لیا کہ اونسے
 تمام گروہ حمیر کو پہونچا مگر سواع نے ان بتوں کے عرب میں ایک سو سا نوبت اور بھی تھے جس طرح
 لات بنی ثقیف میں اور غری بنو سلیم و بنو غطفان میں اور بنو نضیر و بنو سعد و بنو کبر میں منات اور
 آساف و نائلہ و ہبل کے میں کہ اہل مکہ نے آساف کو مقابل مجر اسود کو و صفا پر رکھا تھا اور نائلہ کو
 مقابل رکن یمانی اور ہبل کو اندرون بیت الدمر یہ بت سب بتوں سے قد و قامت میں بڑا تھا
 اور آئینہ گز کا لہنا تھا اور قریش وقت لڑائی کے اسی کا در در رکھتے تھے چنانچہ ابوسفیان نے کفر کی
 حالت میں جب غزوہ احد سے پھرا تو اسی ہبل اپنے ٹھکانہ کی طرح کیا کرتا تھا اور قدما و مدینہ
 دورہ میں لسل اپنی تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں بت جو قوم نوح میں تھے نہر شخص کے پاس موجود
 ہیں اور ہر آدمی اسکی عبادت و پرستش میں مبتلا ہوا لکن حفظہ اللہ باحسانہ اسلئے کہ ہر شخص کا
 وہی جو کہ روح کا محبوب ہوا اسکی الفت میں جملہ اجاب و اصحاب بے حقیقت محض ہیں دانا
 اسکی پرورش و پر داخت و تزیین و تسین و خوراک و پوشاک و ریاضت و صلاح و دلک و حمام و سر
 و شانہ میں بلا سخط و خواہش و بیگانہ مصروف رہتا ہوا اور سواع ہر آدمی کا نفس ہو کہ قیام جان دین
 اور اسکی سبب سے جانتا ہو لہذا ہمیشہ سلاشی لذات و احترام مضرات میں ساعی رہتا ہوا اور عبادت
 خدا و اطاعت انبیاء علیہم السلام میں قاصر اور یعقوب ہر آدمی کے مان باپ اور بیٹا میں اور بھائی
 بہن میں کہ فریاد رسی و اعانت و امداد کا اونسے متوقع ہو کہ ایسی کوشش و سعی اور بکری رضا جوئی و انصاف
 میں کرتا ہو کہ فرمودہ قادر مطلق ذبی برحق سے آنکھیں چورا جاتا ہو اور یعقوب ہر شخص کا مال ہو کہ اسے
 زکوٰۃ و صدقات و اعانت و مذی الحق و عبادت و عبود و صلاح و تقویٰ سے منع کرتا ہو اور یہ شخص
 دفع بلیات و آفات کی اوس سے توقع و امید رکھتا ہو اور نسر ہر ایک آدمی کا شیطان ہو کہ حرص و طمع
 و غصہ و غضب کے وقت دفعہ کردہ ناکردہ برابر کرتا ہو اور سواع فاسدہ و اعتقادات باطلہ
 ایسے سکھاتا ہو کہ ایمان ہی جاتا رہتا ہو جب یہ معلوم ہو گیا تو اب خوب آگاہ رہنا چاہیے کہ جب تک
 انسان ان پانچوں بتوں سے خلاصی حاصل نہ کرے گا دعائے مغفرت حضرت نوح علیہ السلام
 میں داخل نہوگا اور سواع اسکی ایک نکتہ اور بھی جانتا ضرور ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام نے
 جناب باری میں التماس کیا ہو کہ میری قوم کے کافر پیدا نہ کریں گے مگر بے گار و ناشکر گذار حالانکہ

بیان نکتہ بار

کما ذرون سے اکثر لوگ نیابت و سعادت مند پیدا ہوئے ہیں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام آرز
 بہت تراش سے پھر ظاہر میں یہ قول مخالف واقع ہوا اس شبہ کے جواب میں اہل تفسیر کو اختلاف ہو
 علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حضرت نوح کو اپنی قوم کا حال وحی سے معلوم ہو گیا تھا سو یہ حکم علی العموم
 نہ تھا بلکہ خاص اسی قوم سے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ قبل آمد طوفان وحی ہوئی تھی کہ تیری قوم
 سے کوئی ایمان نہ لاوے گا سو اے اونکے جو ایمان لائے ہیں اس کلام سے حضرت نوح نے
 استنباط کیا کہ اب میری قوم سے سو اے کافر کے اور کوئی پیدا ہوگا کیونکہ اولاد قوم بھی داخل
 قوم ہو لہذا حضرت نوح نے اس شرط و جزا کو جناب الہی میں التماس کیا اور حضرات صوفیہ فرماتے
 ہیں کہ اس دعا میں حضرت نوح پر لب لباب تنگ دلی و استیلا سے غضب خدا کے غلبہ حال ظاہر
 ہوا کہ حضرت نے بحال ظاہر یون حکم کیا اس دلیل سے کہ جو نطفہ کہ نفوس خبیثہ مظلیہ سے ظاہر
 ہوگا اور بدہیرا اس نفس تاریک کے تریب پاویگا البتہ مستعد قبول نفس خبیثہ کا ہوگا جس طرح
 مولود کا بدن کہ صفت میں والد کے بدن سے موافق ہوتا ہے ایسترشد کہ نوع کمال میں شیخ کے
 مطابق ہوتا ہے و لہذا ابولتے ہیں کہ الولادة الروحانية مثل الولادة الجسدية ہیں یہ مقولہ حضرت نوح کا
 منجملہ زلات غلبہ حال سے تھا کہ اور ایمان دن سے بھی ہوا جس طرح قتل قبلی حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے زلت عمل بھی لاجرم اس عرض کے مقابلے میں کہ ان کے کفر سے مطلع فرمایا جس طرح حضرت
 داؤد علیہ السلام کو بعد از ان اور یار و تنخمون کو شہ یک گردان کر حضرت داؤد علیہ السلام
 کے پاس بھیجا اور متنبہ فرمایا فامد و زلت انیا و نکے منی ہیں کہ فعل مباح کا ارادہ کیا او میں فعل
 حرام صادر ہو گیا مگر اس فعل پر استقار نہیں ہوا اور نہ قصہ فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا جیسا
 قتل قبلی موسیٰ علیہ السلام سے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ مال غالب والدین کے باطن کا بلاشبہ
 نفس اولاد میں سرایت کرتا ہے لیکن غیر غالب پس لازم نہیں کہ وہ بھی اولاد میں سرایت کرے
 ایسا واسطے کہتے ہیں کہ اولاد سرلابیہ یعنی اولاد حالت پوشیدہ ہر باطن پر رکی اور جب یہ فرق ظاہر
 ہوا تو پوشیدہ نہ رہے کہ بعض اوقات کافر حسب استعداد فطری و جبلتی اصل میں پاک ہوتا ہے مگر ظاہر
 میں اوپر عادات قوم و اوضاع و اطوار ابا و اجداد غالب ہو گئے کہ ان کے دین سے مندرج ہو گیا
 الاباطن او کا آفت سے سالم ہو تو اس سے اولاد با ایمان اس حالت نورانیہ میں پیدا ہوتی ہے
 جس طرح حضرت ابراہیم آذر سے اور حضرت علی مرتضیٰ ابوطالب سے اور حضرت عمر خطاب
 سے سو حضرت نوح علیہ السلام کہ ہزار برس دعوت قوم کرتے رہے وہ بلا شک اپنی قوم کی

منزلت انبیاء

تفریح چہارم

کیفیت ظاہری واستعداد باطنی سے بخوبی واقف ہو رہے تھے اور بالیقین جان چکے تھے کہ اب استعداد فطری سالم نہیں ہو بلکہ حالات ظلمانیہ ستولی ہو گئے ہیں اور انکا اصرار کفر پر تقلیدی اور باعتماد و آبا فی نہیں ہو اسلیے ارشاد کیا انک ان تدرہم الی آخرہ اور یہ التماس مقبول بلاتامل و تکلف و بلاعتاب ہو گیا اور تولد کنعان کا حضرت نوح علیہ السلام سے منافی اس تعلیل کے نہیں ہو کہ اسکو کوئی متعسف تہیہ و عتاب پر حمل کرے اسلیے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حصہ تولید فاجر کفار میں علت و وجوب الہاک گردانی تھی نہ اصل تولید کا فرد فاجر کیونکہ یکجہتوں سے بدبخت بھی پیدا ہوتے ہیں اور سعادت مند بھی پس خیریت بعض اولاد کی شرارت بعض اولاد سے معارض ہو کر علت افنائین ہوتی ہو اور کچھ بعید نہیں ہو کہ وقت تولد کنعان ہتھیہ ظلمانیہ بعض زلات و ترک اولی کی قائم ہو گئی ہو کہ اسکو کنعان نے اوٹھالیا اور بھی تعجب نہیں ہو کہ اسکی بان مسماۃ و لو کہ منافقہ تھی فساد استعداد کا سبب پڑ گئی ہو اس سے لازم نہیں آتا کہ فساد استعداد کو حضرت نوح علیہ السلام سے نسبت کریں بالجملہ عدم تولید غیر کا فرد فاجر میں اور تولید کا فرد فاجر میں بڑا فرق ہے اثبات ایک کا دوسرے کو نفی نہیں کرتا تاکہ تہیہ و عتاب صورت پکڑے اور ایک شبہ اور بھی ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر الواعظ تھے گمراہی کی دعا اپنی قوم کیواسطے کس طرح فرماتے حالانکہ انبیاء کا کام ہدایت کی دعا کرنا ہے نہ ضلالت و گمراہی کی بطرح حضرت ابراہیم و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو اللہم اہد قومی جواب اس شبہ کا یہ ہو کہ یہ دعا اسوقت حضرت نوح علیہ السلام نے مانگی جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور توقع ہدایت بالکل قطع ہو گئی کما حاشی اللہ

لن نومن لک الا من قدامن لہذا حضرت نوح نے چاہا کہ قوم سے انتقام لین تب دعا زیادتی گمراہی کی فرمائی تاکہ عذاب بھی سخت نازل ہو اور بخوبی ذلیل و رسوا ہوں اور جان لین کہ پیغمبر کا دل کڑھایا اوسیکامرہ پایا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون و فرعونین کے ایمان سے مایوس ہوئے تو اسی قسم کی دعا مانگی کہ آخر سورہ یونس میں اللہ صاحب زبان کلیم اللہ سے حکایت فرماتا ہے

وقال موسیٰ ربنا انک آیت فرعون و ملأہ زینۃ و اموالا لہ

الذین ربنا لیفعلوا عن سبیلک ربنا اطمس علی اموالہم و اشد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یردوا العذاب

الاکیم یعنی اور کما موسیٰ نے ایوب ہمارے تو نے دی ہو فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق و مال دنیا کی زندگی میں ایوب اسواسطے کہ بکا دین تیری راہ سے ایوب شاد ہے اوسکے مال و سخت کردار کے دل کہ نہ ایمان لا دین جب تک دیکھیں عذاب سخت اس مقام

جان شبہ و وجہ

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ السلام کو اپنے لوگوں سے بھی سچے ایمان کی امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اسمین عذاب تھم جاتا اور کام فیصلہ نہوتا تھا اس واسطے دعا فرمائی کہ یہ لوگ جھوٹا ایمان ملا دیں بلکہ قلوب انکے سخت رہیں تاکہ عذاب پڑ چکے اور کام فیصلہ ہو جائے فائدہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہمارے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے مناسبت ہو کہ اور پیغمبروں کو نہیں ہوا اولیٰ کہ قوم نوح کا عذاب موعود وقت انذار و تحریف سے بہت بعید واقع ہوا کہ ہزار برس کا فاصلہ پڑا اسی طرح عذاب موعود کا زمانہ اتنے مرحومہ کا بھی بہت بعید ہو کہ قیامت کو ہوگا جو کچھ کہ ہو بخلاف اور پیغمبروں کے کہ انکی قوم کو دنیا ہی میں بفاصلہ قریب ہلاک فرمایا ہر چنانچہ فرعون چالیس برس بعد غرق ہوا اسی طرح اور کافر جیسے مردود و شداد و قوم صالح و قوم عاد کہ عذاب دنیا میں بفاصلہ قریب مبتلا ہوئے ہیں اور یہ امت مرحومہ عذاب دنیا سے محفوظ ہو بلکہ تعذیب کفار و فساق و منافقین و کاذبین قیامت پر رکھا گیا ہو اور دنیا میں قتل و گرفتاری سے بعض وقت عبرت و تنبیہ کیجاتی ہو دوسرے یہ ہو کہ مدت دعوت حضرت نوح علیہ السلام اور ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر ہو فرق اتنا ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام بذات خاص اوس مدت تک زندہ رہے اور دعوت فرمایا کیے اور ہمارے حضرت نے اپنے نائب چھوڑے اور خود عالم قدس کو تشریف لیگئے کہ انھوں نے ہزار برس یہ دعوت قائم رکھی اور بعد گزرنے ہزار برس کے ادیان باطلہ مثل ناکلی و نودی وغیرہ پیدا ہوئے کہ انھوں نے اپنی طرف بلانا شروع کیا اوس وقت سے توحد دعوت برہم ہو گیا مگر عہد کرامت مہد حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ میں تفرد اسکا تجدید قائم ہوگا اور از سر نو دوسری بار منکرون پر الزام حجت کیا جائے گا تاکہ مستحق عذاب و نکال ہوں تیسری یہ کہ بعثت حضرت نوح علیہ السلام کی تمام عالم پر عام تھی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عام ہو فرق اتنا ہو کہ بعثت حضرت نوح کی اہل عصر پر تھی نہ جمیع افراد نوع انسان پر کہ بعد اوسکے موجود ہوئے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل عصر و آئندہ پر تاقیام قیامت عام ہو حدیث شریف میں ہو بعثت علی الناس عامۃ دکل نبی بعث الی قومہ خاصۃ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم تمام موجودین تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ موجودین اور جو پیدا ہوتے جائیں تا انقراض عالم اور سر یہ ہو کہ حضرت نوح کے وقت میں جمیع اہل الارض شرک میں گرفتار تھے اور اسی طرح حضرت کے وقت بعثت میں اور بھی وہ عذاب خود سے

پانچواں مناسبت

حضرت نوح پر موعود تھا جملہ اہل زمین کو عام تھا اگر انکو سب لوگوں پر مبعوث نہ کرتے اور اتنی عمر عطا نہ فرماتے تو اہلک عام گناہ خاص لازم آتا اور یہ بات قاعدہ عدل و حکمت کے خلاف تھی۔ وہ عذاب کہ اسوقت کے کافروں کے واسطے موعود ہو بھی عام ہو یعنی تخریب عالم اگر بعثت نبی کی عام نہ ہوتی تو بھی وہی قیامت لازم آتی چوتھی بات حضرت نوح علیہ السلام متصل قیامت واسطے کے ہوئی اور بعثت ہمارے پیغمبر خدا کی متصل قیامت کبریٰ سے ہوئی برخلاف اور پیغمبروں کے پانچویں بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام کے وسیلہ تقرب الی اللہ بجز ذات باریکات استجاب اور کوئی نہ تھا اور عبادت و معرفت حق میں سوائے انکی امت کے اور اتباع امت کے دوسرا نظر نہ آتا تھا تو ایک نفر عجیب اس کارخانہ میں انکو نصیب ہوا سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابدا سے بعثت سے یہ مرتبہ حاصل ہوا کیونکہ جملہ ادیان منسوخہ لائق تقرب نہ رہے اور جملہ عبادت و سارف انکے باطل و بے اثر ہو گئے اور بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقرب قیامت چوتھی تقرب حقیقہ و حکماً ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جلوہ گر ہوگا اور کوئی دین سوائے دین اسلام کے عالم میں نہ رہے گا اور توجہ الی اللہ اسی شان میں منحصر ہو جائیگا کہ اسوقت میں انکا ذرا مولانا عبد العزیز المحدث الدہلوی فی تفسیر الغرزی قائمہ اللہ جل شانہ نے اس حالت میں کشتی بنائیکم صادر فرمایا اور ہمیں طرح طرح کے منافع خلق کے واسطے رکھے ہیں کما قال فی سورۃ النہل لنبجلہما لکم تذکرۃ و تھیما اذن واعیہ یعنی تاکہ رکھیں انکو تمہاری یادگاری کو اور سننے اوکو کان سننے والا یعنی کان اسکو سنکر یاد رکھیں کہ جب خون غرق دلون پر طاری ہو اور قطع کرنا سطح آب کا بنا بر روانگی ایک شہر سے دوسرے شہر کو یا ایک ملک سے دوسرے ملک کو یا ایک کنارے سے دوسرے کنارہ کو یا پیمائش بحری کو منظور نظر ہو تو اس قسم کا خانہ روان اجسام بناتیہ خشبیہ سے طیار کر لو اور بلاتامل و بے تکلف آرام تمام کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہنستے بوتے چلے جاؤ اور عقل سے دریافت کرو کہ باوصف شدت آب طوفان جو کہ مادہ عذاب تھا اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کشتی کی ذریعہ سے ہلکوبچایا اور باوجود شرکت عذاب کے ہلکوعذاب سے محفوظ رکھا اس طرح لازم ہو کہ بنا بر نجات از ثقل طبعی گناہان کہ مانند بحر زار تند موج تیرہ و تہ دار قواویہ و وزخ میں غرق کنندہ ہیں تو سلادون لوگوں سے حاصل کرنا چاہیے کہ طرف الطف سے ہون جسطرح کشتی کی لکڑی ہوسے لطیف کا طرف ہو گئی تھی سو اس اُتہ مرحومہ کے لیے وہ ظرف لطیف اہل بیت ہیں کہ انکی محبت و متابعت موجب محبت حضرت صلعم ہو جاتی ہے اور ثقل طبعی گناہوں کے دفع میں

تربیع کا حکم رکھتی ہوئے مور بچا رہے ہو سس کر دکہ در کعبہ رسدہ دست در پائے کبوتر زد و نگاہ
رسیدہ لہذا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ مثل میرے الہیت کی تم میں مثل کشتی حضرت
نوح کے ہے جو کہ اس کشتی میں سوار ہوا اوسنے نجات پائی اور جو کہ باہر رہا غرق ہوا اور وجہ میں
حضرات الہیت کی یہ ہے کہ حضرت نوح کی کشتی کمال علی کی صورت تھی اور حضرات اہل بیت کو بھی
حق تعالیٰ نے کمال علی خاتم المرسلین کا نمونہ بنایا تھا کہ اسکو طرقت کتے ہیں کیونکہ کمال علی حضرت
کا کسی شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ شخص قواسے روحیہ انتخاب سے مناسبت
نرکھتا ہو جس طرح صحت و حفظ و قوت و سماعت اور یہ مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلی و
فرعی کے غیر ممکن ہے سو اس کمال کو تمامہ اسبطن سے جاری فرمایا اور امامت کے معنی یہ ہیں کہ
جسکا وحی ایک سے دوسرے کو کیا اور یہی جو سرائکا کہ یہ بزرگ مرجع سلاسل اولیا ہوئے ہیں
اور جو شخص کہ ارادہ وصول الی اللہ کرتا ہے چارنا چار و سکا استفاضہ ان بزرگوں پر بنتی ہوتا ہے اور
اس کشتی میں سوار ہوتا ہے بخلاف کمال علی انتخاب کے کہ وہ بیشتر صحابہ میں جلوہ پذیر رہا جو ایسے
کہ انطباع اس کمال کا اثر از صحت تلمیذ و استاد پر سوقوف ہوا در حل شکات و استخراج مہموالات
میں اوسکی ضرورت ہو لہذا ارشاد ہے کہ اصحابی کا نجوم باہم اقتدیم اہتدیتم اور جو کہ قطع دریا سے حقیقت
بدون بازو سے علمی و عملی ممکن نہیں ہے تو مرد مسلمان کو دونوں سے تسک واجب ہے جس طرح قطع سفر
دریا بدون سواری کشتی کے اور بلار رعایت حال نجوم کی محال ہے ورنہ سمت توجہ غیر سمت توجہ سے
متغیر ہوگی اور جو حضرت صلعم نے بعد نزول کریمہ و تعلیم اذن داعیہ جناب امیر سے فرمایا کہ میں نے
اللہ سے سوال کیا ہے کہ اے ایسے کان تیرے اے علی سو وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ الہیت نبوت
کا کشتی ہونا بدون جناب امیر کے متصور نہ تھا ایسے کہ اوس وقت میں الہیت رسول مقبول کہ قابل
امامت اس طریق کے تھے صغیر السن تھے اور اوکی تربیت و تعلیم دوسرے پر محول فرمانا نشان
آنحضرت صلعم کے خلاف تھا لاجرم قواعد نجات کے حضرت امیر کو تعلیم فرما کر امام اوسکا قرار دینا اور
اپنے کمال علی کو اوکی صورت میں متصور کرنا ضرور ہوا کہ انجناب بحکم ابوت اوس کمال کو اپنے
صاحبزادوں کو پہونچا دیں گے تاکہ یہ سلسلہ تاقیام قیامت اوسکے توسط سے جاری رہے اس واسطے
حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بخطاب یعسوب المسلمین مخاطب فرمایا سمعنا جناب امیر
صفر سن سے حضرت کی خدمت میں رہے اور علاقہ دامادی بھی رکھتے تھے اور جملہ امور میں رفیق
تھے اس سبب سے حکم فرزدی بھی آپہ صادق آتا تھا اور اوکو بسبب قرابت قریبہ کے مناسبت

کلیہ تمامہ قواسم روحانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھی پس جناب امیر گویا ظل اور صورت کمال علی آنحضرت تھے کہ عبارت ولایت و طریقت سے ہو اور یہ استعداد انکی روز بروز وعاسے آنحضرت سے دوچند ہوتی رہی اور غایت مرتبہ کمال کو پہنچی کہ آثار اذکے جملہ سلاسل کے اولیاء و نون میں ظاہر اور باطن ہویدا اور پیدا بین حاجت بیان نہیں مآما حقہ مولانا استادنا نے تفسیر العزیزی فائدہ مخفی نہ رہے کہ مناسبت حضرت نوح علیہ السلام کی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے در باب رسالت عامہ من وجہ ہر در نہ رسالت ہمارے رسول رب العالمین کی تمام ذرات عالم کو شامل ہو بطرح ربوبیت رب اور بعثت ہمارے حضرت کی سوائے افراد انسانیہ کے جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات و جمادات پر بھی ہو کما قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا الا کافۃ للناس و تبارک الذی ترل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیراً یعنی بڑی برکت ہو اوسکی جسے اوتار فیصلہ اپنے بندے پر تاکہ رہے جہان والوں کو ڈر پس علماء است متفق ہیں کہ مراد بندہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن عالمین میں داخل ہیں اور بقول سبکی رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ بھی عالمین میں مدودہ ہیں و ہوا الصبح عند المحققین مگر رسالت آنحضرت ملائکہ پر جمیع احکام شرعیہ نہیں ہو بلکہ بحمد توحید و اقرا نبوت اور بعضے عبادات کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخصوص فرمائے ہیں اور جو حق اور طبعی نے عدم رسالت آنحضرت فرشتوں پر بیان کی ہو اور فرخ الدین رازی اور برہان نسفی و علامہ جلال الدین علّی نے باجماع نقل کی ہو بعضے اعیان علما مثل علامہ کمال الدین ابن ابی شریف وغیرہ اس نقل پر راضی نہیں ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ رازی اور نسفی اس نقل اجماع میں منفرد ہیں اور کہنے نقل نہیں کی اور مدار نقل اجماع کا کلام حفاظ است پر ہر شل ابن المنذر و عبدالبر و مواہب لدنیہ میں ہم کہ لایق اس مقام پر توقف ہو کیونکہ دلیل قطعی کہ مستلزم یقین ہو موجودہ نہیں ہو آورشیح عبدالحق دہلوی تلمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمامی اجزاء عالم و جمیع اقسام موجودات پر ہو والا سلام اجمار و سجدہ اشجار و شہادت حیوانات رسالت آنحضرت پر چہ معنی دار و مگر جن والنس کو مرید و مختار پیدا کیا ہو ان سے کفر و عصیان صادر ہوتا ہو اور دن سے بجز ایمان و طاعت کچھ سرزد نہیں ہوتا بطرح ملائکہ سے اور نص قرآنی کریمہ و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اس پر شہد کیونکہ یا اور نون عالمین میں اپنی حقیقت پر ہیں جیسے کہ رب العالمین میں اور اس طرح ابن جلی نے در مضمود میں شیخ الاسلام مازری سے نقل کیا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے کریمہ و ما ارسلناک الا کافۃ للناس میں جن والنس ہیں نظر اشتقاق ناس نواس بمعنی حرکت سے اور بعضے

مخصوص بالنسب کہتے ہیں لہذا اشتقاق انسان النسب ضد و شب سے وہو الاصح مگر اس سے
 تخصیص عالمین کی بنی آدم پر لازم نہیں آتی ہر کذا فی المواہب اور تکمیل الایمان میں حضرت شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ آنحضرت مبعوث بکافہ جن وانس ہیں لہذا رسول الثقلین
 کہلاتے ہیں اور انجن کا حضور آنحضرت میں اور ایمان لانا اور قرآن متنا اور اپنی قوم کو خبر پہنچانا
 اور دعوت کرنا مخصوص قرآن ہوا اور اکثر علماء عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص آنحضرت
 بیان کرتے ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ جن زمرہ مکلفین میں ہیں
 اور تکلیف نہیں ہوتی جب تک کسی پیغمبر سے نہ تشریف کسی صادق سے جسے کسی پیغمبر سے روایت
 کی ہو سماعت نہ کرے اور یہ بات متفق علیہ ہر کہ جنس جن سے کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا اور قرآن مجید
 میں جن سے منقول ہوا کہ انا سمعنا کلاما انزل من بعد موسیٰ مصداقاً لما بین ید یدیدی الی الحق والی
 صراط مستقیم اور ظاہر اس آیت سے یہ ہر کہ جن شریعت موسیٰ کا ایمان رکھتے تھے اور ہمدی تھا
 موسیٰ تھے پس خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہوئی کہ اور انبیاء کی دعوت بالمشافہ
 نہیں تھی بلکہ بسامع کتاب اللہ کہ اسکو منکر عمل کرتے تھے اور آنحضرت سے بالمشافہ پوچھتے تھے
 اور ایمان لاتے تھے قال السیوطی و ہذا ما ذهب الیہ الضحاک و ہوا الظاہر اور جو ضحاک اور اونکے
 توابع کہتے ہیں کہ رسل جن موافق کر یہ یا معشر الجن والانس الم یاکلم رسل منکم قوم جنات سے معلوم
 ہوتے ہیں سو ظاہر آیت سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہو لیکن قائلین اس قول کے اس امر کے قائل نہیں
 کہ یہ امر منہرہا ہو بلکہ یہ اختلاف ملل سابقہ میں تھا اور اس ملت میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم تو جنات اور غیر جنات پر بھی مبعوث ہوئے ہیں اور ضحاک نے یہ سخن کہ رسل جن اونہیں سے
 ہوئے ہیں مطلق نہیں کہا ہو بلکہ مقید کہا ہو کذا فی المواہب تتمہ بعض اہل تاریخ سام و حام و یافث کو
 پیغمبروں میں شمار کرتے ہیں لہذا احوال مختصران حضرات کا بھی لکھنا مناسب معلوم ہوا اب پوشیدہ
 نہ ہے کہ روضۃ الصفا وغیرہ تواریخ میں لکھا ہو کہ جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور ایک نوع کا اطمینان
 حاصل ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے رب مسکون اپنے بیٹوں پر تقسیم فرمایا یعنی حضرت سام کو
 عراق و فارس و خراسان و شام عنایت کیا اور دیار مغرب و زنگبار و حبش و ہندوستان حام کو اور
 چین و ماچین و ترکستان یافث کو چنانچہ مدارک میں ہر کہ عرب و روم و فارس اور مخلوقات وسط
 سمورہ عالم سام کی اولاد میں اور ایل ہند و زنگ و حبش حام کی اور ترک و یاجوج و ماجوج یافث
 کی بالجملہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت سام کو بنظر فراست و دیانت و صلاح و تقویٰ اپنا

ولیعہد خلافت قرار دیا اور اسرار نبوت انکو تفویض فرمائے اور اپنی اولاد کو تاکید کر دی کہ انکے مانع رہو
یہ حضرت پانسو برس تک بعد طوفان زندہ رہے اور وقت وفات حضرت نوح علیہ السلام چار سو
اڑتالیس برس کے ہتھ کتر انبیا و اولیا و حکماء و سلاطین انھین کی نسل میں بن السد جل شانہ نے انکو
نوبیٹے عطا کئے ارغشتہ ابوالانبیاء کیو مراث ابوالسلاطین اشودیقین یورح لاد علم باعیلام ارم بوزچانچہ
اکثر خوزستان غیلام کی اولاد میں اور اکثر اہل شام دیار بکرو عراق اشود کی اور شہر مدین و رجبہ
و مینوی اشود کے آباد کیے ہیں اور اہل ارم نسل ارم میں بن عاد و نمود و جہرم و علیق و انھین میں
بن چنانچہ عاد میں بن رہا اور نمود میں شام و جازا اور بعض اولاد جہرم بھی حجاز میں رہے و قطان
ابن عاد و یعرب ابن قحطان انھین کی نسل میں یعرب نے اول عربی زبان بولی جو دارض میں میں
ملوک میں کا باپ جو اس کے عہد میں زبانین متفرق ہوئیں کہ اولاد سام میں اونٹیں زبانین ہوئیں و
اولاد حام میں سرہ و اولاد یافت میں چتیس عمر سام کی چھ سو برس کی ہوئی و وفات بروز جمعہ ہوئی کذا
فی اخبار الدول اور حام ابن نوح ساحل بحر محیط پر جانب جنوب مقیم ہوئے رنگ انکاسیہ تھا انکے
بھی نوبیٹے ہوئے مہند سند زنج توبہ کنعان کرش قطر بر جیش اور اولاد انھی سودان مغرب و بلاد
و زنگبار و ہندوستان میں منتشر ہوئی اور سرہ اٹھارہ قسم کے لغت میں کلام کرتے تھے یعنی
ہر فرقہ ایک لغت بولتا تھا جسکو دوسرا نہ سمجھتا اسی سبب سے پریشان ہوئے اور ہر گروہ نے
ایک شہر آباد کیا چنانچہ شہر ہو کہ جانب جنوب خط استوا کے چودہ درجون تک عمارات واقع ہیں
وہاں بعض اولاد مقیم ہیں اخبار الدول میں ہو کہ پہلے رنگ حام کا گورا تھا بسبب دعاے حضرت
نوح سیاہ ہو گیا اور موافق باپ کے اولاد بھی سیاہ رنگ ہوئی اور حضرت نوح نے یہ بھی دعا کی تھی
کہ حام کی اولاد لونڈی و غلام اولاد سام و یافت کے ہوں چنانچہ ویسا ہی ہوا عمر حام کی پانچویس
برس کی ہوئی اور یافت ابن نوح جانب شمال و مشرق رخصت ہوئے اور حضرت نوح نے ایک
اسم اعظم بتعلیم حضرت جبرئیل ایک پتھر نقش کر کے عنایت کیا جسکو حجر المطر کہتے ہیں اس کے گیارہ
بیٹے ہوئے ترک خزر صلاب کمار ہی چین بہت سیج خلیج روس سدسان عربان رخ اور وفات یافت
برگ مفاجات دریا میں ڈوب کر ہوئی اور ترک ولیعہد ہوا اور مقام اسلوک میں مقیم ہوا یہ آدمی بڑا
اہل دانش میں تھا اول اس نے گھاس پھوس کے مکان بنائے پھر خیمہ و خرگاہ ایجاد کیے اسی کا
بیٹا قودک ہوا یکے وقت میں نمک ظاہر ہوا اتراک اصلی ایسکی اولاد ہیں اور خزر نے جانب شمال
کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کیا اور اسکی اولاد میں رسم روباہ گیری جاری ہوئی اونھوں نے

لوٹری کی کھال کا اپنا لباس بنایا بعد چندے ایک بیٹا اور کھامرا اور طریق تدفین سے واقف نہ تھا چندے تاجر یا آخر یہ خیال میں آیا کہ ہمارا باپ دریا میں ڈوب کر مرا ہوا اور آگ بانی کے مخالف ہونے سے کہ ہم اپنے مردے کو آگ میں جلا دیں چنانچہ خزر نے بمشورہ بعض اہل شورے گاتے بجاتے اوس مردے کو لینگے اور جلا دیا کہ یہ رسم اب تک اون شہروں میں جاری ہوا اور ظہور غسل ایسی کے عہد میں ہوا ہوا اور صقلاب بسبب کثرت عیال کے دیار روس میں گیا اور اوسنے تھوڑی زمین اپنے بھائی سے چاہی اسنے انکار کیا تب کماری و خزر کے پاس آیا اونھوں نے بھی جواب صاف دیا نا چار ہو کہ تینوں بھائیوں سے لڑا اور بھاگا اور اقلیم سابع کے درے زمین کے نیچے مکان بنا کے مقیم ہوا اور کماری مرد عیاش و شرکار دوست تھا سوحد و بلغار میں اقامت پذیر ہوا بلغار و برطام دو بیٹے اسکے ہوئے سمور و سنجاب و قائم کے لباس انھوں نے لکالے اور چین مرد عاقل تھا صورت گری و نقاشی و جائہ ابریشمی اوسی نے ایجاد کیے اور چین کا بیٹا ماچین ہوا اوسنے باجارت پر ماچین آباد کیا ج طرح یافت نے بنام پسر چین آباد کیا تھا نافہ شک ماچین نے لکالا ہوا باقی اولاد کا حال مفصل کسی کتاب میں نظر نہیں آیا لیکن اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ بسبب اختلاف السنہ متفرق ہو گئے اور اطراف عالم میں آباد ہوئے اور بعضے جنگلون میں جا رہے اور یہ بھی تتبع کتب سے واضح ہوتا ہے کہ نسبت جمیع اترک و مغول و تاتار و قپچاق یافت ابن نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتی ہر فائدہ ظہور شراب قرار واقعی حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں ہو گیا تھا مگر شہرت اسکی یافت کے عہد میں ہوئی اور نکاح بھائی بن کا حضرت نوح کے عہد میں حرام ہو گیا تھا ذکر انکا سورہ اعراف و ہود و یونس و قمر و عنکبوت و شعرا و نوح میں ہر فائدہ مؤلف مرآۃ المخلوقات نے لکھا ہے کہ اولاد قابیل ہندوستان میں بادشاہ ہوئے تھے انھوں نے جنات سے طریق سناکت جاری کیا تھا کہ اولاد مرکب نے کتب جنات پڑھے اور مشرع بشریت جنہ ہو گئے آخر کار اپنا نسب مہادیو و برہما سے ملانے لگے فقیر مؤلف اس کتاب کے نزدیک یہ سخن اسکا مطابق تواریخ معلوم ہوتا ہے کیونکہ توارخ میں ہے کہ جب حضرت نوح نے ربع مسکون اپنے بیٹوں میں تقسیم کیا تو حام کو دیار مغرب جانب جنوب حصہ سام کا مشرق سے تا نہایت مغرب عنایت کیا رنج و حبش و ہندو سند بھی نام اونکی اولاد و احفاد کے ہیں انا نجلہ ہند کہ پسر کلان تھام اپنے بھائی سند کے ایک مقام پر گیا اور ایک شہر آباد کیا اور سند کے دو بیٹے بردایت بعضے ہوئے نام انکے لمان و ٹمھہ ہیں اور ہند کے چار بیٹے ہوئے انا نجلہ ایک یورپ بھی ہوا اسکے یا لیس بیٹے ہوئے سواو سنے ممالک ہند آباد کیے اور کشن نامے ایک شخص کو

از مرآۃ المخلوقات و
کار و قابیل بادشاہ ہند
شہر ہند

عاد سے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ہود کے باپ کا نام عابر تھا چنانچہ حسان ابن ثابت فرماتے ہیں
 ہابونابی السد ہود ابن عابر الغرض حضرت ہود علیہ السلام کنیم رنگ کثیر الشعر حسن الوجه اشبه آدم
 علیہ السلام سے تھے اور شریف القوم و سخی و عابد و رحیم تھے پیشہ اولیٰ تجارت تھا سوا و نکو السد
 صاحب نے قبیلہ عاد اولیٰ پر برسات و شریعت نوح مبعوث فرمایا اور اس قوم میں تیرہ گروہ تھے
 اور بادشاہ انکا عاد تھا متساب پرست ایک ہزار دو سو نوں کی اسکی عمر ہوئی اور نسب اس عاد کا اسطریق
 پر تحقیق ہوا ہے کہ عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام پوشیدہ و نرسہے کہ عاد کے دو فرے دنیا میں ظاہر
 ہوئے ایک عاد اولیٰ جسکو عاد قدیم و عاد ارم بولتے ہیں مساکن انکے عدن کے متصل واقع ہیں
 دوسرا عاد دوم کہ زمین احقاف میں جو حضرموت سے قریب ہے رہتے تھے اور یہ لوگ اور شخص کی
 اولاد ہیں کہ اسکا نام بھی عاد ہے مگر یہ بھی عاد اولیٰ تھا اور اجار الدول میں ہے کہ قوم عاد ارض بین
 بین در میان عمان و حضرموت و احقاف مقیم تھے اور عاد اولیٰ کا ذکر کلام الہی میں دو جگہ واقع ہے
 ایک سورہ نجم میں کہ و اہلک عاد و الا اولیٰ دوسرے سورہ الفجر میں کہ الم ترکیف فعل ربک بجا دارم ذالک
 اور عاد دوم کا ذکر کئی مقام پر ہے بطرح سورہ احقاف و ہود و شعرا و اعراف و مومن میں اس قوم پر
 حضرت ہود علیہ السلام بھیجے گئے ہیں القصہ قوم حضرت ہود کے آدمی بڑے طویل القامت و زور آور تھے
 حتیٰ کہ طویل اونکاسات سو گز کا اور کوتاہ تر ساٹھ گز کا اور بعض روایات میں بلند بالا ایک سو بیس گز کا
 و متوسط سو گز کا و کوتاہ اسی گز کا ہوتا تھا اور اجار الدول میں ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم
 کے آدمی اسی گز کے ہوتے تھے اور کلبی کے نزدیک اطول چار سو گز کا و قصیر ساٹھ گز کا اور
 اونکا ہجو قبۃ عظیم و اسوال انکے اونٹ مگر اس زمانے کے اونٹ سے نہایت بزرگ تھے اونٹیں
 سواری کرتے تھے اور گوشت بھی اونکا کھاتے تھے چنانچہ ایک آدمی ایک اونٹ جمع کو کھاتا اور ایک
 شام کو اور کثرت اس قوم کی بدینہ تہ ہوئی تھی کہ تمام عالم میں اونکی برابر کسی کا گروہ نہ تھا اور سبب
 تن آوری و قوت کے پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر قلعے و حلیان اور باغ و باغچے ایسے تعمیر کر لیے تھے
 کہ تمام عالم میں کیسے نہ بنائے تھے اور سات سو برس سے اس قوم میں حضرت عزرائیل علیہ السلام
 بحکم الہی اپنا قدم نہیں بچھرتا اور صنعت بت پرستی میں بڑے شاطر و پوجے بات میں خوب ماہر کسی بت
 کو ساقیہ کہتے کہ وہ پانی برساتا ہے اور کسیکو حافظہ بولتے کہ وہ سفین میں محافظ رہتا ہے اور کسیکو ملازمہ اور
 کسیکو سائہ بولتے تھے سو حضرت ہود علیہ السلام نے اونکو دعوت بحق فرمائی کہ یا قوم اجداد
 مالکم من الہ غیرہ ان اتم الا مقرون یعنی بے قوم بندگی کرو اسکی کوئی تمہارا حاکم نہیں سوا

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اوسکے تم سب جھوٹ کہتے ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس قوم میں میناروں کو بنانے کا
 بڑا چرچا تھا اور جانتے تھے کہ ہم پر موت نہ آوے گی بلکہ اسی خیال سے نہایت مستحکم قلعے و حویلیاں و منار
 بنالیے تھے اور اہل مناروں پر بیٹھ کر راہ چلتوں سے سن رہے تھے اور کبوتر اڑاتے تھے
 اور حضرت ہود فرماتے کیا بناتے ہو ہر نیلے پر ایک نشان کھیلنے کا اور کیا کارگیران کیا کرتے ہو
 کیا تم ہمیشہ جیسے رہو گے یہ سن کر کہتے کہ ہکو نصیحت کرنا و نکرنا برابر ہے یہ تو طریق اگلے لوگوں کا چلا آیا
 اور جو تو آفت آسانی سے تحویل کرتا ہو سو ہم پر آفت ہرگز نہ آوے گی یہ جواب عوام لوگوں کا ہوا اور رول
 و رئیس قوم یہ جواب دیتے تھے کہ تمہارے پاس کیا ایسی سند ہے جس سے ہکو پرستش تبوں سے
 روکتے ہو ہم اپنے ٹھاکروں کو ہرگز نہ چھوڑینگے ہماری دانست میں تمہکو عقل نہیں ہو بلکہ تو اپنے
 دعویٰ میں جھوٹا ہو تب حضرت ہود نے فرمایا اے قوم میں بیوقوف نہیں ہوں بہانے کے مالک نے
 مجھے تمہاری طرف بھیجا ہوتا کہ اوسکے پیغام تکو پہنچاؤں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اسکا تعجب کرو
 کہ تمہارے درمیان نبی اللہ نے ایک شخص بھیجا کہ تکو بدکا مون سے باز رکھے یا دکر وہ بعد قوم نوح
 تکو آسنے سردار بنایا اور تن آورا اور پہلوان کیا سو اللہ کا احسان یا دکر و شاید تمہارا بھلا ہو مگر وہ لوگ
 ایسے کافر تھے کہ ایسی باتیں کب خیال میں لاتے تھے بلکہ کہتے تو کیا اس واسطے خدا کی طرف سے
 آیا ہو کہ ہم تیرے اللہ کی بندگی کریں اور انکی بندگی چھوڑیں جنکو ہمارے باپ دادا سے پوجتے رہے
 تو لے آوہ آفت جسکا وعدہ کرتا ہو آسوقت حضرت ہود نے فرمایا کہ اب تم پر غضب الہی ثابت
 ہو گیا کیون لڑتے ہو چند ناموں پر کہ تنے اور تمہارے باپ دادا نے مقرر کیے ہیں اور کوئی
 دلیل اللہ کی طرف سے انکی صحت پر نہیں رکھتے ہو بلکہ محض بے اصل ہیں سو اب راہ دیکھو
 میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں یعنی اگر حق ظاہر ہو اور تم اسی مجاہدے میں ثابت قدم رہو
 تو دیکھ لو گے جو کچھ آفت آوے گی اور میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم بھی گواہ رہو کہ میں سخت بیزار ہوں
 اُن سے جن کو تم خدا کا شریک کرتے ہو اور اب تم مل کر مجھے بدی کر لو جو کچھ کرتا ہو کہ میں نے اپنے
 اللہ پر بھروسہ کیا جو تم کچھ بھی نہ کر سکو گے اور مجھکو جو کچھ کہنا تھا کہ چکا بعد ازاں حضرت ہود نے ہاتھ
 اٹھا کر دعا فرمائی کہ یا رب العالمین اس قوم ناپاک کو ہلاک کر وحی ہوئی کہ اے ہود تو اپنے ساتھ ایمان
 داروں کو لیکر اس قوم سے نکل جا کہ میں اپنے عذاب بھیجتا ہوں چنانچہ حکم الہی حضرت ہود علیہ السلام
 مع مومنین کہ سب شر آدمی تھے ایک پہاڑ پر جا بیٹھے اور علی روس الا شہاد ارشاد کیا کہ خبردار
 عذاب الہی بصورت ہوانازل ہو گا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ فرقہ عاد و حقیقت کشتی باز و پہلوان

تھا سو وہی زعم باطل میں خم ٹھونک کے تکذیب و انکار میں رہ رہا تھا اور کہتا تھا میں اشد
مناقوۃ یعنی ہم سے کون قوت میں زیادہ ہے جس سے ہکو ڈراستے ہیں بالجلہ مالک الملک نے انزال
عذاب موعود سے پیشتر اس قوم پر قحط سہ سالہ مسلط فرمایا اور پانی کا برسنا بند کر دیا اس آفت میں
بھی رحم کر کے حضرت ہود نے فرمایا یا قوم استغفروا ربکم تم تو بوالبہیر سل السمار علیکم درارا ویزو کم
قوتہ الی قوتکم ولا تمولوا مجرین یعنی اے قوم گناہ بخشو اور اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اور اسکی طرف
پھوڑ دے تم پر آسمان کی دھاریں اور زیادہ دے تم کو زور پر زور اور نہ پھر سے جاؤ گنہگار ہو کر
مگر تاہم اوس قوم ناپاک نے کہنا اپنے پیغمبر کا نہ مانا اور اس عہد میں یہ دستور تھا کہ جب کسی طرح
کی آفت یا بلا نازل ہوتی تو اسکی دفع کیواسطے اوس موقع پر جہاں اب کعبہ مغظمہ واقع ہے جاتے تھے
اور وہاں ایک ٹیلہ بزرگ سرخ نمودار تھا کہ جملہ مسلمان و کافروہاں جا کر اپنی اپنی حاجتیں مانگتے تھے
سو قوم ہود نے مضطرب و مضطرب ہو کر قبیل ابن عودہ یا ابن عمرو و مرثد ابن سعد و لقمان ابن عاد ایتیم
ابن نزال و رحابہ ابن الجبیری کو جو خالو معاویہ ابن بکر کا تھا معہ اور شر آدمیوں کے اُس مقام کو روانہ
کیا تاکہ یہ لوگ وہاں حاضر ہو کر دعا کریں تو پانی برسے اور قحط دفع ہو لیکن اسبب نجات و غرور کے
اپنے پیغمبر کی التجا نہ کی کہ اسی قبیلہ مقصود سے حاصل ہو جاتا اور اس سفر کی حاجت نہ پڑتی چنانچہ
لقمان و مرثد و دونوں مسلمان مع دیگر کافران اونٹ و بکریاں قربانی کیواسطے لیکر موقع مقصود میں پہنچے
اُس زمانے میں وہ مقام تحت حکومت عاملۃ تھا اور معاویہ ابن بکر جسکی ماں مسماہ گھل چہرہ قبیلہ
عاد سے تھی وہاں کا عامل تھا سو یہ سب لوگ اول اُسکے پاس حاضر ہوئے اور تمام سرگذشت
اپنی کہنے لگے کہ مرثد مومن نے بر ملا کہا کہ تم لوگوں کو اس مقام کی دعا سے کچھ فائدہ نہوگا اسواسطے
کہ تم لوگ اپنے پیغمبر سے پھرے ہوئے ہو اگر اب بھی اوسکی اطاعت قبول کرو اور گناہوں گزشتہ
پر مذمت اختیار کرو تو اس بلا سے نجات حاصل ہو دعا کی حاجت پڑے بلکہ پیغمبر کی دعا کافی
ہو جائے اور مؤید اس تقریر کے بعض عاملۃ نے بھی کہا کہ تم لوگوں کے بیان سے صاف متشع
ہو تاہو کہ یہ قحط جو ہوا اُس قسم کا نہیں ہو جو دعا سے استغاثہ سے دفع ہو بلکہ یہ قہر خدا ہے اس میں دعا
کا م نہ آوے گی تب کہا اگر ہم بلا حصول مراد واپس جائیں گے تو قوم میں شبکی ہوگی اسلیئے جسطرح
ہو سکے کام کو سرانجام کر کے پھرنا چاہیے اور لقمان و مرثد و دونوں ایمان داروں کو الگ کیا اور
قبیل کو ہمراہ لیکر اُس ٹیلے پر گئے اور مرثد ابن سعد سے طریق دعا مانگنے کا پوچھا تھا اور سنئے بتلایا
کہ تم لوگ سنگے سر برہنہ پاماند حاجیان کو ہ صفا پر جو کعبہ شریف کے محاذی واقع ہے حاضر ہو اور

یہاں تک کہ قوم ہود کا
پہنچنا تھا

مقابل کعبہ شریف کے کھڑے ہو کر یوں دعا کرو کہ یا ائی اگر ہود اپنے دعوی رسالت میں سچا ہو
تو ہم کو ابرار ان غایت فرما کہ ہم تیرے گھر میں ایسے آئے ہیں معالٰم التنزیل اور تجرمواج میں ہر کہ
لہمان نے درازی عمر کی دعا کی اور سکوسات کر گسوں کے برابر عطا ہوئی اور ہر کر گس انہی برس
کا ہوتا ہے یعنی پانچ سو ساٹھ برس کی عمر ہوئی اور مرد نے یہ دعا مانگی کہ ائی مجھ کو جو کوئی تاب نہیں ہو
سو دنیا میں مجھے ناز و نعمت میں رکھنا اور سکوا و آرازی کہ ایسا ہی کروں گا اور کافروں نے جو دعا
موافق تعلیم مرد موسیٰ کے مانگی تو انکو تین ٹکڑے بڑے بڑے ابر کے ملے ایک سفید دوسرا سیاہ تیسرا
سرخ اور شاہی خیمہ ہونے آواز دی کہ انہیں سے جسے چاہو قبول کرو تب سب نے مشورہ
کیا تو یہ قرار پایا کہ ابر سیاہ میں پانی خوب ہو گا اور اوسیکولینا مناسب ہو سو اوسیکو قبول کیا اور بہت
خوش خوش ہوئے جو سب بعلین چائے کو دئے پھاندئے روانہ ہوئے اپنی ولایت کو چلے ابھی
ساتھ ہوا جب غیث، ایش، میں کہ ملک عا کی حد قریب ہی پہنچے تو چند لوگ پیش پیش ہوجھو مقدمہ انہیں
قوم کے لوگوں کو خوش خبری دینے تشریف لے گئے وہ بڑے دھوم و دھام سے پکارے کہ بدلی برساؤ
لاسے ہیں جو زمین اور تالاب اور چوراہے اور گھاٹ کر رکھو اور پھاؤ وہ کداریں وغیرہ آلات قلندری
اور سامان اور اسباب تحم بیری باہر لگا رکھو کہ یہ ابر موافق مراد کے پانی برساؤ گا اور سب کے
دلوں کو سیراب کرے گا جب یہ خبر قوم میں مشہور ہوئی تو ہر ایک شخص گلی کو چے میں خوش اور خرم پھر
کوئی کتا ہمارے رسولوں کی دعا قبول ہوئی کوئی بکٹا تھا یا روستا پر چمک زن ز طرف کو ہسلا
میرسد سا قیاسا مان سا غرن کہ ابران میرسد کوئی لن ترانیاں کر کے گھستا تھا کہ واسد کیا ہی
گھستا منڈی ہوئی چلی آتی ہے خوب برسے گی ہود و ہمیر جو مانتھا جو کھتا تھا کہ بلا آوگی اور بعضے یہی کلمہ
حضرت ہود علیہ السلام کے روبرو جا کر کہتے تھے سو حضرت ہود فرماتے تھے میں سچا ہوں دیکھو
یہی بلا سوعود ہوا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے بلکہ کسانا نو لیکن کون شاہی بیان تک کہ وہ ابراہونچا کا قال
فلما راہ عارضا مستقبل اودیم قالوا ہذا عارض مطنابل ہوا استعجم بہ ربیع فیما عذاب الیم تدر
کل شیء بامر ربہا یعنی پھر جب دیکھا اور سکوا برسا نے آیا اونکے نالوں کے بوسے یہ ابر ہی ہر برسے گا
کوئی نہیں یہ وہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جیسی عذاب سخت ہوا کھاڑ مارے گی اپنے رب
کے حکم سے تب کافروں نے کہا ای ہود بھلا تھلا تو ابر میں کیا بلا آوگی فرمایا ایسی ہوا چلیگی جس سے
تمہارے مکانات اور تم برباد ہو جاؤ گے وہ تمہارے بولے تو ہمارے زور سے واقف ہو
اور ہوا کی تہہ ہی سے ڈرنا تھا اسی رد و بل میں تھے کہ ابر سیاہ اندر دن شہر داخل ہوا اور باد عظیم کو

جسکا معدن طبقہ چہارم زمین کا ہوا ارشاد ہوا کہ اس قوم ناپاک بنے باک پر چل موکلون نے روکا
 اس خیال سے کہ شاید یگناہ بھی پس نہ جائیں مگر وہ قبضہ اختیار سے نکلے وہ لوگ گھبرائے اور سنگین
 مکانوں میں گھسے اور جانور اپنے لوسے کی زنجیروں سے جکڑے اور عیال اطفال ستونوں میں بٹھ
 اور لالگیں باندھ کر ٹھونک کشتی کے لیے مستعد ہوئے اور بعض نے اپنی عورتوں کو ہوبھاسے آہنی
 بین شبلاؤتوں پر چڑھا دیا مگر ہوائے وہ دایچ کی ایک لنگیان اڑی ماریاں ماریں کہ مکان تو
 زمین سے اکھڑ گئے اور ہود ج اور اونیان مڈی کی طرح اڑ گئے اور کشتی باز تو ہاتھ ملاتے ہی زمین
 سے آشنا ہو گئے کہ چپت گرے اور جو لوگ تہ خانوں میں تھے اوکلو نکال کر ہوائے زمین پر مارا سردار
 قوم ایک گڈے میں مع بعض قوم کے پوشیدہ تھا چار دن تک بچا رہا پانچویں دن حضرت ہود نے
 اوسکو دعوت کی اوسنے نہ مانی چھٹے دن اوسی ہوائے ایک دوسرے سے سر ملکر ادا کیا کہ مر گئے رئیس قوم
 باقی رہا ساتویں مرن پھر حضرت ہود نے دعوت فرمائی اوسنے قبول نہ کی اوسی جگہ ہوائے دے چکا
 کہ خاک میں مل گیا اور حضرت ہود علیہ السلام مومن کو ہمراہ لیکر کسی پہاڑ خواہ جزیرے میں جا بیٹھے
 اور خط محیط کھینچ لیا تھا کہ ہوائے عذاب اندرون خط سر و خوشگوار تھی اور بیرون خط آتش پر شرار
 اور یہ سب احوال قوم کا حضرت ہود علیہ السلام اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے سبحان اللہ حکیم علی الاطلاق
 کی تدبیر کوئی خالی حکمت سے نہیں ہوتی دیکھو کیسے پہلوانوں کے مقابلے میں ہوا جو طاہرین نہایت
 ضعیف نظر آتی ہو قائم فرمائی کہ اوسنے ایک جھوٹے میں سب کو برباد کر دیا کما قال فاکلوا بریح صریح
 عایت یعنی کھپائی گئی ٹھنڈی سائے کی ہوائے ہاتھوں سے نکل جاتی حدیث شریف میں آیا ہے کہ مالک
 حقیقی نے جہان میں ہوا کو نہیں بھیجا مگر بانداز اور کسی قطرہ آب کو آسمان سے نازل نہیں فرمایا الا بمقدار
 مگر بروز طوفان نوح و عذاب قوم ہود کہ طوفان میں آب باران قبضہ اختیار موکلین سے نکل گیا تھا
 اور عذاب قوم عاد میں ہوا یہ قدرت محافطین سے باہر جاتی رہی تھی اور یہ بھی صاف و روشن ہو کہ
 یہ شدت و زیادتی ہوا کی آثار اتصالات فلکیہ سے نہ تھی والا قوم عاد پر خصوصیت نہ رکھتی بلکہ حضرت ہود
 علیہ السلام کے تابعین کو بھی پہنچتی سو ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ مقسم کبریا نے اپنے غضب و
 قہر سے انہیں پر مسلط فرمائی تھی اور یہ تسلط ایک ساعت یا دو ساعت کا نہ تھا بلکہ از بست دوم
 شوال روز چار شنبہ تا بست نہم یوم چار شنبہ تا غروب آفتاب رہا یعنی سات رات آٹھ دن کا
 قال فی الحاقۃ و سخرنا علیہم سبع لیل و ثمانیۃ ایام حسو ما فتری القوم فیہا صرعی کا نہم اعجاز تحمل خاوتہ
 نفل تری لہم من باقیۃ یعنی معین کیے اوپر سات رات آٹھ دن نہایت نحس ہیں تو دیکھے لوگ

اور نہیں بچھڑ گئے جسبہ وہ دھند ہیں کھجور کی کھوکھری پھر تو دیکھتا ہوں کوئی اونکلا بچ رہا اور عالم التشریل میں ہوں کہ ہوا مردوں کو قبور سے نکال نکال باہر پھینکتی تھی اور سبب تعین ایام کا یہ ہوا کہ قوم عاد مقام لاف میں کہتی تھی کہ یہ قحط جو ہم پر سلا ہوا ہوں کیا اسکی حقیقت ہو ہم کو ایسی طاقت اور قوت ہو کہ اگر سات برس اسیطرح کا قحط پڑے تو اسکو بھی ہم کاٹ دین اسی وجہ سے مقابلے میں ہر سال کے ایک ایک دن مقرر کیا اور ایک دن بڑھایا اسلئے کہ ایک دوسرے کا احوال دیکھے اور عذاب الحسرت میں مبتلا ہوا اور ہر ایک اپنی اور اپنے ہم چشم کی بیطاعتی دیکھ کر داویلا کرے چنانچہ ابن جریج وغیرہ مفسرین راوی ہیں کہ باوجود ایسی آفت پی ہم کے چار شنبہ کے آخر وقت تک سب معذبین زندہ رہے تھے بعد ازاں ہوا کا لبون کو اٹھا دیا سے شور میں ڈال دیا اہل عرب انھیں ایام کو عجز بولتے ہیں اور برد الجوز ضرب الشلج اور اسما نکلے عرب میں یہ مقرر میں اول صن دوسرا صبر مکبر میں وسکون البار مع تشدید النون وفتح النون افصح تیسرا و برفتح الواو وسکون البار چوتھا آمر بالمد وکسر المیم وسکون الملمہ پانچواں موثر بضم وفتح التاء علی اسم الفاعل من الافعال چھٹواں سطفی البحر ساتواں کفنی الظعن مع الطار المجرۃ اور بعضے پانچ کہتے ہیں صن صبر و بر سطل سطفی البحر اور برد الجوز کی اضافت میں عوام کہتے ہیں کہ ایک ضعیفہ قوم عاد کی تہ خلسے میں چھپ رہی تھی انھوں میں دن اسکو بھی ہوانے نکال کر ملاک کیا لیکن مسیح یہ ہوں کہ عجز غلط اصل میں عجز تھا کہ یہ مقام جانوروں میں متصل دم کے ہوتا ہوا یہ ایام اخیر زمستان میں ہوتے ہیں کمال برودت اخبار الاول میں ہوں کہ اول تصفیق یعنی تالی بجانا عالم میں اسطرح جاری ہوا کہ اس غذا میں جسم ابر آیا تو اول ایک عورت سماء ہند نے اگل کی چکاریاں ابر میں دیکھیں سواو نے نابرا اطار مصیبت تالیان بجائیں اور شور کیا اور نالے اور بکاسے پکار پکار قوم سے کہا کہ اسے اولاد عادیہ غذا ہو جسکا وعدہ ہو دیغیر نے فرمایا تھا میں نے ابر میں خوب دیکھا ہوں سو تم لوگ ایمان لاؤ اور اپنے پیغمبر رجوع کرو نہیں تو کوئی بھی محفوظ نہ رہے گا لیکن اسکی بات کسینے نہ مانی سب نے جانا دیوانی ہو آخر ماسے گئے فائدہ اس عذاب میں اکثر فرشتے مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام و توالیج اس کے شریک تھے دروح کلی عنصر ہوا کی تسخیر عمل میں آئی تھی صحیفین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کو کبھی اسطرح ہنستے نہیں دیکھا کہ حضرت کا خوب ٹٹو کھل جاوے مگر مسکراتے تھے اور جب آندھی اور بدلی آتی تو گہراستے اور دھاسے خیر کرتے خوف سے کبھی اونٹے کبھی بیٹھے یہی حالت حضرت کی رہتی جب تک پانی نہ برستا تو میں نے اسکا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا اے عائشہ کون چیز بڑھ کر تھی ہر شاہد اس آندھی اور بدلی میں عذاب الہی ہو مقرر ایک قوم سینے عادیہ عذاب ہو چکا ہوا تھی

تفہیم قرآن

تفہیم قرآن

اور البتہ قوم نے عذاب الہی دیکھا تھا سو کہا تھا کہ یہ بدلی ہماری پانی برسانے والی ہو یہ حضرت نے اوس وقت فرمایا جب حضرت عائشہ نے کہا تھا یا رسول اللہ میں دیکھتی ہوں لوگوں کو جب بدلی دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہوگا اور میں آپ کو جو دیکھتی ہوں تو مضطرب پاتی ہوں حج ہو کر نزدیک نماز پیش بود حیرانی اخبار الدول میں ہو کہ بعد ہلاکی قوم کے حضرت ہود علیہ السلام کے میں تشریف لائے اور بعد چند روز کے وفات پائی عمر ایک سو پچاس برس کی ہوئی قبر شریف مکہ میں ہو اور معالم میں ہو کہ قبر مبارک مابین رکن و مقام و زمزم واقع ہو اسی مقام میں سونہی اور بھی مدفون و بروایت و جب ابن منبہ قبر جناب یاسین صفا و مردہ کے ہو اور روضۃ الصفا میں ہو کہ قبر شریف یاسین دارالاندازہ و باب بنی سہم کے واقع ہو و بقول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرموت میں ہو و بقول جامع دمشق میں کہ بیت المقدس سے دس نزل ہو مگر صحیح روایت یہ ہو کہ مزار مبارک حضرموت میں ایک غار کے سامنے واقع ہو و ان تابوت شریف ایک تخت پر رکھا ہو اور لوح طلائی پر اس قدر عبارت کندہ ہو

بسم اللہ العالی الا علی انا ہود البنی رسول رب الارض و السمواتی الملائکۃ ما دفعہ عنہم الی الایمان و خلع الاضام و الاوثان فخصونی فاکلکم الریح العقیم فاصبحوا کالریم یعنی بنام خداے بزرگ شروع کرتا ہوں کہ میں پیغمبر ہوں ہو و بھیجا ہوا پروردگار زمین و آسمان کا ایک جامع بنی عاد پر سومین نے انکو دعوت کی ایمان و ترک بت پرستی پر انہوں نے نافرمانی کی تب ہلاک کیا او کو ہوا اے عقیم نے پس ہو گئے جسطرح ہڈی پرانی قائمہ حکایت شداد و شدید دونوں بادشاہوں کی بھی تعلقات اس قصے سے تھے ایسے اس جگہ بیان اوسکا مناسب ہو پس پوشیدہ نہ ہے کہ شداد و شدید بروایت اکثر اہل تاریخ اولاد عاد سے تھے کہ اکثر ربع مسکون اوسکے قبضہ اختیار میں تھا اور صحیح یہ ہو کہ دونوں بادشاہ تھے اور مشرق سے مغرب تک اونکی حیطہ اقتدار میں تھا اور اونکے پاس لشکر و خزانہ بے انتہا تھا علی الخصوص شداد کو بعد فوت شدید ایسی قدرت حاصل ہوئی کہ چار سو سلطان صاحب فرمان اوسکے مطیع و فرمان بردار تھے بلکہ سلاطین روسے زمین سے کسکو اوسکے مقابلے کی تاب و طاقت نہ تھی اسی سبب سے اوسنے دعویٰ خدائی کیا عالمون اور واعظون اور دانشمندان نے بہت نصیحت فرمائی مگر اوسنے خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ اس سے زیادہ کون جاہ اور حشمت مجکو ملیگی جسکے واسطے میں خدا کی عبادت کروں میرے بھائی نے وہ نعمت چھوڑی ہو کہ اللہ کی عبادت میں بھی حاصل ہوتی ہر چند واعظون نے کہا کہ یہ دولت دنیا کی فانی ہو جو تمکو حاصل ہو اگر اللہ کی عبادت کر تو نعمت جاودانی حاصل ہو شداد نے کہا وہ کون نعمت ہو واعظون نے کہا بہشت کہ پیغمبروں نے

اوسکے اوصاف بیان کیے ہیں شداونے پوچھا اوسکا وصف بیان کرو دا عطلون نے اوصاف بیان
اوسکے بمفصل فرمائے شداونے کہا کہ اس بہشت کی مجھ کو حاجت نہیں ہو کہ وہ کہ میں بھی اوسکے
مثل بنا سکتا ہوں چنانچہ اوسنے بہشت بنائی اور اجارالہ دل میں ہو کہ شداوبرادر عادت تھا جب وہ
نولک ودولت نے اوسکی طرف انتقال کیا اور سات سو برس اوسکی بادشاہت رہی اور حضرت
ہود علیہ السلام اوسی پر بر مالت ودعوت مبعوث ہوئے اور اوسنے دعوت قبول نہ کی اور بعض
مفسرین لکھتے ہیں کہ شداوقوم عاد میں ایک بادشاہ تھا میں نے اوسنے ایک بت شیشے کا بنایا تھا
اوسکی پرستش کرتا تھا تین سو برس کامل اسی بلات میں بتلار حاجب وہ مرا تو شدا بادشاہ ہوا اور اوس
بھی اوس بت کی پرستش اختیار کی اور دونوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت قبول نہ کی
اور غلبہ اوسکا بعد ہلاکت قوم عاد ثانی کے واقع ہوا اور ہلاکت اوسکی اور اوسکے لشکر کی آوارہ گشت
تین سو برس بعد ہلاکت قوم عاد کی ہوئی اور آخر میں یہ ہو کہ غلبہ شدا بعد حضرت ہود علیہ السلام کے
ہوا اوس عرصے میں کوئی تعمیر نہ تھا اور بعض جو حضرت داود علیہ السلام کے عہد میں بیان کرتے ہیں
وہ غلط ہے قصہ شداونے بہشت کی تعمیر شروع کی اول ایک سودی معتمد علیہ معین کر کے اطراف
عالم میں بھیجے اور اوسکو تاکید کر دی کہ ہزار ہزار مزدور ہر ایک ہزار اپنے ساتھ ایچاے اور مورچے طلا
ونقرے سے چاندی اور سونا لیکر انیشن لنگا جہنی بنا کر بھیجیں چنانچہ وہ لوگ اس کام میں بدل مصروف ہو
اور بجا آوری حکم میں سرگرم جب سامان عمارت مہیا ہو گیا تو شداونے کوہ عدان کے متصل ایک مکان
مربع یعنی چوکھوٹا دس کوس کا بنایا اور دس کوس کا چوڑا بنا شروع کیا کہ اول بنا اوس مکان کی عمیق کھود
سنگ سلیمانی سے بھرادی اور لنگا جہنی انیٹون سے چار دیواری مقدار پانسو گز وسوقت کے تعمیر
کرانی کہ آفتاب کی روشنی میں آنکھ نہ ٹھہرتی تھی اور اوسمیں ہزار محل اور ہر محل میں ہزار ستون مسح
نرمرد دیوا قیت اور اودن محلوں میں درتھے موزون رکھے اور شیخے اوسکے باروش خوش اسلوب
اور چین مرغوب ایک خانہ بارغ ترتیب دیا اور وسط شہر میں ایک نہر اس طرح جاری کی کہ پانی اوسکا
ہر ایک محل میں بے تکلف پہونچتا تھا اور اسے اسکے چند نہرین در بھی جاری کر انیٹون کیسین آب شہرین
وزیت قند کیسین شراب ارغوانی کیسین دودھ کیسین شہد بھر دایا اور ان نہروں کے ساسنے
سنگ نر سے یا قوتی وز جاجی چمکائے اور اوسکے کناروں پر انواع اقسام کے درخت لگائے کہ تنہ
اوسکے طلائع اور ثمنیان زمردی اور پھول اور پھل یا قوتی اور جانور خوبصورت خوش الحان طبع طرح
کے جواہرات کے بنائے درختوں پر چمکائے اور در دیوار جمیع مکانات کو مشک وزعفران و عطر

و گلاب کنگل کرائی اور گرد شہر کے ہزار سارے طلائی قائم کرائے اور اون پر چوکیاں معین کیے کہ نوبت نبوت اوس شہر کی پاسبانی میں معروف رہیں اور دروازے شہر پر چار میدان ترتیب دیے اور سارے کیوسے درخت میوہ دار لگائے اور لاکھ لاکھ کرسیاں طلائی اور نفرتی اون میدانوں میں بکھوادیں بالکل جاب طرح کا شہر باہر میں مرتب آراستہ ہو گیا تو حکم شدہ تمام شہر میں فرش حریری و زربفتی بچھایا گیا اور وہ کانون میں زرباری پردے لٹکائے گئے اور ظروف طلائی و نفرتی و زمردی ہر ایک مکان میں بقدر ضرورت انقسم پائی و ہایاں و آنجور سے و تمبیان بہ ترتیب موزون چُن دیے گئے اور لڑکیاں خوبصورت اور لڑکے اندر خوب و جوا اطراف عالم سے جمع ہوئے تھے بجائے حور و مقصور و غلمان و غلیظ وہاں چھوڑے گئے اور ہر ایک صنعت و حرفت و پیشے کے لوگ وہ کانون میں بٹھلائے گئے اور سطح شہر میں طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے حلوے طیار و میا ہوسے اس سے یہ مطلب تھا کہ تمام اہل شہر کو بطریق اوش سرکار شاہی سے طعام عنایت کیا جائے تفسیر غزیری میں ہے کہ اس طرح کا شہر بارہ برس میں تعمیر ہو کر آراستہ ہوا تو شداد باجمل تمام مع امراء و وزراء عظام تخت بادشاہی پر نہایت بختر و کبر میں اوسکے دیکھنے کو روانہ ہوا اور راستہ میں واعظون سے بطریق چل و ٹٹول کتا گیا کہ تم ایسے ہی بہشت کی تعریف و توصیف کر کے مجھ کو تکلیف دیتی تھے کہ میں باہر قدرت و ثروت سے بزرگ ہوں اپنا غیر کے آگے خم کروں اور ذلیل ہوں اب تم چلو اور میری قدرت کا تماشا دیکھو اور میری استغنا و بے نیازی کو باعنان نظر ملاحظہ کرو کہ جس مکان کے واسطے تم نے مجھے نصیحت کی تھی اوس سے بہتر میں نے مکان بنایا الغرض یہ مردود چلتے چلتے متصل شہر ارم کے پہونچا تو وہاں کے لوگوں نے باہر نکل کر استقبال کیا اور زر و سیم اور جواہرات نثار کیے اور تعظیم وہاں کے بطور نذر گدازنے بادشاہ کو اور بھی کبر و نخوت نے گھیرا اور اپنے خدا ہونے پر یقین کامل ہوا آخر کار اوس شہر کے دروازے پر آیا اور چاہتا تھا کہ اندرون شہر داخل ہوں ایک قدم بیرون دروازہ تھا دوسرا اندرون دفعۃً آواز تند جانب آسمان سے ہوئی کہ تمام باشندے اوس شہر کے مر گئے اور بادشاہ اوسی جگہ دروازے پر گر کر فی النار و السقر ہوا اور عذاب حسرت دیدار دل میں لگیا واعظون نے شکر الہی ادا کیا اس مقام میں حضرت مولانا مقتدا اساذالاشاہ مولوی عبدالعزیز قدس سرہ العزیز تفسیر غزیری میں لکھتے ہیں کہ بعض کتابوں میں دیکھا گیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام سے حضرت جناب کبریا نے پوچھا کہ موقوف روح کسی مخلوق میں کبھی بوقت نے بھی پکڑا ہوا نہیں عزرائیل علیہ السلام نے التماس کیا کہ الہی کہو نہیں مگر وہ شخصوں کے قبض روح میں مجبور وقت آئی ہو اگر تیرا حکم نہ ہوتا تو ہرگز میں قبض روح

کنکار شاد ہوا کہ وہ ہوتا کون تھے اوسنے عرض کیا کہ ایک تولکا فوتو لکھا تھا جو ہمراہ اپنی ماں کے
تختہ کشتی پر دریائے شور میں رہ گیا تھا اور مجھ کو حکم ہوا کہ اسے اپنی روح قبض کر اوس وقت مجھ کو
اوس بچا سے طفل نوزاد پر رونا آ یا کہ یہ شخص تنہا بی یار و مددگار رہا جاتا ہے پرورش اسکی کون کرے گا
دوسرا ایک بادشاہ قوم عاد کا تھا کہ اوسنے نہایت آرزو سے ایک شہر بنایا اور وہ شہر اس شان کا تھا
کہ تمام عالم میں اوسکا نظیر و عدیل نہیں ہو سوجب اوسکو دیکھنے گیا اور دروازے شہر پر پہونچا اور
ایک قدم اوسنے دروازے میں رکھا تھا کہ مجھے قبض روح کا حکم صادر ہوا اوس وقت بھی مجھ کو اوسکی
حسرت دیدار پر خیال آیا اور نہایت رقت پیدا ہوئی کہ اب سے کس محنت و جانفشانی سے ایک مدت
دراز میں ایسا شہر تعمیر کرایا اور تونے دیکھنے کی فرصت نہ بخشی حضور خداوندی سے ارشاد ہوا کہ یہ بادشاہ
وہی لڑکا تھا جسکو میں نے بواسطے مادر و پدر کے پرورش کیا اور ایسی قوت و ثروت عطا فرمائی کہ بادشاہ
باقدار ہوا مگر اوسنے میرا حکم نہ مانا تب اپنے خزانے اعمال کو پہونچا روایت ہے کہ وہ تختہ جہیز طفل نوزاد
رہ گیا تھا حرکت ہوا سے کنارے دریائے پہونچا اوس کنارے چند گزرا اپنے کام میں مصروف تھے
وہ یہ معاملہ دیکھ کر غصے سے طفل فوتو لکھنے والہ مردہ معاینہ کر کے دریا میں گھسے اور تختہ کشتی باہر نکالا عورت کو
بجھیر تکفین کر کے دفن کر دیا لڑکا چودھری کے مذکور کیا اوسنے خوبصورت و باجمال سمجھ کر نہایت خوشی سے
پرورش کیا اور اپنا مستقبل بنایا جب وہ سات برس کا ہوا تو آٹا زہیر کی دفتانت اوسکے بشرے سے
نمودار ہوئے جو کوئی دیکھتا مانتا تصویر حیران ہو جاتا ایک دن کھیلنا کو دنیا میر دن آیا اور ہم عمر دن کے
ہمراہ چلا گیا دفعۃً غل ہوا کہ سواری سلطان وقت کی آتی ہے اور لشکر کی بیرون گاہ نظر آئی اور کچھ سوار بھی
دیکھ کر بڑے جملہ اطفال خوف و خطر اپنے اپنے گھر دن کو بھاگے۔ لڑکا اپنی جرأت و بہادری سے ایک جانب
کو کنارے لگ رہا کہ سواری بادشاہ کی اگنی یہ تماشا ہی رہا اور ہر ایک سوار و پیادے کو دیکھا کیا یہاں تک کہ
تمام لشکر کے لوگ نکل کئے سب کے پیچھے پیادے بادشاہی کہ بھولے بسرے اسباب و آدمی کی نگہانی کو
سعیں تھے نکلے ایک سپاہی نے ایک کاغذ پیچیدہ سر راہ افتادہ پایا اوسنے کھولا تو سرمہ نظر آیا اپنے
ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اس کاغذ میں سرمہ ہے اور مجھ کو ضعف بعمارت مدت سے لاحق ہے اگر کو تو لگاؤ
شاید نفع بخشے وہ بولے کہ پڑی چیز کا اعتبار کیا آنکھ کا مقدمہ بہت نازک ہے ایسی دلیلی چیز کا لگانا نہیں چاہیے
الاجد امتحان سوادل کسی اور کے لگاؤ اگر اوسکو ضرر نہ کرے تب مضائقہ نہیں تم بھی لگالینا اوسنے
اگے پیچھے خور کیا تو سوا سے اس طفل فطین کے کوئی شخص نظر نہ پڑا سوا ویکو بلا کر کما تیری آنکھ میں
سرمہ لگا دین اوسنے کہا اچھا کچھ مضائقہ نہیں آنکھوں کی تزیینات ہو جائے گی اوسنے خود کاغذ پیچیدہ

بیان کیفیت شہاد

ہاتھ میں لیکر انگشت شہادت سے سرمہ آنکھ میں کھینچا بھرد استعمال خزانہ مملوہ زمین بالکل ظاہر ہو گیا جس طرح تہ آب سے کوئی شے دیکھ پڑے اور نکل پڑے اس طفل ہوشیار نے ازراہ عیاں اور فطانت اور زیرکی شور کیا کہ اے ظالمو! سنئے میری آنکھ پھوڑی میں بادشاہ کی حضور میں فریاد کو جاتا ہوں مگر سزا دلاؤں گا سپاہیوں نے دیکھا کہ یہ بات بہت بے موقع ہوئی وہ اوسیم بھاگے اوسنے وہ کاغذ اپنے قبضہ اختیار میں کیا اور اپنے گھر آیا چودھری سے کہنے لگا کہ یہ معاملہ پیش آیا ہے وہ خوش ہوا اور میل و خراسپ و خچر اپنے سب اثیمات کیے اور مزدور متہم علیہ جو کہ سالہا سے دراز سے رفیق و ٹھکانے کے ہمراہ گئے اور کہا یہ سب میرے مطیع و فرمان بردار ہیں انکو ایجا جہان کہیں خزانہ نظر آوے کھودلا اوسنے ہر روز یہ خبر لے لیا کہ وقت شب باہر جاتا اور روپیہ اشرفی گدھوں بیلوں پر بھرتا حتیٰ کہ اموال کثیر و بیشمار جمع ہوا اور اہل موضع کا چہوتا بڑا بے ادب ہوا اول اوی کاٹوں کے زمین دار کو قتل کیا اور خود ہیرا بن بنی اسرائیل کے رشتہ یہ خبر حکام شاہی کو ہوئی وہ سب درپے انتقام ہوئے اس چوکر سے نے بھی سپاہی نوکر رکھے آدھے بجیف کثیر مقابلے پر مستعد ہو اچھنبت قتل اور قتال آئی تو حکام شاہی مغلوب ہو گئے اور اوسنے فتح پانی بیان کیا کہ بادشاہ نے سفارت کیا تب اوسنے خروج کیا اور سلطان ہو گیا پھر تو بخلہ و قہر راج مسکون کا مالک ہوا اور جمیع سلاطین روئے زمین اوسکے زیر نگین ہوئے اور دعویٰ انا لا اله الا انکرنے لگا اوسنے بہشت بنائی اور دیکھنے پنا یا حسرت و افسوس دل میں لگیا جیسا کیا تھا ویسا یا معائنہ کتب تناسیر سے واضح ہوا ہے کہ بعد مرنے بادشاہ اور ہلاک لشکر و سپاہ و مکان جبکہ ارم بولتے ہیں نظروں سے غائب ہو گیا کہ نشان اوسکا باقی نہیں رہا مگر بعض کتب میں لکھا ہے کہ حوالی شہر عدن تالہش و درخشندگی کچھ کچھ نظر پڑتی ہے اوسیکو لوگ کہتے ہیں کہ یہ جگہ دیک اوسی مکان کی ہے اور عبد اللہ بن قلابہ بکسر القاف و فتح الباء الموحده مع الباء المدورہ کہ اصحاب حضرت علی علیہ السلام میں تھے ایک دن اوس طرف وارد ہوئے تو اونٹ اونکا بھاگ گیا وہ تلاش میں دوڑے صحرا سے عدن میں سرگردان تھے یہاں تک کہ پھرتے پھرتے قریب اوس مکان کے پہونچے جسکو شہر اوس نے بنایا تھا سو پھر دیکھنے دیوار و در و مکمل بیوا قیت و جواہر بیہوش و از خود فراموش ہو گئے اور دل میں اندیشہ کیا کہ اس شہر کی صورت بعضی صورت بہشت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے شاید عالم خواب میں مجھ کو وہ مکان دکھلایا ہے جب دروازے شہر پر پہونچے اور اندر مکان کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ جگہ مکانات اور اشجار اس شہر کے مانند بہشت موعود کے ہیں اوسے ہذہ النجۃ الی وعدہا المستقون لیکن کوئی شخص اوس شہر میں نظر نہ آیا

جسکو ہیرا بن بنی اسرائیل نے قتل کیا

تب کچھ جواہر جو کہ صحن مکانات میں مفروش تھے اپنی چادریں اوٹھالیے اور تنہائی کے سبب باہر شہر کے آئے اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے تو شہر کے لوگوں نے جواہرات دیکھ کر یہ معلوم کیا کہ عبدالسد نے کہیں خزانہ پایا ہے تب عبدالسد سے پوچھنے لگے اوسنے کہا میں اسکو بہشت شداد سے لایا ہوں پھر قصہ انکا عوام میں مشہور ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر معاویہ بن ابی سفیان کو کہ ادس عرصے میں حاکم شام تھے پہنچی معاویہ نے عبدالسد کو طلب کر کے پوچھا کہ تو نے یہ شہر خواب میں دیکھا ہے یا بیداری میں عبدالسد نے کہا کہ میں نے بیداری میں دیکھا ہے اور علامات اوس شہر کے میرے ذہن میں بخوبی موجود ہیں گوہ معدن سے اوس طرف اسقدر فاصلہ ہے کہ پہر اور دوسری طرف فلان درخت ہے اور طرف ثالث میں فلان چاہ اور یہ جواہرات کہ میں اوٹھا لایا ہوں میرے پاس موجود ہیں معاویہ نہایت متعجب ہوئے اور جبکہ کیفیت وہاں کے مکانات کی پوچھی اور اپنی مجلس میں بٹھا کر کعب اجبار اور دیگر علماء عالی مقام کو کہ اوس زمین میں موجود تھے طلب کر کے کہا کہ دنیا میں ایسا بھی کوئی شہر ہو جسکی بنا سونے چاندی سے ہو اور اشجار اوسکے مکمل بجواہر اور صحنوں میں جواہرات چمکے ہو ہوں علمائے عرض کیا کہ لاریب ایک شہر عالم میں اسطرح کا شداد نے بنوایا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے کہ ارم ذات العمارات التي لم یخلق سلفا فی البلاد اور اب یہ شہر نظرون سے غائب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ ایک مرد میری امت سے اوس شہر میں اونٹ اپنا تلاش کرتا ہوا ہوا ہوا اور عجائبات اوس شہر کے مشاہدہ کر گیا اور وہ شخص سرخ رنگ کوتاہ قد بنر خشم ہوگا اور اوسکے چہرہ پر خلل اور گردن پر ایک علامت اور بھی ہوگی پس معاویہ نے عبدالسد بن قلابہ کو پھر دیکھا تو علامات سے مطابق پایا اور کہا والدودہ مرد سرخ رنگ یہی ہے بالجملہ اوصاف اوس شہر میں زیادہ اس سے بیان کرنا فضول ہے کہ خود حضرت رب العزت جل شانہ موجود عالم علی سے اوس شہر کے اوصاف میں اور اسکے بانی کے حق میں ارشاد کرتے ہیں ارم ترکیف فعل ربک بجا دارم ذات العمارات التي لم یخلق سلفا فی البلاد یعنی نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے عادت سے وہ جوارم تھی برے ستونوں والی جو بنی نہیں ویسی سارے شہروں میں یعنی کس طرح ہر گ کیا اولکو حالانکہ فرقہ عاد برے زور آور اور طویل العمر تھے کہ بعض مفسرین شداد کو نو تہ برس کا بیان کرتے ہیں اور تین سو برس میں یہ شہر اُسے تعمیر کیا تھا عالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ارم میں اختلاف ہے سعید ابن مسیب فرماتے ہیں ارم ذات العمارات مشق ہے اور عکرمہ بھی اسکے قائل ہیں اور قسطنطینی کے نزدیک اسکندر یہ مراد ہے اور مجاہد فرماتے ہیں انہی مراد ہے اور قتادہ و مقاتل کے نزدیک ارم ذات العمارات ایک قبیلہ ہے عاد کا او نہیں بادشاہ تھا اور عاد اوس قبیلے کے باپ کا نام تھا کہ ارم بن عماد بن شیم بن سام بن نوح اور محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ارم جدی عاد یعنی عادی بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور کلبی فرماتے ہیں کہ ارم عاد اور ثمود کا جد ہے اور بخلفیہ کہتے ہیں

ذات العما د بسبب طول قامت کے کہلاتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ طول اونکا مثل عماد تھا اور مقاتل سے روایت ہے کہ قصیر اونکا بارہ گز کا ہوتا تھا اور لم خلیق سلیمان فی البلاد سے یہ مراد ہے کہ مثل اس قبیلہ کے طول قاست اور زور آوری میں پیدا نہیں ہوا اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ ذات العما د لقب اس وجہ سے ہوا کہ شدا بن عا د نے ایک شہر بلند ستونوں کا ایسا بنایا تھا کہ دنیا میں بے مانند تھا اویسکے دیکھنے کو گیا تھا ایک رات ودن کا فاصلہ باقی تھا ویرا پتے دروازے پر پہنچا تھا اور قدیم راستہ دروازے میں بخوشی و فرح رکھا تھا کہ خالق عالم نے صیغہ نازل کیا کہ سلطان با فوج و شتم ہلاک ہوا و ہذا صبح واعداء علم حقیقۃ الحال

تفہیم ششم در احوال حضرت صالح علیہ السلام

اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ نسب حضرت صالح کا پانچویں پشت میں حضرت نوح سے ملتا ہے یعنی صالح ابن عبید بن عامر بن ارم بن بن نوح علیہ السلام اور بعض مفسرین کے نزدیک اصح یہ ہے کہ صالح ابن عبید بن اصف بن باسح بن حاذق بن ثمود بن عامر ابن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام اور اس ترتیب میں آٹھ واسطے ہوتے ہیں اور حضرت صالح قبیلہ ثمود میں معدود ہو جاتے ہیں بخمار الدول میں ہے کہ ما بین ثمود و صالح علیہ السلام کے تو برس کا فاصلہ واقع ہوا تھا اور بعض روایات میں ارغشت بن سام بھی داخل نسب ہیں بالجملہ قبیلہ ثمود بعد ہلاک ہونے قوم عا د کے عرب میں منتشر ہوا اور ثمود نام ایک چاہ کا ہے جو کہ زمین جو میں واقع ہے یہ قبیلہ اُسکے نام سے مشہور ہوا ہے اور سکین اوکا ماہین شام و حجاز کے واقع تھا اور وہ دو شہر تھے ایک حجر کہ اتصال اوکا سرحد شام سے تھا مگر حجاز سے دوری طول نجومی اوکا سرحد جیس دقیقہ تھا اب ویران افتادہ ہے دوسرا وادی القرئی کہ سرحد حجاز سے ملحق طول و عرض اسکا شہر مکہ سے دو چند ہے اور طول اوکا بہتر درجہ کا ہے اور ما بین ان دونوں شہروں کے سات سو دیہات و قصبات تھے اور سب پر اس قوم کا قبضہ تھا سو عائد قوم نے بڑے بڑے قلعے ہر ایک قصبے میں کمال استحکام سے بنوائے تھے اور دریا کے نمونے سے کنوئیں کھود کر پانی نکالتے اور زراعت کرتے تھے اور چونکہ زمین سخت تھی اس سبب سے بدشواری کنوئیں کھودتے تھے لہذا کثرت مال اخراج عیون و احیاء و تعمیر مکانات اور اجرت نگر تراشون میں صرف ہوتا تھا کیونکہ وہ لوگ تعمیر مکانات میں ایسے مشغول تھے کہ دور دور شہروں سے سمارون و مہندسون کو طلب کر کے عمارات نقش و نسبت کمال لطافت و نفاست بنواتے تھے انھیں کے شان میں وارد ہوا ہے و ثمود الذین جا ہوا الصخر بالواد یعنی کیا معاملہ کیا ثمود سے جنھوں نے تراشے پتھر وادی میں سینے پہاڑ گرہ گر گھر بناتے تھے آخر کار اسی شوق میں مور تین تراشوانے لگے اور پوچھنے لگے اور خدا سے غافل ہوئے اور مراتب تہذیب یک قلم قلوب سے محو ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ

نے حضرت صالح کو نبی کیا اور تارنج مرآتۃ الزمان میں ہے کہ قوم ثمود بتھایا سے قوم عاد سے تھی جسیم و قوی الجمۃ اوسکے پاس ایک بت آہنی تھا اوسمیں ہر سال ایک شیطان گھس کر بولتا تھا اور باپ حضرت صالح کے منع کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ اسکو کسی طرح توڑ دیں ایک روز اوس بت کے پیٹ سے آواز نکلی کہ اسکو مار ڈالو کہ میرا دشمن ہے چنانچہ چند کافروں نے اودکو قتل کیا اور ایک گڑھے میں ڈال دیا اندھنوں حضرت صالح پیٹ میں تھے جب پیدا ہوئے اور بروایت ابن عباس چالیس برس کو پہنچے تو اسنے اودکو نبی کیا اور اخبار الدل میں لکھا ہے کہ قوم ثمود کے گھروں کا نشان پہاڑ پر موجود ہے مگر وہ گھر ہمارے گھروں کے برابر معلوم ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قد و قامت اوسکے مطابق ہمارے قد و قامت کے تھے نہ موافق عادیوں کے مگر مخالفت حکم خدا میں عادیوں کے مانند تھے اور بت پرستی میں کامل تر سوانحی ہدایت کے واسطے حضرت صالح ابن عبید کہ نہایت حسین و جمیل و صالح و متقی تھے مبعوث ہوئے اور ارشاد الہی ہوا کہ اس قوم کو عبادت اصنام سے منع کرو اور میری عبادت کرو اور سمجھا دو کہ یہ سب نعمتیں خدا ہی نے عنایت کی ہیں اور کاشکر کرو اور سرکشی و غرور سے باز آؤ نہیں تو بلا سختی میں مبتلا ہو جاؤ گے چنانکہ حضرت صالح نے دعوت قوم شروع فرمائی کہ یا قوم اعبدا اللہ مالکم

من الہ غیرہ ہوا انشاءکم من الارض واستمرکم فیہا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قزیمب یعنی ای قوم میری بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اوسکے سوا اوسنے بنایا تمکو زمین سے اور بسایا تمکو زمین میں سو بخشوا و گناہ اوس سے اور اسکی طرف رجوع کرو کہ میرا پروردگار نزدیک ہے قبول کرنیوالا جب تکو حضرت صالح نے فرمائی تو کہنے لگے ای صالح تجھ پر ہوا یہ تھی اس سے بھلی کما جام فی سورۃ ہود قال صالح قد کنت فیئنا مرجوا قبل ہذا یعنی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تو ہونہار ہو اپنے آبا و اجداد کا نام روشن کرے گا سو تو برعکس اوسکے ہم کو منع کرتا ہے اوس فعل سے جسکو بزرگ ہمارے

کہتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ اتھنا ما ان نعبد ما یبدآ بائنا وانا لفی شک ماتہ عونا الیہ مریمب یعنی تو منع کرتا ہے ہکو اون کی پرستش سے جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے اور اسی سبب سے ہکو شبہ ہوا اسمیں میں طرف تو بلاتا ہے حضرت صالح نے فرمایا کہ مجھ پر اللہ کی عنایت و مہربانی ہے سو میں اوسکی بھیجی نہیں کر سکتا اور تم ڈرو اللہ سے کہ میں تمہارے پاس اسکو سناتا ہوں اور میرا کہنا

ما نوین کچھ مذوری تم سے نہیں چاہتا ہوں میری اجرت الہیہ اور یہ باغ و چمن
و درخت اور کویتیان اور عمارت سب فانی ہونے والی چیزیں ہیں ان پر دل لگانا
عجیب اور تباہ کنے لگے کہ تجھ پر کسینے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم
اور اگر سچا پیغمبر ہے تو کچھ نشانی دکھلا حضرت صالح نے فرمایا کہ میں نشانی
دکھلاتا ہوں اگر اوس پر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب میں پڑو گے تب بوسے کہ
مضائقہ نہیں ایک دن سال تین عیمہ کا اس قوم میں مقرب رہا اور اس روز
ہم لوگ باہر شہر کے جاتے ہیں اور اپنے ٹھکانے کو رو کر رو کر واپس سے
آراستہ کیے رکھتے ہیں اور تمام سال کی عیادتیں ایک مرتبہ مانگ لیتے ہیں تم بھی ہمارے
ساتھ چلو اور اپنے خدا سے حاجت اپنی مانگو اور وقت دیکھیں گے کہ تم کو کیا ملتا ہے
پھر ہم نشانی طلب کریں گے باجگہ وہ روز آیا اور شہر کے لوگ بیرون شہر چلے
حضرت صالح بھی اوس کے ساتھ ہوئے اور جو لوگ ایماندار تھے وہ بھی حضرت صالح کے
ہمراہ گئے یہاں تک کہ عید گاہ میں جلوہ فرما ہوئے دیکھا کہ اہل قوم بڑے تکلف سے تھنوں پر
رکھے ہیں اوس کے روبرو شہر کے لوگ دست بستہ حاضر ہوئے اور اپنی حاجت مانگنے لگے
تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگو سوزی و نالہ وزاری کر چکے اور کچھ
ساحل نہوا اب جو کچھ کوہ میں اپنے خدا سے طلب کروں اور تم کو تماشا دکھلاؤں جنہرے ابن
کو مردار قوم تھا اپنے لوگوں سے بولا کہ اس قسم کی چیز طلب کرنا واجب ہے جس کا وجود محال
ہو اور یہ شخص اوس کے ایمان میں عاجز رہے اور ہمارے ٹھکانے کو رو کر واپس سے
بچنے والا بڑی خفت و سکی ہوگی سب نے ملکر کہا تو ہی ہم میں مرد پختہ کا رہوشیار ہے کوئی
بجز یہ محال تجویز کر کے بیان کر جنہرے نے غور و تامل سے کہا کہ اس پشتہ پہاڑ سے جسکو ہماری
اصطلاح میں کاشہ کہتے ہیں اور عید گاہ کے برابر ہی حضرت صالح ایک ناقہ نکالیں جسکی پیشانی
سیاہ اور تمام بدن سفید ہو اور بڑے بڑے بال رکھتی ہو اور حملہ ماہہ سے حاملہ ہو اور اس پشتہ
کے برابر نظر پڑے اور بعد خروج فی الفور اپنے تہ کے برابر بچے حضرت صالح علیہ السلام نے سکر
فرمایا کہ اگر تمہاری فرمائش کے مطابق مادہ شتر نکالوں تو ایمان لاؤ گے اور میری فرمان برداری
کرو گے سب لوگوں نے کہا کہ اگر یہ امر واقع ہو جائے تو ہم بیک ایمان لاؤں گے پھر اس بات کا
عہد و پیمان سو کہ و قول قرار مضبوط ہو گیا اور حضرت صالح اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر متصل پشتہ

پہاڑ کے تشریف لگئے اور دو رکعت نماز ادا کر کے دعا فرمائی مومنوں نے پس پشت سے آمین کہا اور وقت اکثر عائد قوم نمود مع فوج و حشم تماشائی ہوئے کہ دفعۃً قدرت حق نے یہ تماشاد کھلایا کہ پشتہ پہاڑ سے آواز در ذرہ شروع ہوئی اور وہ پہٹ گیا اور ناقۃ الد فرمائی کہ چار ہزار برس سے بڑا یہ معجزہ رسول خدا پیدا ہو رہی تھی نکلی اور فی الفور اسی جنگل میں چرنے چلنے لگی پھر ایک ساعت کے بعد اسکو درد زہ ہوا اور بچ پیدا ہوا کہ قد و قامت و صورت دو جاہت میں برابر نظر آتا تھا اور بعد ایک ہی ساعت کے چشمہ آب و مرغزار بھی ظاہر ہوا کہ دونوں اوسمیں چرنے لگے فائدہ اس معجزہ کی تخصیص اس قوم کے ساتھ واسیلے فرمائی گئی کہ انکو سنگ تراشی و مصوری میں دخل کامل تھا گویا اس اعجاز میں یہ اشارہ ہو کہ تم لوگ پتھر سے عجیب و غریب تصویریں تراشتے ہو لیکن جان نہیں ڈال سکتے اور ہم پتھر سے ایک جانور جاندار ایسا نکال سکتے ہیں کہ تم حیران ہو اور یہ اشارہ ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کی ہدایت پتھر کے قلوب بھی نرم کر سکتی ہو اور انہیں اوصاف روح پیدا پیدا کر سکتی ہو اور وہ کام لے سکتی ہو جو روح سے علاقہ رکھتے ہیں بالکل اس معجزے کا بڑا شور مچا اور قوم نمود نے جانا کہ صالح علیہ السلام کے خدا کو بڑی قدرت ہو اب اوسیکایاں لانا لازم ہو چنانچہ جندع ابن عمرو مع چھ ہزار تائبین کے مشرف بالایمان ہوا اور استفسارے تفصیلات کرنے لگا لیکن اور عائد شامت نفس و شیطان میں گرفتار ہو کر اپنے تابعین سے کہنے لگے کہ یہ سحر کامل ہو ہرگز فریقہ نہونا اور اپنا مذہب و ملت نہ چھوڑنا یہی وقت امتحان ہو سو باوصف قولقار کے جمع اشیاء ریسوں کے اغوا سے پھرتے اور صالح علیہ السلام کو جادوگر ٹھہرانے لگے تب حضرت صالح نے کہا کہ تم نے خلاف عہد و پیمان کے عمل کیا ہو مضائقہ نہیں مگر یہ کہے رکھتا ہوں کہ یہ دونوں جانور تمہارے امن دامان کے باعث ہیں جب تک تم میں موجود رہیں گے خیر ہو اور جب تکلیف دہی سے چلے جائیں گے عذاب آئے گا تمہارے حق میں بہتر ہو کہ ان دونوں کو نہایت خاطر داری سے رکھو اور کسی طرح کا بچ انکو نہ پہونچاؤ و ما علینا الا البلاغ چونکہ اوٹنی از بس قومی ہیکل و بزرگ جشہ تھی اس سبب سے کل جانور اہلی و وحشی اسکو دیکھ کر بھاگتے تھے نہ چارہ کھا سکتے تھے نہ پانی پی سکتے تھے کیونکہ اوٹنی کھلی ہوئی ہچہ سمیت پھرا کرتی تھی جس چشمہ یا تالاب پر پانی پینے کو جاتی سب جانور الگ ہو جاتے اور وہ سب پانی بیجاتی اور جس جنگل میں چرنے کو متوجہ ہوتی تمام جانور بھاگتے اور وہ سب گھاس پھوس چر لیتی اور جب شام کو شہر میں آتی تو شہر کے لوگ اپنے اپنے باں

نہایت عجیب و غریب
تفہیم ششم

دورہ سے بھر لیتے ابوہریرہ شہری فرماتے ہیں کہ میں نے جو چیزیں گیتا تو میں نے دیکھا کہ اکثر اونی لکھتے تھے کجا ہانا تو کی زیارت
 کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام اپنے ہاتھ سے مانیا ساتھ لکھ کر ہوا اور جو جن اہل نفسیہ لکھا ہوا کو بول و غزل لکھتے ہو گئے کجا تھا
 اور ایسی شہری تھی کہ ایک دیار سے دوسرے دیار تک کیسیں گزرتا تھا کجا لکھتا تھا ہمارے حضرت علیؓ مدینہ آکر وہاں
 اس قسم کا جو بھی تھا ہر ایک مرتبہ بناب نے دعا فرمائی تو کو بیان شہر سے ایک نیت شہر سے کاجلا اور فرما
 چل لا یا فرین معامدے اسکے چل لکھائے تھے شخص کا ایمان نام الہی میں قرار تھا اسکو وہ شہر سے چلے
 ہوئے اور سبکی سمت میں گزرتا تھا اسکے کھینچتے ہو گئے اتنے وقت صالح مع اپنے بچے کے جب ایک مدت
 دراز تک تو مشہور میں رہی تو اوپر پیشیوں کو چارہ پانی کی کلیف ہوئے لگی اور رباب موشی عاجز ہو کر حضرت صالح
 مانشی ہوئے اور جو جن اہل تحقیق نے لکھا ہوا اس قوم میں سات گزرتے انکے پانی پینے کا کنڈیاں ایک ہی تھا
 شو ایک روز اوٹنی نے تمام پانی کنڈیاں کا پی لیا تب اہل قوم فرمادی ہوئے تو حضرت صالح نے فرمایا ہر دن اتنا شرب
 و کلم شرب ہی معلوم یعنی براؤٹنی ہوا اسکو پانی پینے کی ایک بار ہی اور حکم باری ایک دن کی مقرر آخر یہ بات قرار پائی کہ
 ایک روز اتنا پانی پر جائے اور ایک روز قوم کے موشی جابا کہ بن اور ایک دن یہ چارے کو جابا کرے دوسرے دن دن
 موشی جابا کریں مگر یہ شرط شہری کہ اسکو کوئی شخص بری طرح نہ چھیڑے کہ قال اللہ تعالیٰ لا تسوئا
 بسوا فیما نذکم عذاب یوم عظیم یعنی نہ چھیڑو تم اسکو بری طرح کہ پکارتے تھو آفت برسے دن کی خباثت تک
 تقسیم ماری رہی اور جو جن کہتے ہیں جب تنویریں گزرتے تو وہ لوگ جبکہ موشی کا شوق تھا اور ناکی پرورش
 میں ذوق رکھتے تھے اس تقسیم سے ناراض ہوئے اور بدل چاہنے لگے کہ اس ناستے کو کسی جلد
 فریب سے نکالیں تاکہ ہمارے موشی بفرانغ خاطر میں نہ لقص عمدہ و سخاوت قول و قرار سے کنارہ کرتے
 اس حود میں ایک نوجوان بالکا شور و شبست کہ یہ اندیش شوق زبان مادر ازاد پر نزارت قرار بن سالت نام
 ظاہر ہوا اور اسکو ایک عورت مسماہ عتیرہ سے کس و جمال ظاہری اور خنج و دلال مجبلی و فاشکی بن سالت
 اور ظرفیت طبع و ذراکت وضع میں عدم البدل تھی عشق پیدا ہوا کہ یہ مرد و معصودع ابن واہر ہوا
 عم زاد یا ہشیر و نادے اپنے کے اسکے گھر مایا کرتا تھا اور سات نفر اور مہو منع اسکے ہوا جاسکے
 اور شراب پیکر مخلوق نفسانیہ میں شغول رہتے تھے یعنی قرار بن سالت اس قحبہ سے لطف
 رہتا تھا اور ساتھی اسکے لونڈیوں سے اور ایک روایت ہے کہ یہ جو تین اس قسم کی تحسین ایک عتیرہ و دوسری
 صدوق کہ مصدع ابن واہر کی آشنا تھی اور یہ دونوں صاحبہ موشی تحسین الغرض ایک روز عتیرہ قفسے قرار بن سالت
 لکے کہا کہ مجھ سے نکاح کر لے کہ باخون و خطر بسر کریں آئے کہ ایک فرمائش میری بجا آتو میں
 نکاح کروں یعنی اس اوٹنی کو جس سے قوم کے لوگوں کو تکلیف ہوا اور موشی بھی رنج پاتے ہیں

نہایت شہرہ

بہت شہرہ

بہت شہرہ

ہار و کال چنانچہ پروردگار نے انہیں ایک قوم کے سرانجام پر مستعد ہو گیا اور یہ مدد ابن و اہل بھی
 حدود کے ساتھ ساتھ انہیں ہوا تو ان کے دربار میں سالک کو یہ نافرمانی جس طرح سے وہ انہیں آتی جاتی تھی راستہ
 کو کہ گناہ میں لگا رہا اور یہ سب احوال کو صمد ابن و اہل بھی اسی کو یہ بین بھلا یا کہ وہ پوشیدہ
 مجبور رہے جبکہ انہیں ہر گاہ سے تھیں اور اس کو یہ ناپاک بین داخل ہوئی تو احوال صمد ابن و اہل نے
 ایک تہہ اس کی پیشانی پر ہوا اور اس کے ماتھے پر تین تہہ تھیں مگر انہیں باوجود مجروحی
 کسی کو اس نے نہ دیکھا نہ اس کو دیکھا تھی آخر کار خدا پروردگار نے پیچھے سے ان کو چون بین تواریکی کو
 زمین پر گریختی اور سب لوگوں نے ان کو دیکھا مگر اسے کڑوا اور اہل شہر نے راضی ہو کر گوشت اس کا باہم
 تقسیم کر دیا اور اس حال میں یہ انہیں کا پیچھے تھا اس نے یہ حال دیکھا اور بھاگ کر پستہ پہاڑ کی پہاڑی
 جا بیٹھا یہ خبر حضرت صالح علیہ السلام کو ہوئی انہوں نے نہایت افسوس کیا اور باہر مکان کے تشریف لے
 لانے احوال شہر سے غائب ہو کر آیا کہ تم لوگوں نے بہت بڑا کیا اب عذاب آگیا لیکن تیرے بھائی کی
 اب یہی کہو کہ صمد ابن و اہل کے ساتھ جلد بوقت و زاری کیجئے تاکہ کو شہر میں لاؤ کہ شاید اس کے
 سبب سے ان کو اس کا تھوڑا سا عذاب فرما دے انہوں نے اس کا خیال نہ کیا اس سبب سے کوئی ایک مہینہ کا
 آدمی ہر روز ان کے دربار میں آتا ایمان انہوں نے کہ ہر روز گئے جب پستہ پہاڑ سے مقابل ہوئے تو بیکہ
 راتوں میں حضرت صالح علیہ السلام کو دیکھا اور تین مرتبہ چلایا اسی وقت یہاں کا پستہ چٹا آسمان چٹا
 تھا یہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں لائے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تین روز میں آجی تاکہ انہیں
 ان کی تعمیر ہو کر تین دن کی کاہریت ہو عذاب سے بھر عذاب شروع ہو گا کما قال اللہ تعالیٰ
 متصیری دور کہ تین دن کاہریت ہو عذاب سے بھر عذاب شروع ہو گا کما قال اللہ تعالیٰ
 مرقمہ حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں لائے اور اہل شہر سے فرمایا کہ تین روز میں آجی تاکہ انہیں
 کاہر کا چہرہ نہ رہے حساب نہ ہوا کہ جو کچھ صالح علیہ السلام نے کہا کہ اسے دن گذر ہو گا وہ ہر روز
 شہر سے دور تھا صبح صبح معلوم ہوتا ہوا کہ وہ واقع ہوئے وہاں کہ قوت غضب نے تو عتق کو
 فرما کر دیا کہ انہوں نے سالک اور ان کے نفرت یعنی دعویٰ زعمیم ہرگز ہرگز عذاب صواب و عذاب مدد
 باہم تقسیم ہوئے تو قبل آنے روز سوم کے حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنا لازم ہو گیا کہ راست
 وقت وہ سب بلکہ حضرت صالح کے مارنے کو چلے اس وقت انہوں نے اپنی سچی بین تشریف رکھتے تھے
 وہاں ایک درخت تھا اسے کہا کہ اے صالح قدار بن سالک سے ان کو نفرت میں تھارے قتل کو تاہم خبر ہو
 اور اس نے گھر جاؤ اور روزہ نہ کر کے شور مچا کہ حضرت صالح اپنے دو بیٹوں کو مارے اور روزہ نہ

بندہ کر کے سو رہا تھا بعد اُس کے قذ اور غیر ہر مسجد میں آئے تو حضرت صالح نے تب گھر پر آئے اور چاروں دروازہ کھول دیے
 اسی وقت فرشتوں نے حکم فرمایا ان کافروں کو اپنے پروں سے مارا کہ سب کچھ اندر سے ہو گئے اور چاروں
 پریشان گردے پڑتے رہے تھانسا جاکے کہ اس حال میں کسی کا سر دیوار میں لٹک کر پھٹ گیا اور کوئی جا نہ رہا
 گھر کر گیا وہ دوسرے دن صبح کو جب اہل شہر خواب غفلت سے چونکے تو چہرے اُسکا سرخ تھے اور قہار ربنا غفلت
 وغیرہ تو شخصوں کا نشان نہ تھا سو اُس کے ورثہ تلاش کو نکلے یہاں تک کہ حضرت صالح کے گھر پر آئے اور کچھ
 شہر کا ست لٹ فوراً مردہ پایا کہ یہ حال عامر قوم سے بیان کیا وہ لوگ صبح صبح اہل شہر ہوئے کہ یہ حضرت صالح
 کے گھر پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ انٹینی کے برسرے تھے ہمارے نو آدمی رات کے وقت مارے گئے ہیں اب
 تمکو اور تمہارے گھر والوں کو مار ڈالینگے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کسی کے گھر نہیں گیا اور
 زمین نے کسی کو دیکھا اور نہ کسی پر ہاتھ چلایا غالب یہ جو کہ یہ چند مفسد وقت شب میرے گھر پر چڑھ آئے
 اور رادہ درکھتے تھے عاقلاً عالم نے میری حفاظت کے واسطے نصیب سے انکو سزا دی میرا خدا کی طرف سے
 انکو پہونچا جو کچھ دیکھتے ہو وہ سب میں رو بہ دل تن تھے کہ نہیں قوم ہندو بن عمر و کس ایسے تاج
 ایمان لایا تھا وہ حضرت صالح علیہ السلام کی مدد کو آیا اور سچا کچھ کہہ کر اس کا صلح اس بات پر ٹھہری
 کہ حضرت صالح اس شہر سے نکلیا دیں آنجناب نے یہ بات منتہات سے سمجھی اور صبح جندع ابن عمر و غیب
 تو اب لو وقت کہ از رو سے شمار جارہا اور نفر تھے اس شہر سے نکل گئے اور اہل قوم خواب غفلت میں باقی رہا
 سوئے صبح کو تیسرا روز موعود شنبہ نمودار ہوا اور سب لوگوں کے آنکھ سیاہ ہو گئے تب تو قتل و کشتار
 اور قلع و حریلیان مضبوط سنگین غالی کرانین اور یہ مشورہ کیا کہ اگر غراب خدا آسمان سے اوبے جسطرح
 پانی برستے یا اوبے پڑیں خواہ زمین سے اوبے جیسے زلزلہ آوے یا زلزلہ آئے درنون حال میں انھیں
 مکانوں میں گھسیٹے کہ انہیں زلزلہ اثر کرے گا نہ پانی و زلزلہ اسکا صل شنبہ کا دن گذرا اور جرات آئی وہ بھی
 کٹ گئی صبح کو کیشنبہ کے دن حضرت جبریل علیہ السلام نے ماہین ارض و سما بصورت ہولناک قتل
 لاکر ایک آواز میں پتھر اس طرح کی فرمائی کہ بڑے بڑے پہاڑ پلنے لگے اور ہوا سے تیز تند پلنے لگی
 اور تمام اہل شہر انھیں مکانوں میں گھسے اور حضرت جبریل نے دو ہری بار آواز فرمائی کہ ہر ایک کو گھر
 نہ فوراً چھوڑا اور سب کے پیچھے چھٹ گئے یہاں تک کہ اس فرقہ ملعونہ کا کوئی شخص باقی نہ رہا قال اللہ تعالیٰ
 واما ثمود فابلکوا بالاعغیہ فہل تری لہم من باقیہ یعنی فرقہ ثمود کھپانے گئے انھیں اہل سے بھر تو دیکھتا
 کوئی بچ رہا حکمت اہل آواز میں یہ ہونی کہ یہ لوگ انکار و تکذیب پیچھے برحق میں سنگ دیوانہ کا حکم
 رکھتے تھے کہ نافرمانی کو مار کہ حضرت صالح کی قتل پر مستعد ہوئے اور گوشت اسکا کھانے کی طرح

کاٹ کاٹ کر کھا گئے اور بڑیاں اسکی توڑ دالیں اور اسنے اناور نعمان پر ہرگز قوت نہ کی اور اسنے بچہ کو سیسا ڈرایا
 کہ وہ بھاگ کر پشتہ پہاڑ سے چھپا اور تین آوازیں کہ کر غائب ہو گیا جسو حکمت الہی نے یہ تقاضا کیا کہ ان کتون کو
 اس طرح کی آواز سے عذاب کرنا چاہیے جو اسنے مناسب حال پر سے لہذا حضرت جبریل کو حکم دیا کہ امین آسمان
 زمین کھڑے ہو کر آواز کر کہ اسی آواز سے ہلاک ہوں اگرچہ آواز تند و تیز جس طرح شیر کا ڈکھنا اور رعد کا گرجنا
 اور بڑی بڑی تونوں کا جھوٹنا موجب ستر خا و مفاصل و اعصاب ہوتی ہے اور عمارات و اشجار اور پل عورت
 اگر کوئی ہے اور بیش اوقات آتی کہ ہلاک بھی کر دیتی ہے لیکن اسی آواز جس سے کافروں کے پردے سمیٹ جائیں
 اور ہر ایک شخص کی روح بدن سے جدا قوت کر جائے اور گھر سے گھر سے ہر خانوں میں کھسکیں سو اسے
 آواز غضب حق کے اور کوئی آواز زمین منقشت استاد الالہ استاذہ من مہر الغریز اس اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں
 کہ یہ حادثہ حادثہ تبارک و تعالیٰ جابج و مانع نہوتا اور کفر و ایمان میں تمیز فرماتی دونوں پر دوران کر اور متصل غذا
 بزرخ سے نہوتا اور بزرخ بزرخ سے ہے اس فرقہ کے اندر کسی کو فتنہ نہیں پہنچتی اور جو زمین تھے صاف بچ رہا
 اور حادثہ حاق اسی کا نام ہے کہ کوئی اس سے بڑا کرے کہ ہرگز اللہ اس باقی نہ رہے ہاں کہ یہ حقیقت یہ ہے کہ جب
 شہوت و غضب غالب ہو تو کلمہ شریع و عقل و دونوں خیال سے کٹ جائیں جیسے اس قسم سے ظاہر ہے
 کہ قرآن میں سات کو اس شہوت و غضب نے بے جا نہ تھا کہ عقل و شریعت کا تار اور کھنڈر کو نہ رہے پر کس
 بے صرفگی و بیاد سے کہنے کیا حالانکہ زبان معالج غیبیہ نام سے کہ نہ سبوتا نہ ریافت کر چکے تھے یعنی حضرت
 نے کئی بار کہا تھا کہ یہ ناقہ مذاہر اسکو مجھ پر درو جان چاہتے ہیں اور جس تالاب میں چاہے پانی پیسے اسکا
 تعرض نہ کر و عقل کی بات یہ ہے کہ مائیں درود اربعی و عقل ناقص جانتے ہیں کہ جانور درو را و و قوی اکبتہ کو
 جاری پانی سے روکنا بہتر نہیں اور یہ تو خدا کا جانور ہے اس سے کون زیادہ قوی ہوگا پھر سکون و زیادہ عقل و
 اور اس بات میں مغالبہ شہوت و ہونا نہایت سہا بہت ہے اور طرفہ تریہ کہ یہ بھی تو اقرار ہو گیا ہے کہ ایک دن
 تمھارے جانور پانی پین اور ایک دن یہ باہر بیٹھیں عہد کرتے ہو کہ یہ بات تمامی مل و شریع میں حرام
 منوع ہے لیکن ابوص اس فہمائش کے ان ناجاروں نے کچھ بھی نہ خیال کیا اور ناتاہ اللہ کہ فر کر ڈالا
 چنانچہ ارشاد ہوا اذا سمعت استغناء فقال لہم رسول اللہ ناتاہ اللہ و عقیبا ہاؤ کذبوہ و مقروہ فدمعیم بہم بنہم بنہم
 و الا یہ ان عقبہا یعنی جب اشخاص تفرقہ شہود کا بھر کو انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہوا اللہ کی اونٹنی ہے
 اور اسنے پینے کی باری ہے پھر انھوں نے اسکو جھٹلایا اور کاٹ والا بھراٹ مارا انپر اسنے رب نے
 اسنے گناہ سے بھر برابر کر دیا اور وہ نہیں ڈرنا کہہ چکا کہ سینگے غلاصہ یہ کہ جیسا انھوں نے اونٹنی کو لٹ
 مارا تھا اسی طرح اللہ نے انکو لٹ مارا سو اسنے کہ اللہ نے قوت شہو یہ بغضبہ اسو اسنے دی تھی

کہ انکو عقل و شریعت کے تابع کرین سو ان لوگوں نے برعکس کیا یعنی شریعت کو تابع عقل و عقل کو تابع شریعت و غضب کو باطل کر کے اسکی جگہ پر کیا جس طرح کوئی شخص اپنے غلام کو مار دے کہ ہمارے دشمن کو مار دے وہی کے بیٹوں کو مارے اس جگہ اگر کوئی شبہ کہے کہ یہ حرکت خدا ابن صالح اور اسکے یاروں نے کی تھی تمام فرقہ نشود کیوں برابر کیا گیا تو فریح اسکا یون ہوتا ہو کہ اس حرکت میں تمام قوم کی صلاح تھی اور سب راضی تھے چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں قتادہ صاحبہم قتلہا علی مقتدر یعنی جبر ٹھیکار سے اپنے فریق کو چیرنا تھ چلایا اور کاٹا اور یہ بھی غلام ہر ذرا کو سب لوگوں نے بغیر تفریق و گوشت باہم تقسیم کر لیا حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کوئی گناہ زمین پر عباد ہو تا ہو تو جو کوئی شخص اس مجلس میں حاضر ہو اور بدل بزار و کارہ ہو وہ شخص ایسا ہے جیسے دو روز فی راہ پر اور جو شخص اس مجلس میں نہیں ہو اور بدل رہی ہو وہ شخص ایسا ہے جیسے اس گناہ میں شریک نہ ہو

حاکمہ اللہ نزل شانہ نے اس کہ یہ میں نام حضرت صالح کا نہیں دیا اسلئے کہ معلوم ہو کہ یہ فرمانا حضرت صالح کا نہ تھا کی کا فرمانا تھا اور تنوین اور تہذیب کی مذہبی کی تلوین اور تہذیب تھی کیونکہ رسول اکرم مرسل میں ہوتا ہو اور زبان اسکی عین زبان صحیحینہ ہونے کی ہو اقصیٰ بعد اس واقعہ کے حضرت صالح مومنوں سے فرمایا کہ یہ شہر غضب الہی کے نازل ہونے کی جگہ ہے یہاں رہنا مناسبت نہیں اب اسکو چھوڑو اور کہ منظمہ میں چکر رہو چنانچہ سب لوگ حضرت صالح کے ساتھ وہیں گئے السلام از قنا اتبہا بنی ناعمد صلعم حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلعم سفر تبوک میں شہر حجاز پر گذرے تو یاروں سے فرمایا کہ اس شہر میں نہ جاؤ اور یہاں کا پانی نہ پیو اور اس گروہ مغرب پر گذر کر روئے و پرتے ہو کہ کیونکہ ارواح اشد قیام پر اس شہر میں عذاب ہوتا ہو احد میں جبکہ غضب و قہر الہی ظاہر ہو اس مقام سے دور رہنا بہتر ہو اور یہی حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرقہ نشود کے کافروں سے کوئی شخص باقی نہ رہا تھا مگر ایک شخص ابو رغال کہ وہ کسی قریب سے حرم شریف میں گیا تھا سو وہ بھی جب حرم میں رہا عذاب سے بچا جب کہ حرم سے طائف کو چلا راہ میں وہی عذاب پہونچا جو فرقہ نشود پہونچا تھا کہ ہلاک ہو گیا چنانچہ حضرت صلعم جب حکم طائف میں جبراً پہونچے تو وہاں ابو رغال کی قبر تھی اور اسکو ہر شخص تھوڑے سے مارتا تھا یہ احوال دیکھ کر حضرت رحمۃ اللعالمین سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ قبر کس آدمی کی ہو اصحاب نے التماس کیا یا رسول اللہ ہم نہیں جانتے فرمایا کہ یہ قبر ابو رغال پر قبیلہ قبیصہ کی ہو اور میرے صدق کلام پر دلیل یہ ہو کہ اس مقبرہ کے پاس ایک چھری سونے کی تھی شووہ بھی

۱۰
 کہ اگر کوئی شخص اس مجلس میں حاضر ہو اور بدل بزار و کارہ ہو وہ شخص ایسا ہے جیسے دو روز فی راہ پر اور جو شخص اس مجلس میں نہیں ہو اور بدل رہی ہو وہ شخص ایسا ہے جیسے اس گناہ میں شریک نہ ہو

تقریباً جو چارہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر اسکی کھودی اور حجر بی گامی اور بستور
 بند کردی تو اسیت ہو کہ آواز ناطہ اس کو ہستان میں نہایت زور و شور سے آتی ہو اور جب ناطہ حجاج
 ومان سے گزرتا ہو تو اہل قومین و بندر و قین سر کرتے ہیں اور بعضے نعرے بجاتے ہیں اور شور
 غوغا مچاتے ہیں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو قافلے کے اونٹ آواز ناطہ صالح علیہ السلام
 ہلاک ہو جائیں گے اذکرہ خواجہ عبدالکریم فی ما در نامہ راست و روعہ ہر گز دن راوی صاحب اسباب علیہ
 نے تفسیر سورہ صافات میں لکھا ہے کہ مذہب حضرت صالح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکی
 قوم نے دعوت ثانیہ میں کی تھی اسلئے کہ اول مرتبہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے دعوت فرمائی
 تو سب لوگ ایمان لائے تھے اور جب آنکی وفات ہوئی تو سب مرتد ہو گئے حق سبحانہ تعالیٰ نے
 پھر حضرت صالح علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی قوم کا پیغمبر قرار دیا مگر کسی نے نہ سچا نا اور تکذیب
 کر کے سچ سے مدبہ کرنے لگے کہ اخراج ناطہ اللہ ایک معجزہ عظیم الشان ظاہر ہوا اس پر بعض لوگ
 اس قوم کے ایمان لائے اور اکثر قوم نے تکذیب کیا اور بسبب پر کرنے ناطہ کے ہلاک ہوئے
 بالکل بعد اس واقعہ کے حضرت صالح علیہ السلام پانچ ہزار آدمی مسلمان اپنے ہمراہ لیکر ممالک میں بن
 تشریف فرما ہوئے اور بعض منازل میں بن وفات پائی اس مقام کا نام حصہ موت ہوا اور بعض وایات
 میں ہو کہ جانشان تشریف لیکئے اور شہرستان عجم میں اقامت فرمائی جب انجنا ب کی وفات ہوئی
 تو سبہ جاس میں بن کیے گئے و بروریت بعضے مردم تشریف میں علوہ فرما ہوئے وہاں میں صفا و مردہ خواہ
 حجرین و فین ہرے عمر حضرت صالح علیہ السلام کی حسب روایت کعب اہبار و دستا اٹھارہ برس کی ہوئی
 اور بروایت صحیحہ و سنو اتسی برس کی معلوم ہوتی ہو اور بعضے اہل سیر و سنجائی برس کی لکھتے ہیں
 اور بعضے موت و سنو اتسی کی تو ارد ستیہ میں اور اخبار الدول میں ہو کہ ہکی ہینٹل برس حضرت صالح
 علیہ السلام اپنی قوم میں رہے ہیں اور بروز یکشنبہ قوم سے ٹکڑے جانب رملہ کہ تعلقات فلسطین سے ہو
 تشریف لیکئے اور وہیں وفات پائی حدیث شریف میں وارد ہو کہ بروز قیامت حضرت صالح پیغمبر
 ناطہ پر سوار اٹھائے باور نیکنے قائدہ سند امام احمد وغیرہ میں وارد ہو کہ حضرت رسول ایشقلین
 خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی مرتضیٰ اسد اللہ و النالہ بکرم اللہ وجہہ سے کہ
 تمکو معلوم ہو بہجت ترین است پیشین کا اور زشت ترین اس است کا کون ہو عرض کیا کہ اللہ و رسولہ
 اعلم فرمایا کہ بہجت ترین اگلی امتوں کا مرد و سرخ رنگ قرار بن سابع تھا جسے ناطہ اللہ کو یہ کیس
 یعنی اسکی کوچہ کاٹی اور اس سمت میں وہ شخص ہو گا جو کہ تیرے محاسن کو خون آلودہ کرے گا

آواز ناطہ اللہ کی ہو

حوالہ ابن ماجہ

اور بعضے بالعکس اور امام رازی اور ایک جامع سلف کا یہ قول ہے کہ از عمر ابراہیم تھا نہ پر کیونکہ پیر ابراہیم علیہ السلام
 مومن مومن تھا تاخ نام کہ از کذب لیسوی علی فی المقاصد السیسیہ کاتب الحروف کہتا ہے کہ نفس صریح و اذ قال
 ابراہیم لابیہ اتر اتخذنا منک اللہ اول اس بات پر ہے کہ از پیر ابراہیم تھا نگہ یہ کہ کہا جاسے کہ چچا کا باپ کہنا
 متعارف ہے صریح فالہ بمنزلہ مادر ہے اور نام ابراہیم کی مان کا معانی یا او فی نسبت نہ تھا اور تولد مقبضے کوئی
 متعلقات بابل میں یا شہر سوس متعلقات اموازمین محمد نرود میں ہوا سجا وندی نے نرود و نضیم فون لکھا ہے
 اور حضرت اخیر بالافاق ذال مجہد کہ ذی مائتہ عظام علی البیضاوی تیسیر بین ہے کہ نرود ابن کنعان ابن
 سخاریب ابن نرود ابن کوس ابن سام ہے چچا کے نزدیک شیخس تمام روستے زمین کا بادشاہ تھا اور یہی
 قول ابن اسحاق کا ہے یہ نرود و دعویٰ انوہیت کہتا تھا اور لوگوں کو اپنی عبادت میں بلاتا تھا اور بعض کے
 نزدیک خدا کا انکار نہ تھا صرف دعویٰ جباری بطریق معلول باری کہتا تھا صریح نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے
 حق میں اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض کے نزدیک شمس و قمر و کواکب کی پرستش کرتا تھا اور اپنی رعایا کو اپنی
 عبادت پر دعوت کرتا تھا لہذا امام جعفر سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ نرود و شخص ہے جسے دعویٰ خدائی
 ہے پر وہ کیا اور باطل شہر اور بابل میں تلوہ بنایا اور خالق کبریا سے لڑنے کو آمادہ ہوا آسمان پر جانے کا قصد کیا
 کا ہنوں اور نجومیوں کا اسکے عہد میں بڑا اند بار تھا آفرگندہ و دوزخ ہوا مساکم میں ہے کہ نرود سپر کنعان سلطان
 جہان تھا شہر بابل تخت کا مکان تھا ایک مرتبہ شب کو سویا خواب دکھیا کہ ایک ستارہ افق مغرب میں طالع ہوا
 اسکی روشنی نے ماہ و خور کو تاریک کیا جب بیدار ہوا تو کہ ہنوں نجومیوں نے تاویل میں کہا کہ ایک انسان
 تجھ سے نبیان خلو گاہ عدم سے میدان وجود میں آئے گا کہ قاطع نبیان سلطان و شاہ ہوگا اور اسی کے ہاتھ
 تمام لشکر و سپاہ تباہ اور بعض کے نزدیک بالہ استفسار شاہ نجومیوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد اقامت کیا
 کہ اس سال میں ایک مولود سے اسے جو تیری ملکیت میں موجود ہو اچا ہتا ہے کہ جس سے دین و دین حال پر از ہے
 و زوال نظر آتا ہے و جو ایسے اہل نجم نے شاید یہ حال صحائف انبیاء سے سابقین و پیغمبران نشین میں کیگا تھا
 اسی کو ہی ہر کہا الفخر من نرود نے نجومیوں سے کہا کہ وہ مولود موجود مقرب پر سے رحم مادر میں آئیگا یا نہیں
 وہ بوسے ہنوز مولود مقصود سے اسے کرم و جو مستقر مقرب سے مستودع رحم میں نہیں آوے تاکہ علم پر نور ست
 نمود میں قائم نہیں کیا ہے تب نرود نے مٹھن ہو کو منادی کی کہ اب کوئی مرد گر و عورت کے نہ جائے
 اور کوئی عورت قریب مرسے نہ بیٹھے اور دل و دل نگر ایک ایک مرد و عورت پہنیں کیے کہ خبر داری میں
 مصروف زمین آب کارخانہ آئی دیکھنا چاہیے کہ از پیر ابراہیم علیہ السلام و مقربان بارگاہ سلطانی و محمدان
 خاص و کاظم سبحانی سے تھا ایک ات میں مسلمانہ معانی نسبت نر اپنی اہلیہ سے ہم بستر ہوا مولا کا نشان ہے

کوئی بھی خبر نہ خواہ حال و بار و برہمی اور امید و افسوس و غم و اندوہ کہ اکابر علماء تفسیرین میں سے کسی نے
 کہ جو تاویل تو ہمیں دیاتے صاف تو نہروں و مردود و اپنا لشکر بزمیت پیکر یکے بیرون شہر سافہ ہوا اور یہ نہ اہونی کہ جلد
 رجال باہر شہر کے ہیں اور یہاں فتنہ ساز اندرون اور یہاں کیا ہوئی کہ نہ ہمار کسی کی عورت مرد سے نہ ملے اور کوئی
 شکایت نہ ملے مگر اس تعبیر میں تحریر کا تب تقدیر سے فاضل تھا اور باوہفت و امانی فتنہ سے ازلی سے محض
 حاصل رہا ایک مدت اسی طاقت میں گذرانی کہ وہ ساعت مسودہ ظہور ہو کر آئی اور فتنہ سے اذکار اور اذکار
 شبائیا کہ اسبابہ وقتہ نمود کو ایک کار ضروری اہم قصہ لایہی شہر میں پیش آیا اور جو عینا کسی قافل و
 ہوشیار کا اندرون شہر واجب لازم ہوا آئندہ پر اہم خواص بادشاہی اور مہبط و مہر اردو ہی تھا طلب ہوا اور
 اس سے فحاشی کی گئی کہ ہم تجھ کو باجی فاعتماد شہر کو بھیجتے ہیں اور قسم دلاتے ہیں خبردار اپنی عورت پاس
 نہ جانا اور جو وہ نظر تیرے جاسے تو اس سے غلجہ و بیکار نہ ہونا چاہیے آرزو بعد تو لقا حاصل ہوا کہ شہر کو گیا اور
 کار بادشاہی میں وجہ ہر خواہ کر کے پھر اتنے بل میں آیا کہ بہت دن ہجرت میں گذرے گھر والی کو کو یہ کہنا
 ضرور ہے یہ سمجھا کہ اس میں کچھ قصور ہو آخر کار گھر گیا عورت مقابل ہوئی اور طبیعت بیباک شہرت مائل کا یہ نسبت
 افضل مصداقات بلایا اور موکل شہوت نے محبوب کو بہتر آرام پر بھیجا لاڈ والا کہ نور ابراہیم پیشانی آرزو جبین
 مادرین آگیا حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ دو سو دن بچہ یون نے نمود و مردود سے کہ ما کہ آج وہ مولود
 سلب پر سے ظن مادرین جلوہ فرما ہوا اور علم ظہور کتمان عدسے عالم وجود میں قائم ہو گیا نمود و مردود نے کہا
 ہر عورت پر ایک موکل رہے کہ پیدا ہوتے قتل کرے اور ابراہیم کی والدہ پر آٹھ موکل نمود و مردود سے موکل اپنا
 منہ لیکر پھر آئے یہاں تک کہ آثار وضع محل ظاہر ہوئے والدہ حضرت نے یہ سوچا کہ اگر یہاں بیٹا جنون کی تو
 مقتول ہو گا آخر ایک گڑھے میں باہر وضع مل فرمایا اور ایک پارچے میں پھیر کر غار میں رکھ دیا اور
 منہ اسکا تھوڑے سے بند کیا پھر گھر آئیں اور شوہر سے وقت آفسار فرمایا کہ بیٹا جنی تھی فون کر آئی یا کوئی
 پیدا ہوا تھا سو میں نے چھپا دیا آئندہ کو بھی اطمینان دیتی ہو گیا اور بعضی روایت میں ہے کہ جب عورت نے
 یہ حال بیان کیا تو انہ نے کہا خاموشی بہتر ہے نہ میں تو غضب سلطانی میں گرفتار ہو گی آخر وہ دم بخود
 خاموش ہو رہی لیکن جبکہ آئندہ کسی کام کو گھر سے باہر جاتا تو وہ سبب شفقت کے ابراہیم کی خبر گیری کو جانی
 اور وہ وہ پلایا کہ قی اور جب کبھی کسی وجہ سے دیر ہوتی تو دیکھتی کہ آنجناب اپنا انگوٹھا چوستے ہیں
 اور اس سے وہ وہ ٹپکتا ہر الغرض اسی طور سے ہر روایت بعض مفسرین نے جیسے تک حضرت ابراہیم غار
 رہے اور تعبیر میں ہے کہ ایک دن ہر وقتہ میں جایا کہ قی تھی چنانچہ ایک دن واقعی ہو کہ ایک انگلی
 سے پانی اور وہ مری سے دو دھتیری سے شہد جو تھی سے شراب یا بچوں سے خوش ٹپکتا ہر

توسخت تخیر ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب ایک دن مین ہفتہ کے برابر بیٹھے
 اور ہفتہ مین عینے کے برابر اور موبہب عتیمین ہو کہ حضرت ابراہیم کی بالیدگی خالق کبریا نے اس طرح
 رکھی تھی کہ ایک دن مین ایک ماہ کے اور ایک ماہ مین ایک برس کے نظر آتے چنانکہ پندرہ مینے مین
 پندرہ برس کے معلوم ہونے لگے اور گاہ بیگاہ فار سے باہر نکلتے لگے اقامت آنجناب در میان فار بعض
 روایات مین تیرہ برس اور بعض مین سات برس اور بعض مین تیرہ برس اور بعض مین شترہ برس مین لقمہ
 حب ہو شیا ہو سے تو انکی والدہ نے از سے کہا کہ لڑکا جو پیدا ہوا تھا وہ زندہ ہو اور نہایت خوبصورت و
 فطین لائق زیارت ہو تو بھی اُسکو دیکھ چنانچہ از بھی حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا اور بولا کہ اُسکو کھ
 نیچیں تاکہ مین نرو دے پاس لیجاؤں اور حضرت ابراہیم نے بھی اپنی والدہ سے فرمایا کہ اب مجھکو فار سے
 باہر نکال دے آسنے رات کے وقت فار سے نکالا اہل کھیت کے نزدیک قبل غروب آفتاب باہر نکالا تو
 آنجناب نے آسمان وزمین و جہاں و اشجار دیکھے اور اپنے دل مین سوچے کہ بیشک انکا بھی کوئی
 خالق ہو گا غائب ہے جہاں پرورش فرمایا جو وہ ہی انکا بھی پروردگار ہے اور متصل فار کے کچھ جانور پر
 اُنکو دیکھ کر والدہ نے کہہ دیا کہ اُس پر ایک کے نام قدام نے حضرت سے فرمایا انکا پیدا کرنے والا
 بھی جو آسنے کہ کوئی بخابق بلا خالق نہیں ہو فرمایا چار خالق کون ہو جو بی مین فرمایا تیرا رب کون ہے
 کہنے لگی از کہہ از کا پروردگار کون ہو جو بی نرو د پوچھا نرو د کو کہنے پیدا کیا تب وہ ناراض ہوئی
 اور بعض روایت کہہ تھیں کہ آسنے کہا نرو د کا پروردگار شترہ برس مین اور جب آنجناب نے کوکب کا
 خالق پوچھا تو آسنے سکوت کیا اور صحیح یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سب تقریر فار کے اندر
 فرمائی تھی اور اس وقت سال بھر کے تھے تب انکی والدہ نے ایک طمانچہ مارا اور کہا ایسی باتیں نہ کیا کر
 اور اس بحث کو آسنے اپنے شوہر سے اتار دیا کہ وہ بھی آیا حضرت ابراہیم نے بھنہ وہی تعتر بر
 از سے تفصیل فرمائی کہ وہ ناراض ہو کر چلا آیا اور جو ایت میجو تین برس کے تھے وہ بروایت سات
 برس کے حسب شہر مین جلوہ فرما ہو سے اسی دن رات کے وقت ستارہ زہرہ یا شتری افق مغرب سے
 طالع ہوا تو ستارہ پرست سجدے مین گرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حرکت کو ملاحظہ فرما
 کہا یہ ہیں استغمام یا اس قوم کے زعم باطل پر کہ یہ جو پروردگار میرا بچہ حب وہ غائب ہو گیا تب
 ارشاد کیا کہ مجھے خوش نہیں ملے چھپ جانے والے اور جب رات بڑھی تو جو دھوین رات کا
 چاند نمود ہو کے چپکا اور مہتاب پرست سجدے مین گرے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 فرمایا کہ یہ جو میرا پروردگار حب وہ خط نصف النهار سے دوسری طرف کو گزر گیا تو فرمایا

کہ اگر ہدایت نہ کرے مجھ کو یہ راسب تو لا ریب رہوں بلکہ نہ لوں میں پھر حسب صبح ہوئی اور آفتاب
 افق مشرق سے جھلکا اور آفتاب پرست سجدے میں چلے تو فرمایا یہ جو پروردگار میرا کہ بہت
 بڑا جو جب وہ بھی غائب ہوا تو فرمایا کہ اس قوم میں بزرگ ہوں اُس سے مجھ کو تم شریک
 کہتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اُسی کی طرف جس نے آسمان اور زمین بنائے ہیں اور غالب ہیں
 میلان کرنے والا ہوں سب نبیوں سے سوا اسے دین توحید کے اور میں نہیں ہوں شریک
 کرنے والا چنانچہ سورہ انعام میں ارشاد ہوا قلما جن علیہ الیل اسے کہ کیا قال ہزار بی قلما
 اقل قال لا انا لیلین قلما اسے القمر باز قال ہزار بی قلما اقل قال لکن لم یهدنی
 ربی لا کون من القوم المفلکین قلما اسے اس باز نعت قال ہزار بی ہذا کبر قلما اقلست
 قال یا قوم انی برحی مما تشکر کون انی وجہت وجی للذی فطر السموات والارض ضیفا وانا
 من المشرکین چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ غلق آسمان اور
 زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت و مراد کے واسطے کوئی ستارہ پرست اور کوئی آفتاب پرست اور کوئی
 آفتاب پرست ہو گیا ہوتا ہے چاہا کہ میں بھی اپنا رب ٹھہراؤں پھر کوئی ستارہ ٹھہرایا جب
 غائب ہوا تو جانا کہ ایک مال پر نہیں ہو کوئی اور ہی اس پر ماکم ہو اگر آپتقل ہوتا تو
 اعلیٰ مرتبہ سے ادنیٰ مرتبہ پر نہ آتا پھر پایندہ اور سورج میں بھی یہی عیب پایا سب کو چھو کر
 اُسی ایک کو پکارا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا جو غرض کہ اس میں عقل سلیم چاہیے
 کہ جب ایک کو مانا اُس سے کون کام نہیں ہو سکتا ہو کہ دوسرا اور کار ہو شکیب
 مفسرین کو ہزار بی کے معنی میں اختلاف ہو بعض نے ہر چل کہتے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ حضرت ابراہیم اولیٰ مال میں طالب توحید تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق
 دی اور اوائل میں ایسا کلام ضرر نہیں کرتا جو بالخصوص مقام استدلال میں اور
 بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول قابل اعتبار نہیں ہو اس واسطے کہ جو شخص پیغمبر ہی پر بھیجا جاتا ہو
 وہ معصوم اور مظهر اور عارف بخدا ہوتا ہو اور خداوند تعالیٰ اسکا نگہبان رہتا ہو چنانچہ
 ارشاد ہوتا ہو کہ ولقد آتینا ابراہیم رسماً رشداً من قبل وکتاہ عالمین پس انھیں مقتدا
 سے نص قرآنی میں کئی وجہ سے تاویل کرتے ہیں ایک یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اپنی قوم سے عم باطل کو تدریج دور کرنے تھے کہ نہ اسے تمہاری خطا ہو جو تم پریم
 اور نہ کہیم کو اکب میں مصروف ہو اس واسطے کہ جو قابل تغیر ہو لیاقت معبودیت نہیں رکھتا

دوسرے یہ کہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا از قبیل استفہام انکاری سمجھنا چاہیے پس
اس صورت میں آیت قرآنیہ میں صرف استفہام محذوف ہو یعنی اہزار بی یعنی نہیں ہو
یہ پروردگار میرا اور یہ سہ لفظ تو بخ اور انکار قوم میں ابلغ ہو اس سے کہ فرماتے ہیں ہزار بی
یہ سہ لفظ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بطریق احتجاج واقع ہوا ہو یعنی یہ پروردگار
میرا ہو تمھارے زعم میں اور جب غائب اور غروب ہو گیا تو فرمایا کہ اگر یہ معبود ہوتا تو نہ
نہو جاتا چوتھے یہ کہ آیت کریمہ میں ایک فعل محذوف ہو یعنی یقولون ہزار بی اور محمد ابن مسلم
ترمذی کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اور روح سے نہ تھا بلکہ اپنے
نفس سے تھا اس واسطے کہ روح اور دل کو دلیل ہدایتی اور فطری دونوں حاصل ہیں
اور نفس کو صرف دلیل فطری ہے پس نفس نے روح اور دل سے مخاصمہ کیا یعنی جب ستار
وغیرہ دیکھے تو نفس نے دل اور روح سے کہا کہ ہزار بی روح اور دل نے کہا کہ اس ط
مشغول مت ہو بلکہ مشغول ہوا اپنے پروردگار سے جو کہ ہمیشہ اور ایک جہت سے ہم
مشغول ہیں اور بعض روایات سے واضح ہے کہ مشاہدہ ستاروں کا غارین واقع ہوا
اور گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں باپ سے بھی غار میں ہوئی تھی واضح ماذکر
سابقاً نفس بزم میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر میں تشریف لائے
تو باپ و ماں آپ کے کمروں کے پاس بیٹھے یہ مرد و نہایت کو بیٹھنے اور لبور سے
تھا حضرت ابراہیم نے اسکو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور غلام و کنیز پر ہی بیٹھ کر
وہاں منتظر کہ تخت کے دست بستہ ملا خط کیے باپ سے کہا یہ کون لوگ ہیں جو
گہر تخت کھڑے ہیں اور یہ کون ہے جو تخت پر ہو اسنے کہا تخت پر خدا ہے اور گہر تخت
اسکی مخلوق ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے مخلوق اپنی آپ سے بہتر پیدا کیے
چاہیے تھا کہ خود اسے بہتر جوتا کہتے ہیں کہ ازرتھرون سے محبت تیرا تھا اور حضرت کو
دیکھا کہ باز اسے سچ لادو سو آپ بیٹوں کی گردن میں رستی باندھ کے گھسیٹتے باز اسے
بجھاتے اور بچا رتنے کہ کوئی لیتا ہو اس چیز کو کہ جھین نہ کچھ نفع ہو نہ ضرر اس آواز سے
کوئی بھی نہ لیتا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر بقصد استنار سے قوم یون کیا کرتے
کہ بیٹوں کو کنارے دریا کے بجھاتے اور پانی میں غوطہ دے کے کہتے کہ پانی میو امیکن
آپ کے باپ کو یہ خبر ہو چکی تو نہایت غصہ ہوا اور منع کر دیا تب حضرت نے فرمایا

کہ سورۃ انعام میں ارشاد ہوا اذ قال ابراہیم لایہ ازر اتخذہ منانا اوتہ انی اذکرتک فذلک من فضل ان
یعنی جب کہ ابراہیم نے اپنے باپ ازر سے تو یکڑ تارہ سو تو توں کہ خدا میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور
تیری قوم کو صریح گراہی ظاہر میں اور فرمایا کہ اے باپ میرے کیوں چو جتا ہو اسکو جو نہ مٹے نہ ہو
اور نہ کام آئے تیرے کچھ کہا قال یا ابت لم تعبد الا لیسع والیسع لا یعنی عنک شاک اور کہا کہ اے
باپ آتا ہو تجھ کو علم کہ تجھ کو نہیں آتا ہو سو میری راہ چل کہ بتلاؤں تجھ کو راہ سیدھی کہا قال
یا ابت انی قاری من العلم ما لم یتاک فایسعی اذک مرطاسیہ اور اے باپ میرے سے
عبادت کہ شیطان کی کہ شیطان کا نام فرما نہ دو اور جو کہا قال ان الشیطان کان لک من
اخر باپ میرے ڈرتا ہوں ایسی بات سے کہ کہیں آگے نہ جھکے ایک آفت رحمان سے جس سے نہ
ہو جائے شیطان کا ساتھی کہا قال یا ابت انی اخاف ان یمسک ذرا من الذین نمت کون
لاشیطانی ولما یعنی شاید وہاں کفر سے آفت آوے اور تو شیطان سے مردمان لگنے لگے اور
میں سے امانت چاہے تو خراب و ذلیل ہو جائیگا جب اس طرح کہ نصائح حضرت
ابراہیم نے کیے تو ازر نے ناراض ہو گئے کہا اور تجھ آفت نعم انہی یا ابراہیم لکن لم تفت
لا جہنمک وارجونی لایا یعنی تو پھر ابراہیم سے تنہا کیوں سے اے ابراہیم اگر تو چاہے
تو تجھ کو پیچروں سے باز لگا اور تجھ سے دور جا ایک مدت تک یہ مسک فرمایا سلام علیک
ساستغفرک ربی انہ کان لی خفیۃ یعنی تیری سلامتی رہے میں بخشو او کو گا کہ وہ سے اپنے
رب سے کہ بیشک وہ جو مجھ پر رہاں مفسرین کہتے ہیں کہ یہ سلام جو حضرت کا حق تھا
اس آیت سے مفہوم ہوا کہ اگر دین کی بات میں مان باپ ناخوش ہوں اور کہہ دے
نکالنے لگیں اور بیٹا کوئی بات بیٹھی کہ کایک نکلے تو وہ بیٹا عاق نہیں ہو اور حضرت نے
گناہ بخشوانے کو کہا تھا لیکن جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی موقوف کیا اور اخبار میں نہ کورہا
کہ جب حضرت ابراہیم ہجرت کر کے چلنے لگے تو ازر نے کہا رنجیدہ و نحوذا تمھارا بہت بڑا ہجر
تکو تو نہا نہ رکھیگا تب حضرت نے امید و ایمان ہو کے فرمایا ساستغفرک ربی قطع لطف
اس سے استغفار کفار کے واسطے استدعا تو نفع ایمان ہو اللہ سے کہ سبب حضرت پر تار
صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم قیامت میں ازر کو عذاب میں گرفتار دیکھینگے
تو کہیں گے کیوں میں نے نہ کہا تھا بت پرستی نہ کو میرا گناہ ان تو نے نہ مانا ازر کو یہ کہ جو ہوا
سو ہوا اب میں تمھارا گناہ مانو لگا تب حضرت ابراہیم جناب الہی میں عرض کیے کہ اے میرے

رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں تجھ کو قیامت میں منجیت نہ کر دینگا اور اس سے زیادہ کون سی بات ہو
 کہ میرے باپ کا یہ حال ہو کہ عذاب میں گرفتار ہو اللہ صاحب فرماؤ نیکی اور ابراہیم میں بہشت کو
 کافروں پر مرام کر چکا ہوں یعنی یہ ممکن نہیں کہ یہ دوزخ سے نکلے اور بہشت میں جاسے پھر حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے پانوں کے تلے دیکھو تو دیکھنے لگا کہ آذر خاک آلودہ جانور ہو گیا پھر
 فرشتے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالینگے یعنی تبدیل صورت سے عار و ہر ہو گی کہ کوئی نہ پہچان سکے گا
 اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ایمان و تائید یہ کام نہ آئے گا سبحان اللہ جبکہ ابراہیم سا بیٹا ہو دوزخ
 میں رہے نفسیر سحر الجور میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل سے کوہستان فارس میں آکر
 سات برس رہے کہ اس عرصہ دراز میں آذر باپ ابراہیم علیہ السلام کا مر گیا اور بنخافون کی اڑی
 اور تمام اہتمام انکا اسکے چچا سے متعلق ہوا پھر بابل میں تشریف لائے اور وہی مذمت اور نکوش
 بیون کی شہر مع کی اور مجادلہ و مقابلہ قوم سے جاری فرمایا اور درپہ اس بات کے ہوئے کہ
 قوم کو دعوت ایمان فرما دیں تب سب نے جمع ہو کر کہا تو کسکو پوجتا ہو فرمایا پروردگار عالم کو تو ہم
 کہنا نہ دے کہ پروردگار کہتے ہیں یا کسی اور کو ارشاد کیا میں اپنے خدا کو کہتا ہوں جسے نہ دے و نہ هیچ
 عالم کو پیدا کیا پھر حضرت نے قوم کے لوگوں سے فرمایا ما ذہ التماثل الی اتم لہا عاکفون یعنی
 یہ کیا نکالیں ہیں جسکے تم مجاور بنے ہو معلوم ہیں کہ کون بہتر تہذیب میں تھیں بعض سوئے و چاندی کی اور
 بعض لوہے و رانگے کی بعض لکڑی و پتھر کی لگایا ایک بت جلانی مرصع سجوا ہر بسکی دونوں انگھون
 یا قوت جیسے تجھے سب میں بڑا تھا اور نفسیر تیسرے میں ہو کہ نوئے بت تھے اور ایک بہت بڑا تھا
 بسکی انگھون میں دو موتی جڑے تھے اور تہیان میں ہو کہ درندے و طیور و دواب و آدمیوں کی
 تصویریں تھیں اور بعض کے نزدیک ستاروں کی بہر تقدیر کافروں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنے
 باپ دادوں کو اسی طرح دیکھا ہے اور ہم مقلد ہیں فرمایا تم اور تمہارے باپ دادے سرخ غلطی میں
 رہے ہیں قالوا جئتنا باحق ام انت من الاعمالیین یعنی کافروں نے کہا کہ تو سچی بات لایا ہے
 یا بازی کرنے والا ہے کہ بریں نزل و مطایہ بات کہتا ہے تب حضرت ابراہیم نے فرمایا میں ٹھٹھا نہیں کرتا
 گواہی دیتا ہوں کہ پروردگار تمہارا وہ ہے جسے آسمان و زمین اور ان تصویریں کو پیدا کیا ہے ہر قسم ہر
 اند کی علاج قرار دینی کہ بڑگا تمہارے بتوں کی جب تم پیچھے پھیر کر جاؤ گے کہا قال اللہ تعالیٰ
 فی سورۃ الانبیاء بل ربکم رب السموات والارض الذی یطہر من الذل علی ذلک من الشاہدین و تاتھ
 لاکیدین اذناکم بعد ان تو لو ادبرین علامہ بخوی سدی مفسر سے روایت کرتے ہیں کہ سال میں

ایک دن عید کا قوم نمرود میں مقرر تھا کہ اس دن سب لوگ شہر میں جمع ہو کر باہر جاتے تھے اور قیسر سے بہت تک
 سیر کرتے تھے۔ میں رہتے جہازان بخانے میں آتے۔ جن کو زیور و لباس سے آراستہ کر سجدے کرتے تھے
 اور پرشاد لیکر گھبراتے تھے سو وہ دن آیا تو ابراہیم کا چچا بولا کہ اگر تم ہمارے ہمراہ عید گاہ کو جاؤ تو ہمارے
 دین کی خوبی معلوم ہو کہ حضرت تھوڑی دور چلے چلا کر رہے فرمایا کہ میرے پیرو کھتے ہیں میں تو اہستہ
 آہستہ چلوں گا تم لوگ چاہے کچھ لوگ نکل گئے اور مجھے ضعیف باقی رہے تو حضرت نے چپکے فرمایا
 تا کہ اراکین اصنام ایک گجٹ نے سن لیا جب سب شہری چلے گئے تو حضرت نے تبرائے میں لیا اور
 بیتخانے میں تشریف فرما ہوئے دیکھا کہ ایک بت بڑا بڑی تعلیم سے سخت پریشا ہو اور گرد آسکے چھوٹے چھوٹے
 بت کھڑے ہیں رو برو کھانا رکھا ہونہ کوئی کھاتا ہونہ پیتا صرف اس واسطے تھا کہ عید گاہ سے بچ کر تبرک و
 پرشاد لینے حضرت نے بطریق مستعار فرمایا کیوں نہیں کھاتے یہ کھانا کوئی نہ بولا فرمایا کیوں نہیں بولتے
 یہ بھرتی کوئی نہ بولا تب تو حضرت ابراہیم نے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا بڑی صورت کو باقی رکھا تبرائی
 گردن میں لٹکایا اسکے ہاتھ میں بانڈہ دیا اور خود بدولت بتکدے سے باہر تشریف لائے کما قال
 تو لے مجھام عبداؤ الاکبر اہم معلوم ایہ۔ یہ بتوں یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انکو مارا ایک بڑا اٹھاتا کہ اسکی
 طرقت شاید پھرین اور بعضے محدث مفسرین لکھتے ہیں کہ جب قوم نے حضرت ابراہیم سے کہا تم عید گاہ کو
 ہمارے ساتھ جاؤ تو حضرت نے ساروں کو دیکھ کر فرمایا میں بیمار ہوں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا ہوں
 کما قال فنظر نظر فی النجوم فقال انی سقیم یعنی میں بیمار ہوں کی ایک بار تاروں میں بچ کر کہا میں بیمار ہوں
 مراد نظر سے دیکھنا مقامات و اتصالات کو اکب کا ہوا خواہ دیکھنا عالم نجوم یا کتاب نجوم کا ہو کہ یہ بات
 واسطے تو ہم کفار کے منوع نہیں ہو اور مراد بیماری سے یہ کہ وہ لوگ معلوم کریں کہ ابراہیم نجوم سے سبکدلا
 مرض پر کرتے ہیں تاکہ انکے ہمراہ نہ جائیں کیونکہ اعدب مرض انہیں طاعون تھا اور اس سے یہ لوگ نہایت
 ڈرتے تھے یا یہ مراد تھی کہ میں تمہاری منالالت و گمراہی سے سقیم ہوں اس صورت میں صاف ہو گیا کہ حضرت
 ابراہیم نے عذر کیا جب دوسرے دن قوم کے لوگ عید گاہ کو چلے تب فرمایا لاکیدن اصنامکم اہل فنیسہ کو
 ضمیمہ الیہ میں اقلات ہو بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی طرف بھرتی ہو یعنی بڑے بت کو چھوڑ دیا تاکہ
 قوم کے لوگ حضرت کی جانب رجوع کریں اور بعض کے نزدیک بڑے بت کی طرف بھرتی ہو یعنی اس سے
 استفسار کریں کہ شکنندہ بتان کون ہے جب جواب نہ پایا تو فنیسہ صحت ہو گئے اور بعض کے نزدیک شہر کی
 طرف بھرتی ہو یعنی بت پرستی ترک کریں اور جانب خدا رجوع لاوین اور کچھ بین کہ بت اپنے ضرر کو بھی مٹ
 نہیں کر سکتے اجمال جبکہ قوم کے لوگ عید گاہ سے پھرے اور بتکدے میں آئے تو بتوں کو خراب و برباد کیا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰

تو کہا میں مکمل ہوا ہوں مگر انہوں نے انصاف نہیں دیا کہ میں نے وہ کوئی بے نصافت اور
 اور کچھ لوگ دے دیے تھے۔ اب یہ کہہ کر ابراہیم نے کہا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا کہ تمہارا
 کہتے تھے کہ تمہاری تائید لایا گیا ہے۔ مگر وہ ابراہیم کو سب سے زیادہ سزا دیا کہ وہ اس کو
 جو کوئی تو اس سے اور اس کے مذہبوں نے کہا کہ ابراہیم کو سب سے زیادہ سزا دیا کہ وہ اس کو
 چنانچہ حضرت ابراہیم کو سزا دے دیے اور وہ نے پوچھا اے اللہ انت نصرت بلداً لا یتنا یا ابراہیم یعنی تو نے کیا ہو گیا
 ہمارے عبودیت سے اور ابراہیم فرمایا بل خدا کی خبر ہم پر اس کے کہ وہ ان کے عقائد میں سے
 کیا جو کچھ لوگوں سے اگر وہ بولے ہیں ہمیں یعنی میں نے تو نہیں کیا بلکہ اس نے کیا ہے جو کہ تمہارے مذہب میں بڑا اثر
 اور انہیں سے ہتھسار کر دیا کہ وہ بولتے ہیں کہ یہ ایک قوت نامعقلہ شرعاً نہیں بلکہ ان کی اگر بولیں تو دریافت کر لو کہ اس نے
 توڑا ہے اور جو بولیں تو یہ کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 راجع ہوا ہے اور بے لوثی جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 یعنی جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 نہ کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ تو جانتا ہے یہ نہیں بولتے پھر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 اور دلیل حضرت کی تمام ہوئی تو فرمایا اے اللہ انہوں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 میں دونوں اللہ انہوں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 برابر ابراہیم میں تم سے اور انہوں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 اور بولے اس کا جلاؤ اور اپنے ٹھکانہ کو روک کر جو شخص کے نزدیک یہ کلمہ نہ روکنے کا تھا اور ان میں سے
 روایت ہے کہ قائل اس قول کا یہیوں تھا کہ اسی وقت زمین پھٹی اور وہ سیدھا جہنم میں داخل ہوا آخر کار
 نہ روکنے انہوں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تو چھوٹا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 بیان کرتے ہوئے کہ یہ تو چھوٹا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 تب حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے
 تلاش آواز عدم وجود کا قائل اللہ قال ابراہیم ربی الذی یحیی و یمیت اسکے جواب میں نہ روکنے
 ابراہیم و امیت یعنی میں بھی ہارتا جلاتا ہوں چنانچہ ایک دائم کجس قیدی کو چھوڑ دیا اور کہا میں نے
 مردے کو زندہ کیا اور وہ میرے قیدی بن گیا نہ تو قتل نہ روایا اور کہا نہ روکنے کو زندہ کیا شاید اس سے تو قوت کا
 اعتقاد تھا کہ ابراہیم نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے جو کہ میں نے توڑا ہے

ایسا نہ ہو کہ ماضی میں مجلس پر مجلس الطبیعی کرتا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ تمام موعظہ و نصیحت میں
تھے نہ محل مجاہدہ و نصیحت میں مطلقاً بشرطہ ال کی رعایت نہ کی اور اس ملا تفرض خود سے بلکہ ماضی
باعد کے اعتراض سے اعراض فرما کر ایسی محبت پروردگار لائے کہ سوائے خدا کے کوئی چاہو نہ ہو سکے
لکھا قال اللہ تعالیٰ ابراہیم ان اللہ یاقی ابشمس من المشرق فانت بہامن المغرب یعنی کوہا ابراہیم نے کہ
اللہ تعالیٰ لاتا جو آفتاب کو ہر روز جاسے طلوع سے سو تو لاؤ اسکو محل غروب سے سے نہ شرق و نہ غرب
رازد موبکہ ہو تو با مشرق روئیں کن زغرب ہو فہست الذی کفر سہوہوت ہو گیا جو نہ کہ تمام ہی نہ ہو
اور محبت اسکی منقطع ہوئی اور یہ القہار معجزہ بنویم تھا اسلیے کہ اگر نہ ہو کہ تا کہ میں آفتاب کو مشرق
جانب مغرب لاتا ہوں تو قوم پر یو شید درہما اور جو بالفرض نہ ہو کہ تا کہ اپنے خدا سے استہدایا کہ نہ نہ ہو
نکالے تو قبل قیام قیامت واقع ہو جاتا اور غلیل اللہ علیہ السلام کا وحوی باطل ہوتا چنانچہ روایت ہے کہ
حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا تھا کہ تم حاضر ہو کہ اگر نہ ہو کہ ابراہیم سے کہے کہ تو آفتاب کو مغرب سے
نکال تو آفتاب پھیر کر مغرب سے نکال دینا ہے عجز را سو سے تشرش زہست چہرہ جہان علیست کہ نیست
اہل حقیق کہتے ہیں کہ عدول حضرت غلیل کا ایک دلیل ہے دوسری دلیل کی طرف ماضی نہیں ہے بلکہ سبب
حضرت نے دیکھا کہ نہ وہ خواہ اس کے نزدیک ملازم ہو مگر عوام اس کے فعل کو امانتہ و امیاء سمجھتے ہیں لہذا
دلیل میں براتقال کیا تا کہ الزام زیادہ ہو اور عوام کے روبرو بھی رسوا ہو و موعظہ و الفتوح سے میر
جو ابراہیم منقول ہے کہ سبب حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ ایک قیدی کو رہائی دیکر بولایا اچھا ہے انت میرے کو
مار کر کہیگا یا امانتہ ہو سو قبل قتل ہونے بلکہ اس کے از رو شفقت دوسری دلیل پیش کی اور قہر
مستقیم میں ہے کہ حضرت نے جانا یہ من مناسب نم نہ وہ نہیں ہر تب بمقتضای سے مکتبہ الناس علی قدر علوم
یون ارشاد کیا کیونکہ اکثر قوم کے لوگ بخوی تھے اور حرکت خاصہ کو اکب شیاء مغرب جانب مشرق
معلوم تھی اور حرکت مشرق میں دوسو سو آسمان ابھلین کے علم سے محبت لائے اور کہا کہ
ہمارا آفتاب کو برخلاف اسکی سیر کے حرکت دیتا ہے کہ وہ و شوار ہر پہلا تو موافق اسکی سیر کے کہ غرب
جانب مشرق ہے حرکت دے کہ حرکت فسر سے آسان ہے یا یہ کہ اہل محاسن تعلیم شمس کرتے تھے سو فرمایا
کہ جو تمہارا مہبود ہے وہ میرے رب کا منقاد ہے اور اگر کوئی خیال کرے تو حضرت ابراہیم نے کیا خوب
استثنائی معقولی بنا کر پیش کیا تھا کہ نہ وہ ساکت ہو گیا یعنی مہبود بحق کو قدرت جمیع ممکنات پر لازم
اور وہ لازم تجہیں منتفی ہے پھر مہبود نہیں ہے اور قیاس استثنائی منطق میں وہ ہوتا ہے کہ نہیں
مثالی کی مستثنیٰ ہو پس نقیض مقدم کی نتیجہ خارج ہوا اور حضرت نے تو اس طرح شروع میں اپنے

نفس کو بھی مقول کیا تھا فلما اقل حال لا احب الا ظلم یعنی اول اللہ کے ساتھ مع نہیں ہوتا چلا گیا
 مجتمع ہوا ہر قسم کے ساتھ پس نہیں ہوا اللہ کے ساتھ اسکا ثابت کرنا عناد کا ہر دو چیزوں میں یعنی الوہیت و اول
 اور امام مازی فرماتے ہیں کہ یہ کلام تمہ ذیل اول ہر کیونکہ آنجناب نے باسیا و اماتہ حجت پکڑی تو نہرو کو
 تو انہی خاصہ سے واقف تھا کہنے لگا اگودعا سے اماتہ و امیابلا واسطہ ہر تو میرے خیال میں نہیں آتا اور
 اگودواسطہ سرکات افلاک و نظرات کو اکب ہر تو نظیر ہر کا یا قریب اسکے امکان بشری سے خارج نہیں ہر
 اسکے جواب میں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ حرکات کو اکب و افلاک ہمارے خدا کے اختیار و تقدیر سے ہر
 بشر کو اسکے تغیر کی قدرت نہیں ہر دیکھ آفتاب شرق سے مغرب کو اسکے حکم سے جاتا ہر جہا تو خلافت
 اسکے وحیت دے تو نہرو میرا ہوا اور ایک روایت ہر کہ ان دونوں شدت قحط تھا و نہرو دسے غلات
 بطریق احتکار بھرا تھا جب کوئی غلہ لینے جاتا اس سے انکو جزا کہلا کر سب دے کہ اتنا تب غلہ دیتا تھا کہ
 حضرت ابراہیم کو بھی ضرورت ہوئی آپ بھی آئے نہرو دسے کہ امین کون ہوں فرمایا تو ایک حذر کا بندہ ہر
 کہنے لگا کہ مجھے سب دے کہ تو غلہ ملے فرمایا میں سوا سے اپنے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا اسنے کہا تیرا خدا
 کون ہر کہا ربی الذی یحیی و یمیت اور تفسیر کہ یہ میں ہر کہ سب حضرت نے اچھا سے نہرو تسلیم کیا تو نہرو دسے
 کہا کہ تو اپنے خدا سے درخواست کر کہ وہ نہرو دہ زندہ کرے اور اس بات پر نہایت مصر ہوا اور کہا اگر ایسا نہ کرے
 تو قتل ہوگا آنجناب نے ناگزیر مدعا مانگی رب ارکئی کیف یحیی الموتی یعنی اے پروردگار مجھے دکھلا اپنی قدرت
 کا یہ سے کیسے زندہ کرے ہر مردہ کو ارشاد ہوا اولم یومن یعنی کیا تو یقین نہیں لایا اور مقابل منکر کے
 بول اٹھا کہ ربی الذی یحیی و یمیت نے عرض کیا بلی و لکن یمیت قلبی یعنی یقین کیوں نہیں لیکن
 یہ متبادل کے اطمینان کے واسطہ ہر نفی میں قدرت کاملہ اچھا سے موتی کا گرویدہ ہوں اور مجھے کچھ بھی شک
 نہیں لیکن بنا برآں دل میں یقین چاہتا ہوں اہل یہ ہر کہ یہ علم میرا استدلالی ہر اب درخواست
 ضروری کی کہ کہتا ہوں اور صائب نہیں کہتے ہیں کہ سماعت موقوف خبر ہر ہر و انجیر پختل مصدق و الکذب
 اور باصرہ جس چیز کو دیکھتا ہر باطل نہیں ہوتا سہ کو دوسے از سندا نے سوال ہر حق و باطل صیبت
 اعمی و خفاں ہر گوش را بگفت و گفت این باطل است ہر چشم حق ست یقینش حاصل ست ہر جہن
 کہ گوش در شہیت رود ہر انجیر باطل بودہ است آن حق شود ہر گوش دلال ست چشم اہل وصال ہر چشم
 صاحب حال و گوش از اہل قال ہر جہاں کان ز گوش اید ہر چشم گفت از من شنو از اہل ہر
 سو حضرت ابراہیم نے چاہا کہ جو کچھ کان سے سنا ہر انکھ سے بھی دیکھوں اہل عرفان کہتے ہیں کہ یہ سوال
 محض واسطے خاشع تھا نہ نابینا ہر شک بطریق رویت انہی و نما سے بہشت کی یقین کامل ہر کہ

اور دوسے دیدار میں یقین طے تھا جانا تو تفسیر مصائیر میں ہے کہ تہ ایمان اور ہر دور درجہ ایقان اور سکو
حضرت کو احیاء موتی کا ایمان کامل تھا اہل سدہ کا کہ یہ ایمان نیزہ ایمان سے آراستہ ہو جائے اور
موجود حق آنجناب میں ایقان تھا کہ وہ یکتا بن من المؤمنین اور محمد اسحاق کا یہ قول ہے کہ جب نمرود سے
مناظرہ ہوا تو اس نے دعویٰ یعنی احیاء امانتہ کیا اور دکھلایا تو حق تعالیٰ نے قبول کیا حضرت نے
اللہ سے درخواست کی کہ مجھ کو کسیت احیاء کھلاتا کہ تمھارا جہلا کہ نمرود میں گرویدہ ہوئے ہیں میں
کہیں کہ احیاء امانتہ نمرود کی باطل ہے اس صورت میں اطمینان قلب تو تمھو پہنچی یعنی لعلیٹن قلب
تو می اور تفسیر تبیان میں ہے کہ جب نمرود نے مارنا جانا دکھلایا تو حضرت ابراہیم نے کہا یہ احیاء میں
لانہ اعادۃ الروح فی الجسد و نہ فیصل اسحاق تب نمرود بولا تو نے دیکھا ہے یا دکھلا سکتا ہے حضرت نے
جواب نہ دیا اور دوسری دلیل پر انتقال فرمایا بعد اسکے اللہ سے درخواست کی کہ نمرود سے کو زندہ کر
تا کہ وقت مناظرہ اپنے مشاہدے سے خبر دون اور تفسیر کبیر میں ہے کہ مبطر پیغمبر کی امت محتاج
معجزہ ہوتی ہے اسی طرح پیغمبر بھی وقت نزول ملک الہی مشتاق معجزہ ہوتا ہے تاکہ اطمینان ہو جا
کہ یہ فرشتہ جو نہ دیکھو تعجب نہیں کہ حضرت ابراہیم نے وقت نزول فرشتے کے اسی معجزے کی طلب
کی ہے اور معاملہ میں ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنانا چاہا تو آوازہ غلت زمین و
آسمان میں بھیجا کہ حضرت عزرائیل نے منادی سنکا کہ تمھیں کیا کہ یہ بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس میں ایجاؤ گنا چنانچہ حضرت عزرائیل دو تختیاں خلیل پر شریف لائے اس وقت آنجناب فضل
بندہ کر کے کمین باہر شریف لیگئے تھے تھوڑی دیر بعد گھر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص جنب گھر کے
اندھ بیٹھا ہے کہ جھٹلا سے غیرت اٹکے غصہ آیا چاہا کہ اسے گرفتار فرما کر سزا دیں حضرت عزرائیل
علیہ السلام نے دست بستہ عرض کیا کہ ان خلیل ایزدی میں فرشتہ رب خلیل ہوں موافق عالم کے
آسکے خلیل کے گھر میں آیا ہوں اگر مجھے اذن الہی نہ ہوتا تو ایسی استغنی نہ کرتا آنجناب نے کہا
تمھارا نام کیا ہے اور تم کس قسم کے فرشتے ہو کہا میں عزرائیل ہوں تمکو بشارت غلت لایا ہوں
کہ رب العالمین نے بسبب خاموشی آپ کے خلعت غلت پہنایا اور کوس عنایت سجایا
و ترانہ و اتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً گوش ساکنین ارض و سما میں پہنچایا ہے حضرت ابراہیم
علیہ السلام یہ مردہ سکھ مراد محمد و مناجا لائے پھر دیکھا کہ اس بشارت کی دلیل کیا ہے حضرت
عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے دعویٰ پر گواہ یہ ہے کہ تم سب اب الدعوات ہوئے تمھاری
و عا سے خدا نمرود سے کو زندہ کر دیکھا تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذمیت شوق سے دعا مانگی

رب ارنی کیف تمجی الموتی اور بعضے عقلا کہتے ہیں کہ قوت وہیہ اشیا سے غیر محسوس کے اور ان میں مقصر ہو مگر قوت عقلیہ البتہ اشیا سے غیر محسوسہ کو سمجھ سکتی ہو اور اس سبب سے جب عقل و ہوش میں مخالفت واقع ہوتا ہو تو طبع انسانی شوش و متروک ہو جاتی ہو اور دل مضطرب و مضطرب اس لیے غفلت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام نے خداوند عالم سے یہ سوال فرمایا تاکہ قوت حساسہ اس ایسا کی مشاہدہ سے شوشات طبع کو دفع کرے اور دل ساکن و مطمئن ہو جائے پس حقیقت نفسانیات میں مطمئن و انقلاب تھے لیکن کیفیت میں تامل تھا کس واسطے کہ صورت ایسا مختلف ہوتی ہو پس یہ ایسا کے سوال سے گویا کیفیت ایسا مراد ہو یعنی حضرت نے چاہا کہ جس طرح نفس ایسا مطمئن ہو جائے جو انسانی کیفیت سے بھی مطمئن ہو جائے اور اسی واسطے ارنی ایسا الموتی نہیں فرمایا بلکہ کیفیت تمجی الموتی کہا اور اسی قول کے قریب قریب فتوحات میں حضرت شیخ اکبر و جتہ اندر علیہ فرماتے ہیں کہ طریق ایسا مختلف ہو جس طرح وجود خلق اس واسطے کہ بعضے فتوحات کلام کن سے موجود ہوئی ہیں اور بعضوں کو ایک ہاتھ سے اور بعضوں کو دین سے اور بعضوں کو ابتدا اور بعضوں کو مسبب اور مخاریفات کے ذریعہ کہ دیا ہو جب اس طرح سے حضرت ابراہیم نے دیکھا تو جاننا کہ ایسا خلق بعد از موت قسم دوم میں ہو اور یہ بھی مختلف ہوگی پس درخواست کی کہ کون قسم کی ہو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سبب اس سوال کا یہ تھا کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام سجدہ طہرہ سے عبور فرماتے تھے ایک مرد ارکنا سے دریا کے پڑا ہوا دیکھا کہ وہ دریا کے مچھلیاں مگو موس وغیرہ جانور دریائی اپنا رزق اُس سے لیتے ہیں اور وقت جزر دریا کے مچھلی و گریپے جاتے ہیں حیوانات جنگلی اُس پر متوجہ ہوتے ہیں اور کھاتے ہیں بعد اسکے مرغ و ہواشکاری غیر شکاری اپنا حصہ لیتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ویان ٹھہر کر کمال تعجب سے دیکھا اور اپنے دل میں تصور کیا کہ مجھ کو یقین ہو کہ خداوند کبریا قادر ہو کہ اس مرد سے کو زندہ کرے کیونکہ قدرت بیروال اور قوت پرکمال اس پر مردگار کی شاہدہ نقصان اور زوال سے پاک ہو جسے جو قدرش عالم کن نہکان برافراز دہن زمینی موس سے ہستی کشد جو اس نے راہ لیکن یہ مردہ کو اس کے اجزا متفرق دریائی جانوروں اور حشرات و درندوں اور ہوائی مرغوں کے جزو بدن ہو گئے ہیں کس طرح زندہ ہوگا لہذا سوال کیا کہ رب ارنی کیف تمجی الموتی اور ایک جامع مفسرین اس طرف گئی کہ ایک روز ہلیس تلبیس کنار سے کسی دریا کے کنارے ایک قبر دیکھی کہ مردہ اسکا باہر پڑا اور مخرج ہوا جانور

دریا میں انات صحرا اس سے اپنا منہ لیتے جاتے ہیں ایک ساعت کامل وہاں توقف کر کے خوب دیکھا
اور دیکھا کہ یہاں خوب جیا بھجوا رہا تھا۔ اسی میں بے حشون اور کوتاہ فطرتان کو دام فریب نہیں
پہنچا سو لگا کہ قیامت کو خالق ذوالجلال اسے اپنے منہ سے مقررہ کو اظہار منہ عالم سے کس طرح نجات
کر لیا اور ایسے اعجاز سے پرگندہ کو حواس عیہ را وزاجات سبحان سے کہیں نہ کر گیا کہ کچھ اکتوت
حکم انہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچا کہ فلان دریا کے کنارے جلد جا کہ میرے دشمن نے
مکہ اور فریب کا جال پھیلا رکھا ہے چاہتا ہے کہ میرے بندوں کو چھانسنے حضرت علیہ السلام
بحکم رب علیم دریا پر تشریف لائے ابیں علیہ اللہ تعالیٰ کو متحیر نہ رہا ہوا دیکھا حضرت نے
ارشاد کیا کہ اے مومن کیا تامل کرتا ہے اور کون نقشہ مکہ کا اپنی لوح فکر پر کھینچتا ہے ابیں نے
جواب دیا کہ اس مکر سے کی کیفیت سے متحیر ہوں کون ہمارا اس فائدہ خراب کو نہا سکتا ہے اور
کون مہندس اس نقشے کو از سر نو کھینچ سکتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مومن
کیا محل تحیر ہو وہی معارف پر جو اسکو گمشاں عدم سے صحرائے وجود میں لایا تھا تا وہ کہ وہ
مرتبہ زاری تفرقہ سے راحت جمعیت میں پہنچا دے ۵ کوڑہ کوڑہ رابٹ کند *
چون بخواب باز قائم بیگندہ آنکہ داند کوڑہ کہ دن از نخست * چم عجب گر ساز و اشک تہ درست *
لیس ابراہیم علیہ السلام نے زبان سوال کہو لی کہ الہی دکھلا بھجوا کس طرح مکر سے کوڑہ
کر تا ہوتا کہ یہ طاعی ملزم ہوا اور ول میرا اسکے الزام سے اطمینان کیڑے اور اہل تصوف
فرماتے ہیں کہ مراد موتی سے وہ قلوب ہیں کہ انوار کاشفات سے محبوب ہوں اور ایسا
عبارت ہے چمکی انوار کو ہیت سے اور نہا حضرت ابراہیم میں آدمی اس نعمت سے بے ہرہ
اس واسطے حضرت نے فرمایا کہ رب انی الخ یعنی قلوب کا زندہ ہونا بھجوا دکھلاتا کہ دل
میرا اس تجلی کے حاصل ہونے سے آرام پائے اور معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ بعد سے قرب
پہنچے اور بعض کہتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح
اسمیل علیہ السلام کا حکم دیا اور حضرت نے بامثال حکم ربانی مقدمات ذبح یہ اقدام فرمایا
تب آپ نے دعا مانگی کہ اے رب تو نے حکم دیا کہ زندہ کہ بے جان کر میں نے اسے اقدام کیا
اب میں درخواست رکھتا ہوں کہ مکر سے کوڑہ کہتا کہ میں دیکھوں اور ایک وجہ اور
بھی ہے کہ تمام خلق پر ہر روز قیامت حقیقت حشر اور شہر بخوبی روشن ہو جائیگی اے
حضرت نے چاہا کہ آج دنیا میں بھجوا اچھا موتی دکھلا دے کہ بھجوا اطمینان حاصل ہو کر

اور قبل از قیام قیامت اس اختصاص سے مخصوص ہو جاؤں اور یہ بھی وجہ ہو کہ اغلب آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقلی تھے اور انبیاء کو آیات حسی بھی ہوتی ہیں جیسے ید مضیا اور عصا وغیرہ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی کہ میں جامع آیات حسی اور عقلی ہو جاؤں لہذا درخواست کی کہ رب ارنی کیف تھی الموتی اور امام جمال الدین سباجی اپنے عشرات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری اولاد میں ایک پیغمبر ذی شان آئے گا انبیاء پیدا ہو گا اور نام اس کا محمد ہو اس کی برکت سے میری نسل کی تاثیرات سبجہ بی ظاہر ہوگی حضرت خلیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا الہی وہ شخص کس زمان اور وقت میں ظاہر ہوگا اور علامت ایجاد اس نسل کی بعد نشان وقوع اس دولت کا کیا ہو حکم ہوا کہ جب تیری دعا سے مردے کو زندہ کریں میں تیرے جانے کے زمین نے تجھ کو خلیل اپنا کیا چونکہ مدت انتظار دراز ہوئی بزبان نیاز دعا مانگی کہ رب ارنی کیف تھی الموتی اور فصول میں حضرت حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ و برکات سے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی صحف میں ملاحظہ فرمایا تھا کہ مرغان ہوا ہوا سے بہشت میں طیر ان کہ بنیکے اور اہل بہشت ہا ہا رہے و لحم طیر مہاشتون اس سے گوشت لیکر تناول کریں گے اور پھر دوسری مرتبہ وہ ہڈیاں جمعیت لباس کھم میں لکھتی ہو کے بال پر دم ہر سے ملکر بدستور منضائے بہشت میں پرواز کریں گی اس واسطے حضرت ابراہیم نے درخواست کی کہ اس عالم میں بھی آسکو ملاحظہ کروں پس عرض کیا رب ارنی کیف تھی الموتی اور بعضین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی صحف میں دیکھا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے مردے کو زندہ کر گیا اس واسطے آپ نے بھی دعا مانگی کہ یا اللہ مردے کو زندہ کر تناول میرا مطہر ہوگا اور مرتبہ تیسرا کہ مرتبہ لڑکے سے جو عیسیٰ ہو گا انہو اور اہل تحقیق بعد اعتقاد وقوع اس قصہ کے ظاہر میں باطن آیت میں فومن کریں گے فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مثل عاشق میناب کے عشق آنہی سے بے آرام تھے اور غایت جلال اور دلال شہرتی سے آنکھ طاقت رویت جمال الہی نہ تھی اس واسطے نعرہ ارنی انما لک دبان عالی سے نکلا ہے برقعہ فرو گذاشتہ بگذرد دیدہ را با نور آفتاب جمال تو تاب نیست ہمیشہ کسی کا محبوب کا تاج ہو اور عاشق چاہے کہ آسکو دیکھے اور کہے کہ ارنی کیف تکتب پس اس مقام میں عرض کر دیتا

تفریح
در احوال
حضرت
ابراہیم
علیہ السلام

کاتب کی ہر مشاہدہ کتابت اور خیال عاشق کا یہ ہو کہ شاید محبوب و مینواز برقع ناز اٹھا کر
 فرماوے کہ انظر کیئت اکتب یہاں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی گویا بہانہ
 شہود محیی تھا اور چونکہ طلب تقاریر اور اشارے سے واقع ہوئی تھی جواب بھی پوشیدہ
 ملا کہ اولم توسن اور ارباب و بعد ان فرماتے ہیں کہ باعث سوال کا صرف استماع اس
 کلام کا تھا اس واسطے کہ ممانہ دوست میں عاشقوں کو ایک ذوق ہوتا ہے اور جسکو حاصل
 نہیں ہوتا وہ اصلاً نہیں جانتا ہو سکتی کہتے ہیں کہ جب خطاب باعتاب اولم توسن
 حضرت خلیل علیہ السلام کو پہنچا آپ نے جواب دیا کہ بلا ایمان رکھتا ہوں لیکن شوق
جمال تھا باوجود یقین کامل کے میں نے آپ کو لباس اہل گمان میں پوشیدہ کیا تھا
 تاکہ یہ جواب سنوں اور دل میرا آرام پائے محضر عہد یقینی الود ما بقی العتاب
 بالکل جب حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ میں اسکا ایمان لایا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ
 کرنے والا ہے اور تیری قدرت کا مالک گردیدہ ہوں لیکن یہ سوال اس واسطے میں نے کیا ہے کہ
 مجھ کو اطمینان ہو جائے اور میرا قلب آرام پائے یعنی عین ایتقین حاصل ہو تو ارشاد ہوا
فخذ اربعة من الطیر فصر من ایاک ثم اجعل علی کل جمل منهن جزوا ثم اوعمن یا تینک سمیا
 یعنی پس پکڑ تو چار جانور اڑنے والے پھر انکو بلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر ایک پہاڑ پر
 انکا ایک ایک ٹکڑا پھر انکو پکار کہ آوین تیرے پاس دوڑتے چنانچہ حضرت ابراہیم نے
 چار جانور لیے ثور کوا کبوتر مرغ انکو اپنے ساتھ بلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا اور
 ایک پہاڑ پر چاروں کے سر کے دو سرے پر انکے پر تیرے پر دھڑوڑتے پیپر ہر کاٹک
 اور ماہین جبال کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اسکا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ
 چلا پھر برنگے پھر بانوں کو وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے اور بعضی روایتیں
 بجا سے کہتے ہیں کہ گھس ہو اور بجا سے کہو تر کے بٹا اور عطا مفسر کہتے ہیں کہ بلا ہنر
 تھی اور تو اسیا کہو تر مرغ خروں سفید اور بعضے محققین مفسرین یوں روایت
 کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانوروں کو ذبح فرمایا اور سر انکے
 ہاتھ میں لیے اور تمام اجزاء کو خوب کوٹ کر بلا دیا پھر انکے چار حصے کیے ہر ایک حصے کو
 ایک ایک پہاڑ پر رکھ دیا اور آواز دی کہ آو تیرے آؤ اپنے سروں کی طرف پس علم
 خدا سے چاروں جانور اپنے سروں کی طرف اجناسے متفرق سے بلکہ دوڑے

۱۱ یعنی دیکھ کر سر میں لکھتا ہوں

۱۲ یعنی باقی رہی ہو محبت جسک باقی رہے قباب

اول حکمت دوڑنے میں یہ تھی کہ کسی طرح کا شہر باقی نہ رہے اس واسطے کہ توہم اس امر کا ہوتا تھا کہ شاید اور ہی جانور ہوں یا شاید خیال کیا جائے کہ پانوں اُنکے درست نہیں ہوئے ہیں دوسرے یہ کہ جانور کے دوڑنے میں جو حال معلوم ہوتا ہے وہ اڑنے میں نہیں دریافت ہوتا ہے تفسیر انوار میں لکھا ہے کہ جو شخص کہ اپنے نفس کو نباتات ابدی سے زندہ کرنا چاہے تہنجر کہ خواہے صفات بدنہ کو تیغ ریاضت سے نسل کرے اور ایسا کوئی کہ تندی اُنکی جاؤ رہے اور فرمانبرداری پر قرار واقعی مستعد رہیں پھر اُنکو عقل اور شرع کی طرقت بلاوے تاکہ بطریق متابعت اور مطاوعت جلدی کرین اہل معانی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چار جانور کے ذبح کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ کبوتر پیوستہ آدمیوں سے انسیت رکھتا ہے اُسکے رشتہ الفت کو توڑے اور خروس ہمیشہ مالک مشہوت رہتا ہے اُسکو ذبح کرے کہ بہر مشہوت سے نکلے اور کبوتر منہج مسرور اور طبع ہر اُسکو قتل کرے کہ منفیت حرص اور طمع دور ہو جائے اور طاؤس مجمع زینت ہو اُسکا سر کاٹے تاکہ آرائش دنیا سے اُنکھین آسکی پسند ہو جائیں تب حقیقت سنی پر پہونے حضرت بہار الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آرائش ظاہر و میرانی باطن کا سبب کامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تیغ تجاہد سے ان چاروں مہفتوں کو ذبح کر ڈالے جیسا کہ ابھی اور زندگان سے سہری اُسکو مائل ہو اور حکیم ستانی فرماتے ہیں سے چار مرغ ست چار طبع بدن و جلد را بہر دین بزن گردن و پس بایمان عشق و عقل و دلیل و زندہ کن ہر چارہ و چو طیل یعنی آگ نمونہ ہر چار کا اور مشہوت شہر ہو اکا اور سہری فاعل ہر پانی کا اور تیرگی و تیرہ ہر خاک کا پس پنجین ارکان کا تیغ ریاضت سے ذبح کرنا لازم ہے اور تخصیص پر بندوں کی وجہ یہ ہے کہ نوع مخرج المظف حیوانات میں ہے اور حیات المظف اشیاء ہے اور سائل المظف نے خداوند لطیف سے مشاہدہ المظف اشیاء کا سوال کیا المظف عظیم نے قضا کی کہ یہ صورت المظف حیوانات پر ظاہر کیجائے تاکہ وجہ مناسبت بھی بخوبی پسند آہو تفسیر کبیر میں لکھا ہے اگر کوئی شہرہ کرے کہ ایک حیوان کے زندہ کرنے سے بھی مطلب حاصل تھا چار کی کیا ضرورت تھی تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوائق عبودیت کے درخواست کی خداوند کبریا نے بقدر رجو بیت دکھلایا مصلحت تو لائق خود بخود ہی سن در خود بخود شہم و تفسیر جو اہر میں لکھا ہے کہ شاید یہ وجہ ہے کہ

سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طلب حیات سے تھا اور یوں ان کے ارکان چارہین انگ
پائی خاک ہوا اور ہر ایک حیوان کے بدن میں چار مسلطین ہیں خوش باطن سوداگر اور
عضائے رئیسہ بھی چارہین دل دماغ کبد و مثانہ اور ہر حیوان میں چار قوت طبعیہ ہوتی ہیں
خافیزہ نامیہ موکد و مقصورہ اور چار قوتیں انکی فاعلہ ہیں جاؤہ اشک باطنہ و انعمہ اور یہ چار
محتاج ہیں چار کیفیت کی حرات یہ بوشت رطوبت ببرد و دشت جس ہر کام کا حیوانات میں
مختص ہے چار سے لہذا ابراہیم اس عدد کا مناسب ہوا اور اس سے کہ یہ وقت بوقت اظہار
انار حیات کا تھا اور باب تذکرہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم عاویس کو پکڑا اور
زیب اور زینت حضرت آدم علیہ السلام جو بہشت میں تھی یاد کرد اور کوسے کو گرفتار کر
اور رغبت اور حرص حضرت آدم کی اکل شجرہ میں مشاہدہ کر اور کہو تر کو دیکھ اور لغت
اور وابستگی حضرت آدم کے ریاض فردوس سے پہچان اور فردوس کو سننے اور شہوت
وصال آدم علیہ السلام کو جو حضرت نوح سے ہوئی تھی دل میں خیال کر اور حبس و قوت انکو
ذبح کر تو پہنچا آدم علیہ السلام میں سجنی فکر کر کہ بوستان بہشت سے کس طرح زندان بنایا
میں گرفتار ہوے اور زینت رضوان کی محنت اس نگاہیہ اخذان سے بدل ڈالا اور
سراستہ تمام زینت اکل میں زینت جو ع حاصل کی اور بجائے نور لغت کے ظلمت و
لی اور محنت و محنت مہاجرت اور فرقت سے بدل ہوئی اور حب میں انکو زندہ کر دیا تو
اس نکتہ و لہذا کہ لوح ضمیر پر تصویر کر کہ حضرت آدم علیہ السلام کو میں نے بعد غربت
اور وحشت کے زیور تو بہ سے مثل عروس آراستہ کیا اور لباس قرابت اور وصلت پھر
اس جسم زار پہ پہنایا اور فائدہ اس فکر کا یہ ہے کہ جب حال آدم علیہ السلام کا معلوم ہو گیا
تو پھر تجھ پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ احوال آدمیوں کا بھی منقلب اور متغایر ہوتا ہے نہ عشرت
اور مصرت کو دوام ہو اور نہ محنت اور کسبت کو تمام ~~ص~~ عمر بمرتب زند آدم
ہر چہ ناید بگذرد نہ پس شکر کہ او محنت اور شدت میں صبر اختیار کرے اور کہ نالی
ز محنت راہ فرسندی طلب نہ کہین ہمہ اندوہ و حشم و زیم ساعت بگذرد و دوح کو نالی
بدولت پیش ازین شادی مکن چشم تا بر ہم زنی اقبال و دولت بگذرد و امام عبد اللہ
فصول میں بیان کرتے ہیں کہ چاروں طہور میں ایک ایک صفت بہتر تھی کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو تا بمرکتب اذن صفات کے بھی اشارہ ہوا ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام

طاؤس میں جس خالق پر تو بھی حسن خلق اختیار کر اور خروس پر تو بھی سحر خیز ہو تو بھی رات کو وظیفہ نہ کر اور نامبات کر اور بظافت طہارت سے موصوف ہو تو بھی ظاہر اور باطن اپنا پاکیزہ رکھ اور غراب عزت گزین اور گوشہ نشین ہو تو بھی اپنے دل کو اندیشہ و غبار سے دور رکھ۔ مناسب نیست یکجا جمع کردن ہو اسے یا با سو داسے اغیار پہ تفسیر کنر معلوم میں لکھا ہو کہ حکمت اس حکم میں یہ ہو کہ طاؤس حسن اور جمال میں سب مرغون سے پیشقدم اور انسان جمال اور نکوئی میں سب حیوانات سے فاضل ہو کہ بعد خلقنا الانسان فی ارض تقویم سب طاؤس مشابہ ہو آدمی کے اور خروس مشابہ ہو فرشتے کے یعنی بسطرح فرشتہ تمامی اہمات موجودات سے ذکر مذہب میں بیشتر تھا و خروس بھی تمامی انواع طیور سے طریقہ ذکر میں اکثر ہو اور ربط کو نبات سے مناسبت ہو اس واسطے کہ جن کبھی ظاہر ہوتا ہو اور کبھی مخفی اسی طرح بظاہر کبھی اور پرتی ہو کبھی نیچے اور ذراغ کو سیاہی رنگ اور طول عمر اور قیامت فعل کے نسبت دیو سے مشابہت ہو سو حکمت باری بزبان اشارت ارشاد فرماتی ہو کہ اگر تحلیل وقت و زنج ان جانوروں کے فنا سے انسان اور ملک اور جن اور شیاطین سے خبردار ہو اور سب یہ جانوروں میری قدرت سے زندہ ہوں تو ان جانوروں کے زندہ ہونے سے مطلع ہو کہ میں اول اور آخر کا مختار ہوں **فنا** کدہ آیت تیرہ میں واقع ہو کہ ہر پہاڑ پر ایک جزر کھدے یہ امر بظاہر محال معلوم ہوتا ہو اس واسطے مفسرین کہتے ہیں کہ اس جگہ ایسا دوام اور ارادہ خاص ہو بصطرح اذیت من کل شئی میں واقع ہو یعنی جس پہاڑ پر کھنا ممکن ہو اور تیرے نزدیک ہو اس پر کھدے وجہ تخصیص پہاڑوں کی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدرت حق کا اظہار اپنی آست پر چاہا تھا اور پہاڑ تمام اجزائے زمین سے اظہر ہیں اور ایک وجہ اور بھی خیال میں آتی ہو کہ اکثر بنیاد و دیوار و غرض کو پہاڑوں پر خلعت فیض عنایت ہوا ہو بصطرح حضرت آدم علیہ السلام کو شجر تو بہ شجر عرفات سے ملا اور سفینہ باسکینہ حضرت نوح علیہ السلام کا قرار گاہ کوہ جودی صخرہ ہوا اور حمودہ حکیم موسیٰ کا حکیم اللہ کا کما قال اللہ و کلم اللہ موسیٰ تکلم بطور سینا سے عنایت ہوا اور زفر نہ نعمات داوودی کوہ یوز سے بلند ہوا اور نور شریعت حضرت عیسیٰ روح اللہ اور ج سامع سے چمکا اور آفتاب عنایت ابدی اور کوکب فضل ایزدی ازلی حضرت احمدی علیہ السلام

علیہ السلام کہ وہ اس سے طالع ہوا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیرا عبادت و عورت و اذن
فی الناس باجھ کوہ اقبیس سے نشانہ پر لگا اور خدا سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پہاڑ نما
میں سر ہوا پس ہر گاہ کہ پہاڑ کو ایسی برکتیں عنایت ہوئی تھیں انہما بحضرتہ اویا اور وضع
اجرا کا بھی حکم پہاڑوں پہ پہونچا کہ حضرت نے اجزائے متفرقہ کو پہاڑوں پر رکھ کر گویا ارشاد
کیا **۵** بیا میداؤ کہ تمار ان کے مقناح نجات آمد ہا حجاب مرگ یا سورفت و نہ کام نجات
آمد ہا مینا سچہ تمارن اس آواز کے اجزائے متفرقہ باہم ملکر اپنے مہرون سے ملحق ہوئے
کہ کیا یہ انقص میں لکھا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئے کا سر طائوس کو دکھلایا اسنے
اپنی گردن کو پھیر لیا اور قبول نہ کیا تب حضرت نے اسی کا سر اسکو عنایت کیا اسی طرح
جہا طیر اپنے اپنے مہرون سے ملکر اڑنے لگے **۶** ترغان آشیانہ قدسی بعد نیاز مہور ہم
گہرہ کوئے تو پر واز می کنند یہ تفسیر طبری میں لکھا ہو کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
آخر عمر میں واقع ہوا ہو کہ اسکے بعد ایک برس دنیا میں رہے ہیں اور شفا میں ہو کر اس
وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام پچانوہ برس کے تھے اور ستوبیس کی عمر میں حضرت
اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور ابومسلم اصفہانی کہتے ہیں کہ یہ قصہ اویا تمثیل ہونے پر کہ
ذبح و اویا خارج میں واقع ہوا ہو یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محی قیوم سے
طلب اویا کی تو حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک مثال دکھلائی کہ اس سے کیفیت اویا سے
واقع ہون وہ یہ ہو کہ چار مرغ کپڑا اور انکو طبع کر کہ جب بلا و سے حاضر ہوں اور مہرون
بمعنی اہل دین کے آیا ہو اور عصفور و صفور و گنجشاک ہو جو کہ بلانے والے کو قبول کرے
پس معنی کہ یہ یہ ہوئے کہ خیر یوں کو سکھایا اس طرح کہ جب بلا و سے حاضر ہوں تو گویا ایک
مثال محسوس ابراہیم کو دکھلائی کہ ارواح حسد میں برسبیل سہولت پھر آتے ہیں جس طرح
بے مبالغہ مرغ آموختہ چلے آتے ہیں اس طرح طیر ارواح کہ دست آموز قدرت ہیں بلا
کے وقت بلا تہ و تردد و جانب قیض تن متوجہ ہوتے ہیں **۷** مرغ دست آموز ایند انکس
وور انگند **۸** بانشاط بال آید باز چون گوید بیا **۹** مفاتیح الغیب میں تصریح ہے کہ یہ
کلام ابومسلم کا حقیقت انکار اجماع ہو کیونکہ جمیع ارباب تفسیر و وقوع ذبح وغیرہ متفق ہیں
سوائے اسکے دلیل ایسی ناقص ہو اول اس وجہ سے کہ سکھانا مرغون کا ہر شخص کو ممکن و
آسان ہو ابراہیم کی کیا تخصیص ہو دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم نے مشاہدہ کیفیت ایسا کی

و درخواست کی جو اور بھارت سے اجابت دعا و شمع ہو اور اس قول سے اجابت دعا کا تحقق
 نہیں ہوتا قیصر سے یہ کہ آیت منہن جزاء اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبع و تجویزی ہوئے اور تجویز یہ قطع
 و غلط کے ہو سکتا ہے اگرچہ احتمال ہو سکتا ہے کہ واحد راجع سے ارادہ کیا جائے لیکن نمل خبر و البانی
 اظہر ہے مخفی نہ ہو کہ اس قصہ کے وقوع میں کسی طرح کا تردد نہیں ہوگا کتب و اوراق نے موافق
 تحقیق امام رازی و سیاق و سباق آیات ربانی کے اس مقام پر لکھا ہے قصہ حب ابراق حضرت
 ابراہیم علیہ السلام موافق کتب ایک مرد جنگی فارسی مسیحی امیر کے قرار پایا تو خطیر کی تجویز ہوئی
 تھا لو کہ انبواہ بنیانا فالقہ فی الجحیم یعنی بناؤ اس کے لیے ایک عمارت پھر ڈالو اسکو بڑی آگ میں جلیج
 نہ مود نے مفید و باطل کے سامنے بنوایا بلندی اسکی سناٹھ گز کی بے نصف کہتے ہیں کہ وہ مکان قصہ
 کوئی میں تھا اور غیب سے بلندی کے متصل کہتے ہیں اور سب رعایا کو حکم ہوا کہ لکڑیاں آئیں حج
 کو بن جیانیچہ مردم شہر و دیات و گنج و قصبات لکڑیاں جمع کرنے لگے اور یہ شوق دامگیر ہوا کہ
 حسب کہ نو کاغذ ہمار ہو جاتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ اگر سخت یا دین تو لکڑیاں لاوین بلکہ ایک مرد عرب
 سبوت انبیا جی اور بوجہ لکڑیوں کے مول لیکھا کہ میں ڈالتی تھی یہ بھی خطب جہنم زن الوبس
 جہنم تھی اور جو شخص قریب ہوگا کہ جاتا تھا اپنی اولاد سے وصیت کہ جاتا تھا کہ تم بھی لکڑیاں
 لا کر ہارنی اور اپنی طرف سے ڈالو محکم التذلیل میں ہو کہ ابن اسحق فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ
 کامل اس خطیر سے بن لکڑیاں جمع کی گئیں جب حد محینہ پر پہنچی تو آگ دی اور سات دن تک
 اس آگ کے مشتعل کرنے میں مصروف رہے سیکڑوں گیتان گھسی کی ڈھلکانی گھیر چھ تو ایسی
 بلند ہوئی کہ اگر پرندہ آسیر ہو کہ نکلتا تو جلیتا تھا اب سب لوگ حیران ہوئے کہ ایسی آگ میں
 حضرت ابراہیم کو سطح ڈالیں متصل اس کے جانا محال تھا اور طاقت بشری سے خارج اس
 حص میں میں المیس علیہ الامن آیا اور اس نے بختیق بنانا تعلیم کیا کہ فوراً بنایا گیا خواجہ عبد اللہ
 مولعت نا در نامہ نے لکھا ہے کہ پائین کوہ مکان آتش تھا اور بالاسے کوہ بختیق قائم کیا تھا
 کہ علامت اسکی اب تک موجود ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب پوشاک سوا سے
 پاسبان کے اتاری اول حضرت ابراہیم راہ خدا میں برہنہ کیے گئے ہیں اخبار الدول میں ہے
 کہ ایک سفید حق نے پاسبانہ اتارنا چاہا و دونوں ہاتھ اسکے شل ہو گئے بعد ازاں طوق و
 زنجیر سے آراستہ کر کے بختیق میں بھلایا ہنوز آگ میں نہ پھینکا تھا کہ ارض و سماوات و
 ملائک و حیوانات و اشجار و جمادات و ہر گل و نباتات منی جملہ مخلوقات سوا سے انسان جنات

سب نے پکارا کہ اے پروردگار جہان و جہانیاں اپنے جانی دوست کو سیلیے جلائے دیتا ہوں لاکھ کو فی سہ
 زمین پر یہ نہیں ہو تو تیری عبادت کرے اگر ارشاد ہو تو تو ہم اسکی مدد کریں ارشاد ہوا کہ اب اسکو پہنچا
 میرا دوست جو اور فی الحقیقت اُسکے سوا کوئی غلیل میرا نہیں جو اور زمین اُسکا محبوب ہوں کہ میرے
 سوا کوئی محبوب اُسکا نہیں ہو لیکن تم سب اُسکے روبرو حاضر ہو جس کسی سے ہو چاہے وہ ہلاک
 مار دے ہمارے درگاہ سے اجازت عام ہو اور اگر کسی سے اعانت نہ چاہے تو میں اُسکا مدین و
 ناصر ہوں و مددگار ہوں چنانچہ ملک اشباح نے حاضر ہو کر اتماس کیا کہ اگر ارشاد ہو تو ایک قطعہ
 ابر سے اس آگ کو پانی کو روک دین فرمایا لا حاجۃ فی الیک ^{یعنی فرشتہ نبوی ابراہیم} پھر مکمل ہوا آیا اُسے عرض کیا کہ اگر
 تجھے حکم ہو تو میں اس آگ کو ہوا کر دین کہ تمام آگ روئے زمین پر بجھ جائے حضرت ابراہیم نے
 فرمایا لا حاجۃ فی الیک جی اللہ و نعم الوکیل اسی طرح تیسرے فرشتے آئے مگر حضرت غلیل نے اکیا ہی
 جواب کیا کہ لا حاجۃ فی الیک ابن کعب سے روایت ہے کہ جب خدا آگ میں ڈالنے پر تیار ہو
 تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا ازالک انت سبحانک کاک الحی و کاک الہامک لا شریک لک
 پھر تحقیق اٹھایا اور اسخواب کو آگ میں ڈالا اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے استقبال
 کر کے کہا بل ک حاجۃ قال ابراہیم اما الیک فلا یعنی بندہ ہر حال میں محتاج ہو لیکن جسے
 تو بھی بندہ خدا جو کچھ حاجت نہیں ہو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اپنے خدا سے سوال کر و فرمایا
 علمہ سبحانی لیفنی من سوالی یعنی حاجت سوال نہیں ہو اُسکو میرا حال خوب معلوم ہو اور اب منصوبہ
 سامع کہتے ہیں کہ جو وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ کچھ حاجت ہو تو اسخواب نے
 ارشاد کیا کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کے ماتھے بیجا تھا مگر منتظر تسلیم تھا اب کہ وقت اُسکا آیا تو
 اب حاجت نہیں ہو مگر یہی کہ جو میں نے بیجا ہر اسی شتری کو تسلیم کروں اور ایکے ایت ہو کہ جب
 حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ غار سے اپنی حاجت مانگو تب فرمایا اگر دوست دوست کا
 جلنا چاہے تو پھر دنیا و دست نہیں ہو کعب اہلارضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مخلوق کو
 سجھاتی تھی مگر وزغ بھختیں و آخرہ انہیں اجماع فی انفارسی آفتاب پرست و فی الہندی گشت
 کہ یہ ناپاک بہت قصاصے طبیعت ہر آگ کو اپنے منہ سے پھونکتا تھا اور نیز کرتا تھا فائدہ عالم تنزیل
 میں علامۃ الوقت محدث الزمان محی السنہ بنوی نے فرمایا صحیحہ سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے
 کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا کہ ہر قاتل و زغ اور اُسکے سبب میں فرمایا کہ
 کہ یہ آتش نمرود کو دم سے پھونکتا تھا باوجود جب توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حد سے تجاوز ہوا

تو حضرت جنت بل جلائے گئے گنگ سے فرمایا یا ناکوئی بزدل کو ملا گا علی ابراہیم یعنی ابراہیم تو ہو جا ٹھنڈھی اور
 سلامتی ابراہیم پر یعنی جس طرح ابراہیم اپنی طبیعت سے نکلا ہو تو بھی اپنی طبیعت سے نکل کر سرد ہو جا
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ارشاد نہ ہوتا سلاما تو مر جاتے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام پرودت سے اور تمام دنیا میں آگ کا نام و نشان باقی نہ رہتا اور نفع اُس سے کیا منتفعی
 ہو جاتا اور اگر فرماتے علی ابراہیم تو سارے عالم پر آگ ٹھنڈھی نہ رہتی باقی نہ رہتا دن ناک
 آتش دنیا میں مطلقاً حرات محسوس نہیں ہوتی اور کعب اہبار سے انہارا ردول میں نقل کی ہو
 کہ حیثیت یہ حکم صادر ہو تو تمام عالم کی آگ بجھ گئی معالہ التبریل میں ہو کہ حیثیت حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں پھینکا تو فرشتوں نے وہ دونوں بازو تھام کر نہایت نرمی و
 ہستکی سے اٹھلا دیا اور اسی وقت روز بروز حضرت ابراہیم ایک چٹان پر اب شیرین و شفاف جاری
 ہو گیا اور گلاب و نرگس نے غل غلش بچھول اٹھے گویا ایک گلشن نجیب و بوستان غریب ظاہر ہوا
 اور خواجہ عبدالمکریم کو لٹھا دیا نامہ لکھتا ہو کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہو اور اس پر ایک مسجد وسیع
 واقع ہو اور وہ چشمہ وسط مسجد میں ہو اور خارج مسجد ایک حوض کبیر طویلانی نہایت مستحکم بنا ہو جو
 کہ آب چشمہ اسمین جمع ہوتا ہو اور کعب اہبار سے روایت ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات سات
 و سات دن اُس آگ میں جا رہے تھے اور سوسے طوق و زنجیر کوئی چیز آئینہ خباب کی نہیں بنا
 اور دن بيسارے عالم میں نقل کی ہو کہ خدا نے ہزار دفعہ سے کہ چاہے حضرت میں ظاہر کر دیا کہ
 وہ حالت نہانی میں آئیں تھا بعد اُسکے حضرت جبریل ایک قمیص حریری ہشت سے لائے اور
 بسم شمرین میں پہنایا اور ایک تخت نہایت کا بچھا کہ بٹھلایا اور باتیں کرنے لگے پھر کہا ابراہیم
 اللہ صاحبِ صح فرماتے تھے کہ میرے دوست کو آگ نہ ترسین کہ تی اس عرصہ میں شاید ایک ہفتہ بعد
 نمرود نے وزیروں سے کہا خوب دیکھو ابراہیم جلایا نہیں وزیروں نے کہا یہ آگ ایسی ہو کہ اگر
 پہاڑ بھی اسمین ڈالا جاتا تو خاک ہو جاتا ابراہیم تو انسان تھا وہ بولائیں نے خواب دیکھا ہو کہ
 ابراہیم صبح و ندرست برآمد ہوا آخر کار خود نمرود و دود مع بعض خواص ایک بلند مکان پر
 چڑھا تو دیکھتا ہو کہ حضرت ابراہیم خوش و خرم بیٹھے ہوئے باتیں کرتے ہیں اور آگ علاحدہ
 شعلہ زن ہو آتے بچار کہہ لیا ابراہیم تیرا خدا بڑا ہو کہ تجھ میں اور آگ میں عامل ہو گیا ابراہیم
 تو باہر آسکتا ہو فرمایا ہاں اگر اللہ چاہے پھر آئینہ خباب بیرون آتش شریعت لائے آتے پوچھا
 دوسرا آدمی کون باتیں کر رہا تھا فرمایا یہ ساتھ کافر تھے ہو نمرود نے کہا میں تیرے خدا کی

کچھ نذر کر دیا چنانچہ چالیس ہزار گائیں قربانی کیں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ نذر قبول نہیں ہوگی
جب تک تو ایمان نہ لاوے نذر دے کہ میں ملک و سپاہ چھوڑ نہیں سکتا بعض قصص میں ہو کہ نذر کا
میلان جانب ایمان ہوا تھا کہ بامان بے سامان بول اٹھا اے نذر دہ ابراہیم آتش پرست ہوا اور
آگ فرشتہ ہو سنا اسنے بسبب محبت کے فرز نکلیا اسی وقت ایک خپکاری آگ سے نکلی اور بامان پر
گری کہ وہ جگہ خاک ہو گیا مگر مناد ڈال گیا کہ اُسکے کہنے سے نذر دہ ایمان سے باز رہا اور بعض
بیوقوف آتش پرست ہو گئے اور بعض روایات میں وارد ہو کہ سماتہ رحفہ بنت نذر دہ بھی اس مکان
نفع پر اپنے باپ کے ساتھ گئی تھی اُسے جب حضرت ابراہیم کا یہ حال دیکھا تو نذر دہ سے کہنے لگی
کہ اب کیون ایران نہیں لاتا اُسے جھکار دیا وہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر ایمان لائی پھر
وہاں سے نذر دہ کے پاس آئی اور اُسکا دعوت ایمان کرنے لگی تب نذر دہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا
اسی وقت ہونے لگا کہ وہ قاتلین پھینک دیا کہ اسی دم سے نماز میں مشغول ہو اور تان فسخ خود
قائم رہی لگی اور بعض کہتے ہیں کہ سماتہ رحفہ حضرت ابراہیم کے ساتھ رہی اور حضرت ابراہیم نے
اپنے بیٹے دین سے اُسکا عقد فرمایا کہ اُسے نسل مرد بیٹے پیدا ہووے کذا فی البحر الزخار و انباء الاولیاء
میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ضعیف ہے الغرض نذر دہ نے بعد ازاں نذر قربانی حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو رہا کیا عمر شریف سولہ برس کی تھی منہال ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم
جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ اندون نعمت وصل اتنی ایسی حاصل ہوئی اگر ہمیشہ ہوتی تو
بہت خوش ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ پھر وہ لطف کبھی حاصل نہوا کذا فی اخبار الدول اور
معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نجات پائی تو کئی شخص ایمان لائے
اول حضرت لوط اور یحییٰ کے نزدیک اول حضرت سارہ ایمان لائیں اور وقت لاسنے
ایمان کے کہا کہ اے ابراہیم میں ایمان لائی اُس خدا کا جس نے آگ کو سرد کر دیا ابن اسحق کے نزدیک
حضرت لوط بھتیجے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور اُنکے باپ کا نام ہاران تھا اور
ہاران بیٹا تھا تارخ کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیم کا مخور بھی تھا اور اخبار الدول سے
واضح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام بھائی جبر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تھے اور
بعض مفسرین نے اسی کو صحیح لکھا ہے اور اسی طرف اہل سیر کو پر سار دین بھی اختلاف ہے
بعض قائل ہیں کہ حضرت ابراہیم کی بھتیجی تھیں اور شریفیت ابراہیم علیہ السلام میں نکاح
جائز تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت سارہ ہاران اکبر کی بیٹی تھیں اور ہاران نذر دہ حضرت

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام

ابراہیم کا چچا تھا اور باران دوسرا بھائی حضرت کا تھا کہ انی الامام براہین اور بھائی اور بھائی
 کہتے ہیں کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھیں اور نکاح بعد ہجرت ہوا اور سورت اُسکی زبان غبار
 ہوئی کہ سورت ابراہیم علیہ السلام باب شام ہجرت فرمایا ہوئے تو شہر حران میں پہنچے
 دیکھا کہ اکثر لوگ اداستہ لباس و دروازہ سلطانی پہناتے ہیں انجناب نے پوچھا تم لوگ
 کہاں جا رہے ہو انھوں نے کہا بادشاہ کی بیٹی نہایت حسینہ ہو ایک مدت سے شہر اداستہ
 اطراف و جوانب کے پیغام نکاح بھیجتے ہیں وہ قبول نہیں کرتی اور یہی فرماتی ہو کہ بسنے والا
 بسنے والا اُسی سے عقد کر دلی ہم لوگ بھی ایک ہفتہ سے دروازہ سلطانی پہناتے ہیں
 کہ شاید کسی کو پسند کرے اور وہ بیرون تھا پہرہ پہنا دے آتی ہو اور دیکھ کر ہر جاتی ہو
 اب تک کسی کو پسند نہیں کیا حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں چنانچہ
 انجناب بھی اُسکے ساتھ گئے اور سب سے الگ کھڑے ہوئے وہ پہرہ پہنا دی
 نقاب ڈالے ترنج زرین ہاتھ میں لیے ہوئے ہوا وہ بیابان کے ایک ایک شخص پر نظر
 ڈالتی حضرت ابراہیم تک آئی تو انکی پیشانی میں نور حضرت صائمہ نظر آیا زبان حال بولی
 ۷۷ روئے خوبان را حسن خود تماشا کردہ ۷۷ عالمے در جستجوی خوشی شیدہ کردہ ۷۷
 اور سب اختیار ترنج زرین حضرت ابراہیم پر ڈالکر دو لٹیاں کو آئی ملا زمان سلطانی نے
 حضرت ابراہیم کو قلعہ میں پہنچایا بادشاہ نے بھی اُس نوکر کو دیکھا اور کہا اے سارہ تو نے بہتر
 شوہر ستجوہر کیا ہو اگرچہ غریب ہو لیکن روئے زمین کے ملاطین سے افضل ہو بعد از ان
 ہوا جبہ رؤساء شہر عقد کر دیا کہ انی قصص الانبیاء لیکن اہل تحقیق نے علامہ ابن خلدون کے
 قول کو ترجیح دی ہو اور بطرح اسمین ایک نوع کا اختلاف ہو اسی طرح وقت مناجت
 میں بھی اختلاف ہو بعض کہتے ہیں کہ جسد حضرت سارہ ایمان لائیں اُسی دن نکاح میں
 آئیں اور بعض کہتے ہیں کہ بعد ہجرت نکاح کیا ہو اور یہ قول از روئے احادیث صحیحہ
 اعتماد کے قابل ہو اور قصہ یہ ہو کہ نبی حضرت ابراہیم نے آتش نمرود سے نجات پائی
 تو اب نمرودیوں نے چاہا کہ حضرت کو اور طرح سے تکلیف دیں کہ اس حال پر حضرت
 نوح علیہ السلام مطلع ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتائیہ کیا ناہیہ حضرت نے
 مع حضرت نوح کے ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لیگے اور ہمارا ان اکبر
 اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی اُسے اپنی بیٹی سارہ کو اُن سے عقد کر دیا اور استہانت

مقاب و در بھوتی و خاطر اری میں سرگرم ہوا اور غرض اسکی یہ تھی کہ شاید طبع زن و فرزند اور چھڑا مال و متاع سے اپنا عقیدہ اللہ کی طاقت سے اتھاوین اور قبول کی نگاہیں نظر باورین کو بہ تدبیر کارگر نہونی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو روز بروز قوت میں ترقی ہوتی رہی اور ہر دم و لحظہ یہ دونوں بہت پرستون بشر کو ان کو عیب کہتے اور نہایت ایمان کی خوبیاں بیان فراتے اور بے شکوت کافروں کو آئیکہ عطا کر باطل پرانہ ہرگز کہتے تب باران مضطرب ہو کر غصہ میں آیا اور سخت پھیر دودل نہا کہتے ہو کہ کس نے انکا کو تم کو زمین میرے مکان سے نہ نچے ہو اور سب مال و اسبابہ لیلیا اور زبورو بہاں حضرت سارہ کا چھین لیا اور گھر سے نکال دیا انہما بہ حضرت سارہ کو ساتھ لے کر علیہ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہما نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کس وقت کسی اور میں آنے کے خلاف حکم نہ کرونگی بشرطہ کہ تم بھی میرے ساتھ کھنڈ میں رہو گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حیران سے روانہ ہوئے اس وقت سوارے حضرت لوط علیہ السلام کے اور کوئی آواز نہ تھا انفرق اول نہ بین آئے اس عرصہ میں یہاں ایک سلطان فرعون و منشا جاہر و شہرہ نورانہ و اتھا اور اسکی عادت یوں جاری تھی کہ جو عورت حسینہ با جمال مع شوہر آسکے شہر میں وارد ہوتی آسکے بچہ و قمر چھین لیتا تھا اور آسکے شوہر کو قتل کرتا اور اگر بھائی عورت کا یا کوئی اور وارث آسکے ساتھ ہوتا تو مرت عورت کو لے لیتا اور وارث کو جانے دیتا یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کان میں پہونچی تو سخت پریشان خاطر ہوئے اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہما اس وقت میں ایسی خوبصورت تھیں کہ عالم میں انکا نظیر نہ تھا پہونچے حدیث شریف میں وارد ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے نصفت حضرت یوسف کو ملا اور حضرت ششم آسکا حضرت سارہ کو اور باقی سب آدمیوں کو اور ایک روایت میں نصفت تمام آدمیوں کو اور شلث حضرت یوسف علیہ السلام اور سدس حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کو ملا اسی خیال سے حضرت نے حضرت سارہ سے کہا کہ جب تک بادشاہ سچو طلب کرے اور مجھ کو پوچھے تو کہنا میرا بھائی ہے اور از روے دین کی بیشک بھائی ہوں اور خاطر جمع رکھنا اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھیگا انفرق خبر شریف آوری حضرت سارہ بدین حسن اور جمال لوگوں نے بادشاہ کو پہونچی آئے فوراً سپاہی بھیجے کہ حضرت سارہ کو لے گئے اور حضرت ابراہیم سے پوچھا تم کون ہو

آپ نے فرمایا کہ میں دینی بھائی ہوں انکو چھوڑ دیا بادشاہ نے دیکھا اور فریفتہ ہوا اور قصد
 سب سے ادنیٰ کیا حضرت سارہ نے کہا مجھکو مہلت استقدر ملے کہ میں تجھار راہ و فتح کروں اور
 رسوم عبادت سبجالاؤں پھر تجھکو اختیار ہو اسنے اپنے روبرو طاش اور آفتاب طلب کیا
 حضرت سارہ نے وضو فرمایا اور مشغول بہ نماز نیاز ہوئیں پھر دعائیں مصروف ہوئیں جب
 دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے مکان کو غارت کر دیا اور ہر ادفا سداپنا ہاتھ دراز
 کرنا چاہا کہ دونوں ہاتھ اسکے شل ہو گئے اور غشش کیا کہ اگر حضرت سارہ نے اس
 خوف سے کہ وہاں کے لوگ مجھے تہمت قتل کی لگا کر مار ڈالیں گے خدا سے دعا کی کہ تباہ
 صحت ہوئی مگر اس ظالم نے یقین مرتبہ ادا نہ کیا اور ہر بار بتلا سے بلا ہوا آہستہ تو
 کر کے حضرت سارہ کی کدوات دیکھ کر متعجب ہوا یہ سب حالات اللہ جل شانہ نے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو آئینہ وار دکھلائے کہ آنجناب کو اطمینان ہوا پھر بادشاہ نے
 حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کو باغ و رغبت کی اور وقت رخصت انہی بچی مسما
 باجرہ کو پیش کیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنا بیٹا اور مہربانیت سے اور حضرت ابراہیم سے کہا کہ
 یہ لہو نمی اگر کبھی خدمت میں رہے تو بہتر ہو اس سے کہ اور کہیں ملے ہو حضرت سارہ
 اور حضرت ابراہیم نے قبول کیا اس بادشاہ کا نام ریمون تھا اور یہی شخص اول
 منصب فرعون ہوا ہر حکیم و دانشمند رہنے والا بابل کا تھا بسبب افلاس کے بابل سے
 مصر میں آیا اور دراکین سلطنت میں منسلک ہوا بعد چند سے بادشاہ مصر ہو گیا اسی کے
 بعد سلطنت میں حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ مصر میں آئے ہیں اور اسی نے بسبب
 شہرہ حسن اور جمال سارہ کو گرفتار کر لیا تھا اسکی ایک بیٹی ساقیہ نامہ باغ و جنت عربیہ میں
 باجرہ ہوئی بادشاہ بسبب ظہور کدوات اور خوارق عادات کہ بوجہ حضرت سارہ ظاہر ہوئے
 انہی انہی کہ وقت رخصت حضرت سارہ اور ابراہیم کے روبرو لاکہ بانگسار تمام عرض کیا
 کہ آپ اسکو اپنی بیٹی سمجھا کر خدمت میں رکھیں اور خادمہ بناوین جیسا سفر النساء و تاریخ
 یہودیون میں موجود ہے اور ربی سلوہ اسحاق نے باب سواک پیدائش درس اول میں
 لکھا ہے کہ باجرہ فرعون کی بیٹی تھی جب اسنے ان کدوات کو دیکھا جو بوجہ سارہ ظاہر ہوئیں
 تو اسنے باجرہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ خدمت میں رہے حضرت ابراہیم اور سارہ نے قبول کیا
 اور رخصت ہوئے کتاب اسماء الرجال میں نام والدہ حضرت اسمیل علیہ السلام آج

ہر روز فاعل لکھا ہر گھر ایک روایت میں با جبرجی ہر با جگہ اللہ جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دست قطا دل بادشاہ مصر سے محفوظ رکھا اور ایسا معتقد کر دیا کہ اس نے اپنی بیٹی با جبرہ کو بنا بہندست وقت رخصت تفریق کیا پھر حضرت ابراہیم مع سارہ و با جبرہ لو طر و اندھوے اور زمین فلسطین میں کہ وسطا شام میں ہوا اقامت اختیار کی اس عرصہ میں وہاں الی مانج بادشاہ تھا سو مقدم شریف سے وہاں کے آدمی بہت خوش ہوئے اور ان کے قیام کو غنیمت سمجھے اور بہت زمین معارف کر دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سے نہایت وسعت حاصل ہوئی کہ آپ نے اکثر غلام خرید کیے اور بہت کاشتکاری آباد فرمائے اور موشی وغیرہ بکثرت جمع کیے بلکہ ایک لنگہ خانہ برسم ضیافت جاری فرمایا کہ کوئی مہمان وہاں سے بھرنا جاتا اور اولاد حضرت سام ابن نوح علیہ السلام کی جو اس نوح میں تھی تشریف آوری حضرت سے نہایت مسرور ہوئی سب نے اپنے اپنے گائون آباد کیے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر شہریت تعلیم فرمائے لگے توجہ اس کے حکم ہوا کہ بھر بابل میں جا اور نمرود اور لشکر نمرود کو دعوت باسلام کر چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھر بابل میں تشریف لائے اور نمرود سے ملاقات کی پہلے کلام ہی فرمایا کہ اے نمرود کہہ اللہ ایک ہے اور ابراہیم رسول ہے نمرود نے کہا مجھ کو تمھارے خدا کی عبادت نہیں بلکہ میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تیرے خدا سے ملک آسمان بھی لے لوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان پر کس طرح جا سکیگا اس مردود نے کہا کہ اس کی تدبیر کہتا ہوں معاملہ التنازل نہیں حضرت امیر تھنئی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمرود نے اپنے مذہبیوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آسمان پر جاؤں اور ابراہیم کے خدا کو دیکھوں تب اشراف قوم نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور وہاں کا جانا سخت مشکل ہے نمرود نے کچھ جمعی بٹھایا اور حکم دیا کہ ایک کوشک کہ بلند ہی اسکی یا پنجہ ارگن کی اور عرصہ دو فرسخ کا ہو تمہیں کیا جائے چنانچہ اسی طرح کا کوشک تین برس میں تعمیر ہوا اور نمرود واسطے مقابلے کے اس پر چڑھا وہاں سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسے ہی معلوم ہوا جیسا زمین سے نظر آتا تھا جارا تیرا دوسرے دن ایسی ایک ہوا آئی کہ وہ مکان پنجہ اور بن سے گر گیا امام ثعلبی نے نقل کیا ہے کہ ہوا نے ہر اس مکان کا اٹھارے دریا میں ڈال دیا اور بنا اسکی زمین پر گرا دی کہ ایک آواز مہیب ہوئی اور زبان آدمیوں کی متبدل ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہو گیا محمد ابن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبان سب لوگوں کی زمانہ نمرود میں سریانی تھی

حضرت
ابراہیم علیہ السلام
سبب ولادت

جب سے کوشک گرا تو تب سے زبانوں میں اختلاف پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان علیحدہ ہو گئی کہ کوئی شخص ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتا تھا جب ایسا اتفاق ہوا تو نمرود مردود علیہ اللعنة ہوا اور کہا کہ اب تو خبر آسمان پر جا کے حضرت ابراہیم کے خدا سے لڑو گا لہذا چار کس پرورش کیے اور انکو وہ بہن ہی پیدا کیا بعد اسکے ایک صندوق چار گوشے کا بنوایا اور اس میں دو دروازہ اوپر رکھے اور ایک دروازہ نیچے اور چار نیزہ بڑے بڑے اسطرح آسمین باندھے کہ جب چاہے اوپر کو گھینچ لیں اور جب چاہیں نیچے کو نیس ازان کہ گسون کو چند روز بھوکھا رکھا چاروں گوشوں میں باندھ دیا اور نیزوں میں ایک ایک بانو مردہ لٹکایا اور ایک شخص کو اور اپنے ساتھ ایک آسمین بٹھایا کہ گسون نے گوشت کی طمع سے اوپر کا ارادہ کیا تو صندوق کو لیکے اڑے ایک رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھولا نہ دیکھا تو آسمان اسی طرح صیبا تھا نظر پر تب اپنے رفیق سے بولا کہ نیچے کا دروازہ کھولا تو دیکھ آسنے دیکھا کہ کھاسو پانی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا تو بھی آسمان کا وہی حال تھا اور نیچے کا دروازہ کھولا نہ دیکھا اس کے رفیق نے عرض کیا کہ بالکل دھواں نظر پڑتا ہے اب نمرود مردود کو نہایت خوف ہونا چار نیزوں کو بچا کیا کہ کہ گسٹ بطمع گوشت اسی طرف متوجہ ہوئے اور زمین پر اتار لائے کہ ان کے بیرون کی آواز ایسی ہوئی جس طرح کوئی پہاڑ کرا رہا ہو نمرود نے کہا کہ ابراہیم میں اپنا شک جمع کرنا ہوں تو بھی اپنے خدا سے اسکا شک جمع کر دیا کہ رٹے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تو اپنا شک جمع کرے میرے خدا کا شک کلہاڑی جی ہار دینے شرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہندوستان اور حبش وغیرہ شک جمع کیا کہ تو سے ہزار فرسنگ میں پڑا اور سات برس تک وہاں حج رہا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو مالک الممالک اور خالق الارض و سما سے شرم نہ مین کرتا ہو تجھکو لازم ہو کہ ایمان اسکا لاتا کہ جس طرح تجھکو اللہ تعالیٰ نے دیا میں مرتبہ دیا جو عقلمندی میں بھی عنایت کرے نمرود نے کہا کہ مجھکو تمھارے پروردگار سے کچھ حاجت نہیں ہے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند اس مردود یعنی تجھ پر عذاب کر دیا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند کبریا نے آج ہی دعا قبول فرمائی تیرے اس باغی پر عذاب آتا ہے خاطر جمع رکھیے چنانچہ بعد چند فرشتے آئے ہوا کو ملک پہنچا کہ پہاڑوں کے سوراخ کھول دے فرشتے نے عرض کیا کہ

لا یرکب
 طائر و یسیر
 فی الجبال
 و یسیر فی
 الجبال
 و یسیر فی
 الجبال

اور خداوند اگر سب سوار خ کھول دے گا تو پیشے اسکے تمام دنیا میں بھی نہ سما سکتے تھے اور
کہ ہر ایک سوار کے حساب سے ایک ایک پیشہ چھوڑ دے کہ اُس نے ویسا ہی کیا تو پیشے ابر کے مانند
ہو امین اُڑتے ہوئے چلے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نرو دے سے فرمایا کہ اگر
نرو د اب خدا کا لشکر آپہنچا تو نرو د نے دیکھا کہ ایک ابرہہ سیاہ ہوا میں چلا آتا ہے مشکمہ کو لے کر
دیکھا کہ اپنے علم کھڑے کر دیا اور فقار سے بجاؤ کہ یہ پیشے بھاگ جائیں بیٹھون نے ایک اور نر کی
کہ انہی آواز سے تمام عالم پریشان ہو گیا اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک پیشہ آٹھیا کہ
سارے بدن میں گھستا ہوا چلا گیا جو کچھ گوشت اور پوست اور رگ اور پیر اور خون بدن
پایا سب کا سب کھا لیا کہ لشکر یوں میں ایک شخص بھی باقی نہ رہا الا گھوڑے اور صلاح
اور آدمیوں میں نرو د مس اپنے عیال کے اس وقت تک بچ رہا جب اسکا بھی وقت آیا
تو ایک پیشہ لنگڑا کا نرو د عابد بن نرو د حضور خداوند ہی سے مستدعی ہوا کہ یا الہی اس
ملعون کی ہلاکت میں سے ہاتھ سے ہو کہ یہ کافر اپنی قوم میں سردار ہو اور میں اپنی قوم کا
سردار ہوں اجازت ہوئی اور نرو د اس سو کے سے نہایت متحیر تھا اور سبب حیرت
یہ تھا کہ ایسے جانور خرد اور ضعیف اس طرح کے لشکر قوی اور بزرگ کو مار گئے اور میرا
کسی ایک پرستش نہوا اس خیال میں سر اسیمہ اور پریشان گھر میں آیا اور اپنے
گھر والوں سے حال بیان کیا اسی خیال پر ملال میں تھا کہ وہ پیشہ لنگڑا بھی آپہنچا
نرو د نے اپنی جوڑ سے کہا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے کہ جن سے میرا لشکر ہلاک ہوا پس
چاہا کہ اُس پیشے کو گرفتار کرے چہ نہیں ہاتھ بڑھایا وہ پیشہ نرو د کی ناک میں گھس گیا اور
صحف دماغ میں پہنچا مگر سر کھانے لگا کہ چالیس دن تک آہستہ آہستہ کھاتا رہا
اس سبب سے ایسی تکلیف اُسکو ہوتی تھی کہ اپنے سر کو ٹھار کے گھن سے بٹواتا تھا
تب فی الجملہ قرار پاتا تھا ورنہ بے آرام رہتا تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا
کہ اس حالت میں نرو د کو دعوت اسلام کہ چنانچہ حضرت قشیریف لائے اور نرو د سے کہا
کہ کہ لا الہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ نرو د نے کہا کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
اور تو رسول برحق ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ملعون جو کچھ تیرے
گھر میں ہر سب گواہی دینے کے خدا ایک ہے اور میں رسول اُسکا ہوں چنانچہ سب اشیاء
از قسم رخت و شجر سوائے آدمیوں کے بول اٹھیں کہ ان اللہ ہوا حق اہلین نرو د کہا

کہ سب کو بلا دے اور دستوں کو بیچ سے گرا دے پھر بولا کہ اے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے
 حضرت نے فرمایا کہ اب دیوار اور ستون تیرے گھر کے گواہی دینگے چنانچہ دیواروں اور
 ستونوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق ہمیں نرو دے سننے لگا کہ انکو بھی گرا دے
 پھر کہا اب کون گواہی دیتا ہے حضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے بدن کے کپڑے گواہی دینگے
 چنانچہ کپڑوں سے آواز آئی کہ ان اللہ ہو الحق ہمیں نرو دے اپنے کپڑے بھی اتار
 بلو اور دیکھ کر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف
 لائے اور فرماتے لگے کہ اے ابراہیم غلیل اللہ سب کا فرستے کے وقت کو زمانہ پاس
 ہوتا ہے ایمان لاتے ہیں اگرچہ قبول نہیں ہوتا لیکن یہ مردود بڑھکا فرسخت دل ہوا
 قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہو گا **فانکروا** حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب عبد اللہ
 بن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابو جہل ملعون کا سر کاٹا تب اس مردود نے کہا کہ اے عبد
 اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اگر وہ مسلم کہو تو تمہیں رکھتا تھا اب اور بھی دشمن رکھو نکاح و
 قیامت میں اس سے بھی زیادہ ہو گا **فانکروا** اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان
 کہنے کے تب آتے تھے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دیا کہ اے رسول خدا تھے اور
 اب جہل ملعون کو یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا کے نہیں ہیں باجہ پھر حضرت
 جبریل نے فرمایا کہ اے ابراہیم اس مردود کے چند نفس اور باقی ہیں چنانچہ بعد ایک سونپ
 نرو دے محمد فی ان رہو گیا پس شام اور غم نرو دے جو باقی ماندہ تھے سب نے حاضر
 ہو سکے غرض کیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اب تو ہمارا بادشاہ ہو اور یہ مال و ملک تیرا ہو
 اور ہم تیرے ہی فرمانبردار ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو ملک سے
 کچھ کام نہیں ملک اللہ کا ہے اور ہم سب اس کے بندے و تابعدار ہیں اور بھی فرمایا
 کہ عجم جگہ ہو بادشاہوں کی اور شام محل ہو انبیا کا اب میں شام میں جاتا ہوں چنانچہ
 ارشاد ہوا **اورادوا بہ کیداً فجعلنا ہم الاخرین** و **جعلناہ و لوطاً الی الارض الذی بارکنا**
فیہا للعالمین یعنی چاہنے لگے کہ اگر لوگ فریب کریں انھیں کو پہننے ڈال دیا
 نقصان میں اور فلاحی دی پہننے اسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف حسین برکت
 رکھی پہننے جہان کے واسطے یعنی زمین شام میں اسودگی بہت خوب ہے عالم التبرکات میں
 ارادو بہ کیداً کی تفسیر میں لکھا ہے **فجعلناہ ان اللہ تعالیٰ اسل علی قوم نرو دے**

اور کچھ کام ان سے لڑتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جنوقت حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے
ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک مکان خالی میں
حضرت ہاجرہ کی گود میں دیکھا تو بہت غصہ سے نہایت شفقت پوری نے جو پیش مارا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنی گود میں لیکر کئی برس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لبوں پر دیکھ
تھما کہ حضرت سارہ اس پیار پر مطلع ہو گئیں اور رشک نے ان کے قلب پر غلبہ کیا
تو فرمانے لگیں کہ اسی وقت دونوں ماں بیٹیوں کو میرے گھر سے نکال دو اور ایسے
جنگل میں چھوڑ دو کہ جو ان نہ پانی ملے نہ کھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر چیز چھپا
کہ انہیں مل جائے تاکہ بھی بیٹا عنایت کر لیا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام اس کے حسب سے ہوئے
لیکن کچھ نہ سمجھیں سچ ہو کہ تریا مٹ سے خدا پیدا دین رکھے آخر کار حضرت ابراہیم
علیہ السلام جناب انہی میں ملتی ہوئے اس درگاہ لا ابالی سے جو سیکھ جبریل علیہ السلام ہوا کہ
بسطح سارہ کہتی ہیں ویسا کہ در باب سید اور تورانج بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو نور محمد علیہ السلام
علیہ وسلم پیشانی میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چمکتا تھا اس باعث سے حضرت سارہ کو
رشک ہوا کہ برگزدہ دیکھ نہ سکیں اور یہ بات محض اسی طمع سے ہوئی کہ اگر میرے لڑکا ہوتا تو
حال اس نور کا ہوتا بلکہ یہ تیرہ رشک کا پوچھا کہ اسی حالت میں قسم کھا گئیں کہ ہاجرہ کے
اعضا سے تین عضو کاٹ ڈالوں گی چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات میں کمال
شفاعت کی کہ اگر تم کو یہ منظور ہو تو ہاجرہ کے دونوں کانوں میں ایک ایک سوراخ کرو اور
محفوفوں سے کچھ گوشت کاٹ ڈالو کہ قسم تمہاری ادا ہو جائے حضرت سارہ نے قبول کیا اور
انسی طرح عمل میں لائیں اسوقت سے کان چھیدنا اور عورتوں کا فتنہ کرنے ناست ہوا
لیکن اس جو رو جفا کا ذکر محققین مفسرین نے نہیں کیا ہوتا کہ محل اعتراض ہو اور اہل سیر
اور تورانج کا قول سنہ نہیں ہو سکتا فائدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں کان
چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت صلعم کے زمانے میں بھی کانوں میں زیور پہنتے تھے
کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید عورتیں بھی تھیں تو حضرت نے صدر کے
واسطے فرمایا تو عورتیں اپنے کانوں سے زیورات مارنے لگیں اور کہتے تھے ہمارے کانوں میں
کان چھیدنے میں کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ در مختار میں ہے لا باس بفتن اذن البنات و انھن

استحسانا و فی انحاء دیتہ الا باس ثقب اذن اطفال من البنات لانہم كانوا یفعلون ذلک فی سن سول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من غیر انکا ر فی نقاب الاعتساب للباس ثقب اذن اطفال من النساء و یفعل
علی ان ثقب اذن اطفال من الذکور مکروہ فحسب علی من فعلہ لیکان ناک حجبہ ناجو بہ ہندوستان
جاری ہر اسکی اہل شرع میں پائی نہیں جاتی یہ وضع خاص ہندوستان کی ہر باجمہ حضرت سارہ کو
روز بروز زرتشاک زیادہ ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم آئی ہو چکا تھا کہ اسمیل اور ہاجرہ کے
حق میں جو کچھ سارہ کہیں اس پر عمل کر دینا چاہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو ایک
اونٹ پر سوار کیا اور لیچلے اور بعد طی منادل و مراحل ایک میدان میں کہ بالفعل کعبہ مبارک اسی
مقام پر واقع ہو چکے اور بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ براق پر سوار کیا کہ بہت جلد وادی مکہ میں
نزول فرمایا تب وحی ہوئی کہ انکو اسی جگہ چھوڑ جاؤ چنانچہ آسمان نے ایک درخت کے تلے کھڑے
چشمہ زعفران اور طرف اعلیٰ سجد کے واقع ہو دونوں کو چھوڑا وہ مکان اُس عرصہ میں ایسا تھا
کہ متنفذ کسی قسم کا دیان سکونت پذیر نہ تھا احد نہ پانی تھا کھانے کی چیز کا تو کیا ذکر ہو اور حضرت
حضرت اسمیل و ہاجرہ یاتین برس کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام چند سال کا نان اور ایک نشاک
پانی اور ایک تھیلی خرمون کی حضرت ہاجرہ کے پاس رکھ کر چلے اور فرمایا کہ اس مولود کو دو دھلا
اور اسی مقام میں رہو حضرت ہاجرہ نے پیچھے دوڑ کر پوچھا کہ یہاں مجھے کس پر چھوڑنے ہوتا یہاں
پانی ہر نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیچھے سے
جاتے تھے اور انکی گفتگو پر اصلا التفات نہ تھے تب ہاجرہ نے کہا کہ یہ کام تم سمجھ کر نہ کرتے ہو یا اپنے
حکم سے ارشاد کیا حکم خدا حضرت ہاجرہ نے کہا اب کچھ پروا نہیں اللہ سر را حفظ ہو وہ ہرگز مجھے ضائع
نہ کرے گا یمن تیوکل علی اللہ فہو جبہ اپنا در خیال کر کے بنا طرح جمع اپنے مولود و سراسر جوہ کے پاس
آئین اور دودھ بلانے میں مصروف ہوئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قیشہ پہاڑ سے گزرے
اور خوب آنکھ لہیں ہوا کہ اب حضرت ہاجرہ کی نظر سے فاسق ہوں وہ اصلا نہ دیکھتی ہوگی لہذا
جانب کعبہ متوجہ ہوئے اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعائیں کہیں ازاں جملہ ربنا انی اسکنت
من ذی فی ابواذ غیر ذی از رع عند بیتک المحرم یعنی اے پروردگار میرے میں نے بسائی ہو ایک
اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں ہر نزدیکی تیرے بڑے گھر کے دور میری یہ رہنا یقین ہوا
فاجعل ائمتہ من الناس تہی الیہم یعنی اے رب ہمارے تاقائم رکھیں نماز تیرے بڑے بچھنے
لوگوں کے دل رغبت کرنے والے انکی طرف تیسری یہ وارز قوم من الثمرات معلوم ہوا کہ یمنی

روزی دسے آنکو میوون سے شاید یہ شکار کریں اہل تحقیق اس جگہ فرماتے ہیں کہ اگر زمین بغضضہ تیر
 ائمہ ذن الناس میں نہ ہوتا تو مجمع مردم فارس و روم و ہند و ترک و یہود و نصاریٰ حرم شریف
 از وحام کرتے کہ اور کسی کو جگہ بیٹھنے کی نہ ہوتی پھر کہاں تفرع و زاری التماس حق میں کیا
 رہنا ایک قلعہ یا تختی و نامن و یا تختی علی اللہ من شی فی الارض و لانی السماء یعنی امر پروردگار
 ہمارے تو جانتا ہوں جو ہم چھپاویں اور کہو لین اور پوشیدہ نہیں تجھ پر کچھ زمین و آسمان میں
 الفرض حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعائیں مانگ کر روانہ ہوئے اور حضرت ہاجر کا حال یہ ہوا کہ
 جب تک پانی کھانا باکھاتی مٹی دودھ پلاتی رہیں اور بر وقت شدت عطش سمجھیں کہ پانی بھی پلایا
 بعد چند سے کھانا پانی چاک گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا بلکہ حضرت اسمعیل مثل بس ٹپنے لگے اور ہاجر
 سخت سر اسید و پریشان ہوئیں نہ کوئی معین و مددگار جس سے پانی کا نشان دریافت کریں نہ
 کہیں آبادی و اشجار کہ وہاں جا کر مقام کریں آخر کار کوہ صفا پر کہ نزدیک واقع تھا تشریف
 لیگا یمن اس خیال سے کہ شاید کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا نشان پوچھوں یا پانی مانگوں یا
 کوئی جانور دیکھ پڑے کہ اس سے پانی کا نشان ملے مگر اسی قدر پہاڑ پر چڑھتے کہ حضرت اسمعیل
 علیہ السلام نظر سے غائب نہ ہوتے لیکن ہر چند راستے بائیں دیکھا کوئی بھی نظر نہ پڑا تب ماپوس
 ہو گئے اس پہاڑ سے نیچے اتریں اور جانب مغربہ متوجہ ہوئیں تو میدان کی فصائیں یہ خطرہ دل میں
 آگیا کہ اس دم اپنے صاحبزادے سے غائب ہوں بہاد کوئی درندہ وقت فرصت پا کر اٹھایا جائے
 تو کہیں کی نہ رہے اسی خطر سے میں نشیب میدان میں جبکہ بطن وروی بولتے ہیں دوڑیں اور دامن
 سمیت کر ایسی سعی و کوشش کی کہ جلد تر زمین پہواریں گئیں کہ اس جگہ سے حضرت اسمعیل نظر
 آنے لگے جب متصل مرہ پونچیں تو بھی اسی قدر جانب بالائیں کہ مقام اسمعیل نظر آتا تھا اور
 راستا چپا خوب گھاڑا لی الا کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ سعی
 بین الصفا و المروہ عمل میں لائیں اسیلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں یہ سعی بین الصفا
 و المروہ مقرر فرمائی تاکہ لوگوں کو حالت بکیسی و بیچارگی و بیتابی و عاجزی حضرت ہاجر و فریادی
 حضرت حق قادر یادآورے اور بصورت بیچارہ و بکیس حضور خداوندی میں عرض کریں تاکہ مورد
 رحمت آئیں ہوں حضرت استاد الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفا و مروہ کا شمار اللہ
 ہونا حضرت اسمعیل کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی سمیت خاصۃً آنکے حق میں
 انھیں دو چاٹوں کے درمیان ظاہر ہوئی اور آسنے آنکی مشکل کو حل کیا بعد اسکے شمار اللہ

فر

بقولہ

بین الصفا

والمروہ

ہوئے انکا بمنزلہ جو بہ ذاتی کے ہو گیا اس سے میں کہتا ہوں کہ اس مقام سے ظاہر ہو کہ انبیاء اور
 اولیاء کے تبرکات و آثار و ان کی تعظیم و تکریم کرنا اور دین و دنیا کی حاجتوں میں ان سے توسل کرنا
 شعائر دین ہے اور جو ہنگامہ ہو وہ خراب ہے اسکا اصل جب مرتبہ سابع میں حضرت باجر مردہ پہاڑ پر ہو چکا
 تو ایک آواز کان میں آئی کہ خود اُنھوں نے کہا تھا۔ یعنی اندیشہ نہ کر آواز کی طرف کان نہ لگا
 اچھی طرح سن تب ساکت ہو میں تو آواز کان میں آئی کہ سننے لگیں اور منادی کہندہ کاش میری
 حاجت روائی ہو سکے تو کر اور نہایت جلد دوزین اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس تشریف
 لائیں دیکھا کہ ایک فرشتہ زفرم کے مقام پر اپنا پہنچا وہ پاشنہ مارتا ہے اور پانی دو دھ سے زیادہ
 صاف اور شہد سے زیادہ شیریں جاری ہے حضرت باجر نے چاہا کہ پانی جاری کو ایک حوض میں جمع کریں
 اسلئے مٹی جمع کی اور مینڈ باندھی کہ صورت حوض ہو گئی یہ حرکت اس واسطے کی تھی کہ پانی چاہا
 اور ہم یہاں سے رو جائینگے حضرت صلعم بعد اتمام اس حکایت کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بخشے
 والدہ اسمعیل کو اگر عجلت نہ کرتیں اور اس پانی کو مخملی بالطبع چھوڑ دیتیں تو چشمہ جاری ہوتا
 زفرم آواز ایک روایت ہے کہ ہر مرتبہ اس سعی بین الصفا والمرہ میں حضرت باجر اپنے صاحبزادے
 اسمعیل علیہ السلام کے پاس ہو جاتی تھیں مرتبہ سابع میں جب تشریف لائیں تو حضرت اسمعیل
 علیہ السلام کی حالت متغیر قریب بھلاکت و کمی ٹہری پریشان اور مضطرب ہو سکے مردہ پہاڑ پر
 تشریف لائیں تو ایک آواز کان میں سن پڑی وہ آواز تھی حضرت جبریل امین علیہ السلام
 کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس موضع زفرم پر کھڑے تھے اُنھوں نے والدہ اسمعیل کو
 آواز دی تھی کہ تو کون ہے وہ بولیں میں ام ولد ابراہیم علیہ السلام ہوں جبریل علیہ السلام نے
 کہا اُسے تجھے کس طرح یہاں تنہا ہے یا مردہ کا کس پر چھوڑا ہے فرمایا اللہ خفیضہ علیم قدیر جبریل
 نے فرمایا وہ جسبک و نم کو کیل پھر کیوں پریشان و سرگردان ہے بعد اُسکے اپنا پاشنہ با
 زمین پر مارا کہ ایک چشمہ رحمت بانہمت آتا رہا ہوا اسوقت حضرت باجر اپنے صاحبزادے کے
 پاس تشریف لائیں انبار الدول میں ہے کہ حالت سعی میں والدہ اسمعیل کی زبان بریہ و عا
 جاری تھی اللهم انا و اولئیک و اولئیک و اولئیک عندک فلا تضرع و دیتیک ما من مودع
 لا یضیع و دیتہ یا ارحم الراحمین انفر من وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُنکی تسلی اور
 تسکین کر دی کہ ہرگز ہرگز خوف نہ کرو حافظ حقیقی تسکو کبھی ضائع نہ کرے گا اسلئے کہ یہ مکان
 اسی حافظ کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمھارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہو کہ

نہ
 ہرگز ہرگز خوف نہ کرو
 حافظ حقیقی تسکو کبھی
 ضائع نہ کرے گا

اسکی تعمیر کر گیا اور دستور مالک اس مکان کا یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اب یہاں ٹھہرو اطمینان سے بسر کرو پانی پیو اور صاف دے کو پرورش کرو اور کارخانے خدائی کے دیکھو اور کم ہونے پانی کا ہرگز خوف نہ کرو کیونکہ یہ چشمہ وہ ہے جس سے خالق الازل اپنے مہمانوں کو سیراب کر لگا حضرت ہاجر نے کہا بشک اللہ بخیر اور خانہ کعبہ اندرون مانند ایک شیلے کے تھا انفرن با پنج دن والدہ اسمعیل اس وادی میں تینارہین بعد ازان اتفاقاً ایک قافلہ قوم جریمین سے آوارہ ہو براہ گدا کر اعلا سے مکہ آیا اور شینہ سفلی میں فرش ہوا تو انکو کبوتر وغیرہ طیور کعبہ پر نور پر اکثر بازیان کھیلنے اڑتے نظر آئے قافلے والے سخت متحیر ہوئے اس وجہ سے کہ جانوروں ہوتے ہیں جہاں آبادی ہو مخصوص مقام میں پانی بھی ہوا ورنہ لوگ اکثر سفر کرتے رہے ہیں اور اس طرت بیشتر وارد ہوئے ہیں کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ کسی سے کچھ سنا یہ معاملہ کیا ہو اور اس میں نکتہ کیا لاجرم خبر لانا پڑ ضرور ہو چنانکہ ایک شخص بنا برخص تحبس حال بھیجا اُسے پتہ کہ ظاہر کیا کہ وہاں عجیب ماجرا ہو کہ چشمہ آب زور شور سے جاری ہو اور اُٹھنے ایک عورت مع فرزند وہاں اتاری ہو سو وہ قافلہ اور بروا سیتے اُنکے سردار بخت اقامت اور سکونت اول حضرت ہاجر کے پاس آئے اور اجازت سکونت چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئیں اور محبت آدمیوں کی غیبت سمجھیں مگر شرمناک لی کہ پانی میں شرمیک نہ کر دنگی اُن لوگوں نے قبول کیا اور ٹھہر گئے پھر اپنے اہل و عیال طلب کیے اور خدا الدول میں ہو کہ پانچ دن کے بعد دو غلام عاقلہ کے اوٹ تلاش کرتے ہوئے تو ہمیں پہاڑ پر گئے بعض نے پانی کی سفیدی دیکھی اور اپنے مزاروں کو جو عرفات میں فروکش تھے خبر کی چند مردار وہاں آئے اور ہاجر و اسمعیل کو دیکھ کر متحیر ہوئے بعد ازان با اجازت حضرت ہاجر مع اہل و عیال مقیم ہوئے اس عرصہ میں ایک دن حضرت ابراہیم کو آرزو ہوئی کہ اسمعیل کو دیکھیں حضرت سارہ سے اذن طلب کیا وہ بولیں اس شرط سے اجازت ہو کہ شتر سواری سے نہ آکر نا چنانچہ آجناب سوار ہو کر وہیں پہنچ گئے لائے جہاں چھوڑ گئے تھے تو مکان کو آباد پایا ہاجر نے دور ہی سے پہچانا اور مکان پر لائیں اور اسمعیل سے کہا یہ تمہارے والد بزرگوار ہیں اسمعیل مسرور ہوئے پھر ہاجر نے التماس کیا کہ آترو تو سروریش و صوڈا لون فرمایا میں نے سارہ سے شرط کی ہو کہ اوٹ سے نہ آترو لگانا چار ایک شتر لائیں اور پائے مبارک حضرت کا اُسپر رکھ کر دھویا

بیان آمد
قافلہ جریم

حضرت
ابراہیم و اسمعیل
علیہ السلام

اور آدھ سارہ دھویا اسی طرح دوسری طرف غسل کیا چنانچہ دو دنوں قدم شریف تیرہ مہینہ درگاہ
 کو اب مصلیٰ سب مسلمانوں کا ہزار و ستھوا سن مقام ابراہیم مصلیٰ اسی کا اشارہ ہر بعد از
 رخصت ہوئے اور معاملہ بین محمد ابن اسحق سے نقل ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے
 بھارت پر تشریف لگے مین لاسے دن بھر قیام فرماتے رات کو پھر جاتے حتیٰ کہ حضرت ایل
 اس لائق ہوئے کہ اپنے باپ کے ہمراہ چل سکیں چنانچہ اللہ صاحب نے مندرایا
 فلما بلغ مہ استی یعنی جب ابراہیم کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے بعض کے نزدیک
 تیرہ برس کے اور بعض کے نزدیک سیات برس کے ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اٹھویں ماہ ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہوا اللہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ اپنے
 بیٹے کو ذبح کرو صبح کو اٹھیں شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطان ہوا یا حکم حضرت جان
 اسی دن سے تردید نام ہوا چھ نوین تاریخ خواب دیکھا تب جاناکہ فی الحقیقہ حکم
 خدا کی طرف سے ہو اسی مقام سے عرفہ نام ہوا مقاتل روایت کرتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ
 پھر وہی خواب نظر آیا تب حضرت سارہ سے اجازت حاصل کر کے مین تشریف فرما
 ہوئے اور حضرت ہاجر سے فرمایا کہ آئیں کو نہلا کر کنگھی کرو اور انکھوں مین سرسہ لکھنی لکھو
 ساتھ کرو چنانچہ حضرت ہاجر نے نہلا دھلا کر پیٹے پہنا سرسہ لگا ساتھ کر دیا کہ انجناب
 علیہ السلام حضرت اسمیل کو لیکر مناکہ کی طرف چلے اور سدہی سے روایت ہوا کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ رب ہب لی من الصالحین انکو بشارت ہوئی تو
 حضرت نے خوش ہوئے نذر کی کہ اگر لڑکا ہوگا تو مین ذبح کرو نکاح بنیت تقرب جب
 پیدا ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور باپ کے ساتھ چلنے کے قابل ہوئے تیسرا
 ہوا کہ نذر ادا کرے حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے فرمایا کہ ایک چھری اور رسی
 لیکے میرے ساتھ چلو کہ مین نزدیکی چاہتا ہوں اللہ سے چنانچہ حضرت اسمیل علیہ السلام
 باپ کے ساتھ چلے جب پہونچے بیچ مین پہاڑ کے تو عرض کیا کہ کہاں ہوا قربان کا مقام
 حضرت نے فرمایا کہ یا بنی الی اری فی المنام الی اذبحک یعنی آؤ بیٹے میرے دکھلایا گیا
 ہوں مین خواب مین کہ تجھ کو ذبح کروں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہوا کہ جب حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ چھری
 اور رسی لے لو اور میرے ساتھ تھم پہاڑ تک آؤ کہ تمہارے گھر کے واسطے لکڑیاں لائیں

نہ
 تشریف فرما
 حسین علیہ السلام

چند روز بعد
 حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کو فرمایا کہ
 چھری لے کر

حضرت اسماعیل موافق حکم کے چلے اس اثنا میں ابلیس نے یہ تجویز کیا کہ اگر ایسے وقت میں
 آل ابراہیم کو نہ بھکاؤ لگا تو کچھ بھون میرا دسترس اپنے منہ کا سو پہلے حضرت باجرہ کے پاس آیا
 اور کہا کچھ باتیں ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو لیکر کہاں گئے ہیں فرمایا کہ دو زبان
 لکڑیاں لینے گئے ہیں کہنے لگا واللہ اگر سکون نہ کرے گا کہ نیکے فرمایا کہ وہ تو اسماعیل کے باپ ہیں
 ایسی بات علامت عطفوت کبھی نہ کرے نیکے کہنے لگا یہ تو درست ہو لیکن انما فیہ زعم ہو کہ اللہ نے
 مجھ کو ایسا حکم دیا ہو فرمایا کہ اگر حکم الہی ہو تو پھر اسکا بجالانا ضرور ہو تب وہ بان سے بھاگا
 اور حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور بولا کہ اے اللہ کے تو جانتا ہو کہ تجھ کو تیرا باپ کہاں
 لیے جاتا ہو فرمایا کہ اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو لیے جاتا ہو کہنے لگا کہ واللہ اس نیاں
 نہ پڑ تجھ کو ذبح کرے فرمایا کہ اس سے کہنے لگا کہ ان کے زعم میں یوں ہو کہ مجھ کو اللہ نے
 حکم دیا ہو فرمایا کہ اگر خدا کا حکم ہو تو بجالانا اسکا واجب ہو اور میں راضی ہوں تب پھر
 سرود و بھاگا اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور عرض کیا
 کہ یا شیخ آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا اس شعبہ پہاڑ میں اپنے کام کو
 جاتا ہوں پھر بولا کہ میں دیکھتا ہوں شاید تمہارے پاس شیطان آیا تھا کہ بھکا گیا ہو
 کہ تم اپنے لشک کو ذبح کرو اس تقریر سے حضرت ابراہیم نے پہچان لیا کہ یہ خود ابلیس ہے
 تب فرمایا دور میرے پاس سے اور تمہیں خدا اور اللہ میں تو بجالاؤ لگا حکم اپنے خدا کا
 ابوطفیس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تشریف پہلے
 تو آگے سے ابلیس اٹھا حضرت نے ہانکا بعد اُس کے جہرۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات لکڑیاں
 ماریں پھر جہرۃ وسطیٰ میں آیا پھر ماریں پھر جہرۃ کبرئے میں آیا تو پھر ماریں یہاں تک
 کہ دور ہو گیا پھر پناہ بچو اب بھی عاجیوں کا یہ دستور ہو غرض کہ وہ فون پیٹھ علیہا السلام
 شعبہ پہاڑ میں پہونچے وہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا یا ابا بت افضل ما تو مر
 سجد لی ان شاء اللہ من الصابین یعنی اے باپ میرے کہ ڈال جو حکم دیا گیا ہو تجھ کو
 تو مجھ کو پاؤ لگا اگر اللہ نے چاہا خبر کرنے والا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل کو زمین پر پھیلا دیا پیشانی کے بل کہ تمہارا کھانا سانس
 نظر آوے کہ شاید محبت جو شکر سے بعد اُس کے ذبح کا ارادہ کیا اُس وقت
 حضرت اسماعیل نے فرمایا کہ اے باپ میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیجئے تاکہ اصرار

نہ گردن اور اپنے کپڑے کو بچائے تاکہ خون کا داغ اضطراب سے نہ لگے جاسے کہ میں اس
 لیے روئی سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤں سب اگر خونم پر بیزی خشم نہ ارم زبان ہی سہی
 کہ ناگہ دامن پاکست شود از خونم آلودہ اور یہ بھی خیال ہو کہ اگر میری مال داغ خون
 و کھیلگی تو بہت غمگین ہوگی اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیں اور جلدی اور کہ سال
 چستی سے چلائیے کہ مجھ کا جان و دنیا اسان ہو جائے اور حسب گھر کو تشریف لے جائے تو
 میری والدہ کو سلام کہنے کا اور اگر اس وقت مناسب ہو تو کچھ میرا کپڑا بھی آگے
 عنایت کیجیے گا کہ شاید اسی سے تسلی اور تسکین پادے اور پیشانی میری خاک پر
 رکھیں تاکہ آپ کی نظر شفقت مجھ پر پڑے کہ مبادا امر الہی من تقصیر واقع ہو جائے سو
 حضرت ابراہیم نے اسی طرح جیسا حضرت اسماعیل نے بتلایا تھا کیا اور اس حالت میں
 دونوں پر عجب حالت تھی کہ قلم کو ہر گز وقت متحریر نہیں بلکہ اللہ صاحب نے بھی
 مفصل نہیں منہ مایا کہ اس وقت کیا معاملہ گذرا القومہ حضرت ابراہیم نے چھری
 تیز کر کے گردن مبارک اسماعیل پر چلائی تو چھری نہ چلی تین مرتبہ یا دو مرتبہ چھری پر
 تیز کر کے بھی گلے پر چلائی مگر ایک رگ انکی نہ کٹی سدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا مس کا حضرت اسماعیل کی ناک پر رکھ دیا تھا کہ چھری اُس پر
 نہیں چلتی تھی اور بعض روایت کہتے ہیں کہ گردن کٹ کے پھر درست ہو جاتی تھی
 اس حالت میں حضرت اسماعیل نے عرض کیا کہ مجھ کی میت لیا جائے کہ آپ کی نظر شفقت
 حسب میرے نمونہ پر پڑے تو رونا آو گیا اور میں چھری کو دیکھ کر خوف سے رو دھکا ہونا
 حکم الہی میں اور تم میں حاصل ہو جائیگا اور رحمہ اللہ رحیم مجھ پر رحم فرماوے گا
 حضرت ابراہیم نے اسی طرح کیا تب بھی چھری نہ چلی الا حکم آ یا کہ بس جس صاحب
 امر ابراہیم تو نے سچا کر دکھا یا خواب کو ونا دنیاہ ان یا ابراہیم قد صدقت الروایہ
 انا کذاک بخیر ی اہلین یعنی بکا رہے کہ امر ابراہیم تو نے سچ کر دکھا یا خواب اور
 البتہ ہم اس طرح بدلا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو اگر کوئی اس آیت میں
 تشہد کرے کہ خواب میں حضرت نے ذبح کرنا دیکھا تھا اور زنج نہیں کیا پھر
 کس طرح یہ قول درست ہو بعضوں نے جواب دیا ہو کہ مطلب خدا کا امتحان تھا
 کہ تمہی الامکان دونوں سے قصور نہیں ہوا اور مارنا اور خون کا بہنا حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھا ملاو داسکے حضرت نے ذبح کرنا خواب میں دیکھا تھا اور اوقت دم نہیں دیکھا تھا سو بیداری میں وہی کیا جو خواب میں دیکھا تھا پس یہ قول صادق بالکل جب خالق کبریا نے دونوں پیغمبروں کو اپنی راہ میں عاشق صادق پایا اور ہر طرح فرمانبرداری کیا تو ایک دُنبہ بھشتی کو چالیش برس تک مرغزار بھشت میں چراتھا حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ سے بھیجا اور فرمایا کہ یہ دُنبہ خداجو اسمعیل کا اسکو ذبح کرو یہ بھر حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر اور دُنبہ نے بھی تکبیر کہی بعد ازاں حضرت ابراہیم نے کہا تاکد الا اللہ واللہ اکبر اور حضرت اسمعیل نے کہا اللہ اکبر واللہ اکبر روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب خداجو حضرت اسمعیل علیہ السلام آسمان سے لاتے تھے تو باین خوف کہ مبادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ذبح میں تجھیں کیرن پکار پکار کر فرماتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیم آگاہ ہو جائیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دُنبہ وہ تھا کہ بسکو بابل ابن آدم علیہ السلام نے قربانی کیا تھا وہ خدینا ہذبح عظیم یعنی بدلا دیا ہونے ایک جا نور ذبح کو بڑا اسی پر اشارہ ہے اور کہ محمد بن فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھوں میں پٹی باندھے چھری زور سے چلاتے تھے لکہ اللہ کے حکم سے چھری نہ چلتی تھی جب حضرت نے پٹی کھولی تو دُنبہ کو ذبح کیا ہو پایا اور حضرت اسمعیل کو محفوظ تب شکر کیا انبار الدول میں مراۃ الزمان سے نقل کی ہے کہ جب باجہ نے ذبح اسمعیل کا مال سنا تو پتہ ازسکا پھٹ گیا اور تیسرے دن مرگئیں موضع حجرین مدفون ہیں عمنہ انکی فونے برس ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمعیل بیس برس کے ہو گئے تب باجہ نے وفات پائی و فائدہ اختلاف ہے کہ ذبح اللہ حضرت اسحق علیہ السلام ہیں یا حضرت اسمعیل علیہ السلام بعضے صحابہ پیش حضرت عمر اور علی رضی و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین و اتباع تابعین سے مثل کعب اہبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و سروق و عکرمہ و عطاء و مقاتل و زہری و سدیی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت اسحق کو شام سے حضرت ابراہیم منابین لائے اور دُنبہ کو ذبح کر کے ایک ساعت میں چلا گئے اور عبد اللہ ابن عمر و سعید ابن سب و شعیب و سن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب و قبطی و کلبی و عطاء ابن ابی رباح و

من
ذات
نہایت
حضرت
ابراہیم
علیہ السلام

یوسف ابن مالک فرماتے ہیں کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام بہن آورد لیل جاثہ اولی کی یہ جو کہ خداوند عالم اس قصیدہ میں فرماتے ہیں نبشہرناہ غلام علیہ غلاما بلغ مہد السعی قال یا بنی الایہ یعنی پھر خوشخبری دی بہنے اسکو ایک لڑکے کی جو ہوگا تھیں والا پھر سب پہونچا اسکے ساتھ دوڑنے کو تو کہا اہ بیٹے میرے میں نے خواب دیکھا ہوں کہ تجھکو ذبیح کرنا ہوں اس سے ظاہر ہے کہ نبشہر ذبیح واحد ہے اور ذبیح ان مجید میں جہان کہیں ذکر بشارت ہے تبصریح یا اشارہ وہاں بشارت اسحق ہے چنانکہ سورہ ہود میں نبشہرناہ اسحق یعنی بہنے بشارت دی سارہ کو اسحق کی آورد لیل جاثہ ثانیہ کی اول یہ ہے کہ سورہ کہ والصفات میں بعد قصہ ذبیح کے ذکر بشارت اسحق کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبح کوئی اور ہی نہ ہو اسلئے کہ سورہ ہود میں ہے نبشہرناہ باسحق ذین وراہ اسحق یعقوب یعنی پھر بہنے خوشخبری دی اسکو اسحاق کی اور بعد اسحق یعقوب کی پس بسطرح بشارت حضرت اسحق کی ہے اسی طرح بشارت حضرت یعقوب کی بھی ہے اور خبر ہے نبی ہونے کی پھر کہ یہ نگر اسحاق علیہ السلام کے ذبیح کا حکم ہوتا ہے کہ وہ یہ یعقوب علیہ السلام کے طور کا ہو چکا تھا علاوہ ہر ان اگر ذبیح ہونے کی خبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نہوتی جیسا ہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیشک پوچھتے کہ یا الہی تو نے مجھکو اسحق و یعقوب کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے سو اسحق تو پیدا ہوا مگر یعقوب نہیں ہوا یہ پھر اسحق کس طرح ذبیح ہو جب تک یعقوب نہوے دوڑی صاف ہی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ ابن ابی سفیان کے پاس دمشق میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا ذبیح کون تھا اسحق یا اسماعیل معاویہ نے کہا کہ میں ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے کہا یا ابن الذببین حضرت مسکراتے کسی نے پوچھا یا حضرت ذبیح کون تھے فہر یا میرے باپ عبد اللہ اور ذیاد میرے اسماعیل و لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے انا ابن الذببین اور قرطبی کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد الغزیز نے ایک عالم یہودی سے کہا کہ سلام لایا تھا پوچھا کون بیٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذبیح ہوا تھا اسنے کہا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیسری یہ کہ شامین دسبے کی کعبے شریف میں نبی اسماعیل کے پاس محمد عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ تک آوینا ان تھیں

یہاں تک کہ حجاج ثقفی غلام نے جب کعبہ جلایا تو وہاں گئیں چنانچہ شعبی رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دونوں شاخیں کبھے شریعت میں آویزاں اپنی انگلیوں سے
 دیکھی تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شریعت میں نے وہ
 شاخیں کبش کی مع سرائل اسلام میں آویزاں کبھے میں دیکھی تھیں یہاں تک کہ حجاج نے
 جلایا اور اسی کہتا ہے کہ میں نے ابوہریرہ بن العلاء سے پوچھا کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام
 تھے یا اسحق علیہ السلام اس نے کہا اس صبیح تیری عقل و دانش کمان گئی ہو اسحق
 ابن ابراہیم علیہما السلام کبھے میں کبش تھے وہاں نہ تھے مگر اسماعیل کے انھیں نے
 کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور بکے میں رہتے تھے اور جلال الدین سیوطی
 فرماتے ہیں کہ حضرت اسحق کو ذبیح کہنا تحریفیات اہل کتاب سے ہر کذا قال الشیخ فی
 شرح مشکوٰۃ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے میں اسی وقت تک
 تشریف نہیں لائے جب تک حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان و خانہ دار نہیں ہوئے
 پھر کس طرح ذبیح کیا تو جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینے میں ایک مرتبہ
 براق پر سوار ہو کر صبح کے وقت آتے تھے و اسماعیل و ہاجر کو دیکھ کر چلے جاتے تھے
 اور قیلولہ شام میں کرتے تھے سو یہ قصہ بعض زیارات میں واقع ہوا ہے کہ انبیاء اللہ
 نقلاً عن نزہۃ النواظر اور بھی اخبار الدول میں ہے کہ اس مقدمے میں توقف
 واجب ہے اس واسطے کہ دلائل جاہلین متعارض ہیں اور ترجیح اس امر کی کہ ذبیح
 حضرت اسحق تھے جس متذکر اور حضرت مولانا عبدالمعلی لکھنوی شرح شافعی کے دفتر
 سوم میں باتباع قول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اسحق
 مذکور تھے اور دلائل اس قول کے اکثر بیان کیے ہیں جو باہتہ شرح مذکور ملاحظہ
 کرے اور کتاب اوراق کے نزدیک اگر دونوں پیغمبروں کو ذبیح کہیں تو کچھ قبا
 نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں وارد ہے کہ ذبیح اسحق علیہ السلام بیت ایلین تھا
 اور ذبیح اسماعیل بنی فلامند و رفیعہ در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرے کہ
 میں اپنے بیٹے کو ذبیح کر دوں گا تو اس پر ایک کبھی ذبیح کرنا لازم ہے بدلیل اس
 قصہ کے اور منو کہا ہوا ہے کہ امام ابو یوسف و شافعی رحمہما اللہ قبا سے لے کر
 وہ نذر منو ہے جو ہر سال ذبیح اپنے نفس یا غلام کے اور جو اسباب ہر امام محمد کے

سکھ

نزدیک بکرجی اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ میں اپنے باپ یا دادا یا مان کو ذبح کروں گا تو یہ بھی
مغویہ و اجامی غار میں کسی طرح کا اختلاط نہیں ہو گا اور عالم اتنزل میں علامہ نبوی
لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے درجہ شہید کی یہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
خداوند تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اُمّی مجھ کو اولاد دے اور دعائیں طرح مانگی کہ اس
یا ایل یعنی قبول کر اور خدا سبب حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کا نام بھی رکھا
اور عبرانی میں شیمیل ہو القصد ابراہیم بعد واقعتاً ذبح شام میں جاوے فرما ہوئے اور
مہمانداری میں مصروف ہوئے عادت حضرت کی یہ تھی کہ مہمان کی حد سے زیادہ خاطر
کرنے کو اسکا ذکر انکی صفات میں آگے آتا ہو غرض کہ اس اثنا میں ایک دن حضرت
خلیل علیہ السلام اپنے مکان پر بیٹھے تھے کہ آٹھ یا گیارہ یا بارہ اور بدایت صحیح تین
شخص بصورت جوانان سادہ روز مہمانوں کی طرح آئے اور سلام علیک کر کے
بیٹھ گئے حضرت ابراہیم جواب سلام دے کے جلد ہی سے گھر میں گئے اور ایک بچہ
تلا ہوا ان کے واسطے آئے اور سامنے رکھ دیا چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا و
لقد جات رسولنا ابراہیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جابرجمل عنبہ
یعنی آئے ہمارے بھیجے ابراہیم کو بشارت لیکے بڑے سلام وہ بولا سلام ہو میں جلد ہی
لا یا ایک بچہ تلا ہوا بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ قوم لوط کے اہلاک کی
خوشخبری لائے تھے اور مقاتل سلمیٰ میں لکھا ہے کہ دوام خلقت اور صحبت کی بشارت
لائے تھے اور کشف الامرار میں بھی اس کے قریب قریب لکھا ہے اور بعض کہتے ہیں
کہ مردہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ تھا اور بعض محققین فرماتے ہیں
کہ حضرت جبریل علیہ السلام تو واسطے اہلاک قوم لوط کے تشریف لائے تھے اور
میکائیل علیہ السلام واسطے محافظت حضرت لوط اور انکی اولاد کے آئے تھے اور
حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری لائے تھے اور یہی
قول اصح الاقوال میں ہے غرض کہ حضرت ابراہیم نے انکو نہ پہچانا اور کھانا طلبت
آگے رکھا مگر کسی نے نہ کھا یا تب حضرت خلیل علیہ السلام نے جانا کہ شاید انکو کھانا
اور اپنے دل میں ڈرے اسوجہ سے کہ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی شخص کھانا

س
نہایت
مستطاب
مستطاب

گھر جاتا تو اُسکے گھر کھانا کھاتا تھا جب ان لوگوں نے نہ کھایا اور ہاتھ بھی نہ ڈالا تو حضرت نے جانا کہ شاید یہ لوگ دشمن ہیں یا چور مباد مجھ کو کچھ ضرر پہنچاویں اس پر ڈرے کر اُٹھا ہوا غلام اسے ابراہیم لافصل الیہ نگاہم و اوصس منہم خیفۃً پھر جب دیکھا اُنکے ہاتھ نہیں اُٹے کھانے پر اُڑ پڑی سمجھا اور دل میں اُسے ڈر جب فرشتوں نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم ڈر گئے ہیں تو بڑے لاشعۃً انا ارسلنا الی قوم لوط یعنی دست ڈر ہم بھیجے گئے ہیں قوم لوط پر اور اسوقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بھی اُڑ پڑی ہوئی باتیں سن رہی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بنظر مہمانداری مہمانوں کی خدمت میں حاضر تھے اور حضرت سارہ دروازے پر کھڑی تھیں تب حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ کھڑی نہ رہو حضرت سارہ نے عرض کیا کہ تم کھڑے ہو مہمانوں کے واسطے اور میں کھڑی ہوں پر دروازے پر مہمانوں کے واسطے اور مہمان آپ کو دیکھتے ہیں اور مہمانوں کا خد اُجھکوا دیکھتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مہمانوں کے پاس کھڑی تھیں اور سبب پیری اور بڑھاپے کے کسی سے پردہ نہ کرتی تھیں اور یہی روایت صحیح ہے اس واسطے کہ سورۃ ذاریات میں واقع ہے نہایت امراتہ فی صرۃ یعنی پھر سامنے سے آئی اُسکے عورت بولتی ہا جملہ فرشتوں کی باتیں سننا یہ نہیں اور سبب ہنسے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑھنے پر انکو ہنسی آئی یا کہ فرشتوں کو بصورت آدمیوں کے دیکھا کہ متعجب ہوئے اور ہنس پڑیں یا قوم لوط کی اہلاک سے خوش ہوئیں کہ وہ لوگ اہل فساد تھے یا غفلت قوم لوط پر تعجب کر کے ہنسیں بہر تقدیر جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں تو فرشتوں نے حضرت اسحاق کے تولد کی خوشخبری کہی چنانچہ ارشاد ہوا سورۃ ہود و امرتہ قائمۃ فصحاک فبشرنا بما یسحق ومن وراء اسحق یعقوب یعنی اُسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہنسنے خوشخبری دی اُسکو اسحق کی اور بعد اسحاق کے یعقوب کی تخصیص بشارت کی حضرت سارہ کو یہ معلوم ہوتی ہو کہ اُسکے ہونے سے عورت زیادہ خوش ہوتی ہے بشارات مرد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہو چکے تھے صرف حضرت سارہ سے اولاد نہ تھی لہذا انکی تخصیص ہوئی اور اتفاق مفسرین حضرت سارہ کی عمر ۹۹

یا اسٹھانوں سے برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک سبیل یا ایک سو بارہ برس کی تھی سو اس باعث سے مادہ نذر و سزا کا رخصت سارہ نے کہا کہ اور خرابی میں کیا جنونگی مالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ خاندان میرا بوڑھا ہے یہ تو مجھ پر کیا حالت آگاہ انا عجوز و زہد اعلیٰ شیخان نذر اشیاء عجیب اور سورہ ذاریات میں واقع ہے فصاحت و جہاوت حالت عجوز عقیقہ معنی پھر مٹایا اپنا ماتھا اور کہا کو میں بڑھیا ہوں عجیب جنتی ہو قتل ہو کہ جب حضرت سارہ متعجب ہوئیں تو حضرت جبریل نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چھت تو دیکھو تو دیکھتی ہیں کہ خرمائی نکلیاں سبب اور میوہ دار ہو گئی ہیں تب فرشتوں نے کہا کیا تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم سے قاتل اور مجبین من امر اللہ یہ بات کہارہ فرشتے تو م لوہا پر چلے گئے اسوقت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور قوم جبرہم میں ایک سردار نے کہا کہ از رو انبیاء کی کہ حضرت سے عقد کر دیا اور زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوئے اور حضرت باجرہ نے وفات پائی اور حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے کہ حضرت سارہ انکی پرورش میں مصروف ہوئیں اور فی الجملہ رشاک انکے دل سے کم ہوا ابن قتیبہ انہی معارف میں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت اسحق علیہ السلام پیدا ہوئے تو کنعانیوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم کی زیادتی عمر سے اولاد کی نقیض نہ تھی اور حضرت اسحاق حضرت ابراہیم سے کمال مشابہ تھے بلکہ جب جوان ہوئے تو دونوں میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اس واسطے خداوند کبریا نے حضرت ابراہیم کے محاسن شریف کو سفید کیا تاکہ باپ بیٹے میں فرق ہو جائے غرض کہ بعد پیدا ہونے حضرت اسحاق کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اجازت چاہی کہ اگر کوئی تو اسماعیل کو دیکھ آؤں حضرت سارہ نے خوشی سے اجازت دی الا بدین شرط کہ گھوڑے سے نہ آؤ اور شب ہاش نو جو اور توقف بھی زیادہ نہ کر لو چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نہ شرط روانہ ہوئے جب مقام معبود پر پہنچے تو دریافت ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے خانہ دار ہوئے ہیں اور حضرت باجرہ نے وفات پائی ہے اور اسوقت حضرت اسماعیل علیہ السلام شکار کو گئے تھے اور عیشت انکی یہی تھی کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

۲۷۹
تفہیم مہتممہ احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام
تفہیم الاذکیاء فی احوال الانبیاء علیہم السلام

اور ناب زفرم سے چاکر کھاتے تھے اور رازق بیہال نے اسی پر قناعت عطا کی تھی جب
حضرت ابراہیم نے انکو نہ پایا تو انکی بی بی سہارہ بنت سعد جہیہ کو دروازے پر بلانے
پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں گیا ہو اور کب کو گھٹا آئے گا کہ جنگل کو تیرا شمعیت گئے
شام تک آئینگے حضرت ابراہیم نے کیفیت معاش سے استفسار کیا اُس نے کہا بہت
خراب ہو اور نہایت تنگی اور شدت سے ایام گذرتے ہیں اسی طرح بہت شکایت کی
کہ حضرت کو برا لگا اور اندیشہ کیا کہ اگر شام تک ٹھہرتا ہوں تو خلاف وعدہ ہوتا ہوں
مقصود میرے احوال پر سی تھا سو معلوم ہو گیا لہذا باگ پھیر کر پہلے اور فرمایا کہ
جب تمہارا شوہر آئے تو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ اپنے دروازے کی
چو کھٹ یا مہرول کو بدل ڈالو کہ تمہارے لائق نہیں ہو اور روانہ ہوئے اسنے بن
حضرت اسمیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھتے ہیں کہ دروازہ پر انوار غوث چمک
رہے ہیں اپنی بی بی سے پوچھا کوئی شخص یہاں آیا تھا اُس نے عرض کیا کہ ایک بوڑھا
سوار اس شکل اور شامل کا یہاں آیا اور دروازے پر کھڑے ہوئے کہ تمہارا حاجت چھوڑا
تب حضرت اسمیل نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم تھے اور اس بی بی نے سارا سال
بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اپنی تنگی معاش کی شکایت کی تھی حضرت اسمیل نے فرمایا
کہ پھر اُس بزرگ نے کیا کہا اُس نے کہا کہ یہ بات کہ گئے ہیں کہ بہت تیرا شوہر آئے تو میری
طرف سے سلام کہنا اور پیغام دینا کہ چو کھٹ یا مہرول اپنے دروازے کا بدل ڈالو سینگے
حضرت اسمیل نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے باپ تھے اور تیرے نکال دینے کا حکم
دے گئے ہیں سو میں نے تجھکو حلاق دی تو اپنے باپ کے گھر جا مجھ سے کچھ بڑھکا
نہیں اور اسی وقت رخصت کر دیا بعد اسکے دو مہرے شخص نے قبیلہ جرہم سے اپنی
لو کی دی درج الدرین ہو کہ حشر نامے مہر در جرہم نے بیٹی دی اور اخبار الہول میں
کہ مضامن ابن عم رئیس نے مسماہ رعد سے نکاح کیا اور صحیح نام انکا ہوتا تھا کہ وہ کتالی
کرنے لگی بعد مدت دراز کے حضرت ابراہیم نے بھر سارہ سے اجازت مانگی اور کہا کہ پہلے
جو میں گیا تھا تو اسمیل سے ملاقات نہیں ہوئی اب پھر میرا حاجت دیکھنے کو ہونا ہو اگر کوئی
تو دیکھ تو ان حضرت سارہ نے بشر اکٹا سابقہ اذن دیا چنانچہ حضرت ابراہیم تشریف
لے گئے پھر بھی ملاقات نہ ہوئی اور دروازہ سے پر بی بی کو بلا کے نال پوچھا اُس نے عرض کیا

کہ آپ اترے اور شریعت رکھے تو میں آپ کا سر دھو دوں غصت ابراہیم نے فرمایا مجھ کو اجازت
 اترنے کی نہیں ہر گز نہ دے گا ایک چھتر بڑا لاسکے رکاب کے نیچے رکھا اور اس پر چڑھ کے سوار
 خوب مل کے دھویا اور نکلتی کی اس حالت میں آپ احوال پرستی کو بہتے تھے اور وہ شکر گزار
 انکی وضع اور افلاق کی کرتی تھی یہاں تک کہ کیفیت سہاوش پر فزوت آئی تو اسنے بہت شکر کیا
 اور کہا احمہ فتمہ کہاں مسرت گذرتی ہر شب حضرت نے دو ماہے فیرفرائی اور کہا حق تھا سائے انکو
 گوشت اور پانی میں برکت دیا حدیث شریف میں وارد ہے کہ ناصیت اس دعا کی یہ کہ جو کوئی
 شخص مکہ منظمہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرتا ہو اسکو غلہ وغیرہ کی حاجت اصلاح نہیں ہوتی
 اور طاقت اسکی بدستور برقرار نہ رہتی آخر بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام رات کے رہتے تھے
 فزوت کر کے رخصت ہوئے اور اپنی بہو سے فرما گئے کہ سب اسمیں آؤں تو میرا سلام کہہ دینا اور پیغام
 دینا کہ یہ مہرول دروازے کا بہت خوب ہے اسکو غنیمت سمجھا کر رکھو ذہب حضرت اسمیل علیہ السلام
 مسبتہ متوراشہ یعنی لاسے پھر وہی فزوت محسوس ہوا تو اپنی بی بی سے پوچھا کہ آج کوئی یہاں
 آیا تھا بولیں کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور انکی صورت ایسی تھی جو میں نے بہت اضعاف
 اور انکار دھویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے نہیں اترے اور میرے واسطے دنا کر گئے تب
 حضرت نے پوچھا اور کیا فرمایا بولیں کہ تم کو سلام کہے کہ یہ فرما گئے ہیں کہ یہ مہرول دروازے کا
 بہت خوب ہے اسکو غنیمت جان کے اچھی طرح سے رکھو حضرت نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے
 باپ تھے میرے حق میں سفارش کر گئے ہیں اور مہرول دروازے کا تو ہر چاہیے کہ میں تجھ کو
 حسن سلوک سے رکھوں جب اس معاملہ پر ایک مدت گذری پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 حضرت سارہ سے فرمایا کہ میں دوم تر تہ گیا اور اسمیل سے ملاقات نہوئی اگر اب اجازت ہو تو انکو
 دیکھ آؤں اور چند روز اسکے پاس رہوں کہ میرے دل کی تسلی ہو حضرت سارہ نے اجازت دیا
 کہ حضرت ابراہیم فزوت لائے اور اسی مکان پر پہنچے جان اسمیل رہتے تھے دیکھتے ہیں
 کہ حضرت اسمیل ایک درخت کے نیچے زمرم کے قریب بیٹھ اپنے تیرون کو درست کیے ہیں
 بچہ دیکھنے کے حضرت اسمیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہچانا اور بے اختیار
 اٹھ کھڑے ہوئے اور معاف کر کے جو کچھ معاف تھے کہ باپ سے چاہتے سو بھلا لائے
 اور دونوں ملکر ایسا روئے کہ انکی آواز سے ہرگز سے بھی روئے گئے بعد اسکے حضرت
 ابراہیم نے فرمایا کہ مجھ کو خالق لایزال نے اس جگہ عبادت گاہ بنانے کا حکم فرمایا ہاں

اور یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کروڑ لگا اگر تم بھی سچین ہو تو بہتر کہو کہ یہ بھی گویا میرا ہی ام چلتا
 وسمیل نے کہا کہ ان بنائے گئے گویا کہ اس تو دے یہ جہان بیت الممور تھا حضرت اسمیل نے
 کہا کہ تمہارا فرمانا اور تمہارا حکم میرے سر اور آنکھوں پر چڑھیں بیشک اعانت کروں گا پناہ
 غرہ ذی قعدہ کو بنا کر کعبہ شریعہ کی اور چھپانے کو تمام کی اور بنائے اس طرح سے تھے کہ حضرت
 اسمیل تھیں لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے اور اس وقت عمر حضرت اسمیل
 علیہ السلام کی تیسس برس کی تھی اور حضرت ابراہیم کی ایک تینویس سال کی تھی حاکم نے
 بطریق صحیح اور یقینی نے دلائل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو م اللہ وجہ سے روایت
 کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم کو کعبہ بنانے کا حکم ہوا تو نہایت تردد تھے کہ کس طرح بنائوں باوجود
 کچھ کمی و زیادتی ہو جائے تب حق تبار نے سکینہ کو بعد از مراد سے پیدا کیا اور اس کے
 دونوں طرف سر شاخوں سے ہوا مابین کے فائدہ کعبہ پر سایہ افکن ہوئی اور ٹھہر گئی اور
 حضرت کو حکم پہنچا کہ اس سایہ کے موافق زمین کو زمین کر کے کعبہ بناؤ اور وہ بنا بقول
 شارح حیرۃ اللغۃ کے طول پانچ سو گز اور عرض میں بیس گز اور ارتفاع میں نو گز تھی
 اور آقبہ بردار دی میں لکھا ہے کہ وہ ہوا کٹری کے جانے کی طرح اس مکان کے گرد تھی اور
 ایک سرخ نے آسمان سے آواز دی کہ میرے برابر گھر بنائیے اور مشورہ یہ کہ ایک ٹکڑا
 ابر کا مقدار اس مکان کے ہوا میں کھرا ہوا اور اس سے آواز نکلی کہ میرے برابر کعبہ بنائیے
 اور یہی روایت گلی سے عالم الغفریل میں لکھی ہے اور ابو الشیخ نے تاریخ ازرقی اور
 کتاب المغنمہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
 بہشت سے زمین پر گئے تو جناب انہی میں گزارش کی کہ میں اب تسبیح اور تہلیل و شتون کی
 نہیں سنتا ہوں تب حکم ہوا کہ ایک گھر جہاں جھکاؤ نشان دیا جاتا ہو بناؤ اور گرد اس کے طواف
 کیا کرو اور اسی کی طرف نماز پڑھا کرو اور حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم وہ جگہ تباؤ
 پناہ یہ حال مفصل تھے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام میں بیان ہو گیا ہے حقیقت یہ کہ
 کہ یہ خانہ طوفان نوح علیہ السلام تک بیت الممور تھا طوفان میں آسمان ہل گیا تھا
 اور اب مقابل کعبہ سے کہا ہے اور فرشتے اس کے طواف میں مشغول ہیں کہ حدیث مورخ
 معلوم ہوتا ہے پناہ بعد اٹھ جانے کے یہ مکان ایک ٹیلہ بلند سرخ رنگ ممتاز تمام
 زمین سے رہ گیا تھا اور کچھ مکان اس پر باقی نہ تھا اہل افاق اسی مکان پر قوتے وورد علیہ

کہہ رہے تھے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی مکان کی تعمیر کا حکم ہوا اور ان کے ساتھ کنبہ
 بصورت ابراہیم سے مد کعبہ مقرر ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اسی کے مطابق
 ایک خط کھینچ دیا کہ اس خط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنا شروع کی یہاں تک
 کہ بنار ادم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونوں عاصیوں نے بنانا شروع کیا اور خالق الملائک
 سات فرشتے بھی انکی مدد کو بھیجے سو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قاعدوں کو کوہ
 حرا کے چھوڑنے سے اٹھایا اور فرشتوں نے کہ وہ سینا اور زینا اور جودی اور لبنان پہاڑوں
 چھوڑ کے حضرت اسمیل کے ہاتھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا کہ حضرت نے
 دیواروں پر جہاں دیوار کا برطان فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت ابراہیم زبان سریانی
 بولتے تھے اور حضرت اسمیل بزبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے چنانچہ حضرت ابراہیم
 فرماتے تھے جب لی کیا یعنی چھوڑا اور اسمیل کہتے تھے خدا بھی اور بھٹے کہتے ہیں
 کہ پانچ پہاڑوں سے چھڑاتے تھے اور سینا اور زینا اور جودی اور زنگر صحیح یہ کہ حضرت
 اسمیل گارہ بنا کے نوہیس دیواروں پر لبنان سے چھڑا لاسکے دیتے تھے یہاں تک کہ دیواروں
 قعد ادم سے بلند ہوئیں تب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اسی پر حکم
 بناویں سو حضرت اسمیل علیہ السلام جانب جبل نوہیس چلے راستے میں حضرت جبریل نے کہا کہ
 زمین بڑے بڑے دو چھڑا کر کے بتلاتا ہوں اور یہ وہ چھڑا ہیں جنکو حضرت آدم ہشت سے لاسکے
 اور وقت طوفان حضرت نوح نے اس پہاڑ میں رکھ دیے تھے انکو ایجا نے ایک ابراہیم کے
 کھڑے ہونے کو دیکھے اور دوسرا وہی طرف دروازے کے لگا دیکھے کہ یہ کوئی اس گھر میں آیا
 اول اسکو بوسہ دے چنانکہ حضرت اسمیل نے دونوں چھڑا لے اور پہلے حضرت جبریل علیہ السلام
 آپ کے ساتھ چلے آئے اور حضرت ابراہیم کو دوسرے چھڑا کے جانے کی تدبیر بتلا گئے کہ حضرت
 ابراہیم نے اسی طرح رکھا وہی چھڑا جو دشوہرہ اور اقباب اسی جگہ ہے اور ایک چھڑا
 چڑھا کر بنانے لگے وہ چھڑا میا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پیروں کی انگلیوں کے نشان بن گئے اور
 یہ کرامت ہوئی کہ تا اتمام تعمیر کعبہ دوسرے چھڑا کی حاجت نہ ہوئی وہی بڑھتا رہا اور
 حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ چاروں طرفین کعبہ کی روشن ہوئیں بلکہ اسی روشنی سے
 حد حرم میں ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کا ایک نشان کر دیا
 عہد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ رکن و مقام دونوں بہشت کے مقام ہیں نور انکا جاتا رہا جو اور اگر نہ جاتا تو مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا اور بھی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حجر اسود بہشت سے نازل ہوا اور پہلے نہایت سفید و نورانی تھا گنگا رون کے پانی سے سیاہ ہو گیا جو رواہ احمد و ترمذی و سائرہ اس حدیث میں ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل الایمان ہے بے تردد و بلا تامل قبول کرتا ہے اور ضعیف الایمان تردد کرتا ہے اور کافر انکار کرتا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مخالف دلیل قاطع کے ہو اور ظاہر حدیث میں تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل غلامت کا ہے کہ بہشت اور جوچہ اسمیں ہے جو اہرات وغیرہ سے مخالفت ہیں ان چیزوں کے جو اس عالم فانی میں معاف ہوئی ہیں یعنی جو بہشت کی چیزیں ہیں انکو زوال و فنا نہیں ہے اور جو اسود کو خود انجمن قرار دے ملاحدہ کے ہاتھ سے پہونچیں کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اسکا باقی ہے جو اب اسکا یہ ہے کہ جو اسود وہ اپنے اس عالم کے اپنی حالت سے متغیر و متبدل ہو گیا ہے حضرت حضرت آدم علیہ السلام پر بعد آنے بہشت سے گرسنگی و تشنگی وغیرہ امور سلامت و راحت کے ظاہر ہے اس میں اسی طرح حجر اسود میں ظاہر جو سبب اس اعتراض کا ہے اور بعض کے کہتے ہیں کہ بہشتی ہونا جو اسود کا یہ ہے کہ اسمیں برکت و شرافت ہو گیا بہشت سے آیا ہے اور سفید ہو جانا اور سیاہ ہو جانا آدمیوں کے گناہوں سے گویا عبرت کے واسطے ہے کہ گناہوں کا اثر پھر میں پہونچتا ہے یہ جیسے قلب انسان اور یہ سب تردد و تامل تاریکی بطن سے ہے راست بے کم و کاست تو یہ ہے کہ ایمان ظاہر حدیث پر لاوے اور حقیقت حال کو علم الہی پر چھوڑے اور کہے کہ ان اللہ علی کل شئی قدير تکملہ تقصص میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے فریاد آدم سے مہدیایا تو ایک نہر شہد سے زیادہ شیریں اور مسک سے زیادہ نرم جاری فرمائی اور ظلم کو ارضا کیا کہ کلمہ سوا قلم نے اسی روشنائی سے اقرار فرمیت آدم علیہ السلام کا لکھ لیا اور رب الارباب نے اس نوشتے کو حجر اسود میں رکھا اس عالم میں بھیجا تو گویا بوسہ دنیا آدمیوں کا اس پتھر کو نشان قرار کا اقرار ہے اور حجتہ المہند میں لکھا ہے کہ رب الغفر نے اس اقرار سے کو ایک فرشتے کے منہ میں رکھا اور فرمایا اھجر شہودہ فرشتہ پتھر ہو گیا اور وہ پتھر بہشت میں تھا اب رکن یمانی میں رکھا گیا قیامت کو پتھر فرشتہ کو دیکھ

اور عہد نامے کو لگا لگا دیکھا دینے کے پھر جو کوئی اپنے عہد پر قائم ہوگا اسے بہشت ملیگی اور جو
بر خلاف ہوگا اسکو دوزخ ملیگی اور یہ جو مشہور ہے کہ حجر اسود میں کچھ سفید ہی باقی ہے جب
وہ بھی جاتی رہیگی تب قیامت قائم ہوگی خواہ نزدیک ہوگی سو حضرت شیخ المہرین تحقیق
دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ فقیر اس بات میں متحیر تھا یہاں تک کہ میں نے
تاریخ مکہ میں دیکھا کہ ابن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے حجر اسود میں کئے نقطے سفید چھوٹے
چھوٹے دیکھے تھے اور ابن جریر نے سنہ پانچ سو اسی میں وفات پائی اور فقیہ سیماں
عسقلانی نے انہی مناسک میں بیان کیا ہے کہ میں نے حجر اسود میں تین جگہ سفید
دیکھی بعد اسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی اور یہ حال سنہ ہفت صد و ہشت میں تھا
مسئلہ واضح ہو کہ جب حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے
کعبہ شریف بنایا ہے تو ارتفاع اسکا نو گز کا تھا اور دور حجر اسود سے رکن یمانی تک
تین تیس گز کا اور رکن شامی سے رکن غربی تک بائیس گز کا اور رکن غربی سے
رکن یمانی تک اکتیس گز کا اور رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا اس سے
معلوم ہوا کہ شکل کعبہ اسوقت میں مستطیل تھی کہ طول عرض سے زیادہ اور طول شرقی
اور غربی میں بھی تفاوت الا غیر محسوس اور دروازہ کعبے کا زمین سے ملا ہوا ہے
کیونکہ اون کے تھا تیج خمیری نے دروازے میں کیواڑ اور قیفل اور زنجیر میں لگائیں
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دہنہی طرف ایک مفرد بطور خزانہ لکھو دا تھا تا کہ
از قسم نہ در اور ہدایہ جو کچھ آوے اس میں رکھا جائے پس معلوم ہوا کہ یہ چار دیواری
اور سقف حضرت ابراہیم نے بنائی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں سوا
بنیاد کے اور کچھ نہ تھا بلکہ اس بنیاد پر ایک خیمہ یا قوت مجوت کا جسکو بیت المہور
کہتے ہیں رکھا تھا اور یہ مکان قبل حضرت آدم علیہ السلام کے بلکہ قبل خلقت زمین اور
ما فیہا مقام عظیم تھا چنانچہ فاکھی اول تاریخ مکہ میں مع اسناد بیان کرتا ہے کہ حضرت
امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کہم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ خالق ذوالجلال نے چائیس
برس پیش از خلقت آسمان اور زمین کعبہ شریف کو پیدا کیا تھا اور تھا کعبہ بطور
گن کے پانی پر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو ہزار برس پیش از خلقت
زمین سے کعبہ پیدا ہوا ہے تب کسی نے کہا کہ سطر ح کعبہ قبل زمین کے پیدا ہوا

وہو ان دیا کرتی تھی ایک روز آگ جو اٹھی تو لکڑیاں چھت کی بل گئیں اور قبل اسکے سیلاب
 بھی آیا تھا کہ اسکے مدد سے دیوار میں گر گئی تھیں تب اکثر سرداران قریش نے
 مصالحت کی کہ اسکو بنانا چاہیے پناہ و لید ابن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور یہ بھی
 قول و قرار ہو گیا کہ سوا سے مال ملال کے اور کچھ اس میں صرف منہ نے پاوے غرض کہ
 سرنو سے پھر بنایا گیا اور کئی طرح کی تعمیر اس بنائین واقع ہوئی کہول یہ کہ کعبے کے
 عرض سے کئی گز زمین عظیم میں داخل کر دی گئی دو سو ستر سے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت
 بلند کر دیا تیسرے یہ کہ اندر کعبے کے دو مضامین مستوفون کی قائم کیں کہ ہر مضامین میں تین
 ستون بنائے جوتھے یہ کہ بلند ہی کعبے کی باہر سے اٹھارہ گز بڑھا دی پانچویں یہ کہ کعبے کے
 اندر رکن سیانی کے متصل ایک زینہ بنایا ہو کہ اسی سے سقف کعبہ پر جاتے ہیں میرۃ الکفہ کی
 شرح میں لکھا ہے کہ مقدار طول و عرض کعبہ مضطربہ کا نوبت قریش میں یہ تھا یعنی طول
 ستائیس گز اور عرض اٹھارہ گز کا اور آج اسی اندازہ پر ہر کہ طول دیوار شرقی و
 غربی کا باہر سے پچاس گز اور دیوار شمالی کا بیس گز اور دیوار جنوبی کا اکیس گز و چار
 انگل اور درمیان رکن سیانی اور شمالی کا اکیس گز ایک بالشت اور درمیان ان
 دو رکن کا عرض چار گز اکیس انگل اور رکن حجر اسود سے تا رکن عراقی اٹھارہ گز اور
 ایک دروازے سے تا دروازہ بول پانچ درہ اور عرض چار درہ اور بلند ہی خانہ شریف کی
 سوا ستائیس گز اور اندر اسکے تین ستون ہیں دو منوہر کی کلڈی کے اور درمیان کا
 ستون سانگ کا اور چھت اسکی اٹھارہ گز دین ساج سے چلی تھی صحیح بخاری وغیرہ
 کتب حدیث میں روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متصل کعبے کے بیجا کہ فرمایا کہ دیکھو تمھاری قوم نے جب کعبے کو
 بنایا تو تو اعراب ہی میں اختصار کر دیا جو حضرت عائشہ نے اکتھاس کیا کہ یا رسول اللہ
 آپ اسکو تھام کر میں فرمایا کہ تمھاری قوم نو مسلم ہو اگر میں اسکو گرا کر چھبہ بناؤں
 تو یہی کہانگی اور طعن کر لگی کہ اسنے اپنی طاعت سے زمین اور داخل کر دی ہو اگر یہ حق
 نہ ہوتا تو میں بناتا اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دورہ کر دیتا ایک نہ
 جانب شرقی اور ایک درہ جانب غربی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں
 نوبت اسکی نہ پہونچی مگر اسی حدیث کے مطابق عبد اللہ ابن زبیر نے پھر بنایا اور بنار

ابراہیم قانم کی اور بدعات جاہلیت سب مٹا دیں اور عظیم کعبہ خانہ رکعبہ میں داخل کیا اور روزہ کو دیا اور طول و دو سو تیس گز کا گھردیا اور سب سے گلاب کے درمیں خوشبو دار چیز ہو کام میں لایا اور بجیترا اور بامر مشک اور عنبر سے کھانگی کی اور دیباچ کی پوشش پہنائی اور تین سو تین تاریخ حسب السنہ ہجری میں یہ بنا تمام ہوئی اب اس کے حجاج نے اپنے وقت میں عبدالملک ابن مروان کے اشارے سے جانب شامی کو گلاب کے بنیاد قریش پھر قانم کی اور زمین کعبہ پہنچر دن سے بھر دی اور روزہ شہر قی کو باندھ کیا اور روزہ غربی کو بند کیا اور کچھ زمین زیادہ کیا یہ بنا سنہ چوتھ ہجری میں عمارت ہوئی اس وقت سے تا وقت سلطان مروان احمد خان مسجد بنوین ہوئی مگر بلوک اور سلاطین نے کچھ ترمیم اور اصلاح بنا حجاج بن ابی تمیم کی تھی سلطان مروان نے پھر بنایا اور سوائے حجر اسود کے باقی سب گرا دیا اور یہ عمارت سنہ اکیس ہزار پالیس میں واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن یہ عمارت حجاج کے طریق پر جو کہ عظیم باہر ہو اور پیکرہ جو قانم حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ فضائل مکہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ کعبہ منظر زمانہ سابق میں ہر طرف سے بے دیوار تھا اور گرد و حرم کے گھر تھے کہ وہ مانند دیواروں کے محیط تھے اور گھروں میں راہیں تھیں کہ انھیں راہوں سے حرم میں آتے تھے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں وہ سب گھر خرید کر کے گھردا ڈالے اور اسکی کچھ زمین حرم میں داخل فرما کے حرم شریف کو فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت نے اٹھائیس سو تین برس ہجرت سے متقدرا اور گھر باقی تھے انکو بھی خرید کر کے حرم میں اسکی زمین کو داخل کیا کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر سنہ شش ہجری میں عبداللہ ابن زبیر نے بہت گھر از ان قیمت اور گداں قیمت کہ بعضے سات سات ہزار و نیار کو بے خرید کر کے انکی زمین مسجد حرام میں داخل کی بعد اس کے عبدالملک ابن مروان نے مسجد احمد نام کو بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اسنے کچھ زیادہ نہیں کیا صرف دیواروں کو بلند کر دیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑی سے بنوایا اور خندملین آسمین لٹکائیں کہ اسکی ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنواسے پھر منصور ابن جعفر نے کچھ کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ مودی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے حرم کو تعمیر کیا اول سنہ ایک سو ساٹھ ہجری میں دوسرے سنہ ایک سو و ستر میں

اور سب ایک سو نہت میں آسنے و ناس پائی اُسکی عمارت آج تک قائم ہو کذا ذکرہ اللہ اعلم
فی مناسکد اور سحر العیسیٰ میں لکھا ہو کہ زیادت مہدی مشہور باب اللہ اور وہ جو اور طول
در وازہ کعبہ کا چھ گز اور ثلث اور نصف مہدی گز کا ہو اور عرض چار گز کا اور وہ دروازہ
دیوار شرقی میں ہو اور تختہ ساج کی لکڑی کے اور تختہ نقرہ کے اُسکے اوپر ہے اور تختہ
نقری اُس پر چڑھی ہیں کہ اُس سے کمال مغربی ہو اور راستہ کعبہ کی بلندی زمین سے
ساتھ چار دروہ اور نادران کعبہ کا بسکہ بنی راب الرحمتہ کہتے ہیں درمیان رکن عراقی اور
شامی کے راتح ہو اور حجرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہو اور حجب اسود کی
بلندی زمین سے دو گز اور نصف و مہدی گز سے چیز سے زیادہ اور عرض اُس مہدی راکہ
جو اُس سے ظاہر ہو ایک و سب پار انگلی ہو فائدہ مہدی حفظہ سبحی زفقہ الدین ہا سہی تاریخ
مکہ میں لکھتے ہیں کہ دہل بار کعبہ بنا جو اول بنا سے ملائکہ دو پہر سے بنا سے آدھم تیسرے
بنا سے بنی آدھم چوتھے بنا سے ابراہیم باسچہ بن بنا سے عمالہ تھپون بنا سے جبرہم
ساتھ بن بنا سے قفقہ اٹھون بنا سے توشین نوین بنا سے عبد اللہ زبر و سون بنا سے حجاج
نمودہ سے روایت ہو کہ قبل از اسلام نادت یہ تھی کہ مقام ابراہیم علیہ السلام سے کوئی
باتھ نہیں نکاتا تھا اس وقت میں یہ بات رائج ہو اور جو لوگ قبل از عہد اسلام ہتھام کو
دیکھ چکے تھے وہ نقل کرتے ہیں کہ دونوں باتھ کی انگلیوں کے نشان اسمین موجود
تھے اب ہاتھوں کے لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہیں ہیں اور ابن ابی شیبہ نے
عبد اللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہو کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگوں کو دیکھا کہ مقام
ابراہیم کو ہاتھ سے چھوتے ہیں منع کیا اور کہا کہ تمکو اللہ تعالیٰ نے یہاں نماز
پڑھنے کو فرمایا ہو نہ سچ کہنے کو اور یہ تھی نے اپنے سنن میں روایت کی ہو کہ یہ تھچو
مقام ہوزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زمانہ حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے
متصل تھا حضرت عمرؓ کے وقت میں بسبب سیل انہمیش کے بہا کہ اپنی جگہ سے جب ہٹ گیا
تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائے اور اُسکو آٹھا کہ جہاں تھا چہر رکھا
اور گرد اُسکے اور تھچر رکھو اُسے تاکہ جنبش نہ کرے پناچہ اب تک اُسی جگہ پر ہو
فائدہ واضح ہو کہ حضرت استاد الاساذ محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ
مانہ کعبہ کے چار گز ہیں دو یانی ایک میں حجر اسود ہو اور وہ جانب شرقی میں واقع ہو

دوسرا مقصد کبچہ سیانی جو کہ بانبہ مغرب واقع ہو اور وہ کبچہ کو مرکز شامی کہتے ہیں ایک جانب
 شرق مقصد بکرمن عراقی دوسرا جانب مغرب مروت بکرمن غریبا پس قریشیوں نے دونوں
 بکرمن شامی کو تواریخ ابراہیمی سے بنایا کر دیا جو اور کبچہ زمین کعبہ کی بھی جھوٹ کے داخل جس
 کردی جو اور وہ دونوں جو کہ حجر اسود کے کبچہ سے بکرمن عراقی تھی بھی کم کر ڈالی جو اور حضرت
 ابراہیم کی بنیاد سے بھی کبچہ کو تاہ کر دیا کہ مثل مروتہ مکان کے زمین سے بلند رہ گیا جو اور
 اسی کو شادروان کعبہ کہتے ہیں بعد اسکے عبداللہ ابن زہیر نے اپنی ولایت میں جب
 موافق حدیث کے بنایا لیکن حجاج نے بعد اسکے مروتہ مابلیت کر دیا لہذا مارون رسیہ
 اپنی سلطنت میں حضرت امام مالک سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو میں پھر موافق بناؤں
 عبداللہ ابن الزہیر کے کعبہ بناؤں حضرت امام مالک نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہو اور
 عمل مطابق اسکے عین اتباع ہو الاصلحت نہیں ہو کہ بار بار کعبہ کو گھیرا کے تغیر اور
 تبدیل دیجائے اس واسطے کہ کعبہ باز کیے سال طین ہو جائیگا اور ہر ایک بادشاہ اپنے
 وقت میں ایسا ہی کیا کرے گا پھر رسم پڑ جائیگی اور منصفہ عظیم ہوگا اور جس جگہ
 منصفہ پیدا کرے تو رعایت دفع منصفہ کی مقدم رکھنا اور صلحت سے دست بردار
 ہونا چاہیے فائدہ جو بعض جگہ کلام الہی میں نسبت اس گھر کی اللہ کی طرف واقع ہو
 جس طرح طہر امتی اسکے معنی کیا ہیں اگر نسبت ناقصہ ہو تو سب سکا فون سے یہ نسبت
 ہو سکتی ہو اور اگر نسبت مکینت اور بود باش کا خیال ہو تو ذات پاک الہی اس سے
 پاک ہو اور اگر اس سخا سے ہو کہ اس مکان میں عبادت کہتے ہیں اور نشان معبودیت
 اس مکان میں ظاہر ہوتی ہو تو فائدہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہر دو اور غیرہ برابر
 ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ سب جگہ نشان معبودیت ظاہر ہو اور ہر جگہ طالب حق
 اپنے شوق کو لباس صورت میں ظاہر کرنا ہو جو اب یہ ہو کہ سبب اختتام کا یہ ہو کہ
 اللہ کے حکم سے عبادت اور شوق طلب کے واسطے یہ مکان بنایا گیا ہو اور کسی طرح کا
 علاقہ مخلوقات سے نہیں رکھتا اور معابد کفار حکم خدا نہیں اور علاقہ مخلوقات سے
 بے علاقہ نہیں لکہ جہاں معابد رام اور کدشن وغیرہ سے نسبت رکھتے ہیں اور تحقیق
 اسکی یہ ہو کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزیں لازم ہیں اول یہ کہ حکم خدا سے ہو
 اس واسطے کہ نسبت ظہور تھی ہر جگہ پر ہر شے میں یہ طور عام عقلاً بالاجماع توہ عبادت کا

صحیح نہیں ہوتا پس ظہور خاص ضرور ہوا اور ہر اس نامور کا عقول بشر سے خارج ہر مومن
اعلام شریعت کے سمجھا نہیں جاتا پس نفس شارع بھی ضرور ہوئی جو ہر سے یہ کہ مکان کو
کسی طرح کا علاقہ مخلوق سے نہ ہو والا تو جب کے وقت شایہ شرک شامل ہو جائیگا اور
توجہ معرفت باقی نہ رہیگا ولہذا قبور انبیاء اور اولیاء اور رشتہ داروں اور پانی اور تیل کا
تعبہ کرنا منوع ہو اور حاجہ کفار ان دو صفتوں سے عاری ہیں مثلاً ہر دروازہ ہی سے
واجب التعلیم ہو کہ اگر دشمن اسی راہ سے اوپر گیا ہو اور احوال دیکھا اس سبب سے کہ
رام چند روہان رہتا تھا اور سیاتیا کی زبان رسولین تھی علیٰ ہذا القیاس اور مسابہ
کہ ایک ایک مقام سے نسبت رکھتے ہیں اس سے یہ فرق کہ ملوئی مذہب ہر رام چند
وغیرہ کو مظہر ذات پاک جانتا ہو اور اس کے منوبات کو زمین منوبات حق سمجھتا ہو لیکن چونکہ
ملوئی باری نفس باطل ہو تو یہ خیال از قبیل نفاقا سد علی الفاسد ہو اور اگر بالفرض
مسابہ کفار کو اصل میں ہم شمار ائمہ مجتہدین اور کمین کہ مخلوقات سے نسبت کرنا
اس فرستے کی توحیفیات سے ہو اور بتداین سوا سے ذات پاک کے کسی طرف نسبت
نہ تھی اور کوئی نص بھی شریع سے پیدا ہو جائے تو بھی خانہ کعبہ میں اور ان مکان
میں بظاہر فرق تھا ہر جہاں سوا سے کہ تعبہ انکا منسوخ ہو گیا اور حکم منسوخ کی متابعت
کرنا خدا کی مخالفت ہو کہ سوا سے کہ مدار قبلہ کہنے کا موقوف ہو قبول عبادت پر اور
قبول عبادت منحصر ہو اس مکان میں جسکا نام رکھا گیا ہو پھر اس کے غیر میں عبادت کرنا
گویا کہ اپنی سعی کو باطل کرنا ہو یا تشبیہ ایسا ہو کہ جیسے بادشاہ ایک مکان کو اپنی مملکت
سے دارالخلافہ قرار دیکر رہا یا سے حکم دے کہ اپنی حاجتیں اس مکان سے رفع کرو
اور زندہ رہو اور مردہ رہو اور مال گذاری وغیرہ اس مکان میں پہنچاؤ اور جب چند سے
دوسرے مکان کو دارالخلافہ قرار دے اور اسی طرح کا حکم ثالث صادر کرے تو
پہلے مکان کو وہ بزرگی نہیں رہتی جو پہلے تھی جس طرح اکبر آباد اور دہلی بلکہ اگر کوئی
شخص پہلے مکان میں زندہ رہا اور مردہ رہا پہنچاؤ سے تو قبول نہیں ہوتی اور وہ شخص قابل
تنبیہ ہوتا ہو اور اگر کوئی شخص قاصدین مسابہ کفار سے اغتشاش کرے کہ تم کہاں کسوا سے
جاتے ہو تو سوچو بی گھل جاتا ہو کہ یہ لوگ اس مکان کے جانے سے تقریب کسی مخلوق کا
روحانی ہو یا جسمانی منظور رکھتے ہیں اور توجہ ذات پاک سے بالکل غافل ہوتے ہیں

میں سو اسے بیت المقدس اور فناء کعبہ کے کوئی مکان پایا نہیں جاتا کہ محض واسطے توجہ
 الہی کے ہو اسے سب سے بگڑا قبور اور لیا اور صلحا وغیرہ سے البتہ فی الجملہ مشابہت رکھتے ہیں
 نہ معجزہ اور کعبہ سے نہ اہل اہدیش شریفین میں قبور انبیاء کے مسجد کرنے سے منع ہوا ہے
 اور مدعا یہ ہے کہ اس عمل میں اکثر جاہلون کو وہ اعتقاد ہو جاتا ہے جو مشرکون کو اپنے بتوں
 سے ہوتا ہے اور توجہ صرف الی اللہ نہیں رہتا ہے اور اگر کوئی بت پرست کہے کہ ہم خدا
 جانکر پرستش نہیں کرتے ہیں بلکہ مخلوق سے بھگت کر رہے ہیں جس طرح بعض اہل اسلام
 اہل تمبور سے مدد اور اعانت چاہتے ہیں اسی طرح ہم بھی صورت کنیا اور کالکاسے
 اعانت اور شفاعت کی درخواست کرتے ہیں اور اگر وہ اللہ سے مانگ دیتے ہیں
 تو یہ بھی اللہ سے دلا دیتے ہیں جواب اول یہ ہے کہ بت پرست مدد بھی چاہتے ہیں اور
 پرستش بھی کرتے ہیں پرستش یہ ہے کہ اگر اسکو مسجد کرے یا طواف کرے یا نام اسکا
 بطریق تقرب ورد کرے یا فوج یا فوراً اسکے نام سے کرے یا ایکو بندہ فلانی کہے اور جو
 شخص مسلمان ہو کے ایسی حرکت کرنا ہے لاریب دائرہ اسلام سے خارج ہے و دوسرے
 یہ کہ مدد چاہنا وہی طرح کی ہوتی ہے ایک تو مدد چاہنا مخلوق کا مخلوق سے جس طرح فقیر
 اور نوکر بادشاہ اور امیر سے مہلت میں مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے
 کہتے ہیں کہ ہماری مطلب برکری کے واسطے خداوند کبریا میں عرض کر دیں یہ قسم مدد
 شریع میں زمرہ اور مردہ سے درست ہے و دوسرے یہ کہ بالاستقلال کسی مخلوق سے
 کوئی مخلوق وہ چیز جو محض وس جناب الہی سے ہو جیسے ایک کا دنیا پانی برسانا عمر کا بڑھانا
 امراض کا دفع کرنا مانگے اور کچھ افسدین و عا کا ذکر نہ کرے تو یہ قسم حرام مطلق بلکہ گنہگار
 مردہ سے ہو یا زندہ سے اور بت پرست اسی قسم کی مدد اپنے معبودان باطل سے چاہتے ہیں
 اور اسکو درست جانتے ہیں بلکہ بت پرست تو شفاعت کے معنی بھی نہیں جانتے ہیں
 اس واسطے کہ شفاعت بمعنی سفارش ہے اور یہ لوگ وقت درخواست کے ہرگز نہیں کہتے ہیں
 کہ ہمارے مطلب کو پروردگار عالم سے عرض کر دو بلکہ انھیں بتوں سے رجوع ہے کہ تین
 قطع نظر اسکے معجزہ کنیا اور جہوانی کو اہل قبور سے مناسبت دینا خطا در خطا ہے اس واسطے
 کہ ارواح کا تعلق اپنے ابدان سے جو قبر میں مدفون ہیں لاریب ہوتا ہے سبب اسکے
 کہ مدتہا سے در زمرہ افسدین رہی ہیں اور بقا سے ارواح بعد فنا سے ابدان کے نقصانی ہے

فلان اور قبلہ عبادت اور سرج عاشقان صادق اور طاف محبان واثق ہوا پس عمدہ وجود
 تخصیص اس مکان کی طور تجلی انبیاء کو یہ سب غیبات اور محبت اسی تجلی پر واقع ہوتی ہیں
 اور اسی تجلی کا انبیاء و صالحین کے کلام میں اشارہ ہو کہ اسکو کتب نبی اسرائیل میں ذکر کرتے ہیں
 بطرح سے کہ پاک ہو وہ صاحب کہ اسے تجلی فرمائی کہ: طور پر اور روشن ہوا اور اسکا ساغیر
 کہ پہاڑ جو بیت المقدس کا اور شہر مدینہ منورہ کو جہستان فاران سے اور فاران نام نگر
 کعبہ معظمہ کا اور اسی تجلی کی یہ خاصیت ہو کہ جو کوئی زائرین سے رکی ہو یا پلید حب اس
 بیت کرم پر نظر ڈالتا جو عجب عظمت اور وقار مقرون بجلال پاتا ہو اور سمجھ جاتا ہو کہ یہاں
 ایسی شان عظیم ہو کہ دوسری جگہ نہیں اور شہریت اور انجذاب قلوب خاصہ اس تجلی کا جو
 ارتقی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہو کہ جب کسی اُمت پر ائمہ پیشین سے
 کچھ عذاب نازل ہوتا تھا تو اسی گھر سے جو جراح لائے تھے اور اسی جگہ مشغول عبادت
 ہوتے تھے اور مجاہد سے روایت ہو کہ حضرت موسیٰ علی نبیاء علیہ السلام واسطے حج کے
 اونٹ پر سوار تشریف لائے تو روہما سے اعرام باندھا اور ایک کتل سے لانگ باندھی اور
 دوسری کملی کو چادر کے طور میں کیا اور صفا اور مرد کے درمیان میں لبیک کہتے ہوئے
 دوڑے کو ناگاہ ایک آواز کان میں پہنچی کہ لبیک کہہ عبدی انا ملک حضرت موسیٰ علیہ السلام
 بے اختیار زمین پر گرے اور سب سے زمین جاتے رہے تھا مگر عجاibat اور واقعات اس
 بیت شریف کے شمار سے باہر ہیں لیکن جن میں سے بیان کرنا ضرور ہو حضرت ابن عباس
 اور مجاہد وغیرہ غسرین کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ہر شخص کے دل میں اسکی زیارت کا
 شوق ایسا ڈالا ہو کہ اسکو دیکھنے سے دل سیراب ہو تا اور جو کوئی وہاں جاتا ہو پھر اسکا
 دوبارہ جانے کو جی چاہتا ہو چنانچہ ہر تاجر معلوم ہوا ہو کہ جو شخص ایک مرتبہ حج کو گیا اور
 پھر آیا تو بڑی العزت شاق رہا اگرچہ راہ میں قسم قسم کے شدائد اور مصائب راہ بھی اٹھائے
 ہوں نہیں تعظیم اور تکریم اس گھر کی گویا خاطر رہی ہو کہ تہ دل سے جوش مارتی ہو بلکہ تعظیم
 جہلی ہو کہ نہ وصیت نفع اور ضرر پر موقوف نہیں اور یہی سبب ہو کہ حیوانات بھی اس گھر کی
 تعظیم کو توہین ارتقی نے ہر روایت طلق ابن حبیب بیان کیا ہو کہ میں عبد اللہ ابن عمر
 رضی اللہ عنہ کے ساتھ سایہ کعبہ میں بیٹھا تھا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوا اور دھوپ
 انگنی سا جاتا رہا کہ اہل محاسن اٹھ چلے پک ایک چمک دروازہ مسجد اکرام سے

ماہر مہرئی تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ آتا ہی پھر سب لوگوں نے اُسکو دیکھنا شروع کیا وہ
 سانپ سیدہ عافانہ کعبہ میں آیا اور سات مرتبہ اُسے طواف کیا بعد اُسکے مقام ابراہیم
 علیہ السلام کے نیچے اُسے دو کعتیں نماز کی اور اکیس عبد اللہ ابن عمر وغیرہ گراسے مجلس نے
 اُس سانپ کے پاس جا کے کہا کہ امی غریزہ تیرا طواف اب ہو چکا یہاں شہر کے لوگ تجھے
 نارا تفت میں شاید جھکھو مگر یہو سچا دین اور غلام اور خاتم کار بھی یہاں بہت ہیں بہتر ہو کہ
 آپ کو اُنسے پوشیدہ رکھ دینا اور انہو دینگے پھر اس کلام کے وہ سانپ اپنا سر برم میں دبا کے
 آسمان کو اڑا اور نظر سے نامب ہو گیا اور شیخ ابو الولید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 ستائیس ذیقعد سنہ دوسو چھپیس ہجری میں ایک دریائی مرغ میں نے دیکھا کہ وقت طلوع
 آفتاب کے بیت اللہ میں آیا اُس وقت بہت لوگ طواف کر رہے تھے جب میری مرغ دریائی
 مقابل رکن حجر کے پہونچا تو ایک شخص خراسانی کے کندھے پر بیٹھا اور وہ پھر نے لگا
 بیٹھے لوگ تو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب کرتے اور کہتے اُسکو اڑاتے تھے مگر
 وہ نہ اڑا یہاں تک کہ طواف ہو گیا تب اڑ گیا اور سدا بوالطفیل نے نقل کیا جو کہ ایک فوجوان
 ذی طوی کار بننے والا سانپ کی صورت بنکر ہمیشہ طواف کرتا اور مقام ابراہیم پر ہنسار
 پڑھتا مان اُسکی جنت تھی وہ اکثر اوقات شفقت سے منع کرتی اور کہتی کہ ایسا نہو جھکو
 آدمی مار ڈالیں لیکن وہ باز نہ آتا تھا آخر کار جامعہ ابوسہم نے اُسکو مار ڈالا بعد اسکے ایک
 غبار عظیم اٹھا اور جامعہ قائمہ ساری مرغی اور تواریخ مکہ میں ایک حکایت اونٹ کی مشہور ہے
 خلاصہ اُسکا یہ جو کہ سنہ اٹھ سو پندرہ ہجری جمادی الثانی کے مہینے میں ایک اونٹ فاروقی
 اپنے مالک سے کعبہ کی طرف بھاگا اور مسجد احرام میں سات مرتبہ طواف کر کے حجر ہود کو
 چومنا بعد اُسکے مقام خفیہ پر ٹھہرا اور منیر اب الرحمتہ پر کھڑا ہو کے روئے لگا پھر زمین پر
 کر کے مر گیا آدمیوں نے اُسکو صفا اور مر وہ کے درمیان میں دفن کر دیا قائدہ خدب او
 میلان قلوب کی چار و بھون ظاہر میں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ اخذ مشیق بطن نعمان
 ہوا جو کہ مواضع عرفات سے جو اسی جگہ ذریات آدم علیہ السلام کو ظاہر فرما کے خطاب
 الست برکم سے مخاطب فرمایا جو اور ذریات آدم نے اقرار کیا جو کہ وہ اقرار صحیفہ
 حکمت پر لکھا گیا اور چھ اسود میں امانت ہوا پس گویا وطن اول آدمیوں کا وہی جو
 اوشیش طبع جانب وطن اگرچہ اُسکو نہ پہچانتا ہو مہلی ہو ومن الایمان حسب الوطن

اور عدد وہ کہ پیشینہ بین مطابق ہیں عدد وطن کے پس کہ حقیقت وطن ہو دوسری یہ کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے دعائنگی تھی کہ یا اقدس قلوب غلام کو اہل اس مکان اور اس مکان
 منجذب کر دے کما قال فاجعل افسدۃ من الناس سوی الیوم تہرئی یہ کہ اجبار بیت المقدس
 مقناطیس ارواح ہیں کہ جذبہ شوق سے اندام کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور جلد اجسام
 تابع ارواح ہیں جو تھی اخبار صحیحہ سے واضح ہو کہ مشبہ نہ شبان اس گھر پر نظر عنایت
 حق ہوتی ہو اور قلوب مومنین بھی منظر نظر آتی ہیں پس سبب نبیت کے پیمان
 حاصل ہوتا ہو اور ایک سبب رجوع کا اور بھی ہو کہ کئی جگہ کعبہ میں دعا قبول ہوتی ہو
 اہل حقیقت نہ کہے اور اسکے اطراف میں دعائنگی مقبولیت کے مقام بہت لگے ہیں اول
 جب کعبہ پر نظر پڑے دوسرا حجر اسود کے پاس نمودار ہو وہ پہر کے وقت تشریف اطمینان
 باب کے سامنے چوتھا ترم کے قریب خصہ صاعہ آدھی راستہ کو پانچواں عظیم میں چھٹا میزاب
 رحمت کے نیچے خصہ صاعہ کے وقت ساتواں رکن یمانی کے پاس خاصۃ صبح کو
 آٹھواں ماہین رکن یمانی اور باب مسدود کے کثرت کی جانب خانہ کعبہ کے سامنے
 اس دروازے کے تھا اس مقام کو مستجاب کہتے ہیں نواہن درمیان رکن یمانی اور
 حجر اسود کے دسواں مقام ابراہیم کے پاس خصہ صاعہ صبح کو گیارھواں زمزم پر خصہ صاعہ غروب
 وقت بارھواں خانہ کعبہ کے اندر رنارون کوئے میں اور ستونوں کے درمیان خصہ صاعہ
 زوال کے وقت تیرھواں دچھواں مناسک وہ پہلے صاعہ عصر کے چھڑھواں بین المین
 سو گواں دسٹھواں عرفات پر دو مقام ہیں ایک بیری کے درخت کے نیچے زوال کے
 وقت گیارہ درخت کا نشان باقی نہیں جو وہ سہرا ہیں رحمت کے بائیں طرف سورج
 ڈوبتے آٹھارھواں شہر احرام قبل طلوع آٹھواں و بیہواں منی میں دو جگہ منجبت
 کے پاس اور جہان کنکریاں مارتے ہیں نمودار جو دھوین تاسخ آدھی رات کو میقات
 مشہورہ ہیں سوائے اسکے اور بھی لوگوں نے بیان کیے ہیں اور بہت دعا یہ ہو کہ
 اللہم اوفلنی البختۃ بغیر حساب اور امام صاحب کے نزدیک مستجاب الدعوات ہونے کی
 دعائنگی اور صفات تہر بہت صاف اور سفید کو کہتے ہیں اور مردہ سنگ سیاہ زوٹوٹکن کو
 بولتے ہیں اخبار میں وارد ہو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور نوح و ہان ہوئے تو
 حضرت آدم علیہ السلام نے کوہ صفا پر اقامت فرمائی پس سبب نزول صفا کے

من
 مقامات
 مذکورہ

یہ کیا مکان ہے سب نے کہا خانہ خدا جو اس نے اپنی مان کی بات یاد کر کے کہنے کے عزت ارادہ کیا اور وہ لوگ
 پہونچ گیا اور پردے کو مضبوط پکڑ کے کھڑا ہو رہا اور وہ غاصب بھی اُسکے پیچھے دوڑتا ہوا
 اُسی کے ساتھ کہتے ہیں پہونچا اور چاہا کہ سیدھا ہاتھ بڑھا کے پکڑوں ہاتھ نسل ہو گیا پھر
 بایان ہاتھ بڑھایا وہ بھی نسل ہو گیا جب اس نے یہ معاملہ دیکھا تو سرداران قریش سے اپنا
 حال کہا اور یہ بھی کہا کہ میں اس لڑکے سے دست بردار ہوں جان چاہے چلا جاوے
 مگر میرے ہاتھ دست ہو جائیں سو تم اس کے علاج جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ اکابر قریش نے
 کہا کہ دونوں ہاتھوں سے ایک ایک اونٹ قربانی کر چنانچہ اُس نے قربانی کی ایک ہاتھ
 اچھے ہوئے اور ازرقی نے عبدالمطلب ابن بیہ بن حارث سے روایت کی جو کہ ایک شخص
 بنی کعنانہ کا اپنے چچا زاد بھائی پر ظلم کیا کرتا تھا اور یہ چچا پرہیزگار سے پناہ مانگتا تھا
 یہ ظالم اپنے ظلم سے باز نہ آتا تھا چار مظلوم نے خانہ کعبہ سے پناہ پکڑ لی اور دعا کی کہ یا اٹھی
 فلان شخص مجھ پر ظلم کرتا ہو سو تو اُسکو ایسے دروین بتلا کر کہ لا دو اور یہ دعا کر کے اپنے
 گھر چلا آیا تو اس ظالم کا بیت بھول گیا ہر مذہب کا سچ کیا کچھ مفید نہ پڑا آخر کو بیت بھٹ گیا
 عبدالمطلب کہتا جو کہ میں نے یہ قصہ حضرت ابن عباس سے نقل کیا حضرت ابن عباس نے
 کہا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا اپنے ظالم پر پست بیاہ
 کر رہا تھا کہ یا اٹھی وہ اندھا ہو جاوے فی الفور اندھا ہو گیا چنانچہ لوگ اُسکا ہاتھ پکڑ کر
 لے جاتے تھے اسی طرح کے کدشہ اور عجائبات اس مکان کے بہت ہیں اور یہ
 ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اسی سبب سے ہمیشہ یہ مکان محفوظ اور مصون رہا جو اس واسطے
 کہ کوئی آدمی بخوف عقوبت عاجلہ سا کنان نہ کہ سے تعرض نہ کریں اور سب لوگ بتنا
 حرمت اس مکان سے پرہیز رکھتے ہیں اور اصلاً اس مکان میں باہم مناقشہ نہیں کرنے
 متعمدہ وضع ہو کہ کعبہ کو کئی وجہ سے بیت المقدس وغیرہ محابہ اور مساعدت تفصیل
 اول یہ کہ سب سے پہلے یہی گھر واسطے عبادت کے بنایا گیا چنانچہ ان اول بیت وضع
 للناس للذکر علیٰ بکاتہ سے وضع ہو یعنی اول گھر کہ بنایا گیا ہو واسطے آدمیوں کے تاکہ اُسکی
 زیارت کریں اور اپنا معبود کریں وہ گھر جو کہ مکہ میں واقع ہو اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہو
 کہ آدم سے بھی پہلے تھا دو تھر سے یہ کہ یہودی بیت المقدس کو حضرت داؤد اور سیمان
 علیہما السلام سے نہایت دیر پہلے اور یہ گھر بنایا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہو

سلسلہ

ابراہیم علیہ السلام

قریب ترین

موضع

بکرت اور وہ

بکرت اور وہ

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

سکندر

اور درجہ حضرت خلیلؑ کا کثرت مناقب اور نعمت مرتبہ میں حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام
 ارفع ہو پس بنا انکی بھی افضل ہو تیسرے ایسا ببارک مقام ہو کہ کبھی طاقت اور عاقل اور زائر
 اور ناظر سے خالی نہیں رہتا تفسیر کبیر میں لکھا ہو کہ زمین کو دہی شکل ہو پس جو وقت اور آن
 زمین پر زمین کرین ایک قوم کی بھیج ہو گی اور ایک قوم کی فخر اور ایک کی غصہ اور ایک کی غم
 اور ایک کی عشا پس کعبہ کسی وقت تو جو نمازیوں سے خالی نہیں رہتا دستگی تمام دارم
 با تو ہو یکدم نہ علی الدوام دارم با تو ہو چوتھے اس گدہ میں ایسی نشانیاں روشن ہیں کہ ہرگز
 کہیں نہیں ہیں سو بعض اہلین سے وہ ہیں کہ خاص کعبہ سے علاقہ کھتی ہیں اور بعض وہ ہیں
 برکت کعبہ سے حرم میں علامتیں ہیں قسم پہلی دو قسم ہو ایک تو وہ کہ خواص اور عوام پر ظاہر ہو
 وہ کہ ارباب وحی ملک غلام اور اصحاب شہادت اور الہام پر ظاہر ہو سو قسم اول کی چند باتیں ہیں
 کہ تا مابین اول یہ کہ غار اور دست اس مکان کا نہیں کاٹتے اور عید و یان کا نہیں کاٹتے اور
 حیرت اس گھر کی بابت مرتبہ ہو کہ ہرگز پانی کا سیل مل سے حرم میں نہیں آتا تاکہ خاک غیر حرم
 اہلین نہ ملے چنانچہ حضرت ابن عباس اور امام شافعی کے نزدیک خاک اور سنگ حرم شریف
 حل میں ایسا نہ کہ وہ جو دوسری یہ کہ ہرگز کسی قسم کا اسپ نہیں بیٹھتا مگر شافعی اور نادری روایت
 صحیح ہے کہ جب کوئی طائر یا مروجہ ہو تو بالہام انہی اس گھر سے پناہ پکڑتا ہو اور اس واسطے
 موریاتا ہو اور چنگا ہو جاتا ہو تیسری یہ کہ جب آڑنے والے جانور صغیر یا بزرگ کے کہ پڑتے ہو
 آتے ہیں تو مقابلہ بیت اکبرام کی صف سے مکمل کے واسطے بائیں ہو جاتے ہیں چنانچہ یہ بات
 بارہا تجزیہ ہوئی جو چوتھی یہ کہ جب کسی جبار گردن کش اور متکبر چلیا نے اس مکان کا قصد کیا تو
 صدقہ صلیت جباری اور سطوت ہیبت تھاری حضرت باری نے گردن تجر اور تائب اسکی توڑ دی
 چنانچہ قصہ ابرہہ کا اسیر دلیل ہے کہ جو دے کو رخ تباہ از شہ مادر بساط و مات یا بد چون پیدا
 خویش را در پائے پل پا چوین یہ کہ جو سخت اور سنگین دل خیر چشم تیرہ روز کار اسکی زیارت
 سے مشرف ہو البتہ دل اسکا نرم ہو گیا اور دیدہ دل سے اسکا بار ہو بکا ایک جماعت نے
 مسامتہ قلبیہ سے انکار بھی کی تھی اور بعد شہادہ کے مقرر ہوئی اور خاصہ یہ ہو کہ جو شخص وہاں
 گیا یا تو ہنسایا ہو یا چٹوین یہ کہ ہرگز کسی وقت خالی نہیں رہتا بلکہ سلف کے لوگوں نے
 مدتہا اسکا انتظار کیا تاکہ علوت میں اپنا راز دل عرض کر میں لیکن خالی نہ پایا اگر آدمی نہ ملے تو
 سانبہ ہی ملا کہ طواف میں مشغول تھا ساتوین یہ کہ خاک کعبہ رشک آب حیات ہو اور ازالہ

امراض کی دو آٹھویں جانور تیز چنگال جانور ضعیف حال سے بالکل ملتے ہیں کہ باز اور تھو ایک
 آشیاء میں نہر کرتے ہیں اور بڑھ اور گرگ ایک شیشے سے پانی پیتے ہیں **۵** رنگ تو باز
 اگرچہ بھار شود بد از بیم تو آرزو سے تھو نکلند یہ نوین جو کوئی جانور شکاری حل میں کسی شکاری
 ارادہ کہے اور وہ صید حرم میں بھاگ آوے تو شکاری ہٹ جاتا جو تفسیر حدادی میں لکھا ہے
 کہ ایک آیات بیانات سے یہ جو کہ جانور زمین حرم سے پناہ پکڑتے ہیں اور اگر کوئی ان سے تعرض
 کرتا ہو تو حرم میں آکے استغاثہ کرتے ہیں اور اپنی داد کو پہونچ جاتے ہیں دشوین آب ہرم
 سے استشفاء امراض احادیث صحیحہ میں وارد ہو اور گرگ سنہ یہ ہوتا ہو اور تشنہ سیراب ہو
 ابن منبہ کہتا ہے کہ کتب سابقہ میں آب زمزم کی بہت تعریف لکھی ہو طعام ولیم و شفا کے تھم
 مصرعہ مشہور حیات روان اب زمزم است یہ اور ایک عجیب تر بات یہ جو کہ پناہ زمزم
 شب برات کو ایسا جوش مارتا ہے کہ لب تک پانی آجاتا ہے کہ سب لوگ اُسکو جانتے ہیں
فائدہ زمزم ایک کنواں ہے کہ بھلا صد تین تیس سال ذرا غ کبے سے واقع ہو عرض نہر اسکا
 چار دربار ہو اور عمق تینا نوے گز کا و جس میں یہ کہ جو کہ پانی اس میں بہت ہو بقال بازمزم
 امی کثیر اور بعضے کہتے ہیں کہ شتی ہر زمزم سے مری الغنم یا عقب فی الارض اور یہ کنواں
 ایک گنبد میں ہے جسکو ستایہ احاج بولتے ہیں اور اُسکے عقب میں ایک گنبد ہے جسکو
 عقبہ الفرائین کہتے ہیں اور وہ دن اسی پر کھڑا ہو کے اذان کہتا ہے رسالہ فضا کل مکہ میں
 لکھا ہے کہ یہ گنبد جسکو ستایہ احاج کہتے ہیں ابتداء حضرت عباس نے بنایا تاکہ حاجی لوگ
 وہاں کھڑے ہو کے آب زمزم پئیں اور میراب الرحمت کے نیچے سفید اور سیاہ اور سرخ
 سبز و زرد و زعفران سے فرش ہو گیا تھوین ہر سال لاکھوں آدمی شتر شتر سنگہ پر
 ایک موضع پر ڈالتے ہیں اور وہ موضع سیل آب اور سب ریاچ بھی نہیں جو مکہ و مدینہ
 برس اُسقدر نہیں ملتے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جسکا حج مقبول ہو اہرات اُسکے آسمان
 اٹھائے جاتے ہیں بار تھوین یہ جو کہ رکن یمانی پر دو فرشتے معین ہیں کہ حاجیوں کی
 دعا کے امین ہیں اور اسمین ایک دروازہ ہے دربارے ہشتی سے چنانچہ ابن عمر
 حسن بصری سے منقول ہے اور حجر اسود کو ہر روز قیامت دو آنکھیں اور زبان عنایت
 ہونگی تاکہ صدق مومنین پر گواہی دے تیر تھوین یہ جو کہ مقام ملتزم ہے کہ بیان در اور حجر کا
 نام ہے جو کوئی دعا کہے مقبول ہو اور اس اجابت دعا کے عجائبات میں منجملہ اُسکے یہ ہے

کہ عبد اللہ ابن زبیر نے مکہ مست حجاز اور نجی مصعب ابن زبیر نے تولیت عراق اور عبد المطلب نے
 بادشاہی شام اور عراقین اور شہکسان کی وعا مانگی سو قبول ہوئی چودھویں تحت المیزاب
 محل اجابت وعا جو پانچ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مقبول ہو کہ انھوں نے اپنے
 انحاب سے فرمایا کہ میں دراشت پر لکھ رہا تھا یا رون نے جب س کیا تو مسام ہو کہ
 تحت المیزاب ایستادہ تھے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطاء ابن ابی رباح سے بھی اسی
 طرح کی حکایات منقول ہیں چودھویں مابین رکن اور مقام کے تاجروں اور زمرم نما نوٹے
 پیغمبر مدفون ہیں بروایت ابن منذر اور بعض تین سو بھی بیان کرتے ہیں اور حضرت
 اسماعیل غایہ السلام بھی مابین میزاب اور باب غربی کے مدفون ہیں سو لہوین ہر روز
 بہشت کی خوشبو نکلے مین نازل ہوتی جو سکا مشام نہ کا غمش اور غل سے پاک ہو
 اسکو مستشام فیسیب جو اسویم و لعت او عالم معطر شادروئے بہ آشنا بایہ کہ بوسے
 آشنا فی اشعد وہ شتر مومین ایک نماز اس گھر مین ہزار نماز کے برابر ہو اور حضرت جابر
 رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ ایک نماز مومین لاکھ نماز کے برابر ہو مین کہتا ہوں کہ
 مروت نظر کرنا خانہ کعبہ پر بلا طواف اور نماز برابر عبادت ایک برس کے برابر ہو کہ
 کے مین نہو اور سن بھری سے روایت ہو کہ ایک روز وہاں رکھنا برابر لاکھ
 روز مین کے ہو اور ایک درم بعد وہاں دینا برابر کہ درم کے ہو اور حاکم نے
 ابن عباس سے نقل کی ہو کہ ہر ایک نیکی وہاں کی کہ کہ نیکی کے برابر ہو اور حدیث مین
 آیا ہو کہ حج مبرور کے واسطے مومین جو گشت و گشت مومین قبلہ جو تمام عالم کا
 فو لو او جو کہ شطرہ انیسویں یہ کہ شتر ہزار فرشتے کہے کو اپنے بازوؤں سے مساف
 کرتے ہیں اور طائفین اور عائفین کے لیے استغفار مین شغول رہتے ہیں مومین
 حق تہا لے ہر روز اس گھر پر ایک سو بیس نظر حسرت کی کرتا ہو ساٹھ واسطے طائفین نے
 اور چالیس واسطے طائفین کے اور مین واسطے ناظرین کے اور حدیث مین آیا ہو کہ
 النظر انی الکعبہ عبادۃ المیسوین ابن مردویہ اور عبہانی اور علی جابر ابن عبد اللہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے
 کہ قیامت کے دن کہے کو وہ وطن بنا کے فرشتے میدان مین لائینگے اثنا سے راہ مین
 میری قبر پر گزرے گا اور کہے گا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مین جواب دے گا

و علیہ السلام یا بیت اللہ میری اُمت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو کیا سلوک
 کر لیا وہ جواب دینا کہ یا رسول اللہ تیری اُمت سے جس نے میری زیارت کی جو میں اُسکا
 شفیق ہوں اُسکی طرف سے آپ خاطر جمع رکھیے اور جو یہاں نہ پہنچ سکا اُسکے واسطے
 آپ شفیق کافی ہیں یا سچلہ شہرت فضائل اور محامد اس گھر کے قوت عاقلہ اگر لاکھ
 برس تک بیان کرے تو تمام نہیں ہو سکتی اور طوطی ناطقت اگر کہہ کر برس تک
 غنہ نہ لائی کرے تو عشر عشہ نہیں کہہ سکتی فائدہ اہل عرفان آیت ان اول بیت وضع
 لنا من الذی بناکما یون کا یوں کہتے ہیں کہ پہلا گھر جو مکہ صدر ارضانی میں تھا
 منظور تیرے منہ سے ہوا فائدہ دل ہو اور جیسا کہ پہلے منظر قبائلیہ عالمیان جو اسی طرح
 دل مبارک محل ایمان جو خانہ گل زیارت گاہ ہو اور میدان کا اور خانہ دل منظور نظر ہو
 رب عالمیوں کا بیت ظاہر واسطہ ہدایت انام کا اور بیت باطن رابطہ ہر مسافر
 ملک غلام کا تھاقت تشریح یہ ہیں لکھا ہے کہ اپنے دل کو اُس گھر سے جسکو ظاہر میں پہلے
 بنایا جو متعلق است کہ بلکہ اُس سے متعلق کہ جو اول اور خضر دونوں ہو اس واسطے کہ
 اولیٰ فائدہ ہر ضلع واضح ہو اور اولیٰ حق بحسب واقعہ احوال تو در اسے اول
 حیران تو انبیاء سے متصل ہو اور ثانی ارشاد ہوا جو فیہ آیات بینات مقام ابراہیم اُس سے
 یہ مراد ہے کہ خانہ دل میں دلائلین واضح ہیں کہ عقلاً اُسکو وحدانیت حق پر دلیل
 گردانتے ہیں وہی اعلیٰ افلا تجھرون اور اُنھیں آیات سے ایک مقام ابراہیم جو
 تیسرے محمد حکیم علیٰ ترندی فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم ہی تھا کہ نفس اور نہ زند
 اور مال دنیا راہ خدا سے فواسق جلال میں بدل گیا پس جو شخص کہ نظر اُس موضع پر
 ڈالے اور غلیظہ بدل سے آراستہ نہو اُسکا سفر اور سعی سب باطل ہو اور حضرت شبلی
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم غلت ہو اور جو کہ مقام غلت میں پہنچا سکتا
 امین ہوا اور بعد اسجد فقیر حضرت شاہ میر محمد قلندر قدس سرہ فرماتے تھے کہ مقام ابراہیم
 علیہ السلام کا تسلیم جو عین دغہ کان امناسو جو شخص قدم اپنا حرم تسلیم میں رکھے
 اور تمام اختیار قبضہ اقتدار پروردگار میں دے دغہ غم ہو جس شیطانی اور
 وسوسہ ملائحت نفسانی سے امین رہیگا سہ یک قدم از خود می خویش مبرون نہ ہوا
 تا بہ یک قدم اندر حرم دوست روی بہ خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے جو صفت ادب

قدم اپنا مقام نیاز اور خدمت میں رکھا آفات صوری اور منوی سے محفوظ رہا اور حقیقت نیز
 کو جب سالک نے قدم صدق و رحمت میں قائم کیا تو غرر امتحانات کو زمین سے اوزق بنایا
 منزلیں سے امین ہوا حتیٰ تو کہ انجیح اور کشف المحجوب میں لکھا ہو کہ حرم کو اس واسطے حرم
 کہتے ہیں کہ اس میں مقام ابراہیم اور محل اس ہو اور ابراہیم کے فوریہ مقام میں ایک تہیہ
 دل پس جو شخص تصدق کا کرے افعال حج ادا کرے اور غبار کو اپنے دل میں جبکہ
 مالوفات اور لذات اور سمات سے اعراض کرے اور اغیار کو اپنے دل میں جبکہ
 نہ پس مقام نگاہ پر پہنچ گیا اور اس مقام کا داخل ہونا موجب امن ہو فائدہ
 جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم کعبہ بنانے کا ہوا تو پہلے آپ نے یہ دعا مانہ بانی
 رب اجعل بذا بلدا آمنا یعنی اے خداوند پروردگار میرے بنادے تو اس صحرا سے
 لقم اور دق کو کہ اس میں سوائے چند خانہ داروں کے اور کوئی نہیں رہتا جو ایک شہر
 آبادان تاکہ فائدہ اسکے بنانے کا حاصل ہو اس واسطے کہ اگر اسکے قریب کوئی شہر آبادان
 نہ ہو گا قریب امت اسکا کون کیگا اور اعتکاف کون بیٹھیکے اور نماز کون پڑھیکے لیکن
 با اسن ہو اس واسطے کہ پروردگارت سے شہر ویران ہو جاتا ہو قطع نظر اسکے قافلے
 حاجیوں کے جو دور دراز سے آئینگے پہنچ نہ سکیں گے اور سبھی یہ صحرا نہ قابل زراعت ہو
 اور نہ قابل گیاہ کہ اس میں مویشی اور آدمی بسر کر سکیں اس واسطے اس مکان میں امن
 حوافر چاہیے کہ تاجر لوگ ہر طرف سے غلہ وغیرہ انجاس یہاں لادیں اور فروخت کریں
 تاکہ یہاں کے رہنے والوں پر روزی فراخ ہو اور جو آدمی اس جگہ واسطے تحصیل ثواب
 دینی اور نوائیدنی کے آویں خوف سے امین رہیں والا اجتماع و اختلاط ممکن نہ ہو گا
 اس واسطے کہ صورت خوف میں انسان بجاگتا ہو اور دفع ضرر کو جانب منفعت چھوڑ
 جاتا ہو اگر کوئی کہے کہ امن تو ہر مقام میں واجب ہو وچہ تخصیص اس مکان کی کیا ہو تو
 جواب یہ ہو کہ ہر چند امن ہر جگہ تمام روے زمین میں شرعاً واجب ہو اور تعرض بلا سبب
 عافی ہو یا مالی جائز نہیں لیکن اس مکان کو خصوصیت ہو کہ دوسرے مقام کو یہ خصوصیت
 نہیں ہو کیونکہ یہ قلعہ خاص بادشاہی ہو اور پڑنغا ہو کہ قلعہ سلطانی کو بہ نسبت اول
 ممالک کے تخصیص ہوتی ہو لہذا شکار کرنا و بان حرام ہو اور نزدیک امام اعظم
 رحمۃ اللہ علیہ کے اگر تکب کسی حد کا یا قاتل نفس کا حرم میں داخل ہو تو قلعہ امن کرنا

منہ
 جبرہ
 ابراہیم
 علیہ السلام

منہ
 تفریح

جا کر زمین پر ملکہ اسکوتنگار کرنا چاہیے کہ یہاں سے نکلیجائے بعد اسکے اس پر منرا سے شروع
جاری کیجیائے اور دوسری دعایہ کی وازنق ابراہیم القمات یعنی روزی دسے اس شہر
باشناریون کو طرح طرح کے بیویوں سے تاکہ اشتیاق سے اور شہروں میں نہ جائیں
پس عجیب الدعوات نے اول ذمہ اس طرح قبول فرمائی کہ ہرگز کسی ظالم غریب کا
اس مکان حبیل ایشان میں دستہ میں نہوا اور اگر کسی نے قصد کیا تو فی القبر پاک
ہو چنانکہ قصد اصحاب نبیل اور حکایت حضرت معون نائب یزید پلید اسپر دو گواہین
اور جو کوئی باغیہ کہے کہ حجاج ثقفی شہر کوفہ فاق بہ ظلم و ستم کس طرح وہاں غالب آیا
جب کہ وہ سنہ بہتر خراہ سنہ تہمتہ جو جہان میں کعبہ ہوا اور عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا
تو جواب یہ جو کہ غرض حجاج ظالم کی تخریب تکیہ یا ایذا ہی اہل مکہ ہرگز نہ تھی و لہذا اس
شہر کے لوگوں سے مزاحمت و متعصب نہیں ہوا اور جو جو روستہ اس مرد و مضر دوست
واقع ہوئے اور عمارت کعبہ کی اس حد سے شکست و سختی ہو گئی اس نے جب
کہ مال زبیر و زینت اصلاح دیدی پس معلوم ہوا کہ غرض اسکی صرف قتل عبد اللہ
ابن زبیر سے تھی اور دوسری اس طریق سے قبول ہوئی کہ حضرت حبیل علیہ السلام
نے شہر طائف کو زمین فاسطین اور شام سے اپنے بیرون پر آٹھ گاہ لائے اور
سات مرتبہ گر و کعبہ طاعت کر کے تین منزل پہنچا لائے چل رکھ دیا کہ اتناک موجود
اور اللہ جل شانہ نے محض عنایت و کرم سے اسکی آب و ہوا جیسی تھی قائم رکھی
اس غرض سے کہ ایام تابستان میں گرمی کی شدت کے مین ہوتی ہو اور مایوں کو
تخلیف ہوتی ہو سو بعد فراغت طائف مین آوین چنانکہ جب حجاج بیت اللہ و
مناسک و غیرہ منج سے فراغت پا کر طائف مین آئے ہین اور وہاں ہوا سے
سرد و خوش پاتے ہین اور مویز طائفی اور انار و غیرہ میوہ سرد پیر کھاتے ہین تمام
صارت رنج ہو جاتی ہو اور دوسری طرح اور بھی یہ دعا قبول ہوئی کہ مصر و ہند و ہند
و فارس و ہمدان کے رہنے والوں کے دل ایسے اس طرف مائل ہوئے کہ انواع غلات
اور فواکہ کے جہاز بھر کر وہاں لاتے ہین اور یہی سبب ہو کہ اس شہر مین ہمیشہ
ہر ایک مقام کے تھا لفت و فواکہ دستیاب ہوتے ہین **فائدہ** سبحان اللہ
بسم اللہ کی درگاہ عجب لا اباہی ہو کہ سب پیغمبر اولوا العزم ہر دم اپنے قول و فعل میں

کاشفہ لہ رتے سہتے تھے کہ دیکھیں ہمارا قول فعل قبول ہوتا ہے یا نہیں جتنا کہ حضرت ابراہیم
 و اسمعیل علیہما السلام وقت تعمیر عمارت کعبہ یوں دعا فرماتے تھے ربنا تقبل منا انک
 انت اسمع العالیم یعنی امیر پروردگار ہمارے اپنے فضل و کرم سے ہماری اس محنت و
 خدمت کو قبول کر کہ تو سننے والا ہے و انا پس دیکھنا چاہیے کہ اس مقام میں کیا ہوتا ہے
 اور فرمائی ہو کہ یہ لفظ تقبل دلالت تکلف قبول پر کرتی ہو اور تکلف قبول اسی جاہ
 ہوتا ہے جہاں وہ شے قابل قبول نہ ہو اور قابل قبول میں اقبل بولتے ہیں چنانچہ ہمارے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وقت افطار صوم فرماتے تھے اللہم لک مصفا و علی
 رزقک افطرنہ تقبل منا انک انت اسمع العالیم روایہ الدارقطنی عن ابن عباس رضی اللہ
 عنہ یہ بھی وہی ہضم نفس ہے جو حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کی دعائیں تھیں
 اور صوائے اس دعا کے یہ بھی فرمایا ربنا و جنانا مسلمین لک دس ذریعہ ایتہ مسلمہ لک
 یعنی امیر پروردگار ہمارے کدے سے تو ہمکو منقاد و فرمانبردار اپنے احکام کا اور ہمساری
 اولاد سے ایک است حکم بردار اپنی اصل حقیقت یہ ہو کہ دونوں پیغمبروں کو از رو سے
 فرست صادر تہ نبوت یہ معلوم ہوا کہ ہر گاہ خداوند کبریا نے ہمکو نبی سے کتب کا حکم دیا ہو
 تو البتہ اس تقرب سے کوئی اور رنگ عالم میں ظہور کیا اور عبادت کی اور ہی نہ
 کہ شبیہ بصورت پرستی اور عشق مجازی ہو قرار پائیگی اور اسی وسیلے سے آدمی
 ہر رنگ ملکیت نعمت مشاہدہ پائینگے اور اسرار اس حکمت کے بادی نظر میں بند
 عقل جلوہ گر ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ ناواقفیت اسرار اور بے اطلاعی احوال سے سمجھو
 صورت پرستان احکام انہی میں مجھسے یا میری اولاد سے کسی طرح کا تہا و ن
 یا تنافل واقع ہو لہذا حکم بردار ہونا اپنا اور اولاد کا مانگنا کہ جس رنگ میں اور جس
 وضع میں وہ احکام نازل ہوں بلا طلب اسرار قبول کر لیں اور مقصود حج بیت سے
 صرف بناگی ملک بیت کی ہونہ عبادت و بندگی اس گھر کی اور اداسے مناسکت
 کہ بیشیش آبروریزی اور اختیار وضع مستانہ و مجذوبانہ پرہین اور ظاہر و باطن کے
 منافی ہیں کسی طرح کی مخالفت واقع نہ ہو مگر اعانت احکام ان عبادت کا
 جو اس گھر سے متعلق تھی بدون معرفت احکام ممکن نہیں تھی لہذا دعا سے اولیٰ بن
 شامل کر کے یہ دعا فرمائی ورنہ ماننا سکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم

یعنی دکھلا دے کہ وہ اور جاری اولاد کو دستور حج کرنے کے اور معاف کر دے کہ تو ہی ہجو
معاف کرنے والا مہربان یعنی دستورات حکمتیں عبادت کی جو تعلق اس گھر کے ہوں
اور زمانہ عبادت اور کیفیت اسرار جو اس میں پوشیدہ ہیں دکھلاتا کہ ایمان بصری سب
پیشینہ نکاشٹ مہربانین کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں اور اپنی اولاد کو بتلا دین
فانکدھ یہ کلام حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کا رہنما و جملنا سلیم محل
خدا ہے کیونکہ مسلمان ہونا ان مہمبوں کا بالیقین ثابت ہو پس تحصیل ماحصل کی لازم
آتی جو اس تحصیل ماحصل سے نامکمل محض ہو اور رفع اس خدشے کا ہمارے استاد شہاد
تفسیر غفرینی میں اس طرح فرماتے ہیں کہ اس کلام سے ثبات و استقرار اسلام پر
مستقیم و متھانہ حصول اسکا اور اکثر یوں واقع ہو کہ دوام اور ہمیشگی ایک شے کی یہ لفظ
اسی شے کے طلب کرتے ہیں لیکن یہ توجیہ اس مال میں درست ہو جب مرد اسلام
دین سلطانی اور اعتقاد ہو اور اگر انقیاد تمام مراد ہو تو طلب اسکی ہر شخص کو مفید ہو
بنی ہو یا غیبی کیونکہ تکالیفات انہی کا انحصار نہیں ہو اور جب تکالیفات منحصر نہ ہو
تو انجام اکابر و عنایت دینی ممکن نہیں ہو بخلاف اعتقاد بنی کے کہ یہ ایک امر
مضبوط ہو اور توفیق ایک برہان میں کافی اور روانی جو پس اس مقام میں انقیاد
مراد ہو نہ دین اسلام و اعتقاد **فانکدھ** حضرات انبیاء علیہم السلام گناہ سے
معصوم ہیں جب ان حضرات نے اس طرح فرمایا تب علینا انک انت التواب الیم
کیونکہ جب عصمت ہو تو گناہ نہیں ہو گا اور جب گناہ نہ ہو تو بہ کی ضرورت نہیں
اور علی شہبزیوں ہوتا ہو کہ بمقتضای صنادید الابرار سیئات المقربین اکثر ہو اور
اسی سے ہیں کہ حق انبیاء میں حکم گناہ رکھتے ہیں اور حقیقت گناہ نہیں ہیں اور یہ مقتضی
علیہ منصب کا ہے لہذا حدیث میں آیا جو یا ایہا الناس تو بوا الے اللہ فانی التوب
اسے اللہ فی ایوم ہاتھ مرہ اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ مقتضی اس کلام سے
توبہ و عیت کی تھی کیونکہ نصیب متکلم مع الخیر دعائیں واقع ہو یعنی تب علینا گو آپ
گناہ سے معصوم تھے جس طرح اسلام اولاد اس پر مانتا ملا یا تھا اور جب اکثر لوگ
ترکب ایک فعل مہیج کے ہو کہ محبت ج تو بہ ہون تو اس قدر عا سے توبہ و اس سے
کس کے توبہ جو بلا مجاز عقارت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور حضرت امین عباس

نہ
لغز

رضی اللہ عنہما سے تفسیر ابن جریر میں روایت ہو کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ ابراہیم علی نبینا علیہ السلام کو حج تعلیم کر پنا پنچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حج کر دیا اور احرام سے حلق ستر تک جتنے واجبات و مستحسنات وہ اب وغیرہ سب سکھلائے بلکہ ادا کر لئے یعنی اول احرام باندھا پھر طواف قدوم کیا پھر غما اور مردہ کے درمیان دوڑے اور آٹھویں دوکچہ کو منامین قیام کیا پھر عرفات میں کھڑے ہو کر لبیک لبیک کہا اور نوٹین تاریخ مزدلفہ میں تشریف لائے اور شب بامش ہوئے پھر دستوں تاریخ صبح کو وقوف کیا اور منا کو چھوئے اور وہاں حج و عمرہ کیا اور سب سے ترشہ لائے اور احرام سے نکلے اور کپڑے بدل کر طواف الزیارت کو تشریف لائے لیکن اس کے بعد میں جبریل علیہ السلام کی صدیق واقع ہوا پس ملا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوا اشارہ جبریل علیہ السلام سات کنکریاں مارن کہ وہ مردود جگا کا پھر دوسرے تیسرے دن آئیں تو اسی طرح سات سات کنکریاں مارن اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اس حج میں شریک تھے اس قصے کو بھی نے شعب الایمان میں لکھا ہے اور سعید ابن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ وہ سعید ابن علیہما السلام نے یہ پارہ باج ادا کیا تھا بانجملہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حج سے فارغ ہوئے تو حکم حق ہوا کہ آدمیوں کو حج کے واسطے نہ ادا کہ التماس کیا کہ یا الہی میری آواز سب لوگوں کو کہان سے پہونچیکی ارشاد ہوا کہ تو آواز کہ اور پہونچا دینا میرا کام ہو تب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سنگ پر چڑھ کر کعبہ ہنساتے تھے کھڑے ہوئے اور وہ پتھر اتنا بلند ہوا کہ بوقعبس پہاڑ سے بلند ہو گیا اور بقولی پہاڑ ہی پر چڑھ کر دونوں انگلیاں کانوں میں ڈالیں اور جانب راست و چپ تین تین بار آواز بلند کیا کہ اے آدم کی اولاد خدا نے زمین پر اپنا گھر بنایا ہے اور تمکو حج کا حکم دیتا ہے یہاں آؤ یا سوا اللہ نے یہ آواز تمام بنی آدم کے بلکہ تمام عالم کے کان میں ڈالی حتیٰ کہ جو صلب پدر اور رحم مادر میں تھا اُسے بھی سنی پھر کسی نے ایک بار لبیک کہا اور کسی نے دوبار اور بعض نے اجابت نہ کی پس جس نے اجابت نہ کی اُسکو حج نصیب نہوا اور جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا اُسکو ایک حج نصیب ہوا اور جس نے دو مرتبہ کہا اُسکو دو مرتبہ و علیٰ ہذا القیاس اور اسی مذا سے عام کا حکم سورہ انبیاء میں یون ارشاد ہوا ہے و اذن فی الناس باحج یا توکرجا لا و علی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق یعنی ہر جا سے لوگوں میں حج کے واسطے

کہ آوین تیر ہی طرف بیرون چلتے اور سوار ہو کر دُستِ دُستِ اوٹون پر چلے آتے راہون دور
ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ازرقی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ اول اہل یمن نے بیک کہا ہے اور یہ
مسیب ہے کہ اہل یمن حج بہت کرتے ہیں اور مردانہ سے اہل قبائلیہ ہیں اور حسن نے ز
کیا ہے کہ ماہور اس تاذقن کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پناہ حجۃ الوداع میں فرما
ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا روایت ہے کہ جب دونوں پیغمبر عظیم القدر حج سے فار
ہوئے تو خیال کیا کہ مناسک حج احرام سے تعلق بہت ہیں بسکی ادا میں ایک مدت
دراز گذرتی ہو غلب ہے کہ تقصیر و سو بھی واقع ہو اسلئے یون دعا فرمائی ہو و تہب علیا
انک انت التواب الرحیم کہا کہ یہاں بقا غرض اس استدعا سے یہ تھی کہ اگر مناسک
حج میں مجھ سے یا میری اولاد سے کچھ تقصیر پڑ جائے تو اس کے کفارہ سے بھی آگاہ کہ
تاکہ تدارک یافتہ کیون مثلاً حالت احرام میں کوئی سیاہ کپڑا پہنے یا ناخن ترشوائے
یا خوشبو لگائے یا سر کے بال کٹوائے یا شکار کرے تو کیا کرنا چاہئے جس سے تدارک
یافتہ ہو جائے پناہ اسی دعا کے اثر سے کفارہ جنایات کا طریق مسلمانوں میں
شروع ہوا کہ قصہ میں مذکور ہے **فانک** اس مقام میں مجملہ کفارہ جنایات
لکھا جاتا ہے اگر احرام والا کسی عضو میں خوشبو لگا دے خواہ سر پر ملہدی کا خضاب
کرے یا تیل لگا دے یا سیاہ کپڑا پہنے یا دن بھر سر سے اوڑھے یا چوتھائی سر یا ایک
بٹن یا ناف کے نیچے کے بال مونڈے یا ناخن کاٹے دونوں ہاتھ یا دونوں پیر کے
یا ایک ہاتھ ایک پیر کے مجاس واحد میں خواہ طواف القدوم یا طواف الصلوٰۃ یا کی مین
اداکرے یا امام سے پیشتر عرفات سے چلا آوے یا طواف الوبارہ سے تین شوٹا خوا
کم ترک کرے یا منار و حرم کے سوائے کہ میں اور علق کرانے یا عورت کو بہ شہوت
چھوے یا بوسہ دے یا علق و طواف الوبارہ کو قربانی کے دنوں سے تاخیر کرے یا ہی
عبادت میں تقدیم و تاخیر و وار کھے بستر کنکریاں مارنے سے پیشتر علق اس
کرانے تو اس پر ایک کبھی یا گائے ذبح کرنا واجب ہے اور جو ایک عضو سے کم میں
خوشبو لگائے یا سر کو ڈھانکے یا سیاہ کپڑا ایک روز سے کم پہنے یا چوتھائی سر سے
کم مونڈا دے یا پانچ انگلیوں سے کم کے ناخن ترشوائے یا کسی اور محرم یا حلال کا

من
بہا کفارہ
نہایت حج

کم
بہا کفارہ

مسرور ہونے سے یا طوائف افتادہ ہونے سے یا طوائف الصدور میں تاتین شوٹ کرے یا تاتین
بقاموں سے کسی مقام کی ٹنگریاں مارنا ترک کرے تو نصف صاع گندم کہ در اسخافہ
لکھنؤ کے وزن سے ڈیڑھ سیر اوصی چٹانک تخمیناً ہوتے ہیں صدقہ دے اور اگر بیمار
لکے باعث سے یا کسی اور نذر سے نوشہوار چیز کا استعمال کیے یا سن مہر کو خلق کرے
تو بکری یا گائے ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ فقیروں کو صدقہ دے خواہ تین دن
روزہ رکھے اور اگر قبل وقوت عرفات کے جماع کرے تو حج باطل ہوا اور اسکو لازم
کہ ذبح کرے اور دوسرے سال قضا کرے اور جو احرام والا شکار کرے خواہ کسی اور کو
شکار بتلاوے قصداً یا سہواً تو اس پر تین ہونے جو خواہ سعید درندہ ہو یا اور عبد یا یہ ہو کہ
جو کچھ وہ شخص عادل ساکنین شہر سے قیمت اُسکی ٹھہراوین اس قیمت کا جانور بول لکیر
کے مین ذبح کرے خواہ گیہون صدقہ کرے ہر سکن کو نصف صاع اور اگر شکار کو
مجبور کرے یا اُسکے بال بوج ڈالے یا اُسکا عضو کاٹے تو بقدر نقصان کفارہ دے
اور اگر جانور کے پیرا کھاڑے یا اُسکے پیر کاٹے تو اُسکی قیمت دے اور اگر اندا تو دے
تو اُسکی قیمت دے اور اگر اُس سے بچہ نکلے مردہ تو زندہ بچے کی قیمت ادا کرے
اور جو حرم شریف کی گھاس کاٹے یا خود درودخت کاٹے جو کسی شخص کی ملک
نہیں ہو تو اُسکی قیمت دے اور اگر خشک دخت ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور وہاں کی
گھاس کو نہ کاٹے نہ چراوے مگر اذخر کو کاٹنا درست ہو اور اگر جون مارے یا کپڑا
جون کی تکلیف سے دھوپ مین ڈالے کہ جون مر جائے یا بلخ کو مارے تو کسی قدر صبر
دے بتنا اُسکا جی چاہے اور جو گویا پیل اور گچھو اور سانپ اور چوہا اور باؤ لاگنا
مارے تو مضائقہ نہیں اور گچھو اور نیچو اور چھری اور گچھو اور درندے جانور کو چوہ
حملہ کرے اور اُسکا درست ہو اور محرم کو ذبح کرنا گائے بکری اونٹ یا بونہر غی با
درست ہو اور اگر غیر محرم نے شکار کیا ہو بلا اشارہ اُسکے تو محرم کو گوشت اُسکا کھانا
درست اگر احرام باندھ کہ بیماری کے سبب یا دشمن کے خوف سے حج نہ کر سکے
تو اپنی طرف سے کسی اور کے ہاتھ قربانی کے مین روانہ کرے اور ذبح کا دن مقرر
کر دے اگر صرف حج کی نیت کی ہو تو ایک قربانی اور جو قرآن کی نیت کی ہو تو دو
قربانی پھر جس دن قربانی ذبح ہو اُسی دن اپنا احرام اُتارے اور اگر قربانی نہ بھیجے

اور گھر بیٹ آوے اور احرام باندھے رہ سکے تو بھی درست ہو پھر دوسرے برس تھما
کرے اور اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد صحت پاوے یا خوف و ور ہو جائے تو حج
کرنے کو روانہ ہو **مسئلہ** اگرچہ فرائض و واجبات حج کے کتب فقہ و حدیث میں
بتفصیل تمام کتاب ایچ بین مذکور ہیں لیکن بمقتضائے ضرورت بقدر ضرورت کیسے
بالاجمال بیان کرنا ضروری ہو جس فرائض حج تین ہیں احرام اور وقوف عرفہ اگرچہ ایک
ساعت ہو اور طواف الذیارتہ ان میں سے اگر ایک بھی ترک ہو گا حج ادا نہ ہو گا اور
واجبات میں اختلاف ہے بعضے پچیس کہتے ہیں اور بعضے اٹھارہ تو وقوف مزدلفہ
یعنی بین الصفا والمروہ (مذبح) جہاں طواف التعداد یعنی طواف حضرت مسافر کو کرنا
مستحب و انا مبیقات سے احرام باندھنا عرفات میں غوث تک
ٹھہرنا طواف حجرا سود سے شروع کرنا طواف داسنہ طواف سے کرنا طواف
پیادہ کرنا اگر غرض تو طواف میں پیادہ ہونا اگر غرضو ایک بکری ذبح کرنا قرآن
اور تمتع کرنے واسطے کو ستر عورت کرنا طواف میں دو طواف صفا و مروہ کی صفات
شروع کرنا سات مرتبہ طواف کے دو رکعت نماز پڑھنا کنکریاں مارنا تیس
ذبح میں کرنا یعنی قربانی کے دن اول کنکریاں مارے پھر ذبح کرے پھر
سمندائے اور عورت صرف بال کتر اوے طواف الذیارتہ صرف قربانی کے
دنوں میں کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع طیم کے کرنا اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ
کہ جسکے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آوے وہ واجب ہو اور سورے فرض و واجب کے
اور جو کچھ کام میں مسکت ہونگے یا مستحب بطرح غرض میں کشائش کرنا اور باطاعت
رہنا اور گالی و غیبت سے باز رہنا اور والدین و امین و ضامن سے اجازت سفر کی لینا
اور سب میں دو رکعت نماز پڑھکر دو ستون سے نصرت ہونا اور اسے قصور معاف
کرنا اور اپنے حق میں استدعا کرنا اور بر و خیر پیش نہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ نیرت
کرنا پوشیدہ فریضہ کہ ایام حج کے شوال و ذیقعد و عشرہ ذی الحجہ میں ان دنوں سے
بیشتر احرام باندھنا مکہ وہ جو اور یہ بھی ماضی ہو کہ عمرہ کہنا سنت ہو کہ وہ جو اور تعمین
عمرہ یہ جو کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرنے اور عمرہ و تمام سال
درست ہو مگر عرفہ سے تیر تومین ذی الحجہ تک کہ وہ تحریمی ہو اور موقوف احرام کی پانچ ہیں یعنی

بیات و اظہار
نوبخت

نیرت
نیرت

نیرت
نیرت
نیرت

وہ مکان جہاں سے گئے جاسنے واسطے کو بدون احرام بانا درست نہیں سمجھتے والوں کا
 میقات نود اسکافیہ جو اور عراق والوں کا ذات عرق اور شام والوں کا جحفہ اور نجد والوں کا
 فرق اور حرمین والوں کا میلم اور ہند والوں کا بھی پس ان مکانوں سے تاخیر احرام حرام
 لیکن تقدیم درست ہے اور مکہ والے احرام برم سے کہیں اور احرام عمرہ تیغیم جو اور طریق
 احرام یہ ہو کہ وضو کرے اور جو غسل کرے تو مستحب ہے اور سر کا منڈانا اور مونچھ کترانا
 اور ناخن کٹوانا اور پاکی لینا بھی واجب ہے اور اگر سر پر بال ہوں تو کنگھی کرے پھر تھمہ
 جویہ باندھے اور پاؤں سے اور اگر تھمہ و پاؤں پرانی ہو تو دھو ڈالے پھر بدن میں
 خوشبو لگا دے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا
 یوں کہے اللہم انی ارید الحج فی سترہ لی و تقدیری اور اس طرح لبیک کہے لبیک اللہم
 لبیک لبیک لاشہ یک لبیک ان الحمد للہ لاشہ یک لبیک لاشہ یک لبیک لبیک لبیک
 اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہیں مگر زیادہ منافی نہ ہیں جب یہ کہا تو مجرم
 ہوا اب سچنا یا جیتے جاگے سے اور عورتوں کے رو برو جہاں کی بات چیت سے اور
 گناہ سے اور نیکم نہ سنے لڑکے سے جھگڑے نہ ہوں اور شکار شکاری میں نہ کرے نہ اشارہ
 کرے نہ تباہی دے اگر عید سحر اور خوشبو نہ لگا دے اور ناخن نہ کاٹے اور سر و بدن چھپا
 اور موے ریش و سر خٹمی سے نہ دھو دے اور موے بدن نہ کترے نہ اکھاڑے
 نہ کترے اور نہ موندے اور گرتے یا سجاہ تباہی گرتی موندے اور رنگین خوشبودار کپڑے
 نہ پہنے لیکن حمام کدنا اور مسایہ عمارمی و خاندین ہونا درست ہے اور مہیانی و خوش
 کمرے باندھنا جائز ہے اسی طرح ہتھیار باندھنا انگشت تری پہننا قصد لینا مرہم ٹپی کدنا
 سہرہ بلا خوشبو لگانا اور سر و بدن کھلانا کہ بال نہ ٹوٹے نہ جوں چھڑے درست ہے
 اور محرم کو لازم ہے کہ دائی لبیک کہے جب نماز پڑھے اور بلند می پر چڑھے
 اور پستی میں آوے اور سوار پیادہ سے ملے اور جب فجر ہو اور جب گدہ میں داخل ہو
 تو دن کو باب السلام سے لبیک کہتا ہوا نہایت عاجزی سے مسجد حرام میں جائے
 اور سنت ہے کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر کہے
 اور کلمہ توحید پڑھے پھر سیدھا حجر کی طرف جائے اور اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے
 اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کف دست

مستحب
 مستحب
 مستحب

ملے یا چوے بشرطے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ کسی چیز سے اُسکو چھوے اور اُسکو بوسہ دے
 اور اگر کثرت ہجوم سے یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف حجرِ اسود کے روبرو ہو کر اللہ اکبر کہے اور کلمہ
 پڑھے اور حمدِ الہی کہے اور دو ہود پڑھے پھر طوافِ القدر شروع کرے کہ مسافر کو
 سنت ہو اس طرح کہ حجرِ اسود سے اپنی داہنی طرف کو جدِ حضرت اللہ کا دروازہ جو
 طوافِ شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو منہل راست کے نیچے سے نکال کر بائیں
 مونڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طوافِ مع حلیم کے کہے سات بار اور اول تین
 طوافوں میں اکڑ کے دوڑے اور دونوں مونڈھے ہلاوے جس طرح غازی صفت جنگ
 چلتے ہیں اور جب طواف کرنا حجرِ اسود پاس آوے تو اُسکو ہاتھ لگا دے یا چوے
 اور طواف ختم کرے اور رکنِ یمنی کا چھونا طوافِ بینِ تنحب جو پھر دو گانہ طوافِ مقام
 ابراہیم کے پاس ادا کرے یا کہیں اور حرمِ بین کہ یہ نماز واجب ہو نزدیک ہمارے امام
 اور شافعی کے دو قول ہیں ایک سنت و دوسرا فرض لیکن پڑھنا اس دو گانہ کا اس طرح
 کہ پھر امام ہو اور نمازی مقتدی بالاجماع مستحب ہو تاکہ یہی المقدر اور اُسکو ہاتھ سے
 دے اور اگر اثرِ دھام مانع ہو تو اور جگہ مسجدِ احرام میں پڑھے **سُود**
 حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی فی التفسیر غریزی میں فرماتے ہیں کہ بعد طواف
 حاذیہ کو جب دو رکعت تحیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقدر ہو تاکہ امامت حضرت ابراہیم
 علیہ السلام تاقیام قیامت جاری رہے اور بھی اسی پھر پڑھنا حکم حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے اذان حج دی تھی پس بعد طواف اُنکے اُس پتھر کے پاس حاضر ہونا
 اور عبادت کرنا گو یا حضرت ابراہیم کے پاس حاضر ہونا ہو اور اُنکے آگے عبادت
 بجالانا ہو بین کہتا ہوں کہ اس کلام سے وہاں بیہ فرقت پر تو صریح ہوتی ہو کمالاً غنی
 علی اللہ بر اور سنن ابن ماجہ و دیگر کتب حدیث میں حضرت بابر رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ جب پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس
 بروز فتح مکہ تو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُتھام کیا یا رسول اللہ یہ مقام
 ابراہیم جو اسکی شان میں اللہ صاحب نے فرمایا ہو و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلی
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعم اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت خاتم المرسلین
 محمد رب العالمین گریہ کئے تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے

خامش ہوئے تو مقام ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر بیٹھے اور دو رکعت نماز
اسی مقام میں ادا فرمائیں اور پڑھا و استخوذ اس مقام ابراہیم صلی اور تمامی کتب صحیح
میں وارد موجود ہو کہ آیت کریمہ و استخوذ اس مقام ابراہیم صلی بتوافق اسے حضرت
اسیر المبینین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی القصد حاجی کو چاہیے کہ اس
نماز کے بعد حج اسود کو چڑھے اور مسجد سے باہر نکلے اور صف پر چڑھے اور بیت اللہ کے
سامنے ہو کر اللہ اکبر اور کلمہ کہے اور دو دو پڑھے اور جدول چاہے سو دعا کہے
اور رفع الیدین کرے پھر مروہ کو چلے راہ میں دو سبز میناروں کے درمیان میں
دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صف پر کہ چکا سو وہاں بھی کرے اسی طرح سات با
کرے صفائے شریع کرے مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہو کہ اسکے بعد مسجد اکرام میں
جا کر دو رکعت نماز پڑھے پھر گتے میں جا کر رہے احرام باندھے اور نفل طواف کیا کہ
جتنا اُسکا حاجی چاہے مسافر کے حق میں نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ نفل عمر
اور جو تفصیل زیادہ مطلوب ہو کتب فقہ میں دیکھ لے اور مولوی محمد اسحاق محدث
دہلوی کا رسالہ ملاحظہ کیے تنبیہ صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ کا نئے میان
گناہوں کو مٹاتا ہو اور مقبول حج کا تو سوائے بہشت کے کوئی بدلہ نہیں اور
صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
جو کوئی بیت اللہ میں آیا اس طرح کہ نہ اُسے عورت سے محبت کی اور نہ گناہ کیا
تو ایسا بے گناہ ہو جاتا ہو جیسے کہ اُسکو مان نے خبا اور بھی صحیح مسلم میں عمر ابن
عاص سے روایت ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسلام اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو
اور ہجرت اگلے گناہوں کو ڈھاتی ہو اور حج اگلے گناہوں کو ڈھاتا ہو اور حج
فرص ہو جو اُسکو نہ مانے کا فر ہو مگر حج اُس مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہو جو آزاد
اور تندرست اور مقدر والا ہو یعنی آتے جاتے اہل و عیال کے خرچ کے
سوائے اُسکے پاس خرچ اور سواری میسر ہو اور راہ میں امن ہو اور عورت پر
اُس وقت فرض ہو کہ اُسکے ساتھ خاوند یا محرم ابدی ہو اور تمام عمر میں
ایک بار در صورت مقدر فوراً فرض ہو اور اگر باوصف اُسکے شستی کرے تو

سخت گناہگار ہوتے تھے کہ جسے اشارہ کتب انبیاء سابقین میں بہت کثرت سے باہوت
 تحریف ابواب موجود ہو انہی دانستہ میں ان سب اشارات کا بیان کرنا قیاساً لائق
 لہذا وہ اشارے اس میں سے ضروری البیان بیان ہوئے تاکہ شے از انبار سے نہ ہو از خود
 باشد اول یہ کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے دوسرے صحیفے میں لکھا ہے کہ (آخری دنوں میں
 ایسا ہوگا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنایا جائیگا اور ساری فوجیں
 طرقت روانہ ہوں گی اور کوئی آدمی خود خدا کے پہاڑ پر نہیں جائے گا اور اس کے گھر میں جاوین وہ
 حکم انہی راہن تبار کیا ہم انہی راہن تبار کیا کہ شہر بیت صیہون سے اور خدا کی بات
 اور شہر بیت صیہون سے گھر کیا ہم انہی راہن تبار کیا کہ شہر بیت صیہون سے اور خدا کی بات
 انہی راہن تبار کیا ہم انہی راہن تبار کیا کہ شہر بیت صیہون سے اور خدا کی بات
 اور اس کا گھر کیا ہم انہی راہن تبار کیا کہ شہر بیت صیہون سے اور خدا کی بات
 کہتے ہیں اور اور شہر بیت المقدس کا نام جو سو فرمایا کہ وہاں سے عیسوی شہر بیت صیہون
 ہوگی دو شہر ایک کہ حضرت اشعیا کے ساتھیوں نے صحیفے میں موجود ہے کہ (اٹھ اور روشن
 کہ تیری روشنی آئی اور خدا کے جلال نے تجھے طلوع کیا بعد ازاں کہ جان میں تاری
 زمین پر چھا جائیگی خدا تجھے طلوع ہوگا اور اس کا جلال جلوہ کرے گا عوام اور بادشاہ تیری
 روشنی میں چلیں گے سب کے سب جمع ہو کر دور دور سے تیرے طواف کو آئیں گے اور ان
 کی قطاریں اور دیانی اور ایفائی ساندھیں تیرے گرد بے شمار ہوونگی قیدار کی سار
 گئے اور نبوت کے سارے مہندھے تیری خدمت کیلئے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو
 ستودگی بخشوں گا حیرت اور ترس کے جہاز ابتدا میں میری راہ کیلئے کہ تیرے
 بیٹوں کو سونے روپے سمیت دور سے خدا کے نام کے لیے لاوین کیوں کہ آسنے
 تجھے ستودہ کیا جنہوں کے بیٹے تیری دیوار میں آٹھاؤں گے اور اس کے بادشاہ
 تیری خدمتگاری کیلئے کیونکہ میں نے تجھے قہر سے مارا تھا پھر آخر رحم کیا سو
 تیرے دروازے نہ کھلے رہیں گے تاکہ لوگ عواموں کی فوجوں کو تیرے پاس لا کر
 حاضر کریں جو گروہ اور مملکت تیری خدمتگاری نہ کر لگی بر باد ہوگی لبنان کا جلال
 تیرے پاس آوے گا اور منور اور شمشاد اور شمس اکٹھے ہوئے تیرے پاس آوے گے
 تا میں اپنی گزرگاہ کو آراستہ اور عظیم گردن سب تیری حقارت کرنے والے تیرے

ساتھ آپ کو مخم کر نیگے اور خدا کا شہر اور اسرائیل کی قدوس کا صیون تیرا نام ٹھیکہ
 آسکے بدلے کہ تو متروک اور بنیوس رہی ہو تجھے شرافت دائمی دوزنگا اور نبوت تو
 بستیون کا سردار بنائو نگا آگے کو کبھی تیری سرزمین میں ستم کی حد نہ سنی جائیگی اور
 تیری سرحدوں میں خرابی اور بربادی نہ ہوگی تو اپنی دیواروں کا نام نبوت اور نبوت
 نام ستودگی رکھیں گی تیرے تمام لوگ صدیق ہوں گے اور اب تک زمین کے وارث ہوں گے
 میری لگائی ہوئی ٹھنی اور میرے ہاتھ کا کام تاکہ میں ستودہ ہوں ایک چھوٹی سی
 ایک ہزار ہونگی ایک حقیر سے ایک تو ہی گروہ ہوں گے میں خدا آسکے زمانے میں یہ
 بلد کر دنگا اٹنی) واضح ہو کہ یہ خطاب جو سنگ کی طرف اور ولین روشن ملاحظہ کہ یہ کہ
 کچھ کہ جب موسیٰ بنی کا آنا تو قوم کو گیا تب خداوند کبریا نے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کر سکے اپنے نور سے سکے کو درخشان کیا وہی نور عوام اور خواہ
 رہنما ہوا کہ مکہ شہر جامع بن گیا چاروں طرف سے خلق سہلکار آسمان آئی اور آنحضرت
 ایمان لائی اب دور دور ملکوں سے ہر قسم کے آدمی ہر سال حج کے واسطے جنت ہوتا
 یہ رتبہ اور شایم کو کعب حاصل تھا اور مدیان ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے کا نام تھا جو قطر
 سے پیدا ہوا تھا اور ایفادیان کا بیٹا تھا اور نبیوت حضرت اسمعیل علیہ السلام
 پہلے بیٹے کا نام تھا اور قیدار دوسرے کا اور یہ سب کتاب پیدائش کی چھ بیویوں
 باب پیدائش میں توبیت کے مذکور ہوں و دونوں کے سارے گلے اور منہ سے
 کے میں آکر جمع ہوئے اور آسکے فادام اور مجاور بنے اور ستودہ کرنے سے یہ اور
 کہ لوگ تیرے اس واسطے انتظار کر نیگے کہ خدا نے تجھے محمد کیا ہو یعنی ایک مرد ستودہ
 اور محمد مجھ میں پیدا ہوگا اس سبب سے تو بھی ستودہ ہو گا گویا تیرا نام بھی ہو اور
 ملک محمد جو صبر شہر مدینہ کے آباد کرنے سے مدینہ کو ملایا اور غالمیہ
 کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو کیونکہ بستی کے پکارنے سے بستی کے لوگ ہر
 ہوتے ہیں چنانچہ اسی صحیفے میں جابجا ہو کہ اے اور شایم نافرمان نہو اور صیون تو
 ایسا کہ وہ غیر ذلک اور نکلے کے سب ساکنوں سے افضل وہ ہو جنکے باعث سکے سنے
 شہرت اور بزرگی اور ہدایت پائی ستودہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اے
 لوگ اس سبب سے تیرے انتظار کر نیگے کہ خدا نے تجھے ستودہ اور محمد کیا ہو یہاں تک

کو خلق اور خالق سب تجھے محمد محمد کہہ گپارتی ہو اور انہی سے مراد بنی اسماعیل ہیں اس واسطے
کہ حضرت اشعیا علیہ السلام کے وقت میں متروک اور بیگانہ تھے یا بنی اسرائیل ہیں اس واسطے
کہ مکہ مدین سے اسماعیلیوں کا مسکن تھا پس اسماعیلی آشنا ہو سے اور اسرائیلی انہی اور
پہاڑ جو اسکا گھیرے ہیں دوہین ایک تو نہیں اور دوسرا قیقتعان اور قمر سے مارنے کے
یہ معنی ہیں کہ اگلے زمانے میں بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے
تو متروک رہا اور تجھیں بتین رکھی رہیں تجھ پر نبوت کا اوتاب نہ چمکا خدا کی توجہ اور شلیم کی
طرف رہی لیکن آخر خدا نے تجھ پر نبوت کی اور اور شلیم سے تجھے افضل بنایا اور ہمیشہ
تیرے دروازے کھلے رہتے ہیں کہ گوروں عورت اور مرد شب و روز تیرا طواف
کرتے ہیں اور لہبان ایک پہاڑ جو شام میں اور شام کو اللہ نے متبرک کیا ہو کیونکہ
اسرائیلی پیغمبروں کا مسکن رہا ہو سو اشعیا پیغمبر رہے ہیں کہ اچھا عظمیت اور
بزرگی لہبان کو حاصل تھی تجھ کی بیکی یعنی نبوت شام سے اٹھا تمہیں اولیٰ اور قول
اسکا اسرائیل کے قدوس کا مینہوں یعنی خدا کا پہاڑ اور جبل عرفات ہو یعنی اور شلیم میں
تو مینہوں مقرر ہو لیکن اچھا کہ تیرا خدا کا صیہون جو اور اسرائیل کا لفظ عظمیت ظاہر
کرتے ہو یعنی وہ خدا کی اسرائیل نے تقدیس کی ہو سو وہ جب تجھے نوازیگا تو بھی
اسکی تقدیس کرے گا اور یہ جو فرمایا کہ تو مینہوں اور متروک رہے سو یہ اس پر دل ہو
کہ خطاب سکے کی طرف ہو کیونکہ اور شلیم مینہوں نہ تھے اور نہ رہے تھے خصوص حضرت
اشعیا علیہ السلام کے وقت میں کہ نہایت محبوب تھے اور کعبے کے ایک دروازے کا
نام باب السلام ہو اور اونٹوں کی افراط کے مین اسقدر ہو کہ اور ملکوں میں نہیں عرب
لوگ انہیں کا گوشت کھاتے ہیں اور انہیں کا دودھ پیتے ہیں اور انہیں کے
بالوں سے قبائیں اور نمندے اور قالین وغیرہ بناتے ہیں اور انہیں پر سوار
ہوتے ہیں اور بوجہ بھی لادتے ہیں اسی سبب سے اصحاب تجر بہ کہتے ہیں کہ عرب کا
کام سب اونٹ سے ہو اور ہند کا بیل سے اور ایران کا خیر سے اور یہ جو کہا عوام کی
فوجوں کو لاؤ نیگے یعنی غازی لوگ عوام کی فوجوں کو تیغ کے زور سے مسلمان کر کے
تیرے پاس بھیجتے ہیں اور عالم و دواعظ خلق کو سمجھا سمجھا کر حج کے واسطے تیری طرف
روانہ کرتے ہیں اور عشق اور محبت عاشقوں کو اور حجاج اور طالب حاجیوں کو

اور بادشاہ اور حاکم اور ائمہ متبرکہ اور مشاہد شہداء اور قجور انبیا اور اولیا اور مساجد اور مدارس
اور اقسام نباتات اور حیوانات ہوتے ہیں لیکن کسی شہر میں غائے خدا اور بیت حضرت
کہ مہبط تجلی دائمی اور کعبہ عبادت خلاق ہونہیں ہو مگر اس شہر میں کہ اس سبب سے
اس شہر کو جامعیت اتم میسر ہو اور بانیمہ خاتم الانبیاء و المرسلین کا مقام بہشت ہو
اور اسرار محمدیہ علی صاحبہا السلام کا جامع ہو کہ انوار نبوت و ولایت میں
ساطع ولایت ہیں اور یہ نبوت و ولایت جامع ترین نبوت اور ولایات ہیں اور شہر مکہ
شہر مستطیل جو کہ طول اسکا عرض سے زاید ہو اور مثل قلعہ پہاڑوں سے محیط ہو اور باؤ
اسکے تین طرف دیوار شہر غبارہ کی بھی ہو چنانکہ دیوار شہر تہی کو دیوار باب المملات
بولتے ہیں اور دیوار مغربی کو جو کسی قدر جانب شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہو
سور باب الشبکہ کہتے ہیں اور دیوار جانب میں کو سور باب المہین اور یہ دیوار میں سید
ابن حلمان شہرین مکہ کے حکم سے سنہ ہشت صد و شانزدہ ہجری میں تعمیر ہوئی ہیں اور
طول و عرض شہر کا یون ہو کہ باب المملات سے سور باب میں تک چار ہزار چار سو بہتر
درجہ ہو اور باب الشبکہ تک بھی اسی قدر باز یاوت و صد ہشت درجہ اور دو پہاڑوں
میں سے ہیں جو قبیس اور قیقان بنعم قاف اول و ثانی و فتح عین مہلہ اوئے و ثانیہ
ان دونوں کو انشبین بفتح ہمزہ و شین و سکون غار منقوط بولتے ہیں انشب شہر تہی
جو قبیس و انشب غری قیقان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہر جہا میں شام و عراق و مصر
و یمن کے واقع ہو اور حجاز کے کتنے شہرین از اسجد ایک مکہ و مدینہ ہو اور غسل
کے کما بعض ہر جانب سے دیکھیں کہ ہر چنانچہ سر مدینہ خضکان واقع ہو اور بعض
طرف سے کم اور اس کے گرد و حرم ہر مخفی نرسے کہ حد حرم کتب مشہورہ فقہ میں مذکور
سایں ہر الا حواشی کتب فقہ میں ہو کہ حرم کے گے گے کو بولتے ہیں جانب مشرق چو
میل اور جانب مغرب چوبیس میل اور بعض کے نزدیک تین میل و ہوا صحیح اور جانب
شمال اٹھارہ میل اور جانب جنوب چوبیس میل اور حضرت استاذ الاستاذ نے
نفسہ فیض فرمائی ہیں لکھا ہو کہ دور حرم کا کو سون کے صاب سے سینتیس کو س لکھا ہو
اور کسباب درہ یون ہو کہ باب بنی شیبہ سے دو مناروں تک جو کہ جانب عرفات
دوریم ہر تھم ہیں سی و ہشت ہزار و دو صد و درہ اور باب مولات سے سی و چھ ہزار

دو بست کو بیچ دے اور جانبِ تنیم سے کہ حدِ جانبِ مدنیہ ہر دو ازدہ ہزار و چار صد بست دے
 اور جانبِ یمن دو ہزار باب المہاجرین سے بست دے و ہزار بست صد ہفتاد و شش درجہ جو انتہی
 قائمہ بطرحِ حرم مکہ جو اسی طرح حرم مدنیہ جو اور حرمین کی حرمت سیاوی جو میر سید
 شریف نے شرح مشکوٰۃ میں توشیحی سے نقل کی ہو کہ حرم مدنیہ سے حرم عظیمی مراد ہو
 نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدنیہ حرام جو غیر سے توڑ تک اور یہ دونوں مدنیہ کے
 دو طرف میں پہاڑ ہیں پانچواں قریہ آمنہ کہ اپنے بیچ کے رہنے والوں کو لوٹ مار سے
 امان میں رکھتا ہو چھٹاں قریہ مطنہ کہ باشندے اس شہر کے انتقال اور تحال
 مطمئن رہتے ہیں اور یہ دونوں نام اس آیت میں ہیں ضرب اللہ مثلاً قریہ کانت
 آمناً مطمئنتہ ساتواں ام القرعی و لکن ذرا ام القرعی و من جو لہا اٹھواں بلدہ سدہ ام
 رب بندہ البلدۃ النبی حرمہا نو ان صلاح مثل طعام کہ معدول ہو صاحبہ سے یعنی
 بقعہ شاکستہ و سواں باسہ یہ نام اس واسطے ہوا ہو کہ جو کوئی وہاں بے ادبی کرتا ہو
 ہلاک ہو جاتا ہو گیارہواں عاظمہ یعنی توڑنے والا گردن چارواں اور ہلاکت انگشتہ
 ستمگاراں بارہواں کوٹا لیکن بعضے کہتے ہیں کوٹا نام ہو کہ کوٹنے کا تیرہواں کوٹا
 یہ نام نفیہ کہ یہ بین لکھا ہو اور غلب کہ یہ لغت غیر عربیہ جو معنی اسکے معلوم نہیں
 چودہواں ام الرسم معالم التنزیل میں لکھا ہو کہ ام رحم اس واسطے کہلاتا ہو کہ یہ
 رحمت نازل ہوتی ہو علیٰ یضین اور عاکفین پر کہ جو کوئی محتاج فقیر مع تحفہ افلاس
 رو سے نیاز اس ماسن اناس پر لایا فاذن خزان لطف و عنایت نے دستہ
 نقد و جنس اپنی رحمت سے عنایت کیا کہ دامن امید میں گنجائش نہ رہی کوٹن
 بے سرو پا اس درگاہ میں آیا کہ نقد مراد اسکے دامن افلاس میں نہ رکھا گیا اور کس
 عاجز جیس نے معجزہ اور نیاز اس قبۃ مکرمہ پر گھسا کہ درمقا صد اسکے گھسے پر
 کشوف نہ ہوا کہ ام بندہ برین آستان نہاد میرے کہ لطف خواجہ
 نہ بر رو سے اوگشا و دوسے چوتھیہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیل نے
 عا ہر بین کعبہ بنایا اور حضرت ربّ جلیل نے باطن میں کعبہ خلیل احجار سے ہو
 اور کعبہ خلیل اسرار سے وہ کعبہ مشابہ اس ہو اور یہ کعبہ محل استیناس ہو وہ کعبہ
 قبلہ مومنان ہو اور یہ نشانہ نظر رحمان وہ طواف گاہ خلافت ہو اور یہ طواف طواف جاتی

وہ مقصود خلق ہو یہ منظور حق وہ قبلہ مکاشفہ ہو یہ مجاہد شہادہ وہ بیت اکرام ہو
یہ بیت اکرام وہ کعبہ فقہ اشعر سے مامون ہو اور یہ اندیشہ اختیار سے معون وہ
بنایا گیا ہو وادی غیر ذی زرع میں یہ گلستان و بوستان شرع میں اس کعبہ
کے ایک طرف دریا سے نثار ہو یہاں ہر طرف ہزار دریا سے اسرار وہاں میقات ہو
یہاں تصفیہ اوقات وہاں اسرام ہو یہاں فیض الہام وہاں تجرید از لباس ہو
یہاں تہنرید از ملاحظہ اجناس وہاں مسجد حرام ہو یہاں مشہد کبرام وہاں کوہ
عرفات ہو یہاں نبات و کرامات وہاں مرودہ اور صفا ہو یہاں مروت و وفا وہاں
قدیم تحلیل ہو یہاں کرم طیل وہاں سقایہ حاج ہو یہاں ہدایہ حجاج وہاں چشمہ
نرمزم ہو یہاں الطاف و ماموم وہاں حلیم ہو یہاں رحمت رحیم وہاں میزاب ہو
یہاں قرب اجباب وہاں حج مہرور ہو یہاں سعی مشکور وہاں عاکف اور طاعت
یہاں معارف و لطائف وہاں رکوع و سجود ہو یہاں شہود و عدت وجود وہاں کن
یمانی ہو یہاں گنج معانی وہاں حج حجب اسود ہو یہاں سر سودا سے سرمد وہاں اعلام
مناسک ہو یہاں اعلام ملائک وہاں نعرۃ لبیک ہو یہاں ولولہ سلام علیک
وہاں استلام حجر ہو یہاں احترام نظر وہاں کوہ منار ہو یہاں نفی من و ما وہاں نردلفہ
یہاں سر معروف وہاں مسجد ضعیف ہو یہاں نیاز و ضیعت وہاں انفاضت ہو یہاں
ریاضت وہاں قربانی ہو یہاں قرب ربانی وہاں خلق جو نیسان ترک خلق وہاں
تقصیر و رموز یہاں تقصیر نگردن کیسے ہوئے وہاں طواف و دواعی ہو یہاں ذوق
سماع سے کعبہ ہر چند سے کہ خانہ برداست و این دل من نیز خانہ برداست
پس طائفان قبلہ عشق کو نوید مسرت ہو کہ محراب دل انکا قبلہ اسل جمال ہو
اور مقصد جاودان انکا دونوں جہان میں سرم وصال سے عرفات عشق
یاران سر کو سے یار باشد و بطواف کعبہ زین در زرم کہ عار باشد و جو سر سے
بر آستانش بہ سر صفا نہادی و بصفا و مروت و دل و گدگت چہ کار باشد و یہ جو
لکھا گیا کلام راست و درست ہو مگر عارفین کالمین اور عاشقین صادقین کا ہو کہ ظاہر
حال انکا پیرایہ شرع سے آراستہ ہو اور باطن زویر طریقت سے پیراستہ فائدہ
مستورہ بقرین اللہ صاحب نے فرمایا ہو و اذا تبلی ابراہیم ربہ بحکلمات یعنی

یا وکر و اس وقت کہ سبب طبع برقی آدمائش فرمایا ابراہیم کو آسکے پروردگار سے سننے
چند سخن کہ آسکی سجا اور می سے فرشتگان علوی اور سفلی پر گھمائی گئے کہ یہ شخص
لائق اس مرتبہ کے تھا جو اللہ نے عنایت کیا سو وہ کلمات چند حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کہی باتوں سے متعلق تھے اول وقت عیشہ از منکر حضرت
ابراہیم سے کہ آنگاہ اسی کے سبب سے غمان پرستہ پرستان پر مامور کیا اور
آنجناب نے آسکو با حسن وجود سراپا کیا کہ اول آفتاب اور ماہتاب اور
کہ اکب کو بھکے عدوٹ اور تغیر لیا قمت معبودیت سے کہ ادا و دوسرے جنوں کو
تب تیرا سے توڑ ڈالا اور انکی عاجز بنی بقایہ قوت انسانہ با وجود اسکے کہ
انسان اضعف المخلوقات تھا ظاہر فرمائی تیسرے واسطے ابراہیم انش پرستوں کے
ہمک میں گریہ اور اثرنا قوت آئندہ سے باطل فرمایا کہ خدا سے تمہارے لئے آسکے
اثر طبعی کو تبدیل کر دیا اور ایسی ترتیب معقول سے روحانیات علویہ اور سفلیہ کو
لیا قمت معبودیت سے گویا کہ زبان مبارک پر گزرا انی وجبت وجہی لذی فطر است
والا من خیف و ما انامن بل شد کلین پھر واسطے امتحان صدق اس دعوی
اللہ جل شانہ نے اور کہی باتوں میں بہتلا کیا اول تبرجی از قرم بلکہ تبرجی عن
کل ماسوی اللہ کا قال انی بری ما تشرون والی براہر مما تعبدون اور یہ
کیفیت آخر کار منجی بملوت ہو گئی کہ ارشاد کیا فاعلم عدولی الارباب العالمین
ووشری رفع وساخط اور وسائل سے حتی کہ حالت شدت غم میں کہ انکار
نار تھا حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا انا ایک فلا حاجۃ لی تیسری تسلیم
لا امر اللہ و لرضاء اللہ سے حالانکہ اس میں جان و مال کا نقصان بھی ہوا کہ ہجرت
وطن اور فوج و لد اور ضیانت مہمانوں اور اثبات فقیروں میں ظاہر ہوا اور
پر ظاہر ہو کہ انسان کے نزدیک چار چیزیں عزیز ترین اشیاء ہیں جان اور مال
اور فرزند اور وطن کہ مجمع اقارب و عشائر ہوتا ہو اور اسکے محافظین کیسی کیسی
بیمہ فیان انسان سے ظاہر ہوتی ہیں سو حضرت ابراہیم نے ان چاروں کو رخصت
الہی میں نثار کیا کہ صدق محبت اور کمال غلت اسی سے ثابت ہوئی حضرت
دین عباس نے تفسیر کلمات میں انھیں چار چیزوں کو بیان کیا ہو اور جو کچھ معاملہ

حضرت ابراہیم نے والدہ حضرت اسمعیل اور خود اسمعیل علیہ السلام سے یکجہم خد کیا اگر
 تامل کیا جائے تو مقدمہ و مہتر سے خارج ہوا تھو ایسی تکلیفات سے جو دلت حال تو
 عاقلہ تھا کہ مجھ کو جواب خطاب اسلم بین بجاہر اسلمت لہرب الامامین اتماس کیا تھا
 بعد ازاں جس شریف کو بھی داغہ از محبت و عشق فرمایا جس طرح ختنہ کرنا موسیٰ لب
 و ہار لپٹا ناخن کوٹوانا وغیرہ نک پستہ بعض عبادت و افکار و اخلاق کے التزام پر
 تاکید فرمائی اور وہ تیس فصلتیں ہیں جنکو سہام الاسلام کہتے ہیں بچہ اسکوت
 سورہ ہرارت میں مذکور ہیں تو یہ عبادت محمدؐ یا قرکو ع سجود امر معروف نہی منکر
 حفظ مدد و خدا ایمان اور دس سورہ اخراہ میں اسلام ایمان فتوت صدق مہتر
 فشو ع صدقہ روزہ اور زنا و اطہ سحاق نطفہ یعنی سی جینا اور ذکر الہی قابا و سنانا
 و نما کرنا اور دس سورہ مومنون میں ہیں ایمان تصدیق روز جزا خوف از عذاب
 خدا و شمار کھنا اور خوشوع فی المعالمہ اور محافظہ آداب سنن میں اور کفو و غیبت
 و بزل و غیب سے اجزا کرنا اور دس سورہ کوثر خوشی سے کہنا اور حفظ شدہ لگا ہ
 غیر منگوہ اور غیب مملو کہ سے رکھنا اور امانت کے ادھین وفا کہنا اور قیام شہادت
 یعنی جس بات کو جانتا ہو وقت شہادت ظاہر کر دینا اگرچہ بعض خصائل انہیں کے
 متداخل ہیں لیکن سخیل ہو کہ یہ تصدیق و تخصیص و تفہام مقاربات حکم مہایت
 پیدا کرین اور ہر مقام میں جہاں شمار کیے جائیں چہر ارشاد الہی ہوا کہ ہر سال
 ایک مرتبہ والدہ و شہید اہو کہ دیوانہ وار عاشق کہ دار بنا ہر طواف خانہ محبوب کردگا
 کے بزمہ عرس دیان تن پاسے بزمہ خرد و لیدہ نو پریشان حال گردا و دوشام سے
 حجاز میں جاؤ اور گاہے پہاڑ اور بھی زمین پر کھڑے ہو کر خانہ محبوب کی طرف
 دیکھو اور گاہے اپنے دشمن کو تصور کر کے لعنت کی کنکد بان اسپر مارو اور
 اپنی جان کے عوض میں قربانی کرو اور اسی گھر کا جو کہ آشیانہ تجلی ربانی ہو طواف
 کرو تا کہ معنی عشق و محبت جو باطن میں ہیں ظاہر میں جاوہ طوہر پاکوین اور غام
 عام میں مشہور ہو جائے اور ہر شخص عشق سے آگاہ ہو جائے اور اس انہامین
 لبیک لبیک کہانہ نعرہ زنی کرو اور آتش محبت قلبیہ کو روشن کرو و جبہ اسی
 کیفیت کی نمود کے واسطے مناسب حج معین فرمائے اور ان سب امور کو حضرت

تفسیر
 فی سب
 سہام اسلام

ابراہیم علیہ السلام نے سجنی ادا کیا کہ اس میں اصلاً تغافل و تماول و افراط و تفریط واقع نہ ہو کہ قال اللہ فی
سورۃ النجم و ابراہیم الذی دینی یعنی اور ابراہیم جس نے پورا اتارا اللہ کا حق فاکدہ ہر روایت صحیح ثابت ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انشی برس کی عمر میں اپنا فتنہ کیا جو چنانچہ ابوالفتح نے کتاب العقیدہ میں
لکھا ہے کہ جب حکم فتنہ صادر ہوا تو عمر ابراہیم کی انشی برس کی تھی سو حضرت نے نہایت جلدی ہجرت
کتھہ کر ڈالا اور روز کی شدت ہوئی تو آنجناب نے دعا کی وحی ہوئی کہ تو نے جلدی کی کہ اپنے نفس کو
سورس ہلاک میں ڈال دیا انتظار کرنا لازم تھا تا کہ طریق فتنہ واک قطع سے نشان دیا جاتا عن کیا اور
میں نے توقف کرنا سب آوری حکم میں کہ وہ بھٹا فاکدہ پوشیدہ رہے کہ تین بفتح غار نقطہ دار
سکون تا رہتا فتنہ کرنا اور جو غار اور تار کے زبیر تو دراد و خسر و غیرہ رشتہ دار جانب زوہ
اور نشان کہہ غار و عورت کی پیشاب کی جگہ کا نام جو کذا فی القاموس اور صحیح سناری و مسلمین
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرما حضرت مسلم نے آیتیں ابراہیم رضی اللہ عنہ بالقدوم مکتبی
فتنہ کیا ابراہیم غیبیہ میں کہ نام ایک مکان کا متعلقات شام سے ہو اور نفس اہل تحقیق مکتے ہیں کہ اس
عمر میں عمر شریف بناؤ سے سال کی تھی مگر تین میں ہر روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمر شریف نشی
برس کی معلوم ہوتی ہے و صحیح اور بقیہ نے نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم نے فتنہ اسماعیل علیہ السلام کا
تیرے میں برس فرمایا اور اسحاق علیہ السلام کا ساتویں دن اور حضرت خاتمہ سلیمین معلوم نے حضرت
حنین علیہ السلام کا ساتویں روز فرمایا اور یہی بقیہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت
معلوم نے کہ جو کوئی اسلام لاوے لازم ہے کہ فتنہ کرے الغرض اول رسم فتنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
جاری کی ہے اور قبل ابراہیم علیہ السلام انبیاء علیہم السلام مختلفون پیدا ہوتے تھے حقیقت یہ ہے کہ
اللہ نے انکے بدن کو دافعہ حب و دلا کیا تھا بطرح متشوق کے واسطے عشاق داغ و گل
کھاتے ہیں تاکہ دعوی عشق کا ثبوت کافی ہو جائے اور عمدہ ترین داغون میں فتنہ ہے کہ محل شہوت
رزیہ مہیبہ ہو گویا یادگار گردانا ہو تاکہ اس عضو داعی کو مصروف نام نہنی میں صرف نہ رہے لہذا تورت
میں ہر ترجمہ فارسیہ ۱۳ خدا ابراہیم را فرمود کہ تو بعد از نگہ دار و اولاد تو بعد از وفات تو ہر ایک در حضور
رعایت باندہ عمدہ میں کہ میان من و تو فیصل تو بعد از تو مرعی باید داشت نیست کہ ہر نہ کرے کہ از شما مخون
شود و گوشت خلع خود مخون سازد کہ این علامت عمدہ میان من و شما باشد از شما ہر کہ عمر شریف شست و
باشد مخون شود ہر نہ کرے و طبقات شما خانہ زادہ و زفر میرہ از ہر بگیا گمان کہ از قبل تو نباشد خانہ زادہ
و زفر میرہ تو لازم ست کہ مخون شود و عمدہ میں در شما بعد از ہر خواہد ماند ہر نہ کہ ناخون کہ گوشت خلعش

۲۲۲
تفریح ہفت روزہ
احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام
جلد اول

منہ
فترہ
سنتہ

مختون نشدہ ان نفس از فیلیہ خود منقطع کرد کہ عند فرسخ نمودہ است انتہای اس کلام سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی
 نہ کرے ملت ابراہیمی سے خارج ہو اور گویا اسے نقص عموماً کیا دہلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مختون تھے
 پس نصاریٰ کہ فتنہ نہیں کرتے ملت ابراہیمی و عیسوی سے لازماً خارج ہیں واضح ہو کہ ہمارے دین میں
 بھی فتنہ سنت ہوا نام عظیم اور بارگاہ واحد اور اکثر علماء اور فیض شامعی مذہب اسی کے قائل ہیں اور یہ فتنہ
 منجمد تھا اسلام پر صبر و جماعت یہاں تک کہ اگر کسی شہ کے لوگ اسکے ترک پر اتفاق کریں تو امام و
 حاکم کو محارب لازم ہو فی فتاویٰ قاضی خان اذا اجتبت اہل مدین علی ترک الختان قاضی خان امام کا یہاں تک کہ
 ترک سائے استنن و فی خزائن الفتاویٰ ختان الرجال سنۃ و مختلفوا فی ختان المردۃ قال فی ادب القاضی
 کمر وہ قال بعض افر سنۃ کہ فی شرح شریعہ الاسلام و اکثر شافعیہ و جوب ختان کے قائل ہیں اسی طرح
 بعض مالکیہ بھی اور وقت ختان میں اختلاف ہوا امام صاحب و صاحبین سے مروی ہو لا علم لی بذک کہ معنی
 وقت ختان کا علم کیا نہیں ہو اور نہ کوئی دلیل قطعی اس پر قائم ہو اور جس لائقہ سے روایت ہو کہ جب لڑکا
 متحمل ہو اور طہارت ختنہ حاصل ہو وہ وقت ہو تا ہنگام بلوغ فی فتاویٰ قاضی خان و ابو حنیفہ رحمہ
 لم یقیدہ وقت الختان قال مس لائقہ احوال فی وقت ختان میں تحلیل اچھی کتاب اے ان مبلغ اور
 بیٹھے کہتے ہیں کہ ساتویں دن ولادت سے فتنہ کرنا جائز ہے اور بیٹھے بعد سات برس کے اور بعض نو برس
 بعد فی فتاویٰ قاضی خان و فی الختین اچھی اذا بلغ تسع سنین فان فتنوہ وہو الصغر من ذلک سن
 ان کان فوق ذلک قایلًا قالو الیاس ہر اور بیٹھے بعد دس برس کے بارہ برس تک تجویز کرتے ہیں
 اور مختار بعض شافعیہ کا یہ کہ قبل بلوغ فتنہ کرنا لازم ہو و فی مجمع البرکات و الصحیح با قال ابو حنیفہ
 ما لا یوقت بلکن فیظہر لے حال اچھی اور اگر مسلمان بل ہو اور غیر مختون تو وہ اس وقت سے فتنہ
 کرے اگر ممکن ہو والا نہ کرے یا عورت ختان سے نکاح کرے یا لونڈی اس عصمت کی خرید کر کے فتنہ
 کرے لے فتاویٰ عالمگیری میں اسی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ فتنہ خفیہ کسے نزدیک سنت ہو اور ستر عورت
 زین لہذا قد ملے خفیہ مسلم بالغ کو فتنہ کرانے سے مانع ہیں تفصیل فی کتب الفقہ مواءب لذیہ میں ہے
 کہ امام فخر الدین رازی نے مشرعی ختان کی حکمت میں ایک نکتہ لکھا ہے کہ جب تک فتنہ نہیں
 ہوتا اور ستر ذکر کھڑی میں پوشیدہ رہتا ہے اگر مجاہدت نرم رہتا ہے اور صحبت کے وقت لذت زیادہ
 ملتی ہے اور جب وہ چڑا کٹ جاتا ہے اور ستر ذکر ظاہر ہو گیا تو اس میں کچھ کہ خشکی آجاتی ہے تب وہ لذت
 کم ہو جاتی ہے حال یہ کہ جو عضو پوشیدہ رہتا ہے اس میں مس کس زیادہ ہوتا ہے نسبت کھلے عضو کے
 چنانچہ زبان اور لبون سے یہ تجربہ ظاہر ہے اور شریعت کے حکمون میں تو ستر ہر نہ افراط و تفریط

اسی واسطے نہ ایسا چھوڑتے ہیں کہ نہایت زیادہ ہو اور نہ ایسا کہ بالکل نہ ہو بلکہ معتدل کر دیتے ہیں تاکہ اعتدال ہاتھ سے نہ جائے
 اور سو سے اس نوع مجست کے اور بھی انواع مختلف ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہر مہر طرح ہون کے بال لینا اور
 مو سے زینا و منہ و منہ کرنا و ناخن دست و پا کھانا و غسل کے بال دور کرنا اور بول و ہر باز کے مقام کو بوقت استنجا
 دھونا اور غنہ و اور استنساخ وضو میں کرنا اور نماز و ذکر کے وقت مسواک کرنا اور بالوں کو شانہ سے برف
 کرنا یعنی ناگ نکالنا اٹکھو جسکے سر پر بال ہوں اور خوشبو کا استعمال کرنا اور جامہ و بدن کا پاک رکھنا اور
 ہر جگہ کو بندھا ہون کا دھونا اور تفسیر احمدی میں ہر جگہ کلمات تبلیغہ دین تھے پانچ سر میں یعنی بال منڈانا
 یا کترانا اور توجھ کترانا اور منہ میں پانی ڈالنا اور ناگ میں اور شوک کرنا اور پانچ شام ہر میں غسل کے
 بال اکھاڑنا ناخن کھانا ناخن کے نیچے کے بال موڑنا پانی سے ہتھ دھونا کترنا پس یہ دین باتیں
 حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھیں اور ہمارے دین میں سنت یعنی سر کے بال منڈانا یا کترانا علی اسلئے
 سنت ہو اور عورت کو نہین جائز مگر حج میں کترانا درست ہو اور توجھ کترانا اور ہر کی ہونٹھ کے مقابلہ
 سے سنت ہو اور اس کے چھوڑنے میں عذاب اور توجھ میں پانی ڈالنا اور ناگ میں اور مسواک کرنا ہر وضو میں
 زن و مرد کو سنت ہو اور غسل کے بال اکھیرنا اور مو سے زیادہ موڑنا سنت ہو اور جامہ و بدن کو ہر
 اور ناخن کھانا ہر جگہ یا ہتھ دین بلا تعین یوم مستحب ہو اور پانی سے ہتھ دھونا کترانا سنت ہو کہ نجاست
 تفریح سے درم کے برابر سے زیادہ ہو و الا صاحب جو بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہو کہ آدمی کی پیدائشی خیرین پانچ ہیں اور دوسری حدیث میں ہو کہ دین ہیں اور طلب اس حدیث کا یہ
 کہ ہر ایک آدمی حسین آدمیت ہو و ان دین خیرین کو جو اور بیان ہو میں پسند کرتا ہو گو یا کہ یہ پیدائشی اور
 خالق بات ہو حسین تعلیم کی حاجت نہیں کیونکہ اولاً ان باتوں میں پاک و طافت اور ستھرائی ہو مثلاً مو سے
 زینا و منہ کے موڑنے سے میل نہیں جتا اور جو کچھ ہوتا ہو وہ ہر جگہ ہوتا ہو اور شہوت کی قوت زیادہ ہوتی ہو
 اور توجھ کترانے سے اول مجوس اور ہنود کی مناسبت دور ہوتی ہو دوسرے اکل و شرب میں پاک
 نہیں رہتی اور ناخن کھانے میں مول ہل و نجاست نہ ہوتا ہو دوسرے دینے والوں کو کہ بہت نہیں آتی
 علی ذلک یقاس جامہ و دین نوادہ میں کہ فاطمین اور علی تجر بہر پوشیدہ فاطمین ہے و اس کے بعض امور
 ایسے ہیں کہ اول غلبہ رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا چنانچہ بالوں کا سفید ہونا قبل حضرت کے نہ تھا
 اور جب حضرت کے بال سفید ہوئے تو حضرت نے تعجب کیا کہ حضرت حق سے عسدر کی کیا کیا بات ہو ارشاد
 ہو کہ یہ وقار ہو فرمایا رب زونی و قار اور ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہو کہ جب حضرت اسحق پیدا
 ہوئے تو کنانیوں کو بلحاظ شیخو خست زن و مرد کے شبہ پڑا اللہ نے حضرت اسحق کو حضرت ابراہیم

مشابہہ کر دیا کہ یہ بھی ایک ویرانہ شک کی ہو سکتی ہو مگر جب حضرت اسحق کی ڈارچی مکی توہر گز باب بیٹے میں فرق نہ تھا اس لیے حضرت ابراہیم کے بال سفید کر دیے تاکہ فرق ہو جاوے و اما عام حقیقتہ احوال اسی طرح مانگ لکھا لکھا اور سوچے کھانا اور ناخن کھانا اور غسل کے بال وضع کرنا اور ٹھوسے زہر دور کرنا اول حضرت ابراہیم نے جاری کیا اور پانچواں اول آنجناب نے پہنا قبل حضرت کے لانگ ہانڈ سے تھے عاتیس میں جو کہ ایسا دسراویل یون ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اے ابراہیم تو افضل اہل رحن ہو چھو جاہیہ کہ جب مسجد میں جائے تو عورت تیری زمین کو نظر آوے اسی وقت آنجناب نے سہراویل ایجاد کیا اور اول غضاب و سمہ و حنا حضرت ابراہیم نے فرمایا جو اور اول خطبہ منبر پر چڑھ کر حضرت ابراہیم نے پیر ہزار عبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسلم فرماتے تھے کہ اگر میں بھی منبر بناؤں تو مضائقہ نہیں ہو گیونکہ حضرت ابراہیم نے منبر بنایا تھا اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ اول جہاد باسیف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب کہ حضرت لوط کو رمیوں سے چھینا جو اور اول حضرت ابراہیم نے فی اور غنیمت تقسیم فرمائی جو غنیمت وہی میں فرق ہو جہاں لڑائی سے ہاتھ آوے وہ غنیمت ہو اور جو بلا لڑائی ملے وہ فی جو اور فی بیت المال میں جمع ہوتا ہو اور وقت ضرورت مسلمانوں کے خرچ کیا جاتا ہو چنانچہ حکم اسکا سورہ شہر میں بتصریح موجود ہے اور اول حجت حضرت ابراہیم نے فرمائی جو اور اول طریقہ مینافست معانی حضرت ابراہیم نے جاری کیا چنانچہ بقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ معاذری کی کثرت سے حضرت ابراہیم ابو العیض ان کہلاتے تھے اور غنیمت یہ کھی تھی کہ مکان کے چاندنارے رکھے تھے کہ جہان سے چاہے نہمان داخل خانہ ہو اور خود حضرت ابراہیم علیہ السلام عام چاشت کے وقت ایک ایک کوس تک نہمان کو ڈھونڈتے تھے اور جب تک نہمان نہ ملتا تھا کھانا نہ کھاتے تھے چنانچہ اللہ صائب نے اپنے کلام جز نظام میں کہی جسکہ آنجناب کے معانوں کا ذکر فرمایا ہے اور سبند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حق میں التماس کیا کہ یا اسی زمین پر کوئی عبادت کرنے والا تیرا نہیں نظر آتا جو میرے ساتھ شریک عبادت ہو خداوند عالم نے ہزار فرشتے ملکوت اعلیٰ کے بھیجے کہ وہ تین دن برابر شریک عبادت رہے اور حضرت ابراہیم انکی امانت کیا کیے اور عادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ ضعیفوں اور کمینوں کو کھانا پیشکش و مسرت کھانا کھلاتے تھے اور کسی وقت مہمانداری میں پہلو تہی نہ کرتے اور کثرت معانوں سے بین کہیں نہوتے تھے ایک مرتبہ بسبب کثرت اخراجات کے محتاج ہو گئے اور غلہ کچھ باقی نہ رہا تو ایک دوست مصری کے پاس غلاموں کو بھیجا اور اونٹ بار برداری کے واسطے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ اس آشناسے کہد نیا کہ حسب ہمارے پاس غلہ

سلا

جہاں الغنمی

میں کو کھنڈ

کہاں کو کھنڈ

مست ہو

معدن غناب

و مصلحت

امداد کو

کہ وہ ہو

کہ تھا رکا

دست ہائے

اور نہیادی

کہ مصلحت کا

اور غنیمت

نقصان اور

کہ مصلحت کا

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

نام اور

ہو گا تھا تو من اور کر نیکی چنانچہ غلاموں نے جا کر یہی کہا اس نے آشنا سے کہا میرے گھر غلام نہیں ہونا چاہیے
غلام انوٹوں کو نمائی دیکر پھر سے حب حوالی کنان بن آئے تو غلاموں کو شرم آئی کہ اونٹ غالی
کس طرح بیجا بنیں بڑے شرم کی بات جو ہمارے آقا کو خفت ہوگی و سوا سے اونٹوں کے شلیٹے
ایک بیابان سے بھر لیے ایک غلام انوٹ بھلا پیش پیش آیا تھا اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
تسام قصور بیان کر دیا تھا اور حضرت کو بلال ہوا تھا اس سبب سے گھر میں جا کر بھروسہ تھے اس
حالت میں اونٹوں کو لپیٹ کر اور غلام جو بچے کنیزوں نے شلیٹے کھولے اور غلام نکالا اور مسکروٹیاں
پکائیں جب حضرت ابراہیم کے رو برو ملکیتیں تو آنجناب نے فرمایا یہ کہاں سے ہو لو بیٹوں نے کہا غلیل
مصری سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ غلیل سادی سے جو اور ابن سعد نے روایت کی ہے کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وصعت مال و خدم بہت حاصل تھی اول شریک حضرت ابراہیم نے بنایا جو اور
شیر مال آنجناب ہی نے عمارتوں کو کھلائی جو اور کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول طریق معانقہ آنجناب
نے جاری فرمایا جو پناہ خلیفہ نے اپنی تاریخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے کہ ایک تہ
مداب معانقہ اصحاب بنی اللہ عند نے جو چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ مایا کہ معانقہ درست اور
انبیاء پیشین میں بھی تھا اور غلاموں محبت و اخفت کی نشانی ہے اور اول معانقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کیا جو اور قصہ اس معانقہ کا تفصیل مشرہ میں یوں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام
بیت المقدس کے قبرستان میں تہامش چہاگا ہسیر کرتے تھے کہ ایک آواز خزمین و رفیق کان میں
آئی دریافت ہوا کہ ذکر الہی اور صفات تقدیس و تزیہ الہی بیان کرتا ہے اس آواز کے مٹنے سے اپنا
مطلب چھوڑ کر اسی طرف متوجہ ہوسے تو دیکھا ایک دروازہ راست آدمی کثیر الشجر کھڑا ہے اور تومیدہ الہی
میں مصروف حضرت نے اس سے جا کر فرمایا اے شیخ تیرا خاں کون ہے جسکو یاد کرتا ہے جو اسے کہنا پسرا
خدا آسمان پر چڑھ رہا یا زمین میں بھی وہی مذہب ہے کوئی اور اسے کہا وہی ایک جو دوسرے کو گنجائش
نہیں ہے فرمایا تیرا قبلا کون ہے اسے کہا کہ قبلا مایا کہ کہاں سے کھانا پیتا ہے اسے کہا کہ سب کچل میں
وانے کچھاتے ہیں تو آخر موسم گرما میں اپنے مکان سے نکلتا ہوں اور کسی قدر خوب لیس
جمع کر کے کھتا ہوں کہ زمستان میں کام آتے ہیں اور اسی سے ایام بسر ہوتے ہیں فرمایا
تیرے خیال و اطفال بھی ہیں کہ تیری خدمت کریں کہا میں تنہا ہوں نہ آل نہ اولاد ایک غلام
میں اس پہاڑ کے رہتا ہوں فرمایا ہم تیرے مکان پر چلیں اور سمت قبلہ دیکھیں گے اسے کہا میرے
مکان کو جاتے ایک نہر عمیق ملتی ہے کہ اس سے کوئی آدمی وہاں نہیں جاسکتا مگر میں بطریق

تفہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام

خوش عادت چلا جاتا ہوں کہ صرف کھٹ پامیر اٹھاتا جو فرمایا پہل شاید اللہ تعالیٰ میرے واسطے بھی بانی کم کہہ دے
 الفیض آنجناب اس بزرگ کے ساتھ تشریف لیگے اور ندی سے بلا تامل دونوں پار ہوئے مگر اس بزرگ کے
 حضرت ابراہیم کے پار اترنے سے سخت تعجب ہوا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نازک کے اندر گئے
 تو سست قبلہ موافق مراد دیکھ کر خوش ہوئے پھر حضرت نے پوچھا سب دنوں سے کون دن بہت
 سمٹ چوڑے کھا وہ دن مہین رب الارباب گری حساب پر بٹھیکا اور پندان عدل دو بڑے
 رکھی ہوگی اور دو وزح تیسہ کیجا بیگی اور خیمہ و ملکوت خوف سطوت قہاری سے گریہ کنان
 منہ مکمل گریہ نیکتا تب حضرت ابراہیم نے فرمایا اے نیکبخت میرے اور اپنے واسطے دعا
 کرتا کہ حق تعالیٰ اس دن کے ہول سے اطمینان نصیب کرے اُسے کما میری دعائیں کچھ اثر
 نہیں ہو سکتا کیونکہ جانا کہ تین برس سے ہر وقت ایک دعا مانگتا ہوں لیکن اب تک قبول
 نہیں ہوئی فرمایا کس بات کی استدعا ہو کہا ایک روز اس جنگل میں کھڑا تھا کہ ایک جوان
 پریشان ہو کر گندہ رو مویشی لیکر آیا میں نے پوچھا تو کہاں سے آتا ہو اور مویشی کسکے ہیں اُسے کہا
 ایک دوست انہی کے ہیں جسکا نام ابراہیم جو سوین اسی دن سے ملاقات مہمانی کی دعا مانگتا ہوں
 اب تک قبول نہیں ہوئی مہر مایا تیری دعا تو قبول ہوئی تو معاف کر کہ میں سو اُسے معاف
 کیا ہمارے حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اسی دن سے معاف جاری ہو گیا بشرط اس سے
 اسکا دل نہ تنہا باقی حال معاف تو کہ حضرت دین علیہ السلام میں لکھا جائیگا مگر ہر
 بخاری اور مسلم بن جو کہ بروز شہ تمام خلق عسریان تن سر برہنہ اور برہنہ پا اٹھائی جائی
 مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام لباس پوشیدہ اٹھینگے کاتب احروف کے نزدیک سبب اسکا
 یہ جو کہ اول حضرت ابراہیم علیہ السلام راہ حق میں برہنہ کیے گئے تھے جب آگ میں ڈالے گئے
 اور دوسرے وقت فتنہ بھی ایک نوع کی عسریانی ہوئی تھی سو اس فضیلت سے انکی
 فضیلت خاتم المرسلین پر لازم نہیں آتی کیونکہ بروز شہ انحضرت کو انواع فضائل خاص
 سے سر بلند کہنیکا کہ اس میں کسی بنی کو شرکت نہوگی بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں جو کہ بعد
 ابراہیم علیہ السلام کے بلا فصل جناب خاتم المرسلین جامہ مخطوط پہنکا اٹھینگے اسی طرح فضائل
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت ہیں چنانچہ صحاح میں وارد ہو کہ ایک شخص نے حضرت
 علی علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا خیر العزیز فرمایا لائق اس خطاب کے حضرت ابراہیم میں
 اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بطبر بن صحیح روایت ہو کہ ایک قریب تھوٹا پڑا اور حضرت

ابراہیم علیہ السلام غلے کے واسطے دوسری جگہ گئے مگر غلہ نہ ملانا چار ماہوں میں ہو کہ پھر سے اور
 ایک سرن ایک میدان کی خرمیوں میں بھر دئی اور شہر میں تقشیر لائے لوگوں نے
 پوچھا کیا غلہ لائے غلاموں نے کہا گندم سرن جب گھر میں داخل ہوئے تو خرمیوں میں سرن
 گھومنے لگا غلام یہ کہ اللہ نے نہ دیا کہ ابراہیم کے غلاموں کا قول نبی جھوٹا ہو اور غیبت
 اللہ نے اہمیں پیدا کر دی کہ جو کوئی دانہ اسکا بویا جاتا تو درخت میں از مہر تا پا گیون ویکہ پڑتا
 اور ابو نعیم نے علیہ الاویا میں اور امام احمد نے کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کافروں
 نے دوشیر جھوٹے حضرت پر چوڑ دیئے آنکھوں نے انتخاب کو دیکھ کر سجدہ کیا اور قدم
 مبارک چاتے اور بناری و مسلمین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم پیغمبر
 کبھی ایسی بات نہیں کہی جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی ہو اسے تین باتوں کے
 دو خدا کے مقدس میں تیسری اپنی بی بی کے باب میں اول یہ کہ میں بیمار ہوں یہ سخن عید کے
 دن فرمایا تھا جب کافروں نے اپنے ہمراہ لیجانا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتا دی کہ
 دیکھ کر غم نہ کیا میں بیمار ہوں یعنی موافق تمہارے عقائد کے گردش آسانی مقتضی ہے کہ میں
 بیمار ہو گا اور دوسری بات بلکہ انکے بڑے نے توڑا یہ اس وقت کہی جب بتوں کو تہ سے توڑا
 اور تہ کو بڑے بت پر کھدیا جب کافروں نے پوچھا کہسے ہمارے بتوں کو توڑا فرمایا
 اس بڑے بت نے توڑا اسیلئے کہ اسکی تعلیم وہ لوگ بہت کرتے تھے گویا وہ بت سبب
 شکستگی واقع ہوا اور تیسری بات اسوقت فرمائی جب بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلایا اور
 یہ جانے لگے تو حضرت نے فرمایا اگر بادشاہ مجھے پوچھے تو کہیو کہ یہ میرا بھائی ہے یعنی ادنی
 بھائی یہ تینوں باتیں حقیقت سچی تھیں اور ظاہر اور دغ **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے
 کہ حسب طرح خاتمۃ خواص حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 معلوم ہوتی ہے اسی طرح امامت اور پیشوائی مطلقہ خواص حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہے
 و لہذا جس جگہ کسی وقت بعد حضرت ابراہیم کے حق نے ظہور پکڑا اور پیغمبر مرسل آیا اور کتاب
 نازل ہوئی وہ سب باتباع ابراہیم علیہ السلام ہوا بلکہ تمامی یہود و نصاریٰ و مسلمانین
 تعلیم و اتباع اور امتداد حضرت خلیل اللہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں
 کوشش کرتے ہیں اور افعال اور اقوال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بوجہ کلی قانون
 شرع اور مسرتین مانتے ہیں اگرچہ جزئیات بغیر قواعد حکم میں لفظا ہر حسب مصاحح و قشیر

جسبت

من

حضرت ابراہیم

عزیز بنیاد

علاقہ کتب

اور تہ کو

من

بھائی

ابراہیم

عزیز بنیاد

علاقہ کتب

کچھ مخالفت کرتے ہیں لیکن وہ بھی قانون کلی میں داخل اور حکم موافقت میں محدود ہے جیسے
 حکماء یونان قاطبہ طب میں بوعلی سینا کو امام جانتے ہیں اور قواعد کلیہ اس سے اخذ
 کرتے ہیں اور اگر مخالفت بھی کرتے ہیں تو بھی قواعد تحریرہ کے موافق کرتے ہیں علماء
 ہذا القیاس حنفی المذہب امام اعظم کو اپنا امام جانتے ہیں اور اگر کسی وقت قول صاحبین پر
 فتویٰ دیتے ہیں تو اسکو بھی قانون حنفی سے خارج نہیں جانتے بلکہ قواعد عامہ حضرت
 امام میں مثل قول بالاسحسان یا اعتبار عموم بلوی میں راجع کرتے ہیں پس اس
 تقریر سے فرق ملت ابراہیم علیہ السلام اور دین مسطفوی معلوم میں پیدا ہوا کہ ملت ابراہیمی
 ہر حال میں بوجہ کلی واجب الاتباع ہو اور دین مسطفوی بعد از نسخ یہودیت و نصرانیت ہر وجہ
 غیر بھی لازم القبول ہو اور یہ اشکال کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام حق عامہ ناس میں
 واجب الاتباع ہوں تو عموم دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور حضرت ابراہیم
 علیہ السلام میں فرق نہیں رہتا اور بھی یہودیت اور نصرانیت اپنے وقت میں حق تھی حالانکہ
 اکثر امور میں مخالفت ملت ابراہیمیہ اس میں ظاہر تھی پس اگر امامت مطلقہ حضرت ابراہیم
 مراد تھی تو یہ مخالفت کس طرح ظاہر ہوئی اسی وقت تہذیب بالاس سے بالکل بزاہل ہو گیا ہو اور
 اس امامت اور مشیوائی مطلقہ پر کلام الہی بھی بعض قطعی ناطق ہو کہ انی جاعلک للناس
 اماماً یعنی میں کرتے والا ہوں تجھکو سب آدمیوں کا امام کہ بعد تیرے آوین کہ ہر چیز میں
 تیری اقتدا اور متابعت کریں گویا کہ تیری اتباع اور اقتدا دلیل انکی حقانیت کی ہوگی اور
 مخالفت تیری علامت بطلان ہے چنانچہ اس قصے میں چند باتیں ضروری البیان ہیں
 کہ اسکو گذارش کرتا ہوں اول یہ کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اصول اور فروع میں عین ملت
 پیغمبر حسنہ الزمان ہو یا کہ صرف اصول میں جیسے توہید و نبوت و معاد و غسل جنابت و ختنہ
 و اصول مکارم اخلاق و صبر و رضا بقضا و تسلیم لامر اللہ وغیرہ میں اگر شوق اول اختیار
 کیجیے تو لازم آتا ہو کہ پیغمبر حسنہ الزمان صاحب شریعت جدیدہ نہوں بلکہ مثل انبیا سے
 نبی اسرائیل کے جو محض مروج دین موسوی علیہ السلام کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم بھی مروج دین ابراہیمی ہوں اور یہ امر صریح البطلان ہو اور اگر شوق ثانی
 اختیار کریں تو اتباع ملت ابراہیمی جسکا جابجا کلام الہی میں حکم ہو کیا معنی ہو سکتا
 اسواسطے کہ یہودیت و نصرانیت اور اسلام آپس میں متفق اصول ہیں بدلیل شرع حکم

من
 یہاں ملت
 ملت ابراہیم
 اصول و
 فروع میں
 مسطفوی

من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوصینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسى وعيسى ان تمسکوا
 الدین ولا تمضوا فیہ یعنی راہ ڈالندى دین میں وہی جو کہ دیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا
 ہنسنے تیری طرف اور وہ جو کہ دیا ہنسنے ابراہیم کو موسیٰ کو وعیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور
 پھوٹ نہ ڈالو اس میں بلکہ جس شہ رائج و ملل کے اصول باہم متفق ہیں اور یہ بھی اس
 صورت میں لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر ویہ است بھی فروع میں ملت ابراہیمی سے منحرف ہو اور
 کہ اعتراف کسی ملت کے اصول کا موجب اعتراف تمام اس ملت کا نہیں ہوتا والا یہ
 و نصاریٰ بھی تابع ملت ابراہیمی کے ہوں اس شبہہ کے جواب میں محققین نے دو سبب
 اختیار کیے ہیں اکثر کہتے ہیں کہ اتفاق ان دونوں ملتوں کا فقط اصول میں ہو لیکن
 اصول حسب طرح عقائد کو کہتے ہیں اسی طرح قواعد کلیہ شریعت کو جس سے مسائل جزویہ
 مستخرج ہوں بھی بولتے ہیں نہیں اصول ملت ابراہیمی باین معنی بعینہا شریعت مصطفویہ
 میں محفوظ ہیں کہ اصلاً تفاوت نہیں اور جو کچھ فروع مستخرجہ ہیں بسبب اختلاف
 زمان کے کسی قدر تفاوت واقع ہو گیا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً سہولت اور
 سلوک راہ معتدل تہذیب نفس میں بے اقراط و تفریط اور رعایت مصالح نظام معاش
 اور رسوم منزلی و مدنی وغیرہ میں اور احترام ابطال کسی قوت کا تو اسے طبعیہ سے
 اور سبب کسی عادت کا عادات مستمرہ بنی نوع سے کہ ہر ایک حکم کے ساتھ ہمارے
 دین میں مرعی ہیں اور معنی اتباع ملت کے یہی ہیں نہ یہ کہ فروع بجزئیہ بھی بعینہا
 باقی رکھیں بلکہ عند تحقیق ملت نام انھیں قواعد کلیہ کا ہے نہ کہ فروع جزئیہ کا ولہذا
 ہم کہتے ہیں کہ ملت ماہرہ ملت ابراہیم ہے اور یہ نہیں کہتے ہیں کہ دین اور آئین ہمارا
 بملاحظہ فروع دین اور آئین ابراہیم کا ہے اور اس واسطے کہ فروع اس دین کے تمام کمال
 محفوظ نہیں ہیں اور مثال عام فہم اس اتباع کی یہ ہے کہ دونوں شاگرد و حضرت
 امام اعظم کے بلا شک روش اجتہاد و استنباط میں اپنے امام کے تابع ہیں اور
 استخراج مسائل میں قواعد امام کی رعایت کرتے ہیں ولہذا انکا اجتہاد حضرت
 امام شافعی کے اجتہاد سے ممتاز ہے ولہذا امام شافعی کو کوئی تابع ابو حنیفہ کا نہیں کہتا
 باین ہمہ امام ابو یوسف اور محمد فروع مستخرجہ ہیں اپنے استاد کی مخالفت کرتے ہیں
 اسی طرح شافعی شریعت مصطفویہ نے وقت انفاذ اس شریعت کے متانوں

منہ
 مستند
 امام شافعی

ابراہیمی کے رعایت کی ہو گو بعض فروع مستخرجہ اسوقت کے مخالف فروع مستخرجہ اسوقت کے واقع ہوئے ہوں ولہذا سورہ آل عمران میں وارد ہو ان اولی الناس بابراہیم
 للذین اتبعوه و ہذا البغی والذین آمنوا یعنی لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو
 تھی جو ساتھ آسکے تھے اور اس نبی اور ایمان والوں کو قائل اس جواب کا یہ ہو کہ ملت
 اور شریعت میں فرق ہے پس یہ ملت تو ملت ابراہیم ہو اور شریعت شریعت محمدیہ ہو اور
 ہم مامور شریعت محمدیہ ہیں اور یہود اور نصاریٰ کو بحسب استعداد انکے اور شرائع
 غنائت ہوئے ہیں کہ ملت ابراہیمی کی روش پر ہر گز قواعد اس ملت کے اول شریعتوں
 میں بسبب قصور استعداد کے جو نبی مرعی نہ تھے گو اصول عقائد موافق ہوں پس
 توافق جمیع ملل اور ادیان کا اصول عقائد میں ایسا ہو جیسے ائمہ اربعہ کا تمسک کتاب
 اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور توافق اس شریعت کا ملت ابراہیمی کے
 ساتھ اس طریق پر جو صریح توافق صاحبین کا قواعد متنبہا امام سے ہو مثل الزیادۃ
 علی الکتاب نسخ فلا یشیت الا بالانجیل المشہور و مثل اعتبار عموم بلوی و استحسان وغیرہ
 جب فرق ملت اور شریعت میں ظاہر ہو گیا اور معنی اتباع کے کھل گئے تو اب اقلان
 شریعت کو انحراف نہ کہنا چاہیے انحراف یہ ہو کہ اصول اور قواعد میں فرق اور تجاذب ہو
 سو یہاں نہیں ہو اور بعض محققین کہتے ہیں کہ شریعت خاتم المرسلین بعینہ شریعت
 ابراہیمی ہو اور شریعت اولیٰ میں کچھ مندرق نہیں بلکہ اصول اور فروع اس
 شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہیں بلا تفادات باہین معنی
 کہ سب احکام اسکے اس شریعت میں محفوظ ہیں گو بہت باتیں اس میں زیادہ ہوئی ہوں
 سورہ بھی مخالفت احکام اس ملت کے نہیں ہیں بلکہ شرع اور ضبط اور تنظیم اور تکمیل
 انجین احکام کی ہو یعنی ملت ابراہیمی میں ہو اور شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ و
 سلم شرع اور ہمیں معنی شارح کو ماننے کے تابع کہتے ہیں مثلاً صاحب مشکوٰۃ کو
 صاحب مصابیح کا تابع جانتے ہیں مگر تفصیل ان احکام کی سوائے اس شریعت کے
 ہنگو اور کسی طرح سے معلوم نہیں ہوئی اور اس شریعت میں وہ احکام اور حکموں کے
 ساتھ ملے ہوئے نازل ہوئے اسی سبب سے تمیز و شمار ہو گئی اس قدر البتہ کتاب پرست سے
 متیقن و ثابت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت ابراہیمی لائے ہیں کسا

قال اللہ تعالیٰ ولما ولدت ابراہیم ہو سواکم المسلمین یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا ہر اُسی نے
 نام رکھا تمہارا مسلمان و تم اومینا ایک ان اتبع لہ ابراہیم حنیفا یعنی ہنسنے وحی کی تیری طرف
 کہ تاج ہو دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور حدیث شریف میں ہے اُمّیکم باحقیقۃ الحق
 البیضا یعنی میں لایا ہوں تمہارے لیے راہ ایک طرف کی صاف روشن اور نیز احوال و
 ثابت ہے کہ جہاد کفار و کفر منام و مقننہ و تحقیقہ و آداب مینافت و لبس ثیاب و استخار ذریت
 وقت عبادت و رفع یدین نماز میں و تکبیر ہر باندہی و پستی میں و نماز پاشت چار گانی
 و شجریم اشہر حرم و حریمات و اسباب شہود و تہرک حاج میں و درگاہ قبل سجد
 و وجوب زکوٰۃ و دست و عورت و حرمت زنا و لواط و سحاق و غیرہ گناہ کبیرہ و نماز جانب کعبہ
 و تمسک حج تمامہ و فضائل فطرت جمیعہ و آداب قربانی و ہجرت و احکام نجوم کا معتقد
 نہونا و ساعت نیک و بد نہ پوچھنا و سعد و نحس ساعتوں کا نہ شخص کرنا و ایام و شہور و تواریخ
 کے در پز ہونا و شگون بدن لینا و کاہن و جادوگر کا اعتقاد نہ لانا و نبات و شیا طین کی
 مذر نہ ماننا و روح برائے غیر خدا تقرر نہ کرنا و رزق و شیعا سے امرائش و موت و حیات و تولد
 اولاد میں سوائے خدا کے دوسرے کو سبب نہ جاننا و وقت مصیبت صبر کرنا اور موت آقا
 و اصحاب میں جزع اور فزع نہ کرنا اور دینی جان کو راہ حق میں نشانہ کرنا و در باب کو بیٹھا
 کے گناہ میں اور بالعکس گرفتار نہ کرنا اور جامعہ و بدن و خانہ و مسکن کو پاکیزہ و معطر رکھنا
 اور کعبہ و محب سے احترام رکھنا اور تصویر بنانے و پائس رکھنے سے بھگت نہ رہنا اور ترک
 نکاح نہ کرنا اور لذائذ اطعمہ و نفائس البسہ سے پرہیز نہ کرنا اور عزت اور گوشہ نشینی منفرط
 سے دور رہنا اور جو کوئی یہ بات اختیار کرے اُسکو معتبر نہ جاننا اور ریاضت منفرط کو جس سے
 حق دار کا حق تلف ہوتا ہو بہتر نہ جاننا اور کسب معاش نہ کرنا اور تعدیل باطن و عورت سے
 احترام نہ کرنا اور امثال ان امور کے سبب ملت ابراہیمی کے احکام میں کہ اس شریعت میں
 بعضینا باقی ہیں بلکہ یہ سب احکام اصول اس شریعت کے ہیں اور انہیں سے صدر بنا
 فرمیں گئے ہیں کہ اس سے کل شریعت کا احاطہ ہو جاتا ہو اتنی بارت ہو کہ احکام ابراہیمی
 بسبب اسکے کہ نشان ان کے مت گئے اور کتابوں میں مدون نہیں ہوئے اور جاپوں
 کے ہاتھ پیرے اور اکثر اس سے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے عہد میں فسوخ
 ہوئے اور ایک مدت دراز ایسے گزر چکی تھیں کہ عالم سے مخفی ہو گئے اس درجہ کہ بدون

وحی کے احکام کسی بشر کو ممکن نہ تھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حکام کو
 بواسطہ وحی ارشاد کیا اور جس مقام سے حضرت ابراہیم پر نازل ہوئی اسی جگہ سے حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آئی اس سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت
 جدیدہ ہوئے اس لیے کہ جدید ہونے شریعت میں یہ ضرور نہیں ہو کہ احکام اس شریعت کے
 کبھی کسی وقت ظاہر نہ ہوئے ہوں بلکہ احکام شریعت مندرسہ کا عالم عیب سے اذھر فرماتا
 ملنا تجدید شریعت میں کافی ہو اور اسی سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناسخ
 اور ادیان کے جوئے کہ ناسخات اس شریعت منسوخہ کو پھر اسی شریعت منسوخہ سے
 نسخ فرمایا لیکن کتاب کے جدید ہونے میں یہ بھی ضرور ہو کہ قبل اسکے وہ کتاب کسی
 نبی پر نازل نہ ہوئی ہو و لہذا حضرت عزیز علیہ السلام کو صاحب کتاب جدید نہ کہنا چاہیے
 یا یہ کہ تورات ان پر نازل ہوئی نہ سمجھنا چاہیے اور اس فرق کو خوب سمجھا لیتین رکھنا چاہیے
 کہ اکثر احادیث اور آیات صراحۃ دلالت کرتی ہیں استناد شریعتین پر اور انبیاء سے
 بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کے مروج تھے انھوں نے اس شریعت کو از روئے
 کتب اور محفوظات بشریہ کے معلوم کیا تھا نہ از راہ وحی پس یہ بھی صاحب شریعت
 جدیدہ نہیں ہیں اور علاوہ اس وجہ کے ایک وجہ اور بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی ہو وہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے احکام ملت ابراہیمی پر قدرتشیر زیادہ کیا جو مثیل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور
 زکوٰۃ اور مسائل جہاد اور نصب قضا اور محاسب اور تقسیم ٹوٹ اور غنیمت کے عبادت
 خلافت گبرئی سے جو اسی طرح اور مسائل عباد و وجہ اور جماعات کے اور مسائل
 فرائض اور تہکات کے عبادات میں کہ حضرت نے بڑھائے ہیں اور معاملات میں بھی
 تعمق نظر سے آداب قضا اور طریق فیصل خصومات بہ کمال شرح و بسط بیان فرمائے ہیں
 اس سبب سے بھی صاحب شریعت جدیدہ ہوئے اور ظاہر ہو کہ انبیاء سے بنی اسرائیل
 سوا سے احکام تورات کے کوئی حکم تازہ نازل نہیں ہوا پس فرق میان خاتم المرسلین
 اور انبیاء سے بنی اسرائیل کے بہ کمال انجلا واضح ہو گیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اسی شریعت کے لانے میں مثیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھے کہ حضرت
 موسیٰ بھی فی الجملہ قواعد ابراہیمی کو منظور رکھتے تھے اور ان قواعد پر ترجیح دیتے تھے

پس آج کے روز شریعت مستقلہ و شریعتین ہیں موسوی اور مصطفوی لیکن شریعت موسوی
 میں جمیع قواعد ملت ابراہیم کی رعایت نہیں ہوئی اور شریعت مصطفویہ مستوفی جمیع احکام ملت
 ابراہیم کی ہو بلکہ اور اس پر زیادہ کہ کئی کمیل اور تقسیم شریعت ابراہیم کی کر دی ہو اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہو لیکن فی الجملہ بتخفیف اور آسانی اور رفع قیود پس
 حقیقت میں گویا شریعت عیسوی ارباب نزول شریعت مصطفویہ ہو اور ابتداء سے یا
 رجوع شریعت ابراہیم کی ہو من وجہ چنانکہ ارباب صلات اور تہجدات کی شان ہو کہ قبل از
 مطلب کچھ نشان مطلب سے دیتے ہیں اور ایک راہ اسی طرف گھول دیتے ہیں بھی ہا
 نذاہل تحقیق کا اس محبت میں کہ ہمارے استاد الاستاذ مولانا عبدالغفریہ دہلوی نے
 لکھا ہو اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد ملت ابراہیم کی اتباع سے جو کلام الہی ہیں
 جا بجا واقع ہو یہ ہو کہ اعتقاد کو اس ملت کے عقائد سے مطابق کہے پس اس واسطے
 کہ عقائد اس ملت کے جمیع طوائف کے عقائد سے ممتاز ہیں بسطرح معبود واحد
 اور کو اکب اور عناصر وغیرہ کا قبلہ کہنا نہیں جائز ہو اور کسی مذہب کو وقت عبادت
 کے تصور کہنا نہیں درست ہو وغیرہ امور کلیہ جیسے سجدہ اور ذبح لغیر اللہ سرام ہو
 اور اصول ملت ابراہیم یہ بھی ہو کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ میں ایک رسول بھیجے گا کہ دین اسکا
 واجب القبول ہو گا پس اعتقاد نبوت اسکا اور اتباع دین اس نبی کا بھی منجملہ
 اصول ملت ابراہیم کے ہو جیسے اعتقاد نزول عیسیٰ اور مسیح و روح مہدی کا شریعت
 مصطفویہ میں واجبات سے ہو اور منجملہ اصول عقائد کے ہو و لہذا کتب عقائد میں
 ان دونوں امر کو بہ دلائل اور بہا میں ثابت کرتے ہیں اور مؤید اسکا ہو جو کہ تفاسیر
 مستبرہ میں آیت و سن یہی عن مائۃ ابراہیم الامن سفہ نفسہ کی شان نزول میں
 لکھا ہو یعنی اور کون پسند نہ کرے دین ابراہیم کا مگر جو موقوف ہوا ہو جی سے وہ یہ ہو
 کہ عبداللہ بن سلام نے سلمہ اور معا جہ اپنے بھائی کے لڑکوں سے کہا کہ تم جانتے ہو
 کہ اللہ صاحب نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ہو کہ میں پیدا کرنے والا ہوں اولاد
 ہمیں سے ایک نبی مسمیٰ باسم احمد پس جو کہ ایمان اسکا لاویگا ہدایت پاویگا اور
 جو نہ لاویگا وہ ملعون ہوگا چنانچہ سلمہ اسی وقت ایمان لایا اور معا جہ نے انکار کی
 کہ اسی کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس تقریر میں ایک غرضہ ہو کہ نبوت

نہایت ابراہیم علیہ السلام
 نہایت ابراہیم علیہ السلام
 نہایت ابراہیم علیہ السلام

انبیاء کا اعتقاد جمیع شرائع اور ادیان میں قاطبہ اصول عقائد سے ہو اور حسب طرح متناخرین پر
ایمان بنیوت انبیاء سے سابقین فرض ہو اسی طرح مشقت میں پرایمان بنیوت انبیاء سے
لاحقین واجب ہو جس مقام میں تفصیلی چاہیے وہاں تفصیلی اور جس جگہ اجمالی درکار ہو وہاں
اجمالی پس یہ معنی کچھ خاص ثبوت ابراہیمی سے نہیں ہو سب پیغمبروں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خبر دی ہو اور اپنی امت کو انکی نصرت اور اعانت پر تاکید کرتے اور وعدہ
اور پیمان لیتے رہے ہیں سو اس اعتبار سے نبوت خاتم المرسلین کا اعتقاد جمیع ملل
اور ادیان کے اصول میں داخل ہو کچھ مخصوص ثبوت ابراہیمی سے نہیں ہو جو جواب اس
غرض سے کا یون ہو سکتا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول آخر الزمان کے ثبوت کی
درخواست کی تھی اور نزول کتاب بھی چاہا تھا اور امت کی بھی استدعا کی تھی تو
حقیقت میں ایک نوع کمال کا اس ثبوت میں باقی تھا اور یہ درخواست صلب ثبوت
ابراہیمی میں داخل تھی اس واسطے مخصوص اصول ثبوت ابراہیم سے ہو پس رسول
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیم کے ہوئے
اور امامت حضرت ابراہیم کی رسالت آنحضرت سے تمام ہوئی اور احکام اس دین کے
گویا احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں بخلاف اور انبیاء کے کہ اس بات کے
طالب نہیں ہوئے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو اس کمال پر جو رسوخ نبی امت کو
ہمیشہ بشارتیں دیتے تھے اور نصرت اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
تاکید میں فرماتے تھے اس جگہ سے فرق بتین نکل آیا لیکن بابرین ہر آیت
قرآنیہ کے الفاظ سے جیسے ثم اوجینا الیک ان اتبع ملہ ابراہیم اور الفاظ احادیث سے
حسب طرح آیتیکم بالحنفیۃ المستحیۃ البیضاء کچھ فرق اس تقریر سے جو بعض مفسرین کرتے ہیں
باقی رہتا ہو اس واسطے کہ صرف اپنے عقاید کو کسی ثبوت کے عقائد سے موافق کرنا
اتباع امت میں داخل نہیں ہو بالفرض اگر معنی بھی ہیں تو پیغمبر آخر الزمان
علیہ السلام کو اس اتباع کا حکم کرنا غالی از تحلف نہیں اس واسطے کہ اس اتباع
کے جمیع انبیاء سے بنی اسرائیل مابور تھے خصوصیت آنحضرت کی کچھ نہیں ہو پس
رہنہ اسکا یون ہوتا ہو کہ ہر ایک شریعت میں چیرہ پوشی ہو اول اصول عقائد
حسب طرح تو حید و نبوت و معاد اور یہ باتیں تمامی ملل اور ادیان میں جو حق ہیں

مشترک ہیں اور جملہ انبیاء اور رسل اس پر متفق ہیں اس واسطے کہ یہ باتیں نخست لامت
اعصار اور ازمان سے مختلف نہیں ہوتیں اور انہی سبب سے ہر ایک ملت متاخرہ کو
ملت متقدمہ کے تابع کہہ سکتے ہیں کچھ خصوصیت ایک بنی اور ایک امت کی نہیں ہر
دوست ہی قواعد کلیہ شریعت کو مسائل فرعیہ اور احکام جزئیہ اس سے نکلے ہیں
اور ہر ملک میں رعایت ان کلیات کی ملحوظ رہتی ہے اور درحقیقت ملت انہیں قواعد
کلیہ کا نام جو پس اتباع اس امت اور اس پیغمبر کا ملت ابراہیمی سے اسی معنی
خاص سے جو کہ یہ بات اور بنی اور امت میں بہ نسبت ملت ابراہیمی کے ہرگز نہیں
پائی جاتی ہر قسمی جمیع اوضاع معتبرہ شرع کلیات اور جزئیات اور قواعد
اور فروع سے پس باین معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب شریعت
جدیدہ ہیں اور انبیاء سے بنی اسرائیل بہین معنی تابع شریعت موسویہ ہیں ہذا ما حققت
المحدث المدہوی فی نفسه بہ العزیزی مشاہدہ اکثر کلام الہی میں جہاں اتباع
ملت ابراہیمی کا ذکر ہو وہاں ارشاد ہوا ہے واما کان من امتہ لکن حالانکہ احتمال
شکر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کسی کو مخطور نہ تھا پس غرض اس کلام سے
یہود اور نصاریٰ وغیرہ جابلان قریش پر طعن جو کہ تم اپنے تئیں تابع حضرت
ابراہیم کا کہتے ہو اور شکر ظاہر سے صادر ہوتا ہے مثلاً یہود شعیبہ کے قائل
تھے اور حضرت عذیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے اور نصاریٰ تثلیث کے
قائل تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ بولتے تھے اور مکے کے جاہل
مسیح جبت پرستی میں مشغول تھے گو یا فرماتے ہیں کہ تم اتباع ابراہیم علیہ السلام
سے نہایت دور ہو اس واسطے کہ اول سخن اور اصل کلام ابراہیم علیہ السلام سے
کہ تو میری محض اور اسلام خالص ہو تم کو جو سے جاتے ہو پھر اور احکام اور عقائد
وامتلاف کو کیا پوچھنا ہو **مشاہدہ** سورہ بقرہ میں اول سے آئندہ تک
بنی اسرائیل سے خطاب ہوتا جاتا ہے یعنی اول میں ارشاد ہوا ہے یا بنی اسرائیل
اذکروا نعمتی الی نعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین یعنی اے بنی اسرائیل
یا ذکر و احسان میرا جو میں نے تم سے کیا اور وہ جو میں نے تم کو بڑا کیا جہاں کے
لوگوں سے اور آئندہ میں ہوا ام کلتم شہدا واذ حضرت یعقوب الموت یعنی کیا تم

حاضر تھے جبوقت پہونچی یعقوب کہ موت اور درمیان خطاب کے قصہ امامت حضرت
 ابراہیم اور نبیائے کعبے کا ذکر ہونا لاکہ یہ خطاب قریش سے یا ہے تھا جو کعبے کے
 مجاور اور حضرت اسمعیل کی اولاد تھے اس واسطے کہ جو نعمتیں کہ متعلق بنائے کعبہ
 اور فضیل حضرت اسمعیل علیہ السلام سے ہیں انہیں کے حق میں وقعت رکھتی ہیں
 نہ بنی اسرائیل کے حق میں نہیں بسبب اسکا یہ ہو کہ اس قصے کے بیان سے مقصود
 تعداد نعمتوں کا بیان نہیں ہو جیسا قصص سابقہ میں ہو بلکہ اثبات نبوت آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وجوب انقیاد دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطمح نظر ہو
 گو کہ بنی اسرائیل اولاد حضرت اسمعیل سے نہ تھے الا ولایت ابراہیم علیہ السلام
 انیا منحصر جاتے تھے اور معتقد تھے کہ بنائے کعبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل
 علیہما السلام کے ہاتھوں سے ہوئی جو اور اس وقت میں ان دونوں پیغمبروں نے
 اپنی اولاد کے لئے دعائیں بھی کی ہیں اور وہ دعائیں حضرت یونس باجاہت بھی ہیں
 سو اس قصے کے ذکر میں بارغرضین عمدہ منظور ہیں کہ وہ یاروں بنی اسرائیل
 سے تعلق رکھتی ہیں اول یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تھا کہ انے اول
 تکلیفات شتاوہ سے آزمائش فرمائی جب اس کے عہد سے بوجہ حسن نکلے تو انکو منصب
 افتد اور امامت عنایت کیا پس معلوم ہوا کہ حصول مناسبت دینیہ اور معارف یقینیہ
 اس پر موقوف ہو کہ تمہارا اور عناد کو یکسر موقوف کرے اور جو احکام لکھیہ کسی پیغمبر کے
 ذریعہ سے آئیں اسکا مطیع اور منقاد بنے اگرچہ سخت اور کبر سے نفس پرشاق ہو
 ورنہ یہ کہ جب حضرت ابراہیم نے منصب امامت طلب کیا تو حکم ہوا کہ طن المون کو
 تمہاری اولاد سے یہ منصب نہ پہونچیکا کما قال ولایال عہدی انظالمین پس جو
 شخص کو ان لب منصب امامت یا اور کسی عہدے کا عہدہ دینے دینیہ سے مشل
 ولایت اور ارشاد اور اقتاد اور اقتساب وغیرہ کا ہو تو اسکو مجادلہ اور مکابرہ
 اور منصب اور سخن پروری اور کج بحثی سے الگ رہنا ضرور ہو تیسری یہ کہ اگر
 تنبا کہ بیت المقدس سے پھیر کے کعبے کے طرف ہم قرار دین تو ہرگز متکو جائز
 نہیں ہو کہ تم زبان طعن کہہ لو اور اس پیغمبر حسن الزمان کی نبوت میں شبہات
 وارد نہ کرو کہ اس واسطے کہ کعبہ بھی قدیم سے محل معظم ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کے عبادت کی جگہ ہو اور اسی سجدہ شریف میں مقام ابراہیم علیہ السلام کہ وہ تمام باتوں کا تختہ ہر چہ تھی یہ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام کے کعبہ بناتے وقت تمھاری دانست کے موافق بھی دعائیں کی ہیں کہ میری اولاد میں ایک امت ملے گا وہ حکم الہی ہے اور ابراہیم بنیہ ہو صاحب کتاب مسلم دین اور مشرطریق یقین اور یہ دعائیں ایسے وقت کی تھیں متروک باجابت ہیں پس تمھارے زعم پر بھی وجود امت اور پیغمبر نبی اسمعیل میں ضرور ہی ہوا سو اگر تم اس پیغمبر اور اس امت سے انکار کرتے ہو تو اعتقاد عظمت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی دعا کی مقبولیت سے دست بردار ہو اور اسکا حال شتر مومنین باب پیدایا تورات میں موجود ہے کہ قریب ترین بھی بیان کر دے گا ابھی تو نفس قرآنیہ سے پیغمبر آفتان کی نبوت اور ان کی امت کا ثبوت پریش ہو درمخ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یون و عافرائی رہا و جعلنا سلیمین لک و من ذرینا امتہ سلیم لک و اجبت فیہم رسولاً یتلو علیہم آیاتک و علیہم الکتاب و الحکمۃ و یرزقہم انک امت احمد ذرہم انکلم یعنی اجرب اور کہ ہما کہ ہر دار اپنا اور ہمار ہی اولاد میں سے ایک امت فرمانبردار بنی اور آٹھا آئین ایک رسول انجین میں کا جو پڑھے ان پر آئین اور سکھا دے ان کو کتاب اور کئی باتیں اور اسکو سنوارے تو ہی ہر اصل زبردست حکمت والا اور اس دعائیں دستورات حج کی بھی درجوا کیا ہو پس بعض مفسرین کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کا مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسمعیل علیہ السلام کی نسل اور اولاد ہو کہ امت تک توحید اور اسلام پر قائم رہی اور بعض کہتے ہیں کہ ہر وقت میں ایسے مومنین گذرے ہیں جس طرح زیر ابن عمر ابن نفیل اور عبد المطلب بعد از حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن یہ قول ضعیف ہے صحیح یہ ہو کہ مصداق اس امت مسلمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اولاد اصحاب ہیں کہ اہل قریش وغیرہ سے تھے اس واسطے کہ واجبت فیہم رسولاً حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بیٹوں اور اولاد متبرک ہے صادق نہیں اور اسی طرح زید ابن عمر ابن نفیل اور قس ابن سعدہ وغیرہ پر بھی درست نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کلام الہی سے صاف واضح ہے کہ وہ

رسول ان پر کتاب منزل پڑھیں گے اور تعلیم کتاب و حکمت فرمائیں گے اور باطن کو غفلت و
 حجاب سے پاک کر دیں گے اور صاف سوائے ہمارے حضرت علی المرتضیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کے اصحاب کے اور کسی اولاد میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تحقق نہیں ہوئے
 ولہذا آئمہ شیعہ حج میں اصحاب آنحضرت علی المرتضیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب جو تا
 کہ مائتہ ابیم ابراہیم ہو سکا کہ مسلمین میں قبل یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم کا
 آسنے نام رکھا تمہارا سلمان اور حکم پر در پہلے سے خلافت یہ کہ کتب سابقہ میں
 بھی ان کا نام ہی جو نہیں یہ دعا ان دونوں پیغمبر علیہ السلام کی نفس مطہیٰ صریح ہے
 اس بات پر کہ پیغمبر امت زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن عبد اللہ مہوش ہو
 اور امت اس کی امت مسلمہ جو پوشیدہ نہ رہے کہ اس نفس صریح سے الزام یہود اور
 نصاریٰ کا جو منکر نبوت آنحضرت ہیں بخوبی ہو سکتا ہے اور تحقیق کے نزدیک
 تفصیل بالصفات قومی تشریفیں بالاسما اور القاب سے ہر آیت سے امت در البتہ
 شرط جو کہ کلی فرد واحد میں منحصر ہوتا کہ احتمال شرکت جاتا ہے ولہذا اس علم
 اہل تحقیق یہ بھی فرماتے ہیں کہ خلافت خلفائے اربعہ کی ایسی ہی ضرورت سے
 نہ ہو جس طرح آیت اختلاف سورہ نور میں اور آیت محققین درو سلم بصرین
 سورہ فتح میں کذا قال استاذ الالاستاذ فی تفسیرہ الحسن بن علیؑ کا کمرہ
 حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے نبوت رسول کی اس امت میں
 اپنی اولاد سے کیوں درخواست کی اگر اور ہی قوم سے رسول ہوتا تو کیا قیامت
 لازم آتی تھی اور رسول کا ہونا اس امت میں کیا ضرورت تھا کیا انکا طریقہ بعد
 ان کے کافی نہ تھا پس توضیح اور تحقیق اس مسلک کی یہ جو کہ دونوں صاحبوں نے
 اہل امت کا قائم رہنا باوجود اختلاف عقول و تفاوت انزبہ ایک و تیرہ پر
 بدون کسی جامع کامل کے خلافت قیاس و عادت سمجھا لہذا درخواست کی
 اور اس کے ساتھ ہی مانگا کہ وہ پیغمبر بھی میری اولاد سے ہوتا کہ وہ پیغمبر
 اور اس کی امت مسلمہ دونوں میری ذریت ہیں محدود ہوں اور مجھ کو
 شرافت عظیمہ و خلافت فخمہ حاصل ہو گویا اسلئے کہ اگر امت میری اولاد
 سے ہوئی اور محتاج ایسے پیغمبر کی ہوئی جو میری اولاد سے نہیں ہو تو مجھ کو

کیا شرافت باقی رہی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر وہ رسول اسی امت سے ہو گا تو اہل امت
 اُس کے مولود و منشا و نسب و نسب و اخلاق و اخلاق و صدق و دیانت و عہد
 امانت سے بخوبی واقف ہونگے اور اُسکی مٹا ہست میں ہر گرم اور مستعد رہینگے
 بلکہ اسی طرح سے اُسکی مٹا ہست اور فرمانبرداری میں ننگ و عار نہ رہینگے کیونکہ
 ریاست اپنے وقتے واسطے کی ایسی شاق نہیں ہوتی جو جیسے سردار منصبی اور
 غیبِ قوم کی وزیر حکم و قرابت اُسکی رعایت و امانت اور نصرت میں سعی و کوشش
 قرار واقعی کرینگے اور اجر اسے احکام شریعت میں تہر دل سے جہد و بلخ بجا لائینگے
 اور اس نبی کی شفقت و عنایت اُسے ہر بوجہ کامل ہوگی کہ تعلیم و تہذیب میں
 مبالغہ کر چکا کیونکہ تربیت اقارب و عشائر بہ نسبت ابانہب کے بہتر ہوتی ہو
 اور شفقت و حرص بکہ تربیت بشریہ اپنی قوم و قبیلہ پر بہ نسبت اخیار کے
 اکثر ہوتی ہو لہذا حدیث شریف میں وارد ہو کہ اول من تشفع لہ من اہل بی
 شتم نبو ہاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش یعنی پہلے میں شفاعت اپنے
 اہل بیت کی اور پھر والدین کی کہ وہ گاہچہ نبو ہاشم کی پھر قریب ترکی
 فرمود قریش سے اور حضرت امیر المومنین امام الاورعین جامع آیات قرآن
 حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے
 کہ اگر اللہ جل شانہ کلید بہشت میرے ہاتھ میں دے تو کسی شخص کو نبی ایسے
 سے بہشت سے خارج نہ رکھوں اور شک نہیں ہو کہ اس قسم کا رسول
 کو مجموع اولاد ان دونوں خیمہ برون سے مہوٹ ہوا ہو سوانے ذات
 پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں ہو کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
 کی اولاد میں اس زمانے تک کوئی رسول نہیں ہوا اور اگر کوئی زید ابن
 ابن نفیل اور قس ابن ساعدہ کے حق میں احتمال نبوت رکھتا ہو تو احتمال
 رسالت نہیں رکھتا اور اگر کوئی بالحد من رسول بھی کہے تو اُمت و انکی
 امت مسلمہ نہ تھی اور بالحد من امت مسلمہ بھی ہوتی تو یہ اوصاف اُسمین
 خود تحقیق نہ تھے کہ تیلو علیہم آیات پاک و علیہم الکتاب و احکمہ کیونکہ پڑھنا
 کتاب کا سبب نزول کتاب کے ہونے میں سکتا ہیں پاسیہ کہ کتاب بھی نازل

ہوئی ہوتا کہ اُسکے معافی تعلیم کرے اور اسرار اُسکے جو ہر ایک حکم میں پوشیدہ ہیں
 کھولے کہ علم خدا ہر دو عالم باطن کے جامع ہوں اور امر نبوت کو ولایت ہو ہمیشہ اس
 امت میں باقی رہے تاکہ بہت درامکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہیں
 چونکہ گل رفت و گلستان شہ زراب پہ بوسے گل را دک جویم از گلاب پہ گو یا حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے نبوت جہان لیا تھا کہ یہ پیغمبر خاتم الانبیاء
 و المرسلین ہوگا بالجملہ اس مقام سے ثبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم بنفس صریح ان دونوں پیغمبروں کی اور بھی مقبول ہونا حضرت کی
 امت کا مثل آفتاب روشن ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم حامل تہ ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام ہیں اور اس جگہ سے لازم آیا کہ
 ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عین ملت ابراہیم علیہ السلام ہو اور
 جو احکام اس دین کے مانند مناسک حج و عمرہ بانی کہ یہودیوں کے
 حق میں بسبب تصور استعداد و بے نصیبی اسرار باطنیہ سے اور عدم معرفت
 محبت اور فنا کے منسوخ ہو گئے تھے وہ سب وقت ظہور اہل کمال و صاحب
 ذوق و حال کے پھر قائم ہوئے اور ملت ابراہیمی نے اسے نہایت توفیق و کمال
 تو اب اشخواف ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درحقیقت اشخواف
 ملت ابراہیمی ہے جو کہا قال ومن یرغب عن ملت ابراہیم الا من سخر
 نفسه ولقد اصفیناہ فی الدنیا و انہ فی الاخرۃ لمن الصالحین یعنی کون
 کہ پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا لگے جو بے وقوف ہو اپنے جی سے اور سمجھے
 اُسکو خاص کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیک ہو اس سے ظاہر ہوا کہ
 ملت ابراہیم اس قبیل سے نہیں ہو کہ اس سے کوئی شخص عدول کرے اور
 اگر یہود اور نصاریٰ کہیں کہ فی الحقیقت ملت ابراہیم علیہ السلام اکمل ملل ہو
 لیکن انہیں کے واسطے جو آؤج کمال پر پہنچے تھے اور مقام ملت سے
 مشرف ہوئے تھے یا اور انبیاء سے عالیقدر رکھے واسطے جو انکی اولاد میں تھے
 ہم لوگ عوام آدمی مشابعت نہیں کر سکتے کیونکہ وہ کمال عوام کے دائرہ
 استعداد سے خارج ہو مثلاً عوام امت کو جائز نہیں ہو کہ ایک وقت میں

من
 یغیرہ
 یہود و
 نصاریٰ

چار سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرین نہیں اسکا جواب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس طرح خود بنفس نفیس اس ملت کے احکام پر عمل کرتے تھے اپنے توارج اور اولاد کو بھی انہیں تکلیف دہ تھے چنانچہ خود توریت میں جبکہ ترجمہ فارسی اور ہندی اب نصاریٰ کے ہاتھ میں موجود ہے اسکی کتاب پیدائش میں ملاحظہ کیے کہ بہت باتیں کل اونگی ہیں اس سے واضح ہوا کہ وہ ملت مخصوصات ابراہیم سے نہیں بلکہ وہ ملی ہوا ابراہیم نبیہ و یعقوب یعنی وصیت فرما گئے ہیں اس دین کی ابراہیم اپنے بیٹوں کو کسب اٹھاتے تھے اور سب میں بڑے حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجر سے تھے اور دوسرے حضرت اسحاق سارہ سے کہ بالاتفاق دونوں پیغمبر تھے اور یہ امر بھی خاص بیٹوں سے نہ تھا بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی تھا جو بیٹے حضرت اسحاق کے اور نواسے حضرت لوط علیہ السلام کے تھے اخبار میں وارد ہوا کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل و سارہ بعد از فراغ عمارت وادارے معاملہ طواف و زیارت باتفاق آستانہ حرم میں دعا کرتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام واسطے امت محمدیہ کے دعا فرماتے تھے کہ یا رب جو کوئی میرا امت حبیب تیرے سے اس گھر کا ملوات کہے آتش و دوزخ سے محفوظ رہے خطاب ہوا کہ میں نے قبول کی اور حضرت اسماعیل نے بھی ہاتھ اٹھا کے امت مذکورہ موجودہ کے واسطے دعا سے بہشت فرمائی کہ یہ بھی دعا قبول ہوئی اور حضرت سارہ نے اس امت کی عورتوں کے واسطے دعا کی وہ بھی مقبول ہوئی چونکہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے اس طرح سے کیا اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انکی امت کو حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ تم بھی بعض ایسے ابراہیم اور اسماعیل کو درود و تحیات میں شامل کیو چنانچہ پڑھتے ہیں کہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم **باب** حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اپنی دعائیں بعض فریٹ کے اسلام کی درخواست کی ہر کہ درجہ ناما مسلمین ملک ہون فرماتا ہے واضح ہوا حالانکہ دعائیں عموم چاہیے چنانچہ بعض احادیث میں واقع ہوا کہ ایک اعرابی یون دعا کہتا تھا کہ اللہم ارہقنی و محمد اولاً ثم مننا احد یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نھربانی کہ اور ہمارے ساتھ کسی کو کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکبہ منع کیا اور فرمایا کہ دعائیں وسعت چاہیے ہیں سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دعاے امامت میں مسموم ہو چکا تھا کہ میری فریٹ میں بعضے عالم و فاسق ہونگے اور اسی طرح دعاے رزق میں

میں چکے تھے کہ بعضے کافر ہو گئے سو انکے عندیہ میں بالیقین ثابت ہو گیا تھا کہ اگر وہ انہی
بعض اولاد کے کافر ہونے سے متعلق ہو چکا ہو اور دعا کرنے والے کہ چاہیے کہ امامت
اور وہ انہی کے دعا کرنے سے لہذا میں تبیض سے دعائیں تخصیص فرمائی لیکن ایک خدشہ
اور ہو کہ جب دعائے امامت اولاد کے حق میں مقبول ہو چکی پھر دعائے اسلام کی کیا حاجت تھی
کیونکہ مرتبہ امامت درجہ اسلام سے بالاتر ہے اور امامت موقوف ہے اسلام پر جب امامت
حاصل ہوئی تو اسلام بے شک ہو و شک ہو گا رفع اس خدشے کا یوں ہوتا ہے کہ مقصود حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا یہ تھا کہ ایک جماعت کثیرہ جسکو امامت کے بولتے ہیں وہ ایک مدت
مدید تک مسلمانی پر قائم رہی اور مقبولیت دعائے امامت اگر دلالت کرتی ہو تو اسقدر
کہ بعض اولاد حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ ایک شخص ہو یا کہ دو
شخص ہوں منصب امامت حاصل کریں گو کہ تابعین انکے قوم اضہبی ہو وین پس دعا
امامت کافی نہ تھی اس واسطے اسلام کی سچی دعا فرمائی یہ سب حقیقتات اول سے آئندہ
اکثر ہمارے مولانا استاد الاستاذ کی جو تفسیر عزیز می بین فرمائی ہے **فائدہ**
جو بعضے نصاریٰ کفار کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر کسی نبی نے
نہیں دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر آدم کے وقت سے ہے یہ قول محض غلط ہے
کیونکہ اثبات نبوت کے واسطے خبر دینا اگلے پیغمبر کا ضرور نہیں والا سچوڑہ بنے فائدہ ہوتا ہے
قطع نظر اس بات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سیکڑوں پیغمبر ہوئے جیسے داؤد اور اشعیا و حزقیال و دانیال و جمیل و ارمیا وغیرہ اسم
علیہم السلام بالانما تو ریت میں کسی ایک کا بھی ذکر نہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بھی نام تبصریح کہیں پایا نہیں با تا بلکہ اسی باعث سے یہ دو مذہب نہیں ہوتے تو اس سے
دریافت ہوتا ہے کہ پچھلے پیغمبر کی خبر اگلے پیغمبر کی کتاب میں ہونا ضرور نہیں والا یہ سب پیغمبر
نہ ہوں بلکہ جائز ہے کہ ہو اور جائز ہے کہ نہ ہو لہذا بعضوں کی ہے اور بعضے کی نہیں ہے چنانچہ
حضرت انبیاء کی صراحت اور حضرت عیسیٰ کی ضمنا و کنا یہ ہے لیکن آنحضرت کی خبر تو اگلی کتابوں
میں دونوں طرح سے بھی تحریر کرنے والوں نے نکال ڈالی با این ہمہ صدمات اشارات
اور بشارات موجود ہیں بلکہ بعضے صحیفے تو ایسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خبر سے بھرے ہوئے ہیں کہ اگر آسمین سے کچھ بھی نکال لینگے تو تمام صحیفہ سٹ جا یگا چنانکہ

فہم
نہیں
نہیں
تفہم
مستند
عقد و عقد
سکندر
فہم

کتاب تثنیٰ و توریت کے اٹھارہویں باب میں ہے کہ بنی اسرائیل کے واسطے اُنکے بھائیوں سے تیرے
مانند ایک بنی قائم کروں گا اور ان کا کلام اُنکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُس سے فرماؤں گا وہ سننے
کہیگا اور جو کوئی اُس بنی کا حکم نہ سنے گا تو میں سے کات ڈال جائیگا اور میں اُس سے ہتھام
لوں گا اور یہ خبر اعمال اسوار میں کے تیسرے باب میں بھی ہے سو اُس سے ظاہر ہوا کہ بنی اسرائیل کے
بھائیوں سے یعنی بنی اسمعیل سے بنی ہوگا اور وہ بطور اجماع مرکب سوا سے حضرت کے کوئی
نہیں ہو کیونکہ ہمارے حضرت صلعم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند آدمی تھے اور انھیں کے
مانند نسخ تھے اور وہ دنوں کی شرع جبر و انتقام میں موافق ہی بلکہ اتنی وجہوں سے ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے ملکت ہے ۱۔ صاحب الدین ہونا ۲۔ صاحب زکا
فرزند ہونا ۳۔ صاحب سیاسات مدنیہ ہونا ۴۔ صاحب جہاد ہونا ۵۔ عبادت کے وقت وضو کا حکم
دینا ۶۔ جنابت و حیض و نفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷۔ زنا کاروں کی سزا تجویز کرنا ۸۔ بدن و
کپڑے کو بول و باز سے پاک کرنے کا حکم دینا ۹۔ جس جانور پر نام خدا کا نہ لیا ہو وقت ذبح کے اُسکے
کھانے سے منع کرنا ۱۰۔ عبادات و ریاضات بنیہ کا مقرر کرنا ۱۱۔ فیصل خصومات کے لیے قاضی مقرر
کرنا ۱۲۔ مہکت میں آشورہ کرنا ۱۳۔ سود کھانے سے منع کرنا ۱۴۔ عادات کے بموجب قرار دینے پر
معجزات دکھلانے والے کو کاذب جاننا ۱۵۔ دشمن کے ہاتھ سے اکیلے مخفی نہ ہونا بلکہ اسپہ
یاروں کو بھی بچانا ۱۶۔ خدا کی عبادت گاہ مقرر کرنا ۱۷۔ بیماری سے مرنا ۱۸۔ دارالممل سے وفات پا کر
بہشت نہ لانا ۱۹۔ آدمیوں کی نجات کے واسطے ملعون نہ ہونا اور نہ تین دن و وزخ میں رہنا
۲۰۔ انبی است میں عبد اللہ و رسول اللہ کہلا نا نہ اللہ و ابن اللہ اسی واسطے ہمارے حضرت کی شان
میں ہونا ارسلنا الیک رسولاً شہداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً یہ لفظ کما کا ایسا ہی معنی لفظ
مثلاً کے منہ قدیمہ توریت ترجمہ شدہ کے درس اٹھارہویں ہے سو تم اقیم ہم نبیاً مثلاًک من بین انہم
و ارجل کلامی فی فیہ اسخ یہ کلام قال اللہ میں داخل ہے نہیں قال موسیٰ یہودی کہتے ہیں کہ جتنے
انبیاء بنی اسرائیل بعد موسیٰ ہوئے انہیں سے کوئی معنی اس خبر کا نہیں ہے اس لیے کہ مثل موسیٰ
کوئی نہیں ہو سکا اور موسیٰ سے افضل تھے اور بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسمعیل مراد
ہو سکتے ہیں یا بنی عیسیٰ کیونکہ دو چار جگہ توریت میں جہان ابراہیم سے خطاب بنی اسمعیل کے حق میں
ہوا ہے مثلاً وہ اپنے بھائیوں کے سامنے بود باش کریگا باسحقہ جمع اخوتہ یکن یا اقام جعفر و جبر
اخوتہ بالاتفاق بنی عیسیٰ و بنی اسمعیل مراد میں اور بنظر دعا سے حضرت اسحاق علیہ السلام کہ

آنہوں نے آخر وقت اپنے دونوں بیٹوں عیسیٰ اور اسماعیل کے حق میں فرمائی اور از دوسے تواریخ
 موسائیوں اور نصاریوں اور اہل اسلام کے ثابت ہو کہ بنی عیسیٰ خالص ہیں کوئی صاحب نبوت
 نہیں ہوا رہے بنی اسماعیل انہیں بطور اجماع مرکب ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 معداق اس قول کا کوئی نہیں ہوتا اور اگر خود بنی اسماعیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل
 مراد ہوں تو حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا ہو حضرت موسیٰ کے بعد بہت بنی انہیں گندے ہیں اور
 بیڑا ہر جو کہ بنی اسماعیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہونا محض غلط فہمی کا قطع نظر ان سب
 باتوں سے اگر حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو بڑی قیامت لازم آتی ہو اس لیے کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں
 کہ میرے مانند نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ اندامی کے نزدیک پیغمبر نہ تھے بلکہ ابن اللہ تھے اور
 موسیٰ کے مانند نہ تھے بلکہ خداوند موسیٰ تھے اور اس تجویز میں بنی اللہ ہوتے جاتے ہیں
 اور یہ بھی ظاہر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام احکام جدید تو آپ کے تھے مگر احکام ان کے جبری
 و انتقامی نہ تھے اور اگر ایسا ہو تو جو نصرانی یہودی ہو جائے اس پر قتل واجب ہو اور
 منہ لگی زنا کرے اس پر رجم لازم ہو اس واسطے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اس
 بنی کا حکم نہ مانے گا کات ڈالا جائیگا حالانکہ حضرت عیسیٰ نے یہودی بنے سے
 اور زنا کرنے سے منع کیا ہو لیکن نصرانی یہودی بھی ہو جاتے ہیں اور زنا بھی
 کرتے ہیں نہ خدا پر ہو بخفی نہ واجب ہوتی ہو بخلانہ محمدی دین کے کہ یہ سب
 امور جاری تھے اور صحیفہ حضرت اشعیا کے تیرہ تھوین باب میں ہے کہ ابراہیم بن
 مین نے اپنے بھادرون کو جو سری خداوندی سے کدو میں بلایا ہو چاروں
 مین ایک قوم کی آوارہ جیسے ایک بڑے لشکر کا شور یہ انکی امتوں کے ڈنکے کی
 آواز ہو وہ ملک دور سے آتے ہیں یعنی خدا آتا ہے اور اس کے قہر کے ہتھیار تو ساری
 زمین کو ہلاک کرے اب تم دو ہلا کر دو کھنڈ اکا دن نزدیک ہو وہ قادر کی طرف سے
 دبا کے مانند آویگا سوسارے ہاتھ آسکے نیچے ہو جاؤ نیچے اور ہر ایک آدمی کا دل گدا
 ہو جائیگا اور ان کے چہرے شعلے کے مانند ہونگے طن لمون کا منہ ورڈھاؤنگا
 اور ایک مرد کو چوکے مٹونے سے گراں بہا کر دنگا بابل جو مملکتوں کی شہت ہو
 سدوم اور عمو را کے مانند ہو جاؤ گی جن کو خدا نے اُلٹ مارا
 وہ پشت در پشت ویران رہیگی وہاں عرب کے لوگ اپنا فیہ استاودہ نہ کریں گے

اسکا وقت نزدیک پہنچا ہی اور زبور داؤد علیہ السلام کے باب یکصد و سی و ہفتم میں ہے کہ اہل بابل
 مبارک بندہ وہ ہی جو تیرے سلوک کا جو تو نے مجھ سے کیا ہی انتقام لے او تیرے لشکروں کو پکڑ کر
 کچلے اور صحیفہ اشعیا علیہ السلام کے باب اکیسویں میں ہے کہ خواب میں دو سوار نظر آئے ایک
 گدھے پر دوسرا اونٹ پر سوا ایک زمین سے کہتا ہی بابل گر گیا اگر گیا اور اسکے تمام بت توڑ گئے
 نبوت ہی اودھم اور ساحیرین نبوت ہی عرب اور بنی قینار میں اور صحیفہ ارمیا علیہ السلام کے باب
 ستائیس میں ہے کہ میں نے سب زمین بخت نصر بادشاہ بابل کو دی سو وہ اور اسکا بیٹا اور اسکی
 بیٹی کا بیٹا گردھوں کو اپنا مطیع بنا دینگے اُس وقت تک کہ اس زمین کا عقاب آوے اور گردہ بشیار
 اور لوگ بسیار اس عقاب کے مطیع ہوں اور اسی صحیفہ میں ہے کہ صفت باندہ جو بابل پر ہی کماندار و
 اور تیر اندازی کرے اسپر لڑائی کی اور ٹوٹنے کی بری آواز ہی کلدانیوں کی زمین پر خد اکلدا نیہ اور
 بابل پر تلوار رکھیکا اور بابل تا ابد آباد نہوگا امت عظیم خرمین سے آویگی انکے پاس کمانین اور
 چھریان ہونگی اور وہ رحم نہ کریگا دریا کا سا شور ہوگا وہ فرس کی سواری میں فراست کا ملہ رکھینگے اور
 مشاہدات کے باب پنجہم میں یوحنا عاری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ملک دیکھا کہ آسمان سے
 اترام کے ساتھ سلطان عظیم ہی سوزمین اسکے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور اسنے ملکدار کہا
 کہ میں نے بابل کو جو بڑا شہر تھا دھا دیا اسواسطے کہ وہ بہت ہی خراب ہو گیا تھا سو اب کبھی چین مرغ
 نہ جلیگا اور سطح کماہن نے نوشیروان عادل کو خبر دی کہ جب ظاہر ہو تلاوت اور پیغمبر بنایا جاوے
 لائھی والا اور جاری ہو جھیل سماوہ کی اور سوکھ جائے تالاب ساہہ اور بجھ جائے آنشکدہ فارس
 نہر سے بابل فارس یون کا مقام اور سطح کا خواجگاہ انتہی اتے و عاقل کو اختیار مسطورہ میں اندک مل
 درکار ہی دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام نے بابل کے ٹوٹنے کی خبر دی سو وہ حضرت شعیب کے عہد تک ٹوٹا
 یہ فرمایا کہ قریب ٹوٹینگا سو حضرت ارمیا علیہ السلام کے عہد تک ٹوٹا بلکہ انجیل کے عہد میں بوقیم بادشاہ
 بنی اسرائیل کو شاہ بابل پکڑ لیک گیا تب حضرت ارمیا نے پکارا کہ اہل بابل کے توڑنے والو آؤ تاکہ لوگ
 جانیں کہ انبیا علیہ السلام کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی وہ ضرور ٹوٹیکا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت بھی
 گذرا اور نبوت اسرائیلی کا انقطاع بھی ہو گیا لیکن بابل نہ ٹوٹا لہذا لوگوں کو شبہہ پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام نے یوحنا سے خواب میں فرمایا کہ انبیا کا قول جھوٹ نہوگا ضرور وہ دن آبنوالا ہی اور جب
 یوحنا کے قول پر بھی قریب چھ سو برس کے گزرنے سے تو سطح کماہن نے نوشیروان کو جو فارس اور بابل کا
 بادشاہ تھا خبر دی کہ اب بابل کے ٹوٹنے کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ آنشکدہ فارس کچھ گیا اور

سادہ ہندی جو سوکھی پٹری تھی جاری ہوئی اور تالاب سادہ سوکھ گیا اور غیر صبا جب عصا اور تلاوت پیدا ہوا
 سو وہ مبعوث ہو گا اور تمام فارس میں اسکا عمل ہو گا اور بابل ٹوٹ جائیگا اور جو وہ شخص تیری اولاد سے
 ابھی اور سلطنت کرینگے سو بچپن یا ستر برس کے عرصے میں انکی بھی سلطنت ہوگی اور ہمارے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی جلالت فرمائی سے چھتر برس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بابل و سیوان و سبا باطوبیت المقدس
 فتح کیا پناہیہ قوارنج العنبدہ وغیرہ میں مسطور ہو سو خدا کے بہادر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن جنکے
 تابعداروں کا خطاب اسد اللہ اور سیف اللہ ہو اور کثرت پیکر خدا کے وہ بن پہاڑوں سے انھیں کے
 جہاد کا ڈنکا بلند ہوا اور مسافت بعیدہ سے وہ ہی تشریف لائے کیونکہ حجاز اور بیت المقدس وغیرہ سے
 ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو اور اجنبی بھی سمجھے کہ بنی اسرائیل میں نہ تھے سب ہاتھ اس سے نیچے ہوئے
 وہ سب پر غالب آیا ہر ایک آدمی کا دل ذوق و شوق یا ہمیت و رعب سے گداز ہوا ظالمون کا غرور
 ڈھایا گیا وہ بنی زمرغری سے زیادہ عزیز ہوا اور بابل کے بت اس کے تابعداروں نے جو چور کیے اور عرب نے
 آسمین سکونت اختیار نہ کی کہ کتابک یران ہو شتر سو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن ہا و خرسو اور حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام عرب و بنی قیناز میں آنجناب بنی ہوئے اور ادم و ساعیر میں حضرت عیسیٰ وہ عقاب جسے
 زمین مائل کی چھتری اور اکثر سلاطین کو بھیج بنایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن سو آنجناب کے کسی اور پر
 یہ لفظ صادق نہیں آنا اور کما نذر تیر انداز محمد ہی میں جیسا کتاب پیدا شدت میں ہو کہ تحصیل
 تیر انداز تھا اور گھوڑے عربی شہر میں اور ہمارے حضرت گھوڑے کو دوست رکھتے تھے اور عصا
 رکھنا اسی امت میں تحب ہو اور کما نذر آنجناب ہی کے عہد میں موقوف ہوئی پشت ہو کہ اول جسے
 بابل کو ویران کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بن اور اس یرانی کے بعد پھر آباد نہوا اب تمام توفیقین جو بابل
 کے تیرنے والے کی شان میں تھیں حضرت پر صادق ہو میں اور توفیق جہاد کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کی بھی نکلی اور انجیل یوحنا کے بارہ پہاڑ ہم و پانچوئم و شانزہم میں خیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلات
 نماز ہو خلاصہ ان سب خبروں کا یہ کہ بن باب کے پاس جاتے ہوں میرا جانا سو و مند ہو اور فاطمہ
 بھی آتا ہوں وہ اگر جہان کو تیر کر گیا اور از رو سے عدالت کے الزام دیا اور تمہیں آئندہ کی خبریں
 بتلاو گیا اور میری خستہ نشیں کر گیا اور میری چیزوں سے پاویگا اور اسکی مجھ میں کوئی خیر نہیں اور اپنی طرف سے
 کچھ نہ کیا اور وہ دلیل شافع ہو اور وہ دلیل شفاعت کے ساتھ رہے اس جہان کے سردار چکم کیا گیا ہو انتہی خاصا
 پس خارج میں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی شخص دمیون سے اس قسم کا ظاہر نہیں ہوا جو خلق کو
 راہ نیک کھلاوے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی باتیں یاد دلانے اور نبوت اس پر ختم ہو جائے

کہ اس سبب سے دین اسکا اب تک رہے اور وہ آئندہ کی خبریں کہے اور حضرت عیسیٰ کی تعریف کرے اور ملک و
 پیغمبر برحق بتا دے اور انکے دشمنوں کو الزام و سزا دے اور جہان کو زبرد تو بیخ کرے اور عدالت جاری کرے
 مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے معلوم ہوا کہ روح قدس اور روح صدق اور فارقلیط معہ انجناب میں
 نہ کوئی اور شخص نہ ہی کہ باپ بیٹے سے کھلا کیونکہ اسنے جہان کو تو بیخ نہیں کی اور سرکشوں کے جہاد پر مستعد نہوا
 اور عدالت کا کارخانہ جاری نہیں کیا اور کیونکہ انہیں دی اور جہان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
 ایمان نہ لانے پر الزام نہ دیا حالانکہ انجناب فرما گئے تھے کہ وہ جہان کو الزام دیگا اور عدالت کرے گا اور پوری
 اس جہان کی بھی اسپر صادق نہیں آئی کیونکہ خدا دونوں جہان کا سردار ہوتا ہے علاوہ بران باپ بیٹا
 روح قدس تینوں متحد ہیں اور درجہ اور جلال میں برابر و یکساں حالانکہ اس مقام پر بیٹے نے اتحاد سے
 قطعاً انکار فرمائی کہ اسکی کوئی چیز نہیں نہ ذاتی نہ صفاتی اس مقام پر اس بقید بیان اس قول کا
 کافی ہے اگر تفصیل کیو درکار ہو تو صورتہ الضیغ اور تفسار ملاحظہ کرے اور اگر کوئی شخص کہے کہ عبارت
 انجیل مقدس میں نام کی تبدیل ہو کیونکہ اسم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محمد تھا نہ فارقلیط تو
 کہا جائیگا کہ اگر ایسی تصریح مطلوب ہے تو خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی اگلی کتابوں میں نہیں
 پائی جاتی اور نام آنحضرت تبصریح کسی کتاب میں پایا نہیں جاتا بلکہ اگلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کا نام عمواً ل تھا یعنی خدا ہمارے ساتھ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام میں
 تبدیل ہوا اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں تبدیل ہوا فائدہ بعضے علما
 رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین صفتوں کے جامع تھے اول عرفان کما در لکین امید ہے
 ربی لکنون من القوم الظالمین یعنی اگر نہ راہ تبتلا تا مجھ کو میرا رب تو میں ہو جاتا تو قوم گنہگار سے حاصل کہ
 ایسی نعمت غیر مترقبہ محض فضل ایزدی و عنایت سرمدی سے حاصل ہوئی تھی نہ اپنی سعی سے دوسری نعمت
 عاقبت کہ اثناء تقابل میں قوم سے فرمایا ولا اخاف مما تشرون بہ الا ان یشاء ربی شیئاً یعنی میں زبان
 افسے جھکوں تم شریک ٹھہراتے ہو اسکا مکر یہ ہو کہ میرا رب کچھ چاہے اہل دلیل کے نزدیک مراد یہ بھی کہ الا
 ان یشاء نزع المعرقہ من قابی پوشیدہ نہ ہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیم مامون العاقبتہ تھے لیکن خود خدا
 ایسا غالب تھا کہ یوں فرمایا کیونکہ جو شخص اللہ کو زیادہ پہچانتا ہو وہ دوتا بھی بہت ہے میری دعا میں کو
 چنانچہ رب ہل حکما و احقنہ بالصالحین یعنی اے رب دے مجھ کو حکم اور ملائیکوں میں ملائحتی یوم
 یبعثون واجعل لی لسان صدق فی الآخین واجعلنی من ورثة جنتہ النعیم یعنی رسوا کر مجھ کو جس دن لوگ
 جی کر اٹھیں اور رکھ میرا دل سچا پھیلوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کا اس سے میرا وارث

کہ آخر زمانے میں میری اولاد سے نبی وامت بنواخبار الدول میں ہر کہ بعد وفات حضرت سارہ کے ابراہیم نے
 قنطورا کنعانیت سے نکاح کیا اُس سے سات لڑکے ہوئے اور کل اولاد حضرت کی تیرہ نفر تھی اور ابن سعد نے
 کلمی سے روایت کی ہے کہ اسماعیل کو مکے میں رکھا و اسحاق کو کنعان میں دو دین کو مدین میں کہ حضرت شعیب انجیل کی
 اولاد میں و کدان وغیرہ کو بلا و شام میں متفرق کیا لیکن آخر کار اولاد نقبان مکے میں آئی اور جب حضرت ابراہیم
 نے اپنی اولاد کے قیام میں یہ طریقہ جاری فرمایا تو بعض نے التماس کیا کہ آپ اسماعیل کو بجاد خانہ خدا فرمایا اور اس
 اپنے ساتھ رکھا اور مکہ غربت میں ڈالتے ہو اسکی علت و کم کیا ہو یا کہ مکہ انہی اسی طرح ہوا میں مجبور ہوں کہ مکہ
 ایک اسم سب اولاد کو بلانے کہ وہ لوگ یا تمہد میں اور مقابلے عدو میں پڑھتے تھے کہ بانی پرستہ تھا اور دشمن پرستہ
 آتے تھے اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم پر دس صحیفہ شعل بر حوا عطا و مثال نازل ہوئے تھے ابراہیم عطا
 باتین لکھی جاتی ہیں اول انہم مذکور چاہیے کہ زبان کو کلام غیر ضروری سے بند رکھے دوسرے انہم ساز و ساز و ساز
 تیسرے گناہوں سے بچا رہے جو تھے جب کسی منصب عالی پر ہو و امور عدل انصاف اُس سے متعلق ہوں تو
 رعایت اس بات کی ضرور کرے کہ کوئی کلمہ زبان سے نامناسب نہ و خلاف واد واد نہ کہے یا بچوں جاننا چاہے
 کہ رزق مقصود ہو و حرم محرم و خلیل محرم و رازق حرم و قیوم و دنیا و دینا و سعادت و مقصد و مقصد و مقصد و مقصد
 جانے ساتین جو کوئی آپ سے قطع کرے اُس سے لجاے اسی آدم جو کوئی ظلم کرے اُس پر رحم کر اور جو گناہ کرے
 بخش و او جب کا تم گناہ کرو اُس سے عفو چاہو اتھوین عاقل کو جب تک عقل رہے تو اس کے چند ساعتیں ضروری ہوں گے
 ایک بنا بر ما جات خدا کہ اس میں طاعت حق بجا لاوے و دوسرے بنا بر نفس کہ اس میں اپنی حسنت میں تفکر کرے تیسرے
 ساعت میں اپنی نفس سے مواظبت کرے جو تھے ساعت میں حاجت نفس بجا آوے مگر وہ حاجت خلاف حکم خدا و رسول ہو
 اور عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت تھے از انجملہ ایک یہ تھا کہ جسم شریف سے مشک لے کر بوقت تہی حتی کہ جس
 گھر میں تشریف لیجاتے وہ خوشبودار ہمیشہ کے واسطے ہو جاتا تھا اور مجوسی لوگ اُس گھر کو اپنا مسجد قرار دیکر مسین
 آگ لگاتے تھے از انجملہ وارد و رکی نجوبی سے تھے چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسماعیل نے مکے میں شکایت کھانے کی فرمائی
 اور شام میں حضرت ابراہیم نے آواز سنی اور دعا فرمائی کہ اللہ وسعت رزق عطا کی از انجملہ جس وقت حضرت ابراہیم
 کسٹھ کی کوتاہی تشریف لیجاتے تو درندے جانور طرح شیوہ برساتے تھے کذا فی اخبار الدول عمر حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کی ایک سو پچتر برس کی بقول اہل کتاب عام ہوتی ہو اور عند تحقیق بھی ایسا ہی واضح ہوتا ہے کیونکہ حضرت
 ابراہیم کا تین ہزار تین سو تیس ^{۳۲۳} برس ہوئے اور وقت القادار پتالیس برس کی تھی اور وقت وفات تین ہزار
 چار سو اٹھانوے سو ط آدم علیہ السلام سے گزرے تھے پس لاکم و کاست ایک سو پچتر کی عمر ہوتی ہو کما خطہ لافح
 الدہوی ج۱ ص ۱۵۵ فی بعض تقریرات مگر بعض کہتے ہیں کہ وقت تولد تین ہزار تین سو اڑس برس ہوئی تھے کہ تاریخ قدس

واضح ہو کہ وقت القادح حضرت ابراہیم چھبیس برس کے تھے تو اس صورت میں قتل نہ ہوا تین ہزار تین سو
 انتالیس سو چالیس برس میں اور اسی سن میں ہجرت جانب فلسطین فرمائی ہو اور تفہیم التواریخ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو تیرانوے تھے اور فریدون بادشاہ بھی اسی وقت میں تھا تو
 اس صورت میں عمر حضرت ابراہیم کی وقت ہجرت ستر برس ٹھہرتی ہو اور کعب جبار کے نزدیک و سوسر کی
 عمر ہوئی اور قد خلیل میں آپکا مزار ہو اور صاحب خبار الدول نے بھی اسکے موافق لکھا ہے مگر قیر شریف
 مزار عہد مجیدون میں قرار دی ہو اور اسی جگہ حضرت سارہ بھی مدفون ہیں اور خیر العزم میں ہو کہ حضرت ابراہیم
 وفات نہیں پائی جب تک کہ حضرت اسحاق ارض شام میں اور اسمیل قوم جرہم میں اور یعقوب کنگان میں
 اور لوط سدوم میں بنی نہیں ہوئے اور جامع عظیم میں جو کہ تیسویں جن حضرت ابراہیم ہمارے اور نویں محرم بروز شنبہ
 وفات پائی مگر یہ روایت روایات صحیحہ کے خلاف ہو کیونکہ بروایت صحیحہ ثابت ہو کہ حضرت ابراہیم و حضرت اود
 و حضرت سلیمان نے وفات برگ مفاجات پائی ہو اور اکثر تلمیحات کی موت بھی اسی طرح ہوئی ہو اگر کوئی ناواقف
 علم حدیث سے کہے کہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ موت النبی اذہ الاسف یعنی موت ناگہانی کبریا غضب کا ہو یہی
 آثار غضب الہی سے ہو تو جواب یہ ہو کہ بکاروان کے واسطے غضب آفت ہو اور نیکو کاروں کے واسطے رحمت
 کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت النبی اذہ الاموت ولا تدری من الخیرین کیونکہ محل بیت اول کے گنہگار ہیں اور
 حدیث ثانی کے نیکو کار اور صحیح یہ ہو کہ قبر شریف خلیل الرحمن میں جو اراضی مقدسہ سے متعلق ہو واقع ہو اور عمر
 حضرت سارہ کی ایک سو ستائیس برس کی معلوم ہوئی ہو اور ذکر حضرت ابراہیم کا سورہ انعام و بقرہ و مریم و ہر بات
 و حجر و صفات و شعر و ادب و ابراہیم و متحکمہ میں ہو

تفہیم ہشتم در احوال حضرت لوط علیہ السلام

نام انکا لوط اسواسطے ہوا کہ انکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نہایت میلان تھا قال الشافعی انما سمي لوط لانه
 طلبہ الی ابراہیم و کان ابراہیم حبیبہ عیاشد یا ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا کہ حضرت ابراہیم نے
 جہاد کر کے چھوڑا یا یہ حضرت چچا زاد بھائی حضرت ابراہیم کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بھتیجے تھے اللہ جل شانہ نے انکو
 پانچ شہروں کا نبی کیا سو دوم حرامہ عمودا دوا مار غرای یا چون شہر لواح اروں میں کہ متعلقات بلاد شام یا کران
 ہو واقع ہیں اور ان شہروں میں لاکھ لاکھ مرد و شیر زن رہتے تھے اور عمدہ گناہ انکے یہ تھے بت پرستی و اطاعت
 قرأتی مساحقہ اور انہر حرکات و بدعات اسطرح کے جاری تھے کہ جسکی انتہا نہیں مثلاً گوبر بازی کرنا بیجا نا
 زنیلنا بیئر ثرا نا پتھرون سے لڑنا گولی کھینا شرب پینا مزامیر بجانا مہمان کو گھر میں جگہ ندینا مسافر کو غلام نہ دینا
 مزاج میں فحش بکنارہ چلتوں سے مسخر اپن کرنا لوگوں کے روبرو رہنے ہو جانا مٹی کا نامندی سے ہاتھ پیر

سُخ کرنا و خود لاک اور بعضوں نے گوز کرنا بھی داخل کیا ہو اور تمام قبائح اٹھارہ لکھے ہیں از انجملہ داڑھی مند و نابھنی
بالجملہ از کیفیات کو دیکھ کر حضرت لوط نے بہت سمجھایا کہ اس طرح کی جہائی کے کام تم سے پہلے عالم میں کسی نے نہیں کیے
تھیں کہ مردوں پر دوڑتے ہو اور مسافروں کی راہ مارتے ہو اور مجاس میں بدکلام کرتے ہو مگر کسی نے نہ سنا بلکہ اُدھر
تا کر دینی بھی کرنے لگے اور یہ کہتے کہ اگر تو سچا ہو تو ہم پیرفت لے آؤ مگر حضرت لوط نے بقتضائے شفقت دوبارہ سمجھایا
اور عذاب خدا سے ڈرا مآ چونکہ وہ لوگ بڑے شریر و بد ذات تھے ہی کہتے تھے کہ ہم پر بلا لاؤ ناگزیر حضرت لوط نے لعجز
و انکسار و گماہ حضرت قہار میں عرض کی کہ اے رب مجھ کو اور میرے اہل کو اس قوم سے اور انکے اعمال سے نجات دے اور
میری مدد کر یہ قوم بلا ناگہتی ہو چنانچہ بقول مقاتل رضی اللہ عنہ بارہ فرشتے بصورت امر و کُرنین حضرت جبریل علیہ السلام
ارسال فرمائے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم کے پاس گئے اور اسحاق علیہ السلام کے تولد کی بشارت دی اور
ارشاد کیا کہ ہم موفکات پر حکم عذاب لیے جاتے ہیں چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم نے موفکات میں بھیجا تھا

اس سبب سے انھوں نے زبان سفارش کھولی ارشاد ہوا یا ابراہیم عرض عن ہذا انہ قد جاء امر ربک و انت تم ایسے
عذاب غیر مردود یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ کیونکہ آج حکم تیرے رب کا اور اُنیر آتا ہے عذاب جو پھیرا نہ جا
اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ جب فرشتوں نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اُس موضع کو ہلاک کرنے
آئے ہو جس میں سوادمی مسلمان ہوں فرشتے بولے ہرگز نہیں فرمایا اگر نوے ہوں فرشتوں نے کہا تو بھی نہیں
اسی طرح دس دس کم کر کے کہتے گئے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر ایک شخص بھی ایمان لائے تو بھی عذاب نہ کرے
فرشتے بولے نہیں تب آنجناب نے کہا کہ لوط اور اسکی بیٹیاں و مان موجود ہیں اور وہ مومن ہیں پھر کس طرح عذاب

کر کے فرشتوں نے کہا انا ارسلنا الی قوم مجرمین الا ال لوط انما نجوهم جمعین الامرات قد بنا انہا لمن الغابریں
یعنی ہم بھیجے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر گمراہ لوط کے گھر والے ہم انکو بچالینگے سب کو بچا لینگے کی عورت بچنے ٹھہر لیا وہ
رہ جا دیوں میں اس مجادلے کا ذکر سورہ ہود میں ہو کہ فلما ذبب عن ابراہیم المروع و جاتہ البشریٰ یجادلنا فی
قوم لوط ان ابراہیم حکیم و اہ منیب یعنی جب گیا ابراہیم سے خوف اور رائی اُسکو خوش خبری جبریل نے لکھی تھی قوم
کے حق میں ہر رائے ابراہیم محل لا محالہ رجوع کرنے والا سبب خوف کا یہ تھا کہ فرشتے حکم عذاب لیے ہوئے تھے اُسکا
اثر باطن حضرت ابراہیم پر پڑا اور جب مجادلہ یہ ہوا کہ آنجناب بڑے جیم و رقیق القلب تھے اس گفتگو سے چاہتے تھے
کہ عذاب میں کسی طرح توقف ہو جائے اور قوم لوط تو بد و مذمت سے پیش آچکے فائدہ اسی موضع میں اختلاف
انجملہ اول میں ہر سدوم عام و ارم و ماضیہ ضنیوہ اور بعضے کہتے ہیں لعب صفدہ عمرہ و ماسدوم اور بعضے
کہتے ہیں سودوم عمرو و ارم و ماضیہ ضنیوہ اور بعضے کہتے ہیں لعب صفدہ عمرہ و ماسدوم اور بعضے
جبریل نے اُٹھا کر انکو پلٹ دیا ہر فلذلک سمیت المتوفکات ای القلیات القصۃ بعد مجادلہ حضرت ابراہیم نے

فرشتوں سے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے فرشتوں نے کہا کہ ملاقات مشاہدہ عذاب کی نہیں ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
سوار ہو کر تشریف لیجئے آدھ کوس پر فرشتوں نے عرض کی کہ بس اب آگے جانے کا کام نہیں ہو لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
اونٹ سے اتر پڑے اور عبادت خدا میں مشغول ہوئے مگر روایحیحہ یہ کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
رخصت کیا اور خود جانب موافکات چلے گئے جب بنو قوم میں پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام سے کہ اس وقت کار
زراعت کر رہے تھے ملاقات ہوئی اور بعض روایات میں یہ کہ حضرت لوط کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گھر پر آئے
اس وقت ملاقات ہوئی بیٹیاں انکی مدد و تھمیں انھوں نے مسافر جان کر خاطر داری سے ٹھہرایا اور کہا ہمارا باپ
آتا ہو گا تم لوگ ٹھہرو بعد ساعتے حضرت لوط علیہ السلام گھر میں تشریف لائے فرشتوں نے سلام علیک کیا حضرت
لوط نے جواب سلام ادا کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک فعل شریر ہیں تم جو صیحت لوگ کہاں آسنا
دن مجھ پر سخت ہوا کما قل اللہ فی سورۃ ہود و لما جات رسنا لوطا سیئم و ضاق بہم ذرا و قال ہذا یوم عسیب یعنی آج
ہمارے بھیجے لوط کا پاننا خوش ہوا انکے آنے سے اور رک راجی میں اور بلا آج بڑا سخت روز ہو پشیدہ رہے کہ
یہ سخت کراہت ممانداری سے نہ تھی بلکہ اس سبب سے تھی کہ فرشتے بصورت مرد و خوجہ صورت تشریف لائے تھے اور
انکو عادت اپنے قوم کی معامد تھی اسپر خوف ہوا کہ اب نہ نہ برپا ہو گا محکوم انکو واسطے رہا پڑ گیا بعض کہتے ہیں کہ
اُسی دن جب حضرت لوط نے کہا تم لوگ آشنا محض ہو کر بیان آئے تو فرشتوں نے کہا ہم فرشتے ہیں اقام
عذاب لائے ہیں نا آشنا نہیں ہیں تب بجناب کو فی الجملہ تسکین ہوئی اور اصح یہ کہ فرشتوں نے آپ کو اس وقت
ظاہر کیا کہ جب قوم نے گھر گھیرا ہر اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہ یہ یا تھا کہ جب تک
لوط علیہ السلام چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نہ کرے تب تک عذاب نہ کیجیو و اسکا معاملہ یوں واقع
ہوا کہ جب وقت کھیت پر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا تم لوگ شاید اس قوم کی حرکات سے
واقف نہ تھے کہ بے تکلف با انہیہ شکل و شمائل داخل شہر ہوئے فرشتوں نے پوچھا یہاں کے لوگوں کی کیسی
وضع ہو حضرت لوط نے نہایت شرم سے فرمایا یہاں کے لوگ تمام عالم کے لوگوں سے بد وضع ہیں اس وقت حضرت
جبریل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے اشارہ کیا کہ ایک شہادت ہو گئی اور جب
فرشتوں کے ساتھ کھیت سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہنچے تو وہی بات پھر فرمائی اور جب
شہر میں داخل ہوئے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر میں آئے تو بھی وہی شکایت فرمائی
فرشتوں نے چار دن شہادتیں سن لیں اور خاموش ہو رہے روایت یہ کہ حضرت لوط کی بیٹی
جو اسی قوم کی تھی شہر کے لوگوں کو اطلاع کر دی اور بروایتیہ خبر آمد مہانوں کی مشہور ہو گئی اور
میں آتے ہوئے بازار یوں نے دیکھ لیا تہر تقدیر شہر کے باشندوں نے دولتخانہ لوط علیہ السلام

گھیرا کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ ہود وجاء قومہ بمرعون الیہ ومن قبلہ کانوا یعلمون السیات
یعنی آل قوم حضرت لوط کی جمع ہو کر اُسکے دروازے پر دوڑتی بنے اختیار اور آگے سے کہیں تھی
جب یوحنا ہوا تو حضرت لوط کیواڑے بھیر کر اندر دیوڑھی سے بوسے باقوم ہوکار بنائے
ہن اطرکم فانقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفے الیس منکم رجل رشید یعنی اے قوم یہ میری بیبیاں حاضر ہیں
یہ پاک ہیں تمکو اُنسے ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو و جبکو میرے معانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی
نہیں ہے نیک راہ اہل تفسیر لکھتے ہیں کہ اسوقت میں نکاح مؤمنہ کا کافر سے درست تھا جس طرح ابتدا
میں ہمارے دین میں جائز تھا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کو مصتبہ بن ابی لہب
اور ابی العاص سے تزویج فرمایا تھا اور یہ دونوں کافر تھے یا یہ کلام بشرط ایمان تھا اور بعضے کہتے ہیں
کہ بیٹیوں سے مراد انکی زوجات ہیں اور نبی من حیث الرتبہ بت کا باپ ہوتا ہے سو فرمایا کہ اپنی عورتوں سے
صحبت کرو کہ وہ تمپر حلال اور پاک ہیں فائدہ تفسیر نظم الجواہر کے باب مبہات میں لکھا ہے کہ
نام حضرت لوط کی بیٹیوں کا ریشا رعذنا تھا اور نزدیک بعضوں کے ریشہ رعذراء فائدہ اس آیت سے
شبیہ و طلی فی الدبر کا جو از نکالتے ہیں چنانکہ تفسیر توضیح المجید میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے امام رضا
علیہ السلام سے سوال کیا دبر زوجہ سے فرمایا کہ حلال کیا ہے اس و طلی کو ایک آیت نے قرآن سے
کہ وہ قول لوط علیہ السلام کا ہے ہوا لربنا فی ہن اطرکم ایلیہ کہ لوط جانتے تھے کہ وہ ہمیشہ زن نہیں
رکھتے تھے باوجود اسکے ترغیب کرنا قوم اپنے کو ساتھ نکاح نبات کے دال سپر ہو کہ و طلی دبر زن حلال ہے
انتہی اور تہذیب اور تبصارت میں بھی حلت اس فعل بد کی مسطور ہے اور تذکرہ میں اس فعل کے جواز پر
امامیہ کا اجماع نقل کیا ہے اور مجمع البیان میں ہے کہ ان النساء وان کن حرات فقد اوج لنا طہین بلا خلاف
فی غیر موضع اخرت کا لوطے فیما دون الفرج وما شبہہ یعنی عورات اگرچہ حرات ہیں پر غیر موضع
یعنی دبر وغیرہ میں اُنکے ساتھ مباشرت درست ہے اور شیعہ اخبار یہ کہتے ہیں کہ جو و طلی دبر منکر ہے
بدبر ہے اور شی نزاجا امام کذاب کی اولاد اور علم الہدے تاسی اور ابو جعفر طوسی وغیرہما اس نسل
بدکی اباحت پر چار طرح پرستدلال فرمودہ دارد کرتے ہیں ایک یہ کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کو حرام
فرمایا ہے کہ نساء کم حرث لکم یعنی عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہارے واسطے پس حرث تمام ذات
ٹھہری نہ مقام مخصوص پھر جب اسکے بعد فافا تو احسہ لکم انے شتم یعنی پس او ابائی
کھیتیوں میں جس مکان میں چاہو ارشاد ہوا تو تمہیں دو نون مقام کی نکلی یعنی قبل اور
دبر و شرمش یکہ انے مکان کے واسطے آتا ہے جیسے اسنے ملک ہذا پس اتی شتم کے معنے

یہاں صحت و طلی کا نام ہے
نکاح کی ایک صورت جواز
فائدہ

این ششم ٹھہرے اور یہ ثبت تعدد اور تخیر مکان ہر پوشیدہ نہ رہے کہ بد و نون استدل انہو سے
 و پابین اس وجہ سے کہ انے مشترک ہر این اور نہتی اور کیفیت کے معنوں میں کہ اول کبانی کانی
 اور ثانی کوزمانی اور ثالث کو جہتی بولتے ہیں سوائی مکان کی وضع اگرچہ معنی مکان میں ہر
 اور تعدد اور تخیر مکان کو مستلزم لیکن طور اس معنی کا مکان دیرین غیہ علم ہر اسلیہ
 کہ جائز ہر کہ مکان سے دیر مراد نہو بلکہ بالا خانہ یا تہ خانہ یا صحن سرامراد ہونہ یہ کہ ہر عضو حوت
 میں دخول کر دغاہ ہر ہر گاہ گوش خواہ مینی پس جب یہ معنی نسبت اس احوال کے باطل ہوے
 تو باقی رہے دو معنی اخیر اور یہ عین مذہب اہل سنت ہر اور تفاسیر فریقین سے اسکی تائید
 ہوتی ہر لینے انی زمانی کی تصریح فریقین کی تفسیروں میں موجود ہر فی الجلالین انی کیفیت شتم
 من قیام وقعود و اضطجاع و ادبار و فی المفاتیح الجاہلین انی شتم منناہ شتی شتم من لیل و نهار
 و فی الصافی عن الصادق انی شتم معناه شتی شتم فی الفرج و فی روایت اخوے اسی ہافہ شتم
 کہیں یہ معنی مختار نہیں فی الکبیر فاما الاوقات فلا مدخل لہا فی ہذا الباب لان انی لا اکون بمعنی
 متی و اما اکون بمعنی کیفیت پس جمہور محققین شیعہ اور شنی کے نزدیک انی بمعنی کیفیت ہر بمعنی
 این فی منہج الصادقین انی شتم ہر گونہ کہ خواہید خواہ ردی زنان بجانب شما باشد یا پشت یا غیر ان
 ازہیات جماع اور توضع المجیدین ہر انی شتم جس طرح چاہو مقاربت کر و خواہ از طرف مرد و خواہ از
 طرف پشت یا غیر اسکے اشکال مجامعت سے اور مراد حرث سے بالاتفاق موضع حرث ہر فی الجلالین
 نساؤکم حرثکم ای محل زرکم للولد فاقوا حرثکم ای محلہ و ہوا قبل و فی المدارک نساؤکم حرثکم ای مواضع
 حرثکم و فی الصافی نساؤکم حرثکم ای مواضع حرثکم و فی المنہج نساؤکم حرثکم زنان شما موضع کشت شما
 کہ آن جاے پیدا شدن ولد است اس تقدیر پر مراد حرث سے تشابہ ٹھہر پس بعض حضرات شیعہ
 جوانی کے بھر دے و طی فی الدبر تجوز کرتے ہیں وہ حرث کو بھوسے ہیں اسوا سطلے کہ دبر موضع
 فرث ہر نہ موضع حرث کیونکہ فرث زمین او سپر کو کہتے ہیں جس میں تخم آگنے کی اسیدین ہوتی
 او کھیتی موضع حرث ہی میں ہوتی ہر نہ فرث میں تیسرے یہ کہ آیۃ الاعلی ازواجکم او مملکت ایمانہم لہو ما
 اسپر ولالت کرتا ہر کہ و طی قبل میں ہو یا دبر میں تا آنکہ اگر لواطہ غلام کی حرمت پر اجماع منعقد نہوتا
 وہ بھی اسس کر یہ سے جائز ٹھہرتا اسکا جواب یہ ہر کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیۃ عام ہر لیکن
 دلائل اہل سنت خاص ہیں و انخاص مقدم علی العام مہر خاص ہی پر عمل چاہیے کہ بیابا و غیاہ ہر
 نہ عام پر کہ بہ تن تیرہ و تار ہر چوتھے یہ کہ بین الفریقین یہ مسئلہ متفق علیہ ہر کہ اگر کسی نے بیت طلاق

اپنی زوجہ کو کہا کہ تیری دیر بچہ حرام ہو طلاق پڑ جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ وحی فی الدجال
جواب یہ ہے کہ لفظ نکاح واسطی طلاق سے کنایہ ہوا کہ وہ مقام ملامت اور غنا جعت ہو کیونکہ
جب مرد عورت کے ساتھ خفت و خیز کر گیا البتہ میں فیما بینہما تنہا ہو گا تو یہ اقسام سے ٹھہرا کہ
اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا ہاتھ بچہ طلاق ہو یا تیرا ہاتھ بچہ حرام ہو اور طلاق کی نیت کی
تو طلاق پڑ جائیگی الغرض یہ مسئلہ یعنی لواطہ عورت سے اہل تشیع میں مختلف فیہ ہے اور اہل سنت میں
بالاتفاق حرام ہے اور اب دلائل حرمت لواطہ مرد سے ہو خواہ عورت سے ہو از جانب اہل سنت
کان لگا کر سننا لازم ہے اول آیت کریمہ سورہ اعراف و لوطاً اذ قال لقومہ اما تون الفاحشۃ استبقوا

من احد من العالمین انکم لتاتون الرجال شہوة من دون النساء بل انتم قوم مسرفون یعنی اولوہما کو
بھیجا جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو عیالی تم سے پہلے نہیں کی یکسی نے جہان میں تم تو
دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتیں چھوڑ کر بکہ تم لوگ حد پر نہیں رہتے اور اسی
مضمون کو سورہ نمل اور عنکبوت میں بھی ارشاد فرمایا پس از رو سے ضوابط اصول فقہ اس
حرمت لواطہ بخوبی ثابت ہوئی اس طرح سے کہ جو شرائع سابقہ کے امر و نہی اللہ صاحب اور اس کے
رسول نے بلا انکار بیان فرمائے ہوں وہ ہم پر لازم ہیں اور اللہ صاحب نے مکرر اس کو قرآن میں
فرمادیا ہے تو ہم پر اسکی اتباع لازم ہوئی اور ہدایہ میں ہے کہ قرم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
افعلوا الفاعل والمفعول یہ فی روایت فارجموالا سے لا غسل یعنی فاعل اور مفعول دونوں
مقتول ہوں اور ایک روایت میں دونوں سنگسار کیے جائیں اور فتاویٰ حماد میں ہے
کہ اغلام زنا نہیں ہے اور تعزیر میں اختلاف ہے حضرت صدیق اکبر سے منقول ہے کہ دونوں کو
آگ میں جلاوین اور حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ دونوں کو تازیانہ مارین یا سنگسار
کرین اور حضرت عباس سے منقول ہے کہ بلند مکان سے نیچے ڈال دین اور رجم کرین اور
حضرت زبیر سے روایت ہے کہ سنگسار میں دونوں کو قید کرین کہ شدت بدبوسے ہلاک ہوں
اور بیض کے نزدیک دونوں بر دیوار ڈھا دین اور بھی نفسیہ احمدی میں ہے کہ ہمارے نزدیک
دونوں پر حد نہیں ہے لیکن تعزیر فقیل بالا حراق وقبیل بالا غرق وقبیل بالا اقصاء من الاعلی
وابتلع الاجار من فوقہ وکذا اختلف الصحابہ فیہ اور صاحبین اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما
فرماتے ہیں کہ لواطہ میں جہ زنا لازم ہے لہذا مثلاً فی الحرمتہ والشہوة وفسخ الما انتہی یہ لواطہ کبریٰ
ہے اور لواطہ صغریٰ کے عبارت ہے دخول دیر زن سے یہ بھی اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق

از روئے آیات و احادیث و آثار صحابہ و تابعین اخبار و فقہاء و محدثین کبار حرام ہوا اور نجوبی
حرمت اسکی علی سبیل الاشتہاد ہر نفس را یا اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں لکھا کہ
حرث لکم قاتوا حرثکم انی شکتم و قد سوا لافکم و اتقوا اللہ و اعلموا انکم ملائقہ و بشر المؤمنین
یعنی تمہاری عورتیں کھیتی ہیں تمہاری جیسے کھیت میں تمہیں ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے
فرج میں لطفہ ڈالنے سے لڑکا پیدا ہوتا ہے سو او اپنی کھیتی یعنی فرج میں جس طرح چاہو کھڑے خواہ لیٹے
خواہ لیٹے خواہ سو کی جانب سے خواہ پشت کی طرف سے اور آگے کی تدبیر کر دے یعنی اس آئے میں نیت چاہیے
اولاد کی اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے امر و نہی میں اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی جزا کے
اعمال اور شرائے افعال کے واسطے اور خوش خبری سنا ایمان والوں کو جنت کی
اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ وطی فی الدبر کی اصلاً اجازت نہیں اور اس آیت کے
پہلے یہ ارشاد ہوا ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے توبہ والوں
اور طہارت والوں کو اور ظاہر ہے کہ طہارت اجتناب مستقذ کا نام ہے خواہ وہ ناپاکی مذہب
یا جنب یا جماع حائض یا وطی فی الدبر پس اتیان فی الدبر کی حرمت اس آیت سے اشارۃً نکلی
اور جو کوئی غافل دین دار کریمہ لکھا کہ فرج میں غور کرے تو سیاق سے اُسکی حرمت اتیان
فی الدبر نکلتا ہے کیونکہ انی شکتم کے بعد قد سوا لافکم ارشاد ہے یعنی جب تمکو اتیان موضع
حرث کی اجازت ملی تو اب موضع حرث میں آؤ اور منافع را جمع اے الدین جیسے فسج کے
حفظ اور تحصین کا قصد کرو اور ولد صالح چاہو کہ تمہارے لیے دعا اور استغفار کیا کرے کیونکہ
امور مباحہ نیت صحیحہ کے سبب عبادت میں شمار ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حصول اولاد
سوائے موضع حرث کے موضع حرث میں ممکن نہیں اور جو کوئی کہے کہ وطی مطلقاً
مستقذ ہے خواہ ادبار رجال میں ہو خواہ ادبار یا اقبال نسائیں اسی باعث سے واطی اور
موطوہ پر غسل واجب ہے پھر ادبار کی تخصیص کیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سخن قابل تسلیم ہے
لیکن وطی فی القبل بغزورت البقا سے نسل مباح ہوئی بشرط نکاح اور عدم حریت اور
براہت اور طہارت از حیض وغیرہ اور دبر مرد یا زن میں یہ ضرورت نہیں ہے اس سبب
استقذائے کلیت سے حرمت اصلہ باقی رہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر گاہ ادبار رجال کی حرمت
بنصوص قطعیہ اور باجماع معتق اور شیعہ معلوم ہے اور قوم لوط کا ہلاک اسی باعث سے
متیقن ہو اسی قیاس پر ادبار نسائے حرمت متصور ہے اور ہلاک فاعلین کا بنصوص

احادیث مسلم اسید اسطی انبیان نسائنا توہم من حیث امرکم اللہ کے ساتھ تفسید پایا کہ باتفاق
مفسرین محققین اس حیث مکانیہ سے فرج زن مراد ہونہ شرح قاذورات کا معدن عقبہ بن
عامر نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا اسپر لعنت ہو جو عورتوں کی مقعد میں جماع کرتا ہو اور
ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا اللہ بنظر رحمت اُسکو نہیں دیکھتا جو مرد یا عورت کی
دبر میں جماع کرتا ہو اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت صلعم نے جسے مرد یا عورت کی
دبر میں جماع کیا بے شک کافر ہوا یعنی حلال جانکر اور کسی نے طاؤس سے ادبار کا مسئلہ چچا
فسر مایا کفر ہو قوم لوط کی ابتدا یہی تھی کہ عورتوں کی دبر میں جماع کرتے تھے رفتہ رفتہ مرد مرد
بتلا ہوئے اور تفسیر درمنثور میں شان نزول اس آیت کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں
مروی ہے کہ انصار کا معمول تھا کہ جماع کر دے کرتے تھے اور قریش چیت لٹا کر ناگاہ کسی
قریشی نے ایک انصاریہ سے نکاح کیا چاہا کہ اپنی عادت کے موافق ہمیشہ آئے انصاریہ نے
کہا یوں نہیں ہمارے طور پر ہمیشہ آئے قصہ حضرت صلعم پاس پہنچا نساکم لعل نازل ہوا کہ
تمھاری عورتیں کھیتی ہیں جس طرح چاہو کفر سے خواہ بیٹھے خواہ چپتہ بپشہ طیکہ سوراخ ایک ہو
اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ بنی حمیر کے حضرت کے حضور میں حاضر ہوئے بہت
باتیں پوچھیں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میں عورتوں کو دوست رکھتا ہوں اور
اوندھا کر کے محبت کرتا ہوں آپ کیا فرماتے ہیں تب سورہ بقرہ میں اُسکا جواب نازل ہوا
اُس شخص کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت نے بتایا کہ اپنی عورت سے تنگ کو محبت چیت
اور پٹ درست ہو شہ طیکہ فرج ہی میں ہو اور بھی حضرت جابر سے روایت ہو کہ اُنھوں نے
کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جس نے مباشرت کی فسرج میں نیچھے سے اور عورت کو حل ہاتھ لگا
احول پیدا ہوگا اسکے رد میں یہ آیت نازل ہوئی اور تفسیر صافی میں امام رضا علیہ السلام سے بھی
مروی ہے اسی طرح سے یہود کہا کرتے کہ اگر مرد عورت کی پشت کی جانب سے دلی کر گیا لڑکا
احول پیدا ہوگا اسپر اللہ نے برخلاف قول یہود آیت نازل فرمائی کہ تمھاری عورتیں
کھیتی ہیں آؤ اس کھیتی میں جیسے چاہو پشت کی جانب سے یا رو کی جانب سے اور زمین رادہ
اللہ نے دخول فی الدبر کا یہ ترجمہ بلفظ عبارت صافی کا ہے من شاہ فیہ لہ و امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی مسند میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا کہ اُنکی خدمت میں
ایک عورت عرض کرنے لگی کہ میں اسٹو ہر مجھے اوندھے اور چیت جماع کرتا ہو مجھ کو

ناگوار ہوتا ہے۔ یہی سب حضرت صلعم کو ہوئی۔ فرمایا کیا مضائقہ اگر تم تمام واحد ہی یعنی سوراخ
ایک ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب امین خزمیہ بن ثابت کے طور پر اخراج
کیا ہے کہ ایک سائل نے حضرت صلعم سے مسئلہ اثیان النساء فی اربابہن کا پوچھا فرمایا
حلال ہے یا فہرما یا لا باس جب وہ یہ سن کر چلا آپ نے استسعیلا یا اور فہرما کیا کہ کیونکر کہا تو
آیا اثیان جانب دبر سے قبل مین تو ٹھیک ہے اور دبر سے دبر مین تو نہیں اللہ شرم
نہیں کرتا بیان حق مین فہرما ورجاع دبر عورتوں مین نہ کرنا اور امام احمد نے طلق مین
برہ سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا اللہ شرم نہیں کرتا بیان حق سے جماع نہ کرو
عورتوں کے سر مین اور تاعی فقہا اور محدثین اہل سنت متفق ہیں کہ اثیان جانب
دبر سے دبر مین حرام ہے تو وہی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حلال نہیں کسی حال
مین نہ انسان کے ساتھ نہ حیوان کے اور مستوی شیعہ موطا مین لکھا ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے
جو کوئی نادانستہ مبتلا ہو گا اسکو باز کھین گے نہ مانیکا تو تعزیر دینگے اور بدایہ مین ہے کہ
جو کوئی عورت کے وضع مکہ مین یعنی دبر مین وطی کرے یا قوم بوط کا عمل بجا لائے اسے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر خنسیں تعزیر پاویگا اور صاحبین کے نزدیک
زنا کی طرح حد مارا جائیگا جامع مغنیہ مین ہے کہ اسکو یہاں تک قید رکھینگے کہ توبہ کرے اور
جو بعضوں نے دعو کا کہا کہ جو اناس فعل مذموم کی نسبت حضرت امام مالک کی طرف
کی ہے وہ سہرا یا غلطی ہے اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ مالک نامے احد الرواہ شیعہ گذرا ہے کہ حلت
اور اباحت دخول فی الدبر کا قائل تھا وہ باعث اتمام کا امام موصوف پر ہوا حالانکہ امام
صاحب ان دونوں کے فاعلون پر حد تجویز فرماتے ہیں اور یہ تو قوم روافض مین دستور ہے
کہ آپ کو کسی ایک مذہب مین مذاہب اربعہ سے متصف کر کے لوگوں کو مغالطہ مین ڈالتے ہیں
کشف الغمہ فی احوال الائمہ مین موجود ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ گنجائقیہ و تزویر آپ کو شافعی
المذہب ٹھہرا کے اہل سنت کو فریب مین لاتا تھا اور کتب اسماء الرجال ناظمین کہ اچھا
شیعہ نے تمام عمر بتقیہ اور تزویر اہل سنت سبر کی تا آنکہ معتد علیہ ہوا کبھی کا مارا جب
آخر عمر مین کچھ حبشین اپنے مذہب باطل کے موافق روایات کرنے لگا من و لک لہ
عن بریۃ مرفوعاً ان علیاً و سیدکم بعد سے کھل گیا کہ رافضی ہے اور جنہوں نے امام مالک کی نسبت
وطی فی الدبر کا جواز ٹھہرایا وہ حوالہ دیتے ہیں کہ امام موصوف نے اپنی کتاب السیر مین لکھا ہے

حالانکہ کتاب اسیر کتاب مہول ہے کہ اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا بلکہ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ مالک بری ہے اس سے کہ اس کی کتاب کتاب اسیر ہو اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ناقل اہل بیت وطی فی الدبر کا امام مالک سے کاذب اور دروغ باز افترا پرداز ہے بالجمہ یہ فعل اہل سنت کے نزدیک قطعاً حرام ہے اور مذہب شیعہ میں حلال ہے جو کوئی اہل سنت سے ملت کو نقل کرے منقول عنہ حقیقت میں سنی نہیں چھپا ہوا شیعہ ہے اور قیاس مشہور حرمت وطی ادا بار نسا و پر یہ حرکت تعالے نے کر یہ سیکونک عن المحيض قل هو اذی فاعترضوا النساء فی الحمض من نجاست حیض کے سبب وطی قبل حرام کی بھی نجاست براز کے باعث سے وطی فی الدبر کیونکہ حرام نہوگی کہ ہر وقت یہ ناپاکی امعاء متصلہ بالدبر میں موجود ہے بخلاف قبل کہ جسندایام حیض کبھی ناپاک اور گت رہ نہیں ہوتی اسی واسطے تا بقا سے این مدت مباشرت حرام ہے نہ بعد القضا اور وہ جو بعض معتادین فعل مذموم اس قیاس پر شبہہ کرتے ہیں کہ اگر یہی نجاست براز حرمت وطی فی الدبر کا سبب ہے تو چاہیے کہ نجاست بول بھی حرمت وطی فی القبل کا موجب ہو کیونکہ بول و براز میں حیث النجاستہ اخوان ہیں پھر جس طرح دبر نجاست براز سے بھی خالی نہیں ہے ایسا ہی قبل نجاست بول سے عاری نہیں رفع اس شبہہ کا یہ ہے کہ علم تشریح میں شرح ہے کہ عورت کی فرج میں تین تجویف ہیں اعلیٰ اوسط اسفل آغلے نشانے سے متصل ہے بستورنا و دان بول اسی تجویف سے جاری ہوتا ہے اور اوسط والی تنگ ہے کہ اس سے ریح نکلتی ہے اور اسفل والی فراخ تر ہے رحم سے ملی ہوئی ہنگام جماع ذکر اسی تجویف میں داخل ہوتا ہے اور خون حیض اور جنین اسی تجویف سے خارج ہوتا ہے پس فرج میں یہ تجویف کبھی گندہ اور ناپاک نہیں ہوتی الا ایام حیض میں اور ان ایام میں جماع حرام ہے بخلاف دبر کے کہ ایک ہی راہ ہے اور متصل امعاء سے کہ معدن براز اور جابے نجاست غلیظہ ہے اور یہ فعل اطباء کے نزدیک بھی مضر ہے چنانچہ شیخ بوعلی نے قانون میں لکھا ہے کہ مردوں سے قبل ہونا جمود کے نزدیک قبیح اور شہ بیت میں حرام اور اس فعل میں ایک جہت سے ضرر زیادہ ہے اور ایک جہت سے کم پس اس سبب سے کہ طبیعت حرکت کثیر کی محتاج ہوتی ہے تاخر فرج منی مقصور ہو تو اس صورت میں ضرر بیشتر ہے اور اس وجہ سے کہ منی میں دقت کثیر نہیں ہوتا جیسے

فہم انہما فی الدبر

و طی ادا بر نسار میں تو اس نہ کام میں ضرر کمتر ہو اور عمدہ ضرائق ان النساء فی ادا بہر کا یہ ہو جو کتاب موجب اور سدید می وغیرہ میں لکھا ہو کہ دخول فی الدبر والی کے گھر میں اگر بیٹا پیدا ہو بیشک علت اُبْنہ میں گرفتار ہوگا اس واسطے کہ زن معتاد جب اس فعل سے لذت بردار ہوگی تو اسکی تاثیر رکے میں سدایت کرگی اس سبب کہ بنا بر مذہب اطباء بر عضو مابا پ سے جو منی منفصل ہوتی ہو اُس سے ہر عضو مود و مخلوق ہوتا ہو اور تبصرہ طبعیہ میں ثابت ہو کہ مفعولہ فی الدبر حصہ صا حامہ اگر بیٹا جنے اُسکو علت اُبْنہ ہوگی لا علاج نہ اسی واسطے اکثر صاحب نے اپنے حبیب کریم کی ہمت اس فعل رزیل کو پسند فرمایا اور بنفسہ انھیں قباحتون کے شارع نے فاعل پر تہذیب کا حکم دیا آج حاصل اس تحقیق اور تدقیق سے بخوبی واضح اور لائح ہوا کہ حرمت دخول فی ادا بر النساء جمیع ائمہ اربعہ اور جمہور اہل سنت کے نزدیک یقینی ہو جیسا کہ قسطلانی

میں مذہب احمد و اشاعی و مالک و ابی حنیفہ و صاحبیہ و الجمہور الختم لورود الہنی عن فعلہ و تعاطیہ یعنی چاروں امام اور صاحبین سے امام ابو یوسف ربانی و امام محمد ابن الحسن الشیبانی اور جمہور اہل سنت اس فعل کو حرام بتاتے ہیں اس واسطے کہ اسکے فعل اور تعاطی میں نہی وارد ہو بلکہ بشہادت استبصار خلاصہ تہذیب اور ارشاد وغیرہ کتب شیعہ سے بالبلغ وجہ وضوح واضح ہوا کہ قائل اور فاعل اس فعل کے رفضہ فسقہ اور انکے ائمہ مقررہ مضمرہ ہیں اور جو بعض ناواقف روافض مناظرہ امام شافعی اور محمد ابن حسن سے اباحت فعل نزدیک امام شافعی کے تفسیر و منشور سے بیان کرتے ہیں وہ ابن ادریس شیمی کا نظر محمد ابن حسن سے ہو اور محمد بن حسن خود ایک شخص شیعہ گذرا ہو اور اسی طرح ایک ابی حنیفہ نامے ہوا ہو چنانچہ ان المیزان میں ہو کہ ابو حنیفہ ناؤسیہ کی کنیت ہو اور ایک شخص ابو حنیفہ ہم عقیدہ زرارہ گذرا ہو کہ جسکا حال کشتی میں بروایت ابو بصیر یون مروی ہو کہ قال قلت لابی عبد اللہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایاہم نسیم بظلم قال انما ذناہم و ایاہم بالابصیر فی کمال الظلم ذاک ماذہب الیہ زرارہ و اصحابہ و ابو حنیفہ و اصحابہ یعنی ابو بصیر کہتا ہے میں نے اس آیت کو ابو عبد اللہ امام صادق کے حضور میں پڑھا فسرمایا کہ ابو بصیر حق تعالیٰ محکو اور تنجک و پناہ دے اس ظلم سے یہ ظلم زرارہ اور ابو حنیفہ اور ان دونوں کے توابع کا مذہب ہو شامی شیعہ کہانی میں ہو کہ مراد اس ابو حنیفہ سے ابو حنیفہ لہری ہو

منجملہ قوم بنی عاصیہ کو خوب جانتا تھا اور اجتہاد کرتا تھا تا آنکہ ایک دن ہارون شہید کی مجلس میں حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ امام صادق اور آپ کے اصحاب رافضی ہیں جو بھٹا پڑا خلیفہ کے حکم سے اپنے اتباع کے ساتھ آگیا تاہم سلسلہ اہل سنت کی کتابوں میں جہان ابو حنیفہ کی کسی نے برائی لکھی تو یہاں تک کہ مر جیہ بتایا مراد اُس سے ہیں ابو حنیفہ ناسیہ یا ابو حنیفہ بصری چونکہ امام ابو حنیفہ کو فی علیہ الرحمہ اور جو حضرت سیدنا نوٹ تھلین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حنیفہ کو فارسی جنہی مر جی بتلایا ہے وہ اسی ابو حنیفہ کو بتلایا ہے مگر کسی رافضی نے غنیۃ الطالبین میں بعد لفظ اصحاب ابی حنیفہ کے نہان ہن ثابت کیا لفظ زیادہ کر دیا حالانکہ نسخ صحیحہ میں یہ زیادتی نہیں ہے فانہم دلائل من انذالین القصہ قوم کے لوگوں نے کہا اے لوط تو یہاں سے دور ہو تو ہمارے پاس اوقات بصری کو آیا تھا اب حکومت کرتا ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ ہم کو تیسے بیٹیوں کی خواہش نہیں ہمارا مطلب تجھے خوب معلوم ہے نہ مایا ہوان لی بکم قوۃ او آدمی الی رکن شدید یعنی کاش مجھ کو تمہارا سامنا کرنے کی قوت ہوتی یا جا بیٹھتا کسی محکم آسے میں خلاصہ یہ کہ مجھے ذاتی زور ہوتا تو میں تم کو دفع کرتا یا شیر اور قبیلہ رکھتا ہوتا کہ انکی اعانت سے منع کرتا نہ مایا حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے رحم اللہ اخی لوطا یا دخی اے رکن شدید یعنی اللہ رحم کرے بھائی لوط بچہ کہ آسنے پناہ پکڑی خدا سے کہ خدا نے مدد فرمائی اور حکم دیا فرشتوں کو اعانت کا تب فرشتوں نے کہا دروازہ کھولا دو لوطا لوط کو آنے دو حضرت لوط نے دروازہ کھولا کہ سب بیباک گھس پڑے اور جاہلکہ مہانوں پر ہاتھ ڈالیں حضرت جبریل نے ایک پر مارا کہ سب اندھے ہو گئے اسی کا اشارہ سورہ قمر میں ہے ولقد اودوہ عن ضیفہ فمنا اعینہم فذوقوا عذابی وذرینے اُس سے لینے لگے اسکے مہانوں کو پھر منے مٹا دیں انکی آنکھیں اب کچھ میرا عذاب اور درانا اکثر اہل تفسیر کے نزدیک آنکھ ناک منہ سب برابر کر دیا اور ضحاک کی صرف آنکھیں مٹا دیں کہ مہان نظر نہ آئے سب دایس ہوئے جب قوم کے لوگ غائب و خاسر کیے تو فرشتوں نے کہا کہ ہم پروردگار کے بھیجے آئے ہیں ہم پر کسی دسترس نہوگا اپنے گھر و ان کو لیکر کچھ رات رہے نکل جاؤ اور منہ سوڑ کر نہ کیجئے کوئی تم میں سے مگر تمہاری عورت کہ اس پر پڑتا ہے جو ان پر پڑ گیا جیسا سورہ ہود میں مذکور ہے مطلب یہ ہے

کہ اپنی بیویاں اور گھسہ کا اسباب ایک جس مقام کا حکم ہر مصر یا شام یا زغرات کو حل ہو
 مگر عورت کو ساتھ نہ لے لے اور سب کو آگے دھرو اور آپ پیچھے رہو تاکہ یہ لوگ چلنے میں جلدی
 کریں مگر سمجھا دو کہ پیچھے چھوڑ کر نہ دیکھیں تاکہ بول غدا ب سے بچے بہن چنانچہ حضرت لوط
 علیہ السلام کچھ رات باقی رہے نکلے چودہ آدمی ہمراہ اور دھڑ کا اسباب تھا اور حضرت
 جبریل علیہ السلام بھی تھے اُن سے مضطربانہ پوچھا غدا ب کب آوے گا کہا صبح کو فرمایا صبح تو
 دو ہر حضرت جبریل نے کہا صبح نزدیک ہو کچھ دور نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ان موعیہم صبح
 البس البس بقیہ یعنی وعدہ غدا ب آکا صبح ہو گیا نہیں صبح نزدیک الغرض حضرت لوط
 علیہ السلام نے ہمراہیان آفتاب نکلنے زغرا میں پوسنے اور حضرت جبریل کو ارشاد ہوا کہ
 ان چاروں شہرون کو اولت دو کہ حضرت جبریل نے مطابق فرمان الہی عمل کیا چنانچہ
 سورہ ہود میں فرماتے ہیں فلما جاد امرنا جانا علیہا سا فلما دامطرنا علیہا حجارة من سجيل
 منضود مسومة عند ربک یعنی جب پوچھا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ سستی اوپر نیچے اور ہر مین
 پتھریاں کس کر کی تہ بہ صاف بنائیں تیرے رب کے پاس کی حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ حضرت علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوت و امانت کا حال ہمارے
 سامنے بیان کر دو حضرت جبریل نے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو واسطے
 تخریب مجرمین قوم لوط کے کہ چار شہرون میں رہتی تھی اور ایک شہر دم انہیں ایسا تھا کہ وہاں
 با ستنا سے اطفال و نسا چار لاکھ آدمی سلح پوش تھے بھیجا سو میں نے ان شہرون کو
 ساتوبن زمین کی تہ سے ایک پر کے اوپر اٹھا کر اتنا آسمان کے نزدیک لگایا کہ آسمان کے
 رہنے والے ان شہرون کے مرغون و کتون کی آواز سننے نہ تھے پھر میں نے ان شہرون کو
 اسی غار میں اوندھا ڈال دیا اور مجھ کو کچھ تکلیف و بوجہ معلوم نہوا تفسیر زاد المسیر میں ہے کہ پتھریاں
 مہر کی ہوئیں بزرگ مختلف تھیں بعض سفید انہر نقطے سیاہ اور بعض سیاہ انہر نقطے سفید
 اور ہر ایک پر مجرم کا نام لکھا تھا تفسیر زاہدی میں ہے کہ بڑا پتھر خم کے برابر اور چھوٹا گڑے
 یا انجورے کے مقدار تھا پتھر سفیدہ تر ہے کہ یہی حادثہ عاقہ ہو گیا یا نازج گئے اور گھر
 مارے گئے حتیٰ کہ حضرت لوط کی بی بی مسماۃ والہہ یا بالکہ بھی نہ بچی کیونکہ یہ عورت ظاہر میں انور
 اور باطن میں مخالف تھی لیکن خدا سے تعالیٰ بالاتقہ یہ ظاہر غدا ب نہیں فرماتے ایک حکم
 ایسا بھیجا کہ اُس سے نو سکا اُس گناہ میں ماخوذ کیا یعنی یہ حکم ہوا تھا کہ کوئی نہ پھیر کر نہ دیکھے

سو عورت حضرت لوط نے منہ پھیر کے پوچھا قوم کا کیا حال ہے اس وقت ایک پتھر اُسپر گر اکر داخل نہ ہوئی اور بھی تفسیر زایدی میں ہے کہ نمک کا ستون ہو گئی ہے کہ انی تراجم التورات الغرض یہ حادثہ اس طرح کا محیط تھا کہ اس قوم ناپاک کا آدمی جہان کبیر تھا وہیں اسی عذاب میں مبتلا ہوا چنانچہ ایک شخص حرم شریف میں کسی کام کو گیا تھا سنگ عذاب چالیس دن تک ہوا میں ٹھہرا جب وہ مسم سے نکلا اسی سنگ عذاب نے سر توڑا اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ بروز حشر اس قوم کی آواز آگئی اور اہل حشر استفسار کر گئے کہ یہ کسی آواز ہے ارشاد ہو گا کہ شہرستان لوط کے ساکنین کی آواز ہے ووزخ میں جلاتے ہیں بعد اسکے اُسی وقت قوم لوط کو طلب کرینگے اور اُنکا کر جہنم میں بھیجینگے روایت ہے کہ جس جگہ یہ عذاب نازل ہوا ہے وہاں اب سمندر ہے اور پانی وہاں کا ایسا شور ہے کہ پھیلی جاتے ہوئے مڑ جاتی ہے اسی وجہ سے اُسکو سمندر مردہ بولتے ہیں اور اطراف کی زمین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ عذاب نازل ہوا تھا اگر کوئی نادانقت شبہ کرے کہ جب شہرستان لوط الٹ گیا تو سب قوم کے لوگ ہلاک ہو کر زمین میں دب گئے وبالضرورت نظر خلاق سے غائب ہوئے پھر پھر ان برسانے سے کیا فائدہ ہوا کیونکہ وہ پتھر یاں تو وہ خاک پر پڑی گئی تو جواب اسکا یہ ہے کہ ان پتھروں میں بسبب حدت مادے کے گوگرد کی خاصیت پیدا ہوئی تھی اور حرکت بالبطہ کی قوت سے طبقہ بالا سے زمین کو بھاڑ کے کافرون کے بدن میں داخل ہوتی تھیں اور جلاتی تھیں ہر چند کہ حالت تقلیب میں احتمال یہ نہیں ہے کہ ارواح نے فی الفور مفارقت کی ہو لیکن تعلق روح کا بدن سے بعد مفارقت رہتا ہے وہی موجب عذاب برزخ ہے لہذا حدیث شریف میں وارد ہے کہ مردے کی ہڈی توڑنا یا حرکت سخت دینا نہ چاہیے پس پلٹ دینا شہرستان لوط کا عذاب دنیوی تھا اور جلا نا پتھروں سے عذاب برزخی اور یہ بھی احتمال ہے کہ حالت تقلیب میں پتھر یاں برسانی ہوں یعنی قبل پو پونچنے نہ زمین کے باشند علم بحقیقۃ الحال القصہ بعد اس واقعے کے حضرت لوط علیہ السلام شہر زعرا سے نکل کر مع اپنی لڑکیوں کے حضرت خلیل اللہ کے پاس تشریف لائے اور سات برس تک زندہ رہے مورخین لکھتے ہیں کہ دہم ربیع الاول بروز چہارشنبہ انتقال جنت فرمایا مدت دعوت سیستیس برس تھی شریعت انکی عین شریعت ابراہیم علیہ السلام کی تھی مزار شریف قریب مزار حضرت ابراہیم کے واقع ہے اور اخبار الدول میں ہے کہ قریہ کفر میں جو ایک فرسخ مسجد خلیل سے واقع ہے مدفون ہیں اور مغارہ غریبہ میں ہے کہ مسجد عتیق کے نیچے شاخہ بنی مدفون ہیں انہیں میں مرسل ہیں بعض مورخین نے عمر حضرت لوط کی پچاس برس کی

لکھی ہے مگر یہ سخن ظلم قیاس ہے کیونکہ وفات حضرت نوح بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہوئی
 فائدہ بانہ ذہم سفر التکوین تغیرت میں لکھا ہے کہ جب طہر زعفران رہتے ہوئے ڈرے تو اپنی بیٹیوں کو لیکر
 غار میں چھپے وہاں بڑی بیٹی نے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا ہے اور زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں
 ہے جس کا پاس تو بے صلاح ہے کہ اپنے باپ سے نسل لین تب حضرت کو تراب پلائی اور حالت نشے میں اول
 بڑی بیٹی ہم بستر ہوئی پھر چھوٹی اور دونوں حاملہ ہوئیں اور حضرت نے نہ جانا انتہی اسی طرح حمزہ
 مذکور میں ہے کہ اول سے جو بیٹا ہوا اسکا نام ہواب رکھا اور دوسری سے جو پیدا ہوا اسکا بن عمی
 پوشیدہ نرسے کہ پیغمبر جدیل شان پر ایسی تمہت کرنا قانون عقل سے بعید ہے اور بڑی قباحت یہ ہے
 کہ راحت و وابہ جدات حضرت عیسیٰ سے ہے کیونکہ آنجناب اولاد دادودین اور راحت مادر عابدین
 پر دادودین معجزات حضرت نوح علیہ السلام کہی تھے از انجملہ ایک مرتبہ قوم نے پانی مانگا تو
 حضرت نوح نے دعا کی کہ بلا ابر پانی برسے لگا۔ بعض اسلام لائے اور بعض منکر ہوئے از انجملہ ایک تہ
 ایک کافر کا بیٹا غائب ہو گیا اسنے کہا کہ آپ بتلاؤ میں میرا بیٹا کہاں ہے حضرت نوح نے دعا کی اللہ نے
 قبول کی کہ حضرت نے اس کافر کے بیٹے کو دکھلادیا حالانکہ ماہین پر و پسہ سو فرسخ کا فاصلہ تھا از انجملہ
 سنگ سخت آپ کے ہاتھ سے موم ہو جاتا تھا چنانچہ جب کبھی آنجناب پتھر پر سر رکھ کر تپتے تو نشان
 سر مبارک چھوہیں ہو جاتا تھا پوشیدہ نرسے کہ اٹھنے کے کرامات بلکہ نسل علی اولیا اہت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ
 و السلام سے صادر ہوئے ہیں

تفریح نہم در احوال حضرت اسماعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجیب ہے اور دو طرح سے حکم میں آتا ہے اسمیل و اسمین معنی اسکے عربی میں طبع شد
 و لقب شریف بقولے اعراق النثری اور وجہ تسمیہ معلوم التفریل میں یوں لکھی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اولاد کی
 دعا مانگی اور کہا اسع یا ایل یعنی قبول کراؤ خدا جب اسماعیل پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم نے نام
 اسمیل رکھا اور عبرانی میں اسکو شمعیل کہتے ہیں و اذات با سعادت انکی حدود شام میں ہاجر قبلیہ
 ہوئی اور صغر سن میں بتلائے بلائے ہجرت و رنج ہوئے انھیں نے اولاً بزبان عرب کلام فرمایا
 اور انھیں نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا اللہ جل شانہ نے انکو اہل سین و حضرت موت پر بعد
 حضرت ابراہیم اور مسیح یہ کہ رو بروئے حضرت ابراہیم کے بنی کیا اور اپنے کلام میں انکی شان میں
 دار کیا و اذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد و کان رسولاً نبیاً تجاہد سے روایت ہے کہ حضرت
 اسماعیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے اور کبھی سے روایت ہے کہ ایک شب انکی صفت

وعدہ کیا کہ جب تک تونہ آویگا میں اسی جگہ حاضر رہوں گا سو وہ سال بھر نہ آیا مگر حضرت اُسی مقام پر کھڑے رہے اور برگماے درخت کھایا کیے اور عادت حضرت کی یہ تھی کہ ہمیشہ قوم کو اسے نماز دیتا ہے زکوٰۃ کی تاکید فرماتے تھے کیونکہ نماز عبادات بدنیہ میں اشرف العبادات ہے اور عبادات مالیہ میں زکوٰۃ کما قال اللہ وکان یامر الہدیا بصلوۃ و الزکوٰۃ و کان عند ربہ مرضیا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حقیقت آنجناب پر فرض تھی جس طرح ہم لوگوں پر ہے اور شریعت انکی میں شریعت حضرت ابراہیم کی تھی اور از جملہ معجزات ایک معجزہ یہ ہے کہ اہل بادیہ نے کہا کہ خشک پستان سے دودھ نکالو سو حضرت نے بھناقہ سے کہ لائن دودھ دینے کے نہ تھا دودھ نکالا آزا بھلا اہل بادیہ نے کہا کہ درخت شکر میں اگر پھیل لگن تو ہم ایمان لاؤں حضرت نے دعا کی کہ درخت مذکور میں پھیل لگے مدت دعوت پچاس برس تھی اور عمر یک صد و سی و ہفت سالہ مرقدہ شریف میں المیزاب واقع ہے اخبار الدوا میں ہے کہ جب ابن زبیر نے بنائے کعبہ کھودی تو ایک تابوت سبز سنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے اسکا حال علماء عہد سے پوچھا انھوں نے کہا یہ قبر ہاجر و اسماعیل کی ہے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت قوم جرہم میں دو مرتبہ نکاح کیا پہلی بی بی کو باہیا سے والد بزرگوار مطلقہ فرمایا اُسے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر مسماۃ زغلہ بنت مضامن زوجہ ثانیہ سے بارہ یا گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اگرچہ تمام اولاد قوم میں سردار تھی لیکن قیدر و ثابت بڑے نامور تھے چنانچہ ہمارے حضرت صلعم نبی قیدر میں ہیں نبی رج اللہ میں ہے کہ نور محمدی حضرت اسماعیل سے قیدر میں آیا اور اُسے عہد نامہ حفاظت لکھوایا گیا اور اُسکو حضرت اسماعیل نے تابوت سکینہ میں رکھ کر قیدر کے سپرد کیا پھر حضرت اسماعیل نے وفات پائی اور قیدر نے قوم جرہم میں اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیر اندازی و چابکداری میں مشہور ہوئے بعد چند سے یہ خیال دامن گیر ہوا کہ حسب نسب کمال اولاد اسحق علیہ السلام میں منحصر ہے اسلیئے اُس قوم کی عورتوں سے کمر نکاح کیے مگر اُس نورسہ اسر سرور نے انتقال کیا آخر کار یغوث دیکھا کہ یہ نور مجازی عربیات میں جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیریں کرتا ہے تب مسماۃ غاثرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُس سے منتقل ہو اعبدا زان قیدر نے چاہا کہ تابوت سکینہ کھو لوں غیب سے آواز آئی کہ تمکو اجازت نہیں ہے یہ امانت کنعان میں جاکر یعقوب ابن اسحاق کے سپرد کرو چنانچہ قیدر نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوا متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سنکر اپنے بیٹوں کے کنبہ استقبال روانہ ہوئے اور قیدر سے ملائی ہو کر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاثرہ سے

ایک بیٹا پیدا ہوا اور آفتاب نبوت محمدی برج محل سے طالع ہوا جب کہ قیصر گھر آئے تو دیکھا کہ بیٹا
 محل نامے بیٹا انکے گھر میں پیدا ہوا اور نور محمدی اسکی پیشانی میں چمکتا ہے پھر جب محل جو ان ہوا تو
 قیصر اسکو جبل بوقمیس پر لیکے اور بطریق وصیت نہ بطرز کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اسی
 مقام میں مدفون ہیں پھر وہ نور مظهر محل سے نبت میں و نبت سے شمس میں و شمس سے اودھ میں
 اُس سے اودھ میں اُس سے عدنان میں آیا و ہذا ابو اسحق المعتمد علیہ اور جو محمد ابن اسحاق مطلبی نے
 سیوطی میں لکھا ہے کہ حضرت علیہ السلام نابت ابن اسمعیل کی نسل میں ہیں اور حسب جمیع احوال
 بھی اسی کو تصدیق کیا ہے سو اکثر محققین کا اس روایت پر اعتماد نہیں ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

تفریح دہم در احوال حضرت حق علیہ السلام

یام عجیبی کہ عربی سوانحی افریقہ ہوا زبان عبری میں حق بنی ہما کا یا ہوا کہ اللہ نے نہایت حسین پیدا کیا تھا حضرت ابراہیم
 چودہ یا تیس برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ نے انکو بھی رو برو سے حضرت ابراہیم عہد نبوت عنایت
 فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وہ ہبنالہ حق و یعقوب و کلا جلنا نبیا یعنی غشا ہمنے ابراہیم کو حق و یعقوب
 اور دونوں کو نبی کہا روایت ہے کہ جب عمر حضرت حق کی چالیس کو پہنچی تو حضرت لوط کی بیٹی سے نکاح کیا
 اور سچ یہ ہے کہ رقیقہ بنت تنویل سے عقد ہوا اور ساٹھ برس کی عمر میں اولاد کے واسطے دعا مانگی خداوند تعالیٰ
 انکی بی بی کو دو بیٹوں سے ایک یعقوب علیہ السلام دوسرے عیسو بزیادت و او عالمہ فرمایا جب نیت وضع
 محل ہو چکا تو یعقوب نے چاہا کہ میں پہلے نکون عیسو نے کہا اگر تو پہلے نکلیگا تو میں بیٹ میں دانہ کو مار ڈالو
 سو حضرت یعقوب نے بلحاظ بزرگی والدہ کے توقف فرمایا تب عیسو اول ظاہر ہوئے و لہذا نام انکا
 عیسو ہوا لانہ عیسیٰ نامہ یہ نام قلموس میں بزیادت و او ہوا اور شمس العلوم میں بدرون و او چار لکھا ہے یعقوب
 محقق عیسو پیدا ہوئے اسلئے یہ نام ہوا حالانکہ یعقوب بیٹ میں عیسو سے برسے تھے اور حضرت
 یعقوب حالت طفولیت میں موصوف برحمت ولینت تھے ایام شباب میں حسب مویشی و زراعت ہو اور عیسو
 طفولیت میں موصوف بغفلت سختی تھے غفوان شباب میں صاحب صید و شکار ہو اور سماء رقیقہ کو یعقوب سے
 بغیر سماء تمندی محبت زیادہ تھی اور عیسو پر صرف شفقت ابراہیم سے حضرت حق بصیر ہو گئے تب یعقوب کے
 واسطے نبوت و ریاست کی دعا کی اور عیسو کے واسطے ملک و رعیت کی اکثر نسل بقا کے ذریعہ کی اور عیسو
 نے قبول فرمائی یعنی یعقوب کی اولاد میں نبوت آئی اور عیسو کی اولاد میں سلطنت چنانچہ عیسو تمام
 روم کے باپ کہلاتے ہیں بنی الاصفرائیم کی اولاد ہیں اور جو بادشاہ ہوا وہ بنی الاصفرائیم کی اولاد میں ہوا
 اور یعقوب کی اولاد سے تمام انبیاء ہوئے مگر نوح و ہود و یصلح و لوط و ایوب و شعیب و ابراہیم و اسمعیل

محمد مصطفیٰ علیہ السلام عمر حضرت اسحق کی ایک سو اسی برس کی ہوئی اور وفات اسوقت ہوئی جو
جب کہ حضرت یوسف وزیر مصر ہو چکے اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہیں کدانی اخبار الدولہ بحضرت
مشہور رکھا یہ کہ ایک کافر چنید رکھا لیں محتاج جانوروں کی لایا اور بولاکہ اسہین جان ڈاوتو میں بیان
لاؤن حضرت اسحق نے جناب النبی بن دعا کی فی الفور ان کھانوں میں جان پر گئی یعنی جس جانور کی
کھال تھی وہی جانور زندہ ہو گیا اخبار الدولہ میں ہے کہ حضرت اسحق علیہ السلام کو بھی فیج کہتے ہیں اور
منج انکاسیت ملیا تھا فائدہ قصص الانبیاء و مشہورین لکھا ہے کہ آخر عمر میں حضرت اسحق نے عیسوی
کہا کہ بوقت خاص میرے واسطے کہ باب لاوتو میں نبوت کی دعا تیرے لیے کروں یہ خبر والد یعقوب و
عیصو کو پہنچی اور وہ یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں سو انھوں نے یعقوب کو عیسو کا لباس پہنایا اور
ضمائش کی کہ آواز اپنی مانند آواز عیسو کے بدل کر اسحق کے پاس حاضر ہوا اور ہندنا کر کہ میرے واسطے
دعا کیجیہ چنانچہ حضرت یعقوب نے اسی طرح کیا اور حضرت اسحق نے دعائے نبوت فرمائی تھوڑی بر بعد
عیصو کہ باب لکرائے اور دعا کی درخواست کرنے لگے حضرت اسحق نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ تیرے واسطے
دعا کر چکا ہوں عیسو نے کہا جگو خبر بھی نہیں ہے تب حضرت اسحق نے تفتیش فرمائی کہ وہ دعا کون لکھتا ہے
کہ یعقوب اول مرتبہ آئے و برکت دعا لکھنے لاجا عیسو کے واسطے یہ دعا فرمائی کہ بادشاہت تیری نسل میں رہے
انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ جلسہ سازی فساری کی ہو کہ ایسی تمت کرتے ہیں اور صاحب قصبہ الانبیاء نے بلا کا
صحت روایت باب است و ہم سنا کہ کوئی روایت نقل کی ہو حاطب اللیل اسی کو کہتے ہیں وزیر قصبہ الانبیاء
کہ بعد وفات ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسمیل نے اپنے چھوٹے بھائی اسحق سے کہا کہ باچکے کر کے کوئی
چیز بھیجے بھی ملے حضرت اسحق نے کہا تم نوٹھی کی اولاد ہو مگر میراث پدر نہ ملے گی اس بات سے اسمیل علیہ السلام کو
بچ ہوا فقہ حضرت جبریل نے اسحق کو دم سے کہا یہ کلام بس نازیبا تھا ناگو نہیں معلوم ہو کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم
صلعم اسکی نسل میں ہو گا اور آخر زمانے میں تمام جن و انس کا رسول بس اس گفتگو کی سزا میں اللہ صاحب
حکم دیا ہے کہ تمھاری اولاد کو اولاد اسمیل یا مملوک بنا دیں اور تیری امت میں قوم جو دینا ہوں کہ پیغمبروں کو نافع قتل
کریں اور یہ بھی فرمایا کہ اس سخن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یوسف ابن یعقوب تمھارا پوتا غلام بنایا جائیگا اور بے گار اس
پیغام کے سننے سے حضرت اسحق بہت رونے لگے کہ انھیں جاتی رہیں اور دوبرہن حضرت جبریل شریفین میں لائے
اس عرصہ میں حضرت اسحق نے توبہ و نماز میں ایام بسر کیے بعد اسکے اللہ صاحب نے توبہ انکی قبول فرمائی اور
حضرت جبریل نے پیغام دیا کہ توبہ قبول ہوئی اور تمھاری اولاد میں ایک پیغمبر اولوالعزم پیدا ہو گا جو کہ بلا واسطے
کسی فرشتے کے اللہ صاحب سے کلام کرے گا کہ اس پیغام سے اسحق علیہ السلام کو شکین ہوئی واللہ اعلم

اسی وقت کو سیدہ نے کہا انا اللہ لا اله الا انا الکما واکہ اہامک وقد اوشک هذا الارض المقدسة
ولذرتیک من بعدک وبارکت فیک ونبیم و جعلت فیک الکتاب والحکم والنبوة القصص حضرت
یعقوب علیہ السلام لایان لایان اپنے مامون بن یحییٰ کے پاس فلسطین میں پہونچے اُسکی دو بیٹیاں
تھیں ایک لایا خواہ لیا یا ولیا دوسری رحیل سوا سنے دونوں بیٹیوں کو یعقوب کے نکاح میں لیا
کیونکہ اُسوقت تک جمع بین الایتین درست تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں منع ہوا اور تفسیر
سراج المنیر میں لکھا ہے کہ بھائی یوسف علیہ السلام کے گیارہ تھے یوڈا اور یوئل وسمعون و لادی و
زبول و یقول بقاعی بڑا سے بھمہ و بار موحہ و یسخرہ و یوسماہ لیا دختر لیان سے کہ مامون حضرت
یعقوب کا تھا پیدا ہوئے اور فراق و نفقہ بنون مفتوحہ و فادساکنہ و مٹناہ فوئہ و لام بعد از ان
یا و جا و اسہ چار نفر دو لونڈیوں سے بعد اُسکے لیا نے وفات پائی تو رحیل اُسکی بہن سے نکاح ہوا
اُسے حضرت یوسف بنیامین ہوئے اخبار الدول میں ہے کہ لیا و رحیل کے پاس ایک ایک
لوٹدی تھی وہ بھی دونوں حقیقی بہنیں تھیں چنانچہ دونوں کو دونوں بیٹیوں نے ہم کیا کہ حضرت
یعقوب نے انہیں بھی اپنا نصرت جاری فرمایا کہ اُسے چھ بیٹے ہوئے یاخز و یبول و دان و قتال
و کال و انمار اور بعض موزنین نے لکھا ہے کہ اول حضرت یعقوب کا نکاح لیا سے ہوا جب مری
تو لایان نے دوسری بیٹی مسماہ لیا سے نکاح کر لیا اُس سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے دان و قیشال
یا بغال یا یعشال و جا و یا کا و اور اشیر و شجر کہ سافا و شجور و نساجر و نساجر بھی انکو بولتے ہیں جب
وہ بھی مریں تو رفا سے نکاح کیا کہ اُس سے زبائون یا ربون پسر و دنیا خواہ و دیتہ دختر متول ہوئی
جب مریں تب رحیل سے نکاح ہوا کہ اُن سے مکشام میں یوسف علیہ السلام و کنعان میں بنیامین
پیدا ہوئے اور وضع حمل کے بعد رحیل نے وفات پائی لیکن اصح یہ ہے کہ لیا و رحیل سے ایک وقت میں
نکاح ہوا چنانچہ مذکور ہوا اسیکا اشارہ قرآن مجید میں ہے لا تجمدا بین الایمتین الا ما قد سلف اور
رفا و یلیا خواہ بلقا و نڈیان تھیں جیسا کہ کتب نبی اسرائیل میں ہے بالجملہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے
بارہ بیٹے ہوئے انھیں کو سب ابا بولتے ہیں اور سبط کا نام عرب میں وہ درخت ہے جسکی شاخیں بہت ہیں
سو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹیوں کی اولاد کثرت سے ہوئی ہے روایت ہے کہ جب عمر حضرت
یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہونچی تو دوحی ہوئی کہ تم کنعان کے نبی ہوئے اب یہاں سے
جا کر دعوت حق کرو اور شہادت ابراہیمی پر دہان کے لوگوں کو بلاؤ چنانچہ حضرت یعقوب نے اپنے
مامون لایان سے بیان کیا اُسے نقد و منس دے کر باہل و عیال خصت کیا مستقل کنعان کے

۵
بنیامین کی بیٹی
مسماہ کو نکاح
کر لیا اور پانچ
بیٹے پیدا ہوئے
دان و قیشال
یا بغال یا یعشال
و جا و یا کا و
اور اشیر و شجر
کہ سافا و شجور
و نساجر بھی انکو
بولتے ہیں جب
وہ بھی مریں تو
رفا سے نکاح کیا
کہ اُس سے زبائون
یا ربون پسر و
دنیا خواہ و دیتہ
دختر متول ہوئی
جب مریں تب
رحیل سے نکاح ہوا
کہ اُن سے مکشام
میں یوسف علیہ
السلام و کنعان
میں بنیامین
پیدا ہوئے اور
وضع حمل کے
بعد رحیل نے
وفات پائی لیکن
اصح یہ ہے کہ
لیا و رحیل سے
ایک وقت میں
نکاح ہوا چنانچہ
مذکور ہوا اسیکا
اشارہ قرآن مجید
میں ہے لا تجمدا
بین الایمتین
الا ما قد سلف
اور رفا و یلیا
خواہ بلقا و
نڈیان تھیں
جیسا کہ کتب نبی
اسرائیل میں ہے
بالجملہ حضرت
یعقوب علیہ السلام
کے بارہ بیٹے
ہوئے انھیں کو
سب ابا بولتے
ہیں اور سبط کا
نام عرب میں وہ
درخت ہے جسکی
شاخیں بہت ہیں
سو حضرت یعقوب
علیہ السلام کے
بارہ بیٹیوں کی
اولاد کثرت سے
ہوئی ہے روایت
ہے کہ جب عمر
حضرت یعقوب
علیہ السلام کی
چالیس برس کو
پہونچی تو دوحی
ہوئی کہ تم
کنعان کے نبی
ہوئے اب یہاں
سے جا کر دعوت
حق کرو اور
شہادت ابراہیمی
پر دہان کے
لوگوں کو بلاؤ
چنانچہ حضرت
یعقوب نے اپنے
مامون لایان سے
بیان کیا اُسے
نقد و منس دے
کر باہل و عیال
خصت کیا مستقل
کنعان کے

عیسو براو یعقوب بنا پرستہ بال آئے اور بغل گیر ہوئے حضرت یعقوب نے بنظر دفعہ دسواں حصہ
 موسیٰ کا انکو دیا وہ جانب روم چلے گئے اخبار الدولہ میں ہر کہ سدی فرماتے ہیں جب یعقوب علیہ السلام
 پانسو چاس راس عیسو کو دیئے تو وحی آئی اور یعقوب تو نے ناحق اپنا مال ضائع کیا اور مجھ پر توکل
 نہ کیا اسکی سزا یہ ہر کہ اسے قدر آدمی تیری اولاد کی اولاد عیسو کے ملوک ہونگے سو جب سلطان روم
 بیت المقدس پر غلبہ پایا تو طور اس وحی کا ہوا اور بعض اہل سیر نے اس مقام پر لکھا ہر کہ خبر
 تشریف آوری حضرت یعقوب علیہ السلام جب عیسو کو معلوم ہوئی تو اول جوش و خروش میں آکر مقابلہ
 کرنے کو مستعد ہوئے مگر بغالیش عقلاً آخر میں سلوک پیش آئے اور ملاقات کر کے ملتصق ہوئے کہ تمکو
 اللہ تعالیٰ نے از روئے نبوت بزرگی عطا کی ہر سو تم میرے حق میں اور اولاد کے حق میں دعا کرو چنانچہ
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور عیسو روم کو روانہ ہوئے روایت ہر کہ عیسو نے حضرت
 اسمعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا اُسے پانچ بیٹے پیدا ہوئے از انجاء ایک روم نام تھا کہ
 اُسکی نسل سے سب رومی ہیں اور تمام سلاطین روم اُسی کی نسل میں ہوئے ہیں عمر عیسو کی ایک
 پتالیس برس کی ہوئی جس دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے سفر آخرت فرمایا اُسی دن عیسو نے
 بھی وفات پائی اور اپنے والدین کے متصل مقام حیران میں مدفون ہوئے بعض کہتے ہیں کہ حضرت
 ایوب پیغمبر عیسو کی اولاد میں ہیں وہو اصحیح اور بعض کہتے ہیں کہ عوس بن ناخور کی اولاد میں
 لیکن بنی اسرائیل سے خارج ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوط کے نواسے تھے اور تحقیق اسکی
 حضرت ایوب کے حال میں کیجا نیکی القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں دعوت ایمان شروع فرمائی اول
 یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ شہر کنعان میں لکھلیں واقع تھا رہنے والے وہاں کے تنگی جگہ کے شکاکی تھے سو بدعت قوم
 انکی جنس کے واسطے دعا فرمائی وہاں خداوند حقیقی دونوں ہاتھوں اشارہ کیا کہ دونوں ہاتھوں سے اور مقام مسیح
 دوسرے معجزہ یہ ہوا کہ یہود قوم عاتقہ سے مقابلہ کیا اور حالت مقابلہ میں برجھاٹوٹ گیا یہود حضرت یعقوب آواز دی
 کہ انجناب نے شرف رنج سے آواز سنی اور برجھاٹوٹ دوسرا پھینک دیا کہ انکی اخبار الدولہ میں یہ معجزہ یہ ہوا کہ اس
 وقت میں سلیم بن دارا کنعان میں بادشاہ تھا وہ مع لشکر اپنے حضرت یعقوب کے پاس کر بیٹھا اور
 مستفسر ہوا کہ آپ کس طرح بلا اجازت بیان مقیم ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں
 یعقوب بنی اسرائیل ہوں اور حکم خدا ایمان آیا ہوں تاکہ تجھے اور تیری قوم کو
 دعوت ایمان فرماؤں اگر تو قبول کرتا ہو تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ تجھ پر جہاد کروں گا اُسے
 غیظ میں آکر کہا تمھارے ساتھ لشکر کہان ہر جو مجھ سے لڑو گے تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے

شعون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ انشاء اللہ میں اس بادشاہ پر باعانت خدا و ملائکہ و اولاد جہاد کرونگا
اس وقت بادشاہ اپنے قلعہ میں جا بیٹھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعوت ایمان فرمائی مگر
قبول نہ کیا لہذا چار اولاد کو جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ شعون بن یعقوب تن تنہا اس قلعہ کے
دروازے پر جا بیٹھے اور یوں دعا فرمائی اللھم افتح لنا هذا وانت عیبر الفاحشین بسم اللہ الا انہم
و استحق و یعقوب اور ایک سپردار اپنا دروازے قلعہ میں مارا کہ تمام قلعہ میں زلزلہ پڑ گیا اور دیواریں
اسکی گرتی گئیں کہ اکثر لوگ دب کر مر گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام داخل قلعہ ہوئے اور بادشاہ
منہزم ہوا اور تمام لشکر غائب ہو گیا ہمراہیان یعقوب علیہ السلام نے مال و متاع خوب لوٹا عسکر
حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک کلوستیدانیس یا پنتیا لیسینس کی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام
پس مدفون ہیں اور باقی احوال انکا حضرت یوسف علیہ السلام کے حال میں لکھا جائیگا

تفریح و دوازدهم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف یحییٰ بن یزید کی علی بن ابی طالب سے منسوب ہے حضرت ابو الخلوہ عن سبک خرو کے تشریف و تفریح اس میں مکتوب بھی
پڑھا گیا کہ انی ثوبہ بنہ نزل ملک باسط القیوبی درخ کے نزدیک بی خود ہفت ہفت کما فی قولہ تعالیٰ فلما اغتوا قہنسا یعنی
جب تم جو عمل الہی انجام دے لیا یعنی او را بنیادوں پر ہو کہ یوسف شوق سے ہر وہی اللہ یعنی الرحمن و اہل بیت علیہم
و ابعد کہ یہ دونوں معنی یوسف علیہ السلام میں جمع ہو تھے کہ اقال الترنی فی تفسیر و یکذا فی عالم التنزل اور
عین المعانی میں ہر کہ یوسف علیہ السلام اس سے اس القصص ہر کہ صاحب قصہ حسن تھا اور بحر الحقائق میں
کہ اس وجہ سے حسن ہر کہ احوال انسان سے شبہ ہر یعنی یوسف دل یعقوب و دراصل نفس و اخوان
قوی و جوارح اور اندر صاحب فرماتے ہیں ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور علامہ ترمذی
فرماتے ہیں کہ وجہ حسن ہونے کی یہ ہر کہ اور پیغمبران کے قصے قرآن شریف میں متفرق ارشاد ہوئے
اور انکا قصہ ایک ہی سورہ میں ہر چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ بابۃ سورتوں میں ہر اور نوح
علیہ السلام کا چھ سورتوں میں اور ابراہیم علیہ السلام کا اٹھارہ میں اور لوط کا نو میں اور
موسیٰ علیہ السلام کا انتیس میں اور شعیب علیہ السلام کا تین سورتوں میں اور عزیز علیہ السلام کا
دو میں اور سلیمان علیہ السلام کا چار میں اور داؤد علیہ السلام کا پانچ میں اور زکریا علیہ السلام کا
تین میں اور عیسیٰ علیہ السلام کا نو میں اور بعض کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو مکتاے زمانہ فرمایا تھا تین امین اول حسن صورت کہ نو حصے حسن کے
یوسف کو عنایت کیے اور ایک حصہ اور آدمیوں کو اور مخزن اسرار میں ہر کہ اللہ نے حسن کے

ہزار حصے فرمائے ایک حصہ تمام عالم کو دیا اور باقی حضرت یوسف کو اور اخبار الدول میں ہر کہ
تھے یوسف علیہ السلام سفید رنگ حسن الوجہ اور بال اُنکے گھونگھروائے اور آنکھیں سیاہ
نہت برین نہ چھوٹیں اور ماہین دونوں آنکھوں کے ایک خال سفید گویا ماہ شب چہار دم اور
بہنی بلند اور رخسار سے پر گوشت اور رخسارہ راست پر ایک خال سیاہ اور دندان مبارک
روشن و تابان جب ہنستے تو نور کی چمک سی روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم تھا پائے ایک نور
و کھلائی دیتا اور شکم مبارک باریک اور ناست چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پر گوشت اور
نراکت کا یہ مرتبہ کہ جب نوا کہ و بقول تناول فرماتے تو سبزی اُسکی حلق و سینے میں نظر آتی اور وشی
چہرہ مبارک کی ایسی کہ جب کسی کو جسے میں گندے تو در و دیوار میں عکس و شنی کا نمودار ہوتا
کما یرى الشمس من الماء على الجدران قال عمر بن الخطاب کان یوسف علی سائر الناس فی افضل فضل القمہ
نبیۃ البدر علی سائر الخلق و روی عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راست
لیلۃ امیر علی فی السماء یوسف کا القمہ نبیۃ البدر و قال اتقی ابن قسہ وہ کان یوسف اذ سار
فی الزمۃ قسہ نا اذ نور وجہہ سے اجدان کذا فی المعالم اور نظم الجواہرین ہر کہ یہ قصہ مثل حاسد
و حسود و مالک و ملک و عاشق و مغشوق پر ہر اس سبب سے حسن القصص ہر اور معالم میں ہر
کہ امین احکام و نکات و فوائد مفید دین و دنیا کے مثلاً سیر ملک و مالک و علما و مکرنا و صبر
برائے اے اعدا و غصہ لہذا حسن ہر ابن عطا فرماتے ہیں کہ نہیں سننا قصہ یوسف کو بخیر و
گمیریہ کہ دفع ہو جاتا ہر اسکا غم اور تفسیر سراج المنیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ پیش
کہ حضرت صلعم حضرت یوسف کی شان میں فرماتے ہیں الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب
بن اتقی بن ابراہیم اور انیس العاشقین میں ایک روایت غریب ابن عباس سے لکھی ہر کہ
ایک گنوار نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یوسف حسین تھے یا آدم فسرایا یوسف میں آدم کا
نشان تھا کیونکہ آدم کو اللہ نے دو نعمتیں دی تھیں حسن و انگشتی کہ برکت حسن و حور و
مخدوم و ہیبت خاتم سے فرشتوں کے مسجود ہوئے جب ذریت صادر ہوئی تو نور عرش پر گیا
اور خاتم شاخ طوبی پر جب انکی ذریت ہوئی تو نور حسن یوسف کو ملا و خاتم سلیمان کو اور یہ بھی
ارشاد کیا کہ یوسف متوسط القامت تھے اور بال اُنکے بہت سیاہ کہ شب تار کو اُس سے نسبت
نہیں اور چہرہ ایسا نورانی و روشن کہ آفتاب و روز کو کچھ مناسبت نہیں اور آنکھیں ایسی بیاری
گویا دو چشمہ بہشت جاری اور اک یہ رخسار پر خال گویا اختر ہے زہال اگر صورت انکی بمو کھا دیکھنا

سیر ہو جاتا اور جو بیگانہ دیکھتا تو پگھلا ہو جاتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو بھی خاک ہی سے بنایا تھا اے اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسا جلوہ دکھاتا ہے اعرابی نے کہا یا رسول اللہؐ یہ کس طرح ہوا تب حضرت صلعم نے عبد اللہ ابن عمرؓ سے جو کہ نہایت خوش آواز تھے فسرہ دیا تو پڑھو

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ اَلِیْ قَوْلِہِ تَعَالٰی فَبَارَکَ اللّٰہُ حَسْبُ الْخَالِقِینَ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی طرف دیکھتا اور ہنسنا اور ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا تب حضرت جبریلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اب تک یہ اعرابی آپ کی بساط پر تھا اور اب بساط الہی پر ہے سو اس حال میں اعرابی نے جان بحق تسلیم کی اور حضرت صلعم اللہ نے اسکا سر اپنی گود میں رکھ لیا حضرت جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ یوسفؑ کا دیکھنا روایت الہی کا نمونہ ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم سورہ یوسف پڑھتے تھے جب آیت نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ حَسْنَ الْقَصَصِ پڑھ گئے تو ایک صحابی نے التماس کیا کہ یا رسول اللہؐ خداوند کبریا نے اوکسی قصے کو حسن نہیں کیا اس میں کیا حکمت ہے جو اسکو حسن فرمایا فرمایا کہ تکلم فصیح اور صاحب قصہ حسین ہر تب اور اصحاب بوسے کو اور پیغمبر کیا حسین تھے فرمایا کہ حسین کیون نہ تھے لیکن یوسفؑ کیونکہ حضرت یونسؑ نبی نہ تھے کہ انکو اللہ نے واسطے دکھلانے اپنی خلق کے دنیا میں بھیجا تھا تاکہ اُنکے دیکھنے سے تمام خلق جانے کہ بہشت میں مسلمانوں کی ایسی ہی صورتیں ہوں گی تب صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ حضرت یوسفؑ نے ایسا کیا کام کیا جو ایسی صورت عنایت ہوئی نہ فرمایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی میں بلا سبب عنایت ہوا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ منورہ میں فاش ہوئی اور عورتوں میں اسکا چہرہ چاہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اسکی غیرت دامنگیر ہوئی جب حضرت صلعم اللہ علیہ وسلم دولتخانہ میں جاوے فرما ہوے تو حضرت عائشہ صدیقہ کو متغیر ہانکے سبب پوچھا صدیقہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے یہ بات سنی ہے حضرت نے فرمایا کہ تو نگاہیں نہو میں یوسفؑ سے حسن ہوں کیونکہ یوسفؑ کا حسن چہرے میں تھا کہ نشتہ ہوا اور موجب رنج و کلفت اور میرا حسن خوش خوی اور خلق سے ہے کہ خلق اللہ کو بہت راحت و مسرت ہے چنانکہ میری شان میں ہے کہ دمار سلناک الارجمۃ للعالمین اور میری صفت ہے انکے لئے خلق عظیم یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبریلؑ علیہ السلام نے آکے کہا یا رسول رب العالمین یہی بہت اہم اس وقت آپ کے نور اور یوسفؑ میں آسمان پر درخشش تھا آخر کار حسن صورت ظاہری یوسفؑ اور شجاعت و سخاوت و تقویت و بہت و حمیت و سیادت و شفاعت و دعوت و اجابت و وقفات

و امانت و سکنت و خلعت و محبت و شریعت و خلافت و صبر و شکر و خلق و تادیب و تکبیر
 و تسلیم و تسبیح و تحمید و تسبیح و جہاد و آیات مفصلات و کمالات منزلات و ازواج طاہرات معراج
 و مقام محمود و جوہر مورد محبوبیت مطلقہ و استغفار مطلق و رویت الہی و قرب اتم و علم وسیع و عرفان
 و قضا و فتویٰ و اجتہاد و اعتساب و قرارت آپ کو عنایت ہوئی جب حضرت عائشہ صدیقہ نے
 یہ سنا تو انکی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث میں کہ بخاری و مسلم نے روایت کی ہے صاف وارد ہے
 کہ فرمایا حضرت نے کہ میں نے یوسف کو تیسرے آسمان پر دیکھا اور انکو حسن کا ایک حصہ
 ملا تھا پھر یوسف نے محکوم رہا کہا اور دعائیں فرمائی اور برابر ابن عازب سے روایت ہے
 کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ میں ازراہ دریا رخ پہنے ہوئے
 دیکھا سو میں ایک نظر حضرت کے چہرے پر کرنا تھا اور ایک چاند پر پس بخدا ایک
 حضرت کے چہرے کی روشنی چاند پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شامل ترمذی میں لکھتے ہیں
 کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہوئے تھے کچھ کسی انسان میں جمع
 نہیں ہوئے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی
 شخص حضرت سے کاملتر نہیں ہے کہ معنی بود صورت خوب راہ اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین
 میں ہیں بعض علما سے نقل فرماتے ہیں کہ تمام حسن حضرت کا اصحاب پر ظاہر نہیں ہوا کیونکہ وہ
 لوگ طاقت دید کی نہ رکھتے تھے جس طرح خورشید کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے اور جو دیکھتا
 تھا تو آنکھیں جھپک جاتی ہیں اور دیکھ نہیں سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی یا
 نزدیک سے مشاہدہ نہ کر سکتا تھا ۱۰۰ این حسن چہ حسن است نہ حد بشر است این ۱۰۰ از حسن بشر
 نیست صفائے دگر است این ۱۰۰ صبح سعادت ز جبین تو ہوید ۱۰۰ این حسن چہ حسن نیست
 و تعالیٰ ۱۰۰ اور ربیعہ بنت مہدی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر دیکھتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم مقابل آفتاب کے کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب ہو جاتا تھا اور حضرت
 عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمان مصر نے یوسف علیہ السلام کے
 دیکھنے سے اپنے ہاتھ چھوری سے کاٹ ڈالے اگر حسن جمال میرے محبوب حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مشاہدہ کرتی تو اپنے دل کو کاٹ ڈالتی اور یہ بھی پوشیدہ نہ ہے کہ اگرچہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہے لیکن حسن جمال اہل بیت

حسن و جمال یوسف اور جمیع انبیاء علیہم السلام سے زیادہ ہے۔ حیران شدہ و حسن توصفہ یوسف مصری، شرمندہ زعل لب توشیحہ حیوان، اور یہ تو پر ظاہر ہے کہ حسن و جمال جمیع انبیاء شکوہ جمال حضرت سے متقیس ہو پس حضرت گویا آفتاب ہیں اور جمیع انبیاء گویا ستارے اور جوابو ہریرہ سے حدیث معراج میں روایت ہے کہ حضرت فرماتے ہیں میں نے دیکھا یوسف کو کہ فضیلت دیکھنے میں آدمیوں پر از روئے حسن کے مانند لیلۃ القمر و قسطلانی فرماتے ہیں کہ مراد آدمیوں سے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر جو بصورت اور خوش آواز و نیک حسن و جہاد حسن صوتا اور جو سلم کی روایت میں ہے کہ ناگاہ یوسف نظر آئے اور انکو ملا تھا پارہ حسن سے سو مراد اسی پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور شیخ ابوالحسن شعری فرماتے ہیں کہ بہترین نعمت و بہشت ربوت الہی ہے بعد اسکے رویت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمال و شہمت فردوس و نچون دوزخ است، یا جمال و شہمت دوزخ و جنت خوشتر و دوسرے نسب کہ سوا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی پیغمبر کی تین پستیں برابر نہیں ہیں لہذا حضرت یوسف اسی خط پر لکھے تھے میں یوسف مدلیق اللہ ابن یعقوب اسمہ ایل اللہ ابن اسحاق بنی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ تمیز سے محنت و مشقت و مصیبت کہ اور پیغمبروں کو فقر میں ہوئیں اور حضرت یوسف یمن بادشاہت میں تھے حضرت یوسف نے چالیس برس تک مصر میں ظاہر نہیں فرمایا کہ میں یعقوب پیغمبر کا بیٹا ہوں اور شب و روز روتے رہے فائدہ مخفی نہ رہے کہ اس قصہ کا سبب نزول کلام اللہ میں یہ ہوا کہ نظر ابن حارث قریشی کا فہرہ و رسول بر مالدار تھا اسنے عجمیوں کے قصے اور حکایتیں خرید کر کے عربی میں ترجمہ کیے اور مکہ معظمہ میں قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش بھیج ہو سننے لگے تب اس فرود نے یہ اختیار کیا کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ میں اچھے قصے کہتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب میں وہ جاہل بدین کہتے کہ تو اچھے قصہ گوئی کرتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بھی نہیں کہتے ہیں سوال اس کا فرمودہ کے حق میں بقول بعض مفسرین سورہ لقمان یہ ارشاد ہوا کہ ومن الناس من یشری اموالہ بکلیف لیضل بعین اللہ لعلہ علم و یخذ ما ہزوا اولئک لہم عذاب مہین یعنی اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراویں اسکو ہنس مہ جو ہیں انکو ذلت کی مار ہو اور جب کہ مقولہ و ملاکس کا فر کا مشہور و ماتب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الہی میں کہ کیا ارشاد ہوا کہ نحن نقص علیک حسن نقصص یہ ارشاد الہی جواب ہے اس کا فر کے کلام کا کہ انا حسن حدیثا ام محمد اور بعض

مفسرین نے لکھا ہے کہ قریش نے یہود سے مشورہ کیا کہ ایسی کوئی بات تجویز کر کے نکالو تو انہیں کچھ
 طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جبکہ جواب نہ آوے یہود نے کہا محمد سے جا کے فتیہ کرو
 کہ ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا وطن تو شام میں تھا پھر انکی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کس طرح آئی
 جو موسیٰ پیغمبر فرعون سے جھگڑے تب یہ سورۃ حضرت پر نازل ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کا قصہ صحیح و درست راست بے کم و کاست بیان کیا اور
 بعض کہتے ہیں کہ یہ قصہ ایسی نازل ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آکاہ کر دین کہ اگر تمہاری قوم
 حسد کرے اور میرا کہے تو کچھ خیال نہ کرو ایسے کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف پر ایسا حسد کیا
 کہ کنوئین میں ڈال دیا اور حضرت خداوند جل شانہ نے حضرت یوسف کو بادشاہی اور نبوت
 عطا فرمائی اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم نے یوسف علیہ السلام کا قصہ قریش میں
 پڑھا ہے اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیان کریں تو ایمان لاویں حضرت نے فرمایا کہ کاش کہ
 تعالیٰ اُسی رات کو حضرت جبریل نے سارا قصہ یوسف کا حضرت کو سنایا تو آپ نے صبح کو یہود
 سامنے بیان کیا اور بعض کہتے ہیں کہ پوچھنے والے اس قصے کے گنگا گنگا رٹا ب لوگ تھے کہ
 انھوں نے حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہمارے گنگا ہوں گزشتہ پر کیا نوبت ہماری ہوگی
 ہم سخت متروک و حیران ہیں اور تو بہ کر چکے ہیں اُس پر قصہ یوسف علیہ السلام نازل ہوا اور وحی
 ہوئی کہ اس قصے کو تاہمین پڑھو اور سمجھا دو کہ دیکھو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے واسطے
 بعد توبہ و ندامت کے آمرزش چاہی کہ قبول ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم کو بھی توبہ و ندامت سے بخشے گا
 میں کہتا ہوں کہ یوسف اور انکے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کو کمال قابل
 تقدیر کا کہ فی یوسف واخوته آیات للساألین مثلاً اگر کوئی بلا کشیدہ فراق رسیدہ بھی اس قصے کو
 پڑھے تو اُس کو کبھی تسکین ہوگی اور جو کوئی قیدی اپنے حال پر نظر کر کے اُس کو دیکھے تو اُس کو تسکین
 ہوگی اور جو کوئی محتاج بے مایہ سپر کاظ کرے تو اُس کو بھی جائے اطمینان ہو اور جو کوئی حاسدون
 ہاتھ سے تنگ ہو اُس کو بھی رنج کرنا چاہیے کہ بھائیوں نے حسد کیا ہے اور قریش کو یہ نشان ملا
 کہ انھوں نے بھائی کا حسد کیا اور اطاعت قبول نہ کی اُسی کی طرف محتاج ہوئے اور جو ہر طرف
 نکالا وہیں عروج ہوا کہ اکثر قریش کی جان گئی اور یہود بھی حسد ہی سے خراب و برباد ہوئے اور انکے
 اولیاء خوار ہیں فائدہ چونکہ اکثر امور حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدا سے انتہا تک غائب ہیں
 ہوئے ہیں ایسے حقیقت خواب کی بیان کرنا واجب ہوا مخفی نہ رہے کہ اللہ جل شانہ نے جو ہر سر

یہ رتبہ عطا کیا ہے کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے اور آسمان پر جاتا ہے کہ موانع عذابی میں مجبور ہوا ہے اور اس کے
 قاصر ہو اور جب خواب میں یہ موانع کہ تخیل کے اعلیٰ تدبیر بدن میں نازل ہوئے تو نفس کو قوت پس
 اور اک کی ہم پونجی پھر جب نفس کسی حال پر مطلع ہوا اگر صورت اسکی بعینہ خیال میں قائم ہو تو حاجت
 نہیں اور تاویل کی ضرورت نہیں اور اگر آثار اس اور اک کے خیال میں نازل ہو گئے تو تعبیر تاویل
 چارہ نہیں پھر اس صورت میں بھی اگر آثار اور اک روحانی کے غنیمت میں تو معبر کو انتقال تخیلات حقائق
 رسانی سے حاصل ہوتا ہے اور جو اضطراب و اختلاط سے دخل کیا ہے تو انتقال شکل سے ہاتھ آتا ہے اور اسی کا
 نام اصناف احلام ہے اور سب اختلاط کا یہ ہوتا ہے کہ فساد قوی بنیہ سے قوت متخیلہ میں پریشانی
 پڑ جاتی ہے کہ قال مولانا نظام الدین نیشاپوری فی تفسیرہ اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں
 کہ ما بین عالم اجسام و ارواح کے ایک برزخ ہے کہ اس میں ہر ایک چیز کی صورت شبیہ باجسام میں حیث
 المقداریہ اور شبیہ بارواح میں حیث النورانیہ موجود ہیں اسی کو عالم مثال و خیال منفصل و راقی
 بولتے ہیں اور حکماء اشراقیہ اقلیم ثامن و ثل محلہ اور مولانا سعد الدین شرح مقاصد میں مہرین
 نقل فرماتے ہیں کہ ہر موجود کی ایک مثال ہے قائم بذات خود اور مطلق لانی المادۃ و المحمل کہ اس کو جس
 باعانت منظر مشاہد کرتی ہے مانند آئینہ و خیال اور یہ عالم وسیع و لا انتہا ہے اور فعل و انفعال میں ہے
 عالم کے مانند ہے مگر عجائب و غرائب سے پر ہے و جلیلا و جالبصا کے دوشہر ہیں کہ ایک ایک میں ہزار ہزار
 دروازے ہیں اور جو کچھ خواب میں یا بیداری میں بحالت حقوق مرض و غلبہ خوف خیال میں آتا ہے
 اور خارج میں موجود نہیں ہے اسی عالم سے ہوتا ہے علیہذا القیاس متعدد مکانوں میں جانا اور نشتا
 دور و دراز کا کرنا اسی عالم سے ہے اور حسین سینیدی فوارج میں فرماتے ہیں کہ مثال مقید کہ خیال ہر
 مثال مطلق ہے جس طرح ذرہ و آفتاب و جدول و دریا پس ہر گاہ کہ ساک اپنے سلوک میں مثال مطلق
 میں پہنچے تو جو کچھ مشاہد کرے حق و صواب ہے کیونکہ یہ عالم مطابق حق ہے اور جو امر خیال میں آتا ہے
 کبھی صواب ہوتا ہے کبھی خطا اور سبب صواب و بدید کے یہ ہیں اول توجہ نام بخدا و عالم ارواح دوم راستی
 و طہارت و اعراض اغراض و نیواید و علائق بنیہ سے سوم اعتدال مزاج و قیام بطاعات و عبادات و
 دوام و وضو اور یہ تینوں مشہدات کا طین میں پائی جاتی ہیں لہذا یہ طائفہ بیداری میں بھی عالم مثال کو
 دیکھتا ہے اور کبھی عوام کو یہ بھی ہوتا ہے کہ جو کچھ پیشین از خواب دیکھتے ہیں مثال اس کے خواب میں نظر آتی ہے
 اور انکار امر دیا تعنف و مکاہرہ ہے اور اس سے انکار آیات و احادیث لازم آتا ہے صحیح بخاری میں اس
 ابن مالک سے روایت ہے کہ خواب آدمی نیک کا ایک جزو ہے جیسا اللہ عز و جل نے اور حضرت عائشہ رضی اللہ

عہنا سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اول آثار وحی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رویا حاصل دیکھتے تھے حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رویا صالحہ خدا کی طرف سے ہے سو جو کوئی تم میں سے اچھی خواب دیکھے اُسکو کسی سے نہ کہے اور جب بُرے خواب دیکھے تو ٹھٹھک ٹھکا دے بائیں طرف اور کہے ^{الشیطان} اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن بشر مارایت اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ خواب نہ بیان کرے مگر اپنے دوست سے یا عاقل سے بیان کرے پوشیدہ نہ ہے کہ ارباب رویا کے کئی گروہ ہیں اول انبیاء علیہم السلام اُنکے خواب بہت راست ہوتے ہیں اور بعض میں حاجت تعبیر پڑ جاتی ہے دوم صلحا کہ اکثر رویا اُنکے بھی سچے ہوتے ہیں اور کبھی غلط بھی ہو جاتے ہیں سوم سوا کمال کہ صدق و کذب اُنکے خوابوں میں برابر ہوتا ہے چوتھے فساق کہ صدق اُنکے خوابوں میں کم ہوتا ہے یا بخوبی کفار کہ صدق اُنکے خواب میں نادر صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ خواب اُس آدمی کا سچ ہوتا ہے جو سچا ہو اور بوجہ خیر سے مروی ہے کہ خواب صبح سچا ہوتا ہے اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ جلد تر رویا تعبیر میں خواب قبولہ ہیں اور محمد ابن سیرین کہتے ہیں کہ خواب روزمانند شب ہے اور عورت مثل مرد ہے القصہ حضرت یوسف نے پہلا خواب دیکھا کہ مجھ کو لوگ گھسیٹتے ہیں اور پانی مجھ سے لیکے شک میں بھرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہاں اور زمین مجھ کو اپنی طرف کھینچتی اور جگہ دیتی ہے جب بیدار ہوئے تو یہی خواب حضرت یعقوب سے بیان کیا کہ اُنکو سنکر رنج ہوا پھر ایک روز اپنی بہن کے ساتھ کھیلنے کھیلنے سو گئے تو خواب دیکھا کہ بھائیوں کے ساتھ جنگل میں گیا وہاں جا کے سب نے لکڑیوں کے گٹھے باندھے سواروں کے پشتارے سیاہ ہیں اور میرا روشن اس عرصہ میں ایک شخص آیا اُس نے مجھے سلام علیک کیا اور بولا اے یوسف میں اسیلے آیا ہوں کہ لکڑیوں کے بوجھ وزن کروں اور دیکھوں کہ کون اس میں سے وزن میں زیادہ ہے سو میں ابوجہ ایک بیٹے میں رکھا اور ایک بھائی کا دو سرے میں میرے بھائی کا بوجھ زیادہ ہوا اور میرا کم چھپا اُس نے اور بوجھ بھی وزن کیے بعد اسکے جگے تو یہ بھی خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا اُنکو اس خواب کے سننے سے بھی رنج ہوا پھر دوسرے برس ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام آرام میں تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اچھا حال اپنے اوزار کون کے اُنکے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بیک حضرت یوسف نے چونک پڑے کہتے ہوئے کہ میری لکڑی سیڑی لکڑی حضرت یعقوب نے نہرایا کیا ہے حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ایک آدمی سفید گھوڑے پر سوار آیا اور اُس نے

مجھ سے کہا اپنی جھڑی مجھ کو دے سو میں نے حوالہ کی اُس نے لکڑی کو زمین میں گھسا کر دیا اور سب
 بھائیوں نے بھی اپنی اپنی لکڑیاں اُسی طرح گاڑیں میری لکڑی بڑھی کہ آسمان تک پہنچ گئی
 اور نہایت سبز ہوئی اور ایسی پھیل گئی کہ ایک شاخ اُسکی مغرب کو اور دوسری مشرق کو
 گئی اور جڑ اُسکی چاروں طرف پھیل گئی تب میں نے اُس سوار سے پوچھا کہ یہ کیا ہے
 اُس نے جواب دیا کہ یہ طہرین شہر دن کی بہن جسکا تو بادشاہ ہوگا اور تیرا ملک دہان تک
 پہنچے گا اور سب رہنے والے دہان کے تیرے غلام ہونگے بعد اُس کے اُس لکڑی میں
 پھل لگے کہ سب آدمی اُسے توڑ کے کھانے لگے اور جو لکڑیاں میرے بھائیوں نے
 بولی تھیں جیسی تھیں ویسی ہی رہیں نہ بڑھیں نہ گھٹیں سو میں اس سبب سے لکڑی لکڑی
 کر کے پکارا حضرت یعقوب نے اس خواب سے دریافت کیا کہ انکو مرتبہ عظیم ہوگا
 اور دل میں بہت ہی خوش ہوئے لیکن اُوڑ بھائی سنکر حسد میں گرفتار ہوئے
 اور رپڑ ہلاکت پڑے یہاں تک کہ ایک مرتبہ بعضے کہتے ہیں دن تھا اور بعضے
 کہتے ہیں روزِ خوشینہ شب لیلۃ القدر تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بارہ برس کی
 عمر میں بروایت ابن عباسؓ اور موافق تحقیق مؤلف اخبار الدول سات برس کی عمر
 میں حسب معمول کنارِ پدر میں آرام کرتے تھے یکایک پریشان ہو کر چنک پڑے خیر
 یعقوب نے پوچھا کیا ہے بولے کہ میں نے معاملہ عجیب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر
 کھڑا ہوں اور میرے گرد و نہرین جاری اور باغ لگا ہوا ہے میں آسمان سے
 گیارہ ستارے اور آفتاب و مانتاب نے اتر کے میرا سجدہ کیا یہ سنکر حضرت
 یعقوب نے دریافت کیا کہ اسکو بہت بڑا مرتبہ نصیب ہوگا اور گیارہ ستارے اسکے
 بھائی بہن اور آفتاب باپ اور مانتاب اسکی خالہ ہر سو یہ سب اسکو سجدہ کرینگے لیکن
 حضرت یعقوب کو سخت تشویش ہوئی اس سبب سے اگر یہ واقعہ اسکے بھائیوں پر
 ظاہر ہوگا تو دشمن جانی ہو جائینگے لہذا از روئے شفقت فرمایا کہ لا تقصص رویاک
 علی اخوتک فیکیدواک کیداً ان الشیطان لاناں عدو مبین یعنی مت بیان کر
 خواب اپنا اپنے بھائیوں سے کہ وہ بناوٹ کے کچھ فریب اسوا سٹے کہ شیطان انسان کا
 مریخ دشمن ہے یعنی یہ مردودِ حسد ڈالنے پر مستعد رہتا ہے اور اسکے ساتھ ہی فرمایا
 وکذلت بختیک ربک وعلیک من تادیل الاحادیث و یتیم نعمۃ علیک وعلی آل یعقوب

کما امتناع ابو یک من قبل ابراہیم و اسحاق ان یک علیہم حکیم یعنی اس طرح
نوازے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھا دیکھا و گناہوں کی تفسیر اور پورا کرے گا اپنا انعام
تجھ پر اور یعقوب کے گھم پر جیسا پورا کیا ہو ابراہیم اور اسحاق پر ہر اُمیہ تیرا رب
خبردار حکمت والا فائدہ نوازش اللہ کی حضرت یعقوب نے سجدہ سے جانی اور تعبیر
خوابوں کی رسائی ذہن سے کیونکہ چھوٹی عمر میں ایسا خواب موزون دیکھا اور بسبب
ہضم نفس کے اپنا نام نہیں لیا صرف ابراہیم اسحاق کا نام لیا اور مراد تمام نعمتیں
ابراہیم پر خلت ہو و بقولے نجات آتش نرود سے اور اسحاق پر نجات فوج سے و بقولے
ظہور یعقوب و اسباط صاب اسحاق علیہ السلام سے کہ فی المعالم حضرت امام غزالیؒ اپنی تفسیر
فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف نے یہ خواب دن کو دیکھا تھا اور اس وقت کیفیت یہ تھی کہ
حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کا سر اپنے زانو پر رکھے تھے اور چہرہ مبارک
نظر کر کے فکر کرتے تھے کہ یہ چہرہ اچھا ہی آیا آفتاب اور مانتاب کہ دفعۃً حضرت
یوسف علیہ السلام بیدار ہوئے اور عرض کیا کہ میری صورت سے آفتاب مانتا
کو کیا نسبت ہے میں نے تو انکو اپنا سجدہ کرتے ہوئے کج دیکھا ہے اور جو بعض عوام
کہتے ہیں کہ دن کا خواب صحیح نہیں ہوتا محض غلط ہے حضرت امام فخر الاسلام فرماتے ہیں
کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے راہت احد عشر کو کہا و الشمس والقمر
راہتیم لے ساجدین تو حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے حضرت یوسف نے
کہا یہ بات خوشی کی ہے نہ رنج و ملال کی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جبے ایسا کلمہ
وہ محنت و مشقت میں پڑا ہے سو وہ راحت کس کام کی جبکہ بعد غم ہوا صحاب
اشارات فرماتے ہیں کہ جبے انا اور لی اور عندی اور نحن کہا دام محنت و
مشقت میں پھنسا دیکھو ملائکہ نے نحن کہہ بلا میں پڑے ابلیس نے انا خیر منہ
کہا ملعون ابدی ہوا قارون نے عندی کہہ خزان اللہ کہہ سارا خزانہ جاتا رہا
فتیر ہو گیا فرعون نے لی کہہ غرق کیا گیا تنبیہ اس آیت سے
واضح ہوا کہ صاحب اسرار کو اغیار سے اپنا سہ کنا درست نہیں کیونکہ حضرت
یعقوب نے بھائیوں تک بھی پوشیدگی کا امر فرمایا چہ جائے اجنبی فائدہ
سعید ابن منصور و ابی یعلیٰ بھتیجا برابن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک

۱
فخران فی فتح اولاد
تفسیر فی خواب
نیز کہہ حضرت
از صفات اولاد
اسم اللہ علیہ

یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو گیارہ ستارے یوسف نے
 دیکھے انکا نام کیا ہے حضرت نے سکوت کیا ذفقہ حضرت جبریل نے تسلیم کی فرمایا
 جبریل طارق ذبال قابض مفتح فزوح ذوالکفتین و شرع فیلق ذناب محمودون
 کذا فی نظم ابوابہ و تواقب التنزیل اور اسی روایت میں ہے کہ آفتاب ماہتاب آسمان
 نازل ہوئے اور سجدہ کیا یہودی نے کہا کہ یہی نام انکے ہیں اور مسلمان ہوا تنبیہ
 حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو کوکب سے نسبت دی نجم سے نسبت
 نہ دی اسکا سبب یہ تھا کہ نجم اُس ستارہ کو کہتے ہیں جسکو طلوع اور مہبوط ہو
 اور کوکب بالعکس ہے سو حضرت یوسف کے بھائیوں نے گو کہ جو رطل حد سے
 زیادہ کیا لیکن عسلاۃ برادری سے باہر نہیں ہوئے بلکہ حضرت یوسف نے
 خود فرمایا کہ جو رطل ستم سے نسبت برادری منقطع نہیں ہوتی تنبیہ عبد اللہ
 ابن عباس فرماتے ہیں کہ دو چہر بن عجیب خالق لایزال نے پیدا کی ہیں ایک
 دانائی دوستی خیر و فی اول فرشتوں کو دی اور حضرت آدم کو سجدہ انکا بنایا
 اور دوسری ستاروں کو عنایت کی اور حضرت یوسف کو انکا گھبراہٹ گردانا قصہ
 جب یوسف نے خواب کہا اور یعقوب نے تعبیر کہی تو حضرت یوسف کی خالہ یعنی
 والدہ شمعون نے چھپکے تعبیر و خواب دونوں سننے جب رات کو صا جزا دے
 حضرت یعقوب کے گھر آئے تو شمعون کی ماں نے یہ احوال کہا اور طعنہ دیا
 یا اپنے لڑکوں کی عورتوں سے تذکرہ کیا انہوں نے اپنے شوہروں سے بیان کیا
 اور طعنہ دیکر بولیں کہ مشقت و محنت ساری تمھارے واسطے ہے اور راحت و
 نعمت یوسف کے واسطے اسی وقت سے بھائیوں کو مسد پیدا ہوا کہ دیر اہلاک
 ہوئے اور پہلے اس تدبیر میں پڑے کہ یوسف علیہ السلام سے خواب کا
 حال پوچھیں چنانچہ ایک دن اپنے ساتھ سیر کو لیچلے راہ میں کہا کہ تم تجکو
 سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور باپ بھی تجکو بہت چاہتا ہے سچ بتلاؤ تو نے
 کیا خواب دیکھا اب حضرت یوسف گھبراہٹے کہ اگر کشتا ہوں تو باپ کے
 خلاف ہوتا ہے اور جو نہیں کشتا ہوں تو جھوٹا ہوتا ہوں اور جھوٹ میری
 شان صدیقیت سے بعید ہے جب حضرت یوسف نے زیادہ تامل کیا تو

بھائیوں نے کہا اے یوسف بچہ آباؤ اجداد ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام اپنے خواب سے ہمکو مطلع کرنا چارو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تب تو بھائیوں کو حسد نے ایسا کر دیا کہ دشمن جانی ہو گئے اور بخواب و بقیہ ار رہنے لگے اور اس فکر و تردد میں پڑے کہ کسی طرح یوسف کو یعقوب سے جدا کرین یہ تو معاملہ واقع ہو چکا تھا کہ بعد ایک سال کے پھر حضرت یوسف نے یہ خواب دیکھا کہ میری انگلیوں سے آب زلال ٹپکتا ہو بعد اُسکے وہی پانی ہوا ہو کر بھائیوں کے سر پر برسے لگا یہ بھی خواب حضرت یعقوب نے سنا اور دریافت فرمایا کہ یہ نشان قحط کا ہو کہ اس حالت میں حضرت یوسف دریا سے بیج شناخت دست احسان سے بھائیوں کو سیراب کرینگے مگر تاویل اس خواب کی موقوف رکھی اور حضرت یوسف نے فرمایا کہ اسکو بھائیوں سے نہ بیان کرو مگر بھائیوں کو خبر ہو گئی کہ دریا پر ہلاکت و غربت ہو گئے اور حسد نے یہ زور پکڑا کہ کوئی بات اپنی دانست میں اٹھا نہیں رکھی فائدہ یہ صفت حسد کی ایسی ہو کہ اسکی مذمت اور قباحت میں آیت اور احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں چنانچہ سورہ بقرہ میں جو ذکر ہے میں اہل الکتاب لو یردو فیکم من بعد ایمانکم کفار احسد امن عن الفسکم من بعد ما یتبین لکم الحق یعنی دل چاہتا ہو بہت کتب و الون کا کہ تمکو کسی طرح پھیر کر بعد ایمان کے کافر کر دین بسبب حسد کے اپنی اندر سے بعد اسکے کہ کھل چکا اُن پر حق اور حدیث صحیح ہو احسد یا کل الحسذات کما ناکل النار الحطب یعنی حسد کیونکہ کھالیتا ہو جس طرح آگ لکڑی کو کھالیتی ہو اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ بنی آدم خدا کی نعمتوں کے دشمن ہیں جب حضرت نے یہ فرمایا سمجھا بنے عرض کیا یا رسول اللہ کون ایسا شقی ہوگا جو نعمت خدا کا دشمن ہوگا فرمایا کہ وہ لوگ جو حاسد ہیں اور نعمت اور فضل ایزدی کو کمر وہ جانتے ہیں اور اسشد قبیح اس خصالت ذمیرہ کا یہ ہو کہ علما اور صلحا میں زیادہ ہو اس باعث سے کہ یہ لوگ نسبت جلا کے قدر نعمت خوب جانتے ہیں پس ہر گاہ اپنے نفس میں وہ نعمت نہیں پاتے تو دوسرے کو دیکھ کر متا ذی ہوتے ہیں اور حسد کرتے ہیں لہذا اہل تجربہ فرماتے ہیں کہ چھ فرستے بے حساب دوزخی ہونگے اُمرا ظلم سے اور عربا بے حساب اور حیت سے

دو تین کبر و نخوت سے تاجر لوگ خیانت سے بچتا رہتا اور پہاڑی جہالت سے اور علما
 حسد سے اور غصہ میں اس کو بندہ کی یہ ہر کہ یہ خصالتیں ان فہم قون میں مقرر اور
 کثیر الوجود ہیں کوئی شخص انہیں سے بڑھ کر خالی ہر انا ماشاء اللہ پس حساب اور پرستش
 احوال کی حاجت نہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ الحاسد مشرک و ذر المؤمن
 لانه جحد عطا و سولہ لغے حادث مشرک ہے اور اس کے واسطے مشرکوں کا شرہ ہو کہ وہ نہ
 اسے انکار کیا بخشش خدا کو اور بھی حدیث میں وارد ہے کہ حاسد عیش کرتا ہے عسکین
 اور تائید میں اسی طرح حدیث میں وارد ہے کہ حاسد دن کو بوسے جنت نصیب نہوگی
 اور قیامت کو بخشے نہ جائینگے اور ہمیشہ خلق کے نزدیک محتاج اور اللہ کے نزدیک
 حقیر ہیں اور بعض کتب میں اس میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 اپنے معراج روحانی میں سایہ عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا کہ تجلی ربانی سے
 نہایت قریب ہے تو جناب الہی میں غصہ کیا کہ یا الہی یہ کون شخص ہے اور کس عمل سے
 اس مرتبہ کو پہنچا ہے ارشاد ہوا کہ نام اسکا تجکو نہ بتلایا جائیگا لیکن تین چیزیں
 اس کے اعمال سے مقبول درگاہ ہوئی ہیں کہ اسی سے باین مرتبہ پہنچا ہے اول یہ کہ کسی
 نعمت پر کسی سے حسد نہیں کرتا تھا دوسری یہ کہ اپنے مان باپ کی اطاعت کرتا تھا
 تیسری یہ کہ خیال غریبی اور سخن چینی سے بچتا تھا اور عبد اللہ ابن عون کہتے ہیں
 کہ ایک روز میں فضیل ابن عذلب کی مجالس میں گیا اور یہ فضیل اس عرصہ میں
 واسطہ کا وہ دار تھا سو اس نے بطور نصیحت کہا کہ خبردار تکبر نہ کرنا کہ اول
 گناہ عالم میں یہی ہے اور ابلیس اسی سبب سے ملعون ابدی ہوا ہے ابلی و استکبر
 و کان من الکافرین اسی طرح حرص اور طمع سے پرہیز رکھنا کہ اسی نے حضرت
 آدم کو بہشت سے نکال کر تخت سراسر دنیا میں ڈالا ہے اور حسد سے بہت دور
 رہنا کہ اسی ذمہ نے ہابیل ابن آدم کو قابیل کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہے
 عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حسد کسی پر نہ چاہیے کیونکہ اگر وہ محسود بہشتی ہے
 تو مال اور منال اور جاہ اور جلال اور اولاد اور احفاد مفتا بلکہ اس نعمت کے
 محض بے حقیقت ہیں جب بہشت ہی عنایت ہوئی تو یہ بھی مرحمت ہوا اس پر
 حسد کیا ہے اور جو وہ شخص دوزخی ہے تو بھی حسد کرنا فضول ہے کیونکہ مال ان نعمتوں کا

دو رخ ہر اہل علم فرماتے ہیں کہ حسد کے چار مرتبہ ہیں اول یہ کہ زوالِ نعمت کسی سے چاہے
 گو وہ نعمت اسکو حاصل ہو پس یہ مرتبہ اعلیٰ ہے کہ مسلمان صالح کے حق میں ایسا حسد گناہ کبیرہ ہے
 اور کافر کے حق میں سبوح دوسرا یہ کہ انتقال اس نعمت کا اپنی طرف چاہے مثلاً کسی کا باغ
 مجھے مل جائے یا کسی کی عورت خوبصورت مجکو مل جائے یا کسی کی ریاست مجھے حاصل ہو تو
 اس میں حصولِ نعمت مقصود بالذات ہے اور زوال اسکا دوسرے سے مقصود بالتبع پس قسم
 بھی مسلمان کے حق میں حرام ہے تیسرا زوالِ نعمت تو نہیں چاہتا الا جب اس نعمت کی
 تحصیل سے عاجز ہے تو آرزو کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے کے پاس بھی نہ رہے پس یہ بھی ممنوع ہے
 چوتھا یہ کہ حصول اس نعمت کا اپنے واسطے چاہے لیکن زوال اسکا غیر سے خیال نہ بھی
 نہیں اسکو غبطہ کہتے ہیں سو یہ مرتبہ اگر موریہ میں ہو جیسے ایمان اور نماز اور زکوٰۃ اور
 اتفاق فی سبیل اللہ اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور ولایت تو محمود ہے بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہو جاتا ہے
 و فی ذلک فلیتناس الناس الناس فسون یعنی اسپر چاہیں رغبت کریں رغبت کرنے والے
 اور صحیحین میں وارد ہے کہ لا حسد الا فی اثنتين رجل آتاه الله مالا فالتفقه فی سبیل اللہ و رجل آتاه الله
 علما فعمل بعلم الناس یعنی دو شخصوں میں حسد نہیں ہے ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے مال دیا
 اور اُس نے خدا کی راہ میں صرف کیا اور ایک وہ آدمی جسکو اللہ نے علم دیا اور اُس نے اسپر عمل کیا
 اور لوگوں کو سکھلایا اور اسی طرح عبد اللہ ابن مسعود سے مشکوٰۃ میں روایت ہے کہ لا حسد الا
 فی الاثنین رجل آتاه الله مالا فسلط علیہ بلکہ فی الحق و رجل آتاه الله حکمۃ فہو یقضی بہا علیہا
 یعنی نہیں حسد ہے مگر دو کے حق میں یعنی اگر ہوتا حسد بہتر تو دو آدمیوں میں ہوتا ایک وہ شخص
 جسکو اللہ نے مال دیا اور مسلط کیا اُسکے صرف پر کہ اطاعت الہی اور نہ مودہ خدا سن خیر
 کرے اور نامرضیات میں صرف کرنے سے محترز رہے اور ایک وہ جسکو اللہ نے حکمت اور
 علم دین اور شریعت دیا پس اُس نے عمل کیا ہے درمیان آدمیوں کے اور سکھلایا ہے اور اکثر
 روایات میں الا فی اثنتين تبار تائید بھی وارد ہے یعنی حسد نہیں ہے مگر دو خصلتوں میں ایک
 مال دوسرا علم اور یہ حدیث باب العلم مشکوٰۃ میں موجود ہے شفق علیہ اور عند التفتیش ہب
 حسد کے ساتھ معلوم ہوتے ہیں اول عداوت اور بغض کیونکہ آدمی مجبور ہے اسل مر یہ کہ جب
 اُسکو کسی کی طرف سے ایذا پہنچتی ہے تو باطن طبع اسکو دل میں دشمن رکھتا ہے اور دسبب چاہتا ہے
 کہ اس سے کسی طرح انتقام کرے پس جب قدرت نہیں پاتا تو یہ چاہتا ہے کہ گروش زمانہ

اُس سے انتقام لے اور اُسکا جان اور مال تلف ہو جائے چنانچہ اللہ صاحب حساب ان کذابی کی شان میں فرماتے ہیں اِنَّ یُسُفَّکُمْ حَسَنَةً تُسَوِّرُہُمْ وَاَنْ تَصْبِیْکُمْ سَیِّئَةً یَعْرِضُ اَبَہَا یُنِیْے اگر پودے کو گون کو بھلائی کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پودے کو بچے کو بچہ برائی تو اُس سے مہمت خوش ہوں اور بھی حسد باعث تنافع اور سبب تقاضا پڑ جاتا ہو دوست اکبر اور عزیز کہ اپنے ہم چشم کو منصب اعلیٰ اور مرتبہ اقصیٰ پر دیکھ نہیں سکتا اور یہ خواہش رکھتا ہو کہ یہ مرتبہ اور یہ منصب اُس سے کسی طرح زائل ہو جائے تاکہ میں اور وہ برابر ہو جاؤں اور اسی حسد سے کافر کہتے تھے لَوْلَا نَزَلَ ہَذَا الْقُرْآنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِیْنَتَیْنِ عَظِیْمَ لَیْنِیْ کَیْوَن نہ اُتَیْہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیوں کے لئے اور طائف کے سرداروں پر قیصر اے کہ یہ شخص دانا اپنے ہمچشموں سے خدمت لیتا رہا ہو اور یہ استخدام اور استتباع ہوں نوالِ نعمت کے اُڑوں سے صورت پذیر نہیں ہو پس ناگزیر نوالِ نعمت چاہتا ہو جس طرح کافر لوگ مسلمانوں سے لیتے تھے کہ اَبُو لَآءٍ مِّنَ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ مِّنْ بَنِیَآءِیَہِ دَہِیْن کہ احسان کیا اللہ نے اپنے ہم میں سے چوتھنا تعجب اس بات کا کہ یہ شخص لائق اُس نعمت کے نہ تھا اور اسکول گئی سو یہ تعجب باعث ہوتا ہو کہ اگر یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے تو تعجب رفع ہووے جس طرح سے کافر پیروں کے حق میں رکھتے ہیں او عجبت ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم لیس فیہ کم کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت بھلا رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہارے پیچ میں سے کہ تمکو ڈراوے پانچو ان بعض مقاصد کے فوت ہو جانے کے خوف سے کوئی شخص آرزو کرتا ہو کہ یہ نعمت اُس سے زائل ہو جائے جس طرح ایک ضائع کو دوسرے سے یا ایک شوہر کی عورتوں کو اسیسین ہوتا ہو یا ایک مسجد کے داعظون کو یا ایک شہر کے طبیبوں کو یا ہم ہوا کرتا ہو چھٹو ان حب ریاست متقاضی ہوتا ہو کہ اُڑ کی ریاست نہ رہے کیونکہ بے نظیر اور شرف و ہونا کمال میں ہر آدمی کا خواہش جہلی ہو گو کہ یہ بات اصلاً حاصل نہیں ہوتی بلکہ تفرّد کمالات خاصہ فائز کبریا ہو جل شانہ سا تو ان خُست نفس اور بخل بچہ کہ فیضان الہی اور نعمائے باری مشاہدہ کر کے بالطبع لول ہوتا ہو اور مصیبت اور بد حالی ملاحظہ کر کے خوشدل اور مسرور پس حسد بہترین انواع میں ہو والعیاذ باللہ من کل اور جب یہ چند چیزیں اسباب سے مجتمع ہوئیں تو حسد کو ترقی ہوئی جس طرح یہود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتلع آنحضرت کی

نسبت کمی سبب ان اسباب سے توج ہوئے تھے کہ اسی جہت سے انکا حسد جو ہر نفس میں رائج ہو گیا تھا اور بعض انہیں سے حضرت یوسف کے بھائیوں میں مجتمع تھے کہ باعث عداوت واقع ہوئے اور یہ حسد مرض عالمگیر ہر کم کوئی آدمی اس سے خالی ہو بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے وما منا احد الا وحسده یعنی ہم میں ہر ہم میں سے کوئی شخص بے حسد نہ تھا ہر اور علاج اس مرض روحانی کے دو نسخے ہیں ایک علم دوسرا عمل لیکن علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر ایک چیز قضا اور قدر پر چھوڑے اور اس عقیدہ کو بخوبی مستحضر رکھے کہ ماشاء اللہ کان و ما لم یکن اور یہ سمجھے کہ مکر وہ جاننا کسی کا اور خواہش کسی کی دفع تقدیر میں کارگر نہیں ہوتی اور تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایمان کی آنکھ کا خاشاک جانے کیونکہ حسد وجب کراہت حکم الہی اور نارضا مندی تقسیم باری کا ہے اور اپنے برادران نوعی کی بدخواہی اسکا لازمہ ہے اور عذاب دائمی اور بیخ مستمرا و وسواس خاطر اور تکدر و افسوس کا خاصہ ہے اسکا کہ محسود کو کسی طرح کا ضرر دینا یا دین کا پہنچنا ہوا سو اسے طے کہ دنیا میں سب کے نعمت نہیں اہل ہوتی اور دین میں تو کسی طرح کا نقصان ہی نہیں آتا بلکہ عظیم ہوتا ہے اور محسود مظلوم شمار کیا جاتا ہے اور حسد ظالم اور حدیث میں آیا ہے کہ ظالم کی حیات پر مظلوم کو قدرت تصرف آخرت میں دینگے اور حکما واسطے تفہیم ضرر حسد کے ایک مثال بیان کرتے ہیں حقیقت میں یہ بات انکی درست ہے وہ یہ ہے کہ حسد مثل اس کے ہر دشمن پر پتھر پھینکے اور وہ پتھر دشمن کے نہ لگے بلکہ پھر کے اسی ایک آنکھ پھوڑے تیسرے بھی یہ سفیہ پتھر پھرنے کے کہ دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے علیٰ ہذا القیاس یہ احمق مارتا جاوے اور دشمن محفوظ رہے اسی مارنے والے کو ضرر پہنچے اور تماشائی اسکی حرکت پوچھ دیکھ کر منہ بستے رہیں پس یہ سب وبال حسد کا تو دنیا میں ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی اشد ہے لیکن عمل پس طریق اسکا یہ ہے کہ محسود کی نسبت ایسے فعل کرے کہ جملہ مقتضائے حسد کے مخالف ہوں مثلاً اگر حسد بدگوئی کا باعث ہو تو مقام بدگوئی میں مدح شروع کرے اور اگر باعث کبر ہو اس مقام میں تواضع اختیار کرے اور دشمنی سے پیش آوے یا تاک کہ محسود رفتہ رفتہ محبوب ہو جائے اور از خود حسد زائل ہو کیونکہ محبت مادہ حسد کی قاطع ہے اور اس مقام پر ایک بات اور جاننا چاہیے وہ یہ ہے کہ حاسد کے دل کو ایک فرسٹ محسود ہوتی ہے اور یہ نفرت وہ چیز ہے کہ مقدمہ شہری سے خارج ہے پس اس نفرت پر عقاب اور غناب بھی نہیں ہوتا لایکھت اللہ نفسا الا وسہا یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا ہر کسی شخص کو مگر

جو اُسکی گنجائش ہر اور تکلیف شرع اس نفرت سے متوجہ نہیں بلکہ حاسد مکلف ہر اسیر کہ
 اس نفرت کو مکروہ سمجھتے اور در پر ازالہ ہوا اور اس کے ارتکاب سے تکلف باز رہے تاہدیج
 یہ تکلف طبعی ہو جائے پس برادران یوسف کو دوسری قسم کا حسد تھا یعنی انتقال محبت
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنی طرف چاہتے تھے کہ اُسکا ثمرہ دنیا میں یہ ہوا کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کے محتاج ہوئے اور انھیں کی شفاعت سے آخرت کے عذاب سے
 محفوظ رہے اور ثواب ہوئے فائدہ اس قصہ میں اہل خرد کو عبرت آتی ہے کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام باوجود محبت اُس محبت کے جو حضرت یعقوب کو اُنکے ساتھ تھی تھوڑے
 خلاف میں چالیس برس تک خدمت پدری سے دور پڑ گئے اور خلاف اس قدر ہوا تھا
 کہ خواب بھائیوں سے کد یا پس معلوم ہوا کہ جس کام کو باپ منع کرے اُسکے خلاف میں
 ایسی بلا آتی ہے اور جس بات کو اللہ اور رسول منع فرما دے اُسکے کرنے میں اُن سے دور
 پڑ جاتا ہے فائدہ کیا وجہ تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو
 بہ نسبت اور رکون کے زیادہ چاہتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ وقت موت کی راہیں
 وصیت کی تھی کہ یوسف کو بہت پیار سے رکھو ایسا نہ کہ اُسکے بھائی تکلیف دین اور
 سال اُنکی مرگ کا یہ ہوا کہ بنیامین پیدا ہوئے اور درو نہ گیا تب وفات پائی اور
 رجبہ تسمیہ بنیامین کی یہی ہو کیونکہ بنیامین سریانی میں دروزہ کو کہتے ہیں اور بعضے
 کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام چھوٹے تھے اور دستور یہ کہ چھوٹے لڑکے کو آدمی
 دوست رکھتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خوابوں سے حضرت
 یعقوب علیہ السلام نے عظمت شان اُنکی بخوبی دریافت کی تھی اس باعث سے دوست
 رکھتے تھے اور بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین
 اور طبع انسانی مقتضی ہے اس امر پر کہ رویت حسین سے خوش ہو کیونکہ حسن صورت
 نشان ہر عنایت حسن الخلقین کا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حسین کو
 دیکھتے خوش ہوتے تھے اور حدیث میں وارد ہے النظر الی حسان الوجہ عبادة اور کما
 ادراق کے نزدیک محبت کے واسطے کچھ سبب درکار نہیں یہ حسن صورت کو اس میں خلل
 نہ وصیت کو اثر اور نہ صغر سنی پر کچھ نظر بلکہ یہ سبب مؤید محبت الہیہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں
 کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام مراقبہ میں بیٹھے ہوئے اس انتظار میں تھے

کہ دیکھوں آفتاب جمال محبوب حقیقی کس روز نہ سے تابان ہوتا ہو اور کو کب وصال
مطلوب اصلی کس مطلع سے طلوع کرتا ہو ناگاہ حسن جمال حقیقی آئینہ کمال یوسفی سے
طالع ہوا کہ حضرت یعقوب شفیقہ و فریقہ ہو گئے و ہذا اقرب الی الصواب انکے دن
حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ کو یہ خدشہ دل میں پیدا ہوا کہ درجہ انبیاء کا اولیاء
مقدم ہو اور جملہ اولیاء اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ جبکہ عشق خدا ہوتا ہو اسکا دل میں
غیر کی گنجائش نہیں ہوتی پھر باوصف اس مرتبہ نبوت اور قرب منزلت کے حضرت
یعقوب کس طرح فریقہ حسن یوسف ہو گئے کہ اسکا شور پڑ گیا حضرت سری سقطی فرماتے
کہ اسی تردد میں سو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام خواب میں نظر آئے میں نے
اُن سے یہ اشکال اپنا نقل کیا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ امی سری یہ ایک سری ہو آکو
کسی سے بیان نہ کر اور زبان ملامت بند کر اور دل کی آنکھ کھول کر مشاہدہ کر تو معلوم ہو کہ
اس مقام میں گنجائش ملامت نہیں ہے میں نے آنکھ کھولی تو جمال یوسفی مجھ پر کشوف ہوا
قسم ہر عزت اور جلال خداوندی کی جو اس ایک نظر میں حقائق غیبیہ مجھ پر کشوف ہو
اصلاً خلوات متعاقبہ اور طہ مقامات متوالیہ سے حاصل نہ ہوئے اور غایت بخود ہی سے
میں نے لغو مارا اور بیہوش ہو گیا اور تیرہ شبانہ روز جبر رہا بعد اُسکے ہوش میں آیا
تو ایک آواز آتی تھی کہ یہ سزا ہو اسکی جو عاشقان درگاہ کو ملامت کر کے پس اس بیان کے
ظاہر ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام آثار تجلیات ربانی یوح پیشانی یوسف علیہ السلام
میں مشاہدہ کرتے تھے گویا معانی پوشیدہ فتبارک اللہ حسن الخالقین جب میں نے اس
یوسف علیہ السلام میں مشروح تھے اور ابواب مغلقہ خلق اللہ دم علی صورتہ جمال حضرت
یوسف میں مفتوح ۛ بشکفت بوستان راز میں ۛ گلمائے حقیقت از مجازش ۛ
چشمہ زشکاف سنگ جو شید ۛ دریا شد و سنگ را بوشید ۛ عاشق کہ ز مہر دوست
کا بہ ۛ مہر گوید و روئے دوست خواہد ۛ فالمدہ حکما اور عقلاً ماہیت عشق اور محبت میں
متزلزل ہیں فلاطون کہتا ہے کہ عشق ایک مرض ہے شبیہ بالیخو لیا کہ لوندا اور بیکار کو سبب
کثرت اخلاط اور اختلاط امار دونسا کے عارض ہو جاتا ہے اور جالینوس لکھتا ہے کہ عشق
ماغوذہر عشقہ سے اور عشقہ ایک گھاس ہوتی ہے کہ جب درخت سے لپٹ جاتی ہے تو
وہ درخت خشک ہو جاتا ہے سو یہ مرض و سواسی ہے کہ جسم مریض کو لانگر دنیا ہے اور

ارسطاطالیس بھی اسی کے قریب قریب بیان کرتا ہے لیکن اتنا زیادہ کہتا ہے کہ عشق عبارت ہے استغراق سے خیال حسن و شائل میں اور یہی سبب ہے کہ عاشق اور ایک عیوب معشوق سے اندھا ہو جاتا ہے اور فرزانگان اہل وجد اور دیوانگان وادی نجد فرماتے ہیں کہ عشق ایک کیفیت ہے وجدانی جس طرح درد کہ بجز اہل درد و دوسرے نہیں جانتا یا ایک حالت ہے نفسانی جس طرح غم اور سرور کہ دوسرا شخص اس کے ادراک سے قاصر ہے اور جو کچھ بیان میں آجاتا ہے وہ احکام اور عوارض عشق ہیں نہ ماہیت و حقیقت ہے عشق راہرگز ندانند سچا کس عشق را ہم عاشقان دانند و بس ہے اور عشق دو قسم ہے ایک حیوانی کہ اس کو جسمانی بھی کہتے ہیں منشاء اس کا افراط شہوت جماعیہ اور غلبہ اخلاط بدن ہے اور یہ قسم از قسم نر اہل ہر دوسرے نفسانی کہ اس کو روحانی بھی کہتے ہیں منشاء اس کا تناسب روحانیات اور شرافت نفسانیات ہے سو یہ قسم از قسم فضائل ہے چنانچہ روانی فرماتے ہیں کہ طبائع لطیفہ کو شائل جمیلہ سے حکم الجنس میل الی الجنس ایک طرح کا میل ہوتا ہے پھر بس قدر اعتدال مزاج الطف اور اشرف ہو میلان خاطر بھی زیادہ ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف سے اسی طرح کی محبت تھی اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق یہی اور نفسانی میں تفرقہ بہت مشکل ہے تھوڑی بات میں دو لون ایک ہو جاتے ہیں لیکن اہل تحقیق کہتے ہیں کہ عشق نفسانی میں حرکات اور کلیات پر زیادہ تر میلان ہوتا ہے اور اعضا پر بہت کم کیونکہ نفس کا میلان جانب روحانیات جسمانیات سے بہت ہے نہ دوسرے یہ کہ عشق حیوانی کو شائل اور قرار نہیں بخلاف عشق نفسانی کہ یہ غافلہ روال سے مصیبتوں اور محفوظ ہے عشق کہ نہ عشق جادو دانی ست ہے باز یکہ شہوت جوانی عشق ان باشند کہ کم نگر دہ تا باشند از ان قدم نگر دہ تبیینہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کئی طرح سے جانا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام انکو بہت پیار کرتے ہیں ایک تو حضرت اسحاق علیہ السلام کے گربند سے اور حال اس کا بروایت صحیحہ یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک بچہ حضرت یعقوب کی بہن کو جو ایک برس اُن سے بڑی تھیں میراث میں پہونچا تھا اور اُس کے بچہ کی بڑی تعظیم تھی اس لیے حضرت یعقوب کی بہن اس کو نہایت عزیز رکھتیں بلکہ اس سبب سے کنعانی اُنکی بھی توقیر اور تعظیم کیا کرتے اور جب کوئی بیمار ہوتا اُسی بچے کے چھوٹے اچھا ہوتا تھا جب راحیل نے وفات پائی تو حضرت یعقوب کی بہن نے کہا کہ اس بچے کو میں پرورش کروں گی

حضرت یعقوب نے کہا کہ مجھ کو اسکی جدائی میں آرام کہاں تب یہ قرار پایا کہ دن کو بھوپھی کے پاس رات کو حضرت یعقوب کے پاس رہتے غرض کہ یوسف کو اپنے گھر لے گئیں اور پرورش کرنے لگیں جب حضرت یوسف علیہ السلام فی الحماہ ہوشیا ہوئے تو حضرت یعقوب نے مانگا انکو مفارقت یوسف ناگوار تھی انھوں نے یہ حیلہ کیا کہ رخصت کے وقت وہی تہنہ انکی کمر سے باندھ دیا اور کپڑوں سے چھپا کے دن میں رخصت کر دیا اور اُس دن میں یہ حکم تھا کہ جہان گھر مالک مال کے پاس بطور سزا رہے غرض حضرت یوسف اپنے باپ کے گھر آئے آپ کی بھوپھی بھی پیچھے سے گھبرائی ہوئیں تشریف لائیں اور کہنے لگیں کہ اسحاق کا کمر بند نہیں ملتا ہر آخر تلاش کرتے کرتے یوسف کی کمر میں نکلا اب حضرت یعقوب نے مجبور ہو کے سال بھر کے واسطے پھر یوسف کو اُنکے سپرد کیا کہ رات دن انھیں کے پاس رہنے لگے اور حضرت یعقوب ہر روزہ دیکھ آیا کرتے جب انکا انتقال ہوا تو حضرت یوسف باپ کے پاس آئے اور وہ بچہ حضرت یعقوب کو ملا انھوں نے عید کے دن حضرت یوسف کی کمر سے باندھا دوسرے عہدے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسکا حال یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں چھڑیاں دیکھیں تو کہنے لگے اسی باپ مجھ کو بھی ایک عصا عنایت ہو چہ نچہ وہ عصا عنایت کیا جسکو حضرت جبریل علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت ابراہیم سے حضرت اسحاق کو بعد ازاں حضرت یعقوب کو میراث میں پہنچا تھا تیسرے پیراہن ابراہیم علیہ السلام سے اسکا یہ حال ہوا کہ سب بزرگوں نے عید میں کپڑے پہنے حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے عرض کیا کہ مجھ کو بھی کپڑے پہنائیے آپ نے وہ کرتا بہشتی پہنایا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے وقت القا نماز حضرت ابراہیم کو پہنچایا تھا اور حضرت ابراہیم نے اسمعیل علیہ السلام کے گلے میں فریح کے وقت ڈالا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیراہن خلیل اور وہ جبریل منوثر رب جلیل پہنا اور کمر بند اسحاق نظر اسحاق کمر سے باندھا اور عصا ابراہیم علیہ السلام اللہ الکریم دیدار میں لیا ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ عجب زیب و زینت ہو گئی اور بھائیوں نے جانا کہ یوسف کو ہمارے باپ بہت پیار کرتے ہیں اسی طرح اور بھی علامات و اسباب محبت رور برد ظاہر ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ خواب یوسف اور تعبیر پدر سے کمال قوت ہوئی تو اب حسد نے اوڑیا فکر میں پڑے کہ کسی طرح یوسف کو باپ سے علیحدہ کریں ابلیس مردود ایک بوڑھے آدمی کی صورت پیکر کر آیا اور بولا کہ اے فرزند ان یعقوب

یوسف تکو اپنا غلام بنا و بگیا یہ بولے اے شیخ پھر ہم کیا کریں اُس نے کہا اقتلو یوسف ادا غلو
 ارضا بخل لکم وجہ اسیم و تکو نو اسن لب رہ تو کا صاحبین یعنی مارڈا لو یوسف کو یا بھینک دو
 کسی ملک میں کہ اکیلا رہے تب تمپر توجہ ہو تمہارے باپ کی اور ہو رہو اسکے پیچھے نیک لوگ
 غرض یہ کہ توبہ کر کے اچھے ہو جائیو بعضے کہتے ہیں کہ کہنے والا اس قول کا شمعون تھا اور بقولے
 دان اور یعقوب نے یہ روایت ہے کہ یوسف قاتل یہ تھا اور سب بھائی راضی تھے لہذا سب بھائی آمرا قاتل ہو
 خدا نے مسیح جمع فرمایا ان عرض یہ کلام سنکر بقول صاحب عالم یہود اے کہ سب میں فطین اور حبیب اترے اور
 قوی تر تھا اور حضرت یوسف سے محبت رکھتا تھا کہا لاقتلو یوسف والقوہ فی غیابہ الحب بلقیطہ
 بعض السیارة ان کنتم فاعلمین یعنی مت مارو یوسف کو اور بھینک دو گناہ کنوئین میں کہ اٹھا لیجا
 اُسکو کوئی مسافر اگر تم کرنے والے ہو و بقول قتادہ قایل اس قول کا روئل تھا کیونکہ وہ خالہ زاد
 بھائی بھی تھا اور عمر میں سب سے بڑا اور عقلمند تھا لیکن صبح یہ ہر کہ یہود اے منع کیا اور کہا کہ قتل گناہ
 عظیم ہر ڈالو اسکو کنوئین میں کذا فی المعالم اور غیابت لغت میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو نظر سے
 پوشیدہ کر لے اور مراد غیابت جب سے فقر چاہے ہر کہ جو چیز اس میں گرے نظر سے پوشیدہ ہو جا
 اور فائدہ غیابت کا یہ ہر کہ اگر القوہ فی الحب فرماتے تو احتمال ہو سکتا تھا کہ ایسے موضع میں
 مواضع چاہے سے ڈالین جس میں نظر سے غائب نہوا اور جب غیابت الحب فرمایا تو اس قید سے
 معلوم ہوا کہ فقر چاہے تاریک میں ڈالین کہ نظر بھی نہ آوے اور لام الحب کا واسطے عہد کے ہر یعنی
 وہ چاہے مہین جو آنکو معلوم تھا اہل عرفان فرماتے ہیں کہ یہ مثال ہو گناہگار کی بروز قیامت کہ سختی
 تقاے فرما دینگے کہ امیالک خازن دوزخ یہ بندہ میرا گناہ کے سبب سے مستوجب عذاب
 ہو گیا ہر سوا اسکو داغ بزاری اور مفارقت پروردگاری سے عقوبت نکر چاہے دوزخ میں ڈال دے
 کہ کاروان انبیاء و اولیا اور علماء و شہداء اُس چاہے ہر ہو کہ گزیرین اور شفاعت کر کے نکالین کہ میں
 گناہ بخشوں اور نجات دوں عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یوسف کے بھائیوں نے
 اپنے ذہن میں ٹھہرایا کہ ہمارے باپ یوسف کو بہت چاہتے ہیں تب یہ قصد کیا کہ یوسف کو
 باپ سے مانگیں اور جنگل میں لیجا کے کسی کنوئین میں ڈال دین چنانچہ ایک روز رات کو جنگل سے
 پھر کر آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یوسف کو کیا لڑکیوں کی طرح گھبر میں
 بٹھلائے رکھتے ہو ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرو کہ باہر نکلتے کی عادت ہو روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ
 حضرت یعقوب علیہ السلام خلوت میں رہتے تھے اور اُس حالت میں کوئی شخص اُن کے پاس نہ جاتا تھا

مگر یوسف علیہ السلام اُس روز یہ سب کچھ بڑے جنگل سے آگے بے محابا عین غلوت میں چلے گئے تب حضرت یعقوب نے پوچھا آج کیا ہو بولے کہ ہمارے دل میں یہ آتا ہے کہ آپ یوسف کو بھی ہمارے ساتھ جنگل میں بھیجا کرے کیونکہ یہ لڑکا ہمارا اور لڑکوں کا جی کھیل کود سے زیادہ خوش رہتا ہے اور آپ کو اسے نہیں جانے دیتے میں ہم تو اسے تمہارے برابر پیار کرتے ہیں اور جو یہ خیال ہو کہ جا بجا ہو جائیگا تو ہم اسے نگہبان رہینگے اور صحبت کرتے رہینگے بڑے شرم کی بات ہے کہ کبھی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یعقوب نے یوسف اور بنیامین کو لڑکیوں کی طرح گھر میں بٹھار رکھا ہے ماہرین نکلنے دیتے ہیں مگر اس تقریر دلفریب سے بھی حضرت یعقوب نے نہ مانا کہ شرمندہ ہوئے بعد اس کے پھر ایک دن جنگل میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف کے مار ڈالنے کی فکر کر رہے تھے اور تدبیر سوچتے تھے کہ اس وقت مردودا بلیس آدمی کی صورت پر بچہ ظاہر ہوا اور بولا کہ اے فرزند ان یعقوب تم کیون تفکر میں ہو اپنا حال تو کو اٹھو انھوں نے بیان کیا تب اُس ملعون نے کہا کہ جلد ہی موت لڑا یا م بہار جب شروع ہون اور جنگل سبزہ وریا صین سے شاداب ہو اور آدمیوں کی طبع سیر پر مائل ہو تب یوسف کے باب میں اپنے باپ سے کہو تو البتہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے اور نہیں تو نہیں غرض اس صلاح کو پسند کر کے ایام بہار تک توقف کیا جب وہ دن آئے تو کوئی آسمان مشورت کر کے رات کو حضرت یعقوب کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اب فصل بہار ہی ہو اور سبزہ وریا صین جا بجا جنگل میں آگے ہیں اگر یوسف کو ہمارے ساتھ جانے دیجیے تو یہ بھی وہاں خوشی میں کھیلے کودے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں یوسف کی جدائی میں سہر نہیں کر سکتا ناگزیر پھر آئے اور مجبور ہو کے حضرت یوسف علیہ السلام کو گانٹھا کہ ۷۰ یوم کل دوسہ روز ست غنیمت دارید کہ اگر نوبت تاراج خزان خواہد بود یہ تو لڑکے ناواقف تھے دم میں دم بازون کے آگئے اور کھیل کی طرف نہایت مائل ہوئے اور بولے کہ کل ہم بھی تمہارے ساتھ چلینگے بھائیوں نے کہا باپ سے اجازت لے لو کیونکہ ہمارا کھانا مانینگے بلکہ شمع کریں گے ان غرض یہاں تک آمادہ کیا کہ حضرت یوسف اجازت مانگنے حضرت یعقوب کے پاس گئے اور عرض کیا اے زین تنگنا نے خلوت خاطر بھرا می کشد کہ بوستان بادشاہ خوش سید بہ پیغام راہ اور کمال اصرار اجازت چاہی حضرت یعقوب علیہ السلام سخت متعجب ہوئے کہ اگر اجازت دیتا ہوں تو میرا مطلب فوت ہوتا ہے اور نہیں تو محبوب کی دل شکنی ہوتی ہے اس خیال ہی میں تھے کہ لڑکوں نے موقع پا کے عرض کیا کہ اے باپ ہمارے کیا ہے کہ تو اعتبار

نہیں کرتا جہاں ریوسٹ پر ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں اسلئے معاف نہ کریں گے ولیمب وانا لہ کافطون
 یعنی بیچ دے اسکو وہاں سے ساتھ کل کہ میرے کھانے اور کھیلے اور ہم اس کے نگہبان رہیں گے
 یعنی فراخی درمخرا اور بولا جاتا ہے تلخ فلان فی مالہ جب صرف کرے اسکو اپنی شہوات میں بطریق منہم
 و متشط و لہو اس کلام میں کئی خطائیں ہوئیں اولیٰ تو امر کرنا باپ کو ایسی بات کا جس میں کلمہ رنج
 ہوا و دوسری لفظ سنا کہ دلیل نجات ہے تیسری بائب کہ پیغمبر زادوں سے بعید ہو چکے تھے لفظ
 انا کہ جبارہن کا کلام ہے یا بخیرین حافظون حالانکہ حافظ سب کا خدا ہے چھوٹے فردا پر اعتماد کرنا سنا تو
 آخر کلام میں انشاء اللہ نہ کہنا ولا اتقون لستے الی فاعل ذاک غذا الا ان یشاء اللہ اور سب
 خطائیں حضرت شیخ و سب کو معلوم ہو گئی تھیں لیکن الطاف پدری سے پوشیدہ رکھ کر فرمایا کہ
 الیٰ یخترتی ان تاذہ ہوا بہ یعنی مجاہد نہ ہو اس سے کہ لیا و اسکو کیونکہ اول تو مفارقت
 یوسف مجھ پر شاق ہو کہ میں ہرگز صبر نہیں کر سکتا دوسرے اخاف ان یا کلام الذنب و اتم
 عنہ غافلون یعنی ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اسکو بھیڑ یا اور تم اس سے بچ رہو اس واسطے کہ
 اس زمین میں بھیڑیے بہت ہوتے ہیں مبادا کوئی بھیڑ یا اسکا ارادہ کرے اور تم تاشا دیکھتے
 یا اسکی محافظت میں اتہام نہ کر سکو ازان رسم کہ دغفلت نشینید و دغفلت صورت
 حاش نہ بینید و درین دیرینہ دشت محنت انگیز و کمین گر کے بروندان کندیز و یہ تو حضرت
 یعقوب کو بہانہ کرنا تھا اسی وقت سے انکے دل میں کھٹکا ہو گیا بعض اہل تحقیق کہتے ہیں کہ
 اللہ نے حضرت یعقوب کو مطلع کر دیا تھا کہ یوسف محفوظ رہے گا مگر بہانہ کر دیا تاکہ یہ لوگ ہمارے کریں
 اور یہ بہانہ زیادہ تر موجب حرص واقع ہوا کہ الانسان حریص علی ما منع غرض اس کلام کے
 جواب میں اگر کون نے کہا لئن اکلہ الذنب و نحن عصیۃ لانا اذا انخاسہ و ن لینے اگر کھا گیا اسکو
 بھیڑ یا اور ہم یہ جماعت ہیں قوت زلو تو ہم نے سب کچھ گنوا یا خلاصہ یہ کہ اگر ایسا ہو تو ہم گنہگار
 جب حضرت یعقوب نے بیٹوں کا مبالغہ دیکھا اور حضرت یوسف کا دل سیر اور تاشے سے
 مائل پایا تب اپنے صدمہ دلی کو گوارا کر کے راضی بقضا ہوئے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے
 ہاتھوں سے نہلایا اور بابون میں کنگھی کر کے کپڑے پہنائے یعنی ایک جامہ صدق سفید کا
 جسم مبارک پر پہنایا اور عامہ و شیکا حضرت اسحاق سے وکر سے باندھا اور چادر حضرت شعیب کی
 کندھوں پر ڈالی اور غلین حضرت آدم صفی اللہ کی پاسے مبارک میں پہنایا اور ایک عصا جو
 حضرت جبریل خاص حضرت آدم کے واسطے لائے تھے ہاتھ میں دیا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے پیرائے لطیف ہستی کو تعویذ کر کے بازو سے لطیف پر باندھا اور فرمایا کہ اے یوسف
 میرے باپ نے ایک دن مجھے کہا تھا کہ تیرے ایک لڑکا بصورت آدم اور حکمت تحلیل اور بکا بوج
 پیدا ہوگا اور اسکو اسمعیل کی سی غربت نصیب ہوگی اور تجھکو اسکی مفارقت میں بڑا غم ہوگا لہذا
 یہ تعویذ باندھے دیتا ہوں کہ شاید مدت تک تجھکو نہ دیکھوں اے یوسف کسی حال میں خدا کو نہ بھولنا
 اور کسی بلا میں سوائے اسکے کسی سے پناہ نہ مانگنا اور ہمیشہ یہ پڑھنا حبسی اللہ و نعم الکلیں جس طرح
 حضرت ابراہیم پڑھا کرتے تھے اور نبات خود شجرۃ الودع تک کہ دروازہ کنعان پر تھا تا کہ لینے گئے
 اور حضرت یوسف علیہ السلام کو گود میں لیکر بہت روئے اور رخصت فرمایا ۱۰ روزوں کے بعد خرد
 دیدہ بودہ عوفان اشکناہا گریبان رسیدہ بودہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی باپ کو روئے
 دیکھ کر روئے اور عرض کیا کہ سبب اس روئے کا کیا ہے فرمایا کہ اے یوسف تیرے جانے سے میں
 بہت غمگین و حزن ہوں معلوم نہیں کہ انجام اسکا کیا ہو یا نہ ہو یہ کہے دیتا ہوں کہ تجھکو نہ بھولنا
 کیونکہ میں تجھکو نہ بھولوں گا لا تنسانی فانی لا انسا کس فراموشی نہ شرط دوستان ست ۱۱ اور میں نے
 ہنسنا حرام کیا ہے جب تک تجھکو نہ دیکھوں تو بھی نہ ہنسنا اور لڑکوں سے کہہ دیا کہ تم لڑکوں
 و فعل میں یوسف پر رحم کرینگے اور کسی طرح کی خشونت و درشتی نہ کرینگے اور جب کھانا پانی مانگے تو
 اسکو دے بھجو اور میراث جو تیرے ہر اسکے ساتھ اسکا لحاظ رکھیو اور اسکے رخ و راحت کو میری ہی رعایت
 سمجھیو اسواسطے کہ یوسف میری راحت کا سبب ہو چنانچہ سب لڑکوں نے عہد کر کے عرض کیا جو
 آپ فرماتے ہیں اُس میں سے سو فرق نہ پڑیگا اور ایک طرف میں زار و راہ بھر کر لادے گا سپرد کیا اور
 ایک بہ نظرہ میں پانی بھر کر شمعوں کو دیا کہ یہ کھانا اور پانی یوسف کے واسطے جو اور ہو داسے اور
 کہ یوسف کو تیرے سپرد کرتا ہوں اسکی محافظت میں بہت کوشش کرنا اور بدعات ہموں درگوں کا
 چالیں قائم اور بھی چلے تاکہ محبت قلبی سے یہ لوگ آگاہ ہو جائیں انقصہ روئل نے حضرت یوسف کو
 اپنے دوش پر اٹھالیا اور کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم اپنی جان سے زیادہ اسکو عزیز رکھینگے جب
 لیجئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام اُسی طرف دیکھتے رہے آثار میں وارد ہو کہ حضرت احدیت مابل جلالہ
 اُسی وقت وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو نے جانا کہ تجھ میں و یوسف میں مفارقت پڑ گئی یعقوب نے
 عرض کیا کہ خدا و ندا میں نے نہیں جانا ارشاد ہوا کہ تو بھیرے سے ڈرا اور مجھ سے نہ ڈرا اور بھائیوں کی
 غفلت پر نظر ڈالی اور محکوم بھول گیا اور میرے سوائے غیر کو محافظ سمجھا اور علامہ ترمذی نے یہ نیا
 تصنیفات میں لکھا ہے کہ جس دن حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب سے اجازت مانگی

مجلس شورای اسلامی
جمهوری اسلامی ایران
وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی
سازمان اسناد و کتابخانه ملی
کتابخانه ملی ایران
کتابخانه مرکزی
کتابخانه تخصصی ادبیات فارسی
کتابخانه تخصصی تاریخ و جغرافیا
کتابخانه تخصصی علوم انسانی
کتابخانه تخصصی علوم اجتماعی
کتابخانه تخصصی علوم طبیعی
کتابخانه تخصصی حقوق
کتابخانه تخصصی پزشکی
کتابخانه تخصصی هنر
کتابخانه تخصصی زبان و ادبیات
کتابخانه تخصصی فلسفه و منطق
کتابخانه تخصصی ریاضیات و فیزیک
کتابخانه تخصصی مهندسی
کتابخانه تخصصی علوم پزشکی
کتابخانه تخصصی علوم اجتماعی
کتابخانه تخصصی علوم طبیعی
کتابخانه تخصصی حقوق
کتابخانه تخصصی پزشکی
کتابخانه تخصصی هنر
کتابخانه تخصصی زبان و ادبیات
کتابخانه تخصصی فلسفه و منطق
کتابخانه تخصصی ریاضیات و فیزیک
کتابخانه تخصصی مهندسی

تو حضرت یعقوب نے کمر باندھی اور عامہ سجا اور عصا ہاتھ میں لیا اور یوسف علیہ السلام کا ہاتھ
 پکڑ کے شجرۃ الوداع تک جہان سے مسافروں کو رخصت کرتے تھے تشریف لائے اور اندکے
 توقف فرما کے حضرت یوسف کو گود میں لیا اور روئیل سے متوجہ ہو کے سفارش فرمائی کہ میں اپنے کو
 تیرے سپرد کرتا ہوں اسکو اچھی طرح رکھنا پیادہ پانہ لیجانا نہیں تو اسکے پیرون میں حرارت زمین
 آئے پڑ جائینگے اور آفتاب میں نہ جھلانا کہ رنگ بدن بدل جائیگا اور غصے سے نہ پکارنا کہ یہ لڑکا ہر
 تھوڑی سی بات میں دل شکستہ و پرگندہ ہو گا سب رکھون نے کہا اگر آپ باپ ہیں تو ہم سب کے بھائی ہیں
 حضرت نے بارہ تیرہ برس آرام سے رکھا کیا ہم ایک دن بھی نہ رکھ سکیں گے اور حضرت یوسف سے
 فرمایا کہ اے جان پدھر جگہ طاقت نہیں ہر در نہ میں تیرے ساتھ چلتا اب تو میری وصیت سن لے
 اول یہ کہ اللہ کو کسی وقت اور کسی حال میں نہ بھولنا اور جو کچھ بلا آوے تو سو اسے اللہ کے کسی
 دامن سے دست امید نہ رکھنا اور التجا نہ کرنا دوسری یہ کہ ہر فراق رسیدہ کو فراموش نہ کرنا کہ
 وہ بھی تجھ کو کسی وقت نہ بھولیگا بعد اُسکے بہت روئے اور رخصت فرمایا اور بیہوش ہو سگئے
 فلاں القصص میں لکھا ہے کہ فرزند ان یعقوب تھوڑی دور چل کر پلٹ آئے جب حضرت یعقوب کو پیش آیا
 تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے روتے ہیں آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بول رہا تھا
 الفراق اور روئے مبارک حضرت یوسف کا کندھے پر رکھ کر اتنا روئے کہ پیراہن مبارک انے
 آستین تا دامن تر ہو گیا بعد اُسکے راضی بقضائے الہی ہو کر بھائیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور
 سب راہ تاکتے رہے یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام نظر سے غائب ہوئے تو روئیل نے اپنے
 کندھے سے اُتار کر کہا اب اپنے پیرون چل ہم کہاں تک ناز برداری کریں نا چار حضرت یوسف
 علیہ السلام اپنے پیرون چلے تو یہ لوگ آگے بڑھ گئے حضرت یوسف نے آواز دی کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ
 کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں بولے ہم تو نہیں ٹھہرتے پھر تھوڑا چلے جب بہت ٹھکے اور
 پیرون میں آئے پڑنے لگے فرمایا کہ براے خدا ذرا ٹھہرا اب مجھے چلا نہیں جاتا تمہیں پیرون میں
 آئے پڑ گئے ہیں اس پر بھی کسی نے جواب نہ دیا اتنے میں ہواے گرم چلنے لگی اور حضرت یوسف
 پیادہ سے ہوئے پھر پکارا کہ میں پیادہ ہوں مجھے تھوڑا پانی عنایت کرو تسپہ بھی کوئی نہ بولا آخر
 تھک کر بیٹھ گئے اور رونے لگے تو انہیں سے ایک شخص نے پلٹ کر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اب تک
 تیری ناز برداری کرتے رہیں گے اب حضرت یوسف سے فرمایا کہ اے بھائیو میں نے کیا قصور کیا ہے
 جو تم مجھ پر ظلم کرتے ہو بولے کہ تو اپنا قصور نہیں جانتا ہر پھر حضرت یوسف علیہ السلام شمعوں

پاس دوڑ کے آئے اور فرمایا کہ اے بھائی مین پیاس سے مرتا ہوں شمعون نے پانی بندیا بلکہ وہ گھڑا جسکو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پانی دودہ سے بھر دیا تھا زمین پر ڈال دیا اور کہا دور ہو تو اپنے خواب والے ستاروں سے پانی مانگ اور ابھی تو پیاس سے روتا ہی تھوڑی دیر میں تبت ہی روئیکا کیونکہ ہم تیرے قتل کی فکر میں ہیں اس کلام سے حضرت یوسف کی بھونک پیاس جاتی رہی اور دعا مانگی کہ یا عالم الغیب والشہادۃ یا غیاث المستغیثین اٹھنی بعد اُس کے فرمانے لگے کہ اے روئیل تو میرا قریب و بزرگ ہی میری خردی اور پیر کینان کی ضعیفی پر رحم کر اور بھوکو پانی عنقا کر روئیل نے بھی ایک طمانچہ مارا اور کچھ رحم نکلیا پھر حضرت یوسف نے یہود سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے یہود! تو عالم ہی اور بعد وفات پیر کینان کے تو ہی جانشین ہی تو میری حفاظت میں سعی فرماؤ میری ضعیفی و پیر کینان کی محبت کا خیال کر۔ یاری کینہ کز در او در گذشتہ ایم ۴ رحمی کینہ کز غم اوزار ماندہ ایم ۵ تب یہود اکورحم آبا کہ اُس نے اپنے دامن حمایت میں چھپایا اور کہا اے جان برادر جب تک میری جان باقی ہے تجھکو مارنے نہ دوں گا اس حالت میں حضرت یوسف فرمایا کہ مین جاننا تھا کہ اہل بلا و محنت سے ہوں اور میرے خاندان پر ہمیشہ غم رہا ہے مگر یہ سمجھتا تھا کہ بیگانوں سے رنج پہونچیکا بھائیوں سے یہ گمان نہ تھا ۶ من از بیگانگان ہرگز نہ عالم ۷ کہ باسن ہر چہ کرد آن آشنا کرد ۸ اور بھائی کہتے تھے کہ اب آفتاب و ماہتاب کہاں گئے اور گیارہ ستارے کس طرف ہیں کہ تیری دستگیری نہیں کرتے اور حضرت یوسف سننے لگے تھے اور صبر کرتے تھے آخر کار یہود اکی حمایت دیکھ کر بولے کہ جو تیری صلاح ہو سوا کے ساتھ کریں یہود انے کہا مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو باپ کی خدمت میں جس طرح سے لائے ہو پہونچاؤ اور مین ضامن ہوتا ہوں کہ جو کچھ بدی تھے اس کے ساتھ کی ہے ہرگز باپ سے نہ کیگا تب بولے تو اس سے چاہتا ہے کہ اس بات سے میری سرخروئی باپ کے سامنے ہو تیرا کہنا ہم نہیں مانتے تو چپکارہ نہیں تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے اور تو جانتا ہے کہ ہکو یہ وقت بہت مشکل سے ہاتھ لگا ہی اگر اب بھی ہم یوسف کے ساتھ کچھ ظلم نہ کریں گے تو کب کریں گے ناگزیر یہود اسکت ہوا لیکن یہ کہا کہ مارنا یوسف کا میری دانست میں کسی طرح تیر نہیں اگر یو یحییٰ منظور ہو تو کنوئین میں ڈال دو کہ اس میں آخر مر جائیگا اس واسطے کہ بیگناہ کا مارنا خصوص اپنے بھائی کا بڑا گناہ ہے اس پر کہنے لگے مضائقہ نہیں ہے تو اس کے پاس سے الگ ہو جا یہود انے کہا جب تک تم مجھے عہد واثق نہ کرو گے ہرگز نہ ہونگا نا چارہ ہے

قسم کھائی کہ ہم جان سے نہ مارینگے تب یہودانے اٹھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ
 تجھ کو بھی انھوں نے باتوں میں لگا لیا یہودانے کہا میں مجبور ہوں یہ لوگ میرے مارنے پر
 مستعد ہوتے ہیں اور اگر کنوئین میں ڈالینگے تو کیا عجب ہو کہ حافظ حقیقی تجھ کو سب بلاؤں سے
 محفوظ رکھے اور شاید کوئی مسافر ایجا سے تب حضرت یوسف علیہ السلام رونے لگے ابن عباس
 فرماتے ہیں کہ پہلے شمعون چھوری مارنے کو نکالی تو یوسف علیہ السلام یوسیل کے دہن میں
 جا کر چسپے روئیل نے اپنے پاس سے الگ کیا اور مارا اسی طرح سب بھائیوں نے ظلم کیا تب
 یوسف علیہ السلام منہ سے یہودانے کہا یہ وقت منہ سے کانہیں ہو فرمایا کہ اس وقت میرے
 اور اللہ کے بیچ میں ایک ستر ہے یہودانے پوچھا کیا ستر ہو ارشاد کیا کہ میں اپنے دل میں
 کتنا تھا کہ میرے بھائی پہلوان و زور آور ہیں کسی دشمن کو مجھ پر دست رس نہوگا سوائے
 مجھ کو اب دیا اور تجھ کو بھی سسلط فرمایا یہ بات سنکر یہود اکو بہت رحم آیا اور اُس نے اپنے
 دامن میں چھپا لیا اور کہا تو خوف نہ کرتب اور بھائی کہنے لگے کہ اے یہود شاید تو اپنے
 عہد سے بچ گیا ہے یہودانے کہا جس عہد میں خدا کی رضا مندی نہو وہ عہد قابل شکست ہے
 اگر تم ارادہ قتل رکھتے ہو تو پہلے مجھ کو قتل کر لو پھر یہ قرار پایا کہ کنوئین میں ڈالو غرض کہ شمعون
 حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کنارے کنوئین کے جو آؤں میں تھا لیکے اس حالت میں
 حضرت یوسف فرماتے تھے اگر مجھ کو میرا باپ نہ دیکھیں کامر جائیگا سو اگر تکو مجھ پر رحم نہیں آتا ہر
 تو اس ضعیف بچہ پر رحم کرو لیکن کسی نے التفات بھی نہ کیا اور کوئین میں ڈکایا تو کرتے کا
 دامن ایک ہاتھ سے اوجھ گیا تب کُتا اُتار لیا اور ہاتھ پیر باندھے حضرت یوسف نے کہا کہ اے
 بھائیو یہ کُتا مجھ کو غنایت کرو شاید اگر زندہ رہو نگا تو اسی پر نماز پڑھو نگا و میرا ہی کفن ہوگا
 اور تم جانتے ہو کہ غریب کو امیر لوگ کپڑا دیتے ہیں اور میں غریب ہوں اور اچھے لوگ مردے کو
 کفن دیتے ہیں اور میں مرنے والا ہوں تب بولے کہ اپنے خواب والے ستاروں سے کہہ کہ
 پیرا میں جنت سے لاکر نکھائیں اور آفتاب ماہتاب سے کہہ کہ تاج جنت سے لاکر سر پر رہیں
 اس حالت میں حضرت یوسف فرماتے تھے کہ کجائی اور پیر آخر کجائی بہ حال میں چنین
 غافل چرائی غرض کہ بھائیوں نے ایک رتی کمر سے باندھی اور کنوئین میں ڈال دیا انھوں نے
 کہہ کر دیکھا جب آدمی دوڑ ڈول ہو چکا تو چھوڑ دیا اس ارادہ سے کہ ہلاک ہو جب کنوئین میں پہنچے
 تو حکم الہی ہوا کہ اے جبرئیل اس لڑکے کو آرام سے سنگ سفید پر بٹھا دے اور بعضے کہتے ہیں

کہ وہ تخت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے آتش غروی میں بہشت سے لایا گیا تھا وہی تخت حضرت جبریل نے لاکر بچھایا اور اسی پر حضرت یوسف جلوہ فرما ہوئے اور پیراہن فلیبل علیہ السلام جو بازو پر بطور تعویذ بندھا ہوا تھا کھول کر بچھایا اور موزیوں سے پکار کر کہا کہ خبردار پیغمبر معصوم یہاں ہوا ہے کوئی گزند نہ پہنچائیو بعد اُسکے رخصت ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ یہ کنعان سام ابن نوح نے کھدوایا تھا اور راہ سے کنارے واقع تھا اور اُسکا نام جب لا تھا تھا یا جب لا خیار اور بعضے کہتے ہیں شداد ابن عادنے کھدوایا تھا اور جبل اردن میں جانب غری دریا چہ طریہ ماہین مدین و مصر کنارہ راہ کے بفاصلہ تین فرسخ مقام یعقوب علیہ السلام سے واقع تھا اور بعضے کہتے ہیں چراگاہ میں دو فرسخ پر مقام یعقوب تھا اور بعضے کہتے ہیں قراوے میں بارہ فرسخ پر مکان واقع تھا وہ ابن نبیہ سے روایت ہے کہ یہ کنعان چار سو گز کا گہرا تھا اور بعضے ستر گز کا کہتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ سات سو گز گہرا تھا اور ایک نیزے کے برابر اُس میں پانی تھا اور نیچے سے فراخ اوپر سے تنگ اور بروایت جمہور ستر گز کا گہرا تھا اور سبب تنگی منہ کے جو کوئی اُس میں گرتا تھا نکل نہ سکتا تھا

انقصہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین میں تنہا رہے اور یہ دعا ورد زبان تھی یا صریح المستعین یا غیاث المستغیثین یا سفرج کرب المکار و بین قد تری مکانی و تعرف حالی و لا یخفی علیک شئ من امری کذا فی انیس العاشقین اور اخبار الدول میں ثعلبی سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ عالمقین فرمائی یا اللہم یا منس کل غریب و یا صاحب کل وحید و یا ملجأ کل خائف و یا کاشف کل کربہ و یا عالم کل غمی و یا شفی کل شکوی و یا حاضر کل ملا و یا حی یا قیوم انا لک ان تقدت رجا ک فی قلبی خائف لایکون بے شغل غیرک و ان تجعل لی من امری فرجا و فرجا انک علی کل شئ قدير و یا ہدایت مناسبہ المقام بالجملہ بھائیوں نے بعد اس حرکت شنیعہ کے گھر جانیکا ارادہ کیا تب یہود اُسے کنوئین کے پاس سب سے پوشیدہ جاکے آواز دی کہ اے یوسف زندہ ہے یا مردہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو کون ہے اُس نے اپنا نام بتلایا حضرت نے ارشاد کیا کہ تو بھائیوں سے نہیں ڈرتا اور میرا حال پوچھتا ہے میں حال اپنا کیا کہوں جو آدمی مان باپ سے علیحدہ کر سنے تین برس نہ ہوتا ہے وہ نہ زندوں میں معدود ہے نہ مردوں میں خصوص وہ کہ جیسے بھائیوں نے ظلم کیا ہو یہود بہت رویا اور کہنے لگا کہ اے یوسف جو کچھ بھائیوں نے تیرے ساتھ کیا اُس سے میں تو سخت بخیدہ ہوں اور شرمندگی سے اُسکا عذر نہیں کر سکتا حضرت یوسف نے فرمایا تقدیر یونہی تھی تمہارا قصو نہیں ہے پھر ارشاد کیا کہ اب کون وقت ہے یہود نے کہا اب بکریان گھر کو لیے جاتے ہیں فرمایا

کہ کئی وصیتیں میری یاد رکھ ایک یہ کہ ہمیشہ غریب و بیکس تمیم سبے مادر و پدر پر رحم کیا کرنا اور میرا حال یاد کر کے افسہ عنایت و کرم سے پیش آنا دوسری یہ کہ میرے بھائی بنیامین اور دنیاہن سے بھائیوں کی بد معاملگی کا حال نہ کہنا کہ شاید یہ خبر انکے واسطے سے میرے باپ کو پہنچے تو وہ بھائیوں کے حق میں دعا سے بد فرما دینگے اور میں اسید و اسیر ہوں کہ اس بلا سے نجات پاؤں اور بھائیوں کے گناہ بخشوں اسپر ہودا اور بھی رو یا کہ اُسکی آواز اور بھائیوں نے بھی سنی اور کنوئین پر آئے اور متعہ ہو گئے کہ حضرت یوسف کو پتھر دن سے مار ڈالیں ہودا نے کہا اگر یہ حرکت کرو گے تو میں سب حال باپ سے کہوں گا نا چارہ ہو کے ایک پتھر بڑا کنوئین کے منہ پر رکھ دیا اور ہودا کو اپنے ساتھ لیکے حضرت یوسف علیہ السلام اور بھی روئے کہ اُنکی آواز فرشتوں پر ایک حالت مصیبت پیدا ہوئی تو درگاہ لا ابالی میں ملتس ہوئے کہ یا الٰہی آواز چھوٹے لڑکے کی ہو اور اس سے پیغمبری کی بوقعتی ہر ارشاد ہوا کہ یوسف ابن یعقوب ہر تیل کی آواز ہو کہ بھائیوں نے اُسے کنوئین میں ڈالا ہر فرشتوں نے عرض کیا کہ یا رحیم اچھے اُسپر رحم فرما اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ یوسف کے لیے بہشت سے کھانا لے آئے اور اُسی کے پاس رہو سو حضرت جبریل علیہ السلام کئی قسم کا کھانا بہشت سے لائے اور نہایت پاسداری سے کھلایا اور بشارت دی التبتنتم بامر ہم ہذا وہم لا یشعرون یعنی تو بتاؤ گے انکو انکا یہ کام اور وہ نہ جانینگے تنبیہ اللہ جل شانہ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ فلما ذہبوا بد جمعوا ان یحلبوا فی غیابت الحبت یعنی پھر جب لیکر چلے آسکو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اُسکو گناہ کنوئین میں اور باقی حال بیان نہیں کیا کیونکہ اور حال لائق بیان نہ تھا انقضی شمعون وغیرہ نے کنوئین سے پلٹ کر ایک بکری بیچ کی اور اُسکے خون سے پیرا بن گئے علیہ السلام کا آئودہ کیا اور رات کے وقت روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے کہا قال سبحانہ تعالیٰ وجاہوا ابائهم عشاء یسکون قالوا یا ابا نانا ذہبنا سبق وترکنا یوسف عند شاعنا فاکابر الذئب وانت بومن لتاؤکنا صاوتین وجاہوا علی قمیصہ بدم کذب قال بل سولتکم انفسکم امر اسعبر جبریل واللہ المستعان علی المتصفون یعنی اے اپنے باپ کے پاس موتے ہوئے رات کو اور کہا ابو باپ ہم سب جنگل میں دوڑنے لگے کہ دیکھیں آگے کون نکلتا ہو یا تیر بھی چلتے کہ دیکھیں کس کا تیر آگے جاتا ہو اور یوسف کو اپنے سباب کے پاس چھوڑ گئے تھے سو اُسکو کھا گیا پھر یوسف کو کھا گیا کیونکہ ہم سبچے ہوں اور لاکے اُسکے کرتے پر ہو لگا جھوٹا لاکوئی نہیں

بلکہ بناوی ہر تمھارے جیون نے ایک بات اب مبرہی پڑن آوے نور اللہ ہی سے مدد ملتا ہے
اس بات پر جو بتاتے ہو روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کون کا شور و غل سن کر کل کے
اور پوچھا کیا ہوا تمھاری بکریوں میں جو چلا تے ہو بسے کچھ نہیں فرمایا کیا آفت ناگہانی ٹوٹ پڑی
اور میرا یوسف کمان ہے چونکہ وقت رات کا تھا اور صورت اندھیرے میں نظر نہ آتی تھی عذرا
دو بخ میں جرأت ہوئی اور بیان کر گئے جو کچھ فریب بنا لائے تھے علماء کو استباق میں اختلاف ہے
تجسس کہتے ہیں مراد تیر چلانا ہے بطور امتحان کہ تیر کسکا آگے جاتا ہے اور بعض کے نزدیک مراد گھوڑا
دوڑانا ہے کہ دیکھیں آگے کسکا گھوڑا جاتا ہے مگر متاخر صبی اللہ کے نزدیک اس جگہ مراد اپنا دوڑنا ہے
اور استباق کا اطلاق اپنے دوڑنے پر حقیقت ہے اور گھوڑے دوڑانے اور تیر چلانے پر مجاز اگر کہا جائے
کہ دوڑنا جو ان کو زیبا نہیں اسی حرکات کو کون سے البتہ معادرتی ہیں پھر مقام عذر میں فرزند
حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ کلام طسح کیا تو جواب یہ ہے کہ یہ لوگ بکریاں چرایا کرتے تھے
دوڑنے کی عادت کرتے تھے کہ مبادا بھڑیا بکری کو لپکے تو اسکو دوزخ میں لیں اسی سبب سے
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس کلام میں اعتراض نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں کو ایسے امور کی
ضرورت داعی تھی اور جو کوئی یہ شبہ کرے کہ فرزند ان حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح کہا
کہ تم سچا نہ جانو گے سچے کو تو رفع اسکا یوں ہو سکتا ہے کہ معنی اُنکے قول کے یہ ہیں کہ تم سچا نہ جانو گے
ہم کو اس واسطے کہ ہمارے صدق پر کوئی دلیل نہیں ہے اگرچہ ہم اللہ کے نزدیک سچے ہوں اور جھوٹے تو
صریح کھلا ہوا تھا کہ تر خون سے تر کیا کسی جگہ سے چاک نہیں کیا اسی باعث سے حضرت یعقوب
علیہ السلام نے اُنکا جھوٹ دریافت کر لیا کیونکہ دلیل ظاہر یہ تھی کہ اگر بھڑیا حضرت یوسف کو بھاتا
تو کرتے کیونکہ مسلم چھوڑ جاتا اور بعض کہتے ہیں کہ پیراہن رات کے وقت نہیں دکھایا بلکہ صبح میں
اور حال یہ ہوا کہ جس وقت بیٹوں نے خبر مومش کا ذکر کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام بیہوش ہو گئے
اور تمام رات اسی حالت میں رہے اور فرزند ان یعقوب علیہ السلام بھی رات بھر روتے رہے کہ
ہم نے ناحق باپ کو ستایا اور زندہ درگور کر دیا الغرض جب رات گئی تو صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام
کو کون سے پوچھا کہ میں کس واسطے بد حال و مدہوش ہوں بولے آنجناب تغراق میں ہیں اور فقر
عزت و منزل کرامت میں جلوہ فرما میں فرمایا یوسف کہاں ہے بولے یوسف غائب ہے کہا پھر حاضر کون ہے
جو یوسف نہیں ہے اسوقت رسول نے تفصیل تمام حال بیان کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بقیاب
ہو گئے اور برادران یوسف نے پیراہن خون آلودہ گدانا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُسے

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام

سوزگھا اور کہا کہ یہ خون ہرگز یوسف کا نہیں ہے سچ بتلاؤ تم نے کیا معاملہ اُسکے ساتھ کیا ہوئے
اُسکو بھڑیلے کھایا ہم جھوٹے نہیں کہتے فرمایا کیا بھڑیا تم سے بھی زیادہ مہربان تھا کہ یوسف کو
کھا گیا اور پیراہن کو سلم چھوڑ گیا یہ کلام تمہارا بالکل جھوٹا اور سراسر خلاف عقل ہے میرا گمان
تمہارے ساتھ ایسا نہ تھا جو تم نے کیا اُسی وقت حضرت جبریل نے جناب الہی میں تمہارا کیا
کہ میں حقیقت حال یعقوب سے کہہ دوں ارشاد ہوا کہ ابھی اسکا وقت نہیں آیا ہے فائدہ
کلام پیغمبر کا کبھی جھوٹ نہیں ہوتا دیکھو حضرت یعقوب کی زبان سے نکلا تھا لیکن تمہارا نہ ہونا
اللہ تعالیٰ نے ایسا رنج دیا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے اور بھی اکلا الذئب فرمایا تھا
سو بھی مہتمم کیا گیا اور گرفتار آبا اس بیان سے فائدہ یہ ہوا کہ آدمی کو بد بات زبان سے نکالنا
نہ چاہیے کہ بیشتر بلا زبان سے ہوتی ہے ایسے مقام پر خدا سے ڈرنا چاہیے سو بوقت قضاے
بشریت بھڑیلے سے ڈرے درحقیقت یہ بلا تنبیہ ہوئی تاکہ پھر سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈریں
فائدہ حضرت یعقوب کے بیٹوں کی ہمیشہ یہ عادت تھی کہ قبل غروب آفتاب کے جنگل سے
چلے آتے تھے اس واردات کے بعد خلاف عادت رات کو آئے اُسکا فائدہ یہ تھا کہ اگر دن کو
آتے تو عذر کرنے میں حیا دا سنگبیر ہوتی اور رات کو اعتذار میں دلیری ہوتی ہے اسی واسطے
کہتے ہیں کہ جب کسی سے حاجت ہو دن کو طلب کرے کہ جب دونوں کی آنکھیں مقابل ہو گئی
تو سؤل حنہ کو شرم آئیگی یا سؤل خود ترک سوال کر گیا یا سؤل حنہ اُسکی حاجت روا کر دیا
اور جب اعتذار کسی امر کا منطوق ہو تو رات کو عذر کرے کہ بے تکلف جملہ مراتب عذر خواہی کے
بجلا سکتا ہے ولہذا حضرت کے بیٹے رات کو آئے اور روتے ہوئے آئے کہ ارشاد ہوتا ہے
وجاءوا ابائهم عشاءً یسکون یعنی اپنے باپ کے پاس رات کو روتے ہوئے آئے اور یہ رونا
دلیل ہو گیا دروغ اور کذب پر اور صاف نفاق اس سے کھل گیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رونا
لوگوں کا تخصیص جب مستم بکذب ہوں نشان خیر نہیں ہے حضرت مجاہد شعبی سے نقل
فرماتے ہیں کہ ایک عورت قاضی کے پاس روتی ہوئی آئی قاضی نے کہا یوسف کے بھائیوں کی
ردمانہیں سنا حال انکہ بھائی پر ظلم کر چکے تھے اور کنوئین میں ڈال آئے تھے اور روئے ہوئے
عذر کرتے تھے اُسی سے کذب انکا ظاہر ہو گیا اور بعض کہتے ہیں رونا انکا حقیقت تھا نہ غبار
کئی طرح سے اول ضعیفی اور سیری حضرت یعقوب علیہ السلام کی دیکھی اور اندوہ و حزن
انکا درجہ اعلیٰ میں مشاہدہ کیا اس سے روئے دوسرے بگینا ہی یوسف کی یاد کر کے ہوئے

بخش دیا اور تذکرۃ الاصفیاء میں ہمیں یہی منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رات کو کوہستان جاتا تھا ایک جنازہ دیکھا کہ تین مرد ایک عورت ضعیفہ کندھوں پر رکھے ہوئے لیے جاتے ہیں میں بھی چند قدم ساتھ چلا حال میں جنازہ نے کہا حسبہ تیرا اس جنازے پر نماز پڑھ دے میں نے نماز ادا کی اور دفن کیا اس ضعیفہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا تم یہاں سے جاؤ میں تو قنقرونگی سو میں ایک قبہ کی از میں لگا رہا اور دیکھا کہ وہ ضعیفہ برسہ گور گریاں ہوئی اور مینا جات کہنے لگی کہ یا الہی یہ لڑکا میرا گنہگار تھا لیکن تیرے کرم کا اسید وار تھا تو اسکو بخش دے بعد اسکے عین گریہ میں تبسم ہوئی اور چل کھڑی ہوئی میں اس کے پیچھے چلا اور مستند ہو کر حقیقت حال سے مجھے مطلع کرا سنے لگا کہ اے امام المسلمین یہ میرا بیٹا ہے اگر گنہگار تھا جب بیمار ہوا تو اسے کہا اے اے ماہر ہر بان کسی وصیتیں ہیں اسکو بجالا ایک تلاوت فسق و فجور لا کر میرے روبرو توڑ ڈال دوسرے جب مردن تو میرا سداٹھا کر سننے کے بل خاک پر ڈال کہ روئے گرداؤ و حضرت حق میں حاضر ہوں تیسرے میرے منہ پر طابخے مارنا اور کہنا کہ جزا ایسے گنہگار کی یہ جو چاہتے اندھیری رات میں میرا جنازہ گور پر لیجانا کہ کوئی شخص نہ دیکھے اور میرے گناہ پر گواہی نہ دے پانچویں جنازہ میرا تو لیجانا کہ شاید اس سبب سے بخشنا جاؤں چھٹوں جب تک مجھکو معلوم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا میرے قبر سے جنبش نہ کرنا جب کہ وصیتیں کر چکا تو اسنے وفات پائی میں نے حسب وصیت اسکے اپنے آدم اسکے منہ پر رکھے آواز غیب سے آئی ارضی قدمک من وجہ المیمون یعنی اپنے قدم میرے دوست کے منہ پر نہ آئے اسے سب اسکو دفن کر چکی تو میں نے خدا سے بخشش چاہی آواز سنی کہ قبر لحد سے کھٹا ہو گیا اے اللہ تعالیٰ اسے اللہ و غفر لی یہ بھی ایک صورت از خود آنے کی نکلتی ہے اور یہی سبب ہے کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے مدد نہ کیا اور اس نے بھی انکو بعد تو بہ بخشنا ہوتا اب ہم اس سے یہ اشارہ نکلا کہ ہر چند حضرت یعقوب کے بیٹوں نے قصور کیا لیکن نسبت فرزند کی قائم تھی وہ انکے باپ تھے یہ انکے بیٹے ہی طرح بندہ گنہگار کا حال ہے کہ ہر چند گناہ و جور کرے لیکن بندہ ہے اور خداوند کریم اسکا خدا پر نسبت خدائی اور بندگی کی منقطع نہیں ہوتی ہر نقل ہے کہ ایک شخص عجمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں بندہ عاجز جاہل محض ہوں ایک کلمہ ایسا تعلیم فرمائیے کہ سب دعاؤں سے مجھکو مستغنی کر دے حضرت نے فرمایا ہمیشہ کہ اے اللہ انت ربی وانا عبدک سو عجمی شب و روز برعکس کہتا کہ اے اللہ انت عبدی وانا ربک اور جب یہ کلمہ زبان پر لاتا تو ایک دلولہ ملکوت میں پڑ جاتا اور فرشتے بخون سطوت جباری لرزان ہوتے تھے ایک دن حضرت جبریل نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ عجمی اس کلمہ کو اس طرح کہتا ہے کہ اے اللہ انت ربی وانا عبدک تو اسکی تکفیر کرے

حضرت نے عجمی کو خطاب کر کے استفسار کیا کہ کیا رسول اللہ جو کلمہ آپ نے فرمایا ہے اس سے میں
 بہت خوش رہتا ہوں اور ہمیشہ یوں پڑھا کرتا ہوں کہ اللہم انت عبدی وانا ربک حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑی غلطی کی میں نے یوں بتلایا تھا کہ اللہم انت ربی وانا عبدک وہ بیچارہ
 رونے لگا اور بولا کہ یا رسول اللہ نادوستہ اتنی مدت تک کلمہ کفر کتنا رہا ہوں اب اسکا علاج کیا ہے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تامل فرمایا حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ اللہ صاحب باتے ہیں
 کہ بندوں سے غلطی ہو جاتی ہے مگر خدا غلطی جائز نہیں ہے میں تو مالکِ خداوند ہوں گو مجھ کو کوئی نہ کہے اور مجھ کو بول نہ پڑھے
 نہ ظاہر پر کار ظاہر میں سو وہ خطائے کب سے ہو جائے اور دل کا حقیقت پرست ہو تو میں اس خطا کو صواب سے بدل دیتا ہوں
 تم میرا کلمہ عشر اے اس میں یہ اشارہ ہے کہ فرزندِ ناسدادت مند بخلاف فرمانِ پدر تمام دن لمبو بین
 مشغول رہتا ہے اور اوامر و نواہی والد پر التفات نہیں کرتا اور جب آفتاب غروب ہوا اور تاریکی شب
 ظاہر ہوئی تو لعب و بازی سے ملول ہو کر اپنے باپ کے گھر آتا ہے اور باپ ہر چند کہ اسکی نافرمانی سے
 ناراض ہو مگر گھر کا دروازہ مسدود نہیں کرتا اور شفقت اور احسان سے ہاتھ نہیں اٹھاتا یہی حال ہے
 عاصیانِ تباہ روزگار اور گنہگارِ زیانکار کا کہ تمام عمر اپنے عصیان و نسیان و مخالفتِ فرمانِ
 الہی میں گزارتے ہیں اور جب آفتابِ حیات مغربِ موات میں آتا ہے اور عالمِ تن و جہانِ بدن ظلمت
 فوت میں گرفتار ہو جاتا ہے تب اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر درگاہِ کریم کا رسا زمین حاضر ہوتے ہیں
 اور عرض کرتے ہیں کہ خداوند اہم گنہگار شرمسار تیری درگاہ میں آئے ہیں تیرے دروازے کے
 سوا کسی کوئی مقام نہیں کہاں جائیں اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ گنہگار نافرمان بردار کس مقام اور کس
 وسیلہ سے یہاں آئے ہیں مگر خداوند سبحانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم اس مقام میں داخل نہ کرو یہ بھی میرے
 بندے ہیں اور میں انکا خدا ہوں اگر یہ میری درگاہ میں نہ آویں تو کہاں جائیں اور جو کلمہ شرمندہ
 آئے ہیں اسوٰ ابواب قبولِ پیر کھولتا ہوں اور دعائیت پھیرتا ہوں کہ اے ہینون طح حضرت یعقوب کے بیٹے شرمندہ
 ہو کر آگئے اور حضرت یعقوب نے اپنی فرزندگی سے نہیں بکا لایا تھا کلمہ سیکون ہوا سمین شیارہ ہو کر ونا اگر چہ متعلیٰ مدفع ہو پر
 از فائدہ نہیں آئی یہ ہو کر آشنا اور بیگانہ اسپر رحم کرنا یہ نقل ہے کہ حضرت یحییٰ ابن کریا علیہما السلام نے اہلس علیہ اللغۃ کو
 رونے سے روک دیکھا آپ کو رحم آیا پوچھا اے بیگانہ کیوں روتا ہے اسنے کہا کہ میں ہزار مرتبہ میں نے حضرت یسوع ذوالجلال
 دروازے پر جاکر جاکا کہ دروازہ کھلا اور مجھ کو اجازتِ داخل ہونے کی ملے کچھ جواب نہ ملا آخر یہی آواز آئی کہ اس
 باگاہ میں بار نہیں ہے اس باعث سے روتا ہوں حضرت یحییٰ کو بہت برا لگا تو مناجات میں مشغول ہوئے کہ
 یا الہی یہ بیگانہ بنانا و زاری روتا ہے اگر اسکی توبہ قبول ہو تو تیرے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ ابلیس جھوٹا ہے اگر مجھ کو

امتحان منظور ہو تو اس سے حکم کر کہ قبر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
 ابلیس سے فرمایا اُس نے کہا کہ جب آدم زندہ تھا تجھے میں نے سجدہ کیا اب کہ مردہ ہوا کیونکر اسکو سجدہ کرو
 اسوقت ارشاد الہی ہوا کہ اب تو نے جانا کہ ابلیس کا ردنا سر اسر کذب تھا حضرت امام غزالی
 اسی تفسیر میں اور علامہ قشیری حسن القصص میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کنوان شداد ابن عاد کا
 کھودا ہوا تھا اور ایک ہزار دوسو برس گذرے تھے اور اسی زمانہ میں ایک شخص عالم بیودام
 خواہ ہو و مومن حضرت ہود پیغمبر علیہ السلام سے تھا اُس نے صحیفہ حضرت شیث علیہ السلام میں
 حسن یوسف علیہ السلام کی ماہیت اور اس قصہ کی حقیقت پڑھی تھی دعا مانگی کہ یا الہی میری
 عمر ایک ہزار دوسو برس کی ہو چکی ہو مگر میں چاہتا ہوں کہ اسوقت تک زندہ رہوں کہ جمال الہی
 حضرت یوسف علیہ السلام سے مشرف ہوں بالحق نے آواز دی کہ چاہ شداد میں اقامت کر
 چنانچہ وہ عالم اس چاہ میں تول سے مشغول عبادت ہو اور قوت لامیوت کے لیے
 ایک انار باغستان غیب سے نازل ہوتا تھا اُسی پر گفتا کرتا تھا اور ایک قندیل نورانی روشن
 ہو جاتی تھی اُسی کی روشنی میں لب فرماتا تھا الغرض بارہ سو برس اُس نے مقدم یوسف علیہ السلام
 انتظار کی اب کہ زمانہ جلوہ فروزی یوسف ہو چکا و آنجناب نے اُس کنوئین کو اپنے نور سے روشن
 فرمایا تو اُس عالم نے قد بوس ہو کر التماس کیا کہ یا نبی اللہ میں صرف آپ ہی کی زیارت کو ایک
 زندہ رہا ہوں حضرت نے اپنے بھائیوں کی شکایت فرمائی میرے واسطے آپ کو اللہ نے یہاں
 بھیجا ہے اور اخوان محض و سایہ ہیں استودعک اللہ یعنی سپرد بجا کرتا ہوں تمکو بعد اُسکے
 و بعت حیات سپرد مالک فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام
 ایک روز آئینہ دیکھتے تھے اور اپنے حسن پر تعجب تھے اور خیال فرماتے تھے اگر میں کسی کا
 غلام ہونا چاہوں تو کوئی شخص میری قیمت نہ دے سکے اسلئے اللہ تعالیٰ نے چاہ میں ڈلوایا اور
 کھوئے دامون بکوا یا فرمایا حضرت صلعم نے سن تو وضع بید رفعتہ اللہ من تکبر وضعہ اللہ فان ہنر
 ماضی سن یوسف فی تاک الخطرة والكلمہ وادبہ لبقیر البیر یعنی جسے فروتنی اختیار کی بلند کیا اسکو اللہ نے
 اور جسے کبر و تیرہ کیا گرا دیا اسکو کیونکہ اللہ نہ راضی ہوا یوسف کے اس خطرے و بات سے اور
 ادب دیا چاہ کے گڈھے میں اور بعض کہتے ہیں کہ ارادہ الہی ہوا کہ یوسف اندھیرے کنوئین سے
 واقع ہوں تاکہ جب بادشاہ ہوں توقید یون کی حکیمیت سے آگاہ ہوں اور بلا وجہ موجب
 مکرین اور اخبار الدول میں ہر کہ سبب اشتقاق وسیع یوسف یہ ہوا کہ ایک بار حضرت ابراہیم مصر سے

تو اکثر زاهد و عابد بطریق تواضع چار فرسخ پیادہ پا آئے مگر حضرت نے اسکا عرض نہ کیا تب ہی سوئی کہ میرے بندہ خاص تیرے ساتھ آئے اور تو متوجہ نہوا سو تیری اولاد سے ایک غلام بناؤنگا اسی کا ظہور یوسف علیہ السلام پر ہوا انتہی میں کہتا ہوں کہ سیاق اس روایت کا دلیل ضعف پر ہے روایت ہے کہ جب جن حضرت یوسف بھائیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے تھے سہ ماہ دینا یوسف سر کی بہن نے خواب دیکھا کہ یوسف بھائیوں میں ہو کہ وہ نو چٹے ہیں سو بیدار ہوئی اور حضرت یعقوب کے پاس آئی اور کہا یوسف کہاں ہیں فرمایا کہ یوسف اپنے بھائیوں کے ساتھ گیا ہے آسنے کہا تم نے انکو کیلا پھوڑا اچھا نکلیا آخر حضرت یوسف کے پیچھے دوڑی تھوڑی دور پہنچ بھائی نے سو یوسف کو پٹ گئی اور کہا میں تمکو ہرگز جانے نہ دوں گی مگر بھائیوں نے حضرت یوسف کو چھین لیا اور بھاگے اسکا زور نہ چلانا چار روتی ہوئی آئی اور اپنے باپ سے چمٹ گئی حضرت یعقوب نے فرمایا کیوں روتی ہو کہا کہ اس وقت پر نہیں روتی ہوں بلکہ اور ہی وقت کا خیال کر کے روتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ بہت مدت تک روتے رہو گے تنبیہ عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اُس زمانے میں کوئی شخص واقف نہ تھا کہ بھڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہے جب حضرت یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا کہ شاید تم غافل رہو اور یوسف کو بھڑیا کھا جائے تب انھوں نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں بھڑیا بھی آدمی کو کھاتا ہے حضرت یعقوب نے فرمایا کئی دن ہوئے ہیں یہ خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور یوسف جنگل میں سو اسکو دنل بھڑیے گھیرے ہو مارنے کا ارادہ کرتے ہیں میں نے چاہا کہ پہاڑ سے اتر کر یوسف کو بچاؤں مگر راہ نہ ملی دفعۃً زمین پھٹ گئی اور یوسف اُس میں جاتا رہا سو میں گھبرا کے جاگ پڑا تو دیکھتا ہوں کہ یوسف میری بغل میں سوتا ہے میں نے کہا الحمد للہ عبد اللہ ابن عباس اس خواب کی تعبیر فرماتے ہیں کہ پہاڑ حضرت یعقوب کا حال تھا اور دنل بھڑیے حضرت یوسف کے دنل بھائی تھے اور زمین کا پھٹنا کنوئیں کا اشارہ تھا اور یوسف کا اُس میں جانا اشارہ تھا کنوئیں میں ڈالنے سے یہ تعبیر سن کر بعضوں نے عبد اللہ ابن عباس سے کہا کیا حضرت یعقوب علیہ السلام تعبیر خواب نہ جانتے تھے فرمایا اذ جاء القضاء علی البصیر تنبیہ بعضی روایات میں ہے کہ اول حضرت یوسف کو سب بھائی پیار کرتے تھے خواب دیکھنے سے دشمن جانی ہو گئے جس طرح فرعون حضرت موسیٰ کو دوست رکھتا تھا جب معجزہ ظاہر ہوا دشمن ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ دوست رکھتے تھے جب آفتاب نبوت چمکا تو ایمان داروں کے چہرے روشن ہو گئے

اور کافروں کے قلوب سیاہ پس دشمن ہوئے کہ حضرت کو ہجرت ہی کرنا پڑی اور حضرت آدم علیہ السلام کو شیطاں بھی دوست رکھتا تھا جب سجدے کا حکم ہوا یہ مردود بھی دشمن ہو گیا قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتا دوبا ہوا جھوٹے خون کا لے لیا اور بہت روئے بعد کے پہنسنے لگے لڑکوں نے کہا کہ بکا خضک ایک ہی سبب سے آن واحدین مجنون کا فعل ہو فرمایا ہنستا اسپر ہوں کہ یہ کرتا سچا ہو اور روتا ہوں اسپر کہ یہ خون جھوٹا ہے اگر بھڑیا کھاتا تو کڑا کیوں جھوٹ جاتا تب بولے کہ ہم بھڑیا پکڑ لادیں آپ دریافت کر لیں کہ اُس نے کھایا یا نہیں کھایا فرمایا لے آؤ چونکہ بیٹے حضرت یعقوب کے عقلاً جانتے تھے کہ بھیر یا حیوان ناطق نہیں ہو سو جنگل سے ایک بھیر یا پکڑ لائے یا کہ پہلے سے باندھ آئے تھے اُس کو لے آئے الغرض جب بھڑیا آیا تو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ تو نے کیوں میرے رُکے کو کھایا اور مجھ ضعیف پر رحم نہ کیا جلدی اسکا جواب دے نہیں تو بلا میں پڑ گیا اُس نے دست بستہ زبان فصیح عرض کیا کہ السلام علیک یا بنی اللہ میں تو آپ کے خون سے کچھ بکریوں کے پاس بھی نہیں پھینکتا چہ جائے یوسف علیہ السلام کہ وہ اچکا جگر گوشہ اور خود بنی ہو اور ہم پر پیغمبروں کا گوشت حرام ہو اور ہمارے جنس میں کوئی پیغمبر نہ ہو تو تکلیف نہیں دیتا یا بنی اللہ قسم ہوا اپنے رب کی میں اس گناہ سے بری ہوں اب اللہ مجھ میں اور تمہاری اولاد میں حکم ہو کہ انھوں نے نافع مجکو نعمت لگائی ہو حالانکہ صحت ابراہیم میں پڑھ چکے ہیں کہ ان البہتان لذب عظیم اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام متحیر ہوئے اور انکے بیٹے نادام اور مضطر بعد اسکے پوچھا کہ یوسف زندہ ہو یا مردہ بھیک عرض کیا کہ یہ بات آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھیے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام کہہ نہیں سکتے کہا پھر میں کس طرح عرض کروں تب حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تو انکے ہاتھ کس طرح لگاؤ اُس نے کہا یا بنی اللہ میں مسافر غریب الوطن ہوں مصر سے اپنے بھائی رضاعی کو تلاش کرتا دیر شام میں آیا بیان معلوم ہوا کہ آیا تھا سو گرفتار ہو گیا یا بنی اللہ شترہ دن ہوئے کہ فاقے سے ہوں اور تمہارا حال سُکر چاہتا تھا کہ تعزیت کے واسطے حاضر ہوں سو ان ظالموں نے پکڑ لیا اس کلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام بہت روئے اور بھڑیے نے متوجہ ہو کر اولاد یعقوب سے کہا تم بچو کہ تم نے مجھے آنکھوں سے دیکھا تھا جب میں نے یوسف کو کھایا ہو اولاد یعقوب نے دیکھا کہ اگر رویت کا حال کہتے ہیں تو فضیحت و رسوا ہوتے ہیں لہذا کہنے لگے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر جس جنگل میں بھڑیے نے یوسف کو کھایا تھا وہاں تو سیر کرتا تھا ہمارا گمان ہوا

کہ تو نے کھالیا ہر حضرت یعقوب نے لڑکوں سے مخاطب ہو کے فرمایا دیکھو بھٹیڑ یا اپنے بھائی رضاعی کی تلاش میں۔ پھر سے کنعان میں آیا اور تم حقیقی بھائی کو ضائع کر آئے ہو تب بولے کہ ہم ذل آدمی کہتے ہیں کہ بھٹیڑ یا کھالیا پر آپ نہیں مانتے اور بھٹیڑ یا کے کلام کو تسلیم کرتے ہو۔ چار حضرت یعقوب علیہ السلام چپکے سو رہے مگر فرمایا کہ اس بھٹیڑ کو چھوڑ دو اور یوسف کو تلاش کر لاؤ تو میں تم سے خوش ہوں اور بعض روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا حال بھٹیڑ سے پوچھا تو بھٹیڑ نے کہا کہ میں واقف ہوں لیکن غمازی سے مجھ کو عار آتی ہے و الغماض غموض عند اللہ وعند الناس فلیس للغماض من الرحمة نصیب مگر آپ سے بھائی کے ملنے کے واسطے دعا کیجیے اور میں آپ کے بیٹے کے ملنے کی دعا کروں چنانچہ دونوں دعا کی اور بھٹیڑ یا رخصت ہو کر چلا گیا صاحب تکملہ نے لکھا ہے کہ وہ بھٹیڑ یا ایک بلند مکان پر گیا اور جا کر اسنے اور بھٹیڑ یوں کو آواز دی کہ جلد حاضر ہو کر حضرت یعقوب سے غمخواری کر دو اگر تم نے یوسف کو کھالیا ہو چنانچہ تمام بھٹیڑیے اس جنگل کے حضرت یعقوب کی حضور میں آئے اور قدموں گرے اور زبان حال بولے کہ حاشا للہ یا نبی اللہ ہم نے ہرگز آپ کے فرزند نور العین کو تکلیف نہیں دی ہے اور کوئی بے ادبی ہم سے نہیں ہوئی حضرت یعقوب نے عذر انکا قبول کیا اور رخصت فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ بدتر آدمیوں کا غماز اور نام ہے اور شفاعت میرے غماز کے قریب حرام اور ولید بن مغیرہ کی شان میں قرآن میں کریمہ سورہ نون شاید ہر ہمارے شائع مجیم شائع الخیر مستدام یعنی طغیے دنیا چغلی لیتے پھرتا اچھے کام سے روکتا حدیث بڑھا گنگار فائدہ دینے پھیر دینے تین آدمیوں کی امانت رکھی رنج و غم اٹھایا اور تین شخصوں نے اپنی امانت اللہ جل ذکرہ کو سونپی آرام و راحت پائی ایک حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے بھائی کے سپرد کیا ایسا رنج پایا کہ روتے روتے اندھے ہو گئے دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ اپنی قوم کو طور پر جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو سونپا امدان کو خلیفہ فرمایا ساری قوم نے گوسالہ پرستی اختیار کی حضرت موسیٰ کو اس حال سے نہایت رنج ہوا اور بھائی ہارون پر سخت غصہ آیا کہ آمین تو ریت کا نقصان ہوا تیسرے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ بنا بر رفع حاجت ضروری جانب بیت الخلا چلے انگشتی اپنی بلحاظ ادب برداشتے اپنی بی بی خواہ لونڈی کو سپرد کر گئے ایک جن غریب سے بصورت حضرت آیا اور انگشتی لے گیا اور تخت سلطنت فرما نہوا ہوا اور حضرت سلیمان چالیس روز تک پریشان و سرگردان رہے اور کمال رنج و غم یہ دن

بسر کیے اور خیال کرنا لازم ہے کہ انھیں حضرت یعقوب نے بنیا مین برادر یوسف کو فائدہ خیر
حافظا و ہوا رحم الراحمین پڑھ کے بھائیوں کے ساتھ کیا کسی خوشی اٹھائی کہ بنیا مین حفظ الہی مین
رہے اور حضرت یوسف سے ملے اور حضرت یعقوب ان کے باعث سے کابلہ حزان سے کل شادان
و فرحان بابل و عیال عزت و جلال مصر میں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
ماجدہ نے حضرت موسیٰ کو صندوق مین بند کر کے دریا مین چھوڑا اور خدا کے سپرد کیا حافظ اکرم
دست دشمن مین پہنچا کے کس خوبی سے پرورش کرایا اور ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور انھیں
دودھ پلوا یا اور پھر حضرت موسیٰ کو نبوت عطا کی اور ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین شفیع
الذین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو خدا کے سپرد کیا ہے کہ اللہ خلیفتی
من بعدی سو حضرت کو بروز قیامت عہدہ شفاعت اور مقام محمود عنایت ہوگا کہ تمام امت
آپ کی بحکمہ و سوف ایک ایک ربک و مہتری داخل بہشت ہوں گی اور حضرت کے دل کو نہایت مسرت ہوگی
اس مقام مین نظر کر کے یہ انداز کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنا جان و مال و عیال بلکہ دین و ایمان
افعال و اعمال سب خدا ہی کی توفیق کرتا رہے فائدہ موسیٰ علیہ السلام اس شہادۃ النظائر مین لکھا ہے کہ منجملہ
حیوانات غیر نافعہ و حیوان و فحل بہشت ہونگے اور حضرت سید الانبیاء کا فائدہ حضرت صالح کا
چچہ حضرت ابراہیم کا دیشہ حضرت اسماعیل کا بقرہ حضرت موسیٰ کا اسی حضرت یونس کی گدھا حضرت
عزیر کا لکڑی حضرت سلیمان کا کھجور حضرت ابراہیم کا کھجور حضرت یونس کا کھجور حضرت یونس کا کھجور
بھیر یا حضرت یعقوب کا بھی بھیر کیا ہے اور دُرّی تمیز جافضہ جلال الدین سیوطی نے دلیل اور
براق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذکر کیا ہے اور شکوۃ الانوار مین کہ شرح شریعۃ الاسلام مین لکھا ہے
کہ یہ سب بصورت کبش تبدیل ہو کے داخل بہشت ہونگے انتہی اور بعضوں نے فیصل اصحاب الفضل کو بھی
شامل کیا ہے فائدہ طرح پر اس بیت علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کو شرمندگی حاصل ہوئی اسی ہی
جاد پیراہن اور بھی مین ایک پیراہن آدم و حوا کے جب بصد و زلت اتارے گئے تو دونوں نادام
ہوئے دو شرا پیراہن یوسف کے زلیخا کو شرمندگی کا باعث ہوا کہ ان کا ان قیصہ قدس مین بزرگدست
و ہون من الصادقین اسی کا اشارہ ہے شرم سے سرگریبان ہو زلیخا اب تک + شاہ عصمت یون
دہن دامن ہے + تیسرا پیراہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہ منکر لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام مبروص مین جب پیراہن شریف ہوا سے اوڑا تو شرمندہ ہو گئے چوتھا
قمیص مبارک ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ابی ابن سلول منافق لغتہ اللہ علیہ نے

وقت نزع بطراز آزمائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض شریف اس حیلہ سے مانگا کہ میں اپنا کفن بناؤنگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اُتارنے کا ارادہ کیا اور کئی مرتبہ تگمہ کھولا مگر پھر بند ہو گیا اور حاضرین پر خطاب ہوا کہ یہ شخص منافق ہے اور پیراہن رسول خدا کے لائق نہیں ہے لطیفہ قیامت کے دن شیطان رحیم کہ ایمان امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہر ایک یوسف وقت ہوگا کیسکا کہ انکو گرگ معاصی اور نلات نے ہلاک کر دیا ہے اور پیراہن توحید انکا خون عصیان آلودہ ہے اسوقت حضرت عزت سے خطاب ہوگا کہ اے ملعون اگرچہ پیراہن توحید انکا خون عصیان آلودہ ہے مگر توحید باقی ہے تو آلودگی گناہ دیکھتا ہے اور رحمت میری توحید پر ناظر ہے یعقوب نے پیراہن یوسف درست دیکھ کر کہا لا ثیاء سوا من روح اللہ اور میری رحمت نے پیراہن توحید درست دیکھا اور فرمایا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور حضرت یعقوب نے اولاً پیراہن دیکھ کر فریاد کی یا اسفا اور درست دیکھا تو کہا یا بٹی اذہبوا تھمسوا من یوسف اسی طرح جب بندہ نے اپنے نفس کو آلودہ زلات و معاصی دیکھ کر فریاد کی کہ احسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ پھر جب توحید و معرفت سے ملا ہے اور سید و رب کو کہہ لیا یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فقہر حضرت یعقوب علیہ السلام پر بیٹوں کا جھوٹا غم ہو گیا اور بھیرے نے غم مند کیا تو حضرت یعقوب نے فرمایا کہ جو کچھ تم بیان کرتے ہو بالکل جھوٹ ہے کسی سودی نے اسکو نہیں کھا لیکن تمہارے دلوں نے یہ بات بنائی ہے جو تمہارے ایسے اہل فطرت پر قدم رکھا اور بھوکا حق رنج دیا پھر کمر باندھی اور کنگان کے جنگل میں سرکھوٹے ہوئے لکڑی ہاتھ میں لیے تشریف لیگئے اور پکار کے کہہ کر اے محبوب میرے یوسف تجھکو کس کنوین میں ڈالا ہے تو کس دریا میں پھینکا اور کس تلوار سے مارا اور کہاں دفن کیا کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مقدس مان ملا اور آپ کے رونے سے بے آرام ہیں اور روتے ہیں سو اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے موصول کسواسطے رولا تا ہے حضرت یعقوب نے کہا پھر کیا کہ دن حضرت جبریل نے کہا کہ صبر اختیار کر دو سو حضرت یعقوب نے کہا فصیر جبریل یعنی وہ صبر میں خیر اور فرع نہیں کیونکہ صبر با فرع ثواب کو کھودیتا ہے پھر جنگل چلے آئے اور خاموش ہو بیٹھے رہے جیسے مریض دوائی مانجھ پیکھ بیٹھا ہے اس سے میں ایک دن اپنے زانو پر رکھے ہو سو گئے حضرت جبریل اشراف ہوا کہ اے جبریل یعقوب نے وہ صبر اختیار کیا ہے جس میں فرع نہیں گریہ و عداست اور رینگنا تو محبت میں بڑ جائیگا اسطرح میں عوے کو طل کرنا چاہیے سو جبریل علیہ السلام نہ کہنے میں کہ تصور حضرت یوسف علیہ السلام فرما میں شریف ہے اور حضرت یعقوب کے پاس ہو کر نکل گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام روتے ہوئے جگے پھر

حضرت جبریل علیہ السلام نے آگے کہا کہ امیر یعقوب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ تم نے توجہ فرمائی
 انکار کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے متنبہ ہو کے اپنے لبوں کو مٹی سے بند کیا اور کہلایا
 تو بہرہ ماہون ارشاد ہوا کہ تجکو جرح معاف ہو لیکن مجھی سے نالہ وزاری کہ حدیث شریف میں آیا
 کان یعقوب بکلی ویکلی بیکالہ حیطان بیتی یعنی تھے یعقوب روتے اور روتین ان کے رونے سے
 گھر کی دیواریں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے شہر کے باہر ایک گھر
 علیحدہ سب سے بنایا تھا تاکہ آواز نالہ وزاری کوئی غیر نہ سنے جب کہ رات ہو جاتی تو اس گھر میں
 آتے اور دروازہ بند کر کے یوسف کو یاد کرتے اور تڑپتے اور یوں پکارتے کہ ای یوسف میں نہیں
 جانتا تو کہاں ہو کس کنوئین میں تجکو ڈالا اور کس دریا میں ڈبایا اور کس جنگل میں چھوڑ دیا اور
 کس میں دفن کیا اور کیا تیری حالت ہو اس حالت میں صبح ہو جاتی تو آسمان کی طرف
 دیکھ کر فرماتے کہ یا آسمانی میرا بڑھاپا وضعیفی و حسرت شہر شخص دیکھ کر رحم کرتا ہو نا رحمی یا ارحم
 الراحمین اور حال اس رونے کی تاثیر کا یہ تھا کہ جب آواز آپ کی جنگل میں پہنچتی تو ہرن اور
 جنگلی جانور بیت الحزن کے گرد آگے جمع ہوتے اور حضرت کے ساتھ روتے اور رونے کا یہ مرتبہ
 پہنچا کہ آنکھیں جاتی رہیں کہ و ابیضت عیناہ من الحزن اسی کا اشارہ ہے یعنی بے سفید ہوئیں
 آنکھیں انکی غم سے فائدہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بل سولت لکم انفسکم فرمایا یعنی ہناد
 اس حرکت مشیدہ کا اپنے بیٹوں کی نفس سے کیا نہ کہ دل سے سبب اسکا یہ ہے کہ آدمی کے پاس
 دو چیزیں ہیں ایک نفس دوسری روح روح عالم پاک ہے اور نفس عالم خاک سے روح نیکی پر دلالت
 کرتی ہے اور نفس معصیت پر پیرایہ نفس غرور ہے اور سرمایہ روح تجارت لمن بتور یعنی کھجوں ہلاک ہو
 نفس متاع پر عیب ہے اور روح کلبر گ کستان عالم غیب ہے نفس پیرایہ خیالات ست و روح
 سرمایہ سعادات ست و نفس پالبتہ ہو او ہوس و روح شایستہ کمالات ست و سو ہر گاہ کہ
 نفس بالذات شریر تھا اسواسطے گناہ کو اسکی طرف نسبت فرمایا اور اپنے درد کو صبر جمیل سے ملایا
 لینے اگر تم نے کید کا اندیشہ کیا ہے تو میں نے پیشہ صبر اختیار کیا اچیلے کہ بدون اور شہر یرون کو بدیہ
 جرح نصیب ہے اور صابرون کو صبر میں فرج عنقریب واضح ہو کہ اہل تقیہ کو صبر جمیل میں کئی قول ہیں
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں شکایت خدا خلق سے نہ ہو اور اگر کچھ شکایت
 دن میں رخصت ہو تو حق تعالیٰ سے کہ جس طرح حضرت یعقوب نے فرمایا انا شکوہتی و حزنی
 الی اللہ اور حکیم علی ترمذی فرماتے ہیں کہ صبر جمیل وہ ہے کہ صابر زمام اختیار اپنے قبضہ اختیار نہ کرے

رکھے اور مقام رضا و تسلیم میں قائم رہے اور بلا و عطا میں یکساں بسر کرے اور شیخ بھیجا معاد رازی فرماتے ہیں کہ صابر بلا کے آسمانی مین خندان و شادان رہے خلاصۃ الحقائق میں ہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو بندہ سیر مصیبت کی حالت میں صبر جلیل اختیار کرے تو شرط کرم یہ ہے کہ بروز قیامت بحساب داخل بہشت کرونگا اور امام قشیری فرماتے ہیں کہ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحب مصیبت اپنے غیر سے بچانا بجائے الغرض حدیث رسول اللہ اور کلام اولیاء اللہ سے یہ منکشف ہوا کہ صبر دو قسم ہے ایک جمیل دوسرا غیر جمیل سو صبر جمیل یہ ہے کہ وقت نزول بلا کے صابر بھیجنے والے بلا کو بچانے جب بعلم یقین ساموم ہو جائے کہ یہ بلا جانب حق سے آئی ہے تو سمجھے کہ حق تعالیٰ مالک الملک ہر انبی ملکیت میں جو تصرف کرے درست ہو جائے چون و چرا نہیں ہے دوسرے وہ حکیم ہر کوئی کام بے حکمت نہیں کرتا ہی تیسرے علیم ہر بے علم و دانش کچھ نہیں کرتا چوتھے مشفق و رحیم ہر اگر بندے کی خیر اس بلا میں نہوتی تو بلا کو مقدّر نہ کرتا جب کہ یہ باتیں قبلہ سے بلا کے منکشف ہوئیں تو نور مرسل بلا میں مستغرق ہو جائیگا اور کبھوں شکایت نہ کرے گا۔ بہر بلا کہ تو خواہی بیازماے مرا کہ در مشاہدہ تو بلا نمی بینم + زمین بہر چہ کئے یار را ضمیمہ بجایا کہ ہر چہ از تو رسد جز عطائی بنیم + اور جو صبر کہ در اے اسکے ہر وہ صبر غیبی ہے اور فرق ان دونوں صبر کا اس مثال میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص اللہ کو بسبب نعمتوں کے جو اسکو عطا فرمائی ہیں دوست رکھتا ہے جب بلا نازل ہوئی وہ دوستی زائل ہوگئی اور ایک شخص خدا کو محض از براے خدا دوست رکھتا ہے جب بلا آئی تو محبت و دوستی اسکی زیادہ ہوئی اور یہ ترانہ اسکی زبان پر جاری ہوا۔ مائی جو نیم نعمت ما بلا خواہیم پس + بلکہ ما دام خداے دوست را خواہیم پس + از رضاے دوست مارا اگر بلا خواہد رسید + ما ہمیشہ خوشی تن را مبتلا خواہیم پس + خلق از حق نعمت فضل و عطا جویند و ما از خدا صبر جمیل اندر بلا خواہیم پس + ہر کسے از تو بقدر خود مرادے خواستند + ما مراد خوشی تن از تو ترا خواہیم پس + اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ صبر تین قسم ہے صبر پر مصیبت و صبر پر طاعت و صبر از مصیبت جو کوئی بلا شکایت و جزع مصیبت پر صبر کرے اسکو تین سو درجے ہیں اور جو طاعت پر صبر کرے اسکو المضاہفت اور جو مصیبت سے صبر کرے اسکو نو سو درجے اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جو کوئی شخص جبرعہ صبر خوشی سے نوش کرے اگر زندہ رہے حمید ہے اور جو مر جائے شہید اور عرفا علیہم السلام فرماتے ہیں کہ صبر دو قسم ہے صبر عابدین اور صبر عاشقین اول یہ ہے کہ مقام صبر میں مضبوط و مقفون رہے آورد و سرایہ ہے کہ مرفوض رہے یعنی کمال صبر عاشقوں کا ہے صبری میں ہے جس طرح مراد انکی

نامرادی میں ہر اسی سبب سے حضرت یعقوب صبح کو وعدہ صبر فرما کر فرماتے تھے نصیر جبل اور شاہ کو
 بے صبری سے فرماتے تھے یا اسے اسے یوسف شیخ یحییٰ معاذ فرماتے ہیں صبر المہین شد
 من صبر الزادین اسلئے کہ زائد شتیاں نفس پر صبر کرتا ہے اور محب فراق محبوب پر اور یہ بہت سخت ہے
 اسلئے کہ عاشق کو سالہا سال گزر جاتے ہیں کہ نہ نفس کا خیال آتا ہے اور نہ خواہش نفس کا کیونکہ عاشق
 کسی وقت محبوب سے غافل نہیں ہے نفس کسکا اور ہوا سے نفس کمان پھر جو چیز سالہا سال یاد
 نہ آوے اس پر ثبات اور صبر آسان ہے یا اس پر جو ایک لمحہ اور ایک ساعت دل سے نہ بھولے
 فائدہ اس حکم صبر کا بیان ضرور ہوا واضح ہو کہ عالموں کے نزدیک صبر کی حقیقت ثبات ہے اور
 ہندی سہار جس کو یہ حال پیدا ہو اس کو شہوت اور غضب کا غلبہ ہوگا اسی واسطے یہ صفت نوع
 انسانی کے واسطے خاص ہوئی مائیکہ اور جانوروں میں متصور نہیں کیونکہ مائیکہ عقل محض ہیں ان میں شہوت
 نہیں اور جانور شہوت محض ہیں ان میں عقل نہیں ہر چند نوع انسانی ابتدا میں بمنزلہ جانور ہے کہ
 خور و نوش کے سوا اور کچھ خواہش نہیں رکھتا اور ایک مدت کے بعد بازی اور جماع کا شوق پیدا کرتا ہے
 مگر عقل بھی اُس کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ اُس کو لذت دینی سے روکتی ہے اور نعمائے اخروی کی طرف
 متوجہ کرتی ہے اور داعیہ شہوت سے بعارضہ پیش آتی ہے اگر عقل غالب آئی اور ان قابو میں رہا
 اسی کا نام صبر ہے اگر شہوت غالب آئی اور ان بے قابو ہو گیا اسی کا نام جبر ہے کہ صبر کا ضد ہے
 اور یہ صبر دو قسم ہے جسمانی نفسانی پس جسمانی یا فعلی ہے جس طرح اعمال شاقہ کرنا یا انفعالی جیسے آرام
 ثابت رہنا اور نفسانی وہ ہے کہ نفس کو طبع کی خواہشوں سے روکے پس یہ رکاوٹ اگر شہوت بطن
 اور فرج سے ہے تو عفت ہے اور اگر لالینی طلب سے ہے تو زہد ہے اور اگر فرار اور تزلزل سے ڈرائی میں
 ہوئی تو شجاعت ہے اور اگر عفت و غصے کی حالت میں ضرب اور شتم سے ہوئی تو حلم ہے اور اگر حالت
 اضطراب میں اظہار سہار سے ہوئی تو کتمان نفس ہے اور اگر غنا کی حالت میں تکبر اور تقلی با نظام
 اور بند و بست مہات کی حالت میں اضطراب اور تحیر سے ہوئی تو وسعت حوصلہ ہے اور اس صبر کے
 فضائل کلام الہی میں اکثر مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ میں بہت مسطور کتب تفاسیر و احادیث میں
 ملاحظہ کرنا چاہیے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الصبر نصف الایمان حضرت استاذ الائمہ
 تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ یہ اس واسطے کہ ایمان تمام نہیں ہوتا جب تک کہ افعال شایستہ نہ ہو
 اور اعمال شایستہ سے دل نہ چوڑے اور ان دونوں امور پر مداومت صبر بغیر ممکن نہیں ہوگی
 حساب سے صبر تمام ایمان ہوا لہذا حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا الصبر هو الایمان کالمیکر مع دونوں

کبھی رغبت جسمانی اور شہوت نفسانی کے موافق ہوتے ہیں اور کبھی نہیں پس وہ صبر ہی یہ نہیں
 اسی وقت پر نظر فرما کے شارع نے صبر کو نصف الایمان فرمایا اور پوشیدہ تر ہے کہ حقیقت صبر یہ نہیں کہ
 امر مکروہ کبھی رو برو نہ آئے یا پیش آئے تو اسکو مکروہ نہ جانے بلکہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ باوجود کراہت
 طبیعی منافیات عقلی اور شرعی سے آپ کو روکے ہرگز جزع و فزع کا اظہار نہ کرے اور اگر بے اختیار
 آنسو بہا خواہ رنگ چہرے کا متغیر ہو تو یہ صبر کے منافی نہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب ابراہیم
 فرزند رسول کریم فوت ہوئے چشم شریف اشک ریزی پر آئی اور حزن و اندوہ کی کیفیت باہر عیاں
 زبان پر جاری ہوئی کہ واللہ انما لفراقک یا ابراہیم محزون یعنی قسم خدا کی میں تیری جدائی سے ابراہیم
 اندوہناک ہوں حتیٰ کہ لوگوں نے عرض کیا کہا ہی غم یا رسول اللہ ارشاد ہوا کہ اسقدر ملال و شک
 ریزی مقتضیات رحمۃ الہی سے ہے کہ علاقہ ابوت اور بنوت میں ظہور پذیر ہے اور بیشک اللہ رحم کرتا ہے
 اپنے اُن بندوں پر جو رحم کرتے ہیں لوگوں پر اور فرمایا کہ آنکھ روتی ہے اور دل غم میں ہے باوجود
 اسکے میں وہی کتنا ہوں جس سے اللہ میرا راضی اور خوش ہو لایکلف اللہ نفسا الا وسعها مکرر
 زبان قید میں ہے کہ نامرضی کا حرف اُس سے صادر نہیں ہوتا غرض خلق محمود کا نام صبر ہی حدیث میں ہے
 کہ جو مسلمان مصیبت میں آنا لہذا وانا الیہ راجعون زبان پر لائے بہتر چیز بدلے میں پائے ام المؤمنین سلمہ
 فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہ میرے شوہر نے وفات پائی مجھے یہ حدیث یاد آئی میں نے بار بار ہر جلع کی
 اسکے بدلے حضرت کے نکاح میں آئی بیعت الایمان میں ابن جبر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ
 یہ کلمہ اگلے پیغمبر کو بھی نہیں ملا چہ جائے انکی امت کے اسی واسطے حضرت یعقوب نے شدت
 حزن میں یا ہفلی علی یوسف کہا اور انا لیدر نہیں فرمایا سعید بن مسیب اور حسن بصری کا معمول تھا کہ جب
 جماعت کی نماز نہ ملتی تو بآواز بلند ہر جلع فرماتے یہاں تک کہ لوگ تعزیت کو دوڑتے معدن الجوہر
 میں ہے کہ ہر جلع کے فضائل کا یہ سبب ہے کہ انا لیدر میں عبودیت کا اقرار ہے اور انا الیہ راجعون میں
 قیامت و بعثت کا اعتراف ہے کہ جو ہم خدا کے ہیں تو بے شبہ ہماری بازگشت خدا ہی کی جانب ہے پس
 اس کلمے کو ہر مصیبت بلکہ ہر مصیبت خصوصاً موت کی خبر پر کہ وہ عظم المصائب ہے کہنا اور مکرر طعن
 مغفرت اور رحمت کا موجب ہے قال اللہ تعالیٰ اولئک علیہم صلوات من ربکم ورحمۃ واولئک ہم الملتہدون
 یعنی ایسے لوگ انھیں پشیمانین ہیں اپنے رب کے و مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور حدیث میں ہے کہ
 ہر جلع کے ساتھ انا الی ربنا نقبلون بھی کہے تا اور دن کی موت سے اپنی موت یاد آئے نقل ہے کہ
 یوسف سے یہود کو ایک نوع کی محبت تھی سو یہود اگاہ گاہ تفقدا حوال کیا کرتا تھا اور اس یا ہم میں کہ

حضرت یوسف کنوئین میں تھے ہر روز بر سر چاہ جاتا اور ہتھنسا احوال کرتا حضرت یوسف بھی اپنا حال فرما دیتے اور باپ کا مزاج پوچھ لیتے ایک مرتبہ یہود نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اے بھائیو احوال واخوار یوسف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خواب درست و راست ہو گا وہ بولے اسپر کیا دلیل ہے یہود نے کہا کہ وہ کنوان جسدین حضرت یوسف ہین سخت تاریک تھا اب نورانی ہو گیا ہے اور جب میں بر سر چاہ جاتا ہوں تو ایک اور شخص کی آواز سنتا ہوں کہ یوسف سے باتیں کرتا ہے مگر میں اُس شخص کو نہیں دیکھتا اب مصلحت یہ ہے کہ یوسف کو کنوئین سے نکال کے باپ کے پاس پہنچاؤ اور عمد و پیمان مضبوط لیلو کہ احوال گذشتہ باپ سے نہ کہے اس کلام سے بھائیوں کے دل میں رحم آیا تو اس ارادے سے چلے کہ یوسف کو کنوئین سے نکالیں اور باپ کے درد دل کی دوا کریں اثنائے راہ میں اہلبیس علیہ اللعنة ملا اسے کہا کہ اے اولاد یعقوب کہاں جاتے ہو انھوں نے احوال بیان کیا کہنے لگا کہ تم سخت بے عقل ہو لینے پہلے تم نے باپ سے کہا کہ یوسف کو بھڑیے نے کھالیا کہ اس بات سے ہر کہ وہ واقف ہو گیا اور سب لوگوں نے رنج و غم اُٹھایا اب اگر اس کو زندہ باپ کے پاس پہنچاؤ گے تو کیا عذر کرو گے سوائے بدنامی کے اور کچھ فائدہ نہو گا اور تمہارے باپ کو تم پر اعتبار نہ ہو گا بلکہ عداوت پیدا ہوگی اب مناسب وقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا سو ہوا دم نہارو اور گھر کو پلٹ جاؤ سو وہ لوگ اہلبیس کی نصیحت سے فسخ عزیمت کر کے لوٹ آئے اب اللہ نے چاہا کہ بے وضع منت ان لوگوں کے یوسف علیہ السلام کو اس بلا سے ناگہانی سے نجات بخشے ہو عجب اتفاق ہوا کہ ایک قافلہ سودا گروں کا بعدتین یا چار یا سات دن کے مدین سے مصر کو جا رہا تھا اور اُس قافلے میں تین سو گیارہ یا تین سو تیرہ آدمی تھے اور رئیس انکا مالک ابن زغر خزائی تھا اُسی میدان میں وارد ہوا اور یہ مالک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتوں میں تھا چنانچہ اپنے خطن پر لکھتا تھا ابو دلامر مالک ابن زغر ابن ابی عتقان ابن مدین ابن ابراہیم اور اکثر تفریق لکھا ہے کہ یہ شخص مصری تھا سو اس نے ٹرکپن میں ایک خواب دیکھا کہ میں کنعان میں گیا ہوں کیا ایک آفتاب میری آستین میں چلا گیا میں نے اس کو نکال کر موتی بنا دیے اور چُن چُن کر صندوق میں رکھ لیے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اُس نے کہا کہ اے مالک تجھ کو ایک غلام کہ حقیقۃً غلام نہیں زمین کنعان میں ہاتھ لگیگا اُسکی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہوگی اور قیامت تک تیری اولاد میں رہے گی اور اُس عالم میں آتش دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم رہے گا جب یہ تعبیر مضمنی تو مالک نے نتیجہ اسباب ستر کر کے براہ دمشق جانب

شام چلا اور کنعان میں پہونچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتا اسی شیریں تھا کہ غیب سے ایک آواز آئی کہ افسوس تجھ میں اور اس میں جسکا تو متلاشی ہے پچاس برس کا فصل ہے ناگزیر پھر آیا لیکن ہر سال دو مرتبہ برسبیل تجارت جایا کرتا یہاں تک کہ پچاس برس گزر گئے تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے کہ جسکا نام بشری تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جسکو معتبر نہ بتلایا تو بلجائے تو میں مجھکو آزاد کروں اور آدھا مال اپنا تجھے دے ڈالوں اور اپنی بیٹی سے تیرا نکاح کر دوں چنانچہ جب یوسف کا واقعہ واقع ہوا مالک مذکور دمشق میں پہونچا تھا پھر وہاں سے چلے کسیر دن کنعان میں آیا اور پانی کی طمع سے اسی کنوئین کے قریب حسین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فروش ہوا اور عالم التفریل میں ہر کہ ایک قافلہ سافرون کامین سے گھر کو جاتا اُسے راہ گم کی اور متصل اُس جنگل کے جس جگہ کنوئین واقع تھا نازل ہوا اور پانی اُس چاہ کا جو ادل شور تھا جب حضرت یوسف اس میں جلوہ فرما ہوئے تو شیرین ہو گیا باجملہ اُس مقام پر انکار مالک نے پانی مانگا اور ایک روایت ہے کہ چار بابیوں نے بوئے خوش یوسف پاکر وہاں سے خوشبو کی ناچار قافلہ وہیں اُتر صبح کے وقت مالک دیکھتا ہے کہ پرندے جانور حاجیوں کی طرح کنوئین کا طواف کر رہے ہیں اُس وقت مالک نے بشری اور بشیر دونوں غلاموں کو واسطے پانی کے کنوئین پر بھیجا بشری نے ڈول کنوئین میں ڈالا حضرت یوسف نے جانا کہ میرے بھائی مجھکو نکالتے ہیں اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف علیہ السلام اٹھو فرمایا کسو اسٹے حضرت جبرئیل نے کہا کہ تم کو وہ دن یاد ہے جب تم نے کہا تھا کہ اگر میں کسیکا غلام ہونا چاہوں تو میری قیمت کوئی نہ دے سکے فرمایا یاد ہے میں ایک دن آئینہ دیکھتا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبرئیل نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو غرض بشیر نے ڈول کنوئین میں ڈال کر جھانکا اور پکارا اٹھ یا بشر انا غلام لینے جسکو پچاس برس سے ڈھونڈتے تھے وہ یہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مالک نے دو غلام جو پانی کے واسطے بھیجے تھے ان میں ایک بشری تھا دوسرا حامد تھا جب یہ دونوں پہونچے تو اُس وقت حضرت یوسف علیہ السلام سجدے میں پڑے ہوئے کہہ رہے تھے یا غیاث المستغیثین اغثنی بت حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے یوسف اب غم و رنج گیا اور وقت فرج اور سرور آیا دل قوی رکھو نہ جی کو کاہش دے چل کوئی دم میں داؤد خواہش ہے اس ڈول میں بیٹھ لیجیے آپ ہی کے واسطے اللہ صاحب نے اس قافلہ کو بیان بھیجا ہے سو یوسف علیہ السلام ڈول میں بیٹھے نہارے نے انکا حسن دیکھا تو بہت خوشی سے پکارا اٹھ یا بشری

بنی غلام اور قافلے والوں سے چھپا ڈالا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وجارت سیارہ فارسلوا اور ہوسم
 فاد سے ورنہ قال یا بشریٰ مذا غلام داسد وہ بضاعتہ وانشہ علیہم بالیعلون یعنی آیا ایک قافلہ چھپ
 بھیج انیاء ہمارا سنبھال لے گا یا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہر ایک لڑکا اور چھپا لیا اسکو
 پونجی سمجھ کر در اندر خوب جانا ہی جو کچھ وہ کرتے ہیں اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے میں
 سردار ہو گا جسے کہ آپ کو یونین پر پانی کو نہیں گئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جو ارشاد ہوا کہ وانشہ علیہم
 بالیعلون شاید اشارہ اس طرف ہے کہ یہ دس مقام پر قصہ کو بدلتے ہیں چنانچہ تدریت میں
 اور ہی طرح سے بنایا ہوتا ہے تاکہ ہمارے باپ دارون پر عیب کا حرف نہ آوے اور اندر سے خوب
 جانتا ہے یا اشارہ ہے اس پر کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنی دانست میں ماری ڈالا تھا
 مگر اللہ صاحب نے بچا لیا اور انشا ہے عطر کی عطا فرمائی اور حضرت یعقوب کو خوش کیا اور
 بھائیوں کو حضرت یوسف کا محتاج بنایا اور تاجدار کر دیا اس آیت میں اللہ نے لفظ غلام فرمائی
 تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف کا پوشیدہ رہے کیونکہ اہل عرب لڑکوں کو غلام بولتے ہیں جس طرح
 نبی شہزادہ غلام سلیم اور امردہ بضاعتہ سے یہ فائدہ نکلا کہ اچھی چیز کا چھپا نا بہتر ہے تاکہ لوگ حسد
 نہ کریں فائدہ انسان کو نہیں بولتے ہیں جب تک مان کے پیٹ میں رہے اور جب بطن مادر سے
 جدا ہو تو صبی کہلایا مرد ہو خواہ عورت اور اس میں سے نو برس تک غلام کہلاو گیا پھر چونتیس برس تک جوان
 بچہ لگاؤن تک اہل بعد اسکے شیخ تا آخر عمر کہ فی النافۃ اور شرع میں از وقت تولد تا بلوغ یعنی پندرہ برس تک غلام
 بعد از ان شباب و فرقی تیس برس تک بعد از ان کہل بچا پس برس تک پھر شیخ بولا جاو گیا لکن فی الاشباہ والجموی
 روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ بشریٰ نام تھا ایک شخص کا اسکو پہنارے نے آواز دی کہ یا بشریٰ
 انہ غلام اسرائیل و از سے اسکے یا حاضر ہوے اور بولے کہ اس غلام کو مصر میں بھیجئے اور بڑا نفع اٹھائینگے
 لہذا اسکو پونجی کی طرح پوشیدہ رکھا اور ایک روایت ہے کہ دارون نے اور اسکے یاروں نے تصور کیا
 کہ اگر اہل قافلہ یہ بات معلوم کرینگے کہ دارون نے ایک لڑکا پایا ہے اور اسکے نفع میں اپنے یاروں کو
 شریک کیا ہے تو وہ بھی بیشک طمع کرینگے اسلیئے پوشیدہ کرنا چاہیے اور جو کوئی پوچھے تو اس سے
 کہہ دیں کہ اہل شام نے ہمارے بطور امانت دیا ہے تاکہ مصر سے بچ لاوین اور صحیح یہ ہے
 کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے جسکی پچاس برس سے تلاش تھی اب ہاتھ
 لگی ہو مالک نے کہا اسکو پوشیدہ کرنا چاہیے چنانچہ چھپا کر قافلے میں لائے اہل قافلہ
 مطلع ہو کر مالک کے پاس دوڑے گئے تو حضرت یوسف نظر آئے پوچھا کہ یہ لڑکا کہاں سے

ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہے بولے یہ تو غلام نہیں معلوم
 ہوتا ہے بلکہ طور و طریق و وجاہت اسکی شہزادوں کی سی ہے شاید کہ میں سے
 چورا لے ہو اور بہانہ کرتے اس رد و بدل میں نوبت مخلصیت پہنچی اور شور و غوغا
 ہوا اس عرصہ میں یہود کہ برادر مہربان یوسف تھا حسب معمول برسر چاہ آیا حال
 میں ہر کہ یہود اٹھنا لیکر آیا اور ہر چند یوسف کو پکارتا رہا جواب نہ دیا اور شہزادہ
 انتقال جنت فرما گئے سو رونے لگا اور ادھر ادھر دیکھتا تھا دفعۃً ایک ابنہ آدمیوں کا
 دیکھ پڑا وہاں گیا تو دیکھا کہ یوسف علیہ السلام پر ایک اغود حامی ہر فی الفور غریب
 ٹوٹا اور اپنے بھائیوں سے احوال کہا آنکھوں سے اس خیال سے کہ حضرت یوسف اپنا
 احوال قافلے والوں سے کہہ دینگے اور رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے والد کو پہنچے گی افتخار
 و خیران برسر چاہ پہنچے اور حضرت کو نہایت قافلے کے لوگوں پر دعوت کیا اور
 عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئین سے
 نکالا تو انکے بھائیوں نے اس طرح خبر پائی کہ آفتاب تیرہ و تار یک تھا اور معاملہ یہ تھا
 کہ اللہ جل شانہ نے حضرت یوسف کو ایسا نور عنایت کیا تھا کہ جب آفتاب سے
 مقابل ہوتے تو نور آفتاب مضاعف ہو جاتا اور اب کنوئین کے رہنے سے اور بھی مضاعف
 محبوبی پیش آئے تو نور نے دوئی جھلک پیدا کی کہ اس کے مقابلے میں آفتاب سیاہ
 نظر آتا تھا بھائیوں نے جانا کہ یوسف علیہ السلام کنوئین سے نکلے ہیں آخر کار
 روئیل نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو یوسف علیہ السلام اس قافلے میں نظر آئے
 اسنے آواز دی کہ اے بھائیو دوڑو یوسف کنوئین سے نکلا ہے سب بھائیوں نے
 دوڑ کر قافلے کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے اور ہم کو خبر
 ملی ہے کہ اس کنوئین میں کودا تھا تم نے نکالا ہے سو ہمارے حوالے کرو نہیں تو ایسی
 آواز کرینگے کہ تمہارے دل پھٹ جائینگے ناچار اہل قافلہ نے حضرت یوسف کو
 ظاہر کیا بعضوں نے کہا کہ ان سے چھینکر مار ڈالیں یہودا نے کہا تمکو وہ عبد وہمان
 یاد ہو گا جو تم نے مجھ سے کیا تھا بولے تو ہی بتلا کیا کریں یہودا نے کہا بعد ثبوت
 دعوے اسے بیچ ڈالو کہ اس ولایت سے جاتا رہے یہی صلاح پسند آئی تو اہل
 قافلے والوں سے پوچھا کہ تم نے اسکو کسان پایا یہ شخص تو ہمارا غلام ہے اسکو ہم

کئی دن سے تلاش کرتے تھے ایک نے حال گذشتہ بیان کیا اور حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم کیا فرماتے ہو یہ لوگ کیا دعوے کرتے ہیں فرمایا کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں روایت ہے جو کہ حضرت یوسف نے چاہا کہ حال کمین لیکن بھائیوں نے زبان عبری میں کہا کہ اگر ہمارے خلاف کمیگا تو ہم اسے لیکر مار ہی ڈالینگے کیونکہ ہم باپ سے کہے ہیں کہ یوسف کو بھٹیڑ یا کھا گیا اس خوف سے حضرت یوسف نے فرمایا کہ فی الحقیقت میں بندہ ہوں اور یہ لوگ میرے اہل ہیں تب مالک نے کہا کہ اسکی صورت سے شہزادگی پائی جاتی ہے اور تم لوگ غلام کہتے ہو یہ بات تو غلط معلوم ہوتی ہے گو کہ تمہارے خوف سے یہ ٹرکا تمہارے موافق کہتا ہو کہنے لگے کہ ہمارے باپ کی ایک خوبصورت لونڈی تھی اُسی کا جنا ہے مگر نذر زندون کی طرح پرورش پاتا رہا اس عرصے میں ایک بڑا قصور کر کے بھاگ آیا تھا تب مالک نے کہا اگر تمہارا غلام ہے تو لیجاؤ تب بولے کہ ہم اس کو اب نہ رکھینگے کیونکہ قابل اعتماد نہیں رہا اگر تم بول لے لو تو ہم جیتے ہیں مالک نے کہا کس قیمت کو بیچو گے کہا ہزار درہم کو اُس نے کہا کہ ہم نہیں لیتے پھر کہا پانسو درہم دوختے کہ سو درہم پر آگے مالک نے کہا اتنا روپیہ میرے پاس نہیں ہے اور جو روپیہ میں لایا تھا سب خرچ ہو گیا ہلکی سیل درہم کھوٹے باقی ہیں اگر اس قدر منظور ہوں تو میں لیتا ہوں جب دیکھا کہ مالک بے پروائی کرتا ہے کہنے لگے اگرچہ اسکی قیمت زیادہ ہے لیکن اس کے عیب سے ہم اسی قدر پر راضی ہیں مگر تین شرطیں کرتے ہیں ایک یہ کہ یہ غلام معیوب بعیب سرقہ ہو اگر چوری کر گیا تو ہم واپس نہ لیونگے دوسرے بھاگ جائے تو ہمارے پیرون میں زنجیر رکھیو تیسرے مکمل کی پوشاک پہنائو اور نان جوین بقدر قوت کھانے کو دیکھیو اور بھی کہے دیتے ہیں کہ جھوٹے خواب بہت دیکھا کرتا ہے اس پر اعتماد نہ کرنا اور کلام ہمیں ان کے حضرت یوسف سنتے اور دوتے اور زبان عبری میں فرماتے کہ خدا سے ڈرو مجھ بیگناہ کو نہ بیچو اور بیڑی اور زنجیر کی وصیت نہ کرو اور طالع قیامت کے دن کیا جواب دو گے بولے کہ سکوت کر اور جو ہم کہتے ہیں اس پر راضی رہ بعد اُس کے مالک نے کہا کہ ایک بیگناہ لکھ دو چنانچہ سمعون یاروئیل نے دوات قلم لیکے اس مضمون سے بیگناہ لکھا کہ بنام خداے

ابراہیم علیہ السلام یہ غلام مول لیا مالک ابن زعر خزانے اور لاد یعقوب سے نام اسکا یوسف ہوا اور شرط یہ ہو کہ چوری اور گریز پائی اور بد خدمتی کے عیبوں سے اسکو واپس نہ کریں اور دوسری شرط یہ کہ اسکو سوائے نان جوین کچھ اور کھانے کو نہ دیں اور سوائے کلمی اور ٹاٹ کے لباس نہ عطا کریں اور اسے احاطے سے نکلنے نہ دیں فقط بعد ازان بیعتا مالک کو دیا اور قیمت لیکر گھر کو روانہ ہوئے

لما قال اللہ شدوہ ثمن نجس در اہم معدودہ وکانوا فیہ من الزاہدین یعنی بیچ آ بھائی اسکو ناقص مول پر گنتی کی گئی پاؤ لیان اور ہو رہے تھے اُس سے بیزار فائدہ چونکہ لفظ بیع دلیل تلیک تھی اور حضرت یوسف آزاد تھے بیع آزاد جائز تھی لہذا اللہ صاحب نے لفظ شدوہ ارشاد کیا تاکہ سامعین آگاہ ہوں کہ یہ بیع حقیقہ بیع نہیں ہوا اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اللہ نے یہ کلمہ شکایت فرمایا ہے اور اگر وہ اہل قافلہ دوسری بار مصر میں بیچا ہو مگر اسکی تصریح کلام اللہ میں نہیں ہے مگر اشارۃً ہے لیکن بقیت ازان اسی جگہ بیچا ہے اور علما کو اختلاف ہے کہ شرعاً سے مراد وہاں لینا ہے یا بیچنا ہے کہتے ہیں مول لینا مراد نہیں ہے بلکہ بیچنا مقصود ہے اور شرعاً بمعنی بیع شائع ہے اور اس تقریر پر معنی شدوہ ثمن نجس رخ کے یہ ہوئے کہ بیچ آئے یوسف کو سب بھائی ناقص مول کو کئی دام کھوٹے لیکر اور وہ تھے اُس سے ناخوش اور بے کھشتے کہتے ہیں کہ شرعاً بمعنی خریدن ہے یعنی مول لیا سود اگر دن نے بھائیوں سے یوسف کو دم دیکر اور تھے اُس سے بیزار اس خیال سے کہ بھگوار غلام ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ بیچنے والے کون تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھائی تھے اور بعض علما کے نزدیک وہ تھے جنہوں نے چاہہ کفنان سے نکالا تھا پس معنی آیت کے یہ ہوئے کہ بیچا قافلہ والوں نے عزیز مصر کے ہاتھ وہ اُس سے بیزار اسلئے کہ یوسف لقیط تھے قافلہ والے خوف کھاتے تھے کہ چھین جائینگے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان بیع ثانی کا ذکر ہے اور یہ قول ضعیف ہے اور ثمن نجس میں کئی قول ہیں خنجاک اور مقاتل اور سدی کہتے ہیں کہ معنی حرام ہے اسلئے کہ ثمن آزاد حرام متفق علیہ ہے اور شعبی اور عکرمہ کہتے ہیں کہ مراد ثمن قلیل ہیں اور ابن عباس اور ابن مسعود فرماتے ہیں کہ مراد ثمن نجس سے ثمن زیوف ہیں یعنی کھوٹے اور ناقص کذا فی المعجم اور حقیقت یہ ہے کہ نجس مصدر بمعنی مفعول ہے یعنی ثمن نجس اور اصل معنی نجس ناقص ہے

تقریر لفظ شرعاً

بیان اختلاف در بیعتین یوسف

بیعت نجس

تفسیر سید محمد

تفسیر سید محمد

تفسیر سید محمد

اور لفظ محدودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سے کم تھے کیونکہ اس وقت میں دستور تھا کہ چالیس درم سے جب کم ہوتے تھے تو انکو شمار کرتے تھے اور جب چالیس یا زائد ہوتے تھے تو وزن کرتے تھے اب اختلاف ہے کہ دراہم کتنے تھے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین درم تھے اور بعض کہتے ہیں چالیس درم تھے اور بعض کے نزدیک اٹھائیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک سترہ اور عکرمہ ابن ابی جہل کے نزدیک چالیس درم تھے مگر صحیح قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے کیونکہ دس بھائیوں نے یہ حرکت ناجائز کی تھی اور دودھ کا حصہ تجویز کر لیا تھا چنانچہ از روئے روایات صحیحہ ثابت ہے کہ قیمت یوسف علیہ السلام کی یک در در درم باہم تقسیم کیے صرف یہود نے اپنا حصہ نہ لیا اور کہا واللہ ہم اپنے بھائی کا شن نہ بیٹھے کہ وہ بھی اور بھائیوں نے رسد ہی لیلے فائدہ اس مقام سے علمائے دلیل کی ہر کیسے آزاد کی قطعاً باطل ہر کسی طرح جائز نہیں اور جو بعض فتاویٰ میں بلاتامل لکھا ہے کہ اگر مسلمان آزاد کا مخصوصہ اور قحط میں اپنی اولاد کو بیچے تو غلام و کنیز شرعاً ہو جاتے ہیں سو اس قول پر شک نہیں ہے اور نہ معمول یہ ہے اسلئے کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ہرگز آزاد کو مال اعتبار نہیں کیا ہے اور اسے اسکے کتب متون بالکل اسکے خلاف ہیں اور جب متون خلاف ہوں تو قول ثناء سے پایہ اعتبار سے ساقط ہے کہ احققہ شاذ مولانا عبد الغفری المحدث الدہلوی قدس سرہ اور تفسیر احمدی میں ہے کہ مولانا نظام الدین نے کہا ہے کہ بیچ آزادی کسی حال میں درست نہیں ہے اور جسے مخصوصہ میں بیچ کر کی جائے وہ مجتہدین اس سے بیزار ہیں فائدہ واضح ہے کہ اللہ صاحب نے تین شخصوں کو ایسا اور حسین عنایت کیا کہ اسکے مقابلے میں نور آفتاب مضحل و مغلوب ہو گیا ایک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کہ جب تین دن چاہ میں رہ کر نکلے تو ایسا نور چمکا کہ آفتاب اسکے مقابلے میں لرزتا کانپتا تھا دوسرے نور جبین در خسار حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم کہ انکو حضرت ابراہیم نے کئی دن صندوق میں بند کیا تھا جب نکالا تو یہی حال تھا اور سبب یہ ہوا کہ جب ابراہیم نے ہجرت فرمائی اور بیٹے تو ایک شہر میں آئے وہاں کا بادشاہ شاہد ہاروت نام بڑا ظالم نابکار تھا اور حضرت سارہ نہایت خوبصورت تھیں سو اس خوف سے کہ وہ ظالم

گرفتار نہ کر لے حضرت ابراہیم نے سارہ کو تین شبانہ روز یا زیادہ اس سے صندوق میں رکھا تھا
تیسرا نور پشانی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا کہ جب سے کلیم اللہ ہوئے ایسا نور آگیا کہ نور آفتاب
منسوب ہو جاتا تھا لہذا آفتاب چہرہ مبارک پر ڈالے رہتے تھے چنانچہ صفورا آپ کی بی بی سہیلہ
ایک مرتبہ کہاں بلانے آفتاب اُٹھو آیا جب اس نور پر نظر پڑی تو اندھ بن گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی دعا سے اچھی ہوئیں اسی طرح سات مرتبہ اتفاق ہوا میں کہتا ہوں کہ حسن حضرت خاتم النبیین
افضل الاولین والآخرین کا اول قصہ میں بھلا بیان ہو گیا ہو اور آخر کتاب میں مفصل لکھا جائیگا مگر
اس جگہ تمنا و تبرک واسطے ترمین اس مقام کے گزارش کرتا ہوں کہ اگر حضرت موسیٰ کا نور پشانی
میں تھا تو حضرت خاتم النبیین کے دل میں ایسا نور تھا کہ عرش مجید پر غالب آیا اور نور آفتاب ایک
برہمچہ جلا سات سو نور عرش کے کہ شب معراج میں اس نور نے ایسی بلندی اور روشنی مقام
آفتاب تو سمین اور انونی میں پائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور میں آپ متغرق ہو گئے اور
ہمیشہ تادم زیست اسی نور میں آپ محور ہے اور اسی سبب سے کسی طرف التفات نہ تھا سراسر اپنا
جھکائے رہتے تھے آیت دن حضرت صدیق اکبر کے دل میں گذرا کہ سبب کیا ہو جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ہماری طرف التفات نہیں فرماتے اور آنکھ سے نہیں دیکھتے حضرت کے اس خطر سے پر
مشرف ہو کر فرمایا یا ابابکر لو کنت متخذ اظہلا لاتخذ تک خلیلا و لکن نخلنی ابجبار عن الاعیان ابو بکر نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ تو بمنزلہ سمع و بصر میرے کے ہو فرمایا درست ہے لیکن یہ حدیث
قبل از وصول بقاب تو سمین تھی اب سمع و بصر میرا اور ہی ہو فاذا اجبتہ کنت لہ سمعاً و بصرأ و لساناً و یداً لی
یسمع و ید و بصر و ید و بصر ابوبکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کس نور میں عرش
مجید دیکھا فرمایا غلب نور ہی نورہ فاعلم اسی مقام میں ایک مثال روز قیامت کی خیال
میں آتی ہے کہ بروز قیامت جب بندہ مومن کو چاہے محد سے نکال لکھو یہ ان قیامت میں لاویں گے اور
بہشت کو یوسف وار عرض بیع میں عرض کرینگے تو نفلس لوگ غدر کرینگے کہ ہمارے کیلئے اعمال
کوئی نقد و نفیس باقی نہیں ہو جو ثمن جنت ہو سکے پھر دل لگانا جنت کی خریداری پر بے فائدہ ہو اسی وقت
خطاب حضرت کریم جل جلالہ و عسم نوالہ یوں ہو گا کہ اے شرمساران حضرت الوہیت و گوشتکاران
درگاہ عنسرت اپنے کیلئے اعمال میں دیکھو اگر کچھ نقد شکستگی اور نیاز سے نکلے یا کوئی شعاع
سوزش سینہ بے کینہ سے ہاتھ لگے یا کوئی قطرہ اشک ندامت ویدہ فراق رسیدہ کا تلاش
سے نکل آوے تو اسکو پیش کر دو کہ ثمن بہشت کے واسطے کافی ہو اور بھکو سفور ہر نفیس ہو کہ

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ شریفہ تمیز بنی بنی اسرائیل فرماتے کہ سب ان اللہ نادانوں نے پیغمبر خدا کو کیا ارزاں بیجا ہی بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ سے تشریف لاتے تھے کہی لڑکوں نے آکر دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ جبر کھیلنے کو عنایت کیجیے حضرت نے فرمایا کہ جو میرے پاس نہیں ہیں میرے ساتھ چلے آؤ شاید گھر میں ہوں لڑکوں نے کہا یا رسول اللہ اسی وقت دیجیے ہمارا وقت کھیل کا گذر جاتا ہے حضرت نے فرمایا میں مجبور ہونا مجھے سچ ڈالو اور جو خرید لو سپر بھی لڑکے دامن پکڑے رہے اور یہی کہتے کہ ہکو اسی جگہ جو پیدا کر دیجیے اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت نے لڑکوں کا حال بیان کیا اور خود حضرت عمر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام انبساط میں ہیں اس واسطے لڑکوں سے پوچھنے لگے کہ رسول خدا کو بعض کتنے جزدن کے جتے ہو بولے جتنے مل جائیں حضرت عمر نے کہا کہ میں جزد میرے پاس ہیں سو مجھے جزد لو اور حضرت کا دامن چھوڑ کر لڑکوں نے میں جزد لیے اور دامن حضرت کا چھوڑ دیا حضرت عمر نے کہا کیا نادان لڑکے تھے کہ رسول خدا کو میں جزد کے بدلے سچ ڈالو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر تبسم کیا اور فرمایا کہ یوسفؑ بھائیوں نے میں درم کھوٹے لیکر ایسے کو سچ ڈالا اگر لڑکوں نے کہنا بالغ میں میں جزد پر مجھے جیسا تو عجب نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر برابر ان یوسف حقیقت یوسف سے آگاہ ہوتے تو انھارہ ہزار عالم کے بدلے بھی نہ جتے اسی طرح اگر بندہ عاصی قدر خداوندی جانتا تو ایک قوم مخالفت میں اپنی نہ رکھتا اور دنیا و آخرت کو متلاطم نہ رہتا حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سید العالمین جلیلہ بن راسی کے حضور میں حاضر تھا ایک ضعیفہ اپنے شوہر کو لیے ہوئی آئی اور کہا میرا خاوند اور نکاح کیا چاہتا ہے اور میں بہت مدت سے اسکے عقد میں ہوں شیخ نے فرمایا کہ مزدن کو چار عورتیں درست ہیں تو ایک ہی عورت میں مختاصت کرتی ہے کہ میں عورت نے عرض کیا کہ اگر شیخ اگر غیر کے سامنے منہ کھولنا درست ہوتا تو میں نقاب اٹھا کر اپنا چہرہ دکھلاتی تب تم میرے حسن و جمال کا تماشہ دیکھتے اور انصاف فرماتے کہ ایسی عورت اور حبیبت عورت چہرہ دوسری عورت لانا مرد کو جائز نہیں ہے شیخ نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے حضرت شبلی فرماتے ہیں کہ بعد بیہوشی کے میں نے سبب بیہوشی سے استفسار کیا فرمایا کہ امی شبلی یہ کلام اسکا اللہ پر جا لگا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اسے بندہ اگر میرا دیکھنا دنیا میں جائز ہوتا تو نقاب حجاب اٹھا دیتا کہ مجھ کو دیکھا کرتے دوسری طرف التفات نہ کرتے پیست آن شہر یار در پردہ

شہر پر شور و یار و پروردہ + ہمہ گھما از و شگفتہ باز + رخ او غنچہ وار و پروردہ + از پس پروردہ جملہ حیران
 ہیج زانست بار و پروردہ + از برون کہ ہزار بنی نیست + خبر کیے زان ہزار و پروردہ + ہم توئی پروردہ
 بعصرت تو بنوشتن را و پروردہ + پروردہ خویش را بسوز و بہین + دوست را آشکار و پروردہ +
 حقائق سلمیٰ بن حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے تھے کچھ تعجب نہیں جو
 براور ان یوسف نے یوسف کو از ان یحییٰ و الاد کیجہ انسان تمامی حظوظ آخرت کو ایک کوڑی برابر
 حظ و نوحی سے بچا کر اس پر اور اس معاملے کی شامت سے دولت رضاے مالک مطلق اور سعادت لقاء
 حضرت حق سے محروم رہتا ہر اور ابن عطا سے روایت ہے کہ فرماتے تھے کہ بھائی یوسف کے حقیقتہ
 دشمن یوسف تھے کہ آنکو بیس ورم کھو بچا اور بندہ مومن اپنے نفس کو دوست رکھتا ہر اور ایک مرتبہ
 عوض بہشت کے اللہ کے ہاتھ ہیچ چکا ہے کہ ان العداست علی من المؤمنین انفسہم و اسواہم بان لہم بحنتہ
 اور بچہ ہوا و شہوت کے ہاتھ کہ دشمن قومی ہین اقل قلیل پر بچتا ہر اور حیران و نکال آخرت سے
 ڈرنا آتقد یوسف کے بھائیوں نے درہم معدودہ لیے اور دستاویز بیع مالک کو دی اور کہا کہ اسکو
 محافظت سے لیجائیو نہیں تو بھاگ جاگا چنانچہ مالک نے ایک زنجیر لپسے کی بھاری بھائیوں کے
 روبرو حضرت یوسف کے پیرون ہین ڈالی اور ایک غلام حبشی بخلق بقلوس نامی کے سپرد کیا او
 قافلہ روانہ ہوا تو حضرت یوسف نے شور کیا کہ انکی آواز مالک کے کان میں پہنچی اُسے کہا میری
 سواری کے وقت کون روتا ہو کسی نے کہا وہی عبری غلام روتا ہو اُسے حضرت یوسف کو اپنے
 روبرو بلوایا جب حضرت تشریف لائے تو اُسے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں کیا حاجت ہے فرمایا کہ
 تھوڑی مہلت ملے تو میں اپنے بیچنے والوں سے مل آؤں کہ شاید بچہ انکو نہ دیکھوں مالک نے کہا
 میں نے تمسا غلام باؤفا اور ان سا ظالم بیچنا نہ سنا ہے نہ دیکھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ شخص اپنے
 لائق کام کرتا ہے غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بقلوس حبشی کے ساتھ
 رات کے وقت ہزار دشواری زنجیر کشان و گریہ کنان اُس مقام پر جہاں بھائیوں نے بچا تھا پہنچے
 اُسوقت بیٹھ پڑے پر تھا اور لوگ سوتے تھے یہودانے زنجیر کی آواز سنے پوچھا کون آتا ہے
 یکس کے پاؤں کی آواز ہے + ہر صدائے پائین جسکے سوطرے کا ناز ہے + حضرت نے فرمایا کہ یوسف
 آتا ہے یہود اوڑھ کر لپیٹ گیا اور بہت رویا اور غرض کیا کہ اے بھائی دیکھیں قیامت میں ہمارا کیا حال ہے
 افسوس کہ میرا کوئی شریک نہیں اور تن تنہا اُسے عمدہ براہین ہو سکتا ہے اور بھائیوں کو آواز دی
 کہ بیدار ہو یوسف علیہ السلام سے زحمت ہونے کو تشریف لائے ہین بعضے شرم سے نہ اُٹھے

بیتے آئے تھے مگر حضرت یوسف نے ایک ایک کو گلے لگا کے فرمایا کہ شکو اللہ سلامت رکھے گو
 تھے مجھے سپرد اختیار کرو یا اور اللہ کو حفاظت میں رکھے اگرچہ تھے مجھے منافع کیا اور اللہ تبارک و
 کرے ہر چند کہ تھے مجھ پر رحم نہیں کیا اور اللہ تمھاری مدد کرے گو کہ تھے میری مدد نہیں کی بھائیوں
 نے شرمندہ ہو کے کہا اگر شکو باپ کا خوف نہوتا اور اپنے سخن کی حیا نہوتی تو ہم بیشک تجھے پھینک
 بعد اسکے حضرت یوسف علیہ السلام رخصت ہوئے اور قافلہ میں تشریف لائے تو قافلہ جلا اشفاق
 راہ میں مقبرہ اسحاق علیہ السلام کا پڑا زمین انکی ماں کی قبر تھی سو حضرت یوسف اونٹ سے کود
 پڑے اور قبر راہیل سے لپٹ کے روئے اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی تو ایک آواز خیرین قبر
 حضرت یوسف علیہ السلام کے کان میں آئی کہ ام قریظہ العین تیری حالت دیکھ کر سخت بیتاب ہوں
 فاصبر و ماصبر الا باللہ غرض اس مقام میں توقف زیادہ ہوا اور حبشی نکیل اونٹ کی پڑے
 ہوئے آگے بڑھ گیا تھوڑی دور پر آئے منہ پھیر کر دیکھا تو حضرت یوسف اونٹ پر نظر آئے
 آئے جلدی سے دوڑ کے قافلے میں خبر کی کہ غلام بھاگ گیا یہ کھڑک تلاش کے واسطے لوٹا دیکھا
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک قبر سے لپٹے ہوئے روتے ہیں حبشی نے غصہ ہو کے ایک
 طمانچہ مارا اور کہا کہ تیرے نیچے والے سچے تھے تو بیشک بھگوڑا ہو اور گھسیٹ کر اپنی سواری
 کے پاس لایا حضرت یوسف بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا کہ یا رب میں گنہگار ذلیل مظلوم
 تیرے در پر آیا ہوں میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض نہیں سنی جاتی تو ابراہیم و اسحاق و
 یعقوب علیہم السلام نبی معصوم تھے انھیں کے واسطے مجھ پر رحم کر اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام
 کو حکم ہوا کہ یوسف کا حال دریافت کر حضرت جبریل نے آگے پوچھا فرمایا کہ میں طاقت کا نام نہیں
 رکھتا جبریل نے کہا اگر حکم ہو تو زمین کو زیر و زبر کر ڈالوں انکو منع کیا اور کہا ان ربی رحیم مگر اس قدر
 چاہتا ہوں کہ ایسا کوئی معاملہ واقع ہو جس سے اہل قافلہ کو عبرت پیدا ہو اور خدا کے غضب سے
 ڈرنے لگیں تب حضرت جبریل نے اپنا ایک پر زمین پر مارا کہ ایک آندھی چلی یا بدلی ایسی آئی کہ
 امد عیسا ہو گیا اور زمین تھر تھرانے لگی اور سارے اونٹ قافلے کے بھاگ چلے اور ایسی شور
 مچی کہ فرشتوں نے جناب الہی میں عرض کیا کہ یا آسمی تو نے کیسے کیسے تازیانہ اس لڑکے کو مارا
 اور کس کس طرح سے اسکو ذلیل کروایا لیکن کبھی کبھی بھی ہوا اب ایک ہی طمانچے میں جان کو دیر
 کیے دیتا ہوا رہا ہو کہ اگر میں ماروں تو ماروں لیکن اوروں کا مارنا مجھے خوش نہیں آتا دیکھو
 تمام حال آدم اور نبی آدم کا لوح محفوظ میں لکھا تھا کہ ظاہر ہوا اور ہوتا جا تا ہوا لیکن فرشتوں کا

اجتمع فیہا من لیسہ فیہا کما خوش نہ آیا تب مالک نے تین مرتبہ پکار کر کہا کہ اگر کسی نے قافلے میں
کچھ گناہ کیا ہو تو قبل ہلاکت کے توبہ کرے جیسی نے کہا میں نے اس غلام عبرتی کی خدمت میں
گستاخی کی تھی اور ایک طمانچہ مارا تھا کہ ہاتھ میرا خشک ہو گیا ہے اور اس حالت میں یہ غلام کچھ
کچھ کہہ رہا تھا کہ اسی دم سے یہ آفت بڑا ہوتی مالک خود حضرت یوسف کے پاس آیا اور دست بستہ
ملتس ہو کر کہہ دیا یہ یقین ہو کہ تو اللہ کے نزدیک بزرگ ہو سو یہ دعا کر کہ یہ آفت جاتی رہے حضرت یوسف
علیہ السلام نے قسم کر کے دعا کی کہ بلا دفع ہو گئی اور اس غلام کا ہاتھ بھی اچھا ہو گیا مالک نے اسی وقت
ہند اور زنجیر دور کر ڈالی اور پوشاک نفیس پہنا کے ایک معقول گھوڑے پر سوار کر لیا اور سردار قافلہ
بنارے چلا روایت ہے کہ جس وقت جدیشی کو زنجیر پڑائی ہو تو اس نے مالک سے کہا تھا کہ اے مالک تو شام
اسی غلام کے واسطے چاس مرتبہ آیا اور بڑی تحفہ فین اسٹھائیں بلکہ نعمت تعجب ہو کہ ایسے شخص سے
اسطرت کی جیروتی کرتا ہے اور میں تو اس غلام کو نہایت ضعیف اور نازک پاتا ہوں طاقت ایسے
بوجہ کی نہیں رکھتا مالک نے کہا یہ سب درست ہے اور عبرت کے خواب کی تعبیر بھی اسی کے موافق ہے
کی تھی الا فرق اتنا ہو کہ میں نے اسکو بیس درم کو بول لیا ہے اس پر جو سٹھ ہینٹے اور دل میں کشتے کہ میں
اب تک میرا احوال پوشیدہ ہے حقیقت یہ ہے کہ سو اسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور زینبہ کے کسی نے
حضرت کو نہیں دیکھا سو حضرت یعقوب کی آنکھیں جاتی رہیں اور زینبہ کا جو کچھ حال ہوا ہر سونے اسی
تقسے میں معلوم ہو گا اور مالک ابن زعرار حضرت کو صورت اصلہ پر دیکھتا کہ بھی مول لینے پر مستعد ہوتا
اور جو مول بھی لیتا تو پھر کبھی جدا نہ کرتا اسی طرح حضرت کے بھائیوں نے نہیں دیکھا اور حضرت
یعقوب سے زیادہ پیار کرتے کیونکہ ہمیشہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہمارے باپ کو کیا ہوا ہے جو یوسف
کو اتنا چاہتے ہیں ہم لوگ تو ان سے خوبصورت ہیں سجان اللہ کیا ہی پر وہ اللہ نے ڈالا تھا اور
مالک کی عقل پر کیا ہی حجاب ہو گیا تھا کہ بیگناہ کی شرطوں پر قائم ہوا حالانکہ بیگناہ مشروط قابل اعتبار
نہیں اور جو شرطیں بیع میں ہوتی ہیں سب فاسد ٹھہرتی ہیں مگر تقدیر میں حضرت یوسف کے ریا
لکھی تھی کسی بات کا خیال نہ رہا اور حادثات الہی بھی یوں ہی جاری ہو کہ جسکو بزرگی و عظمت شان
عنایت کرنا چاہتے ہیں اکثر ریاضت ہی میں مبتلا کرتے ہیں اور منظور نظریں تھا کہ انکو تمام صلا
بادشاہ کریں اور مصر یوں کو لونڈی و غلام بنا دیں اس واسطے پہلے سے درد غلامی میں مبتلا کیا کہ
اسکو یاد کر کے اپنے غلاموں سے محبت خن پیش آویں القصہ حضرت یوسف علیہ السلام قافلے کے
ساتھ مدینہ نسیان میں پہونچے وہاں کے لوگ انکو دیکھتے ہی عاشق ہو گئے اور انکی صورت کی

سورہ یوسف کے پوچھنے لگے وہ ان سے چل کر مدینہ مابین میں پہنچے تو وہ ان کے لوگ بت پرست
تھے وہ سب متہن کہ توڑ کے ایمان لائے جہاں اللہ کی شان کبریائی ہر سہ طاق ابرو اس بت
نگاہ میں ادا کی نہ کی کہ سکتے کافر میرے کتنے مسلمان ہو گئے + اور تفسیر جستانی میں لکھا ہے کہ حضرت
یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہنچے تو امیر قدس نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہ رہا ہے
کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک میں آتا ہے چاہیے کہ اسکا استقبال کر اور اپنے مکان پر لاؤ اور اس کے
حکم پر چل امیر قدس جگا اور استقبال کے واسطے شہر سے نکلا اور طعام ضیافت کے واسطے حکم دیا
جب قافلہ شام میں پہنچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمہارا امیر دس در کون ہو بولے مالک ابن زعر
اسکو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر دو تین مرتبہ ہر سال اس طرف سے آتا جاتا ہے کبھی مجھ کو اسکے
استقبال کا حکم نہیں ہوا سنو زامیر کا کلام تمام ہوا تھا کہ ایک سوار دو سو فرشتوں سے حضرت یوسف
کی محافظت کو آسمان سے اتر آئے امیر کو حضرت یوسف کا نشان دیا وہ دوڑ کے پاؤں سے ہوا اور
عرض کیا تم کون ہو فرمایا میں وہ ہوں جس کے استقبال کو تو آیا ہے اس نے متحیر ہو کر کہا کہ آپ کو کسے خبر دی
فرمایا کہ میں نے تجھ کو استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کیا کہ مجھ کو کیا حکم ہو فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دے امیر نے
ہما بدین شرط قبول کرنا ہوں کہ آپ اول میرے بت سے ملاقات کیجیے اگر وہ سجدہ کر کے کہے کہ شخص
صادق ہے تو جیسا آپ فرماتے ہیں میں بجا لاؤں فرمایا ربی فیل یا ایشار و حکیم یا یرید غرض کہ امیر قدس
حضرت سے باتیں کرتا قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوا ایک مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے
تھوڑا توقف فرمایا تب امیر قدس نے حضرت کے پیچھے ایک لشکر عظیم دیکھا کہ لگا لگا اس لشکر کے واسطے
میرا مکان کافی نہیں اور نہ اتنا کھانا ہے جو انکو کھلاؤں حضرت یوسف نے فرمایا انکو اکل و شرب کی
احتیاج نہیں یہ اللہ کا شکر ہے پھر امیر قدس اپنے بت کو اٹھا لایا اس نے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گر کے
چورچور ہو گیا تب امیر قدس ایمان لایا اور اپنے مکان پر لے گیا اور طعام ضیافت حضرت کے روبرو
لا کر پیش دیا اور خاص حضرت کے واسطے ایک پیالہ شیر برنج کا رکھا حضرت یوسف نے اس میں سے
اول ایک اقمہ اس شخص کو دیا جو حضرت کے پہلو میں بیٹھا تھا بعد اسکے خود حضرت نے تمام محفل کو اسی
ایک پیالہ سے کھلایا مگر پیالہ جس طرح بھرا تھا ویسا ہی رہا امیر قدس متحیر ہوا اور اہل قافلہ سے متوجہ
ہوئے کہ کون ہے جو شخص تمہارا امیر ہو بولے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے امیر نے کہا سر در کون ہو کہنے لگے کہ مالک
ابن زعر ہے کہ جب تمہارے غلام کا یہ معجزہ ہو تو سر در کا معجزہ اس سے زیادہ ہو گا تب سب گھبرائے
اور امیر نے کہا اللہ خیر من لک بعد اسکے امیر قدس کا یہ ارادہ ہوا کہ ان لوگوں سے حضرت یوسف کو

یہ جھین لین مالک ابن زعر اس ارادہ سے مطلع ہو کر جانب استقلال بھاگا اور امیر قدس بارہ ہزار
سوار لیکر پیچھے پڑا یہاں تک کہ قافۂ تیموڑی دور رہ گیا وقت حضرت یوسف کی نظر سواروں پر پڑی
سب کے سب بتقیر ہو کے اپنی سواری سے گر پڑے اور تین شبانہ روز غمش میں پڑے رہے
یہاں تک کہ مالک مدینہ عریس میں پہنچ گیا اور وہاں سے مصر کی طرف کوچ کیا القصد مالک بعد
قطع منازل حوالی مصر میں دریائے نیل پر پہنچا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ شہر
مصر تو آپ غسل کیجیے اور اپنا سرو بدن خوب دھو ڈالیے اور پوشاک سفر کی اتار لیے چنانچہ حضرت
یوسف علیہ السلام نے غسل کیا اور مالک ابن زعر نے ایک تاج طلائی مرصع سرمبارک پر رکھا
اور منطقہ فقری کمرستہ باندھا اور زر و وزنی کی قبا حشم مبارک میں پہنائی اور گلو بند طلائی مرصع جو ہر
گلے میں ڈالا اور کنغانی اونٹ پر محبوب پیر کنغان کو سوار کرا کے لے چلا تو حسن خدا اور دیکھ کا عالم
ملکوت میں ندائے ماثرا اللہ لا قوۃ الا باللہ بلند ہوئی اور دروازے مصر پر منادی غیب نے چکارا
کہ امساکان مصر تمہارے شہر میں ایک جوان صدیق آتا ہے اسکی ملازمت تمہاری سعادت ہے اور
موجب مرتبت مصر کے لوگ منتہی ہی دوڑ پڑے کہ دیکھیں وہ جوان کہاں ہے اور مالک حضرت
یوسف علیہ السلام کو لیکر اپنے دولتانے میں پہنچا شہر کے لوگ تمام شہر میں تلاش کرتے رہے
دوسری مرتبہ پھر آواز آئی کہ اس جوان کو مالک ابن زعر خراعی کے گھر میں تلاش کرو صبح کو کثیر
اہل مصر خانہ مالک کا طواف کرنے لگے اور اسکے دروازے پر مجازیب کی طرح شور مچایا کہ مالک نے
بجھت پر چڑھ کر پوچھا کیا شور ہو اور کون لوگ ہو اور کیا درخواست رکھتے ہو بولے تیرے گھر میں
محبوب صدیق ہے اسکی زیارت کرینگے مالک تعجب ہوا کہ یہ عجیب بات ہے کیا دیکھینگے اور کس بات کے
مشتاق ہیں کیونکہ یہ شخص بھی ایک آدمی ہے جیسے اور آدمی اسی وقت فرشتے مصاحب حضرت یوسف
نے بصورت آدمی ہو کر فرمایا کہ اے مالک اُسے کہہ دے کہ اگر ایک ایک دینار منہ دکھلائی لاؤ تو دکھلاؤ
مالک نے یہی درخواست کی سب لوگ راضی ہو گئے اور دروازہ کھلوا کے گھر میں داخل ہوئے کہ
چھ لاکھ دینار مالک کو منہ دکھلائی میں اسی دم ملے اور مصریوں کا یہ حال ہوا کہ مشاہدہ جمال
یوسفی سے مجنون ہو گئے اور جب باہر نکلنے لگے تو گھر کا دروازہ بھول گئے تب مالک نے اپنے
علاموں سے ہاتھ پکڑا کے ایک ایک کو باہر نکالا جب باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے
اور اپنے گھر کی راہیں بھولے ہوئے تھے اور سوائے تذکرہ حضرت یوسف علیہ السلام دوسرے
کلام سے زبانیں اُنکی نا آشنا ہو گئی تھیں بلکہ زبان حال ہر ایک شخص کی یوں مترنم تھی

جان بتیاب اسیر غم گیسوی تو شد + دل شہادت طلب از خجرا بروی تو شد + چشم آئینہ و گردلو کہ رو کہ
تو شد + باز حیران زحمت نگس باد روی تو شد + برخت ماہ فلک در چہ حساب ست ملی + روی خوشید
قیامت نعل از روی تو شد + فارغ از در و مسجد محراب شدم + صندل روی چنین خاک سر کوی تو شد
دوسرے دن مالک نے حضرت یوسف کو ایک بلند مکان پر بٹھایا اور سنا دی کہ دانی کہ جس کا آج
رکھنا ہو وہ دینار دیکر دیکھے اُس دن بارہ لاکھ دینار منہ دکھائی میں اُسے کتب اجار سے روایت ہو کہ
دوسرے یا تیسرے دن جب اہل مصر جمع ہو کے آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن میں تخت پر تاج طلا
سر پر رکھے ہوئے تنہا بیٹھا تھا اور ایک چھتری ہاتھ میں تھی تب ہر ایک نے سلام علیک کی مالک نے
جواب دیکر مخالف شام ہر ایک کو دیے اور کھانا اچھا کھلایا شراب بہتر ملائی بعد اسکے کہا کچھ کمو حاجت جو
تو میں نے کہا حاجت یہی ہو کہ اسی محبوب کو دکھاؤ اور جو دنیا منظور ہو تو میں زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو
تیار ہوں مالک نے کہا آج کوئی سبیل اُسکے دیکھنے کی نہیں ہر پرکھا دنیا البتہ منظور ہو اگر اللہ چاہے
تو روز جمعہ ماہ آئندہ کو اُس زمین پر جہاں غلام کہتے ہیں اس لڑکے کو بھی لاؤ گا اگر اپنے پڑے لیجو چاہے
تو میں نے وعدہ مضبوط لیا اور نصبت ہوئے اور مالک نے اُس مقام میں جہاں غلام بیچے جاتے
تھے ایک قبہ بنوایا اور اُس میں صندل کی کرسی صمغ جواہر بچھائی جب یوسف وہو آیا تو علی الصبح
بتایا دہم محرم حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیور و لباس سے آراستہ کر کے بٹھلایا اور سنا دی
نے ندائی کہ جس کو خرید کرنا ہو حاضر ہو سو اکثر اہل مصر عورت و مرد چھوٹے اور بڑے عابد و زاہد عالم
و حکیم انبی انبی پوچھیاں لیکر حاضر ہوئے اور اُس عرصہ میں بادشاہ مصر ابن ولید علیق تھا مگر اُس نے
تھوڑے دنوں سے امور سلطنت تطفیر یا اطفیر ابن روجیب مصری کو جسکو عزیز بھی بولتے ہیں سپر
کر دیے تھے سو عزیز بھی باترک و اقشام بنا بر مشاہدہ جمال یوسفی حاضر ہوا جب اُس میدان میں
کثرت آدمیوں کی ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے ہوئے اور عورتیں دوسری طرف اور حال تھا
کہ بعضے صرف نظارے کو آئے تھے اور بعضے خریدنے کو جب صفین عایشہ دن کی آراستہ ہوئیں سب
صلاح کر کے ایک ایچی مالک ابن زع کے پاس بھیجا کہ اب اُس محبوب کو جلد لاؤ کہ زیادہ اس سے
تاب نہیں ہے عید ست و موسم گل دیاران و انتظار + ساقی بروے یار بین ماہ می بسیار +
باؤ بگو کہ اسے بت نامہربان پیرس + مارا کہ عاشقان تو مردند ز انتظار + دل دادہ ایم و مہر تو از جان
خریدہ ایم + بر ما جفا و در و فراق تو امدار + تو نازنین حسنی و خلقے نیاز مند + چشمی نیاز جانب دل نیاز
دار + اور روزگار ہجر تو روزم سیاہ شد + بر روز من بہین کہ چاکر در روزگار + جب ایچی پوچھا تو مالک

نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا کہ امی محبوب ہے آج تو گھر سے نکل اپنے خدا کے واسطے + یک جہان ہر منتظر تیرے لقا کے واسطے + تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی حذر نہیں جہاں تیرا دل چاہے لے چلے رشتہ درگرم نگندہ دوست + میسر دہر جا کہ خاطر خواہ دوست + مالک نے عرض کیا کہ آپ کچھ رنج نہ کیجیے آپ کو مرتبہ عظیم حاصل ہوئے والا ہو بعد اسکے نقاب چہرہ مبارک پر ڈال کر گھر سے باہر لایا اور ایک گھوڑے مشکین پر سوار کیا تو اس وقت مالک ابن زعر کے ساتھ دس ہزار آدمی سردار مصر تھے سب لوگوں نے رکاب تھامی عرشیاں چنچ پھیرتے یہ کہتے تھے ہم + جس گھڑی گھوڑے آئیے ہیں یوسف بن نھن + دامن ابر سے یہ روئے قمر نکلا ہو + یا ہونی طور پر ہر شمع تجلی رود انحضرت یوسف سوار ہو کے مقام مہود کی طرف تشریف لے چلے راستے میں آسمان کی طرف دیکھا کہ تبسم ہوے اور کہا کہ اللہ اور رسول اسکا سچا ہوتا ہوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس خدا کا رسول آیا تھا فرمایا کہ جب میں کنوئین میں تھا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر اللہ کا سلام کہا اور فرمایا کہ صبر کر ایک دن مصر کا مالک ہو گا اور غریزہ مصر اور بادشاہ مصر تیری خدمت کی نیکی اور اکثر سردار مصر رکاب پکڑ کے دوڑینگے سو میں اسکا اثر پاتا ہوں سب کو تعجب ہوا کہ آپ نے کہا یہ شخص بڑا صادق ہو انحضرت سوامی حضرت کی متصل قبیل کے پونجی تو مالک نے آواز دی کہ امی عاشقان مصر محبوب و مطلوب تمہارا رونق افروز محفل ہوتا ہو اسکا سراپا منوسے نسرین برنے حسن خدائے + درگلشن دلبری ہمارے + ہر جا کہ جلوہ قامت افراخت + قائم عالم قیامت افراخت + رخسارہ چین کمر رگ گل + آشفق زلف زلف شبل + غار نگار ہوش نس نرس ست + مرگان سیہ پیالہ در دست + انداز نگہ بلا سے دوران + ابروی خمیدہ آفتابا آن خال سیاہ عنبر لود + درویدہ حسن مردک بود + برماہ خوش نظارہ افتاد + از چشم جہاں تارہ افتاد + آس آواز سے طالبان مصر نے آنکھیں کھولیں تو تابش نور یوسفی سے آنکھیں جھپک گئیں اور سب ہوش ہو گئے ہوش جا آ رہا نگاہ کے ساتھ + صبر ز خصت ہوا اک آہ کے ساتھ + جب حضرت علیہ السلام قبیل پر پہنچے اور گھوڑے سے اتر کے کرسی پر جلوہ فرما ہوئے تو اہل مصر نے گھیر لیا تب سادی نے آواز دی کون مول لیتا ہو اس غلام کو اور کسکو قدرت ہو مول دیکھ سب لوگ شرا گئے روایت ہو کہ بوقت سادی نے نکالی عاشقوں نے ایسا جھڑٹ کیا کہ پچیس ہزار عورت و مرد از دحام سے مر گئے اور پانچ ہزار عداوت بفر سے اور تین سو ساٹھ باکرہ کی چھاتی پھٹ گئی

سرا سکا یہ تھا کہ اس وقت اللہ جل شانہ نے صورت اصابیہ حضرت یوسف کی دکھلائی تھی بعد اسکے
 سنا دہی نے پھر ندکی کون مول لیتا ہو غلام فصیح بلعج صبیح کو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یون
 پکار کون لیتا ہو غلام غریب مسکین خزین کو تب پکارنے والے نے جواب دیا کہ میری یہ طاقت
 نہیں کہ اس طرح پکاروں غرض کہ مصر یون نے خریداری میں کوشش کی اور حضرت یوسف نہایت
 غمگین تھے اس حال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ حضرت رب العالمین فرماتے ہیں
 کہ اے یوسف تو غم نہ کر تجھ کو اس شہر سے باہر نہ نکالوں گا جب تک تمام اہل شہر کو تیرا غلام نہ بناؤں گا
 حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اہل مصر اس وقت تین فرقے ہو گئے تھے متانہ یہوش مجنون
 کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ اس حال میں ملک ریان بادشاہ مصر بھی حاضر تھا اس نے صورت یوسف
 علیہ السلام کو دیکھ کر کہا کہ یہ لوکا ہرگز کسی کا غلام نہیں ہو میں تو اسکی صورت میں آثار امارت پاتا ہوں
 اسکا خریدنا بہتر نہیں ہے اور میں اسکی قیمت نہیں دے سکتا ہوں یہ کہکمر مع حشم و خدم پلٹ آیا
 تب اور لوگوں نے مول لینے کا ارادہ کیا ایک سوداگر نے دو ہزار دینار قیمت کیے اور دوسرے
 نے بیس ہزار قیمت کی اسی طرح قیمت بڑھ چلی کہ لاکھ دینار پر نوبت پہنچی اور اس وقت زلیخا کہ
 باجارت عزیز حاضر تھی بسبب ادب کے دم نہ مارتی تھی یہاں تک کہ عزیز نے زلیخا سے کہا کہ
 میرے کوئی لوکا نہیں ہے اگر صاحت ہو تو اس غلام کو خرید کر دن زلیخا نے کہا بہت مناسب میرے
 پاس بھی نقد و جنس بہت ہے اگر تو اعانت کرے تو میں بھی قدم اس اعظم پر رکھوں اس گفتگو میں
 تھی کہ باز غنہ بنت طالون عاملۃ ابن مسعود ابن زیاد ابن عدا اکبر بانی ارم کہ امالیان مصر میں بی بی
 مالہ ارادہ قوم کی شہزادی تھی ایک نہر ارموتی و دو مشقال کے اور نہر اریا قوت پانچ پانچ مشقال کے
 اور ایک طبق میں فیروزے وغیرہ جواہرات اور ایک ہزار خیر سونے و چاندی کے بھرے ہوئے
 لیکر آئی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو زبان بلبل حال یون نعمہ زن ہوئی سے امی بومی
 نطت بلا سے جا ہنا + رومی تو بہار گلستا ہنا + سودا ہی تو دشت کرد آباد + ویران فگندہ خانانہا
 یہ بھڑانے عرض کیا کہ امی اڑ کے تو کون ہو اور تجھ کو کس نے پیدا کیا ہوا اور زبان حال سے گویا ہوئی سے
 توئی کہ نعل سمدت سر نعلک راج + بکھل خاک رہت دیدہ ملک محتاج + نچ کو کعبہ وز مزمجہ زرخدانست +
 قد تو طوبی وز لعن تو لیلۃ المعراج + توئی بکشور دل بادشاہ لشکر غم + روادار کہ ملک دلم کند تاراج +
 تراست صورت و معنی کہ صورت و معنی + معنی آمدہ از صورت و استخراج + کز مدہ و تیری نچو غیب +
 کہ از تو کجہ تو حید میشود معراج + و چشم مست تو آشوب جملہ ترکستان + بچین زلف تو با چین و ہندہ

داد و خراج + بیاض روی تو روشن تر آمد از رخ روز + سوا از لعل تو تار کثیر ز ظلمت داج + او محبوب محبو
 انہی حقیقت اصلہ سے آگاہ کر تو میں ایمان لاؤں اور یہ سب مال و اسباب تیرے مول لینے کو
 لائی ہوں مگر قیمت تیرمی تمام دنیا و مافیہا سے زیادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ میں بھی ایک بندہ ہوں
 بندگان سے جسے تجھ پر کیا اسی نے خاک سے مجھے بنایا ہے تو تب شہزادی نے کہا امنت باللہ تعالیٰ
 یہ بھڑکے کہ مال و اسباب لائی تھی سب صدقہ کیا اور نعمت ہو کے چلی اور گویا کہ یہ دل سے کہتی تھی
 صدرہ بعد کر شمع ز من بردار دل + بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل + بروی آتشین تو ہر گز قہر نہ گنا
 بیرون جہز رسیدنہ بزرگ شہزاد دل + جاز افدامی شعلہ عذاران کہ میکند + پروانہ دل فرفتہ دل پتھر دل
 ہر چند پازیرم تو ہر من کشیدہ ام + ہرجامی خود گذاشتہ ام یادگار دل + ہر جا کہ بہت خاک رہ جلوہ گاہ
 بیچارہ دل تہذوہ دل خاکسار دل + اور ایک گھر حرم میں بنا کے بیٹھ رہی اور مشغول عبادت
 خدا ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال یوسف کے مول لینے کو لائی
 ہوں سوا اپنے خزانہ میں رکھ اور یوسف کو میرے تفویض کر مالک نے چاہا کہ بیچوں زلیخا نے ایک
 دلال بھیجا پیغام دیا کہ حسبہ رفقہ و خفس بازغہ دیتی ہیں بھی دینے کو تیار ہوں اور تیس دانہ مرداریہ
 اور ہوزن یوسف علیہ السلام مشک و کافور و عنبر اور ہزار جائیدادیں مصری اور زیادہ کرتی ہوں
 یوسف کو میرے سپرد کر مالک نے قبول کیا بازغہ نے کہا میں سو رطل سونا اسپر زیادہ کرتی ہوں اس
 رو و بدل میں زلیخا کے ملازموں نے یوسف علیہ السلام کو تخت سے اٹھالیا اور زلیخا کے گھر پہنچا
 اور بازغہ حسرت و اندوہ میں مجنون ہو کر مگر گئی مگر صحیح یہ ہو کہ بازغہ بنت طالعون کے بعد زلیخا کے عزیز
 سے اجازت چاہی کہ میں بھی یوسف کے دیکھنے کو جاؤں عزیز نے بخوشی اجازت دی چنانچہ زلیخا بھی
 اپنے مکان سے سوار ہو کے محل بیچ میں پہنچی جب حضرت یوسف پر نگاہ پڑی تو بیتاب ہو گئی اور
 رہاں حال یوں گویا ہوئی کہ فروغ این رخ تابان نجوماب میدیدم + شب برآمدن آفتاب میدیدم +
 خیال زلف سیاہست مگر بخاطر بود + کہ دافع سینہ پر از مشکاب میدیدم + سحر بیا درخت بسکہ گریہ میکردم +
 بجای اشک ہر امن گلاب میدیدم + اور زبان شوق نے یہ کہا ہے تا پردہ در خسارہ چو ماہ تو بر افتاد +
 از پردہ بسی راز نہانی بد رافتاد + بود آتش رخسار تو چون سیوہ تو حید + از بہر کلمہ آتش اذان شرع افتاد +
 بالالہ صبا شرح گل و می تو میکرد + دل سوختہ آتش جان در جگر افتاد + اور زبان و جمل یوں ترنم ہو
 شد احمد کہ این ماہ تقاباز آمد و نخت برگشتہ ما باز با آمد + باز سایہ اذان بال میا یوں فلک آمد +
 پر سر وقت من امروز ہا با آمد + بروای ہجر چشم کہ وصال آمد باز + بگذرای در در جانم کہ دو ابا ز آمد +

۱۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۲۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۳۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۴۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۵۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۶۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۷۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۸۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۹۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی
 ۱۰۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے مول لینے کو لائی تھی

لب شیریں تو اتم یعنی حیران بر بود + دل شکین تو بر مہر و وفا باز آمد + تیر و ابو و آئینہ دید و نم دیدہ ماہ آخر
از عکس جالت بصفا باز آمد + حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن منبہ سے منقول ہو کہ زلیخا کی
بتیابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال میں نظیر اپنا نہ کھتی تھی سو اس کو سات
برس کی عمر میں ایک واقعہ عجب پیش آیا کہ ایک دن بستر عیش پر آرام کرتی تھی خواب میں دیکھا کہ ایک جوان
حور و شمعین عذار چون آب زندگانی لطیف ز قمار میرے پاس کھڑا ہو جب خواب سے بیدار اور اس سے
ہشیار ہوئی تو مخض میوانی تھی کہ اپنے کپڑے پھاڑتی اور لوگوں سے مثل بری بھاگتی مگر اس کیفیت کے
ان خفا میں کمال کوشش کرتی اور اکثر خاموش اور از خود فراموش رہتی جب رنگ روز در پیر گیا اور روز بروز
بدن پر ضعف و منحافت نظر آنے لگا تو لونڈیاں اور بدایاں در پر تحقیقات ہوئیں کوئی چشم زخم بتلائی اور
کوئی سحر قرار دیتی اور کوئی نسبت بخون کرتی مگر جواب دل تھے وہ عشق اور محبت قرار دیتے تھے آخر ایک
دن زلیخا کی دایہ نے ایک گوشہ میں لیجا کر حال پوچھا زلیخانے خواب اپنا بیان کیا اُس نے کہا کہ وہ جوان جو
تو نے خواب میں دیکھا ہو شیطان تھا اور وہ بگلی شیطان پر کمال نادانی ہو شیطان کا یہی کام ہو کہ کبھوں
بصورت خوش نظر آتا ہو اور کبھوں بصورت زشت زلیخانے کہا کہ ہمیں کو ایسی صورت بننے کی ہرگز
طاقت نہیں دایہ نے کہا بہر حال اس خیال سے دل کو خالی کرنا چاہیے زلیخانے کہا میں اس کا رد
اس کا رد من نیست - دل در کف اختیار من نیست + دایہ نے جانا کہ اس درد کی وجہ بجز صل محبوب نہیں
اس زخم کا مرہم سوائے لب عشق نہیں ناچار ہر طیموس سے بیان کیا اُس نے اہلباء و منجمین و معتبرین
محققین کو طلب کیا طیبوس نے نبض قارورہ دیکھ کر کہا کہ کسی طرح کا مرض اس کو نہیں منجموں نے کہا
کہ اس لڑکی نے عزیز مصر کو خواب میں دیکھا ہو سپر عاشق ہو بادشاہ نے کہا کہ اس سخن کو پوشیدہ رکھنا چاہیے
اور پندرے آئینہ کرنا لازم ہو روایت ہو کہ ایک برس اسی کیفیت میں گزارا دوسرے برس پھر وہی صورت
خواب میں نظر آئی تو اس نے نزدیک جا کر قسم دی اور کہا کہ مجھ کو اپنے حال سے خبر دے اور جب و سب اپنا بتلا
اُس صورت نے زلیخا سے کہا کہ میں انسان ہوں اور تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو پس
تو نہ اختیار کرنا کوئی شوہر سوائے میرے جب بیدار ہوئی تو او بھی بتیاب ہوئی اور صبح تک بتیاب رہی آخر
طیموس نے پوچھا کہ اس کو سکینہ کیا حال ہو زلیخانے کہا میں نے شب گذشتہ میں پھر وہی حال با کمال دیکھا اور
جو مجھے پوچھتا تھا میں نے ہنس کر لیا طیموس نے کہا کہ اس نے اپنا مقام بھی بتلایا کہا نہیں جب بادشاہ نے
زیادہ آشفتہ حال دیکھا تو مفید مہس فرمایا تیسرے برس حالت قید میں وہی خواب دیکھا اور عرض کیا کہ
اگر محبوب مجھے اپنا مقام ارشاد کرے تو مایا کہ مصر غریز مصرم و مصرم مقام است + جب بیدار ہوئی تو اپنے

باپ سے کہنے لگی کہ اب مجھے قید سے تجارت دے کہ میں مصر میں جا کر اپنا مطلوب حاصل کروں
 کیونکہ آج میں نے محبوب کا مکان پوچھ لیا ہے وہ غریزہ مصر ہی تو ایت ہے کہ مصر اس مقام سے چھ
 مہینے کی راہ پر تھا سو طیموس نے زلیخا کو مضطر دیکھ کر باضطرار تمام غریزہ مصر کو خط لکھا کہ میری
 ایک لڑکی ہے بعد ازاں کمال آراستہ اور زیور حسن جمال سے پیراستہ اکثر ملک سلاطین اسکی رغبت کرتے ہیں
 پر میں بگوشہ دل تجھے بیاہا جاتا ہوں غریزہ نے اپنا فخر سمجھا اور غلہ پاتا جھٹ ملازمت شریف بادشاہین حاضر
 ہوا کہ بادشاہ نے زلیخا سے نکاح کر دیا اور ہزار لونڈی اور ہزار غلام اور ہزار خیر اور ہزار اونٹ زلیورات سے
 آراستہ اور چالیس اونٹ ویسا و حریر کے اور نقد و خیس موافق رسم بادشاہان عنایت کر کے زلیخا کو حست کیا
 اور بعضے کہتے ہیں کہ غریزہ مصر بادشاہ کے پاس نہیں گیا صبر جواب نامہ بادشاہ لکھ بھیجا تب بادشاہ نے بظطر
 زلیخا کو دلہن بنا کر روانہ مصر فرمایا جب زلیخا قریب مصر کے پہنچی تو غریزہ مصر بزرگ ہشام استقبال کو آیا اور کمال
 اعزاز و تکریم محل شاہی میں لایا زلیخا اپنے دل میں محبت تھی کہ اب محبوبہ مانگی اور اپنے معشوق کے زیار سے سسر ہوگی جیسا
 ہوئی تو غریزہ مصر نے خیمہ عروسی میں قدم رکھا اس خیمہ میں زلیخا اور ایک ایہ اسکی تھی زلیخا نے دایہ سے
 کہا دل تناسے وصل اودار د + چہ بلا مشکل آرزو دار د + اب جلدی غریزہ کو لاؤ کہ زیادہ اس سے
 تاب نہیں رکھتی ہوں ۵ علاجی کن کہ یک دیدار بنیم + زمین پس صبر را دشوار بنیم + تب دایہ نے
 خیمہ کو بھاڑ دیا زلیخا نے غریزہ کو دیکھا اور نہایت عمدیدہ ہوئی ۵ بزخاک نشست دست پیاچان
 باحسرت و دواع و در و حرمان + طاقت زہدن کنار د میکرو + جان سو سے اجل اشارہ میکرو + اور
 بولی کہ اے دایہ شیخص وہ نہیں ہے جسکو میں نے خواب میں دیکھا تھا ۵ بنوں غلطید از حسرت نگاہ
 واپسین من + متم شہد انتظار مرگ بر جان خیرین من + زخاک گلشن زہر نخل حسرت زہری خیزد + عجب
 خاصیت دار و مہوای سز زمین من + بعد اسکے نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا اور دایہ سے کہنے لگی کہ یہ کو
 شخص نامحرم میرے پاس آتا ہے اسنے کہا کہ تیرا شوہر ہر شے ہی زلیخا ہوش ہو گئی جب صبح کو فی النجاء
 افاقہ ہوا تو ایک آہ سرد دل پرورد سے کھینچا دل ہی دل میں کہنے لگی ۵ نہ آنست این کہ من
 در خواب دیدم + بحسرت و جوش این محنت کشیدم + نہ آنست این کہ عقل و ہوش من برد + عنان
 دل بہ ہوشیم بسپرد + نہ آنست این کہ گفت از خویش رازم + زہوشی ہوش آور د بازم + دریا
 بخت سستم سختی آورد + طلوع احقرم بدبختی آورد + اور دایہ نے عمدیدہ اور رنجیدہ دیکھ کر پوچھا
 خیر تو جواب کس بات کا رہی ہے زلیخا نے کہا ۵ گواہ در دہان نامہ خیرین من ست + دلیل سوز
 درون آہ آتشین من ست + اسی وقت ہاتھ نے آواز دی کہ اے زلیخا صبری لان الصبر سید

یوسف گم گشت باز آید بکبنان غم مخور + کلبہ اخزان شود روزے گلستان غم مخور + پامی در میدان عشق ارمی نمی مردانه + از بلای سزوترس و ز آفت جان غم مخور + گرچه جانسود است در و بجز جان صبر کن + کز وصال دوری روزے بر زمان غم مخور + چون ترا با وصل جانان اتصال سر نیست + کر بصورت غائب ست از دیدہ جانان غم مخور + آخر زلیخا رونے لگی پھر غیب سے آواز آئی کہ ان غم دیدہ فراق رسیدہ اپنا عشق کسی پر ظاہر نہ کر اور جس غریزے تجھے نفرت ہو آخر کار یہی وسیلہ اتصال محبوب ہو جائیگا اس وقت سے زلیخا نے سکوت اختیار کیا لیکن صبح کو خیال وصل میں یوں کہا کرتی کہ اسی صبا نکست از خاک رہ یار بیار + براندہ زد دل شروہ و دلار بیار + نکتہ روح فرا از لب و دلار بگو + نامہ خوش خبر از عالم اسرار بیار + اور تصور صورت کر کے کہتی تھی کہ چشم زنگہ در رگ جان نیست از اخت + شرکان تو پیکان بلا بر جگر انداخت + عمر نیست کہ آوارگی قافلہ عشق + مار از دیار سے بدیار و گدازد اخت + حسن است کہ در دست تو شمشیر ستم داد + عشق است کہ کارم تو بیدار گرداند اخت + گیسوی سیاحت ز جگر و دہر آورد + ز خسارہ فروزان تو در جان شتر انداخت + در عشق برادھی کہ و لم بالی کشا شد + جبریل ز کوتاہی پرواز پراند اخت + اور رات کو بستر غم پر بیتاب ہو کر سیارہ کھینچتی اور عاشقانہ اس مضمون کو پیکار کرتی کہ زمین پیش فنا نم سرو برگ اثری داشت + آن شکل از در و محبت خبرے داشت + خنجر نگے کھلے عربہ جو سہ + زمین پیش ہا سینہ نگاران نظر سے داشت + اور اکثر تنہائی کی حالت میں دل سے کہتی کہ افسوس اب میرا خواب میں دیکھنا بھی جا آ رہا اور میری ساری مشقت راگان ہوئی اور غریزہ کو محبت و شوق کی دم بدم شدت تھی اور زلیخا کو روز بروز نفرت مگر اس بات کو کسی نے نہیں جانا جب کہ یوں غریزہ کو میل مباشرت ہوتا تو پہلو میں ایک جانب پر سورتھا اور معافقہ اور تعقیل پر کٹھا کرتا اور لپٹے کہتے ہین کہ ایک جسم میں زلیخا اور غریزہ کے ہو جاتا تھا کہ زلیخا صحبت غریزہ سے محفوظ رہتی تھی اور نتیجہ یہ ہو کہ غریزہ غم مخور محض تھا قصہ زلیخا نے ایک مدت دراز اس غم و اندوہ میں بسر کیا جب خدا نے یہ دن دکھلایا کہ حضرت یوسف بازار عاشقوں میں بوسیلہ مالک ابن زعرکے کو آئے اور مصر کے امیر زمرود اسے نقشہ تجھ کو عاشقانہ خریداری کو حاضر ہوئے تو غریزہ نے زلیخا کو بھی اجازت دی کہ تو بھی غلام عبری کے دیکھنے کو حاضر ہو + تاکہ اس کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام کون ہے جب بازار عاشقوں میں پہنچی تو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ٹوٹ پڑی ہوئی اور خود ہی بک لگی اور بچھے کہتے ہین کہ زلیخا محل بیتاب میں نہیں گئی ایک جھوٹے سے حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہیوش ہو گئی اور اپنی دانی سے

بولی کہ یہ وہی شخص ہے جسکو میں نے خواب میں کسی مرتبہ دیکھا تھا اور ایک خادمہ سے کہا کہ تو یوسف کے پاس جا کر میری طرف سے کہہ دے کہ سوا سے میرے کسی کو اختیار نہ کرنا اور میں سارا خزانہ اپنا تجھ پر صدقے کر دوں گی اور میں نے تجھ کو خواب میں اپنا دل دیا ہے اور بہت مدت دراز سے بلائے محنت میں گزار رہا ہوں سے آج یہ کٹھن فنان حسرت + آتش افتد بجان حسرت + اور یہ بھی کہ دنیا سے نکل کر سرخ دل میں شراب ناب نخل + بود ز سینہ بریان کن کہا ب نخل + قمر بد و جبین تو شرمسار شست + ز پیش روی تو برخواست آفتاب نخل + ز فرط کاہش غم ناتوان ترا ز پریم + شدم مہمد شباب از رخ شباب نخل + اور یہ کہ دنیا سے حدیث در و حیران ماجرا می داغ دل بشنو + ز فریاد خرن من ز آہ آستین من + میرس از ماجرا می خون فشانیا می شرکائیم + بین نمی شوخ گل رنگین کہ دار آستین من + ادین و حشمت فنان آہستہ بردارم و رین گلشن + کہ شاید سنگدل صیاد باشد در کین من + بالجامہ خواہ نے حاضر ہو کے لایکا کا پیغام عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بھی اسکو خواب میں دیکھا ہے سو تو میری طرف سے جواب دے کہ میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہو لیکن وصال محبوب بے رنج و تعب میر نہیں ہوتا چہند سے اور صبر کر فائدہ حقیقت یہ ہے کہ محبت و محنت لازم و لازم ہیں آپا شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعویٰ محبت الہی کرتا ہے اسکو تازیانہ بلا سے اب دستیہ ہوں اور پورے محنت و درو میں مبتلا کرتے ہیں فرمایا کہ اسواسطے بلاتین ڈالتے ہیں تاکہ ہر گز اسفل و دعویٰ محبت نہ کرے سے ہزار تیغ بلا برکشیدہ غیرت عشق + کہ مدعی نتواند بلا ف یمنغیرد + مختشان نتواند لاف مردی زد + نفیر جنگ چور و ز مصاف برخیزد القصد یہاں دی نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہو اس غلام کو جس میں دس صفتیں ہیں ملاحیت صباحت فصاحت شجاعت مردت قوت امانت صیانت امانت فتوت اور کہا چاہتا تھا کہ اور بھی نبوت لیکن رب الکلام نے زبان حکم بند کر دی تاکہ اور کوئی واقع نہ ہو ز لیاخانے پھر ایک آدمی غریز مصر کے پاس جو محل بیع و شرا میں حاضر تھا بھیجا کہ اس غریز کو ضرور لینا گو تمام مال صرف ہو جائے جب کہ خریداروں نے ز لیا کی رغبت یوسف علیہ السلام کی خریداری میں کامل پائی تو قیمت کے بڑھانے سے بند ہو گئے تب غریز نے مالک سے کہا کہ قیمت کو بیچ گیا مالک نے کہا ہوزن اسکے سونا اور چاندی اور جواہر دیکھیے تو میں بیچوں وہ راضی ہوا آخر ایک کفہ میزان میں زر و سیم اور جواہر رکھے اور دوسرے میں حضرت یوسف کو بٹھلایا ہر چند کہ نقد و جنس زیادہ تھا مگر مقابلہ یوسف علیہ السلام ذلیل و بمقدار نکلا اسلیے کہ یوسف علیہ السلام مہبط وحی الہی تھے نقد و جنس دنیا سے ناپاک کی کب انکے برابر ہو سکتی تھی غرض

خازن غزنی نے عرض کیا کہ امیر غزیاں کچھ نقد وجوہ غزنیہ میں باقی نہیں رہا غزنی سخت متروک ہوا
حضرت یوسف علیہ السلام نے خازن کو طلب کر کے دوات و قلم مانگا اور لا الہ الا اللہ ابراہیم علیہ السلام
واسحاق نبی علیہ السلام و یعقوب اسرائیل علیہ السلام لکھا دیا اور فرمایا کہ یہ کاغذ پہ ترازو پر رکھ دے سوائے
بالا سے نقد وجوہ اس کاغذ کو رکھ دیا اسکی برکت سے کفہ نقد و خس غالب آیا غزنی بہت خوش ہوا
اور یوسف علیہ السلام غزنی کے ہاتھ آئے نظیر اس قصہ کی یہ ہجو کہ جس دن آوازہ انا عرضنا الامانات
على السموات والارض ان کعبارت عشق و محبت سے ہر متکفان ملک و ملکیت کی سماعت میں پہونچا
تو لاکھوں فرشتے مقرب افتان و خیران دوڑے اور چاہنے لگے کہ یہ امانت ہم کو ملے مگر نظر عنایت
الہی جلا شانہ متوجہ بنجاں در دناں تھی اس سبب سے وہ امانت حضرت آدم علیہ السلام کو سپر ہوئی
۵ مژدگانہ کہ مراد سوسی خوش کشید + دست در گرون سن کرد و مرا پیش کشید + باوجود ہمہ شاہان
کہ گدایان و یند + رنم عشق بنام من ویش کشید + ہمہ س طالب یارند و لیکن چہ توان + کہ دلش جاس
این جستہ دلان پس کشید + فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام بسبب لور نبوت کے خزان غزنی پر نکلا
آئے اسی طرح عصا قیامت میں جب میزان عدل کھڑی ہوگی تو کلمہ تو حید کہ مضبوط و وحدانیت پر
پہ گناہوں پر غالب پڑیگا فائدہ عصا قیامت میں جب نامہ اعمال گنکاروں کے ایک میں
رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کریں گے اور گنکار سرخجالت جھکا کے مترصد عذاب و نکال ہوئے گی
خطاب حضرت رب الارباب فرشتوں سے ہو گا کہ امیر مقرران بارگاہ میرے بندوں کی امانت زیر
رکھی ہو اسے لے آؤ چنانچہ پارہ کاغذ مشابہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور میں لاوینگے اور اسکو پہ
طاعات پر رکھینگے کہ پہ معاصی پر غالب ہو جائیگا انقصہ غزنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغوض
نقد وجوہ خرید کیا اور اپنے دولتخانے کو لے چلا اور قبل اس حوالہ سے حضرت نے مالک سے وعدہ
فرمایا تھا کہ میں ایک دن تجھے اپنا حال کوٹنگا سو مالک نے دست بستہ عرض کیا کہ ایفائے وعدہ فرمائیے
حضرت یوسف نے فرمایا بشرطیکہ یہ سکرسی پر نکشف نہ ہو مالک نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میں یوسف
ابن یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم علیہ السلام ہوں یہ کلام منکے مالک مضطرب ہوا
اور بولا کہ امیر یوسف جس دن آپ قعر چاہ سے نکلے تھے اس دن آپ کے کسو اسطے مجھ کو مطلع نہ فرمایا کہ
میں اس حرکت سے باز رہتا یوسف نے فرمایا کہ بخون براوران اسوقت یہی مصلحت تھی کہ اس حال کو
پہنان رکھوں مالک نے کہا کہ تو بیٹا اس بزرگ کا ہر جو کھان میں مجھے نظر آیا تھا اور زرارہ روتا تھا
اور مناجات کرتا تھا کہ یا اکھی میرے جگہ گوشہ کو میرے پاس پہونچا حضرت یوسف نے یہ کلام منکے بتایا

اور بے طاقت ہو گئے اور فرمایا کہ میں اسی بزرگ کا بیٹا ہوں تب مالک قدوس نے پرگہ کر کے بغیر رست پیش آیا حضرت نے فرمایا کہ رضا بقضائے محاسن ابرار سے ہوا اور فرمایا کہ قبائلہ بیع کا جو میرے بھائیوں کے لکھکھو دیا ہر عنایت کر کہ وقت حاجت حجت ہو گا اور بھائیوں کو موجب نجاست مالک نے فی اللہ قبائلہ بیع واپس کیا اور ملتقمس ہوا کہ امیر حضرت میرے کوئی بیٹا نہیں ہے آپ میرے واسطے دعا فرمائیے چنانچہ حضرت یوسف نے دعا کی کہ اُسکے چوبیس بیٹے بارہ بطن سے پیدا ہوئے پھر عرض کیا کہ بیچنے والے تپ کے کفنان میں کون تھے فرمایا کہ میرے بھائی تھے مالک نے عرض کیا کہ کیا سبب ہو تھا ارشاد کیا یہ سبب پوچھ میں اسکا ستر بیان نکر دو نجانکہ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جس دن حضرت یوسف علیہ السلام معرض بیع میں تشریف لائے ہیں اُس دن آفتاب پر درہ سجاب میں مخفی تھا اور حکمت یہ تھی کہ اگر اُس دن جرم آفتاب روشن ہوتا تو انوار جمال یوسفی میں منکس ہو جاتا اور شہدہ پڑتا کہ یہ نور شمس ہر یاور یوسفی جب آفتاب پوشیدہ تھا تو نور حقیقی نظر آیا کہ آئینہ جمال یوسفی سے چمک رہا تھا دوسرے کوئی عورت و مرد اُس دن بیار نہ تھا تاکہ سب محل بیع میں حاضر ہوں تیسرے کوئی شخص اہل مصر سے کہیں گیا نہ تھا بلکہ سب چھوٹے بڑے مصر میں موجود تھے چوتھے کوئی لڑکا خوبصورت ایسا نہ تھا محاسن اور کلبی سے روایت ہے کہ مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غزیر کے ہاتھ اسی قیمت کو بچا جس قیمت کو خرید کیا تھا یہ روایت ضعیف ہے اسواسطے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزیر مصر نے یوسف علیہ السلام کو مول لیا اور سب خزانہ اپنا مالک کو اُنکے عوض میں دے دیا تو لشکر کے لوگوں نے عرض کیا کہ ملک بے سپاہ نہیں رہتا اور سپاہ بے مال نہیں رہتی اگر آپ کے خزانہ میں کچھ مال باقی نہیں جو تو سپاہ نہ ہوگی اس بات سے غزیر مصر کو بڑی فکر ہوئی تب اپنے خزانچی کو بلانے کے کہا دیکھ تو کچھ مال خزانے میں باقی ہے اُسے دروازہ خزانہ کا کھولا اور دیکھا کہ سب مال خزانہ موجود پایا پس خزانچی نے سخت متعجب ہو کر عرض کیا کہ مال تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوا غزیر نے کہا کہ یہ سبب ہر نمازن کے کہامین نہیں مانتا اگر یوسف سے پوچھو تو شاید بتلاوے اسواسطے کہ وہ بیشک جانتا ہو گا غزیر نے کہا تو نے کس طرح جانا خزانچی نے کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میرا اللہ جو چاہتا ہو سو کرتا ہو اور جس کسی کو چاہتا ہو اپنے علم سے آگاہی دیتا ہو اور یہ بھی کہا کہ جب غزیر نے اس غزیر کو خرید لیا تھا اسوقت میں بھی پہلو میں بیٹھا تھا سو میں نے دیکھا کہ ایک سفید جانور آسمان سے اُترا اور اُسے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا امیر یوسف تو اپنا مال دیکھ پہلے تجھ کو تیرے بھائیوں نے نہایت کم قیمت کو مالک کے ہاتھ بچا اور مالک کے ہاتھ سے اب اللہ نے سارے خزانہ مصر کے عوض بلوایا یہاں

کے عزیز بہت تعجب ہوا تب اُسے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلانے کے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اللہ
 مرد میری بزرگی کے واسطے تیرے مال کو بھیر دیا اور اس میں ستر پہنچو کہ اگر کچھوں مجھے تیرے فرمان میں
 کچھ تقصیر ہو جائے تو میں تو بیچ اور سرنش سے معاتب نہوں اور تو اپنے دل میں خیال کر کے کہ مجھ پر
 کچھ احسان نہیں ہو بلکہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا کہ تیرا مال بھی تجھے بھیر دیا اور میں بھی تیرے ہاتھ آیا جب
 عزیز نے یہ کلام سنا تو جانا کہ یہ سب برکت یوسف علیہ السلام سے ہے پھر تو عزیز نے بڑی قدر و منزلت سے
 حضرت یوسف کو لیا اور اپنے گھر میں لیبا کے زلیخا سے کہا کہ اسکو بہت اچھی طرح سے رکھنا چنانچہ ارشاد
 ہوتا ہے وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأۃ کریمی مثوا عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولد یعنی کہا جس شخص نے
 خرید کیا اسکو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اسکو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کو لیں اسکو بیٹا
 اس آیت میں اللہ جل شانہ نے زلیخا کا نام بصریح نہ لیا اس واسطے کہ عورت کے نام سے مردوں کو عار آتی ہو بلکہ
 خداوند تعالیٰ نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام اپنے کلام میں نہیں لیا جو مریم کا نام اس وجہ سے
 بتصریح فرمایا اُس وقت کے کفار جو حضرت مریم کو اللہ کی جودکتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا
 لقولہ بالشیعۃ الاعتقاد وہم باطل میں نہ پڑیں اور یہ خطرات شیطانہ انکے ذہن سے رفع ہو جاویں کیونکہ
 اگر مریم جنت خدا میں تو انکا نام اپنے کلام میں نہ لیتا فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے خریدار کا
 ذکر کیا اور خود شہدہ کا ذکر نہ کیا اس واسطے کہ بندہ فحش عیب ہو اور خریدین ہنر جو کہ عیب مع سے موصوف
 تھا وہ شرف ذکر سے محروم رہا اور جو کہ بصفیت شر موصوف تھا وہ دولت ذکر سے سعادت اندوز نہ ہوا
 اور مصداق اسکا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے معاملہ میں ذکر مول لینے نفوس مومنوں کا فرمایا جو اپنے
 ذکر میں کیا کہ ان اللہ اشتری من المؤمنین افسہم واموالہم بان لہم الجنۃ اس واسطے کہ مول لینے میں
 معاملت ہو اور بیچنے میں مفارقت خریدن نشان محبت ہو اور فروختن دلیل کراہت فائدہ
 جس طرح عزیز ہمنے کہا عسی ان ینفعنا اسید طرح آسید امرة فرعون نے فرعون سے کہا لا تقبلوہ عسی
 ان ینفعا یعنی اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے اور حضرت یعقوب کے فرمایا عسی اللہ ان یا بنی ہم
 جمیعاً یعنی شاید اللہ لے آوے میرے پاس سب کو اور اللہ جل شانہ نے ارشاد کیا کہ عسی اللہ ان یرحمکم شاید
 اللہ رحم کرے تم پر پس ان تینوں بندگان خدا کا کہنا کہ از روئے شک تھا یقین کو پہنچا اور ثمرہ اسکا
 ظاہر ہوا یعنی عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی امانت میں ایسی صیانت پائی کہ آدمی سے
 سخت مشکل ہو اور آسید نے حضرت موسیٰ کی برکت سے معرفت خدا پائی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو
 سب لڑکے ملے کہ حضرت نے غم سے نبات پائی پس خداوند جان کا فرمانا کہ واجب قطعی ہے کہ طرح

راست نہ ہوگا تبیہ میں شخصوں کی حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی تینوں اپنے مطلب کے
 پہونچنے غزیر نے ثناء و جلال کی خواہش کی اسکو دونوں نے مالک نے مال کی طمع کی اتنے مال کا
 مالک ہو کہ بسکی و ہوم بھی زلیخا نے صرف وصال یوسف کی خواہش کی اسکو وصال جمال جمال
 سب ملا کہ پڑھی تھی جوان ہو گئی کافر تھی سلمان ہوئی اور بڑی فضیلت یہ کہ غزیر کی بی بی ہوئی
 اسی طرح جو کوئی شخص دنیا کی طمع رکھتا ہو اسکو دنیا ملتی ہو مگر آخرت سے دور پڑتا ہو اور جو کوئی عقی
 کی خواہش کرتا ہو صرف عقی ملتی ہو اور دنیا کی طمع جانی رہتی ہو اور جو نفس وصال الہی کی طمع رکھتا ہو
 اسکو اللہ ملتا ہو اور دنیا و عقبی دونوں ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں کچھ حاجت طلب نہیں ہوتی ہر
 لطیفہ ایک دن سلطان سعید مارون رشید نے اپنی مالیک کو جمع کیا اور نقد و غنم اس کے روبرو
 رکھ کر فرمایا کہ جس کسی کو جو چیز لینا ہو اپنا ہاتھ پاس رکھے اور اپنی سمجھے ہر ایک نے اپنی خواہش کے
 موافق ہاتھ رکھا اور لیا ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ مارون پر رکھ دیا اور مارون نے کہا یہ کیا بات ہو
 اس نے التماس کیا کہ میں تمہارے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتی مارون رشید نے کہا تو جاریہ میں
 تیرا ہوں اور میرا تمام مال تیرا ہو اور میں نے تجھ کو آزاد کیا اسی طرح سے بندہ جب سوائے وصول
 الی اللہ اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے دنیا و آخرت سے اسکو آزادی ہو اور تمام عالم اور اسکی نعمتیں
 اسکی ہیں بلکہ اور کسی چیز کی پروا نہیں رہتی فائدہ اگر کوئی سوال کرے کہ اگر می مشواہ کس واسطے کہا
 صرف اگر می مشواہ کس واسطے اگر می مشواہ کس واسطے کہ کافی تھا تو جواب یہ ہو کہ تعین ایسے انعامات کی دلیل تعظیم و
 اجلال تھی جو حسب طرح صاحب مجلس پر سلام کے وقت کہنا چاہیے سلام علی المجلس العالی اب جانا چاہیے
 کہ غزیر نے اگر می مشواہ کسی سبب سے کہا ہر ایک یہ کہ غزیر نے تفرس کیا کہ زلیخا یوسف کو چاہتی ہو اسلئے
 کہا اگر می مشواہ دوسرا یہ کہ غزیر نے جس مرتبہ شرافت و عزت و علم و دانش میں حضرت یوسف کو پایا
 مرتبہ پر تمام مملکت مصر میں کسی کو نہیں دیکھا سو غزیر نے جانا کہ یہ غلام غزیر ہو اور اسکی نہایت فکر لگا
 مگر غزیر نے اور زلیخا کو نہایت عزیز رکھتا تھا لہذا غزیر نے کہا اگر می مشواہ تیسرا بعض روایت میں
 ہے کہ غزیر نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ زلیخا یوسف کی ہو اور یوسف زلیخا کا ہو سو
 تو ان دونوں میں جدائی ہو غزیر نے کہ لہذا اگر می مشواہ چوتھا زلیخا لاؤ لہذا تھی گویا اس کے جی نکالے کو
 کہا اگر می مشواہ پانچواں غزیر نے معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک انکی قدر و منزلت بہت ہو اگر اس
 ان کے اکرام میں کوشش کر دے گا تو اللہ مجھ کو بھی بزرگ کرے گا اس واسطے کہ اللہ کریم ہو لہذا اگر می مشواہ
 چھٹا یہ کہ غزیر مصر نے انکی ہوشیاری و لیاقت و فطانت ملاحظہ کر کے راست سے دریافت کیا کہ یوسف

میرے قائم مقام ہو گا اس لیے کہا اگر میثواہ سنا تو ان یہ کہ مالک نے عزیز سے کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکا بڑا
 عالی خاندان ہوا اس کی تعلیم و ترقی میں کو ششش کرنا اس لیے عزیز نے کہا اگر میثواہ آٹھواں یہ کہ یوسف
 علیہ السلام میں تین صفتیں ظاہر تھیں صباحت و غربت و عیودیت اور دستور ہر کہ لطیف پاکیزہ و بگ
 دینیوں کو عزیز رکھتے ہیں اور رحیم لوگ غریبوں کا اکرام کرتے ہیں اور کریم اپنے غلاموں کو اچھی طرح
 رکھتے ہیں اور عزیز بھی بصفت لطیف و رحمت کریم متصف تھا سو اس نے یوسف کو ان صفات سے
 موصوف پایا لہذا باعزاز و اکرام موصوف کیا اور اپنی عورت سے بولا اگر میثواہ ارباب اشارات
 فرماتے ہیں کہ بنو بن سببی انھیں صفات سے جو حضرت یوسف علیہ السلام میں تھیں صحت و
 اول صورت خوش کہ صورت کرم فاضل صورت کرم سے ظاہر ہے دوسرے غربت چنانچہ کن فی الدنا کالک غوب
 سے پیدا ہے تمیز سے عیودیت کہ قل یا عبادی سے مترشح ہے اور خالق ذو الجلال لطیف ہر کہ اللہ لطیف بعباد
 اور بمقتضائے کان بکر رحیم رحیم ہے اور بمنطق یا ایہا الذین آمنوا ما غرک ببرک الکریم کریم ہے پس جب
 عزیز کہ متصف بہین صفات تھا اور اس نے یوسف علیہ السلام کو موصوف بصفت حسن صورت و غربت
 و عیودیت پاکر اگر میثواہ کہا اگر حضرت جلال احدیت سبحانہ و تعالیٰ کہ لطیف و رحیم و کریم حقیقی ہے
 بندے کو بمقتضائے وعدہ کرمانبی آدم بزرگ کر کے ذلت رقیبت شیطان سے خلاصی بخشے اور
 خلعت حریت ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سے ممتاز کرے تو کچھ عجب نہیں ہے تنبیہ کعب جاب
 سے روایت ہے کہ جب عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زینحاکے سپر کیا تو زینحانے اولاً جملہ وضع
 و شریف و فقیر و امیر کی دعوت کی اور سب کو خلعت فاخرہ پہنائے بعد اٹکے حضرت یوسف کے واسطے
 طرح طرح کے کپڑے رنگین و سادے تین سو ساٹھ جوڑے ہوائے کہ ہر روز نیا جوڑا پہناتی اور اپنے
 دل کو مجال مبارک سے خوش کرتی اور سوائے تذکرہ یوسف دوسرے کا تذکرہ کبھوں زبان پر نہ لاتی
 چنانچہ ایک روز حضرت کا ہاتھ پکڑے ہوئے بیت الحسن میں گئی اور اپنے بت کو سجدہ کر کے کہنے لگی کہ
 میں نے تیری عبادت سے ایسا منوس پایا ہے اور یہ بت سونے کا تھا اور نوہے کی شلاخون سے یو
 میں بڑا تھا اس کلام کے سنتے ہوئے حرکت میں آیا اور زمین پر گر کے مثل سبل تڑپا اور ٹکڑے ٹکڑے
 ہو گیا زینحانے کہا اگر میثواہ یہ کیا ہوا فرمایا کہ تیرے سجدہ کرنے سے میرے رب نے اسکو نظر سے
 گرا دیا زینحانے کہا تیرا رب کون ہے فرمایا رب ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کہ جس نے تجھ کو اور تجھ کو
 پیدا کیا زینحانے کہا کس طرح تمھارے رب نے میرا سجدہ دیکھ لیا وہ تو نظر نہیں آتا فرمایا کہ میرا رب
 ایسا ہے کہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی سب کو دیکھتا ہے اور اسکو کوئی نہیں دیکھتا ک قال

تخلق السموات والارض باحق وصورکم فاحسن صورکم والیہ المصیر تعظیم مافی السموات والارض وعلیم
 ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور یعنی آسنے بنائے آسمان وزمین تدبیر سے اور
 صورت کھینچی تمھاری پھر اچھی بنائی تمھاری صورت اور اسی کی طرف پھر جاتا ہے جانتا ہے جو کچھ ہے
 آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے ہر دلو
 کی بات تب زلیخانے کہا کہ میں تیرے خدا کو دوست رکھتی ہوں لیکن کیا کروں اگر میرا اللہ نہ ہوتا
 تو میں اسی کی عبادت کرتی مگر عبادت دو مہبودوں کی بد ہے اس سبب سے مجبور ہوں حضرت
 یوسف تبسم کر کے تجا نہ سے نکل آئے زلیخانے حضرت کا دہن بکڑا کہ اپنے اللہ سے اس بت کو
 درست کرادو وٹھہرین تولونڈیاں بادشاہ سے کہہ دیجئے کہ یوسف کے اللہ نے اسکو توڑا ہے پھر
 بادشاہ ناراض ہوگا ناجار حضرت یوسف نے دعا کی کہ وہ بت جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا زلیخانے
 کہا اے یوسف بت بھی تجکو پیار کرتا ہے اور اب میں نے جانا کہ آسمان کا خدا بھی تجکو چاہتا ہے بعد اُسکے
 حضرت یوسف کو اپنے گھر میں لائی اور کپڑے سفید نیراشقال کے پہنائے اور ایک عامہ جڑا ہوا
 موتیوں کا سکر باندھا تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ پوشاک مجھ غلام کو نہیں زیبائے زلیخانے کہا
 تو سردار ہو اور عزیز غلام اور تو نہیں جانتا ہے کہ عزیز نے کہہ دیا ہے اگر می شواہ سو میں نے تجکو اپنے
 دل میں رکھ لیا ہے فائدہ اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جب عزیز نے زلیخانے سے کہا اگر می شواہ پھر آسنے
 کوئی مکان قابل یوسف نہ پایا مگر اپنا دل پھر اسی میں رکھنے لگی کہ سوائے یوسف کے اور کسی کی جگہ نہ ہی
 سبحان اللہ کیا شان مجھ کو ہے کہ بیکانون نے قعر جاہ میں ڈالا اور بیکانون نے چاہ سے دل میں کھا
 بھائیوں نے کھوئے دامن بیدی سے جچ ڈالا زلیخانے مالک سے نقد دل دیکر مول لیا مصر مصر
 فکر کس بقدر رحمت اوست + الغرض حضرت یوسف کا قدم اللہ نے اس طرح ملک مصر میں جایا
 اور اُنکے سبب سے تمام بنی اسرائیل کو بسایا کما قال وکذلک کثرت یوسف فی الارض وغلط من تاویل
 الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اس طرح جگہ وہی سمجھنے کو اس
 ملک میں اور اس واسطے کہ اسکو سکھا دیں علم تاویل احادیث کا اور اللہ غالب ہے اپنی مراد پر لیکن اکثر
 آدمی نہیں جانتے ہیں یعنی یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت پا کے رمز اور اشارہ سمجھنے کا حلیقہ
 پکڑیں اور علم خدائی پورا پا دیں اور بھائیوں نے چاہا تھا کہ اسکو گرا دیں لیکن اللہ نے چڑھا دیا تبنیہ
 لفظ مکنا میں کہی قول ہیں بعض نبوت مراد لیتے ہیں اور بعض علم بعض ملک اور بعض مالکیت اہل مصر
 و بعض مالکیت ارض مصر یعنی جیسا کہ غلاموں کو قتل سے اور نکالا ہونے چاہ سے اسی طرح

جس نے جگہ دی ارض مصر میں اور مستولی خزاں مصر فرمایا کہ لانی العالم اور سعید ابن جبریل تاویل حادثہ
تاویل کتب آور و اسطی تاویل رویا آور و میاطی لغات خلق کہ اس عرصہ میں نوسو لغت میں آدمی کلام
کرتے تھے سمجھتے ہیں اور بعضے ظاہر و باطن و اشارات و عبارات مراد لیتے ہیں اور بعضے محققین کہتے
ہیں کہ صحیفہ ابرہیم علیہ السلام وغیرہ کتب آسمانی اور کلمات ارباب حکمت مراد ہیں اور یہ جو فرمایا
اللہ کی مراد خاکبہر سو پڑھا ہر سچ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیشکی قیام کی بہشت میں چاہی ہندی
ابلیس نے افسر استدلال تقویٰ چاہی امام کفرہ ہوا قابیل نے چاہا کہ میں عزیز تر از آدم ہوں شر تر
ہوا قوم نوح نے چاہا کہ حضرت نوح علیہ السلام و اسل ہوں اللہ نے عزیز کیا حضرت نوح نے چاہا کہ کائنات
اغرا ہو لا وہو اللہ نے سام کو عزیز کیا ابرہیم علیہ السلام نے چاہا کہ آئین ایمان لاوے اللہ نے قبول
نہ کیا حضرت موسیٰ نے دیوار آسمانی چاہا بن ترانی ارشاد ہوا فرعون نے چاہا کہ حضرت موسیٰ ظاہر ہوں
بلکہ اسی خیال سے تمین لاکہ مولود قتل کرانے اور اللہ نے برعکس اسکے چاہا یعنی موسیٰ کو اسی کے گھر
پرورش کرایا پھر انھیں کے ہاتھ سے فرعون و فرعونین کو ہلاک کیا حضرت داؤد نے چاہا کہ مٹا
فرزند اکبر بادشاہ و رسول ہو اللہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ خرد تر تھے بادشاہ و نبی کیا اور جبل نے
چاہا کہ ولید ابن خیرہ نبی ہو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا اسی طرح حضرت صالح
صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ابوطالب خلعت ایمان سے آراستہ اور نعمت عرفان سے پر استہ ہوں
چونکہ ارادہ الہی کے موافق تھا فایان الحب انما لا تدمی من حببت ہونچا حضرت یوسف کے بھائیوں
نے چاہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئین میں پڑے رہیں اللہ نے عزیز کیا حضرت یعقوب علیہ السلام
چاہا کہ یوسف اپنا خواب بھائیوں سے نہ کہیں اللہ نے کما دیا حضرت یعقوب نے چاہا کہ یوسف سے
انکے بھائی محبت رکھیں اللہ نے عداوت ڈالی بھائیوں نے چاہا کہ یوسف کو قتل کریں اللہ نے بچا لیا
اور یہ بھی چاہا کہ یعقوب کو محبت یوسف کما نہ رہے اللہ تعالیٰ نے روز بروز محبت بڑھائی پھر بھائیوں
یوسف علیہ السلام کو بچا لیا کہ ہمیشہ بندہ اور ملوک رہیں اللہ تعالیٰ نے مالک و حاکم بنایا زلیخانے چاہا کہ یوسف
سے گناہ صادر ہو اللہ تعالیٰ نے مٹھریاں کھیا اور بھی زلیخانے چاہا کہ عزیز مصر کے روبرو خیانت یوسف کی ثابت ہو
اللہ نے اس تمت سے پاک کیا حضرت یوسف نے چاہا کہ ہمبس سے جلد تر خلاصی پاؤں اور اسی واسطے
ساتی سے التجا لائے کہ وہ کرمی عند ربک اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا اسی وقت زندان سے نکالا کوئی
تمہیر کارگر نہ ہوئی بلکہ اس سفارش و خواہش پر ایام قید زیادہ کر دیے اور بھی دیکھنا چاہیے کہ یوسف
علیہ السلام کے بھائیوں نے چاہا کہ یوسف نظر یعقوب سے غائب ہوں تو ہم منظور نظر رہیں اللہ تعالیٰ نے

چاہا کہ یہ لوگ نظر پر سے محروم رہیں چنانکہ یعقوب علیہ السلام کے آنکھیں لے لین کرنا یہ جھوٹا منظر
 ہوتے سو بھی ہر طرف مہر گیا حقیقت یہ تو کہ خواست خواست و حکم حکم وہی کسی را با خواست او
 نہ کاری نہ فیعل اللہ ما یشاء و حکیم مایرید عاقل کو چاہیے کہ ارادہ حق میں اپنے ارادے کو فنا کر دے اور مقام
 رضا بقضاء میں استقامت اختیار کرے تاکہ اپنی مراد کو پہنچے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں بھیجے گئے تو اس وقت عمر انکی سترہ برس کی تھی جب ایک برس اور
 گزرا اللہ بستانہ نے علم و حکمت عطا فرمایا کہ اقال فلما بلغ اشدہ آیتناہ حکما و علما یعنی جب پہنچا قوت کو
 دیا تھے حکم اور علم قلبی اور عقلی روایت کرتے ہیں کہ اشد سے اشد بارہ برس سے تیس تک مراد ہیں اور بعض
 پندرہ سے تیس برس تک کہتے ہیں اور بعض بیس سے پانس تک بھی روایت کرتے ہیں اور مجاہد
 تینتیس برس کہتے ہیں اور سعدی میں کہ غرض کہ چالیس کے اندر کو اشد کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مراد اشد
 حکم و عقل ہے اور بعض اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ علم سے اپنی شناخت مراد ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه
 بعض کہتے ہیں کہ مراد حکم سے اس جگہ حکمت علمیہ ہے اور مراد علم سے حکمت نظریہ اور تقدیم حکمت علمیہ
 سبب ہے کہ حکما اول حکمت علمیہ سے واصل ہوتے ہیں بعد اسکے ترقی کر کے حکمت نظریہ سے فایض ہوتے
 ہیں مگر اصحاب افکار عقلیہ اول حکمت نظریہ چنگل مارتے ہیں پھر حکمت علمیہ پر ترقی کرتے ہیں اور چونکہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کا طریقہ ابتدا ریاضت و مجاہدہ تھا اس واسطے تقدیم علم کی فرمائی اور بعض کہتے ہیں مراد
 حکم سے نبوت ہے اور علم سے علم دین اور اس تقدیر پر مرتبہ کم زیادہ ہے علم سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد
 حکم سے فرمان روائی بزخلق ہے اور علم سے تاویل احادیث و بجاہد علم و حکمت عطا ہو اور جو ان نظر آئے
 تو زلیخانے عزیز سے پوچھا کہ یہ غلام پری ہر یا آدمی عزیز نے کہا کہ آدمی ہر زلیخانے کہا کہ میرے نزدیک
 پریرا و ہر شاید تاجرون نے اسکو کپڑا ہر عزیز نے قسم کھا کے کہا کہ یوسف آدمی ہر تب زلیخانے کہا کہ اگر
 آدمی ہر تو اب وہ جوان ہوا میں اسکے روبرو نہیں آسکتی لیکن اگر مجھ کو یہ کہو تو میں اپنا لٹکا بناؤں اور اپنے
 پاس رکھوں عزیز نے یہ کیا چنانچہ زلیخانے حضرت کو لیا اور بدستور اپنے پاس رکھا اور ہر روز محبت و شفقت
 کی باتیں کرنا شروع کیں اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی زلیخانے سے محبت تھی مگر بعض شفقت و عطا اور
 زلیخانے کو بشوہت و ہوا اسی سبب سے زلیخانے کی باتوں پر حضرت یوسف متوجہ نہ ہوئے بلکہ جب زلیخانے بطریق
 عباسط پوشاک و لباس سے آراستہ ہو کر خوش قدمی اور خوش رفتاری اپنی دکھلائی تو حضرت یوسف اوپر سے
 سر جھکا لیتے اور حرمت عزیز نگاہ رکھتے اور زلیخانے یہ دستور کیا تھا کہ ہر روز صبح ابراہیم علیہ السلام حضرت
 یوسف سے سنا کرتی اور اپنے عشق و محبت کو پوشیدہ رکھتی اور تسلی دل کی صرف دیکھنے اور کلام کرنے سے

کر لبتی میان تک کہ عشق نے غلبہ کیا اور مرتبہ صبر و شکیبائی کا حصہ سے گزر گیا کہ اب سو اسے یوسف علیہ السلام کے کسی چیز سے میلان خاطر نہ رہا اور کھانا پینا بھی چھوٹ گیا اور عجب حالت ہو گئی کہ ہر شے کا نام یوسف رکھتی اور جب فصاحتی تو خون سے یوسف یوسف کی آواز آتی اور کو اکب آسمان میں یوسف کا نام لکھا ہوا نظر آتا تو نعم باقیل سے محبت شراب بہت و پیانہ دل + محبت چراغ بہت و پروانہ دل + محبت زہلو کشد آہ سرد + محبت کند رنگ ز خسارہ زرد + محبت چمن باغ حسرت گل بہت + جنون گلشن آفاقان بیل بہت + محبت جگر سوز اہل فداست + محبت ہما نا کہ برق بلاست + محبت کند روز عاشق سیاہ + برین ماجرا شام حیران گواہ + محبت بداما وطن کردہ بہت + لباس بدن اکفن کردہ بہت + محبت دل آہنیں آب کرد + رگ سنگ را موج سیاب کرد + ز آہ جگر کا زخیر زلفت + رگ خواب را زیر زلفت گرفت + محبت کند سینہ را داغ داغ + بگو ز غریبان فروز چراغ + صاحب نہیں الداشقین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ سات برس تک زلیخا اسی حال میں مبتلا رہی اور یہ جذبہ اپنے حال کو چھپاتی تھی مگر رنگ رونے کا ظاہر کر دیا می تو ان عشق نہان کروڑوں ملکین + زرد و زنجی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج + آخر زلیخا کی دایہ نے پوچھا کہ اوسیدہ تیر کیا حال ہے جو تو روز بروز زرد و زنجی جالی و ہر لحظہ پیاسعت و صفت و مخافت بدن پر نظر آتا ہے اگر کچھ درد نہیں ہے تو آہ سرزدیوں بھر کرتی ہو اور اگر بہت تیر فراق نہیں ہے تو یہ غم و اندوہ کس واسطے ہو زلیخانے کہ انا مواد زیر سے در و کا علاج کل ہو اور اب وہ در و پوشیدہ نہیں رکھا جاتا سے از نہفتم لبی صبر دارم کنون + سینہ ترا در آہ ویدہ و زنجیت خون + از شفقت اس غام عبرانی کو جس وقت دکھیتی ہوں بتیاب ہو جاتی ہوں اور غایت حسرت سے در و دل اپنا نہایت کچھ کہتی سے ہمیں و اہم کہ در و دل بگویم + چو او پیش نظر آید زبان کو + اور کہا انا مواد مہربان تو نے آج میرا حال دریافت کیا انا لکھ میں سات برس سے اس غلام کے عشق میں گرفتار ہوں سے از داغ این جوان دل دیوانہ سوختم + ماخو د باین چراغ پر ہی خانہ سوختم + دایہ میرے شمع گدازد دل خیرین + پیش از ظہور جلوہ جانانہ سوختم + اور اب تو یہ نوبت پہنچی ہے کہ اصلاً اس درد کو نہیں چھپا سکتی اور چارہ کار خبر مگر نہیں دیکھتی سے مر ازندان غم و زلف جوانی میری سازد + زگر گاہے بدن ہر عضو من زنجیر می سازد + لیکن کیا کروں خوف رسوائی سے چھپی ہوں سے بستم بزمک غنچہ دانی کہ دوشتم + خوابانہ ام بسر زبانی کہ دوشتم + الا اس عین میں آج تجھ پر یہ حال ظاہر ہوا ہے مگر کسے دیتی ہوں کہ اس کا کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اس لیے کہ ابھی تک خون عزیز بھی دماغیہ ہے آہستہ سینہ و شتم و ترسم کہ باغبان + بر و ارد آشیان من از شاخسار گل + دایہ بولی کہ یہ عجب بات ہے کہ محبوب خادم و ملازم ہو اور محب مجبور و زنجور رہے زلیخا بولی کہ شاید تو نے چاشنی درد کی

نہیں کچھ اور علامت عشق نہیں اٹھائی ہر عذاب قرب عذاب بعد سے زیادہ ہوا اور اگرچہ میرا محبوب مجھ سے نزدیک ہر میرے حال پر التفات نہیں کرتا اور جب میں کچھ مطلب کی بات کہنا چاہتی ہوں تو صورت دیکھ کر زبان بند ہو جاتی ہوں شایستہ ہر سخن نفس ناتوان کجاست + گیم کہ واکم سر حرنے زبان کجاست تب دایہ نے کہا اگرچہ کچھ کلام نہیں کر سکتی تو آپ کو زیور و لباس سے آراستہ کر کے دکھلاؤ شاید کہ جوش جوانی سے متوجہ ہو کر لینا لے کہا میں تو ہر طرح بھی کر چکی ہوں لیکن اُسے توجہ بھی نہ کی اور جو کچھ میں نے کہا تو جواب نہ دیا شاید سے پر ہی پکیر میں زبانی ندارد + میانی کہ دارد ناشانی ندارد + اگر شفقت طریق نارول ناتوان نمیداند + لب نموش ادائی نمان نمیداند + فتاد و کار من ستہ جان بنگ دے + کہ سیل آب ز اشک روان نمیداند + اب کسی طرح تو میرا حال یوسف سے کہ شاید تیرے کہنے کا اثر ہو جائے سو دایہ نے جاکے حضرت یوسف سے زلیخا کا حال بیان کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یوسف نہ کہ میں اس کا ظلم ظاہر ہوں اور اُس کے احسانوں کا ممنون اور شاکر قطع نظر اس سے عزیز مصر نے مجھ کو اپنا لڑکا بنا کے اپنے ناموس کا امانت دار کیا ہوں مجھے ایسی حرکت کبھوں نہوگی ناچار دایہ نے زلیخا کو جواب صاف دیا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا کے بہت معذرت کی حضرت نے فرمایا کہ زلیخا میں سے اے بندگی کے اور کچھ کام نہیں جانتا سو جو کام بندوں کے لائق ہو وہی فرمایا کیجیے اور جو کام مجھے نہیں دے سکتا اس سے شرمندہ کرنا کیا ضرور ہو بلکہ ادلی یہ کر کہ مجھ کو ایسے کام میں لگا دیجیے کہ اسمعیل بنی عمر لب کر دے کہ یہ نیک میرا رہتا تیرے پاس موجب فتنہ ہر زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت سمجھایا اور راضی کیا پھر ایک دن اصلاح دایہ حضرت کو باغ میں بھیجا اور خوبصورت لونڈیاں زلیور و لباس سے آراستہ کر کے پیچھے سے روانہ کیں اور کہہ دیا کہ جب یوسف علیہ السلام باغ میں پہنچے گل و لالہ سے طبیعت انہی خوش کریں اور کسی لونڈی پر توجہ فرماوین تو اصلاً انکار نہ کیجیو دلی ہر کہ کہ گرد ہرہ بردار + مرا باید کند اول خبردار + جب رات ہوئی تو لونڈیوں نے حضرت یوسف کو گھیر لیا اور انواع غنچ و دلال سے پیش آئیں مگر حضرت یوسف علیہ السلام توجہ بھی نہ ہوئے بلکہ صبح تک وعظا و صلح میں مشغول رہے صبح کو زلیخا باغ میں پہنچی تو دیکھتی ہے کہ حضرت یوسف صحت ابراہیم کا وعظا فرماتے ہیں اور لونڈیاں توحید میں مشغول ہیں تب زلیخا نے کہا اے یوسف آج تو نور تیرا اور بھی زیادہ ہو مگر حضرت یوسف علیہ السلام اس کلام سے کچھ خوش نہ ہوئے بلکہ زیادہ تر غمیدہ اور نہایت پژمرده ہوئے اور زلیخا از بس شرمندہ روایت ہر کہ اس وقت زلیخا کو بخوبی متحقق ہو گیا کہ میرا کمال پر نہ چلیگا تب دایہ کو علم ہوا کہ کلام کیا تہمیر کردن یہ تو ٹہری پڑانی ہو تیار تھی اُسے کہا کہ میں ایک تدبیر بہت آسان بتاتی ہوں مگر مال دولت بہت

حضرت یونسؑ کا زلیخا نے کہا خزانہ کی کنجی تیرے پاس ہر صبقہ منظور ہو صرف کر عین حساب نہ ہو چھوٹکی تب
 واپس آئے بغیر تیرے نہ ہوا یا مگر روایت صحیح یہ کہ زلیخا نے خیال کیا کہ غزنی نے مجھے یوسف کے حق میں کہا
 کہ زلیخا ہوا تو چاہیے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کران کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو سوا اول انبی مان سماء
 غفر لہ کما سین کہ خط لکھا کہ میں چاہتی ہوں کہ اپنے بت کے واسطے ایک تہانہ نفیس تعمیر کران تو مجھ
 طرح کی مدد کرو اور نہ سزاؤں اور کار گیروں اور حکمیوں کو میرے پاس بھیج دے چنانچہ غفر لہ لکھ میں نے
 کھنڈ و جواہر مع استاروں اور عماروں کے بھیجا سو زلیخا نے غزنی سے اجازت لی اور حکمیوں اور
 مہربانوں سے کہا کہ میں اس طرح کا گھر بنوایا چاہتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں کسی طرف
 نہ میری طرف دیکھا رہے ایک حکیم نے کہا ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا
 بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور
 چوتھی طرف عقیق کی اور فیروزہ اور عقیق کی دیوار کو قسم قسم کے جواہرات سے مرصع کر دیا اور چار
 ستون اس میں چارہ می کے کھڑے کر دئے اسپر دو دو تصویریں ایک پیل کی تصویر تفری دوسری
 گھوڑے کی تصویر طلسمی اور مکان کے اندر چٹوئوں کی تصویریں طلسمی اور تفری رکھیں اور زمین پر
 سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اس میں سات دروازے رکھے صندوق
 اور دولت کے ہر دروازے پر ایک تصویر طابوسی جبکا سرزمرو کا اور تمام صومنے کا اور پائون جانکی
 اور منقار عقیق کی اور تمام فیروزے کی تھی اور چون خالی رکھ کر شک سے بھر جسکی بوسے مکان معطر ہو گیا
 اور یہ بھی روایت ہے کہ تمام گھر میں انبی اور یوسف کی تصویریں رکھوائیں کہیں تو دست بستہ اور
 دست درغل اور کہیں دونوں اپنے ہر سے اور اس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کر دیا
 انہیں ایک تخت زمین مرصع بھیجا یا اسپر سونے کی طبق مشک سے بھر کے رکھوا دیے اور دیواروں کو شک
 اور گلاب سے تھکر دیا اور ایک پرزہ بھی ڈال دیا اور زلیخا دلہن کی طبع بن ٹھن کے اس تخت پر بھی
 اور وہ یہ سنا کہ یونسؑ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس وقت بلا لاؤ وہ فی الفور گئی تو دیکھتی ہو کہ حضرت
 یوسفؑ وہ خط زمین پر کھینچے ہوئے ہیں مٹی میں اُسے پوچھا کیا شغل ہو رہا ہے حضرت نے کہا کہ والد
 کی قبروں کی زیارت کرنا ہوں بولی کیا زیارت قبور اسی طرح کرتے ہیں فرمایا کہ غریبوں اور سکیون کا پی
 طریق ہے تب رایت نے کہا آپ کی سیدہ ہوائی ہے حضرت یوسفؑ وہاں سے چلے ظہر کا وقت تھا کہ حضرت
 یوسفؑ علیہ السلام اس گھر کے دروازے پر پہنچے تو اور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا
 تب تو ان کے دل میں کھٹکا ہوا کہ شاید آج زلیخا نے اور ہی ارادے سے بلوایا ہے غرض کہ ایک پیڑ پڑھی کے

اندرا اور دوسرا باہر رکھ کر ٹوپچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہو زلیخا نے ہاتھ بڑھا کے حضرت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا ۵ وفامی وعدہ وصل تو درگمان دارم + دور در آگ گمان غلط یقین گردو + حضرت نے زلیخا کو آراستہ و پیراستہ دیکھ کر فرمایا یا الہی لا سخی منها الا المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین اور اس وقت لونڈیوں نے سب دروازے بند کر دیے تو حضرت یوسف نے کہا یا الہی تو مجھ کو اپنی پناہ میں لے زلیخا سخت سے اتر پڑی اور حضرت یوسف کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگی کہ امی یوسف میں تجھ کو بہت پیار کرتی ہوں اور تیری محبت میں بی طاقت و سبے قرار ہوں میں نے تیرے واسطے یہ آرائش کی ہو تب حضرت یوسف نے سر جھکا لیا تو وہی صورت نظر پڑی پھر داہنی طرف دیکھا تو بھی وہی صورت نظر آئی فرمایا الاحول والاقوۃ الا باللہ یہ بات سن کر زلیخا نے باتوں میں لگایا اور کہا امی یوسف یہ گھر مخلی بالطبع ہو تو ایک نظر میری طرف ڈال ۵ درجین پردہ رخسار عرفناک انداز + ابروی گل شبنم زدہ بر خاک انداز + حرف شیرین زلفت گزرتا گئی گفتن + سخن تلخ بگو زہرہ تریاک انداز + امی سہی قار رخسار مزارم بگذر + سایہ سر و خرامان بفر خاک انداز + شہسوارانہ سفینگیں دوسہ تیری بردل + کز دل صید مرا کار بفر خاک انداز + حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ امی زلیخا میرے باپ نے بھی مجھ کو دوست کیا تھا انکی محبت نے مجھے تعرجاہ میں ڈلوا دیا اور غربت میں گرفتار کر لیا دیکھا جاسیے تیری دوستی میں کیا عذاب ہوتا ہو اور جیسا تو نے میرے واسطے گھر بنایا ہو اس سے بہتر اللہ نے بہشت میں تیار کیا ہو کہ وہ گھبراؤں اب نہ ہو گا زلیخا نے کہا امی یوسف تو میری محبت سے آگاہ ہو پر عجب ہو کہ میرے حال پر ملتفت نہیں ہوتا ۵ گل مرا ونچیدم ازین چمن گاہی + بحسرت عجبی زرقم از جہان افسوس + بسینہ یکد و نفس گرم خون نشد پیکان + کنارہ کرو خدنگ تو از نشان افسوس + حضرت یوسف نے کہا کہ امی زلیخا میرے والد بزرگوار نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ کسی حال میں اللہ کو فراموش نہ کرنا اور حق پرستی و نیعت کا نگاہ رکھنا زلیخا نے کہا امی یوسف ایک مہربانکھیں کھو لکر میری طرف دیکھ کہ میں تیرے واسطے آراستہ ہوئی ہوں فرمایا کہ عزیز مصر مجھے سزاوارتر ہو میں اس کے ساتھ بدی نہ کروں گا کیونکہ اسے میرے ساتھ احسان کیا ہو زلیخا نے کہا کہ اگر تو میرا کناہنیں مانتا تو مجھ کو قتل کر ڈال کہ اس بلا سے نجات پاؤں ۵ گذار تا ہنجاک برم آرزوی قتل + بگذار بگودی من جان شایخ + پھر زبان لے لکے بولی کہ امی یوسف کیسی بہتر خوشبو تیرے بدن میں آتی ہو اور کیا ہی اچھے لب و دندان ہیں ۵ شکستی از لب نازک باہی لعل نگین + زرشک گوہر دندان گستی عقد پردین را + شرور و خرمین دل زینتی از چہرہ تابان + زرشک تن بہرین زین + شکستی خار لیسرین را + خط ہند و نژاد از قبلہ رویت بردن آمد + میان کعبہ اسلام دیدم رہنرین میں را +

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر زلیخا ان سب چیزوں کو فنا ہو چکا ہے اسکی تعریف کیا ہو چکر کہنے لگی کہ امیر یوسف سے آنکھیں مین تیری زبک پر نور، سیلاب جہان مین چشم بد دور، حضرت یوسف نے کہا کہ ان آنکھوں سے مناد و حق کی امید ہو اور اس سے سوال ہو گا قبر مین پھر کہا کیا اچھی تیری صورت ہو فرمایا اسکو خاک کھا لیگی پھر کہا کیا اچھے تیرے بال مین فرمایا یہ وہ چیز ہو کہ اول بدن سے جھڑکی پھر بولی کہ امیر یوسف مین تجھے قربت چاہتی ہوں اور تو مجھے دور ہو تا جاتا ہو فرمایا کہ اس دوری مین نزدیکی خدا دیکھتا ہوں زلیخا نے کہا کہ یہ فرس حریر اور بستردیبا تیرے واسطے مین نے بنایا ہو اور اس گھر کو بیگانوں سے خالی کیا ہو تاکہ آرزو سے دل نکالوں فرمایا جو کوئی دنیا کی آرزو نکالتا ہو نعمت آخرت کے بے نصیب رہتا ہو پھر کہنے لگی کہ امیر یوسف جس دن سے مین نے تجھ کو دیکھا ہو اسی دن سے شیفہ و نورغیتہ ہوں اور شب و روز بقرار رہتی ہوں آج تو ایک ساعت اپنا ہاتھ میرے سینہ بے کینہ پر رکھو کہ تسکین ہو جائے فرمایا کہ جو ہاتھ نامحرم پر پہونچتا ہو وہ قابل سوختن ہو اور مجھ کو اسکا تحمل نہیں ہو کہ اپنا ہاتھ آتش و دوزخ مین جلاؤں پھر بولی کہ امیر یوسف مین نے تجھ کو مل لیا تھا اور اب اپنا شوہر بنا تی ہوں فرمایا کہ زراعت کرنا زمین غیر مین ناجائز ہو تب کہنے لگی کہ امیر یوسف تو کو واسطے مجھے نفرت کرنا ہو فرمایا کہ مین اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور اسی کی رضا چاہتا ہوں اور زلیخا تو مجھ پرستم نہ کر اور عرصات قیامت کے واسطے کہ اولین و آخرین موجود ہونگے طوق شرمندگی میرے گلے مین نہ ڈال زلیخا نے کہا امیر یوسف اگر تو خدا سے ڈرتا ہو تو مین اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہوں کہ وہ تجھے راضی ہو گیا فرمایا کہ میرا خدا رشوت نہیں لیتا زلیخا نے کہا مین نے سنا ہو کہ اللہ تھوڑی چیز لیتا ہو اور بہت دیتا ہو فرمایا درست ہو لیکن نیک لوگوں کی لیتا ہو پھر بولی اگر تو کہ تو مین ایمان لاؤں اور اپنا دین بھی تبدیل کر ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ ایسا ایمان مقبول نہیں اب لینا نے جانا کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے راز سے آگاہ ہوئے اور رو بدل مین مطلب فوت ہوتا ہو واسطے ایک پردہ ڈال دیا اور دروازے بند کرادیے تو شیطان نے بڑی خوشی سے اپنے لشکر کو بکارا لشکریوں کے حاضر ہونے کے سبب وجد پوچھا ابیس نے کہا سب اتہاج یہ ہو کہ مین نے ایک پیغمبر ادے کو ایک کافرو کے ساتھ اکیلے گھر مین جھٹلایا ہو اب میری مراد حاصل ہوگی لشکریوں نے کہا شاید مراد حاصل نہو شیطان نے کہا کیونکر حاصل نہوگی اگر جوانی درکار ہو تو دونوں مین ہو اور جو خوبصورتی مطلوب ہو تو دونوں حسین مین اور اگر تنہائی چاہیے تو سوائے میرے کوئی غیر وہاں نہیں ہو اور جو محبت کی حاجت ہو تو مین و سوسے کو حاضر ہو رہتا ہوں اور یہی میری معاش ہو پھر حضور مقصد مین کیا تر دو باقی ہو روایت ہو کہ جب ابیس نے ترقیب مقدمات سے دل اپنا خوش کیا تو حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے آکے فرمایا کہ بجلایہ تو سب درست ہو لیکن عصمت خداوندی اور محافظت سرحدی
یوسف کے شریک حال ہو اور اسے فرمایا ہو ولفصرف عنہ السوء ولفنشار اور اسی اثنائین حضرت یوسف
نے آرزو سے زلیخا سے انکار فرما کر کہا معاذ اللہ انہ ربی حسن متواہی تب تو اس مردود کا منہ ٹوٹا اور بھا
اور اشکریں سے بولا کہ اب بھاگو یہاں کا معاملہ بے ڈول ہو فائدہ نقل ہو کہ جب حضرت موسیٰ
علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل کنارے رودیل کے پہنچے تو ابلیس نے بہت خوشی کی اُسکے توابع نے
سبب مسرت استفسار کیا بولا کہ اگر دریا سے مہیب درکار ہو تو آگے ہو اور جو دشمن پیچھے چاہیے تو فرعون
مع لشکر آتا ہو اور قوم موسیٰ ضعیف و ناتوان ہیں پھر ملاکت قوم اور موسیٰ مین کیا ترو ہو اسی وقت
حضرت جبرئیل نے ابلیس سے کہا کہ ملعون یہ تو سب پیش نظر ہو مگر محافظت الہی اور قدرت خداوندی
کے اس مملکت سے نجات بخشی ہو وہی موسیٰ نے عصا مارا اور یا خشک ہو گیا اور حضرت موسیٰ بے تکلف مع
اشکر چلے گئے اور فرعون مع اپنی قوم کے غرق ہو گیا اسی طرح جب بندہ مسلمان کی عمر آخر کو پہنچتی ہو
ابلیس خوشی کرتا ہو تو اسکو نڈا کرتے ہیں کہ سبب خوشی کیا ہو وہ کہتا ہو کہ اگر بندہ عاصی چاہیے تو موجود ہو
اور اگر تقصیر عبادات و طاعات کی درکار ہو تو ظاہر ہو اب یہ بندہ کا فرمایا ہی سبب خوشی کا ہو پس ان
حق آتا ہو کہ ملعون یہ تو سب بجا و درست ہو لیکن اگر رحمت درکار ہو تو معجز مین ہو اور جو بندہ نوازی کی
حاجت ہو سو بھی ہو اور اگر کار سازی چاہیے تو بھی ہو اور اسی وقت عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہو کہ اس
بندہ کی باایمان جان قبض کر تا کہ ابلیس شرمندہ ہو جائے باجملہ زلیخا نے کہا اے یوسف تو میرا غلام ہو
حکم نہیں مانتا اور مین تیرے سبب سے بیمار رہتی ہوں اگر تیرا یہی حال ہو تو مین سزا و نگی فرمایا جسی اللہ
عم الوکیل اے زلیخا تو نے رقبہ میرا مول لیا ہو مگر خدا کی بندگی سے نہیں کال سکتی ہو بولی اے یوسف مین تجھے
بہت امید رکھتی تھی کہ تجھے میری آنکھیں روشن ہو نگی سو تو سب محنت و اندوہ ہو گیا پھر بولی سچ بتلاؤ کہ
وجہ سے میری طرف توجہ نہیں کرتا آیا مکان و فرش مکلف نہیں یا کہ تو عین ہر مین خوبصورت نہیں
یا میرا حق تجھ نہیں فرمایا کہ مین اپنے خدا سے ڈرتا ہوں اور عزیز کی ہتک عزت نہیں چاہتا کیونکہ عزیز نے
مجھ کو خرید کیا اور بیٹے کی طرح پرورش فرمایا اور کوئی امر مکریم و تعظیم کا اٹھا نہیں رکھا سو مین اُسکے بدلے میں
ایسی بے غرقی کا روادار ہوں یہ بات کہوں میرے لائق نہیں بولی کہ اگر عزیز کا خوف ہو تو مین آج ہی اسکو
زہر دیتی ہوں فرمایا کہ اگر میرے واسطے عزیز کو مار لی تو مین قیامت کو اسکا جواب کیا دوں گا اب زلیخا نے
جانا کہ یوسف علیہ السلام کسی طرح نہیں مانتے اور میرے مطلب پر نہیں آتے تب بارادہ فاسد پکڑنے کا
ارادہ کیا سو حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے اپنے دوڑ کر دامن مبارک پیچھے سے پکڑا کہ وہ مین پھٹ گیا تب

بولی سے دامن کش زخاک مزارم کہ دست من + در آرزوی گوشہ و امان بلند شد + چنانچہ ارشاد
 ہو یا جو را و دتہ التی ہو فی بیتہا عن نفسہ و علقت الابواب و قالت ہریت لکث قال معاذ اللہ از بولی
 حسن بشوائی انہ لا یفلح الظالمون لقد سمیت بہ و تم بہا لولا ان امی برمان ربک لک لنصرف عنہ السور و لعمری
 انہ من عبادنا المخلصین و استبقا الباب قوت میصد من و بر الفیاسید ہا لہ الاباب قالت ما خبر من اراد
 بابک سو ملائک لیسن او عند اب الیم یعنی پھسلایا اسکو عورت نے جبکہ گھر میں تھا اپنا جی تنہا سے دور دروازہ بند کر دیا
 اور بولی شہابی کہ کما خدا کی پنا و وہ عزیز مالک ہر میرا اچھی طرح رکھتا ہر محکوب البتہ بعد انہیں پاتے لوگ
 بے اصراف اور ہر اعلیٰ قصد کیا اسکا عورت نے اور قصد کیا یوسف نے عورت کا اگر نہ تو تائید کہ دیکھتے یوسف
 قدرت اپنے رب کی تو نہ جوجا جو کچھ ہوتا تھا اسواسطہ کہ بتا دین سمئے اس سے برائی اور جیانی ہر
 وہ ہر چار سے چنے بندوں میں اور دونوں دھڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا اسکا کرتہ
 ٹپکھے سے اور دونوں ٹپکھے عورت کے غاوند سے دروازے پاس تو بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی
 جو بیا ہے برائی تیرے گھر میں گریہ کی قید رہے یا کوکھ کی مار تبنیہ سور اس جگہ یعنی مقدمات زنا ہو پند
 نظر شدت و ساس و قلیل و غیرہ اور فحشا کرنا نیت زنا سے ہر اور لے کتے ہیں کہ سور سے مراد فحشا
 سید و مولیٰ ہر اور فحشا سے ارتکاب فحشا اور ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ سور کنایت ہر خواہ ردیہ
 یعنی اندیشہ ہرے ناپسندیدہ سے جو دل میں گذرین اور فحشا عبارت ہر افعال نامرضیہ سے جو ارکان سے
 ظاہر ہوں سوائہ کمالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح سے محفوظ رکھا اور اسی کی علت میں ان شہ
 فرمایا کہ انہ من عبادنا المخلصین و علامت بند بخاص کی چار میں اول یہ کہ خلق سے علیحدہ رہے یعنی
 اگر تمام خلق اسکی مع اور شنا کرے تو شاد نہ ہو اور جو تمام خلق اسکو بد کہے مول نہ ہو اور جو تمام عالم کمر عبودیت
 اسکے واسطے باندھے تو نہ زور و زبوا و دوسری یہ کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نعمتیں دنیا کی اسکو دین
 تو سمجھے کہ سب مردار ہیں اور اگر تمام محنت و رنج دنیا کے اسپر پڑیں تو جانے کہ سب گد جا و نیگے غرض کنایت
 دنیا کی بالکل دل سے دور کرے کیونکہ دنیا مکارنا پادار ہر تیرے حق یہ کہ اپنے نفس کو بالکل خیال میں نہ لے
 یعنی ہمیشہ راضی بقضار ہے اور جفا و عطا میں مساوی رکھے اور دفا اختیار کرے اور خدا کے سپرد کرے
 اور صفائی باطن سے بسر کرے چوتھی یہ کہ سوائے ذکر حق اور وصل محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے
 یعنی ہمیشہ باور باشد جو کہ چاہے اسی سے چاہے غیر کو در میان سے اٹھا دے اور دل کو صیقل نہ کرے
 صاف کرار سے اور جب کوئی بلا آوے تو برضا و تسلیم قبول کرے تبنیہ حضرت یوسف علیہ السلام اسلئے
 کھانگے کہ زنا بدترین گناہوں سے ہر حدیث صحیح میں آیا ہر کہ عظم الکباہرتین ہیں شرک و حقوق الدین

زنا پر دسی کی جو رو سے اور بھی زنا میں دس آفتیں کھلی ہیں اول نقصان دین دوسرے نقصان
 عقل تیسرے نقصان عمر چوتھے نقصان علم پانچویں نقصان ورع چھٹویں نقصان غضب الہی ساتویں
 روال بلا بشرہ آٹھویں غلبہ نسیان نوین عداوت اور بغض صاحبین سے دسویں رعبادت اور
 دعوت اور بغض الہی اور اسکی پیشانی پر لکھا جاتا ہے عبد بعید من اللہ وبعید من الناس وبعید
 من الجنۃ اور بھی حدیث میں وارد ہے کہ زانی دنیا سے نہیں جاتا جب تک فقر اور فاقہ میں مبتلا
 نہ ہو فائدہ کریمہ راودہ الہی ہوئی بیٹھا سے دریافت ہوتا ہے کہ اب تک کرنے والی ہر زنا میں اکثر عورت
 ہوتی ہے لہذا سورہ نور میں تعقیبیم زانیہ ارشاد کرتے ہیں کہ الزانیۃ والزانی فاجلہ واکل وامنہا ما
 جلد ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک عورت انہی محاسن نہ کھولے گی نظر کسی مرد کی نہ پڑے گی اور جب نظر نہ پڑے گی
 میلان نہ ہوگا اور جب دل کو میلان نہ ہوگا نہ بھی صادر ہوگا اور حکمت سومازیانہ کی تجویز میں یہ ہے کہ
 ہر سال کی چار فصول ہوتی ہیں اور بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن اور تیس راتیں اور ہر شبانہ روز
 کی چوبیس ساعتیں ہیں کہ ان سب کے جمع کرنے سے سو ہوتے ہیں یعنی جو کوئی شخص ایک ساعت
 بھی اس عمل مرام سے مشغول ہوا تو اسے گویا تمام سال گناہ کیا لہذا سومازیانے اسکو مارنا چاہیے
 تاکہ مجموع فصول و شہور و ایام و ساعات اسکی پاک مہربانین فائدہ خیر عجب اس رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ زلیخانے اپنے نفس پر سب دروازے الفت یوسف سے
 بند کر دیے کلبی سے روایت ہے کہ دروازے گھر کے بند کیے روایت ہے کہ سات دروازے تھے جب
 حضرت یوسف ایک دروازے سے گذرتے تھے زلیخا اسکو بند کرا دیتی تھی اور حضرت یوسف ہر دروازے
 پر از بند میں گرہ دیتے تھے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ ابواب مح و دم شدت محبت یوسف سے
 اپنے نفس پر بند کر دیے آرباب اشارات فرماتے ہیں کہ زلیخانے ساتوں دروازے بند کر دیے تاکہ یوسف
 علیہ السلام کے ساتھ خلوت میں بیٹھے شال اسکی یہ ہے کہ آدمی میں نبوت اندام قائم مقام نبوت خاتم النبیین
 ہیں اور اس پر سات دروازے ہیں انکھین طریق آمد و شد بنیائی و گوش دروازہ آمد و رفت شغوائی
 اور زبان محل گویائی اور خلق مورد تو اسے غذائی اور ہاتھ آگہ گیری اور پامون مرکب مٹی و روئی اور
 موضع شہوت قوامی جب تک آدمی یہ ساتوں دروازے بند نہیں کرتا خلوت الہی میر نہیں ہوتی سو
 زلیخانے ساتوں دروازے مکان کے بند کر کے تاکہ خلوت صحیحہ حاصل ہو مکتبہ جب حضرت یوسف نے
 کہا معاذ اللہ انہ ربی احسن شواہی اللہ تعالیٰ نے بلا سے زنا سے محفوظ رکھا یہ معاملہ دلیل ہے اس پر کہ جب
 بند کسی بلا میں پڑے چاہیے کہ گاہ حق سے پناہ مانگے تو حق تعالیٰ اسے بلا سے نجات دیتا ہے تفکیک

حضرت یوسف علیہ السلام

معتبرہ میں ہو کہ ایہا الحمد من کید الشیطان علیک بلا استعاذہ بالرحمن اس واسطے کہ جس نے تعوذ کی عادت
 کی وہ نون جہان کی سعادت لی دیکھو اس استعاذہ کی بدولت انبیاء علیہم السلام بہرہ اندوز ہوئے
 اور اولیاء کرام بہرہ و حضرت نوح نبی اللہ نے کہا اعوذ بک ان اہلک بالیس لی بعلم برکت کی دولت
 سے مخاطب ہوئے کہ یا نوح اہبط بسلام منا و برکات حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا اعوذ بالذی خلقنی
 فمذا فی من شر من عصاہ خلعت کے خلعت سے سرفراز کیے گئے کہ وہ اخذ اللہ ابراہیم خلیل اللہ حضرت یوسف
 صدیق اللہ نے کہا معاذ اللہ ان ربی اس من شوائی عصمت کی کرامت سے مکرم ہوئے کہ کذا لک لفضل
 عنہ السوم و الفوشا حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے کہا انی عذت بربی و ربکم ان ترجموں مکالمات کی
 عزت سے معزز ہوئے کہ و کلم اللہ موسیٰ علیہما رحمۃ عمران کی بی بی نے کہا انی اعینہ بابک و ذرہما
 من الشیطان الرحیم قبولیت کی نعمت سے مستر ہوئی فقہلہا رہا بقول سن مریم بنت عمران نے
 انی اعوذ بالرحمن بک ان کنت تعینا تحت کی منقصد سے بشادۃ عیسیٰ پاک ہوئیں انی عبد
 اتانی الکتاب و جعلنی نبیا اور ہمارے حضرت شافع یوم الآخرہ صلعم نے کہا اعوذ بک رب ان یخضرون
 حق تعالیٰ کے اپنے فضل و کرم سے دو نعمتیں عطا فرمائیں دنیا میں محبت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
 اور عقبیٰ میں شفاعت کہ عسی ان یشیک ربک مقاما محمودا اگر خاکیان است محمدیہ کو جو کہ پانچوں وقت کی
 نمازوں میں اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم کہا کرتے ہیں خلعت رضارضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور عمامہ
 لغار و جودہ یوسف ناضرۃ الی رہا ناظرہ عنایت ہو تو عجب نہیں فائدہ کریمہ و لحدہمت بہ وہم بہا میں
 کسی طرح کی توجہ میں ہیں اسمیل و مجاہد و مقاتل و قیس ابن مرہ و سعید ابن جبیر و عکرمہ ابن ابی جہل و
 عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ زلیخانے زنا کا ارادہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے
 دار بند کھولنے کا اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کھولا ازار کو اور نعمت
 باندھا پھرے کہ تاکہ حرکت زلیخانے سے محفوظ رہیں یہ قول اکثر متقدمین کا ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ شیطان
 حضرت یوسف و زلیخانے کے درمیان میں آگیا اُس نے ایک ہاتھ گردن یوسف میں ڈالا اور دوسرا گردن زلیخانے
 اور زلیخانے کو ملا دیا اور قاسم ابن سلام کہتے ہیں کہ اس قول کی تمام قوم نے انکار کی ہے اور نقل اہل صحاح
 سے صحیح نہیں ہے اور حسن بصری فرماتے ہیں کہ زلیخانے کا غم تھا اور حضرت یوسف کا حدیث نفس اور
 فقیر ابن ربیع کے نزدیک کلام خدا میں تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر یوں ہے کہ لولا ان یوسف
 راہی برمان و نہ ہم بہا فیض یعنی زلیخانے نے زنا کا قصد کیا اگر یوسف کو قدرت اپنے پروردگار کی نظر تاتی
 اور نہ اٹھو نگاہ میں نہ کہتا تو یہ بھی قصد کرتے ساتھ زلیخانے کے اور بعض کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف کا

وہی ہے جس نے
 زلیخانے کو

نکاح تھا اور زلیخا کا سفاح اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام ٹھہرین اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ بھاگین اور بعضے کہتے ہیں کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام کا از روئے طبع بشری ہوا تھا لیکن عقل نبوت نے روک دیا اور بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو خواب میں منکوحہ پایا تھا اور زلیخا نے خواب میں یوسف کو اپنا شوہر سمجھا تھا سو اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام کو وہی خیال آیا کہ یہ عورت تو میری زوجہ ہو تو یہ حقیقتہً قصد گناہ نہ تھا اور صحیح یہ ہے کہ ہم اس آرزو کا نام نہ کر جو کہ دل میں پیدا ہوا اور یہ بمقتضائے بشریت آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہذا ہمیں مواخذہ بھی نہیں ہو لایکلف اللہ نفساً الا وسعنا پس اس وجہ سے ہم زلیخا تھا نہ قصد یوسف مگر زلیخا اس سبب سے ہوئی کہ اس خطرے پر عازم ہوئی اور غم از جملہ مکتبات ہوتا ہوا خود ہوئی پس معلوم ہوا کہ ہم دو قسم ہیں ایک ہم ثابت وقائم کہ ساتھ اس کے غم و عقد و زنا لگے ہوئے ہیں اور ہر بلا شک مواخذہ ہوتا ہے دوسرا ہم عارض کہ وہ مدت خطر و حدیث نفس ہر بلا غم و اختیار مثل ہم یوسف علیہ السلام اور اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہوتا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلوات اللہ علیہ نے کہ فرمایا اللہ نے جب بندہ عمل خیر کا غم کرتا ہے تو میں ایک نیکی اسکی لکھتا ہوں جب تک اسنے عمل نہیں کیا اور جب اسنے وہ عمل کر لیا تو اس نیکیاں لکھتا ہوں اور جب بندہ میرا بدی کا قصد کرتا ہے تو میں نجات ہوں اسکو جب تک عمل نہ کرے اسپر اور جب وہ کر بیٹھتا ہے اس عمل بد کو تو مثل اس کے لکھتا ہوں کذا فی المعالم اور عبد اللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے سوال کیا کہ آیا قصد دل پہ بھی مواخذہ ہوتا ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر اس ارادہ کے ساتھ غم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہے اس مقام پر سے معلوم ہوا کہ ہم زلیخا مع الغم و الخبث تھا اور ہم یوسف علیہ السلام بلا غم بطرح کوئی مجھو کا کھانا دیکھے اور بمقتضائے طبع بشری تھا کلا ارادہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ تصور گناہ گناہ نہیں ہے اور اگر ہو تو اہلی گناہ کرنے سے کمتر ہے سوا گناہ سے اللہ کے پیغمبروں کو محفوظ رکھا ہے قطع نظر کر کے اس سے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہوتا کہ یوسف دلیل اپنے خدا کی دیکھتے لیکن جب دیکھی دلیل تو قصد کیا نہ یہ بات کہ اگر نہ دیکھتے زبان خدا تو ضرور ہے کہ قصد کرتے اور محققین نے طہارت ذیل یوسف پر لوٹ گناہ سے دلائل قویہ قائم کی ہیں اول یہ کہ زنا عظم الکبائر ہے اسناد اسکا ہرگز پیغمبر کی طرف جائز نہیں بالخصوص جب خود حضرت حق فرماتے ہیں و نصرت عند السور والنفثا و دوسرے یہ کہ اگر یوسف علیہ السلام کا وہن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر انکا کلام باری میں بطریق عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہیں ہے کہ کوئی شخص اقدام

یوسف بن ابی بکر
یوسف بن ابی بکر

بمعصیت کرے اور پھر اسکو محدث عظیمہ سے یاد فرما دین کہ انہ من عبادنا المخلصین تیسرے یہ کہ جب
کبھوں کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف وضع پیغمبری یا رلت یعنی لغزش قدم واقع ہوا ہو تو وہ پیغمبر یک
مدت دراز تک نادوم و پشیمان رہے ہیں اور ہمیشہ توبہ کرتے رہے ہیں اور اس معاملہ میں کوئی بات
اس قسم کی قرآن میں مذکور نہیں ہر اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات والا صفات حضرت یوسف
صدیق نسبت ہلال و اغوار شیطان سے پاک و محفوظ رہی ہر آب جاننا چاہیے کہ وہ بران کیا تھی جو
حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھی تباہ اور اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ ایک فرجہ بقیف بیت میں
پیدا ہوا اس سے صورت پر نور یعقوب علیہ السلام کی مکشوف ہوئی اُسے کہا اگر ایسا کام کر گیا تو تیرے
نبوت سے گرجائیکا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت حاضر
ہوئی اور انگلی دانست کے نیچے دابے ہوئے باوازل بند فرماتے تھے اور قرۃ العین تیر نام دفتر انبیاء میں
مندرج ہر ایسی رلت امتیاز کرنا والا دانست ہوگی تب حضرت یوسف نے بندازا خوب مضبوط
کیا سعید ابن جبیر و مجاہد اسی طرف گئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک طائر نے یہ کلام حضرت یوسف
کے کان میں آہستہ سے کہا اور بعضے کہتے ہیں کہ حالت خلوت میں یوسف علیہ السلام کی نظر ایک
پرہے پر پڑ گئی تو حضرت نے زلیخا کو چھاکا یہ پردہ کیا ہوا کہ اسے کہا اس میں میرا معبود ہر سو میں نے پردہ
ڈال دیا ہر گاہ کہ وہ اس حرکت کو نہ دیکھے حضرت یوسف نے فرمایا کہ امی زلیخا تو اپنے بت سے کہ الہیم
والا عقل محض ہر اس قدر شرماتی ہو اور میں اپنے خدا سے کہ ظاہر و باطن کا دانہ ہو کیونکہ شرمادون حضرت
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرسی بات کے قائل ہیں اور بعضے اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ اُس
وقت ایک آواز آئی کہ امی یوسف تیرا نام انبیاء میں لکھا ہوا ہے اور تو کارسغا کرتا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک
ہاتھ دیوار سے نکلا اُس میں لکھا تھا لا اقر بل الزنا ان کاں فاحشۃ اور بعضے کہتے ہیں کہ مکان کی چھت میں
ایک فرجہ ہو گیا اُس میں ایک صورت نہایت حسین نظر آئی اُسے کہا امی رسول مصمت تو معصوم ہر ایسا
نیکو نام جس سے تیری عصمت میں متور پڑ جائے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
مر میں پر لکھا ہوا دیکھا کہ وہی میل سوراخ فرجہ اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب نے ایک فرشتہ بھیجا
کہ اُسے اپنا بازو پشت یوسف پر ڈاکہ تمام شہوت جاتی رہی اور بعضے اہل تفسیر سعید ابن جبیر سے روایت
کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے آکر دونوں ہاتھ اپنے سینہ یوسف پر رکھ دیے کہ شہوت انگلیوں سے
کل گئی اور یہی سبب ہوا کہ حضرت یوسف کے دو بیٹے ہوئے اور اور بھائیوں کے بارہ بارہ ہوئے
اور بعضے کہتے ہیں کہ زلیخا یوسف میں ایک پردہ ہو گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام

ایک جاریہ جو اسی جنت سے دیکھی کہ اس کے حسن سے متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کون شخص کافہ سے تہ
 اُس نے کہا جو شخص زمانہ کرے اس قول کو حضرت ولایت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی
 طرف نسبت کرتے ہیں اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
 یوسف نے جب اپنا ازار بندہ کو ملا اور بیٹے مع زلیخا کے تو ایک اتحد و نون بنیظاہر ہوا اسمیں لکھا
 ان علیکم کافطین کر اما کاتبین علیون یا انساوون پس دونوں کھڑے ہو گئے جب وہ رعب جاتا رہا تو
 یہ بھر و نون بیٹھے پھر وہی اتحد نکلا اور اسمیں لکھا تھا لا تقربوا الزنا انما ان فاحشہ سارہ بیلہ تب
 حضرت یوسف بھاگنے والے ہوئے اور زلیخا کبھی ہو گئی جب پھر رعب جاتا رہا تو دونوں بیٹھے
 پھر وہی اتحد نکلا اسمیں لکھا تھا واتقوا الیہ ما رجعون فیہ الی اللہ تب دونوں اٹھ کھڑے ہوئے
 اور بعد از خوف پھر بیٹھے اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ خبر گیری کر سکتے ہو بے بند
 کی قیام اس کے کہ خطامین پر ہے حضرت جبرئیل و انگلیان چاہتے ہوئے تشریف لائے اور بولے یا
 عمل عمل انعماء و انت کتاب عند اللہ من الانبیاء روایت ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنا بازو اٹھا کر
 انگلیوں کی راہ نکل گئی کذا فی العالم لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور کاتب اخرون کے نزدیک کچھ ہے
 ان آویون کی ضرورت نہیں ہو اگر زبان سے جو کلام آتی ہیں اے ہر زبان عصمت مراد لیں تو کیا مضامین
 ہر لغوی وہ برہان عصمت تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود معلوم کر لی کیونکہ عصمت انبیاء علیہم السلام
 قطعی ہے انکو شاید امور محسوسہ کی ضرورت نہیں جیسا حضرت امام محمد صادق علیہ السلام مابین بان نبوة
 الحق اور خدا اللہ صمد و حالت بینہ و بین بالیخط اللہ عزوجل کذا فی العالم اور اہل تعقیق فرماتے ہیں کہ
 حسین تر و اور تثبت خاطر میں اللہ جل شانہ نے حجاب بطلون جمال ظہور سے اٹھا دی کہ نظر یوسف مشاہدہ
 انوار الہی سے مشغول ہوئی اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ اس بات میں کسی کو غلام نہیں کہ وہ اس یوسف
 لوث گناہ اور فاحشہ سے پاک تھا اگر اسکا واقع ہو تو وقوع ہم میں ہر بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہم لفظ
 اور اتیان بعض مقدمات واقع ہوا ہے صاحب کشاف نے نہایت تشیع فرمائی ہے اور بعض مفسرین نے
 تنہ حضرت یوسف ہم سے بھی لکھا ہے وہو الصبیح حضرت امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ
 جنگو تعلق ہے وہ یہ ہیں یوسف علیہ السلام اور عورت عزیز اور عزیز اور عورات شہر اور شہود اور خداوند عالم
 جل ذکرہ اور ائمہ اربعین اور ہر ایک نے پاکی جناب یوسف صدیق علیہ السلام گناہ سے ظاہر کی ہے پھر
 توقف کی ہرگز جگہ نہیں ہے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں رب اسمن احب الی ما تہ عنی اسے
 اور عورت کہتی ہے لقد راودتہ عن نفسه فاستعصم وقالت الان صحصل بحق اور شوہر کے کہا انہ من کید کن

ان کید کن عظیم اور عورتیں شہر کی کھیتی بہن امرتہ الغریزہ تراودنہا عن نفسہ قد شغفہا حباً انالہا فی
 نسال میں اور عاشق لہذا علینا علیہ من سور اور بیان شود و شہد شاہدین الہا ان کان فی صفت
 من قبل قصد قت و ہوسن الکافزین و ان کان فی صفت قد من و بر کذبت و ہوسن الصادقین اور
 اللہ صاحب فراتے ہیں کہ کاس لہ صرف عند السور و انشاء اللہ من عبادنا المخلصین اور اقرار بلہس
 علیہ الملعن کا اس کلام حق پر کہ بغیر تک لاغونیم جمیع الامم اول منہم المخلصین یعنی الہیس نے قرآن
 کیا کہ میں بندگان مختلفہ میں کو انکو و نکا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بندہ مخلص فرمایا
 اب خیال کرنا لازم ہو کہ وہ لوگ جاہل جو نسبت شرکی حضرت یوسف سے کرتے ہیں اور توابع دین الہی
 ہیں تو لازم تھا کہ طہارت یوسف مدیق پر شہادت خدایتعالیٰ کی قبول کریں اور اگر توابع الہیس سے
 ہیں تو اقرار الہیس طہارت یوسف علیہ السلام پر منظور کریں اتنی کلاسہ لایعنی فائدہ مخفی ہے کہ زلیخانے اپنی
 نسبت اہل غریزہ سیلے کہا تا کہ وہ اس معاملے میں رعایت کرے اور اپنی افضلیت کو ارا کرے چنانکہ اسے
 بے انصافی کی اور حضرت یوسف کو قید کیا اس سے ظاہر ہوا کہ ایک زلیخا کو محبت کامل تھی ورنہ اپنا حب
 محبوب پر نہ لیتی جیسا اس وقت کہا انا راودتہ عن نفسہ و الان یحس الحق عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ وہ بغیر خوف سے بھاگے ہیں ایک جانب و دوسرے جانب شجر حضرت یوسف علیہ السلام
 زلیخا سے جانب و بھاگے زلیخانے و ذکر و ذہن چاک کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب حق میں
 اتنا سر کیا کہ گردن چاک نہ ہوتا تو کیونکہ اللہ تعالیٰ اشارہ ہوا کہ یوسف تو جانتا تھا کہ میں ہر حال میں
 حافظ اور نگہبان ہوں چکر کوں بھاگا اب تجھے وہب و فکا اور وہن کو گو او کو دھکا اہل تذکرہ کہتے ہیں
 کہ بپ و اس یوسف چاک ہو گیا تو کمال نعم ہوا فقہ آواز الہی کہ احو یوسف شہر شخص کے دو پیرا ہن
 ہر کے ہیں ایک ظاہری دوسرا باطنی اگر پیرا ہن ظاہر چاک ہوا تو غم نہ کر پیرا ہن باطنی کہ عبارت صانع
 و قہو علی سے جو دست ہر اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے دو پیرا ہن تھے ایک وہ
 کہ اعیقوب علیہ السلام نے پہنچایا تھا اور دوسرا پیرا ہن جنسیت کہ اللہ تعالیٰ نے پہنچایا تھا زلیخانے
 دونوں پر ہاتھ ڈالا تھا سو پیرا ہن ظاہر پہنچایا اور باطنی بچا اسی طرح مہوسن کے دو پیرا ہن ہیں ایک
 پیرا ہن ظاہر کہ عبارت طاعت سے جو دوسرا پیرا ہن باطن کہ عبارت توحید سے ہر شیطان و فون کا
 قصد کرتا ہے لیکن اسکا ہاتھ ظاہر پہنچتا ہے اور باطن پر نہیں پہنچتا و دوسرے حضرت کرکریا کہ ظالمون
 کے خوف سے جانب شجر بھاگے کہ وہ عزت ارہ سے چیرا گیا جب ارہ سر مبارک پر پہنچا تو حضرت
 زکریا علیہ السلام نے شور کیا ارشاد ہوا کیون شور کرتا ہو عرض کی کہ بسبب تحلیف در و سکے نار و زاری

کر تاہوں فرمایا اسے کہ یہ تو خوب جانتا تھا کہ میں ہر حال میں حافظ اور مددگار ہوں پھر تو کیونکر غفلت کی طرف بھاگا اسی سبب سے تجھ کو ادب دیتا ہوں خبردار اگر بھرتو نے شور کیا تو نام تیرا دیوانہاں سے نکال ڈالوں گا اگر غرض جب عنایت و حفاظت مطابق قرین حال یوسف علیہ السلام ہوئی اور آنجناب کمزور لیٹا سے حالت و ترسان ہو کر تجربہ خاص سے بقصد فرار نکلے اور زلیخا یہ جانتی تھی کہ دروازے سب مسدود و قفل ہیں کمان جاسکتے ہیں اسی نظر سے چپکے چپکے پکڑنے کو چلی وہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جاتے تھے سو حضرت یوسف جس دروازے پر پہنچے اس کو حضرت جبرئیل نے کھول دیا بیان تک کہ ساتویں دروازے پر آئے اب زلیخا نے خیال کیا کہ یوسف علیہ السلام تو باتھو سے نکل جاتے ہیں اور یہ تمام محنت و مشقت میری رائیگان ہوتی ہے اس خیال میں دروازہ ہفتم کھلا اور حضرت یوسف چلے زلیخا نے وہ دروازہ اس میں ہاتھ پیچھے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا تو وہاں چاک ہو گیا اور حضرت جو کھٹ سے باہر ہوئے زلیخا بھی پیچھے لگتی اسی وقت تظنیر غریزہ صراغاً اور معالم میں ہو کہ غریزہ مع ابن عم زلیخا دروازے پر بٹھیا تھا بھر تظنیر غریزہ نے وہاں کو نظر پڑا وہاں دیکھا جانا کہ کچھ فساد واقع ہوا ہنوز غریزہ نے کلام نہ کیا تھا کہ زلیخا نے پیشدستی سے دایرہ کھلا اور غریزہ سوئی تھی یوسف جو کہ طرح میرے پاس آیا اور چاہتا تھا کہ تیری اما میں نیاست کی راہ سے دست درازی کرے سو میں چونک پڑی وہ بھاگا میں اس کے پیچھے دوڑی تو اس کا وہاں میرے اچھڑ گیا غریزہ نے کہا اس دعویٰ کا کوئی گواہ ہو جی گواہ نہیں ہو لیکن میں اپنے دعوے کے صادق ہوں بعد اسکے غریزہ نے حضرت یوسف سے کہا میں نے تیرے ساتھ کیسے کیسے احسان کیا اور تو نے ان احسانات کے بدلے میرے گھر میں ایسا ارادہ کیا اب تیری سزا یہ ہو کہ قید ہو اس وقت آنجناب نے فرمایا کہ ہی راہ و تہی عن نفسی یعنی زلیخا نے خواہش کی مجھے کہ بدکاری کروں اس سے ناگزیر میں بھاگا غریزہ نے پوچھا کوئی گواہ ہو فرمایا ایک لڑکا رشتہ دار زلیخا کا گھر میں تھا اس کا اظہار لیا جاسے معالم التمزیل میں ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو عیب زلیخا کا کھولنا ہرگز منظور نہ تھا لیکن جب زلیخا نے کہا جو کوئی تیرے گھر میں بدی کا ارادہ کرے وہ قید ہو یا کوڑے مارا جاسے تب مجبور ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ اسے مجھے فعل نہ ناجا تھا کہ میں انکار کر کے بھاگا اور شاہد میں اختلاف ہو حسن و قدادہ مجاہدتے ہیں کہ ایک مرد حکیم تھا مگر صبیح یہ ہو کہ ایک طفل شیر خوار تھا بعضے کہتے ہیں کہ اس کی دایہ کا بیٹا تھا چالیس روز تین مہینے کا اور ابن عباس اور سعدی کہتے ہیں کہ زلیخا کے چچا کا بیٹا تھا یلیجا کہ اس کو متبنی کیا تھا اور بعضے کہتے ہیں مامون یا خالد کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب شور ہوا تو غریزہ مصر کی بہن اپنا لڑکا چار یا

وجہ نسبت اپنے مقام پر مہین مگر وجہ عظمت مکر عورتوں کی یہ ہو کہ عورتیں وہ مہین شیطان کا کلمہ ہمار
 جہاں شیطان اور عقول انکی ناقص ہیں لہذا جہن ناقصات لعقل الدین باوجود اسکے مردقاتل
 انکے وہم فریب میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ہے ان کیلئے شیطان کا ان خفیہ اسکی وجہ ہو کہ مکر
 عورتوں کا بلا کید وضع شیطان نہیں ہوتا بلکہ شرکت شیطان کی ضرورت ہوتی ہے اور کید شیطان کا شاید
 بے مکر عورتوں کے بھی ہوتا ہو پس کید عورتوں کا بسبب شرکت شیطان کے عظیم ہو گیا ہو اس کے
 کید شیطان سے بزرگ حضرت رحمان نجات دہی ہے اور مکر عورتوں سے کسی طرح بچاؤ نہیں ہوتا اور یہ تو
 پیر ظاہر ہے کہ شیطان دشمن ظاہری اور عورت پیر اوستی میں دشمن ہے لہذا مردقاتل وہ ہے کہ کسی حال
 میں اپنا اعتقاد نہ کرے اور انکے وہم فریب میں گرفتار نہ ہو کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور علما اور عقلا ہمیشہ
 انکی نکتہ پیش بیان کرتے آئے ہیں لہذا جب زلیخا کا فریب غریب مصر پر کھل گیا تو اس نے کہا یوسف
 اعرض عن ہذا انی یہ قصہ میرے سامنے ست کہہ کہ میری ہشک عزت ہوتی ہے اور زلیخا سے کہا تو غری
 لہذا نکاح نکست من الناطقین یعنی تو نبشوا اپنا گناہ یقین ہے کہ تو ہی گناہ کا ہر اور بعضے کہتے ہیں کہ یہاں
 اُس لڑکے کا کلام ہوا اور مراد اسکی نبشوا لے گناہ سے یہ ہے کہ اپنے شوہر کی نداشت کرنا تجھے عقاب
 نہ کرے کیونکہ تو نے خیانت کی اپنے شوہر کی اور ایک جوان کہ تو نے اپنے نفس کے واسطے بھلا
 تو خطا وار ہے اور تفسیر زاہدی میں ہے کہ غریب لے زلیخا سے کہا کہ تو یوسف سے عزت کر کہ یہ غریب ہے
 اور تو نے اسکو آزدہ کیا اور آزدہ کی غریب کی بہترین تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ زلیخا شرک تھی مگر
 حالیت حق کا اقرار رکھتی تھی اور پندش ہمنام بنا یہ تو بہت حق کرتی تھی اور اس کے دین میں رسم استغفار
 جاری تھی اس سبب سے نسبت استغفار بانب زلیخا درست ہے لہذا قصہ اس معاملہ کا چہ عورتوں میں ہوا
 کہ زلیخا حضرت یوسف کے پیار کرتی ہے اور اصل یہ ہے کہ اہل مصر میں یہ قصہ مشہور ہو گیا یہاں تک کہ عورتیں اپنے
 گھروں میں بیٹھ کر چرچا کرتیں کہ زلیخا اپنی مراد غلام سے حاصل کیا چاہتی تھی غلام نے انکار کیا چنانچہ
 ایک دن بارہ عورتیں اکابر مملکت سے یا چوڑا یا چھ یا چار اور بعضے متقیین نے پانچ بیان کی میں
 ایک غزالی کی یاد اور وعدہ اب کی عورت دوسری ساتی کی تیسری نان پرکی چوتھی حاجب کی پانچویں
 واروہ مجلس کی اور قاتل کے نزدیک یہ پانچوں عورتیں اشراف مصر کی تھیں اور علین اشمس پر
 کہ ایک جگہ ہر مصر میں آپس میں مٹی ہوئی اور ہر دو ہر کی باتیں کرتی تھیں اسی مذاکرہ میں حضرت یوسف
 کا بھی ذکر آیا ایک نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کی کیا ہی پیاری صورت ہے دوسری نے کہا کیا خوب
 بدن ہے تیسری نے کہا کیا اچھی باتیں ہیں چوتھی بولی کیا خوب وقار ہے پانچویں نے کہا نسب بھی بہت

یوسف علیہ السلام کی
 صورت کا بیان

انفصل ہو یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹا ہو اور بالفعل تمام عالم میں حضرت یعقوب علیہ السلام
 سا پارسانہیں ہو بعد اسکے کہنے لگین کہ اور ایک عجیب بات سنو کہ رلیخا اپنے شوہر کو چھوڑ کر گئی
 فرشتہ ہر چنانچہ ارشاد ہوا تو قال سوۃ فی المدینۃ امرۃ انفریز تراود فلتسا عن نفسه قد شغفها جانا
 لفرانی ضلال بین یعنی کہنے لگین کہی عورتیں اس شہر میں غریز کی عورت خواہش کرتی ہو اپنے
 غلام سے اسکا جی تھامنے سے تحقیق فرشتہ ہو گئی اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ بھسکی ہو
 صریح یعنی غلام اس قابل کیا ہو گا جس سے ایسا ارادہ کرتی ہو اور حقیقتہً اس گفتگو سے مقصود یہ تھا
 کہ شاید ایسی باتوں سے دیدار یوسف ہمارے بھی نصیب ہو کیونکہ جب یہ عالمہ پیش آیا اور گواہی
 شیرخوارہ پاکہ امنی یوسف صدیق ظاہر ہوئی تو رلیخا نے حضرت یوسف صدیق سے بہت معذرت
 کی اور شکایت سے پیش آئی اور حضرت یوسف کو اغیار سے پوشیدہ رکھنا شروع کیا عورتیں مصر کی
 مشتاق جمال ہو کر از روئے حسد کلمات ملامت آمیز کہنے لگین کہ رلیخا بڑی جیسا ہو جو غلام سے اپنی مر
 چاہتی ہو اسپر طرفہ تریہ ہو کہ غلام اس سے نفرت کر کے مسازی اور ہرازی سے انکار کرتا ہو کہ اگر رلیخا
 اپنی صورت دکھلاتی ہو تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہو اور جو رلیخا اشتیاق سے روتی ہو تو وہ ہنستا ہو بیشک
 رلیخا کا حسن و جمال اسکے ناپسند ہو اگرچہ یہ باتیں عورتوں نے پوشیدہ کی تھیں الا رلیخا کو خبر ہو چکی
 تو اسکو بہت ہی سچ ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگی کہ اگر سکوت کرتی ہوں تو یہ سب خیرہ ہوتی جاتی
 ہیں اور جو کسی اور طرح سے پیش آتی ہوں تو غالباً انکار کر لگی اور جو کچھ سیاست کرتی ہوں تو بڑی ہوتی
 ہر اب مناسب یہ ہو کہ ایسا حیلہ کروں جس سے انکے دل میں جائیں اور زبان بند ہو جائے اور
 ہاتھ کٹ جائیں اور اپنی گفتگو سے شرمندگی حاصل کریں لہذا رلیخا نے ایک جشن آراستہ کیا او
 ضیافت کی منادی کرائی اور مندرات اکابر اور اعیان ملک کو تخصیص اُن عورتوں کو جو زیادہ تر
 برسر ملامت تھیں بلوایا اور کہا ابھیجا کہ میں اس واسطے بلواتی ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو دکھلاؤ
 اور تم جانو کہ میں تم سے کسی بات میں دریغ نہیں کرتی غرض کہ سب بیان ملا حسین واعظ کا شفقی تھا
 عورتیں موافق طلب کے حاضر ہوئیں تب رلیخا نے اُن عورتوں کو جو طعنہ دیتی تھیں سب کے بیچ
 میں بٹھلایا اور تکیے لگا دیے اور ایک ایک چھری اور ایک ایک ترنج یا انار یا گوشت بٹھنا ہوا انکے
 سامنے رکھ دیا چنانچہ ارشاد ہوا فلما سمعت بکمرہن ارسلت الیہن واعدت لہن منکاکا و آتت
 کلواحدہن سنکینا یعنی جب سنا انے اہلکار میں بٹھا دیا اور تیار کی انکے واسطے ایک مجلس
 اور دی انکے ہر ایک کے ہاتھ میں چھری غرض بعد ترتیب مجلس کے رلیخا نے یوسف علیہ السلام کو

خلوت میں بلا کر عرض کیا کہ آج میرا ایک کمنامہ لکھو جو منانا ہر چند کہ امثال ایسے امر کا موجب نہ
تھا الا بنظر اسکے کہ اور گناہوں سے بچو لگا حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر گناہ نہ ہو گا تو فرمان برداری
کرو لگا زلیخا نے کہا کہ عورتیں مجھ کو طعنہ دیتی ہیں کہ غلام کیا ایسی لیاقت رکھتا ہے جو زلیخا اسپر فریفتہ
ہوئی ہے سو میں چاہتی ہوں کہ تم کو اپنے ظاہر کر دوں تاکہ وہ بھی جانیں کہ میں مجبور ہوں سو میری
درخواست یہ ہے کہ جب میں تم کو طلب کروں تو آفتاب اور طشت لیکر بلا نقاب نکل آؤ حضرت نے قبول
فرمایا تب زلیخا نے پہلے حضرت کو نہلا یا اور بال دھوئے اور انگو جو ہرات سے گوندھا اور کج طعمی
مرصع کو سہر مبارک سے زینت اور سرفرازی بخشی اور پیراہن زرد و زری تن سرا سر لور پر پہنایا اور کمر بند
طلائی کمر نازک سے باندھا اشارۃ اللہ لا قوۃ الا باللہ کہہ کر بولی سے پردہ شرم و گرازی بخ گنگون بردار
باد و خسر من جان شعلہ بے باک انداز چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام خلوت خانہ سے عورتوں کے
روبر و تشریف لائے تو زلیخا نے کہا آں گل کہ برا فروختہ روی چمن نیست + شمس کہ زوالتش
بہار انجمن نیست + گیسوی سیہ نافہ کشا چشم بلا خیز + مشک خمن نیست و بہار خمن نیست + آسوت
وہ عورتیں چھری سے تبرج کاٹ رہی تھیں جو نہیں آفتاب نور یوسفی سیاہ جلالت سے چمکاسب
عورتیں ہیوش ہو گئیں کہ عقل جاتی رہی اور گویا زبان حال یوں مترنم تھی سے آتش بدل افتد رخ
تابان اگر نیست + سر رشته جان تاب خوردگر کمر نیست + اور اس بھیری میں سب کے ہاتھ کٹ گئے
تبرج کی مطلق خبر نہ رہی اور اس حال میں حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے تھے یہ کیا کرتی ہو اور زلیخا
ہنستی تھی اور ہر ایک عورت کی زبان اس معنوں سے مشغول تھی سے تا کر شید جنبش ابروی یارتیغ
نور و دم برومی تیغ من ولفکار تیغ + ہر جا سریت در تہ شمشیر نازتست + محراب سجدہ گشت درین بوزگار
تیغ + پیدا کنم زہر سر مو کردنی وگر + ہر جا کہ زب دست کند این نگار تیغ + اور زلیخا حضرت یوسف سے
مخاطب ہو کے کہتی تھی سے شمشیر ناز بر دیگران میکشی کش + آلودہ کن بخون من ولفکار تیغ + جب نص
عورتوں کو فی الجملہ ہوش آیا تو زلیخا نے کہا کیا ہو گیا تھا جو ایک ہی طعنے میں از خود رفتہ ہو گئیں و آ
بر حال من کہ میں سات برس سے اس صورت کی عاشق ہوں اور اب تک تندرست ہوں تب عین
شرندہ ہو کے کہنے لگیں کہ یہ تو کوئی فرشتہ ہی یا پری زلیخا نے کہا نہ پری ہر نہ فرشتہ یہ شخص ہی ہے
جسکو میں پھیلایا چاہتی تھی اور یہ محفوظ رہا اور وہی ہے یہ غلام جس پر تم ملامت کرتی تھیں چنانچہ ارشاد
ہوا فلما رأیہ اذ کبرہ و قطعن ایہ بین قلعن حاش لہ ما ہذا بشرا ان ہذا الا ملک کریم قالت فذلک لکن الذی
لمنتہی فیہ و لقد رادوہ عن نفہ فاستعصم یعنی پھر جب دیکھا اسکو دشت میں آگئیں اسکی اور کاٹ ملے

اپنے ماتھے اور کھنکھنے لگیں حاشا لیلہ نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہرگز نہ ہوگا یہی ہوا۔
 طعنہ دیا تمہیں مجھ کو اسکے واسطے اور میں نے چاہا اس سے اسکا جی پھراستے تھام رکھا تو عورتوں نے
 کہا اور زلیخا جھکو بڑی ملامت ہو جو مجھے تنگ بلامت کی اور پہنے بڑا گناہ کیا جو تنگ بلامت کا رنجھے زلیخا
 جب عورتوں کو اپنا ہر د اور مہم پایا تو اپنا زردی ان سے بیان کر کے کہا کہ اس معاملے میں تم
 سب میری غمخواری کرو اور اس حادثہ میں مددگاری اور میں دیکھتی ہوں کہ اب کام لطف اور
 نرمی سے نہیں نکلتا ہوا چار سخت گیری کرونگی چنانچہ اللہ صاحب نے فرمایا لئن لم یفعل ما امرہ جبر
 و لیکرنا من الصاغر بنی مقرر اگر نہ کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں البتہ قیام میں پڑے گا اور سو کا غیر
 تنبیہ صاحب و سیاط جابرہ صاری نبی اللہ عنہ سے بے حد صیغہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ایک روز میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ صاحب سلام
 کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے محبوب الہی یوسف علیہ السلام کا حسن میں نے نور کر ہی سے دیکھا کیا
 اور تنگ نور عرش سے و ما خلقت ناقہا حسن ملک حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا وجود میں اور
 آنحضرت کا کمال تھا شہود میں جمال یوسف سے ہاتھ کئے کمال محمدی سے کافرون کی زنا رٹوٹے حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زبان مصر نے ایک جلوہ یوسف میں ہاتھ کاٹ ڈالے اگر
 میرے محبوب کو دیکھتیں تو دل اسے ہاٹ ڈالتیں باجمہل وہ عورتیں دست بردار اور گریبان بیدار
 زخمت ہو کر اپنے اپنے گھروں کے گھنٹوں کے گھنٹے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے پھرے تو
 پاس رہ گئیں کہ ہم ہوا صلت کی تدبیر کرینگے چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے پھرے تو
 عورتیں بھی پیچھے لگی ہوئی چلی آئیں ایک نے اپنے طور پر حضرت سے زلیخا کے باب میں سفارش کی اور
 دوسری نے دھمکا یا تو حضرت یوسف نے تنگ ہو کر کہا کہ رب احسن الی ما یرغونی الیہ اللہ
 عنی کہید بن حسب الیہن اکن من الجاہلین یعنی امیر رب مجھ کو قید پسند ہو اس بات سے جس طرف مجھ کو
 بلاتی ہیں اگر تو دفع نہ کرے انکافریب مجھ سے تو مائل ہو جاؤں اگلی طرف اور ہو رہوں بے وقوف
 حاصل یہ ہو کہ میں سخت عاجز ہوں کہ اسی باعث سے قید مجھ کو پسند ہو تاکہ محفوظ رہوں اگلی صحبت سے
 اور اگر تو مجھ کو ناپاہ عصمت میں نہیں لیتا تو میں متوجہ ہوتا ہوں طرف انکے اور قبول کیے لیتا ہوں
 اسکا کہنا اور ناوان ہوا جاتا ہوں روایت ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ کلام اسوقت کہا
 جبکہ وہ عورتیں مجلس میں موجود تھیں اور زلیخا بے پردائی یوسف بیان کر رہی تھی اور عورتیں آنکھانکھ
 ملامت کرتی تھیں کہ تو کس سبب سے اپنی سیدہ کو راضی نہیں کرتا اور آرزو سے دل اسکو نکالنے

نہیں دیتا اور اس گفتگو کو گاہے بہ لطف و نرمی کہتی تھیں اور گاہے بخشنہ و شرمیلی یعنی اگر اپنی مالکہ کو رخصتی کر گیا تو سفر و ممتاز ہو گیا اور قدر و منزلت تیری زیادہ ہوگی اور جو اسکی موافق مرضی کے نہ کر گیا تو ذلیل و خوار ہوگا اور قید کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار زمان یوسف علیہ السلام نے اسی دم سے اپنے دل میں قائم رکھا تھا جب زلیخا نے یہ کہا تھا کہ اگر میرا کہنا نہ کر گیا تو قید کرونگی فعلی نہ الا تقدیر کا ان الدعا رہنا خاصہ و لکن انصاف لہیں خود جاسم التصریح الی التقریر اور بعضے کہتے ہیں کہ سب عورتوں نے حسن یوسف علیہ السلام دیکھ کر خواہش کی تھی اس پر انجناب نے نسبت سب کی طرف فرمائی القصۃ اللہ جل شانہ نے دعا حضرت یوسف کی قبول فرمائی اور فریب عورتوں سے بچا یعنی جب عورتوں نے زلیخا سے کہا کہ ہم نے ہر طرح سے یوسف کو سمجھایا پر اس نے کسی طرح قبول نہ کیا اب صلیمت یہ ہو کہ چند روز اسکو قید کر شاید ریاضت و محنت بسبب تابعداری کا ہو جائے اور اس نعمت و رحمت کو یاد کر کے اطاعت کرے بیٹھے زلیخا نے یہ صلاح پسند کی اور غریزے سے کہا کہ میں اس غلام کے سبب سے سخت بدنام ہوں تو اسکو قید کر تاکہ لوگوں پر اسکا قہر ظاہر ہو اور میں ملاست خلق سے محفوظ رہوں غریزے نے اس باب میں اپنے دوستوں سے شوری کیا تو سب نے زلیخا کے موافق کہا چنانچہ ارشاد ہوتا ہوشم بدکم من بعد مارا والایات لیسجنۃ حتی جین یعنی پھر یوں سوچا لوگوں کو وہ نشانیاں دیکھنے پر کہ قید رکھیں اسکو ایک مدت یعنی جب تک عورتوں کا کہنا سننا نہ ہو جائے اور ابن جریر کے نزدیک حین سے مراد چھ مہینے ہیں اور کبھی کے نزدیک پانچ برس اور عکرمہ کے نزدیک سات برس کذا فی المعالم روایت ہے کہ غریزے نے اپنے مدیون سے کہا کہ میرے نزدیک اگرچہ خوب ثابت ہے کہ اس مقدسے میں زلیخا کا قصور ہے لیکن وہ میری زوجہ ہے پس چاہتا ہوں کہ گناہ زلیخا یوسف پر ڈالوں ایک شخص نے کہا کہ پھر آپ کو تجویز کیا ہو کہ لاکہ میں زلیخا کو سزا دیا جاتا ہوں اور کوئی سزا سخت تر جواب سے نہیں ہے اور جواب بلا قید نہیں ہو سکتا لہذا یوسف کو قید کر دینا اسوقت کسی شخص نے کہا کہ یہ بات تو انصاف سے بعید ہے غریزے نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسف میرا غلام ہے اور غلام کے معاملے میں انصاف اور غیر انصاف کو کچھ دخل نہیں ہے دیکھو خداوند تعالیٰ کا بھی یہی معاملہ ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ جو چاہے فرماوے یعنی چاہے مطیع کو دوزخ میں ڈالے اور عاصی کو بہشت میں پہنچاوے کسی کو مقام چوں و چرا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ غریزے نے کہا کہ یوسف کا دور رہنا زلیخا سے چند بہتر و مناسب وقت ہے ورنہ آتش شوق زلیخا پھر بھڑکیگی تو بھانا اسکا دشوار ہو جائیگا لہذا قید کرنا اب صلیمت ہے اور سدی رح فرماتے ہیں کہ زلیخا نے غریزے سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجھ کو لوگوں کے دربار

اس قول سے کہ یہی راوی دینی عن نفسی نہایت رسوا و دلیل کیا ہے سو تو دو باتیں کر یا مجھ کو اجازت دے کہ میں گھر سے نکل کر لوگوں سے عذر کروں اور صفائی حاصل کروں یا کہ تو یوسف کو قید کر کہ لوگوں پر اسکا قصور ظاہر ہو جائے کذا فی اعالم اور اسیں العاشقین میں یہ روایت لکھی ہے کہ جب زلیخا کا ارادہ ہوا کہ یوسف کو قید کروں تو ملک ریان کے پاس گئی اور بادشاہ نے ایک مکان آہن و سس کا مریعہ سجوا ہر انہی نشست کا تیار کیا تھا اسکی چار دیواری پر ایسا صیقل کر دیا تھا کہ آنے جانے والوں کی صورت دیکھ پڑتی تھی جب زلیخا اس مکان کے قریب تر ہوئی تو اسکی صورت بھی بادشاہ نے دیکھ لی چوہدرون سے فرمایا کہ عورتوں کی سرور آتی ہے استقبال کر کے لاؤ بقول اہل ملک ریان اور زلیخا سے کسی طرح کی قرابت بھی تھی سو ملازمان شاہی نے ہمساز و ہم خیال کو بادشاہ کے حضور میں پہنچایا بادشاہ نے کمال تعظیم سے ایک کمرہ خاص میں جھلایا احوال پوچھ کر سب پریشانی سے ہتھسار کیا زلیخانے عرض کیا کہ شاید موجب سرسبکی سے آپ کو اطلاع نہیں ہو بادشاہ نے کہا مجھے خبر نہیں تو بیان کر زلیخانے کہا اس غلام عبرانی سے مجھ کو متہم کرتے ہیں بادشاہ نے کہا مجھ کو کیا چاہتی ہے زلیخانے کہا درخواست یہ ہے کہ آپ اپنے حکم سے اسکو قید فرماویں بادشاہ نے قبول کیا پھر بعد ازاں زلیخانے کہا اگر حکم شاہی یہ غلام مجھ کو کیا جائیگا تو عوام و خواص یہ کہیں گے کہ اگر یہ بات سچ نہ تھی تو بادشاہ نے کیوں قید فرمایا بہتر یہ ہے کہ مجھے اجازت ہو جائے کہ میں قید کروں کہ میں عوام لوگ جانیگا کہ یہ بہت محض تھی ورنہ کوئی دوست دوست کو قید نہیں کرتا بادشاہ نے فرمایا بہتر اور نصیب تو یہی قید کرنا ہے زلیخا اجازت حاصل کر کے مکان پر آئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو طلب کر کے کہا اے یوسف اب بھی کچھ نہیں گیا ہے میرا کہنا کہ تیرا قید سے محفوظ رہے فرمایا اس خیال سے کہ اگر وہ راہ باز و کو دل سے دور کر میں ہرگز خلاف مرضی خدا ان شاء اللہ نہ کروں گا ناچار زلیخانے بالوقت و زنجیر محبس میں بھیجا جبوقت حضرت یوسف اس کیفیت سے شہر میں نکلے تو اہل شہر کو نہایت تعجب ہوا اور زبان مبارک پر جاری تھا جسبی اللہ و نعم الوکیل حضرت جبریل نے اسوقت پیغام دیا کہ یہ قید تمھارا ہی آرزو سے ہوئی تھی کیون قید مانگی کہ رب اسجن احب الی الخ اس مقام میں حضرت امام انبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے بھائی یوسف پر کہ اسنے خدا سے قید مانگی سلائی دعا کی کہ میں ہلکی فائدہ اس مقام سے و نفع ہوا کہ آدمی کو دنیا کے رنج و غم سے صبر کرنا لازم ہو گھبرا کر اپنے حق میں بد بات کی درخواست خدا سے نہ کرے گو وہی ہوگا جو قسمت میں لکھا ہو کشف الاسرار میں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قدم مبارک اپنا محبس میں رکھا فرمایا بسم اللہ و الحمد للہ علی کل

حال روایت ہو کہ مجلس میں ایک درخت خشک مدت دراز سے تھا اس کے نیچے آپ عبادت کرنے لگے کہ وہ درخت سرسبز ہو گیا قیدیوں نے جانا کہ شخص کامل ہر سب مقتدر ہوئے اور حضرت کی تواضع یہ تھی کہ ہر روز صبح کو تمام قیدیوں کی خیر و عافیت دریافت کرتے اور جو کوئی بیمار ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور تندرستوں کو نصیحت ایک دن قیدیوں نے باصرار تمام آپ کا نسب دریافت کیا تو آپ نے بیان کیا اس سے اور بھی گرویدہ ہوئے روایت ہو کہ زلیخانے لوگوں کے روبرو واروغہ سے کہہ دیا کہ اس غلام کو تکلیف میں رکھنا اور علیحدہ طلب کر کے کہنا کہ اسکو تکلیف نہ دینا اسکی قید صرف تاویباً ہر نہ تغذیاً واروغہ نے آہناب کو ایک مکان تکلف میں رکھا اور کمال لطف و عنایت کرنے کا قیدیوں نے اور بھی مددگاروں نے واروغہ سے پوچھا کہ قیدی سے ایسی باتیں کرنا خلاف حکم ہو واروغہ نے کہا میں اس قیدی کی پیشانی روزانی سے ایسا معلوم کرتا ہوں کہ اس سے کوئی جرم الواقع ہو تب موت صادر نہیں ہو ابھی بلکہ واسطے تہذیب کے بیان آیا ہو اور جب صرف تہذیب مقصود ہو تو اسکی تہذیب کیا جاتی ہے اس اثنائے میں جو بدارشاہی نے امیر زندان سے کہا ہوا کہ بلند کہا امیر مالک مجلس بادشاہ کا حکم ہو کہ یوسف کو نہایت تعظیم سے رکھنا اسکو تکلیف نہ دینا ہر خبر وارغلاف حکم میں سزا ہوگی واروغہ نے سب لوگوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ اب تم لوگ آگاہ ہو کہ یا نہیں سب اپنے تصور ہم کے معترف ہوئے اسی طرح مومن عاصی کا حال ہو کہ بعد حساب و کتاب مالک مذہب اسکو دوزخ میں لیجا پٹنگے اور حازن سے کہینگے کہ اسکو تکلیف میں رکھنا مالک اسکی پیشانی پر نور ایمان دیکھ کر تہذیب میں تامل کرے گیارہ دوزخ اعتراض کرینگے مالک فرمایا کہ میں اس شخص میں کوئی علامت دوزخوں کی نہیں پاتا کیونکہ عذاب کروں میں جانتا ہوں کہ یہ دوزخ میں بنا برتاویب آیا ہر نہ برا سے تہذیب ایسی حالت میں حکم صادر ہو گا کہ مقصود عتاب ہر نہ عقاب اور مطلوب تہذیب نہ تہذیب لطیفہ ایک عاشق زار کہتا تھا کہ اگر بروز شہر نار میں بھیجیں اور میں ایسا ہی رہوں جیسا کہ تو وہ کام کروں کہ بہشتی میرا تاشاؤ دیکھنے آویں یعنی پہاڑ پر چڑھ کر پکاروں گا یا احسان یا احسان اے اہل بہشت جان تم ہو بالکل ناز و نعمت ہو اور جان میں ہوں بالکل جلال و حرمت ہو بیان آؤ کہ نعمت مومناں ہوش کروے بہشت طلعت آن یار ہوش است مرا + بہشت بے رخ اوعین آتش است مرا + غرض وصال تو باشد ہر کجا کہ روم + اگرچہ آتش دوزخ بود خوش است مرا + اور بعضے کہتے ہیں کہ قید اسکو ہونی اگر اس نفرش قدم سے ہوا زار بند کھولنے میں صادر ہوئی تھی پاک ہو جاوین اور حضرت ابن عباس سے معاملہ میں نقل کیا ہو کہ تین باتیں حضرت یوسف علیہ السلام سے صادر ہوئیں آپ

تین سزائیں پہنچیں ایک سزا کہ اسکی سزا قید تجویز ہوئی دوسرے درخواست سفارش ساتی سے کہ
 اسپر ایام قید زیادہ ہو گئے تیسرے اپنے بھائیوں کے حق میں کہلایا انکم لسا قون اور بھائیوں نے
 وقت پر جواب دیا ان یسرق فقد سرق الخ لہ من قبل القصد جب آنجناب علیہ السلام حکم زلیخا مجلس میں
 بھیجے گئے اور زلیخا سے جدا ہوئے تو زلیخا فراق یوسف سے غزون و غمگین رہتی اور اپنے فعل پر
 نادم و شرمگین کہ اکثر شوق لقائیں زار زار روتی اور حسرت و افسوس کے طمانچے اپنے منہ پر
 مارا کرتی چنانچہ بروایت ضعیف مشہور ہے کہ جب زلیخا صیبت فراق سے بیقرار ہوتی اور تو اتر زخم ہجر
 سے دل افکار تو حضرت یوسف علیہ السلام کو صبح ندان تین نکلوا اگر ضربات چوب محبت و اتحاد سے
 تکلیف دہو اتی اور نالہ و فریاد کی آواز سے دل کو تسکین دیتی تھی اور جب کوئی شخص اس حرکت پر
 طعنہ دیتا تو کتہتی مجبور و معذور ہوں کیونکہ جب دیدار محبوب سے مسرور زمین ہوتی تو صدا سے
 نالہ و زاری سے دل بے قرار کو بھالیتی ہوں اگرچہ یہ روایت ظاہر ضعیف و بے اعتبار ہے مگر
 ایک مثال بندہ مومن کے واسطے ہے کہ اسطرح خالق کبریا جل جلالہ ارواح مومنین کو ہذا دنیائیں
 رکھکر مقتضائے حکم و حکیمونہ انظار محبت و الفت فرماتے ہیں اور جب بسبب جوابات آب و خاک
 ملاقات صوری و ظاہری نہیں ہوتی تو نفسیان قصا و قدر سے فرماتے ہیں کہ انکو ہمیشہ خشیات خوف
 و جوع اور نقصان نفوس و اموال و اولاد و اثمار سے ادب و تامل نہالہ و زاری میرے حضور میں
 حاضر ہوں کہ میں انکی نالہ و زاری سے خوش ہوتا ہوں کہ انین المذنبین احب الی من سبع المقربین
 وقال تعالی شانہ و لیلو لکم شبی من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات یعنی البتہ ہم
 آزمائش کے لئے کچھ ایک ڈر سے اور مجھ کو سے اور نقصان اموال اور جان و اور میوہوں سے
 چون مرغ سحر از غم کلزار بنالہ + از غم دل دیوانہ من زار بنالہ + آن دوست مگوئید کہ از دست
 برنجہ + وان یا رخواستید کہ از یار بنالہ + فائدہ آیت قال رب اسعین احب الی سے کئی فائدے
 پہلے اول معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قید بصدق دل چاہی تھی کیونکہ لفظ
 قال صریح دلیل صدق ہے اور لفظ زعم دلیل کذب کما جازنی قوله تعالی زعم الذین کفروا ان
 لن یخو اقل بل ورنی لبعثن یعنی کفار کے قول پر جو کذب تھا زعم ارشاد ہوا اور حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے کلام میں قل کہ سراسر صدق تھا تو سراسر معلوم ہوا کہ قید زندان زمانہ سے بہتر ہے اگر اس
 نہ ہوتا تو یوسف علیہ السلام اسکو طلب نہ کرتے تیسرا یہ کہ خدا سے ہرگز بلا و محنت کا سوال نہ کرنا چاہیے
 بلکہ واسطائیت چاہئے گو اس بلا کو آنجناب چند روزہ سمجھے تھے مگر انہی سمجھ کام نہیں آتی تھی

حضرت یوسفؑ کے بنیت خالص بیچ اٹھایا البتہ نے ضائع نہیں کیا اسی طرح جو کوئی راہ خدا
 میں بیچ اٹھاوے قیامت کے دن راحت پاوے گا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے دو چیزیں عجیب اللہ سے مانگیں ایک تو عین نعمت و دولت
 میں قید چاہی دوسرے بحالت سلطنت و بادشاہت میں موت کما مال تو فنی مسلمان کچھنی
 بالماحقین فائدہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام سے پانچ باتیں صادر ہوئیں کہ حقیقہ ترک ان
 و اختیار حسن لازم آیا اور معنی رلت کے یہ ہیں کہ فعل مباح کا قصد کیا اس میں فعل ناجائز ہو گیا مگر اس
 فعل پر بعد و وقوع منتظر نہیں ہوا اور نہ قصد فعل حرام کا تھا مگر صادر ہو گیا بسطرح قتل قطعی
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس زلت و لغزش قدم اول یہ ہوئی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 فرمایا تھا لا تقصص رویا علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا اور حضرت یوسفؑ علیہ السلام نے خواب
 اپنا بھائیوں سے فرمادیا اگرچہ خواب کے نہ بیان کرنے میں منسوخہ شرعی تھا یعنی کذب کا عیب
 لگتا تھا اور حسن مقام میں منسوخہ شرعی پیدا ہوتا ہوا ان اتباع والدین ضرور نہیں ہوا اور حکم بھی یونہی
 ہو مگر پیغمبروں کا مرتبہ از بس عالی ہوا احکام بھی انکے سخت تہین کا قیل غمزہ و یکان راہ میں بود حیرانی
 اب پوشیدہ نہ رہے کہ احادیث صحیحہ میں طریقہ احسان والدین کے ساتھ یونہی آیا ہوا کہ تہ دل سے انکو
 دوست رکھے و رفتار و گفتار و نشست و برخاست میں کوئی دقیقہ و فائق ادب سے فرو گذاشت نہ کرے
 مثلاً رفتار میں آگے انکے نہ چلے اور آگے انکے نہ بیٹھے اور گفتگو میں نام لیکر نہ پکارے اور نہ بلاوے
 بلکہ الفاظ تعظیمیہ اختیار کرے بسطرح یاسیدی و یا ابی و یا امی اور انکو گالی نہ دے اور نذرانہ کہے مراد گالی
 دینے سے یہ ہر کہ جب کوئی کسی کے والدین کو گالی دیتا ہوتا تو وہ بھی انکے والدین کو جو کچھ جی میں آتا ہوتا
 کہتا ہوا اس صورت میں شیعہ شخص گویا اپنے ماں باپ کو آپ گالی دے رہا ہوا اسی طرح حضرت میں نہایت
 کوشش کرے جہاں تک کہ مقدور ہو اور قول و فعل میں انکی خوشنودی کا قصد رکھے اور اپنے مال و
 اسباب اور شرفیں سے جو کہ انکے کام آوے کھجوں دریغ نہ کرے اور بعد موت کے وصیت جاری
 کرنے میں مصروف بدل ہو اور دعائے نیک میں یاد رکھے اور اللہم اغفر لی ولوالدی پڑھا کرے اور
 ہمیشہ صدقات و خیرات کا ثواب پہونچایا کرے اور ہر جمعہ کو انکی قبر کی زیارت کیا کرے اور سوہ لیس
 پڑھا کر ثواب بخشا کرے اور جو لوگ انکے دوست یا قریب ہوں ان سے محبت و تفقہ اختیار کرے اور طریقہ
 والدین انکے ساتھ سلوک کرتے تھے یہ بھی حتی الوسع والا مکان جامی رکھے کہ آمین جزوالدین تمام
 ہوتا ہوا چنانچہ اللہ صاحب سورہ نبی اسر ایل میں فرماتا ہے من فلا تقل لها اوتی ولا تسر ما قل لها قولا

یوسفؑ علیہ السلام

یوسفؑ علیہ السلام

کریماً و انقضى اما جناح الذل من الرحمة و قتل رب ارحمها کمربیان صغیر یعنی تونہ کہو انکو ہوں اور
 جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا لے انکے رو برو کندھے عاجزی کر کے پیار سے اور
 کہہ امیر رب آپ پر رحم کر جیسا کہ بالا انھوں نے چھوٹا مجھ کو اور اسی طرح سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں
 ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا یعنی والدین کے ساتھ احسان عظیم بجالانا چاہیے کہ جامع ہے
 اور یہ احسان تین طرح کا ہوتا ہے اول ترک ایذا قولاً و فعلاً دوسرے خدمت کرنا مال اور بدن سے
 تیسرا اس وقت حاضر ہونا جب وقت بلا دین قسم اول واجب مطلق ہے ولہذا اسکے ترک میں عقوبت شنیع
 لازم آتا ہے چنانچہ یوسف علیہ السلام کے اور بھائیوں سے صادر ہوا بعد اسکے توبہ نصیب ہوئی
 اور حضرت یعقوب نے بھی معاف فرمایا قسم دوسری مشروط باقتیاج ہے اور موقوف ہر لڑکے کی
 قدرت پر پس اگر والدین کو اقتیاج نہیں یا یہ شخص قدرت نہیں رکھتا تو واجب نہیں ہے قسم تیسری
 بھی مشروط ہے وہ یہ ہے کہ حاضر ہونے میں کوئی مفسدہ شرعی پیدا نہ ہو جائے اگر ایسا گمان ہے تو وجوب
 نہیں لیکن اگر والدین ترک نوافل حکم کرین اور کہیں کہ میری خدمت میں حاضر رہ تو ترک نوافل
 واجب ہے اور اگر فرما دیں کہ واجب یا فرض کو ترک کر تو اتباع انکی لازم نہیں اور اگر سنت ہو کہ وہ کے ترک پر
 اصرار کرین تو صحیح یہ ہے کہ ایک دبار ترک کر کے اطاعت انکی کر دو گز یا وہ اس سے نہیں جائز اس طرح اگر جبو طم
 بولنے کو یا چوری کرنے کو فرما دیں تو اتباع لازم نہیں ہے حضرت یوسف کا خواب کہ دنیا بھائیوں سے اسی قسم میں تھا
 اور وظا کوئی مغلطہ شرع نہ تھا لیکن حیات الابراہیمات بقرہ میں بالجملہ حق تعالیٰ نے احسان الدین کو اپنی عبادت
 کے بعد فرمایا ہے اور انکے حقوق کو بہدوش اپنے حق کے گردانا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے و قضی ربک ان
 لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احساناً یعنی حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا اسے اور ماں باپ سے
 بھلائی کرو اور یہ بات کسی وجہ سے معلوم ہوتی ہے اول یہ کہ ماں باپ جس طرح سبب پرورش اور
 تربیت اپنی اولاد کے ہوتے ہیں اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہیں اور یہ دونوں فیض اسباب الہی کا
 واسطہ پڑے ہیں اور سوا اسے ماں باپ کے اور کوئی یہ مرتبہ نہیں رکھتا کیونکہ اگر کوئی اور شخص سبب
 پرورش اور تربیت واقع ہوتا ہے تو سبب وجود ہرگز نہیں ہوتا پس کسی شخص کا انعام بعد از انعام خدا
 انیسے زیادہ نہیں ہے دوسری یہ کہ انعام والدین کا کمال مشابہ ہے انعام الہی سے جس طرح خداوند تعالیٰ
 عوض نہیں چاہتا اسی طرح والدین بھی عوض نہیں چاہتے بخلاف انعام اور لوگوں کے کہ بہتہ
 مخلوط بالغرض ہوتا ہے تیسری یہ کہ جس طرح خداوند تعالیٰ اپنے بندے پر انعام میں ملال نہیں کرتا
 اگرچہ بندہ گنہگار ہو تو فرمان بردار ہو اسی طرح والدین انعام فرزند میں ملول نہیں ہوتے یعنی

شفقت اور خیر خواہی سے باز نہیں آتے اگرچہ اولاد ناطق ہو چوتھی یہ سچ کہ والدین کو کمال
مشابہت ہو جناب واحد حقیقی سے کہ جس طرح مرتبہ خدائی میں سوائے ذات پاک الہی اور کوئی نہیں
سا سکتا اسی طرح مرتبہ پدری اور ماموری میں کوئی اور سوائے ایک ایک شخص کے نہیں گنجائش تھا
پانچویں یہ کہ اولاد کے حق میں جو کمال کہ ممکن ہو ان باپ اسکی آرزو کرتے ہیں بلکہ اپنے نفس پر
ترقی کی خواہش رکھتے ہیں اور کسی امی چیز پر حسد نہیں کرتے سو یہ خاصیت کسی کو نہیں ہو کہ خالق
لا ینزال کو کہ وہ اپنے بندوں کے واسطے ہمیشہ کمال کی تعلیم کرتا ہو و لہذا جملہ شراعی و ادیان میں الدین
کی تعظیم واجب ہو اور یہ تو ظاہر ہو کہ محبت والدین کی ذاتی ہو کہ حیوانات لایعقل میں ہوتی ہو جس طرح
محبت خدا بندہ کے ساتھ ذاتی ہو و لہذا حق کفار میں بھی بار سال رسل و انزال کتب و صبح ہو اور کیسا آرزو
والدین کا عظیم ہو کہ جہاں کہیں انکے ساتھ احسان کا ذکر ہو قید ایمان کی ہرگز نہیں ہو تو صاف
معلوم ہوتا ہو کہ ہر چند والدین کافر و منافق و فاجر و فاسق بھی ہوں تب بھی اُنسے لطف و احسان
کرنا چاہیے اور یہی سبب تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر کے ارشاد میں تلمظ اختیار کیا تھا
کہ سورہ مریم میں مذکور ہو اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منطلہ بن ابی عمر صحابی کو اجازت
نہ دی کہ ابو عامر راہب کو قتل کریں حالانکہ وہ کافر شدید العناد و واجب القتل تھا کذا فی الغریزی اور
جوشیات و برکات والدین کی خدمت کرنے میں ہیں انکے ثمرات دنیا میں بھی ہر قدر ہیں کہ بیان ہکا
و شوار ہو از جملہ دنیا میں ارجحندی حاصل ہوتی ہو اور گناہ کبیرہ خدمت والدین کی برکت سے موقوف
ہوتے ہیں اور عمر کی درازی ہوتی ہو اور اسی باب میں وارد ہو کہ برکت البرزیدنی العمر یعنی برکت نیکوی
زیادتی کرتی ہو عمر میں آدھ منقول ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج روحانی حاصل ہوئی تو
انھوں نے دیکھا ایک شخص کو کہ عرش کا ستون پکڑے کھڑا ہو پوچھا تو نے کس عمل سے یہ مقام
پایا بے کہ میرا باپ بیمار تھا اور اسکے جسم میں زخموں کے غار پڑ گئے تھے اور یریم ہوتا تھا سو آپ
کھیاں بیٹھنے لگیں اور بدبو آنی شروع ہوئی لہذا میں کھیاں اڑایا کرتا تھا اور جو یریم زخم میں جم جاتا
تھا اسکے پوچھنے میں میرے باپ کو تکلیف ہوتی تھی سو میں اسکو زبان سے چاٹ لیتا تھا خدا تعالیٰ
نے یہ عمل میرا قبول کیا اور یہ درجہ عطا فرمایا اسی طرح حضرت اسدالاستاذ نے نقل کیا ہو اپنی وعظ کی
تفسیر میں جو سولے تفسیر غریزی کے ہو اور اس مقام پر یہ بھی جانا چاہیے کہ احسان کرنا اہل قربت
سے تابع احسان والدین کے ہو اسیلئے کہ جو قرابت عالم میں ہو یا بواسطہ والدین ہو یا جو برادران خواہران
حقیقی یا بواسطہ ایک ان دونوں کے ہو مثل جد پدری و برادران علاقائی و عمام و عمت کہ باپ کے

سبب سے قرابت رکھتے ہیں اور مانند بھائی و بہن اخیانی اور جہاد می اور احوال و حالات کہ والدہ کی سبب سے قرابت دار ہیں پس جمیع ذوی القربی قرابت میں والدین کے شریک ہوئے فرق اسی تہ رہا کہ والدین بالاصلاح سلسلہ جو میں قریب ہیں اور یہ لوگ بالبیع و لہذا اصل احسان میں شریک ہیں اسی کو شریعت میں صلہ رحمی بولتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہوا ان کو شجرہ من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہر شعبہ ہاں نمودار اسم رحمٰن سے گویا رحمت الہی اسی پر کہ میں نمودار کیڑی ہر چنانچہ ارشاد ہوتا ہے من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعہ یعنی جو کہ تیرے ساتھ سلوک کرے نیک میں بھی اُسکے ساتھ سلوک نیک کرتا ہوں اور جو بد سلوک کرے میں بھی بد سلوک کرتا ہوں فائدہ رحم کے معنی برابر پروری سونمایا کہ یہ لفظ رحمٰن سے نکلا ہوا یعنی جو رحمت رحم میں ہوں وہ رحمان میں ہیں پھر فرمایا جو برابر پروری کر لیا اُس پر میں کرم کروں گا اور جو برابر پروری نہ کرے گا خدا اُس پر کرم نہ کرے گا ہذا مارواہ الجارمی و المسلم فی الصحیحین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مصلحت عقلی بھی متقاضی ہو کہ آدمی اپنے اقارب سے حسن سلوک اختیار کرے کیونکہ انسان کو شادی و غم میں ہمیشہ احتیاج انکی طرف ہوتی ہے بلکہ بلا اعانت دامہ او اکثر امور کا سر انجام نہیں ہو سکتا نقل ہو کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آیا اور اپنے والدین کی شکایت کرنے لگا کہ مجھے ظلم کرتے ہیں فرمایا اے ظلم پر صبر کرنا لازم ہے پھر ایک شخص اور آیا اُسے کہا کہ واسطے گناہ کہیہ کہ کیا عمل کروں فرمایا اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کر اُسے کہا وہ تو مر گئے فرمایا کوئی شخص تیرے والدین کی طرف کا باقی ہوا ہے کہا خالہ میری زندہ ہے فرمایا اسی کی خدمت کیا کر کہ الخالہ بمنزلہ الام یعنی خالہ بجائے ماں کے جواب بنا چاہیے کہ اہل قرابت و و قسم میں ایک تو وہ جو قرابت اور محرمیت دونوں رکھتے ہیں جیس طرح چچا ماموں خالہ چھوچی و اولاد و اخوات احسان انکے ساتھ فرض ہوتا کہ اسکا گناہ دوسرے وہ جو ہلقل قرابت میں ہیں جنکو محرمیت نہیں ہے جیس طرح بنے اعمام و عمات ذوی احوال و حالات احسان انسے سنت ہو کہ وہ ہیں بنے ام و اعمام و اعمام احسان یعنی ترک ایذا سب خلق کی نسبت فرض ہے بلکہ جملہ مسلمانوں اور کافروں سے کہما قال تعالیٰ و قولہ الانسان محسنا یعنی آدمیوں سے نیک بات کہو میں دشمنی نہ ہو اس واسطے کہ اہل آدمیوں کی نسبت احسان فعلی محال ہے میر نہیں ہو سکتا کیونکہ احسان فعلی دو ہیں بدنی و مالی اگر بدست بدنی ہو تو مشر و طاقوت و طاقت ہو اور اتنی قوت کہ عامہ خلق کی خدمت بدن سے کرے آدمی میں مفقود ہو اور اگر مالی ہو تو موقوف مال پر ہو کہ زائد حاجت سے ہو اور غیر شخص کو اتنا مال کہ عامہ طلاق کو کو نہایت کرے میر نہیں ہوتا پس ضرور ہو کہ عامہ طلاق سے احسان قولی پاکتفا کرے اور اُسکے

چند مراتب ہیں اول وقت بحیثیت سلام علیک سنون بجا لاوے اور جواب میں رحمت اللہ وبرکاتہ زیادہ کہے دو سر امر معروف اور نہی منکر کرے یعنی برحق و نرمی بد کامت سے منع کرے اور نیکی کی راہ بتلاوے نہ براہ مجاہدہ بلکہ بطریق سلوک و نہامیش چنانچہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ایک شخص آداب و صنوکی رعایت نہ کرتا تھا جب اُس بزرگ نے دیکھا تو فرمایا اے مرد میں چاہتا ہوں کہ وضو کروں تو متوجہ ہو کر ملاحظہ فرماؤ کہ شاید نسبت کسی ادب میں قصور ہو تا ہو لیکن یہ رہنمائی بھی محبت میں اولیٰ ہے نہ جلوت میں تاکہ موجب عار و ننگ نہ ہو تیسرا وقت ملاقات انکار و محبت دوستی کا کرے اور حال پرستی اور رفعت پرستی میں سرگرم ہو اور شاہی و غم میں شرکت بیان کرے لیکن اسی قدر کہ قرون بعدی ہو بے مبالغہ فرما چوتھا وقت طلب و تذکرہ تیرا اسما و القاب زبان پر لاوے اور جو نام یا لقب موجب کراہت اسکے معلوم ہو تا ہو زبان پر نہ لاوے لیکن یہاں بھی رعایت صدق کی ضرورت ہے پانچواں جب غائبانہ یاد کرے تو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور سچی تعریف کرے اور ضائل راست و درست بیان کرے چھٹا شورے کے وقت صلاح نیک و ستحسن سے دریغ نہ کرے سنا تو اُن اگر کسی کو دیکھے کہ نادانستہ منہرت و مملکت میں پرتاؤ اور وجہ خلاصی کی اسکو معلوم ہو تو نہایت سن خلق و رعایت ادب سے تعلیم کرے مثلاً کوئی اندھا چلا جاتا ہو اور اُس راہ میں کنواں یا گڑھا ہو یا کوئی راہ بند ہو یا اسباب بھول گیا ہو اور بے خبر ہو یا کسی مال و مہربان ہو یا کوئی تلاش کرتا ہو اور طریق وصول سے آگاہ نہیں ہو یا مکان بیع و شرا میں مطلع نہیں ہو یا کوئی سکہ دہنی کو ڈھونڈتا ہو یا کسی شیعہ میں پڑا ہو اور یہ شخص اُس سے دوستی رکھتا ہو تو فی الفور بتلاوے کہ اگر ہمیں کہنا بنیاد چاہے اگر خاموشی نشینم گناہ است نہ اور اگر اس قسم کے معاملات کا فرون سے بھی موجب اجر و ثواب ہیں لہذا تو لو الناس حسنا ارشاد ہوا بقا قید ایمان اسلام گائیہ بحیثیت سلام علیک مخصوص اہل اسلام سے ہو لیکن اسکا لحاظ رکھنا چاہیے کہ معنی حسن کے اس آیت کریمہ میں یہ نہیں ہیں کہ مخاطب کے نزدیک میں جمیع الوجہ بہ ستحسن جو والا ارشاد بدارتہ و خلاف شروع لازم آوے اس واسطے کہ اکثر مخاطبین اُس حد پر کوئی درست رکھتے ہیں جو موافق خواہش نفس کے ہو گو مخالف شرع اور انسانی آئین دین واری ہو بلکہ یہ ہیں کہ فی نفسہ اُسکے حق میں سیک ہو اور اس طرح اوکیا جائے کہ موجب اشکائی و حقوق عامہ مخاطب واقع نہ ہوں اس آیت میں مذکور اور غوث امام گویدون کو کوئی سند یا دست آور نہیں ہو کہ کوئی کلام ہر چند مخاطبین ناہم کے نزدیک مستحسن معلوم ہو تا ہو لیکن عند اللہ قبیح و مبین ہو پھر فی نفسہ مستحسن

سبحانہ و تعالیٰ

بجائے حسن و قبح

فرما اور اس آیت میں لفظ حسن واقع ہو نہ مستحسن و مرضی تاکہ معنی باطل اس سے مفہوم ہوں اور اس
مقام پر ایک مغلطہ عظیم واقع ہوتا ہے کہ اکثر لوگ مدارات حسن خلق میں اور مدانہت میں فرق نہیں
باتتے حالانکہ مدارات حسن خلق ہر سلم و کافر سے محمود ہے اور مدانہت و خوشامدیوب و مرد و لکین
امتیاز باہنہا نہیں کرتے مقام حسن خلق میں مدانہت کو تمام مال کرتے ہیں اور تفتیح ذوق کی دونوں میں
یہ ہر کہ حسن خلق یہ ہر کہ اپنے نفس کو واجب التقییم نہ جاننا اور زنا سنیت کو دور کرنا اور جو کسی نے
اسکی تفسیر کی ہو اس سے درگزر نہایہ حسن خلق و مدارات ہر کہ عبارت ہر جو اندر ہی سے اپنے نفس میں
اور مدانہت و خوشامدیہ ہر کہ ایک شخص حرکت محال شریع کرتا ہو یا ترک تعظیم دین کو یا ہر اور یہ شخص
اس سے موافقت کرتا ہو اور ناخوش نہیں ہوتا پس مدانہت عبارت مسامحت سے ہر جو ہر
دین میں جو اپنی حسن خلق و مدانہت میں امتیاز کلی ہر خلاصہ یہ کہ حسن خلق میں تفت کرنا اپنے حق کا
ہو یا ہر واسطے دلاری دوسرے کے اور مدانہت میں تفت حق شریع ہو یا ہر رضامنت ہی
دوسرے کے نہ واقعہ استاد الا ساد فی تفسیر الغزنی او غرض کاتب احرون کی اس تفصیل سے
یہ ہر کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جمیع احسانات اپنے بھائیوں سے کیے مگر بھائیوں نے
بر خلاف حسن خلق کیا دوسری لغزش جو حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی وہ یہ ہوئی کہ حضرت
نے تماشا دیکھنے کی خواہش کی گونا بانی تھے مگر شان نبوت کے خلاف تھا اور یہ اسوقت دست
ہر جبکہ بقول بعض کہ اپن سے نبی ٹھہر میں تیسرہ می زلیخا کا عیب کہ لاکہ ہی راہ دینی میں
چو تھی عورتوں کو اپنا چہرہ دکھلایا کہ انکے ہاتھ کے پانچوٹن قید کی درخواست کی حمایت
نہ مانگی القصد جس روز حضرت یوسف زندان میں جلوہ فرما ہوئے اسی دن دو جوان اور
بھی گئے کہ اسی کا ذکر قرآن میں ہر و دخل ہے اسبن فقیان بعض کے نزدیک یہ دونوں غلام
ریان کے تھے اور معالہ میں ہر کہ ولید ابن مروان علیقی بادشاہ مصر کے غلام تھے ایک سر ہیا
خباڑ دوسرا برہیا ساقی کہ انکو بادشاہ روم یا مین نے دم دی کہ بادشاہ کو زہر دے تو تھو وزیر
کرینگے اور بعضوں کے نزدیک ایک اسیر مصر نے ساقی اور طباح کو فریب دیا کہ اگر تم شراب
یاروٹی میں بادشاہ کو زہر کھلاؤ تو میں تمکو آدھا خزانہ مصر کا دو ٹکا دونوں نے قبول کیا
لیکن صحیح روایت یہ ہر کہ ایک جماعہ اہل مصر نے یہ تدبیر پاکت بادشاہ کی نکالی تھی اور دونوں
کو زہر دینے پر مستعد کیا بعد ازاں ساقی نے انکار کیا اور طباح نے کہا ہم تو اپنے اقرار سے
نہ پھرینگے ہوا سے رشوت لی اور کھٹے میں زہر ملا یا جب بادشاہ کے روبرو کھانا رکھا گیا

یہ بیان ہے
حضرت یوسف علیہ السلام
کی زندگی

ساتھی نے کہا اس بادشاہ اس تمام میں زیر سزا اور نمان پر نے کہا شہر اب میں زیر سزا
بادشاہ نے اولاً وہ شہر اب ساتھی کو پلائی آئے بلا تامل بی لی اور کچھ ضرر نہوا جب خبر کو
روٹی کھانا بی چاہی تو آئے انکار کیا تب بادشاہ نے ایک جانور کو وہ کھانا کھلایا کہ وہ جانور
کھاتے ہوئے مر گیا مگر بادشاہ نے دونوں کو قید کر دیا اور یہ دونوں غلام خواہد سورت با ادب
خوش طبع اور با وضع تھے جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انکو مجلس میں دیکھا تو خوش ہوئے
اور وہ دونوں حضرت کو دیکھا محو غلوٹ و سرور ہوئے اور نہایت ادب سے خدمتگزاری میں مشغول
ہوئے فاکہ رفتی کا اطلاق نزدیک زجان محقق کے ملوک پر آتا ہو خواہ وہ جوان ہو یا امر و لکین میں
کہتا ہوں اس آیت میں نسبت مصاحبت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے انکو جو انہ فرمایا ہو حبط
حضرت موسیٰ کی مصاحبت یوشع ابن نون علیہ السلام کو یہ لقب دیا کہ ان کا لقب تھا اس سے معلوم ہو کہ
مصاحبت مردم صالحین کی موجب کرامت اور بزرگی جو اور قیدیوں کو بہ کہنا نہیں چاہیے اور بزرگان
عاصیان کی بزرگی کا مقام جو کہ یونکہ عاصی تنو جب عقوبت ہوتا ہو اور جب عقوبت کا یہ مرتبہ ہو بخیر و کمال
تقیہ کیا گیا تو زندان محل کرامت ہو اکیونکہ وہاں گناہ آرتا ہو القصہ حضرت یوسف علیہ السلام
زندان میں رہنے لگے تمام روز صائم رہتے رات کو قیام بہ نماز فرماتے صبح کو نماز و زاری کیا کرتے کہ
ایزی سے تیری یقوب تیری مشارقت نے مجھ کو کیسے رنج و الم دیے جسکی انتہا نہیں آتی بخنی دار چنی یا
ارحم الراحمین اور جب ایک مدت گذری تو ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام کی نصیفی اور ناتوانی اور
انہی بیہوشانی و قید پر نظر فرما کے زار زار روئے و فتنہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور
فرمائے لگے السلام علیک یا یوسف آنجناب نے جواب سلام دیکر کہا تم کو کون ہو تمھاری صورت تو لائق
اس مقام کے نہیں جو کہا میں جبریل امین ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بشارت عطا فرمائی کہ نبوت قیام
رسالت کیا تمھارے پاس بھیجا ہوا فرمایا کہ یوسف سے کہہ میں نے تم کو بیع الالیش سے اسی منزل میں پا
کر دیا اور مقبول کو نہیں کروانا اور دولت نبوت و نعمت رسالت سے سرفراز فرماتا ہوں کیا تمھارے
ہر ایک بلا میں مجھی سے مدد چاہی اور دیکھا ارضی قبضار ہے اولیات دنیویہ پر شفیقہ اور فراموش
اور دامن عصمت کو معصیت سے ملوث نہیں کیا ولہذا تم صابرون اور صمدیقون میں محدود ہوئے یہ
احوال شاکر حضرت یوسف نے شکر کیا اور کہا احوالی جبریل میرے باپ کا حال کچھ معلوم ہو کہما وہ سلامت میں
مگر مبتلا سے بلا فرقت شب و روز رویا کرتے ہیں اور موجب اسکایہ ہو کہ اللہ نے انکا مرتبہ بہشتین
بڑھا چاہا ہو اور تم تو جانتے ہو کہ جو خدا کی نزدیکی میں انکو بلا و محنت زیادہ ہو اور اب میں تم کو بشارت

یوسف علیہ السلام

پہنچتا ہوں کہ ایام خلاصی کے قریب آئے ہیں اور اس وقت میں تمکو علم تعبیر روایا سکھلانے آیا ہوں
 سواب دہن مبارک کھولے تاکہ میں علم حق کا موتی ڈال دوں حضرت یوسف نے منہ کھولا حضرت
 جبریل نے وہ لطیفہ شریف کہ بصورت درخشا تھا ڈالا اسی وقت باطن شریف علوم غیب سے منور ہوا
 اور علم تعبیر کشوف ہوا کہ بعد اس واقعہ کے جو کوئی شخص اپنا خواب حضرت یوسف سے بیان کرتا
 آنجناب تعبیر و تاویل اسکی فی الفور راست و درست بیان کر دیتے ولہذا وارد غنیمتیں کو بہ نسبت
 اور قیدیوں کے ایک نوع کا اعتقاد پیدا ہو گیا اور محبت کرنے لگا چنانچہ ایک روز بولا کہ میں آپ کو
 بدل چاہتا ہوں حضرت یوسف نے فرمایا کہ خبردار مجھے محبت نہ کرنا بخدا نہیں دوست رکھا مجھ کو کسی
 مگر اسکی محبت سے مجھ کو بلا پہنچی یعنی میرے باپ نے مجھے محبت کی اور اسکا یہ ثمرہ ہوا کہ میں کنوئین
 میں ڈالا گیا اور بچا گیا پھر زلیخا نے مجھے دوست بنایا اسکا یہ پھل ہر وقت دیکھتا ہوں سو اگر تو بھی مجھ کو پیار کرتا ہو
 تو اب دیکھو کیا بلا نازل ہوئی ہر باجگاہ ایک روز دونوں غلام آپس میں کہنے لگے کہ یہ شخص خواب
 کی تعبیر کرتا ہو اگر ہم بھی کچھ خواب دیکھتے تو تعبیر پوچھتے اور اپنے احوال سے مطلع ہو جاتے عجب کلمہ
 ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اپنے دل سے دونوں نے خواب اپنے موافق بنائے اور بطور آرائش
 حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھی اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقتہً دونوں نے خواب دیکھے
 تھے اور صحیح یہ ہے کہ ساقی نے خواب دیکھا تھا مگر مطلبی نے بنایا تھا چنانچہ ساقی نے مطلبی سے کہا
 کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہو مطلبی نے کہا ہنہ تو دیکھا نہیں ہو لیکن خواب بنا کے پوچھیں گے
 پھر دونوں حضرت کے پاس آئے ساقی نے اول اپنا خواب کہا کہ میں ایک پہاڑ میں خوشے
 انگوری پھونڈ کے بادشاہ کو پلاتا ہوں دوسرے نے بنا کے کہا کہ ایک لوسہ کا تنوراک سے
 بھرا ہر مین نے اس میں روٹیاں پکائیں اور خوان میں رکھ کے سر پہ لیجا چڑیاں روٹی لے لیکے
 کھاتی ہیں آپ کا واسکی تعبیر تالیف چنانچہ ارشاد ہوا متال اقدما اتی ارا فی احسن
 ثم اتمت ال الاخراتی ارا فی اتمل فوق را سنی خبر انا کل الطیر تہنئنا بتا و یلک اہر نکات
 زین احسنین یعنی کہنے لگا اب انھیں مین سے مین دیکھتا ہوں کہ میں پھونڈتا ہوں شراب
 اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھارہ ہوں اپنے سر پہ روٹی کہ جانور کھاتے ہیں
 اس میں سے بنا کھو تعبیر اسکی ہم دیکھتے ہیں مجھ کو بکی والا یعنی تو مریضوں کی عیادت کرتا ہو اور بھونکوں کو
 کھانا کھلاتا ہو اور پیاسوں کو پانی دیتا ہو اور شیخے والوں کو جگہ دیتا ہو اور رات بھر نماز پڑھتا ہو
 اور مہموم و غمگین کو صبر کرنے کو فرماتا ہو یہ بھی اسان ہے کہ تمکو ہمارے خواب کی تعبیر بتلا کیونکہ تو

اسکا عالم ہی چونکہ حضرت نے ایک کو ملاحظہ فرمایا کہ غلابا تو بیلان تاویل سے اعراض کر کے فرمایا
 لایا نیکا طعام ترزقانی الانباء تکماست و یلہ فی سبل ان یا تبیکما یعنی نہ آنے پاؤ گیکما تمکو
 کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہو مگر بنا چکو تمکو زسکی تبییر اسکے آنے سے پہلے یعنی مفسرین فرماتے ہیں
 کہ حضرت نے یہ کلام بطور علامہ صدق قول کے فرمایا کہ جو کھانا تمکو ہر روز ملتا ہو اسکا رنگ اور
 مزہ اور نیچنے والے کا نام قبل آنے کے بتاؤں سو جب کھانا آیا حضرت نے بتلایا تب
 دونوں غلاباؤں نے کہا کہ یہ بات آپ کو کمان سے معلوم ہوئی یہ تو ساحر دن اور کاہنوں کا

علم ہی فرمایا کہ فرمایا کہ سنا علی بنی ربی انی ترأت لمنہ قوم لایؤمنون بالحد و ہم بالاحسرة ہم
 کا قہر دن یعنی یہ علم ہی کہ مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ
 یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور یوم آخرت سے وہ منکر ہیں اور بھی فرمایا کہ ملت کافرون کی ترک
 کر کے میں اپنے آبا و اجداد یعنی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا مطیع ہوا ہوں مجھ کو لایق نہیں ہے
 کہ میں کسی کو خدا کا شریک گردانوں جس طرح بعضے مشرک بتوں کو اللہ کا شریک جانتے
 ہیں یا بعضے آتش پرست آگ کو اور ستارہ پرست کو اکب کو اور بعضے نفس و ہوا کو اور یہ

سب فضل خدا ہی ہم پر اور سب لوگوں پر کما قال اللہ تعالیٰ و اتبعنا لمتہ آبا کی ابراہیم و اسحاق
 و یعقوب ما کان لنا ان نشکر باللہ من شئی ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس پس فضل اللہ کا
 یوسف پر یہ کہ انکو نبی و معصوم بنایا اور وحی بھیجی اور تمام آفات سے محفوظ رکھا اور آدمیوں پر
 یہ کہ انجناب کو رسول سمجھ کر راہ دین سبکدین کہ آخرت میں کام آوے اور دنیا میں غضب سے
 بچیں اور جب حضرت نے اپنی نبوت ظاہر و ہدایت کردی اور اثبات نبوت بنی برائیات

الوہیت ہو لہذا قبل بیان تعبیر فرمایا اور اللہ نے اسکی خبر دی یا صاحبی السبحن ارباب متفرقون
 حیث ان اللہ الواحد القہار یعنی اسے دونوں رفیق بند ہی نہ تھے بھلا کئی بود جہا جہا بہتر اللہ الیلا رب
 و اندو بتوں کو متفرقون اسلیے کہا کہ انہیں کوئی بت سونے کا تھا اور کوئی لوسے کا اور
 کوئی پتھر کا اور کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور اسے اسکے مشرکوں میں یہ دستور ہو کہ بتوں کو بصورت گوناگون
 مختلف الوضع بناتے ہیں کہ انہیں بتاں کلی پیدا ہوتا ہو لہذا کلمہ متفرقون نہایت چسپان و رفع
 ہوا ہی بالجملة جب حضرت یوسف نے اس طرح کلام ہدایت القیام فرمایا تو حسب تحقیق حضرت امام
 حجتہ الاسلام غزالی دونوں غلام قیدی ایمان لائے اور چوگاہ سو قیدی اور تائب ہوئے اور
 شرک و بت پرستی سے بیزارتب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ جو ایمان

لائے ہو محبس سے نکلو گے یا اسی مقام میں رہو گے بخلاؤ کے ایکزار قیدیوں نے کہا ہم چاہتے ہیں باہر جانا حضرت نے فرمایا بہتر یہ چلے جاؤ وہ بولے کس طرح باتیں پیرون میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پٹری میں اور ہم لوگ اسی شہر کے ہیں جب یہاں سے نکلیں گے لوگ ہمو چاہیں گے فرمایا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ تمہاری صورت تبدیل کر دیکے اور بیڑیاں پیرون کی از خود گر پڑیں گی بولے اچھا حضرت یوسف نے اسی وقت دعا مانگی اللہ نے انکی صورتیں تبدیل کر دیں اور بیڑیاں پیرون سے نکل پڑیں کہ سب لوگ اپنے اپنے گھر گئے اور اپنا احوال گھر والوں سے بیان کیا اور منجملہ انکے چار سو نفر کہنے لگے کہ ہم آپ ہی کی خدمت میں رہیں گے اس میں ہماری خوشی ہو حضرت نے منظور کیا انتہی لیکن اکثر نفسہرین نے اس قصہ کو نقل نہیں کیا ہو بلکہ ساقی و خباز کے ایمان کا بھی ذکر نہیں کیا اور ظاہر اکلام اللہ میں بھی کسی طرح کا ایما و اشارہ پایا نہیں جاتا ہو یا انہما امام صاحب کا لکنا ہمارے واسطے شدید الغرض بعد اس واقعہ کے حضرت یوسف نے فرمایا اسے دونوں قین بندی خانے کے ایک جو ہر قوم دونوں میں سو بلاؤ گے اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا سولی چڑھیں گے پھر کھائیں گے جانور اسکے سر سے کما قال اللہ تعالیٰ یا صاحبی اسجن اہ احد کما فیستی ربہ غمرا واما الآخر فیصلب فنا کل الطیر من راسہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر خواب سنکر دونوں غلام بخیدہ ہوئے اور بولے کہ بننے کچھ خواب ندیکھا تھا ہم تو کہتے تھے فرمایا فیصل ہوا کلام جب کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حکم خدا تم پر جاری ہو گیا خواہ تم نے دیکھا ہو یا ندیکھا ہو کما قال اللہ قاضی الاموال فیہ فیہ فیہ بیان بعد اسکے حضرت نے فرمایا اُس سے جسکو ان دونوں میں نجات پائیو الا سمجھتے تھے کہ میرا ذکر اپنے خاوند سے کر کہ فلان شخص ناحق قید ہو چنانچہ ارشاد ہوا و قال للذی ظن انہ ناج منما اذکر فی عند ربک الغرض تعبیر خواب سے تیسرے روز مقدمہ روبرو سے بادشاہ پیش ہوا اور روٹی والے کا قصور ثابت ہوا اور وہ محبس کے قریب سولی دیا گیا اور چڑیاں اُسکے سر کا گوشت کھانے لگیں اور شراب پلانے والا اپنے کام پر بحال ہوا **و** اندہ اس آیت کریمہ سے کئی فائدے اور کئی حکم نکلے اول یہ کہ استدعا و حاجت چاہنا مخلوق سے درست معلوم ہوتا ہو اگر ایسا نہوتا تو حضرت یوسف سہمی کے واسطے نہ فرماتے اور سبب عتاب یہ ہوا کہ نالایق ردیل سے حاجت چاہی دوسرا تعبیر خواب یقینی نہیں ہو مگر تعبیر کی شکل یقینات سے ہر لاریب ہوتی ہو تیسرے شفاعت کی لیاقت معلوم ہوا اسی کو ہر جوہر سے ہو چو تھا حضرت یوسف نے کافر سے اُمید شفاعت رکھی اگر ہم رسول سے یہ اُمید رکھیں تو

فیہ فیہ فیہ

بیان فائدہ

کیا تجب ہر پانچواں حضرت یوسف نے باوجود تکلیف کے بادشاہ کو غاوند اپنا ناما اور تعظیم نہ کی پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ بالیق کی تعظیم کرے اور مخدوم نہ بناوے حدیث شریف میں وارد ہے من تواضع لغنی ابنناہ فہب من دینہ ثلثاۃ خمسواۃ یکو ر خواب مین دیکھنا بہتر ہو سأ توان یکو خواب بنائے کننا اچھا نہیں جب تک دیکھنا نہو کے ورنہ بعد تعبیر شد زندگی کام نہیں آتی اٹھواں خواب کا دیکھنا حق ہر انکا اسکی جہل و نادانی ہو توان بدبات کو صاف صاف کننا چاہیے جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے روٹی والے سے نہیں کہا کہ تو مارا جائیگا معالم التنزیل میں لک ابن دینار سے روایت ہے کہ جبوقت حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے سفارش کرنے کو کہا اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے پہچانا اور کہا یا خ الرسلین والنذرین آج کیا ہی جو میں نما گو گنہگار دون کے گھر میں دیکھتا ہوں حضرت جبریل نے کہا یا طاہر ابن الطاہرین یقر رب علماک السلام رب العالمین اور فرماتے ہیں کہ تو نے حیانہ کی جبوقت شفیع گردانا ایک آدمی قسم ہر پہنی عزت و جلال کی ہر آئندہ رکھوں گا تجھکو قید میں کتنی برس تب حضرت یوسف نے کہا کہ رب العالمین مجھے راضی ہو حضرت جبریل نے کہا راضی ہو فرمایا کچھ مضائق نہیں اور کچھ اندیشہ و باک نہیں یہ ایام قید بھی گذر جائیگے رضا مندمی حضرت حق و کار ہو اور کعب اخبار سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں اے یوسف تجھکو کنسے پیدا کیا فرمایا اللہ نے پھر کہا کنسے تجھکو تیرے باپ کا محبوب کر دیا کہا اللہ نے پھر کہا کنسے قرچاہ سے نجات بخشی فرمایا اللہ نے پھر کہا کنسے تعبیر خواب سکھائی کہا اللہ نے پھر کہا کنسے تجھکو زنا و کاپی سے بچایا فرمایا اللہ نے پھر کہا کیونکہ تجھے اپنے مثل سے یعنی آدمی سے سفارش چاہی کہا یہ تو شک قصور ہوا حضرت جبریل نے کہا اب تو کئی برس اور قید میں اس قصور کے بدلے بسر کیجئے چونکہ منظور الہی یوں تھا عجیب اتفاق ہوا کہ ساقی جب قید سے خلاصی پاکر اپنے کام میں مصرف ہوا تو سفارش کرنا بادشاہ سے بھول گیا کہا قال فانساہ الشیطان عن ذکر ربہ فلکبت فی الرجل بضع سنین پس بھلا دیا اسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے سورہ یوسف علیہ السلام قید میں کئی برس تحقق کئے ہیں سات برس اور قید میں رہے اور بعضے مفسرین دونوں ضمیر میں یعنی ضمیر انساہ و راج یوسف علیہ السلام کی طرف کئے ہیں یعنی اُس موقع میں کہ یوسف علیہ السلام نے ساقی سے سفارش چاہی شیطان نے پروردگار کو خاطر یوسف علیہ السلام سے بھلا دیا والا یہ کلام نفر ماتے اور ہرگز مخلوق سے انجا کرتے اگر چہ جائز تھا مگر تعبیر کی شان سے بعید تھا

ولمذا شات برس قید کے بڑھ گئے اور پانچ برس گزر چکے تھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ رحم اللہ اخی یوسف لولم یقل اذکرنی عند ربک لما لبثت فی السجن سبعاً بعد الخمس منیع من اختلاف ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کے نزدیک یضع ما بین الثلث الی السبع کو بولتے ہیں اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ما بین الثلث الی التسع کو کہتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ما دون اعشر پر اطلاق کرتے ہیں اور اکثر مفسرین کے نزدیک یضع اس مقام میں عبارت سات برس سے ہے اور وہ جب ابن منیہ کہتے ہیں کہ الیوب بنعیبہ علیہ السلام سات برس مبتلا رہے بلارہے اور یوسف علیہ السلام سات برس قید رہے اور نجات نصرت بنی اسرائیل سات برس قید میں رکھا کہ ان فی العالم حضرت امام غزالی تفسیر سورہ یوسف میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب یوسف کی قید بڑھ گئی تو آنجناب نے یہ دستور مقرر کیا کہ جس کی کھڑکی میں بیٹھتے اور مسافروں کو اس طرح دیکھا کرتے کہ مسافر لوگ اذکونہ دیکھ پاتے چنانچہ ایک روز دیکھتے ہیں کہ ایک قافلہ شام کا آتا ہے اس میں شمر ول اعرابی کنعانی افطنی پر سوار ہے یہاں تک کہ قریب پہنچا اور اس افطنی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا پوچھا اور زبان فصیح کھلے لگی اسے یوسف صلی علیک السلام تم میرا باپ یعقوب علیہ السلام تمہاری آتش شوق میں جلتا ہے اور وہ فوراً اشتیاق قہار میں مرا جاتا ہے اور میں تیرے وطن کی افطنی ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کلام خزین دہ پرورد اسکا سنکر رونے لگا اور شمر ول اعرابی کہ آپ پر سوار تھا آتر پڑا اور ارادہ کیا کہ افطنی کو مارے اسی وقت دونوں پاؤں اس کے زمین میں دھس گئے اور تمام بدن میں اس کے لرزہ پڑا اور تجھیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ عجیب پیش آیا یہ حال دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اسے اعرابی اسکو نہ مارا تے اپنی کھڑکی بھینک دی تو زمین سے چھوڑ دیا تجھ پر داکہ یہ آواز کمان سے آتی ہے اور افطنی کو قریب تر لایا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اسے اعرابی تجھکو قسم خدا کی ہے تجھکو بتلاؤ کہ تو نے کمان میں وہ درخت دیکھا ہے جسکی بارگشاہیں ہمیں اسمین سے ایک شلخ جو اچھی تھی کٹ گئی کہ آپر وہ درخت رہتا ہے اس کلام سے اعرابی نے رو کر کہا ہاں میں نے دیکھا ہے یہ صفت ہے یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کی نسبت حضرت یوسف نے فرمایا تو کیوں آیا ہے بولا تجارت کو آیا ہوں فرمایا ابکی بلکہ کہنا فائدہ ہوگا بولا ہزار دینار کا سو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا بازو بند یا قوت سرخ کا بھینکا اور فرمایا کہ اسکو سے تیس ہزار دینار کا ہے اور اس درخت کے پاس جا کر میرا پیغام کہہ کہ اسکا اجر اللہ بہر مگر طریق یہ ہے کہ جب کنعان میں پہنچنا تو شام تک توقف کرنا پھر بیت الاخران میں جانا کہ

یوسف علیہ السلام
سات برس قید رہے
اور سات برس
مبتلا رہے

اسی مکان میں وہ درخت ہی سوائس درخت سے گنا کہ ایک غلام سکین غریب مصر میں قید ہوا اسے سلام کہا ہوا عرابی نے کہا آپ کا نام کیا ہے فرمایا نام اپنا نہیں بتلاؤ گناہ عرابی سلام کر کے ناقہ پر سوار ہوا اور جانب گناہ چلا گیا تاکہ گناہ میں پہنچا جب رات ہوئی تو بیت الاخران کے دروازہ پر کے پکارا کہ اے آل ابراہیم یہ سنکر دنیا یوسف کی بہن دوسری اور کہا علیک تعالٰیٰ عرابی نے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام گناہ میں دنیا نے گناہ کیا کہو گے انکا حال یہ کہ رات دن رویا کرتے ہیں نہ کسی سے بات کرتے ہیں اور نہ کسی کی سنتے عرابی نے کہا کہ میں غریزہ مصر کے غلام کا رسول ہوں تب دنیا نے حضرت یعقوب کو پکارا حضرت نماز میں تھے جب سلام دیا تو ٹوٹ کر کی سے پوچھا کیا ہے اسے کہا کسی غریب کا رسول تیرے پاس آیا ہے حضرت اُسٹھے اور ضعف سے گر پڑے ٹوٹ کر کی نے ہاتھ پیر کے دروازہ تک پہنچا یا عرابی نے سلام علیک کی حضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اے قاصد تحقیق خوشبو آتی ہے عرابی نے اپنا حال بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اُس بھیجے والے کا ساتھ بھی دیکھا تھا بولا میں نے چہرہ نہیں دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ اُس شخص نے اپنا نام بھی بتلایا تھا عرابی نے کہا نام بھی نہیں بتلایا فرمایا کہ اب تو اپنی حاجت کہ اسے گناہ کہ اس غلام نے دنیا سے مستغنی کر دیا میری حاجت کچھ نہیں تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بھجھ اللہ تعالیٰ سکرات موت آسان کرے انقصہ جب سات برس قید کے چوبیسو رعباب بڑھ گئے تھے قید الا نقضا ہوئے تو ایک رات میں حضرت یوسف علیہ السلام سوئے تھے

یہ کلمات زبان پر تھے اَللّٰہُ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اَنْتَ الْوَزِیْرُ وَاَنَا الذَّلِیْلُ

اسا کہ بحق ابراہیم خلیلک و بحق اسحق ذبیحک و بحق یعقوب اسرئیلک ان تعینٰی و ترحمٰنی یا نبیّات المستغنیٰ و یا رحمہم الراحمین اللہم خلصنی من السجن اور بادشاہ ریان ایک خواب دیکھ رہا تھا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سات برسین گذر گئیں تو ایک دن صبح کو حضرت یوسف علیہ السلام حسب معمول نامہ وزاری میں مشغول تھے کہ ایک جوان خوب صورت نے آکر کہا السلام علیک یا یوسف حضرت نے فرمایا علیک السلام تو کس طرح اس تمام میں آیا اس جوان نے جواب دیا کہ میں جبیل ہوں فرمایا کہ منزل خافئین میں کس طرح آئے حضرت جبیل علیہ السلام نے کہا یہ منزل خافئین کس طرح ہے جہاں تم سا طاہر اور صدیق موجود ہے فرمایا میں کس طرح صدیق ہوں جب کہ چوروں اور بدکاروں میں بسر کرتا ہوں حضرت جبیل علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنے خاں سے بچے اور بلا سے مصریوں میں صبر کرتے رہے سو خدا تمہارے لئے تمکو صابرون اور صلیقون اور مصلیون میں شمار کیا ہے اور میں آپ کو بادشاہت مصر کا فردہ لایا ہوں حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اسے جبیل

میرے باپ بھائیوں کی بھی کچھ خبر نہ تھی کہ اب تمہارے روتے ہیں اور بھائی شرمندہ ہوئے ہیں یہ سنکر حضرت یوسف علیہ السلام مفلوج ہوئے پھر حضرت جبریل نے فرمایا اے یوسف صدیق اب وقت آیا کہ حق تعالیٰ تمکو زندان سے نجات بخشنے اور تخت سلطنت و فرمانروائی پر بٹھلانے اور جملہ اغرہ و امرا سلطنت تمہارے منقاد و مطیع ہوں اور فقر اور مساکین تمہارے سبب سے غریزہ و کمزور اور سبب اسکا قریب تر نظر آتا ہے اور بادشاہ ایک خواب دیکھا چاہتا ہے کہ سب لوگ اسکی تعبیر سے عاجز آئیں گے اور تمکو واسطے تعبیر کے باغزو و اکرام طلب کریں گے اور وہ خواب من اولہ اے آخرہ بیان کر دیا اور نصیر اور تاویل اسکی بھی کہدی اور روانہ ہوئے بعد کئی دن کے بادشاہ مصر نے خواب دیکھا صبح کو معتبر دن کو بگوا یا اور اپنا خواب کہا کہ انی اری سبع بقرات سمان یا کلہن سبع عجاف و سبع سنبلات خضر و آخر یا لبسات

یا ایہا العلماء افتشونی فی رویائی ان کنتم لمدویا تعبیرون قالوا اضغاث احلام و ما نحن بتاویل الاحلام و علین ان یعنی میں خواب دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی اذ کو کھاتی ہیں سات ذیلی اور سات بانی ہری اور دوسری شو کھی اسے دربار و الو تعبیر کو مجھے میرے خواب کی اگر مہتمم خواب کی تعبیر کرنے والے ہوئے یہ اوڑھے خواب میں اور ہر کو تعبیر خواہوں کی معلوم نہیں یعنی ہم سچے خواب کی تعبیر جانتے ہیں اور یہ تو خواب باطل ہے تب بادشاہ کو سخت تاثیر ہوا اور بعضے تفسیرین نے یون لکھا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا صبح کے وقت منجموں اور کاہنان کو بگوا کے پوچھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا بھول گیا ہوں سو بتاؤ حاضرین نے کہا غیب کی بات ہم نہیں جانتے بادشاہ نے کہا اگر نہیں بتلاؤ تو قتل کر دو گا سب نے کہا جھوٹی خواب تھی اور ہم احلام کی تعبیر نہیں جانتے اور جس جگہ بادشاہ یہ گفتگو کرتا تھا اسی مقام پر ساتی حاضر تھا اسنے دیکھا کہ تجوی فیہ تعبیر خواب سے عاجز ہوئے تو اسنے حضرت یوسف کا نشان بتا دیا کہ قال اللہ تعالیٰ و قال

الذی نجی سنہا و اذکر بعد امۃ انا انکم بتاویلہ فازسکن یعنی اور بولا وہ جو بچا تھا ان دو میں اور یاد کیا مدت کے بعد میں بتاؤں تمکو اسکی تعبیر سو تم مجھکو بھیجوز زندان میں کہ وہاں ایک جوان کیا خوش و خرم و مند و انا عالم ہوا اور کئی برس ہوئے کہ یگناہ زلیخا کے سبب سے قید ہو وہ جوان خواہوں کی تعبیر خوب جانتا ہے سو بادشاہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اتنی برسوں سے تو نے کیوں نہ عرض کیا اور مجھکو تو یاد ہی نہ تھا ساتی نے عرض کیا اے بادشاہ میں بھی بھول گیا جیسا حضور بھول گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے کس طرح جانا کہ وہ شخص تعبیر خواہوں کی خوب جانتا ہے اسنے اپنا اور نانوئی کا قصہ بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا اور اس

خواب کی تعبیر معلوم کر کے میری خاطر جمع کر ساقی نے کہا کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ میں اب کیا اُس جوان کو
 کہو گا اور غدر اپنی غفلت کا بیان کر دوں گا بادشاہ نے کہا تو جاوہ جوان اب تجھ کو کچھ بھی نہ کہے گا چنانچہ
 ساقی سوار ہو کے اپنا آئینہ آستین سے چھپائے ہوئے کمال شرمندہ مجلس میں آیا ابن عباس کے
 نزدیک مجلس خارج مصر واقع تھا حضرت یوسف نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ تو آستین منہ سے اٹھا لے
 تجھ کو شیطان نے بھلا دیا تیرا کچھ تصور نہیں تب ساقی نے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور تعبیر چھپی
 چنانچہ ارشاد ہوا یوسف ایتما الصدیق افمنانی سبع لقرات سمان یا کل من سبع عجاف وسبع سنبلات
 خضر و اخر یا بسات لغامی ارجع اے الناس تعلّم یعلّمون یعنی جا کر کہا یوسف ملے سچے حکم دے کہ اس خواب
 میں سات گائیں ہوئی انکو کھادین سات ذیلی اور سات بالیان ہری اور دوسری سوکھی کہ میں
 لیجاؤں لوگوں پاس شاید انکو معلوم ہو تیری قدرت یعنی اہل مصر سے تاویل ردیا بیان کروں کہ وہ
 تمہاری استعداد علمی سے آگاہ ہو جاوین حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ترعون سبع سنین
 و ابا فاصد تم قدر وہ فی سنبلہ الاقلیلا اما کلون ثم یاتی من بعد ذلک سبع شدا و یا کلن ما قد تم لسن
 الاقلیلا ما تحسنون ثم یاتی من بعد ذلک عام فیه یفات الناس ذفیر یعقر ذن یعنی تم کھیتی کر دو گے
 سات برس لگ کے سو جو کاٹو اسکو چھوڑو اس کے بالی میں مگر تھوڑا جو کھانے ہو پھر آونگے اس سے بچے
 سات برس سختی کے کھا جاوین جو کھاتے اُنکے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آوے گا اس
 سے بچے ایک برس آستین میں پھنساؤینگے لوگ اور آستین رس چوڑینگے تفصیل یہ ہے کہ حضرت یوسف
 نے فرمایا کہ موٹی گائیں اور ہری بالیان سات برس ہیں کہ آستین زراعت بخوبی ہو اور ظلی
 بخوشی بسر کرے اور گائیں ذلیلین اور بالیان سوکھی برس ہیں تنگی کے حسین اسباب معیشت
 منعدم ہو جائے پھر فرمایا کہ زراعت کرو سات برس حسب عادت اور بعد اداے محصول دانکو
 بالیوں میں چھوڑو کہ زمین میں گل بن جائے اٹھوڑا کھانے کو رکھ لو پس الاقلیلا اما کلون استلہ
 ہر کم کھانے سے اور مبالغہ ہو ذخیرہ کرنے میں اور یاتی من بعد ذلک سبع شدا و تاویل لقرات عجاف
 اور سنبلات یا بسات کی ہے یعنی سات برس سخت باعسرت آونگے اسکے بعد سات برس بالکیش
 و آسایش آونگے پھر جو غلہ رکھا ہو اسکو گرانی کے سالوں میں کھائیں مگر تھوڑا بچ کے واسطے
 آٹھویں برس کے رکھیں پھر فرمایا کہ بعد انکے ایک برس آوے گا آستین بانی برسے گا اور زراعت
 بخوبی ہوگی اور میوے اور انگو رکھت ہوئے کہ لوگ اُسے رس چوڑینگے اس قدر شاید واسطے
 ساقی کے فرمایا ہو کہ وہ شراب بناتا تھا اور حضرت ابن عباس فیہ یعرون کی تفسیر میں فرماتے ہیں

کہ پوشی آسودہ اور شیردار ہو جائیگا اور آدمی اکھا و دودھ آسائش و فراغت سے دیکھیں گے اور ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ بعصرون شفق عصرت سے ہوا اور عصرت بمغنی نجات ہو یعنی اس سال میں آدمیوں کو تنگی قحط سے نجات ملیگی روایت صحیحہ کہ بیان سال ہشتم کا بادشاہ کی خواب میں نہ تھا بلکہ یہ امر حضرت یوسف نے از روئے وحی الہی بیان فرمایا بالجلہ حضرت یوسف نے تعبیر بیان کی تو ساقی نے اگر بادشاہ کے حضور میں فصل التماس کی بادشاہ مشتاق ہوا قال الملك الحقونی یہ یعنی کہا بادشاہ نے اے آؤ اسکو میرے پاس تاکہ میں اپنے کان سے یہ تعبیر سنوں اور جو بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ خواب کو بھول گیا تھا وہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب بھی بیان کیا اور تعبیر بھی فرمائی جب ساقی نے یہ حال بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ بہت ہنسا اور بولا گو یا اسے یہ خواب دیکھا تھا سو جلد لاؤ میرے پاس اسکو لیکن بر روایت سیاق آیت کے خلاف ہے کیونکہ کلام میں صراحت مذکور ہے کہ ساقی نے خواب بیان کر کے تعبیر جو بھی تنبیہ تین شخصوں نے تین چیزیں فراموش کیں حضرت آدم علیہ السلام نے عہد الہی فراموش کیا کہ ولقد عهدنا الی آدم من قبل فتنی اور یوشع ابن نون علیہ السلام نے کہا الی نسیت الموت ان دونون بن حکمت الہی تھی کہ اسکا ثمرہ ظاہر ہوا اور اپنے مقام پر مذکور ہے مگر ساقی جو سفارش یوسف بھول گیا اسین حکمت یہ تھی کہ اگر یوسف علیہ السلام ساقی کی سفارش سے خلاصی پاتے تو بالآخر کے ممنون ہوتے اور پیغمبر کا دل سعی پر ٹھہر جاتا لہذا ملک ریان کو خولب دکھلایا اور حضرت یوسف کو بادشاہ کی معرفت بلایا حشمت اور شان بلوایا اہل معافی فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور ساقی اور نان پر بوضع مختلف زندان شاہی سے نکلے اسی طرح مسلمان زندان دنیا سے نکلنا ہو پس کسی کو لیجانتے ہیں ہزار اور کسی کو بہر دار القرار اور کسی کو برائے دیدار ایک کو حکم ہوتا ہے کہ ہم تجھے بنہار میں دوسرے کو ارشاد ہوتا ہے کہ ہم تیرے خریدار ہیں تیسرے کو فرماتے ہیں کہ در دو جہان کی نعمتیں تجھے بنہار میں سب جان امتد کہا شان کبر بانی ہوا القصہ بادشاہ نے ایک اور آدمی یا اسی ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا فلما جاہدہ الرسول قال ارجع الی ربک فلما بال النسوة التي قطعن ایدیہن ان ربی بکید من علم یعنی جب پھر سوچا آدمی سمجھا ہوا بادشاہ کا فرمایا کہ پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھا وہ اس سے کیا حقیقت ہو ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے ہاتھ اپنے سرار ب تو انکا فریب سب جانتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ پہلے میری براءت اس گناہ سے جسکے واسطے قید ہوا ہوں ظاہر

ہو جائے تب قید سے نکلون اس واسطے وہ قصہ یاد دلایا کہ زلیخا نے عورتوں کے سامنے میرے
 عفت ظاہر کی تھی اور عورتوں نے وقت پر چھپا ڈالا سواب بادشاہ اُسے بلوائے پوچھے تو
 وہ کھول دینگے اور دریافت ہو جائیگا قصیر وار کون ہو اور مجھ کو بادشاہ کی اطاعت میں غم
 نہیں ہو لیکن خاطر غزیر کی بھی اولیٰ ہو کہ آسنے مجھ کو خرید کیا اور یہ اس وقت ممکن ہو جب غزیر
 راضی ہو اور رضامندی غزیر کی اس وقت ہوگی جب میرا حال عورتوں سے دریافت کیا جا
 اس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام نے سب عورتوں کا فریب بیان کیا اور زلیخا کا ذکر
 نہیں کیا اس لیے کہ حق پرورش کے خلاف تھا اگر اس کا نام لیتے تو وہ محبوب اور شرمندہ ہوتی تو
 اصلی فریب اس مقدمہ میں زلیخا کا تھا اور یہ سب عورتیں اسکی مددگار تھیں مگر معین و مددگار
 شل فاعل ہو ثواب اور عقاب میں چنانچہ بادشاہ نے زلیخا کو اور ان عورتوں کو بلوایا اور
 کہا خطبکن اور اودتن یوسف عن نفسه یعنی کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہو تمہاری
 جب پھلایا یوسف کو اسکے جی سے اس طرح سے بادشاہ نے اس لیے کہا تاکہ عورتیں جانیں
 کہ بادشاہ کو خبر ہو اور جھوٹ نہ بولیں عورتوں نے کہا حاش بندہ علینا علیہ من سویر یعنی خدا
 کی پناہ ہو معلوم نہیں اس پر کچھ برائی جب زلیخا نے دیکھا کہ عورتوں نے یوسف علیہ السلام کی
 برادرت ظاہر کی تو یہ بھی کہ اب گواہی معتبر گزری جھوٹ بولنے سے کچھ فائدہ نہیں قالت
 امرأة الغزیر الان حصص الحق انما اودتہ عن نفسه وانه لمن الصادقین یعنی بولی عورت غزیر کی اب
 کھل گئی سچی بات میں نے پھلایا تھا اسکو اسکے جی سے اور وہ سچا ہو کہ آسنے غزیر سے کہا ہو
 را و حقن من نفسی اہل معافی فرماتے ہیں کہ جب تک محبت زلیخا کی ضعیف تھی ملاست سے
 ڈرتی تھی اب قوی ہوئی اندیشہ جاتا رہا ولنعم ما قال الجامی سے بندہ عشق شدی ترک نسب
 کن جامی کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست با بجلد ملک ریان پر طہارت یوسف
 یہ گواہی زمان مصر و اقار زلیخا ثابت ہوئی تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے میں انکو
 سزا دوں حضرت نے جواب دیا کہ یہ سب طومار اس لیے تھا کہ غزیر مصر میری عدم خیانت سے آگاہ
 ہو جائے اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب و غلابازون کا کہا قال اللہ وذلک لیعلم انی لم اغتصب
 وان اللہ لا یمدی کید الخائنین یعنی یہ سب اس واسطے ہو کہ غزیر مصر معلوم کرے کہ میں نے
 چھپ کر جویری اس غزیر کی نہیں کی اس جگہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کلام پر
 جبریل نے ہاتھ پہلوئے یوسف پر مارا اور کہا خبردار وہ باد ہو جزیرینا سے کیا تھا پھر واسطے

رفع احتمال پیدا و غرور کے فرمایا میں پاک نہیں کیا اپنے جی کو جی تو سکھاتا ہوں برائی مگر جو رحم کیا میرے
پروردگار نے بیشک میرا رب ہر جہت سے والا مہربان کہا قال تعالیٰ واما ابرہی نفسی ان النفس الامارۃ بالسوء
الامر رحم ربی ان ربی لغفور رحیم اہل معافی فرماتے ہیں کہ حضرت نے جب توفیق حق و عفت مطلق
دیکھی تو کہا لیعلم انی لم ائتہ اور جب تقصیر خدمت ملاحظہ فرمائی تو کہا واما ابرہی نفسی بہان بیان عند
تقصیر ہوا اور اول توضیح شکر توفیق قائلہ لفظ امارہ کہ صیغہ مبالغہ ہے دلالت کرتا ہے کہ نفس
از روئے جبلت جانب شر لپٹا ہوا اور وقت فرصت نامرضیات میں ڈالتا ہے بعض اہل تفسیر
کہتے ہیں کہ آدمی کے بدن میں تین نفس ہیں ایک مقدس جسکو روح الہی بولتے ہیں یہ دائما زیر فرمان
ہو دوسرا منطبعہ تدبیر اور مقتضیات شہوت و غضب میں مصروف رہتا ہے وہ امارہ بھی کہلاتا ہے
ہو تیسرا نفس ناطقہ کہ علم قادر اک حواس سے لیکر روح پر عرض کرتا ہے اسی کو لواۃ بولتے ہیں اور
یہی نفس وقت صدور امر نامشروع امارہ کو ملامت کرتا ہے اور اسی کو ملحمہ بھی کہتے ہیں کہ بواسطت
روح امور حقہ آپس اللہ نام ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ نفس صالحین و ابرار کا ہے حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ سبع نفوس بروز قیامت لواۃ ہونگے اسلئے کہ جو لوگ نیک تھے وہ اس سبب سے
ملاست کریں گے کہ ہم نے کار نیک زیادہ کیوں نہ کیئے اور جو بد میں بدی پر ملاست کریں گے حدیث میں
میں ہے کہ اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہوگی مگر اس ساعت کی جو بلا یا دحق گزری
دنیا میں اور حسن بصری کہتے ہیں کہ نشان مرد ایمان دار کا دنیا میں یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس کی
ملاست کرتا رہے اور اہل تفسیر کو نفس لواۃ میں اختلاف ہے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اگرچہ نفس و احد
ہو مگر اسکے تین حال ہیں یعنی اگر عالم علوی سے متوجہ ہو کے طاعت میں بسر کرتا ہو تو مطمئن ہو
اور اگر عالم سفلی سے متوجہ ہو کر شہوت میں مصروف ہو تو امارہ ہو اور جو کسی وقت سفلی میں آتا ہو
اور کسی وقت علوی میں وہ لواۃ ہے بعض کے نزدیک نفس مطمئنہ انبیاء اور اولیاء کاملین کا ہے اور
امارہ کافرون اور فاسقون مصرع کا اور لواۃ گنہگار ان تائب و تقصیر وار ان نادم کا اور بعض
کے نزدیک یہ نفس متقیون کا ہے کہ نفوس عاصیہ کو دنیا میں ملاست کرتے تھے آخرت میں
بھی ملاست کریں گے اور حق یہ ہے کہ نفس آدمی از روئے جبلت سلامت و ندامت سے موصوف
ہو کیا ہی ہو کہ حقیقہ استاذ الاساذ فی تفسیر الغزیری سورۃ القیامۃ اور کشف الاسرار میں ہے
کہ نفس کے پانچ مرتبے ہیں امارہ مکارہ بخارہ لواۃ مطمئنہ سوا امارہ وہ ہے جس میں صفت حیوانیت
غالب رہے اور تمام عمر خواب و غور میں بسر کرے اور ریاضت و مجاہدہ کے نزدیک نہ جائے

نفس
الامارۃ
بالسوء

اور اپنے صاحب کو دیکھا محض وہو امین مشغول رکھے جانب خیر جانے نہ دے اسی کی مخالفت سے انسان داخل بہشت ہوتا ہے کہ قال اللہ تعالیٰ وہی النفس عن النوی فان اقبلت ہی المادی البکر وراق رحمہ فرطے ہیں کہ مخالفت ہوا سے نفقت مولیٰ ہوئی ہو کوئی چیز اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں فخر تر ہوا سے یہ انہیں فراموش داند اہلین کہتے ہیں کہ انسان جب ہوا نفس سے نکلے تب بالغ ہو والا نابالغ ہے جس طرح عرف عام میں اُس وقت جوان کہلاتا ہے جب احب و لہو سے کنارہ کرے سے خلق الطفال ماند خبرست خدا بنیت بالغ خبر بندہ از ہواہ اور اپنے مقام میں ثابت ہے کہ جلال انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو اور اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو اس نفس کے جہاد کا حکم دیا کیے ہیں اور مکارہ اگرچہ حجاب ہے لیکن قوت و طاقت میں اندازہ سے نہایت کم ہو اسکو سالک راہ حقیقت سے طاقت و مقادست نہیں ہے لیکن دائیات لکائے رہتا ہے اگر فرصت پائون تو میاں صاحب کو ہاتھ لگاؤں مثلاً کوئی مرید مجاہدہ میں مشغول ہے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں لگا ہوا دفتہ حج یا جہاد پیش آیا اس وقت میں نفس مکارہ جو گمات لکائے بیٹھا تھا رو برو کر لولا کہ سفر جہاد اور حج بمقام مجاہدہ و ریاضت و جمعیت خاطر سے افضل و عالی تر ہے پس اسی کو کرنا واجب ہے اور ذکر و فکر اور ریاضت اور مجاہدہ کو چھوڑنا فرض و لازم ہے اس میں یہ مکر کمال کہ مرید مبتدی ہے لاؤ مقام جمعیت سے گراؤں اور پریشانی و سرگردان پر آگندہ دل کر دے کہ حضور حق سے محروم رہے اس حال میں اگر مرشد غالب ہے تو مرید کو نفس مکارہ سے خلاص کر دیتا ہے نہیں تو گرجاتا ہے اسی واسطے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مرید جب تک صاحب تمکین نہ ہو نفس مکارہ سے اس میں نہیں ہے اور نفس مکارہ کا یہ دستور ہے کہ اہل حقیقت کے گرد پھرتا رہتا ہے اور ریاضت و مجاہدہ میں دیکھ کر کہتا ہے کہ اوقات غریزائی کیوں ضائع کرتے ہو اور بیفائدہ تکلیف اٹھاتے ہو شریعت کے موافق آرام کر دے پس اس حال میں اگر صاحب نفس مرد متحقق نہیں ہو تو صاف مقام حقیقت سے ظاہر شریعت میں پڑ جاتا ہے اور غریمیت سے رخصت میں آ جاتا ہے اور جب رخصت میں آیا تو آرام نفس پائی گئی اور جب آرام نفس پائی گئی تو نفس قوی ہوا اور نفس اندازہ کہ دبا ہوا پڑا تھا کھل کھلا ہوا حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں چالیس برس سے منازعت نفس میں تھا کہ وہ روٹی و دہی مانگتا تھا میں نہیں دیتا تھا ایک دن مجھکو رحم آیا تو ایک درم وجہ حلال کا لیکر بازار بغداد میں گیا راہ میں ایک مقام دیرانہ پڑا وہاں ایک بزرگ ملے کہ ریگ گرم پر پڑے تھے اور شہد کی مکھیاں اٹھا گوشت کھا رہی تھیں مجھکو بہت رحم آیا تو میں نے کہا کہ یہ مرد مسکین ہوا سنے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند تو نے کون بات مسکینوں کی مجھ میں پانی و تاج اسلام سر پہ رکھتا ہوں نہ گوہر معرفت و امن میں

تو البتہ مسکین ہو کہ چالیس برس ہوئے اپنے نفس سے سنا عت کرتا ہو اور نفس نہیں مانتا آخر تجھ کو
 رحم آیا کہ اسکی رفع خواہش میں بغداد چلا ہوا براہیم فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت
 توبہ کی اور غزم بالجزم اپنا فسخ کر کے توانا حقیقت حال یہ ہو کہ نفس سحارہ کھون گناہ کا حکم نہیں کرتا
 بلکہ ہمیشہ طاعت و عبادت کی طرف ہدایت کرتا ہو اور جب اسکی رہنمائی کارگر ہوتی ہو تو اسے
 عبادت و طاعت کو نظر سالک میں بخوبی آراستہ کر کے دکھاتا ہو یہاں تک کہ صفت خود پسندی
 و تعلی پیدا ہو جاتی ہو کہ عجب و پندار میں پڑ جاتا ہو الغرض جب تک سالک طریقت نفس سحارہ
 سے خلاصی نہیں پاتا نفس مطمئنہ سے محروم ہو اور جب اس سے رہا ہوا اور اسکے سکائے کو خیال میں
 نہ لایا اور یور اسنو رگیا اور دل سے رغبت نیکی پر رہی اور بیہودہ و بد کام سے بھاگنے اور ایذا
 پانے لگا اسی جگہ سے نفس مطمئنہ نے ظہور پکڑا اور یہ نفس مطمئنہ انبیاء و اولیاء کا ہوتا ہو زاہد و
 اور عابد و ن کے پاس بھی نہیں آتا القصد جب حضرت یوسف علیہ السلام کی برات
 بادشاہ وغیرہ پر ظاہر ہوتی تو بادشاہ نے کہا ایتونی استخلصہ لنفسی یعنی لے آؤ اسکو
 میرے پاس میں خاص کر رکھوں اسکو اپنے کام میں اور اپنا شیر و موئن اور صاحب راز
 بناؤں اور تمام امور سلطنت کے اسکو تفویض کروں چنانچہ ایک شخص مقرب درگاہ شاہی
 زندان میں گیا اور اسے پیغام سلطان حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا چھپے
 سے بادشاہ ریان نے شتر حاجب اور شتر گھوڑے واسطے جلو کے اور اسپ خاصہ
 اپنا واسطے سواری کے روانہ کیا اور شہر سے تاد ز زندان تمام شکر نے مضین باندھیں
 اور ملک ریان ایک میدان میں جو بارگاہ شاہی کے سامنے تھا حسب دستور سلاطین
 تخت سلطنت پر آکر بیٹھا اور غلام پر پیکی اور حذام لطیف منظر دست بستہ کھڑے ہوئے
 غرض استقبال کی یہ دھوم دھام ہوئی اس طرف حضرت یوسف علیہ السلام نے باطاعت فرمان
 ملک انجولے الطیعوا اللہ و الطیعوا الرسول واولی الامر منکم آمادہ روانگی ہوئے اور زندانیوں کو
 رخصت فرمایا اور دعائے خیر انکے حق میں کی کہ یا الہی نیکون اور نیک مردوں کے قلوب
 انپر مہربان کر اور ایم محنت کوتاہ فرما اور کسی چیز کو انپر پوشیدہ نہ کر کہ اور گناہوں سے انکو پاک کر
 اور صبر عطا فرما بعد اسکے زندان سے نکل کر کھڑے ہوئے اور فرمایا ہذا منزل البلوی و جہنم الدنیا
 و قبر الاحیاء و بیت الاخران پھر غسل فرما کر پوشاک بدلی اور اسپ خاصہ پر سوار ہو کر باجمل
 تمام و شوکت معنویہ حضرت ملک علام تشریف لیچے جب متصل دربار شاہی کے پہنچے

یہ دعا پڑھی اللہ قسم اے اس ملک بخیر من خیرہ وادعوہ بغیرتک وقد ترک من شرہ وشر غیرہ اور
 جسوقت بادشاہ اور ارکان دولت نے دیکھا کہ اسے لگے کہ یہ شخص حورِ بیا فرشتہ بھرا بادشاہ سے ملاقات
 ہوتی حضرت نے عربی میں سلام کیا اسنے پوچھا کہ یہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے چچا اسمعیل علیہ السلام کی
 ام کے زبان عبرانی میں دعا فرمائی تو بادشاہ نے پوچھا کہ کون زبان ہو فرمایا یہ زبان ہمارے باپ دودن غنی تھیں
 ۱۰ اسحاق و ابراہیم علیہ السلام کے بعد اس کے بادشاہ نے اپنے پہلو میں بٹھالیا اور باتیں کرنے لگا روایت ہے کہ بھوشاہ ربا
 بڑا فصیح و بلیغ تھا اور ایسا زبان دان تھا کہ شہر زبانوں میں باتیں کرتا تھا سو اسنے حضرت یوسف سے سب
 زبانوں میں کلام کیا اور حضرت یوسف نے ہر زبان میں جواب دیا چونکہ بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام
 کی زبان فارسی اور لیاقت بہت پسند آئی تو اسنے کہا اے ایوم دنیا مکین امین یعنی کہ اے یوسف صحت
 آج ہمارے پاس جگہ ہائے خیر ہو کر اور اسی وقت سے بادشاہ نے غریب کا علاقہ چھوڑا دیا اپنی محبت
 میں رکھا پھر بادشاہ نے اپنا خواب بیان کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو میں جواب
 بیان کروں اور تعبیر کروں بادشاہ نے کہا اچھا بیان کیجئے سو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں صبح کو یہ خواب کہیا
 کہ میں رو دیل کے کنارے کھڑا ہوں اور سات گائیں سفید رنگ موٹی ایسی دودھ داری کہ انکی چھاتیوں
 سے دودھ ٹپکتا ہو کھڑے ہیں اسی وقت رو دیل خشک ہو گیا اور سات گائیں دیل چل گئیں اسنے
 بہت بڑے اور ہاتھ کٹوں کے ساتھ انت یہ سچے ماننے کیلین اور ان ساتوں کو پھاڑ ڈالا اور یہ بھی چاہا
 کہ سات خوشے سبز اور سات خشک ایک ہی درخت سے نکلے وقتہ مو ایسی چلی کہ سو کے خوشوں
 نے جنبش کھائی اونے ایک آگ نکل اسنے سبز خوشوں کو جلایا یہ خواب دیکھ کر آپ کو خوف معلوم ہوا
 بادشاہ نے کہا یہ سب جو لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تعبیر کیجئے ہوگی مگر خواب میرا تم سے کہنے کہ دیا حضرت
 نے فرمایا کہ اے یوسف علیہ السلام نے مجھے خواب تمہارا کہ دیا جو بادشاہ نے کہا کہ جبریل علیہ السلام
 کون میں فرمایا اللہ کا فرشتہ ہو بعد اس کے حضرت نے تعبیر خواب زبان مبارک سے ارشاد فرمائی
 بادشاہ نے کہا کہ جو حضرت نے بیان فرمایا اس میں فرق نہیں ہے یہ میں حیرت میں ہوں کہ تعبیر اسکی
 کیا کروں آپ ہی کوئی تعبیر نکالیں فرمایا تبیر یہ ہے کہ اپنے تحصیل داروں کو حکم دے کہ جملہ اہل و انفس
 واد و ساطعے کھیتی کرادیں اور جو کاشتکار ہیں انپر تاکید کریں اور سات برس میں جو کچھ غلہ ہوا اسکو
 کاٹ کر انالیوں میں ربنے دیں تاکہ حشرات الارض سے محفوظ رہے اور وقت مہم و پر غلہ آدھیوں
 کی غذا ہو اور مہوسہ مویشیوں کی اور اگر اس طرح نہ کیا جائیگا بالکل ملک کی بد انتظامی ہو کے بادشاہ
 متاثر و متفکر ہو کر بٹھے کس طرح حالت قحط میں بند و بست ہو سکیگا اور میں تفہیم احوال فقرا

و مساکین اس حال میں کس طرح کر دھکا اور محکوم ہو گا کہ نصیب کس کا کتنا ہو اور ما یتیم ہر محتاج کا کتنی ہے جب حضرت یوسف نے بادشاہ کو پریشان خاطر دیکھا تو واسطے تسلی دل کے فرمایا اجعلنی علی خزائن الارض الیٰ حمیدنا علیم یعنی مجھ کو مقرر کر ملک مصر کے خزانہ پر مبن خوب نگہبان ہوں خبردار بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ خزائن طعام پر اور ان مواضع پر جہاں غلات وغیرہ جمع ہوں والی کر دے اور میرے سپرد کر کہ میں حفظ ہوں یعنی غیر مستحقوں کو نہ دھکا اور تحقون نہ زیادہ قدر حاجت سے نہ عطا کروں گا کیونکہ میں علیم ہوں حاجتمند و مستحق کو جواب پہنچاتا ہوں اگر کوئی شبہ کرے کہ طلب امارت بادشاہ کا فرستہ شان صدیقیت کے خلاف ہے تو رفع اس شبہ کا ہون ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر حق تھے اور رعایت صالحہ بقدر امکان بغیرہ ہوں پر واجب ہے ہر سو اگر طلب امارت اس نظریے پر کیا تو دنیا ائمہ نہیں و اسے اسکے حضرت یوسف کو از روے وحی معلوم ہو چکا تھا کہ امر خلافت میرے ذریعے ہو گا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام زندان میں بشارت دیکھتے تھے اور قحط کا حال بھی کہ گئے تھے اس سبب سے گویا حضرت یوسف نے طلب امر مشروع فرمایا کہ اُس سے تحقیق کو نفع پہونچے اور عدل و احسان ظاہر ہو ا پس مقصود طلب امارت سے رعوت نفس اور صبر ریاست نہ تھا کہ مرضی حق کے خلاف چلے اور شان صدیقیت سے بعید ہو بعد ازاں عباس فرماتے ہیں کہ ذوق پیروزان سے دو سبب سے دنیا کی خواہش کی ہے اول حضرت یوسف علیہ السلام نے کہ انھوں نے یہ جاننا کہ مالک قحط میں مصر کا بادشاہ خلق خیار شفقت قرار دانی نہ کر سکے گا اور بند و است نہ ہو سکے گا اسی واسطے سلطنت مصر کی درخواست کی کہ اللہ نے بادشاہ کے دل میں یہ ڈالا کہ سوائے اُنکے اور کسی سے انتظام اسوقت کا نہ ہو گا دوسرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب خبر پائی کہ فرعون ملک مصر کی بادشاہت پر ایسا خور ہوا کہ دعویٰ الوہیت کر کے اور انارکمر الاسلے کہنے لگا تب حضرت سلطان نے کہا کہ اگر تمام عالم کی بادشاہت ہی ہوتی تو بھی دعویٰ خدا کی تریب نہیں دیتا تھا سو دعائی رب بہت لی ملک لایعنی لاحد من بعدی یعنی مجھ کو ایسا ملک عنایت کر کہ بعد میرے کسی کو نہ ملے تو میں خلق کو دکھاؤں کہ سوا تیرے کو نبی نہ ہو اور الوہیت نہیں ہو اور جب کو تو نے سارا ملک اپنا دے دیا ہے وہ بھی تیرا بندہ ہے پھر فرعون کس طرح دعویٰ باطل کرتا تھا فائدہ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس معاملہ میں افشاء اللہ کیا یہ بات خلاف شان پیغمبری تھی چاہیے تھا کہ اُنکی حفظہ علیم انشاء اللہ فرماتے تو رفع اسکا ہون ہوتا ہو کہ امام واحدی کہتے ہیں کہ اسی سبب سے ایک برس تک حضرت

یوسف علیہ السلام اپنے طلب کو نہیں پہنچے اور امام رازی فرماتے ہیں کہ حضرت نے اس لیے
 انشاء اللہ نہیں کہا کہ اگر میں انشاء اللہ کہوں تو بادشاہ جانیگا کہ اسکو خطاس عمل کی طاقت
 نہیں ہو کہ تعلیق بلنظ انشاء اللہ کرتا ہو لہذا ظاہر میں ترک کیا اور دل میں کہ لیا تھا اگر کوئی کہے
 کہ حضرت نے اپنی تعریف فرمائی حالانکہ ایسا نہ چاہیے تھا تو جواب یہ کہ مرج اپنی اسوقت مذہب پر
 حسب مقصود اسے تفاخر ہوا اور یہاں مقصود اطلاع حال تھا نہ تفاخر اخاف میں ہو کہ راستہ کو
 راستی کی راہ سے اپنی مرج کرنی منع نہیں خصوصاً جب کوئی مصلحت داعی ہو اور اس مصلحت کی
 حمد حدیث میں بھی وارد ہو کہ حضرت صلعم نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر کیونکہ مراد اس سے تعلیم
 امت اور کینیت اظہار نہ لیت ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سال بھر حضرت
 یوسف بادشاہ کے پاس باعزاز و اکرام رہے اور اقامت رسوم بادشاہی اور احیاء مراتب
 فرمانروائی میں اعانت شاہ فرمایا کیے جب برس روز گزر گیا تو بادشاہ نے شہر مصر و بارگاہ سلطانی
 کو آراستہ کیا اور تخت زرین جسکا طول تیس گز کا تھا مکمل بجواہر حضرت یوسف علیہ السلام کو خلعت
 خلعت شاہی پنچا کے بٹھلایا اور منادی کرادی کہ یوسف علیہ السلام غریز مصر ہوئے انکی اطاعت کرو
 اور غریز مصر کو مغرول سمجھو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے برعایت حق پرورش
 غریز کی حیات تک اسکے کام میں دخل نہیں کیا بعد وفات اسکے بند و بست شروع کیا اور ابن کثیر
 نے ابن زید سے روایت کی ہو کہ مصر میں خزانہ بہت تھا ان سب پر حضرت کو اختیار و یار وایت ہو
 کہ جب امور سلطنت مصر حضرت کے تفویض ہوئی تو اول آپ نے حکم دیا کہ حوالی مصر و موصل میں
 ایک ہاں محل المواحب کی زمین تری و نمناکی سے سلامت ہو جو بڑا کیا جائے جب وہ میدان قرار دیا
 تو ایک عمارت وسیع الفضاء آسمین بنوائی اور چوبیس ہزار حویمیان قرار دیں بعد اسکے کہہنی کر کے
 فرمان جملہ ارازل و اشراف و اوساط کو صادر فرمایا کہ جس جگہ زمین خالی نھی جوتی گئی او جس جگہ
 پانی تھا وہاں کے واسطے حضرت نے دعائنگی وہاں پانی برس اور جہان ندی و کنوین تھے
 وہاں انکے پانی سے کام لیا گیا اور تحصیل رزی اعتبار اور امنائے پختہ کار واسطے جمع کرنے
 جب وہ غلات کے معین کیے گئے کہ غلہ کاٹ کر بایون میں رکھو ان میں چنانچہ سات برس
 برابر یہ حکم جاری رہا اس طرف اللہ صاحب ایما فرماتے ہیں و کذلک مکتا یوسف فی الارض مقبور
 منہا حیث انشاء نصیب بر حتمنا من انشاء ولا ضیع اجر المحسنین ولا اجر الاخرة خیر للذین آمنوا وکانوا
 یتقون یعنی لون قدرت دی ہے یوسف کو اس زمین مصر میں جہاں کپڑے آسمین جہان پاس ہے

ہم پہنچاتے ہیں اپنی جہنم کو چاہیں اور ضائع نہیں کرتے نیک بھلائی والوں کا اور آخرت کا بہتر
 آگے جو یقین لائے اور سب پر نیکو کاری میں یہ جواب ہو کافروں کے سوال کا جو حضرت صلعم سے
 کیا تھا کہ نبی اسرائیل مصر میں کیونکر آئے حضرت ابن عباس اور وہب ابن نمیر نے اس جگہ
 صابرین مراد لیتے ہیں فائدہ اس مقام سے کہی فائدے نکلے اول یہ کہ عالموں کو بادشاہ کے پاس
 بنا برافع خلق اللہ جانا درست ہو و بنا بر خرش آمد و طلب دینا ناجائز و سہرا درویشوں کو سواطین سے
 طلب حاجت کرنا درست ہو تیسرا مومنوں کو کفار سے بضرورت استیجاب جائز ہو چوتھا کافروں کی
 ولایت میں رہنا اس لیے کہ احکام ایمان سے خبردار ہوں درست ہو پانچواں مومنوں کو تعریف کافروں
 کی کرنا ناجائز ہو گو کافر اس کی تعریف کرے چنانکہ ریان نے حضرت یوسف سے کہا دنیا میں امین
 مگر حضرت نے تعریف نہ کی بلکہ فرمایا انی حفظ علیہم چھٹا نصیحت کرنا اولوالا امر کو عالموں کے لیے
 درست ہو سبط حضرت نے فرمایا تجھے آیام قحط میں انصاف نہ ہو کیونکہ گایہ کام مجھے سپرد کار بادشاہ نے
 قبول کیا کہ بند و بست ہو گیا اور ملک اس کا باقی رہا اسی مقام سے کہتے ہیں کہ ملک فرعون کے پاس
 رہتا ہوا و مسلمان ظالم سے جاتا رہتا ہوا تو ان اس قسم کی نوکری کافروں کی جائز ہو واضح ہو کہ
 نوکری کافروں کی یہودیوں یا نصاریٰ یا اور کئی قسم ہو مشاع و مشتبہ و حرام و گناہ کبیرہ و قریب بہ
 کفر پس اگر کوئی کافر مسلمان کو بنا بر قاست رسوم صالحہ و سب انجام امور محمودہ مانند رفع ریشہ زان و
 ڈاکو ان و دزدان و بنا بر پل و پاد و نمان سراسے و مدارس وغیرہ نوکر رکھے تو بلا شک مسلمان کو
 درست ہو بلکہ مستحب اسی طرح اگر مسلمان کو ہفتی مقرر کرے بشرطیکہ فتویٰ مطابق شرع شریعت کے
 لکھا وے تو جائز بلکہ مستحب ہو اہل قصہ والدہ مومن و قصہ یوسف علیہا السلام اور اگر کسی اور کام پر
 مقرر کرے کہ اس میں احتیاط و ارتباط لازم آتا ہو و رشادہ رسوم و اوضاع متکررہ کا کرنا پڑتا ہو باحتیاط
 ظلم نہ متحقق ہونی ہو سبط نشئی گری و رشادہ متکررہ و باہمی گری یا تعظیم مفطر کفار اور تذلیل اپنی
 نسبت و برخواست میں ضروری ہوتی ہو تو حرام و گناہ کبیرہ ہو اگر بنا بر قتل کسی مسلمان کے
 اور یہ ہم کرنے یا مسلمان کے یا ترویج کفر و تشکیک مطاعن دین اسلام کے نوکر رکھے تو یہ
 نوکری کبیرہ ہو کہ حقیقہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریرات میں کہتا ہوں کہ نوکری نصفی و صدراہنی
 بھی ناجائز ہے کیونکہ خدمات میں خلعت شریعت حکم دینا پڑتا ہو و سود و لانا ضرور ہوتا ہو و ذلک
 حرام کہ قال اللہ تعالیٰ و من لم یحکم بانزال اللہ بہ فاولئک ہم الکافرون فائدہ
 حضرت یوسف نے بارہ برس قید میں معبر لیا بارہ نمین پائین آیک علم کامل ملا کہ

نوکری کافروں کی

بنا بر قاست

تاویل رویا پر قادر ہوئے دوسرے ملک پر حاکم ہوئے کہ عدل و انصاف سے نیکنام ہوئے
تیسرے پتھر سے چوتھے تمام خلق کی محبوب بنے پانچویں مفارقت والد کا بیچ تھا سو انکو کنگان
سے بخیر و خوبی طلب کیا چھٹے زینجا کے کمرے محفوظ رہے ساتویں ہمارت و باکی خود اقرار زینجا سے
نابت ہوئی آٹھویں اللہ نے یہ توفیق عطا فرمائی اور حلم کامل دیا کہ اپنے گنہگاروں سے عفو کیا نویں
عمر کامل عطا فرمائی کہ اپنی مراد کو پہونچے دسویں اولاد صالح اور نیکی بخت عنایت کی تاکہ انقطاع نسل نہ ہو
گیارہویں کریم اپنے بچے کے اسکی دھوم مچی بارہویں زینجا کے باعث سے بہت فساد برپا ہوا
دہ کلح بن آئین انتقام بختہ بین جو کہ جب یوسف علیہ السلام امیر و سردار مصر ہوئے اور تمام
محنت انکی صبح رات سے قبل ہوئی تو وہ سب رنج و کلفت و محنت و مشقت جو مدت دوازہ
قرین یوسف علیہ السلام زینجا سے متوجہ ہوئے کہ اسکا شوہر مر گیا اور خود ناتوان و ضعیف ہو گئی اور
شردت و غنا محنت و بلا سے بل ہوئی اور مال اور منال نے صورت انتقال پیدا کی اور عشرہ
قبیلہ یوسین بن تھے دشمنوں کے پیچہ ظلمین در آئے اور بعض نیست و نابود ہو گئے آرام سے ناکام نہما
بیچارہ دل غم سے بارہ خلق سے بیکار ذات خواری سے بیکار و بیل پریشان کردہ بوستان گم کردہ آشیان
طرزہ یاران کاستان ایک طرف خانہ خراب پیری رہتی نہ کسی کے پاس جاتی اور نہ کسی کو بلاتی
مگر یوسف یوسف پکارتی اور روتی یہاں تک کہ اندر ہی ہو گئی یہی خیال ہر دم اور یہی غم ہر دم کہ
ہاں یوسف لیکن با این مہم بت پرستی سے تائب نہ تھی اسی حال میں ایک مدت دراز گزری آخر کا
گھر کو آباؤ اجداد میں دن شہرست و سرشار ایک مقام میں جا پڑی اور نام اسکا بیت الحزن رکھا اور
حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ دستور باندھا کہ آخر ماہ سوار ہو کر برگناٹ مصر میں جاتے اور فیصلہ
خصومات فرماتے اور جب سواری حضرت کی نکلتی تو زینجا دھوم و دھام سواری کا شکر بیت الحزن سے
نکل عین شارع عام پر بیٹھتی اور شور مچاتی اور یوسف یوسف پکارتی سچ ہر نقارہ کے شور میں طوطی
کی آواز کون سناتا ہوا جو کوئی کبھی سن لیتا تو آنجناب کو سبب رعب کے یا فضول جانکر اطلاع
نکرتا اور سواری نکل جاتی زینجا بجالاں خود چلا یا کرتی ایک مرتبہ نہایت بیتاب ہو کر زبان حال
گویا ہوئی مثنوی لے نقشہ گر جہان کجائی • ویرافت ناگہان کجائی • جان بازی عافقانہ بکری
ای چشم و چراغ جان کجائی • پہلوئے دل مکار نشین • ای نادک سے کمان کجائی • اور بہت
غمیدہ ہو کر اپنے بت سے بولی کہ ای سجدہ باطل تجھے مجھے کچھ فائدہ نہوا بلکہ سہ اس نقصان
پہونچا کہ شوہر میرا غریب مصر مر گیا اور میرا خرید قائم مقام ہوا اور ادا شد کہ غم مجھ پر ٹوٹ پڑا جسکو پیار

احوال

کرتی ہوں وہ بھی ہاتھ نہ آیا نزدیک دور ہوا اور دو زرد یک ہوا میں نے جانا کہ یہ سب آفات تیرے باعث سے نازل ہوئی ہیں اب اسی بنا پر تجھے بیزار ہوں لعنت خدا کی تجھ پر اور اسی وقت چور چور کر کے پھینکا اور بولی اب تو یوسف کے خدا کا ایمان لائی ہوں وہ میری فریاد رسی کر گیا اور بجا آسمان ہاتھ اٹھا کر کہنے لگی کہ اے اللہ کریم کار ساز اگر گنگار کو بخش تاہی تو میں تو بہ کرتی ہوں مجھ پر کرم کر اور جو غدر قبول کرتا ہوں تو میں غدر خواہ ہوں منظور کر اور اگر غم زدوں کو نجات دیتا ہوں تو میں زیادہ غم زدہ ہوں میرا غم دور کر اور جو بچارہ ساز بچارگان ہوں تو میں تمام عالم کے لوگوں سے بچارہ ہوں کہ تو خود جانتا ہو کہ میں کس ناز و نعمت میں تھی اور اب کس بلا و مشقت میں ہوں مجھے زیادہ کوئی بچارہ نہیں ہے یا اے تو جانتا ہو کہ یوسف کے ملنے کے واسطے میں نے کیسی کیسی کوشش کی اور مطلب حاصل نہوا اور اب میں اگرچہ بوڑھی ہوں مگر عشق و محبت یوسف میں جوان تر ہوں یا اے تو مجھ ناتوان دل شکستہ نے حیا عاشق بے ریا پر رحم فرما اور یوسف کو میرے پاس پہونچا کہ پندرہ برس سے میں نے اسکی صورت نہیں دیکھی ہے یا اے اس درخواست میں تو رشک مکرنا کہ اسکا وصل عین تیرا ہی وصال ہے اور اسکا نور عین تیرا ہی نور ہے مجیب الدعوات نے صدق اخلاص و نیاز زندگی زلیخا پر نظر فرما کے دعاے باخلاص اسکی قبول فرمائی اور یوسف علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ زلیخا کا حال معلوم نہیں ہے کہ کس حال میں ہے کس طرح اسکا حال دریافت کرنا چاہیے اگر اسکو معاشق کی تنگی لاحق ہو تو تدارک کرنا لازم ہو کیونکہ اسنے میری بہت خدمت کی تھی تو اس سے زیادہ کوئی قادر نہیں ہے جسدن یہ خیال حضرت یوسف کو آیا اسدن زلیخانے یہ کام کیا کہ اپنے بیت الخیرین سے مکملہ کملی پورانی اوڑھے لائچی پکڑے کہ کچھ کائے ایک رشی سے کمر باندھے خراب حال اس مقام پر پہونچ ہوئی تھی جہان سے۔ داری حضرت یوسف علیہ السلام کی نکلتی تھی اور دل میں یہ خیال تھا کہ اگر ملاقات حضرت یوسف سے نصیب میں نہیں ہے تو لشکر کا غبار ہی میرے جسم زار پر پڑے گا وہ بھی ایک صورت نسکین ہے اور گویا کہتی تھی کہ اگر ان طاغوتوں سے زورم باز آید + عمر گزشتہ بہیرانہ سرم باز آید + اکہ تاج سرمں خاک کف پائش بود + از خدا میطلبم تا بہ سرم باز آید + اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری ہکلی تو طاہرین حضرت یوسف علیہ السلام کو سہانہ سیر و شکار تھا اور دل میں تفقہ احوال زلیخا کیونکہ بر خلاف عادت جس کو چے سے نکلنے تھے درویشوں اور دردمندوں کا حال پوچھتے تھے جتنے کہ نوبت زلیخا رسید اور زلیخا بزبان حال کہہ رہی تھی طار بکہ دل زداغ محبت کباب شد + تائب ز سیمہ سوخته آمد صدائے من + برخاستم ز جنبش پائیت ز خواب مرگ + برترتم خوش آمد و دلربائی کشا

یوسف علیہ السلام

اور زبان شوق یوں نغمہ زن تھی کہ برکش نہ چہرہ پر وہ شرم آفتاب سن * رحمی بجال شبنم پادری کباب
من * تاکے تھانہ فلی نو کند روز من سیاہ * چشمے فگن بصورت حال خراب من * اور دل خیرین سے
یہ صدا اٹھتی تھی کہ نالہ حسرت کشم تا چند در کعب قفس * سنگدل صیاد رحمتے بگر قناری بکن * ناوک
بشکن بہ پہلو در جگر بشکن سنان * اسے جو ان ترکانہ کارے بردل انکاری بکن * اور پکاری تھی کہ با آبی
یوسف مجھ کو نظر نہیں آتا مگر آسکے گھوڑے کا تم میرے دل پر پڑتا ہو یا الہی اسکو بلدی میرے قریب کر دے
دفعۃً کوئی بولا کہ یوسف سامنے آئے اور بہت متصل بہن تو زبان حال کہنے لگی کہ بشہر و بادیا مارا
قرار گاہ ہے نیست * گزشتہ ایم غیر بانہ از وطن ہے تو * نہ پر تو بخ ماہی نہ شکار شمع * نشستہ ایم دین تیرہ
انجن ہے تو * رسیدہ ز کنارم تو گمانہ مرا * شدہ است موسے بدن خار پیرین ہے تو * بہرنگ خار
پیائے نگہ خار گگل * اگر نظارہ کنم جانب چمن ہے تو * بخت جوے نشان تو گم شدم از خویش * بیا بیا
کہ گزشتہ ز خویش تن ہے تو * بعد اسکے ارادہ کیا کہ عنان مرکب پر لے دور با شون نے سوک لیا تو را بچا
شور کر کے کہا پاک ہو خدا جسے برکت طاعت سے غلاموں کو غریزہ کیا اور بادشاہوں کو ناست نصیبت سے
ذلیل آواز حضرت یوسف کے کان میں پہنچی تو حضرت نے کہایا آواز کس عورت غنیف کی ہر خاص و عام
نے گزارش کیا کہ زینجا بچارتی ہو اور ملازمت کی امید وار ہو حضرت تو اسی کے خیال میں تھے ارشاد کیا
کہ زینجا کو جلد لاؤ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا گھوڑے سے اتر کر زینجا کا حال پوچھو
انقرض حضرت گھوڑے سے اتر پڑے اور زینجا حاضر ہوئی تو حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہو زینجانے کہا
کہ یاد روزے کے روزے تو نظر سے کر دم * شب غم را بوحال تو سحر می کر دم * یاد باد آنا نہایت نظر سے
بام بود * رقم مهر تو بر چہرہ ما پیدا بود * یاد باد آنا کہ چشمہ است اقبال ہم نے گشت * معجز عیسویت در لب شکارنا
بود * یاد باد آنا کہ جو با قوت لبست خندہ زدی * در میان من و لعل تو حکایتا بود * یاد باد آنا کہ صبحی
ز وہ در مجلس انس * خبر سن و یا نہ بودیم خدا بام بود * افسوس صد افسوس اب میں ایسی ہوئی کہ تم مجھ کو
نہیں پہچانتے اسے میرے محبوب پیارے یوسف میں زینجا ہوں کہ جان و دل سے خچر فدا تھی اور
وہ ہوں کہ جسکو تیرے عشق نے فنیخت و رسوا کیا اب اس حال کو پہنچی ہوں مگر * در دل
دیدہ خیال رخ دلدار ہماں * دل ہماں دیدہ ہماں لذت دیدار ہماں * آستین سرخ شد از گرم گلگون
لیکن * پیچکد خون دل از دیدہ خونبار ہماں * داغ سوداے تو دار و دل شوریدہ ہنوز * پاسے
سرگشتہ ہماں دشت ہماں خار ہماں * روایت ہو کہ حضرت یوسف نے زینجا کو کمال حسن و جمال و
شوکت و رعنائی میں دیکھا تھا کہ پریشان چال دیکھا تو آب دیدہ ہو کر متاسف ہوئے اور حیرت

میں ہوئے کہ یہی زلیخا ہے جو میری عاشق زار تھی سچا کہ لا علم لنا الا ما علمتنا یا رب تغزین نشانہ و منزل
 من نشانہ پھر پوچھا کہ اے زلیخا تیری آنکھیں کہاں گئیں زلیخا نے کہا کہ آپ کے فراق میں روتے روتے
 جاتی رہیں اور ناز و انداز بھوبانہ سب تمہاری محبت میں ضائع کیا اور مال و دولت میرا سب تمہارے
 عشق میں فنا ہوا اب محبت کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہے اور زبان حال گویا ہوئی ہے کہ
 پیرِ خستہ دل ناتوان شدم * ہر گز خیالِ روستہ تو کہم جو ان شدم * شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا
 برفتہ ہے مطلب خود کامران شدم * غمگین گفتم و شنبہ دوستانہ او قیل و قال مجاہد کی تطویل ہوئی
 فوج کی لوگ سخت متحیر ہوئے کہ یہ عورت ضعیفہ مفلسہ کو ان ہر جو غریب دوسرے سے ایسے کلام گستاخانہ کہہ رہی ہے اور غریب
 سے بحسن خلق اور لطف و قال جواب دہ ہیں اس خطرے پر حضرت یوسف علیہ السلام نے مشرف ہو کر
 فرمایا کہ اسے اور تعین اسرار تم بھلو اس مقام میں معذور ہو کہ وہ اس واقعہ کو عجیب سمجھو ضعیفہ مفلسہ
 میری عاشق ہے اور اسے یہ کیفیت میرے عشق میں بہم پہنچائی ہے میرے در و دل خستہ درد مند ان دنوں
 نے خوش نشان و خیر و نشان دانند * اسرار قائم رہی ہے دانند * سہری است درین شیوہ کہ زبان
 دانند * جب یہ کلام شکر کے لوگوں نے سنا تب ذیالِ نام سے تھمڑے ہوئے بعد اسکے حضرت یوسف
 علیہ السلام نے زلیخا سے فرمایا کہ اے زلیخا تیرا مطلب کیا ہے زلیخا نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ آنکھوں میں
 روشنی ہو جاتی تو جمالِ مبارک پیش از موت دیکھ لیتی حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی اللہ نے
 اس وقت زلیخا کو بینائی عطا کی تو زلیخا نے دیکھا کہ الحمد للہ علی ذلک ایک دن وہ تھا کہ میں نے بھوکو
 بندہ دیکھا تھا آج پادشاہ مصر دیکھتی ہوں شکر ہے اسکو جس نے محبوب میرے کو بادشاہ کیا پھر زبان حال
 بولی * خزان گذشت و بہاران رسید اسے ٹھیل * نواسے تازہ کبش در گلشنان بشکن * اور
 بزبان عشق لگی کہنے * عشق تو فنا کر دیا * رسوا سے زمانہ کر دیا * در کوئے تو دیدم انچہ دیدم *
 چیدم ز غمت گلے کہ چیدم * القعہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب برداروں سے
 ارشاد کیا کہ اس عورت کو ہمارے مکان پر لیتے آؤ اور خود بدولت و اقبال جانسب مجلس توجہ ہوئے
 پیچھے سے زلیخا بھی پہنچی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا اب تیری حاجت کیا ہے
 زلیخا نے عرض کیا کہ اب کیا کمون و فتنہ گذر گیا اور روتے روتے بیتاب ہو گئی بعض مفسرین کی یہ
 تحقیق ہے کہ زلیخا نے کہا میری یہ حاجت ہے کہ جو ان ہو جاؤں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا
 فرمائی کہ زلیخا اٹھا رہیں کی نظر آنے لگے اور حجتہ الاسلام نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت
 یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے کہا تیری حاجت کیا ہے اس نے کہا میں تمہارے ساتھ کھانچ جا رہی ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نہ میفہم فلسفہ کافرہ ہر مین تیرے ساتھ کس طرح کھاج کروں اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف ارشاد حق یہ کہ زلیخا اگر بوڑھی ہو جو اب لگی اور جو محتاج ہو مالدار کرونگا اور جو کافرہ ہو ایمان دوں گا اے یوسف تو دوست نہیں بناتا اسکو جو تجھکو بلا واسطہ دوست رکھتی ہو اور تو نہیں چاہتا اسکو جو تجھکو بے سبب چاہتی ہو یہ آواز سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے سکوت کیا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زلیخا پر رکھا سب عیب جاتے رہے اور اللہ نے ایسا حسن و جمال دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی عاشق ہو گئے مگر جوان ہو جانے کی روایت صحت کو نہیں پہنچتی اور اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے درخواست ملیا شنی تو تھوڑے ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فیاتے ہیں کہ میں نے زلیخا کی عافری و شکستگی سے قصور اسکا معاف کر لیا اول جیلہ و فریب چاہتی تھی کہ تجھکو دام محبت میں پائے میں نے محفوظ کیا اب چارہ دل شکستہ ہو کر حاضر ہوئی اور ایمان بھی لائی اور کمال عافری سے تجھکو مانگنے لگی تو میں نے اسکی اسناد عافری فرمائی تو بھی حیات اسکی رو کر اور کھاج کر لے چنانچہ حضرت نے حکم خدا مجلس آراستہ فرمائی اور اکابر و اشراف مصر کو جمع کر کے ملک زبان کے روبرو کھاج کیا اسوقت زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر کہا سبحان اللہ میں ہوں کہ ایسی مفاقت میں مبتلا تھی اب اسطرح کی مواصلت حاصل ہوتی الحمد للہ امرادی میں مراد ملی سے منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز چہ شک گویمت اے کار ساز بندہ نواز اور حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر میں اسوقت زلیخا جو حشمت نظر آئی اور داعی شہوت نے قواسط طبعی پر غلبہ کیا اور کلب میل بات نے فعل مصابت ہلایا کہ حضرت علیہ السلام بابر غلوت معجزہ خلوت خانے میں تشریف لیگے اور زلیخا کو طلب فرمایا حجۃ الاسلام نے اس مقام میں لکھا ہے کہ زلیخا بنا زوانداز مشوفانہ انکار فرماتے لگین اور ایک علیحدہ مکان میں ہو بیٹھین اور دروازہ بند کر لیا حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر جا کر طلب کیا زلیخا نے کہا آپ یہاں تشریف نہ لائیں اب معاملہ بالعکس ہو کیونکہ میں نے اب اسکو پایا ہو جسے بہتر حضرت یوسف نے دروازہ توڑ ڈالا اور ور آئے زلیخا کو پکڑنے کا ارادہ کیا وہ بھاگی حضرت نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا تو دامن پھٹ گیا اسی وقت ایک فرشتے نے آکر کہا کہ اے یوسف اسکو مخالفت نہ سمجھنا بلکہ محبت ہو مقابلہ محبت کے اور طلب ہو مقابلہ طلب کے اور عشق مقابلہ عشق ہو اور فرار مقابلہ فرار اور چاک دامن مقابلہ دامن تست اور یہ سب اس واسطے ہوا کہ زلیخا کو تھے شرمندگی نہ رہے اور تھا اسکو حالات ضعیفہ پر سرزنش نہ کرو انقصہ بعد اس معاملے کے زلیخا سے نوبت ملاقات پہنچی تو زلیخا باکرہ پائی گئی حضرت یوسف نے پوچھا کہ اے زلیخا اسکا کیا سبب ہو زلیخا نے کہا غریب مصر میں رہتا ہوں ہر مجبور دستیاب نہیں ہوا اور اسے

قدرت مباشرت نہیں پائی پھر حضرت نے فرمایا کہ اسے زلیخا اسطرح خواہش نفیس دینا بہتر ہے یا جس طرح سے
تو جانتی تھی زلیخا نے کہا ان نفیس لامارۃ بالشور اسے محبوب مجھ کو ملاست مگر انسان تو بلائے نفس میں گرفتار
ہو جو کچھ نفس چاہتا ہو کر لیتا ہو اور اکثر بُرائی کی طرف لانا ہی میں کیا کمون اپنے زمانے کی عورتوں میں میں صفت
عفت و عصمت سے ممتاز تھی اور پاکدامنی میری شہرہ آفاق تھی جس طرح تم اپنے زمانے کے مردوں میں
عقیق و معصوم مشہور ہو اور میرا شوخی نہیں محض تھا حضرت یوسف نے فرمایا کہ تو نے صبر کیا ہون نہ کیا ہون
زلیخا نے جواب دیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ زلیخا کو شرمندہ فکر
اور اکثر مفسرین نے اس سائلہ انکاری کو بعد زفاف یوں بیان فرمایا ہے کہ رات کے وقت حضرت یوسف
اپنے بستر خواب پر بیٹھے ہوئے زلیخا کی انتظار کرتے تھے اور زلیخا عبادت حق میں مشغول تھیں حضرت
نے ہر چند بلایا نہ آئیں تا چار فرمایا کہ اے زلیخا اس وقت مجھے سخت اضطراب ہو جس طرح ہنرمند خانہ میں تھجا تو تھا
زلیخا نے کہا میں عبادت خدا کر رہی ہوں جیسی تم اسدن کرتے تھے سو میں تمہارے پاس نہیں آ سکتی اور
اُسی وقت چاہا کہ دوسرے مکان میں جا بیٹھوں چنانچہ اُس مکان سے چلین حضرت یوسف علیہ السلام
بھی پیچھے پیچھے تشریف لے چلے جب زلیخا دروازے پر پہنچیں قریب تھا کہ باہر نکلیں حضرت نے دامن
پکڑا تو کشاکشی میں پھٹ گیا زلیخا نے کہا اے یوسف میرا دامن تمہارے دامن سے برابر ہو گیا اب
نہ تم سے مجھ کو شرمندگی و خجالت ہو اور نہ مجھے آپ کا احسان و منت روایت ہو کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام
نے زلیخا کو عبادت مطلقہ میں حریص دیکھا تو ایک عبادت خانہ بہت تکلف سے تعمیر کرایا اور اس میں نل
ستون سونے کے رکھے اور مابین دو ستونوں کے قندیلین انکائیں اور وسط مکان میں ایک تخت بنا
بچھوایا اور زلیخا کو ارشاد کیا کہ اس مکان میں قیام کر زلیخا نے مکان دیکھ کر پسند کیا اور رہنے لگیں حضرت
یوسف نے فرمایا کہ اے زلیخا تو نے اپنی حکومت میں میرے واسطے بیت الکرامۃ بنوایا تھا اور میں نے
تیرے واسطے بیت المعادۃ تعمیر کرایا اب تو اس مکان میں عبادت خدا کیا کر چنانچہ زلیخا اُسی مکان میں
مشغول عبادت رہا کرتی اور حضرت یوسف علیہ السلام فرصت کے وقت تشریف لاتے اور نماز
الہی کا ذکر کیا کرتے اور طریق عبادت کی تعلیم فرمایا کرتے محققین روایت کرتے ہیں کہ زلیخا حضرت یوسف
علیہ السلام کے پاس سنتیں برس کامل رہیں اور گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اور بیٹے دہری بیٹیاں اور ایک
بیٹی بیان کرتے ہیں اور ایم دنیا و مساعہ رحمہموا معجم روایت ہو کہ جب دامن زلیخا حضرت یوسف
کے پکڑنے سے جاک ہو گیا تو زلیخا نے کہا اے یوسف جس طرح محبت الہی آپ کو بدرجہ کمال ہوا اسی طرح
مجھ کو بھی محبت الہی ہو جب تک میں نے خدا کو نہ پہچانا تھا فقیر کو دوست رکھتی تھی اب کہ اپنے معبود کو پہچان

میں نے پہچانا اور پایا اس کے غیر سے کس طرح توجہ کروں دل تو ایک ہی ہے ہر سے دل چوکی بیش نیست دوست
یکے بس بودہ وان یک بے اشتراک ذات مقدس بودہ خلاصۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ فیروز دہلی
ایک جوان خوبصورت تھا اسپر ایک عورت حسینہ مفتون ہوئی فیروز کو غایت پارسانی سے الفت
نہ تھا ایک دن اس عورت نے سبب بے التفاتی پوچھا فیروز نے کہا تو کا فرہ ہے اور میں مسلمان
اور محبت میں اتحاد شرب بھی شرط ہے اس نے کہا پھر کیا کرنا ضرور ہے فیروز نے کہا تو بھی مسلمان ہو عورت
ہوئی کہ فی الحال تجھے زیادہ کوئی مسلمان ہو تو بیان کر کہ اس کے ہاتھ پر ایمان لاؤں فیروز نے کہا حضرت
امیر المومنین عمر ابن خطاب خلیفہ رسول اللہ موجود ہیں ان کے پاس حاضر ہو عورت نے کہا اے
زیادہ بھی کوئی ہے فیروز بولا کہ اے زیادہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ مرقد
مبارک انکا مدینہ منورہ میں ہے چنانچہ وہ عورت قبر مبارک پر آئی اور ایمان لاکے میں نے رہنے لگی
فیروز نے قاصد بھیجا اور طلب کیا وہ عورت عبادت خدا میں مشغول تھی قاصد سے ملتفت بھی نہ ہوئی
اور کہا کہ جب تک میں نے خدا اور رسول کو نہ پہچانا تھا فیروز کو چاہتی تھی اب کہیں حضرت حق اور
معبود مطلق اور اس کے رسول برحق کو پہچانا تو اس کے عشق نے غیر سے تنگی کر دیا ہے سو فیروز سے کہہ دینا
کہ آپ خیال محبت اپنے دل سے نکال ڈالیے مجھ کو اصلاً محبت اُسکی نہیں ہے اس مقام پر تحقیق نظر
ملاحظہ کرنا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام ایک بندہ مقبول حضرت حق تھے اور زلیخا دشمن خدا تھی مگر
اس کے دوست کو دوست رکھتی تھی ہر چند کہ یہ دوستی منی بر شہوت تھی کہ دوست خدا کو اس سے
بانواع وجوہ آزدگی حاصل ہوئی مگر آخر کار اس محبت نے یہ نمرہ عطا کیا کہ دشمنوں سے نکال کر دوزخ
پس اگر یوسف موجد کہ حقیقت حضرت حق سے دوستی رکھنا ہے برکت اس محبت سے دشمنی سے باز
رکھا جائے اور وقت مفارقت جان کے قبولیت درگاہ سے مشرف ہو تو عنایت و کرم الہی جل جلالہ
سے بعید نہیں ہے دیکھو زلیخا کا فرہ تھی جب اس کو یوسف علیہ السلام سے کہ دوست مقبول خدا تھے محبت
ہوئی تو اسکی برکت سے چار بزرگیاں بہشتیوں کی حاصل ہوئیں اول فقیر تھی تو نگر ہوئی دوسرے
بوڑھی تھی بقول بعض جوان ہوئی تیسرے نابینا تھی بنیا ہوئی چوتھے فراق میں مبتلا تھی وصال سے
فائز ہوئی پھر جو کوئی اللہ کو بے واسطے دوست رکھے اس کو امید رکھنا چاہیے کہ کوئی نعمت و کرامت
دنیا اور آخرت میں نہیں ہے جو اس کو نہ ملا قصہ جب سات برس فراخی کے شقیں ہو گئے اور غلام ہر قسم کا
موافق تجویز حضرت یوسف علیہ السلام کے رکھوا گیا گیارہ سال حضرت نے بادشاہ ریان سے ارشاد
کیا کہ آج کی رات سے تمہارا سال شروع ہوگا اور بے عبری اور گرسنگی دینیوں پر غلبہ کرے گی

بادشاہ نے کہا فقرا و مساکین کو ہوگی یا تمام خلق کو حضرت نے فرمایا کہ سب سے پہلے تجھ کو جو کہ کی شرت ہوگی یہ سکر بادشاہ نے وار و غلبہ سے ارشاد کیا کہ ہمارے واسطے کھانا ہر قسم کا مہیا و طیار رہے چنانچہ ہوائی رسم سلاطین طیار کیا گیا اور بادشاہ بانتظار آمد وقت موعود اپنے مقام پر بیٹھا آدھی رات کے گزرنے پر بادشاہ نے الجوع الجوع پکارنا شروع کیا اور تفسیر تیسریں لکھا جو کہ اسی رات کی صبح کو حضرت جبریل علیہ السلام نے محاذی مصر کھڑے ہو کر پکارا یا اہل مصر جو اس صبح سنیں اس آواز کے مستمے ہی عورت و مرد و صغیر و کبیر بول اٹھے الجوع الجوع اور بادشاہ نے ہر چند طعام خاصہ تناول فرمایا پر نسلی نہیں ہوئی تا چار حضرت یوسف سے اس مرض کی دوا پوچھی حضرت نے دست شفا اپنا بادشاہ کی بہت پر رکھ دیا کہ اسکو تسکین ہوگی اور حضرت یوسف نے یہ دستور باندھا کہ ہر روز دو پہر کو کھانا خوانوں میں لگا کر بادشاہ اور اسکے ملازمین کو بھجوا دیتے اور خود سیر شکم کھانے تاکہ عاجزون اور مسکینوں کے حال سے غفلت نہ ہو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات برس کامل ایسا قحط پڑا کہ پانی کا برس نہ لگھا س کا اگنا ہوکا موافق چلنا اور حیوانات کا بچے بننا مردوں کا گھونسا لگانا بند ہو گیا اور فرحت و سرور کا نام داون سے جا ہارہا اور رحم و عنایت قلوب سے یک قلم اٹھ گیا ملک شام و مصر میں ایسی تنگی پڑی کہ بس جبکہ پانی تھا بالکل خشک ہو گیا اہل مصر سخت سرد و پریشان ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے نزع غلہ کا یون مقرر فرمایا کہ مصر کے مالداروں کو مقدار قوت اور محتاج کو مقدار مصاع عنایت فرماتے اور پریسوں کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے چنانچہ مصریوں نے سال اول میں نقدی سے غلہ خریدا اور سال دوم میں زبور سے تیسرے برس لوٹدی غلام سے چوتھے میں دوا بے مویشی سے پانچویں میں غرض و عقار سے سال ششم میں اولاد و اخلاص سے ساتویں میں اپنے نفوس سے حسب تین مہینے اس سال کے گزر گئے تو مصریوں نے عرض کی کہ اے عزیز مصر میں مشہور ہے کہ سرکار میں غلہ باقی نہیں رہا اور اب تک سال ہفتم میں تو مہینے باقی ہیں حضرت نے فرمایا کہ غلہ تو ہے لیکن قیمت چاہیے اُن لوگوں نے کہا جب ہم اپنے نفوس کو بیچ کر چلے اور تمہارے لوٹدی غلام ہوئے پھر قیمت غلہ کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو سرکار بادشاہی سے کھانا روزمرہ ملا کر یکا جب سال ہفتم کے نو مہینے گزر گئے اور تین مہینے باقی رہے تو اب غلہ انانرا ہا نہ مصریوں کو عنایت کیا جاے حضرت کو سخت رنج ہوا حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ اے یوسف اللہ صاحب فرمائے ہیں کہ آپ تردد ذکر بن تمہارا دیدار ان لوگوں کا قوت ہے چنانچہ شہر مصر میں منادی ہوئی کہ اب شہر کے آدمی حضرت یوسف کو دیکھا کریں اور حضرت یوسف علیہ السلام ہر روز سوار ہو کر نکلتے لگے جس کسی کی نظر روئے مبارک پر پڑ جانی اسکو بھوکہ جانی رہتی فائدہ

اس معاملہ میں یہ حکمت ہوئی کہ حضرت یوسف کو اہل مصر غلام سمجھا کر فقیر جانتے تھے اور حسبِ محض ہمت
 علیہ السلام مرضِ بیع میں جلوہ فرماتے تھے تو ہر شخص اپنے مقصد کے موافق چاہتا تھا کہ اس کو خرید کر اپنے
 سوا اللہ جل شانہ نے سب مصریوں کو غلام و مملوک کر دیا تاکہ کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے بلکہ ہر ایک کو اپنے
 نواحی مصر و شام میں مستولی ہوئی اور حاشا اراذل و اشراف میں خلل پڑا اور اس دعوام پر خرابی
 نے غالبہ کیا اور سچو فقیر حضرت یعقوب علیہ السلام بابتہ اور زمانِ طولِ السافل کو پہنچا اور کنعان سے
 پہنچے والوں پر بھی بڑی تنگی و پریشانی ظاہر ہوئی تو اولادِ یعقوب علیہ السلام نے خدمتِ والدِ زہر گوار
 میں حاضر ہو کر بچاؤ کی اطفال اور سندی اہل عیال ظاہر کی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام
 سورتِ فراق اور شدتِ اشتیاقِ یوسف علیہ السلام میں لڑکوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور راہِ شام پر
 نواحی کنعان میں ایک گھرانہ گنہگارِ تنگ و تاریک بنا کے بیتِ الاخران نام رکھا تھا اس میں تھے
 اور جب اہل شام تحصیلِ غلہ کے واسطے مصر کو جاتے تو وہاں سے لوٹ کر بیتِ الاخران کے قریب
 آتے اور حضرت یعقوب سے ملازمت حاصل کر کے غریزہ مصر کی صفات اور عادات بیان کرتے کہ
 حضرت غریزہ مصر کے واسطے دعائے خیر فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ صفات حضراتِ انبیاء اور خصائص و
 عاداتِ اصفیاء غریزہ مصر میں کمان سے آئے اور کبھوں یہ ظاہر کرتے کہ امی کاش میں غریزہ مصر کے باطن میں
 تو ضرور جہانِ شایہ میرا یوسف مجھ کو ملے گا اگر انکھیں نہیں بن کیا کروں اور طاقتِ نہیں ہو کس طرح جنبش کروں
 انھیں دنوں میں بیٹوں نے تنگی عام اور قلتِ طعام کی شکایت کر کے عرض کیا کہ یا حضرت ایک مدت
 گزری ہو کہ آپ نے ہماری طرف کو شہِ چشم سے نہیں دیکھا ہوا اور ہمارا حال زار نہیں پوچھا توایت ہو کہ برس
 برس یا چالیس برس کے قریب گزرے تھے کہ حضرت نے بیٹوں سے کلام نہ کیا تھا اور انکی صحبت سے
 علیحدہ ہو کر بیتِ الاخران میں اقامت فرمائی تھی اور ہرگز بیٹوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے تھے سو بیٹوں نے
 التماس کیا کہ ہم لوگ بے شبہ گنہگار اور مستوجبِ عقوبت پروردگار ہیں لیکن ہمارے عیال و اطفال نے
 کیا گناہ کیا ہو کہ مجھ سے مرے جاتے ہیں فاقون سے حالتِ انکی تباہ ہو اس کلام سے حضرت یعقوب
 رحم آیاتِ طہارت تازہ کر کے ارشاد کیا کہ معصومین ایک بندہ خدا مؤید من عند اللہ موصوفِ بصفاتِ حمیدہ
 و متخلق باخلاقِ پسندیدہ ہر وہ لوگوں کو غلہ غنایت کرتا ہو سو تم آسکے حضور میں حاضر ہوا اور جو کچھ ہر یہ تھا
 پاس ہو لجاؤ اور کھاؤ اس کے عوض درویشوں کے واسطے لاؤ بولے ہم لوگ فقیر و محتاج ہیں بضاعت
 ہماری قابلِ امیرون اور بزرگوں کے نہیں ہے پھر ہم ایسے غریب کی خدمت میں کس طرح حاضر ہوں فرمایا
 میں سنتا ہوں کہ وہ غریزہ کریم ہوا اور کریم لوگ اندک پذیرِ دلبیا بخش ہوتے ہیں چنانچہ مشہور ہو کہ الکرم

یقیناً اے البسیر و یطی الکثیر عرض کیا کہ ہر چند وہ غریز کریم ہو لیکن ہکو خود شرم آتی ہو کہ متاع حقیر حاکم کبیر کے
 روبرو کیا لیا جائے فرمایا مضائقہ نہیں گو متاع وضع ہو لیکن نسب تمہارا رفیع ہو کہنے لگے کہ اگر ابابہ وہ غریز لغت
 ناقصہ قبول نہ کرے تو کیا کرینگے ارشاد کیا کہ اپنی غربت و مسکنت ظاہر کرنا عرض بیٹھوں نے باستصواب اس
 شریف کو نہایت سفر مصر پر باندھی اور چیت درم سیاہ او بقدر اسے پشم و پجا و فطون پر لا کر آمادہ روانگی
 ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ دس شخص جاؤ گیارہ اونٹ لیاؤ بنیامین کو میری تسلی کے لیے چھوڑو اور
 فرمایا کہ جب مصر میں پہنچنا تو اول بادشاہ کو خبر کرنا کہ غریب لوگ کنعان سے آئے ہیں اگر اجازت جھڑ
 ہو تو حاضر ہونا بالاذن ہرگز نہ جانا کیونکہ اظہار مذک مزاج ہوتے ہیں اور جب روبرو پہنچو تو اول ستائش
 و ثناء سے بادشاہی با حسن و جہ بیان کرنا اور کلام کرنے میں با ادب رہنا کسی کی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ
 سلاطین کے روبرو دوسری طرف دیکھنا خلاف ادب ہو اور جو حکم بیٹھ جانے کا ہو تو بیٹھ جانا ورنہ با ادب
 کھڑے رہنا اور جب تک اذن کلام کا نہ دے گفتگو نہ کرنا اور اگر پوچھے تو جواب ضروری با ادب دینا
 فضول گوئی نہ کرنا اور جو کھانا کھلا دے تو با ادب کھانا اور جب حکم خصمت صادر فرمائے تو فوراً رخصت ہو
 مگر بادشاہ کی طرف بیٹھ کر کے نہ بھڑانا اور جب دربار سلطانی سے باہر آنا تو اس مجلس کی گفتگو کسی دوست سے
 بھی نہ کرنا کیونکہ اگر یہ خبر بادشاہ کو پہنچے گی تو نظر سے گرجاؤ گے اور دربار شاہی میں دوسری مرتبہ جلنے کا
 القصد فرزند ان یعقوب بعد سماعت و مہیا سے پوچھو گوار جانب مصر روانہ ہوئے اور بعد قطع مسافت
 حوالی مصر میں پہنچے تھل ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیشتر سے ایک مکان مضبوط سراہ مصر پر
 کہ جانب کنعان واقع ہو تعمیر کرایا تھا اور آپ چنیدہ پاسبان معین فرمائے تھے اس واسطے کہ جو کوئی شخص
 کنعان کی طرف سے آوے اسکا حال دریافت کر کے لکھیں چنانچہ حضرت یوسف کے دسوں بھائی
 اس مکان پر پہنچے اور شب بامش ہوئے سب کو چلنے لگے کھانا لائے عرض کیا کہ غریز مصر کا یہ
 حکم ہو کہ جب کوئی شخص یہاں آکر فروکش ہو تو نام و نسب اسکا دریافت کر کے اطلاع کرو جب بادشاہ
 اجازت دے تب مصر میں آئے دو والا عند رکس کے پاس کرو سو آپ اپنا نسب و حسب اور ارادہ بیان
 کیجئے اور فرمائیے آپ کے پاس بضاعت کس قسم کی ہو بولے ہم کنعان سے آئے ہیں حضرت یعقوب
 علیہ السلام کی اولاد میں غریز مصر کے پاس غلام بنے آئے ہیں اور بضاعت ہماری ناقص ہو سو حاجیوں
 اصل و نسب و بضاعت بقید نام عرضی میں لکھ دیا تو کنعانیوں نے پوچھا کہ تم نے بضاعت کا ذکر بھی لکھا
 اس میں ہکو شرم آتی ہو فائدہ جب بندہ مسلمان قبر میں داخل ہوتا ہو تو نکر و نکیر باہیت و جلال
 تشریف لائے ہیں تاکہ اس سے سوال کریں حضرت الرحم الراحمین سے وحی آتی ہو کہ میرے بندے سے

بضاعت اعمال کا سوال نہ کرو کہ اعمال اُسکے آلودہ و ناقص ہیں صرف خدا و محمول اور دین کا سوال کرو کہ ایمان اُسکا اپنے رب پر درست ہو اور رسول اُسکا محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم ہو اور دین اُسکا دین اسلام ہو اور جو زیادہ خواہش ہو تو قبلہ بھی دریافت کر لو قبلہ اُسکا کعبہ ہو اور کتاب بھی پوچھ لو کہ قرآن عظیم ہو یا سوا اُسکے کہ مومن گنہگار کا قول کام آتا ہو نہ فعل سو قول اُسکا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو اور کردار اُسکا معصیت و گناہ بالجملة عرضی حاجبون کی حضرت یوسف کے حضور میں پہونچی آپ نے پڑھ کر جاننا کہ میرے بھائی آئے ہیں اس خیال میں دیر تک متحیر رہے پھر رونے لگے مقتربان و بار بار زیادہ تر متحیر بنیں پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہو عرضی کے دیکھتے ہوئے عزیز مصر کو رنج ہوا وزیر اعظم نے کہ مجرم اسرار تھا عرض کیا کہ اسے عزیز سبب گریہ کیا ہو حضرت نے خلوت میں جا کر کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہیں باپ سے مجھے بہنہا سیرجھل میں لیگئے اور کنوین میں ڈالا اور جب نکالا گیا تو ایک تاجری کے ہاتھ بیچ ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اللہ نے مجھ کو محفوظ رکھا اب آپ قحط کی تکلیف ہو غلے کے واسطے آئے ہیں میں حیرت میں ہوا، کیا کروں اور انکے حال پریشان پر روتا ہوں اور افسوس ہے کہ میرے سبب سے گنہگار ہوئے وزیر نے کہا اس معاملے میں حاجت تامل نہیں ہو ان لوگوں نے عہد آپ پر قسم کیا ہے آپ بھی اُنکے مقابلے میں حکم دیجئے کہ انکی گردن ماری جائے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ سب میرے بھائی ہیں اگرچہ ان لوگوں نے مجھے ستم کیے پر اُسکے بدلے بدی کرنا اور ایذا پہونچانا مروت و آزیت سے بعید ہو بالخصوص میری شان کے خلاف ہو وزیر بولا کہ اسے عزیز پھر تو اسے مانگے کیا معاملہ لکھا فرمایا جو کچھ بھائیوں کو بھائیوں کے ساتھ واجب ہو اور کریموں کو مستحقین سے کیونکہ جو کچھ ان صاحبوں نے میرے ساتھ کیا ہو وہ انکی خجالت کے لیے کافی ہو وزیر نے اس مروت و کرم پر آفرین کی اور اپنی گفتگو پر شرمندہ ہوا بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ضیافت کے واسطے حاجب کو تاکید لکھی اور کئی طرح کے میوے اور قسم قسم کے کھانے بھیجے اور حکم دیا کہ انکو باعزاز و اکرام مصر تک پہونچا دیں اور شہر کو بزور آمد بردار ان آراستہ کروایا اور فرش پر مختلف بچھوایا اور ایک تخت زرین مرصع بجاہرات فرش کے بیچ میں رکھوایا اور ایک شامیانہ اسپر کھنچو ادا اور چند غلام خوبصورت لطیف سیرت سلاح بہتہ نیزہ بازی میں مصروف ہوئے اور اعیان و اکابر مملکت کو طلب کر کے مجلس کو وافق دستور سلطین کمال زیب و زینت سے آراستہ فرمایا و خود بدولت و عظمت تخت پر بیٹھے پھر اجازت دی کہ کنعانیوں کو حاضر کرو اسی کا اشارہ ہو و جارا خوة یوسف فد خلوا علیہ فعر فہم دہم نہ سکروں یعنی آئے بھائی یوسف کے پھر داخل ہوئے اُسکے پاس تو اُسے پہچانا انکو اور وہ نہیں پہچانتے تھے لہذا کہتے ہیں کہ حضرت یوسف

نے سب بھائیوں کو بے تامل پہچان لیا مگر یہودا و تمعون میں کچھ فرق نہ تھا حضرت جبریل علیہ السلام نے
 پہنچنا دیا اتفاقاً جب سب بھائی سامنے گئے تو حضرت یوسف نے اپنی زبان میں پوچھا کہ تم اس شہر میں
 کہاں آئے ہو بولے ہم اپنے عیال کے واسطے کھانا لینے آئے ہیں فرمایا تم لوگ چور ہو جا جا سوس
 صاحب جلالین فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہا معاذ اللہ ہم لوگ کنعانی ہیں حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی اولاد چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا تمہارے باپ کے اور بھی کوئی اولاد ہیں
 بولے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی چھوٹا ہمارا کہ محبوب پر تھا سو جنگل میں ہمارے ساتھ گیا وہیں مر گیا
 اب اسکا بھائی اعیانی ہو سوا سکو باپ نے اپنی تسلی خاطر کے لیے رکھ لیا ہے اور اسکا اونٹ ہمارے ساتھ
 کر دیا ہے اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت نے سکونت پوچھی تو کہا ہم اہل شام ہیں غلہ لینے تھے
 شہر میں آئے ہیں فرمایا تم چور ہو گویا اشارہ کیا اس حرکت پر جو اسے صادر ہوئی تھی پھر پوچھا تم کتنے
 آدمی ہو بولے ہم دس ہیں فرمایا تم دس ہزار کے برابر ہو پھر کہا کہ تم بارہ بھائی تھے ایک آدمی صدیق
 کی اولاد میں آئیں جو چھوٹا تھا اسکو ہمارے باپ بہت پیار کرتے تھے وہ جنگل میں مر گیا اور ایک بھائی
 باپ کے پاس رہ گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کو صدیق و نجات دہن ہو اور پھر بیان کرتے ہو کہ
 جھوٹے کو زیادہ پیار کرتے تھے یہ تو شان صدیقوں کی نہیں ہے کہنے لگے کہ اگر تم بھی اس جھوٹے بھائی کو
 دیکھتے تو پیار کرنے لگتے وہ اسی اللہ تھا کہ جو کوئی دیکھے عاشق ہو جاوے اور جو بھی اسکو بہت پیار کرتے تھے
 مگر جب سے اُسے جھوٹے خواب دیکھنا شروع کیے تب سے جھوٹ لغت ہو گئی فرمایا اُسے کیا خواب
 دیکھا تھا بولے اُسے یہ دیکھا کہ میں بادشاہ ہوں اور میرے سب بھائی اور والدین نابعدار مجھکو عہدہ
 کرتے ہیں فرمایا کہ وہ بادشاہ ہوا یا نہیں کہا شاید بہشت کا بادشاہ ہوا ہو کیونکہ وہ مر گیا اور (طے) نابلغ
 بہشتی ہوتے ہیں ظاہر میں تو بادشاہ نہیں ہوا اور اسکو بھیڑا کھا گیا تھا یہ باتیں دریافت کر کے
 داروغہ مطلع سے فرمایا کہ انکو دولت خانے میں اتار دو اور جو کھانا میرے واسطے پکایا جاتا ہے وہی انکے واسطے
 تیار ہوا اُسے عرض کیا کہ ای غریزہ لوگ سونا چاندی جواہر لیکر آئے انکو غریب خانے اور سافر خانے
 میں اترنے کی اجازت ہو اور یہ لوگ محض مفلس بے بضاعت ہیں محتاجوں کی طرح چند کلیان لیکر آئیں
 انکو خاص محل میں اترنے کا حکم ہوتا ہے یہ بات البتہ عدل کے خلاف ہو فرمایا اسے ناواقف اسرار تجھکو
 جو حکم ہوتا ہے بجالا چون دہرا سے کیا کام ہے غرض داروغہ نے انکو دولت خانے میں اتارا پس جب رات
 ہوئی تو طعام لطیف خوانوں میں لگ کر کمال تکرم لایا اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک طرف کی
 دیرچی سے لگ بیٹھے اور زبان قسبی میں غلام سے فرماتے کہ اس طرح ہاتھ ڈھلو اور اسطور سے

دستار خوان بچہ حاجب کنعانینوں نے یہ سامان دیکھا تو سخت تعجب ہوئے اور سبب حیرت اس حالت میں یہ ہوا کہ اسی وقت غریب خانے میں بھی کھانا کھلایا جاتا تھا سو انھوں نے اُس مرد دیکھا تو فی کس ایک ناک موافق تنگی زمانے کے بیجانی تھی حالانکہ انھیں لوگوں نے بارہ بار سو دینار کا غلہ خریدا تھا انھیں آپس میں کہنے لگے کہ بادشاہ نے ہماری بہت عزت فرمائی حالانکہ ہم سخت بے بضاعت تھے تمھوں نے کہا کہ شاید ہمارے آباؤ اجداد کا حال سن کر یہ توقیر فرمائی ہو ورنہ یہ کسنا شاید ہماری غربت و سکت پر نظر کر کے رحم کیا ہو لادہی نے کہا شاید ہماری صورتیں دیکھ کر تعظیم کی ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام یہ باتیں سن کر روتے تھے جب کھانا کھانے لگے تو حضرت نے افرانیم بابیشا اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تو خلعت شامانہ پہن کر پانی پلانے کو کھڑا ہو اور وہ کٹورا حسین میں پانی پیتا ہوں اسی سے پلاؤ آسینے عرض کیا کہ یہ سب کون لوگ ہیں کسا میرے بھائی ہیں کنعان سے آئے ہیں اسنے التماس کیا کہ انھیں صاحبوں نے آپ کو بیچا تھا فرمایا ان انھیں کے باعث سے اس مرتبے کو پہنچا ہوں مجھ کو انکے ساتھ احسان کرنا مناسب ہو چنانکہ وہ لڑکا کٹورا لیکر پانی پلانے لگا اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان قبض میں باتیں کرنے لگے مگر کنعانینوں نے ہرگز نہ پہچانا فائدہ یہ ہوا کہ شاد ہو افرانیم دہم نہ ہو یعنی یوسف نے بھائیوں کو پہچانا اور بھائیوں نے نہ پہچانا سو عدم شناخت کے سبب میں یوسف نے اخلافت ہو بیٹھے کہتے ہیں کہ اس سبب سے نہیں پہچانا کہ یہ لوگ حضرت کو اسیر و غلام جانتے تھے اور حصول اس مرتبہ کا محال سمجھتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت کو کم شدہ جانکوحیات و مہمت سے واقف نہ تھے کیونکہ مصر سے کنعان تک ہلکین اٹھ دن کی مسافت ہو اور ایک مدت مدید گزری اور کچھ خبر نہ ملی تو جاناکہ حضرت یوسف نے انتقال کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف نہیں دیکھا بلکہ ادب بادشاہی سے اپنا سر جھکائے تھے اس باعث سے نہ پہچانا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف ترجمان کے فیض سے کلام کرتے تھے اور کاتب و رق کے نزدیک دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ سبب فائق کشی اور شدت جھوک کے لبھار شبنم ضعف تھا اس سبب سے چہرہ مبارک نظر نہ آیا جو پہچانتے اور عادت زمانہ جاری ہو کہ جھوک میں کچھ نہیں سو جھتا روایت ہو کہ ایک دن حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے گھڑیوں تشریف لے گئے تو یہ تعظیم کو نہ اٹھیں یہاں تک کہ حضرت نے کلام کیا تب آواز سن کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور شرمندگی سے رونے لگیں اور عرض کرنے لگیں کہ باحضرت میرا قصور بجا ہے کیجیے میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا فرمایا اے فاطمہ تیری آنکھوں میں

کیا ہوا بولین یا حضرت غایت الہی سے کوئی مرض نہیں ہو لیکن تین روز سے مجھے فاقہ ہو اور علیٰ تفسی
 کے گھر میں کچھ بضا مت نہ تھی کہ کھانا لاتے سو میں تین دن سے بھوکھی ہوں آج میں نے اپنا کپڑا دیا
 کہ اسے بیچ کر کچھ کھانا لاؤ جب آپ تشریف لائے تو میں نے جانا کہ علیٰ مرتضیٰ آئے پھر عرض کیا کہ یہ بھوک
 اگر اپنے واسطے وسعت رزق کی دعا نہیں فرماتے تو میرے واسطے دعا کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے قیص مبارک کھو کر دکھلایا تو ایک پتھر بلن شریف پر بندھا تھا حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ تاسف کیا
 حضرت نے فرمایا میں صبر کرتا ہوں تو بھی صبر کر اور بروز قیامت اسی حالت میں شفاعت اُست
 کریں گے تو عورتوں کی شفاعت کرنا میں مردوں کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے
 بڑا ظلم کیا تھا اور ظاہر ہے کہ ظلم سے انھیں اندھی ہو جاتی ہیں دیکھو گناہ کرنا اور حکم خدا کے خلاف کرنا ظلم ہے سو گناہوں
 کی انھوں سے ہرگز دنیا میں نہیں سو جھتا ہے اور اگر سو جھتا تو عذاب دوزخ و ثواب جنت دیکھا اور سنگ گناہوں
 باز رہتے تھے حضرت یوسفؑ نے نہایت ظلم و ستم سے تین دن موت کی اور وقت خست و شل اونٹ غلے سے بھر دیا
 اور اساب بھی اونٹوں میں رکھا دیا کہ بخوبی احسان ہو بنیامین کا اونٹ واپس کر دیا اور فرمایا کہ بنیامین کو بیان لاؤ تو اسکو بھی غلہ دوں
 کیونکہ میں آدمیوں کے حساب سے غلہ دیتا ہوں نہ کہ اونٹوں کے شمار سے سو وہ لوگ روانہ ہوئے
 تھوڑی دور چل کر سوچے کہ اگر بنیامین کا حصہ نہیں لیجائے تو ہمارے والد کو بھی خیال ہو گا کہ انھوں نے
 طلب میں قصور کیا اس لیے پھر دربار میں آئے اور کہنے لگے کہ اے عزیز بھرتاری عرض ہو اسکو
 سن لیجئے کہ ہم اپنا بھائی علانی بنیامین نام خدمت والدین چھوڑ آئے ہیں اور اونٹ اسکا مع اسباب
 لے آئے ہیں اگر سرکار اسکا حصہ بھی غایت فرماوے اور بضا مت اسکی قبول کرے تو سراسر
 عنایت و تفضلات ہو اور عین احسان اور عزیز اگر ہم اس بھائی کا حصہ نہ لیگئے تو ہمارے باپ ناراض
 ہوئے حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے کیلئے بنیامین کو تمہارے ساتھ نہیں جانا بلے
 بھوک بنیامین کا امین نہیں جانتے ہیں اور ہم پر انکو اعتماد نہیں ہو فرمایا کیا سبب ہو کہ باپ کو اعتماد
 جاتا رہا کہنے لگے کہ ہمارے ایک بھائی تھا یوسف نام اسکو ہم جکل میں لیگئے اور ہم سب لوگ تیر
 چلانے لگے وہ کم سن تھا اس واسطے اسکو اسباب پر چھوڑ گئے جب لوٹ کر آئے تو وہ بھائی نہ ملا
 نہیں معلوم اسکو بھیہ کیا گیا یا چور نے لیکر مار ڈالا یا کنوین میں ڈال دیا ایک کرتہ اسکا ملا سو بھنے
 باپ کو دکھلایا اسدن سے ہمارے والد کو بڑا رنج ہوا رات رویا کرتا ہے اور ہمارا اعتماد جاتا ہے فرمایا
 تم لوگ اس واسطے میرے روبرو کم و بیش کہتے ہو کیونکہ اگر بھیڑیا لیجائے تو کہہ کیونکہ مسلم رہتا اور اگر چور
 لیجائے تو کہہ کیلئے چھوڑ جانا بقول تمہارے بھیڑیا و چور دونوں بڑے مہربان تھے بعد اس کے دربار کے

لوگوں سے فرمایا کہ تم انکی باتیں سنتے ہو سب نے ہاتھ باندھ کر التماس کیا کہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے اسی
 جیسے کہ تھا کہ یہ لوگ چور ہیں یا جاسوس انکو سزا دینا بہتر ہو فرمایا کہ اگرچہ چور و جاسوس ہوں لیکن مجھے
 انکے ساتھ لطف و کرم چاہیے اس واسطے کہ میرے عمان بن روایت ہو کہ اسباب بنیامین کا رکھ لیا اور
 فرمایا کہ انکو میرے پاس لے آؤ چنانچہ ارشاد ہوا وَلَمَّا نَجَّاهُمْ مِنْ بَحَارِهِمْ قَالَ اِنتُوْنِیْ بِاَخِیْ لَکُمْ مِّنْ اٰیٰتِیْ
اِذْ اِنْفٰی اِلَیْکِیْ وَاٰخِرُ الْمَرْسَلِیْنَ فان لم تاؤنی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقولون یعنی جب تیار کر دیا انکو
 انکا اسباب کہالے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا بھوپا کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ
 میں پوری دیتا ہوں بھرتی اور خوب طرح انکارنا ہوں اگر اسکو نہ لائے میرے پاس بھرتی نہیں تگو
 میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آؤ فائدہ اس تاکید کا سبب شاید یہ ہو کہ حضرت یوسف کو اپنے
 بھائیوں کا حسد معلوم تھا اور جو کچھ فساد انکے ساتھ کر چکے تھے یاد تھا سو خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنیامین
 کو بھی مار ڈالا ہو بالکل ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے باپ سے خواہش کریں گے کہ قال اِنَّہٗ تَعٰی قَالُوْا
سَرَّادُ وَّعَنَّا اَبَاہٗ وَاٰمَافَا عَلُوْنَ یعنی ہم بنیامین کو اپنے والد سے مانگیں گے اور بخوبی کوشش کریں گے لیکن
 اختیار ہمارا کامل نہیں ہو اگر باپ ہمارے آنے دینگے تو ہم ضرور لادینگے عَبْدَ اللّٰہِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک سعاد آدمی کو رفت کی مقرر کر دی تھی جب
 وہ مدت گزر گئی تو ایک قاصد اجور و خیر لینے کو مقرر کر کے روانہ فرمایا وہ آدمی ایک فرسخ کنعان سے
 جانب مصر گیا تھا کہ صاحب زادے تشریف لاتے ہوئے نظر آئے اسنے پلٹ کر خبر دی حضرت یعقوب
 باہر نکل آئے اور بیٹوں سے ملے انھوں نے مصر کا حال کہا کہ آپ کے سبب سے بادشاہ نے
 ہماری بڑی تعظیم و تکریم فرمائی اور کھانے کو دیا مگر بنیامین کا حصہ نہیں دیا اور پہنچے جب اصرار کیا تو
 فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس لے آؤ تو میں حصہ دوں اور جو اسکو نہ لاؤ گے تو میں تکو بھی
 نہ دے دو گھا فارسل معنا خانائیکل وانا لہٗ نافعین لینے بھیج ہمارے ساتھ بھائی ہمارا کہ بھرتی لادیں اور ہم
 انکے نگہبان بن قال ہَلْ اَسْمَکُمْ عَلَیْہِ الْاٰکِلَ اِنَّکُمْ عَلَیْہِ مِنْ قَبْلِ فَاٰتَہٗ خَیْرًا فَاَطَاوْہُوْا رَحِمَ الرَّاحِمِیْنَ یعنی
 حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں اعتبار کروں تمہارا اسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اسکے بھائی پر پہلے
 سو اللہ بہتر ہو نگہبان اور وہ سب مہربانوں سے مہربان یعنی تم لوگوں نے یوسف کے لیجانے
 میں انا لہٗ لمانفعلون کہا تھا اور مجھے عہد ویمان کیا تھا اور جسے کچھ بھی حفاظت کی اور وفائے عہد نہ کیا اب
 بھی وہی ملکہ کے اور جو میں نے تمہارا کیا سو اس سے کہ لوگوں پر اعتماد انسان کو موتا ہو مگر میری بڑی خطا تھی اب
 اس نکت سے تو بہتر ہو تم کیا نگہبانی کرو گے میں اپنے اللہ کو نگہبان جانتا ہوں کہ وہ بہتر حفاظت و برآ

مہربان ہو بعد اسکے اونٹوں کی خیریاں کھولیں اور غلہ نکالا اور بضاعت بھی اُسین پائی ہوئے بابا
 ابانا یعنی ہر وہ بضاعت اڑت الینا و نمیر اپنا و محفوظ انا و نذر او کیل بعیر ذلک کیل یسیر یعنی او باب ہی
 جو ہم مانگتے ہیں یہ پونجی ہماری پھیر دی ہو کہ جو سو پھر جاوین اور غلہ لاوین اپنے گھر کو اور گہائی کریں اپنے
 بھائی کی اور زیادہ لاوین ایک اونٹ اور جو اٹے ہیں وہ تھوڑا ہر پچنے حسب دستور سافروں کے
 حضرت یعقوب کے بیٹوں نے اول حالات سفر بیان کیے پھر خاطر جمعی سے اسباب کھولا توقیت غلہ
 کی واپس پائی کمال شاکر و ممنون ہوئے اور کہنے لگے کہ اے باپ ہم سچ کہتے تھے کہ بادشاہ نے
 ہمارے ساتھ بڑی مہربانی فرمائی دیکھو اس سے زیادہ لطف کیا ہو کہ غلہ دیا اور قیمت بھی پھیر دی تو
 ہم ایسے کرم کے حضور میں پھر جائینگے اس مقام سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام بڑے
 عادل و علیم و کریم و رحیم تھے کیونکہ غلہ بھی دیا قیمت بھی دی اور باوصف قدرت کے اپنے مہر و حق
 گرفت و گینہ فرمائی اور بضاعت کو پونشیدہ رکھ دیا کہ گھر میں جا کر دیکھیں پھر آوین اگر اسی وقت دیکھ لیتے
 تو ممنون ہو جاتے کرم اسکا نام ہو کہ جو کچھ غلہ یا غریب کو دے آپرا حسان نہ سمجھے روایت ہو کہ حضرت
 یعقوب نے جب دیکھا کہ قیمت غلہ پھیر دی ہو فرمایا کہ تمہاری بضاعت کی حقیقت نہ تھی اس بات
 سے بادشاہ نے واپس کی یہ تو شرسنگی کی بات ہو کچھ خوشی کا مقام نہیں کھوٹے دامن کا
 یہی حال ہو اسی طرح حضرت مالک الملک جل جلالہ کا دستور ہو کہ جس کسی سے راضی نہیں اسکے
 جمیع معاملات قبول نہیں فرماتے الفقہاء بعد چند سے صاحبزادوں نے سفر کا ارادہ کیا اور بنیامین
 کو باپ سے طلب کیا فرمایا بنیامین اسلئے حکم دیا تو تو ان وثاقاسن انتہا ثانی بی الا ان یجاہلکم فلما آتوہ لقیوہم
 قال اللہ علی ما نقول وکیل یعنی حضرت یعقوب نے فرمایا کہ میں بنیامین کو ہرگز نہ بھیجے گا جب تک تم
 خدا سے وعدہ مضبوط نہ کرو گے کہ ہم اسکو مع الخیر پونجاوین گے لیکن اگر تم سب کے سب کہیں بھنپ جاؤ
 تو مجھ پر ہر تب سب نے وعدہ مضبوط کیا فرمایا کہ اللہ کا واثق ہو جو باتیں کہتے ہیں اور ایک نواز شاہ رسول
 سے لکھو کہ حضرت یوسف کے نام بنیامین کے سپرد کیا مضمون یہ تھا کہ ای بادشاہ تجھ کو اللہ سلامت
 رکھے تو نے ہمارے بیٹوں سے پوچھا کہ یعقوب کی محنت و اندوہ و ضعف و اذیت کا سبب کیا ہو حال
 یہ ہو کہ اندوہ و ضعف میرا ہول قیامت سے ہو اور جو میں کمر سے جھک گیا ہوں سو فراق یوسف سے
 کہ وہ میرا محبوب تھا اور محنت کا یہ سبب ہو کہ اس خاندان کو اللہ نے محنت کے واسطے مخصوص فرمایا ہو
 دیکھو حضرت ابراہیم میرے جبرگوار کو آتش خردی میں مبتلا کیا اور میرے باپ اسحاق کو ہڈی بچ
 و محنت میں رکھا اور عم اکرم اسمعیل کو بچ کر لایا اور مجھ کو فراق یوسف میں ڈال دیا اور میں نے سنا کہ بادشاہ نے

میرے بیٹوں بہت عنایت و کرم کیا سو خدا سے تمہارے خیر و سہولت اب میں حسب اہم
سلطانی نبی میں کو بھینچتا ہوں چاہیے کہ اسکو جلد واپس کر دو کہ یہ یہ راغما ساز ہو و اسلام اور بعضے کہتے ہیں
کہ یہ سب کام دنیا میں سے زبانی کہلا بھیجا خط نہیں لکھا بہر تقدیر گیارہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام
کے مصر کی طرف جانے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ مصر کے چھ دروازے ہیں باب الشام باب المغرب
باب السین باب الروم باب طلیسوں باب مشرق سب ملکہ ایک دروازے سے داخل نہونا
بعد ازاں دروازوں سے بیٹوں کو کہا قال یا بنی لا تذکروا من باب واحد و دخلوا من ابواب مصر فخر
سبب اس نصیحت کا یہ ہوا کہ ہر ایک لڑکا حضرت کا مومنوں و لغات تھا اپنے خوبصورت و قوی و
پہاواں تھا سو حضرت یعقوب کو خوف ہوا کہ اگر نظر لگ جائے مگر یہ بھی فرمایا کہ و ما عنی من اللہ من شیء
ان اکمل اللہ علیہ لولکات و علیہ علیہ کل المتوکلون یعنی میں نہیں چاہتا تمکو خدا کی کسی چیز سے حکم کسی
نہیں سوائے خدا کے اسی پر بھجھو و سہو اور اسی پر بھرو و سہو سارے والوں کو فائدہ
اس مقام سے و فائز عہدہ محلے اول یہ کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا و نہ حضرت یعقوب علیہ السلام
یا نبی نہ فرماتے دوسرے خیم زخم حق ہر جہ طرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں السحر
حق والعین حق ولو کان فی سبیل القدر سبقہ العین و اہ سلم یعنی سحر حق ہوا و نظر کا لگنا ٹھیک ہر
اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی کا فیر
سانپ سے زیادہ ہر جہ ہر کیونکہ سانپ کا زہر و انتون میں ہر جب تک نزدیک آئے کہ نہ کاتے نہ
نہ لگے اور آدمی کا زہر آنکھوں میں ہر کہ دور سے لگتا ہوا و یہ اثر غیر کے مخصوص نہیں ہر بلکہ کبھوں اپنی
نظر بھی اپنی لگ جاتی ہر اور یہ اثر خالق لایزال نے سب آدمیوں کی نظر میں نہیں رکھا ہر بلکہ بعضوں میں ہر
اور جہ طرح نظر آدمی جو ان پڑھے و اٹکے پر لگتی ہر اسی طرح جانور و کھیتی باغ و دولت اسباب پر لگ جاتی ہر
اور اللہ جل شانہ نے علاج اسکا اپنے رسول مقبول کی زبان سے بیان کرایا ہر تاکہ خلقت کو فائدہ
ہو چنانچہ جن بھری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہر کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس یا مال پر نظر لگنے کا وہم کرے
تو وہ شخص اس آیت کو جو سورہ نون میں ہر پڑھ کر تین بار دم کر دیا کرے وان تجادوا الذین کفروا
پھر فقہانک بالانصار ہم تاسموا الذکر و یقولون انہ لمجنون و ما ہوا الا ذکر للعالیین و اگر کوئی چیز کسی کو پسند آوے
مال ہو یا اولاد یا زوجہ یا مکان یا باغ یا اسکے سواے اور ہر کوئی چیز ہو تو چاہیے اسی وقت کسی یا شاعر
لا قوۃ الا باللہ اسکے کہنے سے اللہ تعالیٰ نظر کی تاثیر ہونے نہیں دیتا اور اگر کوئی جانے کہ میری نظر
بہت ہی سخت ہر تو اسکو چاہیے کہ کوئی چیز نہ دیکھا کرے اور اگر نظر پڑ جائے تو کہے اللہم بارک علیہ اس

کلمے کے کہنے سے نظر اتر نہیں کرتی اور شرط مستقیم میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالقاسم قشیری نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ لڑکا میرا بیارہوا ایسا کہ قریب اللہ ہو گیا اتفاقاً میں نے حضرت صلعم کو خواب میں دیکھا اور بیاری کی شکایت کی فرمایا کہ آیات تنفاس سے غافل ہو رہا ہو سو میں نے وہ جھون آئین لکھ کر پانی میں پھینک دیا اور وہ پانی جگر کو پالیا اچھا ہو گیا اس جگہ آدمی کو چاہیے کہ ایمان کی راہ چلے اور اپنی عقل کو دخل نہ دے کیونکہ عقل اس جگہ عاجز و افسردہ و رسول کے اسرار کو معلوم نہیں کر سکتی اور اگر کوئی فلسفی مشرب کے کہ یہ علاج تو عقل میں نہیں آتا ہوا اسکا جواب یہ ہے کہ تو کیا اور تیری عقل کیا فائدہ اسی کا نام ہے جو عقل میں آتا ہے دیکھ بعض ادویہ کو حکما بالخاصیت مفید جانتے ہیں مثلاً سقزیہ یا کو سسل کہتے ہیں اور عقل کو مطلق دخل نہیں دیتے اسی طرح اس علاج کو بھی بالخاصیت مفید جانا چاہیے اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ ایک روز حضرت علیہ السلام نے ایک لڑکا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا کہ وہ زرد ہوتا جاتا ہے فرمایا کہ افسون کر دے اسکو جن کی نظر ہو اس سے معلوم ہوا کہ بسطح آدمی کی نظر لگتی ہے اسی طرح جن کی نظر لگ جاتی ہے اور یہ جو افسون کا ذکر حدیث میں آیا سو اس سے وہ افسون مراد ہے جسکے معانی معلوم ہوں اگر معنی معلوم نہ ہوں تو وہ افسون درست نہیں بلکہ اس میں خوف کفر ہو اگر کوئی شبہ کرے کہ پہلی مرتبہ بھی بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر کو ایک ساتھ گئے تھے سو پہلی مرتبہ کسٹھ نصیحت نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ اول مرتبہ یہ لوگ بھول الحال تھے کوئی نہ جانتا تھا کون بنیاب تو صبر کے لوگوں نے بخوبی پہچان لیا کہ ایک شخص کے بیٹے میں اس سبب نظر کا خوف ہوا چنانچہ نصیحت قرآن القرآن میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ اَنَّا نِی الْاٰوَّلَی الْاٰوَّلَی کَانُوا مَجْمُوْلِیْنِ تَبِیْرَ فَاَنَدَیْہِ یَعْلَمُ ہُوَا کہ شفقت و مہربانی باوجود عورت و جفا کے بھی باقی رہتی ہے چنانکہ جفا پر یہ قصہ دلیل ہوا و شفقت پر یہی نصائح سے ظاہر ہے جو تمنا یہ نصیحت کرنا بزرگوں کو واجب ہے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا اِنَّ الدِّیْنَ لَیَعْبُوْہُ بِاَتِّحْوَ اَنْ مَّعْلُوْمٌ ہُوَ تَاہِرٌ کَہُ دُرَّتِیْنِ فَاَنَدَیْہِ ہُوَا اِیْسَا نَوْتَا لَہُ حَضْرَتِ یَعْقُوْبَ عَلِیْہِ السَّلَامُ ط اپنے صاحبزادوں سے فرماتے تھے اُن یہ کہ تاجرون کو شہرون میں پوشیدہ جانا چاہیے اور اپنا کام بھی خفیہ کرنا چاہیے تاکہ محسود و خالق نہ ہوں ولہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَسْتَعِیْنُوْا عَلٰی حَوَاکِمِ الْاَلْکَمَانِ وَ اَسْتَعِیْنُوْا عَلٰی قَضَارِ حَوَاکِمِ الْاَلْکَمَانِ فَاَنْ کُلُّ ذِمِّیْ نَعْمَیْہِ مَحْسُوْدٌ اَلْقَصْدُ حَبِیْبُ فَرْزَنْدَانِ یَعْقُوْبَ عَلِیْہِ السَّلَامُ کَمَانِ لَہُ بَعْدَ قَطْعِ وَاَحْلِ تَصْلُحْ شَہْرٌ یُوْجِبُ نَظْرَہُ تَوَاکُلُوْا نَصِیْحَتِ اِسْنِیْہِ وَ اَلْذَنْبُ رُکُوَارِ کِیْ بَادِ اَتِّیْ اُوْرُوْہِ بَحَاثِیْ اِیْکِ اِیْکِ دُرُوْازِیْہِ سَتِ اِتْبَاعِ حُکْمِ دُرُوْازِیْہِ ہُوْنِیْہِ صَرَفِ بِنِیَا مِیْنِ اَبِ الشَّامِ پَر تَہَارَہُ گئے اکا دوسرا بھائی کمان تھا جسکے ساتھ ہو کر دروازے سے نکلتے سو یہ چارے غربت کے مارے سفر کی تکلیف

اٹھائے بے یار و مددگار تھیں زار زار رونے لگے اور کہنے لگے اے ہی میں کہاں جاؤں کوئی میرا کلام نہیں سمجھتا جس
 راہ پوچھوں اور زیادہ تشویش کا سبب یہ تھا کہ میں نے اول ملک غیر میں گئی نہیں سفر کچھوں کیا کہ میں دوسرے
 اپنی بے ضرورت سامانی کا خیال حضرت یوسف علیہ السلام کی عبدانی کا ملال دیکھو کیا عنایت الہی ہوئی ہے
 اور کس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبر کی بات پوری کرتا ہے کہ بنیامین تو میان پریشان ہو رہے تھے اور
 حضرت یوسف علیہ السلام یہ خواب دیکھتے تھے کہ ایک فرشتہ آسمان سے آیا اسے کہا کہ غریبوں کا لباس
 سادہ پہن کر نقاب چہرہ پر ڈال کر ناتے پر سوار ہوا اور باب الشام پر نہایت جلد با کہ تیرا بھائی بنیامین وہاں
 تنہا کھڑا ہوا اور باہمی الفور حضرت یوسف علیہ السلام اسی طرح ہمیں بدل کر باب الشام پر پہنچے اور
 سلام علیک فرما کے زبان عبرانی میں بولے کہاں سے آئے او کہاں کا راہ وہ بنیامین نے عبرانی
 میں کہا غایہ لینے آئے ہیں کنعان سے اور عرض کیا یہاں تو کوئی آدمی ہمارے زبان نہیں سمجھتا انکو
 زبان عبری کہاں سے معلوم ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تمہارے شہر میں بہت دیر
 تک رہے ہیں وہیں یہ زبان سیکھی ہو بعد اسکے ایک بازو بند یا قوت احمر کا عنایت کیا بنیامین نے
 لے لیا لیکن یہ بچا کہ یہ زیور کیا ہے پھر فرمایا کہ تم ہمارے ساتھ آؤ تو ہم تمہارے بھائیوں کے آثار سے کا
 مقام بتا دوں چنانچہ اسی دروازے سے دونوں بھائی ناتے پر سوار داخل ہوئے سبحان اللہ العظیم
 کیا ہوا اللہ نے اپنے نبی کے قول کا نباہ کیا ہے کہ حقیقی بھائی کو بھیج کر بنیامین کے ساتھ دروازے سے
 نکالا عرض کہ حضرت یوسف علیہ السلام باتیں کرتے ہوئے بھائیوں کے قریب کہ دروازے سلطان پر
 سوار کھڑے تھے پہنچے اور بنیامین سے کہا کہ اب تم اپنے بھائیوں میں جاؤ کہنے لگے کہ میں تمہارا
 ساتھ نچھوڑ دیکھا کیونکہ میرا دل تمہاری طرف کھینچتا ہے فرمایا میں غلام ہوں بلا حکم اپنے مالک کے سے
 موافقت نہیں کر سکتا ناچار بنیامین بھائیوں میں تشریف لیکے لیکن بہت ہی خوش اور مظلوم رہا
 بھائیوں نے پوچھا کہ اسے بنیامین بنے تھا کچھوں خوش نہیں دیکھا آج کیا ہے فرمایا کہ مجھے ایک
 ناقہ سوار سے ملاقات ہوئی اسے عبرانی میں گفتگو کی اور ایک زیور مجھ کو عنایت کیا تب یہودا نے
 کہا کہ وہ زیور میرے شہر دکر کہ اور کوئی نہ لیوے شمعون نے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے ہاتھ میں
 پہنائی الفور فاتب ہو گیا اور بنیامین کو پہنچ گیا تب شمعون نے کہا کہ زیور تو جاتا رہا بنیامین نے
 فرمایا کہ یہ ہر پھر اور کسی نے لیا تب بھی بنیامین کے پاس آگیا اسی طرح ہر ایک شخص نے لیا الا ایک
 کے پاس بھی نہ ٹھہرا تب بنیامین ہر گاہ کہ علیہ یوسف علیہ السلام پر کوئی لڑکا یعقوب علیہ السلام کا قادر
 نہوا تو شیطان مردود کس طرح سلب ایمان پر قادر ہو سکتا ہے کہ وہ علیہ رحمان ہر روایت ہے کہ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مکان میں چالیس گز کا نیا چڑا بنایا۔ مکلف بنوایا تھا اور اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور اپنے بھائیوں کی تصویریں حقیقتہً حال جو کہ بھائیوں نے حضرت کے ساتھ کیا تھا کھنوا کی تھیں۔ چنانچہ ٹھکانوں کی تصویریں بھی کچھ سی باتیں ہیں حضرت یوسف کا دامن پکڑے پہاڑوں میں درج کرنے کو کھڑے تھے اور تھکنوں کی اسطرح بھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کر سکے دامن کو اپنی پناہ جان کر چھپتے ہیں اور وہ مارتا ہے۔ اسی طرح سب بھائیوں کی تصویریں باحرکات نشیمنہ کھنوی ہوئی تھیں جب کہ یہ لوگ مصر میں پہونچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی مکان میں اتارا وکیل نے دیوار پر لٹا ڈالی تو اپنا سارا حال جاننے کر کے متعجب ہوا بھائیوں نے کہا حیرت کا سبب کیا ہوا اس سارا حال بار بار موجود غرض سب لوگوں نے دیکھا تو سب کے چہرے متغیر ہوئے اور وہ ان کا تغیر غور سے تما اور بنیامین کا رنج سے اور یہود کو خوف و رنج دونوں ہوا اور لادوی کو بھی خوف تھا الا بسبب اس کے کہ اس نے حضرت کو سب سے چھپا کے پانی پلا یا تھا۔ امید غور کھتا تھا بعد اس کے حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ ان کے واسطے کھانا لاؤ جب کھانا کھا تو کسی نے ہاتھ ڈالا خادم شاہی نے سبب پوچھا بولے کہ ہم بہت جھوٹے تھے لیکن جب سے اس مکان میں آئے ہیں نہ بھوکہ نہ پیاس اور رونے لگے تب حضرت یوسف علیہ السلام نے رحم کر کے فرمایا کہ انکو اس مکان میں لجاؤ جہاں ہم بیٹھے ہیں اور وہیں کھانے کو لاؤ جب اس مکان میں جا بیٹھے تو حضرت نے عنایات اور کریم کار و داند کو دل دیا کہ نہ منہ و غم جاتا رہا سب نے کھانا کھا یا صرف بنیامین نے نہ کیا یا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کہیں ان میں کھاتے ملے کہ میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت دیکھا اور پہچانی ہوئی اس مکان میں دیکھی ہو یہ امید رکھتا ہوں کہ اگر بادشاہ مجھے اذن دے تو ایک ساعت وہیں بیٹھوں اور جی بھر کے روؤں بادشاہ نے اذن دیا اور اپنے خادم کے ساتھ اس مکان میں بھیجا کہ بنیامین روئے ہوئے ہونچے اور تصویر یوسف کے قریب کھڑی ہو کے بہت مہلے کہ بیتاب ہو کے گر پڑے اور حضرت یوسف اسی خلوت خانے میں داخل ہوئے اور افرانیم کو بلا کے کہا تو جا کے اپنے چچا کے روبرو کھڑا ہو کر کچھ استفسار کریں عبری میں جواب دے اور اگر کہیں تو کسا بیٹا ہو تو کہو یا یوسف کا بیٹا حضرت یعقوب کا پوتا ہوں اور جو بوجھیں کہ یوسف کہاں ہیں تو کہنا کہ یوسف وہی ہیں جس نے تمکو اس مکان میں بھیجا ہو لیکن یہ سسر کسی اور سے ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی قدر اجازت دی جو عرض کر افرانیم بنیامین کے پاس جا کے بیٹھے سو بنیامین کھون انکی سورت دیکھنے اور کھون تصویر یوسف اور سخت متعجب تھے کہ اس صورت میں کچھ بھی فرق نہیں ہے آخر فرمایا گیا افرانیم سے کہنے لگے تو نے یہ صورت کہاں سے اور کس سے پائی ہے افرانیم نے کہا اسی صورت سے جسکو تم دیکھتے ہو بنیامین نے فرمایا تو

کون شخص ہوا فراتیم نے عرض کیا کہ میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں بنیامین نے کہا یہاں بھی اس نام کا کوئی شخص ہوا فراتیم نے کہا یوسف وہ ہیں جو ابھی تمہارے پاس بیٹھے باتیں کرتے تھے بنیامین بولے کہ میرا بھائی جو غائب ہوا اس کا یہی نام تھا فراتیم نے کہا میں اسی باپ کا بیٹا ہوں اور تمہارا بھتیجا ہوں اس بات پر بنیامین خوشی سے اچھل پڑے اور فراتیم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور کہا واشوقاہ یا قرۃ عینی و ثمرۃ فواوی تو سچا بوترے بدن سے میرے بھائی محبوب کی بواقی جواب جلد جا اور اپنے باپ سے کہہ مجھ کو شہیدار کو جلد ترسیرا بنیامین کیونکہ انتظار کی حد گذر گئی اور فرصت غنیمت ہرے فرصت وقت نگہدار کہ سودے نکلند نوشتہ دار کہ پس از مرگ بشہراب دہند ہوا فراتیم نے سارا حال حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ انکو بیان لاؤ اسی وقت فراتیم بنیامین کو خلوت خانہ میں لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو گلے سے لگایا اور بہت رنج اور کیا یا قرۃ عینی یا بنیامین انا انکے غلام بنائے ہیں باکانوا یملون یعنی میں تیرا بھائی ہوں سو غمگین نہ ہو ان کاموں سے جو کرتے رہے ہیں یہ کام حضرت یوسف علیہ السلام نے اس واسطے فرمایا کہ اس بھائی کو آزمائش سے بلوایا تھا تو اوروں کو حسد پیدا ہوا اس سبب سے راہ میں ہر بات پر جھگڑتے اور طعنہ دیتے تھے اسلئے حضرت نے تسلی دہی اور اس وقت بنیامین پر ایک حالت طاری ہوئی کہ غایت فح اور شادی سے از خود محو اور مشاہدہ جمال محبوب میں غائب تھے سے عزیمت ان غلطہ کہ مشتاق بیارے برسد ہوا آرزو مند نکلائے نگارے ہر سہ قیمت گل نشناسد مگر آن فاختہ کہ خزان دیدہ بود بس بہارے برسد عترت وصل نہ اند مگر آن سوختہ کہ پس از دوری بہار بیارے برسد پھر حرب بنیامین کو ہوش آیا تو حضرت یوسف نے باپ کا حال پوچھا بنیامین نے کہا اٹھکا حال از بس سقیم ہوا آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئی ہیں اور اب سوائے تمہاری ملاقات کے اور کسی بات کی خواہش نہیں ہر پھر بہن کا حال پوچھا بنیامین نے قسمیہ کہا کہ آسنے بائیں بل تک سوائے سیاہ کلی کے اور کوئی کپڑا نہیں پہنتا اور اب بھی رویا کرتی ہوا ہر روز شارع عام پر کھڑی ہو کے سانسوں سے تمہاری خبر پوچھا کرتی ہے یہ حالت سنکر حضرت یوسف بہت روتے پھر فرمایا کہ او غریباز جان تو نے نکاح کیا ہر غرض کہ ان تین لڑکے بھی بن فرمایا کیا نام بولے ایک کلام دم اور دوسرے کا ذیبتیرے کا یوسف فرمایا کہ اسے نام کیوں رکھے عرض کیا جب دم کو دیکھتا ہوں تو جو مٹھا خون جو تمہارے کرتے سے لگا کر باپ کو دکھایا تھا یاد آتا ہوا در جب ذیبت کو دیکھتا ہوں تو وہ بھیٹیرا جبکہ کپڑا لائے تھے یاد آجاتا ہوا در جب یوسف کو دیکھتا ہوں تم یاد آتے ہو بعد اس گفتگو کے حضرت نے فرمایا کہ اب تم اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ تب بنیامین

عرض کیا کہ مجھ کو آپ کیلئے اپنے پاس سے جہاں گئے ہیں میں تو چالیس برس سے روتا ہوں فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ تم کو اپنے پاس رکھوں اور اُسکی تدبیر یہ ہو کہ تم پر جو یہی کا حیلہ لگا دوں بنیامین نے کہا بہتر مجھ کو کسی طرح غدر زمین ہوا فعل اتشایہ پھر بنیامین بھائیوں کے پاس گئے بھائیوں نے اچھا چہرہ لباش دیکھا تنہا پہچانا بلکہ اثر نور یوسفی سے آنکھیں جمیک گئیں اور کہنے لگے کہ تو کوں ہو کہا انا اخوکم بنیامین کہنے لگے کہ شفیق کر دیا ہے بنیامین تیرا بشرہ فرمایا کہ سوائے اشد کے اور بھی کوئی بد لئے والا ہو آج میں نے اپنے بھائی یوسف کی صورت میں صوفیہ میں دیکھی تو سب اندوہ و کدورت میرے دل سے جاتی رہی اور بعض متقیین مفسرین اس محلے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سوار خبر کے واسطے کنعان کی راہ پر بٹھلایا تھا کہ جب اولاد یعقوب علیہ السلام کی آمد معلوم ہو تو مجھ کو خبر کر دینا چنانچہ یہ لوگ جب مصر کے دروازے پر پہنچے تو خبردار نے حضرت کو خبر کی حضرت نے مکان کو راستہ کیا اور خود نقاب ڈال کے بیٹھے اور بنیامین وغیرہ متابع علیہ پر آئے گئی حضرت یوسف کو خبر ملی ناچار بنیامین نے دربانوں سے کہا کہ اولاد یعقوب کب تک دروازے پر کھڑے رہے دربان نے حاضر ہوا حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا حضرت نے سب کو طلب کیا جب رو برو آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام بہت رونے حاضرین کو گمان ہوا کہ بادشاہ ان سے ناراض ہیں اور یہ لوگ بھی ڈرے تب حضرت نے بہت عنایت کی اور ترجمان کی معرفت ارشاد کیا کہ تم کنعانی ہو تمہیں دعویٰ کرتے تھے کہ ہمارا باپ پارسا جو بولے کہ ہم کنعانی ہیں اور اس بھائی کو ساتھ لائے ہیں تب بنیامین نے ترجمان کو عنایت نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا دیا اسے یوسف کو پہنچایا تمہارا ک صیغہ عنایت پر دیکھ کر بہت رونے اور مجلس امین اٹھ گئے اور نواز شہ نامہ پڑھ کر اور بھی رونے اور بیٹوں سے فرمایا کہ یہ عنایت نامہ میرے باپ کا جو اور یہ لوگ تمہارے چچا ہیں پھر باہر تشریف لائے اور بنیامین کو دیکھا تو ان کے تمام کپڑوں پر یوسف یوسف لکھا تھا فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑوں پر یہ نام کیوں لکھا ہو بنیامین نے کہا میرا ایک بھائی تھا یوسف وہ جنگل سے گم ہو گیا سو میں نے اپنی تشفی کے واسطے اسکا نام لکھا لیا ہوا اور سارا قصہ بالا جمال بیان کر گئے حضرت چپکے سے اور ارشاد کیا کہ چچا خوان کھانے کے لاؤ جب خوان لے کر تو فرمایا دو بھائی حقیقی ایک ایک ایک خوان پر بیٹھ کر کھائیں پنج پر دہل بھائی بیٹھ کر کھانے لگے بنیامین تنہائی سے رونے لگے بادشاہ نے سب پوچھا بنیامین نے کہا اے بادشاہ مجھ کو اپنا بھائی یاد آتا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو میں بھی اس سے ملے لکھا حضرت نے فرمایا کہ اسکا خوان میرے پاس لاؤ اور بنیامین سے فرمایا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو میرے ساتھ آسے کھانا کھا چنانچہ نقاب ڈالے ہوئے حضرت نے اپنے ساتھ کھانا لایا نقشہ جو کہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر ایک تل تھا وہ بنیامین کی نظر پڑ گیا پھر رونے لگے تب بادشاہ نے فرمایا
 کیوں روتے ہو پوچھا کہ حضور کے ہاتھ پر ایک تل ہو اسی طرح کا تل میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا سو اس کو
 دیکھ کر مجھے رونا آیا اس بات پر حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت روئے اور فرمایا کہ نعمت کرم شاہ
 اللہ جل شانہ تیرا بھائی تجھے ملا دے اور کمال تسلی اور دلا سے سے کھانا کھانے کے نصرت فرمایا جب
 بھائیوں کے پاس بنیامین پہنچے تب حضرت نے ترجان سے فرمایا کہ ان سے پوچھو تمہارا بھائی جنگل میں
 کس طرح ضائع ہوا بنیامین نے کہا میرے بھائی کو یہ دلوں بھائی جو حاضر میں باپ سے مانگ کے سیر کے
 رہا ہے جنگل میں لپکے شام کو رات خون آلودہ باپ کو دکھایا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا وہ کہتا ہے میرے پاس
 موجود ہر چیز جہان نے کرتے لپکے حضرت کو دیا حضرت نے خون دیکھا فرمایا کہ یہ خون آدمی کا نہیں بکری کے
 سینے کا ہر بنیامین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا مگر اور لوگوں نے کہا کہ چالیس برس اس معاملے کو گذرے ہیں
 خون کا رنگ بدل گیا تو تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ عجیب بھیڑیا تھا کہ آدمی کو کھا گیا اور
 پیراہن ستم چھوڑ گیا بعد اسکے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تمہارے گروہ میں ایک شخص کی آواز ایسی ہو کہ اس سے
 عورتوں کے حل کر جاتے ہیں وہ کون ہے یہودانے کہا میں ہوں اور پھر فرمایا کہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک
 شخص ایسا ہو جو شیر کو بچاڑ ڈالتا ہو اور بڑے درخت کو اکھاڑ لیتا ہو وہ کون ہے شہنشاہ نے کہا میں ہوں
 حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں وہاں تھے یا نہیں بولے ہم بھی تھے فرمایا کہ بھیڑیے سے حقیقی بھائی نہ چھینا گیا
 شرمندہ ہوئے اسی طرح دلوں بھائی سے سوالات فرمائے کہ سب ندامت سے سرگردیاں ہونے کے
 خوف سے کانپنے لگے بعد اسکے بنیامین کو پاس بلا یا اور سب سے پوشیدہ چھپا کر گھاسے لگا لیا اور نقاب
 اٹھا دی قریب تھا کہ بنیامین خوشی سے غمرہ مارا تب حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مسکوت کر ابھی تک
 وقت نہیں آیا ہے کہ میں ان پر آپ کو ظاہر کروں بعد اسکے باپ کا حال پوچھا فائدہ جس طرح حضرت یوسف
 علیہ السلام نے بنیامین کو علیحدہ کر کے سارا حال پوچھا اسی طرح خداوند تعالیٰ قیامت کے دن بندہ
 ہون کو علیحدہ کر کے پوچھے گا تاکہ اور کوئی خبر نہ پادے القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو
 اونٹ غلے سے بھر دیے اور بنیامین کے اونٹ میں ایک پیاز بلوری یا طمائی یا زمرودی یا باقوتی لگا کر
 بادشاہ کی پیاس کا پناہ ہوا تھا یا غلے کے تولنے کا تھا رکھوا دیا جب ان لوگوں نے اول منزل کی تو سوار ہو کر
 بھیجا کہ قافلہ شام کو روکو اور ان کے اسباب میں پیاز تلاش کرو سواروں نے پکڑا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
 فلما جزم بجهارهم حمل السفاتین فی حل اخیم ثم اذن مؤذن ایما العیر انکم لسا رقون قالوا و اقبلوا علیہم ماذا انفقوا
 قالوا انفقہ صواع الملک و لن جابرہ حل بعیر وانا بزرعیم قالوا یا لہ لقد علمتم ما جئنا انفسہ فی الارض واما کننا

سارقین یعنی پھر جب تیار کر دیا انکو اسباب انکار کر دیا اپنے کا باسین بوجھ میں اپنے بھائی کے
 پھر چکارا پکارنے والا اسے قافلہ والو تم مقرر چور ہو کتنے لگے منہ کے کئی طرف تم کیا نہیں پاتے بولے
 ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیام اور جو کوئی وہ لاوے اسکو ایک بوجھ اونٹ کالے اور میں ہوں
 اسکا ضامن کتنے لگے قسم اٹھنے کی تمکو معلوم ہر قسم شہادت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم
 کبھی چور تھے متحققین کہتے ہیں کہ یہ سخن منادی نے اپنی طرف سے کہا تھا انکم سارقون حضرت یوسف
 نے اجازت نہیں دی تھی اور بٹھنے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے یہ سخن تعریفاً منادی سے کھلوایا
 اور تاویل یہ تھی کہ تم چور ہو کہ یوسف کو باپ سے چور کر لینگے ادبیچ ڈالا اور اس میں کچھ بھی جھوٹھ
 نہیں جو تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ اس مقولہ کا سبب کہ ہم فساد اور چور نہیں ہیں یہ ہوا کہ جب یہ لوگ
 کنعان سے آئے تھے تو اپنے اونٹوں کے منہ باندھ دیے تھے تاکہ کھیت نہ کھائیں اور شاخ
 درخت نہ توڑیں اور وہ اسباب جسکو حضرت یوسف علیہ السلام نے پھیر دیا تھا لیے آئے تھے
 اور کہتے تھے شاید یہ اسباب جھوٹے سے غلے میں رو گیا ہو سو یہ ہکو حرام ہو اور یہ لوگ ان سب
 باتوں سے واقف اور انکی امانت اور تقویٰ سے خبردار تھے سو ان لوگوں کو مطلع کیا کہ ہر گاہ تم لوگ ملے
 تقویٰ اور صلاح سے واقف ہو پھر ہمت چوری کی ہر کسر طرح لگاتے ہو ہم تو فساد اور چور نہیں ہیں غرضکہ سواروں نے کیا
 ہم تو لگو چور نہیں کہتے ہیں مگر تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر کسی نے چور پایا ہو اور کسی کی خوجی سے نکلے فاجزائہ ان
 کتم کا ذہین یعنی کیا منرا ہو اسکی اگر تم جھوٹے ہو تو فاجزائہ من وجہ فی رحلہ فوجزائہ کذلک جزئی انطاب
 یعنی بولے اسکی سزا ہو کہ جسکے بوجھ میں پایا جاوے وہی جائے اسکے بدلے میں ہم تو یہی سزا دیتے ہیں
 گنہگاروں کو فائدہ جس طرح ہمارے دین میں چور کا لہو کاٹا جاتا ہو اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام
 کے بیان چور سال بھر تک مالک مال کے گھر رہتا تھا اور غلامی کرتا تھا اور بادشاہ مصر کا شاید یہ حکم تھا
 کہ چور کو مارین اور دو چاند مال سر وقتہ کالیوین یہ آئین بادشاہ تھا سو ان لوگوں نے اپنے دین کا حکم
 بتلایا کہ قتل سب سے بجا دین باجہ سواروں نے سب لوگوں کو حاضر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام
 نے پہلے اور بھائیوں کی خوجیاں کھلو اسکے دیکھیں کچھ بھی نہ نکلا تب ارشاد کیا کہ انکو جانے دو چنانچہ ارشاد
 ہوا فبد باو عیتم قبل و عار اخیہ یعنی پھر شروع کیا یوسف نے انکی خوجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خوجی سے
 پہلے اسوقت کھولنے والوں نے کہا کہ اب اس بیچارہ کی خوجی دیکھنا ضرور نہیں ہو کیونکہ یہ مظلوم ہو اپنے
 کنبھوں ایسی دلیری نہیں کی ہوگی یہود اوغیرہ بول اٹھے کہ جو ہمارے بوجھ کھولے گئے ہیں تو اسکا
 بھی کھولا جائے کیا یہ بزرگی میں زیادہ ہو ہر خندہ از زمین شاہی نے انکار کیا پر یہود اوغیرہ

نے واسطے رفعِ نعمت کے نہایت اصرار کیا تا چار دنیا میں کالو جب بھی کھوا گیا تو پانچ اسکے غلے میں نکلا
 کہا قال تم استخیر جہا میں دعا را خیر تب شرمندہ ہوئے مگر بنیامین خوش تھی فقالوا ان یسرق نقد سرق
 اخ لہ من قبل یعنی کہنے لگے اگر اسے چور یا ہو تو کچھ تعجب نہیں کہ اسکے بھائی نے بھی پہلے چوری کی تھی بعد
 سخت شرمندہ اور سزا گون ہوئے بعد ایک محلے کے بنیامین سے کہنے لگے کہ اے بنیامین تیرا باپ میں
 روحانیان اور منشیین آسمانیان ہر تجھ کو شہم نہیں آتی کہ تو نے ایسی خیانت زریلہ سے اپنا دارِ نعمت
 آلودہ اور خاندان رفیع الشان کو بدنام کیا اور بنیامین ہر چند بمبالغہ فرمائے کہ میں اس حال سے واقف
 نہیں ہوں مگر وہ لوگ قناب و خشم سے باز نہ آتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تو نے نہیں چرایا تو کہنے پانچ تیری
 خرجی میں رکھا بنیامین نے کہا شاید اس شخص نے رکہ دیا ہو جسے اول تمہارے بوجھوں میں تمہاری بھلائی
 پوشیدہ رکھ دی تھی روئیل نے کہا کہ بنیامین سچا ہو معلوم نہیں کہ غریزہ صبر کو اس پر دے میں کیا منظور ہو
 فائدہ یہ جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے کہنا نقد سرق اخ لہ من قبل سو غائب و باتون کا خیال الہی ہو گا
 نہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ایسی حرکت کبھوں نہونی تھی جس کا طعنہ دیا ایک یہ کہ حضرت یوسف
 علیہ السلام کی نانی کے پاس ایک بٹ تھا سونے کا اسکو حضرت نے لیکے زمین میں دفن کر دیا یا
 تو ڈھالاکا اسکی پریشش سے باز رہے ہوا کہ وہی سعید بن جبیر روایت چوری کا ہیکو نمی بلکہ سینہ زوری کہ ٹٹے گناہ سے
 نانی کو منع کرتے تھے چوری تو یہ تھی کہ اسکو کوڑے کر کے صرف میں لے جیسا روئل وغیرہ نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا
 دو ستر محمد ابن اسحاق سے روایت ہو کہ حضرت کو انکی بھوپچی نے پرورش کیا تھا حضرت یوسف فی الجملہ ہوشیار بچہ تو حضرت
 یعقوب نے چاہا کہ اب بچے پاس رہیں بھوپچی کو حضرت یوسف سے محبت زیادہ تھی مخالفت انکی گوارا نہ کر سکیں
 تب حضرت اسحاق کا شک کہ مرتے باندہ دیا اور انکے رہنے کے واسطے یہ حیا بٹھرا کے تلاش کرنے لگیں اور
 ڈھونڈتی ہوئیں حضرت یعقوب کے گھر میں چلی آئیں وہی حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس
 پہونچے تھے کہ انکی بھوپچی نے انکے شکے کی تلاش شروع کی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نکلا سو
 موافق حکم اس دین کے ایک سال اور بھوپچی کے پاس رہے تین کتا ہوں بھلا اسمیں کیا چوری
 تھی حضرت یوسف علیہ السلام تو اس بات سے واقف بھی نہ تھے بھوپچی نے اپنی خوشی سے آپ
 باندہ دیا تھا اور تجا ہر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک فقیر سائل آیا حضرت یوسف نے ایک بھیم مرغ اپنے گھر
 سے لیکر بلا اطلال یعقوب اسکو دے آیا اور خبان ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ایک مرغی حضرت یعقوب کی
 سائل کو عنایت کر دی تھی کہ نانی العالم حقیقت یہ کہ ان صاحبزادوں کی باتیں حضرت یوسف کے باپ
 میں ہی طرح کی ہوتی تھیں یعنی حد کے سبب سے جو بات کہتے تھے اسکا سر بلاتون نہوتا تھا اور حضرت

یوسف کا طرٹ دیکھو کہ باوصف ایسی ایسی تھمت اور ظلم کے آہستہ سے فرمانے لگا اپنے جی میں اور انکو نہ جتا یا کہ آخر شرم کا آواز اٹھ اعلیٰ ہا تصفون یعنی تم کو سبتر ہو اور سبے میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بائیں بناتے ہو یعنی تمہیں باپ سے چور کے مجھے مارنے کا ارادہ کیا اور کنوئین میں ڈالا اور جب قافلے کے لوگوں نے نکالا تو فریب کیا اور جھوٹا دعویٰ پیش کر کے لیا اور بچ ڈالا اور باپ سے وہ فریب کیا جو کسی نے بھی نہ کیا ہو گا شل مشہور ہے کہ پرائی پھولی کو ہستے ہیں اپنا ٹینٹ نہیں نہاتے تبلیہ اس قصہ میں کئی فائدے ہیں اول یہ کہ حیلہ بگناہ جائز ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کے ساتھ کیا اور انکی بھوپھی سنئے انکے واسطے کیا اور ہمارے دین میں بھی بہت حیلے ہیں جس طرح ابطال نفعہ واستبراء کو ذرہ وغیرہ میں قطع نظر اسکے یہاں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ ہی سکھائی تھی چنانچہ فرماتے ہیں کہ کذاب یوسف ماکان لیا خدا خواہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ یعنی یونہی داؤد بتایا جیسے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے انصاف میں مگر جو چاہے اللہ دوسرا یہ کہ حیلہ کرنا زور اور حکومت سے بہتر ہے کیونکہ حضرت کو قدرت نمی اگر چاہتے تو بنیامین کو بزور لے لیتے مگر لحاظ بدنامی ایسا نہ کیا کہ اس میں ظلم ظاہر تھا گو واقع میں انکو بنیامین سے زیادہ ترقی تھی کہ اور دن کو ہرگز نہ تھی تیسرا یہ کہ آدمی کو ملامت خلق سے احتراز کرنا ضروری ہے کہ مصلح بھی ہو حدیث میں آیا ہے مار آہ المسلمون حسنا فمؤ عند اللہ حسن و مار آہ المسلمون قبیحا فمؤ عند اللہ قبیح چوتھا اخبار کو سراسر کی صحبت سے پرہیز واجب ہے تاکہ تفضیل نہوا نقواس نواضع التهم در اسے اسکے جب بلا آتی ہے تو اچھے مجھے میں و پاک و نایابک میں تمیز نہیں رہتی اولاد یعقوب کے ہمراہ اور بھی مردم شام تھے مگر یونوں نے یہی آواز دی اتبھا العیر انکم سارقون حالانکہ اور دن کو اصلا بیانیے سے واسطہ نہ تھا اگر کوئی کہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بخوبی معلوم تھا کہ میری ہجرت سے یعقوب علیہ السلام کو غم و الم از بس ہے ہا نہیں بنیامین کو قید کیا اور اس جہت سے حضرت یعقوب کو رنج دو بالا ہوا اول یہ بات ظاہر حقوق والدین میں داخل ہے دوسرے قطع صلہ رحمہ اور قلت عنایت و شفقت بھی اس فعل سے ظاہر ہے پھر کیونکہ ایسی بات حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے اہتمام سے فرمائی جواب یہ ہے کہ جو کچھ واقع ہوا سب بامر الہی و وحی حضرت باری تھا تاکہ یعقوب کو رنج زیادہ ہوا و اجر و ثواب المضاحف ملے اور درجہ آخرت میں بڑھیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت یوسف بنیامین کو از رو سے قواعد و ضوابط معینہ سلطان صمد قید نہیں کر سکتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے بھائیوں کی زبان سے چور کی سزا وہ بیان کرائی جو کہ موافق مراد و مقصود حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑ گئی کہ اسکا مطلب حاصل ہو گیا معالم التنبیل

یوسف علیہ السلام

میں لکھا ہو کہ کید اس مقام پر جزا کید ہوئی ہے جیسا کہ ایمون نے ابتداً یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا
 جس نے اُنکے ساتھ کیا وہ قد قال یعقوب نیکوید والکس کید؟ فقہ نامیودعت فی امرهم اور کید جانیب خلوت سے
 بمعنی جلیہ ہوا اور از جانب خدا تہمیر بالحق اور بعض کے نزدیک کہنا یعنی الذنبا اور بعض بمعنی دینا اور بعض
 بمعنی امرنا اور بعض بمعنی اردنا بیان کرنے میں ان فرض جب روئیل وغیرہ کی زبان سے سترے ہوئے
 رؤس الاشتماء و غلام بنانا ثابت ہوا تو بنیامین پر کڑے گئے جب اولاد یعقوب نے کہا یا ابا الغریزان
 لہا شیخی کبیر فہذا احدنا کاد انما نراک من تحتین یعنی امی غریزا کا ایک باپ جو یوحنا یا اسور کہہ سکتے
 ایک کلمہ میں سے اُسکی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہی احسان والا ہو کیونکہ غلہ تو نے ہلکوا بامیت دیا اور ہماری
 دعوت بخوبی فرمائی خواہ یہ بات کہ اگر تو ایسا کرے تو احسان ہو گا آنجناب نے فرمایا کہ ہم بے انصاف نہیں ہیں
 کہ غیب مجرم کو مجرم قرار دیں یا کہ مجرم کے مقام پر دوسرے کو کھین آؤ تفصیل اس مقام کی یہ ہے
 کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین پر بہت سرفرازا کرنا کو پاس لکھوایا کہ تو بھائی اُنکے نہایت
 متروک ہوئے اور اس خیال میں پڑے کہ باپ سے وعدہ جتنی از رو سے قسم کر کے بنیامین کو لائے تھے
 اب کچھ بات بن نہیں آتی چلو پھر غریز کی خدمت میں حاضر ہوں چنانچہ ملاح کر کے پھر آئے اور کہا
 اے غریز بنیامین کا باپ نہایت ضعیف البدن کثیر الشان عظیم القدر ہوا اللہ کا پیغمبر و ستیہ اُس سے
 عہد کیا ہو کہ بنیامین کو صحیح و سالم تمھاری خدمت میں لائینگے اور خدا سے تمہارے لئے کو اس عہد و پیمان پر
 کفیل گردانا ہو اگر اسکو ساتھ نہ لجاؤ گے تو قطع نظر خیانت و بیعتی کے باپ کو کیا منہ دکھائی گئے اور
 اللہ کو کیا جواب دیں گے سو ہو کہ یہ امید ہو کہ آپ ہمارے حال پر احتلال پر نظر عنایت مبذول فرما کے
 بجائے اُسکے جس کسی کو ہم میں سے چاہیے رکھ لیجئے کہ (میں آپ کی عرض کہ خدمت ہو کر نکل گئے
 اور ہم دونوں جہان میں سرخرو ہونگے فرمایا میں کسی دوسرے کو خلاف قاعدہ بندگی میں نہیں رکھ سکتا
 میں تو وہ کام کرنا ہوں جو پیغمبروں کی شریعت میں درست ہو اور جو بات اُسکے خلاف ہو وہ ظلم ہو اور
 میں نے تمھارے بھائی کو تمھاری شریعت کے مطابق رکھا ہو اور تمکو میں اجماعاً آزار اور تکلیف نہیں
 دیتا ہوں تم رخصت ہو چین سے اپنے وطن کو جاؤ کیونکہ ناحق بلا میں پڑتے ہو ایک بھائی گیا تو گیا
 تب تو روئیل کہ سب میں بزرگ تھا غصے ہو کر رو بر و آیا اور دستور یہ تھا کہ جب اسکو غصہ آتا تو بال
 بدن کے کھڑے ہو جاتے تھے اور کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے پھر اس حالت میں اگر آواز کرتا تو سنا
 کے پتے پھٹ جاتے تھے اور غضب کم نہوتا تھا جب تک کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد
 سے کوئی شخص ہاتھ اُسکی پشت پر نہ رکھے سو جب اُس نے غصے میں اگر کہا اے غریز میں آؤ نہ کرنا ہوں

غضب ایک قدم سے ٹھوکر ماری کہ تمام فرش ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پتھر اُسکے زیر قدم ریزہ ریزہ ہو گئے اور فرمایا اسے اولاد یعقوب تم اپنی قوت اور جلالت پر مغرور ہو رہے ہو اگر تم کو انبیاء اور صلحا نسبت سنو تو ایک آواز میں خاک برابر کرو تیا اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اول ربیع
غضب میں آیا اور اُسے ایک آواز تزد حضرت یوسف علیہ السلام پر کی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے نقاب سمیت تخت شاہی سے اٹھ کر گردن میں ہاتھ ڈال زمین پر ڈال دیا اور فرمایا کہ اے کنایون
تم کو اپنے زور کا بڑا گھمنڈ ہو اور میں نے اب تک اپنا زور تم کو نہیں دکھلایا اور فرمایا کہ میری قوت کے روبرو تمھاری طاقت کی کیا حقیقت ہو جو تم غرور ہو رہے ہو ربیع نے کہا میں پہاڑ کو اٹھا لیتا ہوں
اور تین دن تک اپنے ہاتھوں پر لیے کھڑا ہوتا ہوں اور شمعون نے کہا میں ایک وہلے میں شتر شتر
شہروں کو پھاڑ ڈالتا ہوں اور یہود اُسے کہا میں آواز ایسی کرتا ہوں کہ پہلی آواز میں جلطہ میں
دوسری سے آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں تیسری میں روح بدن سے مفارقت کر جاتی ہے اور اسی طرح
سب نے اپنی اپنی صفات قوت ظاہریہ کے بیان کیے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ
حکایتیں میں تمھاری طاقت میرے زور کے سامنے بے حقیقت ہو اگر میں ایک آواز کروں
تم سب غش میں آ جاتے ہو بعد اُسکے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک آواز تداپہر فرمائی
کہ سب بیہوش ہو کے گر پڑے جب ہوش میں آئے تو روئے لگے حضرت یوسف نے
کچھ جواب نہ دیا صرف یہ فرمایا کہ اُنکو باہر لیجاؤ جب باہر آئے تو کہنے لگے اے بھائیو
بادشاہ مصر کو یہ شوکت اور جلالت کمان سے آئی یہ تو مخصوص اولاد یعقوب کو ہی نہیں معلوم
کیا معاملہ ہو مگر یہ خوب معلوم ہو گیا کہ غلطی اور درستی سے کام نہ چلیگا اب کنعان کو چلو
روئیل یا شمعون یا یہود اُنے کہا اے بھائیو دل میں سوچ لو کہ تمھارے باپ نے عہد
خدا درباب بنیامین لیا تھا اور جو کچھ قصور یوسف کے حق میں ہوا ہر وہ تو جانتے ہو اور
اب بنیامین کو قید میں چھوڑے جاتے ہو میں تو یہاں سے نجاؤنگا جب تک میرا
باپ طلب نہ کرے یا اجازت دے کہ مصر یوں سے انتقام لون یا اللہ حکم کرے کہ
بزدل شمشیر اپنے بھائی کو لون یا قوت دے بالجملہ یہود مصر میں رہا اور شمعون نے کہا
میں بھی نجاؤنگا وہ بھی رہا **تنبیہ** آیہ یا ایہا العزیز ان لا اباشیخا کبیر آئین کئی قاصد
ہیں اول یہ کہ حاجتمند کو چاہیے کہ حاجت روا کی تعریف کرے بعد اُسکے اپنی حاجت
مانگے دوسرا یہ کہ بوڑھے آدمی کی دسترسب ادیان میں بہ نسبت اور دن کے

زیادہ ہو لہذا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کلمہ عام شیخا کبیراً فرمایا کہ مسلمان
اور کافر دونوں قبول کرتے ہیں اگرچہ شان نبوت بالاتر تھی سب شانوں سے الّا کافر ہرگز
نہیں مانتے اور یہ بھی واضح ہوا کہ سلاطین اور امرا کے دربار میں بھی بوڑھوں کی منزلت ہو
بلکہ جب آدمی بوڑھا ہوتا ہو تو ملائکہ اسکی شکل پہچانتے ہیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فرماتے تھے کہ اذ بلغ الرجل السنین عرفہ الملائکہ یعنی آدمی جب پہونچا ساٹھ کو ملائکہ نے
اسکو پہچانا اور ایک بات اور بھی ہو کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو مومن بڑا بوڑھا ہو احاطت
اسلام میں تو خدا سے قعالے اسکو صبح اور شام بنظر رحمت دیکھتا ہو اور منہ ماتا ہو کہ
اے میرے بندہ اب تیری عمر بہت ہوئی اور تیرا بدن ضعیف ہوا اور تیرا چہرہ اذبل ہو گیا
سو تیرے عذاب سے مجھکو شرم آتی ہے پس اب تو بھی مجھے جیسا کہ میں ہوں اب وقت
شروع ہستی شد خیمہ دہ سے نک جا کر ۴ بتوں کا بندہ رہیگا اب تک خدا خدا کر خدا کر
اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بوڑھا آدمی اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے
نبی اپنی امت میں روایت ہے کہ شب معراج میں ارواح انبیاء مسلمات اللہ علیہم جنہم
بصورت اجساد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئیں اور سب نے
آنحضرت کو گلے سے لگایا الّا ایک پیغمبر تشریف لے لائے دور سے نظر آتے تھے تب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں بولے کہ
شیخ الانبیاء حضرت نوح علیہ السلام ہیں انھوں نے بھی درگاہ الہی سے اجازت
حضور ہی چاہی تھی الّا انکو حکم ہوا کہ تم نجاؤ اور آپ کو ارشاد ہو کہ آپ تشریف لیجائیے
کیونکہ یہ بوڑھے ہیں نہ اس سبب سے کہ آپ سے افضل ہیں تجارتی اور سلم میں عبد اللہ
ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھکو خواب میں معلوم ہوا کہ میں ایک
مسواک کرتا ہوں پھر دو شخص آئے ایک انہیں دوسرے سے بڑا ہوسو میں نے وہ
مسواک چھوٹے کو دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دے سو میں نے وہ مسواک بڑے کو
دی اس حدیث سے بڑی عمر والے کی تعظیم اور تقدیم ثابت ہوئی جب اسی طرح
کی بزرگیان شیخ کے واسطے ثابت تھیں تب حضرت یوسف علیہ السلام کے
بھائیوں نے عرض کیا یا ابہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیراً ایسرا یہ ہو کہ اہل حیات
کو شفیع گردانا بزرگ کا بڑے ضرور ہی چہنچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا اور دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس دعا میں درود نہیں ہو وہ دعا قبول نہیں ہوتی عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں نے بوڑھوں کو شفیع گردانا ہر اول حضرت یعقوب علیہ السلام کو انکے بیٹوں نے شفیع گردانا دوسرے حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں نے اپنے باپ کو شفیع گردانا ہر پہلے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنوئین کے کنارے پہنچے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کو کنوئین پر دیکھ کر حیرت میں آگئے پوچھا تم بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتی ہو بولیں ہم اس انتظار میں ہیں کہ مرد لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا دیں اگر باقی رہے تو ہم اپنی بکریوں کو پلا لیتے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں ہے جو تم اس کام پر معین ہو بولیں ابونا شیخ کبیر یعنی ہمارا باپ ہے بہت بوڑھا اسکو طاقت اتنی نہیں کہ بکریوں کو پانی پلائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو کنوئین سے ہٹا کے پانی پلا دیا اور مفصل حال اسکا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قہقہے میں آئیگا تیسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے بوڑھا پے کو شفیع گردانا یعنی جب حضرت زکریا کی عمر سو برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت زکریا نے دیکھا میں کنگھی کی کہ سفید بال کنگھی سے لپٹ آئے اسکو دیکھ کر رونے لگا حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں روتے ہو فرمایا اشیب مراحل الموت یعنی بوڑھا پامتل ہو موت کی حضرت جبریل نے کہا پھر اسپر رونا کیا ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا میں اسپر رونا ہوں کہ محراب میرے بعد خالی رہیگا کاش میرے کوئی لڑکا ہوتا تو میرے مقام پر کھڑا ہوتا حالیکہ لایزال کی عبادت میں مشغول ہوتا کہ میرا نام محراب سے نہاتا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا جناب الہی میں دعا کرو چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی کہ رب لاتذرنی فرداً وانت خیر الوارثین دعا قبول ہوئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے آفقت آٹھ آدمی کنعان کو چلے اور یہود اور شمعون بامید عنایت سلطان مصر میں رہ گئے پہلے وقت ان دونوں نے کھربا رجوا الے ایکم فتوا یا ابانا ان ابناک سرق و ما شدنا الا باعسلنا و ما کننا للنبی حاطنین

واسل القدرۃ الّتی کنا فیہا والحب الّتی اقبلنا فیہا وانا لصادقون یعنی باپ کے
 پاس جا کے کو اسی باپ میرے بیٹے نے چوری کی اور بیٹے وہی کہا تھا جو پہلو خبر تھی
 یعنی جسکے اسباب میں نکلے اُسکے بدلے میں اُسی کو رکھ لو اور پہلو غیب کی خبر یاد نہ تھی یعنی
 بیٹے اپنی شہریت کے موافق حکم بتلادیا اور یہ معلوم نہ تھا کہ بھائی ہمارا چور ہو اور سوال
 کر لیجیے بستی وادون سے حبسین ہم تھے اور اس قافلے سے حبسین ہم آئے تھے اور بیشک
 ہم سچ کہتے ہیں چنانچہ یہ باتیں سیکھ کر چلے اور بعد قطع سنازل حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 خدمت میں پہنچے حضرت نے سب کو گلے سے لگا لیا جب آٹھ ہی لڑکے ملے تو حضرت نے
 پوچھا اے یہود انبیاء میں کس ان ہر بولے یہود انہیں آیات فرمایا اور شمعون یہود اور
 بنیامین کو کیا کر آیا بولے شمعون بھی انہیں آیات تو حضرت یعقوب علیہ السلام غم سے
 بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمانے لگے اگر تمکو میری شہم نہیں تو کیا خدا کی بھی
 شہم نہیں ہر تم نے تو چلتے وقت مجھے عہد کیا اور تم کھائی تھی کہ ہم بنیامین کو بھیر
 لائینگے سو تم اُسکو خوب لائے افسوس صد افسوس اگر یہی حال ہر تو کوئی لڑکا نہ بچ گیا
 جب کہیں جاؤ گے ایک لڑکا کھو آؤ گے تب کہنے لگے کہ آپ پہلے حال تو سن لیجیے فرمایا
 کہ عرض کیا کہ بنیامین نے بادشاہ کا پیانہ چیرا یا سودہ قصاص کا ارادہ رکھتا تھا ہنسنے
 اپنے دین کا حکم بتلایا بارے اُس نے قبول کر لیا اور بنیامین کو اُسکی عوض میں رکھ لیا
 اور شمعون اور یہود اُسی کی خبر گیری کو رہ گئے ہین اور ہم آپ کو خبر کرنے آئے ہین اور اگر
 ہمارا کہنا آپ کو سچ نہ معلوم ہو تو جو قافلہ ہمارے ساتھ آیا ہر اُس سے پوچھ لو
 اگر قول پر اُنکے بھی اعتماد نہ ہو تو اُس بستی کے لوگوں سے جان ہم رو کے گئے تھے
 اور مصر کے لوگوں سے جان اونٹ کھوئے گئے تھے دریافت کرو کہ ہمارا
 سچ جھوٹ کھل جائے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پیانہ بنیامین کے
 بوجھ سے نکلا تھا لیکن یہ نہیں جانے کہ پیانہ اُسی نے رکھ لیا تھا یا کسی اور نے
 رکھ دیا اور پہلو غیب کی خبر نہ تھی کہ بنیامین چور ہو رہا ہے اپنے ساتھ نہ لیجاتے کیونکہ
 ہم اس میں سخت ذلیل ہوئے لطف نہ جب تک کہ بنیامین اُس شہم سہرہ نہ ہوئے تھے
 بھائیوں نے اپنی طرف نسبت کر کے کہا فارسل معنا اخانا اور جب سہرہ کی
 تہمت لگی تو نسبت برادری قطع کر کے باپ کے طرف اضافت کی

اور کہا ان ابنائے سرق سبحان اللہ وقت طہارت میں برادری کی اور وقت آلودگی میں
بیزاری حضرت اکرم لاکر میں جل جلالہ اپنے بندہ سے خلافت اسکے معاملے فرماتے ہیں یعنی ارشاد ہوتا ہے
کہ اگر فرمانبرداری انکان بنی داگر بدکاری ازان میں ای میرے بندے جس طرح تیرا جی چاہے تو کرتا ہے
میں تجھ سے کسی طرح منہ نہیں پھیرتا ہوں اور تجھ کو ازان خود جانتا ہوں تو خاصہ بابائی کہ نامیہ
تراجم در سہر دو جان مقصد و مطلوب تراجم گر کیہ قائم از کوی طلب سوی من آئی ماصدق
از راہ کرم سوی تو آئیم دیکھو ایک دن حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ بنا بر مناجات طور پر
ہر ایک شریف و عالم اپنا پیغام اللہ کے واسطے کہتے تھے کہ جواب اُسکا لائیں اور حضرت موسیٰ نے جتنے
اس حالت میں ایک جوان مجوسی بھی حاضر تھا کسی شخص نے اُس سے کہا کہ تو کچھ اپنا پیغام نہیں دیتا اُس نے
کہا میں کیا کون اگر وہ پروردگار ہو تو تجھ کو اُسکی ربوبیت درکار نہیں اور اگر وہ رزاق ہو تو میں رزق
اُس سے نہیں مانگتا اور جو وہ خداوند ہو تو تجھ کو اُسکی بندگی سے تنگ ہو حضرت موسیٰ کلمات ملام
اُسکے شکر غصہ ہوئے اور فرمایا ای نادان یہ کیا فضول گوئی کرتا ہے یہ کہ مناجات کے واسطے تشریف
لیکھے جب مناجات سے فارغ ہوئے تو پیغام مومنوں کے حضرت عورت میں پہنچانے اور جواب
ہر ایک کے سنے خیال آیا کہ اُس جوان نے پیغام دیا تھا مگر کیا کروں اُسکے بیان میں شرم آتی ہے ارشاد
اکو کلیم امانت میں خیانت نہ کر جو کسی نے کہا ہوا اسکو بیان کر میں تو بہانہ اور آشکار سے آگاہ ہوں حضرت
موسیٰ نے مجوسی کا پیغام مفصل کہا ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ اُس گنہگار سے کدے کہ ای عاصی اگرچہ تو میری
ربوبیت نہیں چاہتا مگر میں تیری عبودیت چاہتا ہوں اعدا گرچہ تو رزاق میری نہیں پسند کرتا مگر میں
صبح اور شام رزق تجھ کو پہنچاتا ہوں اور اگر تو مجھ کو نہیں چاہتا ہو میں تجھ کو چاہتا ہوں تاکہ تو جانے کہ میں
میں ہی ہوں اور تو تو ہی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور سے ہوئے تو وہ مجوسی سرا و منتظر
بیٹھا تھا کہ حضرت موسیٰ نے جواب حق مستقن عنایت و کرم بیان کیا محوسی اسی وقت ایمان لایا اور
آہ کہیں کر جان بحق تسلیم کی حضرت موسیٰ کو سخت تعجب ہوا خطاب ہوا ای موسیٰ تو میری صنعت سے
واقف نہیں ہے یہ جوان ایک مدت دراز سے طلب نور حقیقی میں تھا اور ہمیشہ پریشان و سرگردان رہا
اس وقت پردے حجاب کے کھل گئے اور نور جمال اُسکو نظر آیا کہ اُس نے اپنی جان فدا کر دی تاکہ مجھ کو زندہ
یعقوب علیہ السلام نے مصر سے اگر سب گفتگو درست و راست حضرت یعقوب سے کی مگر حضرت کے
جی پر وہ باتیں نہ بھیجیں فرمایا تھے وہی بنیامین کے ساتھ گیا ہو جو یوسف کے ساتھ گیا تھا کما قال کل
سولت لکم الفسکم امر الفسیر جمیل عسی اللہ ان یثنی بہم جمیعاً انہ ہو اعلم حکیم یعنی حضرت یعقوب نے

فرمایا کوئی سنین بنائی ہو تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے امید ہو کہ افسر کے او
میرے پاس ان سب کو وہی ہو خبردار حکمتوں والا فائدہ یہ بات حضرت یعقوب نے فرمائی
پہلی بے اعتباری سے ورنہ ابی مرتبہ لوگ کاذب نہ تھے لیکن بنی اشتر کا کلام کبھی خلاف نہیں ہوتا
یہ بھی بات بیٹوں کی بنائی ہوئی تھی اس واسطے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بیٹے تھے اور انھیں نے
پیمانہ بنیامین کی بوجھ میں رکھوایا تھا بعضے کہتے ہیں کہ جب ترکوں نے کہا بنیامین نے بادشاہ کی
چوہری کی حضرت یعقوب نے فرمایا شاید ایسا ہو لیکن یہ کہنے کہا کہ ہمارے دین کا یہ حکم ہو انھوں نے
کہا جسے بادشاہ نے حکم پوچھا تھا تب ہنہ تیلایا اور اسکی حکومت میں تو قصاصن اجتہا حضرت یعقوب علیہ السلام
فرمایا اگر تم نہ کہتے تو وہ نہ جانتا اور یقیناً چھوڑ دیتا اور ہرگز تم سے بنیامین کو نہ لیتا کیونکہ یہ امر ہان
خلاف تھا مگر تمہارے کہنے سے بنیامین کو اسنے اپنے پاس کھلایا بعد اسکے ترکوں نے پوچھا کیا آثار اسید کی
ظاہر ہو جائے فرمایا عسی اللہ ان یا تینی ہم جمیعاً حضرت نے ارشاد کیا کہ اب مصیبت کی انتہا ہو گئی ہو
اور بعضے کہتے ہیں ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام حسبیت الاحزان میں بیٹے روئے
سو گئے دیکھتے ہیں کہ دو فرشتے سر چلنے لگے کھڑے ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ اس سبب کو اگر
یوسف مل جائے تویر بنج دفع ہو جائے دوسرے نے کہا اگر تلاش کرے تو پاوے جب سیدار ہوئے
تو گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور ضعف سے گر پڑے کہ چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور اس حالت میں حضرت
فرمایا اے حبیب میرے یوسف تجھ کو کہاں تلاش کروں اور کس جگہ ڈھونڈھوں نہ میری آنکھیں میں
ان سے تلاش کر لاؤں نہ ایسی قوت ہو کہ سفر کروں اور شہر شہر تلاش کرتا پھر دن ان باتوں سے
فرشتوں کو براغم ہوا تب حضرت غزرایل کو ارشاد ہوا کہ توجا کے یعقوب کی تسلی کر دے حضرت غزرایل
علیہ السلام نے آ کے سلام علیک کیا حضرت نے پوچھا تم میری قبض روح کو آئے ہو قبل اسکے کہ اپنی آنکھ
دیکھوں حضرت ملک الموت نے کہا میں ضرر آپ کی ملاقات کو آیا ہوں تب حضرت یعقوب نے فرمایا میں تجھ کو
قسم دیتا ہوں خالق کی کہ تو نے یوسف کی روح ارواح میں قبض کی ہو یا نہیں ملک الموت نے کہا
یوسف بادشاہ باحشمت و شوکت ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہاں ہو ملک الموت نے کہا مجھ کو حکم نہیں ہو
کہ یوسف کا مقام بتلاؤں مگر تم سے چند روز میں ملاقات ہوگی اس سبب سے حضرت یعقوب علیہ السلام
فرمایا کہ عسی اللہ ان یا تینی ہم جمیعاً اخبار الدول میں ہو کہ ملک الموت نے کہا کہ تمہاری موت بلا ملاقات
یوسف مقدّر نہیں ہو اور جو تم کو منظور ہو تو سبب ابتلا و فراق بیان کروں حضرت یعقوب نے کہا ضرر فراق
سوء ملک الموت نے بیان کیا کہ یاد کرو تم نے ایک لونڈی یوسف کے دودھ پلانے کو مول لی تھی اور اسکا بیٹا

دو دو میں شریک تھا سو تھے اُس رُکے کو لوٹتی سے الگ کر دیا تاکہ یوسف کا شریک نہ رہے اُس سبب سے اللہ نے تلو فراق یوسف میں مبتلا فرمایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواہ و کھشنے سے جانا تھا کہ یہ امر شہنی ہو اسی خیال سے فرمایا انقصہ بعد اس گفتگو کے حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹوں کی طرف سے مٹھا اپنا بھپہ لیا اور فرمایا اے افسوس یوسف پر کما قال و تو لی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف و اہبیت عینا ہ من الحزن فہو کظیم یعنی اور اٹھا پھرا اُنکے پاس سے اور بولا اے افسوس یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اُسکی غم سے سو وہ آپ کو گھوٹ رہا تھا یعنی غم کی بات نہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا حقیقت یہ ہے کہ ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا سوا کے پیغمبر کے کسی کا کام نہیں ہوتا تادہ کے نزدیک با اسفی یعنی یا خزاہ اور اسف عبارت اشد حزن و اندوہ سے ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ مدت دراز کے بعد تاسف و اندوہ مفارقت یوسف علیہ السلام پر چہ معنی دارد مناسب تھا کہ بنیامین کے واسطے تاسف ہوتا تو جواب یہ ہے کہ مصیبت فراق یوسف سبب مصیبتوں کی اصل تھی اس سبب سے اور دن کی مصیبت کا عدم ہو گئی اصل سے رجوع واقع ہوئی و رآے اسکے بنیامین کو یوسف کے سبب سے دوست رکھتے تھے اور یوسف کو مدد کیونکہ بنیامین کو یوسف سے ایک ارتباط تھا کہ دونوں ایک مان سے تھے اور صورت و سیرت میں بھی مشابہ تھے سو سبب بنیامین کے خاطر مبارک یعقوب علیہ السلام مطمئن رہتی تھی اور آتش فراق یوسف فی الجملہ سرد تھی اب کہ بنیامین بھی درمیان سے اٹھ گئے آتش فراق میں کمال التهاب پیدا ہوا ناچار درون دل صدائے یا اسفی اعلیٰ یوسف برآمد ہوئی بعضے اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ بیاض میں اس جگہ کنایہ ہو کثرت تجا سے اور بعضے کہتے ہیں کہ حقیقت میں آنکھیں اندھی ہو گئیں تھیں چنانکہ قتادہ فرماتے ہیں کہ چھ برس کمال دیدہ مبارک یعقوب علیہ السلام حلیہ بنیامین سے عاری رہے کہ پیراہن یوسف سے منور ہوئے فائدہ ارباب محبت فرماتے ہیں کہ سپیدی دیدہ یعقوب میں یہ حکمت تھی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام محبت یوسف علیہ السلام کا دعویٰ فرماتے تھے اور دلیل صدق دعویٰ محبت پر یہ ہے کہ عاشق غیر محبوب سے اپنی نظر بند کرے اور حضرت یعقوب نے بعد کم ہونے یوسف کے فی الجملہ بنیامین کو منظور نظر فرمایا تھا سو غیرت محبت نے دیدہ یعقوب رویت غیر محبوب سے بند کر دیا اسلئے کہ وہ آنکھیں کہ دیدار محبوب سے محروم ہوں نا بنیامین سے

ان دیدہ کہ روئے تو نہ بنید + در دیدہ عقل کو رستہ + اور ارباب اشارات فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے چاہا تھا کہ یوسف و یعقوب میں سفارت ہو جائے تو یعقوب ہلکے دیکھا کریں حق سجادہ تنائے نے چشم زائل کر دی تاکہ غیر یوسف کو نہ دیکھیں اور دل کو معمور محبت کیا کہ وہاں دوسرے کی گنجائش نہیں ہے دیکھو شیطان حبیب نے حضرت آدم علیہ السلام سے مکر کیا کہ وہ بہشت سے نکلے تو مقصود اس مردود کا یہ تھا کہ جب قرب خداوندی سے دور ہونگے تو آدم و اولاد آدم میری اطاعت کرینگے اسی خیال میں تھا کہ غیرت الہی نے طمانچہ ذلت مارا اور ارشاد کیا کہ ای مردود تیرا مطلب تھا کہ میرے بندے تیری اطاعت کریں اور تجھ کو دیکھیں اور میرے دیدار سے محروم رہیں قسم اپنے عزت و ہلال کی کہ میں اپنے بندہ کے دل اپنی محبت و شوق سے اس قدر بھر دوں گا کہ ہر دم میرا ہی ذکر کریں اور نظرات رحمت سے پردے حجاب کے بالکل اٹھاؤں گا کہ میرے سوا کے کسی کو موجود نہ سمجھیں صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ حسن و اندوہ یعقوب کا کس مرتبے میں تھا بولے کہ برابر شترانوں کے شکے بیٹے مر گئے ہوں اور اس غم میں آنکھوں سو شہید کا اجر ملا انقضی جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے منگھ پھید لیا تو کہنے لگے تاں تہ تفتو تذکر یوسف حتی تکون حرصا اذ کمون من الہا لکین یعنی قسم اللہ کی تو نہ چھوڑیگا یا د یوسف کی جب تک کہ گل جائے یا ہو جائے مردہ قال انما اشکو شبی و حسرتی اے اللہ و اعلم من اللہ لا تلمون یعنی بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی پاس اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے یعنی تم کیا محکوم صبر سکھاتے ہو بے صبر وہ ہر خوشکایت اللہ کی کرے خلق کے روبرو میں تو اسی سے کہتا ہوں جسے یہ درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد پر پہنچا پس ہوا حاجتے را کہ از تو پیویم + با کسے نہ کہ با تو سیگویم + راز گویم بخلق غوار شوم + با تو گویم بزرگوار شوم + نزدیک مجا ہر کہ مرض مبنی ما دون اموت مراد ہے یعنی موت سے قریب اور ابن اسحق کے نزدیک مبنی فاسد العقل اور بعض کے نزدیک کل جاننا غم سے حال فساد فی الجسم و عقل من الخزن اولم او الست اور ثانی غم نام ہے جسکا پوشیدہ رکھنا طاقت بشری خارج ہوا اور آدمی کے خفا میں صبر کر کے مرتبہ کا خزن و اندوہ سے زیادہ ہے تفسیر کبیر میں ہے کہ ایک دوست حضرت یعقوب آیا اور اسے پوچھا کہ حقیر کی سزا

ٹوٹ گئی اور آنکھیں کیونکر جاتی رہیں فرمایا کہ آنکھیں یوسف کے غم میں سفید ہو گئیں اور کمر بنیامین کے
 فراق سے خم ہوئی اس وقت فرمان الہی ہوا کہ ایسا یعقوب تو میری شکایت غیر کے سوبر و کرتا ہوں ہم ہر
 عزت و جلال کی کہ یہ غم و اندوہ تجھ سے دفع نہ کر دے گا جب تک مجھ سے رجوع نہ کرے گا تب حضرت یعقوب نے
 کہا انا اشکو ثقی و حزنی الی اللہ اور ایک گوشے میں مصروف بننا جات ہوئے کہ یا ائی مجھ پر جسم کر
 اور یوسف او بنیامین کو ملاوئے ارشاد ہوا کہ ایسا یعقوب اگر یوسف دنیا میں مر گئے ہوتے تو میں تیری
 بقیہ راری سے دونوں کو زندہ کر کے تیرے پاس لاتا اور ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب
 علیہ السلام ہر دم یاد یوسف میں رہتے تھے سو محبوب حقیقی نے عتاب کیا حضرت یعقوب نے عہد کیا
 کہ اب یوسف کا نام زبان پر نہ لاؤں گا جب یہ نوبت پہنچی تو دل پر ایک صدمہ عظیم ہوا ناچار یہ دستور
 باندھا کہ بیت الحزن کے دروازے ہو بیٹھے اور گوش برآواز رہے کہ کوئی یوسف کا نام لے تو مجھے
 تسکین ہو ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام الہی دیا کہ محل تہمت ہی بیان سے اٹھ کر
 بیت الحزن کے کونے میں جا بیٹھو کیونکہ اگر زبان نام یوسف سے بندھی تو کان بھی سماعت نام سے
 روکنا لازم ہونا چاہو کونے میں جا بیٹھے ایک روز کسی شخص نے اپنے بیٹے یوسف کو بچارا سو حضرت یعقوب
 بے اختیار بچارا اٹھے یا اسفی اور قریب تھا کہ یوسف کا نام لیں عتاب محبوب حقیقی یاد آیا تو فریاد سینہ سے
 نہ نکلنے پائی دل ہی میں رہی اسی کی حرارت نے دماغ کو ابتر کیا آنکھیں سفید ہو گئیں پھر تو ایک لولہ شدید
 ملکوت اعلیٰ میں پڑ گیا اور سقرین ملائکہ نے جناب احدیت میں گزارش کی کہ ایسا کریم اس ضعیف محنت کشیدہ
 کیا منظور ہر ای رحیم جن ن سے تو نے یوسف اسکے محبوب کو جدا کیا تھا اپنی عمر نالہ وزاری و گریہ و تہیاری
 کا ساتھ تھا اور نام یوسف لیکر پکارتا تھا کہ فی الجملہ تسکین رہتی تھی تو نے وہ بھی بند کیا اب کیونکر شب روز
 گزارنے اس سے تو موت ہی بہتر ہے اسی وقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ ایسا یعقوب میں نے حکم
 غیرت محبوبیت نالہ و فغان سے منع فرمایا تھا اب شفاعت دل سوختگان محبت ارشاد کرتا ہوں کہ ہر
 نالہ وزاری کیا کر اور اگر تو فریاد وزاری نہ کرے گا تو بعد تیرے کسی عاشق دل خستہ کو نصرت فرما دے
 نہ یہی سو حضرت یعقوب علیہ السلام نالہ و فریاد کرنے لگے اور بولے انا اشکو ثقی و حزنی الی اللہ حقیقت
 یہ ہے کہ جب تک حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے واسطے روتے تھے یوسف بعید ہوتے جاتے تھے
 اور جب خدا کے واسطے رونے لگے تو اللہ صاحب یوسف کو یعقوب کی طرف کھینچ لائے چنانکہ حضرت
 یعقوب ایک دن سوتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت یوسف علیہ السلام آراستہ محسن و جمال
 نظر پڑے تو حضرت یعقوب نے کمال اشتیاق سے دونوں ہاتھ گردن خیال یوسف میں ال کر لائے

و کلمات اشتیاق بیان فرمانے لگے اُسی وقت غیرت محبوب حقیقی نے ناپسند کر کے سیدار کر دیا کہ حضرت یعقوب کے دل پر صدمہ عظیم ہوا کیونکہ حالت اوسے میں کیفیت فراق کی عادت ہو گئی تھی اب صورت وصال ظاہر کر کے پردہ حجاب ڈالنا موجب فتن ہو گیا اُسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو شہادہ ہوا کہ یعقوب کو اطلاع کر کہ اے یعقوب جب تک تو نے یوسف کو محبوب جانا اگرچہ یوسف زندہ تھا مگر میں نے مردوں کے حکم میں رکھا اور اب تو نے یوسف کی طرف سے انسیت کم کی اور میری طرف آیا تو میں مانتا ہوں کہ اگر یوسف مردہ ہوتا تو بھی زندہ کر دیتا جب ایسا خطاب ہوا تو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یا نبی اذہبوا فحسبوا من یوسف و اخیہ و لایا سوا من روح اللہ انہ لیلایس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنی اے بیٹے میرے جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اُسکے بھائی کی اور نا امید نہ ہو اللہ کے فضل سے بیشک نا امید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو منکر ہیں فائدہ اس مقام سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ دوستوں کی یاد اگرچہ غائب بھی ہوں دل سے نہیں جاتی اور ذکر اگر کاربائے جاری رہتا ہو من حبشیاء فہو اکثر ذکرہ و شہادہ کہ صاحب مصیبت کو گریہ و زاری جائز ہر وقت کے خلاف نہیں تیسرا یہ کہ محبت بے بلا کے نہیں ہوتی چوتھا یہ کہ خدا سے نالہ و زاری کرنا درست ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ صبر کرو مراد یہ ہے کہ جبر و فرغ اختیار نہ کرو فائدہ حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ غم و اندوہ حضرت یعقوب کا مفاقت جمال یوسف سے نہ تھا بلکہ اس وقت میں جمال حقیقت سے محجوب تھا آپس پر رونا پینا تھا اس واسطے کہ یوسف مابین جمال حق و واسطہ تھے کہ اگر یہ واسطہ نہ ہوتا تو یعقوب کو طاقت و مشاہدہ نہ ہوتی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ میں اُس نور کی کیفیت کو بلا حجاب دیکھ سکتا ہوں عرض کیا کہ ارنی انظر الیک اور حضرت حق کو بعلم قدیم معلوم تھا کہ موسیٰ کو طاقت دیکھنے نہیں ہے سوار شاد کیا کہ لن ترانی مگر پہاڑ کو دیکھ کہ اُس پردہ سے دیکھ سکتا ہے اسی طرح حضرت یعقوب کو صورت یوسف پردہ تھی کہ وراے اُسکے جمال حقیقی نظر آتا تھا بالجملہ حضرت یعقوب کے بیٹوں نے حکم پر مصر کی طرف ارادہ کیا اور حضرت یعقوب سے پوچھا کہ ہم لوگ مصر کی طرف چلے جاؤ یا آپ کوئی خط بھی عزیز مصر کو لکھیے گا اگر ایک خط بھی ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ شاید عزیز مصر ہمارا کتنا سچ نہ جانے تب حضرت یعقوب نے فارض بن ہود اسے خط زبان عبرانی اس خلاصے سے لکھو یا بسم اللہ یہ خط ہے یعقوب اسرائیل اللہ بن احمق فریج اللہ بن ابرہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو وہ معلوم کرے کہ خاندان عالیشان بنوت و دودمان رسالت پر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ بلا میں بھیجی ہیں اور انواع عقوبات سے آزمائش فرمائی ہے ازاں جملہ ہمارے جد ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر باندھ کر آگ میں ڈالا انھوں نے صبر کیا

۴
تفسیر ماجار و مکت
راجعہ المفقودہ صفحہ
عند ابن جبر
تفسیر احوال الانبیاء
باجلہ
فی السیرۃ النبیہ
فی اخیرہ

کہ اللہ نے اسی آگ کو گلزار کر دیا اور میرے باپ اسحاق علیہ السلام کو اللہ نے ہاتھ بندھوا کر حلق پر چھری چلوائی اور مذیہ انکا آسمان سے بھیج کر لباس دیج سے نجات دی اور میں یعقوب کہ ضعیف و ناتوان ہوں و جاہت میں اُنسے کمتر اور بصیرت و بلا میں اُنسے بزرگتر سو میرے ایک بیٹا یوسف نام محبوب ترا و لادین میں اُسکو پیار کرتا تھا ایک روز اُسکے بھائی علاقائی جنگل میں لے گئے شام کے وقت کرتا خون آلودہ لاکھلایا اور کہا کہ اُسکو بھیر یا کھا گیا اسی دن سے اتنا رویا ہوں کہ آنکھیں جاتی رہیں اور سفید ہو گئیں اور اسی یوسف کا ایک بھائی حقیقی نبیا میں تھا کہ فی الجملہ مجھ کو اُسکے باعث سے تسکین رہتی تھی سو تھوڑے دن ہوئے کہ اُسکے بھائی مصر کو لے گئے تھے اب کہتے ہیں کہ نبیا میں نے بادشاہ کی چوری کی اور گرفتار ہوا یہ بات سنکر فقیر کو رنج ہوا اور عزیزین تجھ کو اطلاع کرتا ہوں کہ اہل بیت رسالت میں کوئی شخص چور نہیں ہوتا سو اُسنے کبھوں چوری نہ کی ہوگی کسی نے اُسپر تہمت کی ہو اور تجھ پر سر پوشیدہ ہوگا اور عزیز فرزندوں کے فراق سے سینہ چاک ہوں اور ہر دم اُمّی ہفارت سے غمناک تجھ کو لازم ہو کہ نبیا میں کو روٹائی دے اور جلد میرے پاس روانہ کرتا کہ میں تیرے واسطے دعا سے خیر کروں والا بد دعا کر ڈنگا کہ اُسکا اثر شامت پشت تک تیری اولاد میں رہیگا اور کسی طرح دفع ہوگا و السلام فائدہ اس جگہ سے کئی فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ ہر چیز کے حصول میں سعی و کوشش ضرور ہو جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے کوشش فرمائی کہ آخر کار مطلب حاصل ہوا دوسرا یہ کہ ملامت سے محبت زیادہ ہوتی ہو چنانچہ حضرت یعقوب کے بیٹوں کی ملامت اور حضرت کی زیادتی محبت ظاہر ہو حاجت بیان نہیں تیسرا یہ کہ باوصف مخالفت کے چو بیٹوں سے حضرت یعقوب کی نسبت صادر ہوئی حضرت نے اُنکو اپنی اولاد سے خارج نہ کیا اور فرمایا یا نبی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اپنے خاوند کا تصور کرے تو وہ بھی مقتضائے رحم و کرم بندگی سے نہ نکالے گا فائدہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ نبیا میں کی تلاش مصر کی طرف البتہ درست تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کس طرح تلاش کروایا بعضے جواب دیتے ہیں کہ حضرت یعقوب کو ملک الموت نے مصر کی طرف اشارہ کیا تھا وہی یاد آیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اک دن کنعان کی راہ پر گئے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر کوئی ملے تو حضرت یعقوب کا حال دریافت کروں دفعۃً ایک اعرابی شتر سو کنعان کی جانب سے آیا اور حضرت سے سلام علیک کی آپ نے جواب دیکر فرمایا کہاں جاتا ہو اُسنے عرض کیا کہ مصر ایک کام کے واسطے آیا ہوں بعد انجام اُس کام کے لوٹ جاؤنگا حضرت رونے لگے وہ بولا کہ آپ کس لیے روتے ہیں جو کچھ ارشاد ہو بجا لائے فرمایا کہ اگر حضرت یعقوب سے کنعان میں ملاقات ہو تو کہہ دینا کہ ایک شخص دروازے مصر پر کھڑا تھا اُسے سلام کہا ہو اور یہ کہہ دیا ہو کہ تمہاری امانت اللہ نے سلامت

رکھی ہو اعرابی نے کہا کچھ نشانی دیجئے تو حضرت یوسف نے ایک نشان کہ متصل ناف کے واقع تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس کو بوسہ دیا کرتے تھے پیرامن شریف اپنا اٹھا کر دکھایا اور فرمایا کہ اگر نشانی طلب کریں تو یہ مقام دکھلا دینا القصہ وہ سوداگر مصر میں اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے کنعان میں آیا اور بیت الحمزین میں چلا گیا اس وقت رات تھی حضرت یعقوب علیہ السلام رونے میں مصروف تھے اعرابی نے تسلیم و کوشش عرض کی اور پیغام یوسف مفصل بیان کیا اور وہ نشانی بھی بیان کی اور کہا کہ شاید آپ کا بیٹا ہو حضرت یعقوب نے پوچھا کہ اسکی وضع کیا تھی اعرابی نے اتنا س کیا کہ کلامہ مصرع بحر اسر بر سر و قباے دیبا در بر و سطرین در کمر استپی زری پر سوار بادشاہوں کی طرح راہ کنعان پر کھڑے تھے حضرت یعقوب فرمایا کہ یہ پوشاک پیغمبروں کی نہیں ہو بعد اسکے اعرابی نے کہا حضرت میرے اولاد نہیں ہو آپ عافروایت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اعرابی کی ہمدردی سے اسکی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ صاحب نے اسکو چالیس بیٹے عنایت فرمائے سو میرا حصہ تیس یا سترتیس برس بھولا رہا جب وقت موعود آیا یاد پڑا تو جلدی سے ارشاد کیا یا نبی اذہمیتہ سوا الغرض روئل وغیرہ مع نامہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانب مصر چلے اور بعد طریقت مجلس زیرین حاضر ہو کر عرض کیا یا اللہ عز و جل منادوا بلنا الضرو حبنا بفضاۃ مرخاۃ فادون لنا اللیل و تصدق علینا ان تصدقنا تصدقین یعنی اے عزیز پڑی ہو ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے کہو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اور اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو روایت ہے کہ اس مرتبہ سبب قحط کے سارا اسباب گھبرا گیا صرف اولن ونبیہ و اسی لائے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے حال پریشان پر رحم آیا اور عنایت سے حضرت والد بڑھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور ترجمان کو درمیان سے دو کر کیا اور تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہو کے کلام کرنے لگے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبل از روانگی اولاد کے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نامہ مبارک اپنا ایک قاصد چالاک کے ہاتھ مصر کو بھیجا کہ اسنے بوقت مناسب مصر میں جا کر صدیق علیہ السلام کو دیا حضرت نے پڑھا اور زیر نقاب روتے رہے اور قاصد کو ایک مکان میں باغرازا واکرام اتارا اور خود بدولت خلوت میں جا کر غشی خاص سے جواب لکھوایا بسم اللہ یہ نامہ ہو عزیز مصر کا جانب یعقوب علیہ السلام حال یہ ہے کہ عنایت نامہ شریف نے شرف صدور یا مغرور و ممتاز کیا اور محنت و اندوہ سے جو خاندان نبوت و رسالت سے لاحق ہوئے اور بچ و غم سے جو کہ مفارقت و کون سے نسبت بذات شریف ہوئے اپنے اطلاع کلی حاصل ہوئی سو اتنا س یہ ہے کہ چارہ کار ان امور کا صبر ہو آپ صبر فرما وین جس طرح آپ کے آبا و اجداد نے صبر کیا کہ اسی سے مطلب حاصل ہوگا جس طور سے انکو حاصل ہوا و اسلام بعد اسکے عرضی کو مگر کے حوالہ قاصد فرمایا اور اسکو بشہر نیات فاخرہ و انعامات مغرور فرما کر کے رخصت کیا اسنے

کنعان میں پہنچا غرض یہ یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا حضرت نے اُسے پڑھوایا اور
 فحوائے کلام میں تامل کر کے صبر و تحمل میں کوشش فرمائی اور بیٹوں سے فرمایا کہ جانب مصر جاؤ اور بھائیوں
 تلاش کرو فائدہ اہل تفسیر کو بضاعت فرجہ میں کئی قول ہیں بعض مرجعہ بمعنی قلیل بیان کرتے ہیں اور بعض
 بمعنی کالا سے روی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند درہم کھوٹے تھے کہ اُسکو مہاجران
 مصر ناقص جان کر نہ لیتے تھے اور سبب یہ تھا کہ درہم منقش بصورت یوسف تھے اور درہم کنعان میں
 بات نہ تھی اور کبھی وفاق کے نزدیک جتہ انھیں دیکھتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ شہم دروغن لے گئے تھے اور بعض
 کہتے ہیں کہ کفش و چرم و پتہ لے گئے تھے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ اور پیغمبروں کو حلال تھا سو
 ہمارے حضرت صلعم کے سفیان ابن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ سو اے ہمارے پیغمبر کے اور پیغمبر پر
 صدقہ حرام تھا یا نہیں سفیان نے کہا کہ تو نے سنا نہیں و تصدق علیہا ان اللہ یجربہ المتصدقین ضحاک
 کہتے ہیں کہ بجز یک اس سبب نہیں کہا کہ عزیز مصر کو من نہیں جانتے تھے بالجملہ ہر گاہ کہ برادران یوسف
 علیہ السلام نے اپنے گھر والوں کی تکلیف وفاقہ کشی بیان کی تو حضرت نے فرمایا اہل علم تم بافعالتم بیعت
 و اخیہ اذ انتم جاہلون یعنی کچھ خبر رکھتے ہو کیا کیا تھے یوسف سے اور اُسکے بھائی سے جب تم کو پہنچے تھے
 یعنی تم جانتے ہو بدی اُس کام کی جو تھے یوسف اور اُسکے بھائی سے کیا ہی اور تو بہر حال چکے ہو یا نہیں
 کیونکہ اسوقت تک سبب جوانی کے جاہل ہو رہے تھے اور ہوائے نفس کے مغلوب تھے حقوق پدر
 و قطع رحم کا خیال نہیں آیا اب عمر تمھاری کہاں کو پہنچی ہو چونکہ یہ کلام حضرت کا بر سبیل اجمال و نصیحت تھا
 کہنے لگے کہ ہم نے کچھ برائی اُن دونوں سے نہیں کی ہے یوسف کو بھڑیا لیکیا اور بنیامین بعلت ذرعی خود
 حضرت یوسف نے فرمایا تم لوگ پڑھے بھی ہو بولے ہم سب خواندہ ہیں کہا ہمارے پاس ایک کاغذ عربی
 زبان میں لکھا ہوا ہے اسکا مضمون پڑھ کر سناؤ اور بنیامین نکال کر دیا یہود نے پڑھا اور بھائیوں سے کہا
 کہ یہ وہی بنیامین ہے جو ہم نے مالک ابن زعر کو لکھا تھا بادشاہ نے کہاں پایا پھر حضرت سے مخاطب ہو کر
 کہنے لگے کہ یہ قبیلہ ہے ایک غلام کا جسکو ہم نے بچا تھا ارشاد کیا کہ اُسکی عبارت پکار کر پڑھو یہود نے پڑھا
 حضرت نے شکر فرمایا اسی مجلس میں تم کہتے تھے کہ یوسف کو بھڑیا لیکیا اب اُسکے خلاف بیان کرتے ہو
 کہنے لگے حقیقت یہ ہے کہ یوسف ہمارا خانہ زاد تھا اور ہمارا باپ اُسکو دوست رکھتا تھا سو ہم نے اُسکو
 مالک کے ہاتھ بیچا اور باپ کی تسلی کے واسطے کہہ دیا کہ بھڑیا لیکیا فرمایا دروغ گورا حافظہ نباشد کیونکہ
 پہلے میرے سامنے تھے یوسف کو بھائی بتلایا پھر کہا غلام خانہ زاد تھا اور اول کہا بھڑیہ نے کہا یا اب
 کہتے ہو بیچ ڈالا بیشک تم لوگ مجرم ہو تم کو قتل کرنا چاہیے اور تم کو سارا احوال تمھارا معلوم ہے تم نے اپنے

بھائی کے قتل ہلاک میں بخوبی کوشش کی تھی اور باپ سے بہت جھوٹے بولے تھے یہود نے کہا یہ بھائی ہم کہتے تھے کہ یوسف کے مارنے کا ارادہ نہ کرو ایک روز انتقام لیا جائیگا اور تم نے نہ مانا اور مجھے تمہارے مارے جانے کا اندیشہ نہیں ہے اپنے باپ کا خیال کہ جب وہ اسی خبر سنیں گے تو میری جائینگے اگر ملو شاہ کو رحم آیا تو بہتر نہیں تو سب قتل ہوئے تب سب بھائیوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا باپ ایک بیٹے کے کم ہونے سے اتنا رویا ہو کہ اسکی آنکھیں جاتی رہیں اگر ہم سب مارے گئے تو زندہ نہ رہیں گے اگر بادشاہ تو ہمارے باپ پر رحم کر اور ہمیں تو بڑی خطا کی اور عجبہ میں گر کے رونے لگے حضرت کو جسم آیا کہ آپ بھی رونے لگے اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے پیغام دیا کہ اب اظہار ہو ان لوگوں پر ظاہر ہوا و عتاب کو متبدل بنایت کرو جو کچھ واقع ہوا سب کم تقدیر تھا چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام پر دے سے نکلے اور نقاب چہرہ مبارک سے اٹھایا ان لوگوں نے خوب لحاظ کر کے روئے مبارک پر نظر ڈالی تو خال سیاہ کہ خسارہ شریف پر میراث حضرت اسحق اور حضرت سارہ تھا نظر پڑا اور اسی حالت میں حضرت کو اس معاملہ میں ہی آئی کہ ذرا ان مبارک کھل گئے ان لوگوں نے

پہچانا اور بولے ہاتھ نکالتا یوسف قال انا یوسف و ہذا اخي قد من اللہ علینا انہ من یتیم و یصبر
فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین یعنی سچ مچ تو ہی یوسف کہا میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ احسان کیا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگار ہو اور ثابت رہے تو اللہ نہیں ضائع کرتا ہر حق نیکی والوں کا حقیقت یہ ہے کہ جیسے تکلیف پڑے اور بے شرع سے باہر نہوا و صبر کرتا رہے تو بیشک بلا سے زیادہ عطا ہو سکے مانتی ہر فائدہ قرات عامہ اس آیت کی ہمزہ استفہام ہے اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مشابہت علامت ہنوز بھائیوں کو یوسف میں تردد تھا یہاں تک کہ خود حضرت نے بیان کیا کہ انا یوسف تھا بیویوں کے ساتھ تھے اللہ اکثر اللہ علینا وانا کنا خاشعین یعنی قسم ہے اللہ کی کہ البتہ بزرگی دی تجھ کو اللہ نے ہم پر اور ہم تھے جو کئے والوں میں یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا مسد بر غلط پھر جا ہا تخت کے قریب بیویوں کے قدموں پر ہوں حضرت یوسف نے خود اٹھ کر معاف کیا اور فرمایا لا تشریبکم الیوم یعنی فلاں اللہ کم ہو رحم الراحمین یعنی کچھ الزام نہیں تم پر آج اللہ بخشتے تھو اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان فائدہ اولاد یعقوب علیہ السلام نے ابکی مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام سے آکر کہا کہ امی عزیز ہمارے پاس بیٹا ایسی ناقص ہے کہ کوئی شخص نہ بیویگا لیکن تو قبول کر کیونکہ تو کریم ہے اور بضاعت محبوب کو کریم ہی یعنی میں اور اسکی عوض میں شہر کامل دیتے ہیں سو تو ہماری بضاعت ناقصہ قبول کر اور طعام کامل لطف فرما حضرت یوسف نے فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ شائع ناقص کا بہا سے کامل طلب کرتے ہو بولے تو غنی ہے

اور ہم فقیر کو بخشیم ہم فقیر سوا غنیاء کریم فقر کو صدقات دیتے ہیں اور کریم ابن الکریم لبضاعۃ معیوب لیکر بہاے پسندیدہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ زمانہ وہ تھا کہ چار سو درم کو بھی ایک صاع گندم نہ ملتا تھا اور بڑے بڑے سوداگر جو سونا چاندی لانے تھے بے نیل مرام واپس ہو گئے تھے اور یہ لوگ اس وقت میں چند درم ناقص کھوٹے کے بدلے دس اونٹ بھر کے گھیون مانگتے تھے لہذا ہر حال کچھ امید حصول مقصد کی نہ تھی مگر عاجزی و شکستگی انکی کہ اذ لنا الکیل مقصدی علمینا سے ظاہر ہے اللہ جل شانہ نے پسند فرمایا ہے کہ حضرت یوسف کو رحم آیا آنھوں نے غلام عنایت کیا اور لبضاعۃ ناقصہ قبول فرمائی اور اپنے دیدار سے شرف کیا اسی طرح حضرت حق عو فیض خیس مال ذلیل کے مومن کو بہشت پر نعمت عطا فرماتے ہیں کہ ان اللہ شتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ اور پڑھا ہے کہ نفس دشمن اور مال فتنہ ہو درگاہ لا ابالی کا یہی معاملہ ہے کہ تحفہ باقیس قبول نہیں ہوتا اور پائے ملخ سورجہ ضعیف لیا جاتا ہے دیکھو ایک بندہ نے تمام روئے زمین سب سے کیے اور سات لاکھ برس آسمانوں میں ناک رگڑی ایک کلمہ انا خیر منہ بول اٹھا آتش قہر نے سب عبادت خاک میں ملا دی اور ارشاد ہوا کہ مجھ کو تیرا ناز و طاعت منظور نہیں ہے اور عبادت باکبر تیری درکار نہیں یہاں سے دور ہو اور دیکھو ایک لڑکھیں درویش شکستہ دل خستہ خاطر نے دوت نماز ادا کی خطاب ہوا کہ اے ملائکہ تم گواہ رہو میں اس نماز کے بدلے بہشت سیر نعمت اسکو عطا کروں گا اور یہ اس واسطے ہے کہ لوگ جانیں کہ اس درگاہ بے نیاز میں کسی کی عبادت و طاعت کی احتیاج نہیں ہے صرف ایک سبب فیاز لاکھ برس کی عبادت سے محبوب تر ہے اور اسی کا اشارہ ہے انین المذنبین حب الی من تبع المقربین اور نظیر اس مقام کی یہ ہے کہ عرصات معر قیامت میں بت گنہگار لبضاعۃ فرجۃ کنعان دنیا سے بنا بر شہن بہشت یجا مینکے اور بہشت کا سوال کر نیل حکم ہوگا کہ میری درگاہ میں کیا لائے ہو عرض کر نیل کہ نماز با غفلت اور زکوۃ بامنت اور حج با شہرت اور طاعت باریا پس منادی عرصات نذا کر گچا کہ تم جانتے ہو کہ اس طرح کی عبادت سے بہشت نہیں ملتی ہے بڑے بڑے زاہد خرقہ ہائے عبادت پہنے بیٹھے ہیں اور انھوں نے صرف بطع بہشت عباد کی ہے نہ بموجب فرمان الہی سونا کو حکم ہوا ہے کہ دوزخ میں جاؤ پھر نکو کیونکہ بہشت مالکی وہ غریب فقیر کیلئے یا الہی اگرچہ ہماری لبضاعۃ لائق بہشت نہیں ہے لیکن بمقتضائے داما سائل فلا تنہر اگر فقیر محتاجوں کو بھی ایک لقمہ خوار کرم سے عنایت کرے تو بعد نہیں اسی وقت ارشاد ہوگا کہ متاع قلیل و ناقص تمھاری منظوری بہشت میں داخل ہو سجان اللہ العظیم برادران یوسف نے تخت پرست کے

سنت
معاذہ

مستقل جا کر عرض حال کیا اور اپنی شکستگی ظاہر کی حضرت کو رحم آیا گدا یا ان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جب عرش مجید کے پاس کھڑے ہو کر بغیر دانکسار عرض حال کر گئے ارحم الراحمین کہ ہم نہ فرما نیلے ذلک
فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے
بھائیوں سے معاف کیا یہ سنت ابراہیم علیہ السلام تھی کہ ذکر اسکا مفصلاً احوال حضرت ابراہیم
کیا گیا ہے اور ہماری شریعت میں بھی معافہ سنون ہے اور احادیث مستبرہ میں سے ثابت ہے ترمذی
ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ زید ابن حارثہ مدینہ میں آئے اور حضرت
میرے گھر میں تھے سو زید حضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت رسول خدا
چل کھڑے ہوئے اُسکی طرف برہنہ یعنی بے پادراوڑھے اور معافہ کیا اور بوسہ دیا عائشہ فرماتی ہیں
کہ واللہ ما رایتہ عریاناً لا قبلہ ولا بعدہ یعنی خدا کی قسم میں نے نہیں دیکھا حضرت کو برہنہ ایسے
حال میں کہ سیکے استقبال کو اسقار شوق سے تشریف لیچے ہوں نہ قبل اس سے نہ بعد حضرت
شیخ المحیثین محقق دلموی اشعۃ اللغات میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جواز معافہ اور تقبیل پر دلیل
اور مختار و مقفیٰ ہے بھی ہے کہ معافہ و تقبیل مسافر سے بلا کراہت جائز ہے اور ابو داؤد نے ایوب ابن
بشیر سے روایت کی ہے کہ کہا ابو ذر نے کہ جب میں نے حضرت سے ملاقات کی تو حضرت نے
مصافحہ کیا اور ایک دن آدمی میرے پاس بھیجا میں گھر نہ تھا کہ میں کو گیا تھا جب میں آیا
تو مجکو خبر ہوئی کہ ایک شخص میرے باپا نے کو حضرت کی طرف سے آیا تھا سو میں حاضر ہوا
حالانکہ حضرت بیٹھے تھے تخت پر سو حضرت نے مجھے معافہ فرمایا اور تھا یہ معافہ جبہ تراورون
معافہ سے افاضتہ وقت و راحت میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معافہ غیر مسافر سے بھی
بنابر اہل محبت و عنایت جائز ہے اسی طرح مصافحہ بھی سنت ہے بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
امام احمد نے اپنی تصنیفات میں احادیث مصافحہ باسناد متصلہ بیان کی ہیں کماورد ما من
مسلمین یلتقیان فیصافحان الا غفر لہما قبل ان یشیرا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ عن براء
ابن عازب وکذا تمام تحیاتکم بنیکم المصافحہ رواہ احمد والترمذی عن ابی امامۃ فائدہ محققین
متاخرین فرماتے ہیں کہ ہر گاہ سنت مصافحہ و معافہ حالت قدم سفر اور غیر اُسکی میں احادیث
ثابت ہوا پھر تعین اسکا برزعیہ جیسا کہ بلاد ہند میں رائج ہے کسواسطے جائز نہیں ہے بلکہ جائز
اسواسطے کہ جو حکم کہ اصل اُسکی شرع شریف میں ثابت ہے تو تعین اُسکا ایک وقت خاص میں
بسبب اسکے کہ وہ وقت اوقات ثبوت اُس صل میں مندرج ہے جائز ہوگا اسواسطے کہ جب

اصل شجر جلد اوقات میں مشروع ہوئی پس وقت معین بھی ایک فرد اوقات اُس مطلق سے ہوا
 واسطے تحقق مطلق کے افراد میں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک فرد مطلق سے کہ متحقق ہو باعتبار تعین
 و تشخص خارجی کے مانع تحقق اُس مطلق کے ہوگی والا تحقق مطلق فرد میں متنع ہو جائے اور تعین وقت
 جو شرعاً ممنوع ہے وہ تعین ہے کہ مانع تعین مطلق کا غیر اُس معین میں ہو کہ شارع سے تعین اُسکی ثابت ہوئی
 اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مشروع دو قسم ہے مقید و مطلق پس مقید میں رعایت قید کہ شارع نے فرمائی ہے
 ضروری ہے ہرگز تبدیل اُسکی جائز نہیں بخلاف مطلق کہ رعایت اور خصوصیت وقت اُسہیں جانب
 شارع سے مرعی نہیں ہوئی بلکہ ہر فرد اُسکی صلاحیت تحقق مطلق کی کھتی تھی تو صحیح یہ ہے کہ مثلاً ایک
 حکم احکام شرع سے مطلق اوقات میں مشروع ہو مثلاً ایصال ثواب عبادات مالی و بدنی بنا بر
 نفع اموات پس تعین اُسکا بروز سوم اگر بلحاظ اس بات کے ہو کہ میت قرب اوقات موت میں نسبت
 ظلمت قبر اور خوشی و رسواں ملاکہ زیادہ تر محتاج بوصول ثواب ہے تو شرعاً مشروعیت اعمال خیر کی
 مثلاً تلاوت قرآن و ابلاغ صدقات بقید تعین اسوقت کے مضائقہ نہیں رکھتا ہے اور اگر بلحاظ اس کے
 کہ اس دن حین میں اعمال خیر کا بجالانار و اسکا اسکے جائز نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ نیت باطل ہے
 کیونکہ اس صورت میں تشریع شرع جدید کی لازم آتی ہے اور وہ ممنوع ہے قطعاً پس باعتبار اصل مقرر
 مذکور ظاہر ہوا کہ سعالقہ و مصافحہ بروز عیدین جائز ہے اور مفہوم بدعت سیئہ میں مندرج نہیں ہے اور
 اس دعوے پر دلیل یہ ہے کہ تذکیر و غلط بنا بر نفع و ہدایت خلق جمیع اوقات میں مستحب و مذکور ہے
 اور تعین یوم و تاریخ جائز ہے چنانکہ عبد اللہ ابن مسعود نے روزِ پنجشنبہ کو بنا بر غوطہ مقرر فرمایا تھا
 اور امام بخاری نے ایک باب علیہ اس مسئلہ میں لکھی ہے کہ کذا حقہ مولانا تراب علی لکھنوی سلمہ اللہ علیہ
 القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نوازش و کرم سے بھائیوں کا دل خوش کر دیا تو اب
 علانِ دل نگار پدر بزرگوار عاشقِ نار سے مصروف ہوئے اور انکا حال دریافت کر کے فرمانے
 اذہوا لقمیعی ہذا فالقوہ علی وجہ ابی بات بصیر و اتونی بالعلم جمعین یعنی لیجاؤ یہ کرتے میرا
 پس ڈالو شمشیر میرے باپ کے کہ چلا آؤے آنکھوں سے دیکھتا اور لے آؤ میرے پاس
 گھر اپنا سارا روایت ہے کہ پیراہن شریف اپنا حضرت یوسف علیہ السلام نے لا کر بھائیوں کے
 روبرو رکھا اور ارشاد کیا کہ جو کوئی چاہے لیجائے یہودانے کہا میں اولے ہوں اسلیے کہ کرتے
 خون آلودہ بھی میں میگیاتھا کہ اُس سے والد کو بچ ہوا اب خوشی کا کام میرے ہی ہاتھ سے
 ہونا چاہیے حضرت یوسف نے فرمایا تو ہی لیجا جب یہود پیراہن لیجانے کو مستعد ہوا تو حضرت

یوسف نے ایک اونٹ اُڑستہ کر کے حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے اور دوسوا وقت پہنچا
 فاخرہ اہلبیت کے لیے عنایت فرمائے اور بھائیوں کو ایک ایک گھوڑا مرحمت کیا اور فرمایا کہ جلد
 اہلبیت کو کنعان سے مصر میں لاؤ کہ اسایش ہے بسر کرن انقضیٰ ہو دایرہن مبارک سر پر ایک
 باشوکت و شان روانہ ہوا اور مصر سے قدم باہر رکھا تو باد صبا نے بوے پیراہن سے مخام
 یعقوب علیہ السلام معطر کر دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حالت وجد میں اگر گھر سے باہر
 نکل کھڑے ہوئے اور چاروں طرف سے بوے یوسف سونگھنے لگے حضرت کے پوتوں نے
 ہاتھ پکڑا کر اے حضرت اس گھبراہٹ میں آپ کنوئین میں نہ گر پڑیں فرمایا تم محکو چھوڑ دو تو میں
 دیکھوں کہ یوسف کی بوس طرف سے آتی ہے کہتے لگے آپ کو کیا ہو گیا ہے حضرت یوسف کا بازو بھی
 گھل گیا ہو گا بوجہ ان سے آؤ گی حضرت یعقوب نے فرمایا ۵ نشان یوسف گم گشتہ سید ہدیہ
 گمزمصر کنعان بشیری آید ۱۰ باجملہ مسقدر یہود اقرب ہوتا جاتا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام
 کیفیت وجد زیادہ ہوتی تھی اور اظہال نادائق از حقیقت اپنی جبل و نادانی سے اعتراض
 کرتے تھے یہاں تک کہ یہودانے حاضر ہو کر پیراہن یوسف یعقوب کے منہ پر ڈال دیا کہ آنکھیں
 کھل گئیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا انی اعلم ما لا تعلمون یہ روایت میں مفسرین مشہور
 فائدہ واحدی نے تفسیر وسط میں لکھا ہے کہ جس ہوانے بوے یوسف یعقوب کو پہنچائی وہ یہ صبا
 اور اسی سبب سے شعرا اپنے اشعار میں اکثر ذکر اسکا کرتے ہیں کیونکہ یہ ہوا ما بین عاشق و معشوق
 سفیر ہے اور بھی روایت ہے کہ باد صبا پیغمبروں کی ہوا پہنچانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 نصرت بالصبا والہک عاد بالیور فائدہ بوے پیراہن حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 سونگھی اور اولاد کو اسکا شمع نہ پہنچا تو سبب یہ تھا کہ بوے پیراہن بوے بہشت تھی کیونکہ
 پیراہن بہشتی تھا اور حضرت یعقوب اولاد سے خوش نہوے تھے بوے بہشت انکوں طرح
 نصیب ہوتی اگر کہا جائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کو س سے کس طرح جانا کہ
 یہ بوے یوسف ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ
 پیراہن بہشت تھا راکھ اسکا ہمراہ باد صبا کر دیا گیا کہ اطراف عالم میں منتشر ہوا جب شام
 یعقوب علیہ السلام میں پہنچا تو حضرت نے پہچانا کہ یہ راکھ جنت ہے اور یہ راکھ منہ پر اس
 پیراہن بہشتی سے ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبریل لائے تھے
 اور وہ پیراہن نہیں ہے مگر یوسف میرے محبوب کے پاس جب یہ بات معلوم ہوئی تو قیام

۵۴
 انبالدول
 کہانی حضرت یوسف
 دن میں چاروں وقت
 مگر کہ پیراہن

اور میدان حضرت مولانا محمد ثنا عبد القادر دہلوی قدس سرہ کا بھی اس قول کی طرف معلوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مالک ابن زعر لکھتا تھا بالجملہ بشریر پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر جانب کنعان روانہ ہوا اور باد صبا نے جناب حضرت خداوندی میں اتنا س کیا کہ اگر مجھے اجازت و ارشاد ہو تو میں رات کو یوسف علیہ السلام سے دماغ یعقوب علیہ السلام معطر کر دوں کہ حالت و جذبہ میں فرمانے لگیں ع بوسے خوش یار از در و دیوار بلند ست حکم ہوا کہ تجھ کو اذن دیا گیا سو اسنے ایک دم میں رات کو حضرت یوسف علیہ السلام شام مفارقت التیام حضرت یعقوب علی بنیاد علیہ الصلوٰۃ والسلام معطر کر دیا اسوقت حضرت غمگین و حسرت میں اپنے فرزندوں میں جلوہ فرما تھے دفعۃً و جد میں آگئے اور گویا زبان حال یون گویا ہوئے ۵ مردہ احوال کہ مسیحا نفسے می آید کہ زانفاس خوشش بوسے کسے می آید اور اپنے یوتون سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ای لوگو اب میرا غم جاتا رہا کہ آثار فرحت و سرور نمودار میں بوسے یوسف چاروں طرف سے آتی ہے اور دماغ میرا کہ اسکی بوسے آشنا تھا معطر ہو گیا اور یہ بوسے خوش سواے یوسف کے کسی نہیں مگر تم لوگ مجھ کو نسبت بخون کر دو گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد رج یوسف لولان تفندون قالوا تا شرا انک نفی ضلالک القدیم یعنی جب جدا ہوا قافلہ کہا اسنے باپ نے میں پاتا ہوں بوسے یوسف اگر نہ کہو کہ بوسے بھٹکا گیا بوسے قسم اللہ کی تو ہی اپنی اسی غلطی میں قدیم کی چالیں برس ہو چکے ہیں اور اب تک یوسف کی ملاقات کی امید باقی ہے فائدہ اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ وہ بوسے خوش جسے دماغ یعقوب علیہ السلام کو معطر کر دیا وہ نفحۃً اتمی تھی کہ تمام عالم کے گرد کئی مرتبہ رات و دن میں پھلتی ہے اور مومنوں اور موحدون کے در دل پر آتی ہے اگر سنیہ صافی اور سرخالی پاتی ہے تو اسی میں نزول فرماتی ہے ۵ نفحۃً عشق کزان سوی جہان می آید ۵ بشام دلم از عالم جان می آید ۵ تازہ شواہد دل پر مردہ کہ چون آب حیات ۵ بحر جوہیت کہ سوے توروان می آید ۵ خیز از عقل حس از چار سوی پنج حواس ۵ کہ نگار من ازان راہ چہان می آید ۵ ہچو خورشید ناروے کہ جان ذرہ صفت ۵ از زمین تا بفلک رقص کنان می آید ۵ حیف کاین بے بصران کو ردلان بخیر اند ۵ زانچہ در دیدہ صاحب نظر ان می آید ۵ ہجان اللہ یہ عجب بو تھی کہ دارندہ پیراہن کو مطلق معلوم نہوئی اور یعقوب علیہ السلام نے اشی فرسنگ سے سنگھی میرے نزدیک بوسے عشق تھی کہ سواے عاشق کے کوئی اس سے آشنا نہ ہو یہ بو ہر عاشق کو ہر وقت نہیں آتی مگر جب عشق میں مضبوط ہوا و عشق کی بلائیں اٹھائے دیکھو ابتدا سے حال میں یوسف چاہ کنعان میں نزدیک تر پڑے رہے یعقوب کو خبر نہوئی آخر الامر

۵
ان شاء اللہ تعالیٰ
اندر باب معطر کردن یوسف
اور از روی ضلالک القدیم
از خطبہ القدیم
یوسف زبانیہ

جب محبت کامل ہوئی تو بوسے یوسف اسی فرسنگ سے آئی اور فرمانے لگے اے لاجبر یوسف
 اور یہی سبب تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد اور اتباع کو اُس بوکی خبر ہوئی کیونکہ بوسے یوسف آتش افروز
 عشق و محبت تھی اور دل یعقوب سوختہ آتش کا تھا سو اُس بو نے اپنے عاشق کو پہچان لیا اور جبکہ
 عشق سے بہرہ نہ تھا محروم رہے تنہا آئینہ وار دیکر کہ جو ہو صبح کو چلتی ہو وہ ہوا اذکار ذکرین
 اور تغفار مذنبین کو حضور خالق کبریا میں پہنچاتی ہو اسی کو ریح عشاق بولتے ہیں اور وہ اُنکی طرح کی ہو
 ایک نصیب محبت ہو جسکو ہوائے الفت کہتے ہیں دوسری نصیب مجاہدین ہو اُسکو ہوائے قربت کہتے ہیں
 تیسری حصہ طبعین ہو اُسکو ریح توفیق نام رکھتے ہیں چوتھی بادِ نابت ہو کہ تائبین کو اُس سے فائدہ
 پہنچتا ہو یا پھونکے بادِ اندام کی چاشنی ہو چھوٹے ہوائے صلہ ہو کہ عارفوں کا لباس ہو ساتویں
 ریح الغم ہو کہ عالموں کا اُسی پر مدار ہو مکتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ریح قمیص لفرمایا ریح یوسف فرمایا
 اُسکا سبب یہ ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام عاشق تھے اور عشاق کا دستور ہو کہ واسطے کو دستان سے
 اٹھا دیتے ہیں اور سوا اُسے اپنے کسیو دیکھ نہیں سکتے سو ریح قمیص کہنے میں یہ قباحت تھی کہ قمیص
 واسطہ ہوا جاتا تھا قصہ شیر سے کرۂ مبارک کنعان کے قریب پہنچا چونکہ ارادہ اُنکی یہ تھا کہ وفائے
 وعدہ فرما دے اور شیر کی مان کو اول سرور کرے سو جب بشیر داخل کنعان ہوا مان اُسکی ایک کنوئین پر
 لباس حضرت یعقوب پاک کر رہی تھی بشیر نے قریب جا کر دولت خانہ یعقوب پوچھا اُس نے جواب دیا کہ یعقوب
 علیہ السلام سے کیا حاجت ہو وہ کسی سے بات نہیں کرتا کیسی حاجت نہیں سننا دن رات سو اُسے
 یوسف کی یاد کے اور کام سے کچھ کام نہیں رکھتا بشیر نے کہا امی ضعیفہ قصہ سخن کو تہا کر میں رسول اُسکے
 بیٹے کا ہون مجھکو جلد مکان اُسکا بتلا دے کہ میں یوسف کا پیرا بن لایا ہوں اُس عورت نے یوسف کا نام
 تو روئے لگی اور کسان کی طروت دیکھ کر کہا یا اَلہی تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تیرا بیٹا اول ملک کا سو میں ایفا
 وعدہ کی منتظر رہی اور یوسف کا باپ یعقوب پیرا بن یوسف سے سرور ہوا چاہتا ہوں بشیر نے کہا کنوئین
 روتی ہو اپنا حال بیان کر اُس نے تمام قصہ اپنا کہا تب بشیر نے کہا کہ تیرے بیٹے کا کیا نام تھا اُس نے کہا
 نام تھا بشیر نے دھڑک دھڑکی اور کہا اے مان میں تیرا بشیر ہوں اور اللہ صاحب کبھی وعدہ خلاف
 نہیں فرماتے مکتہ امی عزیز اللہ صاحب نے اُس ضعیفہ سے وعدہ فرمایا اور اُسکے خلاف نہیں کیا سزا
 مومن سے وعدہ بہشت و رضاء لقا فرمایا ہو کہ وعدہ اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات منهم منفرد
 و اجر اعلیٰ پس ہم امید رکھتے ہیں کہ انجام وعدہ فرماوینگے اور مقصود اصلی اور مطلوب دلی کو پہنچا دے
 غرض وہ عورت شدت مسرت سے بیہوش ہو گئی بشیر نے مان کو اُسی جگہ چھوڑا اور خانہ یعقوب

علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور خدمت آنحضرت میں پہنچا اور تحیت اور سلام ادا کیا اور پھر
یوسفؑ کے منہ پر ڈال دیا حضرت یعقوب نے اُسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا فی الفور
دیکھتے لگے کما قال فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجہ فارتد بصیر قال الم اقل لکم انی املم من قبل
ما لا تعلمون یعنی جب آیا بشیر ڈال دیا وہ گرتے حضرت یعقوب کے منہ پر پس اٹھا پھر آنکھوں
دیکھتا اور فرمایا میں نے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے
یعنی حیات یوسفؑ اور یہ کہ اللہ اُسکو ملاو گیا بعد کے حضرت یعقوب علیہ السلام بروایت بعض
بشیر کے منہ کی طرف دیکھتے رہے اور فرمایا تو کون ہر اس نے کہا میں بشیر ہوں نبیا میں کی
والی کا بیٹا جسکو آپ نے بیچ ڈالا تھا فرمایا و احسن تا علی بانعلت اور بہت روئے اور ارشاد کیا
تیری حاجت کیا ہر اس نے کہا دنیا کی کچھ حاجت نہیں ہر فرمایا ہوں اللہ علیک سکرات الموت
کہا ہوں علی الغم والاحزان تب بشیر نے عرضیہ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کا گذرانا تو اُسکو
آنکھوں سے لگا کر فرمایا الحمد للہ علی نظری فی کتابہ اور مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے والد میرے میں نے
یہ ارادہ کیا تھا کہ خود حاضر ہوں لیکن اذن الہی یوں ہوا کہ آپ ہی مع عیال والمفال شریف
لاوین اور میں یہ جانتا ہوں کہ آپ سوار ہو کے تشریف لاوین تاکہ قبطنی لوگ حضرت کو بظہر قنار
نہ نکھین اور کوئی شخص آپ کے فقر کی گفتگو نہ کرے والسلام بعد اسکے اسباب کی تفصیل لکھی تھی حال
میں ہر کہ بشیر سے حضرت یعقوب نے پوچھا یوسفؑ کا کیا حال ہر اس نے کہا بادشاہ مصر فرمایا کہ میں
ہر کہ دین اسلام فرمایا اب تمام ہوئی نعمت اُسپر فائدہ روایت صحیح ہر کہ پیراہن بموجب ارشاد الہی
بھیجا گیا ہر کیونکہ جس نے پیراہن بھیجنے کا ارادہ ہوا ہر اس نے حضرت یوسفؑ دعا مانگتے تھے
کہ یا اللہ یعقوب کی آنکھیں ہو جائیں اسی وقت حضرت جبریل نے آگے کہا اپنا پیراہن بھیجو تو
آنکھیں ہو جائیں اور پیراہن کے بھیجنے میں یہ سر تھا کہ عادت الہی یوں جلدی ہر کہ جس راہ سے
غم پہنچاتا ہر اکثر اسی راہ سے خوشی دیتا ہر سو یعقوب علیہ السلام کو پیراہن سے غم ہوا تھا کہ
جاوہر اعلیٰ قبیضہ بدم کذب سے ظاہر ہر خوشی بھی پیراہن سے پہنچائی کہ از سہواً بمیصی ہذا
سبحان اللہ عجیب پیراہن ہستی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دینا
نجات بخشی اور حضرت یعقوب کو نار حیران سے یہی تاثیر پیراہن ایمان و معرفت میں ہر کہ اللہ
فاندر کرم نار الطلی اور آتش فرقت کہ کلا انہم عن ربکم یوسدہم مجبولوں سے نجات بخشا ہر مسلمان کو
چاہیے کہ اس پیراہن کو خوب پستی سے پہنے تاکہ شلیل اللہ آتش دوزخ سے نجات پاوے

اور اسکو معافی سے آلودہ نہ کر کے کہ یعقوب و آرائش فرقت و ہجران سے خلاصی ملے نہ کہ
حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ القاہ علی وجہ فاترہ بصیر اور علی عینہ نہ فرمایا حالانکہ مقصود
بنیائی چشم اور مطلوب نور بصر تھا تا اسکا یہ ہو کہ حضرت یوسف کو چشم پدر سے شکایت تھی کہ
بعد یوسف کے اور بھائیوں کو آنکھیں سے دیکھا تھا اور منہ سے کچھ شکایت نہ تھی کیونکہ یعقوب نے
روے مبارک اپنا دوسرے کے چہرہ پر نہیں رکھا اور یہ تو ظاہر ہو کہ معشوق کو رشک ہوتا ہو
لہذا فرمایا القاہ علی وجہ دیکھو اللہ جل شانہ کہ محبوب حقیقی بے پروا ہو فرماتے ہیں وجہ یوسف
اے رہبانا غرہ لینی کتنے منٹھے اُس نے تازے ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے حالانکہ ناظر چشم فر
نہ وجہ اور آنکھ کا ذکر بھی نہیں فرمایا تو گویا فرماتے ہیں کہ ای بندہ مومن تیری آنکھ سے مجھ کو شکایت
کہ تو نے میرے غیر کو دیکھا ہے لیکن منہ سے شکایت نہیں کہ اُس نے سواے میرے دوسرے کو
سجدہ نہیں کیا فائدہ عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں بہشت سے پیغمبروں کے
واسطے آئیں ایک عصا کہ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے واسطے آیا حال اسکا یہ ہو کہ جب
حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آئے تو حشرات الارض اور درندوں نے تکلیف دینا شروع کی
کہ حضرت آدم نے جناب الہی میں ناش کی تب واسطے رفع دشمنوں کے حضرت جبریل
علیہ السلام نے عصا دیا حضرت آدم نے پوچھا کہ یہ سب میرے دشمن کیوں ہوئے فرمایا تمہاری
زلت سے پھر حضرت آدم نے جناب الہی میں التماس کیا کہ میں تو بہ کر چکا ہوں ارشاد ہوا کہ
اس زلت کی بوقیامت تک نجاتیگی اور اسی بو سے انکو نفرت ہو پھر وہی عصا دست بہت
حضرت موسیٰ علی نبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا کہ معجزہ ہوا دوسری پیراہن ابراہیم علیہ السلام
کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ہوا میں پھنپھنایا تھا اسی سے آتش نمرود سرد ہوئی بعد اسکے
بطور تعویذ اپنے پاس رکھا جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے تو انکے گلے میں ڈالا کہ نظر بد نہ لگے
اور حضرت اسحاق نے حضرت یعقوب کو دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کا
تعویذ کیا اور حضرت یوسف نے وہی پیراہن اپنے باپ کو بھیجا کہ حضرت یعقوب کی آنکھیں ٹھنڈی
ہوئیں اور نظر آنے لگا تیسری انگشتی حضرت سلیمان علیہ السلام کہ یہ بھی حضرت آدم کے
پاس تھی بعد وزلت اتر گئی تھی جب حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے تو انکو عنایت
ہوئی اور حضرت جبریل علیہ السلام نے انکو پھنپھنایا جو تختہ مائدہ عیسیٰ علیہ السلام کہ ربنا انزل
علینا مائدۃ من السماء پانچواں وجہ کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے واسطے بہشت سے آیا

وفدینا ہ بنج عظیم فائدہ اللہ جل شانہ نے سات چیزوں کو دنیا میں زندہ کیا تاکہ منکرین
 بعث کا شبہ زائل ہو جائے اول چیز یون کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے زندہ فرمایا
 کہ حال اسکا حضرت ابراہیم کے حال میں بیان ہو چکا ہے دوسری حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 آنکھیں گئی ہوئیں پھر آئیں کہ اُس سے حضرت یعقوب زندہ ہو گئے تیسری حضرت موسیٰ کی آنکھیں
 عا میل کو زندہ کیا چوتھی سامری کے گوسا کو خاک مٹم گھوڑے حضرت جبریل سے زندہ کیا کہ
 اس میں جان پڑ گئی ان دونوں باتوں کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال میں کہا جائیگا پھر
 پچھلی کو حضرت یوشع کے آب طہارت سے زندہ کیا کہ اسکا بھی ذکر آگے آوے گا چھٹوں حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کو سو برس کے بعد زندہ کیا ساتویں اصحاب کف کو بعد تین سو برس کے زندہ فرمایا
 ان دونوں کا ذکر بھی انکے احوال میں کیا جائیگا فائدہ دنیا میں تین چیزیں حضرت یوسف
 علیہ السلام کی سنت ہیں اول طعام نازیشین کہ بادشاہوں میں جاری ہے دوسری خلعت
 تیسری وقت فراغت کے سفر میں اہل خانہ کو طلب کرنا فائدہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو نظر پڑنے لگا تو یوسف علیہ السلام کا خط پڑھا اور
 لڑکوں کی طرف دیکھا سب نے سر جھکا لیے اور عرض کرنے لگے کہ یا ابا نانا استغفر لنا ذنوبنا انکنا
 خاطین قال سوئے استغفر لکم ربی انہ ہو الغفور الرحیم یعنی اے باپ بخشو! ہمارے گناہوں کو بے شک
 ہم تھے جو کئے والے کما رہے بخشو! اوں کا نکلنا اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان تنبیہ اس سے
 معلوم ہوا کہ شفاعت حق ہے اگر درست نہ ہوتی تو یہ لوگ نہ کہتے یا ابا نانا استغفر لنا اور حضرت یعقوب
 علیہ السلام فرماتے سوئے استغفر لکم ربی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن انبیاء
 علیہم السلام اپنی اپنی امت کی اور استاد شاگرد کی اور بڑھا جوان کی اور عالم جاہل کی شفاعت
 کریں گے فائدہ پر ظاہر ہے کہ باپ کو بہ نسبت بھائی کے شفقت لڑکوں پر زیادہ ہوتی ہے سو یہاں علیہ السلام
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عفو کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے توقف فرمایا بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو
 حکم ہو گیا تھا کہ تم عفو کرو سو آپ نے بلا تامل عفو کر دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اتنا ہی اجازت
 نہونی تھی اور شفاعت بے اجازت ہو نہیں سکتی من ذالذی تشفع عندہ الا باذنہ اور بعض کہتے ہیں
 کہ حضرت یوسف علیہ السلام ختم تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شفیع اور بر ظاہر ہے کہ شفاعت
 شفیع کی بلا رضا مندی خصم کے فائدہ نہیں دیتی اس دلیل سے نکلتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 شاید حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت پر ملتوی کر رکھا ہو چنانچہ شعبی رحم سے روایت ہے کہ حضرت

یعقوب نے بیٹوں سے فرمایا کہ میں یوسف سے دریافت کروں اگر اس نے عفو کیا ہوگا تو میں بھی خدا
دعا سے بخشش چاہوں گا کذا فی المعالم اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت
خاص پر دعا کو سوتوں رکھا تھا جیسے وقت صبح یا یوم جمعہ چنانچہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت
یعقوب نے تاخیر دعا کی سحر تک فرمائی تھی کہ اس وقت میں مقتضائے ہل من داع فاستجب عاقبول
ہوتی ہے چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت یعقوب نے بعد نماز صبح یون دعا فرمائی اللہم اغفر لی جزع
علی یوسف وقلة صبری عنہ واغفر لاولادہ وای ما اتوا علی اخیم یوسف اسی وقت وحی ہوئی کہ غفرت
لک ولعم جمعین اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تاخیر دعا کی سبب الجمعۃ تک فرمائی تھی اور اس کے نزدیک
شب عاشوراء کے منظر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وحی الہی کے منتظر تھے جب وحی
اجازت ہوئی تب دعا فرمائی اور اپنے نفس کو شریک گردانا کہ اللہ نے آنجناب کی برکت سے بیٹوں کو بھی
عفو کیا اور ایک روایت ہے کہ یودا وغیرہ حضرت یوسف و یعقوب سے عرض کرنے لگے کہ تمہارے
گناہ عفو کیے لیکن اگر خدا نے نہ بخشا تو اس عفو کا کچھ فائدہ نہوا تب دونوں پیغمبر ترحم کر کے رو بقبلہ
کھڑے ہوئے اس طرح کہ حضرت یعقوب امام انکے پیچھے یوسف اور عقب انکے روئے وغیرہ امام نے مغفرت
مانگی اور مقتدیون نے آمین کہا اس طرح بیس برس عمار کی مگر قبول نہ ہوئی تو سخت بی طاقت ہوئے اور
بہلاکت پہنچے حضرت جبریل نے محبوب الدعوات کی طرف سے پیغام دیا کہ دعا تمہاری قبول ہوئی اور عرض
کئے ہیں کہ حضرت یعقوب دیکھتے تھے کہ توبہ کون کی حقیقی ہے یا نہیں جب ظاہر ہوا کہ حقیقی ہے تب دعا
مانگی اور آیت قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ توبہ فرزند ان یعقوب کی حقیقی تھی کیونکہ چار طرح سے توبہ حقیقی ہوئی ہے
تو گناہ پر بہت نادم و لشیان ہونا سو یہ بات ان کا ناخاطبین سے ظاہر ہے دوسری اپنے گناہ کا اقرار کرنا
سوفظ دونوں سے پیدا ہوتی تیسری استغفار وہ بخوبی ہویدا ہے چوتھی شفیع گردانا سو استغفر لنا سے روشن ہے
القصہ بعد وصول پر اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے قصد سفر مسم فرمایا اور ہاب مسافرت درست کر کے
مع لیا خالد یوسف علیہ السلام و دیگر اتباع و اولاد و احفاد کہ مجموعہ بر اوایت صحیحہ بشارت و بروایت مسروق
ترانوئے آدمی تھے روانہ ہوئے جب بعد طر منازل متصل مصر کے پہنچے تو یودا نے باذن یعقوب
علیہ السلام پیش پیش جا کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع کی کہ پدر نبرگوار عاشق زار تمہارے مع
اتباع و اولاد تشریف لاتے ہیں انیس عاشقین میں لکھا ہے کہ یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے
ملک ریان سے کہا کہ میرے والد ماجد ظاہر العالی تشریف لاتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں انکے استقبال کو
جاؤں بادشاہ نے اجازت دی اور کہا کہ میں بھی انکی پیشواں کو تمہارے ہمراہ چلوں گا اور تمام سپاہ

و مقربان در گاہ و عطا اور بار بار بادشاہ تمھارے ساتھ جائیں مقام التَّنَزُّل میں ہر کہ چار ہزار شکر کون
 حضرت یوسف و ملک تیان بنا بر استقبال برآمد ہوئے تھے لیکن انہیں عاشقین میں ہر کہ باذن بادشاہ
 حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ تمام فوج مصر کی بنا بر استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام
 تیار ہو کے چلے چنانچہ سب سوار و پیادے اور امیر و نواب تیار ہو کے مقام معبود پر قائم ہوئے اول
 تیس ہزار سوار با توڑک و احتشام حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں باذن حضرت یوسف
 علیہ السلام حاضر ہوئے اور سب نے سجدہ تحیہ و تعظیم ادا کیے حضرت یعقوب نے سمجھا کہ یہ لوگ
 بھیجے ہوئے یوسف علیہ السلام کے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ آگے چلے تو تیس ہزار سوار رومی نے
 تسلیمات اور کورنش عرض کی حضرت یعقوب نے پوچھا تم کون ہو عرض کیا کہ ہم ملازمان یوسف ہیں
 پھر آگے بڑھے تو ایک ہزار سپاہی خاص آراستہ لباس فاخرہ اس مقام پر پہنچے جہاں سے
 چار کوس مصر رہ جاتا ہے اور وہی پہلا دروازہ مصر و دمان ایک جماعت شیوخ دست بستہ واسطے
 استقبال کے حاضر تھے انھوں نے عرض کیا کہ ہم شفیع یوسف علیہ السلام ہیں کہ ہم حضرت یوسف
 علیہ السلام نے اس واسطے بھیجا ہے کہ آپ یوسف کے خلاف کو جو ذکر خواب میں ہو گیا تھا معاف
 فرمائیں ارشاد ہوا کہ معاف ہے جب دمان سے آگے بڑھے تو سواری یوسف علیہ السلام کی
 نظر پڑی اسماعیل ترمذی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام صرف تین لاکھ سوار سے
 واسطے استقبال کے چلے تھے اور بارہ ہزار حاجب باخیل و حشم آگے آگے جاتا تھا حاجب حضرت
 یعقوب علیہ السلام پہلے حاجب سے ملے تو اپنے ٹرکون سے پوچھنے لگے کہ یوسف یہی ہیں جو
 عرض کیا کہ یہ تو ایک نوکر ہے یوسف علیہ السلام کا ابھی یوسف کہاں ہیں اسی طرح کے گیارہ ہزار حاجب
 با توڑک و احتشام استقبال کو آئے کہ ہر مرتبہ حضرت یعقوب نے دفور رشوق سے انکو یوسف جانا
 اور غایت اشتیاق سے جناب الہی میں متمسک ہوئے کہ یا الہی یہ حاجب کہاں تک رہینگے میرا
 یوسف کہاں ہے کہ میں اسی کے دیکھنے کو آیا ہوں مجھ کو ان حجابوں سے دور رکھ اب میرے یوسف
 دکھلا دے قطعہ سیرم ہلاکم زندان ہجر + اتی فتد برق بر جان ہجر + زدر وجدائی فغان می کشم
 تو کوئی زہلو سنان می کشم + بیان تک عنایت الہی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی سواری
 نظر پڑی تو حضرت یوسف کے داہنی طرف ملک ریان اور بائیں طرف وزرا اور پشت پر امرا اور
 چتر شاہانہ سر مبارک پر کھنچا ہوا تھا حاجب نظر حضرت یعقوب کی چتر پر پڑی تو آپ نے پوچھا یہ کون
 جسکے سر پر چتر ہے بولے یہ یوسف تمھارا بیٹا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس دولت و مکت کو پہنچایا ہے

سو تمھارے استقبال کو آیا سو وقت بارہ ہزار نیزہ بردار حضرت یوسف کے تھے
چنانچہ حضرت یعقوب یہ شوکت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا ۵ آن گل کہ برا فروختہ
روئے چین دین ست ہشتے کہ زرش ہزار پنجن اینست ۶ اور مرکب سے اتر پڑے اور اپنا ہاتھ گون
سیودا میں ڈال کر تشریف لیچے جب حضرت یوسف نے دیکھا تو یہود کو پہچانا پھر حضرت یعقوب کو دیکھا
اور پیادہ پا ہو گئے اور ریان ابن ولید بھی پیادہ ہوا اور یوسف علیہ السلام دوڑ کر پاپ سے ملے اور
ایک روایت ہے کہ جب دونوں پیغمبروں کی نظر ایک دوسرے سے ملی تو دونوں سواری سے گریے
اور زمین پر پڑ پڑے ہوئے باہم ہمنما ہوئے اور لشکر کے لوگ دور سے کھڑے ہوئے تا شاہ دیکھتے
اور دروازے آسمان کے کھولے گئے اور شاہ دیا نہ جبروتی اور لاہوتی بچنے لگے اور لشکر ملکوت اپنی
صف آراستہ کر کے مبارکباد دینے کو کھڑا ہوا تو حضرت جبریل نے آکر کہا اے یعقوب جانب فلک
نگاہ کرو حضرت یعقوب نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو فرشتے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت یعقوب
پوچھا کہ اے جبریل یہ کیا معاملہ ہے بولے کہ تمھارے رونے سے عرش یون کو سخت ملال و بے خفا
آج شادی کی خبر یا کر خوش ہوئے ہیں اور مبارکباد دینے کو آئے ہیں اور نظارہ جمال حضرت یوسف
علیہ السلام کے آرزو مند تھے سو حسن و جمال سے حیران اور تم دونوں کے ذوق و شوق سے نازان ہیں
اور بعض اہل تفسیر روایت کرتے ہیں کہ جب وقت دونوں پیغمبروں کا مقابلہ ہوا تو حضرت یعقوب
علیہ السلام اپنے مرکب سے اترے سو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام
کہا کہ تم نے کس طرح اپنے باپ کی تعظیم کی اور کس باعث سے تم اول سواری سے نہ اترے حضرت
یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے جبریل جب وقت میں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا از خود فتنہ
اور بیہوش ہو گیا اس باعث سے تعظیم و توقیر سے غافل ہو گیا اور معالم التزیل اور روضۃ الصفا
لکھا ہے کہ وقت ملاقات کے حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ تحیۃ و سلام میں سبقت کروں
مگر حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم اتنی منع کر دیا حکمت اس منع کی ظاہر نہیں ہے صرف یہ دلیل ہو سکتی ہے
کہ ہر گاہ حضرت یوسف علیہ السلام نے نزول مرکب میں سبقت نہ کی تحیۃ و سلام سے بھی محروم رہے
مگر امام نجم الدین نسفی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ اس باب میں حضرت جبریل علیہ السلام سے
نقل کرتے ہیں محض بے اصل ہے اور فقیر کاتب کے نزدیک اگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اول سلام
تو کیا مضائقہ اور کون محذور لازم آتا ہے اس لیے کہ سلام کا یہ آداب ہے کہ پہلے بڑا چھوٹے پر سلام کرے
اور حاکم رعیت پر اور سوار پیادے پر اور خواجہ غلام پر اور بی بی لونڈی پر اور استاد شاگرد پر اور باپ

بیٹے پر اور ان بیٹی پر چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بسبب نبی بزرگی
 اول فرشتوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ یہ سلام میں نے خداوند سے سیکھا ہے معراج کی رات اول
 سلام حضرت کورب الغزت نے کیا ہے السلام علیک ایہا النبی درجۃ اللہ وبرکاتہ کذا نے صلوٰۃ
 المسعودی اور مناقب العلوم میں ہے کہ اونٹ کا سوار گھوڑے کے سوار پر سلام کرے اور وہ کہے
 سوار پر اور وہ پیادہ پا پر اور جو تے والا برہنہ پا پر اور قائم قاند پر بالجمہ حضرت یوسف علیہ السلام
 ملازمت حضرت یعقوب علیہ السلام سے مشرف ہوئے تو اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا
 السلام علیک یا نبیہ الاحزان اور یقیناً ثوری سے روایت ہے کہ دونوں معانقہ کر کے رونے
 اور بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے التماس کیا کہ ای پیر مرہبان
 آپ میری ملازمت میں اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں کیا معلوم نہ تھا کہ قیامت میں
 ملاقات ہوگی فرمایا کہ ای نور العین یہ سب مجھے معلوم تھا لیکن مجھ کو یہ خوف دامگیر ہوا کہ شاید
 تو بیدار ہو جاوے اور اس سبب سے قیامت کے دن ملاقات نہ ہو بعد ازاں ملک یان کی
 ملاقات کرائی تو وہ قدیم ہوس ہوا اور حضرت یوسف کے اوصاف حمیدہ وافعال پسندیدہ بیان
 کرتا رہا پھر التماس کیا کہ یہ تمام فوج کے لوگ تمہارے بیٹے کے غلام ہیں اسوقت حضرت
 یوسف علیہ السلام نے کہا اے خلوا مصر انشاء اللہ آمین نبی دخل ہو مصر میں اگر اللہ نے چاہا
 تو خاطر جمع ہو لفظ مصر جب منصرف ہو تو اس کے معنی شہر کے ہوتے ہیں کوئی شہر ہو اور اس
 مقام میں غیر منصرف ہے بسبب تعریف و ثناء و عجم کے اور مراد شہر مین ہے کہ جسکو مصر بن نوح
 آباد کیا تھا اور حضرت یوسف اس میں عزیز تھے اور یہ جو حضرت یوسف نے فرمایا آمین اسکا
 فائدہ یہ کہ اس شہر میں کوئی شخص بلا وجہ و بلا تخط دخل نہیں ہونے پاتا تھا سو فرمایا تمکو بادشاہوں
 امان ہے بالجمہ پھر ٹھلا یا والدین کو اپنے پاس اور مصر میں دخل ہوئے جب دونوں باطنیان بیٹھے
 تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو طلب کر کے پوچھا تم کے کوئی غلام ہو سب کے کما تھا
 فرمایا کہ میں تم سب کو شکرانہ نعمت ملازمت والدین آزاد کرتا ہوں اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت
 یوسف نے کس طرح کہا دخل ہو مصر میں حالانکہ دخل ہو چکے تھے اور آشنا کا کیا فائدہ ہے جب
 دخول حاصل ہو چکا تھا بعض مفسرین جواب میں کہتے کہ حضرت یوسف نے یحییٰ قبل دخول فرمایا تھا
 چنانچہ جلالین کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم و تاخیر ہے اور
 آشنا مطلق استغفار سے ہے یعنی استغفر لکم انشاء اللہ اور بعض کہتے ہیں انشاء اللہ متعلق آمین سے ہے

اور مراد یہ ہے کہ مصر میں کفار رہتے تھے اور مسلمان لوگ وہاں بلا امان داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے
 کہا کہ انشاء اللہ تم امان میں رہو گے۔ کما قال اللہ اللہ خلق المسجد الحرام انشاء اللہ آمین اور بعض کہتے ہیں
 کہ حرف ان اس مقام میں بمعنی اذہی یعنی اذ شاء اللہ کہ قولہ تعالیٰ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین کذا
 فی المعالم فائدہ دینے پر ہے۔ جگہ انشاء اللہ تکلم کیا دوفارے دیکھے اول حضرت اسماعیل علیہ السلام نے
 اپنے باپ سے کہا تجھنی انشاء اللہ من الصابرين انکو اللہ نے بارے فرج سے نجات بخشی
 اور فریہ انکا بہشت سے ذبحہ جہاد وترے حضرت یوسف نے ادخلوا مصر انشاء اللہ آمین فرمایا
 اسکی برکت سے حضرت موسیٰ دریا سے نیل سے صحیح وسلاست پارا ترے اور کیفیت یونانی
 ہوئی کہ جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم اپنی کے دریا کے کنارے پہنچے دریا سے
 شورش کی خطاب ہوا کہ یہ اولاد یوسف ہیں انھیں کے حق میں یوسف نے کہا ہر ادخلوا مصر
 انشاء اللہ آمین اور برکت اس کلمہ سے کل عقوبات اور آفات سے مامون و مضمون کیے گئے
 یعنی دریا خشک ہو گیا اور فرعون مع لشکر تیجھے آتا تھا وہ ڈوب گیا فائدہ اسی طرح حشر کے
 دن جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں کھڑے ہوئے تو آواز آئی
 کہ اعدا فغان عرصہ قیامت تم کے مملوکات سے ہو وہ بچا رہے عرض کرینگے کہ پیغمبر خلائق
 کی امت اور اسی کے نوٹھی اور غلام ہیں تب جناب کریم سے ارشاد ہوگا کہ میں نے تم سب کو
 عذاب سے آزاد کیا بحرمت البنی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عبداللہ ابن عباس
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت پر اپنے والد بزرگوار کو ادائیگی
 طرف اور ان کو بائیں طرف اور بھائیوں کو سامنے بٹھلایا اور سب نے سجدہ کیا اسکا
 اشارہ ہر و رفیع ابویہ علی العرش و خیر والہ سجدۃ یعنی اونچا بٹھلایا اپنے ماں باپ کو اور سب
 گرے اسکے آگے سجدہ میں محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ اگرچہ بٹھلانا تخت کا ذکر میں بسبب
 اعتبار بحال تعظیم مقدم ہے لیکن درحقیقت سجدہ رفیع عرش سے اول و مقدم ہے اور یہی طریق غایت
 تعظیم کہتے ہیں کہ مراد امان سے اس جگہ خالہ حضرت یوسف کی ہیں جبکا نام لیا تھا اور بعد
 راحیل کے نکاح یعقوب علیہ السلام میں آئی تھیں اور عرف عرب میں خالہ کو مان کہتے ہیں اور
 چچا کو باپ بولتے ہیں یہ قول سدی مفسر کا ہے اور اکثر اہل تفسیر کے قائل ہیں اور امام حسن بصری
 منقول ہے کہ اللہ نے راحیل کو قبر سے اٹھایا اور زندہ کیا تب انھوں نے سجدہ کیا تاکہ خواب
 یوسف پیغمبر کا جھوٹ نہ ہو اور پھر بدستور اشر حیات اُن سے سلب کر لیا کذا فی الکبیر کشف الاستار

اگر کوئی کہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اولاً باب یوسف کے تھے دوسرے پیر اور بزرگ نبی
 پیغمبر جلیل الشان کہ افضلیت انکی یوسف پر از روئے نبوت بھی ثابت ہے پھر کس طرح حضرت
 یوسف نے ایسے بزرگ جلیل القدر کا سجدہ کرنا جائز رکھا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس
 فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ اللہ کو تھا شکر اعلیٰ وصال یوسف علیہ السلام دوسرا اشکال اور ہے کہ
 سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو درست نہیں ہے پھر کس طرح مان باب اور بھائیوں نے
 یوسف کو سجدہ کیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مراد سجدہ سے انحناء ہے کہ بھائیوں نے تعظیماً
 پشت اپنی خم کی جس طرح رسم اعاجم سے اوریشانی زمین پر نہیں لگائی اور امام حسن بصری
 فرماتے ہیں کہ سب نے سجدہ حقیقی کیا تھا مگر تعظیماً و ثرفانہ عبادۃ اسوائے کہ مخصوص
 حضرت حق سے اور صحیح یہ ہے کہ اُس زمانے میں سجدہ آپس کی تعظیم تھی جیسے فرشتوں نے
 حضرت آدم کو کیا تھا اب اللہ نے وہ رواج موقوف کر دیا اور فرمایا کہ ان المساجد لہ سو
 اس وقت میں ایسے رواج پر چلنا ویسا ہی جیسے کوئی اپنی حقیقی بہن سے نکاح کرے اور
 کہے کہ حضرت آدم کے وقت میں ہوا تھا بالجملہ والدین اور بھائیوں نے سجدہ سے سر اٹھایا
 تو حضرت یوسف نے شرمندہ ہو کر کہا کہ یا ابنت ہذا تاویل روایاتی من قبل قد جملہا ربی حقاً

وقد احسن بی اذا خرجنی من السجن وجاءکم من البدون بعد ان نزع الشیطان بینی و بین
 اخوتی بن ربی لطیف لما یشاء انہ ہوا العلیم الحکیم یعنی امی باب یہ بیان ہے میرے اُس
 پہلے خواب کا اُسکو میرے رب نے سچ کیا اور مجھے اُس نے خوبی کی جب مجھ کو نکالا قید سے اور
 تمکو لے آیا گاؤں سے بعد اُسکے کہ جھگڑا اٹھایا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں
 میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے بیشک وہی ہے خبردار حکمتوں والا یعنی امی باب مجھ کو کیا تو
 اور منزلت تھی کہ تمسا پیغمبر جلیل القدر با عظمت مجھ فرزند ضعیف کو سجدہ کرے مگر یہ فرقہ یہ تھا
 کہ خواب میں نظر آیا اور خواب انبیاء کا جھوٹ نہیں ہوتا ہے جس طرح خواب حضرت ابراہیم کا
 وچ اسمعیل میں راست تھا اور تفسیر کبیر میں ہے کہ شاید یہ سجدہ از قبیل تشبیہات ہو گیا حضرت
 یعقوب کو ارشاد ہوا کہ تم نے اوقات عزیز اپنی اضطراب اور قلق میں بفرار یوسف گزرائی اب
 مقصد حاصل ہوا تو اب سجدہ کرو کما قال الامام وکان الاقرب الی السجدۃ من تمام التشبیہات
 عجیب کارخانہ الہی میں کہ حضرت یعقوب سے اولاد و احفاد جب دخل مصر ہوئے ہیں تو بہتر آدمی
 تھے اور نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوف فرعون سے باجماع بنی اسرائیل

مصر سے نکلے تو سو اسے بوڑھوں اور لڑکوں کے چھ لاکھ پانسو آدمی مقابل تھے اخبار میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عجائب عالم کے بیان کرو تو جبرئیل علیہ السلام نے بعد بیان عجائبات یہ بھی فرمایا کہ بنیٰ عالم میں دو قافلے عجوبہ دیکھے ایک مصر میں آیا دوسرا مصر سے نکلا جو کہ مصر میں آیا وہ تو دن میں آیا اور جو مصر سے نکلا وہ رات کو نکلا اور قافلہ سالار روزوانے قافلے کے حضرت یعقوب تھے اور رات والے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام یعقوب بہتر آدمیوں سے آئے تھے اور موسیٰ چھ لاکھ پانسو سے نکلے اور کیا معاملہ عجیب ہے کہ جو دن میں آئے وہ تو قافلہ طلب تھے کہ یوسف کو تلاش کرتے تھے اور جو کہ رات کو گئے کاروان ہرب تھے کہ فرعون سے بھاگے جاتے تھے فائدہ اہل تفسیر کو مختلف ہے اس امر میں کہ مابین یوسف و فرعون تا وقت ہجو کس قدر مدت گزری بعض اسی برس اور بعض سنر اور بعض چالیس بیان کرتے ہیں مگر اتفاق ہے کہ چالیس برس کے بعد خواب یوسف علیہ السلام راست ہوا یہ فائدہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے تمام احداث اللہ کے بیان کیے مگر کنوئین کے رہنے اور نکلنے کا حال اور دیگر تکلیفات کا ذکر زبان پر نہ لائے سو اسکی کئی وجہیں ہیں اول یہ کہ ذکر چاہ میں بھائیوں کو بڑی شرمندگی ہوتی یا اگر بیان فرماتے تو حضرت یعقوب کو ملال تازہ ہوتا مگر اسکے خود حضرت یوسف پر وہ لاثر یہ علیکم الیوم قبل الخ اعمال بھائیوں پر ڈال چکے تھے پھر اس پر دے کو اٹھانا اور انکے اعمال کو کھولنا شان نبوت کے خلاف تھا دوسری وجہ یہ کہ مقدمہ بندگی اور عاجزی تھا اور خلاصی زندان بدر قہر سلطنت و حکمرانی سوا ظہار اس نعمت کا ہر شے اس واسطے اسکا بیان کیا اور اسکو بیان کیا کہ کاتب الحروف کتا ہے کہ ارباب کرم کا یہی قاعدہ ہے کہ جب گنہگار کا جرم معاف کرتے ہیں تو پھر اسکو زبان پر نہیں لاتے اخبار میں وارد ہے کہ بروز قیامت اہل بہشت حضرت حق سبحانہ کو سب ناموں سے یاد کریں گے مگر غفور و رحیم و تواب و حلیم نہ کہیں گے اسلیئے کہ یہ چاروں نام گناہ کو یاد دلاتے ہیں اگر ان ناموں سے یاد کریں تو گناہ یاد آویں اور بہشت کی نعمتیں بے لطف ہو جائیں اور حق تعالیٰ جسکو بخشے ہیں پھر اسکو شرمندہ نہیں فرماتے اور انکی وجہ اور بھی ہے کہ اتبلا سے چاہ بھائیوں کے مکر سے ہوا تھا وہ سہل تھا اور سب جس مکافات زلت تھا اور نجات اس سے نعمائے عظیم میں تھی اس واسطے اسکا ذکر کیا سو اسکے زندان میں گنہگاروں اور بدکاروں سے مصاحبت رہتی تھی اور چاہ میں صحبت ملائیم اسلیئے چاہ کی مالش نہیں کی قطع نظر ان وجہ سے ایک وجہ بہت خوبصورت ہے کہ چاہ و باغیاں آسمانی

اور زندان باختیار خود سوا ہے اختیار کی شکایت کی اور سب خواہش زندان پر نہ لائے کہ زلیخا شرمندہ ہوگی روایت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے زلیخا کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام عرض کیا کہ یہ بات بھی آپ ہی کے سبب سے ہوئی فرمایا کس طرح فرمایا کہ عزیز نے مجھ کو مالک سے خرید کیا اور اپنا لڑکا بنایا زلیخا نے بھی مجھ کو لڑکا بنایا اللہ جل شانہ نے نہ چاہا کہ تمہارا بیٹا کسی اور کا لکھاؤ تب اس کے دل میں محبت ڈالی اور فساد طبیعت عطا کیا کہ اس میں سب کچھ ہوا بعد اس کے پوچھا عزیز نے تم کو کس طرح رکھا تھا فرمایا کہ شہزادوں اور بادشاہوں کی طرح سے رکھا اور زلیخا کو نوٹ دیوں کی طرح اس واسطے کہ زلیخا سے میرے حق میں کدیا تھا اگر می مشواہ اور امیدوار ہو کے میری نسبت بولا تھا کہ عیسے ان سیفنا او تختہ ولد آتے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ عزیز کو تیسے کچھ نفع ہوا جو کہ نفع اور ضرر دونوں میں جانب اللہ ہوتے ہیں وہ عزیز مجھ سے متوقع منفعت تھا سو متوقع منفعت مضرت ہو گئی مگر یہ نفع البتہ ہوا کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی سو بھی بغایت اٹھی ہوئی ورنہ اس حالت میں میری طاقت کیا تھی اور ضرر جو اس کو پہنچا وہ ظاہر ہے کہ میرے سبب اس کا عزل ہوا بالجملہ یعقوب علیہ السلام نے بعد ملاقات حسب دستور محبت و وداد سرگزشت فراق و شکر و شکوہ ایام اشتیاق بیان فرمائے اور ارشاد کیا کہ ای قرۃ العین اس مدت دراز میں تیرے اپنا حال مجھ کو کیسے نہ لکھا حالانکہ منزل مسکن میرا معلوم تھا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب کا ہاتھ پکڑا اور جہاں خزائن اور دھانیں ملاحظہ کرائے جب خزانے میں تشریف لیگے تو حضرت یعقوب نے فرمایا ای نور بصر اس قدر کاغذ کی کثرت تھی اور میں ایسا محزون اور غمگین رہا تیرے ایک خط بھی نہ لکھا باوصف اسکے کہ ما بین تیرے اور تمہارے ہمگین مسافت اٹھ مہر چلے کی تھی اور قافلے آتے جاتے ملتے ہونگے پھر کیوں نہ لکھا حضرت یوسف علیہ السلام کوئی صندوق سر مہر کھول کر دکھائے تو وہ سب غرائض سے پُر تھے اور ہر ایک کے عنوان پر لکھا تھا کہ من یوسف الی یعقوب حضرت یوسف نے عرض کیا کہ ای پدر رزگار یہ سب عرایض میں نے حضور کو لکھے ہیں مگر جب راہ بھینچے گا کرتا تھا حضرت جبریل علیہ السلام اگر منع کرتے تھے اور فرماتے کہ جلدی نہ کر اب تک وقت نہیں آیا ہے کہ حضرت یعقوب کا رنج رفع کیا جائے ای پدر اس باعث مجبور ہو جاتا تھا حضرت یعقوب نے فرمایا کہ سبب منع کا معلوم ہے کیا تھا کہا آپ کو بہ نسبت میرے حضرت جبریل علیہ السلام سے محبت و موافقت زیادہ ہے آپ ہی تہنسا فرمائیں چنانچہ حضرت یعقوب نے ایک دن حضرت جبریل سے پوچھا کہ سبب امتناع کا کیا تھا حضرت جبریل نے فرمایا

ای یعقوب جب تنہ یوسف کو بھائیوں کے سپرد کیا اور کہا کہ اخاف ان یا کالہ الذئب اس وقت مجھ کو ارشاد ہوا کہ یعقوب سے کہدے کہ تو بھڑیے سے ڈرا اور میرے حفظ و حمایت پر نظر نہ کی تب میں نے حکم دیا کہ یوسف اسی یا چالیس برس تک سے جدا رہے اور تو اس کی جدائی میں روتا رہے روتیہ کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم آخرت میں تھے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ای یوسف میں چاہتا ہوں کہ حقیقت حال دریافت کروں کہ ہم دونوں میں گنہگار کون ہے یوسف نے کہا عاصی میں ہوں کیونکہ میں نے برخلاف حکم آپ کے خواب بھائیوں سے کہدیا اسی کی شامت یہ بلا پڑی تمکو بھی اسکا اثر پہنچا حضرت یعقوب نے لگے اور فرمایا کہ ای فرزند میں چاہتا ہوں کہ گناہ سیری طرف سے ہو جو میں بھڑیے سے ڈرا اور تمھارے بھائیوں پر اعتقاد کیا اور تمکو اُنکے سپرد کر دیا سو یہ غم داند وہ اسی کے سبب سے ہوا ہوا اور تمکو بھی اسکی شامت سے یہ بلا میں پہنچیں اسی وقت حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ای یوسف و یعقوب آپ کے تنہ انصاف کر کے گناہ اپنے ذمہ لیا میں نے دونوں کو بری کر کے سب گناہ شیطان پر ڈالا کہ وہ دشمن قدیم تمھارا ہے کہ اقبال بن بعد ان نزع الشیطان بنی وہیں احوالی حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بعد تفصیل حالات مفارقت حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ میرے پاس قلعے میں تشریف رکھیے حضرت یعقوب نے فرمایا کہ ای محبوب تیرے باپ کی یہ شان نہیں ہے میرے واسطے ایک مکان مختصر علحدہ چاہیے کہ اس میں عبادت کرتا رہوں سو حضرت یوسف علیہ السلام نے مکان خلوت کا فرمایا بنوایا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اس میں رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے رات بھر جاگتے پھر سب بھائیوں کے واسطے علحدہ گھر بنوا دیے مرن بنیامین کو اپنے پاس قلعے میں رکھا اور زلیخا رضی اللہ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگین بیاتک کہ افضل اہل مصر ہو میں کلمۃ انقصص میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس مصر میں رہے اور ہر ایک بیٹے کے بلوہ بارہ بیٹے ہوئے جملہ صالح اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام تفسیر دارک میں ہے کہ حضرت یعقوب مصر میں چوبیس برس رہے بعد اسکے وفات پائی اور وصیت کر دی کہ مجھ کو شام میں حدیث اسحق کے پہلو میں دفن کرنا چنانچہ حضرت یوسف خود تشریف لیگئے اور دفن کر کے مصر میں آئے اور تیس برس اور زندہ رہے اور فرانیہ سے حضرت نون پیدا ہوئے اور حضرت نون سے حضرت یوشع ہوئے بعد اُنکے فراخہ مصر پر مسلط ہوئے اور جو بیٹے کہتے ہیں کہ سب بیٹے حضرت یوسف کے

نبی ہوئے اور حضرت یعقوب نے سب کو فقہ سکھائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر طئی ہر صفت حضرت یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بعد ایک مدت حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب تم اپنے اجداد کی زیارت کو ارض مقدس جاؤ کہ انکی ارواح تمہاری مشتاق ہیں سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو بلوایا اور فرمایا کہ اب مجھ کو یہ آرزو ہے کہ میں اپنے بزرگوں کی زیارت کروں یا یہ فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام کہ گئے ہیں کہ اب تم بیت المقدس میں جا کر رہو یہاں تک کہ موت آئے یہ حال سنکر حضرت یوسف علیہ السلام بہت روئے اور سباب سفر مہیا کرنے میں مشغول ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو طلب فرما کے وصیت کی جسکا اشارہ سورہ بقرہ میں ہر ام کہ تم شہداء اور حضرت یعقوب الموت اذ قال لعنہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الہمک والہمک اباکم برہمک و اسمعیل و اسمحی الہما و احد و نحن لا مسلمون یعنی کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کو موت جبکہ اپنے بیٹوں کو تم کیا پوچھو گے بعد میرے بوسے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ داداں ابراہیم اور اسمعیل اور اسمحی کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اسی کے حکم پر ہیں تفاسیر معتمدہ میں لکھا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ میان کے لوگ دین مختلف رکھتے ہیں یعنی بعض بت پرست بعض ستارہ پرست بعض آفتاب پرست بعض آتش پرست ہیں سو اس خوف سے کہ شاید میری اولاد انکی صحبت میں گمراہ ہو جائے وقت وفات کے سب کو جمع کر کے یہ اقرار لیا کہ ملت خفیفہ کا یہی خاتمہ ہے اور اسلام اسی کا نام ہے پس ادعا اس امر کا کہ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو یہودیت اور نصرانیت کی وصیت فرمائی ہر افتراء محض ہے فائدہ حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت یعقوب کے باپ نہ تھے انکو کیلئے اپنے باپوں میں داخل کیا اور حضرت اسحاق سے مقدم کر دانا جواب اول یہ ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اگرچہ باپ نہ تھے مگر چچا تھے اور چچا کا شمار باپوں میں متعارف ہے چنانچہ خاتمہ کو بنبر لہان کے بولتے ہیں ولہذا حدیث شریف میں وارد ہے کہ الخاتمۃ بمنزلۃ الامام اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ چچا ہمدون پر ہے جو سلوک باپ کے ساتھ کرنا چاہیے وہی چچا کے ساتھ چاہیے باقی رہا یہ کہ دادا کو باپ کہنا حقیقت ہے یا مجاز امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مجاز ہے کیونکہ انکے نزدیک بھائی اور بہن حقیقی دادا کے ہوتے ہوئے در ثانی پاتے ہیں اور امام مالک اور ابو یوسف اور امام محمد بھی اسی کے قائل ہیں اور قول امیر المؤمنین علی مرتضیٰ اور عبد اللہ ابن مسعود اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہم کا انکی دلیل ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت ہے اسی دا

بہر وقت یقیناً
علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام
کا یہ بیان ہے

بھائی بہن دادا کے ہوتے ورثہ نہیں پاتے اور دادا سب لیتا ہے اور قول حضرت صدیق اکبر اور
 حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا حضرت ابراہیم
 کے موافق ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جدمین ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے
 کہ اطلاق آبا اس جگہ پر بلاشبہ مجازی ہے کیونکہ حضرت اسمعیل کا بھی ذکر ہے القصہ حضرت یعقوب
 علیہ السلام بعد از وصیت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ تم میرے بعد میرے بھائیوں
 کسی طرح کا کینہ دل میں نہ رکھو اور کسی طور سے بدی نہ کیجو حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا کہ
 سعاد اللہ میں عفو کر کے پھر انکار کر دینگا اور بھی وصیت کی کہ اے یوسف جب وعدہ صلہ الہی
 قریب تر ہو جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادا کی قبر کے
 پاس پہنچا دیں بعد اُس کے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدس
 جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی ہوئی ہے اور اسی میں
 فرش مریر کا بچا ہے اور ایک طائفہ ملکوت اسی پر منتظر کھڑا ہے سو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
 پوچھا کہ یہ قبر کس شخص کی ہے فرشتوں نے کہا جو شخص مشتاق بہشت ہو تب حضرت نے فرمایا
 کہ میں مشتاق ہوں اگر اجازت ہو تو اتروں فرشتوں نے اجازت دی کہ حضرت یعقوب
 علیہ نبینا علیہ السلام نے قدم مبارک اُس قبر میں رکھا اُسی وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے
 جام شربت طہور حضرت کو پلایا کہ وہی شربت وصال ہوا پھر فرشتوں نے غسل دیا اور نماز پڑھی
 بعضے کہتے ہیں کہ اُسی وقت اتفاقاً عیص بھائی حقیقی توام حضرت یعقوب کے بھی بیت المقدس
 آئے اور وفات پائی اور دونوں ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے اور عمر دونوں کی ایک سو
 ستاون یا ایک سو ستیا تیس برس کی ہوئی پچاس برس ابلاغ رسالت اور مرام دعوت میں
 مشغول رہے تھے کذا فی العرائس اور کعب اجار سے روایت ہے کہ حضرت یعقوب کی دونوں
 برس کی عمر ہوئی اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب نے مصر میں وفات پائی
 حضرت یوسف علیہ السلام نے تجہیز و تکفین کر کے سال کی لکڑی کے تابوت میں چھبہ وق
 سنگین میں رکھا اور موافق وصیت حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیت المقدس و ہمراہ فرما
 روانہ فرمایا کہ افرانیم نے بیت المقدس میں حضرت ابراہیم و اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا
 کذا فی المعالم اور بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی تشریف لے گئے
 اور چالیس دن مقبرہ میں رہے بعد اُس کے مصر میں تشریف لائے اور اکثر محققین کہتے ہیں

کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام قبور آباء پر پوسنے کو سو گئے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام
 ایک کڑی زمر دی پر بیٹھے ہیں اور حضرت اسمعیل علیہ السلام داہنے اور حضرت اسحاق علیہ السلام
 بائیں کھڑے فرماتے ہیں کہ اے یعقوب کون ہے یہ منتظر ہیں اسی وقت حضرت یعقوب علیہ السلام خوشی
 بیدار ہوئے اور اپنی اہلی سے ارشاد کیا کہ تو یہ خبر یوسف علیہ السلام کو کر دے پھر شغول بن کر انہی
 مقبرہ میں پھرے گئے وقت ایک قبر انرا آئی اور ملک الموت علیہ السلام بصورت آدمی تشہیف کاٹے
 حضرت یعقوب نے پوچھا تم جانتے ہو یہ کون کس شخص کی ہو ملک الموت نے کہا یہ قبر اسکی ہے جو خدا
 بزرگ سے درود کے قسم اسکی پادشہ ہوا ملک الموت نے کہا بچا جانتے ہیں لیکن بیان نہ کرینگے حضرت یعقوب
 علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ میری قبر پر لے آ کر اسکا گھر دے سو آواز آئی کہ غفلنا ذلک
 یا ابن اسحاق خیر کلمۃ موتی ہے ابھی سورۃ البقرہ پڑھ کر حضرت یعقوب نے فرمایا تم کون ہو جو کلمہ
 صورت سے بیوقوف ہو چلا کہ کیا میں ملک الموت ہوں فرمایا کہ ملاقات کے لیے آئے ہو تو بیٹھ
 روح کو کہا زکوٰۃ لبتا فرمایا سلام سلام و تقاضا اور کیفیت شروع شروع ہوئی اس حال میں
 حضرت یعقوب نے فرمایا کہ اے عزیز میرے دل سے اسکی حاجت آسانی سے قبض کرنا اور لا الہ الا اللہ
 لا شریک لہ کہ اگر میں حق ہوں تو حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام نے غسل دیکر کفن پہنایا اور
 دفن کیا پھر حضرت جبریل نے حکم خدا حضرت یوسف علیہ السلام سے سلام الہی کہا اور یہ خبر بھی
 پہونچائی اور ناکہ کو ایک فرشتہ نے پکڑ لیا جب حضرت جبریل علیہ السلام خبر کہ چکے تب ناکہ
 پہونچا اور اسے بہت الہی زبان خبری میں سلام علیک یا یوسف مگر عرض کیا کہ اے یوسف
 تقاریرے باپ نے سلام کہا ہر قیامت تک کا اور تم سے راضی ہو حضرت یوسف علیہ السلام روئے
 اور اوٹھی بھی روڈ انور میں تین دن حضرت نے غم کیا اور فرشتوں نے رسم تعزیت ادا کی اس غم میں
 حضرت یوسف نے فرمایا رب قدر آیتیں من الملک و علمانی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض
 نہا ویسی فی الدنیا و الاخرۃ تو فنی مسلما و آقنی بالاسلام لینے اے رب تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت اور
 سکھایا مجھ کو کچھ پیچیدگی باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں
 اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر اور ملاحجہ و نیک نحتوان میں یعنی میں نے علم کامل پایا اور دروہی
 کامل پائی اب مجھ کو شوق ہے اپنے باپ دادا کے مراتب کا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب وفات فرما
 علیہ السلام تیرہ بیس برس گزرے اور نوحائے ظاہری اس عالم کے حضرت یوسف علیہ السلام کے
 مہینہ کمال کو پہونچے تو حضرت یوسف نے بھی حق سبحانہ تعالیٰ سے دین اسلام پر موت چاہی

تاکہ نعمت اس عالم کی تمام و کمال حاصل ہو اور مؤرخین نے تواریخ میں لکھا ہے کہ جب ریان ابن ابوبکر
 کہ بادشاہ مصر تھا بتوفیق الہی اور دعوت حضرت یوسف صدیق نبی علیہ السلام با ایمان مرا تو ایک کافر
 بنی اعمام بادشاہ سے قابوس ابن صعب نام تخت سلطنت پر بیٹھا و رسوم فراغہ و عمارت اسنے
 از سر نو جاری کیے یوسف علیہ السلام نے ہر چند ان افعال و اعمال سے نہی فرمائی پر اسنے حکم
 یوسف پر عمل نہ کیا اور نبوت صدیق سے انکار کرنے لگا کہ حضرت یوسف اسکے ایمان سے یا تو
 تب اللہ سے موت کی دعا مانگی اور فرمایا رب توفنی مسلماً اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضرت
 یعقوب کو دفن کر کے چالیس دن بعد بیت المقدس سے مصر میں آئے تو فرمایا رب توفنی مسلماً
 فائدہ تفسیر ملک میں اختلاف ہے بعضے بادشاہی حکم اور بعضے حسن و جمال خیال کرتے ہیں اور بعضے
 ملک النسب تجویز کرتے ہیں کہ فوالکریم ابن الکریم ابن الکریم اور اہل دل ملک قلوب
 مراد رکھتے ہیں کیونکہ حضرت یوسف سب دلوں کے محبوب تھے بلکہ حاضرین مجلس صورت دیکھتے
 بیتاب ہو جاتے تھے اور غایب خبر حسن و جمال شکر پڑتے تھے اور بعض علما کہتے ہیں کہ ملک خرم
 مراد ہے کہ ہر گاہ یوسف چاہ میں ڈالے گئے تو حشرات الارض و ہوام نے عزت و حرمت کی
 اور کسی طرح کی تکلیف نہیں دی اور بعضے ملک نفس بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے فریب میں نہیں آئے
 اور بصمت الہی محفوظ رہے اور بعضے ملک محبت بتلاتے ہیں کہ زندان عصیان و محنت حبس
 شہوت نفس پر قبول کی اور بعضے ملک نبوت لکھتے ہیں کہ اٹھارہ برس کی عمر میں نبی ہوئے اور
 بعضے ملک آخرت تجویز کرتے ہیں یعنی دیانت و مروت و انسانیت سے اپنے بھائیوں پر فائق ہو
 اور بعضے ملک الجود بیان کرتے ہیں کہ کئی زمانے میں کوئی شخص اسے زیادہ نمی نہ تھا اور بعضے
 ملک شفقت کہتے ہیں کہ باوجود ثروت و غنا ایام قحط میں خود بھونکھے رہتے تھے تاکہ فقرا و مسکین
 کے حال سے غفلت نہ ہو اور بعضے ملک عدل مراد لیتے ہیں کہ سال قحط میں فقیر و امیر و قسیم و مسافر
 اور قریب و بعید اور اجنبی و خناسا کو برابر جانتے تھے اور امام فخر الدین رازی نور اللہ مرقدہ
 فرماتے ہیں کہ مراتب موجودات تین ہیں یا مؤثر محض ہے کہ اصلاً متاثر نہیں ہوتا و او حضرت اقی ہو
 یا متاثر ہے کہ ہرگز مؤثر نہیں ہوتا وہ عالم اجسام ہے کہ جلد قابل تشکیل و تصویر میں اور صفات مختلفہ
 اور اعراض متصادہ سے متصف لیکن کسی وجہ سے کئی چیز میں اثر نہیں کرتے اور ایک قسم اور ہے کہ
 من وجہ مؤثر و من وجہ متاثر وہ عالم ارواح ہے کہ خاصیت جوابہ ارواح کی یہ ہے کہ جناب الہی سے
 اثر قبول کرتی ہیں اور لوہ جلال سے متاثر ہوتی ہیں اور عالم ہیہام میں قہر و قہر کرتی ہیں اور تقدیر

تعلق روح کا عالم اجسام میں متصرف و تدبیر ہے اور تعلق بعالم انبیاءت بعلم معرفت پس یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب قد آتیننی من الملک گویا اشارہ تعلق روح بعالم اجسام فرمایا اور یہ جو علمنی من تاویل الاحادیث کہا گویا کنایہ ہر عالم انبیاءت اور تعلق حضرت خالق لا یزال سے اور ہر گاہ ان علوم قسم تعلق کو کمال و نقصان و قوت و ضعف و جلا و خفا میں نہایت نہیں ہے پس روح کو بقدر استعداد بمقدار تنہا ہی اس فادہ سے کہ عبارت تاثیر و زناثر سے ہر حال ہو گا نہ کہ مجموع و لہذا جملہ متین معنیہ ایراد فرمایا کہ قد آتیننی من الملک و علمنی من تاویل الاحادیث اور یہ جو فرمایا انت و لی فی الدنیا و الآخرة سو حاصل اسکا یہ ہے کہ تو وہ خدا ہے کہ تو نے اصلاح امور دنیویہ کی بعرفان فرمائی اور انجلاص مہمات آخریہ کی بغفران اور دنیا و عقبہ میں تو ہی متولی کافی ہوں ہر آدمی کی حاجت نہیں اور حیات و مہمات میں جملہ مہمات کے واسطے تیری ولایت کفایت کرتی ہے اور ارباب تحقیق فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے کہ اپنے دوستوں کو بے علت دوست رکھے اور بصدور زلت اپنی درگاہ سے دوزکے اور بعضے کہتے ہیں کہ ولی وہ شخص ہے کہ نفوس دوستوں کو سیاست سے اوب دے اور قلوب را فون کو بخواست تہذیب عطا کرے اور ولایت حق کی اپنے بندے سے دنیا میں یہ ہے کہ میں اپنی احاطت پر ولایت فرما دے اور آخرت میں ساتھ رحمت میں رکھے اور دنیا میں مشغول نہ کرے اور عقبی میں مملکت جنت سے معزول نہ فرما دے اور آخرت میں یہ ہے کہ اپنے نور جمال سے سرفراز فرما دے اور بھی دنیا میں دوستی یہ ہے کہ ساکب کو ریاضت و مجاہدے میں مصروف کرے اور دوستی آخرت یہ ہے کہ اپنے عاشق کو پر تو انوار سے سرفراز فرما دے اور ثمرہ دوستی کا یہ ہے کہ بندے کو مسلمان مارے اور قاعدہ دوستی آخرت میں یہ ہے کہ اپنے بندے کو بہشت میں داخل کرے اور دوستی ملاوے اور یہ جو حضرت یوسف نے اول شناسے حق حضرت فرمائی اور پھر کہا تو فنی مسلما حقیقت ہسکی یہ ہے کہ ارباب معرفت جب حضرت حق سے حاجت چاہتے ہیں تو اول شناسے الہی کرتے ہیں پھر اپنی حاجت عرض کرتے ہیں سو حضرت یوسف نے اول کہا رب قد آتیننی من الملک و علمنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا و الآخرة پھر عرض کیا کہ تو فنی ہمسلم اور یہ طلب و فائز مشعر اس بات پر تھی کہ حضرت یوسف کو شتیاق اپنے باپ داؤد کی ملاقات کا ہوا تھا اور حقوق ان سے بلا موت بشرط اسلام ممکن نہ تھا اس واسطے اس طرح استدعا فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ طلب موت نہیں فرمائی بلکہ یوں کہا تھا کہ اذ تو فنی فنی تو فنی مسلما کہنے مقصود یہ تھا کہ جب اجل معہود آوے تو اسلام پر وفات ہوا قصہ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں

کہ جب دعا یوسف صدیق علیہ السلام کی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر ہو والی ہے تو بھائیوں کو بلا کر وٹھایا فرمائے اور خطبہ دداع پڑھا اور یہود کو امیر و سردار بنی اسرائیل گردانا اور بنی اسرائیل کو با نقیاد امر و نہی و اطاعت فرمان یہود ادا مو فرمایا جب اولاد یعقوب نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پرستقیم رہو گے اور متابعت آباد اجدادین ثابت قدمی کرو گے تم میں برکت رہیگی مگر میرے بعد حضور کے دنوں کے گزرنے پر ایک بادشاہ شتمگاہ ظالم قہار سباط علق و قبط سے مصر میں ہوگا اور دعویٰ ربوبیت کرے گا اور چار سو برس تک اسکو حق سبحانہ فرمان روائی میں فرصت دیگا اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی میں کھینچے گا پھر جب مسکی شوکت نہایت کو پہنچے گی تب اولاد لدای ابن یعقوب سے ایک پیغمبر دین موسیٰ نامہ سبوت ہو کر اس بادشاہ کو فنا کرے گا یہ اشارہ فرعون کی طرف فرمایا اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف نے موت مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت موت نہیں پہنچا ہے کیونکہ جب تک تم سے اور تمھارے لڑکوں و پوتوں سے چھ سو آدمی پیدا نہ ہوں گے وعدہ وصال ایفانہوگا لہذا بخاطر جمعی اہل مصر کو دعوت اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی قریب حضرت کی اولاد اور حضرت کے بھائیوں کی اولاد میں ہوئے مگر مصر سے دس کون ہر نکل کر خیمہ ڈالا اور رہنے لگے پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے آگے کہا کہ اسی جگہ ایک شہر آباد کیجیے اور اسکا نام مدینۃ الحرمین رکھیے اور اپنی بود باش یہیں پر اختیار کیجیے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور اسمین رہنے لگے اس جگہ پانی نہ تھا تب لوگوں نے عرض کیا کہ پانی یہاں سے دور ہے کس طرح بسر ہوگی لہذا حضرت یوسف نے دعا کی کہ حضرت جبریل نے بحکم خدا ایک نہر دریائے نیل سے مدینۃ الحرمین میں پہنچائی اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب تھی تو حضرت نے افرانیم فرزند اکبر سے وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا روئیل میں رکھ دینا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جب تک غیب سے آواز نہ آئے دفن نہ کرنا اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ جب وفات ہوئی تو افرانیم نے آواز غیب سے سنی کہ یوسف کو بعد تجھیز و تکفین نہرقوم پر لے جا چنانچہ افرانیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پہنچا تو پانی اسکا دھستے ہو گیا اور ایک قبر طیبہ بنا دی گئی اس میں تابوت مبارک رکھ دیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا اور اخبار الدول میں ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایک سو برس کی عمر میں ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض ریشیوں نے کہا ہمارے نعلے میں مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے اس دو بیل میں قریب تھا کہ نوبت قتال پہنچے

آخر کار از روئے صلح یہ قرار پایا کہ دریا سے نیل میں دفن ہوں تاکہ اُس پانی سے تمام اہل مصر کو کثرت
 بخاںچہ ایک تابوت سنگین میں رکھ کر وسط نیل میں جانب مدینہ منیت دفن کیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے
 اور ایک روایت ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جبل میں آیا ہے وہیں
 والدین آنجناب بھی ہیں اور میدان میں گشت کر رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ یوسف جلد آہم گئے
 تلاش کرتے ہیں اُسی وقت آنجناب چونک پڑے اور دعا کی تو فنی مسلماً اُسی دم حضرت عزرائیل
 تشریف لائے آنجناب نے اُنکو دیکھ کر قسم کیا اور فرمایا محل محل فانی مشتاق الی زلی اور بھائیوں سے
 غدر کیا اور یہود کو غلیظ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہاں نہ رکھنا شام میں پہنچا دینا اور جب تمکو
 یہاں سے نکلنا پڑے تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبریل نے کہا اس وقت معاً
 کیجیے ایسا نہ آپ کا دل اُس طرف متوجہ ہو جائے تب پوچھا وہ کہاں ہو فرمایا محراب عبادت میں پڑ
 روتی ہو اور کہتی ہو اکی میری جان یوسف کی جان سے ملا دے کہ مجھ کو تاب مفارقت نہیں ہو فرمایا
 اگر مجھے نہ دیکھ سکی تو حسرت میں رہ سکی حضرت جبریل نے کہا اللہ صاحب اُسکو صبر عطا فرما دینگے بعد
 اس گفتگو کے حضرت جبریل نے سبب جنت دیا اُسکی خوشبو سے حضرت نے وفات پائی تو بھائیوں نے
 رونا شروع کیا زلیخا ہا زلیخا ڈوڑی لوگوں نے کہا صبر کرو یوسف نے وفات پائی زلیخا سنتے ہی ہون
 ہو گئی کترن دن ہوش نہیں آیا یہاں تک کہ اہل مصر نے روڈیل میں دفن کیا جب ہوش آیا تو فراموش
 چندے بگریہ وزاری مشغول رہی اور وفات پائی مگر محدثین کے نزدیک زلیخا حضرت یوسف کے سنے
 وفات پائی تھی چنانچہ کعب احبار سے روایت ہے کہ میں مذہب فوت زلیخا یوسف علیہ السلام نے وفات
 پائی اور اُسی وقت سے آنجناب نے تسمنہ میں فرمایا اور تفسیر کہیں میں حضرت امام حسن علی آباء علیہ السلام
 سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے تھے کہ یوسف ہفتہ سالہ تھے جب چاہ میں ڈالے گئے اور
 اسی برس رقیہ و حبس حکومت میں رہے اور بعد ملازمت بدر بندہ گوارتیش برس اور زندہ رہے
 اس حساب سے عمر شریف اکیسویں برس کی ہوئی کہ انی العزائیں اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک
 ایک سو اٹھارہ برس کی عمر ہوئی اور توحید میں ایک سو دس برس کی لکھی ہے کہ انی اخبار الدول اور
 بعضے سو برس اور بعضے اکیسویں بھی بیان کرتے ہیں اور کبھی کے نزدیک ہیام فراق بائیں برتھ
 اور عبداللہ ابن عباس شہرہ برس فرماتے ہیں وبقول سدی ابن یحییٰ شترہ وبقول حسن بصری اور یک
 جامعہ تابعین اسی برس مگر سلمان فارسی واکثر علما فرماتے ہیں کہ زمان ہجران و فراق چالیس برس تھا
 اسی قول پر اہل تاریخ کو اتنا دیر و بروایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے سات برس کی عمر میں خواب

دیکھا اور سترہ برس کے تھے کہ بلاے چاہ میں مبتلا ہوئے اور انہی برس کی عمر میں وحی ہوئی اس طرح
 ولبکم بامرہم ہذا وہم لایشرعون یعنی تو بتا دیکھا اُنکا یہ کام اور وہ نہ جانیکے معجزات و خوارق انجما
 اکثر تھے از انجملہ تعبیر رویا و خواب ہوا از انجملہ حب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو بروایت کسی اور
 سردار کو دعوت ایمان فرمائی تو اُس نے کہا اگر یہ درخت خشک سرسبز ہو جائے تو ایمان لاؤں حضرت نے
 دعا فرمائی کہ وہ درخت سرسبز ہو گیا و بروائتے برگ درخت بھی بزرگ گونا گون ہو گئے از انجملہ ایک
 لڑکا کسی امیر کا اندھا ہو گیا بلکہ صحیح یہ ہر کہ اندھا مادر زاد تھا اُس نے وقت دعوت ایمان کہا اگر یہ مینا
 ہو جائے تو ایمان لاؤں حضرت یوسف نے دعا فرمائی وہ مینا ہو گیا اور پیشہ حضرت یوسف کا
 ترکین میں تجارت تھا یعنی اپنا مال امینون کو سپرد کرتے تھے اور نفع میں شریک ہوتے تھے اور جب
 وزیر مصر ہوئے تو سوائے اداسے مراسم وزارت کسی اور حرفے میں مشغول نہ ہوتے تھے اہل تلخ لکھتے
 کہ بعد وفات آنجناب مصر میں دین و امن کا فساد برپا ہوا اور سحر و کمانت نے رواج پکڑا اور سباط
 حضرت یعقوب علیہ السلام میں سلاطین مفسدین ظاہر ہوئے تب اشدریل شانہ نے موسیٰ ابن میشا
 ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دوسو برس پیشتر از بعثت حضرت موسیٰ ابن عمران واقع ہوا ہوا
 کتاب نے گمان کیا ہر کہ موسیٰ ابن میشا صاحب خضر تھے مگر عامہ علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ ابن عمران تھے
 کذا فی اخبار الاول والعمدۃ علی الراوی پوشیدہ نہ رہے کہ اکثر اہل تاریخ اولاد حضرت یعقوب کو پیغمبر
 کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سباط تین سترہ تھے کہ اپنے اجفا و عقاب کو ہدایت کرتے تھے مگر
 صحیح یہ ہر کہ سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہر
 کہ زویل ابن یعقوب کی اولاد چار ہفتے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیس برس ادب
 اور چاس برس سے نیچے شمار کی اولیٰ میں شمار کرائے تو اُنکے ذریات چھیالیس ہزار مرد قتال ہزار
 اور سردار قوم اہل صوری بن سدی تھا اور لشجری اولاد صلبی بھی اسقدر تھی لیکن ذریات باٹھ ہزار
 آٹھ سو سپاہی نکلے اور افسر انہی غیر ان عی تھا اور زبانون کے تین بیٹے تھے لیکن ذریات چھ ہزار
 ہزار چار سو مرد جبار اور بزرگ و افسر انہی آوی خیلون تھا اور لغشالی کے چار بیٹے تھے الا ذریست
 ترین ہزار چار سو مرد نکلے رئیس اُنکا خیراع ابن عبنان تھا اور اشیر کے بھی چار سپہر ہوئے مگر ذریست
 اکتالیس ہزار چار سو مرد نکلے اور شریف القوم راعیل ابن عجران تھا اور کاڈ کے چھ فرزند مگر ذریست
 اکتالیس ہزار چار سو چاس مرد ہوئے رئیس اُنکا یا صاف ارغواہیل تھا اور شعون کے چار سپہر لیکن
 اعقاب اُنٹھ ہزار تین سو مرد ہوئے سردار اُنکا سلوم ابن صوری تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام

دو بیٹے ایک دختر ہوئی مگر ذریعہ بہتر ہزار پانسومردمقاتل نکلے رئیس القوم شلح ابن عمود تھا اور
کمل ابن براصو شریک رئیس تھا اور بنیامین کے تیرہ بیٹے ہوئے اور ذریعہ بہتر تیس ہزار چار سو
مرد نکلے شریک القوم عمیو تھا اور شیودا کے پانچ بیٹے ہوئے اور احفاد بہتر ہزار چار سو مردمقاتل
ہوئے حاکم انکیا جیشون ابن عمیا تھا اور لادی کے ایک بیٹا ہوا ذریعہ بائیس ہزار ہوئے شریک
قوم الصافان ابن عزناہلی تھا اخبار الدول میں ہو کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں تشریف
لائے تو کل بہتر آدمی تھے لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اولاد انکی مصر سے نکلی تو سوائے لڑکوں
اور بوڑھوں کے چھ لاکھ پانسو پچتر آدمی تھے اور کل ذریعہ یعقوب ایک کروڑ ایک لاکھ تھے سچ ہو
کہ یہ کثرت اولاد کی تمام عالم میں کسی کے نہیں ہوئی واللہ اعلم بالصواب

تفہیم سیر دوم در احوال حضرت یوسف علیہ السلام

بعض اہل سیر نے حضرت یوسف کو بعد حضرت شعیب اور بعض نے بعد سلیمان کے ذکر کیا ہے لیکن صحیح
یہ ہے کہ بعد حضرت یوسف کے تھے ابوعلی جبرسی نے مجمع البیان میں لکھا ہے کہ یوسف ابن موسیٰ ابن راج
ابن روم ابن عیص و بروایت یوسف ابن الحق علیہ السلام اور والدہ شریفہ انکی دختر حضرت لوط علیہ السلام
اور زوجہ سماء رحمہ بنت افراہیم بن یوسف دہوا صحیح اور بعض کہتے ہیں کہ یوسف ابن تاخو ابن موسیٰ اور
زوجہ سماء ناخیر بنت یثما ابن یوسف علیہ السلام و عند اکثر یوسف ابن موسیٰ ابن عیص اور زوجہ سماء
آیا بنت یعقوب علیہ السلام اور بعض کے نزدیک یوسف ابن موسیٰ ابن رویل بن یعقوب علیہ السلام
وہو غیر صحیح اور اخبار الدول میں ہے کہ آنجناب تھے طویل القاتہ عظیم الراس مجد الشعر حسن البین طویل العنق

علیہ الساقین و الساعین و المکتوب علی الجنتہ الشریقۃ المبتلی الصابر اور زوجہ آنجناب مانند اپنے
جد امجد کے حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھیں انھیں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہوئی
نہایت صالح و پرہیزگار مسکین روزگار شد بل شانہ نے اہل تعظیم کا جو کہ تعلقات جولان سے ہر اور عالی
و مشوق و حابہ واقع ہوئی کیا اور اکثر زمین زراعت کو بخشی اور غلام و کنیز خدمت کو عنایت کیے بی بی کو
مطہع فرمان بردار کیا اور دواہ و پیشی سواری و شکاری کو مرحمت فرمائے کہ ہر دم و ہر خطہ شکوہ و سپاس
لبرکرتہ اور مبارکاتین نزل یوسف شہر نشینا راضی شام بامین و مشق و ریلہ لکھا ہے و یوسف ابن منہ سے
معالجہ میں روایت ہے کہ اللہ نے حضرت یوسف کو بکریان اور گائین اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کیے
اور ہر ایک جانور پر ایک ایک غلام چرانے کو دیا اور ہر ایک غلام کے عیال اطفال و روزیور و نقد و حبس
بکثرت تھے اور حضرت یوسف کو ایسا اخلاق عطا کیا کہ تنور ہمانی کا ہمیشہ گرم رہتا کہ ہر قسم و مسکین

خوان نعمت سے نوالہ فیض حاصل کرتا تھا با اینہم شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکر ستم میں مصروف رہتے دنیا کا کام کمتر کرتے غیب کی طرف متوجہ رہتے تین شخص حضرت یوسف کے یاروں میں بڑے بھڑے تھے البتہ بنی و یلید و صافرا ایک دن ابلیس آسمان پر گیا تو اس نے فرشتوں کو استغفار کرتے ہوئے حضرت یوسف کے حق میں پایا آتش حسد اس کی بھڑکی سوائے دعا مانگی کہ یا الہی یوسف تیرا بندہ صحت و عافیت و کثرت اولاد کے سبب سے حمد میں مشغول ہو اور فوراً موالہ ہجوم و دواب و زیادت عبید و اہل شکر میں مشغوف ہو اگر یہ سب نعمتیں اُس سے چھین لی جائیں تو ہرگز شکر و حمد نہ کرے ارشاد ہوا کہ یوسف میرا بندہ مقبول ہو اور عبادت و شکر میں مجھ کو کسی حال میں ہو یا کسی بلا میں مبتلا کیا جائے محکم امتحان کا کامل البتہ انکے ابلیس نے کہا اگر میں اُس پر مسلط ہوں تو امتحان کامل کروں فرمایا سفاقتہ نہیں میں نے تجھے اُس کے ظاہر بدن پر مسلط فرمایا سو وہ مرد و اسی وقت زمین پر آیا اور اپنے اعوان و انصار کو جمع کیا اور پوچھا کہ کچھ طاقت و قوت ہو تو میں تم کو اموال یوسف پتھر پر معین کروں ایک خبیث بولا کہ اگر مجھ کو معین کیجیے تو اسباب و دواب جلا دوں ابلیس نے کہا اول اونٹ اور اُن کے چرانے والوں کو سو وہ مرد و گیا اُس وقت اونٹ حضرت یوسف کی چراگاہ میں تھے جسے گھاس پر منہ ڈالا مگر گیا اور چرانے والے مع عیال و اطفال بھی جل گئے صرف ایک اونٹ بچا اُس پر ابلیس سوار ہو کر حضرت یوسف پاس آیا اور حضرت کا یہ حال تھا کہ تمام دن تین کاموں میں مشغول رہتے تھے نماز پڑھنے میں یا قصہ دینے میں خواہ محتاج کے کھانے میں سو اُس وقت نماز میں تھے ابلیس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا اونٹ جلا دیے اور چرواہے مار ڈالے صرف میں باقی رہا ہوں حضرت یوسف نے فرمایا الحمد للہ میں اعطانی و میں نزع منی ابلیس بولا اللہ نے آگ آسمان سے بھیجی تھی کہ اُسے جلا دیا اس سے اکثر حضار مجلس متعجب ہوئے اور بعض عبادت پر طعنہ زن ہوئے اور بعض خدا کو اور بعض یوسف کو بد کہنے لگے اور بعض بولے جس کی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا تم لوگ خوب سمجھاؤ کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اٹھا دیا کیا جان جو کچھ میرے پاس ہے عاریت و امانت ہے پھر امانت کے دینے میں کیا شکایت ہو بلکہ کمال شکر ہے کہ امانت میں خیانت نہیں ہوئی اور شتر بان کے ہاتھ میں کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس تو بے نصیب ہے اس بات سے ابلیس نہایت ذلیل ہو کر پھر آیا اور اپنے لشکریوں سے کہنے لگا کہ اب کسی طاقت ہے ایک دیو بولا کہ اگر میں آواز کروں تو ذی روح کی روح نکل پڑے ابلیس نے کہا حضرت یوسف کی بکریاں چرتی ہیں انہیں آواز کی آواز سننے بکریوں کے گلے میں کھڑے ہو کر ایک آواز کی کہ سب بکریاں مگر میں اور چرانے والے کے اُنکے

بیجان ہو گئے اور ابلیس حضرت ایوب کے پاس آیا آنجناب نماز میں مشغول تھے اُس نے تفسیر پاریہ پیش کی اور جواب پایا جیسا اول پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت شرمندہ پھر اپنے یاروں سے کہنے لگا اب بھی کسی کو زور و طاقت ہو ایک حضرت بلو لاکہ مجھے یہ طاقت ہو کہ جسکے بدن میں ہوا ہو کر لنگ جاؤں وہ جل کر خاک ہو جائے ابلیس نے کہا حضرت ایوب کے کھیت اور فراغین کو جلا دے تاکہ اُسکا اطمینان قلب باقی نہ رہے چنانچہ اُس مردود نے کھیت وغیرہ جلا دیے کہ نہ کھیت کا نشان رہا نہ کھیت والوں کا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر آیا اور حضرت ایوب کو نماز میں مشغول پایا بعد فراغت اُسی طرح تاسف کر کے احوال کہا حضرت نے وہ ہی جواب دیا جو کہ اول دیا تھا نہایت شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا کہ ایوب کا مال و اسباب کچھ باقی نہیں رہا مگر ولاد سے اُسکو اطمینان حاصل ہو اگر کچھ اول و پرسلط نام حاصل ہو تو امتحان کروں کیونکہ یہ نصیب اسی ہو کہ انسان اُسکو اٹھا نہیں سکتا حکم ہوا کہ تو اول و پرسلط کیا گیا چنانچہ وہ کم نجت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس نفر اولاد یعنی سات بیٹے و تین بیٹیاں بقول وہب ابن منبہ و بقول صحیح تیرہ یعنی سات بیٹے تھے بقول ابن عباس و ابن ہبیار اور چھ بیٹیاں سوائے اُنکے لونڈیاں وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی میں اپنے کام میں مصروف تھے اُس نے اُس حویلی کو ہلا دیا اور بیچ دین سے زمین پر گرا دیا کہ سب لوگ اُس میں دب مرے اُس پر ظلم کیا کہ لوگوں سے پیٹ پھرون سے پھاڑ ڈالے اور انکی تہیان توڑ ڈالیں مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہیں وہ بھی غم و الم سے بیجان تھیں اور جائیداد وراثت سے پریشان بعد ازاں ابلیس بصورت ایک مرد علم حکمت کے آیا اور تمام حال واقعہ کہنے لگا جب لوگوں کے مارے جانے کا حال کہا تو بتھنا سے بشریت آنجناب کی سی قدر رقت آئی وہ مردود اس قدر بے عبری کو غنیمت سمجھا اور جانب آسمان سوانہ ہوا تاکہ فریاد و فزع کی کیفیت حضرت حق میں التماس کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ فرمائی اور فرشتوں نے قبل ہی نچنے شیطان سے نہامت و توبہ درگاہ لا ابالی میں پہنچائی ناگزیر وہ مردود طاعنی پشیمان ہوا اور کچھ بھی کہ نہ سکا عرض کیا کہ یا الہی ایوب کا دل ہلاکت مال و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا کیونکہ اُسکو تیری عنایت و کرم پر تمکین ہو اور جانتا ہوں کہ پھر مانی اولاد تیری عنایت مل سکتا ہے اب یہ درخواست ہو کہ کچھ ایوب کے جسم مبارک پر سلط حاصل ہو شاید ہوا کہ سو زبانوں کے تمام جسم پر تسلط پانا ظاہر کر سچان اللہ جسم کو صابرون کے حق میں عبرت گروانا اور زبان و دل کو اپنی یاد و انزال رحمت کو بچایا پھر ابلیس میں پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلوٰۃ میں پایا اور کمال سرعت سے زمین میں در آیا اور نفس سمی اپنا آنجناب کے منہ میں دم کیا کہ تمام بدن سیاہ ہو گیا و از سر تا قدم چھالے پڑ گئے اور غارش کی شدت سے کھجائے کھجائے تمام جسم کی

کمال گر گئی اور تمام بدن بین کیڑے پڑ گئے اور ایسا تعفن غالب ہوا کہ مردم شہر نے شہر سے کمال دیا کوئی دوست آشنا نہ صرف بی بی انکی کہ نعمت میں شریک تھی مصیبت میں بھی حاضر رہی بڑے دوست البقن وبلد ووصافر تھے وہ بھی ملاست کرتے تھے اگرچہ ایمان اپنا تینوں ضائع نہیں کیا لیکن حضرت کو عاصی جان کر توبہ ونداست کی تعلیم کرتے تھے اور حضرت انکو نصیحت فرماتے تھے کہ عالم التفریل میں مذکور میں اخبار الدول میں ہر کہ اس حال میں آنحضرت فرماتے تھے اللہم ان کان ہذا رضاک فشدہ وان کان من تخلفک فاغفر حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس سات شہر مزلیہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے مسماۃ رحمہ کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ اس بلا میں بھی اوقات بسر کرتی تھی اور دیونہ سے شب وروز کا شتی رہی جب حضرت ایوب شکر خدا کرتے تو یہ بھی الحمد للہ علی ما کنتی اور حضرت ایوب اس مصیبت میں بھی کسی دم ذکر حق سے غافل نہ تھے جزع و فزع کا تو ذکر کیا ابلیس یہ حال دیکھ کر مضطرب ہوا اور شور مچایا اسکے یاروں نے سبب پوچھا کہ یہ عجب بندہ خدا ہی کہ باوجود اس طرح کی بلاؤں کے صابر و شاکر ہے بلکہ ہر وقت ذکر ہے سو اب تم میری مدد کرو شاکر دون نے کہا وہ کمزور و فریب آپ کے کیا ہوئے کہ جس سے بڑے بڑے عقلا ہلاک ہوئے بولا اس شخص کے کو بڑ کوئی داؤ نہیں چلتا اور سچ تو یہ ہے کہ بعض باتیں فراموش ہیں ایک شاکر دبو لا کہ وہ مکر کمان گیا جو حضرت آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا انکی بی بی کی سازش میں کام چلا تھا کہا کہ اب بھی بی بی موجود ہے سو ابلیس خوش ہوا اور اس عقیقہ کی خدمت میں آیا وہ ستم رسیدہ صابر دیونہ گری کو اٹھی تھی ابلیس نے کہا تمھارا شوہر کمان ہے فرمایا یہ ہے اور کیفیت مرض کی بیان کی وہ کم نجت اس کلام کو محل بے صبری پر کر کے جزع سمجھا اور سو سے پرستہ ہوا اور کہا کہ یہ بیماری اسخ نہوگی بلکہ ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہو اور مال و اسباب کے فنا ہو جانے پر بڑا رنج ہو اس کلام پر وہ بیچارہ رونے لگی اب اس کم نجت کو امید پیری سو فی الفور ایک کچھ کو سفند کپڑ لایا اور کہا اگر ایوب اسکو میرے نام پر دیکھ کرے تو صحت پاوے اس بلا کشیدہ نے بامیعت لے لیا اور حضرت ایوب کے پاس آئی اور کہا اب نوبت بجان ہے اس کو سفند کو دیکھ کر تو صحت ہو جائے حضرت نے فرمایا شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا دم دے گیا افسوس انی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی اول میں برس مال و اولاد کے نہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی اگر رحمہ اگر صحت ہوئی تو توتا زیادے مارو گھا کہ تو نے مجھے دیکھ بغیر اللہ کا حکم کیا دور ہو میرے پاس نہ آیا کہ اور اب میں تیرے ہاتھ کی خیر نکھاؤ

ہاگر یہ چلی آئیں حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی رب انہی العز و انت ارحم الراحمین
 یعنی اے پروردگار مجھ کو لگ گیا ہے ضرر اور تو مہربان ہے ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیروں کی لٹری
 زمین میں گر کر حضرت ایوب نے ایک پرگزرا تو ایک چشمہ آب جاری ہوا اسی میں غسل کیا اور چنگے ہوئے
 گویا بیمار تھے بعد ازاں چالیس قدم چلے اور دوسرا پر حکیم آئی رگڑا دوسرا چشمہ جاری ہوا اسکا پانی پیا
 تمام بیماری پٹ سے کل گئی اخبار الدول میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل
 علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تم کو شفا عطا ہوئی اور مال و سبب جو فنا ہو گیا تھا عنایت ہوا حدیث
 شریف میں ہے کہ بعد غسل کے دو جاے جنت سے آئے ایک کو ازاد و دوسرے کو چادر کیا اور پہنکر
 کھڑے ہوئے تو تمام مال و سبب و اولاد و چند نظر ثرا اور ایک مکان منایت رکافت و آسائے
 نشست و برخاست کو عطا ہوا اخبار الدول میں ہے کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہے اور مشہور ہے کہ جو بیمار
 اس میں غسل کرتا ہے صحت پاتا ہے بالجملہ ان سب خوارق سے سماء رحمہ کو اطلاع نہیں ہوئی اب خیال آیا کہ
 بیماری کی بات لائق اعتماد نہیں ہوئی گو ایوب نے مجھے نکال دیا ہے لیکن تنہائی سے خوف ہے کہ درندہ
 نہ لے گیا ہو خبر لا ضرور ہے سو مضطربانہ اس مقام پر آئیں تو وہاں نہ ایوب نظر آئے نہ مزیلہ دھڑ دھڑ
 تلاش کیا نشان نہ ملا وہاں اور ہی کارخانہ تھا ناچار وادیا و واسعتینا سے استنا ہوئیں حضرت
 ایوب یہ حال دیکھ رہے تھے آخر کار آنجناب نے پوچھا کیا تلاش کرتی ہے اور کیوں رو رہی ہے وہ بولا
 میرا شوہر اس مقام پر بیمار بنا تھا اسی کو تلاش کرتی ہوئی نہیں ہاتھ آتا فرمایا اگر دیکھے تو اسکو شفا
 کر کے کہا جو چیز دیکھی ہوئی ہے اسے آدمی اکثر نہیں بھولتا غالب تر یہ ہے کہ پہچان لوگی اگر دیکھو گی فرمایا
 میری طرف تو دیکھو رحمہ نے دیکھ کر کہا جب شوہر میرا جابر نہ تھا تو ایسا ہی تھا فرمایا میں ایوب ہوں جسکو
 نے بیچ کو سفند کا امر کیا تھا اسنے شیطان کا کہنا نہ مانا ملک لروایۃ صحیحہ اور بعض روایت کرتے ہیں
 کہ جب تین برس بیماری پر گند سے تو شیطان حضرت ایوب کی زوجہ کے پاس آیا اور کہا میں کوئی جن
 وہ بولیں میں واقف نہیں ہوں کہنے لگا میں خدا سے زمین ہوں ایوب تیرا شوہر آسمان والے خدا کی
 عبادت کرتا تھا سو میں ناراض ہوا اسی پر میں نے اس بلامین مبتلا کیا اگر اب بھی مجھے سجدہ کرے
 تو صحت پاوے اور تمام مال و سبب و اولاد پاوے اور جو کچھ مال و سبب وغیرہ فنا ہو گیا تھا
 دکھلایا اس غمزدہ نے کہا میں ایوب سے کہو گی اگر حضرت ایوب سے یہ حال کہا فرمایا وہ شیطان
 تھا قسم خدا کی اگر اچھا ہو گیا تو تنہا آزیانے تجھے مار دے گا پھر اسی وقت دعا مانگی یہ روایت ہے
 ابن نبکی اور بعض کہتے ہیں کہ ابلیس بصورت حکیم ایک صندوق پر ازاد و یہ مفردہ و مرکبہ شرک پر پاب

دال کر بیٹھا اور ہر مرض کی دوا تقسیم کرنے لگا اور اسی طرف سے مسماہ رحمہ زوجہ ایوب علیہ السلام کی آمد و رفت تھی ایک دن وہ بھی اس حکیم کے پاس تشرف لیکن اس نے اس پر شوہر کا حال بیان کر کے مستدعی دوا ہوئیں ابلیس نے کہا میں تجھے شہد دوا دیتا ہوں صرف اس قدر چاہتا ہوں کہ جب تیرا شوہر صحت پائے تو اپنی زبان سے کہے کہ فلان حکیم نے شفا بخشی رحمہ زوجہ ایوب نے کہا یہ تو کچھ بات نہیں ہر مین یہ بات کہلا دوں گی چنانچہ دوا لیکر ایوب علیہ السلام پاس آئے اور کیفیت عرض کی حضرت فرمایا وہ شیطان ہے تجکو فریب دیتا ہے تو نے کیوں وعدہ کیا اب اگر اچھا ہو گا تو سو کوڑے مار دو گا قسم ہر خدا کی فائدہ نفع تعارض روٹا اس طرح ہو سکتا ہے کہ ابلیس مردود نے سب طرح کے مکر کیے کارگر ہوئے فائدہ مفسرین کو اختلاف ہو کر رب الی سنی الفکر سقوت انجناب نے فرمایا وہ سب ابن مبنہ سے روایت ہے کہ جب زوجہ مطہرہ انجناب اپنی زلف بچ کر روٹی لائیں اسوقت فرمایا ہر اور قسم یہ ہوا کہ وہ بیکین بجاری محنت مزدوری سے اور گا بے دیوہ گری سے اوقات بسر فرماتی تھیں جب بلا نے طول کھینچا تو کوکھن فروری دینا اور خیرات کرنا سو قوت کر دیا چنانچہ ایک روکیسی نے ایک روٹی بھی خیرات نہ دی تب زلف کاٹ کر سکیوہے آئیں اور ایک روٹی لائیں حضرت ایوب نے یہ حال دیکھ کر فرمایا رب انی مسنی الضراخ اور بعض کے نزدیک جب ٹیڑھے زخم کے متوجہ جانب قلب ہوئے تو انجناب کو غم ہوا کہ انہ کرو فکر سے محروم ہو جاؤ گا اسوقت فرمایا حب انی مسنی الضراخ اور عشرت حمیدہ میں لکھا ہے کہ وہ تین شخص جو کہ ایمان لائے تھے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر ایوب باکمال ہوتا تو اس بلا میں نہ پڑتا اسوقت حضرت نے فرمایا رب انی مسنی الضراخ اور حقائق سلمیٰ میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ چالیس دن وحی کا آنا سو قوت ہو گیا تب حضرت نے کہا رب انی مسنی الضراخ بعضے کہتے ہیں مراد مسنی الضر سے شامتہ اعدا ہے کیونکہ حضرت ایوب سے بعد از صحت لوگوں نے پوچھا اس بلا میں کون امر شدید تھا فرمایا شامتہ اعدا اگر کہا جائے کہ اس آیت سے اور آیت رب انی مسنی الشیطان سے شکایت و جزع ظاہر ہے پھر انا و جدنا صابرانہ اوابا یعنی ہم نے پائا اسکو صابر بہت خوب بندہ وہ مکر رجوع رہنے والا حضرت ایوب کے حق میں کس طرح صادق آتا ہے بعضے جواب دیتے ہیں کہ یہ شکایت نہ تھی دعا تھی کہ فاسجنا لہ سے ظاہر ہے علاوہ برآن جزع وہ ہے کہ اللہ کا شکوہ خلق کے لئے نہ یہ کہ اپنا غم و رنج اللہ پر رکھو حضرت یعقوب نے کہا ہے انا شکوہی و حزنی الی اللہ یعنی میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال و غم اللہ ہی کے پاس سچان ابن عیینہ فرماتے ہیں جو کوئی شکوہ خلق سے کرے اور قصاے حق پر راضی ہو وہ بھی اہل جزع سے نہیں ہے جس کا معذرت میں ہے کہ شریعت ایوب سے نالان تھی اور

روح شریف نقی الوہیت بلا تکلیف میں شادانِ فرحان تھی سوزبانِ بشری سے سنی نظر کیا اور ساقِ وحانی نے
 انت ارحم الراحمین اور لطائفِ اقصیٰ میں ہو کہ یہ کلامِ سبیلِ اعترافِ قصا پر نہ تھا بلکہ عجزِ صفتِ بشری تھا کیونکہ
 الٰہین حضرت جبریلؑ نے پوچھا اے ایوبؑ کیوں خاموش ہو فرمایا بحرِ صبر میں مستغرق ہوں حضرت جبریلؑ نے
 کہا خزانہ باری میں بلا بہت ہو کہ ملک و طاقت برداشت نہ ہوگی عافیت کی درخواست کرو اس وقت ربانی سنی
 کہا کہما قال اللہ تعالیٰ فی سورہ انبیاء ایوبؑ ذنادی ربانی سنی انظر وانت ارحم الراحمین فاستجبال
 فلفظنا اید من ضرورتینا ہ اہلہ وسلم ہم رحمہ من عندنا و ذکرنا للعالمین یعنی اور ایوبؑ نے جس وقت پکارا
 اپنے رب کو کہ مجھ کو بڑی ہی تکلیف اور توہم و سب و رحم والوں سے رحم والا پھر ہم نے سن لی پکارا وہ اٹھا دیا
 جو اسپر تھی تکلیف اور دیے اس کو اسکے گھر والے اور ان کے برابر ساتھ ان کے از روئے مہربانی اپنے پاس
 اور نصیحتِ عبادت کرنے والوں کو وہب ابن مہبہ سے روایت ہو کہ تین برس آنجناب قبلہ سے ہمارے
 اور کعب احبار سے سات برس سات مہینے سات دن اور حضرت انس سے تیرہ برس اور ابن شہابؒ
 اٹھارہ برس سعادت کیے ہیں اور عبداللہ ابن مسعودؒ و ابن عباسؒ و قتادہؒ و حسنؒ و اکثر اہل تفسیر و موافق
 ظاہر آیت کے فرماتے ہیں کہ اولاد پہلی زندہ ہوئی اور برابر اسکے اور عنایت ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ اولاد
 مردہ زندہ نہیں کی مگر اولاد اسی طرح عنایت فرمائی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اولاد
 مردہ آخرت کے واسطے آمادہ رکھی اور دنیا میں اور ملی قول اول صحیح ہو اور ضحاکؒ نے ابن عباسؒ سے
 روایت کی ہو کہ زوجہ ایوبؑ پھر جوان ہوئیں اور چھ بیٹیں نضر اولاد ان سے ظاہر ہوئی اور اسی طرح کی
 تو نگری و پاسبانی و چہرہ بخشی اور انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہو کہ حضرت ایوبؑ کے دو فرزند گاہ
 تھے ایک گیمون کا اور ایک جو کا سوا اللہ صاحب نے دو برابر ان بھیجے ایک نے خرمن گندم میں سونا بھریا
 دوسرے نے خرمن جو میں چاندی اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ ایک فرشتہ بھیجا اس نے حضرت ایوبؑ سے کہا ہنترے تلو
 سلام کہا ہر سو تم چلو اپنے خرمن گاہ پر چنانچہ آنجناب کے ہمراہ ہوئے اللہ نے سونے کی ٹہنی برسی کی کہ تمام
 خرمن گاہ بھر گیا تب فرشتہ بولا اس قدر کافی ہو یا نہیں حضرت ایوبؑ نے کہا کہ یہ برکت الٰہی ہو مجھ کو اس سیری
 نصیب ہوئی اور علامہ بخوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہو کہ حضرت صلعمؒ نے فرمایا الٰہین ایوبؑ غسل
 کرتے تھے ایک ٹہنی طلائی گری آنجناب نے اسے پکڑا تو غیب سے آواز آئی اے ایوبؑ میں نے تجھے مستغنی نہیں کیا
 ایوبؑ نے کہا یا رب یہ تو درست ہو مگر تیری برکت سے بے نیازی نہیں ہو اور صحیح بخاری میں ابو ہریرہؓ سے
 یوں روایت ہو کہ ایوبؑ ہر سہ نہاتے تھے اپنے سونے کی ٹہنی کا جھنڈا گریہ حضرت لب بھر بھر اپنے کپڑے پر
 رکھنے لگے سو اسے کہا ان کے رب نے اے ایوبؑ کیا میں نے تجھے مالدار اور اس سونے سے جس کو تو دیکھتا ہو

بے پروا نہیں کر دیا یعنی تو محتاج نہیں ہو پھر کیوں کہ سمیتا ہو یوبسے کہا کہ یوں نہیں تیرے عزت کی قسم ہر کہ
مجھے مال کی پروا نہیں لیکن تیری برکت و عنایت کی چیز سے کسی حال میں بے سودا نہیں ہو سکتا کہ اسکو سرد مالک کی
مہربانی پر ہر نہ مال پر فائدہ آجائے اسے سے ہلکا کہ بر نہ ہلکے کہ ہاتھ ہو اور مالدار کو اگر بے طمع و بے تلاش مالے تو اسکو
عنایت خدا جان کر لینا تو کل کے خدا و انہیں ہر با مجاہد حبشہ نے حضرت یوبسے کو صحت بخشی اور مال اولاد و حنیف عنایت
فرمائی تو انجناب نے چاہا کہ اپنی قسم کو سچا کران اور بی بی کو سوتا زیا نے ماروں چونکہ وہ عقیفہ ہوا حال آج ختم کی فتنہ تھی
اور جیسی نیت میں شکر تھی ویسی ملکیت میں سدا بری اور مجھ سے بے نصیر صرف مضطرب ہیں ایک سخن کی تقریر کی
اللہ نے فرمایا خذ بیک خفتنا فاعرب بولا خفتنا فی سلمہ اسنے ہاتھ میں سکیون کا مٹھا پھر اسے مارے اور قسم میں چھوٹا
علما کو اختلاف ہو کہ یہ حکم خاص حضرت یوبسے کو تھا یا عام تمام مالکات تخصیص کے قائل ہیں اور امام عظیم و شافعی فرماتے ہیں
کہ اگر کوئی شخص سم کھائے کہ غلام کو تین لکڑیاں مار دے گا پھر اگر اشیاخ سے حسین ہیں شاخین ہوں مارا اگر خیر تینوں کا
مختلف ہے تو قسم سے بری الذمہ ہو جائیگا والا لاکذا فی نظم الجملہ حقائق سلمیٰ میں لکھا ہو کہ حکایت بہاری حضرت
یوبسے تفصیلاً کوئی دلیل صریح کتاب شریف و حدیث رسول اللہ میں نہیں ہو بلکہ یہ سب اخبار بیوقوفین کے کھیل جبار و ابن
نے بیان کیے ہیں صرف استقد ثابت ہو کہ انفع غم میں یوبسے مبتلا ہو اور صابر رہے اور ذکر کا کلام سالی میں
وہے تعلیم صبر و حکمت کی تسلی خاطر آنحضرت آیا ہو بعض کہتے ہیں کہ حضرت یوبسے کو کچھ عیبت ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل دم کو دعو کر
کر انجناب ہاں تشریف لیگئے جب یوم وفات قریب ہوا تو خول اپنی ارشاد اولاد کو دوسری دولی عمد کیا وہیں
وفات پائی بعض کہتے ہیں مصر میں مدفون ہیں اور بعض بیت المقدس میں اور صحیح یہ ہے کہ موضع ایتلا میں
مدفون ہیں عمر شریف بقولے دوسٹھیں بقولے نو سو و بقولے اکیس سو چار و بقولے تیرا نو آٹے مدت دعوت شریف
ستائیس برس اور صحیح شریف برس بصدقت ہیں

تفریح چار دہم در احوال حضرت شعیب علیہ السلام

ابن جوزی نے شعیب بن عقیل بن ثویب بن مدین لکھا ہے و ابن جہن نے شعیب بن مکائیل تحقیق کیا ہے اور
تہذیب الاسامین شعیب بن سکیل بن شعیب بن مدین ابن ابراہیم بن اویس بن اولاد صالح علیہ السلام
کہتے ہیں اور حسب شمس العلوم نے قوم حمیر سے شمار کیا ہے اور والدہ آنجناب مسکاہیکا و بر و ایتہ مکیل
نبت تو تھیں لقب انکا خطیب لانیہ و شیخ الانبیاء تھا اور نہایت فصیح اللسان تھے اللہ تعالیٰ نے اہل مدین
صحابہ یکہ پر نبی کیا اور بعض کے نزدیک تین گروہ پر مبعوث ہوئے مآئن ایکہ صحابہ رسول و ابن کثیر کے نزدیک
مدین و ایکہ واحد مدین اور سدی و عکرمہ کے نزدیک علیحدہ بلکہ عکرمہ کہتے ہیں کہ اول اللہ نے اہل مدین پر نبی کیا
اہل مدین عذاب صبیح سے ہلاک ہوئے تب اصحاب ایکہ پھجیا کہ وہ عذاب ملہ سے نابود ہوئے اور اصحاب دیگر

کہ اصحاب مدین اور ایک دگر وہ تھے اصحاب بیکت پرست تھے اور بیل و وزن میں خیانت کرتے تھے اور ہر
 دینار و مقلوب و غوث و شہید تھے اور اصحاب مدین ان کے شریک جرم تھے اور چند گناہ اور زیادہ کرتے تھے اور ان کے
 رہنمائی کر شام و مصر کی راہ میں گدھیان بنائی تھیں اسی میں جیسے رستے تھے جب کوئی قافلہ آتا اُسے
 لوٹ لیتے دوسرے یہ کہ جو کوئی حضرت شعیب کے پاس جاتا اُسکو خوف کرتے تھے کہ وہ باز رہتا تیسرے غلہ
 بطریق احتکار جمع کرتے تھے اور عبداللہ علی سے روایت ہے کہ اصحاب بیکہ کے بڑے بڑے چار موضع تھے شعیب
 و بد او عز و وفا اور ہر ایک گانوں کے متعلق ایک جنگل تھا کہ انہیں درخت ثمر دار بکثرت تھے اور اس قوم میں
 کئی بادشاہ ہوئے ابو جاد ہنوز حطی کلین سقش قرشت اور کلین کی بادشاہت میں حضرت شعیب
 مبعوث ہوئے میں سو حضرت شعیب نے دین ابراہیمی پر دعوت شروع کی کہ اے قوم ناپ تول پورا کرو انصاف
 اور نہ گھٹاؤ کو گون کو حیزین اور زمین میں فساد نہ کرو اور بت پرستی چھوڑ دو جو کچھ بچ رہے اللہ کا دیا
 وہ بت پرستوں کو چنانچہ ایک مدت دراز میں سترہ سو آدمی ایمان لائے اور باقی جہاد میں سرگرم رہے
 اور ایسے خراب ہوئے کہ وقت تخلیف انذار کہتے کہ اے شعیب توجہ دو میں بھر گیا ہے کسی نے تجھے جادو کیا
 کیونکہ تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہم جانتے ہیں تو جھوٹا ہے اور جو تو سچا ہے تو ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا
 چڑھ کر حضرت شعیب علیہ السلام کو جہاد کا حکم نہ تھا اس سبب سے خاموش ہو رہے اور تمام دن دعوت
 کرتے رات کو نماز پڑھتے سو کفار کہتے یا شعیب صلواتک نامک ان شرک ما بعد اہلنا و ان افضل ذی الہا
 ما نشاء انک لانت الکلیم الرشید یعنی اے شعیب تیری نماز نے مجھ کو یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے
 ہمارے باپ دادا سے یا چھوڑ دیں کرنا اپنے بالوں میں جو چاہیے تو ہی بڑا باوقار نیکیاں والا ہو تو
 حضرت شعیب فرماتے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تم سے یہ حرکات چھوڑا کر آپ اختیار کروں بلکہ جس
 چیز کو منع کرتا ہوں وہ میں پہلے سے چھوڑے ہوں میں چاہتا ہوں تمہارا سنوارنا جان تک ہو سکے
 اور یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ میری ضد سے ایسا نہ کیجیو کہ تم پر بھی ویسی آفت آوے جیسے قوم نوح کا طوفان
 اور قوم ہود کا صرصر اور قوم صالح کا صحیحہ اور قوم لوط کا حال تھوڑے دن ہوئے ظاہر ہو چکا ہے
 بت پرست کہ اپنے گناہ بخشو او اور عبادت کرو اُسکی اور غیر کی پرستش ترک کر دو بولے کہ ہم باتیں تو خبیثہ
 کی نہیں سمجھتے اور تو ہم میں صحت نفوس کم زور ہے اگر تیرے بھائی بندہ تو تے تو ہم تجھ کو تھوڑے دن سے مار ڈالتے
 سب حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ بھائی بندہ دن کا دباؤ تیرے زیادہ ہے اللہ سے اُسکو ال کھاتے پیچھے فراموش اور
 یاد کر جب تم تھوڑے تھے اللہ نے تم کو بہت کیا اور آخر کیسا ہو حال بگاڑنے والوں کا اگر تم میں
 ایک فرقے نے مانا تھا خدا کا حکم تو تم کو لازم تھا اُن کے شریک ہوتے لیکن تم شریک نہ ہو گے

تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے تب جو لوگ سرکش بد فعات تھے بوسے کہ ہم تمہکو اور تیرے
 ہمراہیوں کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا ہمارے دین میں پھر آؤ گے اور اپنے دوستوں کا فروغ
 کیا اگر تم شعیب کی راہ چلے تو بیشک خراب ہوے کیونکہ نفع تمہارا کمی کیا ل و میزان میں ہی اور
 وہ منع کرتا ہی اور ایک جماعت بولی کہ ہمکو قوت و ثروت حاصل ہی پس حق ہمارے ساتھ ہی اگر
 مومنوں کے ساتھ حق ہوتا تو یہ لوگ تو نگر و مالدار ہوتے صاحب کثافت نے لکھا ہی کہ کافروں نے
 مومنوں کو جمع کر کے کہا تم ہمارے دین میں پھر آؤ حضرت شعیب نے کہا ہم کس طرح پھر آویں کیونکہ ہم
 اس دین سے کراہت ہی اور اگر پھرین تو اللہ کا شریک کریں اور اس کا شریک واقع میں نہیں ہی
 کیا ہم اقرار کریں اللہ پر جھوٹ کا ہر چند حضرت شعیب کہوں اُنکے دین میں نہ تھے لیکن کافروں نے
 بریل تغیب اس طرح کہا کہ تمہکو اور تیرے ہمراہیوں کو شہر سے نکال دیں گے اور اس لحاظ سے انتخاب
 جواب دیا معلوم ہوتا ہی کہ اعداء قوم شعیب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو اس طریقہ نامرضیہ کا حکم دیا ہی
 تب تو اپنے طریق کو ملت سمجھے تھے و لہذا حضرت شعیب نے فرمایا کہ یہ محض اقرار ہی اگر مومن لوگ
 تمہارے طریق میں پھرین تو وہ بھی مفسر ٹھہریں اور ہمکو اللہ نے اس سے نجات بخشی ہی مگر یہ کہ
 مشیت ازلی اس سے متعلق ہوئی ہو تو مجبوری ہی اور جو تم نکال دینے پر تخیل کرتے ہو سو ہم صلا
 مضطرب نہیں ہوتے اللہ پر ہمارا اعتماد ہی اور اپنا سب کام ہننے اسی پر چھوڑا ہی بعد ازاں حضرت نے
 اُسے منہ پھیرا اور مناجات شروع کی کہ ربنا فتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت حیز الفالحین یعنی اویں
 فیصلہ کر دے ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو ہی ہر فیصلہ کرنے والا باکمل اول اصحاب یکہ پر
 عذاب نازل ہوا کہ شات شب و روز ایسی شدت گرمی کی ہوئی کہ چشموں اور کنوؤں کا پانی سو گیا
 اور سب لوگ اس قوم کے سرداروں اور تہ خانوں میں گھس پڑے جب وہاں بھی آرام نہ ملا تو
 جانب جہل روانہ ہوے اور درختوں کی جڑوں سے چمٹے اور شدت حرارت سے خوب پختہ
 ہوے دفعہ ایک ابرسیاہ نمودار ہوا اور ہوا سے سرد چلنے لگی تمام قوم کے لوگ سائبان سمکرا ہی
 ابر کے نیچے جمع ہوے اور نہایت خوش ہوا سے سرد کھانے لگے آخر کار آگ برسنے لگی اور سب
 جلکر خاک ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ جب حرارت کی شدت ہوئی تو حق تعالیٰ نے ایک پہاڑ سائبان
 گردانا اس سے نہایت سرد پانی خوشگوار ٹپکنے لگا اصحاب ایکہ اسی کے نیچے جمع ہوے تب وہ پہاڑ
 گر پڑا زمین سب کے سب دب گئے اسی عذاب کا اشارہ سورہ شعرا میں ہو قال اللہ تعالیٰ نکذوا
 فاخذ ہم عذابنا انظر انہ کان عذاب یوم عظیم یعنی پھر اُسکو جھٹکا یا پھر کڑا اُنکو آفت نے سائبان دکا

دن کے بے شک وہ تھا عذاب ہوے دن کا کذا فی اخبار الدول نقل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ
 یہ عذاب اصحاب ایک کی استدعا سے نازل ہو یعنی اصحاب ایک کما کرتے تھے کہ اے شعیب اگر تو سچا ہو
 تو کوئی نکر آسمان سے طلب کر سو وہی نکر حضرت شعیب علیہ السلام نے منگایا اور انپر ڈالا کہ ہلاک
 ہو گئے اور حضرت کا دل ٹھنڈا ہوا بعد ازاں اہل مدین پر اسطرح عذاب نازل ہوا کہ حضرت جبریل
 ایک دن تشریف لائے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے فرمایا لگے کہ خدا کا یہ حکم ہوا ہے کہ تم
 مع اپنے عیال و اطفال و تابعداروں کے شہر سے نکل جاؤ کہ آج شب کو اس قوم ناپاک پر عذاب
 آویگا چنانچہ حضرت شعیب اپنے بیٹوں اور مومنوں کو لیکر شہر سے نکلے کما قال اللہ تعالیٰ فتولی عنہم و
 قال یا قوم لقد ابلغکم رسالتی ربی و انکم کفیت اسی علی قوم کافون یعنی پھر اٹھا پھر ان سے
 اور بولا اے قوم ہونا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا تمہارا اب کیا غم کھاؤن کافرون کا اور
 صبح یہ ہو کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے بعد ہلاکت قوم کے یہ تقریر فرمائی تھی جس طرح ہمارے
 حضرت مسلم نے کفار و مشرکین قریش سے پس از قتل ارشاد کیا تھا اور تسلی دل کے واسطے فرمایا
 کیا غم کھاؤن اسی قوم ناپاک پر پس حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک ایسی آواز سخت فرمائی کہ
 تمام اہل مدین ہلاک ہو گئے چنانچہ سورہ ہود میں ارشاد ہوا کہ لما جاء امرنا بنحیثنا شیعیاً والذین آمنوا
 برحمۃ منا واخذت الذین ظلموا اھیمۃ فاجیانی دار ہم جائین یعنی جب پہونچا ہمارا حکم بجا دیا ہم نے
 شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اُسکے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا ظالمون کو چنگھاڑنے پھر صبح کو
 رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور سورہ اعراف میں ارشاد ہوا ہے فاخذتم الرجۃ فاجیوا
 فی دار ہم جائین یعنی پھر پکڑا انکو زلزلے نے کہ صبح کو رہ گئے گھروں میں اوندھے پڑے فائدہ ظاہر
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں آیتوں میں عذاب مختلف ہیں کیونکہ سورہ ہود میں صیغہ ارشاد
 ہوا ہے اور سورہ اعراف میں زلزلہ سو محققین فرماتے ہیں کہ صیغہ زلزلہ کا مقدمہ ہی کیونکہ زلزلہ
 بلا صیلاح و ریح نہیں ہو سکتا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے
 فریاد کی اور شہر میں زلزلہ پڑا کہ تمام شہر مکان بزلزلے میں آگئے اور کچھ سب کے پھٹ گئے۔
 پوشیدہ یہ ہے کہ یہ عذاب ویسا ہی جیسا کہ قوم ہود علیہ السلام پر آیا تھا فرق اتنا ہے کہ قوم ہود کا
 عذاب نیچے سے تھا اور قوم شعیب کا اوپر سے تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
 عنہما فرماتے تھے کہ دو آیتیں کہوں ایک عذاب سے معذب نہیں ہوئیں الا قوم ہود اور است
 شعیب علیہ السلام بالجملا اس قوم کا یہ حال ہوا کہ مقابلے تکفیر و کذب پیغمبر کے صیغہ مثل صیغہ

راوی

قوم ہو دھونچا اور بمقابلہ ترزل پیمانہ و میزان کے کہ وقت پیمائش کیا کرتے تھے زلزلہ اُن پر آیا
سبحان اللہ اعظم کیا حکمت بالغہ ہو کہ انضمام ایک نوع کا دوسرے نوع سے موجب زیادتی عذاب کا
فرما دیا تھی نہ ہے کہ اہل تحقیق کا یہی مسلک تھا جو تفصیلاً بیان کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اول
عذاب اصحاب مدین پر آیا پس ازان اصحاب ایک پر اور جو بعض بیان کرتے ہیں کہ اصحاب لایس پر
بھی حضرت شعیب مبعوث ہوئے تھے سو کہ سوت صحت سے عاری ہو بلکہ بعد تیج کتب سیر و تہا معتبر
یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس قوم پر غلطہ ابن صفوان مبعوث ہوئے تھے اور ریس نام کنوئین کا ہے جو
بقیہ آل ثمود کا بنوایا تھا اسی کو یہ غلطہ کہتے ہیں کہ ذکر اُٹھا بعد حضرت صالح پیغمبر کے ہو گیا ہے
فائدہ حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اصحاب رس ایک قوم تھی جو
صنوبر کی پرستش کرتی تھی سو بدو عاکی اُن کے پیغمبر نے کہ وہ خشک ہو گیا تب اُن کا فردن نے اپنے
پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئین میں ڈالا اپرا برس ماہ آگیا اور چلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد ہو دا بن یعقوب
علیہ السلام تھے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ اصحاب رس ایک قوم آذربجان میں تھی اُن کے
ایک کنوان تھا سو اُنھوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنوان خشک ہو گیا اور درخت و کھیت
بھی خشک ہو گئے اور وہ گرنگی و تشنگی سے مر گئے اور عکرمہ کے نزدیک رس ایک کنوان تھا
ملا ہوا زمین سے اُسین اپنے نبی کو ڈال دیا اور سعید ابن جیر نے کہا ہے کہ نبی اس قوم کے
خطا ابن صفوان تھے اور اُن کے شہر میں طائر غنقا تھا سو ایک وقت غنقا ایک لڑکے کو اُٹھا لیا
اُنکی قوم نے شکایت اپنے پیغمبر سے کی پیغمبر نے بدو عاکی کہ غنقا ہلاک ہوا اور نسل اُنکی معدوم
ہو گئی اور قوم نے پیغمبر کو قتل کیا اور معجزات حضرت شعیب کے بہت تھے آزا بجلہ ایک یہ کہ
ارض مدین ریگستان تھی سو آنجناب کے اشارے سے ریگ دفع ہو گئی آزا بجلہ ایک مقام میں
ہاتھ بہت تھے آپ کی دلت سے سب تانبا ہو گئے آزا بجلہ جس پہاڑ پر صود کا ارادہ فرماتے تھے
وہ از خود سر جھکاتا تھا مدت دعوت ساؤن برس یا اٹھاؤن اور ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام
بعد ہلاکی قوم کے ہوئی ہے بعد اُس کے سات برس چار مہینے اور زندہ رہے ہیں اور عمر شریف
دو سو چوبیس برس کی تھی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک ایک سو چالیس کی ہوئی اور
بعض دو سو کہتے ہیں اور مرار شریف مابین شام اور طائف یا میان صفا و مردہ واقع ہوا اور
کہ حم شریف میں سطاکن اور مقام میں مدفون ہیں کیونکہ بعد غارت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
حضرت شعیب علیہ السلام کے ہیں شریف لئے اور اسی جگہ وفات پائی کذا فی اخبار الزل

بیان احوال اصحاب

پر غنقا

معجزات حضرت شعیب

بیان مدت دعوت حضرت شعیب

افغان و مکتوب

اور بعض کہتے ہیں کہ قریہ حطین متعلقات صفدین آنجناب کی وفات ہوئی اس موضع میں مزار مبارک واقع ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ذکر حضرت شعیب کا اور انکی قوم کا سورہ اعراف اور ہود اور شعرا اور عنکبوت اور صافات میں ہے

تفہیم پانزویں در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب حضرت موسیٰ کا چار واسطے میں حضرت یعقوب سے ملتا ہے یعنی موسیٰ ابن عمران ابن لصیر یا یافث ابن لاوی ابن یعقوب اور والدہ آنجناب کا نام نو خائل اولہ النون ثم الواو ثم النوا لبحر و بعضے یو خاندیہ ثمانیہ قبل الواو و آخر الذال اجمہ بیان کرتے ہیں اور ترجمہ تورات میں کاتب الحروف نے یو خاند اول یا رتختیہ بعد از ان واو و قبل ذال اجمہ بار موصدہ لیکن ان ترجموں کا اعتبار بہت کم ہے کیونکہ اسی مقام میں ایک ترجمہ دوسرے ترجمہ سے خلاف ہے یعنی نسخہ ۱۲۷ میں لکھا ہے قرقی عمران یو خاندیہ ثمانیہ و نسخہ ۱۲۸ میں ہے کہ عمام نے اپنے باپ کی بہن یو خاندیہ نکاح کیا بالجمہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولاد لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے تھیں اور تفسیر معالم التنزیل میں علامہ لغوی نے یو خاندیہ ثمانیہ تخیہ بیان کیا ہے اور بعضے یو خاندیہ بالعین بعد الواو بنت اشمویل بھی کہتے ہیں اور بعضے یحاند بنت مصر کہتے ہیں الغرض انھیں کے بطن سے دو بیٹے مبارک و یمون ایک حضرت موسیٰ دوسرے حضرت ہارون علیہما السلام پیدا ہوئے اور ایک بیٹی بھی کلثم یا مریم ہوئیں مشہور نام انکا مریم ہے مگر صحیح کلام کو واسطے کہ بعض احادیث سے ثابت ہے چنانچہ زبیر ابن بکار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ سے فرمایا تو جانتی ہے کہ اللہ نے نکاح کیا میرا میرے ساتھ بہشت میں اور مریم بنت عمران مادر عیسیٰ اور کلثم خواہر موسیٰ اور آسیہ خاتون فرعون سے خدیجہ لے کہا یہ بات اللہ نے فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انعم خدیجہ لے کہا ہاں راہ و انہیں کذا فی نظم الجواہر اور بعض روایت میں ہے کہ مبارک باد و لکذا ملا حسین نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ صحیح نام خواہر موسیٰ کلثم ہے اور روج اسکے کالب ابن نوفا تھے اور بروایت صحیحہ کلثم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑی تھیں ولادت باسعادت حضرت موسیٰ دہارون فرعون مصر کے عہد میں ہوئی اور نام اسکا ولید ابن مصعب ابن ریان تھا اور بعضے ولید ابن ریان کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فرعون ولید ابن ریان کا بھائی چچا زاد تھا اور بعضے مصعب ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہیں چار سو برس کی عمر اسکی تھی چہرہ اسکا چمکتا تھا اسی سبب سے

یہود و نصاریٰ اسکو قابوس کہتے ہیں اور فرعون بادشاہ مصر کا لقب ہے جس طرح قیصر سلطانِ روم کا اور کسریٰ بادشاہ فارس کا اور خاقان فرمانروا سے ترک کا اور تیج بادشاہ یمن کا اور راجہ سلطان ہندوستان کا اور بعض کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام فرعونِ یوسف تھا جب حضرت یوسف کی وفات ہوئی تو وہ مرتد ہو گیا اور تازمان کلیم اللہ علیہ السلام زندہ رہا مگر صحیح یہ ہے کہ حوالی مصر میں دو گروہ تھے ایک گروہ عائفہ اولادِ علیق ابن لادو ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کہ اس قوم کے لوگ بڑے تن آوروں و بلند بالاد و زور آور و درازی عمر میں مشہور تھے انھیں کے سردار کو فرعون کہتے تھے دوسرا گروہ فراعنہ قبض کا تھا کہ یہ بھی منسوب بعائفہ تھا اولادِ سردار الکاسنان بن علوان بن عید ابن عوج ابن علیق ہی اسی نے حضرت سارہ کو ابراہیم سے چھین لینا چاہا تھا دوسرا سردار فرعون ثانی ربان ابن ولید اولادِ عمرو ابن علیق سے تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ایمان بھی لایا تیسرا رئیس قابوس ابن مصعب بن یانچا کہ ادھر حیات حضرت یوسف علیہ السلام میں تختِ سلطنت مصر قائم ہوا اور کار فرما مگر حضرت یوسف کو عہدہ معینہ پر بحال رکھا یعنی عزیز مصر رکھا بعد وفات اُس کے سہمی ولید نامے بھائی قابو کا بادشاہ ہوا یہ مردود فرعونِ عہدِ موسیٰ علیہ السلام ہے کہ احقہ مولانا ولی اللہ فی تفسرہ نظم الجواہر اور قصص الانبیاء فارسی میں کہ بافضل شہور و رائج ہے لکھا ہے کہ فرعون اصل میں لمبی تھا سو بطریق سیاحت جانب مصر چلا موضع بوشمنہ میں ہامان مردود سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ مصر میں داخل ہوئے اور فرعون نوکری کی تلاش میں سلطان مصر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا افلاس ظاہر کیا اُس نے پوچھا تو کون قسم کی نوکری چاہتا ہے اُس نے کہا مجکو مفیرون کی شنگی عنایت ہو بادشاہ نے مقرر کیا سو یہ مردود گورستان کے دروازے پر جا بیٹھا باتفاق قضا و قدر اُس سال شہر مصر میں وبا پڑی فرعون نے ایک درم فی جنازہ مقرر کیا اور کہہ دیا جو کوئی ایک درم دیکھا اُسکو مڑوے کے دفن کی اجازت دوں گا ناگزیر بمقتضائے الضرورت بیچ المذورات مظلوموں نے قبول کیا کہ تھوڑے دنوں میں مالدار ہو گیا اور وزیروں کو رشوت دیکر تمام شہر کا شہنشاہ بنا بادشاہ اپنی طاقت سے ترقی فرعون میں مصروف ہوا حتیٰ کہ بعد فوت وزیرِ اعظم کے فرعون کو وزیر کیا پھر جب بادشاہ فوت ہوا تو فرعون باعانت فرج بادشاہ ہو گیا اور ہامان کو وزیر مقرر کیا اور یہ خیال مستقول تاقی دل میں آیا کہ بغیر زادوں کو ذلیل و خواہ ناخوہ رہے تاکہ اُنکو دعوے ریاست نہ رہے اور سببِ عداوت یہ ہو کہ بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کی مختاری میں شامل تھے

داخل مصر ہوئے تھے اور بسبب غلبہ و شوکت حضرت علیہ السلام کے مردم مصر عراز و اکرام کرتے تھے۔ بعد وفات حضرت یوسفؑ کے جب فرعون بادشاہ ہوا تو اسکو اعزاز بنی اسرائیل کا بہت شاق ہوا تو اسنے چاہا کہ بنی اسرائیل کو اہل مصر کی نظروں میں ذلیل کروں تاکہ خیال حضرت یوسفؑ انکو جاتا رہے اور غواہان مداخلت امور سلطنت میں نہ ہوں رفتہ رفتہ یہ ظلم کیا کہ بنی اسرائیل کو گویا چار قرار دیا بعد تسلط کامل اسکو یہ خط سایا کہ اب دعویٰ خدائی کرے ہا مان نے کہا کہ یہ دعویٰ اسوقت ممکن ہے کہ جب دین ابراہیم علیہ السلام بالکل مٹ جائے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک علمائے وعظ و نصیحت سے منع نہ ہوں اور علم دین کو کوئی پڑھنے نہ پاوے چنانچہ فرعون نے اس تدبیر سے علم دین کا پڑھنا پڑھانا بند کیا اور عالموں کو وعظ و نصائح سے روکا آخر کار شریعت یوسفی و ابراہیمی یک قلم جاتی رہی پھر بین برس تک قبطیوں سے بت پرستی کرائی جب اس حرکت پر ایک مدت گزر گئی تب اپنی پرستش پر تکلیف دی اور اپنا سجدہ کراسنے لگا کہ چالیست برس اسپر بھی گزرے اور قوم قبط اس فعل میں کامل ہوئے بعد اسکے سرداران بنی اسرائیل طلب کر کے کہا کہ میرا سجدہ کرو ان سب نے انکار کیا تو اس مردود نے قتل کرنا شروع کیا کہ اکثر لوگ شہید ہوئے تب ہا مان بے سامان نے کہا کہ انکو آج مہلت دیجاوے شاید سمجھکر قبول کریں لہذا فرعون نے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور و قوی لوگ پہاڑوں سے پتھر لایا کریں اور پانی بھریں اور بیگا کریں اور کم زور و ضعیف گارہ بناویں اور تجارتی و حدادی و خاکروبی کریں اور جو کوئی معذور ہو وہ ماہ باہ جزیرہ داخل کرے چنانچہ ہر روز ہر شخص مزدوری کر کے وقت غروب آفتاب تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل باطوق و زنجیر قید رہتا تھا اور عورتوں یہ دستور کیا کہ سوت کاتین اور پارچہ بانی کریں اور قبطیوں کے محلوں میں خدمت کو جایا کریں اور خیاطی بھی کیا کریں کہ ایسے ایسے ظلموں سے بنی اسرائیل عاجز آئے گردین یوسفی و ابراہیمی سے آمنہ نہ پھیرا اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجہ قویہ باطل کیا کیے بالجمہ جب ظلم فرعون حد سے گندا تو لطف خداوندی متوجہ حال مظلومین ہوا اور ارادہ قدیمہ ازلیہ ایجاد حضرت موسیٰ علیہ السلام متعلق ہوا اور مقدمات ظہور انوار نبوت پیدا ہونے لگے از انجملہ ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے آئی اور قلعہ شاہی پر گرمی اور اُسی آگ نے حوالی مملوہ تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے بعد اسکے ایک روز دیکھا کہ ایک آگ دھماکہ بنی اسرائیل سے نکلا و دڑا کہ میں بالائے تخت سے گر پڑا چنانچہ فرعون نے جوہیون

و معتبرون سے تعبیر پونچھی نجومیوں نے کہا کہ ستاروں کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت جلد اولاد حضرت یعقوب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ بادشاہ وغیرہ اُسکے ہاتھ سے غارت ہونگے اور اس بات کو تین برس کا عرصہ باقی ہے اور معتبرون نے کہا کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ جسکے ہاتھ سے سلطنت مصر کی خرابی ہوگی بعد چند سے پھر فرعون ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوتا ہے کہ تو اور تیرے لوگ اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تب فرعون نے کو تو ال کی معرفت ہزار آدمی محال بنی اسرائیل میں مقرر کر دیے اور اُنکے ساتھ ہزار ایمان کین کہ گھروں میں جا یا کریں جب کہین بیٹا پیدا ہو قتل کریں دو برس خواہ پانچ برس یہ ظلم کیا کہ بارہ ہزار لڑکے قتل کیے گئے اور نوٹے ہزار حمل بخوف عزت عورتوں نے گروا دیے بیت صد ہزار ان طفل سربریدہ شد۔ تاکلیم اللہ صاحب دیدہ شد۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل پر وبا پڑی کہ اکثر جوان اور بوڑھے اُس قوم کے مرنے لگے قبیلوں کے سرداروں نے فرعون سے التماس کیا کہ بنی اسرائیل کے مردوں پر وبا ہے اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ مارا جاتا ہے اگر یہی حال ہے تو نسل بنی اسرائیل منقطع ہو جائیگی پھر ہکو خد متنگارو مزدور کمان ٹینگے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال قتل ہو اور دوسرے سال امان ملے سال محفوظ میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے جب دوسرا سال قتل کا شروع ہوا نجومیوں نے عرض کیا کہ اس سال میں آٹھ لڑکا پیدا ہوگا جسکو تو نے خواب میں دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور مقابلے میں تقدیر کے یہ تدبیر نکالی کہ آج کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے تو بہتر ہے پھر شہر میں منادی ہوئی کہ آج بادشاہ قصور بنی اسرائیل کے معاف کریگا سب مرد بنی اسرائیل کے شہر سے موضع اسکندریہ میں حاضر ہوں اور اپنی عورتوں کو گھروں پر چھوڑیں چونکہ بنی اسرائیل از بس ستم رسیدہ تھے خوشی سے اسکندریہ میں حاضر ہوئے فرعون بھی اسیہ کو لیکر گیا کہ شاید وہ لڑکا میرے گھر میں پیدا ہوگا چونکہ لوح تقدیر میں خاتمہ ازل نے یہ نعمت غیر مترقبہ عمران کے حق میں لکھی تھی تو یہ اتفاق ہوا کہ فرعون نے عمران کو اپنے خاص محل کی ڈبوڑھی پر مقرر کیا اور خود سو رہا جب سب آدمی سو گئے عورتیں بنی اسرائیل کی تماشے کو آئیں اور گشت کرتی ہوئیں فرعون کے خیمے تک پہنچیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان بھی اُنکے ساتھ تھیں وہ عمران کے پاس گئیں اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام صلب پدر سے رحم مادر میں تشریف لائے اب نجومیوں نے شور کیا

فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُس نے کہا شاید بنی اسرائیل حضور کی عنایت و خاوندی سے وجد کرتے ہیں اگرچہ فی الجملہ مطمئن ہوا پر تمام رات میں سویا صبح کو نجمیون نے بیان کیا کہ آج شب کو وہ افسر خیمتہ اختراوج فلک سے نازل ہوا فرعون نے کو تو ال شہر پر تاکید فرمائی کہ جب کوئی یثا بنی اسرائیل میں پیدا ہو بلا اطلاع میری قتل کر کو تو ال شہر پھرنے لگا اور جس کسی کے گھر میں احتمال حمل تھا وہاں دایان مقرر کیں اور مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھیں لیکن آثار حمل پیدا نہ تھے الا فرعون کی دایان انکی بھی خبر گیری کرتی تھیں بلکہ ایک دائی احتیاطاً رات کو پاس رہتی جب نو مینے گذرے دروازہ شروع ہوا وہ دائی خبر پا گئی اُسی کے سامنے حضرت موسیٰ پیدا ہوئے پھر دھو راس نور کے وہ دائی عاشق ہوئی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے سے نہایت الفت رکھتی ہوں میرا ہاتھ اسپر نہیں ٹاٹھ سکتا لیکن یہ خبر آخر فرعون تک پہنچ گئی تو میں ماری جاو گئی اب کوئی تدبیر ایسی ہو جس میں یہ لڑکا او میں ظلم فرعون سے محفوظ رہوں حضرت موسیٰ کی مان نے کہا کہ پڑوس میں ایک شخص نے آج بکری فوج کی ہر اُسکا گوشت لایا اور ایک ہانڈی میں رکھ جب پیادے فرعون کے آوین اُنکو وہ ہانڈی دکھلا کر کہہ دے کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا میں نے اُسکو مارا سو جگہ میں پھینکے جاتی ہوں دائی نے بھی یہ صلاح مناسب وقت جانی جب صبح کو پیادے آئے تو دائی نے وہی جیسا پیش کیا پیادوں کو دایون پر اعتماد کلی تھا اس باعث سے بلا تحقیقات کامل پھر کر چلے گئے صبح کو نجمیون و کاہنون نے فرعون کو خبر دی کہ کل رات میں وہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور زبان حال بنی اسرائیلیان بار باب و چنگ یون نغمہ زن ہر قطعہ مژدہ ای دوستان کہ در عالم ہ لقدس نہ یہ ہمارا رم ہ خاطر از بس شگفتگی پُر کرد ہ ساغر گل زبا دہ شبنم ہ فرعون نے کو تو ال کو طلب فرمایا ایک بلوغ فرمائی تب کو تو ال نے پیادوں پر تشدد کیا اور خود تلاش میں مصروف ہوا بعد چند روز کے پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک ایک گھر بنی اسرائیل کا ڈھونڈا ہے کہیں نشان نہیں ملا صرف ایک گھر البتہ دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر ارشاد ہو تو پھر دیکھ آئیں کو تو ال نے کہا جلدی جاؤ اور بے تامل گھر میں گھس کر دیکھو اگر کوئی لڑکا چھپا ہو گا ظاہر ہو جائیگا چنانچہ کئی پیادے بلا تامل عمران کے گھر میں گھسے اسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بہن سہاۃ کلثم یا مریم کی گود میں تھے انھوں نے پیادوں کو دیکھ کر یہ اندیشہ کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہوا تو سب لوگ مارے گئے اسلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بسترے میں لپیٹ کر تنور میں کہ آگ سے دھکتا تھا ڈال دیا اور پیادوں نے

گھر عمران کا ڈھونڈنا حکمین پتا نہ لگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ میں کسی طرح کے آثار لڑکے جتنے کے نہ پائے اور نور میں اس خیال سے نہ دیکھا کہ محل قیام نہیں تھا ناچار اپنا سا منہ لے کے چلے گئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم سے پوچھنے لگیں کہ لڑکا کیا ہوا اُس نے عرض کیا کہ میں نے گھر اگر نور میں پھینک دیا ہو تو نور دیکھا تو آگ سے دہکتا تھا مایوس ہوئیں اور رونے لگیں یکایک تنور سے آواز آئی کہ اے ستم رسیدہ غم مت کر کہ حق تعالیٰ نے آتش تنور مجھ پر سرد فرمائی ہے جس طرح میرے جد ابراہیم علیہ السلام پر سرد کر دی تھی اب متحیر ہوئیں کہ تنور سے کس طرح نکالوں پھر آواز آئی کہ ہاتھ ڈال کر نکال تب اُس نے نکالا اور ہاتھ کو کسی طرح کا رنج نہ پہونچا اب عمر حضرت موسیٰ کی چالیس دن کی ہوئی اس عرصے میں کھجور روئے نہیں کہ اور کوئی محلے میں خبر پاتا مگر حضرت موسیٰ کی ماں کو یہ تردد ہوا کہ مبادا روٹھیں اور فرعون کے پیادے کہ در بدر پھرتے ہیں خبر پاویں اور ایک لڑکے کے پیچھے سارے گھر کے آدمی مارے جائیں تو اچھا نہیں بلکہ یہ بہتر ہو کہ اس لڑکے کو ایک صندوقچے میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دوں شاید جان سے بچ جائے اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہیں چونکہ یہ العام غیبی تھا گھر والوں نے بھی پسند کیا حضرت کی ماں نے سالوم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا اور کہا کہ مجھ کو ایک صندوقچہ اتنا لبا چڑا کر کاہی اُسکے تختے ایسے ہوں کہ پانی نہ پہونچے اُس نے کہا ایسا صندوقچہ کس لیے طلب ہے موسیٰ کی ماں نے جو ٹھکانا اپنی شان کے خلاف سمجھا صاف صاف کہہ دیا نجار نے کہا کہ ہم کسی نہ کیسکے صندوقچہ بنائے لاتے ہیں جب گھر پہونچا تو ایک سنادی نے پکارا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتا لگا دے بادشاہ اُس کو انعام دے سالوم طمع انعام سے کو تو اس شہر کے پاس چلا گھر سے نکلے ہی اندھا ہو گیا اور پیرا سکے زمین میں دھس گئے آواز آئی کہ اگر تو نے کبھی یہ حال کہا تو زمین میں غرق ہو جائیگا تب تو بہ کر کے پھرا اور صندوقچہ فرمائی تیار کیا علامہ بغومی معالم التبرکات حضرت ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ایک بڑھئی سے تابوت کی فرمائش کی وہ جلا دون کو خبر کر لے چلا جب پہونچا تو زبان اُسکی بند ہو گئی ہاتھ سے اشارہ کرنے لگا جلا دون نے کچھ نہ سمجھا دھکے دلا کے نکال دیا گھر میں آیا پھر بولنے لگا دوسرے مرتبے پھر گیا کہ اب کے ضرور کو نکال پھر زبان بند ہو گئی تب کو تو اس نے بہت مارا اور نکلوادیا جب گھر میں گیا پھر بولنے لگا تیسرے مرتبے پھر گیا زبان بند ہوئی اور اندھا ہو گیا اس وقت سچے دل سے کہنے لگا اگر میری آنکھیں د زبان پھر ہو جائیں تو کھجور اِس بات کو ظاہر نہ کروں اور

ایمان بھی لاؤں اللہ جل ذکرہ نے آنکھیں دین اور زبان بھی کھولی اور ایمان دار بنایا کہ
سجد سے مین گرا اور مناجات کرتا کہ یا رب اس بندہ صالح سے ملاقات کرا دے تو مین ایساں لاؤں
اور تصدیق کروں بعد اُسکے صند و قچہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تیار کر کے حضرت موسیٰ کی
مان کو دیا اور کئی روپیہ اجرت مین پائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مان ممنون ہوئیں تب
اُس بڑھئی نے عرض کیا کہ مین جان و دل سے اس لڑکے کا معتقد ہوں سو اس کام کی مزدوری
نہ لوں گا صرف یہ امید رکھتا ہوں کہ صاحبزادے کی زیارت کروں چنانچہ حضرت موسیٰ کی مان نے
دکھلایا کہ وہ بڑھئی ایمان لایا اور اپنے گھر گیا بعد اُسکے حضرت موسیٰ کی مان نے صبح اُسکے دن بھر
توقف کیا رات کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہالاکر کپڑے اچھے پہنائے اور عطر لگایا اور
صند و قچہ مین رکھا اور روتی ہوئی مریم کے ساتھ رو ذیل پر لے گئیں کنارے دریا کے اہلسین
اثر دہے کی صورت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے عقیقہ اگر تو اس لڑکے کو دریا مین ڈالیگی تو مین ایک
لقمہ کروں گا باوصف اُسکے کہ حضرت کی مان مضطرب الحال اور غم سے بے عقل تھیں مگر معلوم کر گئیں
کہ اُردہ حیوانات لای عقل سے ہی بول سکتا شاید کہ یہ اہلسین عین ہی اس سبب سے متوجہ
نہ ہوئیں اور بلاتامل صند و قچہ کو دریا سے نیل مین ڈال آئیں اور مریم سے بولیں کہ اگر میری
زندگی چاہتی ہو تو اس صند و قچہ کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ یہ صند و قچہ کہاں جاتا ہو اگر مقابلہ
شہر سے گذر جائے تو اطمینان سے چلی آنا مریم صند و قچہ کے ساتھ دریا کے کنارے بیگانہ وار چلی
یہاں تک کہ وہ صند و قچہ وسط دریا سے نیل سے نہر عین شمس مین پہونچا اور باغ عین شمس مین
جلوہ فرما ہوا فرعون اُسوقت مع زن و دختر و دیگر اہل محل سیر باغ مین مشغول تھا کسی شخص نے
صند و قچہ کو دریا سے لیا اور فرعون کے پاس پہونچا یا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی مان سے کہی
وہ بیتاب ہو قریب تھا کہ رو دین اور بے صبری سے باہر گھر کے نکل بھاگین اُسوقت الامام ہوا
کہ اسی ضعیفہ غم مست کرا اور میری قدرت کا تماشا دیکھ چنانچہ سورہ قصص مین ارشاد ہوتا ہو

و ادعنا الی اہم موسیٰ ان ارضیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی اناراد وہ
ایکاب و جا علوہ مین المرسلین یعنی ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُسکو دودھ پلا پھر جب تجھکو
دُر مواسکا تو ڈال دے اُسکو پانی مین اور نہ خطرہ کرنے غم کھا ہم پھر پہونچا وینگے اُسکو تیری طرف
اور کرینگے اُسکو رسولوں مین مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ بات مین حضرت موسیٰ کی مان کے دل مین
پہونچن یا خواب دیکھا مگر اس آیت سے واضح ہو کہ ابتدا سے پیدایش سے جو کچھ حضرت موسیٰ کی

مان نے کیا تھا سب اللہ کے سکھانے سے کیا تھا اپنی عقل کی کیا حقیقت تھی اور مرادیم سے اس جگہ رو و نیل ہر فائدہ اختلاف ہی مدت رضاعت میں بعضے آٹھ مہینے اور بعضے چار اور بعضے تین مہینے بھی بیان کرتے ہیں کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں چسپے رہے نہ روئے نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے علامہ لغوی حضرت ابن عباس رضی سے اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ ان دنوں میں فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے سو اسکو سفید داغ کی پیاری تھی ہر چند دوام ہوئی مگر پیاری نگئی ایک روز حکیمون اور نجومیوں کو جمع کر کے فرعون نے اسکا حال دریافت کیا نجومیوں نے کہا فلان روز وساعت آفتاب کے نکلنے دریا سے نیل میں ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اسکے منہ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون بوقت محدود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان میں بیٹھا اور اپنی بیٹی مریمہ کو بھی لے گیا یکایک آفتاب نکلنے دریا سے نیل میں موعین مارتا تابوت یکم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے آگاہ فرعون نے خادمون سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادمون نے تابوت لیا اور ارادہ کیا کہ اسکو کھولیں نہ کھلا پھر توڑنا چاہا نہ ٹوٹا پھر آگ میں ڈالا نہ جلا تب آسیہ خاتون کہہ دل انکا نور ایمان سے منور اور مشام جان روح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگیں کہ قتل کشا اس راز منفتہ کی اور مفتح فتوح اس حقہ سر بستہ کی میں ہوں اور بسم اللہ کر کے کھولا تو ایک لڑکا حسین و جمیل عنایت ازلیہ سے آراستہ اور لباس جاہ و جلال سے پر استہ نظر پڑا کہ آسیہ اسکی محبت میں شیدا اور بزبان حال گویا ہوئی ثنوی بحسن و خلق و وفا کس بیارمانرسد ترا دین سخن انکار کارمانرسد اگرچہ حسن فردشان بجاوہ آمدہ اند کہے بحسن و ملاحت بیارمانرسد ہزار نقد بیا زار کائنات آرنده یکے بسکہ صاحب عیارمانرشد اور اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق دہنے ہاتھ کے انگوٹھے میں رکھا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب کہ تابوت سے باہر نکلے تو فرعون کی بیٹی نے لعاب دہن لیکر سفید داغوں پر ملا اسی وقت برص دفع ہوا بعضے کہتے ہیں کہ وہ لڑکی اندھی بھی ہو گئی تھی مشاہدہ جمال موسوی سے بنا ہوئی تب اسنے گلے سے لگایا اور فرعون نے بھی خوش ہو کر پیار کیا مگر ہا مان بولا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس سے نجومیوں نے تجھے ڈرایا تھا یہ بھی تیرا اقبال ہے کہ از خود آگیا اب اسکو قتل کر اسوقت حضرت آسیہ کہ بنات انبیاء میں تمہیں آور بعضے کہتے ہیں کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلہ نحم سے تھیں کہ میں میں

مشہور ہے اور بقولے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کی بیٹی تھیں اور تیمون اور مسکینون پر رحم کرتی تھیں کہنے لگیں کہ یہ لڑکا مجھ کو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہے اور تو نے اس سال کے رکھون قتل کا حکم دیا ہے پھر ایسے بیگناہ کا خون ناحق اپنی گردن پر مت لے اور مجھ کو بخش دے کہ میں اس بیٹا بناؤں کہ میرے اولاد میں ہے شاید مجھ کو اور تجھ کو نفع کرے کما قال اللہ فی سورۃ القصص

فالتقطہ آل فرعون لیکون لهم عدوا وحرثا ان فرعون و ہامان وجنودہما کانوا خاطبین و قالت امرۃ فرعون قرۃ عین لی و لک لا تفلوہ عسی ان ینفعنا و نتخذہ ولدا و ہم لا یشعرون یعنی پھر اٹھایا اسکو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہوا نکاح دشمن اور کڑھلنے والا بیشک فرعون اور ہامان اور انکے لشکر چوکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہی مجھ کو اور تجھ کو اسکو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم کر لیں اسکو بیٹا اور انکو خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں کسی نے خوف سے ڈالا ہی پھر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا اور اسی وقت آسیہ کو بہہ کیا اور کہا مجھ کو اسکی حاجت نہیں ہے معالہ التنزیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر فرعون بھی کتنا قرۃ عین لی کہا ہو لک لہو اللہ کہا ہوا یعنی میری آنکھ کی بھی ٹھنڈک ہی جسطرح تیری آنکھ کی ہے تو فرعون کو بھی اللہ ہدایت کرتا جیسے آسیہ کو کیا اور حضرت ابن عباسؓ بھی فرماتے ہیں کہ اگر فرعون دشمن خدا بھی کتنا عسی ان ینفعنا النفع اللہ و لکنہ ابی للشقاق الذی کتبہ اللہ علیہ یعنی شاید مجھ کو نفع کرے تو نفع دیتا اسکو اللہ لیکن اسنے انکار کی شرارت سے جو لکھدی تھی اللہ نے اسپر بالجمہ فرعون نے کہا کہ آسیہ اس لڑکے کا نام رکھ آسیہ نے فرمایا اسکو میں نے پانی اور درخت سے پایا ہے اور لغت قبطین میں مویا پانی کو بولتے ہیں اور درخت کوشی کہتے ہیں اسلیے نام اسکا موشی ہی پس لفظ موسیٰ اصل لغت میں عبرانی ہے جب عربی میں نقل کیا تو شین منقطہ کو مملہ سے بدل ڈالا کہ موسیٰ ہوا اور یہی نام قیامت تک بولا جائیگا تنبیہ فرعون اس سبب سے تابوت نہ کھول سکا کہ اسمین خدا کا دوست تھا اور فرعون دشمن خدا تھا کسطرح دشمن کو دوست پر دسترس ہوتا اور آسیہ دوست خدا تھی اسنے اسکے دوست کا تابوت بلا تامل کھول لیا فائدہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے گئی تھیں اسوقت یہ مناجات زبان پر جاری تھی کہ یا اتھی فرعون کا مارنا امر ظنی تھا اور دریا میں ڈال دینا باہین کوشش امر یقینی ہے اسمین کہا حکمت ہے جو مجھ کو ارشاد ہوا ہے اسوقت

ابن عباسؓ

عالم غیب سے یہ آواز کان میں آئی کہ اے فراق کشیدہ اس میں یہ حکمت ہے کہ اس لڑکے کو فرعون سے مقابلہ کرنا ہی اس واسطے میں نے دل میں تیرے ڈالا کہ تو موسیٰ کو دریا میں ڈال اور میری حفاظت و حمایت پر نگاہ کر کہ میں اُس کو کس طرح دریا کی آفتون سے بچاتا ہوں اور کہاں پہنچاتا ہوں اور خیال کر کہ بلا حکم میرے ایک ذرہ جنبش نہیں کر سکتا اور اپنے دل میں اطمینان رکھ کہ جب فرعون سے مقابلہ کریگا غالب رہیگا اگر فرعون کا شکرتا بعد اسی تو میں تیرے لڑکے کا مددگار ہوں غرض کہ آسیہ نے اپنا بیٹا بنایا اور دودھ پلانے والی دایاں تلاش ہو گئیں چنانچہ بروایت بعض مفسرین چارستو دایاں مصر کی حاضر ہوئیں الاحضرت موسیٰ علیہ السلام بمقتضایہ و حرمتا علیہ المراضع من قبل یعنی روک رکھی تھیں ہم نے دایاں پہلے سے کسی کا دودھ نہ پایا یہاں تک کہ مریم نے فرعون کے دروازے پر سنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک رات و دن یا تین شبانہ روز یا آٹھ روز سے دودھ نہیں پیا ہے اور دیکھا کہ چوبدار فرعون دایوں کی تلاش میں دوڑتے پھرتے ہیں تب اس نے بیگانہ وار کہا اہل اولکم علی اہل بیت یغاونہ لکم دہم لہ نامحون یعنی میں بتا دوں تم کو ایک گھر والی وہ اُس کو پال دین تم اور وہ اُسکی بھلا چاہنے والی ہیں معالم التنزیل میں ابن جریج اور سعدی سے روایت ہے کہ جب مریم نے یہ کلام کیا تو چوبداروں نے گرفتار کیا اور کہا کہ شاید تو اس لڑکے سے واقف ہے مریم نے کہا میں نے خیر خواہی کی بات کہی تھی کہ بادشاہ کا تردد دفع ہوا ورمیں کچھ بات نہیں جانتی تفسیر انوار میں ہے کہ یہ شرارت ہامان مردود کی تھی کہ اُس نے مریم سے یہ مناقضہ پیش کیا تب مریم نے کہا کہ میں ایک دای دودھ پلانے والی کا نشان دیتی ہوں کہ آئین پرورش اطفال میں ہوشیار ہے اور آرزو بھی رکھتی ہے کہ اگر کوئی لڑکا چھوٹا ملے تو اُسے دودھ پلا دے کیونکہ اُسکا ایک بیٹا دودھ پیتا مارا گیا ہے اس وقت کسی کا فر نے کہا اچھا بتلاؤ مریم نے کہا وہ عورت میری ماں ہے بولا تیری ماں کے کوئی اور بھی بیٹا ہے بولی ہارون ہی تین برس کا اُس نے کہا سچ ہے اُسکی لاد و مریم اپنی ماں کے پاس بلانے آئیں مثل مشہور ہے کہ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں و د بلا تامل وین اور فرعون کے محل میں داخل ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اپنی گود میں لے کے کمال شفقت سے پیار کرنے لگیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں اور ہنسے اور بہت خوش ہوئے پھر خوشی سے دودھ پیابیت بوسے خوش تو ہر کہ زبا و صبا شنیدہ لایا آتش منافس آتشا شنیدہ غرض کہ اللہ نے پہنچایا اُسکو اُسکی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی ہے

اسکی آنکھ اور غم نہ کھائے اور خیال کرے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہی پر بہت لوگ نہیں جانتے
 کما قال فی سورۃ القصص فردناہ الی امہ کی تقرعینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعدہ الحق ولكن
 اکثرہم لا یعلمون بعد اُسکے فرعون نے پوچھا کہ اسی عورت تو کون ہی کہ یہ لڑکا خوشی سے تیرا دودھ
 پیتا ہی بولیں کہ میرا دودھ پیٹھا اور پاک ہی اور میں عورت پاکیزہ ہوں کہ جو شیر خوار میرے
 پاس آوے بے اختیار میرا دودھ پیے چنانچہ ایک اشرافی روزینہ مقرر کر کے فرعون نے حکم دیا
 کہ یہ عورت ہر روز دودھ پلاوے اور آسیہ نے ایک ہنڈولہ سونے کے تختون کا بنوایا کہ کہیں
 حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف رکھنے لگے اور آپ کی ماں ہر روز دودھ پلانے لگیں جس
 کامل دودھ پلویا بعد دو برس کے دودھ چھوڑا یا تو آسیہ نے ایک نچر اشرافیوں سے اور
 کئی اونٹ جو اہرات سے بھر کر غنایت کیے اور رخصت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
 تربیت و تعلیم میں مصروف ہوئیں اور جو بعض تفسیر دن میں لکھا ہی کہ آسیہ نے روزینہ
 مقرر کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انکی ماں کے گھر بھیجا اور مہفتہ میں ایک مرتبہ طلبہ کے
 دیکھ لیتی تھیں سو متحقق منسیرین اسکے اس قول کو ضعیف جانتے من حدیث شریف میں وارد ہے
 غم میری امت کے غازیوں کا حال اور موسیٰ کی ماں کا احوال ایک طرح کا ہی یعنی جس طرح
 حضرت موسیٰ کی ماں فرعون سے روزینہ لیکے اپنے صاحبزادے بلند اقبال کو پرورش
 کرتی تھیں اسی طرح میری امت کے غازی بادشاہوں و وزیروں سے ماہانہ و سالانہ لیکر
 اسباب جہاد میں صرف کرتے ہیں اور نیت خالص واسطے اللہ کے رکھتے ہیں اس حدیث میں
 اشارہ ہو اصل عظیم کا اصول کلیہ فقہ سے یعنی اجرت عبادت پر لینا اس صورت میں درست ہے
 جب نیت خالص واسطے خدا کے ہو اور ہونا نونا اجرت کا برابر ہو یعنی عبادت کو ضرور
 جانے خواہے یا نہ لے اور جو عبادت کہ متعلق اجرت سے ہو اگر لے تو ادا کرے نہیں تو چھوڑ دے
 وہ مزدوری ہی اُسکا کچھ ثواب نہیں بلکہ خوف عقاب ہی کہ دین کے کام کو دنیا کے لیے کیا اور
 آخرت کو ستے مول بیچ ڈالا مواد اللہ من ذلک تنبیہ معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن و فقہ پر اجرت
 لینا ممنوع ہی کیونکہ یہ بھی عبادت ہی مگر فرقہ معلّم الصبیان کہ واسطے تعلیم لڑکوں کے نوکر
 ہوتے ہیں اس منع میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ عوض تعلیم کلام الہی کے نہیں لیتے بلکہ
 وجوہ محنت ہی کہ صبح سے شام تک اپنے گھر سے جدا اور کسب معاش سے معطل لڑکوں کو
 گھیرے رہتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص محض تعلیم قرآن و حدیث و فقہ پر بے مقرر کرنے

شانِ نبویؐ

تعلیم قرآن و فقہ پر
مزدوری ناجائز ہے

مکان و وقت و زمانے کی مزدوری مانگے وہ گناہگار ہی جس طرح معلم دنیا طلب اور واعظین طاع کہ تعلیم احکام شرع و تبلیغ مواظب پرا جرت لیا کرتے ہیں اور توقع منفعت کی جگہ سائل کے حاجت متوجہ ہوتے ہیں اور بے توقعی میں بد مزاجی کرتے ہیں سو یہ سب لاشعروا بآپانی ٹمنا قایم لاین داخل ہیں یعنی وہ لوگ آیات الہی کے عوض میں قیمت قلیل لیتے ہیں اور اس نعمت کو برباد کر دیتے ہیں اسی طرح علماء بد قماش کہ واسطے خوشی حکام کے طرح طرح کے چیلے مسائل شرعیہ نکالتے ہیں وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں اور قاضی و مفتی مرتشی اور بادشاہ ظالم و وزیر اور متصدی بے باک انکے شریک ہیں اور جو لوگ امامت اور اذان و خطبہ پر مزدوری لیتے ہیں سو اس میں اختلاف ہی بعضے منع کرتے ہیں کیونکہ یہ بھی عبادات میں ہیں اور اجرت سے ثواب عبادت نہیں ملتا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مزدوری درست ہے کیونکہ یہ مزدوری عبادت کی نہیں ہے بلکہ ادا اسکا مکان خاص اور زمان خاص میں ہوتا ہے اس کے عوض یہ مزدوری ہے اور یہ خصوصیت داخل عبادت میں اور تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ زمانہ سابق میں امام و خطیب و مؤذن و قاضی و مفتی و محتسب تحصیل ثواب خالص بلا اجرت کام کرتے تھے جب خلفائے راشدین و سلاطین عادلین نے دیکھا کہ یہ لوگ مشغول اسی عبادت میں رہتے ہیں انکی معاش کے لیے مسلمانوں کے مال سے کچھ روزیہ بطور مدد معاش مقرر کرنا چاہیے نہ بطریق اجرت سو مدد معاش مقرر ہوئی مگر رفتہ رفتہ چھینٹہ چھینٹہ معاش ہو گیا اور اجورہ کھلانے لگا اس لئے کہ یہ وجہ معاش مشکوک ہے بلکہ قریب بحرام حتی المقدور احتراز لازم ہے مگر تعویذ و رقیہ بالقرآن میں اجرت لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور محققین نے ایک قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے اُمین فائدے ہیں وہ یہ کہ عبادت یا فرض صین ہے یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت نوکدہ جس طرح تعلیم قرآن و حدیث و فقہ و نماز و روزہ و تلاوت قرآن و ذکر و تسبیح پس ان چار چیزوں پر اجرت لینا منع ہے اور جو چیز کہ عبادت نہیں کسی وجہ سے بلکہ مباح محض ہے اس پر اجرت لینا درست ہے جیسے رقیہ بالقرآن یا تعویذ لکھنا اور وہ عبادت میں کہ بسبب تعین مدت یا تخصیص مکان کے مباح ہو جاتی ہیں جس طرح قرآن پڑھنا کسی کے لئے کون کو اُسی کے خاص گھر میں کیونکہ صبح سے شام تک حاضر رہنا اُمین شرط ہوتا ہے اور یہ خصوصیت ہرگز عبادت نہیں اس پر مزدوری بھی منع نہیں ہے اور جس طرح عبادات اور طاعات پر اجرت لینا درست نہیں اسی طرح گناہ نہ کرنے پر اجرت لینا درست نہیں مثلاً کوئی زنا کار کہے کہ جو کوئی ہکو نو کر رکھ لے تو ہم حرام کاری چھوڑ دیں اور لحاظ عمدہ اور منصب کا بھی حکم اجرت میں داخل ہے جس طرح اس زمانے کے بعض قاضی و مفتی و صدقات

و صدر امین و منصف و غیرہ رشوت اور دعوت قبول نہیں کرتے یا گانا بجانا نہیں سنتے اور امارد و نسا رسے پر بیڑ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکی محفل میں ان پیسہ زون کا نام بھی لے تو ناراض ہوں اور جب عہدے سے معزول ہوئے تو بوجہ احسن تدارک مافات فرماتے ہیں کذا قال مولانا استاد الاستاذ بحر العلوم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فی تفسیرہ الغزیری اقصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں اپنے گھر گئیں اور آسیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پرورش کرنے لگیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تین برس کے ہوئے تو ایک روز فرعون حضرت کو اپنی گود میں لے کے کھلانے لگا اور کلام لایعنی زبان پر لایا حضرت نے ایک طمانچہ مارا اور داڑھی پکڑ کے کھینچی کہ یہ مرد و نہایت رنجیدہ ہو کر آسیہ سے کہنے لگا میں نہ کہتا تھا کہ یہی لڑکا میرا دشمن ہے پر تو نے مارنے نہ دیا اب بھی اس سے دست بردار نہ آسیہ نے فرمایا تو کس خیال میں ہو لڑکوں کی بے تمیزی اس سے زیادہ ہوتی ہے انکی باتوں کو عداوت پر حمل کرنا محض بے عقلی ہے فرعون نے کہا اسکو اور لڑکوں پر قیاس مت کر کہ میں اسکے قیافے سے عقل اور تمیز اسکی جو انون سے زیادہ پاتا ہوں اور اسنے یہ حرکت سنجیدہ و نصیحت کی ہے آسیہ نے کہا اس عمر میں عقل و تمیز کہاں ہوتی ہے دیکھ میں امتحان کرتی ہوں اور دو طباق ایک سونے کا آگ سے بھرا اور دوسرا چاندی کا موتیوں و یا قوت سے پڑا اسی مجلس میں منگوائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ جو ان دونوں میں تمکو اچھا معلوم ہو اُسے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے منہ بوجہ طباق پر ہاتھ چلایا تو حضرت جبریلؑ نے حکم اتی انکا ہاتھ طبق آگ میں ڈال دیا اور ایک انگارا بیکر منہ میں رکھ دیا کہ زبان مبارک جل گئی اسی وقت سے لکنت پیدا ہوئی اور ہاتھ سفید ہو گیا تب آسیہ نے فرعون سے کہا کہ تو نے اسکی تمیز ملاحظہ کی فرعون سخت شرمندہ ہوا پھر جب عمر شریف حضرت کی آٹھ برس کی ہوئی تو ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس با ادب بیٹھے تھے فرعون نے مرغ ہاز سے کہا کہ بگلی مرغون کو کھول دے اُسنے کھولا تو پٹے ایک مرغ نکلا اُسنے اپنے بازو جھاڑ کے آواز دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا سچ ہے فرعون نے پوچھا مرغ نے کیا کہا ارشاد کیا کہ اُسنے کہا پاک ہے وہ خدا جسنے چر دا ہے کے لڑکے کو اس مدت دراز تک دولت و حشمت سے سرفراز فرمایا اور طرح طرح کی نعمتوں سے ممتاز کیا باوجود اسکے کہ وہ مقابل ہر نعمت کے ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا امی موسیٰ مرغ کا ایسی باتوں سے کیا کام ہے تو نے اپنی طرف سے تو طیا باندھا ہے حضرت موسیٰ نے اُس مرغ کو بلایا اور فرمایا

کہ اب تو زبان فصیح میں بیان کر جبکہ ہر خاص و عام سمجھے پھر اُس نے بزبان فصیح اُسی بات کو کمال تو ضیع سے کہا فرعون سخت متحیر ہوا اور بہت ڈرا ہا مان مردود اُس وقت حاضر تھا اُس نے التماس کیا کہ یہ مرغ جادو میں آگیا ہو ذبح کیا جاے آخر ذبح ہوا اللہ نے اُسکو زندہ کیا کہ فوراً اُڑ گیا اور نظر سے غائب ہوا پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نو برس کے ہوئے تو فرعون نے اپنے تخت پر مصر بانی سے بٹھلایا اور وزیر ادا تخت کے گرد کھڑے ہوئے اور فرعون نے کفر و جہالت کی باتیں غرور میں کہنی شروع کیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا تو تخت میں ایک لات ماری کہ دونوں پائے تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اوندھا ہو گیا اور فرعون تخت سے زمین پر گر پڑا کہ ناک ٹوٹ گئی اور خون چلا دربار والے گھبرائے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے بھاگے اور محل میں جا کر آسیہ خاتون سے لپٹ گئے اور سارا حال کہہ دیا پیچھے پیچھے فرعون بھی محل میں داخل ہوا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسیہ کے پاس تشریف رکھتے ہیں ہیکل آسیہ پر غصہ ہوا کہ تو نے اس لڑکے کو مارنے نہ دیا اب یہ لڑکا شورہ پشتیان کرتا ہو آسیہ نے کہا تھوڑی عمر کے لڑکے جو کچھ شوخی اپنے ماں باپ سے کریں وہ جاے شکایت نہیں ہوتی بلکہ دلیل ہے اس پر کہ سن تیز میں یہ سب شوخی و قوت ماں باپ کے دشمن پر کر پٹنگے اور اُمرائے اسکے خوف سے لرزان رہینگے بعد اُسکے کھانا آیا فرعون نے کھانا شروع کیا حضرت موسیٰ بھی کھانے لگے اتفاقاً اُس وقت باد چنی نے ایک بکری کا بچہ مسلم نور میں دم بخت کر کے فرعون کے آگے رکھ دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم باذن اللہ وہ بچہ زندہ ہو کر دوڑنے لگا فرعون نے سخت تعجب کیا حضرت آسیہ نے فرمایا یہ سب باتیں تیری بقائے سلطنت میں کام آنے کو ہیں اس لڑکے کو بہت غنیمت سمجھ پھر تو فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کرنے لگا اور بلا تعرض اُنکو چھوڑا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تین برس کے ہوئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما بلغ اشدہ استوی آتینا حکماً وعلماً یعنی جب پہونچا اپنے زور پر اور سنبھلا دیا ہم نے اُسکو حکم اور سمجھ کالی سے روایت ہے کہ اشد اٹھارہ سے تین برس تک کو بولتے ہیں اور مجاہد وغیرہ تین برس تک کو کہتے ہیں اور علامہ لغوی نے بروایت سعید ابن جبیل ابن عباسؓ چالیس برس نقل کیے ہیں اور بعضے انتہا جوانی مراد رکھتے ہیں بہر تقدیر ہوشیار ہوئے تو اللہ نے علم و عقل قبل نبوت کے عطا کیا کہ نماز و عبادت میں مشغول رہتے چنانچہ ایک روز کناز رودنیل کے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے ایک شخص خواص فرعون سے وہاں گذرا اُس نے کہا

نور ہونا بچہ نور

کہ یہ عبادت کسکے لیے کرتے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے لیے بولا تمکو آقا
و خاوند کی احتیاج نہیں تم اپنے باپ فرعون کی عبادت کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ تجھ پر فرعون پر لعنت خدا کی ہو اُس نے کہا میں فرعون سے کہوں گا حضرت موسیٰ نے فرمایا
کہ اے زمین اسکو پکڑ زمین نے تازانو اسکو نگل لیا اور نہ چھوڑا ناچار اُس نے قسم کھائی کہ میں
فرعون سے نہ کہوں گا مگر رفتہ رفتہ یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا کہ جب موسیٰ نماز پڑھیں
تو مجھ کو خبر کرو چنانچہ ایک خواص فرعون کا منتظر وقت رہا جب حضرت نماز میں مشغول ہوئے
تو اُس نے فرعون سے کہا فرعون آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے
فارغ ہوئے فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت نے فرمایا واسطے
اُس آقا کے جو مجھ کو تربیت کرتا ہو اور کھلتا پھلتا ہو فرعون نے کہا سچ ہو کہ میں یہی یہ کام کرتا ہوں
بالجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بوڑھوں کو اپنی صحبت میں رکھتے اور ان سے
آنسیت اور الفت کرتے یہ امر فرعون یوں پر شاق ہوا اس عرصہ میں حضرت نے ایک روز
بنی اسرائیل کے سرداروں کو جمع کیا اور پوچھا تم کب سے عذاب فرعون میں گرفتار ہو ہوئے
کہ مدت دراز سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ثمرہ گناہوں کا ہے تمکو چاہیے کہ تم تہ
کر دو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عقوبت تم سے دفع کرے تو وہ نذر ادا کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ و نماز
و اطعام ساکین بہت کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک چیز اپنے ذمے مقرر کرو کہ ان سب کے
کافی ہو یعنی اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور گناہوں سے دور رہو سب نے کہا کہ ہم نے
جان و دل سے قبول کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ زمانہ سابق میں ایک پیغمبر
بت پرستوں پر خدائے بھیجا تھا ان کافروں نے کچھ قدر اُس پیغمبر کی نجافی اور اسکو آگ میں ڈالا مگر
اُس آگ نے کچھ ضرر نہ کیا اسکا قصہ کیا ہی بولے کہ وہ پیغمبر ہمارے اور تمہارے دادا حضرت
ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پس تم اپنے دادا کے طریقے پر رہو
اور فرعون یوں کی ایذا سے خوف نہ کرو کہ حق تعالیٰ اُنکا شر تم سے دور کرے اِس عرصے میں ایک دن
راہ میں چلے جاتے تھے ایک پیادہ فرعون کا شاید داروغہ مطیع تھا اشارہ لکڑی کا ایک اسرائیلی
زبردستی چھینے لیتا تھا اور کہتا تھا کہ اِس پستارے کو فرعون کے مطیع میں ہونا چاہیے اسرائیلی
حضرت موسیٰ کو دیکھ کر پکارا حضرت نے فرعون کو منع کیا اُس نے نہ مانا تب ایک گونسا اسکی پیشانی
مارا اسکی موت تھی مگر گویا اسرائیلی اپنے گھر چلا گیا یہ خبر فرعون کو پہونچی فرعون نے کہا غلط ہے

ذاتی

موسیٰ کبھی قبطی کو نہ ماریگا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و دخل المدینۃ علی عین غفلة من اہلہا فوجدہم ہا رجلین یقتتلان ہذا من شیعتہ و ہذا من عدوہ فاستغاثہ الذی ہو من شیعتہ علی الذی من عدوہ نوکڑہ موسیٰ نقضی علیہ قال ہذا من عمل الشیطان انہ عدو منہل مبین قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فقراہ انہ ہو الغفور الرحیم یعنی آیا شہر کے اندر جب وقت بیخبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے آسین دو مرد لڑتے ایک اسکے رفیقون میں اور ایک اسکے دشمنون میں پھر فریاد کی اس پاس آئے جو تھا اسکے رفیقون میں اسکی جو تھا اسکے دشمنون میں پھر نکامارا اسکو موسیٰ نے پھر اسکو تمام کیا بولایہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہی بکانے والا صریح بولا اور رب بڑا کیا اپنی جان کو سو بخش جگو پھر اسکو بخش دیا بیشک وہی ہی بخشنے والا مہربان سدی مفسر فرماتے ہیں کہ مدینہ سے مراد شہر نیف ہی ولایت مصر میں اور مقاتل کہتے ہیں کہ ایک گائون ہی دو کوس مصر سے اور بعض کہتے ہیں مدینہ سے عین شمس مراد ہی اور تفسیر نقاس میں لکھا ہے کہ اسکندریہ مراد ہی اور بعض محققین کہتے ہیں کہ انکی مان کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہوں وہاں جاتے اور کہوں فرعون کے گھر آتے سو اس دن اپنی مان کے گھر جاتے تھے راہ میں یہ اتفاق ہوا اور وقت غفلات سے وقت قیلولہ مراد ہی اور قبطی کے نزدیک ما بین مغرب اور عشا اور بعض کہتے ہیں کہ سبب مدینہ کے جانے کا یہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو لڑکپن میں مارا تھا اسنے قتل کرنے کا حکم دیا تھا حضرت آسیہ نے بچایا فرعون نے مدینہ مصر سے نکال دیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بالکل وہاں کے لوگ بھول گئے اور غافل ہوئے زندگی اور موت سے اور حضرت موسیٰ جوان ہوئے تب مدینہ مصر میں تشریف لائے یہ قول اصح روایت میں ہے اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے معالم التنزیل میں روایت ہے کہ فرعون یون میں وہ دن عید تھا اور سب غافل ہو رہے تھے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اہل مصر فرعون کا بیٹا کہتے تھے اس سبب سے حضرت موسیٰ اسی سواری پر سوار ہوتے تھے جسپر فرعون سوار ہوتا تھا اور لباس و پوشاک بھی ویسی ہی پہنتے تھے جیسی فرعون پہنتا تھا چنانچہ اس دن فرعون سوار ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسوقت کہیں تشریف لے گئے تھے جب تشریف لائے تو کسی نے کہا فرعون سوار ہو گیا حضرت بھی سوار ہوئے اور دو پہر کو مدینہ نیف میں پہونچے کہ لوگ وہاں کے غافل تھے فائدہ جو دشمن لڑائی کرتے تھے

اسمیں ایک سامری تھا دوست موسیٰ کا نام اُسکا لیٹھا اور دوسرا نان والی فلیشون یا فالتو
فرعون کا نوکر تھا فائدہ یہ جو حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہذا من عمل الشیطان اُسکا سبب یہ ہی
کہ فرعون نے ظالم اسرائیلی کو ادب دیتا تھا اور شاید اُس فریادی کی بھی کچھ تفصیر تھی مگر فرعون کی
اجل آگئی تھی سو اُسکو مار کر پچاسے لے کر بے قصد خون ہو گیا اور فریادی کا قصور حضرت موسیٰ کے
فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ رب باریک النظر علی فلن اکون ظییر المجرمین یعنی ای رب جیسا تو نے
فضل کیا مجھ پر میرے کہنوں نے ہو گا مددگار گناہگاروں کا یعنی تو نے بخشی میری تفصیر پس میں
قسم کھاتا ہوں کہ پھر کسی گناہگار کا مددگار نہ ہو گا اور یہ حرکت بلا قصد صادر ہوئی تھی کیونکہ انبیاء
گناہ عمد سے محفوظ ہیں اور بخشا تفصیر کا انھوں نے جانا الہام سے کیونکہ پیغمبر لوگ نبوت سے
پہلے بیشک ولی ہوتے ہیں اور حضرت ابن عباس مجرمین سے کافر مراد لیتے ہیں اس سے
دریافت ہوا کہ اسرائیلی جبکی حضرت نے اعانت کی تھی کافر تھا اور قتاوہ نے کہا ہے کہ حضرت
موسیٰ نے فرمایا کہ میں ہرگز گناہ پر اعانت نہ کروں گا قصہ جب یہ معاملہ گذرا تو حضرت موسیٰ ہر
صبح کو اُسی مقام میں جس جگہ قبیلے کو مارا تھا ڈر رہے تھے کہ ورثہ مقتول فرعون کے پاس فرمایا
گئے ہیں دیکھیے کس پر جرم ثابت ہوا اور مجھے کیا سلوک کریں اتنے میں قبیلے فرعون کے پاس
فریادی ہوئے کہ بنی اسرائیل نے بار آدھی مار ڈالا ہے فرعون نے کہا قاتل ثابت کرو تو میں
سزا دوں بہت لوگ تلاش میں پھرنے لگے کچھ نشان نہ ملا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو
دوسرے دن وہی معاملہ پھر پیش آیا کہ اُسی اسرائیلی پر دوسرا قبیلے ظلم کرتا تھا پھر اُسے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر شور کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسکے پاس تشریف
لے گئے اور ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ تو ہر روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھ کو بھڑاتا ہے
تیرے سبب سے میں نے کل ایک شخص کو مارا کہ اُسکی نہمت اور شرمندگی مجھ کو موجود ہے
آج پھر چاہتا ہے کہ ویسی حرکت کروں انکے لغوی مبین مقرر تو بے راہ ہے صریح الا شفقت
نبوت سے چاہا کہ قبیلے کو اسرائیلی سے دفع فرماؤں اسرائیلی نے جانا کہ مجھ کو مارتے ہیں اور
حضرت کے غصے سے واقف تھا و انکے لغوی مبین بھی سن چکا تھا سو اُسے شور کیا کہ اے موسیٰ
آج مجھ کو مارا چاہتا ہے جس طرح کل ایک شخص قبیلے کو مار ڈالا ہے کہا قال فی سورۃ القصص فلما
اراد ان یشیط بالذی ہو عدولہما قال یا موسیٰ اترید ان تعظی کما قلت نفساً بالامس ان ترید
الا ان تمکون جباراً فی الارض و اترید ان تمکون من المصلحین یعنی پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے

اسپر جو دشمن تھا ان دونوں کا کہا فریاد کرنے والے نے اسی موسیٰ کیا چاہتا ہی خون کرے میرا
 جیسے خون کر چکا ہی ایک کا کل تو یہی چاہتا ہی کہ زبردستی کرتا پھر سے ملک میں اور زمین چاہتا ہی
 کہ ہووے ملاپ کرنے والا پس یہ بات اسکی زبان سے مشہور ہوئی اور بازار یون نے فرعون کے
 پاس گواہی دی کہ قبلی کو موسیٰ نے مارا ہی سو ہمارے حواس کے گرد تو ہم قصاص میں مارین
 فرعون نے قتل کا حکم دیا اور جلا دبتلاش پہلے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جلا دہوں نے
 دور کی راہ اختیار کی اس عرصے میں حضرت موسیٰ کو یہ خبر پہونچی سو وہ بھاگے اور حضرت شاہ
 عبدالعزیز استاذ الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 قصاص میں توقع ہو تھا کہ حضرت کو خبر پہونچی چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہی وجاہ
 رجل من اقصی المدینۃ یسعی قال یا موسیٰ ان الملأ یتامرونک یتقلوک فاخرج انی لک
 من الناصحین فخرج منها خائفا یتربص قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی آیا شہر کے پرلے
 سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اسی موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں
 سو تو کل جاہل تیرا بھلا چاہنے والا ہوں پھر کلام موسیٰ وہاں سے ڈرتا راہ سے دیکھتا بولا اور
 خلاص کر اس قوم بے انصاف سے اکثر اہل تاویل کہتے ہیں کہ جبریل ایک شخص فرعون یون سے
 پوشیدہ ایمان لایا تھا اسنے خبر پہونچائی اور بعضے اسکا نام شمعون کہتے ہیں اور بعضے شمعان پتھہ
 اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے
 خوف سے کا فر بے اکھٹے ہوئے تھے کہ انپر مل کر چوٹ کریں اسی رات حضرت ہمارے نکلے ہجرت
 کر کے پس ہجرت کرنا سنت ہی انبیا کی حضرت عیسیٰ بھی نکلے ہیں جان کے خوف سے غرض کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام محض بے سامان اور پریشان پیادہ پامصر سے جانب شہر مدین کہ آٹھ روز
 یاد دل روز کی راہ تھا تشریف لے چلے راہ میں ایک چرواہا ملا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 پوشاک شاہانہ اپنی اسکو عنایت فرمائی اور اسکا کمل وغیرہ لیکر اوڑھا اور روانہ ہوئے راہ
 بھر دو شیر ساتھ ہوئے دن کو راہ بتلاتے رات کو موزیوں سے محافظت کرتے معاملہ میں لکھا ہی
 کہ بسبب ناواقفیت راہ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ عسی ربی ان یمدنی
 سوار السبیل یعنی امید ہی کہ میرا رب ایجاوے مجکو سیدھی راہ تب ایک فرشتہ نیزہ بردار
 راہ بتانے کو حضرت کے ساتھ ہوا اور جب مصر سے نکلے تھے کچھ کھانا پینا ساتھ نہ تھا گھاس
 اور ساگ کھاتے رہے تو اتنا ضعف ہو گیا کہ سبزی گھاس کی پیٹ میں نظر آتی تھی اور

ہجرت موسیٰ علیہ السلام

عند ذلک یسعی
 یخرج من المدینۃ
 و یصل الی مصر
 و یصل الی مصر
 و یصل الی مصر

و یصل الی مصر

جلوہ اربابِ خدائے
کی رہنمائی و مدد

پیادہ روی سے پیرون میں آبلے پڑ گئے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ اول ابتلا تھی حضرت
موسیٰؑ کو جانبِ خدا سے انقضہ ساتویں دن بقول صحیح مدین کے کھن پر جو شہر کے کنارے تھا
پہونچے تو دیکھتے ہیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور مرد لوگ بکریوں کو پانی پلاتے ہیں کما قال اللہ
فی سورۃ القصص و جد علیہ امتہ من الناس یسئلون و وجد من و نہم اظہر من تزود ان یعنی پائے
و ان جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے اور پائین اُنکے سوا سے دو عورتیں رُکی کھڑی یعنی وہ
عورتیں جیسے رُکی کھڑی تھیں اور قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اسلئے اپنی بکریوں کو
پانی پینے سے روکتی تھیں کہ مرد لوگ پہلے پالیں اور کنواں خالی ہو جائے تو ہم بچا پھالینگے
یا اسوا سئلے رُکی تھیں کہ اُورون کی بکریوں سے ہماری بکریاں مل جائیں یا مردوں کو اپنی
بکریوں کے پاس آنے سے روکتی تھیں یا بکریوں کو گھیرتی تھیں تاکہ بھاگ جائیں بالجملہ جب
یہ حال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو بسبب شفقتِ نبوت کے اُنکے پاس تشریف لائے
اور فرمانے لگے یا بھلا تم کو کیا کام ہے کہ تم اپنی مویشی کو پانی نہیں دیتی ہو اور روکے کھڑی ہو
قالت انستی حتی یصدر الرعاع یعنی بولیں ہم نہیں پلاتے پانی جب تک پھیر لجاوین چر رہا ہے کیونکہ
ہم عورت ہیں ہکو طاقت نہیں کہ پالیں اور نہ استطاعت ہے کہ مردوں سے مزاحم ہوں جب
مرد لوگ اپنے مویشی پلا کے چلے جائینگے تو ہم بچا ہو پانی اپنی بکریوں کو پلائینگے حضرت موسیٰؑ نے
فرمایا کیا تمہارے گھرمین کوئی مرد نہیں بولیں ہمارے گھرمین کوئی مرد نہیں ہے صرف ایک
باپ بوڑھا بڑی عمر کا ہے کہ یہاں تک انہیں سکنا اس سبب سے ہم آتے ہیں فائدہ یہ دونوں بیٹیاں
بروایت صحیحہ حضرت شعیب علیہ السلام کی تعین بڑی کا نام صفورا اور چھوٹی کا صفیرا تھا
اور معالم التنزیل میں چھوٹی کا نام لکھا ہے اور محمد اسحاق نام چھوٹی کا شرفا لکھتے ہیں اور
بعضے بڑی کا صفرا اور چھوٹی کا صفیرا بیان کرتے ہیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ چھوٹی کا نام صفورا تھا
کہ اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا ہے ابہلما مکی باتوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
رحم آیا تو ایک کنواں اُسکے قریب اور تھا اُسکے منہ پر ایک پتھر رکھا تھا کہ چالیس آدمی اُسکو
اٹھا سکتے سو اُسکو اٹھا کے پانی پلا دیا اور ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
مردوں کے پاس تشریف لائے اور کہا کیوں انکی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے کہ یہ جلد اپنے گھر خان
اور انکو کنوئیں سے ہٹا دیا اور انکی بکریوں کو پانی پلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں نے
اور وہ سے تشکم جواب میں کہا کہ ہم تو نہیں پلاتے ہیں اگر قوت ہو تو پلا دو حضرت موسیٰؑ

نہجے میں آئے وہ لوگ خوف سے ایک طرف ہو گئے اور دیکھنے لگے کہ کیونکر پانی پاتے ہیں حضرت نے وہ ڈول جسکو دسل آدمی نکالتے تھے باوصف ضعیف اور فقہت کے کنوینین میں ڈال کر کہینچا اور بکریوں کو پانی پلایا ایک ڈول میں ایسی برکت ہوئی کہ سب بکریاں سیراب ہو گئیں کما قال فی سورۃ القصص فسقی لہما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من غیر فقیر یعنی پھر اُسے پلا دیے اُنکے جانور پھر بہت گریا پھانوک کی طرف بولا اے رب تو جو اتارے میری طرف ابھی چیزیں اُسکا محتاج ہوں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ سے سوال کیا کہ تھوڑا آٹا بھلوے تو میں طاقت پاؤں اور سعید ابن جبیر کہتے ہیں کہ نگر آخرے کا مانگا اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھون دنیا اللہ سے نہیں مانگی بلکہ اُس دن آباد اسکے دونوں بیٹیاں حضرت شعیب کی مردوں سے پہلے گھر پہنچیں تو بکریوں کے پیٹ بھرے ہوئے تھے حضرت شعیب نے پوچھا آج کیا سبب ہے جو تم جلد آگئیں ان دونوں حال بیان کیا تب اشتیاق سے حضرت شعیب نے ایک بیٹی سے فرمایا کہ اُس مرد کو میرے پاس لاؤ حقیقت یہ ہے کہ عورتوں نے پہچانا کہ سایہ پکڑنا ہی مسافر پر دور سے آیا تھا بھوکا شکر اپنے باپ سے کہا اُنکو درکار تھا ایک مرد نیک بخت کہ بکریاں چرائے اور بیٹی کو بیاہ دین ہوا حضرت شعیب نے کہا اے اُمیر سے پاس چنانچہ مسافروں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں کما قال فجاؤا احدہما امشی علی استیجار یعنی پھر آئی اُسکے پاس دونوں میں سے ایک چلتی شرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منہ کو چادر سے چھپائے ہوئے کمال شرم آئی اور بولی ان ابی یہ تو ک لیجز یک اجر استقیقت انانے میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اُسکا کہ تو نے پلا دیے ہمارے جانور معالمتنزیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے مزدوری کا نام سنا تو ارادہ کیا کہ بچاؤن لیکن بہت بھونکے تھے ناچار چلے اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت شعیب کی زیارت کے مشتاق ہو کر تشریف لے چلے صفورا آگے آگے پہلین اور حضرت موسیٰ پیچھے پیچھے استہمین ہوا چلی صفورا کے کپڑے اُٹھنے لگے حضرت موسیٰ نے کر وہ سمجھ کر فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چل راہ بتلاتی ہا توں میں پھر اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر میں پہنچے اُسوقت حضرت شعیب کھانا کھانے کے تھے میں تھے بولے اے جو ان بیٹھ جا اور کھانا کھا لے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے عوذ باللہ حضرت شعیب نے کہا اسکا کیا سبب ہے کیا تو بھوکا نہیں ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا بیشک میں بھوکا ہوں

لیکن خوف ہو کہ یہ کھانا پانی پلانے کی مزدوری نہ ہو جائے اور میں اُس گھرانے کا لڑکا ہوں کہ ہرگز آفت کے کام میں دنیا کی چیز مزدوری نہیں لیتے حضرت شعیبؑ نے کہا واللہ یہ مزدوری نہیں ہے یہ تو میری عادت ہے اور میرے باپ دادوں کی بھی عادت تھی اور میں خاطر داری و ضیافت و خدمتگذاری مہمان کی عبادت جانتا ہوں اور تم میرے مہمان ہو انکار مروت کے خلاف ہے کیونکہ مہمان بات میزبان کی مان لیتا ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے اور دعوت کا کھانا کھانے لگے جب قبیلے کے مارنے کا ذکر کیا اور فرعون کا احوال کہا تو حضرت شعیبؑ نے جانا کہ یہ شخص اہلبیت نبوت میں ہے تو فرمانے لگے لا تخف نجوت من القوم الظالمین یعنی مت ڈر تفریح آیا اُس قوم بے انصاف سے فائدہ حضرت شعیبؑ نے یہ اس واسطے کہا کہ فرعون کی بادشاہت میں مدین داخل نہ تھا پھر صفور نے حضرت شعیبؑ سے عرض کیا کہ اس شخص کو آپ نوکر رکھ لیجیے تو بہت اچھا ہے چنانچہ ارشاد ہوا سورہ قصص میں قالت احدہما یا اہبت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنی بولی ایک اُن دونوں میں سے کہ اچھا آپ اسکو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر ہے جو تور کھا چاہے وہ جزور اور ہوامانت وارد معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ جب صفور نے یہ کلام عرض کیا تو حضرت شعیبؑ علیہ السلام نے پوچھا تو نے قوت و امانت کیسے جانی اُس نے کہا میں نے زور دیکھا ہماری ڈول کھینچنے سے اور پتھر کے اٹھا لینے سے اور امانت اسطرح معلوم ہوئی کہ اس نے مجھے کہا تو پیچھے پیچھے چل تاکہ ہوا سے ہوا بدن نہ کھلے کہ میری نظر پڑیگی اور بے طمع ہونا آپ پر خود ظاہر ہو گیا تب حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکر می کرے آٹھ برس پھر تو اگر پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے تبرع ہے نہ کہ واجب اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف ڈالوں کسا قال فی سورۃ القصص۔

انی ارید ان انکح احدی ابنتی ہاتین علی ان تاجر فی ثمانی حج فان اتمت عشر فمں عندک و ما ارید ان اشق علیک عین المعانی میں لکھا ہے کہ اگلی شریعتوں میں بیٹیوں کا مہر باپ لیتا تھا مگر ہماری شریعت میں فسوخ ہو گیا اور بعضہ کہتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کے قول کے یہ سنئے ہیں کہ مہر میری لڑکی کا یہ ہے کہ اسکی بکریاں آٹھ برس چراوے ہاں جملہ حضرت موسیٰ نے فرمایا ذلک بنی و بنیک ایہا الابرار قضیت ظلم عدولن علی و اللہ علی ما نقول و کیسل یعنی یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جو نسی مدت ان دونوں میں ادا کروں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر

اور اس پر بھروسہ اسکا جو ہم کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ ان دونوں مدت میں جو گذر جائے میں مباح ہو جائوں پھر مجھ پر زیادتی نہو اور اپنی اہل کو لے لوں متعالم میں لکھا ہے کہ جب یہ قول و قرار جانیں سے ہو گیا تو حضرت شعیب نے بڑی بیٹی بیاہ دی یہ قول ہے وہب ابن منبہ کا اور بعض کہتے ہیں کہ چھوٹی لڑکی بیاہ دی کہ وہی بٹائے کو گئی تھی اور اُس نے کہا تھا یا ابا اساجرہ یہ رویت ہے ابی ذر کی آنحضرت صلعم سے مروی ہے اور نام اُس لڑکی کا صفورا تھا الغرض بعد نکاح حضرت شعیب نے اپنی بیٹی فرمایا کہ ایک لڑکی موسیٰ کو لادے کہ بکریاں چراوے اور موزیوں سے بچا دے اُس نے ایک لڑکی لادی کہ اُس سے بکریاں چرانے لگے فائدہ اس مقام سے شبانی کا مرہونا معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ نے اسکا ذکر قرآن میں بلا انکار فرمایا تو لائق ہے کہ ہماری شریعت میں بھی جائز نہو اور علیٰ ہذا القیاس باپ کو مرہونا اور لفظ مستقبل سے نکاح ہونا اور مرہون کو کچھ بھول ہونا بھی واضح ہوتا ہے لیکن شبانی کا نہ ہونے کے سواے اور باتیں ہماری شریعت میں جائز نہیں ہیں کیونکہ انہیں صریح و اقوال الفساد صدقائے حق سے آپ کو مرہونا درست نہیں ہے اور جو لفظ اریہ سے کہ بعینہ مستقبل ہے وعدہ نکاح نکلتا ہے اور احدی ابنتی سے مجولیۃ زوجہ سوا غلب کہ وقت نکاح تعیین زوجہ و بلفظ ماضی عمل میں آیا ہو گا اور شبانی کا حال یہ ہے کہ حسینی میں لکھا ہے کہ سواے بکریاں چرانے کے اور شافع مہر میں ہو سکتا الا عند الشافعی رح اور صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کسی روایت میں شبانی مہر نہیں ہو سکتی اور یہ تو کتب فقہیہ میں موجود ہے کہ خدمت خُز و جہ کے واسطے بتعین زمان و تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ دونوں مال نہیں ہیں لیکن اگر انکو مہر قرار دین تو نکاح صحیح ہے اور امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک مہر مثل لازم اور امام محمد کے نزدیک قیمت مثل خدمت اور اگر زوج غلام ہے تو خدمت اسکی قابلیت مہر رکھتی ہے اسلئے کہ عبد حکم مال میں ہے اسلئے اگر زوج آزاد ہو اور خدمت غیر زوجہ مہر قرار دین تو درست ہے اور جو چرانا بکریوں کا مہر ٹھہرا دین تو اس میں دو روایت ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ قصہ شعیب و موسیٰ میں خدمت شعیب چرائی بکریوں کی قرار پائی تھی نہ خدمت زوجہ اور نزدیک شافعیہ کے سب صورتوں میں خدمت مہر ہو سکتی ہے اور کچھ خوجہ کی قید نہیں والہا علم آوریہ بھی اس قصہ سے نکلا کہ نکاح میں دلی معتبر ہے اندھا ہونا نکاح کی ولایت میں کچھ قاضی نہیں ہے اور آیت قرآنیہ سے اُس پر رد بھی ہو جو حیوان کا اجارہ دہن برس تک جائز نہیں باننا فائدہ عصاے موسیٰ میں اختلاف ہے عکرمہ کے نزدیک اسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُنکے حضرت جبریل نے لے لیا

اور جب حضرت موسیٰ سے رات کے وقت ملاقات ہوئی تو انگو دیا اور کبضوں کے نزدیک
 بعد حضرت آدم علیہ السلام کے بطریق توارث پیغمبروں کے پاس رہا حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کو
 پہونچا اور معالم التنزیل میں ہے کہ سدی سے روایت ہے کہ ایک فرشتہ عصا کو شعیب کے پاس
 امانت رکھ گیا گیا تھا وہی لاٹھی صفورائے لادی تھی کہ حضرت شعیب نے کہا یہ ایک کی امانت ہے
 اور لاٹھی لا دے اسکو رکھ آوہ تین مرتبہ لائیں مگر وہی لاٹھی تھی آخر کار حضرت موسیٰ اسکو لیکر
 بکریان چرانے پہلے اتنے میں حضرت شعیب کو وحی ہوئی کہ پرانی امانت دوسرے کو دالے کی
 وہ دوڑے واپس کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپسی سے انکار کی و فون میں
 نزع ہونے لگی آخر یہ قرار پایا کہ جو کوئی اول راہ میں لے وہ فیصلہ کر دے چنانچہ ایک فرشتہ آیا
 اسنے کہا عصا زمین پر رکھو جو کوئی اٹھالے وہی مالک ہے سو حضرت موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی اول
 حضرت شعیب نے اٹھائی تو اُسے نہ اٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اٹھالی ہی فیصلہ
 ہو گیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت شعیب کے شتر لکڑیاں تھیں پیغمبروں کی انہیں ایک عصا
 دو شانہ دس گز کا لٹا تھا جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت شعیب
 یہ انعام ہوا تھا کہ یہ عصا اس پیغمبر کا ہے جو اولاد یعقوب اسرائیل بن ہوگا اور خدا کے تعالیٰ اسے
 بلا واسطہ ملک کلام کریں گے جب کہ حضرت شعیب نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تو حضرت موسیٰ علیہ
 فرمایا کہ انہیں سے ایک عصا بکریان چراہ لے کو لے لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کٹھری میں لگے
 تو بہشت والا عصا بولا کہ مجھے لو انھوں نے اُسی کو لیا حضرت شعیب نے ہاتھ سے دیکھ کر فرمایا کہ
 یہ رہنے دو اور لاؤ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساٹ مرتبہ گئے اور وہی ہاتھ آیا اور ساتویں
 مرتبہ وہ بولا خذ فی غائی لک یعنی لے لے تو بگو میں تیرے واسطے مخصوص ہوں پھر یہ حال
 حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شعیب سے کہا تو حضرت شعیب نے
 جانا کہ یہ پیغمبر ہی ہے جس سے اللہ صاحب بلا واسطہ کلام فرماویں گے تب حضرت موسیٰ سے کہا
 اس لکڑی سے غافل نہ رہنا یہ منظر عجائب و غرائب ہے اور سماء صفور اوپنی بیٹی سے فرمایا کہ
 تجکو بشارت دیتا ہوں کہ تیرا شوہر انبیاء اولوالعزم سے ہوگا اور بہت قریب وقت آتا ہے کہ
 نصرت نبوت اسکو پہنائی جائے اور شہادہ ابن اوس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت شعیب
 اکثر رویا کرتے یہاں تک کہ آنکھیں جاتی رہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بصارت
 عطا کی پھر روئے پھر جاتی رہیں اسی طرح تین مرتبہ اتفاق ہوا تب جناب باری سے ارشاد ہوا

کہ اسے شعیب تو شوق جنت میں روتا ہی یا خوف دوزخ سے عرض کیا کہ یا رب میں تیرے شوق ملازمت میں روتا ہوں حکم ہوا کہ صبر کر تجکو ملاقات نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیم کی خدمت کر گیا انقصہ بعد غایت کرنے عصا کے حضرت موسیٰ سے وصیت فرمائی کہ میں کے قریب ایک جگل ہو وہاں ایک اژدہا رہتا ہے اُسکے خوف سے چرائے والے اُس طرف نہیں جاتے تم بھی اُسین نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جگل کو چلین ہر چند موسیٰ نے روکا نہ روکین ناچار بچے پیچھے تشریف لے گئے اور عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُسپر لٹکا کے سو رہے بکریان چرنے لگیں یکایک وہ اژدہا بکریوں کی طرف چلا تو عصا سانپ بن کے اژدہ کو بھل گیا اور اپنی جگہ پر آیا بعضہ کہتے ہیں کہ اُم المؤمنین صفورا ایک اونچے مکان سے یہ ماجرا دیکھتی تھیں کہ ایسا نہ ہو حضرت موسیٰ اُس جگل کی طرف تشریف لیجائیں جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ اُسی طرف تشریف لے گئے اور سو رہے اور اژدہ آتا ہی تو مضطرب ہو میں اوٹھ پٹنے باپ سے اجازت لے کے مضطربانہ اُسی جگل کی طرف چلین تو یہ معجزہ عصا کا نظر پڑا یہ ماجرا اپنے باپ سے بیان کیا تب حضرت شعیب کو مرتبہ حضرت موسیٰ کا اور معجزہ عصا کا کہ علم الیقین تھا عین الیقین ہو گیا فائدہ حضرت موسیٰ کا قدر شریف دس گز کا تھا اور عصا بھی دس گز کا تھا فائدہ اس لائھی کے نام میں اختلاف ہو متقابل ابن سلیمان اُسکو کفہ کہتے ہیں اور متقابل ابن ہشام غیاث اور بعضے زاہد بھی کہتے ہیں لیکن اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ نام اُسکا علیقہ تھا اور کلام مجتہد اُسکے چار نام ہیں اول عصا چنانچہ الق عصاک دوسرا حقہ فاذا ہی حقہ تیسرا ثعبان فاذا ہی ثعبان بین چوتھا جان کا تھا جان عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس لائھی میں شرمعزے تھے دو کلام مجید میں مذکور ہیں ایک دریا سے نیل کا پھٹ جانا اور دوسرا چشموں کا جاری ہونا پتھر سے اور کاتب اوراق نے اٹھارہ معجزے تفسیر ول میں دیکھے ہیں ایک یہ کہ اُس عصا میں دو شعبے تھے جب حضرت موسیٰ جگل میں پہنچتے اور رات ہو جاتی تو ان دونوں سے آفتاب و مہتاب کی سی روشنی پیدا ہوتی تھی دوسرا یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ و شہد کی خواہش ہوتی تو ایک سے دودھ نکلتا تھا اور دوسرے سے شہد تیسرا جب حضرت موسیٰ کو پیاس لگتی یا بکریان پیاسی ہو تھیں تو اُسکو کنوین میں چھوڑتے پانی بقدر کفایت آجاتا اگر کنواں گہرا ہوتا تو عصا اُسکے برابر ہو جاتا چوتھا جب حضرت موسیٰ کو بھوک لگتی تو اُسکو زمین پر مارتے موافق کھانے کے زمین سے نکلتا پانچواں جب کسی بیوگی

بیان اختلاف در
عصا موسیٰ

بیان معجزات موسیٰ

خواہش ہوتی تو زمین میں گھاڑ دیتے سبز ہو جاتا اور شاخیں نکال لاتا اور پھولت پھلتا اور جس قسم کا میوہ چاہتے مل جاتا اکثر بادام ہوتے تھے چھٹا جب مقابلہ کسی دشمن کا ہوتا تو دونوں شعبے دو ارد سے ہو جاتے اور دشمن پر دوڑ پڑتے کہ وہ بھاگ جاتا سنا تو ان جب راہ میں کوئی پساڑ یا درخت پڑ جاتا جس سے راہ بند ہوتی اور نکلنا دشوار ہوتا تو حضرت موسیٰ اُسی سے مال دیتے آٹھوان جب کسی دریا یا نہر پر پہنچتے اور وہاں کشتی اُتارے کو نہوتی تو اُسکو مارتے سوکھی راہ میں چلے جاتے تو اُن جب کمین سفر کرتے تو اُسی پر سوار ہوتے اور جلد پہنچ جاتے دثوان جب جنگل میں راہ بھولتے وہی راہ بتلاتا کنذانی اخبار الدول گیارہوان جب کوئی بد بو آ جاتی اور حضرت موسیٰ اُس سے متنفر ہوتے تو اُسی کو سونگھتے بوسے عطر اُس سے صحت پتی بارہوان جس راہ میں کچھ خوف ہوتا اُس راہ چلنے سے منع کرتا تیرہوان جب بکریاں بھونکی ہوتیں درختوں سے پتے جھاڑ لیتا چودھوان جب کوئی موزی حشرات الارض سے ظاہر ہوتا دور کر دیتا پندرہوان جب کبھوان حضرت موسیٰ سفر فرماتے تو اسباب ضروری اپنا اسپر رکھ کر کندھوں پر رکھ لیتے کچھ بوجھ نہ معلوم ہوتا سٹھوان جب سوتے تو بکریوں کی حفاظت کرتا جب تک کہ حضرت موسیٰ بیدار ہوتے سترہوان پنجشنبہ کو غائب ہو جاتا اور کعبہ کی زیارت کرتا اور طواف کر کے مدینہ منورہ میں آتا اور جہان اب قبر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا ہو کر درود آنحضرت پر پونچاتا اور اُنکی امت کے واسطے دعا کرتا اٹھارہوان جب فرعون اپنے لوگوں میں کچھ باتیں کرتا تو حضرت کو آگاہ کر دیتا القصہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام بردار ابن عباس وانی ذر رضی اللہ عنہما دس برس حضرت شعیب کی خدمت میں رہتے اور حضرت شعیب نے بعد اتمام مدت صفورا کو تسلیم کیا اور بردایت مجاہد رضی اللہ عنہ اور بھی دس برس اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر آیا تو صفورا نے حضرت موسیٰ کے اہاسے کچھ بکریاں حضرت شعیب سے مانگیں حضرت شعیب نے فرمایا کہ جتنی اس سال میں بکریاں بچے جنسین وہ تمہارے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ حضرت شعیب نے از خود بلا درخواست عوض حسن خدمت کے فرمایا کہ جس قدر بکریاں اس سال اہلق بچے جنسین وہ بچے تمہارے ہیں اللہ صاحب نے حضرت موسیٰ کو خواب میں دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی میں مار جہاں بکریاں پیتی ہیں اور اُس سے پانی پلاؤ تو برکت ہو حضرت موسیٰ نے اُسی طرح کیا غایت اتنی سے سب بکریاں حاملہ ہو گئیں اور دو دو بچے ایک نر اور مادہ جنسین اور سب اہلق حضرت شعیب کے ملے

کہ یہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور انکی عورت کو انعام دیا ہے چنانچہ سب بچے حضرت موسیٰ کو عنایت فرمائے تب موسیٰ نے اجازت چاہی کہ اگر ارشاد ہو تو میں اپنے وطن میں جا کے اپنی والدہ کی زیارت کروں کیونکہ اب مصر کے لوگ قبطی کا معاملہ بھول گئے ہونگے کچھ میری تلاش بھی نہ ہوگی حضرت شیعت نے خوشی سے اجازت دی اور بی بی کو ہمراہ اُنکے کیا اور دو غلام ساتھ کیے تاکہ مشترک پہونچا کے چلے آویں چنانچہ حضرت موسیٰ نے ایک غلام اونٹ کے ساتھ جسر اثاث البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریوں کے ساتھ کر کے آگے روانہ کیا اور خود سواری زمانہ کے ساتھ ہو کے کنارے کنارے دریا کے تشریف لے چلے اور راہ شام بالکل چھوڑ دی باین خیال کہ مبادا ملک شام کہ فرعون کے تابع ہیں کسی طرح کا تعرض اُس غلام کے سبب سے کریں چنانچہ ایک روز راہ بھولے اور پانچویں دن طور پہاڑ کی طرف جا پڑے ہر خید میدان میں پھرتے رہے راہ نہ ملی شام ہو گئی اور وہ رات محققین کے نزدیک شب جمعہ اٹھا رہوین ذیقعدہ تھی اُس وقت برف پڑتا تھا رات بشت اندھیری تھی اتفاقاً بکریاں از خود بھاگین اور متفرق ہو گئیں دونوں غلام اُنکے یکجا کرنے پر مصروف ہوئے صرف حضرت موسیٰ اپنی بی بی کے پاس ٹھہرے اس عرصے میں حضرت کے گھر میں حل تھا اور پورے دن سو اس وقت میں اُنکی بی بی کو دردزدہ شروع ہوا اُنھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر کہیں آگ ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بچتے حضرت نے لوہے کو پتھر سے مارا آگ نہ نکلی اور لکڑی سے بھی نور طلب کیا ظاہر نہ ہوا پھر غلاموں نے ادھر ادھر دیکھا تو کہیں آبادی کا نشان ہی نہ ملا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اضطراب سے آگ لگی تلاش میں تشریف لے چلے تو داہنے طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی دکھلائی دی خوش ہوئے اور غلاموں سے فرمایا کہ تم بھی گھر میں آگ کا نشان پایا ہے آگ بھی لاتا ہوں اور جو کوئی آگ کے پاس ہو گا اُس سے راہ بھی پوچھے آتا ہوں چنانچہ ارشاد ہوا سورہ طہ میں واذراعی ناراً فقال لا بلہ امکنوا فی ہست نار الہی آتکم منها بقیس او اجد علی النار ہدیٰ یعنی جب اُس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اُس میں سے سُلگا کر پاپاؤں اُس آگ پر راہ کا پتہ یہ فرما کرو ہاں سے چلے تو وہ مکان بعض روایت میں بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا مگر حضرت موسیٰ بسبب کمال نفسانی کے جلد پہونچے کما قال فلما جاءہ فودعی ان بورک من فی ہلہ ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین یعنی پھر جب پہونچا اُس پاس آہ از ہوئی کہ حرکت رکھتا ہوں

راہ کی تلاش میں
راہ میں جان بھرتے

جو کوئی آگ میں ہی اور جو اسکے آس پاس ہی اور پاک ہی ذات اللہ کی جو صاحب سارے
 جہان کا ہی معالمتنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ برکت رکھتا ہے موسیٰ جلیل
 آگ میں آیا ہے اور برکت رکھتے ہیں ملائکہ جو اسکے آس پاس ہیں اور بعضے نار سے نور مراد ہیں
 اور ذکر نار صرف اس واسطے ہوا کہ حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں تھے اور اسکو آگ سمجھے تھے
 اور من فی النار سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰ بھی مراد ہیں گو آگ میں نہ تھے
 جس طرح کوئی منزل پر پہنچنے لگتا ہے تب کہتے ہیں کہ فلاں شخص منزل پر پہنچا اگرچہ نہ پہنچا ہو
 اور ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیرؓ سے روایت ہے کہ بورک فی النار سے قدس فی النار مراد ہے
 یعنی یہ لوگ ذات پاک الہی مراد رکھتے ہیں کیونکہ اسی نے آگ سے حضرت موسیٰ کو پکارا اور
 اپنا کلام سنایا جیسا توریت میں ہے کہ اللہ آیا سینا سے اور چمکا سا عیر سے اور بلند ہو جبل
 فاران سے پس انا اللہ کا سینا سے بعثت حضرت موسیٰ مراد ہے اور سا عیر سے بعثت حضرت
 عیسیٰ اور فاران سے بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فقیر کے نزدیک اگر اصل آگ بھی
 مراد رکھتے تو مضائقہ نہیں کیونکہ یہ بھی ایک پردہ ہی پردہ ہاے الہی سے پھر تادیل کی حاجت
 نہیں اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قدوس فرشتہ جو کہ تجلیات الہیہ پر موکل ہے بصورت نار ظاہر ہوا تھا
 کیونکہ حاملین عرش چار فرشتے ہیں ایک کا نام قیوم ہے اسکو ہیولی اور صورت ظاہری اور شالی
 اور زمان اور مکان اور جہات و حرکات پر موکل بنایا ہے دوسرے کا نام مصور کہ موکل صور و تصویر
 تیسرے کا عدل کہ انتظام عالم پر موکل ہے چوتھے کا قدوس کہ موکل تجلیات الہیہ پر اور
 علم مظاہر تجلیات اسکو حاصل ہے اور قائم کرنا شرائع اور عقائد و اعمال کا اسکے ذمہ ہے اور حفظ
 مراتب اہل اللہ و میر مظلمت حقہ و باطلہ وغیرہ اسکو مقوض ہے اور تسبیح اسکی سبحانک چیست کنت
 حدیث شریف میں وارد ہے اور یہی فرشتہ بصورت بجلی متشبہ ہوتا ہے اور یہی فرشتہ جارح لسان
 الہی انا اللہ اور آیت ذات حق واقع ہو جاتا ہے پس یہی فرشتہ تھا کہ بصورت نار ظاہر ہوا اور
 مصداق بورک فی النار واقع ہوا اور کلمہ الہی انا اللہ جناب الہی سے کلام بے کیف اس فرشتے
 سینے میں آیا اور آگ سے سموع ہوا ہو تو عجب نہیں واللہ اعلم بالصواب بالجملہ حضرت موسیٰ نے
 جانا کہ آگ نہیں ہے بلکہ ایک عجیب ہی عجائب قدرت الہی سے کہ بزم آتش ظاہر ہوا ہے کیونکہ
 اگر آگ ہوتی تو اسکی کچھ حد ہوتی اسکا تو یہ حال ہے کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوج کو جو کہ
 شبابہ درخت عناب کے ہوتا ہے اور ملک شام میں بہت پایا جاتا ہے گیسے ہے اور درخت

بالکل سبزی اور روشنی ایسی جیتی ہو کہ آنکھیں جھپکتی ہیں اور گرمیش اس کے تسبیح ہو رہی ہے
تسبیح بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس جنگل سے لے کے ایک دستہ باندھا اور
آگ سے جلانے کو چلے وہ انکی طرف دوڑی یہ خوف سے پیچھے سے آگ ٹھہر گئی کئی مرتبہ
اسی طرح اتفاق ہوا پھر حضرت موسیٰ تھیر میں تاشا دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم الشان آگ سے
اٹھا کہ زمین سے آسمان تک ہو گیا اور تسبیح فرشتوں کی بلند ہوئی اور روشنی اسکی پھیل گئی کہ
حضرت کی آنکھیں جھپکین تب حضرت موسیٰ نے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے تو آواز آئی کہ یا مولا
انی انا ربک فاطع علیک ملک بالواو اقدس طوی یعنی اے موسیٰ میں ہی ہوں تیرا رب سو اتار
اپنی پاپوشیں تو ہی پاک میدان طوی میں طوی جنگل کا نام ہے خلاصہ یہ کہ اے موسیٰ تیری کپڑا ہوں
بصورت آگ تبجلی ہوا تو اپنی پاپوشیں دور کر کہ یہ مکان میری تجلی اور حضور ملائکہ سے کہے اور
بیت الحرام کا حکم رکھتا ہی اور جاے مطہر و پاک ہی اس میں پاک ہو کے آنا چاہیے فائدہ عبد اللہ
بن سعود سے روایت ہے کہ پاپوشیں گدھے کی کھال سے بنی تھیں اور اسکی دباغت نہیں ہوتی
اس لیے اتارنے کا حکم ہوا تعامل میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کو درخت سے آواز آئی کہ یا موسیٰ
تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہو کہنے لگے اے تیری آواز نشانوں
پر مکان نہیں جانتا مجھ کو نشان دے تو کہاں ہی پھر آواز آئی کہ انا فوقک ومعک واماکن اقرب
ایک من لفساک یعنی میں تیرے اوپر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں اور تیرے آگے ہوں اور تیرے
قریب زیادہ ہوں تیرے جی سے شب معلوم ہوا کہ یہ بات سوائے اللہ کے اور کسی پر تجویز نہیں
ہو سکتی کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہوں اور سب بدن کے اعضا کان ہو گئے ہیں سو یہ آواز میں
مگر خدا کی قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشیں اتاریں اور کلام شروع ہوا کہ سورہ طہ میں
ارشاد ہوتا ہی انا اخترک فاستمع لما یوحی انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذكری
ان الساعۃ آتیۃ اکاد اخفیہا لتجرى کل نفس بما تسعى فلا یصلک عنما من لایؤمن بہا و اتبع
ہواہ فردی یعنی میں نے تجھ کو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں ہوں میں اللہ ہوں کسی کی
بندگی نہیں سوائے میرے سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آتی ہے
میں چھپا رکھتا ہوں اس کو کہ بدلائے ہر جی کو جو وہ کہتا ہی سو کہیں نہ روک دے لے لے لے اس سے
وہ جو نہیں یقین رکھتا اس کا اور پیچھے پڑا ہی اپنی خواہش نفس کے پھر تو چھپکا جائے سے خدا کی
دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو آدین پیہری پہنائے لے فائدہ حضرت موسیٰ کو

پہلی وحی میں نماز کا حکم ہوا اور ہمارے پیغمبر کو بھی پہلے نماز کا حکم ہوا ہی اور دیکھو بڑے لوگوں کی صحبت سے حضرت موسیٰ کو روکا اور منع فرمایا ہی پھر عوام الناس کی کیا حقیقت ہو انکو تو صحبت نہ رہ قاتل ہو حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اتم الصلوٰۃ لذكری کے منہ سے یہی کہ نماز کو برپا کرنا کہ مجھ کو یاد کرے اور مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز چھوٹ باسے اور یاد آوے تو اسکو پڑھ لے اسی طرح قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من نسی صلوٰۃ فليصليها اذا ذكرها لا كفارة لها الا ذلك ثم قال سمعته يقول بعد ذلك اتم الصلوٰۃ لذكری یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھولے کوئی نماز تو پڑھ لیوے جب پڑ جائے کیونکہ اسکا کفارہ نہیں مگر یہی پھر کہا میں نے سنا آنحضرت کو کہ فرماتے تھے بعد ا کے اتم الصلوٰۃ لذكری بالجماء بعد ارشاد حقائق توجید اور آداب عبادت اور خبر قیامت کے پیش حالات پر توجہ ہوا کہ وہ مالک بینک یا موسیٰ یعنی یہ کیا ہو تیرے داہنے ہاتھ میں ای موسیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا ہی عصائی اتو کو علیہا و اہلش بہا علی غمی ولی فیہا مارب آخری یعنی میری لاٹھی ہی ٹیکتا ہوں اور پٹی جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے زمین کئی کام ہیں اس استفسار کا یہ فائدہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکو معجزہ اپنا سمجھیں اگرچہ لاٹھی ہونا اسکا جانتے تھے لیکن معجزہ ہونا اسکا نہ جانتے تھے اور یہ عادت ہو عرب کی کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہو کہ تو جانتا ہو یہ کیا چیز ہو حالانکہ مخاطب خوب اسکو پہچانتا ہو لیکن تکلم ارادہ کرتا ہو کہ معرفت قبلی اسکی لمبا سے اقرارسانی سے فائدہ حقیقت یہی کہ حضرت موسیٰ کو اس خطاب سے کمال خوف لاحق ہوا کہ محض بے طاقت ہوئے تھے اور ہوش جاتا رہا تھا اسواسطے منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ کو اس حالت سے پھیریں اور ایسا کلام فرما دیں کہ جس کلام سے حضرت موسیٰ کو انسیت پیدا ہو سو یہ ایسا کلام فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے بخوف جواب دیا فائدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عصا داہنے ہاتھ میں رکھنا

وہی عصا ہے جس سے حضرت موسیٰ نے فرعون کو مارا تھا

سنت ہو غرض کہ بعد اس سوال وجواب کے ارشاد ہوا انھما یا موسیٰ فالقہما فاذا ہی جیتہ سعی یعنی ڈال دے اسکو ای موسیٰ سو ڈال دیا اسکو کہ دفعہ وہ سانپ ہوا دوڑتا اس حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گمان کیا کہ لکڑی کا کارہ ہو پھینک دی تو ایک آواز مہیب ہوئی حضرت موسیٰ نے تیچھے پھر کے دیکھا تو ایک اثر دبا نظر آیا کا لازردی مائل چارپائون کا جیسے اونٹ اور نہایت بد صورت آنکھیں ایسی چکتیں جیسے دو انگارے دیکھ کر بہت ڈرے

اور بھاگے لیکن شرمندہ ہو کر تموڑی دوڑ پھر گئے پھر آواز آئی کہ یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک من الائنین یعنی آگے آ اور نہ ڈرتو خطہ نہیں لینے جس جگہ تھا وہیں کھڑا رہ تب حضرت موسیٰ ڈرتے ہوئے پھرے ارشاد ہوا کہ خدا ولا تخف سنحید ہا سیر تہا الاولیٰ لینے پکڑ لے گا اور نہ ڈر ہم پھر دیگے اسکو پہلے حال پر تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ کلی سے پیٹ کر ڈالا حکم ہوا کہ ہاتھ کھول کر ڈال یا اسوقت کسی فرشتے نے کہا اگر تقدیر میں بلا ہی تو نہیں بچ سکتے حضرت نے کہا یہ درست ہی لیکن میں ضعیف الخلق ہوں ناچار ہاتھ کل سے نکال کر اڑ رہے کے سمجھ میں ڈالا تو وہ انکی لکڑی تھی اہل عرفان فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو خطاب ہوا کہ اے پاپوشین اور لاٹھی کس لیے رکھتے ہو بولے پاپوش اسلیے ہیں کہ اگر بچو آوے تو اسکو ماروں اور جو سانپ آوے تو لکڑی سے ماروں خداوند تعالیٰ نے لعین کو بچھو بنایا اور عصا کو سانپ تاکہ حضرت موسیٰ کو معلوم ہو کہ جو چیز بلا سے بچا سکتی ہو اگر اسد چاہے تو وہی بلا ہو جاتی ہو پس ضارا و رافع بجز ذات پاک کوئی نہیں ہی فائدہ اس قلب اہست میں یہ حکمت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلے میں لاٹھی سے معجزہ دکھلا دیں اور تنہائی میں یہ حکمت تھی کہ مقابلے کے وقت خوف نہ کھاویں اسطرح ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں سارے معاملات و وزخ اور بہشت کے دکھلا دیے کہ قیامت کے دن تمام خلق مع انبیا اور اولیا خوف سے نفسی نفسی کہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیکھ چکے ہیں امتی امتی فرما دیں اور شفاعت پر کھڑے ہوں تنبیہ اگر کسی کو شبہ ہو کہ حضرت موسیٰ باوصف اسکے کہ نبی تھے اڑ رہے سے ڈر گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے مطلق نہ ڈرے تو اسکا جواب یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتش نمرود سے نہ ڈرے اسکا یہ سبب تھا کہ وہ آگ نمرود کی جلائی ہوئی تھی اور انبیا علیہم السلام کافرون کے فعل سے نہیں ڈرتے واللہ اعلم من الناس انکی شان میں ہی اور حضرت موسیٰ اس معاملہ کو کراتی سمجھے اس سبب سے ڈر گئے اور ظاہر یہ کہ انبیا کراتی سے بہت ہی خوف کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اخراج بہشت سے سانپ کے سبب سے ہوا تھا اسی خیال سے حضرت موسیٰ ڈرے کہ الیاس علیہ السلام کہ میں اسکے سبب سے درجہ کرامت سے گر جاؤں قطع نظر اسکے اگر ڈر گئے تو کیا عیب ہوا کیا انسان نہ تھے فائدہ ایک مقام پر لاٹھی کے حق میں ارشاد ہوا ہی کاٹھا جان اور جان کہتے ہیں اس سانپ کو جو چھوٹا ہی اور جلد ہلتا ہی اور ایک جگہ ارشاد: اوبان کہ نہایت بڑے سانپ کو بولتے ہیں

حکمت در علم ہستی

وجہ ترس موسیٰ علیہ السلام

اور یہاں جو ارشاد ہوا ہے جیتہ سبب اُس کا یہ ہے کہ جیتہ شامل ہی چھوٹے بڑے نر مادہ کو اور بعضے کہتے ہیں کہ جیتہ بزرگی میں مثل ثعبان تھا اور سرعت میں مثل جان بالجمہ بعد اس معاملے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جانا کہ یہ بڑا معجزہ مجاہد غنایت ہوا ہے اب کسی اور معجزے کی احتیاج نہیں ہے اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک معجزہ متقابلہ دشمن میں کافی نہیں ہے اثبات مدعا پر مدعی کو دو دلیلین نہایت ضروری ہیں سو ایک دلیل عصا ہے اور دوسری دلیل فی الحال اور لے چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا واساک یدک فی جبیک تخرج میضار من غیر سو و وضم ایک جناح من الرب فذکک برہانان من ربک الی فرعون و ملائکہ یعنی داخل کراپنا ہا تھا اپنے گریبان میں بکھل آئے چٹا گورانہ کچھ بُرائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈرسے یہ دو نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں پر فائدہ دو بازوؤں کا ملا نا کہ یہ ہر جمعیت خاطر سے اور تشویش نکرانے سے جس طرح بازو توڑنا کہنا ہے تو واضح ہے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو بازو کے ملانے سے یہ مراد ہے کہ سینہ پر رکھ لے تاکہ خوف جو ظہور غوارق سے لاحق ہو جاتا رہے اور اس قول کی یہ تاثیر ہے کہ کوئی خائف بعد موسیٰ کے ایسا نہیں کہ وقت خوف کے ہاتھ اپنا سینہ پر رکھ لے اور خوف بچائے اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جس کسی پر خوف غالب ہو چاہیے کہ وہ اپنا بازو ملا دے تو فرج جاتا رہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بازو ملانے سے سکون اور قرار مراد ہے غرض کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جبب میں ڈالا اور نکالا تو ہاتھ گویا چاند تھا اور ہر انگلی سے ایک نور علیحدہ چمکتا تھا عالم میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ نور رات کو مثل قمر اور دن کو مانند شمس چمکتا تھا اور سننے سورہ کی آیت میں برص کے ہیں فائدہ سورہ طہ میں ید بیضا کے حق میں ارشاد ہوا ہے آیت اخیری لزیك من آياتنا الکبریٰ یعنی ید بیضا ایک نشانی اور ہے کہ دکھاتے جا دین ہم شکو اپنی نشانیاں بڑی اب اختلاف ہے کہ آیت کبریٰ کون تھی ید بیضا یا عصا بعضے کہتے ہیں عصا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بیضا آیت کبریٰ ہے تحقیق یہ ہے کہ دو لون معجزے آیت کبریٰ میں داخل ہیں ہر نسبت اور معجزات کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت ہوئے تھے ہر اس میں یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جب مبعوث ہوتے ہیں تو اولاً مخالفین اور منکرین کے قلع و قمع پر توجہ فرماتے ہیں بعد اسکے ہدایت اور ارشاد پر پس عصا صوت تہر ہے اور ید بیضا نمونہ ہدایت اور یہ بھی ہے کہ عصا میں حیات فیسی بصورت ہولناک ظاہر ہوتی ہے

مطالعہ دارالعلوم

اور ید بیضا میں نور غیبی بکمال روشنی جاوہ پاتا تھا اور قہر و سیاست متعلق ظاہر نبوت سے ہی
 اور نور و تجلی متعلق باطن نبوت سے جسکو ولایت کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ید بیضا
 اس سبب سے بڑا ہوا کہ صورت کمال ولایت تھا و ولایت النبوی افضل من نبوتہ اسی سبب سے
 ساحر لوگ ید بیضا کی نفس نہ کر سکے اور نفسل عصا کرتے تھے بالکل یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ
 دونوں نشانیاں آیات کبریٰ میں ہیں اور یہ دونوں معجزے اثبات دعویٰ نبوت میں
 دو شاہد عاقل ہیں کیونکہ زندہ ہو جانا بحیات غیبی اس چیز کا جو قابل حیات نہیں لاطھی ہیں
 ظاہر تھا یہ دلیل صریح ہے کہ مردوں کے دل بلاشبہ زندہ ہو جائینگے اور نفس خبیث کا تو
 پاک ہونا کچھ مشکل ہی نہیں ہے اسی طرح نورانی ہاتھ سے چمکنا دلیل صوح تھا کہ انکے ہاتھ سے
 ارشاد و ہدایت قرار واقعی ہو گا القصہ جب یہ دو نشانیاں عنایت ہو چکیں تو ارشاد ہوا
 اذہب الی فرعون رزقنی یعنی جا طرف فرعون کے کہ اُسے سرائٹھایا ہے اور میری عبادت پر
 اُسکو بلا قال رب انی ظلمت منکم نفسا فاخاف ان یقتلون یعنی بولا امی رب میں نے خون کیا ہے
 انہیں ایک جی کا سوڈر تا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالینگے یعنی فرعون کا لشکر بہت اور بیشمار مال اور میرے
 پاس کچھ بھی نہیں بیان تک کہ اہل و عیال اپنے بھی میں نے ایسی جگہ چھوڑے ہیں کہ اُنکے
 حال سے مجھ کو خبر نہیں اس لیے خداوند کبریٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اُسے بکریاں تھامی اور ایک
 فرشتے نے کیفیت واقعہ حضرت شعیب سے بیان کی حضرت شعیب نے اپنی بیٹی منع حوالی
 اور مویشی اپنے پاس بلالی جب فرعون ہلاک ہو یا تب حضرت شعیب نے اُنکے عیال
 اُنکے پاس بھیج دیے اور قصص میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ اپنی بی بی کو در دزدین
 چھوڑ کے روانہ ہوئے ہیں اُسی وقت حق تعالیٰ نے ایک عورت بشتی صفورا کے پاس بھیجی اُسے
 دائی بنکے جنا یا غرض کہ اسطرح سے اللہ نے حضرت موسیٰ کی تسلی کر دی پھر بسبب تنہائی کے
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میری زبان میں گنت ہے اور میرا بھائی ہارون فصیح ہے وہ میرے
 ساتھ ہو چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا کہ و انھی ہارون ہوا فصیح سنی لانا فارسلہ معی
 رد الیہد قنی انی اخاف ان یکذبون یعنی میرا بھائی ہارون اُسکی زبان چلتی ہے مجھے زیادہ
 سو اُسکو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھ کو سچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں ارشاد ہوا
 کہ سنشد عضدک باخیک و تجمل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما یا تا انا و من اتبعکم الغالبون
 یعنی ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے تلو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکینگے

۱۳۳۳ھ میں کربلا میں حضرت موسیٰ سے ایک چوڑی کے ساتھ آواز
 آئے تھا اُس وقت فرمایا

تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہی اوپر رہو گے اور یہ ارشاد ہوا کلا فاذبنا
 بآیاتنا انما مکمل مستحق یعنی کوئی نہیں ماریگا تم دونوں جاؤ لیکر نشانیاں ہم ساتھ تمہارے
 سنتے ہیں پھر حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا رب اشرح لی صدری و تسیر
 لی امری و احلل عقدہ من لسانی لفقہوا قولی و اجعل لی وزیراً من اہلی ہارون انی اشد وہ
 ازری و اشکر کہ فی امری کی تسبیح کثیراً و تذکرک کثیراً انک کنت بنا بصیراً یعنی ای رب کشادہ کر
 میرا سینہ کہ کسی کا خوف نہ لگے اور آسان کر میرا کام کہ تبلیغ رسالت قرار دینی کر دن اور کھول
 میری گرہ زبان سے کہ بوجھیں میری بات اور دے مجکو ایک کام بنانے والا میرے گھر کا
 ہارون میرا بھائی اُس سے بندھا میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کہ تیری پاک ذات کا
 بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں مجکو بہت سا تو تو ہی مجکو خوب دیکھتا فائدہ ایسے بڑے
 پیغمبروں کو خلق و فوج کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ خلق کو سچ میں
 سمجھا دے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر صدیق تھے کہ شروع نبوت میں بہت لوگ اسکے
 سمجھائے سے ایمان لائے بالجملہ یہ سوال حضرت موسیٰ کا قبول ہوا کہ سورہ طہ میں ارشاد
 ہوا ہوتی قد اوتیت سو لک یا موسیٰ یعنی ملا مجکو تیرا سوال ای موسیٰ و اصطنعتک لنفسی یعنی
 بنایا ہم نے تجکو خاص اپنے واسطے پھر دوسرے مرتبے ارشاد ہوا سورہ طہ میں الذہب انت
 و فوک بآیات و لاتینا فی ذکرى اذ ہب الی فرعون انہ ظنی فقول لاہ قول لا لینا لعلہ یتذکر و یحشی یعنی
 جا تو اور تیرا بھائی لیکر میری نشانیاں اور سستی نہ کر و میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے
 آنے سے سر اٹھایا سو کو اُس سے بات نرم شاید سوچ کرے یا ڈرے حضرت ابن عباس رضی اللہ
 فرماتے ہیں کہ نشانیوں سے مراد نو نشانیاں ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عنایت
 ہوئی تھیں عصا ید بیضا طوفان ہفت روزہ مذمتی چھڑی میٹھک ٹخن مال کا پتھر ہونا
 یہاں تک کہ اندھے چڑیوں کے اور کیرے اور کھانے کی چیز بھی دہا کہ پہلو بایٹا قبطیوں کا
 ایک ہی رات میں مر گیا اور بعضے کچھ اور بھی بیان کرتے ہیں لیکن حاصل ہر ایک کا واحد ہی
 اور بعضے بجائے وہاں قحط سہ سال لکھتے ہیں بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے چلے
 اس عرصے میں حضرت ہارون علیہ السلام مصر میں تشریف رکھتے تھے انکو بھی وحی ہوئی
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہیں تم استقبال کرو اور ملکر دونوں جاؤ فرعون پاس
 اور کو ہم پیغام لانے والے ہیں جہاں کے صاحب کا فاتیما فرعون فقول انارسل رب العالین

چنانچہ حضرت ہارون ایک منزل مصر سے استقبال کو حاضر ہوئے اور ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ جناب ہاری سے یوں ارشاد ہوا ہے کہ اذہبا الیٰ فرعون انہ ظفنی یعنی جاؤ فرعون کے اُسٹے سر اٹھایا ہے اور فساد میں اس حد کو پہنچا ہے کہ دعویٰ ربوبیت کا کرتا ہے سو اُسکی اصلاح کی تدبیر کرنا لازم ہے اور حکم ہے کہ جب اُسکے پاس جاؤ تو اُس سے قول نرم کہو و خشونت سے محترز ہو کیونکہ منکروں کے ساتھ اگر غلطت کرو گے تو جہل و انکار بڑھ جائیگا اور قول حق میں تردد کرینگے پس چاہیے کہ اُسکو یا بادشاہ یا ابوالعباس یا ابوالولید کہہ کر پکارو یا یون کہو کہ ہل لک الیٰ ان تزکیٰ و اہدیک الیٰ ربک فتحشی یعنی تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنو رے اور راہ بتاؤں تجھکو تیرے رب کی طرف پھر تجھکو ڈر ہو یا اسطرح سمجھاؤ کہ میرا پروردگار تجھکو بلاتا ہے تو قبول کر اور دیکھ تجھکو اُس نے چار سو برس کی مہلت دی کہ اس مدت میں تو نے کیا کیا بے ادبی کیا کیں اور اُس نے اپنی نعمت نہیں چھینی بلکہ تجھکو صحت و عافیت میں رکھا اور بچھے کہتے ہیں کہ قول نرم یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم فرمایا کہ اے موسیٰ فرعون سے یون کہتا کہ اے فرعون چار سو برس تیری عمر سے گزر گئے اور اس عرصے میں تو انارکیم الاعلیٰ کتار ہا کہ اور کسی منکر جبار نے ایسا نہیں کہا اب تیری عمر سے ہلکین چالیس برس رہے ہیں اور تو زندگی کو دوست رکھتا ہے اور مصابحت عورتوں کی تجکو پسند ہے اگر ایک مرتبہ انت ربی الاعلیٰ زبان سے کہدے تو کفر چار سو برس کا جاتا رہے اور سر نو سے تجھکو جو ان بنا دوں کہ پندہ بر کل ہو جائے اور ہزار برس جیتا رہے اور خزانے زمین کے تجھپر کھولوں پھر نعمت دنیا کی نعمت آخرت سے ملا دوں یعنی بہشت بھی عطا کروں فالگدہ معلوم ہوتا ہے کہ سبب اس ارشاد کا یہ ہوا ہے کہ فرعون کا حق تربیت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تھا سو اُسکے ساتھ موافق اُس حق کی عنایت اور الطاف سے گفتگو کرنا چاہیے اور بعض یون بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ وادمی امین سے رخصت ہو کے جانب مصر روانہ ہوئے جب دریائے نیل پر پہنچے تو حضرت ہارون کو ارشاد ہوا کہ اے ہارون تیرا بھائی خلعت نبوت سے آراستہ اور تاج رسالت سے پیراستہ آتا ہے تو اُسکے استقبال کو جا اور حضرت ہارون علیہ السلام بروایت صحیحہ چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور اس عرصے میں باپ اور بہن انکی انتقال کر چکے تھے غرض کہ حضرت ہارون علیہ السلام بحکم خدا وقت شام بتاریخ دہم ذیحجہ فی الفور گھر سے باہر نکلے اور رو نیل پر وقت صبح حضرت موسیٰ سے ملے اور بعد از تحقیق احوال فرمان الٰہی فرعون پر لے چلے اور

معالم التنبیل میں لکھا ہے کہ جب مصر کی طرف چلے ہیں تو اُنکے پاس ایک حبشہ شہین تھا اور
 ہاتھ میں عصا اُسی پر اسباب نکالے ہوئے رات کو اپنے گھر آئے اور ہارون علیہ السلام کو خبر دی
 کہ مجھ کو اللہ نے تمھاری طرف بھیجا ہے کہ تم ملکہ فرعون کو دعوت کریں اُسوقت انکی مان یہ بتا
 سن کے دوڑیں اور کہنے لگیں کہ فرعون تمھارے مارنے کی فکر میں ہے اگر تم اُنکے پاس جاؤ گے
 تو دونوں کو مار ڈالے گا حضرت موسیٰ نے نہ مانا اور رات ہی کو فرعون کے دروازے پر تشریف لیگے
 اور روضۃ الصفیاء میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کو چھپے ہوئے اپنی مان کے گھر
 تشریف لائے تو مان نے نہیں پہچانا حضرت موسیٰ نے کہا میں غریب مسافر ہوں رات بھر تمھارے
 مکان میں رہوں گا اُسے حق ماندار ہی بخوبی ادا کیا اور حضرت ہارون کو اُنکے پاس جی لگنے کو
 بٹھلا دیا پھر گفتگو میں حضرت ہارون نے پہچانا اور اپنی مان کو مطلع کیا تب انکی مان نے لکے گلے سے
 لگایا اور خوش ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی عنایت کا سارا حال بیان کیا پس
 بروایت اول اُسی دن بلا تامل تشریف لے گئے اور بروایت ثانیہ رات کو اور بروایت ثالثہ
 چوتھے دن صبح کو فرعون کے دروازے پر دونوں پیغمبر تشریف لے گئے اور تحقیق صاحبِ عالم کی
 یہ ہے کہ رات ہی کو دروازے فرعون پر تشریف لے گئے اور کوڑوں کو دھکا دیا اور ہارون نے
 شو کیا یا اُن لوگوں نے پہلے سے انکا حال دریافت کر لیا تھا پوچھنے لگے تم کون ہو حضرت
 موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین اُس چوکیدار نے فرعون سے کہا کہ ایک مجنون دروازے پر
 کھڑا ہوا کہتا ہے کہ انا رسول رب العالمین فرعون چپکا ہو رہا جب رات گزر گئی تو صبح کو بلوایا اور
 ایک روایت ہے کہ یہ دونوں پیغمبر فرعون کے دروازے پر آئے کسی نے سال بھر تک اذن
 جانے کا نہ دیا تب ایک دربان نے فرعون سے عرض کیا کہ ایک آدمی دروازے پر ہے اپنے
 زعم میں کہتا ہے کہ انا رسول رب العالمین فرعون نے کہا اسکو بیان لاؤ تو ٹھٹھا کرین تب دونوں
 پیغمبر دربار میں تشریف لائے اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ فرعون نے اپنے قلعہ میں تشریف
 رکھے تھے ہر ایک درجے میں ایک جنگل اور شہزادہ مرد مقابل ہر صحن میں رہتا تھا اور جس
 مکان میں آپ رہتا تھا اُسکے گرد ایک نہر اور بڑا جنگل آسمین صد ہا شیر اور چیتے اور اُسکا
 ایک دروازہ رکھا تھا کہ اُسی سے دربار کے لوگ آتے جاتے اور جو کوئی جھٹک جاتا تو شیر
 اُسکو پھاڑ ڈالتے جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پہلی شہنشاہ پر تشریف لائے
 تو دروازہ بند پایا حضرت موسیٰ نے اپنی لاٹھی ماری کو اڑا کر لکھ گئے اسی طرح سب دروازے کھلے

جب جنگل میں پہنچے تو سب درندے جانور بھاگ بیٹھے آخر خاص محل کے دروازے پر آئے کسی نے مدت تک خبر نہ پوچھائی وہ سب ابن نبہ کہتے ہیں کہ چوتھی تاریخ ذی الحجہ کو دروازہ پر پہنچے اور دشوین تاریخ فرعون کو خبر ہوئی اور محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو برس تک دروازے پر مقیم رہے اور کسی کی جرأت نہ پڑی کہ فرعون سے انکی خبر کئے آخر کار ایک مسخرہ کہ فرعون کی مجلس میں نوکر تھا آیا اور کہنے لگا تم کس کام کو آئے ہو اور جانتے ہو کہ یہ مکان کس کا ہے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں یہ قلعہ ہی فرعون کا کہ وہ اور اُسکے توابع بلکہ تمام زمین اور آسمان اور جو اسمین ہی اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں اور ہم سمجھتے ہوئے اسی خداوند عالم کے فرعون کی دعوت کو آئے ہیں وہ مسخرہ فرعون کی مجلس میں آیا اور بولا کہ اے بادشاہ آج میں نے ایک امر عجیب دیکھا ہے کہ شیردن کی ہیبت مجھے بھول گئی فرعون نے اُسکی کیفیت پوچھی اُس مسخرے نے کہا دو آدمی دروازے پر آئے انکے خوف سے سارے درندے جنگل کے بھاگ گئے ہیں شاید ساحر ہیں اور جب میں نے اُنسے باتیں کیں تو ایسی بات بولے کہ میں اُسکا ذکر کرنا بے ادبی سمجھتا ہوں فرعون نے کہا بیان کر بولا کہ اُنکو یہ گمان ہے کہ سوائے تیرے اور بھی کوئی خالق ہے اس بات سے فرعون کو غضب آیا اور کہنے لگا کہ جلد لاؤ اسوقت مجلس میں ہامان وغیرہ اُمر حاضر تھے اور بہت خلعت تماشہ دیکھنے آئی کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہشت موہوب ملک جبار و آیات معنویہ خالق قہار تشریف لائے فرعون نے کہا من انما حضرت موسیٰ نے فرمایا انا رسول رب العالمین ان ارسل معنابی اسرائیل یعنی میں پیغام لایا ہوں جہان کے صاحب کا یہ پیغام کہ بھیج دے تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو فلسطین میں اور جنگو تو نے چار سو برس سے غلام بنا رکھا ہے چھوڑ دو حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا وطن حضرت ابراہیم کے وقت سے شام تھا حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آ رہے تھے اب حق تعالیٰ نے اُنکو ملک شام دینا چاہا تب حضرت موسیٰ کو اسطرح سے بھیجا اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور پہلے گفتگو نہایت مہربانی سے فرمائی کہ تو ایمان قبول کر تو جوانی پھر آئے اور عمر سے ملک و مملکت کھو چھینی بنائے الابد از موت اور جب مرے تو بہشت میں داخل کیا جاے فرعون نے یہ کلام سنکر یقین کیا ہامان مردود اسوقت حاضر نہ تھا جب وہ آیا تو فرعون نے احوال حضرت موسیٰ کا بیان کیا اُس نے کہا تجکو کچھ عقل ہو تو خالق سے مخلوق اور رب سے مرہوب اور محبوب

عابد اور سجدہ سے ساجد بنا چاہتا ہی تب فرعون نے تامل کر کے حضرت موسیٰ کو دیکھا تو پہچانا اور کہا چنانچہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا الم نربک فینا ولید اولبت فینا من عمرک سنین وفعات فطنتک التی فعلت وانت من الکافرین یعنی ہم نے پالائیں تجکو اپنے گھر میں لڑکا سا اور رہا تو ہمارے پاس اپنی عمر میں سے کئی برس یعنی تیس برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہی ناشکر علامہ بغوی حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں من الکافرین سے یہ مراد ہے کہ انت من الجاہدین لنعنتی وحق تربیتی یعنی تو میری نعمت اور تربیت کا منکر ہے کیونکہ فرعون کفر بارہویہ واقع بھی نہ تھا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ سورہ شعراء میں ارشاد ہوا کہ فعلتہما اذ اوانا من الضالین فقرت منکم لما خفتکم فوہب لی ربی حکماً وجعلنی من المرسلین یعنی کیا تو ہی میں نجدہ اور میں تھا چوکنے والا پھر بھاگتا میں تم سے جب تمہارا ڈرو دیکھا پھر بخشا مجھ کو یہ رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پیغام پہنچانے والا واما نعمتہا تمنا علی ان عبدت بنی اسرائیل یعنی یہ نعمت ہے کہ منت رکھتا ہے تو مجھ پر کہ بندہ کیا تو نے بنی اسرائیل کو یعنی بندہ کرنا بنی اسرائیل کا نعمت نہ تھا اسی طرح پرورش کرنا میرا کہ اُسکی ضرورت تھی نعمت نہ تھی کہ اُسکا میں ممنون ہوں سعالم التنزیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تاویل میں اختلاف ہے بعضے اقرار پر حمل کرتے ہیں یعنی حضرت نے فرمایا کہ اپنا تربیت کرنا اور قتل کرنا اور غلام نہ بنانا جیسا بنی اسرائیل کے اور لڑکوں کو قتل کیا تھا اور غلام بنایا تھا نعمت میں شمار کر کے فرمایا کہ البتہ وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھے کہ غلام کر لے تو نے بنی اسرائیل اور مجھ کو غلام بنانے سے چھوڑ دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول حضرت کا انکار ہے اور الف استفہام کا محذوٹ ہے یعنی اولک نعمتہ یعنی یہ نعمت ہے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہمدعا ملے تو نے کی اور انکو غلام بنایا اور قتل کیا کہ وہ میری قوم بھی اور اہانت قوم موجب ذلت ہے پس اس سبب سے تیرا سارا احسان جاتا رہا بالجمہ فرعون نے کہا یہ رسالت تم کہاں سے لائے ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا رب العالمین کے پاس سے فرعون نے کہا واما رب العالمین یعنی رب العالمین کیا چیز ہے قال رب السموات والارض واما ینہا المکنتم موقنین یعنی کہا موسیٰ نے رب العالمین ہے صاحب آسمان اور زمین کا اور جو انکے بیچ میں ہے اگر تم یقین کرو چو نکہ اُس مردود نے جنس سے سوال کیا تھا اور اللہ جل جلالہ جنس سے پاک ہے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے افعال الہی کا ذکر کیا جس سے تمام خلق عاجز ہے اب فرعون جواب میں تمہیر ہوا اور اپنے امرا سے کہ اُس وقت پانسوا آدمی سونے کے

انگن پہنے ہوئے حاضر تھے کہنے لگا الاستمعون یعنی تم نہیں سنتے ہو انکا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا خدا
 بادشاہ ہے انکو سنایا کہ یہ کیا باتیں کرتا ہے تم بھی سنتے ہو میں حقیقت کا سوال کرتا ہوں کہ فعال سے خواجہ کیا
 پھر حضرت نے زیادہ توضیح فرمائی کہ ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی رب العالمین صاحب تمہارا اور
 صاحب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ہے اگرچہ پہلی ارشاد میں واضح ہو گیا تھا کیونکہ آسمان
 وزمین کے بیچ میں بھی داخل تھے لیکن یہ اس واسطے فرمایا کہ فرعون اصل میں دہریہ تھا اعتقاد
 رکھتا تھا کہ آسمان اور زمین خالق کے مخلج نہیں بلکہ واجبات سے ہیں اور سب افلاک متحرک
 بالذات ہیں اور اس قول میں اس توہم کی گنجائش نہیں اسپر فرعون نے اپنی مجلس الول
 کہا ان رسولکم الذی ارسل الیکم ليجنون ہرآنسہ تمہارا پیغام والا جو تمہاری طرف پہنچا ہے باؤ لا ہے
 کہ ایسے کلام کرتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتے یعنی موسیٰ کے زعم میں سوا اسے میرے اور بھی خدا ہے
 شاید ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ عاقل نہیں ہے پھر حضرت
 موسیٰ نے توضیح فرمائی کہ رب المشرق والمغرب و ما بینہما انکنتم تعقلون یعنی رب مشرق اور مغرب
 ہے اور جو انکے بیچ میں ہے اگر تم بوجھ رکھتے ہو یعنی اگر عقل ہے تو سمجھو کہ حقیقت ذات کے سوال کا یہی
 جواب ہے کہ اس ذات کے افعال اور صفات بیان کیے جاویں نہ اور کچھ غرض کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام ایک بات کہتے جاتے تھے اللہ کی قدر میں بتانے کو اور فرعون بیچ میں
 اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ انکو یقین نہ آ جاوے آخر کار جب شرمندہ ہو کر جواب میں
 بند ہوا اور محبت حضرت موسیٰ کی غالب پڑی تو غور در کھلانے کو کہنے لگا لئن اتخذت الہا
 غیری لا جئناک من السجین یعنی اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالو گا
 تجھ کو قید میں کہی سے منقول ہے کہ قید فرعون کی قتل سے زیادہ تھی یعنی آدمی کو گرفتار کر کے ایک
 مکان اکیلے میں ڈال دیتا تھا کہ وہاں نہ کچھ دیکھے نہ سنے اس کلام کے جواب میں حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے بطریق انصاف فرمایا اور جو جنتک بشیٰ بسین یعنی جو لایا ہوں تیرے پاس
 ایک چیز کھول دینے والی پھر بھی توقید کریگا یعنی الفصل ذلک وان اتیتک بحجۃ بینۃ تب
فرعون نے کہا قات بہ ان کنت من الصادقین یعنی تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے تو ہم نہ قید کریں گے
 فالقی عصا ہ فاذا ہی ثعبان بسین یعنی ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاثمی
 تو اسی وقت وہ ناگ ہو گئی صریح اور ایک میل جانب آسمان بلند ہوا اور آگ اسکے منہ سے اڑنے لگی
 اور دھواں ناک سے نکلنے لگا اور دونوں انگلیں مشعل نظر میں لگیں اور دانتوں سے آواز

آنے لگی جسطرف متوجہ ہوا اسکو خراب ونستہ کیا جسپر بھونک ماری وہ جل گیا
سارے آدمی اسکے خون سے تلے اوپر گرنے لگے وہب ماہن منہ سے روایت ہو
کہ پچیس ہزار آدمی آسدن بجان ہوا اور بعضی روایت میں چالیس ہزار حسب جنم ہو
پھر قصر فرعون پر متوجہ ہوا تو فرعون تخت سے گر پڑا اور بھاگا اور امان مانگتا ہو حضرت
موسیٰ سے کہنے لگا کہ میں تمہارا تابعدار ہو جاؤنگا اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دو نگاتم
بلا سے مجھے بچاؤ حضرت موسیٰ نے اپنی لامٹھی اٹھالی تب فرعون نے کہا اور بھی کچھ
حجت ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر نکالا تو اُپسار روشن اور
نورانی نکلا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور زمین پر گر پڑے کما قال فی
سورة الشعراء ذریع یدہ فاذا ہی بفیضار لنا ظرین یعنی اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو وہ اُسیوت
رچھا ہی آنکھوں کے سامنے پھر آئے امان مانگی حضرت نے اپنا ہاتھ بند کر لیا بعد اسکے
قبول ایمان اور تصدیق نبوت اپنی فرعون سے طلب کی آئے کہا آج تامل کرو میں اس
بات میں مشورہ کر کے کمونگا پھر سب سے علیحدہ عرض کیا کہ اے موسیٰ تو نے پچیس ہزار آدمی
مارے کیا اسی واسطے تو مبعوث ہوا ہو اور حالانکہ تو کہتا ہو کہ بھیجے والا میرا رحیم ہو کیا یہی
مقتضای رحمت ہو جو تیرے ہاتھ سے واقع ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا
کہ درحقیقت تو نے مارا ہو کہ تو خود کا فر ہوا اور ان لوگوں کو تو نے کفر اور شرک کی
تکلیف دی اور ان لوگوں نے تیرا کہنا مانا پس حقیقت میں سبب ہلاکت تو ہو نہ میں پھر
اور کلمات توحید اور نصیحت بھی خلوت میں ارشاد کیے فرعون نے کہا اگر تیری بات
قبول کروں تو اسکی جہنا کیا ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وجہ انیت خدا کا اقرار کر کے
آسیکی پرستش کر تو میں دعا کروں کہ پتہ تعالیٰ تجھکو چار چیزیں عنایت کرے ایک جوانی
موت تک دوسری بادشاہی دنیا تیسری صحت اور سلامتی چوتھی بہشت ہمیشہ فرعون نے
کہا اسمیں تامل درکار ہو تاکہ میں بعضے عاقلوں سے دریافت کر لوں تب اسکا جواب دین
آسیوقت اپنے گھر میں آیا اور آسیہ خاتون سے حال کہا آئے جواب دیا کہ جو شخص عاقل ہو
کبھی اس سخن کے خلاف نہ کہیگا بلاتامل قبول کرے پھر با مان مردود سے مشورہ کیا اس
بے سامان نے کہا کہ اتنی مدت منذ الوہیت پر بیٹھیا اب خاک عبودیت پر بیٹھا جاتے ہو
اب تک لوگوں نے تمہاری عبادت کی اب تم اور کی عبادت کرو گے کیا عقل جاتی رہی ہو

اور جو چار چیزیں کا موسیٰ علیہ السلام تمسے وعدہ کرتے ہیں سو اسمین اول جوانی ہو سو اسکا
 بقا اسطرح ہو سکتی ہو کہ سداورد اڑھی کے بالوں کو خضاب سے سیاہ کرو جوانی بنی رہے
 دوسری بادشاہی وہ فی الحال تمکو حاصل ہو کیو طاعت نہیں کہ چھین لے اور تیسری
 محبت ہو سو جب موافق اطباء کے عمل کرو گے صحیح رہو گے چوتھی بہشت ہو وہ سو اے ان
 باغون کے میرے خیال میں اور کچھ نہیں آتی سو تمہارے قبضہ اختیار میں ہو ان بالوں سے
 فرعون کی توجہ ایمان سے جاتی رہی اور ارکان دولت سے کہنے لگا تمہاری رائے کیا ہو
 قال الملأ من قوم فرعون ان هذا ساحر عليم يريد ان يخرجكم فنادا مردون یعنی بو
 سدا و قوم فرعون کے یہ بیشک کوئی بڑا جادوگر ہو نکالا چاہتا ہو تمکو تمہارے
 ملک سے فرعون نے کہا اب کیا مشورہ دیتے ہو بعضوں نے کیا اقولوا انباء الذلین بنا
 معہ واستعیوا نساء ہم یعنی مارو بیٹے اُنکے جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ اور جیتی رکھو
 انکی عورتیں معاکم التّنزّل میں تناوہ سے روایت ہو کہ یہ ظلم قتل کا دوسرا ہو کیونکہ
 فرعون نے بعد پیدا ہونے حضرت موسیٰ کے قتل لڑکوں کا موقوف کر دیا تھا جب
 حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے تو اسنے پھر قتل شروع کیا پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ
 پھر شروع کرو قتل انکا اور عورتوں کو چھوڑ دو کہ اپنے مردوں کو متابعت موسیٰ سے
 روکیں فائدہ فرعون کی قوم نے یہ تو صلاح دی مگر حضرت موسیٰ کے مارنے کی صلاح
 نہ دی اس واسطے کہ معجزہ اُنکے پاس بہت بڑا ہو ایسا منہ کہ بدل لے مگر فرعون نے کہا
 ذرونی اقل موسیٰ ولیدع ربّی انی اخاف ان یدلّ دیکم اوان یطرفی ارض الفساد
 یعنی مجھکو چھوڑ دو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پراپکار سے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ
 بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی تب ایک شخص فرعون کے لوگوں میں سے
 جو پوشیدہ ایمان رکھتا تھا بول اٹھا کہ سورہ مومن میں ارشاد ہوا اقلّون رجلاً
 ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یک کاذباً فعبد لذبہ وان یک
 سادقاً یصکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یمدی من ہو مسرف کذاب یعنی کیا مارے
 ڈالے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہو میرا رب اللہ ہو اور لایا ہو تمپر کھلی نشانیاں تمہارے
 رب کی جو دلالت کرتی ہیں اسکے صدق پر اور اگر وہ جھوٹا ہو گا تو اسپر پڑیگا اسکا جھوٹ
 اور تمکو کچھ ضرر نہیں اور اگر وہ سچا ہو گا تو تمپر پڑیگا کوئی وعدہ جو دیتا ہو بیشک اللہ

راہ نہیں دیتا اسکو جو بوبے لحاظ حبوٹھا ابو عبیدہ مفسر فرماتے ہیں کہ آیت میں اسکو بعض سے مراد کل ہو یعنی اگر تم نے قتل کیا اور مقتول سچا ہو تو سب عذاب تم پر لگے گا و وعدہ کرتا ہو معالہ التنزیل میں لکھا ہو کہ اس مومن میں اختلاف ہو مقابل اور سدی کہتے ہیں کہ بھائی چچا فرعون کا تھا جسکی شان میں اللہ نے فرمایا ہو و جاہ جہل من اتقے المدیۃ یسعی اور ابن عباس رضی اللہ اور اکثر علما کہتے ہیں کہ خربیل اسرائیلی تھا اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اسکا نام جبریل تھا اور بعض کے نزدیک خربیل تھا اور بعض کہتے ہیں حبیب نام تھا فائدہ سیطح ایک عالمہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین ہر جے واقع ہوا عمروہ ابن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ عمرو بن عاص سے کہا کہ جبکو خبر ہو اس شدید حرکت سے جو کی ہو مشرکوں نے آنحضرت سے تب کہا عبد اللہ نے کہ ایک دن آنحضرت نماز کعبہ میں نماز پڑھتے تھے عقبہ ابن میط نے آکر کندھے آنحضرت کے پکڑے اور چادر گردن مبارک میں ڈالکر زور سے کھینچی کہ حضرت ابو بکر صدیق آگئے اور اس کافر کے کندھے پکڑ کے علی یہ کر دیا اور کہا انا نکلون رجلا ان یقول ربی اللہ و قد جاہم بالینسا پھر حضرت صدیق کو کافروں نے بہت مارا باٹھا جب فرعون قتل سے باز نہ

توان لوگوں نے کہا ارجو داخاہ و ارسل فی المدائن حاشرین یا توک بکل ساحر عظیم یعنی ڈھیل دے اسکو اور اسکو بھائی کو اور بھیج دے پر گنہگارین نقیبوں کو لاؤں تیرے پاس جو ہو بڑا جادوگر اور حافظ من سحر میں تاکہ معارضہ کر دے تحقیقین مفسرین بیان کرتے ہیں کہ جب قدر ساحر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے اسقدر کبھی نہیں ہوئے یعنی ایک ہزار شہر اور بارہ ہزار قریہ تھا انہیں سوائے ساحروں کے اور کوئی نہ تھا انھیں کی طرف نقیب چلے کہ جان کہیں ساحر ہو یا ربا وین حاضر لاؤں اور ایک روایت ہے کہ فرعون نے پہلے سے کئی لڑکے بنی اسرائیل کے جوہن اور ذکی تھے سحر سیکھنے کو ایک ساحر کے پاس کسی کانوں میں بھیج دیے تھے سو وہ لڑکے سیکھ کر تیار ہوئے

انکو فرعون نے بلوایا کہ سورہ شعرا میں فرمایا یجمع السحرة لیمقات یوم معلوم وقیل للناس بل انتم مجتہدون لعلنا نجمع السحرة ان کا نواہم الغالبین یعنی پھر اکٹھے کیے جادوگر وعدے کے ایک مقررہ دن کے اور کہدیا لوگوں کو تم اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑیں جادوگر دن کی اگر ہو جاوین وہی غالب فائدہ یوم موعود یوم زینت تھا یا نو چند ہی سینچر شروع سال کا

یا فرعون کی سالگرہ کا دن تھا کہ ساحر جمع ہوئے فائدہ سادون میں اختلاف ہو نزدیک
مقابل کے بہتر تھے دو قبیلے اور شرابی اسرائیل اور دونوں قبیلے سردار تھے اور کلبی کے
نزدیک شتر تھے لیکن سردار دومی تھے اور سب بنی اسرائیل تھے اور کلب اجبار سے
روایت ہو کہ شتر ہزار تھے انہیں سے بارہ ہزار کامل تھے انہیں سے بہتر کامل تھے اور ان بہترین
چار میں تھے ایک سا طور دوسرا غار و تیسرا مصلطہ چوتھا مصفیٰ اور بعضے کہتے ہیں کہ
سردار انکا ایک شخص نابینا تھا صحیح تیرہ ہو کہ سب شتر تھے اور دو شخص انہیں رئیس تھے
شمعون اور صفر یا سیب و مداین یہ دونوں بھائی تھے جب فرعون کے نقیب انکے پاس
پہونچے تب یہ دونوں اپنی ماں کے پاس گئے اور بولے ہلو ہمارے باپ کی قبر پر پہلے چلو
وہ لگئی ان دونوں نے پکارا اُس نے کہا کیا ہو کہنے لگے کہ فرعون کے پاس دو شخص آئے ہیں
نہ ہتیار آنکے پاس ہو نہ لشکر صرف ایک کے پاس ایک لاٹھی ہو کہ وہ سانپ ہو جاتی ہو
جو چیز اُسکے سامنے پڑتی ہو اُسکو نکل لیتا ہو سو فرعون نے داعیہ کیا ہو کہ ہلو اُسکے مقابلے
پیش کرے اور بلوایا ہو سو ہلو تدریر تبادلا کہ ہم مصر میں جا کہ کس طرح معارضہ کریں صاحب ہر نے
جواب دیا کہ مصر میں جاؤ جب وہ دونوں شخص سو رہیں تب اُس لکڑی کو اٹھاؤ اگر تمھارے
ہاتھ آجائے تو بیشک تم غالب ہو گے اور جو ناگ ہو جائے تو بیشک معجزہ ہو سو نہیں
پھر کوئی شخص مخلوقات الہی سے اُسکا مقابل نہیں ہو سکتا کسوا سٹے کہ سحر ساحر کا
خواب میں بے اثر ہو جاتا ہو سو وہ دونوں بھائی سب سے چھپے ہوئے مصر میں آئے تو
دیکھا کہ دونوں پیغمبر آرام میں ہیں اور بیشم ظاہر خواب میں اور لاٹھی رکھی ہو یہ دونوں
وقت کو غنیمت سمجھ کر لاٹھی کی طرف متوجہ ہوئے اُس نے بھی اُنکا قصد کیا کہ یہ دونوں بھا
اور پھر نہ آئے بالکلہ پہرہ چڑھے اور ساحر اپنے اپنے مکر لیکر قلعہ فرعون پر جمع ہوئے
اور بہت لوگ تماشا شائی ہوئے اور فرعون بن ٹھن کے بڑے تنک سے ایک کھڑکی سے
لگ بیٹھا اور کہنے لگا انارکیم الاعلیٰ یعنی میں برا خدا ہوں اور جو کوئی اور پروردگار بھارا
کہ اُس نے موسیٰ کو بطور ایلی بھیجا ہو تو مجھے مرتبہ اُسکا بیت تیرہ ہو اگر موسیٰ اپنی رسالت
ثابت کرے تب بھی قابل اتباع نہیں اور ربوبیت اُسکے رب کی اگر ہو تو عام ہو اور
میری ربوبیت خاص اہل مصر پر ہو اور خاص مقدم ہو عام پر پاسداری اور اہتمام عایت
اور ربوبیت موسیٰ کے خدا کی پوشیدہ ہو اور میری ربوبیت ظاہر ہو قطع نظر ایلی اُسکا

میرے کسی ایلی کے برابر بطریق نہیں رکھتا نہ اُس کے ہاتھ میں دستانہ ہیں نہ کنگن نہ اُس کے سنا
 فوج ہو نہ حشم و خدم اور ایلی سے بادشاہ کی بادشاہی معلوم ہوتی ہو اگر اُس کا رب بڑا
 ہوتا تو اُس کا ایلی بھی بڑا ہوتا چنانچہ سورہ زخرف میں ارشاد ہو امنا خیرین ہذا الذی
 ہمیں دلا لیکار دیمین یعنی بھلا میں ہوں بہتر اس شخص سے جسکے عزت ہمیں اور
 صاف ہمیں بول سکتا اور دیکھو میرے سامنے فوج پر ابانابھے چلتی ہو اور میرے
 امیرون کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں کہ میں نے انعام دیے ہیں اور میرے
 ہاتھوں میں جواہرات سے مرصع کنگن ہیں اگر موسیٰ ایلی خدائے تعالیٰ علیہ سورہ
 من ذہب او جوارمہ الملائکہ مقرر نہیں یعنی پھر کیوں نہ آپرے اُس پر کنگن سونے کے یا آتے
 اُس کے سامنے فرشتے پر ابانہ ہر چنانچہ یہ کلام فرعون کا ناشائی ضعیف الایمان تسلیم
 کرتے جاتے تھے اور ہنوز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف نہ لائے تھے اور سادہ اپنی
 صفین بانابھے ستر اوٹھوں پر اسباب اور لائٹھیاں شعبدے اور مگر کی لادے فرعون
 روبرو حاضر تھے کہ دفعۃً حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع ہارون وزیر تشریف لائے اور لائٹھی ٹپکے
 ایک طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام داسٹہ پیائے اور حضرت جبریل
 علیہ السلام علم نصرت لیکر آگے ہوئے اور موکلین قننا اور قد زینشور نصرت الیہ متبع قریب
 پڑھنے لگے اور ساحرون نے پیش قدمی کر کے فرعون سے کہا ائت لنا جوارا ان کنا
 نحن الغالبین بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہو جو ہو جاوین ہم غالب قال نعم وانکم اذالمن لمقرین
 بولالالبتہ اور تم اسوقت نزدیک والوں میں ہو گے یعنی میرے مصاحب ہو گے اور
 بے تامل میرے پاس آنے کی اجازت پاؤ گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول کلام
 مواظظ اور نصائح ارشاد فرما کے بولے کہ سورہ طہ میں ارشاد ہوا ویلکم لا تغتروا علی اللہ
 کذیافیسحکم بعباب وقد خاب من اقری یعنی کم نجاتی تمھاری جھوٹ نہ بولوا اللہ پر پھر کہیا کہ
 تمکو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچتا جسے جھوٹ بانابھات ہے بعضے ساحرون نے
 کہا یہ کلام ساحرون کا نہیں ہو پھر سردار جادو گروں کا کہ شاید نابینا تھا پوچھنے لگا کہ یہ
 دولوں شخص کچھ لشکر اور فوج بھی ساتھ رکھتے ہیں جادو گروں نے کہا ایک شخص لائٹھی
 لیے ہو اور دوسرا خالی ہاتھ نہ کوئی یا ہونہ مددگار تب اسنے کہا یہ ہرگز ساحر نہیں ہیں انکی
 عزت کرنا چاہیے چنانچہ ساحرون نے باادب عرض کیا یا موسیٰ اما ان تلقتی واما ان نکون

سخن بلقیس کی موسیٰ یا تو ڈالے اپنا عصا پہلے یا ہم ڈالتے ہیں اپنی رسیاں اور لائٹیاں قال القوا
 فلما القوا سحر و الامین الناس و استرہوہم و جادوا بسحر عظیم یعنی کہا موسیٰ نے ڈالو جیسے
 ڈالا باندھ دین لوگوں کی آنکھیں اور انکو ڈال دیا اور کہلائے بڑا جادو معالیم و عجیب و
 تفسیر و ن مین لکھا ہو کہ جب حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم ڈالو تو جادو گر متحیر ہو کے بولے کہ
 اے موسیٰ اگر ہم مغلوب ہو جائیں تو تیری متابعت کریں اور اگر تو مغلوب ہو جائے تو
 فرعون جو چاہے کرے مگر عزت فرعون سے ہلکے یہ امید ہو کہ ہم غالب آریں گے یہ کہہ کر
 بڑی بڑی رسیاں پارے کی ملی اور لکڑیاں بانس کی پارہ کی بھری میدان ملیں ان میں
 کہ وہ سب آفتاب کی گرمی سے جہش کرنے لگیں اور سارا میدان سانپوں سے بھر گیا
 اور تماشا ہی بھاگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درمیل تک سانپ ہی
 نظر آتے تھے قال اللہ تعالیٰ فاذا جالہم و عصیہم یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی کہ یعنی
 تھیں انکی رسیاں اور لائٹیاں اسکے خیال میں آتی ہیں جادو سے کہ دوڑتی ہیں تعرض شیعیہ
 دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی فی الجملہ اندیشہ ہوا فاد جس فی نفسہ خبیثۃ یعنی مافضت
 موسیٰ نے اپنے جی میں خون خواہ طبیعت بشریہ سے ڈرے یا اس سبب سے کہ قوم کے لوگ
 شک میں پڑ کر متابعت میری نہ کریں گے اسی وقت وحی ہوئی کہ لا تخف انک انت الہ علی انہی
 تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اور پر اور یہ جادو گر ہیں اور جادو گر کبھی اپنے حیلے میں فلاح نہیں پاتے
 تجھی کو غلبہ ہو پھر ارشاد ہوا کہ ان الق عصاک فاذا ہی تلقف ما یا فلکون یعنی ڈال اپنا عصا
 تب ہی وہ لگانے لگنے سوانگ جو وہ بندے تھے فالقی موسیٰ عصا ہ فاذا ہی تلقف ما یا فلکون
 پس کوالا موسیٰ نے اپنا عصا اور لگانے لگنے جو سوانگ وہ بناتے تھے وقوع الحق و بطل کافکونوا
 یعلون تب داؤد پرا حق کا اور غلط ہوا جو وہ کرتے تھے یعنی حضرت موسیٰ سچے ہوئے اور
 وہ سب جھوٹے اور آپس میں بولے کہ اگر یہ سحر ہوتا تو ہم پر غاب نہ آتا فخلبوا ہنا لک
 و انقلبوا صاغرن تب ہاری قوم فرعون کی آجگہ اور پھر سے ذلیل ہو کر اور وہ آرد ہا
 رسیدن کو نکل کر خلقت پر متوجہ ہوا ساری خلقت بھاگی کہ اُس ازو جام میں تین لاکھ آدمی
 یا چھ لاکھ طریق عدم پر سیدھے چلے گئے پھر حضرت موسیٰ نے اُسکو اٹھا لیا۔ ا حرون نے
 بعلم یقین جانا کہ یہ شخص مؤید بتائید آسمانی ہو فالقی السحرة ساجدین قالوا آمنا بر العالیمین
 رب موسیٰ و ہارون یعنی پھر ڈالے گئے سحر سجدے میں بولے ہم نے مانا جہان کے صاحب کو

جو صاحب موسیٰ اور ہارون کا ہوا اور نہوز سجدے سے سر نہ اٹھایا تھا کہ حق تعالیٰ نے
 درجات بہشت انکی نظر میں کھول دیے اور مراتب انکے دکھلائے اور دوزخ کے حالات
 اور فرعونین کی عقوبتیں ظاہر فرمائیں جب ساحرون نے سجدے سے سر اٹھایا اور
 وصایت خدا اور نبوت موسیٰ اور ہارون کا اقرار کیا اور سرداروں نے بر ملا پکارا
 لا آله الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ اور چونکہ اصناف ہمیشہ تابعدار اکابر کے ہوتے ہیں وہ بھی
 یہی کلیہ کہنے لگے تب فرعون نے کہا آمنتہم بہ قبل ان آذن لکم ان ذہب الملکیکہ قومہ فی المدینۃ
 لتخرجوا منها اہلہا فسوف تعلمون یعنی تم نے مان لیا اُسکو ابھی میں نے حکم نہیں دیا تمکو یہ مگر
 کہ باندھ لائے ہوشہر میں کہ نکالو میان سے اسکے لوگ سوا ب تم جانو گے یعنی تم سب ملکر اس
 فریب سے شہر کی ریاست لیا جاتے ہو سوا سکا نتیجہ پاؤ گے فلا قطعن ایدیکم وارجلکم من
 خلوات والاصحابکم فی جنۃ النخل یعنی میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں یعنی
 واسطے ہاتھ اور بائیں پیر ہر ایک کے کاٹوں گا پھر سولی چڑھا دوں گا تم سب کو فرعون کی
 شافون میں اس بات سے فرعون نے سب کو اپنا دشمن بنایا پس ساحرون نے کہا
 تو جو چاہے کرے انا امی ربنا منقلبون ومانتم منا الا ان آمانا بآیات ربنا لما جارتنا ربنا
 افزع علینا صبرا و تو فانا مسلمین یعنی ہم کو اپنے رب کے گھر جانا ہوا اور تو ہم سے یہی کر تا ہوا
 کہ پائین ہنسنے نشانیاں اپنے رب کی جب ہم تک پہنچیں اور رب دہانے کھول دے ہم پر
 صبر کے اور ہم کو مار مسلمان باجملہ فرعون نے ان سب کے ہاتھ پیر کٹوا کر سولی چڑھائے
 اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب ہاتھ پیر انکے کاٹے اور بڑی بڑی سولیوں پر چڑھایا
 تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ کر رونے حضرت غزٹ نے منازل قرب اور مقامات انس
 انکی نظر میں کھول دیے کہ حضرت کو تسکین ہوئی ۵ جاودان کان دست و پا درختند
 ورفضائے قرب مولے تاختند ۶ گرفت آن دست و پا ہر جاے آن ۷ رست از حق
 نالہا سے جاودان ۸ تابدان ہرمان ۹ پرواز آمدند ۱۰ درہوا سے عشق شہباز آمدند ۱۱
 بعد اسکے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن دسترس نہوا مگر چار مسلمانوں کو بعد
 اس واقعے کے چومینجا کیا اور بنی اسرائیل پر زیادتیان شروع کیں ان چاروں میں
 اول جزیل تھا جسکا اشارہ کلام باری میں ہو و قال رجل مومن من آل فرعون ۱۲
 شخص سو برس سے فرعون کا خزانچی تھا اُسکو چومینجا کر کے ہلاک کیا اور دوسرا آدمی

جبریل کی عورت تھی کہ فرعون کی بیٹی کے مشاطہ تھی اُسکو بھی مع اُسکے لڑکوں کے شہید کیا
 ماہر آسکا یہ ہوا کہ وہ عورت ایک دن فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کرتی تھی ذوق کنگھی
 ہاتھ سے گر گئی اُس نے بسم اللہ کہکے اٹھائی فرعون کی بیٹی نے کہا کہ یہ نام تو میرے
 باپ کا ہی اُس نے کہا یہ نام تیرے اور تیرے باپ کے رب کا ہی اُس نے طمانچہ مارا اور فرعون
 کو دیا اُس مردود نے بلوا کر پوچھا کہ یہ کیا کلام تھا اُس مظلومہ نے کہا کلام حق تھا تب
 فرعون مارنے پر مستعد ہوا اُس نے کہا کیا اندیشہ ہو اگر ہزار جان ہوں تو اس کلام کے
 صدرتے کہ یوں مگر اس بات سے نہ پھر دن اور اسوقت تو میں نے زبان دبا کے کہا تھا
 اب علانیہ کہتی ہوں کہ ربی در بک اللہ تب فرعون نے اُسکو اور اُسکے لڑکوں کو قتل کیا
 کیفیت قتل میں دو روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اُسکو بھی چوینچا کیا اور دوسری یہ روایت ہے
 کہ تنور کو آگ سے گرم کر لیا اور اُسکو اور اُسکے بیویوں کو بلوایا پہلے کفر کی دعوت کی اُس نے
 نہ مانا ایک لڑکے کو تنور میں ڈالا وہ جل گیا پھر دوسرے کو ڈالا وہ بھی جلا جب دودھ پتہ
 لڑکے کا ارادہ کیا تو محبت سے اُسکا دل جلنے لگا قریب تھا کہ کوئی کلام بے صبری کا زبان
 نکالے کہ وہ لڑکا شیر خوارہ بول اٹھا کہ مان صبر کر اور کچھ غم نہ تو سچے دین پر ہو اور دنیا
 چند روزہ ہو پھر فرعون نے اُسکو اور چھوٹے لڑکے کو ساتھ ہی تنور میں ڈال دیا اور
 امام ابو مطیع نسفی قصص التنزیل میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں لڑکوں نے وقت
 قتل کے کہا کہ اے امان زہما ر دین حق سے نہ پھرنے کیونکہ عذاب الہی اس عذاب سے سخت
 تر ہو جب شیر خوارہ کی نوبت آئی تو اُس مومنہ نے شفقت سے شور کیا شیر خوارہ نے کہا
 صبر کر چرنج اور فرنج نہایت ممنوع ہو اسوقت اللہ جل شانہ نے پردے اٹھا کے اُسکے
 دونوں لڑکوں کو دکھلایا کہ بہشت میں کھیل رہے ہیں تب اُسکو خاطر جمع ہوئی پھر فرعون نے
 اُس شیر خوارہ کو مع اُسکی مان کے شہید کیا فائدہ حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ
 چار لڑکے دودھ پیتے ہوئے ہیں اول شاہد یوسف علیہ السلام اور دوسرے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کہ تنور میں بولے تھے اور تیسرا یہ لڑکا مشاطہ کا چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کہ اپنی مان کی گود میں بولے ہیں اور بعض روایت کرتے ہیں کہ شب معراج میں جب
 آنحضرت کو خوشبو آئی تو حضرت نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا بو ہے حضرت جبریل نے
 کہا کہ یہ خوشبو ہی مشاطہ آل فرعون کی اور اُسکے لڑکوں کی تیسرا آدمی جسکو فرعون نے چوینچا کیا

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم بہن حال آنکا یہ ہو کہ یہ جبرو کھے سے بیٹھی ہوئیں فرعون کا ظلم دیکھتی تھیں اور مرتبہ مشاطہ اور اس کے لڑکوں کا عنایت انکی سے یہ معائنہ کر رہی تھیں کہ فرشتے انکی ارواح کے استقبال کو آتے جاتے ہیں اور انکو تصدیق کامل ہوتی جاتی تھی جب کہ فرعون ملعون اس ظلم صریح سے فارغ ہو کے گھر میں آیا تو حضرت آسیہ سے بطریق مفاخر اس مشاطہ کا حال کہنے لگا حضرت آسیہ نے فرمایا اوہیل لک یا فرعون فرعون نے کہا تجلو بھی شاید وہی جنون ہو جو مشاطہ کو ہوا تھا حضرت آسیہ نے کہا میں دیوانی نہیں ہوں دین موسیٰ علیہ السلام کی حقیقت اور تیری وضع کا بطلان مجھے بخوبی ثابت ہو سو میں اس کے خدا کا ایمان لائی ہوں تب اس مردود نے حضرت آسیہ کو چومینما کیا یعنی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں پر میخیں گروا دیں اور دھوپ میں لٹا کر ایک چکی کا پل اس کے سینے پر رکھا اسوقت حضرت آسیہ نے مناجات شروع کی رب ابن لی عندک بیتانی انجنتہ و نجنی من فرعون و عملہ و نجنی من القوم الظالمین یعنی اے رب بنا میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا مجکو فرعون سے اور اس کے عمل سے اور بچا قوم نا انصاف سے تب حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انکی روح کو بہشت میں لے گئے اور ایک موتی کے گھر میں بٹھلا دیا ملتے فرعون نے دیکھا کہ حضرت آسیہ نے انتقال فرمایا تو مایوس ہو کر محذول ہوا چوتھا ایک شخص بڑا بوڑھا وہ بھی بعد ایمان لانے کے مارا گیا ہو قصہ اسکا متفقین یون بیان کر رہے ہیں کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ ایک شخص شہر میں غلام مقام پر رہتا اسکی دعوت کرو اگر تم سے بدزبانی کرے تو رنجیدہ خاطر نہو اور جو کچھ مال اور دولت مانگے تو وہ خزانہ مخفی جو اس کے عین دروازے پر گڑھا ہو عطا کر دینا پچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے دروازے پر تشریف لائے دروازہ بند تھا حضرت نے اس دروازے پر پتھر مارے صاحب خانہ مطلع ہو کے دوڑا اور دروازہ کھولا تو حضرت موسیٰ کو دیکھ کر کہنے لگا اے جادوگر تو کس واسطے آیا ہو فرمایا کہ سے آمدہ ایم تا بخود گوش کشان کشانت + بیدل و بخودت کنم در دل خود نشانمت + صید منی شکار من گر چہ ز دام جستہ + ہم سو دام باز پرور نہ پری پرانمت + پھر دعوت ایمان شروع کی آسنے کہا کہ میں دو سو برس سے فرعون پرستی کرتا ہوں اب میں تمہارے جادو سے خدا پرستی نہ کرونگا حضرت نے فرمایا کہ اس مدت میں تجکو کیا حاصل ہوا بولا کہ دنیا کا فائدہ بہت ہوا مگر میں پوچھتا ہوں کہ تجکو خدا پرستی میں

نہایت پر

نہایت پر

کیا ملا فرمایا کہ میں خدا پرستی دنیا کے لیے نہیں کرتا بلکہ اس واسطے کہ وہ عبادت کا مستحق ہو
 آس بڑھے نے کہا میں تو پرستش صرف دنیا ہی کے واسطے کرتا ہوں حضرت موسیٰ نے
 فرمایا کہ اگر تو دنیا چاہتا ہو تو پروردگار میرا تجھ کو ایسا خانہ عنایت کر لگا کہ پھر دنیا کی
 حاجت نہ رہے گی بولا وہ خزانہ کہاں ہو حضرت نے اُسکے دروازے پر نشان دیا اُسے
 اپنے بیٹے سے گھدوایا اور خزانہ پایا اسی وقت ایمان لایا اور خوشی سے تمام بازار میں
 لپکارتا پھر کہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ یہ خبر فرعون کو پہونچی اُسے گزرتا کر کے قید کیا
 اور کہا شاید تجھ کو موسیٰ نے میری راہ سے پھیرا ہو اُسے کہا بلکہ موسیٰ نے سیدھی راہ
 دکھلائی ہو فرعون نے کہا تو بہ کردہ قتل کرونگا اُسے کہا میں ہرگز نہ پھرونگا فرعون نے
 چاہا کہ دیگ میں ڈال کے جلاؤں حضرت جبریل نے اٹھاکے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 پاس ڈال دیا دوسرے مرتبہ شہر میں پھر پکارنے لگا فرعون نے پھر گزرتا کر کیا پھر یہی
 معاملہ ہوا جو پہلے ہوا تھا غرض کہ تین مرتبہ یونہی اتفاق ہوا بعد اُسکے اس صیغہ
 حضرت موسیٰ سے التماس کیا کہ اگر براہ خدا میں شمار ہوں تو نہایت بہتر ہو اب بچا کچھ
 ضرور نہیں غرض کہ چوتھے مرتبہ فرعون نے گزرتا کر ایک دیگ میں ڈال دیا کہ وہ بھی شہید
 ہوا القصد بعد دیکھنے معجزات کے ایک جماعت کثیر قبطیوں کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اہل
 لائی چنانچہ روایات سے واضح ہو کہ تشریف قبطیوں کے شریعت انبیاء سے سعادت افزہ ہو
 اور بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں رہنے لگے اور فرعون مردود پھر گروں
 مارنے لگا تب بنی اسرائیل مضطرب ہو کے فریادی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

استعینوا باللہ واصبروا ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین یعنی
 مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو البتہ زمین ہوا اللہ کی دیتا ہو جسکو چاہتا ہو اپنے بندوں سے
 اور عاقبت اچھے لوگوں کو ہی فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل کو یہ بشارت تھی کہ قبطی
 ہلاک ہونگے اور یہ دولت اور نعمت تمہارے ہاتھ لگی لیکن بنی اسرائیل ہرگز نہ سمجھے پھر
 شکایت کی کہ یا بنی اللہ ہم آپ کے آنے سے پہلے ظلم فرعون میں مبتلا تھے مگر باپ دادا کو
 فرمانے سے اپنی خلاصی اور بچاؤ تمہارے تشریف لانے پر جانتے تھے سو بھی زمانہ حد تک
 دکھلایا تب بھی ایذا رسانی قبطیوں کی بدستور رہی بلکہ ہر روز زیادہ ہو اب کیا کریں ہلکا جائز
 دیکھے تو ہم بھاگ جاوین یا ارشاد ہو تو قبطیوں سے لڑیں یا اور ہی تدبیر سوچیے کہ ہلکو

نوحی ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عسیٰ ربکم ان یملک عدوکم ویستخلفکم
فی الارض یعنی نزدیک ہو کہ رب تمہارا اکھاڑے تمہارے دشمن کو اور ناسب کرے تمکو زمین میں
یعنی ارض مصر یا ارض مقدسہ میں تنبیہ یہ کلام اللہ جل شانہ نے نقل فرمایا مسلمانوں کے
سانے کو کیونکہ یہ سورہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہذا وقت میں مسلمان لوگ بھی ایسے ہی
مطلوبہ تھے پس یہ بشارت پہونچی تاکہ مطاع ہوں بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان
فرعون اور فرعونوں سے مایوس ہو کے بیٹھ رہے اور فرعون کے پاس کا جانا ترک کر دیا
ہنوز ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر مقدمات عذاب کا ظہور شروع ہوا اول تین
برس کا قحط پیدا تو کئے لگا کہ یہ سب حضرت موسیٰ اور اسکی قوم کی شایستگی ہی تھیں باقوت
ہم پر سحر کرتا ہی لیکن ہم اسکو ہرگز نہ مانینگے فارسل علیم الطوفان یعنی پھر بھیجا گیا
آپ طوفان کہ دریائے نیل چڑھ گیا اور اکثر کھیت اور باغ اور گھر قبیلوں کے بہ گئے
اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے طوفان سے مراد ہی طوائف کہنے والا مسکانوں کا
جسطح یل و باران کہ انہی مکانات محفوظ کم رہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں آسمان سے
پانی برساکر سات ہفتے آسمان زمین کھلا اور مصر میں ایسا پانی بھر گیا کہ قبیلوں کو شست
اور برخواست کی ایسی شکل پڑی کہ کھڑے کھڑے پھرتے اور لڑکے انکے بلبل یوں پر
جا بیٹھے اور جو گھر میں بیٹھا رہا ڈوب گیا اور بنی اسرائیل کے گھروں میں بلوصف اس کے
کہ سب قبیلوں سے ملے ہوئے تھے اس پانی سے خبر بھی نہ تھی تب وہ قوم فرعون سے
دانشی ہوئے جب سکی نہ چلی تب موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ تمام جو لیلیان
مصر کی گری جاتی ہیں اور خلعت مری جاتی ہوائے خدایت دعا کہ یہ بلا متوقف ہو جا
تو ہم سب ایمان لاویں حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی طوفان متوقف ہوا اور زمین شاداب
ہوئی کہ ایسی کہی نہ تھی فرعون نے کہا یہ بلا نہ تھی بلکہ عطا تھی ہم ایمان نہ لاؤنگے اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ طاعون تھا ماجرا اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی پہونچی کہ آج کی
رات فرعونوں پر بلا سے طاعون آوے گی یہ خبر حضرت کی زبان سے مشہور ہوئی اور فرعون لو
پہونچی آئے حکم دیا کہ آج رات میں ایک آدمی قبیلوں کا اور ایک آدمی بنی اسرائیل کا ملے
رہے کہ اگر بلا آوے تو دونوں پر پڑے مگر ظاہر ہے کہ خلاف تقدیر نہیں ہوتا ہر خد فرعون نے
یہ تدبیر کی لیکن جب بلا آئی تو اتنی ہزار ہزار قبیلوں کے ہلاک ہوئے عوام اور بہائم کا شمار

اور بنی اسرائیل بالکل محفوظ رہے روایت یہ کہ سات روز اسیطح کا معاملہ رہا اور پچھلے ایک سال بیان کرتے ہیں اور اصح روایت یہ ہے کہ پہلے تین برس کا قحط ہوا کہ بالکل پانی کا برتاؤ موقوف ہو گیا پھر طوفان نازل ہوا جس کا اشارہ سورہ اعراف میں واقع اخذنا آل فرعون بالسنین اور پچھلے کچھ فرعون والوں کو قحطوں میں با این ہمہ عادات کفر و ضلالت سے نہ پھرے بلکہ قوی ہوتے گئے اور یہ کہتے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور باغ پانی کے طوفان سے کیسے سرسبز ہوئے ہیں یہ بلا بلانہمین ہی بلکہ عطاس سو بعد ایک ہفتے کے اللہ جل شانہ نے ٹڈی کو مسلط فرمایا کہ سارے کھیت کھا گئی اور سات روز تک یہ غلبہ رہا کہ غلہ کا نشان اور درختوں کے پتے باقی نہ رہے تب سب تبطی حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس آئے اور کہنے لگے اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لا دین حضرت موسیٰ نے دعا فرمائی ہو انے ٹڈیوں کو دریا میں ڈالا تب کہنے لگے جو کچھ غلہ سج رہا ہے اسکو جمع کر کے سال بھر کھا ایمان لانا ضرور نہیں چنانچہ غلہ باقی ماندہ جمع کر کے رکھ لیا اور اطمینان سے بیٹھے تب اللہ تعالیٰ نے فرج فرمایا کہ آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں جمع ہو گئیں اور غلہ رکھا ہوا بھی کھا گئیں پھر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور ایک مرتبہ قول و قرار مضبوط کر گئے کہ بیشک ایمان لاؤ گے پھر دعا سے چڑیاں نفع ہوئیں ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے پھر اللہ نے میٹھک بھیجے کہ ہر چیز میں میٹھک ہو گئے کوئی شخص نہ کھانا کھاسکے نہ پانی پی سکے اور نہ سو سکے نہ چل سکے کیونکہ ساری راہیں اور گھر اور کپڑے میٹھک سے بھرے ہوئے تھے جب پریشان ہوئے تو پھر فریاد ہی ہوئے اور ابلی مرتبہ بھی عہد لیا کہ لایب ایمان لاؤ گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ رخصت کر دینگے پھر حضرت نے دعا فرمائی کہ وہ بلا نفع ہوئی پھر ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے تب خداوند تعالیٰ دریا سے نیل کو خون کر دیا اور کوئین اور غوض اور نہرین قبطیوں کی خون سے بھر گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے بلکہ رو د نیل سے جو پانی بنی اسرائیل لاتے وہ پانی تھا اور قبطیوں واسطے وہی پانی خون اس بلا سے فرعون سخت متحیر ہوا اور قبطیوں سے بولا کہ اب موسیٰ کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ساری قوم ہماری پیاس سے مری جاتی ہے دعا کرو کہ خون پانی ہو جا تو ہم ایمان لا دین چنانچہ پھر حضرت نے حسب استعا قبطیوں کے دعا فرمائی کہ بلا موقوف ہوئی مگر ان کافروں نے کچھ بھی نہ مانا جیسے تھے ویسے ہی رہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فرما سنا

علیہم السلام احوال و القل و الضفادع والدم آیات مفصّلات فاستلبروا وکانوا قوماً مجرمین
یعنی عجیباً اپنے غرقاب اور مڈھی اور چوڑی اور میڈک اور لوہو کی نشانیاں جدی جدی
پتھر بکرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار فائدہ یہ سب بلائیں فرعون یون پر ایک ایک
ہفتے کے فرق سے نازل ہوئیں اور طریق یہ تھا کہ اول حضرت موسیٰ فرعون سے کہتے
کہ اللہ تم پر بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطرب ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے کہ انکی
دعا سے نفع ہو جاتی پھر منکر ہو جاتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہی سورہ اعراف میں ولما وقع

علیہم الرجز قالوا یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک لمن کشفنا عنا الرجز لنؤمنن بک
ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنهم الرجز الی اجل ہم بالغوه اذا ہم نیکثون یعنی
جس بار پرا اپنے عذاب بولے ای موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہو
تجھ کو اگر تو نے اٹھایا ہے عذاب تو بیشک تجھ کو مانینگے اور رحمت کریں گے تیرے ساتھ
بنی اسرائیل کو پھر جب ہننے اٹھالیا اسے عذاب ایک وعدے تک کہ انکو پہنچتا تھا
تب ہی منکر ہو جاتے پھر حبیہ فرعون کا عذاب نزدیک پہنچا اور سچے ایمان کی اس سے اور
اسکی قوم سے امید نہ ہی کیونکہ جب آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس
عذاب تم جاتا کام فیصل ہوتا اس واسطے پہلے حضرت موسیٰ اور ہارون کو سورہ یونس میں ارشاد
ہو ان تبوا لعلکم تبصرونا واجعلوا بوقکم قبلہ و اقیوہ الصلوٰۃ و بشر المؤمنین یعنی تبصرو
انہی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور بناؤ اپنے گھر قبلہ کی طرف اور قائم کرو نماز اور خوشی
و سے ایمان والوں کو یعنی اپنی قوم انہیں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اور اپنے اہل
پڑنی ہیں تمہاری قوم آفت میں شریک نہ ہو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ سو
یونس میں ارشاد ہو رہا انک آیت فرعون و ملائک زینہ و اموالا فی الحیوۃ الدنیا رہا یفعلون

سبیلک رہا اطمین علی اسوالہم و اشد علی قلوبہم فلما یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم یعنی اور رب جان
قرنے دی ہو فرعون کو اور اسکے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں اور یہ سب
کہ جسکا دین تیری راہ سے اور رب مٹا دے انکے مال اور رحمت کر انکے دل کہ نہ ایمان لاوین جب
دیکھیں دیکھ کی ماریہ اس واسطے مانگا کہ جھوٹا ایمان لاوین دل انکے سخت رہیں تا عذاب بڑھیک
اور کام فیصل ہو ارشاد ہوا قد ارجیت دعوتکم فاستقیما ولا تتبعان سبیل الذین لا یعلمون
یعنی قبول ہو چکی تمہاری دعا سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ انکی جو انجان ہیں یعنی

استانی نکر و حکم کی راہ دیکھو نفس میں فرماتے ہیں کہ اطمین علی اموالہم سے مراد یہ کہ انکے مالوں کی صورت بدل دے اور کثرت مال بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس سبب سے ہوئی تھی کہ جب قسطنطین مصر سے تار میں حبشہ سونے اور چاندی اور زبرجد کی کانیں تھیں ان سب پر فرعون کا قبضہ تھا اس سبب اسکی قوم کو تنول اور بجل حاصل ہو گیا اور یہی سبب اضلال پڑا سو حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا سے جلد درہم اور دنیا پر پتھر بیکار ہو گئے اور سدی سے روایت ہے کہ سب نقد اور جنس اور پھل اور درخت پتھر ہو گئے حتیٰ کہ ایک عورت تنور میں روٹی پکا رہی تھی وہ بھی پتھر ہو گئی پھر قوم فرعون دعا کی ملتی ہوئی کہ حضرت موسیٰ کی دعا سے بلا جاتی رہی اور مال و جنس حالت اصلی آگیا پھر کہنے لگے کہ اے موسیٰ اگر ہزار درہم ہمارے تو دکھلا دیکھا تو بھی ہم تیرا ایمان نہ لائیں گے اور تجھ کو نبی اللہ نہ کہیں گے ہر چند فرعون ہر مرتبہ غریت درست کرتا کہ ایمان لاؤں لیکن ہامان نے یہ کھکھیر دیتا اتریدان تکون عبدا بعد ان کنت رباً تو تکون مملوکاً بعد ان کنت مالکاً اے عصہ میں بعد اس عذاب کے یا قبل اسکے ایک روز فرعون کہنے لگا کہ یا ایہا الملأ ما علمت لکم من آئۃ غیری فادقہ لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحاً علی اطلع الی آئۃ موسیٰ وانی لاظنہ من الکاذبین یعنی اے میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید میں جہانک دیکھوں موسیٰ کا رب اور میری اکل میں تو وہ جھوٹا ہی کثافت اور معاملہ میں لکھا ہے کہ ہامان نے پچاس ہزار معمار استاد سوا سے مزدوروں اور نجاروں اور اینٹ پیروں کے دور دور سے طلب کر کے مقرر کیے اور ایک مکان ایسا بلند اور وسیع طیار ہوا کہ جب آفتاب مشرق سے نکلتا تو سایہ اس مکان کا مغرب میں پڑتا اور جب آفتاب پھرتا تو مشرق میں سایہ پڑتا اور وسیع ایسا کہ اگر ایک قصر سے کوئی شخص دوسرے قصر پر دوڑتا بھی جاتا تو شاید ڈیڑھ برس میں پہنچتا اور فرعون ہزارین پر ہو کے چڑھتا تھا اور بعضہ کہتے ہیں کہ ایک مکان کئی درجے کا تھا زوالسیر میں لکھا ہے کہ جب بنا تمام ہوئی اور فرعون اُس پر چڑھا تو آسمان جیسا دور تھا ویسا ہی نظر آیا شرمندہ ہوا اور ایک تیر بھینک مارا وہ تیر خون آلودہ پھر آیا فرعون نے کہا میں نے موسیٰ کے خدا کو مارا پھر حضرت جبریل نے اُس کو دھکا دیا کہ تین ٹکڑے ہو ایک قطعہ لشکر پر گرا دوسرا قطعہ دریا میں گرا تیسرا مغرب کو گیا اور رب اُستاد و مزدور داخل جہنم ہوئے تب بھی فرعون متنبہ نہ ہوا بلکہ دستکبر ہو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و غناؤا انہم الینا لایرجعون یعنی بُرائی کرنے لگا وہ اور

۵
 نینی ترا باده
 کوی کجاست
 بد از کجاست
 میگوید که
 ملک بد از کجاست
 ملک بد از کجاست
 ۱۱

اُس کا لشکر ملک میں ناسحق اور گمان کیا کہ وہ ہماری طرف پھرنے آؤنگے فائدہ فرعون نے یہ سمجھا تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جسم ہو اور آسمان اُس کا مکان ہو اور جانا اُس تک ممکن ہو مگر یہ حماقت تھی۔
 یہاں آفرین مکان چہ کند؟ آسمان گر با آسمان چہ کند؟ نہ مکان رہ برد بدو نہ زمان؟
 نہ بیان زود خیر نہ عیان فائدہ گارے کو آگ دینے سے یہ مراد ہو کہ کئی انیٹ بنائی جائے
 بعضہ کہتے ہیں کہ کئی انیٹ سب سے پہلے عالم میں فرعون نے بنائی ہو انقصہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے بعد مقابلہ و خاصہ و اظہار معجزات قاہرہ کہ چالیس برس تک بعد عمدہ
 نبوت کے مصر میں واقع ہوئے فرعون فرعونوں کے ایمان سے بالکل مایوس ہوئے تو
 جناب الہی میں عرض کرنے لگے کہ یا الہی ایسی کوئی تدبیر و حیلہ حکمو ارشاد کر کہ میں بنی اسرائیل کو
 قبطیوں سے خلاص کروں کہ تجھ کو بلا خون دے ہر اس عبادت کریں تب وحی ہوئی کہ سورہ
 شعرا میں ارشاد ہوا ان اسر بعا دمی لعلکم بقعون یعنی رات کو بے نکل میرے بندوں کو البتہ
 تمہارے پیچھے لگینگے کتب اجار سے روایت ہو کہ جب سے سحر فرعون ایمان لائے اُس وقت سے
 تا خروج موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے میں برس گذرے تھے اور آیات تسبیح اس عرصے میں
 ظاہر ہو گئیں اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات گیارہ عینے میں واقع ہوئیں اور اس
 عرصہ میں عمر حضرت موسیٰ انسی برس کی ہو چکی تھی اور اہل تاریخ میں مشہور ہو کہ مدت ظهور آیات
 تین برس گیارہ عینے کی تھی مگر اصح یہ ہو کہ چالیس برس حضرت موسیٰ مصر میں رہے اور اسی
 عرصے میں یہ سب امور واقع ہوئے معالٰم التنزیل میں ابن جریر سے روایت ہو کہ اُنہ تعالیٰ نے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل کے ایک ایک گھر میں
 داخل ہوں اور بکریوں کو ذبح کر کے خون دروازوں پر چھڑک دیں اور اپنے گھروں کو
 چراغ جلتے چھڑکیں کہ ملائکہ عذاب آؤنگے جس گھر پر نشان خون کا پائینگے اُس میں داخل نہ ہوں
 اور جہیز پائینگے اُس میں داخل ہوئے خونریزی کریں گے اور یہ بات بھی سمجھا دی کہ آگ میں
 اسباب سحر مہیا کریں اور قبطیوں سے زہ اور زیور جو کچھ ہو سکے بھاریت لے رکھیں اور بچا
 جانا پڑے گا اور فرعون نے اپنی قوم کے پیچھے لگیگا لیکن تم سب کو نجات ملیگی اور منکر کافر
 غرق ہونگے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سرداروں سے فرمایا اُنہ کو
 اپنے سارے ثروت کو اطلاع دی وہ سب جمع ہوئے یہاں تک کہ جو کوئی قبطیوں کا نوکر یا کہ
 متبیط تھا وہ بھی حاضر ہوا اور بموجب وحی چار گھر والے ایک گھر میں جمع ہوئے اور تسلیمان

خون کی گردین اُسی رات اندکے حکم سے دبا پڑی کہ ہر قطلی کا پلوٹھا بیٹا مر گیا وہ لوگ اپنے غم میں پڑے
 اور اخبار الدول میں ہی کہ ستر ہزار عورت باکرہ قوم قبط کی ایک رات میں مر گئیں کہ وہ لوگ انکے
 غم و تجنیز و تکفین میں مصروف ہوئے وہو الصبح باجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تاریخ نوین محرم
 روز یکشنبہ مصر سے نکلے اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ شب پنجشنبہ گیا رہوین شعبان تھی اور
 یہود اس سال کے پنجشنبہ کو عید الفطر کہتے ہیں صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے بموجب
 وحی کے سب قوم کو جمع کیا تو فرعون کے لوگوں نے یہ خبر اس ملعون کو پہنچائی اُس نے
 متوہم ہو کے اس حرکت سے استفسار کیا نبی اسرائیل کے سرداروں نے کہا کل عاشوراء یوم
 حضرت آدم علیہ السلام ہی ہم سب چاہتے ہیں کہ ایک جگہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کریں
 اور اپنی رسوم بجالائیں فرعون نے اجازت دی تب عوام نے بتقریب نزمین زلیور اور
 پوشاک قبطیوں سے بطور عاریت لیے اور عید کے بہانے سے اپنے بھیجے بابر شہر کے ٹوٹے
 یہاں تک کہ آخر شب سب ہاں جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسی رات کو وہاں سے
 کوچ فرمایا جب مین الشمس پر جلوہ فرما ہوئے تو لشاکا کا شمار کیا چھ لاکھ ستر ہزار روایت صحیحہ
 شمار میں آیا اور بعضے کہتے ہیں کہ چھ لاکھ بیس ہزار مرد و کامل شمار میں آئے مگر انہیں بوڑھے
 ستر برس تک اور جوان بست سالہ اور عورات کا شمار نہیں ہو بعد ازاں مقدمہ اجمیش حضرت
 ہارون علیہ السلام ہوئے اور میمنہ و میسرہ اسباط یہود اولادی کو ملا اور قلب لشکریں حضرت
 یوشع ابن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام و بنیامین ہوئے اور سب کے چھپے
 حضرت یونس علیہ السلام خود بذات خاص تشریف لے چلے اثنار راہ ایک جنگل ملا وہاں راہ
 بھولے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کہن سال سے استفسار کیا اور سبب پوچھا وہ
 بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی
 اولاد اور بھائیوں سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تک مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت
 یہاں سے ہمراہ لیجانا پھر میرے آبا و اجداد کے قریب رکھ دینا سو اب تم لوگ مصر سے جلتے ہو
 مابوت ہمراہ نہیں اسی سبب سے راہ نہیں ملتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تابوت مبارک
 لہان ہر نشان در تو ہے ساتھ لے چلیں سب نے کہا ہماؤا سکا علم نہیں ہو صرف وصیت
 انکے بزرگوں سے سنی تھی سو یاد رہی تب حضرت نے آواز بلند فرمایا کہ اسکو قسم ہر خدا کی جسکو
 حضرت یوسف کے تابوت کا نشان معلوم ہو میرے پاس آؤے اور خبر دے کسی نے اقرار نہ کیا

مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی اُسے کہا کہ میں تابوت حضرت یوسف علیہ السلام سے آگاہ ہوں مگر نہ بیان کر دینی جب کہ بھگوٹے وہ نجر جسکی میں خواہش کروں حضرت موسیٰ علیہ السلام اندک توقف فرمایا اسیوقت وحی ہوئی کہ جو کچھ یہ ضعیفہ درخواست کرے قبول کر و تب فرمایا کہ اپنی درخواست ظاہر کر اُسے کہا وہ پھر میں چاہتی ہوں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی فرمایا جلد بیان کر اُسے کہا دنیا کا یہ مطلب ہو کہ میں پیرانہ سالی سے پیادہ پاہل نہیں سکتی سواری عنایت ہو دوسری یہ کہ بہشت میں تمہارے ساتھ تمہارے درجے میں رہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول کیا تب اُسے التماس کیا کہ تابوت حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کا دریا سے نیل میں فلان مقام پر رکھا ہی چنانچہ بغور دریافت اس حال کے حضرت موسیٰ علیہ السلام خود دریا سے نیل پر تشریف لے گئے اور شاگ مرمر کا تابوت نکال لائے اور خود لیکر پیش پیش لشکر کے چلے کہ راہ راست ملکی نبی اسرائیل بھی اتقان و خیران کنارے دریا کے پیچھے لگے ہوئے پہونچے بعضے کہتے ہیں اُس ضعیفہ نے تین ہیزین مانگی تھیں ایک سواری دوسری یکجائی تیسری جوانی چنانچہ تینوں درخواستیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرمائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی اسرائیل نے رات کو تین مرتبہ راہ گم کی تھی اور ہر مرتبہ آیا سنتے تھے کہ مجھ کو دشمنوں میں نہ چھوڑو حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آواز سنی اور ندا فرمائی اور بعض کے نزدیک عبور دریا کے وقت یہ معاملہ واقع ہوا ہو مگر روایت اولیٰ صحیح القصہ نبی اسرائیل دریا پر نہ پہونچے تھے کہ بروایت صحیح ہو گئی اور فرعون واقف ہوا تو اُسے غیظ میں آکر نقیب و چوہدار بھیج کر اطراف مقدس سے سوار طلب کیے اور مستعد ہوا

کما قال فارسل فی المدائن حاشرین یعنی بھیجے شہزادوں میں نقیب اور کمدیا ان ہولاء الشہزادہ تکیلیوں دانہم لنا لافطون یعنی یہ لوگ جو ہیں سوا یک جماعت میں تھوڑی سی اور وہ مقرر ہمسے جی بلے ہیں کیونکہ بھلے ہیں اور زور و زور تو موم کالے گئے ہیں وانا جمیع حاذرون او ہم سب سلاح پوشیدہ ہیں اور مراسم لڑائی کے جانتے ہیں اور انکے پاس نہ سلاح جو نہ لڑائی کا طریقہ جانتے ہیں حالانکہ نبی اسرائیل میں بروایتی صرف مردکاری ہیں برس سے ساٹھ برس تک کے چھ لاکھ ستر ہزار آدمی تھے الافرعون نے سبب کبر و نخوت کے یہ کلمہ کہا باجملہ آسدن لوگوں پر آفت تھی اور اپنے لڑکوں کے ماتم میں گرفتار تھے اس سبب سے بڑی تاکید سے نکلے اور سوچ نکلتے فرعون بھی بڑی فوج و حشم سے سوار ہوا کہ ستر ہزار ابلق گھوڑوں کے سوار

مقدمۃ ہمیش تھے اور ایک لاکھ تیر انداز اور ایک لاکھ نیزہ باز اور اسقدر گرز بردار ہمارا
 رکاب تھے کہ اس شوکت سے کنارے دریا کے پہونچا اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چھ لاکھ
 نو سو سوار مقدمہ لشکر کیا اور چھ لاکھ سپہ سالار اور چھ لاکھ مسیر اور چھ لاکھ ساقہ لشکر گردانا اور
 خوب مع لشکر بشمار قلب لشکر میں ہو کر چلا سکیا لشکر بڑا غرق جوشن + شدہ در موج خون
 دریا سے آہن + چو چشمہ دبران پر کین و خونریز + بقتل خون مردم تنہا تیز + لیکن یہ سب لکھ
 اور صیح یہ ہے کہ چھ لاکھ ستر ہزار نبی اسرائیل حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور چھ لاکھ قبیل
 فرعون کے ہمراہ تھے کمانی الدارک فی تفسیر سورہ طہ باجملہ دشوین محرم کو آفتاب نکلتے لشکر موسیٰ
 علیہ السلام کے قریب پہونچا اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی گئیں معلوم ہوا کہ فرعون
 لشکر کے پیچھے آتا ہے ایک مقدمۃ ہمیش یعنی ہامان بے سامان پہونچ گیا تب نبی اسرائیل
 گھبرائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اب وہ وعدہ کمان ہو اگر اب کی بار
 فرعون نے پایا تو قتل ہی کریگا اور اب تو دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہیں سکتے کیونکہ
 اتنی کشتیاں کمان ہیں اور اب تو پھر بھی نہیں سکتے کہ فرعون مع لشکر آ پہونچا ہو نہ رو
 مان نہ رائے رفتن انما لہ کون ہمتو کپڑے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کلا ان
 معی بی سیدین کوئی نہیں میرے ساتھ ہی میرا رب مجھ کو راہ بتاویگا فائدہ اس مقام پر موسیٰ
 علیہ السلام نے اپنے کلام میں معیت کو مقدم فرمایا کہ ان معی ربی اور ہمارے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو مؤخر فرمایا ہے کہ ان اللہ معنا تاکہ قلوب عارفین پر روشن ہو جائے
 کہ کلیم از خود بحق نگریت کہ یہ مقام مرید کا ہو وجیب علیہ السلام از خود بخود نگریت یہ مقام
 مراد کا مرید راہ چہ گویند آن کند و مراد ہر چہ گویند چنان کنندے این کی داروے او
 در روے دشت + دان دگر یا روی او خود روی دشت + القصہ نبی اسرائیل سخت
 مضطرب ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الہی انکو نجات دے تو یوں
 وحی پہونچی کہ سورہ طہ میں فرماتے ہیں فاصرب لهم طریقا فی البحر یسرا لاشیاء من درکا
 و لاشیاء یعنی پھر والد سے انکو راہ سمندر میں سوکھی نہ خطرہ تجکوا پکڑیگا نہ در خلاصہ یہ کہ
 دریامیں راہ نکال اور عصا مار کہ خشک ہو جائے اور اس بات کا خوف نہ کر کہ فرعون
 پیچھے سے آویگا اور نہ ڈر کہ دریا آگے سے غرق کریگا معالمتہ النزل میں لکھا ہے کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور فرمایا کہ ہٹ جا نہ ہٹا پھر وحی ہوئی یوں

العلق یا ابا خلد بادل اللہ حضرت موسیٰ نے اسی طرح کہا تھا لعلی مکان کل فرق کا لعلی طہر
یعنی پھر مٹ گیا تو ہو گئی ہر جگہ جیسے برابر یعنی بارہ گلیاں ہو گئیں اور بیچ میں
پانی کے پھاڑ کھڑے رہ گئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ آسمن حق اٹھانے ہوا اور ترقی
دریا پر تسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی میں در آئی اور اجڑا سے دریا کو جدا جدا کر کے
کھڑا کر گئی اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سہولت سے گزر جاویں
جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو
بنی اسرائیل صفت عقیدت سے کہنے لگے دریا پر اعتماد نہ میں کہ ہمارے گزرنے تک
ایک ہی وضع پر رہے مبادا ہم راہ میں ہوں اور دریا پھر جیسا تھا جیسا ہی ہو جائے مگر
حضرت یوشع ابن نون نے اپنا گھوڑا اٹالا اسکے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام چلے اور
دونوں پار ہوئے بنی اسرائیل بھی انکو دیکھ کر دریا میں آئے مگر بارہ فرتے بارہ راہوں سے
داخل ہوئے اور سب سے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا گروہ لیے ہوئے چلے آئے
راہ میں حضرت کے ساتھیوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے بھائیوں پر
کیا گذرا ہے تو تمہارے سبب سے مطمئن ہیں مبادا پانی نے ان پر زور کیا ہو تب حضرت نے سچے
جناب آسمیٰ میں عرض کیا کہ یا آسمیٰ میری مدد کہ انکے اخلاق زمینہ سے نجات پاؤں تب
ہوا کو حکم ہوا اسے پانی کی دیواروں میں مونکھے مشابک کر دیے کہ ہر ایک گروہ دوسرے
گروہ کی کیفیت دیکھتا جاتا تھا جب حضرت ہارون اور یوشع ابن نون علیہما السلام اس
کنارے پر پہنچے تب ہامان بے سامان اس کنارے پر آیا اور ٹھہر گیا کہ سب نوح آجائے
اتنے میں فرعون بھی مع نوح آگیا اُس نے یہ حال دیکھا اور فریب کر کے لشکریوں سے کہنے لگا
کہ میرا اقبال ہو کہ دریا میری دہشت سے ہٹ گیا تاکہ ان غلاموں کو زندہ پکڑوں کیونکہ
اگر غرق ہو جاتے تو کار مملکت میں فساد واقع ہوتا با اینہما تیرا اور فریب اُس کے
دل پر بھی یک گونہ خوں تھا کہ مبادا وقت عبور دریا میں تلاطم پڑے اور غرق کر دے
تب ہامان نے اشارے سے کہا کہ تم نمود جانتے ہو کہ یہ خار و اعداوت حضرت موسیٰ کی
دعا سے ظاہر ہوا ہے مگر دریا میں ارادہ نہ کرو میں کشمکش ہو جاتا ہوں آسیر سوار ہو کر
تشریف لے چلیے اور بنی اسرائیل کو گرفتار کر لیجیے فرعون نے مانگی کیا بلکہ ارادہ کیا کہ لپٹ
جاؤں اور اس وقت لشکر فرعون میں کوئی اسپہا مارہ تھا بلکہ سب کھوڑے نہ تھے وقتہ حضرت

جبریل علیہ السلام عمامہ سیاہ باندھے ایک گھوڑی پر سوار فرعون کے آگے نمود ہوئے گھوڑا
فرعون کا ست تھا وہ مادیان کی بوستے بے اختیار ساتھ لگاتے جبریل علیہ السلام نے
اپنی گھوڑی دریامین ڈال دی گھوڑا بھی چلا ہر چند فرعون نے روکا نہ رکھا تو سن خود
مند مساز آسپناں + کش نتوان باز کشیدن عنان + لشکریوں سے رکھا کہ فرعون دریامین
پہنچ گیا وہ بھی ہر طرف سے هجوم کر کے داخل ہوئے اور حضرت میکائیل علیہ السلام
پہنچے پہنچے آتے تھے کہ بھولا چوکا دریاسے درے نہ جاسے میان تک کہ سار لشکر
دریامین پہنچ گیا اور فرعون مع مقادمان لشکر متصل اس کنارے کے ہوا تب اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دریامین کی کشتی عمر کی گرداب فنا میں ڈال دی وقتہ دریاسے تلاطم کیا
آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند موج تیرہ رتہ دار + موج کا ہر کنارہ طوفان پر + مارے
پیکر جناب عمان پر سے از عمر روان روان تراکش + خشک باجل زمان جہابش +
دریا جناب کاسہ در دست + از بادہ خون رہ روان مست + ہر قطرہ آب آب پیکان +
ہر ذرہ سحر تیغ عریان + نقشیم من الیم غشیہ داخل فرعون و قومہ وہابی پھر گھیر لیا
انکوائی نے جیسا گھیر لیا اور بکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سوچایا یعنی سب لوگ
ڈوب گئے کہتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں + ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں + یوں جو
ڈوبے کہیں تو جانکے + غرق دریاسے کفر کیا نکلے + انجا الدول میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اصحاب سے کہ میں تعلیم کروں تمکو وہ کلمات جو حضرت موسیٰ نے وقت عبور کیا
ہے تھے بولے بل یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا اللہم لک الحمد والیک الشکری وانت المستعان و
ہک المستعان وعلیک الشکوان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فاما کہ دریا میں غرق
کرنے فرعون کے تفاخر کے مقابلے میں کمال مناسبت رکھتا ہو کیونکہ یہ مردود حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے بار بار کہتا تھا کہ میں نے ملک مصر میں نہرین جاری کی ہیں اور انکو اپنی عمارات
نیچے دیگیا ہوں پس اس تفاخر کے سبب سے یہ ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شہر کی نہرین
کیا نہر ہو تو باد شاہ مصر ہو چاہیے کہ دریا کا تماشا دیکھ اور جیسا ان نہروں کا تماشا دیکھتا تھا
اور زیر عمارات جاری کر کے فوشی کرتا تھا اس بحر وسیع کو تیرے بدن پر جاری کر دنگا تا کہ اس
لذت ہر طرف سے محیط و شامل ہوں تبض متحقین وقائع اس قصہ سے ایک یہ بھی واقعہ
نکلتے ہیں کہ جب فرعون نے دعویٰ الوہیت کیا اور متابعین اس کے ہر شکل میں اسکو اپنا

مشکل کشا جاننے لگے تو ایک مرتبہ آب نیل کم ہو گیا اور مزارعین کو پانی کی تکلیف ہوئی کھیت سو کھنے لگے تب سب قبیلے فرعون سے رجوع لائے اُس نے کہا میں تم سے خوش نہیں ہوں اس سبب سے یہ آفت تم پر میں نے بھیجی ہو دوسری مرتبہ پھر وہی آفت پڑی تو اہل مصر نے عرض کیا کہ ہمارے بھائی اور مویشی مرے جاتے ہیں یا اسکا علاج فرمائیے ورنہ ہمارا شمار ہو کہ ہم اور ہی خدا ٹھہراوین فرعون نے جانا کہ الحاح خلّاق بھی لوازم الوہیت سے ہو مضطر مانہ ہوا کہ تم میرے ساتھ شہر سے باہر نکلو تو تمھاری مضرت منفعت ہو جائے سب اہل مصر ساتھ ہوئے فرعون نے راہ سے سب لوگوں کو پھیر دیا اور خود ایک گوشے میں قریب دریا کے گھوڑے سے اوترا اور بساط تضرع بچا کہ از رو سے نیاز زمین پر گرا اور اس طرح عرض کرنے لگا

اللہم انک تعلم انی اعلم انک ربی و اتمی و انک تعلم انی خیرت الیک خروج الباء الذلیل الی سیدہ و انک تعلم انی اعلم انہ لا یقدر علی اجراء مار الینیل احد غیرک فاجبر خلاصہ یہ کہ کہ اے معبود تجھ کو معلوم ہو کہ میں جانتا ہوں تجھ کو اپنا معبود اور پرہیز کرنے والا اور میں ذلیل غلاموں کی طرح تیری جناب میں آیا ہوں اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی اب نیل کو جاری نہیں کر سکتا سو تو جاری کر دے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اے جبرئیل یہ بندہ منافق ہو ظاہر اور باطن اسکا برابر نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حاجت اسکی رہا کر دو کہ پھر آواز اسکی نہ سنوں تب اور ملا کہ نے التماس کیا کہ اے خداوند جل شانک اس بدبخت کی حاجت کو ظاہری عاجزی کرتا ہو رو فرماتا ہو ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ میں اپنے بندوں سے قرار واقعی واقف ہوں یہ شخص چند کام ایسے کرتا ہو جس سے نسل کو آرام ہو سو میں چاہتا ہوں کہ مکانات اسکا دنیا میں عطا کروں اور آخرت سے بے نصیب رکھوں ملائکہ نے عرض کیا کہ وہ کام کون ہیں فرمایا کہ اپنے حکم میں ظلم نہیں کرتا اور عدل اور راستی سے حکم دیتا ہو اور سخاوت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اور ٹھگلی اور دھوکیتی اس کے عہد میں موقوف ہو اور راہ بھی صاف ہو پھر عجیب الذمحوات نے درخواست فرعون قبول کی اور نیل جاری ہوا اور فرعون کو اختیار دیا گیا کہ جب چاہے جاری کرے اور جب چاہے باز رکھے چنانچہ جبکہ کھیتوں پر پانی دینے کا حکم کرتا وہاں پانی پہنچتا اور جس کیفیت پر منع کرتا وہاں مقدور نہ تھا کہ پانی جائے اس خارق عادت سے معرکے رہنے والے نہایت احسانمند ہوئے اور فرعون پٹ کر سند سلطنت کو چلا راہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت سائل ظاہر ہوئے اور عثمان مرکب تمام کر گئے

ای بادشاہ میرا ایک سوال تجھے ہو اُسکا جواب عنایت فرما فرعون بولا اپنا سوال بیان
 حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا میرا ایک غلام ہو غلاموں سے کہ اُسکو میں اور وہ
 غریز رکھتا ہوں بلکہ اکثر غلام میرے اُسکی اطاعت میں ہیں کہ جو کچھ اُسکی مرضی ہوتی
 اُسے کرتا ہو اور وہ سب اُسکی اطاعت کرتے ہیں اور میں اسقدر اُسپر اعتبار رکھتا ہوں
 کہ خزان اموال پر بھی اُسی کو اختیار دیا ہو جسکو چاہے عطا کرے با این مہ عنایت کہم
 اب وہ میرا حکم نہیں مانتا بلکہ عہدیت سے منکر ہو اور مجھ کو اپنا مالک و خاوند نہیں جانتا
 اُسپر طرہ یہ ہو کہ اور غلاموں کو بھی میری خدمت کرنے سے منع کرتا ہو کہ بعض رضاً و عہدیت
 اپنے اُسکا کہنا مانتے ہیں اور بعض بجزو کہ اہت سوا ہی بادشاہ اُس غلام کی سزا کیا ہو
 اور اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے فرعون نے کہا سزا اُس بندہ نالائق کی یہ ہو کہ
 ولی نعمت اُسکو قید کرے اور کما ینبغی سزا دے کہ وہ غلام ہرگز نالائق احسان نہیں ہو بلکہ
 سزا اُسکی میرے نزدیک یہ ہو کہ اُسکو دریا میں غرق کرادے تب سزا موافق اعمال کے ہوگی
 حضرت جبریل نے فرمایا کہ میرا سوال اور اپنا جواب دستخط اور مهر سے لکھ دیجیے فرعون نے
 اسی وقت لکھ دیا کہ ماجزار العبد الذی خالف مولاہ الا ان یفرق فی البحر یعنی سزا اُس غلام کی جو مخالف
 اپنے مالک و ولی سے ہو یہ ہو کہ دریا میں ڈبو یا جائے پھر حضرت جبریل نے اُس نوشتہ کو اپنے پاس
 با احتیاط تمام رکھا جس دن فرعون غرق ہونے لگا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ نوشتہ دکھایا
 کہ فرعون نادم و پشیمان ہو گے پلٹ چلا تھا مگر بحر فنا نے روک دیا جب ڈوبنے لگا تو کہا یقیناً
 میں نے کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں جیسا سورہ
 یونس میں ارشاد ہوا ہے اذا ذکر الفرق قال آمنت باللہ الذی آمنت بہ بنو اسرائیل
 وانا اول المسلمین اور جب فرعون نے یہ کلمہ کہا تو ارشاد آئی ہوا خواہ حضرت جبریل نے کہا
 الا ان وقد عصیت من قبل وکنت من المفسدین یعنی اب یہ کہنے لگا اور بے حکم اور نافرمان
 رہا پہلے اور رہا تو فساد کرنے والوں میں حاصل یہ کہ تمام عمر مخالفت رہا اب عذاب کیلئے
 یقین لایا اس وقت کا ایمان مجتہد نہیں ہو القصہ جب فرعون مع لشکر اپنے کے ڈوب گیا تب حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو اطمینان ہوا اخبار الدول میں لکھا ہو کہ یوم شنبہ ماہ جمادی الاخریٰ یہ معاملہ واقع ہوا مگر صحیح یہ
 کہ دسویں مجرم کو یہ حکم واقع ہوا چنانکہ حدیث صحیح انس بن مالک سے یوں آئی ہے فلق البحر بنی اسرائیل یوم
 عاشوراء یعنی چھٹا لایا گیا دریا بنی اسرائیل کے لیے دسویں مجرم کو اور صحیحین میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے

و اشکبہ ہو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و طغوا انہم الینا لایرجعون فاخذناہ و جنودہ فسنبذناہم
 فی الیم فانظر کیف کان عاقبتہ الظالمین و جعلنا ہم امیۃ یدعون الی النار و یوم القیامتہ لا ینفرو
 و اتبعنا ہم فی ہذہ الدنیا لفتۃ و یوم القیامتہ ہم من المقبوحین یعنی بُرائی کرنے لگا دہ اور اسکا
 لشکر ملک میں ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف سے بھڑکے آونگے پھر پکڑا ہننے آسکا اور اسکا لشکر کو
 پھر پھینک دیا ہننے آنکو پانی میں سو دیکھ آخر کیا ہوا گنہگاروں کا اور کیا ہننے آنکو سردار بلا تے
 و فرخ کی طرف اور برزخ قیامت آنکو مدد نہ دیں اور پھر رکھی آنکو دنیا میں پھکارا و قیامت
 آخر بُرائی ہو اور حدیث شریف میں ہو کہ جب ابوجہل مرا تو حضرت نے فرمایا مات فرعون ہذہ امیۃ
 پھر اگر فرعون ظاہر و مظهر رہتا تو ابوجہل سے تشبیہ درست نہوتی کیونکہ ایمان اعمال و سبب بقہ کو
 زائل کر دیتا ہو پس گمان و خیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہو کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے وقت میں ابتداء کافر و عدو اللہ تھے اور پھر ایمان لائے انکی شاعت و جہت
 کہیں مذکور نہیں ہو با این ہمہ فرعون کے کلام میں ہرگز ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا
 نہیں ہو نہ تصریح نہ اشارہ بلکہ نبی اسرائیل کا ذکر ہو پس ایمان بالرسول پایا نہیں جاتا اور
 عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہو اور ایمان سحرہ فرعون کا مثل ایمان فرعون
 نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ سحرہ فرعون نے کہا تھا آمنت برب العالمین ب موسیٰ و ہارون معذرا ایمان
 بخدا و معجزہ بنیغیر خدا واقع ہوا ہو اور ایمان بمعجزہ رسول عین ایمان بالرسول ہو اس مقام میں
 حضرت عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ قول شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مسائل
 اعتقاد یہ و فقہیہ میں اگر مخالفت اجماع سے رکھتا ہو تو قابل قبول نہیں ہو قطع نظر اس سے
 حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد کیا ہو کہ و فرخ کے مراتب ہیں کہ بعض اشد و سخت ہیں
 بعض سے اور ایک درجہ خاص اہل عناد و استکبار کے واسطے ہو کہ اشد و اغنظ انواع کفر ہیں
 جسطح فرعون و امثال اسکے پس معلوم ہوا کہ فصوص الحکم میں بیان مجمل آیۃ قرانیہ کا ہو اور فتوحات
 میں بیان مدت ہوائتمی یہ جو لکھا گیا مسلک جمیع علما و اظہار کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ
 قیس سہم باتباع قول حضرت قدوة المحققین محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان
 باس مقبول ہو یعنی ایمان قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہو مقبول ہو اور
 ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ اسے وقت غرق و یاس از نجات قبل امتحان کیا تھا آمنت
 اس گمان سے کہ نجات ہلاکت سے حاصل ہوگی جسطح نبی اسرائیل نے نجات پائی اور تحقیق اس مسلک کی ضرورت نہیں

متنبول ہوا ایمان کا

وعمدہ المتصوفین بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہ نے دفتر ششم شتوی شریف کی شرح میں تفصیل لکھی ہے اور اقوال مخالفین شیخ اکبر کو رد کیا ہے جبکہ دل چاہے ملاحظہ کرے قابل تحقیق کا یہ ہے کہ ایمان بآس و ایمان محض مقبول ہے اس لیے کہ مختصر وقت احتضار مکلف بایمان ہو جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان محض اگرچہ یکشف و شہود ہو البتہ ادا سے فرض ہے اور وہ مقبول ہوگا اور ظاہر ہے کہ تلقین وقت احتضار باجماع مستحب ہے اگر اس وقت تکلیف بایمان نہ ہوتی تو پھر تلقین کا کیا فائدہ اور جو شیخ عبد الحق محقق دہلوی نے دعویٰ عدم قبول ایمان بآس باجماع فرمایا ہے ثبوت اجماع نہایت مشکل ہے اصل یہ ہے کہ شیخ موصوف نے بآس احتضار اور بآس قبل وصول احتضار میں فرق نہیں کیا ہے اور حکم عدم قبول ایمان فرعون کا صادر کیا حالانکہ ایمان قبل بآس مطلق قبل تحقیق احتضار مقبول ہے چنانچہ حضرت صلعم نے وقت قرب موت ابوطالب سے فرمایا کہ اے عمر تو کہہ لا الہ الا اللہ کہ اس قول سے اللہ تعالیٰ کے روبرو میں حجت پیش کروں بروز قیامت حالانکہ وقت بآس تھا اور سکرات موت عارض تھا یہاں سے معلوم ہو کہ ایمان بآس قبل حضور موت کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور ایمان فرعون اسی قبیل سے تھا کہ وقت غرق و یا س از نجات قبل احتضار دل سے ایمان لایا اس گمان سے کہ غرق سے نجات پاؤنگا جس طرح سے بنی اسرائیل نے نجات پائی تو یہ ایمان مقبول ہوگا اور شیخ اکبر قدس سرہ کا قول فصول الحکم میں اسی پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم فائدہ بحر الحقائق میں اس قصہ کو احوال سالک سے شبینہ می ہے اس طرح کہ جب موسیٰ دل اور صفات محمودہ اسکی کہ اسکی قوم تھی متوجہ مقصد اعلیٰ کی طرف ہوئے تو گنہگار کا دریا سے زخار ناپایدار پر ہوا تو فرعون نفس امارہ میں توابع خود کہ اخلاق ذمیمہ دل کے تھے بنا بر غارت تعاقب کنان دریا پر پہنچے اسی وقت موسیٰ دل نے عصا لا الہ الا اللہ دریا پر مارا سو نفی لا الہ نے دریا کو خشک کر دیا اور اللہ نے موسیٰ دل کو اور اسکے اہل کو آتار دیا تب فرعون نفس اور توابع اسکے آب دریا میں کہ لذات اور شہوات میں غرق ہوئے اور موسیٰ دل نے با صفات حمیدہ نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوا ۵ بصا شگاف دریا کہ تو موسیٰ زمانی ۶ بدران قبا سے مراد کہ زبور مصطفائی ۷ القصہ بعد غرق ہونے اہل صلاح کے بنی اسرائیل فارغ البال کنار دریا پر پٹھر سے اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ فرعون کیا ہوا فرمایا وہ مر گیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے واقف تھے اور موت اسکی

بصا شگاف
دریا پر مارا
سو نفی لا الہ
نے دریا کو خشک
کر دیا اور اللہ
نے موسیٰ دل کو
اور اسکے اہل کو
آتار دیا تب
فرعون نفس اور
توابع اسکے آب
دریا میں کہ
لذات اور شہوات
میں غرق ہوئے
اور موسیٰ دل نے
با صفات حمیدہ
نجات پائی اور
منظور نظر
کبریائی ہوا ۵
بصا شگاف

محال سمجھتے تھے اس سبب سے بولے کہ فرعون نہیں ڈوبے اور نہیں مرا زندہ ہوگا اب نکلتا ہی
 پھر دیکھیں ہم لوگوں سے کس طرح پیش آوے اسی خیال میں تھے کہ دفعۃً لاشہ فرعون بالائے آب
 مردہ ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل نے اسکو پہچان کر شکر کیا نقل ہو کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی
 آذین شب دریا سے پانی لینے گئی اور اسنے باسن پانی کا دریا میں ڈالا سوریش بے نور
 فرعون مردود کی ہاتھ آئی چونکہ وہ جواہر سے مرصع تھی اسنے بال اکھاڑ کر جواہرات کے لیے
 غیب سے آواز آئی خدزی اجرک یعنی لے اپنی مزدوری عورت نے ہانا کہ میں نے ایک تہہ
 فرعون کے محل میں مزدوری نہیں پائی تھی سو وہی مزدوری ہو الغرض اسنے یہ کایت لوگوں تک
 بیان کی اور جواہر دکھلائے تب سب نے دریافت کیا کہ عاقبت ظلم کی نگو ساری ہو اور مال
 مظلوم رستگاری اور بعد اس واقعے کے بدن فرعون کا دریا سے نکال کر اللہ نے نیلے پر
 ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھا کر شکر کریں اگرچہ بدن کے بچنے سے کیا فائدہ ہوا جیسا ایمان
 بیفائدہ ہوا اور بے وقت لایا دیا بدن بھی بیفائدہ بچا مگر عبرت کا مطلب نکلا اور اسی کو
 سورہ یونس میں نبض صریح فرمایا فالیوم نجیک بیزیک لتکون لمن خلفک آتہ یعنی آج بجاؤ نیلے
 ہم تجکو تیرے بدن سے تا ہو تو اپنے پھیلوں کو نشانی مفسرین لکھتے ہیں کہ بغرق ہونے فرعون کے
 دس روز تک دریا میں بڑا تلامطم رہا اور اس عرصہ میں فرعون اور اسکے توابع سب قعر دریا سے
 بالائے آب آئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہو واذا فرقتما بکم البحر
 وانفرتا ال فرعون واتم متظرون یعنی جب مہنے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا پھر کا دیا
 تمکو اور غرق کیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے رہے تبھے مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مریرہ میں پہونچے وہاں سے
 تھوڑی دور علاقہ کالشرک یا قبیلہ خم کا گروہ پڑا تمھارے پاس کمی بت کاٹے اور
 پچھڑے کی صورت پرستش کو تھے سو بنی اسرائیل دیکھا کہ حضرت موسیٰ سے کہنے لگے چنانچہ
 سورہ اعراف میں ارشاد ہوا یا موسیٰ اجعل لنا الہما کما الہم اللہ یعنی ای موسیٰ بنا دے جو بھی
 ایک بت جیسے انکے بت ہیں قال انکم قوم تجهلون ان ہولاء مقبر ماہم فیہ و باطل ما کانوا یعلمون
 یعنی حضرت موسیٰ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ جو ہیں تباہ ہوتا جس
 کام میں لگے ہیں اور غلط ہی جو کر رہے ہیں پھر فرمایا انعم اللہ انعم اللہ و فضلکم علی العالمین
 کہ اللہ کے سوا لا دون تمکو کوئی معبود اور اسنے تمکو بزرگی دی سب جہان پر یعنی اپنے زمانے والوں پر

فائدہ حقیقت یہ کہ جاہل آدمی فرسے بے صورت کو عبادت کر کے تسکین نہیں پاتا جب تک سنگ
ایک صورت نہو اس قوم کو دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے انکو بھی یہ ہوس آئی آخر
سونے کا بچہ بنا یا اور پوجا اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعون
بھیر بنی اسرائیل مصر میں نہیں آئے بلکہ جانب کنعان چلے گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ بارہویں
غرق سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع ابن نون کو مع چوبیس ہزار بنی اسرائیل
جانب مصر روانہ فرمایا سو حضرت نے جا کر متروکہ قبطیوں کا ضبط کیا اور جو چیز قابل انتقال تھی
حضرت موسیٰ کے پاس بھیجی اور بعض چیزیں بیچ ڈالیں اور ایک شخص کو قبطیوں سے
حاکم گردانا اور خود مع اور بنی اسرائیل کے واپس تشریف لائے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام
قوم کو لیکر جانب شام روانہ ہوئے اس روایت سے دونوں باتیں معلوم ہوتی ہیں یعنی بعضوں
مصر میں جانا اور انکا متروکہ اپنے قبضے میں لانا اور پھر آنا بخوبی واضح ہو اور یہ سلسلہ مؤرخین
مفسرین نے اس واسطے کیا ہو کہ تواریخ اسرائیلیہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جب بنی اسرائیل مصر کے
ملک سے نکلے تو وہاں پھر نہیں گئے بلکہ کنعان میں داخل ہوئے اور ظاہر آتہ سورہ شعرا

یعنی پھر ظاہر ہے
انکو بافون سے
اور بتوں اور
فرمان سے اور
ظاہر ہے
اور تاہم کلام
یہ ہے کہ بنی
اسرائیل کو

فاخر جناب ہم من جنات و عیون و کنوز و مقام کریم کذلک وادرننا بنی اسرائیل سے واضح
ہوتا تھا کہ پھر بنی اسرائیل ملک مصر میں گئے اور حیشے اور خزانے اور گھر خاصے انکے
بنی اسرائیل کے ہاتھ لگے تھے کہ ملاحسین و اعظم کا شفی نے اسی شبہ سے اور ننا بنی اسرائیل کی
تفسیر میں لکھا ہو کہ صحیح یہ ہو کہ زمانہ دولت و سلیمان علیہم السلام میں بنی اسرائیل کو
ملک مصر پر استیلا حاصل ہوا ہو اور اسی غلط بیجا سے انصار بنی کفار اعتراض کرنے لگے
کہ تواریخ سے پھر آنا بنی اسرائیل کا مصر میں معلوم ہوتا ہو اور قرآن شریف سے پھر آنا
مصر میں پایا جاتا ہو ہر چند کہ یہ امر متعلق اعتقادات کے نہیں لیکن پھر بھی قول صحیح
اس بات میں لکھنا ضرور ہو تا کہ پھر شبہ و شک کسی کافر بدین کا کلام اللہ سے نہ لگ سکے
واضح ہو کہ بعد غرق ہونے فرعون اور فرعونوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی
قوم کو لیکر ملک مصر میں داخل ہوئے اور خزانہ مصر سونے و چاندی کی کانیں اور
باغات جو کنارے دریا سے نیل کے واقع تھے اور مکان اونچے و بلند اور کرسیاں
سونے کی جیسے فرعون ملعون بیٹھا تھا اور جمیع اسباب دزیور متروکہ قبطیوں کا سوا سے
انکے جو عمارت لے گئے تھے اور دریا سے انکے جو دریا پر لوٹ میں ہاتھ لگا تھا

بنی اسرائیل کو ملا اور بخوبی تصرف انکا ملک مصر و اطراف مصر پر جاری ہوا چنانکہ علامہ بغوی کہ افحام محدثین میں ہیں تفسیر معالم التنزیل میں صاف بیان فرماتے ہیں کہ بعد ہلاکی فرعون کے بنی اسرائیل مصر میں آئے اور اسکے اموال و مساکن پر متصرف ہوئے اور استاد الاثا ذوالنا حضرت شاہ حافظ عبدالغنی محدث دہلوی قدس سرہ الغزالی اپنی تفسیر بخوبی تصریح فرماتے ہیں کہ جب فرعون اور فرعون بنی ہلاک ہوئے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر دستیاب ہوئے تو منظر اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز میں رہ کر کار جہاد و قتال اور ریاضات و عبادات سے جی چاؤ نیگے تب حضرت موسیٰ نے حکم آئی پہنچایا کہ اللہ صاحب حکم دیتے ہیں کہ زمین شام حبار میں علاقہ سے جہاد و قتال چھین لو اور وہیں توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف میں کہیں اس بات کی تصریح نہیں ہو کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں نہیں گئے اور تاریخوں کی ہر بات صحیح و ثابت ہونا ضرور نہیں کیونکہ ہر گاہ توریت و انجیل کا بسبب فقدان اسناد و تلمیذ کلام صاحب کتاب وغیرہ صاحب کتاب وغیرہ مراتب ثبوت تحریف کے بمقابلہ قرآن بلکہ بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث کے کچھ اعتبار نہیں ہو تو اور تاریخوں کا کیا اعتبار ہو بلکہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ مورخین نے تواریخ اسرائیلیہ سے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل ملک مصر میں نہیں گئے اور بعض مفسرین نے بھی بلا لحاظ اسی اعتماد پر لکھ دیا اور اگر کوئی طحہ نصرانی یہ کہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے حالات سے بہ نسبت اہل اسلام کے زیادہ تر واقف ہیں اور ہمارے مؤرخ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ کنعان میں رہے اور اسی کے موافق بعض مورخین اہل اسلام بھی لکھتے ہیں پس آیت قرآنیہ و اورثنا بنی اسرائیل تناقض واقع ہو جواب اسکا یہ ہو کہ توریت و انجیل اور تواریخ اسرائیلیہ بمقابلہ قرآن مجید اسطرح واقع ہیں جیسے مہاجرت اور حاتم طائی اور چار درویش کے قصے اور جب چھاپہ جدید ہوتا ہو تب دو چار باتیں کم و زیادہ ہوتی ہیں تو تناقض انکا قابل لحاظ نہیں الا بر تقدیر تسلیم کیا جاتا ہو کہ لفظ بنی اسرائیل کا جو قرآن شریف میں واقع ہو کچھ ضرور نہیں کہ اس سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قذیم سے پار ہوا تھا بلکہ جائز ہو کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل ہیں و سے بھی داخل ہیں مراد ہو وہ اس صورت میں تواریخ اسرائیلیہ سے بھی خلاف نہیں رہا کیوں کہ تمام تواریخ ملک شام و بلاد ہمزکیہ

نظاہر ہو کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی سلطنت ملک مصر تک بڑھائی تھی علاوہ بن یہ محاورہ بھی صحیح ہو مثلاً جو کہیں کہ شاہنشاہی اور سلطنت کیا نیون سے بلکہ مطلق پاپستو نکل گئی اور اب فرنگیوں کو ملی ہو حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ میں فرنگیوں کی حکومت نہیں ہو اس طرح اُس آیت کا مطلب ہو سکتا ہو کہ دنیا کی نعمتیں فرعون و چھین لی گئیں اور بنی اسرائیل کو ملیں یعنی کچھ یہ ضرور نہیں ہو کہ خاص خاص وہی خیرین دنیا کی جو فرعون و بنی اسرائیل کے پاس تھیں بنی اسرائیل کو ملیں اور مطلق نعمائے دنیا یہ کا ملنا بنی اسرائیل کو بعد غرق فرعون بالاتفاق مسلم الثبوت ہو اور اگر آیت موصوفہ میں بنی اسرائیل کے لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسیٰ کے ساتھ اتراتھا اور از روئے تواریخ بلکہ اصل توریت سے ثابت ہو جائے کہ اُس طبقے والے پھر مصر میں نہیں گئے تو بھی آیت میں کچھ شبہ نہیں رہتا ہو کیونکہ کتاب خروج کے باب سوم نسخہ ۱۷۷۷ میں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کی حالات کے بیان میں لکھا ہو کہ ہر ایک عورت اپنے پردے سے اور اُس سے جو اُس کے گھر میں رہتے ہوں روپے اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیکر اور تم اپنی بیویاں اور بیٹیاں پیناؤ گے اور مصریوں کو غارت کرو گے اور باب دوازدہم کے دس ۳۸ میں ہو کہ انھوں نے مصر میں لوٹ لیا اور یہی توریت سے ظاہر ہو کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں جب قذیم سے اترے ہوں چھ لاکھ صرف جنگی جوان ہوں تھے اور کتنے ہی ان کی عورتیں تھیں اور بوڑھے اور لڑکے اور اور عورتیں ان سے علاوہ اور ہر ایک مرد اور عورت نے چاندی سونے کا اسباب ہر ایک مرد اور عورت مصر سے لیا تو بحفاظت کیا جائے کہ کروڑوں روپیہ کی دولت ہوئی اور اسی کو لوٹ لینا بولتے ہوں اور اسی کو کنز اور کنوز کہتے ہوں کہ بعد غرق ہونے فرعون اور مصریوں کے وہ کروڑوں کی دولت اور گنج بنی اسرائیل کے قبضے میں ہو گئے گو مصر میں نہ بھی گئے ہوں انقصہ بعد ہلاکی فرعون اور فرعونوں کے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع قوم بنی اسرائیل جو ان کے ساتھ دریا سے قذیم سے پار اُتریں تھی پھر مصر میں تشریف لائے اور ملک مصر پر مسلط ہوئے تو چند روز کے بعد قبطیوں کی صحبت سے بعض بنی اسرائیل جاہل بت پرستی کے شوق میں پڑے اور کہنے لگے اجعل لنا آئما کما آئما تم تب حضرت موسیٰ نے انکو سمجھایا بطلان و پر بیان ہوا اور عبرت کے لیے پھر دریا کے کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آویں جب دس مہینے گزرے تب بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جاہل مردود دیشیان ہو گئے

عذر خواہی سے پیش آئے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکا گناہ بخشوایا اور یاد دلایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالیٰ ہکو فرعون اور فرعونوں کی قید اور ظلم سے رہائی بخشے تو ہم طاعت اور عبادت حق میں کوشش کریں گے اب وہ نذر ادا کرو اس عرصہ تک نبی شریف شریعت ابراہیمی پر تھے کہنے لگے کہ ہکو تمہارا قول جان و دل سے قبول ہو لیکن احکام الہی کی ہکو اطاعت نہیں ہو کہ ہم آپر قائم ہوں ہمارے لیے کوئی کتاب خدا کے پاس سے لاؤ تاکہ موافق اُسکے راہ مستقیم پر چلیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں اتنا س کیا ارشاد ہوا کہ پیار پر جو کہ تمہاری عطاے رسالت کا مقام ہو حاضر ہو اور تیس دن روزہ رکھو اور تمکانات کو تب کتاب بیلگی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم اپنی حضرت ہارون علیہ السلام کے سپرد کی اور فرمایا اپنے بھائی ہارون سے کہ تو میرا خلیفہ رہ میری قوم میں اور سنوار اور نہ چل بگاڑ والوں کی راہ کا تال فی سورۃ الاعراف قال موسیٰ لانیہ ہارون اخانی فی قومی واسلم ولا تتبع سبیل المفسدین افرض حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تو شہزادی قوم کے بروایت بعض ساتھ ہوئے جب قریب کوہ طور کے پہونچے تو قوم کو پیار کے نیچے چھوڑا اور خود بذات پاک شوق الہی میں پیار پر چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ اتمکانات میں بیٹھے جب اتمکانات کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خوری اور روزہ داری کے منہ کی بو میں تغیر معلوم ہوا اس لیے مسواک فرائی اسی وقت جانب غیب سے ارشاد ہوا کہ بو میرے نزدیک مشک سے بہتر تھی اسکو کس لیے زائل کیا کما جانی الاثر خلوف ثم الصائمین طیب عند اللہ ریح المسک والزعفران اب دس روز جبرمانہ میں اور روزہ رکھو اور دس رات اتمکانات کرو کہ دسویں ذی الحجہ کو کتاب دخلعت کلیمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات اور اتمکانات کیا چنانچہ ارشاد ہوا واما عذنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واثمنا بما بعشر فتم منجات ربہ اربعین لیلۃ یعنی وعدہ ٹھہرایا چنے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو دس رات اور سے تب پوری ہوئی مدت رب کی چالیس رات میں ہاجلہ دسویں ذی الحجہ کو تورت عنایت ہوئی سات نویمین یا دس یا نو اور زاد المسیر میں لکھا ہو کہ بارہ تھیں یہ قول اہل کتاب کے موافق ہے اور طول ہر یوح کا بارہ یا دس گز کا تھا اور وہ لوحین یا قوت احمر کی یا بری بہشت کی لکری کی تھیں اصح یہ ہے کہ سبز مرد کی تھیں اور اس میں اچھی باتیں جسکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جسکے نہ کرنے کا حکم ہے لکھی تھیں سیامع میں لکھا ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سبب واسطہ

حضرت موسیٰ سے کلام کیا تھا اور چوبیس ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت میں سات لاکھ کلمے ہیں اصح یہ ہو کہ چورانوے ہزار کلمے ارشاد کیے اور کشفات میں ہو کہ چالیس روز برابر مکالمہ رہا مدارک میں ہو کہ تورات ایک شتر بار تھی کسی نے سوائے حضرت موسیٰ اور یوشع اور غریبہ اور عیسیٰ علیہ السلام کے تمام نہیں پڑھی اور آسمین ہزار سورتیں تھیں ہر سورت میں ہزار آیات فائدہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہو کہ واعذنا موسیٰ اربعین لیلة اور سورہ اعراف واعذنا ثلثین لیلة تو بظاہر تناقض ہوا الاحقیقت میں تناقض نہیں کیونکہ سورہ بقرہ میں اجمال تمام مدت خلوت کا مع الاصل والزیادة ذکر فرمایا ہو اور سورہ اعراف میں بظہر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس رات تھی مع جرمانہ کہ مقابلہ سواک کے ہوا تھا جدا جدا ارشاد ہوا ہو یہ تناقض کچھ نہیں کیونکہ اجمال اور تفصیل میں مخالفت نہیں ہوتی مثلاً کوئی شخص کسی سے چالیس درم قرض لے کے کہے کہ میں چالیس درم کا قرضدار ہوں تو یہ اجمال صحیح ہو اور اگر کہے کہ میں نے تیس درم غلامی بابت لی تھیں اور دس غلامی بابت یہ تفصیل بھی درست ہو خصوصاً کہ فتم میقات باربعین لیلة مذکور ہوا ہو فائدہ اربعین یوما اسلیے نہ فرمایا کہ تیس راتیں ذیقعدہ کی تھیں اور دس اول ذیحجہ کی اور دسوان روز وقت عنایت کتاب کا تھا اگر یوما فرمایا تے تو روز دہم بھی داخل اعتکاف ہو جاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا ورام ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ رات وقت خلوت ہو اہل ریاضت رات ہی میں عبادت کرتے ہیں لہذا رات کی تخصیص ہوئی اور یہ بھی ہو کہ شمار شہور عرب میں دور تر یہ ہو ابتدا اسکی رات سے ہوتی ہو اور تفسیر جواہر میں لکھا ہو کہ کشف الاسرار میں ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی انظار نہو اگر اربعین یوما فرماتے تو روزہ متعارف مفہوم ہوتا اور بحر اتفاق میں ہو کہ اگر اربعین یوما ہوتا تو حضرت موسیٰ یہ گمان کہتے کہ دن واسطے عبادت کے رات واسطے آرام کے جب رات ارشاد ہوئی جانا کہ روز و شب حکم عبادت کا ہو اور اہل معرفت کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ سے وعدہ وصل تھا اور میعاد دوستوں کی پیشتر رات ہوتی ہو کہ رات خلوت عاشقان و وقت صحبت و دوستان ہو اور رات روندگان راہ کا پردہ ہو اور روز بیداران سحر گاہ کا کوچہ فائدہ تخصیص چالیس رات کی اسلیے فرمائی کہ اسن بعد دو کمال اعتبار حدیث شریف میں وارد ہو من اخلص لئند اربعین صبا حانطرت نیامع اعلمتہ من قلبہ علی لسانہ و حضرت طینۃ آدم اربعین صبا حاد و اسی مدت میں بچہ رحم مادر میں ایک حال سے دوسرے حال میں

نہ ہوتی

دو کمال اعتبار

انتقال کرتا ہے یعنی چالیس روز فطہ چالیس روز خون بستہ چالیس روز گوشت پختہ کسین
روح چھوکی جاتی ہے اس سبب سے حضرات صوفیہ قاطبہ ایک چاہ خلوت و ریاضت کیوں
مقرر کرتے ہیں اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہیں اور یہ بھی ہو کہ اہل حساب کے نزدیک
مراتب اعداد کے چارہین اتحاد عشرات مات الوقت اور عدد کامل کلام آسمی میں عشرہ ہو
کہ ملک عشرہ کا طہ اور جب دس کو چارہین ضرب کریں تو چالیس ہوتے ہیں قاعدہ یہ معراج
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جبیں اسطرح ریاضت ہوئی بعد ازاں کلیم اللہ موسیٰ اور
ہمارے حضرت کی معراج بالاکلیف و ریاضت ہوئی اس سے اور اس سے فرق زمین و آسمان کا
ایک دن حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ آسمانی تو نے مجھ کو کلیم کیا اور محمد کو حبیب سوان دونوں میں
کیا فرق ہو خطاب ہوا کہ حبیب وہ ہے جسکی رضا جوئی میں کر دین اور کلیم وہ کہ میری رضا جوئی کرے
اور کلیم وہ ہے جو مجھ کو دوست رکھے اور حبیب وہ ہے جسے میں دوست رکھوں اور کلیم وہ ہے جو
چالیس دن روزہ رکھے اور چالیس رات برابر عبادت کرے پھر طور پر حاضر ہو کہ مجھے
کلام کرے اور حبیب وہ ہے جو کہ فراغت سے اپنے گھر میں فرش پر سووے اور میں سکی
طلب میں جبریل کو بھیجوں کہ طرفۃ العین میں اپنے پاس بلاؤں اور ایسے مراتب عطا کروں
کہ ہرگز کسی مخلوق کا ادراک وہاں تک نہ پہنچے سے یمنغ نعم ہچکس از انبیاء نہفت ہ آجنا کہ
تو بہاں کرامت پریدہ ہ ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند ہ آجنا کہ جاسے قیمت تو آجنا
رسیدہ ہ القصہ حضرت موسیٰ کو توقف ہوا بنی اسرائیل پر ایک حادثہ پیش آیا کہ گوسالہ پر
کھینکے اور صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ موسیٰ ابن طفر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے تھا
خواہ تبدیلہ سامرہ خواہ کرمان سے صنعت زرگری میں بڑا استاد اور قالب تراشی میں مانی ہزار
جسدن فرعون عرق ہوا ہے حضرت جبریل ایک اسپادہ پر سوار کنائیل پھرتے تھے اور ہر
نقش سم پڑتا تھا وہ زمین سبز ہو جاتی تھی یہ شخص حضرت جبریل کو پہچانتا تھا سو اسنے قدرے خاک
زیر سم لیکر تیر کا اپنے پاس رکھی اور یہ خیال میں تھا کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہو
کسی وقت یہ کام آویگی چنانچہ بعد تشریف بری حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل نے حضرت
ہارون سے کہا کہ ہلوگ قبطیوں سے زیور بجا ریت لانے تھے اب کیا کریں حضرت ہارون نے
فرمایا کہ اسکو ہلا کر خاک میں دفن کر دے سب لوگ مستعد ہوئے کہا اگر زیور مجھے ملے
تو میں ایک طلسم عصا سے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤں جس سے تم لوگ موسیٰ کی برابر ہی کرنے لگو

من
میدان حبیب
میدان حبیب
میدان حبیب

من
میدان حبیب
میدان حبیب

بنی اسرائیل اپنی بلاوت سے دم میں آگئے اور سامری نے ایک گوسالہ سونے کا پورا بنا دیا اور
 خاک محفوظہ اُسکے جوت میں محفوظ کی کہ اُسکو حرکت پیدا ہوئی اور بولنے لگا بھٹون کے نزدیک
 گوشت و پوست بھی پیدا ہو گیا حقیقت یہ ہو کہ سونا تھا کافرون کا اسیں خاک برکت کی پُری
 توحق و باطل کے ملنے سے ایک کرشمہ پیدا ہوا اور سامری اور اُسکے توابع بولے کہ موسیٰ تلاش
 حق میں پھرتا رہا اور وہ یہاں موجود ہو شاید وہ بھول گیا ہو کما قال اللہ تعالیٰ ہذا الکلمۃ الہی
 موسیٰ غنسی یعنی یہ صاحب تمہارا ہی اور صاحب ہی موسیٰ کا سو وہ بھول گیا اور دوسری جگہ
 تلاش کو کیا ہی بنی اسرائیل ضعیف العقیدہ کہنے لگے سچ تو ہوتی دن و عدسے کے گزر گئے
 اور موسیٰ نہیں پھرے غالباً خدا نہیں ملا اس بات سے آٹھ ہزار خواہ بارہ ہزار بنی اسرائیل
 گوسالہ پرست ہو گئے و حکم مثل مشورع انچہ مردم میکنند بوزنیہ ہم و گرد اس بچھے کے لگے
 اور سامری نے ایک خیمہ قائم کیا اور فرش بچایا اور نوبت بچوائی گانا بجانا شروع ہوا زن و مرد
 تماشا کو چلے ابلیس نے عجب زور پکرا متاع التنزیل میں ہی کہ حضرت جبریل کو سامری اس
 سبب سے پہچانتا تھا کہ سال قتل میں سامری پیدا ہوا تو اُسکی ماں نے خوف سے دریغ
 نسل کے کنارے ایک گڑھے میں ڈال دیا تب حضرت جبریل علیہ السلام اُسکی پرورش پر
 مقرر ہوئے کہ ہر روز اُسکے پاس تشریف لائے وہ دیکھتا تھا القصد جب یہ خرابی پُری تو حضرت
 ہارون علیہ السلام نے کہا یا قوم انما فتنتم بہ وان ربکم الرحمن فاتبعونی و اطیعوا امری فیمن
 ای قوم اور کچھ نہیں تلو بھٹکا دیا ہی اسپر اور تمہارا پروردگار رحمان ہی سومیری راہ چلو اور میری
 بات مانو کہنے لگے ہم تو رہینگے اسپر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہمارے پاس موسیٰ بنی و حنین
 موسیٰ علیہ السلام بھی اُسکو پوجتے ہیں کہ نہیں کیونکہ سامری نے کہا ہی کہ یہ گوسالہ موسیٰ کا خدا ہوا
 دیکھیں اُسکی بات درست ہی یا نہیں اور اس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھی
 وہ اپنے کام میں مصروف تھے کہ اتنا صاحب نے خبر دی کما قال فانما قد فتننا قومک من بعدک
 و اضلہم سامری یعنی ہنہ تو بچھا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا اُسکو سامری نے مینی
 تیری قوم نے کفران نعمت عجیب عرب اختیار کیا ہی کہ ہرگز کوئی جاہل بھی نہ کرے گا کیونکہ جس بات پر
 فرعون بلاتا تھا اُس سے ذلیل تر بات سامری کے کہنے سے اختیار کی ہو حالانکہ فرعون ایک بادشاہ
 دیباہ و شوکت تھا اور ظاہر میں مالک نفع و ضرر اُسکا سجدہ تعظیم فی الجملہ مقبولیت رکھتا تھا
 لیکن یہ گوسالہ لا معطل کہ بلاوت و حق میں ضرب الثقل ہو اور کسی وجہ سے لائق تعظیم نہیں ہو سکتا

نہ ۱۲۰
 جبریل علیہ السلام

ایک زبردگر بے اعتبار کے کہنے سے خدا ٹھہرا کر اس سے لگ بیٹھے ہیں اور دھوم مچا رہے ہیں
 شامیانہ تاناہو نوبت جھڑتی ہو گانا بجانا ہو رہا ہو یہ احوال سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام
 گھبرا گئے اور مضطرب ہوئے اور کچھ طور سے غصہ و غضب میں افسوس کرتے ہاتھ ملاتے
 پھرے لکھا قال اللہ تعالیٰ فرج موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا یعنی بعد چالیس دن کے الواح
 توریت لیکر پھرے قوم کی طرف نغمہ بھرے پھیتاتے فاکدہ قتادہ رضی اللہ عنہ کے دست
 کہ جب چالیس کا چلہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں آئے تو بسبب بریقہ
 ولعان کے کسی کو تاب نہ تھی کہ چہرہ مبارک دیکھتا اور جس کسی نے دیکھ لیا وہ مر گیا لہذا
 حضرت نے ایک بزرگ اپنے چہرہ نورانی پر ڈالا اور کسی کو صورت اپنی نہ دکھلاتے تھے اور
 حدیث شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ سے رات کے وقت چوٹی کا چلنا زمین پر
 دیکھتے تھے اور جب غضب میں بھرتے تھے تو ایک شعلہ آتش تاج مبارک سے نکلتا تھا ہذا
 فی اخبار الدول ولم یوجانی التفاسیر اقض حضرت موسیٰ علیہ السلام مع الواح توریت
 قوم میں جلوہ فرما ہوئے تو اس وقت قوم کے تین گروہ تھے ایک باغواں سامری گوسالہ
 دوسرا حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع و فرمان بردار تیسرا ساکت و متوقف نہ شرکت بافع
 رفتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی پوچھا یہ آواز فتنہ کہاں سے آئی
 معلوم ہوا کہ گوسالہ پرستی ہو رہی ہے تب قوم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا سوئے عارفین میں ہم میں خلافت نبوی
 من بعدی اجماع امر رکب والحق الانواح یعنی کیا جی جگہ رکھی جنے میرے بعد کیوں جلدی کی
 اپنے رب کے حکم سے اور ذال دین تختیان تفسیر بیابیع میں ہے کہ لوصین توریت کی جلدی
 زمین پر رکھ دین اور تہو و تفسیر میں کہتے ہیں کہ اسطرح رکھیں کہ ٹوٹ گئیں کہ چھ سبب توریت
 آسمان پر اٹھ گیا ایک سبب ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے
 ملاقات ہوئی تو ان کا سر کاٹا اور اپنی طرف کھینچا لکھا قال اللہ تعالیٰ اخذ براس اخیہ یحییٰ الیہ
 اور فرمایا ما مضاک اذبا یتیم علیہ الا یبتعن انقصیت امری یعنی ای ہارون تجھ کو کیا اڑکا تھا
 جب دیکھا تو سنے کہ وہ بھٹکے تو میرے پیچھے آیا کیا تو نے رو کیا میرا حکم قال لا اخذ بلیتی ولا
 براسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم تر قب قوی یعنی کہا ہارون نے ای
 میری مان کے جنے نہ کچھ میری ڈارھی نہ سر میں ڈرا کہ تو کہیںکا پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل
 اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھے کہ گئے تھے کہ سب کو متفق رکھنا پھر اگر میں

انہیں لڑتا تو تم ناراض ہوتے اس لیے میں نے گو سالہ پرستوں کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھا تا رہا اور جو میں چھڑتا تو دو فرستے ہو جاتے کہ بعضے قتل کرتے بعضوں کو سود میں تمھارے انتظار رہا اب رحم آئے ہو ان لوگوں سے دریافت کرو اور یہ تو پر ظاہر ہو کہ قوم نے مجھے تنہا و بچاؤ سمجھا اور میرا کما ز مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں چنانچہ سورہ اعراف میں نازل ہوا قال

ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا لیتقلبنی فلا ثمت بی الا عداؤ لا تجعلنی مع القوم الظالمین یعنی کہا ہارون نے اسی میری مان کے جنے لوگوں نے مجھے بودا سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالیں سو مت نہنا مجھے دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکے خلیفہ ہو تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ ہو کہ امت پیغمبر کو دین و دنیا بند و بست میں رکھے جس طرح پیغمبر سناؤا کیا تاکہ نصرت حق انکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کے ساتھ سجلاوے تاکہ برکت و قبولیت حاصل ہو تو ریت میں بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہیں فائدہ ایک عجیب بات تو ریت کے بتیوین باب کتاب الخرج میں لکھی ہو معاذ اللہ منہا کہ حضرت ہارون نے بنی اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا ڈھال لکھ معبود قرار دیا اور آپس میں کہا کہ بنی اسرائیل کو بھی مصر سے نکال لایا ہو اور اُس پر نذرین چڑھوا میں اور سب لوگوں کو برہنہ کر دیا کہ انکی ہنسی ہوئی اس بات کی مہواہ نے موسیٰ کو خبر دی اور ہارون مورد غضب ہوئے انتہی لاجول ولاقوہ الا باللہ العلی العظیم جب رہنمائی کے باب میں بھی عصمت نہ رہی تو مجھے شریعت کا کہان تپا لگتا ہو ان فرض حضرت موسیٰ علیہ السلام عذیر معقول حضرت ہارون علیہ السلام قبول کیا اور کہا رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمک واث ارحم الراحمین یعنی معاف کر مجھ کو کہ میں نے بڑے بھائی اپنے سے بے ادبی کی یا میں نے الواح تو ریت ڈال دین نعتھ میں اور معاہدہ میرے بھائی کو اگر آس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنے رحم و نپاہ عصمت میں دنیا و آخرت میں کہ تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہو فائدہ اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے برادر اعیانی یعنی لاب دام تھے لیکن حضرت ہارون نے واسطے ملائمت و رقت قلب رسول خدا کے ابن ام کہا اس لیے کہ جانب ام مقتضی لطف و مہربانی و دروزنی و غمخواری کا ہو اور پر ظاہر ہو کہ جیسی مان کو اور اس کے علاقہ داروں اور قریبوں کو

نہی ہوتا

دو تھل

محبت ہوتی ہو اسکا عشر عشر جانب پدر میں نہیں دیکھا گیا الا ما اشار اللہ بطرح بعض مقامات میں واقع ہوا ہو الا ہونا دریا بجلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے فرمایا کہ اتنی مدت قلیلہ نعمت میں تم گھبرا گئے اور بے ایمان ہو گئے اب دل سے چاہا تھنے کہ غضب اللہ کا تم پر نازل ہو اسلئے کہ تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا ہوئے ہننے وعدہ خلافی نہیں کی مگر ماں و زر قبلیوں کا ہم بجا ریت لائے تھے اُس تقدے میں ہننے ہاروں سے پوچھا انھوں نے فرمایا اسے جلا کر یہ تمھارے لینے کے لائق نہیں ہو سو ہم نے گڑھا کھود کر آگ میں ڈالا اور سامری نے بھی جو اسکے پاس تھا ڈال دیا سو یہ گو سالہ بن گیا تب اس نے کہا یہ تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہو فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ یہ گو سالہ کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ کچھ اختیار رکھتا ہو نفع و ضرر کا پھر تم نے کس طرح اسکو خدا جانا ہونے اسکا حال سامری سے پوچھو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور فرمایا نما خطبک یا سامری قال ابصرت بما لم یبصر و اب نقبفت قبضۃ من اثر الیساں فنبذتھا و کذبتک سولت لی نفسی یعنی اب تیری کیا حقیقت ہو ای سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا سو بھری میں نے ایک مٹھی پر کے نیچے اس مٹھی میں سے کئے یعنی جبریل علیہ السلام کے پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی مسکتی ہوئی مجھ کو میرے جی نے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چل دنیا میں تجھ کو یہ آفت ہو کہ کسا کر لا ساس یعنی نہ چھڑو اور آخرت کا عذاب جو ہو گا سو دیکھو گا اور نگاہ کر اپنے ٹھاکر کو جس پر تو لگا بیٹھا ہو کہ میں اسکو جلاتا ہوں اور خاک اسکی دریا میں ڈالے دیتا ہوں چنانچہ اللہ صاحب سورہ طہ میں فرمایا قال فاذهب فان لک فی الیموتۃ ان تقول لا ساس وان لک موصدا لمن تخلفہ وانظر الی الکذابی علیہ عاکفا لفرقتہ ثم تنسفہ فی الیم نفا سو یہ اتفاق ہوا کہ دنیا میں سامری نبی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ سب لوگوں سے رہتا اگر وہ کسی ملتا یا کوئی اس سے ملتا دونوں کو تپ چڑھتی اس سبب سے لوگوں کو دور دور کرتا معالم التنزیل میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لا ساس لک و لورک سو جنگل میں جانوروں کے پاس رہتا آدمیوں سے نہ ملتا اور جب کوئی اسکے قریب جاتا تو کتا میرے پاس نہ آؤ اور مجھے نہ چھڑو بلکہ اب تک قبیلہ سامرہ میں یہ بات موجود ہے کہ جب کسی غیر کا بدن کسی سے لگ جاتا ہو تو ساری قوم سامرہ کو تپ لاحق ہو جاتی ہے لکباب التفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر حکم الہی یہ صادر ہوا کہ سامری میں

ایک صفت سخاوت کی ہے جس سے غلق کو نفع ہو لہذا نفع حیات اُس سے دور کرنا نہ چاہیے
 سے ہر نما لے کہ برگ وار دو برہنہ باوڑ آب حیات تازہ وترہ و انجہ بے میوہ باشد و سایہ
 بہ کہ گرد و تنور را مایہ اس باعث نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے قتل سے باز رہے
 اور یہ فرمایا کہ قوم سے دور ہو یہ جو اللہ صاحب نے فرمایا و ان لک موعد الن تخلصہ اس سے
 مراد عذاب آخرت ہے یا دجال کا نکلنا کہ وہ بھی یہودی ہوگا اور سامری کا فساد پورا کر لگا
 القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب و غصہ فرو ہوا تو اول الواح توریت اُٹھائیں
 پھر اُس گوسالے کو بیچ کیا تو اُس میں بسبب گوشت کے خون نکلا پھر اُسے آگ میں جلایا اور
 خاک دریا میں ڈلوائی تو گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور پانی بطریق تبرک لاکر نوش کرتے
 فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک ہر قوم کے واسطے ایک گوسالہ ہو کہ اُسکی پرستش میں مشغول
 رہتے ہیں گو بظاہر مسلمان و دین دار کہلاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں اس طرف اشارہ
 آیا ہے کہ بد حال ہو اس شخص کا جو اشرافی رویہ و شال و شاسے و جامہ زیب کا بندہ ہو اگر اُسکو
 خدا کی طرف سے یہ سب چیزیں عنایت ہو میں تو خوش ہو نہیں تو ناخوش اور شاکہ کی ہو یا الہی
 تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدق سے مجبور اور سب مسلمانوں کو محفوظ رکھ فائدہ
 علماء کو اختلاف ہے اس بات میں کہ بنی اسرائیل باوجود مشاہدہ معجزات نابہرہ اور ملاحظہ
 خوارق باہرہ کہ وجود صانع مختار اور صدق نبوت موسیٰ علیہ السلام پر دلیل تھی کس طرح اس
 نامقول صنعت پر فریفتہ ہو گئے اور دام فریب میں پھنسے بغض کہتے ہیں کہ سامری نے
 پہلے سے یہ شبہات اُسکے دل میں ڈال رکھے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باہرہ و
 نیرنجات اور طلسمات خوارق عادات پر قدرت حاصل ہوئی ہو پس تم بھی ایک طلسم بناؤ
 کہ حضرت موسیٰ کی برابری کرنے لگو اور جمہور علماء فاضل ہیں کہ اکثر بنی اسرائیل حلولی و حلوی
 یعنی حلول باری بعضہ اجسام میں تجویز کیا کرتے تھے سامری نے اس حیل سے انکو فریفتہ کیا
 کہ تمہارے پروردگار نے اس گوسالہ میں حلول کیا ہو اور اُسکی آواز اور حرکت کو شاہد عوی
 قرار دینے لگا بطرح ہنود بے عقل بلید الطبع جان کین امر عجیب دیکھتے ہیں وہاں حلول
 خالق کا اعتقاد کرتے ہیں اور پرستش اور تعظیم مفروضہ جالاتے ہیں اکثر آیات اور احادیث
 اس قول کے موافق ہیں اور قول اول سے منافی بالکملہ یہ امر قبیح اور فعل شنیع نبی ہرگز
 اربع انواع کفر میں ہی مقتضی تھا کہ فی الفور انکو نیت اور نابود کریں اور فرصت تو بہ ندین

اور گنجائش عذرا اور معذرت کی نہ رکھیں لیکن حق تعالیٰ نے از روی رافت اور رحمت کہ
بالاصلاح متوجہ حضرت موسیٰ اور ہارون سے تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے مواخذہ
و نیویہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا کہ تم عفو و انعام میں بعد از انکے لشکر و یمن پھر معاف کیا نہیں
تکو اس پر بھی شاید تم احسانانہ یعنی عذاب دنیا کا فی الحال اس واسطے اٹھایا گیا ہو کہ شاید زمانہ
آئندہ میں تم شکریہ نعمتوں کا کرو اور عبادت میں مشقت گوارا کرو کیونکہ استعداد تمہارا
مترقے کی باطل نہیں ہوئی ہو امید ہو کہ اچھے لوگ تھے پیدا ہوں اور کار معرفت اور
عبادت میں مشغولی اختیار کریں بخلاف آل فرعون کے کہ انکی استعداد بالکل زائل ہو گئی تھی
مگر عذاب آخرت سے نہ بچو گے بلا توبہ اس گفتگو سے وہ اعتراض جو لازم آتا ہو کہ
پرستش گو سالہ بلا شبہ کفر ہی بلکہ اربع انواع کفر میں ہو اور کفر صلاحیت عفو نہیں رکھتا
اور بلا توبہ مغفور نہیں ہوتا دفع ہو گیا کیونکہ مراد عفو سے ترک مواخذہ و نیویہ ہو نہ
مواخذہ اخرویہ چنانچہ کفار امت مصطفویہ بھی اس نعمت میں شریک ہیں بالجملہ بنی اسرائیل
بعد اس حرکت کے بچپائے اور سمجھے کہ ہم بیشک ضلالت میں پڑے تھے اور کہنے لگے
لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لکنون من الخاسرین اگر نہ رحم کرے ہمارا اور نہ بخشتے تو
بیشک ہم خراب ہونگے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کمال شفقت اور رحموری سے
کہ آدمی کو نسبت اپنی قوم کے ہوتی ہو اور علاج انکے امراض کا مثل اپنے علاج کے
جانتا ہو اور اگر مرض قلبی سے بخیر ہوتے ہیں تو لطف اور عنایت سے خبردار کر دیتا
نور مایا کہ انکم ظلمتم انفسکم باتحادکم العجل یعنی تم نے نقصان کیا اپنا یہ سمجھنا بلکہ دیدہ و فستہ
اسکو اپنا معبود سمجھے اور حلول باری کے معقد ہو گئے ہر چند کہ آواز کرنا اسکا بہ سبب
اس فحاک کے امر عجیب و خارق عادت تھا لیکن جب فعل خارق عادت کسی کے عمل سے
صورت پکڑے تو اسکو امر غیبی جاننا خلاف عقل سلیم کے ہو لہذا کھیل تماشے سادون
اور شعبہ دہ بازون کے اہل دانش کے نزدیک محض لغو ہوا کرتے ہیں اور تم ایسے غافل
کہ فرعون اور ہامان کی تعظیم میں وہ دانائی کرتے رہے اور اس جگہ ایسے حیوان بن گئے
کہ بھیڑے کو معبود سمجھے پس کوئی علاج تمہارے مرض کی نہیں ہو الا یہ کہ توبہ والی
بازگرم یعنی توبہ کرو تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف کہ وہی تمہارا قالب تراش ہو تاکہ تمکو
لوٹ اس ظلم سے بری کر دے مگر شرط یہ ہو کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبہ

زبان دیکھانے کے لیے ہوتی ہو اور توبہ دلی خدا کے واسطے تب کہنے لگے کہ مجھ کو غدر سے ہمارا کام
 بن جائیگا یا نہیں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم مرتد ہو گئے اور حکم مرتد کا قتل ہونا تھا تو انہیں
 پس مار ڈالو اپنی جان کو کہ اُس گناہ کا بھی کفارہ ہو کیونکہ جو کوئی شخص حق منعم کا نگاہ
 نہ رکھے تو منعم کو چاہیے کہ اُس سے اپنی نعمت پھیرے جب تم نے نعمت حیات کا حق جو
 فیض باری سے تم میں جاری تھا تلف کر دیا یعنی عبادت خالق حکیم اور علیم کی ترک
 کر کے گویا سالہا سالہ الطبع کی پرستش میں جا پڑے تو اب حق تعالیٰ تم سے نعمت حیات کی
 سلب کرتا ہو اور یہ بات اگرچہ منظر ظاہر عقل نہایت قبیح اور بد معلوم ہوتی ہو لیکن ظاہر
 خیر لکھو عند بارگاہ حکم یہ بہتر ہو گا اپنے خالق کے پاس کیونکہ اسکو دلالت ہو گی کہ محبت خالق پر
 کہ اُسکی راہ میں اپنی جان دیتے ہو اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ تم نے قالب پرستی اور جان فرفری
 اسکی تسلیم کر لی ہو کہ اُسکے حکم سے اُسکی امانت پھیرے دیتے ہو اور اس سخت کے سبب
 عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہو گے اور ضرر دنیا کا ہر چند کہ سخت تر ہو لیکن عذاب
 آخرت سے بھر بھی سبک تر ہو بلکہ تنہا ہی کو غیر تنہا ہی سے کچھ مناسب نہیں ہو اور موت
 بلا شبہ آنے والی ہو پس تحمل شدت قتل میں کوئی ضرر نہیں الا تقدیم اور تاخیر وہ بھی
 وہم اور خیال ہو کیونکہ مبطوح موت و قدر ہو وقت موت بھی مقدر ہو درحقیقت کہ پس
 و پیش نہیں پس جی اسرائیل نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام قبول کیا فساد
 امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ ایسے امور شاذہ سے معاف ہو مبطوح قتل نفس نابرتہ
 اور قطع اعضا سے خاطرہ اور قطع سونے کی زیست اور عدم جواز نماز غیر مسجد میں اور عدم
 طہارت بالتیمم اور حرمتہ اکل و شرب بعد نوم اور حرمتہ جماع لیامی رمضان میں اور منع طہارت
 بسبب گناہوں کے اور چوٹھائی مال زکوٰۃ دنیا بینی اگر دو سو کسی کے پاس ہوں تو چاس
 درہم صدقہ کرے اور مال زکوٰۃ اور غنیمت کو کسی کام میں نہ لانا بلکہ اُسکو رکھ دیتے تھے کہ
 ایک آگ آسمان آ کے جلا دیتی تھی اور ہزار ایک نیکی کی ایک نیکی نہ کہ دس اور جو کوئی رات کو
 گناہ کرتا صبح کو اُسکے دروازے پر لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور چاس نمازین رات و دن میں
 نماز پانچون اور غنیمت خاص سے حرام تھا اور حیضہ عورت سے ایام حیض میں مخالفت ممنوع تھی
 یہ سب ماہ ہنود میں جاری ہو اور چربی اور رگین گوشت کی حرام تھیں اور شکار کرنا ہر روز شبہ حرام تھا
 اور رات کو نماز فرض تھی سوا دست نہ تھا و علیٰ ہذا القیاس اور احکام شدید بھی تھے

کہ وہ سب شاید اللہ صاحب نے اس امت سے اٹھالیے ہیں باجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
ارشاد کیا کہ سب کو سالہ پرست اپنے گھروں سے بے سلاح اور بے خود و زرد باہر نکلیں اور
اپنے دونوں زرافوں کو زرد و زون پر بیٹھیں اور اپنے پیٹ کو زانوں سے باندھیں اور سر
اپنے زانوں پر رکھ لیں اور زخم تمہارا سر پر لیتے رہیں اور زانوں بنا کو کبھی نہ کھولیں اور جنبش
نہ کریں اور ہاتھ پائوں سے دفع نہ کریں اور جو شخص کچھ بھی عدول کرے لگا تو اسکی توبہ
قبول نہیں ہوگی دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بارہ ہزار
بنی اسرائیل کے ساتھ جو کو سالہ پرست نہ تھے روانہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے ننگی ہاتھ میں لیے جاؤ
اور انکا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہو کے آواز
دینے لگے کہ اے بنی اسرائیل تمہارے بھائی قتل کرنے کو تمہارا بن کھینچے ہوئے تمہارے آئے ہیں
فما تقوا اللہ واصبروا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تین گروہ بنی اسرائیل میں
دو گروہ کے قتل کرنے کا حکم ہوا تھا کہ باہر کاشی کرو جنبہ ان نے کو سالہ پرستی کی تھی انکو ارشاد
تھا کہ مقتول ہو اور جن لوگوں نے نہ پیش کی اور نہ انکار انکو ارشاد تھا کہ تم قتل کرو اور
جن لوگوں نے انکار کیا تھا اور شریک حضرت ہارون کے ہو کے منع کرتے تھے وہ توبہ میں
شریک نہ تھے اور نہ محتاج توبہ تھے روایت ہے کہ جب قاتلوں نے دیکھا کہ جنکو ہم قتل کرینگے
اس میں کوئی بھائی ہو کوئی بھتیجا ہو کوئی بہن کا بیٹا ہو کوئی قرابت دار ہو کوئی دوست ہو مترد
ہوے اور ہاتھ انکے شفقت سے قتل نہ ہونے لگے تھے اللہ جل شانہ نے ایک دھواں ایسا بھیجا
کہ بالکل اندھیرا ہو گیا اور بے صرفہ مارنے لگے کہ شریا انشی ہزار آدمی صبح سے تیسرے پہر
مارا گیا پورا پورا پورش را پد رکشت ہر آدمی کو بے خطر کشت و توبہ عورتیں ادھ
بچے بنی اسرائیل کے فریادی ہو کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے سر کھول کر دعا مانگی ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولوں اور غیر مقتولوں کی مقبول ہوئی
یعنی جو شخص مارا گیا اسکو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص زندہ رہا لوٹ گناہ سے پاک ہوا
لغات فسر یہ میں لکھا ہے کہ یہ توبہ فسوخ نہیں ہو مگر اسقدر کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ
سب کے سامنے قتل نفس کریں اور توبہ خواص اس امت مرحومہ کی یہ ہو کہ اپنے نفس کو
پوشیدہ قتل کریں انھوں نے شفقت قتل کیا بارہ اٹھائی اور نجات پا گئے اس امت کو مخالفت
ہو امین ہر خط قتل ہر حقانہ مجیمہ میں لکھا ہے کہ قتل نفس ظاہر میں مومن و کافر دونوں کے لیے

الاقْتُلْ نَفْسَكَ بِالْإِيمَانِ بِمَا تُفِيقُ اَللّٰہی میسر نہیں ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہو کہ اسکی آرزو اور مراد کو قطع کرے کہ مرتبہ ادا کرنے سے اوج معنی کو پہنچے ۴ نفس خود را کش جہانے زندہ کن ۵ خواجہ راکش تست اورا بندہ کن ۶ تو طمع داری کہ اورا بے جفا ۷ بست داری درو قاہ و در وفا ہر خے را این تمنا کے رسد ۸ موسیٰ باید کہ اثر در راکش ۹ بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ نکالتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپ اپنے نفس کو قتل کریں اور روایات اس قصے کی قاطبہ محض اس ظاہر کے واقع ہیں پس حقیقت کلام کی مراد نہیں ہر یا محمول ہو اسناد مجازی پر القصد جب یہ توبہ بنی اسرائیل سے واقع ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر تھا گناہ آل فرعون سے کیونکہ تم نے بعد ایمان کے یہ کفر اختیار کیا تھا مگر قبول ہوئی تمہاری توبہ انہ بوالکتاب الرحیم برحق وہی ہو معاف کرنے والا فائدہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ اگر بندہ صدق دل سے توبہ اور ندامت کسی گناہ سے کرے تو حق تعالیٰ اُسکو قبول فرماتا ہے اور یہ بنی اسرائیل کی ہدایت عمدہ تھی فارق بین اعمی والباطل قدامانکے باوجود ایسی مصیبت کے کمال بشارت سے قبول کر کے اور معاصرت ہمارے حضرت صلعم کے جو مخا طب اس کلام کے تھے مجرد زبان بھی توبہ نہیں کرتے تھے اور عبادات سہل کو باوصف کثرت فضائل کے ادا نہیں کرتے تھے یہ بھی کفران نعمت تھا پوشیدہ نہ ہے کہ اس آیت میں امت محمدیہ صلعم کو خبردار فرماتے ہیں کہ ہرگز توبہ و ندامت نہ پھیرو کہ امت موسویہ نے باوجود ایسی مشقت کے منہ نہیں موڑا اور تم سے سوائے ندامت کے اور کچھ مطلوب نہیں ہو پس منہ کا موڑنا تم سے نہایت بعید ہو فائدہ بفعما شبہہ کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل مصر میں قبطیوں کے پناہ میں تھے اور متامن کو مال جریون کا لینا جائز نہیں ہوا اور بالفرض اگر بنی اسرائیل نے اس گناہ پر اقدام کیا تھا تو حضرت موسیٰ ہارون نے باوصف اطلاع کے کیوں منع نہ کیا جواب اس شبہہ کا یہ ہو کہ متامن موبان بنی اسرائیل کا شہر مصر میں مسلم نہیں ہو بلکہ بنی اسرائیل مصر میں مقید تھے اور قیدیوں کو مال جریون کا لینا بطرح سے اچھے لگے یعنی دزدی سے فریب سے خواہ گدائی وغیرہ سے بیشک درست ہو اگر بالفرض متامن بھی ہوں تو بھی اذکوا اس زر اور زیور کی حاجت تھی اس واسطے بجا ریت لے لیا اور وقت فرار اس قدر فرصت نکلی کہ واپس کریں اور اگر توقف کرنے تو گرفتار ہو جاتے باجملہ بنی اسرائیل باوصف معانہ معجزات باہرہ اور مشاہدہ آیات قاہرہ اور ملاحظہ عقوبات

نہ

متواترہ اور حصول نعمائے غیر مترقبہ ہرگز ادا سے شکر پر مستعد نہ ہوئے بلکہ اُسی بے ادبی اور سخت ردی میں مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کو کافی نہ سمجھے اور بولے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ سے بلا واسطہ تمہارے سنہن تو البتہ قبول کریں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص یہ بات چاہتا ہے یا بعض صالح کہنے لگے کہ اگر ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگوں کی جنکی خبر حد تو اتر کو پہونچے اور عقل کے نزدیک اجتماع انکا دروغ بندی پر محال ہو کلامِ الہی بلا واسطہ سن آئے تو البتہ ہم یقین کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اچھے اچھے لوگ اس کام لیے چنوا انھوں نے شتر آدمی کہ صالح و تقویٰ میں ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کیے اور حضرت موسیٰ کے لئے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کر کے گناہوں سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو بعد اُسکے میرے ساتھ چلو موانق اشرار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُن لوگوں نے عمل کیا اور حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوئے جب قریب تر پہونچے تو حضرت موسیٰ نے جنابِ الہی میں عرض کیا کہ یا رب العالمین یہ جماعت صالحہ تیری باتوں کی مشافہت الٰہی ہو اسلئے کلامِ فرما کہ یہ بھی سنہن جسوقت کوہ طور پر پہونچے تو نورِ غیبی برقیں ٹھکانے کی شکل ابرہہ ہر ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا کہ سارا مہار چسپ کیا بھی اسرائیل مہار کے نیچے کھڑے ہوئے دیکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس دریا سے نور میں غرق ہو گئے اور فرمایا کہ ہاں کلامِ الہی سنو انھوں نے بے شبہہ اور شک اسنے کانون سے کلامِ الہی سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خطاب ہوتا ہوا اور ارمونہی کا ارشاد ہوتا حضرت موسیٰ کو پکارنے لگے کہ اے موسیٰ تم مخاطب الٰہی ہو سے ہم محروم ہیں دفعۃً ایک برقِ نوری انکی طرف آیا اور یہ کلامِ اُس برق سے اُنکے کان میں پہونچا کہ اِنی اِذا اتمۃ لا اِلٰہ الا انا اخر جلم من ارض مصر فا عبد و لا تعبد و انعمی یعنی شیک ہوں میں اللہ کوئی نہیں معبود مگر میں میں نے نکالا تمکو زمین مصر سے پس مجکو پوجو اور میرے غیر کو مست پوجو بعد اسکے کلام منقطع ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسی ابرہ میں مستغرق رہے جب وہ ابرہ کھلتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور فرمائے لگے کہ تم نے کلامِ الہی سن لیا اور اُسکے احکام سمجھ لیے بولے کہ ہم کس طرح سچ جانیں کہ یہ کلامِ الہی تھا مبادا کوئی شیطان یا جن اس ابرہ میں آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام

کلام خدا ہی محض تقلیدی اور تمھارے کہنے سے البتہ ہو سکتا ہی اور حال یہ ہو کہ اگر تمھارے کہنے کا یقین ہوتا تو حاجت نہ تھی کہ یہاں تک آتے اب علاج اسکا یہ ہو کہ حکو اللہ کی صورت دکھلاؤ کہ اس صورت سے ہم آواز بنیں اور یقین لائیں کہ یہ آواز خدا ہی کی ہو شیطان اور جن کی نہیں ہو چنانچہ اللہ صاحب ملکیت فرماتے ہیں لن نومن بک حتی نری اللہ جبرۃ یعنی ہم یقین نہ کریں گے جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے بصورت اور شکل جس طرح سے آواز بلند مکان سے سنتے ہیں یعنی ایسا بھی ہم نہیں چاہتے کہ مانند درویشوں اور عارفوں کے شہود اور مشاہدہ میں دکھیں کہ اسکو ہم مصنوعات خیالیہ جانتے ہیں اور نہ ایسا جیسا کہ آخرت میں عبادہ و عبادت کہ بلا کیف دیدار آئیں میر ہو گا کیونکہ وہ دیدار بلا کیف ہماری عقل ناقصہ کے نزدیک دیدار نہیں دیدار وہی ہو جو عینا صورت اور شکل سے محدود ابھات ہو جیسے آواز کان میں آتی ہو انھیں باتوں میں تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی وہ سب جل گئے فاخذکم الصاعقۃ وانتم منظرون یعنی پھر لیا مکو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ اسکے ہول سے مرگے معنی نہ ہے کہ اس کو اس سورۃ بنی پر دو وجہ سے غضب آئی نازل ہوا ایک تو یہ کہ اُن بوقون نے کمال بے ادبی سے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تمھارے کہنے کو اعتبار نہیں کرتے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو نہ ماننا اور انکے قول کا یقین نہ لانا کفر صریح ہو علی الخصوص مقام حضور اور سماع کلام میں دوسری وجہ یہ کہ اللہ کو محی و دنی ابھات دیکھنے کی درخواست کی اگر یوں کہتے کہ ہم آرزو سے رویت آئی رکھتے ہیں ہمکو اپنے دیدار سے مشرف کرے تو محل غضب تھا کیونکہ رویت آئی دنیا میں بھی محال نہیں ہو اور اسکی طلب میں محل غضب اور عقاب بھی نہیں بلکہ اسکا جواب ہی تھا کہ تم قابل اس نعمت کے نہیں ہو آخرت میں جب پاک صاف ہو جاؤ گے مجھو دیکھو گے کیونکہ رویت اخروی عوام مومنوں کو ہی اور رویت دنیوی خواص کو جس طرح جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ الف الف صلوات اور الف الف سلام کو ہوئی لیکن اُن لوگوں نے صورت اور شکل دیکھنے کی درخواست کی پس ایسے غضب میں پڑے کہ صاعقہ نے پھینک دیا وہ آگ تھی آسمانی کہ ابر میں ہونی ہو آرزو سے غضب انپر آٹری اور مسامات سے سارے بدن میں پھیل گئی اس سبب سے کمال مناسبت صاعقہ سے

پیدا ہوئی اور بعض مفسرین صاعقہ کو مہر صعق کہتے ہیں کہ بمعنی مہوشی اور غشی ہی لیکن روایات صحیحہ سے ثابت ہوا ہے کہ برق چندہ نورانیہ پر گری کہ بے حس و حرکت ہو گئے پس اگر صاعقہ سے مہوشی اور غشی مراد ہو تو بھی یہ اثر اسی برق کا ہے کہ اسکو صاعقہ اسمانی مشابہت نامہ ہے بلکہ صاعقہ اسمانی سے قوی تر اور سخت تر کہ یہ صاعقہ متعارفہ ایک ذیون اسقدر جماعہ کثیرہ کو نہیں مارتا غالباً اور شخص یا تین شخص کو قتل کرتا ہے اور اس سے بھاگنا اور سایہ اور مکانات مضبوط میں ممکن ہوا اور اس صاعقہ سے کہ اسکی حرکت اختیار ہی تھی فرار ممکن نہوا باجمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُنپر بجلی گری اور کانپ کر رہ گئے تو ڈرے کہ نبی اسرائیل مجھ کو مہم کرینگے تب عرض کیا کہ اگر یہی منظور تھا تو پہلے میرے نکلنے کے قوم سے انکو ہلاک کرنا جو عبادت گوسالہ کی تھی اور محکو وقت قتل اُس قبیلے کے مارتا اور اب جو عبادت گوسالہ پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہے تو یہ تیری آزمائش ہے یعنی پہلے انکو اپنا کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے اسی کا اشارہ ہے

فلما اخذتم الصاعقۃ قال رب لو شئت اہلکتکم من قبل وایای افتعلکنا با فعل السفہار منا ان ہی الا فتناک فضل من تشاء وتہدی انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین

یعنی جب کپڑا اوںکو لہڑے سے کھنکھایا اور ب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا انکو اور مجھ کو کیا تو ہلاک کرے گا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقوں نے یہ سب تیرا آزمانا ہے بچا دے امین جسکو چاہے تو ہی ہمارا تھا منے والا سو بخش تو ہکوا اور مہر کہ ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشے والا ہے تو چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو شامل کر کے دعا مانگی تھی اس سبب سے اللہ جل شانہ نے بخشا اور مردوں کو زندہ کیا ثم بقناکم من بعد موتکم لعلمکم شکرون یعنی پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مر گئے پر شاید احسان مانو یعنی بعد از موت حقیقی کہ قبیل غشی اور سکتے سے نہ تھی تمکو زندہ کیا بعض کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ پرستی کے واقع ہوا ہے

بدلیل آیت کہ سورہ نسا میں واقع ہے لیسک اہل الکتاب ان تنزل علیکم کتابا من السماء فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک فقالوا انما ہذا جبرۃ فاخذتموہا

بظلمہم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جارتہم البینات یعنی تجھے مانگتے ہیں کتاب والے کہ اُنپر آمار لا کتاب آسمان سے سوانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑی چیز بولے ہو دکھاوے اللہ سامنے پھر انکو کپڑا بجلی نے اُنکے گناہ پر پھر نبالیا پھر انشانیاں بھیجنے پر مگر اکثر مفسر

اہل تحقیق کہتے ہیں کہ قصہ بعد گو سالہ پرستی کے واقع ہوا تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پر لے گئے تھے اور انھوں نے عذر بدتر از گناہ کیا اور سیاق قصہ کا سورہ بقرہ اور سورہ اعراف وغیرہ سورتوں میں کہ ترتیب ذکر بمقتضی غالباً ترتیب وقوع زمانی بھی ملحوظ ہوئی ہو اس پر دلیل ہو اور سورہ نسا میں کلمہ ثم کہ موضوع واسطے ترتیب زمانی کے ہو اس سے صرف ترتیب بیان اور ترقی ادنیٰ سے طرف اعلیٰ کے مقصود ہو اور اکثر اشعار عربیہ میں فصحا اسطرح کہا کرتے ہیں اور کلام اللہ میں بھی بہت اوقع اتفاق ہے زندہ ہونے ان ستر آدمی سردار قوم کے حضرت موسیٰ نے دعا مانگی کہ واكتب لنا

فی ہذہ الدنیا حسنة و فی الآخرة انا ہذا الیک قال عذابی اصیب بہ من اشار و رحمتی وسعت کل شیء فساکتہما للذین یقیون ویوتون الزکوۃ والذین ہم بایاتنا یومنون یعنی لکھد سے ہمارے واسطے اس دنیا میں نیکی اور آخرت میں ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہر ڈالتا ہوں جس پر چاہوں اور میری مہر شامل ہو ہر چیز کو سو وہ لکھ دو لگا انکو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ اور جو ہماری آیتیں یقین کرتے ہیں تنبیہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی مانگی شاید مراد یہ تھی کہ امت کو مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں اس پر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی مرتے پر مخصوص نہیں عذاب تو اسی پر ہو جسکو اللہ چاہے اور رحمت سبکو شامل ہو لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہو انکے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کرینگے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لاو گی تو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا انکو لگے فائدہ آئے کہ یہ فائدہ لکھ انصاف حقہ انہو مذکرین روایت دنیا اور آخرت کی دلیل ہو کہ اگر روایت انہی ممکن ہوتی تو سوال اسکا موجب ایسے غضب کا نہ ہوتا جواب اسکا یہ ہو کہ مجدد سوال روایت محل غضب نہیں ہو بلکہ کلمہ لن نومن کتاب کہ صحیح کفر ہو اور کلمہ نری اللہ جہتہ کہ سخت ہے ادبی ہو غضب کا سبب ہو اس پر دلیل یہ ہو کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال روایت کیا ہو تو جو اس کے کہ نبیہ انسانی طاقت روایت نہیں رکھتی اور کچھ ارشاد نہیں ہوا اسکا قصہ یہ ہو کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لائے اور بدستور کھانا پینا بالکل ترک قریب کے چلے میں بیٹھے پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اٹھا دیے اور اپنے کلیم سے کلام مانتے رہے

پہلے اللہ جل شانہ نے سب پردے حجاب کے اٹھا دیے اور اپنے کلیم سے کلام مانتے رہے

صورت ایک پردہ حجاب کا باقی رکھا اب انکے دل میں یہ خطرہ آیا کہ حضرت باری سے بالذات اعطاف و
 سرفراز ہون نعمت و رویت باقی رہی جاتی ہو لہذا غم بالغیرم کر کے با طہارت کاملہ شمس ہو سے
 رب ارنی انظر الیک امیر رب تو مجھ کو دکھائیں تجھ کو دیکھوں سے من فراموش کنم ہر جہ بود الا تو
 عشق بازی نہ کنم در دو جهان جز با تو + گردیل من چہارہ تو باشی سہل ست + ہر مسافت کہ بود
 از من بیدل با تو + ساقی از بادہ دیدار چنان ساز مرا + کہ زمستی + شہناسم کہ منم میں یا تو
 کعبہ جہان فرماتے ہیں کہ میں نے کتب منزلہ میں یون ملاحظہ کیا ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کوہ طور پر تشریف لے گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ میں رہے اور آئینہ ضمیر
 مجلے اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہونچی تو حضرت حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو
 با مقربین ملاکہ بھیجا کہ وحشیوں کو پہاڑ سے دور کرو کوئی باقی نہ رہے اس دن حضرت موسیٰ
 علیہ السلام عمامہ سیاہ بر سر اور جامہ مشیمہ دربر اور عصا در دست بصورت غریب کھڑے تھے
 فرشتے آئے اور پہاڑ کو محیط ہو گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھپ گئے تب حضرت جبریل
 علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ چا در سیاہ اوڑھو اور تمام بدن سوائے آنکھوں کے چھپا لو
 حکمت اس میں یہ تھی کہ اگر جبین مبارک کھلی رہتی تو نور کلام کی چاک سے جل جاتی حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار میں کھڑے ہوئے یکایک آثار سلطانی
 ظاہر ہونے لگے اور نوبت کلام پہونچی اولین خطاب یہ تھا کہ انی انا اللہ لا انا فاعبدنی
 حضرت موسیٰ نے عرض کیا انت اللہ لا الہ الا انت اعبدک انت الہی و آلہ ابائی بعد اسکے
 اور بھی کلام ہو سے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب ارنی انظر الیک یعنی مجھ کو
 اپنی رویت سے تمکین کر تا بدیدہ سر تیری طرف دیکھوں بیت ترا میں خواہم ای دبر کہ بنیم +
 توئی مقصود من در ہر کہ بنیم + ارشاد ہوا لن ترانی یعنی نہ دیکھ سکیگا مجھ کو دنیا میں کیونکہ حکم
 ارنی یون واقع ہو کہ جو بشر مجھ کو دنیا میں دیکھے مر جائے پس بنیہ انسانی کو طاقت رویت
 نہیں ہو مدارک التشریل میں لکھا ہو کہ عین فانی سے مجھ کو نہ دیکھ سکیگا الا بدیدہ باقی وہشتین
 ہوگا فائدہ طلب رویت دلیل جواز رویت ہو کیونکہ اگر رویت محال ہوتی تو حضرت موسیٰ
 علیہ السلام سوال کا پیش نہ کرتے کیونکہ طلب اس چیز کا جو کہ محال بالذات ہو انبیاء سے جائز نہیں ہو صاحب
 کشف الاسرار نے لکھا ہو کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت خطاب لن ترانی بنا ہو عالی تر تھا اس وقت
 کہ ارشاد ہوا ہو ارنی کیونکہ لن ترانی میں عین مراد حق میں تھی اور ارنی کے وقت اپنی مراد میں قائم تھے اور مراد

حق میں ہونا کامل تر ہو انہی مراد سے بیت لن ترانی میرے اس طور موسیٰ راجواب + ہر چیز آن از
دوست آید سر نہ گردن متاب + اگرچہ زخم لن ترانی جانب محبوب حقیقی سے پہنچا آسان تھی
اسکے مہم راحت و لکھن انظر الی ارجل فان استقر مکانہ نسوت ترانی لگا ہوا غنائت ہو ایسی پس
دیکھا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا انہی جگہ تو آ کے دیکھیکا مجھ کو کیونکہ یہ پہاڑ ولایت مدین میں
سب میں بڑا ہی اور قوت محل اسکی تھے زیادہ ہی اگر وقت تجلی یہ پہاڑ قرار کپڑے اور ثواب
رہے تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت دیدار نہ منو پھر تو بھی اس آرزو سے ہاتھ اٹھا
وہب ابن نبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی
تو پہلے ایک ابرو مع رعد اور برق ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ چپ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
ڈر کر تسبیح میں مشغول ہوئے پھر ارشاد ہوا کہ ای ملائکہ نبیا عمران کا دیدار مانگتا ہے ملائکہ
بحکم انہی بصورت مہیب ظاہر ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بھی خوف ہوا مگر حضرت
جبرئیل علیہ السلام واسطے ہاتھ پر کھڑے ہوئے اطمینان کرتے جاتے تھے غرض کہ فرشتے
ساتون آسمان کے مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئے کوئی شیر کی صورت کوئی بصورت گاؤ
کہ حضرت موسیٰ نے کبھی نہ دیکھے تھے اور کوئی ایسے کہ ہاتھوں میں ایک ستون لیے اور
سبوح قدوس رب العزۃ ابدالاموت پڑھتے ہوئے اور کسی کے منہ سے آگ کے شعلے
نکلنے ہوئے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں
اپنے سوال سے سخت پشیمان ہوں ارشاد ہوا کہ ای موسیٰ بلحاظ ضعف بشریت کے میں نے
تجھ کو فرمایا کہ لن ترانی لیکن اگر دیکھا جاتا ہے تو دیکھ پہاڑ کی طرف کما قال انظر الی ارجل جبکہ
پہاڑ کا آیا تو سب پہاڑوں نے اپنا اپنا سر اٹھایا کہ شاید ہم اس دولت سے سعادت اندوز
ہوں سب کے پیچھے طو پہاڑ نے کمال فروتنی اور عاجزی سے عرض کیا کہ میں کہاں اس
لائق ہوں کہ اسکی تمنا کروں حق تعالیٰ نے اسیکو یہ نعمت عطا کی اور دولت تجلی سے
سرفراز فرمایا کہ اپنا نور یا عرش کا نور بمقدار سوزن اسپر ڈالائیں المعانی میں ہیل
ساعدی سے منقول ہے کہ خداوند کبریائے ستر ہزار پردے سے ایک ذرہ نور کا ظاہر
فرمایا تھا کہ اسوقت سارے دیوانے عالم کے ہوش میں آ گئے اور جو بیمار تھے اچھے
ہو گئے اور عرصہ زمین سرسبز اور شاداب ہو گیا اور کھاری پانی میٹھا ہو گیا اور سارے
بت روئے زمین کے زمین پر گر پڑے اور آتش مجوس بالکل ٹھنڈی ہو گئی اور وہ پہاڑ

ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے کہ چشبندہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ ہی سورہ اعراف میں فلما تجلی الیہ جبل جلعہ دکا وغیرہ موسیٰ صلتاً پھر جب نمود ہوا رب اسکا پہاڑ کی طرف کیا اسکو ڈھاکہ برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش تنہا حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا تب انکو شوق ہوا کہ ویدار بھی دیکھوں اسکی برداشت منہوی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہی کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت منہوی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا تحقیق ہو کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں چہشمہ سر دیکھا ہوا لقمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے اور اس سوال سے کہ خلافت تنزیہ تھا نام دم ہو کے معذرت کرنے لگے سبحانک بتت الیک وانا اقول المؤمنین یعنی تیری ذات پاک ہو میں نے توبہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا یعنی میں تجھ کو پاک جانتا ہوں اس چیز سے جسکے تو لائق نہیں ہو چکا اسکے تیری رویت ہو سبحان اللہ یہ عجب سر ہو کہ جبل باد صفت قوت اور عظمت متحمل دیدار نہ ہو سکا اور قلب انسان با این صفت ناتوانی بحکم ولکن بنظر الی قلوبکم برداشت نظر حق کی طاقت رکھتا ہی اس میں یہ نکتہ ہو کہ تجلی حق پہاڑ پر نظر ہوتا ہی اور دل پر نظر رحمت ہو اسنے چور کیا اور اسنے معمورے دل پذیریت انچہ گردون برفت بہ دل برانت انچہ عرش اندر نیافت + جاننا چاہیے کہ چار چیزوں نے تواضع اختیار کی انکو چار عہدین ملین اول وقت خطاب الی جامل فی الارض خلیفہ عناصر ربوبہ نے جانا کہ ہم میں سے خلیفہ پیدا ہوگا تو آب و ہوا و آتش نے سر بلند کیے اور خاک نے بیچاگی اختیار کی اور کھایع من کیتہ کہ دعویٰ سوراے او کہ نہ + اسکی عاجزی پسند آئی وہی اصل خلیفہ اللہ قرار پائی ثانیاً جب کشتی نوح علیہ السلام کو حکم استقرار پہونچا جلعہ پہاڑوں نے گردنیں بلند کیں جو وہی پہاڑ نے فروتنی اور شکستگی سے کہا میں اس لائق ہوں جو سر بلند کروں اسکی عاجزی قبول ہوئی اور کشتی اسی پر ٹھہری کما قال فاستوت علی الجودی ثانیاً جب خطاب الہی موسیٰ علیہ السلام سے ہوا ان ترانی ولکن انظر الی الجبل سب پہاڑوں نے سر بلند کیے طور پہاڑ نے کہا میں کہاں اس لائق ہوں کہ ایسے شرف سے مشرف ہوں اسی پر تجلی ہوئی رابعاً خطاب ستطاب ان رحمۃ اللہ قریب من الشمسین گوش سامعین میں پہونچا قوم طبعیہ اور زنا ہون اور عابدون اور متقیون نے سر اٹھائے کہ شبشت لایزال اور جنت پر کمال ہو کو ملیکی اور ہماری شان میں ہوا ہدیت للمتقین اور عاصیون اور گنہگاروں اور مسرفون اور

بے ماریوں نے اپنے منہ چھپائے اور شرمندہ ہوئے کہ بھلا ہم کس منہ سے رحمت کے امیدوار ہوں
اور دعا مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم تصدق اپنے حبیب کے ہاں بھی خواں نعمت سے بے نصیب نہ کر
پس خطاب ہوا قل یا عباد الہ الذین اسرؤا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ خیر نہ بہت مرار
زرقہ علم و ادب کہ کجاست آہ سحرگاہ و نالہ دل شب کہ بے تاب تہہ تو اندر بودی عصیان کہ بے حجت با
معج میزند بر لب کہ نظر رجعت ماکن غور فریب عمل کہ چو شد پدید سبب محفل است سبب کہ اور امام راہ
اپنی تفسیر میں لکھا ہو کہ بعضے جاہل کہتے ہیں کہ دیدار خدا کا دنیا میں نہیں ہوتا آخرت میں البتہ جائز ہے
اور بہشت میں واجب ہے یہ سہر خطا ہو اور محض بجا صفت خدا سے تعالیٰ کی قابل تحویل نہیں ہے
جو بات صفات الہی میں ناجائز ہو وہ کبھی جائز نہیں ہوتی اور جو جائز ہو وہ ناجائز نہیں ہوتی اور
اگر صفات الہی میں تغیر ممکن ہو تو حدوث لازم آوے اور خدا سے تعالیٰ حادث سے منزہ ہے مگر
دنیا میں دیدار کا وعدہ نہیں کیا اور عادات اپنی اس پر جاری نہیں فرمائی اور جو بیان بھی چاہی
اور جلوہ اپنا نصیب کرے تو کچھ شکل نہیں اور بہشت میں وعدہ ہے لیکن واجب نہیں اور جو کوئی
کہے کہ اگر دیدار خدا کا دنیا میں جائز ہو پھر موسیٰ کو کیوں نہوا حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
بہت اصرار کیا تھا یہی خطاب آیا کہ لمن ترانی تو جواب یہ ہے کہ بہت چیزیں جائز ہیں لیکن راہ الہی
جس چیز کے ظہور نہیں ہوتا وہ واقع نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے رویت چاہی حکم ہوا کہ رویت جائز
ولن ترانی مگر تجھ کو دیکھنا نصیب نہ ہوگا اس میں نفی وقوع کی ہے نہ نفی جواز کی اور جو شخص کہتے ہیں کہ حق
لمن واسطے نفی ہائمی کے ہو یہ غلط ہے دیکھو خدا سے تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ موت کی خواہش کا فروگ
نہ کر نیلے کہا قال تعالیٰ ولن تمینوہ ابدًا اور پھر ارشاد ہوتا ہے کا فر اپنے مرنے کی آرزو رکھتے ہیں کہا قال
و نادی ایا مالک یقض علینا ربک قال انکم ماکثون یعنی پکارا کہ فزون نے اے خداوند بھیج حکم موت
حکم ہوا کہ ابھی تمہارے مرنے میں تاخیر ہو پس معلوم ہوا کہ کلمہ لمن موقوف اور مقرر ہو ساعت اور
وقت پر یعنی اے موسیٰ تو اس وقت ہرگز دیکھ نہ سکیگا ہمیں یہ اشارہ ہے کہ دیدار میرا مقرر ہی واسطے
محمد کے دنیا میں اور اسیکے واسطے میں نے خاص کر رکھا ہے اور سوائے اسکے دوسرے کو مجال
دیدار نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ سوائے اس وقت کے جس میں موسیٰ نے خواہش دیدار فرمائی تھی
اور وقت میں دیدار کا ہونا ممکن ہوا جس طرح مریم کے حال میں ارشاد ہوا انی نذرت للرحمن صوما
فلن اعلم الیم انیاء یعنی میں نے نذر کیا واسطے خدا کے روزہ سونہ بولونگی آج کسی آدمی سے میں معلوم ہوا
کہ کلمہ لمن واسطے نفی ابدی کے نہیں ہے اور باقی تحقیق اس مقام کی حصہ معراج خاتم النبیین میں لکھی گئی

نہ
تو
دیکھ
نہ
سکتا
ہے

۱۱۱

روایت ہو کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ کی تو واسطے تسلی دل کے ارشاد ہوا کہ تو موسیٰ میں نے
تجاکو اپنی روایت سے منع کیا سو محض بنظر تیری صلاح اور بقا و ذات کے تھا تو غمگین نہو زنی اس مطلقہ
علی الناس رسالاتی و بکلامی فخذ ما یتیک و کن من الشاکرین یعنی میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اس لیے پیغام
بھیجے گا اور اپنے کلام سننے کا سولے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاکر برہ مراویہ ہو کہ میں نے تجھ کو امتیاز
بنی اسرائیل میں خواہ سب انھوں سے جو تیرے زمانہ میں ہیں القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
اس واقعہ کے اپنی قوم میں تشریف فرما ہوئے اور سب لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد کیا کہ احکام تو رب کے
قبول کرو اور اسکے موافق عمل کرو تب وہ مہمردانہ بولے کہ احکام تو رب کے سخت اور دشوار ہیں
یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کلام آسمی ہو لیکن ادا مروا ہی اسکے ہم نہیں جانتے حضرت موسیٰ نے
فرمایا کہ تم نے بہت اصلاح اور زاری سے کہا تھا کہ ہمارے پاس کوئی شریعت اور دین نہیں ہو اگر
کتاب آوی اور اس کتاب میں تو ای شریعت اور آئین طاعت اور عبادت مفصل مرقوم ہوں ہم
بجلاوین سو میں کتاب بھی لایا اور اللہ کا کلام بھی تم کو سنالایا تاکہ مکمل یقین ہووے کہ یہ کتاب اللہ ہی
پھر بھی تم اسکے احکام نہیں جانتے یہ تمھارے حق میں بہتر نہیں اب تم سے بزرگ دوستی احکام تو رب
قبول کرانے جائینگے اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایک پہاڑ فلسطین سے جسکو
طور سینا کہتے ہیں اور تفسیر قرطبی میں ہو کہ یہ پہاڑ منسوب تھا طور ابن سمعیل سے اور ابن ابی حاتم
اور ابن مردودہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ طور عبارت ہو اس پہاڑ سے جس میں پہرہ دور
بکثرت ہوں لیکن اس جگہ مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ نے حضرت موسیٰ کو تورات عنایت کی تھی اسکو
اپنے پیروں پر اٹھا کے سارے لشکر پر کھڑا کر دیا اس وقت لشکر نبی اسرائیل کا ایک فرنگ طول اور ایک
فرنگ عرض میں تھا اور پہاڑ بھی اس قدر تھا اور سامنے نبی اسرائیل کے ایک لگ نہایت شعلہ زار
روشن ہوئی اور پیچھے دریائے شور بکمال طغیانی جاری ہو گیا اور حکم ہوا کہ اگر شریعت تو رب سے
قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ پہاڑ تم پر گرا یا جاتا ہو اور اگر آگے کو بھاگو گے تو آتش غضب میں جلاؤنگا
اور پیچھے چلو گے تو سفینہ حیات کو اس دریائے خوفناک میں ڈوباؤنگا جب نبی اسرائیل نے یہ معاملہ
دیکھا تو غایت دہشت سے سجدے میں گرے اور ایک طرف سے منہ کی پیشانی سجدے میں اور
دوسری جانب سے آنکھ جانب کو تھی کہ مبادا پہاڑ گرنے پڑے چنانچہ نبی اسرائیل میں طوفان سجدے کا
ہی طبع اب بھی جاری اور رائج ہو یعنی نصف منہ سے سجدہ کرتے ہیں اس لیے کہ وہ حالت اضطراب
یا درہمہ بالجلہ نبی اسرائیل نے احکام تورات ظاہر میں قبول کیے اور کہتے تھے اگر خیر ہو کہو نہ تو

تو ہم احکام توریت چلانے والے اسکا اشارہ ہو سورہ بقرہ میں ورضنا فوقکم الطور خذوا ما آتیناکم بقوة یعنی اونچا
 کیا تم پر ہمارا پرکڑ جو ہم نے تمکو دیا زور سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ تکلیفات شاقہ کہنے توریت میں ارشاد کی ہیں
 اسکو کمال کوشش اور سعی سے حاصل کر و بطرح کسب دنیا میں انتہائے مرتبہ پر کوشش کرتے تھے اور
 اسکی شدائد کے تحمل میں کیا کیا مشقتیں اور تکلیفیں اٹھائے تھے کہ بظہر عقل سلیم یہ شدائد ان
 شدائد سے منحوب تر ہیں اور ان باتوں کو ہر دم یاد رکھو کیونکہ متابعت پیغمبر آخر الزمان کی بھی
 اس میں داخل ہے پس اگر یاد رکھو گے تو مخالفت احکام الہی کی جو کسی پیغمبر کی زبان سے سندو گے یا
 کسی زمانہ میں آونگے نہ کرو گے فائدہ اس جگہ ایک اشکال ہے قوی کہ بنائے تکلیفات الہیہ کی مذمت
 اختیار پر رکھی ہیں اور اگر راہ اور اجبار قبول تکلیفات میں منافع غرض تکلیف کے ہے کیونکہ منظور
 تکلیف سے معاوضہ امتحانی ہے کہ ملاحظہ کیا جائے کون شخص رضا و رغبت سے عمل کرتا ہے اور کون شخص اپنے
 اختیار سے راہ عصیان اور نافرمانی اختیار کرتا ہے تاکہ مطابق اسکے جزا دی جائے اور در صورت مضطر
 اور اگر راہ طوع و رغبت مطلقا مسلوب ہو اور بطبع عاصی سے تمیز نہیں ہوتا کس واسطے کہ انسان خالص
 وقت خوف جان اور ہلاک خاندان کے ہر ایک چیز طوعاً اور کرہاً قبول کر لیتا ہے اور اسکا اشارہ ہے
 لا اکراہ فی الدین اور پڑھا ہے کہ رفع طور باین وضع موجب کمال اضطراب ہے اور قبول کرنا احکام
 توریت کا اس وضع سے کس فائدے کے واسطے تھا کیونکہ درحقیقت یہ قبول نہیں ہے رفع اس
 اشکال کا یوں ہو سکتا ہے کہ نبی اسرائیل نے قبل از واقعہ بطوع اور رغبت اپنی بارہا حضرت موسیٰ
 علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب متضمن احکام ہمارے واسطے لاؤ تو موافق اسکے ہم عمل کرتے
 اور اس بات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد و موثیق محکم لیے تھے اور جب کتاب مازلے ہوئی اور
 اسکے احکام ان پر کھولے گئے تو انکار کرنے لگے اور منہ پھیر لیا پس درحقیقت نبی اسرائیل نے نقض عہد کیا
 اور قبول سابق کی مخالفت کی پس اللہ تعالیٰ نے رفع طور سے انکو اس نقض سے باز رکھا اور بعد ہی
 تخویف نمائی پس اکراہ نہیں ہوئی بلکہ تخویف ایک فعل پر افعال شنیعہ سے راتع ہوئی ہے بطرح آیت
 حد و تعذیر سلمان کے حق میں ہوتی ہے کہ اصلاً باب اکراہ صحت میں ہوتا کہ صحت تکلیف میں خلل پڑے
 مثلاً کوئی شخص کسی سے عہد کرے کہ جو کچھ اس شادی میں یا اس عمارت میں صرف پڑیکا سب میرے
 ذمہ ہے اور جب ذمہ جمع خرچ کی ملاحظہ کرے تو پھر جائے اور کہے کہ اس قدر میں اپنے ذمہ نہیں لیتا تو یہ بات
 صریح نقض عہد اور بد معاملگی ہے پس اس شخص کو ایسی بد معاملگی پر تخویف اور تعذیر سے عہد اول پڑانا
 اور اقرار سابق پر مواخذہ کرنا چاہیے اور بعض مفسرین اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ غیر ذمی و معاہدہ

جواب میں

میں

اکراہ واجبہ ایمان و اسلام پر جانزہی اور قتال و جدال و غارت وغیرہ جو بادشاہان اسلام سے اہل حبشہ کے ساتھ واقع ہوتا ہو سب از باب اکراہ ہر پس آیت نا اکراہ فی الدین آیت قتال سے منسوخ ہو اور اگر کہ وہ میمون و معاہدوں کا جو حرام ہی سو وہ اس سبب سے کہ نقص عمد لازم آتا ہو اور نقص عمد فی نفسہ حرام ہی علاوہ اسکے نا اکراہ فی الدین میں نفی اکراہ جانب عباد سے مذکور ہی کیونکہ یہ نفی معنی نہیں بلکہ مکرر احکام فی الدین اور منع طور فعل خدا پر مخالف اس نفی کے نہیں ہو سکتا القصد نبی اسرائیل احکام تورات پر عمل کرنے لگے مگر پوشیدہ بعض بعض احکام میں اعتراضات کیا کرتے خصوصاً شروئ و شرب و عیش بعد الموت میں نہایت متامل تھے کہ اس عرصہ میں ایک شخص عامیل بن شراحیل نبی اسرائیل میں بوڑھا بڑا مالدار تھا اور جو رواسکی جوان خوبصورت وضع دار تھی اسکے وارث تھے دو شخص ایک بھتیجا دوسرا بھائی چچا زاد یہ دونوں اسکے مرنے کے منتظر رہا کرتے مگر اسکے موت نے ایسا چھوڑا کہ اس طرف کا نامنا موتوں کو دیا تھا آخر کار ورثہ اسکے سنگدل ہو کر دعوت کے مہمانے عامیل کو جنگل میں لے گئے اور قتل کر کے لاش اسکی رات کو اٹھا کر دوسرے محلے میں ڈال آئے صبح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہلے اہل محلہ بھی اور بدعوئی خون ریت کے مستدعی ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ دو گانوں کے بیچ میں وہ لاش ڈالی ایک کا نام آو دوسرے کا راحت تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گانوں خواہ محلے کے لوگوں کو طلب فرما کر استفسار کیا سب نے انکار کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابراہیم دیت و قسامت اور فیئ قسم میں کہ طریق لکھا بعضیہ جاری شریعت کا طریق تھا مائل فرما کر جناب ابی میں مت نبی ہوئے کہ یا اکی حقیقت حال کیا ہو یا آن لوگوں نے موافق ارشاد حضرت کے دیت دیدی اور التماس کیا کہ دیت تو ہم دے چکے ہیں لیکن ہم یہ درخواست کرتے ہیں کہ حکم قاتل کا حال معلوم ہو جائے سو آپ اللہ صاحب سے درخواست فرمائیں مہر تقدیر جناب ابی میں وحی ہوئی کہ مضمون آسکا حضرت نے روسا بنی اسرائیل سے فرمایا کہ ان اللہ یا مکر ان مذبحوا ہجر یعنی مذبح فرماتا ہی تمکو کہ ذبح کر دیکر کھائے اور ایک ٹکڑا اسکے گوشت کا مقتول پر مارو کہ وہ زندہ ہوا اور اپنے قاتل کا نشان بتلا دے یہ طریقہ اس واسطے اختیار فرمایا کہ اگر ازراہ وحی نام قاتل کا معین کر کے خبر دیتے تو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ پر تہمت کرتے اور کفر صریح میں پڑ جاتے کہ بھلا انکو چشمہ غائی کرنا پڑتی یا انہیں نبی اسرائیل کا بادشاہ بول ٹھکے کہ استخدا ہنزا یعنی کیا تو ہمکو گیتا ہی ٹھٹھے میں یعنی ہم تو اس مقتول کا قاتل پوچھتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ایک گائے ذبح کر دے سوائے دیگر جو اسے دیگر بھلا ایک جاندار کے جیجان کرنے سے قاتل دوسرے جیجان کا سطح معلوم ہوگا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے خداوند اللہ ان لوگوں من الجاہلین یعنی پناہ اللہ کی اس سے کہ میں ہوں نادانوں میں یعنی جواب کو مطابق سوال

نہ بیان کروں یا وقت مرا فدا اور محاکمہ دیا۔ ۱۔ کے استہزا کروں کیونکہ انبیاء سے خوش طبعی واسطے
 انکار انبساط اور تفریح خاطر کے واقع ہوتی ہے نہ کہ تبلیغ احکام اور قطع خصوصیات میں اور جاہل آدمی البتہ
 موقع بے موقع ٹھٹھا کرتے ہیں لغرض نبی اسرائیل نے نہ جانا کہ دج بقرہ میں کوئی خاصیت ہوگی کہ
 اس سے مردہ زندہ ہو جائے اور ہر ایک گالے کو یہ خاصیت نہیں ہر اس واسطے تحقیق اسکے اوصاف کی
 ضروری حدیث شریف میں وارد ہو کہ اگر نبی اسرائیل اس حرکت میں بے تامل کسی قسم کی گالے دج کہتے تو
 کافی تھا لیکن ان لوگوں نے اپنے ذمہ سخت گیری اختیار کی اللہ نے بھی سخت گیری اختیار فرمائی
 اور درحقیقت منظور آئی یہ تھا کہ مالک گالے کو نفع عظیم پہنچے لہذا نبی اسرائیل کے دلوں میں ڈالا کہ انھوں نے
 اوج نارا تک یہیں لانا ہی یعنی پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے کہ وہ کیسی ہے کہ اس واسطے
 کہ حقیقت متنازعہ اس گالے کی یہ خاصیت نہیں رکھتی ہے اور نہ نیل کا و اور نہ گاؤ کو ہی پس ضرور ہو کہ
 وہ گالے کسی اور قسم کی ہوگی جس میں ایسی خاصیت ہو کہ گو نام میں شریک ہوں جیسے کنار دشتی اور تسانی
 کہ آثار اور خواص میں جدا ہیں گو نام میں شریک ہیں۔ ۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 جناب الہی میں انکشاف حال کی درخواست کی اور اسکا نشان پوچھ کر فرمایا کہ انہ یقول انہا بقرة
 لا فارض ولا بکر عوان میں ذلک فافعلوا ما تومرون یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گالے ہو نہ بوترھی
 نہ بن بیانی میں نہ ہو انکی سچ اب کرو جو تمکو حکم ہے یعنی وہ گالے جسکا دج ارادہ الہی میں ٹھہرا ہے کسی اور
 قسم کی گالے نہیں جو تمھارے خیال میں جم گئی ہو مگر باعتبار سن رسال کے ایک صورت کمال البتہ
 اس میں متحقق ہے کہ پیری اور نوجوانی کے وسط میں واقع ہو نہ ایسی بوترھی ہے کہ ضعف سے تحمل مشقت
 نہ کر سکے نہ ایسے چار سال ہو کہ شوقی کرتی ہو مگر نبی اسرائیل مطمئن نہ ہوئے پھر تفتیش میں پڑے اور
 کھنسنے لگے کہ جانور کا کمال جیسا سن سال میں ہوتا ہے ویسا ہی رنگ میں پس اوج نارا تک یہیں لانا
 تو نہا پکارا سپہ رب کو ہمارے واسطے کہ بیان کر دے کیسا ہے رنگا و سکا تاکہ ہم جانیں کہ رنگ و صورت
 میں بھی اسکا کمال ہوتا کہ سب خاصیت میں ملن رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انہ یقول انہا
 بقرة صغار فافعلوا ما تومرون یعنی اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گالے ہے زرد و دھلا و رنگا و سکا
 خوش آتی ہو دیکھنے والوں کو مگر نبی اسرائیل باوجود دریافت کر لینے رنگ کے سوال سے باز نہ
 پھر ہوئے کہ ہر چند کمال اس گالے کا باعتبار سن سال و باعتبار رنگ و جمال کے ہم نے معلوم کیا لیکن
 یہ کمال شریک ہوا ایک فرد کو ترجیح نہیں ہو سکتی کہ اسکے سبب سے یہ خاصیت عجیبہ ہمارے ذہن میں آئے
 اور کہنے لگے اوج نارا تک یہیں لانا ہی ان القرشابة علینا وانا ان شاء اللہ لمتدون یعنی پکار

ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہو کہ کس قسم میں ہو گا کون شبہ پڑا ہو ہوگا اور ہم اس کے
چاہا تو راہ پلینک یعنی حقیقت شخصیت اس گاسے کی کیا ہو کہ اور وہ اس سے اس خاصیت میں مرجع
کیونکہ گائین باہم مشابہ ہیں جن اور جمال میں پس بنظر ظاہر کوئی وجہ پائی نہیں جاتی جس سے وہ
مخصوص باہن خاصیت ہو اور اگر مرجع معلوم ہو دے اور ہمارے ذہن نشین ہو جائے تو آگیا
جاسے اس پر مطلع ہوں کہ مبدع اور مبدع اس خاصہ عجیبہ کا اسمین یہ ہی پھر ہم تمہارا حکم بجا لائے
قال انه یقول انما بقرة لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحث مسکتہ لاشیتہ فیما یعنی کہا وہ فرماتا
وہ ایک گاسے محنت والی نہیں کہ پانی ہوتا زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری ہو دینے
کچھ نہیں اسمین یعنی وہ مرجع کہ تمہارے ذہن نشین ہو جائے اور موجب ایجاد اس خاصیت کا ہو
وہ ہیں ایک یہ کہ اسے ذلت بارکشی اور قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ کی نہیں اٹھائی بلکہ اپنی عزت پر
دوسرے آدمیوں کا ہاتھ اس پر نہیں ہو چکا ہو کہ اسکو داغ ہو یا چھیدا ہو یا کوئی تصرف اس میں
جاری کیا ہو جیسا جانوروں کے ساتھ کیا کرتے ہیں کہ اس سے نوے تغیر رنگ میں پیدا ہو جاتا
تب کہنے لگے الان جئت بالحق یعنی اب لایا تو ٹھیک بات یعنی فی الحقیقہ سب ایجاد اس صفت
مادہ کا یہی ہے اور اب تردد ہمارا جاتا رہا کیونکہ فیضان حیات کا عالم عیب سے تمامی حیوانات اور
انسان میں اولاً روح حیوانی پر ہوتا ہے اور اس روح کے واسطے سے تمام اجزائے بدن کو پہنچتا
اور حیوانات دو قسم ہیں وحشی اور اہلی حیات وحشیوں کی متعدد نہیں بلکہ لازم ذات ہے
انہی اثر حیات کا انسان میں بسبب مخالفت کے نہیں پہنچ سکتا مگر جانور اہلی کی حیات کا
فیضان انسان میں پہنچتا ہے اور جانور اہلی سے ایک گاسے سا قری کی تھی کہ بلا توسط اسباب ہر
از قسم نطفہ اور نہ بہت رحم کے حیات غیبہ قبول کر گئی تھی پس زندہ کہ نامردے کا توسط حیات
فائضہ جس قدر بقری موافق حکمت الہی کے ہو اور حقیقت میں اور گائین کہ دستمال آدمیوں کی
ہو جاتی ہیں صرافت حیات غیبہ پر نہیں رہتیں اور انکی روح حیوانی اس قوت پر نہیں ہوتی
اور یہ بھی ہو کہ ایسی گلے زرد رنگ صاف بے مانع اچھوتی گوسا کہ سامری سے کمال مشابہت
رکتی ہے پس ہمارے ذہن میں اب آگیا کہ اس میں یہ خاصیت ہوگی جیسا گوسا کہ سامری کہ وہ
ہمارے سامنے ہوتا تھا فائدہ اس تقریر لایمینی میں بنی اسرائیل کو اپنے اجداد سے نہایت
اور مخالفت ہو یا میں ہمہ اس پر فخر کرتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے
خواب میں ارشاد کیا کہ اپنے بیٹے کو زوج کہو حضرت نے تامل مستعد ہو گئے اور صاف جزا دے بھی

۴۶۵
بجائے جانور اہلی
بجائے جانور اہلی

بلکہ توقف حاضر ہوئے یہ عذر نہ کیا کہ مدار خواب کا خیال پر ہی اور ان لوگوں نے ایک گائے کے
 بیج کو نے میں اس قدر توقف اور تردد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تنگ آ گئے اسی جگہ سے اکی
 اطاعت و فرمان برداری بخوبی واضح ہوتی ہی سوائے مقتضائے حال ہو کہ بیت آن ناکسان
 کہ فخر با جہاد میکنند چون سگ باستخوان دل خود شاد میکنند اہل علم اختلاف کرتے ہیں
 کہ اس کلام سے نبی اسرائیل کافر ہوئے یا نہیں بعضوں کے نزدیک کافر ہو گئے اسی لیے کہ انکا
 کلام دو حال سے خالی نہیں یا خالق لایزال کو قادر نہیں جانتے اور متردد تھے کہ احیاء موات
 کر سکتا ہی یا نہیں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کاذب اور خائن سمجھتے تھے یہ دونوں باتیں
 کفر صریح ہیں مگر متفقین کے نزدیک اصح یہ ہو کہ ان دونوں امر سے کوئی امر باعث اس کلام کا
 نہیں ہوا تھا بلکہ محض ازراہ تعجب تھا کہ ہرگز جواب کو اپنے سوال سے مطابق نہ سمجھتے تھے
 لہذا بطریق شبہہ یہ کہہ اٹھتے کہ تم ہے مسخر اور مطایبہ کرتے ہو اور جائز ہو کہ انبیاء پر مطایبہ بخوبی
 کر لیا ہو اگرچہ مرتبہ انبیاء کا عالی تر تھا لیکن منہور انکو علو منصب کی خبر نہ ہوئی ہوگی فائدہ
 ہر ایک رنگ زرد خالص کو تفہیم خاطر اور دفع غموم میں خاصیت ہو چنانچہ طبرانی اور خطیب اور
 ویلی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص زرد پاپوش پہنتا رہے
 اُسکو ہمیشہ خوشی رہتی ہو جب تک کہ اسکے پیر میں ہو اور تفسیر یون میں حضرت امیر المومنین
 علی مرتضیٰ سے روایت ہو کہ فرماتے تھے من لبس نعلا صفراء قل تمہ یعنی جو شخص نیلے پاپوش
 زرد رنگ کم ہو جائے اُسکا غم اور بعض روایات سے یون واضح ہوتا ہی کہ جو شخص سات
 جنت پاپوش پی در پی پہنے تو اُسکا غم و اندوہ جاتا رہے بالجملہ الوان خمسہ یعنی سرخی زردی
 سیاہی سفیدی سبزی خواص مختلفہ رکھتے ہیں کہ اہل تجربہ اور قیاس نے اُسکو ثابت کیا ہی
 چنانچہ عرب میں مشہور ہے کہ الحمرة اجمل والصفرة اشکل والاحضرة ابل والاسودا اہول واللبیاس
 افضل یعنی سرخی میں جمال زردی نظر میں خوش آتی ہی سبزی بزرگی و قار کا سبب ہو
 سیاہی ہولناک ہی سفیدی فضیلت و خوبی رکھتی ہو یہ فائدہ تھا تشریف الناطرین کا کہ حق تعالیٰ نے
 اس جگہ فرمایا فائدہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ اگر نبی اسرائیل انا ان شاء اللہ لمندون کہتے
 تو احوال اُس گائے کو نہ پاتے اور تشفی خاطر اکی نہوتی اسی کلمہ کی برکت سے حیرت اور تردد
 خلاص ہوئے ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ استعانت اس کلمہ کی ہر عمل نیک میں مبارک
 اور میمون ہو اور اگر سطح نہ ہو یہ کلمہ فی نفسہ کلمہ استعانت ہی کیونکہ تقدیس ہوا سورۃ شیت

خدا پر اور اقرار ہو اسکی قدرت اور نفاذ اور اسے کافراں کا فائدہ اب واضح ہو کہ وہ بقرہ نہ تھا یا مادہ اگر تھا تو لاکبر اس کے حق میں درست نہیں ہوتا کیونکہ ہرگز گاو لاکبر یعنی نازا میدہ ہو اور حملہ ضامر کہ اول سے آخر تک تائیت کے ہیں بھی ہرگز گاو ہونے سے منع کرتے ہیں اور اگر بقرہ مادہ کا تھا تو ضامر سب درست اور لاکبر بھی صادق آتا ہو لائیر الارض ولا تسقی الحوت اسکا شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ بحسب عادت گائے قلبہ رانی اور آب کشی نہیں کرتی گوا مکان عقلی ہو پس ظن غالب یہ ہو کہ وہ بقرہ بیل تھا اور تائیت ضامر لفظ بقرہ کے واقع ہو کہ وہ از رو سے تائیت لفظی مونث ہو جس طرح تمرہ اور حمامہ اور عصفورہ اور عرب کا قاعدہ ہو جب مذکر کو بلفظ مونث تعبیر کرتے ہیں تو ضامر کو مونث لاتے ہیں اور لفظ لاکبر کی جب مونث کے واسطے لاتے ہیں تو اس سے وہ حیوان مراد ہوتا ہو جو مادہ پر حبت نہ کیا ہو یہ تحقیق ہمارے اساتذہ کرام کی ہو اور بعض مفسرین لکھا ہو کہ مادہ گاو تھا بدلیل تائیت ضامر و وصف بکارت اور باعتبار اختلاف ازمنہ و بلد ان یہ بھی ہو سکتا ہو کہ مادہ گاو کو قلبہ رانی اور آب کشی وغیرہ میں رکھتے ہونگے بہرہ تقدیر جب بنی اسرائیل کو بقرہ نعم اور استعداد اطلاع وجوہ حکمت الہی پر حاصل ہوئی تو ایسی گلے کی تلاش میں پھرنے لگے اتھاقا کوئی گائے سوائے ایک گائے کے موصوفہ باین صفات اس نواح نہ تھی سو اسکا قصہ یہ ہو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا ازبس صلاحیت اور تقویٰ میں ممتاز اس کے ایک لڑکا تھا صغیر بن اور یہ شخص متاع دنیا سے بجز ایک گوسالے کے اور کچھ نہ رکھتا تھا جب قریب برگ پہنچا تو اس گوسالے کو جنگل میں لے گیا اور کہلایا اتھی ابیات رخیۃ وندان امیدم ز کام + آمدہ ایام شایم بشام + روح مرا موسم رحلت شدہ + دست اجل نوبت رفتن نہ وہ اور یارب تو میرے حال سے مجھے زیادہ تر آگاہ ہو اور طفل صغیر پر مجھے زیادہ مہربان میراث میری یہی ایک بچہ گاو ہو اسکو میں تیرے سپرد کرتا ہوں کہ جب میرا لڑکا جوان ہو تو یہ امانت میری اسکو عنایت کر پس بنام خداے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب جنگل میں چھوڑ آیا کہ وہ جنگل میں چرنا اور پرورش پاتا رہا اور عنایت الہی سے کوئی درندہ اس پر دسترس نہ پاتا تھا اور جب کبھی جنگل سے باہر نکلتا اور کوئی آدمی پکڑنے کا قصد کرتا بھاگ جاتا کسی کے ہاتھ نہ آتا یہاں تک کہ وہ لڑکا جوان اور مقتضائے مصرعہ میراث پدر خواہی علم پدر آموز + بڑا صالح اور متقی ہوا اور نے پھر کرای اسکی یہ تھی کہ رات کے تین سے کرتا ایک حصہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا اور ایک حصہ میں سوتا اور ایک حصہ میں نماز پڑھتا جب صبح ہوتی تو رسی اور لکیر

بجائے اختلاف
رہے جو ازمنہ و بلد
کے مادہ

جنگل میں جاتا اور لکڑیاں لاکر دو چار گھڑی دن رہے بازار میں بیچتا اور قیمت اسکی تین حصے کرتا ایک حصہ صدقہ کردیتا اور ایک حصہ اپنی ماں کی نذر کرتا اور ایک حصہ اپنے صرف میں لاتا بہت مدت اسی وضع پر گزری اس عرصہ میں ایک روز اس جوان نے منادی نبی اسرائیل کی آواز سنی کہ ایسی صفت کی گائے اگر کسی کے گھر ہو تو ہم اُسکے خریدار ہیں اور جو قیمت وہ مانگے ہم ابھی دینے کو تیار اُس جوان نے اپنی ماں سے تذکرہ کیا اُسے کہا کہ تیرے باپ نے ایک بھڑا گائے کا فلان جنگل میں اللہ کے پاس تیرے واسطے امانت رکھا ہوا ہے وہ بھڑا جوان ہوا ہوگا آسمین پر سب اوصاف جمع ہیں تو اُسکو جنگل سے لا اگر یک جا بیگا تو حج ہوا لانا ورنہ اپنے کام بار بار میں رکھنا اُسے کہا کہ پہچان اُسکی کیا ہے مبادا میں اُس جنگل میں جاؤں کسی اور ہی شخص کی گائے پکڑ لاؤں تو حرام میں گرفتار ہوں اُسکی ماں نے کہا کہ رنگ اُس گائے کا زرد نہایت صاف ہے کہ جو کوئی اُسکو دور سے دیکھتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے اور میں اُسکو گوسالہ اسی سبب سے کہا کرتی تھی اُس جوان نے کہا ہنوز بالیقین میں نے اُسکو نہیں پہچانا مبادا اور کسی شخص کی گائے اس صفت کی وہاں چرتی ہو اور میں پکڑ لاؤں تو خراب ہوں تب اُسکی ماں نے فرمایا کہ اور پہچان اُسکی یہ ہے کہ آدمی کو دیکھتے بھاگتی ہو اور کوئی اُسکو گرفتار نہیں کر سکتا سو تو آواز بلند یہ کہہ کر نکلنا کہ اے مذہبہ میں تجھ کو ڈھونڈتا ہوں بنام خدا اے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب چنانچہ یہ نشان اپنے دل میں محفوظ کر کے جنگل کو چلا دیکھتا ہے کہ ایک گائے اسی صفت کی جنگل میں چرتی ہے اسے پکارا تو وہ دوڑ آئی اُسکی ماں نے قیمت کی تھی کہ اسکی گردن پکڑ کے لے آنا سوار نہ ہونا برکت خاتی رہی وہ موافق ارشاد ماں کے گردن پکڑ کے لے چلا تفسیر غزیری اور معالم التنزل میں لکھا ہے کہ وہ گائے قدرت الہی سے گویا بدی کہ اس جوان نیک بخت یہاں سے تیرا گھر ایک دن کی راہ ہے مجھ پر سوار ہو لے کہ باسانی پہنچ جائے اُسے کہا میری ماں کی اجازت نہیں ہے گائے نے کہا آفرین شاہدش میں نے امتحان کیا تھا اور جو تو مجھ پر سوار ہوتا تو میں تجھ کو گرا کے بھاگتی پھر کبھی ہاتھ نہ آتی اور میری فرمان برداری کا سبب یہی ہے کہ تو اپنی ماں سے احسان کرتا ہے اور اُسکے فرمان سے باہر نہیں ہوتا کشف البیان میں لکھا ہے کہ اُسوقت المیسیٰ لعین بصورت شبان یا مسافر کے آیا اور جلا کہ اے جوان صالح اُس طرف پہاڑ کے میری گائیں چرتی ہیں اور میں رخص حاجت کو اس پہاڑ میں آجاتا سو میرے پیٹ میں درد ہے کہ چل نہیں سکتا اگر تو ارشاد کرے تو میں اس گائے پر سوار ہو کے اپنے

گلے میں پہنچ جاؤں اور دو گامین جوان اور بہتر اجرت میں عنایت کروں اور سہیں گائے کا نقصان نہیں بلکہ ایک گائے کو نفع ہو گئے کہ امیری پہنچے سوار ہونے کو منع کیا پھر من کی سطح کراہ کر وہ ابلیس نے کہا تیری جان بے عقل ہو اور عورتیں ناقصہ العقل ہوتی ہیں تجھ کو اپنی عقل پر عمل کرنا چاہیے تاکہ ایسا نفع کامل ملے جس سے تجھے اور میں تیری خیر خواہی کرنا ہوں آئندہ تو مختار ہو آسنے کا میں ہرگز اپنی جان کے خلاف نہ کروں گا لیکن شیطان دم دھا گا دیتے ہو سہے پیچھے لگا تب اس جوان نے با آواز بلند پکارا کہ اے خدا سے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب مجھ کو اس رفیق بد سے خلاصی دے ابلیس نے یہ آواز سنی تو بصورت ایک جانور کے بنکر جلدی سے اڑ گیا پس گائے نے کہا کہ یہ ابلیس تھا کہ خدا سے ابراہیم کے نام سے بھاگا اگر تو اس کے فریب میں آجاتا تو مجھ میں برکت نہ رہتی اور میں تیرے کام نہ آتی ہاں وہ جوان شام کو اپنے گھر پہنچا اور سب احوال و خوارق عادات اپنی جان سے بیان کی اس کی جان نے کہا کہ یہ گائے اس لائق نہیں ہو کہ اس کو بارگشتی میں ذلیل کروں لیکن اس کی تعظیم اور تکریم بھی ہم سے ممکن نہیں ہو بہتر یہ کہ اس کو بچ ڈال اور اس وقت اس شہر میں نریخ اس کا تین دینار کا سنا جاتا ہے لیکن اگر کوئی اس قیمت کو خرید کر لے لے تو میری بلا اجازت نہ چینا چنانچہ وہ جوان گائے کو لیکر نریخ میں آیا خدا سے تعالے نے پہلے ایک فرشتہ بھیجا آسنے کہا کہ یہ گائے کس قیمت کو بیچتا ہے جوان نے کہا تین دینار کو بشرطیکہ میری جان منظور کرے فرشتے نے کہا یہ شرط نہ کر اور چھ دینار مجھے لے جوان نے کہا اب بھی وہی شرط ہے فرشتے نے کہا بارہ دینار لے لیکن بلا شرط آسنے کہا کہ اگر برابر اس گائے کے سونا دے تو بھی بلا رضائی اپنی جان کے نہ بیچو گا تو ناحق درد سر کرتا ہو تب فرشتے نے کہا میں آدمی نہیں ہوں فرشتہ ہوں تیرے امتحان کو آیا تھا کہ دیکھوں تو کس طرح اپنی جان کی اطاعت کرتا ہو اب تو اس گائے کو اپنے گھر لے جا اور بازار میں کسی کو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک واقعہ درپیش ہوا اور حضرت موسیٰ بن عمران نے انکو فرمایا کہ اس قسم کی گائے نریخ کہ وہ سونے اسرائیل اس کی تلاش میں ہیں اور سونا اس گائے کے اور کوئی گائے بائیں صفات موصون نہیں ہے اگر بنی اسرائیل تجھے لیا جائیں تو ہرگز اس کو نہ چینا جب تک کہ اس گائے کی کھال سونے سے نہ بھر دیں کہ وہ مال تیری عمر کو کفایت کریگا وہ جوان جان سے بیٹ آیا اور یہ حال جو گذر رہا تھا اپنی جان سے بیان کیا اب رفتہ رفتہ خبر اس گائے کی بنی اسرائیل میں شائع ہوئی کہ بنی اسرائیل اس کے دروازے پر جمع ہوئے اور قیمت گائے کی ٹھہرانے لگے مگر وہ جوان اور اس کی جان راضی نہ ہوئی یہاں تک کہ یہ قرار پایا کہ بعد نریخ کے اس کی کھال کو سونے سے بھر دیں گے جب یہ پتھر ہوئی تو حضرت موسیٰ کے خاصہ

گائے یعنی اور بنی اسرائیل نے مولیٰ قدس جو ہا و ما کا دوا یفعلون پھر اسکو فوج کیا اور لگنے نہ تھے کہ
 فوج کر نیکی اس واسطے کہ سوال پر سوال انکشاف خصوصیات میں کرتے رہے بعضوں نے نزدیک
 چالیس برس گزر گئے تھے اور گرانی قیمت کا بھی خیال دھنگیر تھا اور تلاش فرو شدہ بھی مشکل
 جانتے تھے اور یہ بھی خوف کرتے تھے کہ شاید مقتول زندہ ہو کسی کا نام بنی اسرائیل سے لے لے تو
 کمال مضیحتی اور سواری ہو مگر خداوند حقیقی نے چارنا چار آنے یہ کام کرایا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ
 بزج بقرہ میں یہ نکتہ تھا کہ گوسالہ پرستی سے محبت اسکی بنی اسرائیل کے دل میں تسکین اور قائم تھی
 پس جلال کبریائے انکو دکھلایا کہ سوداے پرستش اس قسم کے حیوان کی اپنے دل سے دور کر دیکر یہ
 قابل بزج میں فائدہ اگر بنی اسرائیل کہیں کہ ہمارے اسلاف وحی الہی پر معترض نہیں ہوتے
 بلکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعین قاتل میں بزج بقرہ کا حکم صادر فرمایا اور سوال وجواب میں
 کچھ مناسبت ظاہر نہ تھی تو ازراہ تعجب اسقدر توقف واقع ہوا اگر پہلے سے تعین قاتل فرمادیتے
 تو ہرگز ہمارے اسلاف اتنا توقف نہ کرتے اور اعتراض سے پیش نہ آتے جواب اسکا یہ ہو کہ سب
 غلط ہو اس واسطے اسلاف انکے ابتدا سے قصہ سے وحی الہی کا اقرار نہ رکھتے تھے اور بعید جانتے
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غیب کی بات پر اطلاع جانب خدا سے ہوگی و الا ایک دوسرے قیمت
 خون کی نہ لگاتا اور قاتل آپ ہی اقرار قتل کر لیتا تو گویا اس قتل میں سب شریک رہے کیونکہ یہی کہتے
 فلانے نے مارا میں نے نہیں مارا اور وہ کہتا تھا اسی نے مارا میں نے نہیں مارا حالانکہ قاتل نہیں
 موجود تھا پس یہ دلیل قوی ہو کہ انکو وحی کا یقین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہ تھا اور یہ متنبہ
 جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ قاتل سے مطلع ہونگے سو اندر نے حال قاتل اور ضعف یقین اور
 نفاق اسلاف کا بخوبی کھول دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو اس سے علمیہ رکھا اور انکی زبان سے
 قاتل کا نام ظاہر نہ کرایا کہ مبادا کہ نبی کریم اور قاتل جھوٹھی قسم کھا جائے اور ثبوت مقدس میں اشکال واقع ہو
 القصہ جب گائے فوج کر چکے تھلنا ضرور ہو بعضہا پھر بھنے کما مارو اس مردہ کو اس گائے کا ایک ٹکڑا تاکہ زندہ
 ہو جائے اور اپنے قاتل سے خبر دے اور قصاص طلب کرے سو بنی اسرائیل نے اس گائے کا کوئی عضو میل مقتول
 مارا کہ وہ زندہ ہو کہ حلق کی رگوں سے فوارہ خون کا جاری تھا پھر اپنے قاتل کا ہاتھ پکڑ کے تباہ دیا کہ ہر شخص نے محکوم ہوا کہ میرا
 مال کا وارث ہو تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل سے اتوار لیا اور بعد از اقرار حد قصاص
 جاری فرمائی اور عامیل زمین پگھر کے مرگیا اسی وقت سے حکم شریعت یہ آیا کہ قاتل میراث مقتول
 محروم رہے کہ علاقہ پوری اور لیسری اور برادری وغیرہ بھی رکھتا ہو گا قاتل رسول صلی اللہ علیہ

بیان کرے

وسلم ماورث قاتل بعد صاحب البقرۃ تمبیہ یہ سب کلام شکم تحقیقی نے واسطے تسلیم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمایا کہ یہودی بنی اسرائیل اگر تکذیب رسالت اس زمانہ میں
کریں تو کچھ محل اندیشہ نہیں انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ کو سحرہ بنایا تھا کہ انواع تہذیب
پیش آئے تھے اور طرح طرح کی تفسیریں نفاق آمیز کرتے رہے تھے لیکن میں نے آخر کو انکے
اصرار سے انکو پشیمان کیا اور ظاہر عادت مستمرہ اتنی یوں جاری ہو کہ جب کوئی بندہ بندگان آسمی سے
کسی چیز پر مداومت کرتا ہو خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ اسکو حق تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے
کبھی پوشیدہ نہیں رکھتا بخلاف اسکے کہ ایک دوبار تقصیر واقع ہوا اور اس پر شرمندہ ہو کر چھپاؤ
تو البتہ حق سبحانہ تعالیٰ بھی اسکو چھپا دیتا ہے پردہ درمی نہیں کرتا مستدرک حاکم میں بہ سند صحیح
حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی
کچھ کام کرے ایسی جگہ کہ وہاں نہ دروازہ ہو نہ موکھ تو بھی کام اسکا آدمیوں پر ظاہر ہو جاتا ہے کسب طبع
اور ابوالشیخ بہ سند ضعیف حضرت انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں سے استفسار فرمایا کہ مومن کون ہو بولے خدا اور رسول خدا زیاد
جانتا ہو ارشاد کیا کہ مومن وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکو جہان سے نہیں لیجا تا جب تک اسکے کان کی ثنا
اور صفت سے کہ محبوب اسکی ہو پھیرے اور اگر کوئی بندہ بندگان خدا سے عمل تقویٰ بجا لاتا ہو اس
گھر میں جو شر گھروں کے بیچ میں ہو اور ہر ایک گھر پر ایک دروازہ لو ہے کا ہو البتہ چادر رحمت اسکو
پہناتا ہو کہ انکے رہنے والے اس عمل کا مذکور کرنے لگتے ہیں اور زیادہ اس عمل سے بھی بیان کرتے ہیں
صی بنے التماس کیا کہ یا رسول اللہ ترویج اور اظہار تو مکافات تقویٰ ہوئی لیکن زیادتی کی کیا وجہ
فرمایا کہ مرد متقی کی یہ نیت ہوتی ہو کہ اگر استطاعت ہو تو جعفر علی کرتا ہوں اسپر بھی زیادہ کروں
یعنی یہ بیان زیادتی کا مکافات اس نیت کا ہو پھر آنحضرت نے فرمایا کہ فاجر کون ہو تمہیں ہو کہ اللہ و رسول اللہ علم ارشاد ہوا کہ
فاجر وہی ہو جو قبل از موت اپنی بدگوئی اپنے کانون سے اگر کوئی شخص ایک گھر میں جو بیچ میں شر گھر و کج ہو اور سمین
دروازے سے لگے ہو یا بدگوئی تو چادر علی اسکو پہنائی جاتی ہو کہ جو شخص کھیتا ہو عمل بد کا ذکر کرتا ہو اور اس سے زیادہ
بیان کرتا ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ زیادتی کا سبب کیا ہو ارشاد ہوا کہ فاجر مستعد ہو کہ اگر فرصت پائے عمل بد میں
زیادتی کروں آسکا یہ ثمرہ ہو فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ گالے کی زبان عا میل پر ماری تھی کہ وہ زندہ ہو اکیونکہ زندہ
کرنے سے منظور گفتگو تھی سو یہ بان سے مناسب ہو اور بعضے کہتے ہیں وہ ہڈی جسکو عجب اللہ نب کہتے ہیں جانور کی
دم اسپر چھٹی ہو ماری تھی کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہو کہ تا یوم شرب جزا میدان کے فنا ہو جائینگے

بایں خلعتا کہ
ملک کو چھوڑ
بقوہ عا میل زندہ
زندہ شد

مگر یہ ہڈی اور اسی ہڈی سے ترکیب خلقت معاد یہ شروع ہوگی اور بعضہ کہتے ہیں ران بہت باریکی
 کیونکہ بیشتر حرکت اسی جانب سے شروع ہوتی ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ گوشت بین الکتفین مارا تھا کیونکہ
 بیشتر مسکن روح حیوانی یہی ہے اور اصح یہ ہے کہ وہ بعض معین نہ تھا بلکہ نبی اسرائیل کو اختیار دیا گیا تھا
 جس سے مارتے مردہ زندہ ہو جاتا پس معلوم ہوتا ہے کہ بعد از ذبح کسی نے زبان ماری کسی نے ران کسی نے
 کچھ گوشت مارا ہوگا نقل کرنے والوں نے جملہ نقل کر دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ سب حکم خدا تھا اگر کہا جا
 کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیون نہ مارا تو جواب یہ ہے کہ اگر حضرت موسیٰ اپنے ہاتھ
 مارتے تو بنی اسرائیل اپنی شرارت و جث باطنی سے کہتے کہ سو کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ صرف
 ایک مقتول کے کہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قاتل کو کس طرح مرواؤالا ایک شخص کی گواہی تا
 حدود و قصاص میں معتبر نہ تھی اور اقرار قاتل اخبار میں وارد نہیں ہے کہ اُس پر خیال کیا جائے تو جواب یہ ہے
 کہ اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ جب مقتول بعد موت زندہ ہوا اور احوال بربخ و نمونہ عذاب اخروی دیکھ آیا تو
 قول اُسکا بجائے دو شاہد عادل کے ہو بلکہ بالاتر و جیب تک زندہ تھا اور حالات بزرخیہ سے اطلاع
 نہ رکھتا تھا تب تک اُسکے کلام میں صدق و کذب کی گنجائش تھی لہذا اُسکا قول تعین قاتل میں
 لائق اعتبار نہ تھا اب لائق اعتبار سمجھنا چاہیے لیکن از رو سے قواعد کلامیہ اس جواب میں
 خدشہ ہے کیونکہ اہل کلام بحث معجزات میں تقریر و تقریر فرماتے ہیں کہ اگر پیغمبر کی دعا سے کوئی مردہ
 زندہ ہوا اور صدق یا کذب نبوت پر گواہی دے تو مستبر نہیں ہے بلکہ معجزہ اس پیغمبر کا صرف اُمیا
 میت ہے مگر اسکی گواہی کو صدق و کذب میں دخل نہیں ہے اسلیے کہ جب مردہ زندہ ہوا تو عقل و شعور
 و خیال و وہم جو کہ محل خطا ہیں جمع ہو گئے اور حکم اسکا مثل اور افراد انسانی کے ہو گیا شہادت اسکی
 کام نہیں آتی اور جو کوئی جانور یا پتھر یا شجر دعا سے نبی سے کلام کرے اور گواہی دے تو البتہ معتبر ہے
 کیونکہ نطق جادات اور حیوانات وہم و خیال سے مبرا ہے بلکہ نطق فیہی ہے احتمال صدق و کذب کی
 آسین گنجائش نہیں الغرض مطابق اس قاعدے کے مردے کا کہنا محتمل صدق و کذب ہوا اور میں
 قاتل میں نام معتبر ٹھہرا جب تک کہ اقرار قاتل پایا جائے پس جاب صحیح یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ نے نبی اسرائیل کو ذبح ہر کل حکم دیا
 اور فرمایا کہ بعض اعضاء کے مارنے سے مردہ زندہ ہو جائیگا اور حال قاتل سے خبر لیگا تو درحقیقت صدق شہادت اُسکا
 جناب آدمی سے بالخصوص ثابت ہوا لہذا اُسکے قول پر قصاص مست ہوگا حاجت اقرار نہیں اور اس مردے کو اور
 مردوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ مردہ اس امر میں بالخصوص مضمحل صدق ہے ولو انرا ما سوجہی اس
 صورت میں کہ اقرار قاتل اس مجرب کے دیکھنے سے متحقق نہ ہوا ہوا و اذ طریق غالب یہ ہے کہ قاتل نے بھی اقرار یا سکوت

نبی و شہد

نبی و شہد

نبی و شہد

فاسم مقام اقرار کے کما تھا مگر روایات میں ذکر اقرار ساقط ہو گیا ہے کہ اذھقہ اسد والا ستان فی تفہیم العزیزی فائدہ ہے قصہ میں کمی فائدے کا آرمی نکلے ایک یہ کہ جب بنا اعضاء ایک مرد سے کا موجب حصول حیات دوسرے مرد سے کا ہوا تو بالیقین معلوم ہوا کہ موثر ایجاد عالم میں ذات مسبب ہی نہ سبب ہو دوسرا یہ کہ جو کوئی فیض الہی اپنی ذات پر یا ملحقہ خاندان پر نازل کر لیا چاہے تو اسکو تقدیر میں ہے نہ وغیرہ خیرات و مبرات بجا لانا لازم کہ اسکی برکت سے مطلب حاصل ہو تیسرا یہ کہ سخت گیری اپنی جانب سے موجب سخت گیری جانب حق سے ہو جاتا ہے اور جلد ہی کرنا حکام الہیہ موجب سہولیت و آسانی ہوتا ہے چوتھا یہ کہ لاوارثوں یمینوں کو اللہ کریم درجہ میں سے مورد رحمت رکھا ہے خلالت کو بھی اسکا محال چاہیے کہ افسے بظاہر و باطن رعایت مروت امانت و شفقت رکھیں اور حفظ جان مال کو پیش سہی کرین پانچواں یہ کہ جو کوئی اپنے عیال اطفال کسپر و بچہ اکر تاہر تو خدا اسکو ضائع نہیں کرتا اور نفع بالاس نفع بخشا ہے چھٹاں بروالدین خدمت انکی موجب نزول رحمت الہی ہوتا ہے جس مال سے تقریب الہی منظور ہوا لازم ہے کہ وہ شریعہ میں سے جیسا یہ بقرہ تھا لہذا تو بانی میں شرط یہ کہ کوئی لنگڑی لاغویسی نہ ہوا ٹھوٹاں یہ کہ نبی ہلزل کو عبرت تنبیہ ہو اس بات پر کہ شیش گوسالہ کی وہ نہ تھی کہ ستر ہزار آدمی مارے گئے تب تو قبول ہوئی اور یہ گائے جسکو بعض درکشیر خرید کیا اور بیچ گیا اُس سے یہ خارق عادت ظاہر ہوا سوا ب معلوم کر کہ مخالفت حکم خدا میں ہر سنگبت تھی اور یہ اذھت میں ہر اہل

قصہ حضرت خضر علیہ السلام

تحقیق یہ ہے کہ بعد ہلاکی قوم قبط ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت فرمائی اور طبعاً پڑھانے والے سخت متوجہ ہو کر انھیں ایک شخص نے پوچھا کہ اے موسیٰ تیرے زیادہ بھی کوئی عالم ہو فرمایا مجھے اسکا علم نہیں ہے اگرچہ یہ بات تحقیق پر اللہ کی مرضی یہ تھی کہ یوں کہتے اللہ کے بندے مجھے بہت ہیں سب کی خبر اسکو ہے لہذا وحی ہوئی کہ ایک بندہ ہمارا جو اس مقام جانی دریا باہر ملے ہیں اسکو تجھے علم زیادہ ہم موسیٰ علیہ السلام نے التماس کیا کہ مجھ کو اسکی ملاقات میرے حکم ہوا کہ ایک مچھلی کے ساتھ لوح جس پر مچھلی لکھ ہو جائے اسی جگہ وہ بندہ ہے عالم التفریل میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن حضرت موسیٰ و غطفان تھے ایک شخص نے پوچھا کون آدمی عالم زیادہ ہے فرمایا میں اس کہنے پر اللہ صاحب نے عتاب فرمایا اور وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ جمع البحرین میں ہے اسکو تیرے علم زیادہ ہے مرا جمع البحرین قتادہ رض کے نزدیک دریا سے فارس میں رہتا ہے اور محمد ابن کعب کے نزدیک طلیخہ اور ابی بن کعب کے نزدیک فریقیہ سو حضرت موسیٰ نے درخواست کی کہ میں اس سے ملاقات چاہتا ہوں صراط ہو سکے ارشاد ہوا کہ ایک مچھلی تلی زنبیل یعنی ٹوکڑی میں رکھ لے جہاں وہ مچھلی لکھ ہو جائے مان وہ بندہ ہے حضرت موسیٰ نے اسی طرح کیا اور یوشع ابن نون اپنے خادم خاص ہمراہ لیکر چلے یہاں تک کہ رات کے وقت متصل ایک تہجر کے پہونچے کہ وہ تہجر مجمع البحرین سے ملا ہوا تھا اور اس جگہ چشمہ حیات تھا اسکی تائید شکر کہ بک پانی کسی چیز مردہ پر پہونچتا زندہ ہو جاتی اسی تہجر پر سر رکھ کر دیکھو ان کوں جس سے

کام ہوا اور اصل بات یہ ہو کہ اللہ کا ایک علم مجکو ہو مگر نہیں اور ایک علم مجکو ہو مجکو نہیں پھر تم کیونکر صبر کرو گے
 اس بات کو دیکھ کر جو تمہارے قابو میں نہیں اسکی سمجھ یعنی میرا لینی ہو کہ بلا کسب حاصل ہوا ہوا اور تمہارا علم
 کسی ہو پھر حقائق و دقائق علیہ میں تمکو اعتراض ہوگا اور صبر کر کے سبب علی کے اسی قبیل و قال میں
 ایک چربا نظر آئی کہ دریا میں پانی پتی تھی حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ دیکھو ہمارا علم
 خلائق اللہ کے علم میں سے اس قدر ہے جتنا دریا میں سے چریا کے منہ میں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا
 سبحان للہ انشاء اللہ صابر ولا اعصی لک امر یعنی تو پاؤ گا اگر اللہ نے چاہا مجکو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالو گا لیرا
 کوئی حکم قال فان اتبعنی فلا تسئلنی عن شئی حتی احدث لک منہ ذکر یعنی کہا خضر نے اگر میرے ساتھ رہتا ہو تو
 مت پوچھنا مجھے کوئی خبر جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اسکا ذکر حضرت موسیٰ نے قبول کیا پھر دونوں چلے
 اور حضرت یوشع بھی پیو ہو سے بیان تک کہ ایک کشتی پاس دریا کے کنارے آئے اور کشتی والوں سے کہا ہمارے چرچا
 اول ہل کشتی نے انکار کیا پھر حضرت خضر کو پہچان کر تواضع و فروتنی پیش آئے اور بلا اجرت کشتی پر بٹھالایا اور
 کشتی چلی جب قریب کنارے کے ہوئے تو حضرت خضر نے موسیٰ سے ایک تختہ کشتی کا نکال ڈالا گو اس حرکت سے
 ڈوبا نہیں بلکہ کشتی میں پانی بھی نہیں آیا شاید حضرت موسیٰ نے ڈاک کپڑے کی لگا دی تھی یا حضرت خضر نے پیالہ
 شیشے کا اس جگہ رکھ دیا مگر حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ یہ نقصان خلائق احسان واقع ہوا تو فرمایا آخر تمہارا تفریق الہما
 لغایت شکیا امر یعنی تو نے اسکو بھار ڈالا کہ دوبارے اس کے لوگوں کو تو نے کی ایک چیز انوکھی حضرت خضر نے کہا
 الم اقل لک انک لمن تطیع معی صبرا یعنی میں نے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیگا حضرت موسیٰ نے فرمایا میں بھول گیا
 اس پر گرفت نہ کیجیے یہ ازان کشتی سے آئے دریا کے کنارے پیادہ پا چلے راہ میں ایک گاؤں کے باہر چڑھ کر کھیلے تھے جن
 ایک لڑکا بہت فصیح بصوت تھا اسے حضرت خضر نے مار ڈالا کہا قال اللہ تعالیٰ فان طاقا حتی اذوا اتیاناعلاما مقصدا یعنی پھر چلے دو
 یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے اسکو مار ڈالا حضرت موسیٰ نے کہا اقلت نفسا زکیۃ بغیر نفسا زکیۃ شکیا لک یعنی تو نے
 مار ڈالی ایک جان تھری بن بڈ کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نامتھول کیونکہ یہ لڑکا بیگناہ تھا اور کشتی میں تو خوف
 ہلاک تھا یہاں تھے ماہی والا حضرت خضر نے کہا الم اقل لک انک لمن تطیع معی صبرا و یہ بھی کہا کہ تم نے دو مرتبہ خلائق
 حضرت موسیٰ نے کہا اگر اب پوچھوں تو مجکو اپنے ساتھ نہ رکھنا اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوسرا
 سوال اول سے کراہی فائدہ طفل مقبول کے نام عمر میں اختلاف ہو عالم النزل میں لکھا ہو کہ شعیب عباسی کے نزدیک امام
 حبسور اور بقول ضحاک حبسور و بقول شمعون اور بعض حبسور کہتے ہیں اور بعض حبسور کہتے ہیں یعنی سجا جا حطی ثلثا
 تحتانیہ و سین مملہ رار مملہ کہتے ہیں بعض حبسور بار موصدہ اور بعض حبسور موصدہ کہتے ہیں اور بعض حبسور موصدہ
 سیل اور بعض حبسور موصدہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا کہ میں طفل مقبول ہوں یا علی حضرت خضر نے فرمایا

حضرت خضر علیہ السلام

زکریہ سے مراد نابالغ ہوا و حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ طفل مقتول کو جو ان تھا اور کلمہ سے روایت ہو کہ مسافروں کی
 راہ مارتا تھا اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یہ لڑکا بڑا غصہ تھا کہ والدین کو اس سے نہایت ایذا تھی
 اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ لڑکا جسکو حضرت خضر
 علیہ السلام نے مار ڈالا کا فریاد ہوا تھا اگر جو ان ہوتا تو اپنے ماں باپ کو گمراہ و کافر کرتا باجمہ صمیم از روی روایت
 و روایت یہ ہو کہ وہ لڑکا نابالغ تھا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے لفظ غلاماً فرمایا ہو اور حدیث شریف سے بھی ائمہ طوابع کا
 صریح واضح ہوا ہے کہ باب نام والدین بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعضے نام باپ سلاسل بیان کرتے ہیں اور بعضے کا بر
 اور نام ماں کا بعضے شامیہ کہتے ہیں اور بعضے رحمی اور اسمین بھی اختلاف ہو کہ حضرت خضر نے اسکو کس طرح
 قتل کیا بعضے کہتے ہیں ایک دیوار کے نیچے ہا کر لٹکے اور لٹکا کر چھری سے دھج کیا یہ قول سعید ابن جریج رضی اللہ عنہ کا ہے
 اور بعضے کہتے ہیں اسکا کلا گھوٹ دیا اور بعضے کہتے ہیں سر کا دیوار سے ٹکرا دیا اور بعضے کہتے ہیں تیغوں سے توڑ دیا
 کہ وہ مگر کیا یہ قول بن غلبہ کا ہو تفصیل نے العالم الغرض ہے اس حلقے کے حضرت موسیٰ خضر کے تشریف لے چلے تو
 وقت شام ایک موضع میں پہنچے وہاں کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ شام دروازے کھڑک بند کر لیتے اگر کوئی کھنسا
 پکارتا نہ کھولتے اور شام ہی کو حضرت موسیٰ خضر وہاں جلوہ فرما ہو سے اور چاہا کہ موضع میں داخل ہوں کسی نے دروازہ
 نہ کھولا تب دونوں حضرات نے کہا ہم لوگ مسافروں اور بھوکے اگر دروازہ نہیں کھولتے اور یہ عادت تیرہ سو میں چھوڑ
 تو کھانا ہمارے واسطے بھیج دو ان لوگوں نے قطعاً انکار کیا یہاں تک کہ تمام موضع کے آس پاس بھگتے کسی نے نیٹا نہ لیا
 تا چار تمام رات تشنہ و گرسنہ گانوں کے باہر پڑے رہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ قریہ نکلا تھا اور
 ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں ایہ قریات روم سے دہوا بعد الارض من السما اور بعض کہتے ہیں کہ موضع باختران تھا
 متعلقات ارمین سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ایک قریہ تھا قریات اندلس سے باختران وہاں لوگ
 بڑے خسیس و نحیل تھے اور مسافر فواری اور غریب پوری سے محض ناشتا و طعام تنزیل میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے روایت سے
 کہ بدترین قریہ وہ ہے جسکے رہنے والے عمان کی خاطر دینی کریں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ
 اول دونوں پیغمبروں نے مردوں سے کھانا طلب کیا جب مردوں نے نہ دیا تب پھر لعنت کیے عورتوں سے طلب کیا
 ازاجلہ ایک عورت بربر نے کچھ کھانا کھلایا تب آگے کو چلے وقت صبح کا تھا کہ ایک دیوانہ اس قریہ میں نظر پڑی
 نہایت کج قریب الانہدم حضرت خضر علیہ السلام نے اسکو مرت فرما کے یہاں کیا کہا قال اللہ تعالیٰ فانطلقا
 اذا اتيا اهل قریہ استطاعا اهلها فابوا ان یغنیوہا فوجدوا فیہا جارا یرید ان یغنیوہا فاماہ یعنی پھر دونوں چلے یہاں
 کہ پہونچے ایک گانوں کے لوگوں تک اور کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے وہ منکر ہوئے کہ انکو وہاں
 رکھیں پھر بائی اسمین ایک دیوار گرا جانتی اسکو سیدھا کیا حضرت سید المرسلین صلی اللہ وسلم فرماتے تھے کہ

وہ دیوار حضرت علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے سیدھی کودی اور یہاں جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ حضرت خضر نے ہاتھ لگایا وہ دیوار سیدھی ہو گئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار اول گرائی پھر سیدھی بنادی الغرض یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لو شئت لا اتخذت علیہ اجر ایسے اگر تو چاہتا لینا اسپر مزدوری لینے اس قریہ کے لوگوں نے مسافروں کا حق نہ سمجھا اور خاطر داری نہ کی اور مہمانی و نیابت سے پیش نہ آئے پھر انکی دیوار مفت بنانی کیا ضرورت تھی ابکی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ انکا علم میرے ڈھلب کانین ہی سو جان بوجھ کر رخصت ہونے کو پوچھا تھا یہ شرف میں آیا ہے کہ اول عہد شکنی جو حضرت موسیٰ سے واقع ہوئی بھول و فراموشی تھی دوسری مرتبہ کی بطور شرف تیسری مرتبہ عہد آئینے پہلے شفقت بنوت سے سو بھول واقع ہوئی دوسری مرتبہ تدار کرنے کو پوچھا تھا تیسری مرتبہ جدا ہونے کو چاہا اور درخواست فراق فرمائی کیونکہ حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں پیروی کرنا خلق خدا کو سراسر شفقت تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کا وہ علم تھا کہ دوسرے کو پیروی اسکی بن نہ آوے لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شفقت بنوت تین مرتبہ خلاف عہد و پیمان واقع ہوا تو ناچا حضرت خضر علیہ السلام نے کہا ان ائران بنی وینیک لینے اب جدائی ہی میرے اور تیرے سچ سانپک بناویل مالم شطع علیہ مبرر یعنی بتاتا ہوں اب تمکو چھپیمان باتوں کا جبر تم ٹھہرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا کہ ستر ان باتوں کا جو تمہیں میرے ساتھ کی ہیں بیان کرو اسپر حضرت خضر نے بیان فرمایا حضرت مسیحا علیہ السلام وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ پوچھتے تو بہت فتنہ انکا ہو کہ معلوم ہوتا اور خدا کے کاموں کی حکمتیں اکثر لوگوں کو دریافت ہوتیں اور اخبار الدول میں ہر کہ وقت رخصت موسیٰ علیہ السلام کے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم صبر فرماتے تو ہزاروں ہزار عجائبات سے کہ ان معاملات سے عجیب العجائب میں اطلاع پاتے تو حضرت موسیٰ افسوس کر کے روئے اور انکی جدائی سے سخت ملول ہوئے الغرض حضرت خضر نے فرمایا انا السفینۃ فکانت لساکنین یملکون فی البحر فادت ان اعیہا وکان دراکہم ملک یاخذ کل سفینۃ غصباً یعنی کشتی سوختی کئی محتاجوں کی محنت کرتے تھے دریا میں سوہین نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں اور انکی پرے تھا ایک بادشاہ نے لیتا ہر کشتی چھین کر جیتے۔

ہوتی تھی یعنی میں نے اس لیے توڑ دیا کہ وہ ظالم کہیں چھین نہ لے اور یہ غریب کہیں محروم نہ رہ جائے اور تکلیف اٹھائیں بعض کہتے ہیں کہ وہ بادشاہ آگے تھا اور بعضے قائل ہیں کہ وہ بادشاہ پیچھے تھا قول اول مطابق ارشاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہے کیونکہ قرأت ابن عباس میں وہ کان امام ملک یا خذ کل سفینۃ غصباً و نفع ہر اور اس کے نزدیک نام اس بادشاہ کا جلید بن کر تھا اور محمد ابن اسحاق کے نزدیک متولد ابن جلدنا زوی ہر اور شعیب ابن جبال کے نزدیک بد ابن بد اول بہاے ہوز و الدین مہانتین و ثانی بہاے موحده و الدین کذافی القاموس شعیب کے نزدیک مالک کشتی کے دس بھائی تھے پانچ بچے اور پانچ ملاجی کرتے تھے پھر حضرت خضر نے کہا

و اما الغلام کان ابواہ مومنین فقتلنا ان یرہقہا لمفیاناً و کفرافار دنا ان یدلہما رہا خیر اسنہ زکوۃ و اقتر رحما یعنی وہ جو لڑکا تھا سو اس کے والدین ایمان دار تھے ہم ڈرے کہ انکو عاجز کرے زبردستی اور کفر کر کے پھر پہنچے چاہا کہ بدلا دے انکو انکار بھ سے بنر سنہالی میں اور لگا دے رکھتا محبت میں یعنی اگر وہ جان ہوتا تو بدراہ و موذی ہوتا مان باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے اور وہ اپنے دین میں ملاتا یا وہ دونوں شفقت سے اس کے کفر پر راضی ہو جاتے لہذا پہنچے بحکم خدا مار ڈالا چنانچہ روایت ہے کہ اس کے عوض اللہ نے ایک بیٹی بخشی مسماۃ حیدہ وہ ایک نبی کے کاح میں آئی کہ اس سے ایک نبی پیدا ہوا نام نبی کا علی الاختلاف اشمول یا شمعون تھا و بروایت جعفر ابن محمد اس کے بطن سے شہزی پیدا ہوئے اور ابن جریر کی روایت ہے کہ مقتول کی عوض اللہ نے پھر بیٹا مسلمان غایت کیا والا دل ہوا صبح بعد ازان حضرت خضر نے دیوار کا حال فرمایا کہ اللہ صبا سورہ کف میں حکایت فرماتے ہیں و اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینۃ و کان تحتہ کنز لہما

و کان ابوہما صانعاً فاراد ربک ان یبلغا شدہما و یخرجہما کنزہما رحمۃ من ربک و ما فعلتہ عن امرے یعنی وہ جو دیوار تھی سود و یتیموں کی تھی رہتے اس شہر میں اور اس کے نیچے مال گڑا تھا اور انکا باپ تھا ایک سوچا ہا تیرے رب نے کہ وہ بچپن اپنے زور کو لے اٹھا رہے کو اور انکا لہین اپنا مال گڑا اور یہ بات از روئے مہر تیرے رب کی ہوئی اور میں نے نہیں کیا اپنی طرف سے و لہذا مزدوری نہیں لی معالم میں ہے کہ دونوں لڑکوں کا خریم و اضرام نام ہوا اور باپ کا کاخ یہ شخص شقی و برہیز گار تھا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اوسکی پرہیز گاری سے یہ حفاظت ہوئی اور نظم الجواہر میں ہے کہ کاسج ذات کا جولاہہ تھا اور بعض کے نزدیک کاخ پیمان دونوں غلاموں کا نہ تھا بلکہ ان دونوں تک سات پشت کا فصل تھا محمد ابن اسنکدر فرماتے ہیں کہ صلاح تقوی کا اثر

سات پشت تک رہتا ہوا اور یہ تو ظاہر اور مجرب اسپر شاہد ہو کہ مرد صالح و متقی کی برکات سے اہل علم بلاؤں سے محفوظ رہتے ہیں فائدہ اختلاف ہو کہ اس دیوار کے نیچے کیا چیز تھی سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ کتب علمیہ تھیں اور حضرت ابن عباس کے نزدیک لوح طلانی تھی ایک طرف اُسکے لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجبا لمن یقین بالموت کیف یفرح عجبا لمن یریقن بالقدر کیف یحزن عجبا لمن یتقن بالرزق کیف یتعجب

عجبا لمن یتقن بالحساب کیف یفعل عجبا لمن یتقن بزوال الدنیا و تقلبہا یا ہلما کیف یطمئن الیہا اور دوسری جانب لکھا تھا لا اِلهَ الا اللہ محمد رسول اللہ لا اِلهَ الا انا واحدی لا شریک لی خلقت الجن انس فطوبی لمن خلقتہ للآخر و اجریتہ علی یدہ وبالبل لمن خلقتہ للشد و اجریتہ علی یدہ یہ قول ہے اکثر اہل تفسیر کا اور نزدیک مکرہ کے مال و خزانہ کاڑا تھا اور یہی روایت ہے ابی درداء صحابی کی اور ترمذی کی روایت میں بھی عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح آیا ہے وہو الصبح لان سیاق الآیۃ یدل علی ذلک

اس صورت میں اگر اُس خزانہ میں لوح بھی ہو تو عجیب نہیں فائدہ اس قصہ میں کئی فائدے عمدہ ہیں اول یہ کہ علم کے واسطے سفر کرنا مستحب ہے دوسرے طلب علم میں صبر کرنا مصائب و کمالات لازم ہے بدین اسکے علم نہیں آتا جلد بازی سے محروم رہتا ہے تیسرا یہ کہ عالم کو گھمنہ کرنا نہ چاہیے گو کہتنا ہی بڑا عالم ہو کیونکہ جہان میں ایک سے ایک زیادہ موجود ہو چکا ہے کہ اُسٹا کو چاہیے کہ تین خطائیں شاگرد کی سات کرے بعد اُسکے اختیار رکھتا ہے چاہے اُسکو ساتھ رکھے اور چاہے جدا کرے پانچواں یقین کرے کہ خدا کا کوئی فعل خالی حکمت سے نہیں ہوتا گو اُسکی حکمت ہماری سمجھ میں نہ آوے جس طرح کشتی کا توڑنا اور غلام کا مارنا اور گرتی دیوار کا بنادینا سراسر حکمت تھا ایسے سلمان کو لازم ہے کہ خدا کے کام میں راضی رہے خواہ اُسکے مرضی کے موافق ہو خواہ مخالف ہو واسطے کہ فعل الحکیم لا ینال عن الحکمتہ فائدہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ خضر بقیع خاک و ضار ہو و کبیر فا و سکون ضار بھی ہے اور اُشہم مبارک انکا بلیا ابن بلکان ابن قانع ابن عامر ابن صالح ابن افخشہ ابن سام ابن نوح ہے اور نظم الجواہر میں ہے کہ نام خضر بلیا بوحیدہ مفتوحہ و سکون لام و یا تختہ ہے اور بعض کے نزدیک البیع اور بعض الیاس اور بعض عامر اور بعض خضر و بعض اسیا کہتے ہیں اور کنیت ابو العباس اور لقب خضر ہے اور جو بیان کرتے ہیں کہ اولاد فارس سے تھے یا حضرت الیاس کے بھتیجے تھے یا بنی اسرائیل میں سے تھے جس طرح اخبار الدول میں بروایت ابن اسحاق بعد از فحشہ کے ابن افرام لکھا ہے کسی بادشاہ کے بیٹے تھے یا اسکندر کے خالہ زاد بھائی تھے حبیبہ امسعودی نے اخبار الزمان میں لکھا ہے وہ سب ضعیف ہے قابل اعتبار نہیں لیکن جو بعض اہل حدیث نے حضرت آدم علیہ السلام کے

ترتیب و تفسیر
ماضی و مستقبل

فوائد

تحقیق لفظ خضر

میتوں میں بیان کیا ہے اسکا عجیب نہیں اور وجہ بقلب بکفر ہونے کے محققین نے یوں بیان فرمائی ہے کہ آنجناب جس جگہ جلوس فرماتے تھے وہاں سبزہ اگتا تھا چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت خضر جہاں نماز میں مشغول ہوتے تو جاسے سجدہ اور اطراف حصیر میں سبزہ جم جانا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اناسی خضر اللانہ جلس علی فروۃ بیضاء فاذا می تخرت تحتہ خضراء یعنی خضر بیٹھے پھر سفید پر اور اسی وقت انکے نیچے سبزہ آگیا اور زمانہ حضرت خضر بروایت بعض بعد حضرت صالح پیش از ابراہیم تھا اور بعض بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام بیان کرتے ہیں الغرض تین زمان میں اختلاف ہے بیضاوی میں ہے کہ افریون کے وقت میں تھے اور ذوالقرنین اکبر کے ساتھ سیر ربع مسکون میں موجود تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد تک ظاہر ہے عالم التنزیل میں ہے کہ جب ذوالقرنین بطلب آب حیات روانہ ہوا تو خضر علیہ السلام آگے تھے کہ انکو وہ چشمہ ملا انھوں نے اس سے پانی پیا اور غسل فرما کر دو گنا شکر ادا کیا اور داری عمر پائی اور ذوالقرنین محروم واپس آیا کتاب الحروف کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے اگر ہر اسی سکندر اکبر یا سکندر رومی پر مامور ہوئے ہوں تو عجب نہیں ہے لیکن آب حیات سے ددازی عمر کا پانا مستعد نہیں ہے کیونکہ حضرت اویس اور حضرت عیسیٰ وایاس علیہم السلام کہاں آب حیات تلاش کرنے گئے تھے زندگی اس گروہ بزرگ کی مشاہدہ حضرت حق ہے کہ تخلی داعی اسم یا حی سے زندہ جاوید رہتے ہیں اور ملا خطہ کتب صحیحہ حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ والرضوان سے عیان ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام قبل نزول وحی و بعد نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے اور ہمار بھی ہوتے ہیں اور معالجہ اپنا کرتے ہیں چنانکہ ایک تہہ مدنیہ منورہ میں شہرہ الاولین اسپین فسلا کیا خضر بھی آمین تھے ایک پتھر انکے سر میں بھی لگا تین مہینے تک اسکی تکلیف رہی تھی اور قبل بعثت آنحضرت صلعم پانچویں برس کے بعد دندان مبارک انکے از سر نو نکلتے تھے اور بعد بعثت اکیسویں برس کے بعد نکلتے تھے اور آنجناب نیک خلق و جواد و شفیع تمام مخلوق کے ہیں اور جود و عطایا میں بے نظیر انیثار آپ کی عادت ہے علم کیمیا سے بخوبی آگاہ اور خود قرض لیتے دیتے اور بارہ زمین دلائی بھی کرتے ہیں اور اجرت پر کام کرتے ہیں شیخ علماء الدین سمنانی عربین کہتے ہیں کہ دس اصحاب حضرت خضر کے ساتھ رہتے ہیں اور اکثر مصاحب ابدال و قطب کے رہتے ہیں صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی مہم و محبوب قیامت تک ہیں بعد دفع قرآن شریف وفات پاؤنگے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جانب بنی کنانہ و یا بنی برسات و پیغمبری مبعوث ہوئے تھے اور بعض

مصاحبت حضرت خضر علیہ السلام

حضرت خضر کو ولی کہتے ہیں اور بعض فرشتے اور بعض انکارجال اللہ امت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں حافظ ابن حجر و سخاوی و قسطلانی و جمہور علماء و حضرات صوفیہ صافیہ بالاتفاق قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام انبیا بقید حیات ہیں اور یہ امر بھی آفتاب روشن ہو گا اکثر محدثین مثل بخاری ابن مبارک و ابن جوزی حیات خضر علیہ السلام کے انکار کرتے ہیں اور دلیل انکی ایک حدیث ہے جسکو حضرت صلعم نے قریب ملت فرمایا کہ ہر ایک جاندار جو روئے زمین پر ہے بعد سے برس کے زندہ نہ رہیگا لیکن اس حدیث میں اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اسوقت حضرت خضر علیہ السلام دریا میں فرض کیے گئے تھے نہ زمین پر اور ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مردم روئے زمین کے واسطے تھا نہ اورون کے واسطے اور تفسیر عالم التنزیل میں کریمہ و ما جعلنا البشر من قبلک الخلد دلیل نفی حیات حضرت خضر علیہ السلام کی لکھی ہے لیکن اس آیت میں احتمالی تاویل بنا ہرگز ہو گی کہ لفظ البشر واسطے ان لوگوں کے بولی جاتی ہے جو کہ نظر آتے ہیں بالماثل اور ہر ایک سے ملاقات کرتے ہیں اور ہر ایک ان سے ملاقات کر سکتا ہے اور بشریت و خانداری زمین پر کرتے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے احوال ان سب امور کے خلاف ہیں قطع نظر اس سے ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کے اولیا و اولیائے مرتبہ شہرت کو پہنچی ہے بلکہ تواتر و قصص و حکایات اس ملاقات کے حیطہ شمار سے افزون ہے چنانکہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی اور حضرت نظام الدین زری زنجبش باوانی کے پاس شریف زانا و علی ہذا اکثر سالکین طریقت و واقفین حقیقت سے ملاقات کرنا اور انہیں اس غیب دینا اور رسول الی اللہ کے حصول پر توجہ دینا نہایت مشہور ہے اور کتب حضرات صوفیہ صافیہ علیہم الرحمۃ میں کوہین و شیخ علاء الدین سنائی کہ قدوہ ارباب کشف و کمال سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص وجود حضرت خضر علیہ السلام کی انکار کرتا ہے وہ جاہل ہے چنانکہ فصل الخطاب میں مذکور ہے اور جو محقق فیروز آبادی سفر السعادت میں فرماتے ہیں کہ در باب عمر خضر و ابیاس مد لیسے مع ثبات نشد سو غائب اس محقق کے طریق پر ثبات نہوئی ہوگی ورنہ محقق جذبی حصین میں مستحکم حاکم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول ثقلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت فرمائی تو ایک مرد جسیم صبح الوحہ سفید کینٹ شیخ اصحاب میں آیا اور دیا پھر تعزیت کر کے چلا گیا بعد ازاں حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ اور ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مرد سفید کینٹ جسیم و صبح حضرت خضر علیہ السلام اسی طرح سیو علی رحمہ اللہ علیہ نے جمع الجوانح میں ملاقات حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے حضرت خضر علیہ السلام سے مفصل بیان کی ہے اور تشریح الشہادۃ میں بھی چند روایت ملاقات حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت

امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و غیرہ اصحاب سے نقل کی ہیں کہ سبب کثرت طرق مرتبہ صحت کو
 پہونچتی ہیں اور ملاقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خضر علیہ السلام سے قطعاً یقینی ہے اور شاہد
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ لو کان الخضر حیا زاراً یعنی اگر خضر زندہ ہوتا تو میری زیارت کرتا
 اول دفعہ اس حدیث کا ہر طریق معمول اہل حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت
 نہیں ہوتا بلکہ یہ قول اُسی کا معلوم ہوتا ہے جو منکر حیات خضر علیہ السلام کا ہے دوسرے اگر
 دفعہ اسکا چنانکہ باید ثابت بھی ہو جائے تو محتمل ہے کہ یہ سخن قبل از ملاقات خضر کے ہوگا کیونکہ
 اکثر احادیث حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں
 کہ بعض مشائخ اہل حدیث نے انکو سنا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ متبع و تصنیف کتب
 حدیث سے واضح ہوتا ہے اور شیخ احمد ابن ابی بکر ابن محمد محدث نے مع سند اپنی انھیں
 حدیثوں کو ایک کتاب میں جمع فرمایا ہے جسکو ضرورت ہو اسکو خطا کرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
قصہ ہلاک قارون تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ مع خضر
 یوشع ابن نون علیہما السلام حضرت خضر علیہ السلام سے اسرار علمی سنکر خضت ہوئے
 اور مصر میں تشریف لائے و بعد چندے قارون ابن بصیر منافق کی ہدایت پر مصروف ہوئے
 معالماً التشریف میں لکھا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا یعنی قارون
 ابن بصیر ابن ثابت ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام اور موسیٰ ابن عمران ابن فاہب
 ابن لادی ابن یعقوب علیہ السلام بروایت ابن اسحق مطلبی یہ قارون عمران پیر موسیٰ
 علیہ السلام کا بھائی تھا اور عمران و قارون دونوں بصرہ کے بیٹے تھے مگر بنی اسرائیل
 نہ سمجھے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی تھا یعنی مسماۃ کلثم کا
 بیٹا تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھائی چچیرا تھا اور سبب
 حسن صورت اور نورشہ کے اسکو مشہور کرنے نچے بجز حضرت موسیٰ و ہارون علیہما
 السلام کے یہ مردک توریثہ خوب پڑھتا تھا جب تک فقیر و محتاج و بے مایہ و ذلیل ہا تک
 متواضع اور خلعت باخلاق حمیدہ پہنا دیتا اور کبھی گویا بیان تک کہ اسے کپڑے اپنے اور دوسرے ایک ایک بالشت
 بڑھا دیے تھے تذیل یہ تبادلات نحوث و کبر پر کرتی ہے حدیث شریف میں ارہی ولا یظفر اللہ بعم القیامت الی الخ
 خیلارے یعنی نہ دیکھیگا اللہ قیامت کو اسکی طرف جو شخص دراز کرے اپنا کپڑا یا شاک کہ گھستا چلے
 یعنی بظہر رحمت و عنایت نہ دیکھیگا یہ حدیث بخاری و مسلم نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

قارون

روایت کی ہے جانشا چاہیے کہ لفظ ثوب عام ہے خواہ تہ بند ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکھ یا قبا یا غل
یہ سب منع میں داخل ہیں اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ما أسفل من الکعبین من الارض
فی النار رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ یعنی جو چیز نیچی ہو ٹخنے سے از قسم ازار کے
وہ آگ میں ہے مراد یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لٹکتی ہے وہ آگ میں ہے یعنی نفع
والا جاویگا اور بعضوں نے کہا ہے یہ فعل مذموم ہے اور افعال اہل دوزخ سے ہے اور ذکر درازی کا
اکثر قیاس ازار میں آیا ہے اور وعید شدید آہیں وارد ہوئی ہے حتیٰ کہ ایک شخص نیچے پانچے والا
نماز پڑھتا تھا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعادہ وضو کا حکم دیا اور ایک روایت میں
آیا ہے کہ شعبان کی شب پانزدہم میں سب بچھے جاتے ہیں مگر نافرمان بردار والدین و دائم الخمر
و نیچے پانچے والا پس اویت ازار کی نصف پنڈلی تک ہے اور خست ٹخنوں کے اوپر تک ہے
اور حکم دامن قبا و سپر اہن کا بھی یہی ہے اور سنت استینون میں بند دست تک ہے اور
اسبال عمامہ کی نصف پشت تک خست ہے اور زیادہ بدعت اور یہ فراخی و درازی کہ بعض
شہر و ن عرب میں متعارف ہوئی ہے خلاف سنت ہے اور جو درازی بطریق تکبر ہے وہ حرام ہے
اور جو کہ بطریق عرف و عادت شائع ہو وہ مکروہ ہے مگر عورتوں کے واسطے ایک بانٹ یا
دو بانٹ کی زیادتی مستحب ہے بقصد ترسیں قارون کی زیادتی بطریق تکبر تھی نہ کسی اور
سبب سے کیونکہ وہ مرد و سبب کثرت مال کے کیونکہ موجود نہ جانتا تھا اور کثرت مال
اس مرتبہ کو پہنچی تھی کہ اُس کے خزانہ کی کنجیاں پندرہ آدمی یا چالیس یا شتر لیکر چلتے تھے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و اتیناہن الكنوز ما ان مفتاحہ لثوب بالمصبتہ اولی القوۃ یعنی دینے
ہم نے اُسکو خزانے اتنے کہ اُسکی کنجیوں سے تھکے کئی مرد زور آور عصبہ مجاہد کے نزدیک دس
پندرہ تک اور نزدیک ضحاک کے تین سے دس تک اور قتاوہ کے نزدیک دس سے چالیس
تک کہ بولتے ہیں وہو الاصح انقض قارون نخوت و کبر میں بسر کرتا تھا اور کارخانہ قضا و قدر سے
غافل تھا ایک دن مومنوں نے براہ نصیحت اُس سے کہا لا تفرح ان اسد لا یحب المفرجین
و اتبع فی ما اتاک اللہ الدار الاخرۃ و لا تنس لضییک من الدنیا و حسن اللہ البکاء لا تتبع
الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی مت اُترا کہ اللہ کو نہیں بھلتے اترانے والے
اور سید اکر اُس سے جو اللہ نے دیا ہے پھیل گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دینا سے اور نیکی کر جیسے اللہ نے
نیکی کی تجھ سے اور نہ ڈال خرابی ملک میں اللہ کو بھلتے نہیں خرابی ڈالنے والے حاصل یہ کہ

موسیٰ سے ضد نکرا اور اپنے حصہ کے موافق لے اور خدا کی راہ میں صرف کر اور اللہ کا شکر کر صحت و قوت پر
 اُنکے جواب میں بولا کہ قال اللہ انما اوتیتہ علی علم عندی یعنی یہ تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے
 کچھ خدا نے نہیں دیا ہے جو میں شکر کروں اور راہ خدا میں صرف کروں اور خدا رول کا حق دون
 مفسرین نے اختلاف کیا ہے کہ اس جگہ کون علم مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ قارون نے کہا کہ میں ہر شے سے
 زیادہ توریت کو جانتا ہوں اس باعث سے اللہ نے مجھ کو تیرا زور سے مال فضیلت دی ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ مجھ کو کئی قسم کے کسب آتے ہیں اُس سے یہ مال حاصل ہوا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام کے خزانوں سے واقف ہو گیا تھا سو اُنکا دھٹھالا یا تھا اور سعید ابن مسیب
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کیسیا بتلایا تھا سو حضرت
 نے ایک تھائی یوشع ابن نون کو سکھلایا اور ایک تھائی کالب ابن یوفنا کو اور ایک تھائی قارون کو
 مگر قارون نے فریب سے حضرت یوشع اور یوفنا کا بھی علم سیکھ لیا اور والدہ ہو گیا اور جو لوگ
 کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا بیٹا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنی بہن
 یہ علم سکھایا تھا وہی قارون نے اپنی ماں سے سیکھ لیا یا بجمہ اسی عرصہ میں شبہ کے دن قارون نے
 سرخ کپڑے پہنے اور سفید اونٹ پر سوار ہوا اور تھریاٹھ سو گھوڑوں کے سب پرشال غولانی
 پہنے ہوئے ساتھ ہوئے اور تین سو یا ہزار عورت خوب صورت سرخ کپڑے سفید موزے پہنے
 انواع زیورات سے آراستہ سفید اونٹوں پر سوار ہمراہ کباب سیرکنان قوم بنی اسرائیل کی طرف آیا
 نو اٹھین جو لوگ طالب دنیا تھے حب دنیا میں لول اٹھے کہ سورہ قصص میں ارشاد ہوا قال الذین
 یریدون الیمرة الدنیا یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم وقال الذین اولوا السلم
 وایکلم نواب اللہ فیہ لمن آمن وعلی صالحیہ ولا یطیعہا الا الصابرین یعنی کہنے لگے جو طالب تھے
 دنیا کی زندگی کے اسی کا شکر کسی طرح ہو کہ وہ جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بیشک اسکی بڑی قسمت ہے
 اور بولے جنکو ملتی تھی بوجہ آئی خرابی تمھاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے اُنکو جو یقین لائے اور کیا
 اچھا کام اور یہ بات اٹھین کے دل میں بڑتی ہے جو سننے والے ہیں حقیقت میں دنیا سے آخرت
 بہتر وہی جانتے ہیں جنہے محنت سہی جاتی ہے اور بے خبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر
 گرتے ہیں اور نادان آدمی دنیا دار کی آسودگی کو جانتا ہے کہ اسکی بڑی قسمت ہے مگر اُسکے مگر کو
 اور آخر کی ذلت کو اور ہزار جگہ کی خوشامد کو نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے
 تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاشتے ہیں ہزار دن برس القصہ قارون عیش و عشرت میں

لسکر کرتا اور حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے دل میں بغض اور حسد رکھتا تھا اور انھیں انصاف اور
عصیان قارون سے یہ ہوا کہ حبل جلت شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اپنی قوم
کہو کہ چارون میں چارو طرف آسمانی رنگ کے دوڑے لگا دیں تاکہ انکو دیکھ کر آسمان کو دیکھیں
اور معلوم کریں کہ میں نے توریت اسی سے نازل فرمائی ہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا
کہ یا آلہی ساری چارو رنگ لینے کا اگر حکم ہو تو بہتر ہے اکیسے کہ بنی اسرائیل سب قارون میں اپنی
حقارت سمجھینگے اور یہ حکم بھی چھوٹا ہے ارشاد ہوا کہ میرا حکم چھوٹا نہیں ہے دیکھو چھوٹے حکم کی اگر تقدیم
کریں تو بڑے حکم میں بھی پہلو تھی نہ کرینگے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے حکم دیا کہ اپنی
چارو میں سب قارون سے باندھو کہ جب اُسکو دیکھو تو اپنے رب کو یاد کرو بنی اسرائیل نے فرمانبرداری
کی اور قارون نے انکار کر کے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ یہ نشانیاں غلاموں کی ہیں میں تو نکر و نگا
دوسرے یہ کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
ریاست منہج کی حضرت ہارون کے سپرد فرمائی کہ بنی اسرائیل اپنی قربانی حضرت ہارون کے پاس لے جائیں
اور حضرت ہارون اُسکو ذبح کر کے رکھ دیتے آسمان سے ایک آگ اُتی اُسکو کھا جاتی یہ ریاست
قارون کو سخت ناگوار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تم پیغمبر ہو سے اور
ہارون کو ریاست منہج ملی میں کسی میں نہ رہا حالانکہ توریت کو میں خوب پڑھتا ہوں اس میں
صبر نہیں کر سکتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ ریاست ہارون کو نہیں ملی تھی کہ
طرف سے انکو عنایت ہوئی ہے بولا کہ میں نہیں جانتا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل
رعیسوں کو جمع کر کے فرمایا کہ اپنی اپنی لائٹھیاں لاؤ اور انکو اپنے قبہ عبادت میں بطریق کھیتی کے
جھاؤ جبکی لکڑی اُسکے اسکا مرتبہ خدا کے نزدیک زیادہ مجھوسب لوگ اپنی اپنی لکڑیاں لا کے
بونے لگے حضرت ہارون نے بھی اپنی لکڑی گاریسی سب کو حضرت ہارون کی لکڑی میں پتے لگے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قارون مرتبہ ہارون کا دیکھ قارون نے کہا و اللہ یہ سحر ہے
اور اپنے تابعین کے ساتھ قوم سے نکل گیا اور حضرت موسیٰ سے بگڑ بیٹھا مگر حضرت موسیٰ بہت
ایسی شرارت کے بلحاظ قرابت ہر ایک امر میں رعایت کرتے پھر اس مردود نے گھر بنایا اُسکا دروازہ
سوئے نکال دیا اور دیو زین اُسکی مٹلا اور مذہب بنائیں ہر روز بنی اسرائیل وہاں جایا کرتے اور
دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قارون انکو کھانا کھلاتا اور بنی اسرائیل کہ رکابی مذہب تھے شکاتین
حضرت موسیٰ کی کیا کرتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس عرصہ میں حکم کو اُت

نازل ہوا قارون نے عذر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے یوں مصالحت کیا کہ ہزار درہم پر ایک درہم اور ہزار بکری پر ایک بکری دیا کر اسے شمار کیا تو زخیر جو اب نخل نے زکوٰۃ سے باز رکھا پھر بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہنے لگا کہ تم نے موسیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہر ایک حکم میں کی ہے اب وہ چاہتا ہے کہ تمہارا مال تم سے لے لے بولے تو ہمارا سردار ہے جو تو فرما سو ہم کریں کہنے لگا کہ میں موسیٰ کو رسوا کیا چاہتا ہوں تاکہ پھر کوئی اس کی بات نہ سنے مسماۃ منیرہ قبحہ کو میرے پاس تک لاؤ تو میں تدبیر کروں بنی اسرائیل تلاش کر کے حاضر لائے قارون نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو ایک ہزار درہم یا ہزار دینار یا طاس سونے کا عطا کروں گا یا اپنے نخل میں داخل کروں گا تو کلہ کے دن جنت بنی اسرائیل جمع ہوں حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تمست کر اور دو ہیانی اشرفی کی اسی وقت دے دین اس نے اقرار کیا دوسری صبح کو قارون نے بنی اسرائیل کو جمع کیا حضرت موسیٰ بھی شریفؑ قارون نے کہا بنی اسرائیل چاہتے ہیں کہ آپ وعظ فرمائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ جو کوئی شخص چور بنی کر لیا اس کا ہاتھ کاٹوں گا اور جو کوئی زنا کر گیا پس اگر وہ شخص چور و زانیہ نہ ہو تو سو تازیانے ماروں گا اور جو کتھا ہے اس کو سگساڑ کر ڈنگا بیان تک کہ مر جائے اور جو سکیو تممت لگاؤں گا اس کو اسی کوڑے ماروں گا قارون بے ادب نے کہا کہ اگر یہ سب گناہ تم سے ہو تو کیا کرو حضرت نے فرمایا اگر مجھ سے ہوئے ہوں تو بھی یہی حکم ہے قارون نے کہا بنی اسرائیل کو یہ گمان ہے کہ تو نے فلانی عورت سے زنا کی ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا سعاذ اللہ تو اس کو طلب کر کہاں ہے حاضر ہو کر بیان کرے چنانچہ مسماۃ منیرہ اسی محل میں حاضر آئی حضرت نے فرمایا کہ اے منیرہ تجھ کو قسم ہے اس خدا کی جس نے دریا کو بھاڑا اور تورت کو نازل کیا سچ بیان کر کہ میں نے تیرے ساتھ وہ کام کیا ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں بولی ہرگز نہیں سب افترا اور جھوٹ ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں اس قارون نے مجھ کو کھلایا ہے اور رشوت دی ہے کہ تو حضرت موسیٰ کو اپنے ساتھ زنا کی تممت کر سو میں باوجود اسکے کہ گنہگار ہوں لیکن ہرگز پسند نہیں کرتی کہ آپ پر تممت کروں اور یہ دونوں تھیلے اشرفی کی قارون کی دی ہوئی مہری اس کی میرے پاس موجود ہیں بنی اسرائیل نے جب قارون کی دیکھی تو اس کے مکر سے مطلع ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گئے اور قارون کے شاکی ہو کر عرض کرنے لگے یا الہی اگر میں تیرا رسول ہوں تو غضب نازل کر ارشاد ہوا کہ میں نے زمین کو تیرے اختیار میں کر دیا ہے جو مکر کو خاطر ہو اس سے ارشاد کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو قارون پر

اسی طرح بھیجا ہر جس طرح فرعون پر بھیجا تھا اب جو شخص اُس کے ساتھ رہا جا رہے رہ جائے اور جو علیحدہ ہوا چاہتا ہو نکل آوے یہ بات سنکر سب بنی اسرائیل نکل آئے مگر دو شخص باقی رہے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو ارشاد کیا کہ یا ارض خدیم امی زمین پکڑ انکو اس وقت قارون ایک تخت پر فرشتہ بھیجائے ہوئے بیٹھا تھا زمین نے اُس تخت کو نگلا وہ تو غائب ہو گیا پھر قارون کو پانوں کی طرف سے نکل چلی اس مردود نے شور مچایا اور امان مانگنے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ یا ارض خدیم یہاں تک کہ زانو سے سر تک زمین میں غائب ہو گیا اس درمیان میں شتر مرتبہ قارون نے اور اُس کے یاروں نے استغاثہ کیا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام ملتفت نہ ہوئے اور مطلق غصہ حضرت کافروں اور یہی فرماتے گئے کہ یا ارض خدیم یہاں تک کہ دخل جسم ہوا اس وقت وحی آئی کہ امی موسیٰ قارون اور اُس کے یاروں نے شتر بار استغاثہ کیا اور تو نے نہ سنا قسم ہر اپنے عزت اور جلال کی کہ اگر مجھ سے ایک مرتبہ استغاثہ کرتا تو میں اُسکا استغاثہ سن لیتا اور بعض آثار میں وارد ہوں کہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ اب کسی کے حکم میں زمین کو نہ کڑھکا القصہ بعد اس واقعہ کے سفہاؤ بھی ہوا اب زمین کہنے لگے کہ موسیٰ نے اسیلے دعا مانگی کہ قارون ہلاک ہو تو ہم اُسکا مال اور اسباب تصرف کریں یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سننا تب واسطے رنج و تہمت کے پھر دعا مانگی کہ یا اکی یہ مال اور اسباب بھی زمین میں دھس جائے چنانچہ گھر اور مال ظاہر اور پوشیدہ سب میں دھس جاتا رہا معاکم التنزیل میں قمار سے روایت ہے کہ قارون ہر روز مقدار اپنے جسم کے مع مال اور خانہ زمین میں دھتا ہر قیامت تک یونین رہیگا جب نفع صور کا وقت آوے گا تب قعر زمین میں پہونچے گا فر دینج قارون کہ فرود سیر و دار قعر بنوز بد خواندہ باشتی کہ ہم از غیرت و رویشان ست ۱۰

چنانچہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہے فحسفنا به و بارہ الارض فما کان لهن فیئہ نعیرہ من ذلک وما کان من المتصرین واصبح الذین تمنوا سکانه بالاس لیس لیسوا لیسوا ویکان اللہ بیسط الرزق لمن یشاء من عباده و یقدر لولا ان من اللہ علینا الخسف بنا ویکانہ لا یفلح الکافرون یعنی بھر و سادیا ہننے اُسکو اور اُسکے گھر کو زمین میں پھر نہوئی اُسکی جماعت جو مذکرتی اُسکی اشد کے سواے اور وہ مرد لاسکا اور نجر کو لگے کہنے چہ مٹاتے تھے اُسکا درجہ ارے خرابی یہ تو اشد کھولتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندوں میں اور روکتا ہے اگر نہ احسان کرتا ہمیر اللہ تو ہکو دھنسا دیتا ارے خرابی یہ تو بھلا نہیں پاتے منکر بالجلد حب حضرت موسیٰ علیہ السلام اکثر امور سے فاغ ہوئے تو حکم پہونچا کہ نبی ہرے ملک شام میں لے جاؤ اور بیت المقدس کو علاقہ سے جاکر کے چھین لو اور اسی جگہ تو طعن تیار کرو

اب مصر میں رہنا مناسب نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یا قوم اوخلو الارض
 المقدسۃ الہی کتب اللہ لکم ولا تر تدوا علی ادبارکم فتقلبوا فاحسبوا یعنی اے قوم داخل ہونے میں پا
 میں جو لکھ دی ہو اللہ نے تم کو اور اٹے نہ جاؤ اپنے پیٹھ پر پھر جاؤ بڑے نقصان میں فائدہ عظیم
 سورہ مائدہ میں ہر اسمین یہ حکمت تھی کہ اب بنے اسرائیل کا مصر پر قبضہ ہو گیا اور عیش و طرب کے
 طریقے انکو نجوبی معلوم ہوئے کیونکہ فرعون اور فرعونوں کا نعم اور تعیش دیکھا کیسے میں یہاں
 کہیں یہ بھی اُس سرزمین میں عیاشی کرنے لگیں اور کار جہاد اور قتال سے سنجھ بھیریں اور ریاضت
 اور مجاہدے میں غفلت اور تساہل اختیار کریں اسلئے کل جانا انکا یہاں سے بہتر ہی ہے
 حکمت تھی کہ ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرت موسیٰ و ہارون کو یہ منظور تھا کہ فرعون کو
 مار کر اُس کا ملک اور مال خود لین اور دنیا کی عزت حاصل کریں جیسا فرعون کو خیال تھا کہ بار بار کہتا
 ان ہذا ان لسا حراں یرید ان ان یخرجا کم من ارضکم سحر ہما یعنی یہ دونوں سامرین جانتے ہیں کہ کالی بن
 تم کو تمہارے گناہی میں سے بزور اپنے سحر کے اور کبھوں یوں کہتا تھا ان ہذا لسا حراں علیم یرید ان یخرجا کم
 من ارضکم سحرہ یعنی یہ ساحر پڑھا ہوا ہے چاہتا ہے کہ تم کو نکالے تمہاری زمین میں سے اپنے
 جادو سے پس مرضی الہی یوں ہوئی کہ اہلک فرعون سے کسی طرح کا منع حاصل نہ کریں اور دنیا
 اور متاع دنیا سے انکی بے رغبتی ظاہر ہو مگر اے بنی اسرائیل پر کہ حب دنیا میں سخت رشک و
 تھے اور زمین بھر کو لقمہ بے دود بچھتے تھے مصر سے نکلتا بہت دشوار ہوا اور تمہیں حکم میں
 ایسا دگی کرنے لگے مگر چار و نا چار ہمراہ رکاب ہوئے جب چلے تو دوحی ہوئی کہ بارہ سبط ہر
 بارہ سردار مقرر کرو تاکہ یہ لوگ اُسکے حکم میں رہیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ
 سردار مقرر کیے اُسی کا اشارہ ہوا ہے وبعثنا منہم اثنتی عشر نقیبا یعنی اٹھائے کہ ہم نے انہیں سے
 بارہ سردار غرض کہ چلتے چلتے کنعان میں پہنچے تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نقیبوں کو
 اطراف شام میں روانہ کیا تاکہ خبر لائیں چنانچہ نقیب روانہ ہوئے باہر شہر کے عوج ابن
 عوق لکڑیاں چننا تھا اُس نے سب کو لکڑیوں کے گٹھے میں رکھ لیا اور اپنی جورو کے پاس لاکر
 کہنے لگا کہ یہ لوگ ہماری لڑائی کو آئے ہیں پھر عوج نے چاہا کہ اُنکو بیرون سے پسٹا لے
 سو عورت نے منع کیا اور کہا کہ انکو ہلاک کہ اپنے لشکر میں تیری خبر کریں چنانچہ عوج نے اُنکو
 جھوٹ دیا تو وہ لوگ شہر اریحا میں سیر کرتے رہے اور جبارین علاقہ کو دیکھتے رہے اور
 بعد چند سے وہ لوگ پھر آئے تو بڑے بڑے انکو اور انار لائے اور شام کی جو بیان بتیائیں

تقریباً بارہ سردار

عوج بن عوق

اور زور آوری عاتقہ کی بھی کسی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس قوم سے خلی ملک کی بیان کرو اور دشمن کا حال مت کہو انہیں سے دو شخص اس حکم پر رہے یعنی یوشع ابن نون اور کالوب ابن یوفنا اور اڈر کوگون نے زور آوری و قد آوری عاتقہ بھی بیان کر دی تب تو بنی اسرائیل نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین و زنا لن ندخلہا حتیٰ یخرجوا سنہا فان یخرجوا سنہا فانا ندخلون یعنی اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے جب تک کل حکیم وہاں سے پھر اگر وہ نکلیں وہاں سے تو ہم داخل ہوں قال رب ان سن الذین یخرجون الہم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فاکلم غالبون و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین یعنی کہا دو مرد نے ڈروالون میں سے خدا کی نوازش تھی ان دو پر بیٹھ جاؤ ان پر حمد کر کے دروازے سے پھر جب تم آسمین پہنچو تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو یہ دو شخص حضرت یوشع اور کالوب تھے اللہ نے ان پر نوازش یہ کی تھی کہ ان کے واسطے نبوت بعد حضرت موسیٰ کے ٹھہرائی تھی اور وہ دونوں حضرت موسیٰ کے فرمانے پر قائم رہے تھے انہیں دونوں نے اس طرح سمجھا یا کہ تم لوگ بہت ہو اور عاتقہ تھوڑے جب تم ارادہ کرو گے اور دروازے انکی آمد و رفت کے بند کرو گے تو وہ پریشان ہو کے کل بھاگینگے با انہم بنی اسرائیل سخت نامردی سے کہنے لگے یا موسیٰ نالندخلہا ابداً و انما دافو فیہا اے موسیٰ ہم ہرگز نہ جائیں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے آسمین یعنی تمہارا عجیب احوال ہو کہ دو آدمیوں کی بات پر خیال کرتے ہو اور دس کا کہنا نہیں مانتے ہم تو نہ جائیں گے تو جا یعنی فا ذہب انت و ربک فقاتلانا ہنا قاعدون یعنی تو جا اور تیرا رب اور ڈروالون ہم اس جگہ بیٹھے ہیں اس مقام میں بعضے کہتے ہیں کہ رب سے مراد اللہ علیہ السلام ہیں کیونکہ رب بنی سیدھی آیا ہوا اور اللہ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور کافقہ قاتلہا وہ اس قول کا ہے اور معنی کہتے ہیں کہ رب بنی خدا ہی اس صحت میں یہ بزرگانی نسبت خدا اور رسول کے موجب ہے اور اگر فرض کریں کہ رب سے مراد ہارون بن تو یہی کمال بے ادبی ہو کہ پیغمبر کی نفاقت سے منجھوتے ہوں بالجمہ اس بے ادبی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمانے لگے رب انی لا املک الاقصیٰ و انی فافرق بنیاد بین القوم الفاسقین یعنی اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو فراق کر تو ہم میں اور یکم قوم میں بعد اسکے خود بنفس نفیس مع حضرت ہارون علیہ السلام کے جانب شام روانہ ہوئے اور یوشع ابن نون کو خلیفہ کر گئے اور قوم بنی اسرائیل رات بھر کل میں جو مابین فلسطین و ابلہ کے واقع ہو پھرتے رہے اور راہ کاشان نہیں ملا جب اسی طرح کئی دن

اتفاق پڑا تب حضرت یوشع علیہ السلام سے کہنے لگے کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا کی
 جو راہ نہیں ملتی حضرت یوشع نے کہا اب اسی جگہ صبر کرو اور توبہ و استغفار کر کے پاک ہو اور عامانگو
 کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ و ہارون کو تمھارے پاس بھیر لائے اُن لوگوں نے دعا شروع کی اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام عوج ابن عوق کے شہر میں پہنچے وہاں کے لوگ بڑے قد اور مہیب صورت
 نظر پڑے پہنچے حضرت موسیٰ کو خوف معلوم ہوا مگر نبوت کے زور سے آگے بڑھے تو عوج ابن
 عوق سے ملاقات ہوئی یہ شخص بروایت صحیحہ بڑا قد آور قوی سیکل شاید کہ حضرت آدم علیہ السلام
 کو اساتھ اسماۃ صفورا کا بیٹا عمر اسکی تین ہزار چھ سو یا پانسویس کی تھی اُسے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام پر حملہ کر کے کہا تو بنی اسرائیل کا سردار ہے قبطیوں کو تو نے دریا میں غرق کیا ہے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے ایک عصا مارا کہ وہ کافر داخل نار ہوا اخبار الدول میں عبد اللہ ابن عمر سے
 روایت لکھی ہے کہ طول قامت عوج بن عوق تیس ہزار تین سو تیس گز کا تھا اور اسی کتاب میں
 لکھا ہے کہ مچھلی پکڑ کر آفتاب سے بھونٹا تھا اور جب کبھی کسی بل شہر سے ناراض ہوتا تو اس شہر کو
 پیشاب سے بہا دیتا تھا اور کشتی نوح علیہ السلام کے ساتھ پھرتا تھا کاتب اوراق کے نزدیک
 یہ سب روایات مبالغہ پر دال ہیں لائق اعتماد نہیں صحیح اسی قدر ہے کہ عوج بن عوق مرد طولی تھا
 قوی سیکل تھا ابھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اراضی کنعان میں
 مع لشکر نازل ہوئے تو باقی ابن صافون سلطان عمالقہ اور جبارہ نے دیکھا اور سفہ ارشکر
 عرضاً و طولاً ایک فرسخ تخمیناً تجویز کر کے ایک پتھر اتنا ہی لمبا چڑا ایک پہاڑ سے لایا اور چاہتا تھا کہ
 اس سے تمام اہل لشکر کو ہلاک کروں حضرت متقم جبار نے بدہ کو بھیجا اُسے ایک پتھر کہ اسکی مقدار
 میں تھا مارا کہ وہ پتھر ٹوٹ کر شل طوق بادشاہ کا گلوگر ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی لائی لیکر
 سامنے آئے اور عصا حضرت کاوش گز کا تھا اور قد شریف بھی دس گز کا اور دس گز اچھلنے کی طاقت
 رکھتے تھے سو آنجناب نے دس گز اچھل کر ایک عصا مارا کہ اُسکے ٹٹنے پر ضرب لگی اور وہ مرد دم کر
 زمین پر گر اکتا تب اوراق لکھتا ہے کہ اس روایت کو اکثر اہل تاریخ بمقابلہ عوج ابن عوق لکھتے ہیں اور
 صحیح ہی قول اکثر معلوم ہوتا ہے جس طرح قصہ بلعم باہور بعضوں نے اسی لشکر کے مقابلہ میں بیان کیا ہے
 حالانکہ بل تحقیق نے اُسکو شکر یوشع علیہ السلام کے مقابلہ میں لکھا ہے اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے بلاد عورت کس طرح عوج کو مارا تو جواب یہ ہے کہ عوج حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے
 کا تھا اور بچے زور و طاقت پر سخت مغرور و تکبر تھا اسی سبب اُسکی کسی بنی کو نہیں مانا اور حضرت موسیٰ کے

عہد میں جب بارہ نقیب خیر لینے کو گئے تو اُنہیں انکو گرفتار کیا اور گھر لیجا کر زمین پر گرایا اور
 چاہا کہ انکو سپیس ڈالوں اُسکی عورت سے منع کیا اور کہا انکو رہا کرتا کہ تیرا حال موسیٰ سے کہیں
 کہ اُنہیں چھوڑ دیا اُن نقیبوں نے سارا حال بیان کیا لہذا حضرت نے اُسکو مارا اور بعض کہتے ہیں
 کہ بعد عورت ایمان کے قتل کیا اور اسے اسکے وہ بارادہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا تھا
 اگر مسلمان بھی تھا تو کاغذ ہو گیا اور قتل اسکا لازم ہوا فائدہ ترجمہ توریت سے بھی قدر آدمی
 علاقہ معلوم ہوتی ہر چنانچہ کتاب استثنائے باب اول میں موجود ہے کہ ہم کہاں چڑھیں ہمارے
 بھائیوں نے یونان کے مکر میں بیدل کر دیا ہے کہ دے لوگ ہم سے بڑے اور بڑے ہیں اور شہر ان کے بڑے
 جنگی دیواریں آسمان تک ہیں اور بننے بنی عناف کو وہاں دیکھا ہے انتہی یہ سقولہ بنی اسرائیل کا حضرت
 موسیٰ سے بلاشبہ ہے کہ ہماری تواریخ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے اگر بائبل ہمہ نصاریٰ اپنی حجت
 اعتراض کریں کہ اہل اسلام کی کتابوں میں عوج ابن عوق کا قد نہایت طویل لکھا ہے سو غلط ہے
 اتنا بڑا قد نہ تھا یہ اعتراض اُنپر بلیٹ پڑتا ہے کیونکہ دیواروں کا آسمان تک ہونا کب صحیح ہے کیونکہ
 حسب قد لمبا ہو گا تب دیواریں بلند ہوں گی اگر کہیں کہ یہ مبالغہ ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ موزین اہل
 اسلام نے بھی مبالغہ کیا ہے اور توریت والی دیواروں سے یہ خرابی واقع ہوئی ہے الحاصل موسیٰ
 علیہ السلام عوج کو مار کر قوم میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں عوج کو مارا یا اب تم باطینان
 تمام میرے ساتھ چلو اور علاقہ پر جہاد کر کے ارض مقدس لے لو کہ حکم خدا اسی طور سے ہے پوسے اے
 موسیٰ ہم تو اس جنگل سے نکل نہیں سکتے ہر چند ہم نے چاہا کہ آپ کے پیچھے چلیں لیکن راہ نہ ملی
 حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اب سامان سفر درست کر کے میرے ہمراہ چلو سو بنی اسرائیل جمع ہو کر
 چلے مگر ایک شب و روز پھرتے رہے راہ نہ ملی لہذا حضرت موسیٰ نے جناب الہی میں دعا مانگی
 کہ یا الہی تو جانتا ہے کہ قوم چلنے پر مستعد ہے مگر راہ نہیں ملتی ارشاد ہوا فاما محرمہ علیم اربعین سنۃ
 یتیمون فی الارض فلما تاس علی القوم انفاستقین یعنی اتبوا وہ اُنہیں بندھوا ہر چالیس برس
 سرمارتے پھر نیلے ملک میں سو تو افسوس نہ کر بجیم لوگوں پر یعنی اب چالیس برس تک خراب
 رہینگے اسی جگہ اسلئے کہ یہ لوگ نہایت بے ادب ہیں کہ انھوں نے کہا اذہب انت وکبقا تالا
 انا ہننا قاعدون یہ شکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہایت بیخبر ہو اگر تب آواز آئی لانا اس
 علی القوم انفاستقین کیونکہ انکی یہی سزا ہے پھر اسی جنگل میں کہ مابین ایلودارون و فلسطین واقع ہے
 بے آب و دانہ دھوپ میں رہنے لگے یہ جنگل بارہ فرسنگ لمبا اور چھ فرسنگ چوڑا تھا اور گرد

تفریح پانزدہم در احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام

اُسکے شہر آباد تھے لیکن یہ لوگ مقید تھے ہرگز نکل نہ سکتے تھے آخر کار خمیہ اور شامیانہ بوسیدہ ہو
 پھٹ گئے تو زبان درازیوں سے پیش آئے اور حضرت موسیٰ سے شکایت کرنے لگے انجانے
 دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ایک قطعہ ابر کا سفید و برد بطور سائمان قائم کر دیا کہ دھوپ سے بچا رہے
 اور رات کے وقت ایک نور تابان ظاہر ہوتا کہ تمام اہل شکر اُسی کی روشنی میں اپنا کام کرتے جیسے
 اور نعمتیں دعا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نصیب ہوئیں کہ جو کچرا بدن پر ہوتا وہ سیلا
 نہوتا اور جو لڑکا پیدا ہوتا وہ لمبوس لمباس ہوتا اور جتنا بڑھتا وہ لباس بھی بڑھ جاتا اور مال
 و ناخن ذرا بھی نہ بڑھتے بعد اُسکے کھانا خرچ ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے من و کو
 نازل ہونے لگا کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک من پرستا کہ ہر واحد چار چار سیر اپنی چادر
 لے لیتا اور تمام روز مثل شکر کھایا کرتا اور تھوڑا دن باقی رہے باد جنوب سلوئی جانور کو سوا حل
 دریا شور سے اوڑا لاتی اور شکر بنی اسرائیل میں ڈال دیتی کہ وہ لوگ انکو پکڑ کر ذبح کرتے اور کباب
 بنا کر کھاتے اور بعض اہل تفسیر کہتے ہیں کہ وقت شب من آسمان سے پرستا اور گرد شکر کے
 جمع ہو رہتا صبح کو ہر واحد اپنی خوراک کے موافق چمن لیتا اسی طرح چند روز گزرے تو بنی اسرائیل
 از بس شوخ زبان اور کلد و زار تھے کہنے لگے واللہ قد قتلنا حلاوتہ یعنی قسم خدا کی اسکی شیرینی
 ہمو مار کھا ہو یعنی کوئی چیز سلوئی نہ کہیں سہ تو مزہ زبان کا بدلے روز میٹھا کھاتے کھاتے جی
 گھبرا گیا ہوتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ سلوئی جانور نازل ہونے لگے مگر صبح یہ
 کہ صبح کو من اور شام کو سلوئے اترتا تھا اور یہ بات چھ روز علی التواتر تھی صرف شنبہ کے دن
 نہیں لیکن بروز جمعہ شنبہ کا حق بھی نازل ہوتا تھا کہ دو دن تک کام آوے اور حضرت نے
 فرما دیا تھا کہ جبکہ کو زیادہ برسے گا اُسکو شنبہ کے واسطے رکھ چھوڑ لو مگر جو ہر روز پرستا ہو اُسکو
 باسی نہ رکھو الا حصیون نے سوائے شنبہ کے اور دنوں میں بھی گوشت رکھ چھوڑا آخر گوشت
 اُٹسا اور بوسے بد شروع ہوئی کہ شکریوں کا دماغ پریشان ہوا بخاری اور سلم میں حضرت ابوہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نہوتی حوات کوئی عورت
 اپنے خاوند کی خیانت نہ کرتی اور جو نہوتی بنی اسرائیل تو گوشت نہ اُٹسا معلوم ہوا کہ اول باسی
 رکھنے کی رسم نہ تھی بنی اسرائیل سے یہ رسم کلی اگر وہ یہ رسم نہ نکالتے تو کوئی باسی نہ رکھتا پھر کنوکر
 گوشت سٹڑنا اور حضرت حوائی آدم علیہ السلام سے یہ خیانت کی کہ حوا حضرت آدم کو دل سے
 چاہتی تھیں اور طہرین کہتی تھیں میں انکو نہیں چاہتی خواہ یوں خیانت کی کہ حضرت آدم

بہشت کے آدمی

علیہ السلام کو شیطان کے درغلانے سے انھیں نے گھیر لیا یا بالجمہ ضیانت کی صفت عورتوں میں
 اول حضرت حمات سے شروع ہوئی فائدہ من ایک چیز شیرین دانہ دار شکل شنیر ہے اور حقیقت اسکی
 حکما کے نزدیک یہ ہے کہ مرکب ناقص کی تین قسمیں ہیں بخار یعنی آب و ہوا عطار یعنی خاک و ہوا
 دھان یعنی نار و ہوا سو عطار محض سے ہوا تین رنگ برنگ کی پیدا ہوتی ہیں اور بخار سے پانی
 برستا ہے اور جب بخار زیادہ بلند ہو کر طبقہ زمہریر میں پہنچا اور ٹھہر گیا ہوا تو زلہ و برف ظاہر ہوتا ہے
 اور دھان سے برف و صاعقہ و شہاب ثاقب اور کواکب دم دار اور صورتیں نیزہ دار اور جب بخار
 دھان پیچھے اُترا اور زمین میں بند ہوا تو زلہ پیدا ہوا اور اگر وہ بخار محتبس بقوت ہوا باہر آیا تو خشک
 اور عیون جاری ہوئے اور اگر بخار لطیف ماہین آسمان اور زمین کے ٹھہر گیا اور بروقت
 شب سے بچھ ہو کر سطح زمین پر گرا تو اُسی کو شبنم بولتے ہیں اور اصل شبنم سی ہے اور اگر وہ بخار
 بصفت منجمد بین الارض و السماء پر اگندہ اور پریشان رہا اُسی کا نام کھل ہے اور جب بخار اور دھان
 مرکب ہو کر ارض سے سما کو گئے تو اگر ان دونوں سے دھان ایک جزو لطیف ہے اور رطوبت
 غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے اُس میں عمل کیا ہے تو اُس میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی
 طرح زمین پر گرتا ہے اُسکو ترنجبین نام رکھتے ہیں اور اگر میوہست غالب ہوئی اور حرارت معتدلہ نے
 عمل کیا تو اُسکو خشک انگبین بولتے ہیں اور اگر میوہست اور رطوبت دونوں معتدل ہوئیں اور
 حرارت کا عمل بھی اعتدال پر ہے تو اُسکو شیرخشت کہتے ہیں اور اگر بخار اور دھان دونوں لطیف ہو جائیں
 ہیں اور حرارت معتدلہ نے بھی تاثیر کی ہے تو اُسی کو من بولتے ہیں اور جو حرارت اُس میں مغلوب
 یا سعدوم ہے تو اُسی کا نام شبنم ہے بالکل بے مزہ اور بالفعل اصطلاح اطباء میں لفظ من عام ہے یعنی
 ترنجبین اور شیرخشت اور سید انگبین وغیرہ کو بھی شامل ہے اور یہ من درجہ اولیٰ میں گرم اور رطوبت
 اور میوہست میں معتدل اور اہل و سواس اور مایخولیا اور اصحاب اوہام کو نہایت مفید ہے
 سوائے اُسکے اور امراض کو بھی نافع ہے چونکہ بنی اسرائیل کے دماغ میں نہایت حرارت
 ہو رہی تھی سو تجویز ہوئی کہ من استعمال کریں تاکہ شبہات و اہیہ و ہمیہ جو انکے دونوں میں بھرے
 ہوئے ہیں دفع ہو جائیں گویا انزال من میں یہ حکمت تھی اور عرب میں استعمال من کا ہر ایک
 چیز پر جو بلا مشقت اور تعب میسر آوے کہا کرتے ہیں لانه ہوا من الشرب علی عبادہ اور حدیث
 صحیحین میں بھی اشارہ ہے کہ کنبی زرقم من ہے اور پانی اُسکا شفا ہے انکو کے لیے یعنی کنبی بھی
 بے کاشت اور ہر درخت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح سے جنگلی پڑ اور غلہ خورد و جیسے شامخ اور

بیان من وغیرہ

کو درم وغیرہ لیکن مراد حدیث کی یہ نہیں ہے کہ گنہگار و غصیرہ جنس من بنی اسرائیل سے ہوا واسطے کہ بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ من بنی اسرائیل وہی من حقیقی تھا چنانچہ تراجم تورات وغیرہ میں شکل اور چہرہ اسکا بتدریج مذکور ہے اور تفسیر جو اس میں لکھا ہے کہ ترجمین سفیدی میں مانند برف اور شیرینی میں شبیہ قند کے تھی تا وقت طلوع آفتاب آسمان سے برستی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ کسی درخت کا پھل تھا گوند کی صورت نہایت شیریں اور صافی اور پاکیزہ اور بعضے کہتے ہیں بنجیل اور نان تنک تھی واضح ان افسانہ میں اللہ تعالیٰ عبادہ اور حقیقت سلویٰ کی یہ ہے کہ سلوئے ایک جانور ہے دریائی کہ اسکو تیشل العربیہ کہتے ہیں یہ کج شک سے بڑا تھو سے چھوٹا کشف الارض میں لکھا ہے کہ رنگ اسکا سرخ اور گوشت اسکا شل گوشت کبک کے ہوتا ہے اور زرد سی بسبب صنعت قلبی کے مرجاتا ہے اور اٹھانے اسکا فائدہ ہوا ہے اور فوائد کے یہ بھی لکھا ہے کہ دل سخت کو نرم کر دیتا ہے پس اس جانور کے بھیجنے میں یہ حکمت ہے کہ اسکا کھانے سے دل میں نرمی آوے تاکہ اخلاق درست ہوں اور بنی اسرائیل بد اعتقاد اور سخت دل تھے اسلیئے حکمت الہی متقاضی ہوئی کہ استعمال من سے اعتقاد پاک ہو اور گوشت سلویٰ سے دل نرم ہو تو جسکے اسی سفر میں پانی نکلا اور بنی اسرائیل پیاسے ہوئے اور اس قوم میں بارہ گروہ تھے کسی کوئی زیادہ کسی میں کم سو حضرت موسیٰ کی دعا سے ایک ہاتھ سے بارہ چشمہ نکلے ہر قوم کے موافق ایک چشمہ جاری ہوا چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي اِنَّمَا ابْعَثْتُ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَنْصُرْهُ وَبَارِكْ لَهُ فِي امْرِئِهِ وَتَقْلِبْهُ فَاِذَا رَءَوْا مَاءً فَلا تَمْسُوْهُ وَاِنْ شَرِبْتُمْ مِّنْهُ فَاِنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اِنَّكُمْ اَعْيُنُكُمْ لَا تُبْصِرُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْقِلُوْنَ

الحجرات منہ اثنا عشر عینا قد علم کل اناس شربتم کھوا واشربوا من رزق اللہ ولا تشوا فی الارض مفسدین یعنی جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا میں مارا اپنے عصا سے پتھر کو پتھر بہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پھیلے پھر ہر قوم نے اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو موزی اللہ کی اور نہ پھر و ملک میں فساد مچانے اس آیت سے معلوم ہوا کہ استسقاء یعنی استغفار اور توبہ اور اٹھارہ عجبہ وقت طلب پانی کے پیئیدون کی سنت ہو کہ وہ ہر قوم کے واسطے طریق خاص سے پانی عنایت ہوا تو سبب اسکا یہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے خاص اپنی ہی امت کے واسطے پانی مانگا تھا اور ہمارے ان حضرت علیہ السلام نے تمام عالم کے واسطے درخواست کی تھی کہ آب باران آسمان سے عنایت ہو کہ عام ہوتا ہے اسی طرح اور پیئیدون نے آب عام مانگا ہوا عام ہوا حضرت موسیٰ نے خاص مانگا خاص مانگا فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ الف اور لام حجب پر جنس کا ہے کوئی پتھر معین نہ تھا جس پتھر پر عصا مارتے پانی نکلتا تھا چنانچہ

حسن بصری اور وہب ابن منبہ اسی بات کے قائل ہیں اور اس صورت میں یہ معجزہ معجزہ عصا ہر
 اور بعضے کہتے ہیں کہ پتھر معین تھا جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس رکھ لیا تھا اور
 وقت احتیاج یہ کام اسی سے لیتے تھے یہی قول صحیح ہے پر بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو طور سے اٹھالائے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ پتھر اصل میں ہشتی تھا اور
 حضرت آدم کے ساتھ دنیا میں آیا اور بطریق توارث حضرت شعیب علیہ السلام کو پہنچا انھوں نے
 جب عصا عنایت کیا وہ پتھر بھی دے دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ وہ پتھر ہی جو حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگا تھا قصہ اسکا سورہ اعراب میں بطریق اشارہ مذکور ہے علامہ غزالی
 تفسیر معالم التنزیل میں اس طرح تفصیل فرمائی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کریم با حیا تھے اپنے
 بدن کو ایسا چھپاتے کہ ہرگز بدن انکا دکھائی نہ دیتا تھا ایک دن کسی منکر نے کہا کہ حضرت
 موسیٰ جو چھپ کر نہاتے ہیں انکے بدن میں عیب ہی یا تو بدن سفید ہی یا خضیہ بھولا ہی یا کچھ
 اور آفت ہی اسواسطے اللہ صاحب نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو عیب سے دور رکھیں اور گمان
 فاسد مسندون کا دفع کریں چنانچہ اُس عرصہ میں ایک دن حضرت موسیٰ شنائی میں نہانے گئے
 اور اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے جب نہا چکے اور کپڑے پہننے کو ہوئے تو وہ پتھر
 کپڑے لیکے بھاگا کہ حضرت موسیٰ لاشی لیکے اُسکے پیچھے پڑے اور یہ کہتے جاتے توبی یا حجر
 توبی یا حجر سو وہ پتھر جماعت بنی اسرائیل پر گزرا تب بے تمیز و ن نے حضرت موسیٰ کو ہر نہ
 دیکھا اور بے عیب پایا سخت شرمندہ ہوئے پھر وہ پتھر ٹھہر گیا کہ حضرت موسیٰ نے کپڑے
 پہنے اور لاشی سے اُسے مارتا یا چار یا پانچ نشان اُس پتھر میں ہو گئے اور اسی وقت
 حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اس پتھر کو رکھو وقت پر کام آدیکسا سو اسی پتھر سے یہ کام
 نکلا چنانچہ سورہ اعراب میں ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تکنوا کالذین آذوا موسیٰ فرأه الله قالوا
 وکان عند الله وجہا یعنی اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھوں نے ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب
 دکھایا اسکو اللہ نے اُنکے کمنے سے اور تھا اللہ کی ہان آبرور کھتا صورت اُس پتھر کی کعب
 یعنی مربع تھی نیچے اوپر چھ سطحیں اور چار سطحیں اور بھی تھیں انھیں سے تین تین چشمے جاری ہوئے
 کہ سب بارہ ہوئے بعضے کہتے ہیں حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ پتھر پانی زمین سے لیکے نکلتا تھا
 اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بارہ مرتبہ بارہ جگہ اپنی لاشی مارتے تھے

کہ ہر مقام میں ایک نشان ایسا پڑتا تھا جس طرح چھاتیوں کی بھٹنیاں اور پہلے عرق لاتا پھر پانی ٹپکتا بعد اُسکے پانی بہتا اور بنی اسرائیل بارہ گڈھے کھود کے پانی لیتے اور علیحدہ علیحدہ پیاتے اور ہر ایک گروہ کا ایک چشمہ معین ہو گیا تھا کہ وہ گروہ اُس چشمہ کے سوا دوسرے سے نہ پیتا پھر لشکر کا کوچ ہوتا پھر کوٹھا لیتے بالکل خشک ہو جاتا گولاٹھی کی عورت سے اس پتھر میں ایک توت پیدا ہوتی تھی کہ اُس سے دو باتیں عجیب ظاہر ہوتی تھیں ایک تو قریب کی ہوا بہیم کھینچتی تھی دوسرے وہ ہوا فرط برید سے پانی ہو جاتی تھی پتا بیج میں ہر کہ ہر ایک درخت زمین سے پانی لیکر اپنی شاخوں کو پہنچاتا ہوا اگر واسطے معجزے موسیٰ کے پتھر نے پانی لیکر ٹپکا یا تو کیا عجیب ہوا عجیب ترین یہ جو عجیب ہوا میں انسان بن مالک وغیرہ اصحاب سے روایت ہو کہ ایک دن حضرت صلعم مقام زورا میں جہوز فرما تھے اور وہاں پانی نہ تھا ایک چھوٹے باسن میں پانی وضو کو آیا اور حضرت صلعم نے اپنی انگلیاں پانی میں ڈالیں تو فوراً وہاں پانی انگلیوں سے جاری ہوا کہ تین ہزار آدمیوں نے وضو کیا اور تبرکاً اُسکو پیافائدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت صلعم کو احوال بنی اسرائیل کا سنا یا کہ ان ہر قوفوں کی استعداد فاسد ہو گئی ہر گز شریعت واحدہ پر مجتمع نہ ہو سکے کیونکہ باد صفت موجود ہونے حضرت موسیٰ کے یہ لوگ ایک مشرب پر جمع نہ ہو سکے اور علیحدہ علیحدہ پانی پیا کیے اب کہ وہ صورت ظاہری بہیم ہر کہ مجتمع ہو سکتے ہیں فائدہ سوا سے ان معجزات کے جو اوپر لکھے گئے دو معجزے اور بھی کتب تواریخ میں پائے جاتے ہیں ایک بدیہۃ الحکم حقیقت اُسکی یہ تھی کہ ایک وشاح جسکو عربی میں جمال اور ہندی میں تہ بھی بولتے ہیں زر و صوت و کتناں و رشیم بائید و سے بنا کر جو اس پر نفسیہ سمین آویزان کیے تھے اور انہیں تین سطرین بزرگ مختلف لکھی تھیں کہ اُنکے دیکھنے سے تمام حروف تہجی پیدا ہوتے تھے اور حقیقت نام تھے حضرت ابراہیم واسحاق و سباط کے اور خاصیت مسین یہ ہو گئی تھی کہ جب کوئی معمر بنی اسرائیل کو پیش آنے والی ہوتی تو امام اعظم ہارونی کے پاس آتے اسوقت امام پوشاک نفیس بدل کر اُس بدیہ کو گلے میں ڈالتا اور حادثہ کی شرح کرتا بدیہۃ الحکم سے جو اس میں لیتا اور جو کلام ہوتا تو اُسکی کیفیت حروف مفردہ سے پیدا ہوتی اور ترکیب حروف سے سب حال معلوم ہو جاتا جس طرح علم جفر سے دریافت ہوتا ہے دوسرا ایک حوض پانی سے بھرا تھا اور اُسکے گرد اکیلے حاطہ تھا جس میں دروازہ لگا ہوا اور اس میں فضل پڑا ہوا تھا اور کبھی اُسکی حضرت ہارون کے سپرد تھی مسین خاصیت تھی کہ جب کسی شخص کو اپنی عورت پر کچھ شبہ ہوتا تو وہ ایک مٹی کے باسن میں اُسکا پانی لیتا اور ایک مٹی سے بنا گاڑھا کرتا اور کچھ پھکڑم کر دیتا صورت حال کھل جاتی بعد اُسکے وہی پانی اپنی عورت کو پلاتا اگر زانیہ و بدکار ہوتی

بایں معجزات موسیٰ
نیز حضرت موسیٰ

تو بزرگ سیاہ ہو کر مر جاتی تھی اور جو بقیہ تصور ہوتی تو اسی سال میں اپنے شوہر سے ایک لڑکا کیونچہ خبیث تھی
تو رنج میں ہو کر یہ دونوں معجزے ہزار برین تک بعد حضرت موسیٰ کے باقی رہے تھے والعلیہم السلام اللہ تعالیٰ
بنی اسرائیل جنگل میں ایسی ایسی نعمتوں سے متفع رہے جسکا حد و پایان نہیں تو شکر گزاری اسکی تھی
کہ اپنے پیغمبر کی متابعت کرتے اور شیوہ فرمان برداری اختیار کر کے بے تکلف عمر عزیز کو بسر کرتے اور
کھانا پانی جو غیب سے بلا تکلیف و محنت ملتا تھا پیٹے کھاتے اور باطمینان تمام عبادت حق و اسطلاح میں
مشغول رہتے وہ تو نہوا بلکہ بسبب قصور تعداد و کم ہمتی و میلان سفلی کے وہ نعمتیں انکے حق میں جو
کفر و تفرقہ واقع ہوئیں اور بے ادبی سے کہنے لگے یا موسیٰ کن نصیر علی طعام واحد یعنی ای موسیٰ ہم ٹھہرینگے
ایک کھانے پر اس جگہ طعام واحد سے وحدت تکراری مراد ہی نہ وحدت فردی و جنسی اور عرف میں
سواج ہر طعام مکرر کو جو جنس مختلف سے بلا تبدیل و تغیر ہو طعام واحد بولتے ہیں اور وحدت اعتباری
بجائے وحدت حقیقی ہمتاں کرتے ہیں فائدہ اس کلام میں بنی اسرائیل سے دو بے ادبی صریح
ظاہر ہوئے ہیں ایک یہ کہ ایسے پیغمبر اولوا انعام جلیل الشان کو نام لیکر بکارا اور یا رسول اللہ یا نبی اللہ نکسا
دوسری معلوم ہوتا ہے کہ صبر کر سکتے تھے لیکن باختیار خود نہیں کرتے تھے کیونکہ کن نصیر بنی اسرائیل کے
کلام میں واقع ہوا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو بولتے کن تطیع الصبر یا لا مکن من الصبر حقیقت یہ ہر کہ بنی اسرائیل
کہنے لگے کہ ہم کئی وجہ سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں کرینگے ایک وجہ یہ ہو کہ من اصل میں شبنم ہی
جو ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور سلوے ظاہر ہے کہ ہوا اسکو ہمارے سامنے لا کر ڈال دیتی ہے اور ہم مخلوق
ارضی ہیں ہماری غذا ایسی ہو جس میں حکم زمین غالب ہو اور یہ کھانا آسمانی ہے دوسری یہ کہ ایک طرح کے
کھانے سے بھونکے نہیں رہتی اور قوت باضمہ ضعیف ہو جاتی ہے تیسری یہ کہ یہ کھانا خلافت عادت ہے
اور طعام غیر معتاد اگر چہ نفیس لطیف بھی ہو چند ان مرغوب طبع نہیں ہوتا بخلاف طعام حسب استطاعت
گو کہ کیفیت خمیس ہو اسی جگہ سے اہل خلاصت کو اہل شہر کا کھانا مرغوب نہیں ہوتا بلکہ سیر نہیں ہوتے
فادع لنا ربک یخرج لنا مما تبنت الارض من قبلنا وقتاننا و قومها وعدہا و بصلہا سو بکار بہار
واسطے اپنے رب کو کہ نکال دے ہمکو جو آگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور گھڑی اور گھوٹ اور
اور پیاز یعنی اپنے اللہ سے دعا کر دے کہ اسباب ظاہری بطریق خرق عادت من اور سلوے کی طرح
ہر منزل میں وہ چیزیں مہیا کرے جو زمین سے نکلتی ہیں اولیٰ وہ چیزیں جو بلا انتظار دانہ اور غلہ و
بے عیش و بے تک شغل ہیں جس طرح خرفہ پاک پودینہ کشنیر تر و تیز گندنا وغیرہ اشیا کو وقت
نہ ملنے کھانے کی سیرج النفع اور سودا نقد ہیں دوسری وہ چیزیں جو قائم مقام غذا ہیں اور انتفاع

بجائے ادبی
بجائے ادبی

انکے ظاہر سے متعلق ہر جیسے لکڑی کھیرا خربزہ وغیرہ تیسری وہ چیزیں جنکے باطن سے انتفاع ہونے
 ظاہر سے جس طرح گھبون کہ اسین احتیاج پیسنے پکانے کی پڑتی ہر چیز تھی وہ چیزیں کہ اسین تفسیر کی
 حاجت نہیں بلکہ لذت غیر مقشر قوی تر ہر مقشر سے چنانچہ مسور بخلاف ماش وغیرہ کے پانچون پیانہ
 کہ اسکی پوستے نان غورش کی صلاح ہو جاتی ہر اور خود بھی بعض اوقات بجائے نان غورش ہر فائدہ
 یعنی مفسرین صحابہ نوم کو واسطے مناسبت بصل کے معنی نوم یعنی لسن کے تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ نوم اصل میں نوم تھا الا لغت اصل میں نوم بمعنی گندم آیا ہر اور عرب وقت طلبان گندم کے
 پوستے ہیں نوموا الناء اور اجزوا الناء خنطہ اور بھی انفصال نوم کا بصل سے اور اتصال اسکا عدل سے
 ولالت کرتا ہر کہ کلمہ فاسین اصل ہر اور نوم بمعنی گندم ہر اسے قرأت عبداللہ بن مسعود میں بجائے
 نومما ثوما واقع ہر اور اس قرأت میں منی سیر کے متعین ہیں ابو بکر بن ابی الدنیا ابن عباس سے
 روایت کرتے ہیں کہ فرماتے تھے قرأت فتمار میری قرأت زید بن ثابت کی ہر مگر سولہ حرف میں قرأت
 ابن مسعود کی میں اختیار کرتا ہوں اور انکے میں بقلا و قثا ثوما ہر اور ظاہر ہر کہ اختیار اس وقت کا
 قرأت ابن مسعود میں بسبب شبہ کے ہر وہی شبہ اکثر ساخرین کو بھی واقع ہوا ہر وہ یہ ہر کہ آخریت میں
 اجماع مطالعہ بنی اسرائیل کی وہی تیسری ردی فرماتے ہیں اور ساگ لکڑی پیاز عدس البتہ اطعمہ مدیر
 میں لیکن گھبون جوب اعلیٰ میں ہر اسکو اطعمہ مدیر میں کس طرح داخل کریں لہذا یہ تجویز ہوئی کہ
 فابدا ہر ثاستہ اور اصل کلمہ نوم ہر بمعنی سیر کہ روارت اور گندگی اسکی چسیدہ نہیں ہر اور حل
 شبہ کا یہ ہر کہ جو گھبون کافی نقشہ بلا شبہ جوب اعلیٰ میں ہر لیکن جب ساگ اور پیاز اور
 عدس اور لکڑی کے ساتھ کھایا جاتا ہر تو ادنیٰ ہو جاتا ہر کسواسطے کہ روٹی جو دت رد اوست
 نفاست خاست میں تابع مانجورش کے ہر جس طرح کی ہو لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 کہا اور اللہ تعالیٰ نے اسی کلام کو اپنے کلام میں نقل کیا استبد لون الذی ہوا دنی بالذی ہونیر
 کیا تم لیا جاتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہر بد نے ایک چیز کے جو بہتر ہر یعنی تم بد لا جاتے ہو اس
 چیز سے کہ ازو سے قیمت اور قدر اور منفعت اور لذت ادنیٰ ہر بعض اُسکے جو ہر وجہ سے بہتر ہر اور
 ہر چہ کہ یہ استبدال فی نفسہ گناہ شرعی نہیں ہر کیونکہ تقویت حفظ نفسانی کی ہر الایمل باسفل اور
 دنوہمت تمہارا آخر کو ایسا کر دیا کہ تم دنیا کو آخرت سے بدل ڈالو گے اور ہر موقع محل میں تسفل و
 تنزل کے ہو کر ہو جاؤ گے اور کوئی کام عالی بہتوں کا تم سے نہوسکیگا ایسے میں تمہارا مطلب جناب
 انی میں باقماں نہیں کر سکتا اور تم باوصت تنبیہ کے اصرار کرتے ہو تو علاج اُسکا یہ ہر کہ اگر کسی میں

تو ملے جو کچھ مانگتے ہو ساگ و پیاز و عدس وغیرہ ملا استدعا کا قال اللہ اہبطوا اسطرخانکم ما سألتمہن
مقام میں مصر سے مصر فرعون مراد نہیں ہے بلکہ ایک شہر شام کا ہے بعض کہتے ہیں ایلیا اور بعض کہتے ہیں
اریحا چنانچہ بنی اسرائیل بطبع غلات شہر اریحا کی طرف چلے جب قریب تر پہونچے تو علاقہ اُس شہر کو خالی
کر گئے اور غلات و فواکہ بہت چھوڑ گئے اور ارشاد آئی ہوا اوخلوا ہذہ القریۃ فکلوا منها حیث شئتم
رخدا او دخلوا الباب سجدا و قولوا حطۃ نفعکم خطایکم و سترید لکم سنین یعنی داخل ہو اس شہر میں اور
کھاتے پھر و اس میں جہان چاہو خوش ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کو گناہ آترے تو سن
ہم تقصیرین تمہاری اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو فیصلہ الذین ظلموا قولوا غیر الذی قبل لہم فائزنا علی
الذین ظلموا رجا من السماء یا کافرا یفسقون بنی اسرائیل بے انصافوں نے بات سوائے اس کے جو کہدی تھی بھر
آتا رہنے بے انصافوں پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو اوخلوا الباب سجدا ارشاد ہوا تو داخل ہو کر
سریون پر پھسلے اور کہتے تھے گہیوں جو ملے گہیوں جو ملے یعنی سحر اپن سے حطہ کے مقام پر خطرہ کہنے لگے او
سجدہ کی جگہ سریون پر پھسلنے لگے آخر جب شہر میں داخل ہوئے تو پھوڑے کی دباہری ستر ہزار
بنی اسرائیل مر گئے ایک ساعت یا ایک دن میں اور نزول و با اس طرح ہوا کہ ہوائے سہی آسمان سے
آئی اور مسام میں ہو کے بدن میں گھسی کہ مزاج روح کا فاسد ہو گیا اور خون میں سمیت پیدا ہو گئی
پھوڑے نکلے اور اُس کے اثر سے دل متاثر ہوا مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک آگ آسمان سے آئی
اُسے سب کو جلا دیا فائدہ اہل عرفان فرماتے ہیں کہ قریہ زبان اشارت باہن شریعت ہے کہ جو شخص
اس میں داخل ہوا اس میں ہوا یا مراد خانہ دل ہے کہ بہت اللہ ہی اور جو شخص درارادت سے منخوع و مزارعت
اس میں درآوے اپنی مرادین پاوے مگر جو کوئی کسی حکم کو احکام شریع سے قولاً یا فعلاً بے یکہی صفت
صفات دل سے متخیر کرے مرتبہ وصال سے دور رہیگا اور حتیٰ عذاب ہو گا فائدہ تحقیق یہ ہے کہ
بنی اسرائیل قریہ اریحا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روبرو داخل ہوئے ہیں اور یہ دخول بنا بر توبہ و
استغفار تھا اور سب یہ ہوا کہ جب بنی اسرائیل بعد ہلاکت فرعون جانب شام چلے تو راہ میں فوج عمالقہ
پڑی تھی اُنکے ہمراہ بت تھے بصورت گوسالہ انھوں نے کہا اے موسیٰ ہکو بھی چند بت بنادیجیے حضرت
موسیٰ کو نہایت رنج ہوا صلحا بنی اسرائیل و ملے لگے اور جلاؤ اُنکے نادوم موسیٰ تب حضرت موسیٰ نے اُنکے
داسے منفرت چاہی تو بنی اسرائیل نے کہا کہ نبی ہم صغیر کی طرف کاہو تو سب جلاوین فرمایا حکم الہی ہے کہ ملک شام جکر
نہج کرو اور راہ میں قریہ اریحا ملیگا وہاں بخشش تمام سجدہ کرو اور حطہ و توبہ کی دعا کرو حکمت یہ تھی کہ اُنکے

دخول اریحا

لوگ بت پرست تھے شاید انکا استغفار دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دیں چنانچہ بنی اسرائیل چلے اور دروازے
 اریحا پر پہنچے صلحا رسوائی حکم عجلال کے جملانے سنو اپن کیا اُسپر دبا پڑی تب حضرت نے دعا فرمائی کہ وہا
 دفع ہوئی اور جو بعض تواریخ میں یہ واقعہ بعد فتح اریحا کے لکھا ہے سو قول ضعیف ہے اسواسطے کہ فتح اُسکی حضرت
 یوشع کے وقت میں ہوئی ہے حضرت استاذ الاستاذ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ یہ جو بعضے کہتے ہیں کہ
 وہ موضع بیت المقدس تھا غلط ہے کیونکہ بنی اسرائیل بعد وفات موسیٰ کے وہاں گئے ہیں اور نشان اسبہ کا
 یہ ہے کہ باب حطہ بیت المقدس کا ایک دروازہ ہے اور داخل ہونا اسکا موجب کفارہ گناہان ہے حالانکہ یہ دروازہ
 بعد تعمیر بیت المقدس کے بنایا گیا ہے اور بیت المقدس حضرت سلیمان کے وقت میں بنا ہے حضرت موسیٰ
 عہد میں نہ بیت المقدس تھا نہ دروازہ مگر عجیب نہیں ہے کہ حضرت سلیمان یا کسی اور پیغمبر نے اریحا کے
 دروازے سے بالہام یا وحی مشابہت دے کر لقب باب حطہ کر دیا ہو اہلی اس جگہ سے بھی دخول قریحا
 حضرت موسیٰ کے عہد میں معلوم ہوتا ہے فائدہ صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا حضرت نے طاعون زحیری لینے
 عذاب کہ بنی اسرائیل پر اور اُسپر جو تھے پہلے تھے نازل ہوا سو جب نوتم اسکو کسی زمین میں نہ داخل ہو
 اُسین اور جو واقع ہو اُسین جہاں تم ہو تو نکل نہ جاؤ خلاصہ یہ کہ قصد ہلاکت میں نہ پڑو اور غضب الہی کا
 سامنا نہ کرو اور جو واقع ہو جائے تو بھاگو بھی نہیں کیونکہ تسلیم و رضا و توکل کے خلاف پڑتا ہے اور حدیث میں
 وارد ہے کہ جب واکسی جگہ پڑے اور وہاں کے رہنے والے نہ بھاگیں اور صبر کریں تو اُنکو اجر ملتا ہے
 اور شہیدوں کا مرتبہ عنایت ہوتا ہے گو زندہ بھی رہیں اس جگہ بعضے ظاہر میں مشہد کرتے ہیں کہ بھاگنا
 قحط وغیرہ بلاؤں سے شرعاً جائز ہے چنانچہ الفرائد لا ینفک من سنن المسلمین مشہور ہے اور طاعون
 اور وبا ثری بلایین ہیں انسے بھاگنا کیلئے منع فرمایا جواب اول یہ ہے کہ اس بلایین اکثر لوگ گرفتار
 ہوتے ہیں بالخصوص اقارب عشائر حباب معارف اگر اور دن کو حکم فرار دیا جاتا تو بیمار اُنکے قتل
 تباہ ہو جاتے اور بے اجل مر جاتے پس ایسے وقت میں بیماروں کی خدمت اور دلجوئی کرنا حکم جہاد میں ہے
 اور ایسے موقع پر صبر کرنا ایسا ہے جیسے صف جہاد میں بخلاف اور بلاؤں کے یہ مانع اس جگہ نہیں ہے درود
 یہ کہ توکل اور صبر کرنے والے کو نجات ہو جائے کہ جب بلا آجائے تو اُسپر صبر کیا کرے تیسرا یہ کہ اگر
 آدمی وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر میں جا رہتا اور اتفاقاً وہاں فوج جاتا تھا اسکو بھی یقین ہوتا کہ اگر
 میں وہاں سے نکل نہ آتا تو اُنکے ساتھ میں بھی وہاں آ جاتا اس عقیدہ سے وہ شرک خفی میں گرفتار
 اور اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں کہیں ہوگی موت مکتوا گمیری پس معلوم ہوا کہ وبا سے بھاگنے میں
 کچھ فائدہ نہیں چوتھا یہ کہ وہاں میں حرکت کرنا بھی بہتر نہیں ہے کسواسطے کہ اطمینان لکھا ہے کہ جسکی وبا سے

پر ہیز کرنا منظور ہو تو چاہیے کہ ان دنوں میں غذا کم کھائے اور رطوبت زائدہ کو کسی طرح کسی تدبیر سے
 دفع کرے اور ریاضت اور حمام سے پرہیز کیا کرے کیونکہ فضلات ردیہ اس سے جوش کرتے ہیں اور
 لازم ہے کہ ان دنوں میں آرام اور سکون اور آسائش اختیار کرے تاکہ اخلاط جوش میں نہ آویں پانچون
 یہ کہ طاعون اور وبا ارواح خبیثہ کے آثار میں ہیں چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فائنا
 وخرأند انکم من جن یعنی وبا کو نچا ہر تمھارے دشمنوں کا جن سے پس معلوم ہوا کہ یہ بھی جہاد ہے کفار جنوں
 لہذا درجہ شہادت ملتا ہے اور جنوں میں جو مسلمان ہیں وہ ہکو تکلیف نہیں دیتے مگر جو کافر ہیں وہ
 تکلیف دیتے ہیں پس بجا گناہوں کے مقابلے سے موجب ذلت اور انکسار ہے اور ظاہر ہے کہ وبا گناہوں
 سب سے پڑتی ہے اور گناہ آدمیوں سے شیاطین کرواتے ہیں سو وبا ڈالنے پر بھی شیاطین کو
 مقرر کیا تاکہ معلوم ہو کہ جنکے کئے سے گناہ کرتے ہیں انھیں کو مارنے پر مقرر کیا اور یہ بھی معلوم ہو
 کہ جو شخص کسی کے کئے سے گناہ کرے اور اسکو اپنا دوست جان کر اسکا گناہ مانے حق تعالیٰ اسی
 اسپر مسلط کرتا ہے بیان تک کہ اسکو اسکے ہاتھوں سے ہلاک کرواتا ہے اگر کوئی شخص کئے کہ وبالائے کو
 جنات کیوں مقرر ہوئے اور کوئی دوسری چیز مقرر ہوتی تو جواب اسکا یہ ہے کہ وبا اکثر گناہوں سے
 آتی ہے خصوصاً حرام کاری اور زنا سے اور آدمی کا معمول ہے کہ حرام پوشیدہ کرتا ہے سو حکمت الہی تقاضی
 ہوتی کہ اسپر دشمن بھی چھپے مسلط کریں تاکہ پوشیدہ گناہوں کی سزا بھی پوشیدہ رہے اگر کوئی کہے کہ حرام
 تھوڑے سے آدمی کرتے ہیں سارے شہر پر وبا کیوں آتی ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کشتی کو ایک ہی آدمی
 ڈوباتا ہے مگر اسکے ساتھ سب کی سب کشتی ڈوب جاتی ہے اور چونکہ بیماری بسبب گناہوں کی ہوتی ہے سو اسلئے
 اس بیماری میں توبہ و استغفار کرنا خیرات صدقات براہ خدا دینا سبحان اللہ پڑھنا درود کا ورد کھانا لانا
 الا باللہ اکثر زبان پہلانا نماز و تقویٰ اختیار کرنا بہتر ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ وبا جنوں کا کو نچا ہے
 یہ بات عقل سے باہر ہے لیکن حبیب منبر صادق و حکیم مازق نے اسکی خبر دی تو اسکو عقل سے مانا کہ کچھ ضرور
 اور حکیموں کا قول ہے کہ ہوا فاسد ہو جاتی ہے اسکے باعث سے آدمی کے جسم میں زہر پھیل جاتا ہے کبھی
 پھوڑے نکلتے ہیں اور کبھی ورم ہوتا ہے یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ وبا کبھوں اس طرح سے آتی ہے اور کبھوں جنوں
 کو بچے سے مگر حضرت صلعم نے جو سبب عقل میں سامانہ سمجھا اسکو بیان فرمایا کیونکہ ہر حکیم بیان کر سکتا ہے
 کہ یہ فساد ہوا کا ہے لیکن یہ بھی خیال میں آتا ہے کہ اگر فساد ہوا سے ہوتی تو کوئی چرند و پرند آدمی ہرگز
 زندہ نہ رہتا کیونکہ ہوا ایسی چیز نہیں کہ ایک کو لگے دوسرے کو نہ لگے قطع نظر باطاعون کبھوں ان شہر مقرر
 ہوتا ہے جسکی مواصف دہلے کہ ورت ہے اور گا ہی صبیح المزاج و قوی الجشہ کو لاحق ہوتی ہے پس اگر فساد ہوا کا

کہ کعبوں زمین سے منقطع نہ ہو کیونکہ کسی زمانے میں بعض بلا و فساد ہو اسے خالی نہیں ہوا اور اگر فساد و فحشاء و ضعف طبائع پر موقوف ہو تو چاہیے کہ صحیح و قوی لوگ محفوظ رہیں حالانکہ یہ امر عام ہوتا ہے بلکہ کوئی ضابطہ عقاب اس معاملے میں پایا نہیں جاتا صرف خبر صادق علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خبر صادق ہو اور عقل بھی قبول کرتی ہو فائدہ حضرت استاذ الاستاذ محدث دہلوی بغیر غریزہ ہیں فرماتے ہیں کہ یہ اذخروا الباب سجداً و توکلوا حقہ لغفر لکم سے کئی فائدے نکلے اول یہ کہ توبہ میں زبان استغفار و بدن سے سجدہ و صلوٰۃ بجالانا تم توبہ ہو گو حقیقت توبہ یہ ہے کہ تائب اپنے گناہوں گزشتہ پر ندامت و گناہ آئندہ کے ترک پر عزمیت پیدا کرے اور یہ بات علاقہ دل سے کھتی ہے مگر سرگاہ کہ صفت قلبیہ توبہ پکڑتی ہے تو بلا غور ظاہر میں نہیں رہتی و لکن احادیث شریف میں صلوٰۃ توبہ و صیغہ استغفار وقت توبہ مذکور ہوا ہے دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مشغور ہو تو اسکو لازم ہے کہ توبہ بھی اعلان سے کرے اور لوگوں کو مطلع کرے اور استغفار زبانی بجالا دے اور پاکیزہ مستقی لوگوں کو گواہ کرے اور صدقات و خیرات و صلوٰۃ ادا کرے یہ اس سبب سے کہ بد و ان چیزوں کے توبہ تمام نہیں ہوتی بلکہ واسطے زوالِ تمت کے اطلاع دینا لوگوں کو اپنی توبہ سے ضرور ہوتا ہے تاکہ لوگ غیبت و سوء ظن سے باز رہیں کیونکہ توبہ گوہر گئے و جاماندہ کی بھی مقبول ہے حالانکہ حرکت زبان پر و جلنے پھرنے پر قدرت نہیں رکھتا اسی طرح جو شخص کسی مذہب باطل سے متہم ہو پھر اسکو حق ظاہر ہو تو لازم ہے کہ جو لوگ اس حال سے واقف ہیں انکو اپنی ندامت و توبہ سے مطلع کرے تیسرا یہ کہ بعض مواضع متبرکہ مودر حمت حق ہیں و بعض خاندان قدیم اہل صلاح و تقویٰ ایسے ہیں کہ انہیں توبہ کرتے ہی توبہ جلد مقبول ہوتی ہے ابن مردودہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں یا رانی میں رات کے وقت جاتے تھے جب رات آخر ہوئی تو ایک پشتہ پہاڑ ملا کہ اسکو ابوسعید دارا مخطلم کہتے تھے اس مقام پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشل ہذہ النشیۃ الامثل الباب الذی قال اللہ بنی اسرائیل ادخلوا الباب سجداً لی فی آخر الاثر یعنی نہیں ہو مثال اس پہاڑ کے مگر ایسی جیسے وہ دروازہ جسکے قین اللہ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ہے و دخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کو گناہ اترے اور جناب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں انما شلنا فی ہذہ الامۃ کسفۃ نوح و کباب حیلۃ بنی اسرائیل یعنی ہماری مثال کریم اہل بیت رسالت و حامل ہمارا دلالت ہیں ایسی جو جس طرح کفایت و دروازہ خط کو نجات اُس مسکت کی طوفان نفس شیطان سے و تسبیح توبہ عصیان سے بسبب قول

سلاسل اولیاء اللہ میں وابستہ اسی خاندان نالی شان کے ہر چنانچہ فی زمانہ یہ امر ظاہر ہے جو چاہے یہ کہ اس آیت سے شافعیہ نکالتے ہیں کہ تحریمہ نازیغیر لفظ اللہ اگر درست نہیں یعنی سبحان اللہ و بحمدہ اللہ اللہ اعظم واللہ اعز سے جائز نہیں ہو اور بعض اہل ظواہر کہتے ہیں کہ تبدیل لفظی سے نازیغیر لفظی ہو اور مجوزین تبدیل پر طعن کرتے ہیں لیکن مدار مغائرت بین الکلامین کا عرف میں معارفست معنی میں ہر نہ مغائرت لفظیہ پر نقطہ پس اگر صرف تبدیل لفظی واقع ہو جائے باوجودیکہ معنی میں اتحاد یا تغایر معنی ظاہر ہو محل طعن نہیں اور اس آیت سے تو صاف صاف نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل نے صیغہ استغفار کو تسخیر سے بدل دیا اس کلام سے جو مغائر تھا کلام ارشادی سے کیونکہ کلام ارشادی میں طلب مریض ہو اور بنی اسرائیل نے دنیا طلب کی اور غلات و فواکہ کی رغبت ظاہر کی یا محض ٹھٹھا کیا اور جو تبدیل لفظی کرنے اور خطہ کے مقام پر تب علینا خواہ اغفر لنا کہتے تو بھی مضائقہ نہ تھا انھوں نے وہ کلام اختیار کیا جو معنی میں مضاد اور مفہوم میں مغائر تھا اگر کوئی کہے کہ بنی اسرائیل نے تبدیل ذاتی کے لیے دوسری قسم کا کھانا چاہا تھا کچھ یہ مطلب نہ تھا کہ سن و سلوی موقوف ہو اس صورت میں کلام انکا مستحلال پر کس طرح حل کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل ملال خاطر اپنا طعام آسمانی سے بیان کر کے کہتے ہیں فادع لنا ربک نخرج لنا الخ اس سے ظاہر ہے کہ بعد اسکے طعام آسمانی نہ کھائینگے بلکہ طعام زمین سے سیر ہو گئے اور ظاہر ہے کہ آدمی مقدار معین سے زیادہ نہیں کھا سکتا ہے بلکہ حسب قدر اور قسم کا کھانا کھا لیتا ہے اسی قدر دوسرا کم کھاتا ہے پس کھانے میں تبدیل ادنیٰ باعلیٰ لازم آئی گو تبصرح لفظ تبدیل نم کو نہیں ہر قائد بنی اسرائیل کو ہمیشہ میلان بلسف و دنو بہت و زالت لازم رہا تا وقتیکہ حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع ابن نون علیہم السلام وغیرہم پیغمبران عالی شان موجود رہے انکے حکم کا غلبہ رہا اور اثر صفات ربانیہ کا پیدائش واجب وجود عالی بہتوں کا انہیں سے جاتا رہا تو اسی اثر نے ظہور کیا کہ لباس جہاد و قتال متعارف میلان زراعت و فلاح پیدا ہوا و بموجب دہاقین سبک ذلیل ہو گئے اور یہ واقعہ بعد تسلط جاہوت و عاد و نہمت نصر کمال راسخ ہو گیا چنانچہ ضربت علیہم الذلہ و المسکنۃ اس پر دلیل ہو دولت تو یہ ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں اور نصرانیوں کے زیر دست رہے جبکہ حکومت کسی جگہ نہیں رکھتے اور سکنت و فقر کا یہ سبب ہے کہ بسبب اداسے جزیہ و غشور وغیرہ مواخیات کے خرج و دخل سے زیادہ رہتا ہو اور اگر احیاناً کوئی شخص دار بھی ہو جاتا ہو تو مصائدات کے خوف سے آپ کو مفلس ظاہر کرتا ہے اور یہ سبب خرابیاں اس بہت سے لاش ہوتی ہیں کہ اس قوم ناباک نے پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور آیات خدا کو انکے مقام سے نکال ڈالا اور ملال اور احکام پیغمبروں کی اطاعت نہ کی بلکہ اکثر آیات و احکام جو قیامت ساسی بردالت واضح رکھتے تھے

انکو تاویلات باطلہ سے بگاڑنے لگے انتقصہ جب بنی اسرائیل کو بینا برس جنگل میں گزرے تو حضرت ہارون نے وفات پائی اور جب تیس برس گزرے تو حضرت موسیٰ نے رحلت فرمائی اور حال وفات حضرت ہارون کا یہ ہوا کہ سال چلم غزہ شہر ابان ماہ پنجہسم از ابتلا سے بلیہ تیبہ یا تیس برس ابتلا سے اور صحیح یہ ہو کہ بینا برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ وفات ہارون متسرب ہو فلان مقام پر واقع ہو گا چنانچہ ایک دن حضرت موسیٰ و ہارون کوہ شوبک کی طرف تشریف لیچے تو راستے میں ایک مکان پر تکلف و مہر نظر پڑا آسمین ایک درخت عظیم تھا اسکے سایہ میں ایک تخت بچھا تھا سودوزان پیغمبر اس درخت پر جا کر اور حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ مطلع ہو کر بقصد تجنیز و کنفین آئے تو وہ تخت غائب ہو گیا ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے قوم میں آئے قوم کے لوگوں نے یہ نعمت لگائی کہ تم ہارون کو مار آئے سو حضرت موسیٰ نے بنا بر رفع یمت دعا مانگی اللہ صاحب نے اس تخت کو مع ہارون علیہ السلام ظاہر کیا تب حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کی صفائی پر گواہی دی اور بنی اسرائیل نے العاذر لرب ہارون کو خلیفہ کیا بعد اس کے تخت غائب ہو گیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہو کہ دونوں پیغمبر پراپر گئے وہاں حضرت ہارون نے وفات پائی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ پر یمت قتل لگائی فرشتوں نے ہارون کو رو برو کیا انھوں نے خود کہا کہ میں برگسبی مرا ہوں پھر فرشتوں نے انکو دفن کیا کوئی شخص انکی قبر سے آگاہ نہیں ہوا مگر ایک شخص گو کاہلہ اور بعض روایت کرتے ہیں کہ دونوں پیغمبر غارون کی طرف گئے حضرت ہارون نے وفات پائی حضرت موسیٰ نے انکو دفن کیا قوم نے سنکر یمت لگائی خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو ہارون کی قبر پر لیجاؤ جب قبر پر گئے تو اللہ نے ہارون کو زندہ کیا تب بنی اسرائیل نے حال ہوت دریافت کیا روایت ہو کہ حضرت ہارون تین یا چار برس حضرت موسیٰ سے بڑے تھے اور وقت موت ایک سو تیس یا چوبیس برس کے تھے اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قبر حضرت ہارون علیہ السلام کی جبل اصد پر واقع ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہو کہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام بقصد حج یا عہد کے من تشریف لائے جب معاودت فرمائی تو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئے وہیں حضرت ہارون علیہ السلام نے وفات پائی فرار تشریف آکا جبل اصد پر کذا فی جذب القلوب اور سعودی نے لکھا ہے کہ قبر تشریف جبل حراں پر واقع ہے متصل کوہ طور روایت ہو کہ حضرت ہارون کے جنازے کے ساتھ چالیس ہزار بنی اسرائیل آئے ہارون سوا سے اور لوگوں کے

اخبار الدول میں ہم کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ولادت ہی اسی جنگل میں رہا تھا جہاں پر ان کی ولادت ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
بھی کیفیت وفات میں ان کو ان غنیمت واقع میں رہا ہے اور یہ بیان کرتے ہیں کہ جب وفات آنجناب
قرب ہوئی تو جنگل واسطی اسرائیل میں کوئی ایسا شخص تھا جو اسے حضرت یوشع اور کالوب اور اوئی
اور اودو احفاد کے سوا آپ نے سب کو بیچ کر کے احکام توریت سنائے اور ایک کتاب توریت اپنے
ہست مبارک سے لکھ کر حضرت جبریل سے مقابلہ کر کے اسے باروئی کو صندوق الشہادہ میں رکھ کر غنا
فرمائی اور قوم کو تاکید فرمائی کہ تم بھی نصلیں توریت کی کرو چنانچہ اور لوگوں نے کئی نسخے لکھے حضرت نے
ان کو اصل نسخے سے مقابلہ کر کے اسباب میں تقسیم فرمائی کہ ہر سبط کو ایک ایک کتاب ملی بعد ازاں تین
تیس سوچ ماہ آزار کو پچھ قوم بنی اسرائیل کو بھیجا اور اسے فرمایا اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا
دوسرے ولیعہد قرار دیکر فرمایا کہ یوشع آج کے دن میری جگہ ایک سوئیس برس کی ہوئی اب غالب ہو گیا ہے
کہ میں اس جوان فانی سے عالمی جلد کروں اور چند دھماکے سے اس کے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام
کو ہمراہ ایک خمیون سے باہر شریف پہنچے اب ایک مسافت کثیرہ طو کی اور قوم سے غیبت کلیہ ہو گئی تو
ہو اسے نرم و خوش جلوہ بادیم بولتے ہیں جانب مغرب سے چلنی شروع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام
نے جا کر اب وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وقت بہت قریب آیا اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے حضرت یوشع کو گلے لگایا اور کلمہ از دل زبان مبارک پر لائے اور دفعتاً اپنے پیراہن سے
غائب ہو گئے اور پیراہن نبوت حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھ میں رہ گیا گویا اشارہ ہوا کہ میں نے
تمام خلیفہ جانشین صاحب خرقہ اپنا کیا بالحدیث حضرت یوشع علیہ السلام بالباس رسالت قوم میں
جلوہ فرما ہوئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو پوچھا حضرت یوشع علیہ السلام نے کیفیت انیس لای
بیان فرمائی ان لوگوں نے انکو بھی قتل کی تہمت لگائی اور اسی وہم و خیال میں سوئے تو خواص قوم
نے خواب دیکھا کہ یوشع اس تہمت سے پاک ہو تم لوگ تفصیل اپنی ممانت کو آخر شمس صبح کے وقت
جماعہ ضعیف شریف حاضر ہو کے عذر کرنے لگے اور متابعت و مطاعت حضرت یوشع میں مستعد
ہوئے اور بعض صورت وفات یون بیان کرتے ہیں کہ جب تینتیس برس جنگل میں گذرے تو حضرت
موسیٰ نے حضرت یوشع اپنے بھائی کو اپنا وصی فرمایا اور قوم سے کہہ دیا کہ اب میری عمر چھوٹی رہی ہے
دوسرے دن حضرت عزرائیل علیہ السلام قشرین لائے بعد سلام علیک حضرت موسیٰ نے فرمایا
جنت زائر ام قابض حضرت عزرائیل نے کہا قبض روح کو آیا ہوں فرمایا کس طرح قبض روح کرو

عبدالمجید

بولے تھے سے فرمایا میں نے اس منہ سے بیواسطہ اللہ سے باتیں کی ہیں کما کا نون سے کما لو گا فرمایا
 کہ میں نے کا نون سے کلام الہی بیواسطہ سنا ہے کما آنکھوں سے فرمایا کہ آنکھوں سے میں نے نور الہی دیکھا ہے پھر کما اتھو کا
 فرمایا کہ میں نے اتھو کا نور اتھائی ہے کما پاؤں فرمایا کہ پاؤں سے طور پر گیا ہوں تب حضرت غزراہیل اللہ جواب ہو
 پھر گئے اور جناب الہی میں حضرت موسیٰ کی گفتگو کی کیفیت بیان کی ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو میرے
 پاس کا انانہیں چاہتا حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا الہی میں دل سے یہ چاہتا ہوں پر یہ آرزو ہے کہ ایک
 اور مقام قدس میں حاضر ہو کر مناجات کروں اور کلام شہین تیرا شن لون اور یارب میں اپنی اذکیان تیرے
 سپرد کرتا ہوں انکو بد کاموں سے محفوظ رکھنا اور حلال روزی انکو عطا کرنا ارشاد ہوا کہ آگے چل چنانچہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے چلے تو ایک قبر نظر پڑی اوپر چند آدمی نظر پڑے حضرت موسیٰ نے
 پوچھا یہ قبر کس کی ہے ان لوگوں نے کہا ایک خاص بندہ خدا کی ہے کہ وہ شخص تمھاری مثل ہے پھر کسی نے
 کہا کہ اس قبر میں درآؤ تو ہم دیکھیں تمھارے قدم کے مطابق ہے یا نہیں حضرت موسیٰ قبر میں اترے
 اور سو گئے تب حضرت غزراہیل نے سبب جنت سونگھا یا کہ انتقال ہوا اور فرشتوں نے قبر کو بند کر دیا
 مگر صحیح تریہ ہے کہ قبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیت المقدس میں سرخ ٹیلے پر واقع ہے حجاری اور
 مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ملک الموت موسیٰ کے پاس آیا اور
 کہا کہ اپنے رب کا حکم مان یعنی موت قبول کر موسیٰ نے ایک طمانچہ مارا آنکھ پر کہ آنکھ پھوٹ گئی تب
 ملک الموت پھر گیا اور عرض کرنے لگا یا الہی تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا کہ وہ موت نہیں چاہتا
 اور اسے میری آنکھ پھوڑ ڈالی سو خدا نے اسکی آنکھ بنا دی اور فرمایا کہ پلٹ جا میرے بندے پاس
 اور کہ تو زندگی چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھ سو جب قدر تیرا ہاتھ بالون کو ڈھانک لیگا جتنے
 بال ہونگے اتنے برس تو زندہ رہیگا موسیٰ نے کہا پھر کیا ہو گا فرشتے نے کہا موت موسیٰ نے کہا
 اگر یہی حال ہے تو ابھی سہی اے میرے رب مجھ کو قریب کر دے پاک زمین سے یعنی بیت المقدس سے
 پتھر پھینک مارنے کی سافت کی برابر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس
 مکان پاس ہوتا تو تمکو موسیٰ کی قبر دکھلا دیتا جو راہ سے کنارے پر سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے
فائدہ اس حدیث سے دو باتیں شیعہ کی نکلیں ایک یہ کہ فرشتے کی آنکھ پھوڑنا آدمی سے
 ممکن نہیں دوسرے یہ کہ ملک الموت اللہ کے حکم سے آئے تھے حضرت موسیٰ نے کیون مارا اس
 معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا کی زندگی پسند تھی رفع ان دونوں شہوں کا اسطرح ہو سکتا ہے کہ جب
 فرشتہ بصورت آدمی آیا تو سب صفات انسانیہ اس میں پائے گئے پھر آنکھ پھوڑنا کیا عجب ہوا

اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت نہ جانا تھا بلکہ آدمی سمجھے تھے کہ چھوٹھا دعویٰ روح نکالنے کا کرتا ہو
 کیونکہ روح نکالنا فرشتے کا کام ہو کسی اور سے نہیں ہو سکتا اس لیے اُس کو اپنے پاس سے ملا کہ ہاتھ
 آنکھ میں لگا پھوٹ گئی اور یہ تو ظاہر ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زندگی پیاری نہ تھی ورنہ دوسری تہ
 عمر وراثت قبول کرتے اور اخبار الدول میں حافظ ضیاء الدین مقدسی سے منقول ہے کہ وہ قبر حبیب موسیٰ
 مشہور کرتے ہیں شرقی بیت المقدس متصل اریحا سے چیلے کے پاس واقع ہے اور اُسکی زیارت ہوتی ہے
 اب تک ایک قبہ اُسپر بنا ہوا ہے اور وہاں دو امر عجیب ہیں ایک تو اُس مزار پر کچھ لوگ از قسم شیوخ
 برنگ مختلف نظر آتے ہیں بعضے بے صورت سوار اور بعضے پیادے اور بعضے نیزے کندھوں پر رکھے ہوئے
 اور جو دریافت حقیقت آنکی کی گئی تو لوگوں نے مختلف باتیں بیان کیں بعضے کہتے ہیں ملائکہ
 ہیں اور بعضے کہتے ہیں صالحین ہیں لیکن اُنکو خواص اور عوام سب دیکھتے ہیں
 دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی عورت حائضہ مسجد میں داخل ہوتی ہے یا کوئی احاطے مسجد میں کچھ گناہ کرتا ہو
 تو ایک ہوا جنگل میں چلنے لگتی ہے کہ ایسی خوارق عادات سے استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ قبر حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کی ہے حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ولادت با سعادت حضرت موسیٰ
 شہ مصر میں ہوئی اور تین ہزار سات سو اڑتالیس ہو ط آدم علیہ السلام سے گزرے تھے اور
 وفات کے وقت تین ہزار آٹھ سو اڑتالیس متقاضی ہوئے تھے کہ اسی حساب سے کل عمر انجناب
 ایک سو بیس برس کی ہوتی ہے اور ذکر جناب کلیم اللہ علیہ السلام کا ستورہ بقبرہ و اعراف و آل
 عمران و انس، دھت و قصص و مریم و نمل و انبیاء و مومنین و زخرف و دوخان و ابراہیم و ہود و شعرا
 و بنی اسرائیل و یونس و مائدہ و نازعات میں ہے۔

تفہیم شان نزول حضرت یوشع علیہ السلام

اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یوشع ابن نون بن افرانیم بن یوسف علیہ السلام ہیں اور والدہ اُنکی مریم
 یا کلثمہ بشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں انکو اللہ صاحب نے بعد حضرت موسیٰ کے سات برس
 خلیفہ رکھا پھر نبی فرمایا کہ ستائیس برس نبی رہے احوال ابجا یون ہوا کہ جب چالیس برس پیشانی
 اور سر کشنگی کے جو اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیے تھے گزر گئے اور حضرت موسیٰ اور ہارون
 نے وفات پائی تو سال اول وفات کے چھ مہینے یا دس مہینے کے گزرنے پر شہر نسیان بن ارخاد
 الہی بطریق امام حضرت یوشع سے ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبارین عمارتیں
 شام کا ملک لیلوا اور جہاد کرو اور بعد حصول تسلط عبادت مقرر کرو سو حضرت یوشع بن نون

حاجہ حضرت
 یوشع علیہ السلام

جانب عمائد شریف پہلے اور سردار دن بڑھوئے وہاں کشتیان بنا بر عبور نہ ملین حضرت یوشع نے جان
 صندوق بنی تابوت کیکنہ کو اڑنا دیکھا تو لوگ اس قدر گھبراہٹ ہوئے کہ کھوسو حاملین صندوق نے صندوق کو چھوڑ
 آب اردن خشک ہو گیا اور بنی اسرائیل پار ہوئے اور حضرت یوشع نے ایک مینار بطور علامت
 اس خارق عادت کے اُس مقام پر تعمیر کرایا اور جب قریب قریب اسی کے جلوہ فرما ہوئے تو دو آدمی
 بطور باسوس روانہ کیے اُن دونوں نے وہاں کا حال مفصل آکر بیان کیا فی الفور حضرت یوشع سوار ہوئے
 اور ہمیشہ پیچ کر تین شہروں کو گھیر لیا روایت ہو کہ اسی کا بڑا شہر قی وق تھا وہاں کے قلعے کمال
 مستحکم اور بہت غارت تھے محکم تھے مگر بعض نامرد حالت اضطراب میں کئے لگے کہ ہم کس بلا میں ہیں
 خدا نجات دے اس کیفیت سے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو مطلع فرمایا انجناب نے
 ساتویں دن محاصرہ سے سرداران بنی اسرائیل اور ایمارونی کو ساتھ اپنے لیا اور شہر کا طواف
 سات بار کر کے دعا پڑھی اور جانب شہر میں دو بانی دفعۃً بیکر خدا تعالیٰ ایک جانب سے دوا شہر پہلے
 کی ٹوٹی بلکہ فیصل اور دیوین زمین میں بہر گئی یہ حال دیکھ کر کثرت بنی اسرائیل نے یوشع کیا
 اور شہر کے اندر داخل ہوئے اور ساتواں شہر کو قتل کر کے مال و اسباب اٹھا خوب لوٹا کذا اللہ تعالیٰ
 انجناب الدول میں کا انجناب شہر روایت ہو کہ بلکہ بنی اسرائیل کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ
 سے نکلے تھے وہ سب چاہتے ہیں کہ زمین میں گئے ایک شخص بھی انہیں کا جنگل میں نہ رہتا تھا صرف
 یوشع بن نون اور کالوس بن یوشع تھے لیکن قدرت الہی سے یہ معاملہ ہوا کہ جتنے مرنے
 آئی انکی نسل پیدا ہوئی کہ جس قدر اور وقت خرمن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ برآمد ہوئے تھے
 اسی شمار سے حضرت یوشع بن نون اور کالوس علیہ السلام کے ہمراہ جنگل سے بلا زیادت و نقصان نجات
 شام پہنچے تھے۔ اس کے دار السلطنت تھا کہ محاصرہ کیا وہاں بادشاہ عاتقہ رہتا تھا وہ مقابل ہوا اور
 اس نے صحت جنگ بے شکرت رعایا و برادر اس سے کی اور اس طرف حضرت یوشع نے اپنی فوج کی
 صف بنامہی اور لڑائی شروع ہوئی ہر چند فوج سلطان نے دادرمانی میدان کا زار میں از حد
 ہی ایک لشکر بھی اس پہل کہ بہت کثرت سے تھا غالب آیا اور لشکر بادشاہ بھاگ کر ایک قلعے میں چھپا
 یوشع علیہ السلام نے قلعے کا محاصرہ کر لیا تب بادشاہ یوشع بن باعور کے پاس کہ مرد عابد خدا آگاہ
 قبول آگاہ بنی اسرائیل میں سے خود انعامیوں میں سے رہنے والا جہاز و ن خواہ شہر طبا کا تھا اہم
 جانتا تھا محاصرہ اٹھتے ہو کہ جو آپ نے کرین تو یہ لشکر پھر سے یوشع کو باطن سے منع ہوا تب نے کہا یہ لشکر جانب سے آیا ہوا
 میں ہرگز دعا کو کام نہ بنیں یہ قبول کر دیا بادشاہ نے کہا میں تو ہرگز قبول نہ کروں گا اگر تو دعا نہیں کرتا تو

میں قتل کرونگا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ بلعم باعور نے خدا کے خوف سے بادشاہ کا کنا نامانا تب بادشاہ نے اسکی جو رو کو کہ نہایت حسینہ تھی اور بلعم اسپر فرشتہ تھا مال کی طمع دیکر نہ بن ایمان گردانا اسے بلعم باعور سے باصرہ کہا بلعم راضی ہو گیا الا پھر بھی خوف خدا کر کے پہلے اسے بادشاہ کو ایک حید سکھایا کہ بادشاہ لشکر میں فاحشہ عورتیں خوبصورت بھیجے کہ لوگ بیکاری کریں اور مرتکب زنا ہوئیں تو انپر ذلت پڑے اور شہاست اعمال سے نہریت اٹھا دیں بادشاہ نے چوڑھ چوڑھ برس کی عورتیں لشکر میں بھیجیں مگر برکت پیغمبر سے یہ جیل نہ چلا اور حافظہ حقیقی نے سب کو محفوظ رکھا پھر اس قحبہ نے کہا کہ اگر دعا نہیں کرتا تو مجھکو طلاق دے ناچار بلعم اپنے حجرہ میں دعا کرنے گیا اس جگہ دو شہر بیٹھے تھے دوڑ پڑے بلعم بھاگا اور اپنی عورت کے پاس آکر کہنے لگا کہ پیغمبر دھکا آنا اچھا ہی مجھے دعائیں ہو سکتی بلکہ مجھکو شرم آتی ہو اسنے کہا میں ایسی بات نہیں سنتی ناچار پھر اپنی عبادت گاہ کو چلا جو بنی قدم اندر رکھا دوسرا پ دوڑے بلعم بھاگا اور پھر جو در سے بولا کہ خدا سے ڈر پیغمبر دن کے حق میں بد دعا کرنا بد ہے اسنے کہا ایسی اور فریب مجھکو پسند نہیں آتے پھر باہر نکلا اور ایک گدھے پر سوار ہو کر پہاڑ والے عبادت خانہ میں چلا گیا ہارک رہا ہر خد بلعم نے ہانکا نہ چلا اور بولا کہ اے بلعم یہاں سے پھر حل دوزخ میں نہ پڑ اس کلام سے بلعم پھر چلا راہ میں شیطان نے کہا کیوں پھرے جاتے ہو بلعم نے کہا کہ میرے گدھے نے منع کیا اور میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ کام بد ہو ابلیس نے کہا کہ یہ سب دوسو سے شیطانی ہیں گدھا کہیں باتیں بھی کرتا ہو تم بیشک دعا کرو کہ لشکر یہاں سے پھر جائے اور تم قوم کو ہدایت کرو اور اپنے واسطے دعا مانگو کہ تمکو خدا پیغمبر کرے اور تمھاری جو رتھھاری جو رتھھارے پاس رہے ایسی جو رتھھارے ملیگی پھر بلعم باعور آگے نہ بڑھا لیکن گدھا آگے نہ گیا تب بلعم نے پیادہ پا جا کر پہاڑ پر دعا مانگی اسی دن بنی اسرائیل نے نہر بیت واقع ہوئی اور حضرت یوشع علیہ السلام تھیر ہو کے سجدے میں گرے اور عرض کرنے لگے کہ یا اتھی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہاں صبر کرتے رہے تاکہ یہ ملک علاقہ سے لیکر تیرا حکم بجالا دیں اور مال و متاع اکھا جو ہاتھ لگے جلا دیں سو یہ معاملہ درپیش آیا کہ ہمارے لشکر کو نہر بیت ہوئی اور وہ بھی تیرے حکم سے تھا اور یہ بھی تیرے حکم سے ہی اسوقت وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم میں ایک شخص عابد ہو کہ اسکو اسم اعظم آتا ہو سو اسکی برکت سے یہ اتفاق پڑا ہر حضرت یوشع علیہ السلام پھر سجدے میں گر کے دعا کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم اسکے دل سے بھلا یا اور لباس نقوس اسکے بدن سے آتا رہا تب حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اٹھایا اور بنی اسرائیل سے قہقہہ بیان کیا بعد اسکے اسی لشکر نے تختنبہ کے دن حملہ کر کے سارا قلعہ گھیر لیا بلعم نے ہر چہ

دعا مانگی قبول نہوتی دوسرے دن جمعہ کو جہادہ قتال شروع ہوا کہ زمین ملی اور حصار قلعے کا گڑھا اور فوج داخل قلعہ ہونے لگی اس عرصہ میں شام ہو گئی حضرت یوشع نے بحیال اسکے کہ کل شنبہ ہو اور شنبہ کی تقطیع سے لڑائی منع ہو اگر آج فتح نہوا تو کل عاقبت حمار کھینکے اس لیے دعا مانگی انڈ جل شانہ نے آفتاب کو حرکت سے روک دیا کہ پانچ گھنٹہ ہی دن بڑھ گیا اور عاقبت نے شکست کھائی اور سردار لشکر مارا گیا اور بلعم باعور کا ایمان گیا اور زبان نکلتے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ جو سورۃ اعراف میں داخل عالم ہمارا الذی آتیہاہ ایتانہاں نسخ انہا فاتمہ الشیطان نکال من النادین ولو شئنا لرفعناہ وکنہ ظنہ سے الارض واتج ہواہ فمشد کمثل الکلب ان یمل علیہ یاست او تترکہ یاست یعنی سنا انکو احوال اس شخص کا کہ نہتے اسکو دی ہیں آیتیں پھر انکو چڑھا پھر ویچھے لگا اسکو شیطان تو وہ ہوا اگر اہوں سے اور ہم چاہتے تو اسکو اٹھا لیتے ان آیتوں سے لیکن وہ گرا پڑی زمین پر اور چلا اپنی خواہش پتہ ہوا اسکا حال جیسے کتا اسپر تو ادا سے تو ہاں ہے اور چھوڑ دے تو ہاں ہے فائدہ حق تعالیٰ نے یہ قصہ ہو کر سنایا کہ اگر ہم علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اسکے تابع ہو اور اگر آپ تابع حرص کا ہے اور چاہتے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید بانپتے کتنے کی مثل زمین ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا اسکو باطن سے معلوم ہوا جب دل میں حرص پھیلی تو باطن سے معلوم ہوا یا اگر مجھ معلوم ہوا تو اسکو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا نقل ہو کہ جب بلعم باعور دعا کرنے کو چلے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تو معلوم ہوا کہ حاجب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ ہاتھ شیرنگی ہاتھ میں بلعم نے انتہائی کہ اگر حکم ہو تو میں نہ جانوں کہا جا لیکن کچھ بد دعا نکرنا پھر بادشاہ کے پاس پہنچ کر لگا بد دعا کرنے منہ سے خود بخود دعا کے نیاک نکلنے لگی تب باچار وہ حیلہ سکھایا کہ غور میں خوبصورت لشکر میں جانیں مگر نبی اسرار اہل برکت رسول سے محفوظ رہے تب جو روکے کھینے سے شاید دعا کے بدلے کہ دین اور دنیا کی خرابی ہوئی بالحد بعد اس جنگ کے بلعم باعور حضرت یوشع پاس آیا حضرت یوشع نے تعلیم سے بٹھلایا بلعم نے کہا میں نے تیرے حق میں دعا کی کہ نہ برکت ہوئی حضرت یوشع نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا رہا لیکن تجھکو یہ بشارت ہو کہ تین حاجتیں تیری برآئینگی بلعم ناخوش ہو کر اپنی جورو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تجھے کہتا تھا کہ بنفیر کے حق میں دعا سے بد بختا رہے اور تو نے نہانا اب میرا ایمان ہی جاتا رہا جو رو نے کہا میں سو برس تو نے خدا کی عبادت کی کیا کچھ بھی اسکے بدلے نہ ملیگا بلعم نے کہا میں حاجتیں روا ہو گئی اسنے کہا ایک دعا میرے واسطے کر اور دو اپنے لیے

کہ بلعم نے کہا میں تمہوں صاحبین قیامت کے دن چاہوں گا کہ آتش دوزخ سے نجات ملے اسے
 کہا ایک دعا تو پڑھو اسے اگر مجھ کو حسن اور جمال بہتر عنایت ہو اگرچہ بلعم نے کہا کہ بہت حسین و زیکن
 اس مردار نے نہ مانا چار بلعم نے دعا کی ایسی خوبصورت ہوئی کہ تمام گھر کے کسے حسن کی چاک سے روشن
 ہو گیا آتش بدل آفتاب تابان اگر این ست سرشتہ جان تاب خود گھر کہ این ست
 تب عورت بلعم کی صورت سے متغیر ہو گئی ایک جوان خوش رو پر فریفتہ ہو گئی ایک روز بلعم نے دیکھا
 کہ دونوں ہم بستر ہیں اسی وقت دعا مانگی خدا نے عورت عورت کی بصورت کلب سیاہ تبدیل کر دی
 جب یہ حال ہوا تو اولاد اسکی پریشان اور غارت مادہ بین حیران ہوئی اس خبر کو سنا کر بعض
 بنی اسرائیل بلعم با عورت سے کہنے لگے کہ عورت کے نہونے سے گھر ویران و اولاد سہہ گردان ہو
 خدا سے تعالیٰ سے دعا کہ عورت اصلی عورت کی عود آیت چنانچہ اسے با حصار ان لوگوں کے دعا کی اسی وقت
 عورت اپنی صورت پر ظاہر ہوئی خلاصہ تقریر یہ کہ کہ جنون صاحبین بلعم کی زبانیں روا ہوئیں آخرت
 سے بے ہو و ہا حارث شریف میں وارد ہو کہ اسباب کفایت کا کتاب صورت بلعم داخل بہشت ہو گا اور
 بلعم بصورت کلب دوزخ میں جا گیا قصہ بعد اس واقعے کے حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا
 کہ ارضی مقدس میں ایک شہر عالی نام کہ رہتے واسطہ اس شہر کے بت پرست و مشرک ہیں
 چنانچہ حضرت یوشع مع لشکر بنی اسرائیل اس شہر میں تشریف لیگے اور بارہ ہزار بت پرستوں کو
 مع سلطان تیغ فرمایا اسی شہر کی پشت پر دو پہاڑ واقع تھے عمو و جیون نام کہ با بین ان دونوں کے
 ایک خلق کثیر سکونت پذیر تھی انکو دعوت ایمان فرمائی انھوں نے دعوت قبول کی اس جگہ ایک پہاڑ
 سلم واقع تھا وہاں خلق کثیر رہتی تھی انکو بھی دعوت ایمان فرمائی کہ بطوع و رغبت ایمان لائے جب اسے
 فتوح بعنایت الہی ظاہر ہوئے تب حضرت یوشع نے جانب اقصاء مغرب قصد کیا اور بلاد انبیا
 میں داخل ہوئے وہاں پانچ شہر تھے ہر شہر میں ایک سلطان فرمانروا تھا ان سب نے جمع ہو کر
 مقابلہ کیا مگر سب کے سب اثنار جدال میں بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک منارہ کو دھین پونہ پونہ
 تب حضرت یوشع نے درہ کوہ پر چند آدمی معین فرمائے اور غروب اشکر چار ہزار عورتیں کا لہا قسب کیا
 کہ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیہ السیف پر اوڑے آسمان سے برتے اور اسی حالت میں پانچوں
 بادشاہوں کو حضرت یوشع نے قتل کیا پھر بنابر فتح بقیہ دیار شام متوجہ ہوئے اور اکیس بادشاہوں کو
 گرفتار فرما کر قتل کر دیا اور ملک شام قبضہ میں بنی اسرائیل کے در آیا اور عمال بنی اسرائیل نوچ
 شام میں قائم ہوئے تب حضرت یوشع جانب باملس اس مکان پر تشریف لیگے جہاں تابوت حضرت یوشع

من
 چاہو شرح
 علیہ السلام

حضرت موسیٰ نے رکھ دیا تھا اس تابوت کو لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا کذا فی اخبار الدول
روایت ہو کہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ میں واقع ہوئے پھر بیس با اٹھائیس برس تدبیر و
تندیب قوم بنی اسرائیل میں مصروف رہے یہاں تک کہ مرض موت میں مبتلا ہوئے حالت بیماری
میں خبر پہنچی کہ مارق بادشاہ کوہ سلم مع اپنے توابع کے قریب ہو گیا اسی وقت کالب ابن یوقنا کو بھی
دولت قرار دیا اور خود عالم بقا کو مالک عالم کے پاس تشریف لیگئے عمر شریف ایک سو اٹھائیس
یا ایک سو بیس کی ہوئی لیکن تتبع سیر و تفا سیر سے واضح ہو کہ مدت دعوت و حیات میں اختلاف
اہل کتاب کے نزدیک مدت دعوت اکیس برس اور عمر ایک سو دس برس کی ہو اور عرائس میں
زمان دعوت ستائیس برس اور عمر ایک سو چھبیس برس کی لکھی ہو اور منتظم میں ہو کہ حضرت یوشع بیلس
برس کے تھے جب موسیٰ کی خدمت میں آئے اور سو برس کے تھے جب موسیٰ نے وفات پائی
بعد ازاں ستائیس برس خلافت میں گزرا نے اس طرح عمر شریف ایک سو ستائیس برس کی ہوئی ہو
اور اخبار الدول میں دو سو برس کی لکھی ہو وائے علم تحقیقہ الحال مدفن شریف قریب
مقبرہ افراتیم ابن یوسف علیہ السلام پہل افراتیم پر واقع ہو اور بعض کے نزدیک موضع قدس
ملاقات صفحہ میں ہو اور بعض کے نزدیک مقبرہ النعمان میں کذا فی اخبار الدول بالجملہ بعد وفات
حضرت یوشع علیہ السلام کے کالب ابن یوقنا یا یوقنا ابن نارض ابن یودا نے کہ سبط یہود خلیفہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے شہر مارق کو حکم انکی فتح کیا اور ست برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر
مصر میں آئے اکثر علماء کو پیغمبر مرسل کہتے ہیں اور توریت میں بھی انکی نبوت پر نص صریح ہو مگر صحیح یہ ہو
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں تھے اور بعد حضرت یوشع مہات بنی اسرائیل انھیں سے
مستعلق ہوئے کہ بعد اظہان کامل ایک لشکر عظیم ترتیب دیکر متوجہ ملک مارق ہوئے اور کوہ سلم
و نواحی کا محاصرہ کیا اور جسے مقابلہ کیا تیغ ہوا حتیٰ کہ دس ہزار آدمی بت پرست مارے گئے اور
مارق مع جماعہ خاصہ مقید ہوا و بقینہ السیف پہاڑوں میں بھاگے وہیں سے مع قوم بنی اسرائیل
جانب مصر تشریف لیگئے و ولایات شام بلابدال و قتال ہاتھ آئے بعد ازاں حضرت کالب نے
وفات پائی اور حالت مرض میں لوشاتوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن و جمال میں پیشہ حضرت یوسف
سے تھا و نجوف فتنہ اسے تغیر صورت کی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے مبتلا سے بلا سے جدی فرمایا اور
صورت متغیر ہو گئی یہ خلیفہ ہزار برس بنی اسرائیل میں رہا کذا فی اخبار الدول بعد ازاں خلعت نبوت

اللہ صاحب حضرت حزقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا ۔

وفات یوشع علیہ السلام
و یوقنا کا جانشین

وفات یوشع علیہ السلام
و یوقنا کا جانشین

تفہیم ہفتہ وار احوال حضرت خزیر علیہ السلام

خرزویل علیہ السلام ابن لوزی سبط یہودا میں تھے مالک عالم نے انکو بنی اسرائیل میں بعد نوشا قوس کے نبی فرمایا اور بنا بر تبلیغ رسالت جانب الملبا خواہ داوران کے بھیجے گئے چنانچہ حضرت خزیر نے جاتے ہوئے حکم جہاد پہنچایا کہ تمام قوم بنی اسرائیل میدان داوران میں کہ حوالی واسط واقع ہو جسع ہوئی اور حضرت خزیر بنا بر دعائے نصرت شکست ہوئے ان کم سختوں نے موت جہادی کو مار دہ سمجھ کر سیدان جہاد سے منہ موڑا اور بولے کہ اس میدان کی ہوا متغیر ہو کہ اکثر لوگ بلا سے وہاں میں گرفتار ہیں جب ہوا بیان کی صاف ہو جاگی اسوقت ہم جہاد کریں گے ابھی تو ہم جہاد نہیں کرتے اسی تردد واپس و پیش میں اللہ جل شانہ نے بلا سے طاعون مسلط فرمائی کہ اکثر لوگ مر گئے اور بعض بھاگے اور بعد رفع بلا پھر آئے دوسرے برس پھر وہاں آئی حسب روایت ابن ابی براح شتر ہزار آدمی و بروایت ابن عتبہ اشعی ہزار و بروایت ابن عباس چار ہزار و بروایت حسن آنکھ ہزار و بروایت ابن ملیک تیس ہزار آدمی بھاگے اور ایک جنگل میں جو بامین دو پہاڑوں کے واقع تھا ٹھہرے مالک عالم نے دو فرشتے بھیجے ایک نے طرف اعلیٰ سے دوسرے نے جانب اسفل سے ایک ایک آواز دی کہ سب ایک بارہ مر گئے اور جانور بھی اپنی اپنی جگہ پر پجیاں ہو کر رہ گئے اطراف و جانب کے لوگ دفن کرنے کو آئے مگر مردوں کی کثرت سے دفن نہ کر سکے نہ چار ایک دیوار واسطے حفاظت کے گرد ان لاشوں کے کمینج دی تاکہ لاشیں درندوں سے محفوظ رہیں بعد ہفتہ خواہ بعد ایک مدت و راز کے حضرت خزیر علیہ السلام کا اسی طرف گذر ہوا تو صرف ایک انبار ہڈیوں کا دکھلائی دیا اور باطلاع حق یہ معلوم ہوا کہ یہ ہڈیاں بنی اسرائیل کی ہیں تب دعا فرمائی لگے کہ یا اکتی جسطح تو نے ایک مرتبہ زہر مہات چکھا یا اسی طرح اب شربت حیات پلا خالق حقیقی نے سب لوگوں کو ایک مرتبہ زندہ کیا کہ سبحانک اللہم و بحمک لا الہ الا انت کہتے ہوئے اٹھے اور شہر میں گئے اور جب تک اللہ نے چاہا زندہ رہے اور اگلے اولاد بھی ہوئی چنانچہ نشان انکی اولاد یہ ہو کہ انکے بدن سے مڑے کی بو آتی جو اسی قہقہہ کا سورہ بقرہ میں اشارہ ہے الم ترالی الذین خرعوا من دینہم و ہم الون مذر الموت فقال لهم اللہ موتوا ثم احیاء ہم یعنی تو نے دیکھے وہ لوگ جو کل آئے گھر دن سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے خوف سے پھر کہا انکو اللہ نے مر جاؤ و پھر انکو جلا دیا فائدہ یہ موت موت عقوبت تھی یا موت تنبیہ نہ موت انقضاء اجل و نہ خلاف آیت لا یزدقون فیہا الموت الا الموتہ الاولیٰ و دفع ہوتا ہے کیونکہ اگر استغفار اجل کر چکتے تو پھر دنیا میں زندہ نہ ہوتے لیکن تفسیر زاو السیر میں لکھا ہے کہ یہ معجزہ تھا پیغمبر کا اور آیات انبیاء علیہم السلام موتہ اولیٰ سے ششہ بن تنبیہ یہ قصہ اس جگہ اس واسطے فرمایا کہ مسلمان لوگ

تفہیم ہفتہ وار احوال حضرت خزیر علیہ السلام

جہاں سے متعہ نہ موثرین کہ یہ عیب کی بات ہو اور ظاہر ہو کہ موت کبھوں نہ چھوڑے گی آدمی کی عقل ناقص سطر
 لاتی ہو کہ مرگ سے احتراز کر کہ خدر اس سے ممکن ہو اگرچہ عقل کامل انکار کر کے کہتی ہو کہ اگر مرضی رب موت
 آٹھری ہو تو خدر اس سے غیر ممکن اور جو قضا نہیں ہو تو خوف مرگ بیفائدہ ہے از مرگ خدر کردن
 دور روز روانیست + روزے کہ قضا باشند روزے کہ قضا نیست + روزے کہ قضا باشند کوشش
 نکلند سود + روزے کہ قضا نیست در مرگ روانیست + اور بعض محققین صوفیہ صریح منی اس آیت کے
 بزبان اشارت یوں فرماتے ہیں کہ آیۃ الذین خرجوا من دیارہم لعلہم یرجعوا الیہا منہم وہ لوگ مراد ہیں جو عادات اور رسوم
 کے گھروں سے مالوفات نفس اور طبیعت کو دریاے ریاضت کے پانی سے دھو کر باہر نکلے اور قدم
 ہمت سے منزل حیات حقیقی اور خانہ نقاس ابدی میں در آئے ہیں اور سیر سلوک کی تمنائیں جو جبل
 سے عذر کر کے بجا گئیں اور ظاہر ہو کہ زندگی دل کی بلا موت نفس امارہ کے حاصل نہیں ہوتی جب یہ مرد و ملا
 تو ہادی ہدایت اور داعی ارشاد نے صدائے موتوا کان میں پہنچائی یعنی اوصاف بشریہ فانی ہوئے
 اور اخلاق ذمیہ محو ہو گئے کہ یہ دونوں قرب مقام سے دور رکھتے تھے اور جب حسب ارادہ مرے تو
 دوسری بار بجایات قابضہ وجود دائم زندہ ہوئے اور ارشاد ہوا ثم احبنا ہم سے بے حجاب ماندا سرا
 لباب + مرگ بگزین و بر وازان حجاب + نے چنان مرگے کہ درگورے روی + مرگ تبدیلی کہ در
 نورے رومی + اور ہر گاہ کہ یہ مرتبہ بلا نفس اور ہوا و شیطان کے اعداد حق ہیں ممکن الحصول نہیں اسو
 جملہ سالکان سبل حق کو مقابلہ کا حکم دیتے ہیں اور اوپر ترغیب اور تخریص فرماتے ہیں کہ قاتلوانی سبل اللہ
 یعنی نفس و شیطان سے راہ خدا میں داخل ہوا ان اللہ سمیع علیم اور جانو کہ خدا سنتا ہو و جاتا ہو اسرار و کون
 کے یا سنتا ہو در مندوں کی نالی و زاری کہ شوق الہی میں کرتے ہیں امام قشیری فرماتے ہیں کہ سمیع علیم
 بلا کشتان محبت کا نسلی نامہ ہو القصد حضرت خرقیل علیہ السلام نے ایک مدت دراز ان لوگوں میں بسر فرمائی اور
 حال قوم کا یہ رہا کہ کسے موافق و کسے مخالف ناجار ہجرت فرما کے بابل میں تشریف لائے چند روز کے بعد
 وفات پائی مدفن شریف در بیان حلقہ کوذوائع و تعداد عمر کسی کتاب میں نظر نہیں آئی فائدہ بعض اہل تفسیر
 لکھتے ہیں کہ حضرت خرقیل خلیفہ ثالث حضرت موسیٰ کے تھے انھیں کا نام ذوالکفل تھا اور ابن العجوز بھی اس تفسیر
 یہ لکھی ہو کہ خرقیل علیہ السلام کے باپ کے دو عورتیں تھیں ایک سے دس بیٹے تھے اور دوسری عقیقہ و
 ضعیف تھیں سو ایک روز اس نے جبکی اولاد نہی کہا کہ مجھ کو تجھ پر فضل ہو اس پر اس ضعیفہ کو غم ہوا اس غم میں
 رات کے وقت نماز نیا میں کھڑی ہوئی اور صبح تک استغاثے اولاد میں بالضرع و انکسار
 مشغول رہی آخر دعا سے بچا رہ مقبول ہوئی اور وقت طلوع آفتاب آثار حیض ظاہر ہونے اور کسبیت

جوانی کی اسکے بشر سے پیدا ہوئی کہ اُس کے شوہر کو میلان مباحثرت ہوا چنانچہ بعد مارت اُس نے مقاربت کی کہ حاملہ ہوئی کہ حضرت خزقیل پیدا ہوئے اس سبب سے لوگوں نے آنجناب کو ابن العجوز کہنا شروع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ حضرت وحضرۃ الیسع بعد حضرت الیاس کے نبی ہوئے ہیں اور حضرت ذوالکفل کے بعد غلبہ عاقلہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ الیسع بھی اُن کا نام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیٹے تھے نام انکا بشر ابن ایوب اور لقب ذوالکفل اور بعد ایوب کے روم میں نبی ہوئے چنانچہ اخبار الکد و بین بھی ذکر انکا بعد حضرت ایوب کے اسطرح لکھا ہے کہ جب حضرت ذوالکفل یعنی بشر ابن ایوب رسول روم ہوئے تو قوم کے لوگ اہل ایمان لائے اللہ تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جہاد کرو قوم نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ اگر بشر ہلوگ حیات کو دوست رکھتے ہیں اور مہات کو مروہ جانتے ہیں بالین ہمہ مخالفت خدا و رسول بھی ہمارے نزدیک مروہ ہو پس اگر تم اللہ سے یہ درخواست کرو کہ ہم لوگ نہ مرین جب تک موت نہ مانگیں تو ہم اللہ کی عبادت کریں اور اُس کے دشمنوں سے جہاد حضرت نے فرمایا کہ تم نے بہت سخت سوال کیا ہو مگر تم پر کھڑے ہوئے اور دعا مانگی اللہ نے قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ تو قوم کا فیصل ہو جا چنانچہ حضرت بشر ابن ایوب نے قوم سے مقبولیت سوال کا حال بیان کیا اور فیصل امر مذکور ہوئے اسی واسطے ذوالکفل نام ہوا اور قوم کے لوگوں میں کثرت اولاد و اخادد اس حد کو پہنچی کہ بلاد روم میں گنجائش نہ رہی تب قوم نے موت مانگی اور اپنی اپنی اجل میں مرنے لگی یہی وجہ کثرت روم کی اور حضرت بشر ابن ایوب نے شام میں وفات پائی عمر انکی پچیس برس کی ہوئی نزار شریف قرۃ کفل متعلقات تالیس میں واقع ہے مگر صحیح عند المحققین یہ ہے کہ ذوالکفل علیہ السلام وصی الیسع ابن اعدوت کے تھے اور خزقیل و بشر ابن ایوب بھی ملقب بذی کفل تھے اور اُن سے پیشتر گذرے ہیں معالم التنزیل میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ کمین ذوالکفل نبیا و لکن کان عبداً صالحاً اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل سے جو سورہ انبیاء میں مذکور ہیں کہ در اسمعیل و ادیس و ذوالکفل کل من الصابرین مراد الیاس ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بعضوں نے وجہ تسمیہ ذوالکفل کی یہ لکھی ہے کہ ذوالکفل نے زمانے میں کنعان نامے ایک بادشاہ بت پرست تھا اُس نے وقت دعوت ایمان کہا کہ اگر مجھ کو بہشت ملے تو میں ایمان لاؤں حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکا سوال جناب باری میں التماس کیا ارشاد ہوا کہ تو بہشت کا وعدہ کر اور ضامن و فیصل ہو جا بلکہ وثیقہ اپنے دستخط سے لکھ دے چنانچہ آنجناب نے وثیقہ لکھ دیا کہ اُس وثیقہ کو بادشاہ نے اپنے پاس رکھا اور ایمان لایا اور بادشاہ سے دست بردار قوم سے بیزار ہو کر ایک جزیرہ میں جا بیٹھا بعد مدت دراز کے قوم کے لوگوں نے تلاش کر کے ملاقات حاصل کی اور بادشاہ نے سب کو دعوت ایمان فرمائی کہ اکثر ایمان لائے اور

بشر بن ایوب
دعوت ایمان

دعوت ایمان

جب بادشاہ کی موت قریب آگئی تو اُسے وہ وثیقہ اپنی قبر میں رکھوا لیا جب وفات پائی تو تین دن کے بعد قوم کے لوگوں نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام سے کہا کہ ہلکوا نشان دو کہ ان بہشت ہمارے بادشاہ کو ملی اور سزا سکی ہلکوا دیکھا وہ حنیف حضرت نے دلائل و براہین وصول بہشت کے بیان فرمائے لیکن جاہل لوگوں کے خیال میں کب آتے ہیں ناچار جناب الہی میں ملتس ہو گئے کہ یا الہی اس مقدمے میں میری مدد کر دو باتین دن کے بعد ایک فرشتے نے رسید بہشت فرمیں بہت بخلا و مہر بادشاہ حضرت ذوالکفل کو پہنچائی کہ اٹھنا اب نے اپنی قوم کو دکھلا دی تب وہ لوگ گردیدہ ہوئے اور یقین لائے اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور صحیح یہ کہ حضرت ذوالکفل نبی تھے کیونکہ اللہ صاحب نے ہرگز انبیاء کو کیا ہی چنانچہ سورہ صاد میں ارشاد ہوتا ہے و ذکر اسمیل و یسع ذوالکفل کل سن الاخیار یعنی یاد کر اسمعیل کو و یسع کو و ذوالکفل کو اور ہر ایک کا خوبی والا اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بایں یسع و ذوالکفل کے مناسبت تمام ہی یسع اور بین اور ذوالکفل اور عالم التنزیل میں عطا سے روایت ہو کر ذوالکفل ایک رسول نبی اسرائیل میں ہوئے ہیں جب انکی وفات قریب تر پہنچی تو وحی ہوئی کہ اے ذوالکفل تیری وفات کے دن پاس آگے ہیں سو تو ملک مفوضہ اپنا قوم نبی اسرائیل پر عرض کر اور دیکھ کون شخص اس قوم میں پرہیزگار ہو جو شخص قائم اللیل و صایم النهار و حلیم الطبع اور یتیم الوضع ہوا سکو سپرد کر کہ وہ انکا کفیل ہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ تلاش و تجسس میں پڑے چنانکہ ایک جوان بصفات مذکورہ موصوف اور شرافت نسب و حسب معروف حاضر ہوا حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے اُسکو کفیل نبی اسرائیل قرار دیا اور وفات فرمائی اس سبب سے ذوالکفل لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذوالکفل نے تلویغیہ و ن کو قتل سے بچا یا تھا اور انکے کفیل ہو گئے تھے اس سبب سے ذوالکفل مشہور ہوئے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر انکا سورہ انبیاء و صاوین موجود ہے

تفریح ہنیر و ہسم در احوال حضرت الیاس علیہ السلام

عالم التنزیل میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس علیہ السلام ہر دو عمر زاد حضرت یسع علیہ السلام کے ہیں اور عبد اللہ ابن سعید رضی اللہ عنہ کے نزدیک الیاس نام و پس علیہ السلام ہی اور یہ روایت ابن ابی حاتم کی ہے اور بقول دیگر محققین الیاس علیہ السلام ایک رسول تھے نبی اسرائیل میں اور بقول ابن عساکر سبط یوشع ابن نون سے تھے اور بعضے اولاد ہارون علیہ السلام سے کہتے ہیں اور محمد ابن حنفیہ مطلبی نے لکھا ہے کہ الیاس ابن یاسین و بقول ابن شیرین قحاض بن غبرار بن ہارون بن عمران اور کہتے ہیں کہ الیاس کو یاسین بھی کہتے ہیں بطرح طور سینین و طور سینا بالجملة یہ بنی ہین بالاتفاق کہا قال اللہ تعالیٰ

وان الیاس لمن المرسلین اور بعثت انکی الہی اعلیٰ پر ہونی تھی اور بعثت نام تھابت کا اور اب بانی
شہر کا اور حال یوں ہوا کہ اس شہر میں جب نام ایک بادشاہ بت پرست سخت مشرک اور خراب تھا اسے
بیس گز کا لمبا چوکھا بت بنوایا اور اسکا نام بعل رکھا اور چار گنا آدمی اسکے مترجم کلام کو یا سکر تر قرار دیے
اور انکو نبی ٹھہرایا کہ وہ سب اسکے گرد جمع رہتے ابلیس ملعون نے دیکھا کہ یہ توفیقہ خوب جواب اسکے پیٹ
میں گھنسن کر یاتین کرنا بہت سودہ اس بت کے اندر جا بیٹھا اور وقت سوال جواب دینے لگا اور مصباحین
سے نکال جانے لگے کہ خدا نے یہ کہا اور نابعلین بادشاہ اسی کے موافق عمل کرنے لگے بنی اسرائیل کہ حضرت یسوع
ابن نون کے زمانہ سے اس شہر میں قیام پذیر تھے اور بعد حضرت خرقیل علیہ السلام کے بت پرست ہو گئے تھے
وہ بھی مطیع بادشاہ ہوئے اور نضاح و اخطین اور عالمین سے انگلیاں کانٹون میں دینے لگے تب اللہ
جل شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جو ث فرمایا کہ وہ دعوت حق میں مصروف ہوئے کہ سورہ صافات
میں ارشاد ہوتا ہوا ان الیاس لمن المرسلین اذ قال لقومہ الاتقون اللہ و تذرون احسن الخالقین اللہ
ربکم و رب آبائکم الاولین فلذہ فانیتم لمحضرون الالعباد اللہ المخلصین یعنی تحقیق الیاس ہر رسولوں میں جب کہا
اپنی قوم سے کیا تمکو ڈر نہیں کیا تم کچھارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانیوالے کو جو اللہ ہر رب تمہارا اور
رب تمہارے باپ دادوں کا پھر اسکو جھٹلایا سودہ پڑے آتے ہیں مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے
اور بعضے کہتے ہیں کہ بعثت حضرت الیاس علیہ السلام اس طرح ہوئے کہ اس جب بادشاہ کی ایک عورت
سماء ازیل بنت ملک صید ابری قتالہ کافرہ تھی جسے سات بادشاہوں بنی اسرائیل سے آشنائی کر کے
بکھان کیا اور فریب سے انکو مار ڈالا اور ایسی قحبہ کمنہ سال تھی کہ ستر مرتبہ جہنمی تھی اور اس پر یہ طرہ تھا کہ انبیاء اور رسولوں
کے قتل کرنے پر زیادہ تر حرص رکھتی تھی چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ اسی نے حضرت یحییٰ پیغمبر کو قتل کر پایا ہر گز ایک
حکیم ایمان دار اسکے پاس رہتا تھا اسنے البتہ رسولوں کو اسکے پیچہ پر ظلم سے چھڑایا تھا بالجماع وہ مدار بادشاہ کے
مزاج میں نہایت دخل رکھتی تھی حتیٰ کہ جب بادشاہ کسی طرف سفر کرتا تو اسی کو خلیفہ کر جاتا کہ یہ ظالم قضا یا میں
حکم دیتی اور اسکے جوار میں ایک موصالحہ تنقیٰ مزدکی نام قلعہ کے متصل رہتا تھا اسکا ایک
باغ تھا کہ اسمیں وہ اور اسکی عورت اپنی بسا اوقات کرتی تھی اور بسبب جوار کے بادشاہ کو
اس بیچارہ سے ایک نوع کی رعایت ملحوظ رہتی تھی اور اسوجہ سے سماء ازیل کو نہایت حد تھا
اور ہمیشہ یہ خیال دل میں رہتا تھا کہ اگر میرا دست رس ہو تو اسکا باغ لے لوں اور اسکو
قتل کروں اتفاقاً بادشاہ کسی طرف گیا اور ازیل کو خلیفہ کر گیا اسنے یہ وقت غنیمت
جان کے ایک دن چند آدمیوں کو بلا کر گواہ بنا یا کہ مزدکی بادشاہ کو گالیان دیتا ہے

اور دستور اس جگہ کا یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو برکے وہ قتل ہو سوا سے فرد کی کو اپنے حضور میں طلب کے جواب لیا فرد کی نے انکار کی اسنے گواہوں سے جھوٹے گواہی لیکے مرد اڈالا اور باغیچہ لے لیا جب بادشاہ کا تو اسنے یہ احوال شکے اپنی جورو سے شکوہ کیا کہ تجھ کو مناسب تھا کہ میری غیبت میں فرد کی سے احسان کرنی نہ کہ ایسا ظلم کیا انیل نے کہا کہ فرد کی نے تجھ کو گالی دی تھی سو میں نے موافق تیرے حکم کے قتل کیا یہ بادشاہ نے کہا میرا انتظار ضرور تھا ازہیل نے کہا اب جو ہوا سو ہوا آئندہ اسی طرح کر دنگی تب خالق جبار نے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ حضرت الیاس نے بت پرستی سے منع کر کے ارشاد کیا کہ باغیچہ فرد کی کے ورثہ کو واپس کر دو ورنہ تو مع جورو اپنی کے کمال ذلت سے اسی باغیچہ میں ہلاک ہو جائیگا بادشاہ ناراض ہو کر کہنے لگا کہ اے الیاس تو ہکو وہ راہ چلاتا ہو جسکو اور بادشاہوں نے ترک کیا ہے یعنی جس طرح اگلے بادشاہ بت پرست تھے اسی طرح میں بھی ہوں مجھے کیا بزرگی ہو کہ میں اسے خلاف ہوں اب میں تجھ کو قتل کروں گا تب حضرت الیاس اس شہر سے ہجرت کر کے ایک پہاڑ میں چھپ رہے سات برس تک تنہائی میں پریشان اور صولت بادشاہی سے ہراسان رہے اور سوائے گھاس اور ساگ وغیرہ اشیائے جنگلی کے کچھ کھانا نصیب نہیں ہوا اور بادشاہ نے ہر چند تلاش کروایا کہ میں نشان نہ ملا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اب ظاہر ہونا چاہیے سوا اسکی صورت ظاہر تین یہ نہ ہو مہوئی کہ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہوا طبیعوں نے جواب دیا اور اس بت نے باوجود ذلت اور سماجت کے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کچھ تدبیر بتلائی اور ابلیس پٹ ہی میں چپکا ہو رہا اور تر جہوں کی بات کسی نے نہ سنی تب یہ قرار پایا کہ نوحی شام میں ایک دوسرا خدا ہی اسکو بلاؤ کہ اس خدا سے سفارش کرے شاید بعل تمسے ناراض ہو بادشاہ نے کہا میرا کچھ قصور نہیں ہے کیونکہ میں نے اطاعت اور فرمانبرداری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہر تر جہوں نے کہا کہ تو نے الیاس کو قتل نہیں کیا یہی قصور ہے کیونکہ الیاس تیرے خدا کا کافر تھا بادشاہ نے جواب دیا کہ الیاس کا پتہ اور نشان کہیں ملتا نہیں ہر چند تلاش ہوئی پر ہاتھ نہ لگا اور میں ایسا پریشان ہوں کہ اب اسکی تلاش نہیں کر سکتا اگر یہ لڑکا اچھا ہو جائے تو میں خود ہی تلاش کروں اور جس طرح مل سکے گرفتار کر کے قتل کروں تاکہ میرا خدا راضی ہو غرض کہ انھوں نے چار سو مصاحبوں کو جائنجا نام پہنچا جب یہ لوگ اس پہاڑ سے جب حضرت الیاس تھے قریب ہوئے تو حضرت کو ارشاد الہی یوں ہوا کہ بلا خوف اور خطر نیچے پہاڑ کے اتر اور ان کافروں سے سارے کراؤ و دعوت ایمان پہنچا حضرت الیاس مقابل ہو کر اول کافروں سے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے تمہارے اور تمہارے معتقدوں کے پاس بھیجا ہے سو تم سب کو حکم اپنے رب کا اور اپنے بادشاہ کو پہنچاؤ اور پھر جاؤ اس کے پاس اور کہو

میری طرف سے کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں اِنِّی اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا کہ نبی اسرائیل یعنی بنی ہون اللہ کوئی نہیں مگر میں جو معبود بنی اسرائیل کا اور مارنے والا اور جلانے والا اور زرق دینے والا اور پیدا کرنے والا میں ہوں تو اپنی نادانی سے دوسرے کو میرا شریک گردانتا ہوں کوئی شخص جہاں میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوا کسی کو طاقت نہیں کہ ایک ذرہ کو حرکت دے جسکو میں چاہتا ہوں جنبش دیتا ہوں جب حضرت الیاس نے افسے یہ کلام کہا تو وہ لوگ رعب میں آگئے اور بادشاہ سے آکر بولے کہ الیاس ہمارا تھا بال اسکے سفید ہن اور بہت ضعیف ہو گیا ہر کھل کا قمیص پہنے ہمارے پاس آیا تھا اُسے ایسا کلام نکلا کہ ہم رعب میں آکر جواب دہ ہو سکے باوصف اسکے کہ ہم چار سو آدمی تھے اور وہ تنہا تھا بادشاہ کما زندگی کا لطف نہیں جب تک الیاس زندہ ہو کسی طرح الیاس کو گرفتار کرو چنانچہ پچاس آدمی زور آور ہو شیار اسی طرح سے سمجھا کر دانہ کیے کہ تم کسی جگہ اور تیرے سے یوں طع دیکر لاؤ کہ تمام شہر کے لوگ تیرا ایمان لاویں گے غرض کہ پہلا کے قریب گئے اور پکارنے لگے کہ یا نبی اللہ ابرار لنا دین حسن علینا یعنی اے نبی اللہ کے ظاہر ہوا و احسان کر ہم پر کہ ہم ایمان لائے اور ہمارا بادشاہ بھی ایمان لائے گا اور سب قوم بنی اسرائیل نے تمکو سلام کہا ہوا اور قوم بادشاہ بھی تمہاری گرویہ ہوا اور کہتے ہیں کہ تمہاری نبوت میں ہمارے کچھ شبہ نہیں تشریف لاؤ اور امر معروف اور نہی عن المنکر جاری فرماؤ اور اب مناسب نہیں ہر کہ ہم ایمان لا دیں اور تم ہمارے جدار ہو حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ کلام سنکر ارادہ کیا کہ ظاہر ہون مافی ہوئی کہ اے الیاس توقف کر اِنکا ظاہر و باطن موافق نہیں یہ لوگ منافقانہ کلام کرنے ہیں تو میرے جناب میں دعا کرتے ہیں کہ حضرت الیاس نے یوں دعا مانگی کہ یا الہی اگر یہ لوگ سچے ہیں تو مجھکو اجازت ہو کہ میں ظاہر ہو جاؤں اور جو یہ لوگ کاذب اور منافق ہیں تو انپر آگ آسمانی گرے کہ جل جائیں ہنوز یہ مقولہ تمام نہوا تھا کہ آگ آسمان سے برسنے لگی اور سب جل گئے بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ نے پچاس آدمی اور سخت مکار دعا باز پہاڑ کی طرف بھیجے وہ بھی گئے اور کہنے لگے یا نبی اللہ نعوذ باللہ و بک من غضب اللہ ہم مسروق دل سے ایمان لائے ہیں اور اول جو لوگ حاضر ہوئے تھے سب منافق تھے اگر انکا اتفاق ہو کہ معلوم ہوتا تو ہم انکو اصلاً اس طرف متوجہ نہ ہونے دیتے مگر وہ لوگ جزاے اعمال کو پہونچے اور تیرے خدا نے بخوبی انتقام لیا اب جاے اندیشہ نہیں ہر تم لوگ قوت ایمانیہ سے بشوق خدمت حاضر ہوئے ہیں بلا تامل آپ تشریف لائیں حضرت الیاس علیہ السلام نے کلام منافقانہ انکا سننا تو پہلے ہی دعا مانگی پھر آگ برسی جس طرح اول برسی تھی یہ بھی خبر بادشاہ کو پہونچی اب بادشاہ نہایت غمگین اور خشمگین ہو کر مستعد ہوا کہ بذات خود حضرت الیاس علیہ السلام پر خروج کرے الا بیماری بیٹے سے متوقف اور

معدور رہا اور فوج کے سپاہی بھی اس طرف جانے سے انکار کرنے لگے تب بادشاہ نے یہ مشورہ کیا کہ
 اس حکیم یونس کو جو سماتاہ اربیل کا منشی ہے بھیجنا چاہیے اغلب کہ الیاس علیہ السلام اسکی ایمانداری سے متوجہ ہو
 پہاڑ سے اتر پڑینگے عن غمکہ اس منشی کو طلب کیا اور کہا کہ میں حضرت الیاس کے ساتھ بری نگر ونگا بلکہ منظور میرا لایا
 ہماری ایمانداری سے مطلع ہو جائیں تو انکے پاس حاضر ہوا دوسری طرف سے محدثت کر اور میرے ایمان کی خبر دے
 وہ منشی مستعد ہوا بادشاہ نے ایک لشکر حرا اس کے ساتھ کیا اور لشکر یون سے بچا دیا کہ بستر ح ہو سکے الیاس
 پہاڑ سے نیچے اتار دیا اور یہاں لاؤ اور منشی سے یون کہا کہ میرا بیٹا سخت مبتلا ہے بلا ہوا اور سپاہی میرے
 بلا سے سخت میں گرفتار ہو چکے ہیں اب میں پرستش بت کی ترک کرتا ہوں آپ تشریف لائیں بالجمہ و دہشی
 مع لشکر جانب جبل روانہ ہوا اور قریب تر پہونچ کر چارنے لگا کہ امی الیاس میں حاضر ہوا ہوں حضرت الیاس
 آواز سلمان کی سنتے ہی شتاق ملاقات ہوئے انہی وقت دہی ہوئی کہ امی الیاس اب ظاہر ہوا و سلام علیک کر خیاچہ
 حضرت الیاس سامنے کھڑے ہوئے پوچھنے لگے کہ امی یونس خیر ہو تو کہاں آیا اسے کہا خیر ہو مجھ کو اس ننگا جبار نے تھامے
 پاس بچا ہوا کہ میں تھوڑے عرصے میں لیجاؤں حضرت الیاس نے فرمایا کہ میں اس کا فر کے پاس نہیں جاسکتا پھر دہی ہوئی کہ اگر توبہ کیا
 تو بادشاہ اس سلمان کو تہمت کر گیا بادشاہ کے پاس جا اور میں محافظ ہوں کہ اس بادشاہ کہ اس کے بیٹے کے غم میں
 مبتلا کر دنگا کہ ہرگز تم سے متوجہ نہ ہو سکیگا اور ایسی طرح سے مار دنگا کہ عبرت ہو جائے جب وہ مر جاے
 تب چلے آنا غرض کہ حضرت الیاس اٹھی لشکر کے ساتھ شہر میں تشریف لائے اور بادشاہ کے پاس
 پہونچے اس وقت بادشاہ کا بیٹا زیادتی درد سے بیتاب ہو کر مر گیا کہ بادشاہ حضرت الیاس سے مل نہ سکا
 اور حضرت الیاس صبح سالم پھر پہاڑ پر تشریف لائے جب بادشاہ کو غم سے فرصت ملی تو اس نے منشی سے
 حال پوچھا منشی نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کا شریک غم نہ ہجھو نہ میں بلوم کہ الیاس کہاں گئے ناچار چپکا ہو رہا
 پھر بعد مدت دراز کے حضرت الیاس تنہائی سے گھبرائے اور پہاڑ سے نیچے اترے اور یونس ذی النون
 کی مان کے گھر میں چھ مہینے تک چھپے رہے اس عرصے میں حضرت یونس علیہ السلام دودھ پیتے تھے
 چھ مہینے تک انکی مان بہت خوشی سے خدمت کرنی رہیں بعد اسکے پھر حضرت الیاس پہاڑ پر گئے اور
 یونس کی مان انکی مفارقت سے بہت ملول ہوئیں اس عرصے میں یونس علیہ السلام نے اتفاقاً
 کیا تو انکی مان حضرت الیاس کی تلاش میں نکلی اور پہاڑوں پر ڈھونڈھتی پھری آخر کار حضرت الیاس
 سے ملاقات ہوئی اسنے عرض کیا کہ امی الیاس مجھ کو تیری مفارقت سے بڑا رنج ہوا تھا اسپر او غضب
 یہ ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مر گیا اب مصیبت نے غلبہ کیا اور بلا نے ہجوم کیا اور مجھ جانتے ہوا کہ اسکے سوا
 کوئی لوگا نہیں تھا اب یہ درخواست ہو کہ تم دعا کرو کہ میرا لڑکا زندہ ہو جائے اور اسی امید سے

میں نے اب تک فن نہیں کیا ہے حضرت الیاس نے کہا کہ اس بات میں مجھ کو حکم نہیں ہے اور میں تا بعد از ہون جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتا ہوں تب بونس کی بان روئے لگیں اور نضر عوزاری سے پیش آئیں کہ حضرت الیاس نے اسکو تسلی دی اور نہایت مہربانی سے پوچھا کہ تیرا بیٹا بونس کو دن سے مر گیا ہے کہا سات دن ہوئے تب حضرت الیاس حکم الہی ساتھ چلے اور ساتویں دن بونس کے گھر میں پہنچے دیکھا کہ بونس جوڑا دن سے مردہ ہیں حضرت الیاس نے وضو کر کے ناز پڑھی اور دعا مانگی اللہ نے بونس کو زندہ کیا پھر حضرت الیاس مکان پر تشریف لائے اس عرصہ میں قوم الیاس نے گناہوں کی شدت سے کمال رو سیاہی حاصل کی ابھر حضرت الیاس کو نہایت غم ہوا سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ ای الیاس غم کو سو اسطے کرتا ہے جو تو مجھے طلب کے عطا کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ یا الہی میری تمنا یہ ہے کہ تو مجھ کو اس عالم سے اٹھالے اور میرے باپا کو سے ملا دے کیونکہ نبی اسرائیل سے مجھ کو رنج پہونچا اور انکو مجھے تکلیف پہونچی جو حکم ہوا کہ ای الیاس یہ وقت اینٹین کر کہ میں زمین کو تجھے خالی کروں لیکن تو اور درخواست کر لو میں قبول کروں حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو اس عالم سے اٹھانا منظور نہیں تو سات برس تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار میں ہو جائے ارشاد ہوا کہ ای الیاس میں جیم ہوں اگرچہ بندے ظالم ہوں پھر عرض کیا کہ تیرے بس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ میں جیم ہوں عرض کیا کہ پانچ ہی برس تک اختیار ملے ارشاد ہوا کہ میں رحم الراحمین ہوں اور یہ بات رحمت کے خلاف ہے لیکن اسطے عمت کے تین برس تک خزانہ پانی کا تیرے ہاتھ میں کیے دیتا ہوں کہ بلا حکم تیرے پانی نہ برسے گا حضرت الیاس نے کہا میں ہر کس طرح زندہ رہوں گا ارشاد ہوا کہ بعض طوئیر سے واسطے قوت لا میوت پہونچاؤں گے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ اب میں راضی ہوں بعد از ان پانی کا برسانا موقوف ہوا گائے بکری بیل خچر وغیرہ وحوش طیور مرنے لگے درخت سوکھ گئے آدمیوں کو سخت مشکل پڑی مگر حضرت الیاس خوش تھے اور قوم کے لوگ ناہادرہ حال ہوا کہ انجم کے لوگ حضرت الیاس کی تلاش میں پہنچے بلکہ جس گھر میں روٹی کی بوبائے تو ہی کہتے کہ الیاس اس گھر میں آئے ہیں اور تلاش کرتے ہوئے غیر کے گھر میں چلے جاتے گھروالے ناراض ہوتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تین برس قحط پڑا تو ایک دن حضرت الیاس ایک عورت ضعیفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے اسے کھا تھوڑا آنا اور تیل ہے حضرت الیاس نے دعا فرمائی کہ یا الہی اس میں برکت دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا سے دونوں خیرین بڑھادیں کہ اُسکا گھر بھر گیا تب قوم اسے بڑھیا سے پوچھا کہ یہ برکت کہاں سے آئی اسنے کہا کہ ایک شخص اس صورت کا میرے گھر آیا تھا اسنے دعا کی ہر آن لوگوں نے کہا کہ وہ شخص الیاس تھا سو ڈھونڈتے ہوئے دوپٹے کے حضرت الیاس سے ملاقات ہوئی حضرت الیاس بھاگے اور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوئے اُسکا بیٹا نوجوان سخت بیمار تھا اُسکے واسطے دعا کی وہ اچھا ہو گیا اور ایمان لائے ساتھ ہوا کہ جس جگہ حضرت الیاس جاتے

وہ بھی ساتھ جاتا متحقیق ہنسن لکھتے ہیں کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے جب اسپر چند روز گزر گئے تب وحی ہوئی کہ الیاس تو نے بہت بیگناہوں کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم طیور ہوام وغیرہ بھی تیری بددعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس نے عرض کیا کہ بار ب اب میں دعا کروں تو نجات ملے ارشاد ہوا کہ دعا کر سو حضرت الیاس اپنی قوم میں تشریف لائے فرماتے لگے کہ تم رنج بیشک اٹھایا اور ہلاک ہوئے بلکہ تمھاری خطاؤں سے بہائم وغیرہ بیگناہوں پر بھی آفت پڑی اور ابھی تک تم انھیں خیالات باطلہ میں پڑے ہو اگر انکو سمجھ ہو تو اپنے بتوں کو باہر نکالو اور ان سے پانی کی درخواست کرو اگر ملے تو فوالم اور نہ آکو دور کر کے اپنے اللہ سے پانی مانگو کہ اللہ تعالیٰ پانی برسائے تو بے ایک بات تو نے انصاف کی کبھی بعد اس کے اپنے بتوں کو باہر نکال لائے اور ہاتھ جوڑ کر دعا کرنے لگے کسی نے نہ سنا تب کہنے لگے کہ اے الیاس ہلوگ باطل ہیں اور اپنے فتوؤں سے ہلاکت میں پڑے ہیں اب تو ہمارے واسطے اللہ سے دعا کر حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیکر وافر مانی ایک ٹکڑا برکاس پر کے برابر دریا پر نظر پڑا اُس نے ایسا پانی برسا ہا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی اور بنی اسرائیل خوش ہوئے مگر اپنے قول و قرار پر قائم نہ رہے بلکہ اور بھی بگاڑے تب حضرت الیاس نے دعائیں کی کہ یا الہی نبی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے لائق بن جائیں اور اب تجھ کو ایمان کامل کی اسے امید نہیں جو اسلئے تو مجھ کو علیحدہ کر ارشاد ہوا کہ فلاں روز فلاں مقام پر حاضر ہو وہاں جو کچھ سواری تجھ کو ملے اسپر سوار ہو جب وہ دن آیا تو حضرت الیاس علیہ السلام مقام محمود میں حضرت الیسع کے تشریف لیگئے دفعہ ایک گھوڑا باؤنٹ آگ کا ظاہر ہوا یا رنگ اسکا مانند آتش تھا علی تقدیرین حضرت الیاس علیہ السلام اسپر سوار ہوئے حضرت الیسع نے آواز دی کہ مجھ کو کیا ارشاد ہو الیاس نے اپنے کپڑے اتار کر پھینکے گویا اشارہ کیا کہ میں تجھ کو خلیفہ کیا انحضرت اللہ تعالیٰ نے حسب استدعا الیاس علیہ السلام اسطرح نبی اسرائیل سے آکو نبی کر دیا اور شہوت طعام و شراب اُسے سلب کر لی کہ فرشتوں کے ساتھ اُڑنے لگے عالم التنزیل میں ہو کہ حضرت الیاس و خضر علیہما السلام ہر سال بیت المقدس میں آکے روزے رکھتے ہیں اور الیاس موشل ہیں جنگلوں پر اور خضر دریاؤں پر اور عرفات میں دونوں ملتے ہیں اور رمضان شریف کے روزے باہم افطار کرتے ہیں اور صلیب امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہیں جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ غزوہ تبوک میں وائل ابن اسفہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں کہ تمھاری رات گزرے لشکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعہ ایک آواز خربن آئی کہ اللہم اجعلنی من امۃ محمد المرحۃ المغفورۃ استجاب لہا الباری کہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیقہ و انس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس درۃ کو ہر جا

ملاقات الیاس
و خضر دریاؤں پر

اور دیکھو کون آواز دیتا ہے خدیفہ دانس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پہنچے جا کر دیکھا تو ایک شخص نورانی سفید پیش لباس سفید بروت سے زیادہ پہنے ہوئے بیٹھا ہوا اور قد شریف اسکا جسے دو تین ذراع بلند ہے پہنے انکو سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیکر فرمایا تم بھیجے ہوئے رسول اللہ کے ہو پہنچے کہا ہاں تم کون ہو رحمتہ اللہ علیک وہ بولے بن الیاس پیغمبر یون بفرم مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتوں کا کہ حسین بن قیس جبریل علیہ السلام ہیں اور سابقہ میکائیل ہمراہ تمہارے نظر پڑا ان دونوں سرداروں نے کہا کہ تمہارا بھائی محمد رسول اللہ صلعم جاتا ہے اسکو دیکھو اور سلام کرو سو تم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ میں تمہاری خدمت میں اسلیمے حاضر نہیں ہو سکتا کہ مجھکو دیکھا تمہارے لشکر کے اونٹ بھاگین گے اور آدمی ڈرینگے اگر آپ خود شریف لائین تو نہایت بہتر ہے خدیفہ دانس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہنچا لے مصافحہ کیا انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ خدیفہ ابن الیمان صاحب بر رسول خراشاں اور یہ شخص آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہے اہل السموات اسکو صاحب سیر رسول اللہ کہتے ہیں بعد اسکے دونوں صحابی حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے اور پیغام الیاس علیہ السلام کا پہنچا حضرت صلعم اس درہ کوہ میں شریف لیگئے اور بعد مصافحہ و معانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے اس قصے کو حاکم نے مستدرک میں بھی بیان کیا ہے کہ اسناد اس حدیث کے ضعیف ہیں اور ذہبی نے حاکم بطعن کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قصے کی صحت میں کچھ کام نہیں ہے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں مفصل بیان کیا ہے بعد شریف لیجانے حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے جب بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ اسنے گلستان غزنی میں بادشاہ کو مع سماء ازہل اسکی عورت کے نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا اور لاشیں کو اسی جگہ چھوڑا کہ ہڈیاں انکی اسی باغ میں گل لگیں ذکر حضرت الیاس

علیہ السلام کا سورہ و الصافات میں ہے واللہ اعلم

تفہیم نوز و ہم در احوال حضرت الیسع ابن خطوب علیہ السلام

نسب شریف ایکا افرانیم ابن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے انکو اللہ نے نبی اسرائیل کا پیغمبر کیا کہ سب ایمان لائے اور احکام توریت بجالانے لگے اور حضرت الیسع معجزات و خوارق عادات دکھلانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اہل ایرجائے شکایت کی کہ ہمارے سیان کا پانی کھاری ہو آپ دعا فرمائی کہ شیریں ہو جاوے آجنا ب نے قدر سے نمک لیکر دریا میں ڈالا شیریں ہو گیا ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے فلت مال و فاقہ کشی کی شکایت پیش کی اور کہا کہ میرا خاوند نہایت مفروض ہے چنانچہ نے بوجہ تاثیرے گمر میں کچھ ہر اسنے کہا تھوڑا لگی ہے حضرت نے طلب کر کے ایک طرف سے دوسری طرف میں کہا

یہ شخص شاہ خاندان
ہے بن مولیٰ محمد
میرزا علی بن علی
بقول خاصہ کہ فرمایا
یہ شخص حضرت
الیسع

اس عورت نے اپنا گلی اٹھا لیا اور اسی طرح کرنے لگے تو کھی بڑھنے لگا اور محلے کے لوگ خرید کرنے لگے اس عورت کو فراغت حاصل ہوئی کہ اسکے شوہر کا قرض بھی ادا ہو گیا از انجملہ ایک عورت کے گھر گئے تو اسکے اولاد نہ تھی اسکے واسطے دعا فرمائی کہ اسکے لڑکا پیدا ہو اور بعد چند روز کے مری گیا تب آنجناب نے اسکو زندہ کیا از انجملہ ایک دن شاگردوں نے کھانا پکایا اور بٹھولے سے ٹھوڑا عرق اندر این کا ڈال دیا جب حضرت یسوع کھانے لگے تو اس سے آواز آئی کہ مجھ میں زہر ملا ہے آپ نے ٹھوڑا آٹا ڈال دیا اثر زہر جاتا رہا از انجملہ ایک بادشاہ نے حضرت کو قید کیا اللہ نے محافظین کو اندھا کر دیا کہ حضرت یسوع مجس سے بچ گئے از انجملہ بادشاہ دمشق کو برص لاحق ہوا اسنے حاکیان بنی اسرائیل سے ایک طبیب طلب کیا انھوں نے حضرت یسوع کو بھیجا حضرت نے فرمایا کہ اس ندی میں غسل کرے اچھا ہو جائے ویسا ہی ہوا بادشاہ نے زر کثیر نذر کے طور پر بھیجا آنجناب نے واپس کیا مگر خادم نے از روے طمع کچھ لے لیا حضرت کو اطلاع ہوئی بد دعا فرمائی وہ کینخت برص میں مبتلا ہو گیا اسی طرح اکثر خوارق عادات کتب تواریخ میں لکھے ہیں القصد بنی اسرائیل سرگرم عبادت حضرت یسوع کی حیات تک رہے جب آنجناب نے وفات پائی تو سب بے دین ہو گئے عمر حضرت یسوع چار سو و دہر س کمی ہوئی اور قریب لستر مین مدفون ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت یسوع مخالفت بنی اسرائیل سے تنگ ہوئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی فرما کے وفات فرمائی اور بعض کے نزدیک بعد حضرت یسوع سات سو برس تک کوئی پیغمبر بنی اسرائیل میں نہیں ہوا علماء اور متبع البتہ تھے وہ ہر چند وعظ و نصیحت کیا کہ کسی نے انکا کلمہ نہ مانا آخر کار منتقم حقیقی نے ایک قوم بلشانا کو کہ از روے تواریخ عاتقہ و جبارہ مشہور ہیں سلاطین اسرار انکا جالوت تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ جالوت وہ ہر چوسہ سالار شداد بن عاد کا تھا اور اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے زور و قوی ہیکل بلند بالا تند و سخت رو بھاپا عادیوں سے تھے انھوں نے اکثر قوم بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بعضوں کو دیار دسکن سے نکال دیا اور بعضوں کو قید کیا اور تابوت سکینہ چھین کر بابل میں لپکے تب عقلا بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس سے حال کہیں اور نہ کوئی بادشاہ کہ اسکے زور سے مقابلہ کریں اور اس عرصے میں ایک عورت حاملہ کے سوا سب نبوت میں کوئی شخص باقی نہ تھا سوا اسکو بھی قید کر رکھا تھا اس خیال سے کہ شاید اسکے بیٹی ہو اور یہ لڑا اسکو مٹا کر لے کہ وہ دعوی نبوت کرنے لگے کہ اسکے بیٹے سے امیر معروف و نہی منکر ہیں گرفتار ہو جاویں مگر منظور الہی یوں تھا کہ پھر اس قوم کے واسطے نبی مبعوث کیا جاسے سو اس عورت کے دل میں خداوند تعالیٰ نے ڈالا کہ تو فرزند صالح و صاحب تقویٰ کی دعا تو میں قبول کروں اس عورت نے حالت قید میں دعا مانگی کہ یا الہی مجھ کو فرزند صالح عنایت کرنا کہ گمان

اکھا جانا رہے چنانچہ دعا اسکی مقرون باجابت ہوئی اور فرزند نامی اور پسر گرامی پیدا ہوا۔ گوہر
خشنودہ از برج نبوت برخ نمود + اختر سے تابندہ بر اوج رسالت زد و علم + اس غنیغہ نے اسکا نام شموئیل رکھا
کہ زبان عربی اسکو اسمیل کہتے ہیں باب آنکے قبل تولد وفات پا چکے تھے اب انکو اللہ نے نبی کیا
واللہ اعلم بالصواب

تفہیم بستم در احوال حضرت شموئیل علیہ السلام

بعضے کہتے ہیں کہ شموئیل النشین المعجمہ ابن ربان ابن علقمہ خواہ ابن فاهش ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام
ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ انکے باپ کا نام بلقانا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور بعضے کہتے ہیں
کہ نام اہکا شموئیل تھا کہ زبان عربی اسماعیل ہوتا ہو اور بعضے صموئیل ابعاد و مملہ لکھتے ہیں چنانچہ کتب نبی اہل
میں ہی طرح ہی باجملہ پیش از تولد صموئیل آنکے پر بزرگوار نے وفات پائی تھی اس سبب سے ایک
رئیس قوم نے لیکر پرورش کیا یا انکی ماں نے نسل پر تربیت و تعلیم فرمایا جب بیس برس کے ہو کر باخ
ہوئے اور تعجب یہ ہو کہ جالیئش برس کے ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اگر کہا کہ اے شموئیل تلوات
نے نبی اسرائیل کا پیغمبر کیا ہو تم اس قوم کو دعوت الے الحق فرماؤ اور حکم جہاد پہونچاؤ اور عبادت منام
سے منع کرو چنانچہ حضرت شموئیل پیغام الہی سنکر قوم میں تشریف لائے اور صورت نبوت کہ پردہ عدم
میں چار سو برس سے ستور تھے نظر پڑی تو ایک جماعت نے از روئے حسد و خاد کما اتجلیت بالنبوة یعنی تولد
نبوت کی جلدی کی کہ ہنوز وقت اسکا نہ تھا اگر تو سچا ہو تو ہمارے واسطے ایک بادشاہ معین کر کہ
باعداد و اعانت اسکے دشمنان دین کو دفع کریں اور یہی بات تیرے نبوت پر دلیل اور رسالت کا
سمجھ ہوگی یہ درخواست نبی اسرائیل نے اس سبب سے کی تھی کہ حضرت شموئیل علیہ السلام
امور بقتال نہ تھے چنانچہ اللہ صاحب درخواست نبی اسرائیل کی حکایت سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں
اذ قالوا بنی لم العث لنا لکانا لقل فی سبیل اللہ یعنی جب کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو کھڑا کر دے
ہو ایک بادشاہ کہ ہم ٹرین اللہ کی راہ میں یہ معاملہ بیت القدس میں ہوا اہل تحقیق کہتے ہیں کہ جب
واقع ملک و دین ہا یکدیگر متعلق ہیں کیونکہ اگر اہم نبوت بلا شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو کبر اسے نبی القبل
باوجود شموئیل علیہ السلام کے استدعا پر بادشاہ نہ کرنے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصہ دین کا استحکام
اساس ملک سے مضبوط ہو اور خزانہ ملک کی حراست و حفاظت احکام دین سے مربوط ہے نہ
بے تخت شاہی بود دین بپاے + نہ بے دین بود بادشاہ بپاے + ولذا اعتقاد کہتے ہیں کہ الملک
والدین تو امان سے نزد خرد شاہ ہے و پیغمبرے + چون دو نگین اندو یک انگشتری + نفۃ آہست

کہ آزادہ اندہ کین و وزیر یک اصل و نسب زادہ اندہ * بالجملہ حضرت شموئیل نے فرمایا ہا ہل عیشیم ان کتب
علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وانا الا لقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرنا من دیارنا وانا بنائنا یعنی یہ بھی
توقع ہر تھے کہ اگر حکم ہو گا تو انہی کا تب نہ ہو بوسے ہو گا کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہر کمال ہا
ہمارے گھروں سے اور بیٹوں سے مگر باوصف اسکے جب حکم ہوا جہاد کا تو پھر گئے مگر تھوڑے
آئین اور اللہ کو معلوم ہیں گنہگار اخبار میں آیا ہے کہ جالوت ابن علقین رئیس عمالقہ نے کہ مجرورم کے کنار
مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا سو اسنے چالیس آدمی گرفتار کر لیے تھے
اور اطراف کے شہر بھی چھین لیے تھے کہ وہاں کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے
تھے اسی بات کو نبی اسرائیل تعیل قتال میں بیان کر کے لگے چونکہ سخن اسکا خط لفسانی سے علاقہ
رکھتا تھا سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یوں کہتے کہ ہم کیوں نہ جہاد کریں گے حالانکہ وہ کافر و مفسد
ہیں کہ ملک خدا میں انکے ہاتھ سے خرابی ہو اور بندگان حق ناحق قتل ہوئے ہیں تو بیشک دولت
جہاد سے محروم نہ رہتے و ناکدہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم ہے بالجملہ جب حضرت
اشموئیل علیہ السلام نے یہ کلام سنا تو جناب باری میں بننا جات و زاری مستعدی ہوئے کہ یا ائی
کوئی بادشاہ اس قوم پر مقرر فرما حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک عصا اور ایک پالہ روغن قدس کا بھیجا اور حکم دیا
کہ جو شخص تیرے گھر میں آئے اور روغن قدس نلیان کرے اور یہ عصا اسکے قد سے برابر ہو تو اس
روغن سے سراور تہ اسکا جرب کر اور علم اور سلطنت اسکا قوم میں قائم کر کہ بادشاہی اس قوم کی اسی کو
زیبا ہو تب حضرت اشموئیل علیہ السلام حکم جلیل مطہن ہو کر بیٹھے اکابر و اشراف قوم اس کے
گھر میں آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جو شش زن نہ ہوا اور نہ عصا کسی قد سے برابر پڑا آخر کار ایک فرد
ایک مرد ستھہ بادشاہ کہ اسکا ساؤل نام تھا اور طول قامت سے اسکو طاوت کہتے تھے انکے گھر
میں آیا بعض تفسیر و ن میں نسب نامہ طاوت کا یوں لکھا ہے کہ ساؤل ابن قیس ابن ضرار ابن انس
ابن عرف بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اسکے باپ کا گدھا جانا رہا سو ایک
غلام کے ساتھ اسکے باپ نے تلاش کرنے کو بھیجا تھا انا راہ میں حضرت اشموئیل کا دولت خانہ
نظر آیا اور اطراف بارگاہ نبوت پر اشراف کا ہر نبی اسرائیل کا ہجوم دیکھا اسنے غلام سے پوچھا کہ یہ کون کان ہے غلام نے
عرض کیا کہ یہ وہی ہے جو حضرت اشموئیل کی طاوت نے کہا کہ چلو ہم بھی ملازمت حاصل کریں شاید کہ ہمارا گمشدہ اگلے
دعا سے ہمارے چنانچہ طاوت نے قدم اپنا دروازہ کے اندر رکھا فوراً روغن قدس جو شش نکل ہوا حضرت اشموئیل
اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ عصا لیکر اسکے قبے سے ناپا تو عصا اسکے قد سے برابر نکلا ۵ چون

قد تراقیا س کروم + باسروسی برابر افتاد + حضرت شموئیل علیہ السلام نے متبسم ہو کر ارشاد کیا کہ بادشاہی قوم بنی اسرائیل کی ٹھیکو مبارک ہو + فرودہ کہ آیام بکام توشد + خطبہ اقبال بنام توشد + بعد اسکے طالوت کے سردار نہمین تیل لگایا طالوت نے عرض کیا کہ یا بنی اللہ تجھکو معلوم ہے کہ میرے گھرانے میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے اور میرا گروہ کمتر اسباط بنی اسرائیل میں ہے میں کس طرح ایسا بادشاہ ہو سکتا ہوں حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت نعمت ملک مالک ملک و ملکوت کی ہر جسکو چاہے اسے عنایت کرے اور جس سے چاہے چھین لے + ملک دہ و ملک ستان اوست بس + راہ نکش نہر و چکس + طالوت نے عرض کیا کہ تجھکو کچھ نشان چاہیے کہ جس سے میرا دل تسلی پائے حضرت شموئیل نے فرمایا کہ ای طالوت تو اپنے گھر پہنچے تو دیکھ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ پایا یا نہیں اگر مل گیا ہے تو یہی نشان سلطنت ہے طالوت جب گھر میں آیا تو کلام حضرت کا مطلق واقع پایا اور تیرا دل سے سلطنت پر مستعد ہوا حضرت شموئیل نے اشرف بنی اسرائیل کو بادشاہی طالوت سے خبردار فرمایا کہ ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکاً یعنی اللہ نے کھڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ متا لوالی یكون لا الملك علينا نحن احق بالملك منه ولم يؤت سعة من المال یعنی بوسے کے کسان ہوگی اسکو سلطنت ہر ای اوپر اور ہر احق زیادہ ہے سلطنت میں اس سے اور اسکو ملی نہیں کشائش مال کی یعنی طالوت سبط ملکوت میں نہیں ہے بائیں دلیل کہ حضرت یعقوب نے یون دے عافرائی تھی کہ نبوت نسل لادامی میں اور سلطنت نسل یہودامی ہو اور سبط طالوت فروترین اسباط میں ہے کیونکہ طالوت اولاد بنیامین ہے کیونکہ سلطنت اسکے گھرانے میں نہیں ہوئی وہ تو کھیت کیا کرتا ہے اور قوم میں حقیر ہے قطع نظر اس سے عادت ہے کہ ملک انیسب ہوتا ہے یا خزانہ سوطالوت نسبت نسب سے عاری ہے کہ سبط سلطنت میں نہیں ہارے صاحب مال بھی ہوتا کہ تجنیز شکر اور نصیہ اسباب جنگ کر سکتا سو بھی نہیں پھر کس طرح ہمیں بادشاہ ہوگا تب شموئیل علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ اصطفاه علیکم فزادہ بسطہ علی العلم و الجم و اللہ یوتی ملکہ من یشاء و اللہ واسع علیم یعنی اللہ نے اسکو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے نسب جاتا ہے یعنی حضرت شموئیل علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے دو وصف اس میں ایسے رکھے ہیں کہ فی الحال دوسرے میں پائے نہیں جاتے اور وہ دونوں صفتیں بادشاہت کے واسطے ضروری ہیں اول صفت روحانی یعنی دانش کہ مواسم سیاست بے اس کے جاری نہیں ہو سکتے لوالا الیاستہ لطلت الیاستہ اور اس زمانہ میں طالوت علم حرب اور تجسسہ جوش اور کار سپاہی گری اور ترتیب معاملات میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا

دوسرے جسامت بدن کہ اسکے سبب سے ولون پر عظمت اسکی غالب ہوتی ہو اور دشمن پر عرب اسکا
 بوجہ کمال ہوتا ہو اور اسوقت طاقت قوم بنی اسرائیل میں بڑا پہلوان زور آور بلند بالا تھا اور ہمیں شبہ
 نہیں کہ مرد جاہل و بدول کی کچھ وقعت و مقدار نہیں ہوتی قطع نظر ان سب کے اللہ جل شانہ نے اسکو
 بالتخصیص پسند کیا ہو اور عمدہ بات بادشاہی میں اصطفاے الہی ہو کہ وہ مالک الملک علی الاطلاق ہو
 جسکو چاہے اپنا ملک دیدے کسی کو چون اور چرا نہیں ہوے کسی زچون و چرا دم کجا تو اندزد و کہ
 نقشبندی قدرت و راست و چراست و لیکن با اینہم بنی اسرائیل اپنی داب تقریر کے موافق
 کہنے لگے کہ اصطفا و طاقت پر کوئی حجت اور علامت بلکہ دکھلاؤ تا کہ ہمارا دل آرام پڑے اور ہم بطوع
 و رغبت اسکا حکم قبول کریں حق سبحانہ تعالیٰ نے انمویل علیہ السلام کو ارشاد کیا کہ اگر تابوت سلیمہ
 جو کہ عاملہ چھین لینگے تھے بنی اسرائیل میں پھر آوے تو یہی حجت اور علامت ہو فائدہ حقیقت تابوت سلیمہ
 جو اہل تفسیر میں یہ لکھی ہو کہ تابوت ایک صندوق چوب نمشا و یا صندل کا تین گز کا طویل اور دو گز کا عرض تھا
 اسکا اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھیجا تھا اسمین تصویر بن ان پیغمبر دن کی تھیں جو کہ
 اولاد آدم سے پیدا ہونے والے تھے اور ہر پیغمبر کے واسطے اسمین ایک گھر تھا اور سب کے پیچھے
 وراثت خانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا قوت سرخ کا اسمین تصویر آنحضرت کی نخی کہ دیکھنے والے حیران
 تھے عورت سے بنیم و حیران خنی مشوم تھے بھرے اسمین کالات کے اوصاف بھی ایسی
 تصویر کسی نے کبھوں دیکھی نہ تھی کہ کشف الاسرار میں لکھا ہو کہ صورت شید عالم علی اللہ علیہ وسلم
 کی اسطرح بنائی تھی گویا نماز میں کھڑے ہیں اور ایک شخص زیبا و خوش رو با عزت و مہابت جانب دشت
 اسکی پیشانی پر لکھا ہوا کہ الاول من تبعہ من امتہ یہ صورت تھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اور نجاب
 دست چپ ایک مرد با قوت و مہابت و صولت و شوکت استادہ اسکی لوح جبین پر لکھا ہوا
 لایاخذہ اللہ فی لومۃ لا تم یعنی نہیں پکڑے گا اللہ ساتھ کسی برائی کے یہ صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 کی تھی اور پس پشت ایک مرد با حیا و وقار کمال عزت و افتخار شرم سے سر نہ کھائے قائم اور ناصب پارک
 کندہ بارسن البرہۃ یہ تصویر حضرت ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تھی اور پیش رو ایک ہون
 باشوکت و شجاعت شمشیر حامل کردہ و مکر خدمت پرستہ مستعد کھڑا ہوا اسکی جبین نور آگین پرستور ہوا
 انورہ و ابن عمہ النورین ہوا اللہ عزوجل یہ نمود علی مرتضیٰ کریم اللہ وجہ کی تھی اور گرد اعمام و خلفاء نقیبا
 اور لشکر عظیم الشان من المہاجرین و الانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین احاطہ کیے ہوئے جسطح کو اکبہ نگاہ
 ماہ یا عالم و زار حوالی بادشاہ شہسوار حسن پین سرخوش بمیدان آمدہ و صد سپاہ از دلبران بہرچہ

تماشا صفت زدہ ہو باکمال اس طرح ہر ایک پیغمبر کی صورت باخواس و خلفاء اس تابوت میں تھے اور یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر آئے وقت نازل ہوا تھا جب حضرت شیث علیہ السلام سے مخافطت نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمد و میناق لیا گیا اور وہ عمد نامہ بحضور روح القدس و ہما ملائکہ قلم یا قوت و مداد نور سے حیرت پرست کی و صلی پر لکھا گیا اور اس پر فرشتوں کی گواہیاں ہوئیں اور تابوت سکینہ میں رکھ کر حضرت شیث علیہ السلام کو سپرد ہوا اور یہ دستور باندھا گیا کہ جو کوئی شخص اولاً سے منظر نور کا ہو وہی شخص ابطاً بعد اطن حاصل اس عمد کا رہے اور ہر قرن میں اپنے اپنے وارثوں کو بانڈ محمد و ہما کی سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام کے بعد سے نازمان حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص منظر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہو تابوت سکینہ اسی پاس رہا جب قیدار بن اسمعیل جو ان ہوئے تو حضرت اسمعیل علیہ السلام نے عمد نامہ مولیٰ لکھوا کر اس تابوت میں رکھا اور قیدار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمعیل مابین اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام و اولاد حضرت اسمعیل علیہ السلام خصومت و نزاع پیدا ہوئی اولاد اسحق کا یہ دعویٰ تھا کہ نور محمد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گھر میں ہوا و ہم لوگ اس سے محروم ہیں اب تابوت سکینہ ہمارے حوالہ کرو مگر قیدار نے نہ دیا وہ خاموش ہو رہے بعد چند روز کے قیدار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کتابت تابوت سکینہ کنعان میں آیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام ابن اسحق علیہ السلام کے سپرد کر تب قیدار نے تابوت سکینہ کنعان میں پہنچایا کہ اولاد یعقوب علیہ السلام میں رہا چنانکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یوش علیہ السلام کے سپرد کیا اسے دست بردست حضرت الیسع کو پہنچا جب عمالہ غالب ہوئے تابوت بھی چھین لگئے کہ اس پر بنی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سکینہ مثل گرہ تھا اور مہارہ کے نزدیک چہرہ اسکا مانند چہرہ گرہ تھا اور آنکھیں مثل شعل روشن و تابان تھیں کہ آنکے دیکھنے سے خوف آتا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوائی آئینہ دوسرے تھے اور چہرہ انسان کا تھا اور ایک روایت ابن عباس سے ہے کہ سکینہ روح نخی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف حکم کرتی تھی اور وقت قتال جب اسکو سامنے کر لیتے فتیاب ہوتے اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تابوت سونے کا و زنی چھ لاکھ سات سو شقال کا بنوا یا تھا اور دسین وہ طشت جہین پیغمبروں کے قلاب ہوئے تھے اور بنحیمین اور الواح توریت کے کٹے اور عصا موسیٰ اور پانچین انکی اور عامہ ہارون علیہ السلام رکھے تھے اسی کا اشارہ ہو و بقیہ مائیک آل موسیٰ و آل ہارون الخ

سو اسکو بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے آگے لے کر دشمنوں پر حملہ کرنے تھے تب اللہ فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل کی نیت میں فساد آیا تو وہ تابوت عہدہ چھین لے گئے اور اپنے محبت خانہ میں لاڈالا تمام محبت اس کے گریبے حضرت ایک بت سونے کا جو مصر سے لایا تھا باقی رہا صبح کے وقت اس قوم کو سردار جب پوجے پاٹ کو تنخانے میں داخل ہوئے تو یہ حال نظر آیا اس سے عہدہ تعمیر ہوئے اور تابوت سکینہ اس بت کو چھلکا کر چلے گئے جب پھر صبح کو تنخانے میں گئے تو بت نیچے تھا اور تابوت اوپر اور بھی متعجب ہوئے تب لوہے کی میخوں سے اس بت کو تابوت پر جڑ گئے جب دوسرے دن دروازہ بیت النعم کا کھولا تو باقی پیر اس بت کے کٹے ہوئے پائے اور تابوت کو اس بت پر رکھا ہوا دیکھا کمال مضطرب و متحیر ہو کر ایک امیر بنی اسرائیل سے پوچھا اسنے جواب میں کہا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا نے بھیجا ہے جتنا کہ اسکی جگہ نہیں اگر چند روز تنخانے میں رہا تو نام و نشان اسکا گیا تب عہدہ نے اس تابوت کو لیکر ایک گائون کی حد میں دفن کیا اس گائون کے لوگ سب گئے پھر وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا وہاں لوگوں پر بھی بلا طیری غرض کہ اسی طرح سے پانچ شہر دیاں ہوئے پھر ایک غریبہ کے پاس دفن کر دیا تو جو شخص وہاں رفع حاجت کو گیا وہ بوا میر بن مبتلا ہوا اس میں بھی بہت خلقت مری تب ناچار ہوئے اور سیلون پر لا کر لانگ دیا اللہ جل شانہ نے فرشتے بھیجے کہ وہ سیلون کو حضرت اسموئیل کے پاس لے جائیں تاکہ بت تابوت بادشاہ ہوا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ تابوت کو حضرت اسموئیل کے گھر پر پہنچا دو یا طاہوت کے کوٹھے پر رکھ دو یہ روایت ضعیف ہو لائق وثوق نہیں مگر تقدیر سلیم اگر اسی تابوت میں جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا سب اسٹیا تشریب و آداب رکھے گئے ہوں تو کچھ مقام تردد نہیں برفائدہ بعضوں کے نزدیک تابوت سکینہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ سکون دل بنی اسرائیل کا اس تابوت پر تھا اور فتح و ظفر و غلبہ و نصرت انکی اسی کے سبب سے تھی اسی واسطے لڑائی کے وقت اس تابوت کو آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا کہ اس کے پیچھے جاتا جب محل فتح پر پہنچتے تو وہاں تابوت کھڑا ہو جاتا اور سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرتا یا ایک سرد تابوت سے باہر نکل کر ہاتھوں کو حرکت دیتا کہ دشمن اسکو دیکھ کر بھاگ جاتا اور حضرت مرقی علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ مثل چہرہ آدمی کے تھا اور اس کے دو بازو تھے لڑائی کے وقت اس میں ہوا ایسی نکلتی کہ سب دشمن بھاگ جاتے اور بے فہم کہتے ہیں کہ سکینہ ایک طشت تھا کہ انبیاء علیہ السلام کے دل اس میں دھوئے گئے تھے اور زاد اس میں لکھا ہے کہ سکینہ ایک روح ناطقہ تھی جانب خدا سے جب بنی اسرائیل کسی بات میں خلاف کرتے تو اس تابوت کے پاس آکر بیان کرتے کہ وہ روح ناطقہ اس میں سے جواب دیتے کہ انکا شبہ ہے

رقع ہو جاتا تھا سیدہ عترہ بین لکھا ہوا کہ اب وہ تابوت مع عصاے موسیٰ علیہ السلام بحیرہ طبریہ میں ہوا اور قبل از
قیام قیامت ظاہر ہو گا اور اسی تابوت کا اشارہ آیہ قرآنہ میں ہے کہ قال لنریمہ ان آیتہ لعلہ ان یتلک ان تابوت
فیہ سکیہ یومئذ یکم ذبیحہ ماترک آل موسیٰ و آل ہارون تحملہ الملائکہ یشیعہ کما انکما انکما انکما نبی نے نشان اسکی سلطانیت کا
یہ ہوا کہ آوے نکو صندوق حسین و زینبی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی حیرین جو چوڑ گئی ہوئی اور بارون
کی اولاد اٹھا لاوین انکو فرشتے فائدہ اس جگہ سے واضح ہوا کہ انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے تبرکات و آثار
و نشانوں کے تعلیم و پاکیزہ دین و دنیا کی حاجتوں میں اُن سے توسل کرنا اور ادب و تعظیم سے اپنے پاس رکھنا
واسطے حصول مرادات و دفع بلیات کے تائید و تکرار ہے اور ابھارا اسکا سلف ہے یہ امر کتاب و سنت سے
بخوبی ثابت ہے چنانچہ حضرت استاد الامام مولانا حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک سائل کے جواب میں
ارقام فرماتے ہیں کہ تبرک ہائے صالحین شمار دین است قدیم و جدید و آثار کتاب و سنت ثابت الھدایہ ان
و کلام دران علیہ الحد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید و اردست باتکم التابوت فی سکنیت الخ فائدہ اہل تحقیق
فرماتے ہیں کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکنیت سے مراد صفات پسندیدہ اسکے پس تابوت دل جب تبرک
حالات نفس امارہ اور لذات شہویہ کے ہاتھ لگاؤ والا یعقوب علیہ السلام کو روح نسی ذلیل اور مغلوب
ہو گئی پھر جب تابوت دل اپنے مقبرہ آوے تو علامت سلطنت طاہرات کہ عالم باطن میں نفس مطمئنہ قائم ہو
ان فی ذلک لآیت لکم ان کنتم مومنین کاتب اور اہل کتاب کہ بہ مثل بہت درست ہے کیونکہ اس اہمیت کا سکنیت
تابوت میں تھا اور اس اہمیت کا دل میں ہوا الذی انزل السکینہ فی قلوب المؤمنین اسی اہمیت کی نشان ہے
مگر یہ تابوت اُس تابوت سے افضل ہے جو بدین سبب کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اسکے حامل
طاہر ہوئے کہ تھا الملائکہ اسکا حامل لطف حق ہوا کہ دھلتا ہم فی البر و البحر اس تابوت کو دشمن دین چین کے
اور اس تابوت پر دشمن حق کا دست رس نہیں ان عبادی لیس لک علیہم سلطان بلکہ سو احق کے دوسری گنجائش نہیں
وہ تو ایک خلوت خانہ متقی ہوا کہ گنجائش نہیں رکھتا لاسی مگر قریب القصد جب تابوت بنی اسرائیل میں بچہ آیا تو حضرت
شمویل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اب طاہرات تمہارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طاہرات
کی بادشاہت سے ماضی ہیں پس طاہرات اسباب جہاد مٹا کر کے مستعد ہوا اور سب لوگ
ساتھ کو اپنی خواہش و ہوس سے طیار ہوئے اُسے تنقید کیا کہ میں نہیں چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ
چلیں جنہوں نے کوئی گھر بنا یا شروع کیا ہے اور دل اٹھا اسکے اتمام پر متعلق ہے یا تھوڑے دین سے
اُسے پیادہ کیا ہے اور ہنوز اپنی عورت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا یا وہ سوداگر ہے کہ شائع تجارت اسکے ساتھ ہے
اور دل اسکا خرید و فروخت سے مائل ہے یا وہ فرضدار ہے کہ اسکو اداسے قرض کا دغدغہ ہو رہا ہے

بلکہ جو انسان بانشاط فارس غول کہ رشتہ تعلق انکا سبب طرف سے ٹوٹا ہوا اور خیال اہل دیگانہ و اندیشہ خوش
دیگانہ و امن بہت میں نہ لگا ہو صرف مقابلہ دشمن کے ہوس رکھتے ہوں وہ میرے ساتھ چلیں چنانچہ اس طرح
کے آدمی شتر پاشی نہر امر و جبار آراستہ و پیراستہ ہو سکے چون آتش حملہ گذار سے درست و تہمت و
زور آگاہ بہ دلیر وعدہ بند و کشور کشا سے بہ شدیدی جو آشفۃ پیلان مست بہ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر دست
ور دولت طاوت پر حاضر ہوئے اس عرصہ میں گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تاب آفتاب سے ہم چون
نرم و سبم دل معدن میں تاثیر شعلہ سے مانند سیلاب تفتہ اور گرم خاص فلک را شمع کا فوری فودرا
زبالتش خلق چون پروانہ سوزان بہ شد و خون از حرارت در بدن خشک چو زراف غزالان خست
مشک اور طاوت مع لشکر بفرمان حضرت نمبر ۱۱ علیہ السلام تو فلک تپشنگی سے فوج کے لوگ سخت
سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بوسے کہ اسی طاوت ہو بہت گرم ہو اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہیں ہو
کہ ہم کو کفایت کوئے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ سے ظاہر ہو کہ اسکے سبب سے قطع
مسافت ہو سکے ورنہ سخت مشکل ہی ہرگز راہ نہ کئے گی طاوت نے بطریق الامام یا باعلام حضرت نمبر ۱۱
یا از روئے وحی بقول بعض علماء کرام کہ اسکی نبوت کے قابل میں جواب دیا کہ ان اللہ یتلکیم نہر
فن شرب منه فلیس منی ومن لم یلمع فاندیشی الامن اغترت غرقہ بیدہ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ایک نہر سے
پھر جسے پانی پیا اسکا وہ میرا نہیں اور جس نے اسکو نہ چکھا وہ میرا لگے جو کوئی بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے
چنانچہ ایک منزل تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ میں نہر ملی اور اللہ تعالیٰ کو ازمایش منظر
ہوئی کہ فرما نہر وار کون ہو اور مخالف کون طاوت نے تاکید کر دی کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیے
میرے ساتھ نہ آوے اور سعادت جہاد سے محروم رہے مگر مردم لشکر ندی پر جبوقت پہنچے شدت عطش
منہ پر افندہ پانی پر گئے فشروا منہ الاقلیہ انہم یعنی پھر ہی گئے اسکا پانی مگر تھوڑے لوگ انہیں سے
کرتین سو تیرہ آدمی گئے باقی رہے اور اللہ نے انکو قوت دل و قارام جان ایسی مناسبت فرمائی کہ ایک
چلو میں سیراب ہو گئے اور طرف آنکے بھی بھر ہوئے اور جن لوگوں نے حرص سے زیادہ پیا انکے منہ بچھ
خوار ہوا ہوئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ اس دریا کے کنارے رہے میدان جہاد میں نہ گئے
وہ رواتے اکثر دفعہ مگئے فائدہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے بطعمہ منہ ارشاد نہ کیا سو اس واسطے کہ اس میں تو ہم اس بات کا
ہوتا تھا کہ اگر بانی کٹورے یا بھجورے وغیرہ میں لیکر نوش کرے تو منع نہیں ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ پانی ندی سے نہ پیو گا اور اسکو کوزے میں لیکر لے جائے
تو وہ شخص حائل نہیں ہے پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ اس پانی کو ایک خرفہ سے زیادہ نہ لے دہے ہر

برابر ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جنگ بدر میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار میں مطابق اصحاب طاہرات ہو کہ نہر سے گزرے تھے اور اخبار میں وارد ہو کہ انبیاء مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہیں تفہیم تفسیر میں لکھا ہو کہ ہر گاہ آب حلال و پاک میں مجروح و خلاف ایک جہا کثیرہ مردود و طرود ہو گئی پھر حال و کیفیت ان کم بختوں کی جو شب و روز حرام محض کھاتے پیتے ہیں کیا بڑا بڑا فائدہ ابل عرفان اس مقام میں اہل دنیا و دنیا کی ایک مثل بیان فرماتے ہیں کہ قوم طاہرات سالک لوگ ہیں اور لشکر جالوت نفس و ہوا و جو سبک روان ال و متاع و دنیا سو جو کوئی شخص اپنے دل کے متاع و دنیا سے زیادہ قدر ضرورت سے لگانا ہی علت استقامت حرص میں گرفتار ہوتا ہو کہ ہر چند دو چند و چند چند ملے رغبت و خواہش بیش از بیش ہو اور ہرگز کسی و اطمینان نہیں حاصل ہوتی شب و روز اسی فکر میں والہ و حیران رہتا ہو سب کا سب چشم حریصان پر نشہ و تاصدوف قانع نشہ پر در نشہ و اور ایسا آدمی اب نہ دیکھنا پھر توڑ کر بیٹھ جاتا ہو اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن جو کوئی دنیا سے اغراض و احتیاج کرنا جو بقدر خواہش و پوشش کہ اس سے ناچاری ہو بہر اٹھا لیتا ہو حق سبحانہ تعالیٰ اسکا اپنے قرب و نزدیکی سے محروم نہیں کرنا اور غیر کے سختی و بے نیاز کر دینا جو سے قناعت تو کر نہ مرد را خبر کن حریص جہان گرد را پس میدان مجاہد سے میں ایسا مرد چاہیے کہ اس دل کو گرفتار و تعلقات فضول سے بچا دے اور نہ مال و مغلطہ لایزال کلم الحیوۃ الدنیا حدیثہ اعمال و اقوال میں بٹھا دے اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اس میں بطور سافر و بدویش اختیار کرے اور بخوبی آگاہ رہے کہ اسے کسی سے وفائیں کی یوفانی اسکا شیوہ ہو اور فنا اسکا طریقہ معاملہ التزہل میں کہ شکر طاہرات میں شہرہ را کر دیا تھے اس میں چار ہزار پار ہوئے اور چھپاٹھ ہزار کنارے مزی کے رہ گئے جو کہ پارا و ترا کے تھے انہیں بھی تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی نفاق اختیار کر کے بولے کہ لا طاقۃ لنا الیوم بحالوت اور تین سو تیرہ آدمی بالاتفاق بولے کہ من فلیتہ قلیلیہ غلبت فلیتہ کثیرۃ باذن اللہ والتسرع العسائر یعنی بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی ہو جماعت بہت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہر ٹھہرنے والوں کے چنانچہ طاہرات نے انہیں تین سو آدمی کو لیکر مقابلہ جالوت میں صف باندھی اور لشکر جالوت میں اس وقت بقول صاحب تفسیر آٹھ لاکھ سوار تھا جملہ شمشیر زن و نیزہ گذار سے خوشنوارہ لشکر سے بعد چون ستارگان * منما کشیدہ بر صفت راہ کمشان * بگذاشتہ حیا و کم اکھاشتہ حیات * برداشتہ حسام و برا فراشتہ سنان * وہ بھی مقابل ہوا اور جالوت بھی آیا تو حال اسکا یہ تھا کہ تین سو رطل کا خود سیر بر رکھے ہوئے اور اسی کے موافق جو شن اور زور

دعمود وغیرہ پسے ہوئے نیرہ در سبت و تہ شہیر در گزند و بست لشکرین مشغول تھا کتب تواریخ میں قداوری
 اور قوت اسکی مبالغہ کے ساتھ لکھی ہے آما صحر وایت یہ کہ آدمی قداور اور عظیم الجثہ اور بندہ مشکوٰۃ تھا
 اور مورخین نے جو لکھا ہے کہ ہزار آدمی سے تنہا مقابلہ کر سکتا تھا اور بعضے لاکھ آدمی سے بیان کرتے ہیں
 سو یہ بالغہ جو گرجا جماعت و قوت و پہلوانی میں اس کے کچھ شک نہ ہیں جہاں جملہ حب لشکر مالوت جالوت کے
 مقابل ہوا اور انتقام صفین کی ثوبت پہنچی تو مسلمان لوگ وقت اجابت دعا سمجھ کر کہنے لگے بنیافرع
 علینا صبرا و ثبت اقداسنا و انصرنا علی القوم الکافرن ای رب ہمارے ذوال دسے ہم میں جتنی مضبوطی ہو
 اور ٹھہر ہمارے پائوں اور ہر دگر ہماری کافر قوم پر فہر سو ہم باذن اللہ بھر شکست دی انکو اللہ کے حکم
 سے آما قشیری سے فرماتے ہیں کہ اول جن سے حق طلب کیا کہ صبر تھا بعد اس کے حطافس کہ ظفر تھا اور
 یہ کلام از روئے اتمام نہ تھا بلکہ ابن الحنا کہ لشکر جالوت اور جالوت دشمن خدا تھے پس یہ دعا اللہ و اللہ
 تھی دشمن پر فتحیاب ہوئے متحقیں مفسرین بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت شموئیل علیہ السلام
 طالبوت کو بمقابلہ جالوت روانہ کرنے لگے تو یہ مناجات فرماتے تھے کہ ائی مال کار جالوت کیا ہوگا
 اور سر انجام ہمارے لشکر کا اس فہم عظیم میں کیونکر ہو اس انسان میں وحی آئی کہ جالوت ایشا کے ایک
 صاخر اوے کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایسا ایک بزرگ تھے سبط یہود میں ان کے سات بیٹے یا بیٹو
 تھے اور سب میں چھوٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے سو حضرت شموئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا
 کے لڑکوں کو ملاحظہ کرو اور بیالی دہن القدس کی ہر ایک کے سر پر کچھ جسکے سر پر دو پیاں تیل سے
 بھر جائے اسکے حق میں دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہو اور راحت نبوت بعد تبرے اسی کو عنایت
 ہوگا چنانچہ حضرت شموئیل علیہ السلام ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش ہوا اسے بٹھا
 کہ چنیں یہاں فردا آید ہمارے سرہ دران اشیان فردا آید یہ غرض کہ تین روز حضرت کو اپنے
 گھر رک کے لوازم ضیافت و مہمانداری بن سہ گرم رہا بعد تین دن کے حضرت شموئیل نے چلنے کا
 ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ امی ایشا میں بعوض اس تواضع و ابرار است کے چاہتا ہوں کہ تیری اولاد کے
 حق میں دعاے خیر کروں تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایشا نے اپنے لڑکوں کو طلب کیا اور حضرت شموئیل نے
 ہر ایک کے وسطے دعا فرمائی اور آزمائش کی الا دست طلب دامن مقصود میں نہ لگا سب کے
 پیچھے ایک جوان با قوت اور شوکت و رغایت اعتدال اور زیار و دو و لغریب در نہایت حسن و جمال
 نظر آیا حضرت شموئیل نے جانا کہ شخص مطلوب یہی ہے الا بعد از دعاے برکت آزمائش میں درست
 نہ آیا حضرت شموئیل بہت میل خاطر ہوئے پھر وحی ہوئی کہ امی شموئیل وہ شخص انہیں حاضر نہیں آیا ہے

تب حضرت شموئیل نے ایشا سے فرمایا کہ اور بھی کوئی تیرے بیٹا ہونے لگا ایک روکا سب سے چھوٹا ہو گا اسی
 صورت اچھی نہیں ہوئے کوتاہ قد زرد رنگ آنکھیں کچی نحیف البدن اُسٹھے ہوئے بال طویل المیعتہ بلکہ تمام سر کے
 بال جاتے ہیں اس سبب سے اُسکو قابلیت صحبت اکابر و لیاقت حاضر محضر کی نہیں ہو سوتی مگر یہاں چلا اور حضرت
 شموئیل نے فرمایا کہ اُسکو طلب کیے چنانچہ حضرت داؤد تشریف لائے اور ایک روایت ہے کہ خود حضرت شموئیل
 چراگاہ میں گئے اور حضرت داؤد سے ملاقات کر کے آزمائش کی تو حضرت داؤد علیہ السلام آزمائش میں
 درست نکلے تب حضرت شموئیل علیہ السلام نے دست مبارک اُنکے سر پر رکھا فی الحال جو کچھ تقصیر
 تھا جاتا رہا اور صورت بہت خوب ہو گئی پھر حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت کا فردہ دیا اور جو تین
 از قسم اسرار تھیں وہ سب بھی کہ دین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت بادشاہ کو ایک زرہ
 منایت فرما کے ارشاد کر دیا کہ یہ زرہ جسکے بدن پر پور آوے اسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جا سکا
 جہاں پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایشا نے اپنے سب بیٹے بھی ساتھ کر دیے صرف حضرت
 داؤد کو نہیں بھیجا اور چندے حضرت داؤد کو بیٹوں کی خبر لینے کو لشکر طالوت میں بھیجا اور بعضے
 کہتے ہیں کہ انھیں تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد علیہ السلام اور اُنکے باپ اور بھائی بھی
 تھے اُلا روایت اُسے قریب صحبت ہو باجماع حضرت داؤد اپنے باپ سے رخصت ہو کر چلے تو
 ایک چھرا میں ملا اسنے عرض کیا کہ مجھ کو اٹھالیجے کہ میں وہ چھرا ہوں کہ مجھے حضرت ہارون نے
 ایک دشمن مارا تھا اور اب میں جالوت کو مارونگا حضرت داؤد نے اٹھا لیا پھر دوسرے چھرے
 آواز دی کہ مجھ کو بھی اٹھالیجے کہ میں وہ ہوں جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان شخص پر فتح پائی
 تھی اُسکو بھی حضرت داؤد نے لیا پھر تیسرے چھرے آواز دی کہ میں حضرت اسحاق ابن ابراہیم
 علیہما السلام کا چھرا ہوں کہ انھوں نے مجھے ایک دشمن مارا تھا اُسکو بھی حضرت داؤد نے اٹھا لیا اور
 تینوں کو اپنے توبرہ میں رکھ کر طالوت کے ساتھ مقابلہ جالوت میں پہنچے اور ایک مقام پر
 دو دنوں شکر صاف آرا ہوئے ۵۰ دولٹ کر وہیں گئے ستادہ ۴۰ صلائے مرگ در عالم قتادہ ۵۰
 مگر لشکر طالوت مقابلہ شکر جالوت میں کہ اٹھ لاکھ سوار بروایت صحیحہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جس طرح
 قطرہ مقابل بحر قلزم اور جالوت ناچار سامان حرب پر پہنچے ہوئے بمقابلہ طالوت سپہ سالار میدان
 کارزار میں اس طرح جیسے قبل دست مقابل شیر خرا اس عرصہ میں دفعہ طالوت نے آواز دی کہ
 جو شخص جالوت کا سراو سے لطف بادشاہت اُسکو ہو اور میں اپنی بیٹی اُسکے ساتھ یاہ دونوں
 آواز سن کر حضرت داؤد نے اپنے بھائیوں سے کہا اگر تمکو خواہش سلطنت ہو تو تم ارادہ کر دوہ کہنے لگے

کہ تو نا سچ ہو جالوت کا مقابلہ سخت دشواری کیونکہ وہ میدان جنگ میں ہزار رطل آہن کا سامان پہنے ہوئے
بادل کی طرح گرجتا ہوا سرے پر کبر و دے پرزور کیا * سام آبار و سامان آتشیں * جو بر جوشند از
خشم چون تند سیخ * در آب آتش اندازد از برق تیغ * سو اے بھائی زہر مردان جگر دار و دشت اس
ناپاک بیباک سے اب ہر اور تن شجاعان باشوکت و دلیران پر صولات اس فیل تن مرد افکن سے
ماتوان اور بیباک کہ اگر چلا کرے تو سارا لشکر ہمارا اُسکے ایک گز کی ہوا سے ہوا ہو جائے اور جو
داخل فوج ہو جائے تو یہ سب سپاہی بچو مورخ ملخ زریں خاک میں ملجا وین سے جو در دست او
نیز گردان شود * یاد نہ دلیران و گردان شود * چو شمشیر ہندی برآورد بہرست * بلعفت ہزاران
در آتش گشت * الا وعدہ نصرت اور فتح سے کہ حضرت شموئیل غیر غفلت و البتہ تیسری فتح ہو ورنہ چہ جائے
مقابلہ سے مگر طفت حق و سنگبری کند * و گرنہ کسے کے دلیری کند * تفسیر حدادی بن لکھا کہ حضرت
داؤد نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اگر صلح وقت ہو تو میں جاؤں اور اس سے مقابلہ کر کے تیغ
کروں آنھوں نے یہ کام دیوانوں کا سمجھ کر منہ پھیر لیا اور کہنے لگے کہ اے داؤد شیر اور ملغ حرارت آفتاب
سے خشک ہو گیا ہو اور گوشت لاشہی اور صحرا نوردی نے تیرے مزاج کو جاذب اعتدال سے پھیرا ہو تو
جانتا ہو کہ کنجنگ نصیبت بال کو ملاقت بمقابلہ عقاب تیز بنگال سے کمان اور کبک پر شکست کو قوت مقاد
باز بلند پرواز سے کب ہو سہ گز نے کہ در شمشیر ان شود * بمگر خودش خانہ ویران شود * حضرت
داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ بھائی ہمارے ہاں بیت نبین مانتے ناجار طاوت کے پاس اشرف لائے
اور فرمانے لگے کہ اگر مجھ کو اجازت ہو تو نوین میدان کا زار میں بمقابلہ جالوت ناجار جاؤں اور
شہر اسکا مونسوں سے دفع کروں طاوت نے جواب دینے کا ارادہ کیا تھا کہ لکے بھائی بھی پیچھے لکھے
پہنچے اور کہنے لگے راوی بادشاہ یہ بھائی ہمارا دیوانہ ہو گیا ہو اس کے کلام قابل اعتبار نہیں میں طاوت
نے کہا کہ تم تامل کرو تو میں داؤد سے کچھ باتیں کر لوں پھر طاوت نے حضرت داؤد سے عرض کیا کہ مقابلہ جالوت
کا بظاہر نہایت مشکل ہو اور بڑے خطرے کی جگہ ہو لکھا ایسے آدمی سے کبھوں اتفاق مقابلے کا پڑا ہو حضرت
داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ کو بھیڑیے سے اتفاق مقابلہ ہوا اور وہ بھیڑیا ایسا تھا کہ خال فلک کا دل
اس کے حملہ سے خون ہوتا تھا اور شیر و ببر اسکی آواز سے سرنگون سے جو بنمودی بوقت خشم دندان
شدی از زخم تابش آب سندان * سو اسنے ایک کبری میری پکڑی اور میں اس کے پیچھے دوڑ کر زور
چھین لایا اور دونوں گلے اس کے پکڑ کر میں نے چیر ڈالے طاوت نے شکر کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں
کیونکہ بھیڑیا مثل سگسہ ہو اگر اور کوئی معاملہ پڑا ہو تو بیان کرو حضرت داؤد نے فرمایا کہ ایک مرتبہ

شیر قوی بکل عظیم الجثہ کہ درندہ سے جنگل کے بنجبال صولت اُسکے پاسے اندیشہ بیشہ میں نہ رکھتے تھے اور نور آسمان اور گاؤں زمین اُسکے جنگل کے خوف سے فوق الثریا و تحت الثریا سے دم نہ مار سکتے تھے میری بکریوں میں آیا سو میں نے اس سے لپٹ کر گردن توڑ ڈالی حالانکہ اُسکا حال یہ تھا کہ اسے سر شیان بچنگ از تن بکندی • بیروں پنجہ کوہ از پانگس دی • چو بر خار زوے از خشم دنبال • فگندی شیر چرخ از سہم جنگال • یہ بات سنکر طالوت نے کہا کہ یہ بیشہ مردانگی جو نب حضرت داؤد کے بھائیوں نے کہا کہ اسی جگہ سے اس شخص کی دیوانگی ظاہر ہوتی ہو کیونکہ ایک بکری کے واسطے شیر سے ابھڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بکریاں میرے باپ کی امانت تھیں سو میں نے اُسکی محافظت کی اور باپ کا حق نگاہ رکھا اسی طرح جہاد کفار بن حق پروردگار کا حکم ادا کرو گھا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ معرفت دشمنوں کی اپنے دوستوں سے دفع کروں اور توقع اپنے خدا سے یہ رکھتا ہوں کہ جس طرح اُس خداوند جہان نے حق گزار کی والد بزرگوار میں میری اعانت و مدد فرمائی اسی طرح اپنی حق گزار کی و فرمانبردار کی میں حمایت و طرف داری کریگا تب طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بھائیوں سے متوجہ ہو کر کہا کہ یہ کلام عجیب از نظام ایسے نہیں ہیں کہ محمول جنون و بالیخو لیا پر کیے جائیں بھائیوں کو جواب نہ آیا ناچار ساکت ہوئے اور طالوت نے زورہ عنایتی حضرت یحییٰ علیہ السلام تمامی اہل فوج کو پسنائی کسی کے قد پر راست نہ آئی حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی توقاست با استفاست انجنا • پر برابر بے کم و کاست اتریں • اکر لباس دلبری برقدزیلے تو راست • چون تو سروے از گلستان لطافت برنجاست • بعد از ان طالوت نے اسے اسلح طلب کر کے حضرت داؤد کو دے دیے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اول ہتھیار باندھ کر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو عادت ہتھیار باندھنے کی نہیں ہو اور سوار می اسپ خالی اندکبر نہیں میں اسی لباس سے مقابلہ جالوت کرو گھا الا شرط ہو کہ بعد قتل جابوت بیٹی اپنی بلا توقف نکاح کر دینا اور شریک سلطنت فرمانا طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی تب داؤد علیہ السلام میدان میں تشریف لائے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد کل پوش • ہوش تو بڑہ گلے میں ڈالے فلاخن ہاتھ میں لیے چلا آتا ہے اسنے پوچھا می صاحب زادے کہاں سے آتے ہو کس طرف جاتے ہو کس کام کو آئے ہو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ جو نبی اسرائیل کا اُسکی فوج سے آتا ہوں مجھے اورو گھا جالوت نے فقہ

مارا اور کہنے لگا پھر جائیجکو تاب میرے ایک ڈپٹ کی بھی نہوگی ۵ تنے را کہ توانی از پاس
 برو ۶ بمیدان اوپے نباید فشرد ۷ گوڑنے کہ با شیر بازی کند ۸ بخونریز خود ترک بازی کنہ
 حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقاتلہ و مجادلہ ہے نہ مقام مناظرہ و مکالمہ اگر تجھے قوت
 اپنے جسد پر ہو تو مجھ کو اسید واری اعانت صمد پر جالوت نے کہا در گذر پلٹ جا مجھے تیرے
 لو کہن پر رسم آتا ہو اور میں جانتا ہوں کہ تو جلد میرے ہاتھ سے ارا جائیگا حضرت نے فرمایا
 میرے خدائے تیرے قتل ہونے کا وعدہ فرمایا جو کہ پتھر سے تجھے من مار دے گا اور ظاہر ہو کہ
 ع کلوخ انداز را باداش سنگ ست ۹ اور کتاب نبین مانتا تو اسکو پتھر ہی سے مارتے ہیں
 جالوت نے نہایت خشم سے کہا جو کچھ تیرے پاس کرامات ہو پیش کر حضرت داؤد نے وہ
 تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے ایک جالوت کے خود پر پڑا سر کا بھیجا کھاتا ہوا قلب لشکر دہم برہم کیا دوسرا جادو
 سینہ گرا سوار دن کی صفیں الٹ پلٹ گئیں تیسرا جانب میسرہ پہونچا پیادے تمام زیر و زبر ہو گئے اور بعض
 کہتے ہیں کہ تینون پتھر باہم پیوستہ ہو گئے اور جالوت کے سر پر پڑے اور بعض کہتے ہیں وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
 ایک ایک کنکڑی سے ایک ایک سوار مارا گیا جیسا ابرہہ سلطان مین کا حال ہوا اور صحیح یہ ہو
 کہ حضرت داؤد نے تینون پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اور جالوت کی پیشانی کھلی تھی اور تمام
 بدن آہن مین غرق تھا سو پیشانی مین لگے اور پیچھے کھل گئے کہ وہ مردود گھوڑے سے جدا ہوا
 اور دو پتھر کھل کر سینہ اور میسرہ جا پڑے کہ مخالفین دین بھاگے اور بنی اسرائیل
 نے لشکر اعدا کو تر تیغ کیا اور اسی حال مین ایک ہوا سے تند چلنے لگی کہ تمام فوج اشقیبا
 پریشان و برباد ہو گئی یہ واقعہ موضع نisan متعلقات ارض فور مین واقع ہوا الغرض رایت
 شوکت کفار تند ہی ہوا رنکبت سے نگوں سار اور علم نصرت اہل اسلام میدان جہاد
 مین نمودار ہوا اور نسیم عنایت گلستان لقا جا مک الملقع اور ہوا سے رحمت بوستان
 واقعہ یزید بنصرہ مین بشار بڑے زور شور سے چلنے لگی اور قفل ابواب کامیابی
 بنی اسرائیل کلید انا فتھا لک فتھا سہنگ سے کھولے گئے اور نقیب لشکر لطف پیکر ندا سے
 نصیر ک اللہ نصر اغریزاً باواز خوش نغمہ دلکش کھولنے لگے تب قوم بہوت جالوت نے
 چشم اہل خیرہ اور رخسار امید تیرہ پایا اور غریمت نہر میت غنیمت جان کر بلاتائل بھاگے اور صحرا
 متعالمیس مین تیر کر گرفتار ہوئے اور تیغ سیاست بنی اسرائیل سے اپنے کردار کو
 پہونچے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے سر تکبر جالوت کاٹا اور انکسری اسکی اتار لی اور

نپاک اسکا بیرون سے مکرانے ہوئے طالوت کے پاس پہونچا دیا اور بنی اسرائیل سالما غانما اپنے گھر آنے اسی کا اشارہ سورہ بقرہ میں ہوتا ہر قتل داؤد جالوت و آناہ اللہ الملک والحکمہ وعلیہ ما یشاریعنی مارا داؤد نے جالوت کو اور دی اسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور تمہیر اور سکھایا اسکو جو چاہا یعنی وہ علم دیا کہ جو پیغمبروں کے واسطے لائق ہو خواہ علم سیاست سکھایا کیونکہ حضرت داؤد نے ملک از روے جرات نسین پایا تھا بلکہ شنبانی سے سلطنت کو پہونچے تھے اور اس علم کے محتاج تھے یا علم دین عطا کیا یا الحان طیبہ مرحمت کیا کہ جب زبور پڑھتے تو مرغ و ماہی سننے کو آنے تھے اور پہاڑ موافقت کرتے تھے یا صفت زرہ گری سکھائی کہ فولاد ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا یا تین مرغ اور مورچہ سمجھنے لگے و بقول ابن عباس ایک سلسلہ عنایت کیا تھا کہ ذکر اسکا قصہ داؤد میں مفصل کیا جا چکا القصہ داؤد علیہ السلام نے طالوت سے کہا کہ وعدہ جو تو نے کیا ہو وفا کر آنے پشیمانی سے اول انکار کیا مگر حسب ملامت و نصیحت علما بنی اسرائیل کہہوا جبہ حضرت شموئیل علیہ السلام واقع ہوئی مٹی کا کچا داؤد کے ساتھ کر دیا و نصف ملکا دیا لیکن بعد چند روز کے پھر نام و پشیمان ہو کر قتل داؤد پرستہ ہو گیا حافظ حقیقی نے حضرت داؤد کو محفوظ رکھا اور طالوت مقتول ہوا اور تمام ملک اسکا داؤد کو ملا کذا فی جوابہ التفسیر اور حاشیہ کشاف سے پیدا ہو کہ جو عورت نکاح داؤد علیہ السلام میں آئی جالوت کی مٹی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ طالوت نے فی الفور وفاسے وعدہ فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور حضرت شموئیل علیہ السلام نبی رہے یہاں تک کہ یہ وضع تیش یا چنیں برس قائم رہی جب حضرت شموئیل نے نوٹے برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور قریب بیت المقدس میں ہوئے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام سے گردیدہ ہوئے طالوت کو یہ بات نگو اور ہوئی اُس نے آنجناب کے قتل کا قصد کیا کہ حضرت داؤد بایا سے روجہ خود یکم انفرار مالا لبطاق من سنن المرسلین بھاگ کے ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہاں ایک عبادت خانہ بنا کر مشغول عبادت ہوئے اور شتر آدمی اور ایواندار آپ کے پاس رہنے لگے بعد چند سے کچھ لوگوں نے طالوت سے کہا کہ داؤد شتر عابدوں کو لیے ہوئے پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور تیرے حق میں بددعا کرتے ہیں اب تو ہلاک ہو گا اور سلطنت بربادیہ سنکر طالوت اپنا لشکر لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤد کو مع توابع قتل کروں اور شمشیر برہنہ ہاتھ میں جانب حضرت داؤد بلاتامل روانہ ہوا حافظ حقیقی نے خواب کو اسپر اور اسکی فوج پر سنا فرمایا کہ تمام لشکر کے لوگ مع طالوت وہیں زمین پر گرے اور سو گئے حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اسکی تلوار سے یکب شجر کو دو ٹکڑے فرمایا اور سینہ پر کینہہ طالوت پر رکھی اور چراغ کو گل کیا اور ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ دی کہ جس طرح اس شجر کو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا ہے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو دو ہی ٹکڑے ہو جاتا اسوقت

کون تیری فریاد کو پہونچتا اب بہتر تر سے حق میں یہ ہو کر فی الفور بیان سے چلا جائیں تو خراب ہو گا بعد اس واقعہ کے اپنے عبادت خانہ میں اگر مشغول بھی ہوئے وطولوت خواب محفلت سے بیدار ہوا اور بھاگا بعد چندے پھر شیطان نے درغلاما تو اسنے لٹ کر اپنا بھیجا اور خود نہ گیا سولش کریون نے رات کے وقت سوتے میں عابدون کو شہید کیا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت سے سنی تو سخت پشیمان ہوا اور نہایت ترساک اور خوف ناچار اسنے اپنے اچھی حضرت داؤد کے حضور میں روانہ کیے کہ آپ میرے پاس تشریف لاؤں کہ میں اس گناہ کا عذر کروں حضرت داؤد نے جواب دیا کہ جب تک طالوت کافرون سے جہاد کر کے شتر کا فرقتل نہ کر گیا تب تک میں بیان سے جنبش نہ کروں گا اور تیرے حق میں یہ گناہ بہتر نہیں ہے سوطالوت بنا بر جہاد بمقابلہ کفار گیا اور صف جنگ میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک تیرا کے سینہ پر گامر گیا حضرت داؤد خبر پا کر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر بیٹھے

تفہیم البیان فی احوال حضرت داؤد علیہ السلام

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے باب ایشاکبہ ہزہ و سکون تختانیہ ذمتین معجمہ ابن عویل اولاد یہود ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے بعد حضرت شموئیل علیہ السلام کے اللہ نے داؤد کو بغیر اپنا قرار دیا اور یہوہر سلطنت قوت حرب عنایت فرمائی کہ جہان کے بادشاہ اسے مقابلہ نہ کر سکتے اور کثرت مردم فوج اتنی تھی کہ صرف چھبیس ہزار سپاہی دروازہ شاہی پر چوکی بہرہ دیتے تھے جو اہل تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت داؤد کے واسطے ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک طرف اسکی حجرہ میں اور دوسری طرف صومعہ عبادت میں آویزان تھی جب کوئی حادثہ پیدا ہونے کو ہوتا تو اس میں حرکت ظاہر ہوتی اور حضرت داؤد علیہ السلام اسکی کیفیت واقعہ سے متنبہ ہو جاتے اور اسکا لم معلوم کر لیتے اور جو کوئی بیار اس میں ہاتھ لگاتا تھا پانا اور جو کوئی محنت زدہ دل شکستہ اسکو پکڑ لینا اسکو جامہ خانہ غیب سے کسوت دولت پہنا دیتا اور جب دو خصم اس کے قریب جلتے تو حق و باطل جدا ہو جاتے یعنی جو کہ حق پہنوتا اسکا ہاتھ زنجیر تک پہونچتا اور جو باطل پہنوتا وہ باوصف سعی اور کوشش اسکو مس نہ کر سکتا اور یہ سلسلہ عالم میں بعد وفات داؤد علیہ السلام بھی رہا تھا کہ اس سے حق کو باطل سے جدا کرتے تھے حتیٰ کہ ظالم اور اہل بطلان تک آئے اور طرح طرح کے مکر اور جیلہ نکالنے لگے آخر کار انکی شامت اور نکبت سے وہ سلسلہ گم ہو گیا آزاں جملہ ایک جیلہ یہ کیا تھا کہ ایک شخص نے کچھ جواہر بیش قیمت دوسرے کے پاس بطور امانت رکھے بعد

چندے مالک مال نے امانت دار سے طلب کیے اسنے انکار کی اور ابدرتہ کو کذب یا رطل نے جھگڑنے
 اس سلسلہ غیبی تک وہ دنوں آئے اسنے اسنے یہ فریب کیا کہ ایک لاٹھی تجوف میں جواہر رکھتے اور وہ
 لاٹھی مالک کے ہاتھ میں دی پھر سلسلہ کے پاس جا کر کہنے لگایا اسی اگر تین نے جواہر مالک کو حوالہ
 کیے ہوں تو سلسلہ مجھے نزدیک ہو جائے اور اگر نہ دیے ہوں تو دور ہو جائے چونکہ یہ تکار خدا ظاہر
 میں راست گنتار تھا سلسلہ قریب ہو گیا اور مالک کا ہاتھ برشواری بھی سلسلہ تک پہنچا وہ بچار سخت
 نادم اور پشیمان ہوا اور حاضرین معاملہ نے اسکو ملامت کی اسی طرح اور کئی حکایتیں تواریخ میں مذکور
 ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شورش و سلطنت داؤدی اسی سلسلہ کے باعث سے تھا اور مراد شدہ نامکہ سے
 جو قرآن میں وارد ہے یہ سلسلہ ہوا و عالم تنزیل میں حضرت ابن عباس سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے
 کہ ایک اسرائیلی نے تکار داؤدی میں استغاثہ پیش کیا کہ ظالان مرو نے میری گائے غصبائے لی تو آپ
 اسکا فیصلہ کر دیں حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو طلب کیا اسنے دعویٰ مدعی سے انکار کیا تب
 مدعی سے بقیہ طلب فرمایا وہ کوئی گواہ نہ دیا کہ حضرت نے فرمایا اب تھوڑا اٹل کر دین حاکم مطلق
 سے رجوع لاتا ہوں جو وہاں سے حکم ہوگا ویسا فیصلہ کرو گنا چنانچہ اسی دن خواب دیکھا کہ امی داؤد مدعی کو
 قتل کر حضرت داؤد جاگے تو دل میں سوچے کہ یہ خواب بے اصل اڑتی ہوئی ہر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے
 دوسری مرتبہ توجہ ہونے تو پھر اس طرح حکم ہوا تیسری بار پھر رجوع ہونے تب بھی وہی ارشاد ہونا چاہا
 حضرت داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ تیرے قتل کرنے کا حکم ہوتا ہوا اسنے التماس کیا کہ صرف آپ کا
 خواب میرے قتل کے واسطے دلیل نہیں ہو سکتا کوئی اور ثبوت قوی تلاش کیجیے فرمایا واللہ حکم الہی
 جاری کر دگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچاؤ نہیں ہو تو اسنے کہا واللہ میں اپنے
 دعوے میں جو فی الحال دائر ہو گا ذب نہیں ہوں اور یہ فیصلہ اس مقدمہ کا نہیں بلکہ میں نے
 پیشہ پر مدعا علیہ کو فریاد مار ڈالا تھا اسکا یہ فیصلہ ہر چنانچہ حضرت داؤد نے مدعی کو قتل کرایا کہ اس
 واقعہ سے بنی اسرائیل نہایت ڈرے اسی کا اشارہ ہر دشدہ نامکہ و ابتداء الحکمہ و فصل الخطاب
 یعنی زور دیا ہونے اسکو سلطنت کا اور وی اسکو تبریر اور فیصلہ بات کا عبد اللہ ابن مسعود اور کلبی
 اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مراد نبوت اور عقل کامل اور بصارت کاملہ ہر خواہ علم حکمت ہر اور
 فصل الخطاب سے حضرت امیر المومنین علی ابن طالب کے نزدیک البینۃ للمدعی والیمین علی من انکر ما روي
 کہ قضیہ اہل خصوصیت اس پر منقطع ہو جاتا ہوا اور مجاہد اور عطاء ابن ابی رجا اور ابی ابن کعب بھی شہود
 اور ایمان مراد کہتے ہیں اور نزدیک شعی کے مراد فصل الخطاب محمد بن ابی بکر حضرت داؤد علیہ السلام

بعد تمام کلام اول کے جب کلام دوم شروع کرتے تھے بعد حمد و ثناء کہتے تھے آخر ض قوت اور شوکت
 حضرت داؤد و قرآن شریف سے ثابت ہو گا کہ قال تعالیٰ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذِی الْاٰیٰتِیْنِ یٰۤاَکْثَرُ ہمارے بندہ
 داؤد کو کہتے تھے کہ بل والے مراد اس سے قوت سلطنت ہو یا تو ہے کا نرم ہونا یا کسب کرنا یا قوت دینی
 کو نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف میں ہے کہ بہتر روزہ صوم داؤدی اور بہتر صلوٰۃ صلوٰۃ
 داؤدی کہ ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور نصف شب عبادت فرماتے
 اور نصف باقی میں استراحت فائدہ یہ قصہ اللہ جل شانہ نے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 یاد دلایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طاہرات کی حکومت میں سمیر کیا آخر حکومت انہیں کو ملی سو ہی
 حال تمہارا بھی ہو گا چنانچہ ہمارے حضرت صلعم اور ان کے اصحاب کا اسی طرح کا حال ہوا بالجمہ حضرت داؤد
 علیہ السلام ام خلافت پر قائم ہوئے اور کتاب زبور تفسیر بچا پس صحیفہ ہمزہ بان عبرانی جبین سوا کے
 فصاحت و سواعظ کوئی حکم نہیں ہو ملا۔ اسطہ جبریل و میکائیل علیہما السلام کے عنایت ہوئے کہ اُسکو حضرت
 داؤد بہتر آوازوں میں پڑھتے تھے اور شریعت مندرجہ توریت پر بالیقیہ و تبدیل قائم تھے اور جلد اسباب
 بنی اسرائیل اُنکے مطیع ہوئے اور پیشتر نے کسی بادشاہ کے فرمانبردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے
 ایک ایک حاکم اپنا جدا کر لیا تھا اور یہ نبوت و سلطنت سواے حضرت داؤد و سلیمان و محمد مصطفیٰ علیہم
 و السلام کے اور کسی کو نہیں ملی مگر ہمارے حضرت میں نبوت و رسالت و فقہ و مملکت سب جمع تھے کہونکہ حضرت
 اتمام نعمت منظور تھا اور عجزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ تھا کہ جبال و طیور اُنکی اطاعت کرتے تھے کہ
 جان کبیرین جلتے وہ ہمراہ ہوتے اور جب تسبیح کہتے تو شریک ہوتے کہا قال اللہ انا سخرنا الجبال معہ
 یسبحن بالنبی والاشراق والظہیر محشورۃ کل لہ اواب یعنی تابع کیے اُسکے ساتھ پہاڑ پاکی بولتے صبح و شام
 اور جانور اُنکے جمع ہو کر سب اُسکے آگے رجوع رہتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شہراق سے
 صلوٰۃ الضعیفہ مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے صلوٰۃ الضعیفہ اس آیت سے معلوم کی کہ ذانی الہدایہ تفسیر
 کشف الاسرار میں ہے کہ تسبیح پہاڑوں کی اگر چہ عقل پر پوشیدہ ہو لیکن قدرت الہی سے بعید نہیں کہ اپنے
 کسی بندہ خاص کو اُس سے خبردار کر دے چنانچہ تسبیح سنگ نازدین کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 دست مبارک میں ایک شاہ عادل ہو فائدہ ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی نکلتا ہو تو
 حیرت میں کھڑے ہو گئے اُسے کہا اے اللہ رحمتہ اللہ علیک مجھ کو خالق کبریا نے مدت دراز سے
 پیدا کیا ہے سو میں بخوف و سطوت خداوندی رونے میں مشغول رہتا ہوں اُس بزرگ نے دعا فرمائی
 کہ یریم یا کریم اُسکو تسبیح بخش کہ رونے سے باز رہے اتم تراجم نے دعاے خالص اُنکی

پتھر کے حق میں قبول فرمائی کر دنا اسکا وقوف ہو گیا اور وہ بزرگ اپنے مقام میں تشریف لائے
ایک مدت کے بعد پھر اسی جگہ گذر ہوا تو وہ پتھر اسی طرح روتا تھا بلکہ اول مرتبہ سے زیادہ گریہ کر رہا تھا
تب پوچھا کہ اب کیسوا سٹے روتا ہوا ہے؟ کما انہی تفتق کریم اول بخوت سیاست و عقوبت گریہ و زاری
کرتا تھا اور اب شادی امن و سلامت سے روتا ہوں اور عاشق خدا مجھ کو اس درگاہ الہی میں بجز گریہ و زاری
اور کوئی کام نہیں ہے۔ از سنگ گریہ بین و مگوکان ترشح است۔ ذکر کوہ نالہ بین و پندار کان صدائے
دوسرا معجزہ یہ عنایت ہوا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا الحان حزین تھا کہ جب زبور پڑھتے تو دیر کا
پانی ٹھہر جاتا اور خوش و طبع جمع ہو کر گھیر لیتے تھے اور دختون کے پتے زرد ہو جاتے اور آدمی بیوش ہو کر
گر پڑتے تھے بلکہ مشہور ہے کہ بعض مری جاتے تھے اور خیل کے جانور اور شیر و گرگ آپ کے پاس
جمع ہو جاتے تھے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا تھا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
داؤد علیہ السلام شتر طرح سے زبور پڑھتے تھے کبھوں اس طرح کہ بخیدہ و غمگین خوش ہو جاتا اور
جب غمگین آواز سے پڑھتے خوشی و تری کا کوئی جانور بیوش میں نہ رہتا ہمارے حضرت کے اصحاب
میں ابو موسیٰ شعری رضی اللہ عنہ نہایت خوش آواز تھے کہ حضرت معلم نے ایک سفر میں رات کے
وقت آنکو قرآن شریف پڑھتے سنا دوسرے دن فرمایا ای ابو موسیٰ اللہ تعالیٰ تجھ کو بانی ہمدی گئی ہے اور داؤد
کی بانسریوں سے لینے تیری آواز ایسی دلکش ہو گویا تیرا گلابانسری ہو اور تیری آواز میں حسن و ادوی کا
اثر ہو کذا فی ترجمہ الشارق اس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی محلی حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت
خدا داد ہو جب کو اللہ دے وہ اسکو وہابیات میں صرف نہ کرے بلکہ خدا کا کلام اس سے پڑھے
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں الحان سے کیا کرے اور حکما کہتے ہیں کہ تمام مزامیر و اوتار
و نعمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہیں بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ یہ اثر آواز
داؤد علیہ السلام میں بعد قبول توبہ پیدا ہوا ہے اور قبل اس سے نہ تھا بعد قبول ہونے توبہ کے
یہ دستور باندھا تھا کہ جو تھے دن ہمیشہ جُمل میں تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کر کے زبور
بالحان خوش پڑھتے اور زار زار روتے تو خیال و طبع بھی آپ کے ساتھ پڑھتے اور سوتے اور جو کسی آدمی کے
کان میں آواز پڑ جاتی تو بیوش ہو جاتا اور کبھوں جان دے ڈالتا تھا۔ چو گرد و مطرب من غمہ پڑا
ز شوقش مرغ روح آید بہ پرواز۔ اسی کا اشارہ سورہ سبأ میں فرمایا ہوا لہدہ آتینا داؤد و متنا فضلنا
یا جبال اوبلی معہ و اطیر یغنہ ہنہ دے دی داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت اور پہاڑ و رجوع سے
پڑھو اسکے ساتھ اور جانور اڑنے والے اس جگہ فضل سے مراد حسن صوت ہو کذا فی عین المعانی

اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام از روئے نبوت و سلطنت و حسن صوت و صلاحات و شجاعت و حسن خلق و توفیق عدل سے اپنے زمانے کے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا چاہا و طیور کا موجب فضل تھا تیسرا معجزہ یہ تھا کہ ہر قسم کا لوہا دست مبارک میں مثل موم نرم ہو جاتا تھا کہ اسی نرم رہن بناتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے و التالہ الحدید ان عمل سائبغات و قدر فی الاست و یعنی نرم کر دیا مہنے اسکے لیے لوہا کہ بنا کشادہ نرم رہن اور اندازہ سے جوڑ کر ٹایاں اور سبب اس معاملہ کا بعض فیئر نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک روز کوئی فرشتہ زیارت کو آیا اسنے کہا اے داؤد تو پیغمبر و خلیفہ خدا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ اپنا قوت ہر روزہ اور بھی اپنے عیال و اطفال کا کسی کسب سے پیدا کیا کرو بیت المال سے لینا تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے اسی دم آنجناب نے دعا مانگی ارشاد ہوا کہ زرہ بنایا کرو انھوں نے عرض کیا کہ اس کسب کے واسطے لوہاروں کے ہتھیاروں کی حاجت پڑے گی تب حکم ہوا کہ اوپر بیان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس کسب کا یہ واقع ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کایہ دستور تھا کہ رات کے وقت بستی میں گشت کیا کرتے تھے اور لوگوں سے اپنا حال پوچھا کرتے تھے اگر کسی شخص سے کسی طرح کی بات خلافت سننے تو اسکو بدل دیتے ایک مرتبہ حالت گشت میں ایک بوڑھی عورت سے پوچھا کہ داؤد پیغمبر کیسے ہے اسنے کہا کہ آدمی خوب ہے مگر ملک کے محمول سے لیکر اپنا اور اپنے عیال کا قوت ہر روزہ کیا کرتا ہے اگر اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتا تو بہتر تھا اسی وقت سے حضرت داؤد نے یہ کسب اختیار کیا تب خداوند تعالیٰ نے اسکے واسطے نوہ کوزم کر دیا کہ زرہ بنایا کرتے تھے تجارتی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان داؤد کو کان لایا کل الاسن عمل یدہ اور معالم التنبول میں ہے کہ زرہ عالم میں اول حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ہے تفسیر تیسرین ہے کہ ہر روز ایک زرہ بنا کے چھ یا چار ہزار درم کو بیچتے تھے از انجملہ چار ہزار درم صدقہ کرتے تھے اور دو ہزار اپنے عیال و اطفال وغیرہ کے صرف میں لاتے تھے اور تفسیر باب میں ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات ہوئی تو ایک ہزار زرہ خزانہ میں طیار و موجود تھی القصہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نبوت و خلافت یا شوکت و قوت عنایت ہوئی تو ایک دن باطینان بیٹھے ہوئے انبیاء سابقین کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے انہیں فضائل و مناقب حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے نظر پڑے تو انکو ان مراتب کی تمنا ہوئی اور غور میں جانے رہے ذمہ ایک آواز آئی کہ اے داؤد علیہ السلام ابراہیم و اسحاق و یعقوب نے بڑی بڑی بلاؤں میں صبر کیا ہے تو اب انکو یہ مرتب

حاصل ہوئے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یا الہی میری امتحان کیا جاے معلوم التمنزل میں سدی و کلبی و قائل ضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عمر کے ابا میں تین بانوں میں تقسیم کیے تھے ایک دن عبادت کا اور ایک روز فیصل خصوصیات کا اور ایک دن عیال و اطفال میں بسر کرنے کا اور اسی دن میں وقت فرصت کتب سابقین ملاحظہ کرتے تھے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ چارم میں تقسیم فرماتے تھے ایک دن بنا بر عبادت اور ایک دن برائے رفع خصوصیات اور ایک روز خاص امور میں مشغول ہوتے اور ایک وعظ و تذکیر میں بسر کرتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں گذرا کہ میرے باپ دادا سے بہت اچھے تھے وہ مراتب خدا مجھ کو بھی دینا چاہی ہوئی کہ امی داؤد انھوں نے بلاؤں میں صبر کیا تھا عرض کیا کہ اگر بلا ہوگی تو میں بھی صبر کروں گا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ میں بلا آوے گی انتظار کرو بعضے کہتے ہیں یوم موعود و دو شنبہ شریعہ میں رجب تھا کہ اس دن حضرت داؤد نماز یازبور عبادت خانہ کا دروازہ بند کیے پڑھتے تھے دفعۃً ابلیس مردود بصورت کبوتر نہایت خوبصورت کہ تمام جسم سونے کا اور بازو موتی و زبرجد کے اور منقار یا قوت احمر کی اور انھیں زمرہ اخضر کے اور دو پاؤں فیروزے کے بنا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متصل آیا کہ آنجناب کی صورت دیکھ کر تعجب ہوئے اور دل میں سوچے کہ اس کو کسی طرح پکڑنا چاہیے سو اپنا ہاتھ دراز کیا وہ علیحدہ ہو بیٹھا آخر کار عبادت چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے مگر کبوتر جس روزن سے آیا تھا آسمان پر اڑ گیا تو حضرت داؤد بالاحسان پر چڑھ کر دیکھنے لگے اس وقت ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ کہ اپنے باغ کے اندر یا گھر کی چھت پر غسل کر رہی تھی نظر پڑی تو یہ فریفتہ ہوئے اور اسے انکو دیکھ کر اپنے بال کھول دیے کہ تمام جسم اسکا پوشیدہ ہو گیا تب خواصون سے ارشاد کیا در یافت کر دے کون عورت ہے ایک نے کہا اور یا ابن جبابا کی منکو حہ ہزام اسکا پیشلج ہو اور اس کی بان کا نام شائع ہو فرمایا اور یا کہان ہے کسی نے کہا کہ ایوب با ثواب ابن صوری آپ کے بھانجے کے ہمراہ مقام بقا میں تعینات ہو بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں یہ آیا کہ اور یا کو قتل کریں اور اس کی عورت کو اپنے نکاح میں لا دیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اپنی ہمیشہ زاد سے کو لکھا کہ اور یا جو تمہارے ہمراہ لشکر میں ہے اس کو جہاد کے واسطے فلان مقام پر روانہ کرو اور تاکید کرو کہ نابوت سکینہ کے آگے نہ تاکر فتح نصیب ہو یا شہید ہو جائے اور معمول یہ تھا کہ جو کوئی نابوت کے آگے ہوتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ ثواب ابن صوری اپنے اور یا کو مطالبی حکم داؤد روانہ کیا کہ اور یا نے جہاد میں فتح پائی پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پہنچا وہاں بھی فتح نصیب ہوئی جب تیسری جگہ

بیجا گیا تو اور یا شہید ہوا پس بعد القضاہ حدت حضرت داؤد علیہ السلام نے مسماۃ میثلیج سے نکاح کیا کہ اُسے حضرت سلیمان پیدا ہوئے وہاں بقول مردود عند اکل قال علی رضی اللہ عنہ من حدکم حدت

داؤد علیہ السلام علی ما یرد بہ القصاص جلد نہ بمانیرہ دستین جلدۃ وہو صد افریہ علی الانبیاء علیہم السلام اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کبوتر کہہ کا تھا انھوں نے کہا مسماۃ میثلیج کا ہر فرمایا وہ عورت شوہر دار ہر کسی نے کہا اور باکے نکاح میں ہو لیکن ایک اور لینے اس جمل عنہین کی ہر سو حضرت نے اور یا کو طلب کیا اور کہا توجہ ادا کو جائے قبول کیا اور جانب روم روانہ ہوا اور وہ طرف ایسی تھی کہ جو شخص اُدھر جاتا تھا مارا جاتا تھا اگر اور یا فتحیاب ہوا اور مو فنیع ناطقہ میں ایک شخص کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد ایک برس کے حضرت داؤد نے اُسکی عورت سے نکاح کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد فتنہ عورتوں کی حکایات بنی اسرائیل کے سامنے بیان کر رہے تھے اور دل میں یہ خیال تھا کہ اگر میں ایسی بلیا میں پڑوں تو محفوظ رہوں اُس پر اللہ نے کبوتر بھیجا اُسکے ذریعہ سے فتنہ عورت میں مبتلا ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد نے اور یا سے باکسی اور شخص سے فرمایا کہ تو اپنی عورت کو چھوڑ دے تو میں اپنے پاس رکھوں اور اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی کی عورت کو پسند کرتا تو اُسکے شوہر سے درخواست کرتا تھا کہ تو اسکو چھوڑ دے میں نکاح کروں سو اسی طرح حضرت داؤد نے اور یا سے کہا کہ اُسے بے عادت مواساۃ طلاق دی ظاہر یہ بات سبک تھی مگر مرضی حق کے خلاف پڑی اس سبب سے کہ رغبت دنیا تھی اور حضرت داؤد کو اللہ نے عورتوں سے مستغنی بھی کر دیا تھا لہذا فی المدارک یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے تفسیر احمدی میں ہے کہ امام زاہد نے اس روایت کی انکار کی ہے اور اس قول پر طعن فرمائی ہے بعد اُسکے لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک زلت یہ تھی کہ حضرت داؤد کے پاس دو خصم آئے انھوں نے اپنا مقدمہ بیان کیا اُس مقدمہ میں قول واحد پر حکم دیا اور دوسرے سے استفسار نہیں کیا کہا قال لقد طلبک الخ لیکن یہ قول ضعیف ہوا سلیے کہ وہ دونوں خصم صرف امتحاناً آئے تھے بنا بر اس زلت کے جو حضرت داؤد سے صادر ہوئی تھی قبل اُسکے کہ بعد اُسکے اور تفسیر فریق ثانی کی مقتدر ہے بر سبیل ایجاز باجمہ اس معاملے میں روایتیں مختلف پائی جاتی ہیں اور بعد تتبع اسقدر صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اور یا کی عورت کی آرزو کی کہ اگر یہ مجھے حلال ہو جائے تو بہتر ہر اتفاقاً اور یا مارا گیا اور اُسکے ساتھ اور لوگ بھی قتل ہوئے سو حضرت

اور لشکریوں کا غنیمت کیا اور یا کے مرنے کا بیج نہیں کیا بعد ازاں اسکی عورت کو نکاح میں لائے اور جو بعضے کہتے ہیں کہ اور یا حضرت داؤد کا متبنی تھا اور نکاح منکوحہ متبنی سے زلت ہے یہ قول مردود ہے اور یہ بات ہرگز زلت نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح خود جناب حق نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بعد طلاق دینے زید کے فرمایا ہے اور زاد المسیر و تفسیر احمدی میں ہے کہ جمہور اسپر ہیں کہ اس عورت سے اول اور یا نے نکاح کرنا چاہا تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نکاح کا پیغام دیا عورت کے اولیا راضی ہوئے کہ حضرت نے نکاح کیا اس میں زلت و فحش قدم یہ ہوئی کہ حضرت نے باوصف کثرت عورتوں کے ایک بھائی موسیٰ کے خطبہ پر خطبہ کیا چنانکہ یہ بات کلام اللہ سے مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ صاحب مقدمہ امتحان میں فرماتے ہیں بسؤال تعجبک لے لغاچہ نہ کہ باخذ تعجبک معالم التنبہل میں ہے کہ نکاح سے تھوڑے دنوں بعد صورت غناب نمودار ہوئی اور دو فرشتے تشریف لائے اور تفسیر تبیان میں ہے کہ حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام تھے اور انکے ساتھ اور فرشتے بھی تھے اور جب یہ دونوں فرشتے عبادت خانہ میں جانے لگے تو پاس بانوں نے منع کیا مگر وہ دونوں چلے گئے یا دیوار بھٹ گئی اور دونوں بصورت مدعی و مدعا علیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آگئے چنانچہ سورۃ صاد میں فرماتے ہیں وبل انک بنوا الخضم اذ لتوروا الیہ وعلو علی داؤد ففرع منہم یعنی پہنچی ہے تمھکو خبر دعویٰ والوں کی جب کو در دیوار کو آئے عبادت میں جب گھس آئے داؤد پاس تو انکے گھبرا یا شاید سبب گھبرانے کا یہ ہوا کہ بے اجازت باوصف روکنے در بانوں کے چلے آئے تھے یا دیوار کے شکافتہ ہونے سے ڈر گئے پھر دو تقدیر آئے پوچھا تمکو کسے میرے پاس آنے دیا بولے لا تخف خصمان یعنی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق و لا یطو وادھنا لے سوار الصراط یعنی وہ بولے مت گھبرا ہم دونوں جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہر ایک نے دوسرے سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور تبادسے ہلکوسیدھی راہ فائدہ اس بات میں حقیقت بغاوت مقصود نہیں ہے کہ فرشتوں میں نہیں ہو سکتی بلکہ مراد یہ ہے کہ جس نے دیکھا ہے کہ ایک نے دوسرے سے بغاوت کی گویا قضیہ سے مطلع کر کے حکم چاہتے ہیں انقضض جب حضرت داؤد نے فرمایا بیان کرو تب ایک نے کہا ان ہذا اخی لہ تسع وتسعون نعیمہ و لے نعیمہ و اخذہ فقال الکفینسما و غرنی فی الخطاب یعنی میرا بھائی ہوا اسکے پاس تنانوسے دینیاں ہیں اور میرے ایک ذبی ہے سو کتنا ہے وہ میرے حوالہ کر اور زبردستی کرتا ہے مجھے بات میں فائدہ اخی سے مراد ہے کہ ہمارے طریق و دین پر ہر اور نیچہ کنایہ ہے عورت سے اہل عرب اسی طرح بولتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں یہ تعرض ہے

بنابر تنبیہ حضرت داؤد کے در نہ اس جگہ نہ بچہ نہ بچی ہو یہ بات ایسی ہر جہاں طرح مارا زید نے عمر کو واہ
 بکرنے لکھ کر اور نہ ضرب ہو نہ شہر اکذافی العالم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آتا
 سے یہ مراد ہو کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ میں اسکی کفالت کروں اور ا
 عورتوں میں ملاؤں اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کروں یعنی اسے طلاق دے کہ میں نکاح میں لاؤں
 لفظ یعنی سے بھی اُنکے نزدیک مراد یہی ہو اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ ہو کہ جھگڑنے والے
 فرشتے تھے پر دے میں انکو سناتے تھے کہ انکے گھر میں نانوں سے عورتیں تھیں ایک ہمسایہ کی ع
 نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر میں رکھیں اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر میں اسکو معین کیا تا بوقت
 سے آگے جہاں بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح ک
 کسی کا خون نہیں کیا بے ناموسی نہیں کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبروں کے شہرانی کو آ
 داغ بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سب تمثیل ہو واسطے داؤد علیہ السلام کہ قوت ملک اور ذ
 لسانہ سے اور با پر غالب آئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اور یا کا تکلف کیا اور و
 ضعیف تھا اسکے ایک ہی جوڑو تھی اور حضرت داؤد کے نانوں کے پیمان تھیں باجملہ جب یہ سوال
 تو حضرت داؤد نے کہا لفظ ملک بسوال تعجبیک الی ناعاجہ وان کثیراً من اخطا بلینغی بعضہم
 بعض الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و قلیل ما ہم یعنی بے الضافی کرتا ہر تجھ پر کہ مانگتا ہر تیرے
 ملانے کو نہ پوچھو نہیں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہ
 کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہیں ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہو جیسا تم کہتے
 تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھ کر ہنسا اور کہا قضی الرجل علی نفسه یعنی حکم کیا اس مرد
 اپنے نفس پھر دونوں رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہو کما قال اللہ تعالیٰ و ظن
 انما فتناہ یعنی خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا سدھی سے روایت ہو کہ جب مدعی نے
 کہہ دیا اخی الخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہو اسنے کہا کہ فی الحقیقہ
 ننانوئے و نبیان ہیں اور اسکے ایک دہی ہو سو میں چاہتا ہوں کہ اسکو لیکر پوری سو کروں ا
 میرا بھائی نہیں مانتا ہر حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہو میں اسکو سزا دوں گا سائل نے
 کہ امی داؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے نانوں سے بی بی تھیں اور اوریہ کے ایک سوتو
 کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش آکر اسکی جوڑو لے لی یہ بات کہ کر غائب ہو گئے حضرت دا
 جانا کہ یہ امتحان ہو جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ بغوی معالم اللہ

مین انس ابن مالک سے با سنا و صحیح روایت کرتے ہیں کہ انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے
 سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد نبی نے جب دیکھا عورت کو تو لشکر نبی ہر ایک
 بیجا لڑائی پر اور وصیت کی سردار لشکر کو کہ جب عدو کے مقابلہ پر پہنچو تو فلاں شخص کو آگے نابوت
 کر دینا اور نابوت سے اس نے زمین فتح ہوئی تھی اور جو شخص نابوت کے آگے ہوتا تھا وہ نہیں پھرنا تھا
 یہاں تک کہ مارا جائے یا لشکر ہٹا کر جا سکے پس اس عورت کا شوہر مارا گیا اور دو فرشتے آئے انھوں نے
 قتلہ اسکا بیان کیا داؤد نے دریافت کیا کہ یہ جناب ہو چالیس رات دن سجدے میں پڑے رہے کہ اس کے
 اشکوں سے گھاس جم گئی اور پشانی زمین سے گھس گئی یہ کہتے تھے کہ اے رب داؤد نے بڑی دولت اختیار کی اگر تو ہم کو
 نوصیف ہو گا داؤد اور اگر نہ بخشے تو اسکا گناہ بادگار رہے گا پیچھے آنے والوں کو اور زبان زد خالق رہے گا چالیس
 رات کے حضرت جبریل اشرف الہی نے اور کہا کہ اے داؤد اللہ نے تجھ کو بخشا وہ قصہ جو تو نے کیا تھا داؤد
 نے کہا اللہ قادر ہو کہ شخص دے اور تم کو معلوم ہو کہ اللہ عادل ہو کسی طرف میلان نہیں کرتا پس اس
 شخص کو کیا حکم ہو گا جب قیامت میں آویگا اور مجھ پر دعویٰ کرے گا حضرت جبریل نے جناب الہی میں عرض
 جواب دیا کہ اللہ تمہارے قیامت کے دن تم کو تمہارے مدعی سے ملا دے گا اور تم کو بخشا دے گا اور مدعی کو عوض
 اسکا جنت میں دے گا اور کعب احبار اور وہب ابن منبہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ جب
 فرشتوں نے اگر قصہ بیان کیا تو حضرت داؤد اپنا احوال سمجھے اور چالیس دن سجدہ میں پڑے رہے کہ سر
 نہیں اٹھا یا مگر نماز مکتوبہ اور حاجت ضروریہ کے واسطے البتہ چپ ہو جاتے تھے اور کھانا پینا بالکل ترک
 ہو گیا تھا اور سر کے گرد گھاس اگلی تھی اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ چالیس دن سجدہ
 میں رہے تب اٹھا وہ اسے السلام بخش کہ حسیث حالت بہ باعث یہ بود برین ماست بہ اگر گرسنہ دم
 غذایت بہ در شہ شرب جان فریادت بہ اگر خنہ دلی دوا فرستم بہ در بر ہنہ تن قبا فرستم بہ الا حضرت داؤد
 جہم جواب نہ دیا بلکہ زباؤہ شہرند و ہوئے کہ سات دن اور بھی گریہ اور زاری سے جو درست بعد اسکے خلاف
 نے توبہ اور مغفرت نازل فرمائی حضرت داؤد نے سجدہ شکرانہ ادا کیا اور عرض کیا رب اغفر لی
 قیامت میں مدعی میرا دامن پکڑے گا تب کیا ہو گا کہ گفتا کہ با وقصہ بخشد بہ چند انکہ ز تو قصہ بخشد بہ
 وہب ابن منبہ سے روایت ہو کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کو آواز آئی کہ میرا قصہ بخشا گیا حضرت
 داؤد نے عرض کیا کہ یا الہی تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اور میرا مدعی رافضی نہیں ہے پھر میرا قصہ کس طرح معاف
 ارشاد ہوا اور یا الہی میرا جہم کے معذرت کریں تیری آواز سناؤ گا حضرت داؤد علیہ السلام قبر پر گئے اوہ
 کمال عجز اور انکسار سے اور بالی قبر پر بیٹھے اور بچارا اور پائے کہا کہ کون ہو جس نے جگا دیا حضرت داؤد نے کہا

میں ہوں داؤد اسنے کمایابی اللہ آپ کیون تشریف لائے ہیں حضرت داؤد نے کہا کہ غنوقصو چاہتا ہوں اور یانے کہا کہ آپ سے کچھ تصور نہیں ہوا حضرت داؤد نے کہا میں نے تجھکو جہاد میں بھیجا کہ تو مارا گیا اسنے کہا آپ نے مجھے جنت کے واسطے بھیجا تھا کہ میں شہید ہو کر داخل جنت ہوا سو یابی اللہ میں نے سنا کیا حضرت داؤد خوش ہوئے اسوقت وحی ہوئی کہ اے داؤد میں حاکم عادل ہوں تو صاف صاف اور یہ کہ دے پھر حضرت داؤد قبر پر تشریف لیگے اور پکارا تو اسنے کمایابی اللہ آپ کیون تشریف لائے حضرت داؤد نے مفصل حال اپنا اور اسکی عورت کا بیان کیا اور یانے کچھ جواب نہ دیا بلکہ تین مرتبہ حضرت داؤد نے پکارا الا جواب نہ ملا تو بہت رونے اور بچنے کتے ہیں کہ تیسری مرتبہ اور یانے جواب دیا کہ میں بگریختا نکرونگا اسپر حضرت داؤد بہت رونے کہ بتیاب ہو گئے آواز آئی کہ اے داؤد تو نوحہ اور زاری مت کر یعنی بخشا تیرا گناہ اور رحم کیا میں تیرے رونے پر اور قبول کی میں نے تیری دعا حضرت داؤد نے کہا یا رب مدعی میرا رضی نہیں ہوا رشاد ہوا کہ میں قیامت کے دن ایسا ثواب عنایت کرونگا کہ اسنے کانوں سے سنا نہ آئے انکھوں سے دیکھا نہ ہوا اور میں اس سے کہونگا کہ تو داؤد سے راضی ہو وہ کہیں گامیرے پاس کچھ عمل داؤد کا نہیں پہونچا ہے میں کس طرح داؤد سے راضی ہوں تب میں ارشاد فرماؤنگا کہ بعوض میرے بندے داؤد کا بویس میں بخشاؤنگا تجھکو اور وہ بخشیکا حضرت داؤد نے عرض کیا کہ اب میں نے جانا کہ تو نے مجھکو بخشا اور اسی کا اشارہ ہر سورہ صا د میں فغفرنا لک وان لا عندنا لزلفی حسن باب یعنی پھر مہنے معاف کر دیا اسکو وہ کام اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہوا اور اچھا ٹھکانا وہب آجین بندے سے روایت ہو کہ بعد توبہ اور شہادت حضرت داؤد علیہ السلام بیش برس تک اور بھی اپنی تصویر پر رونے سے روایت ہو کہ جب یہ طبیعہ صادر ہوا تب عمر حضرت داؤد کی شتر بس کی تھی اور بعد اس خطا کے اپنی عمر کے دن پانچم پر تقسیم فرماتے تھے ایک دن فیصلہ قضا یا کرتے اور ایک دن صحبت عورتوں کی کھتا اور ایک دن تسبیح جھگل اور پہاڑوں اور دریاؤں پر کرتے اور ایک دن گھر میں تنہا رہتے اور اس گھمٹوں چارہزار محراب تھی اسیں رونے والے جمع ہوتے کہ انکے ساتھ نوحہ فرماتے اور اپنے حال پر روتے یعنی جب سیاحت کا دن ہوتا تو جھگل میں نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے انکے ساتھ درخت اور خوش و بلور بھی روتے اور انکی آنکھوں سے آنسو مثل نہر جاری ہوتے بعد اسکے پہاڑوں کی طرف تشریف لیا کہ پہاڑ اور تپو انکے ساتھ روتے پھر کنارے دریا کے تشریف لاتے تو جانو زبوری مگر وغیرہ روتے جب شام ہو جاتی چلے آتے اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو بنا دی آواز دیتا کہ آج دن ہی نوحہ داؤد کا جسکو شہرت منطور ہوا اسے اودعا بدیوگ محراب والے مکان میں داخل ہوتے اور فرش

جنان کا بچتا اسپر چار ہزار عابد بیٹھے اور حضرت داؤد و ناسٹ شروع کرتے اور عابد لوگ بھی رونے کہ ہمیشہ فرش آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور حضرت داؤد جڑیا کے پتے کی طرح اسہن تڑپتے تب حضرت سلیمان لگے اٹھاتے اور منہ حضرت داؤد کا دھوٹے اور کتے یا الہی بخش دے وہب ابن منہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد نے اپنی زندگی بھر پانی نہیں پیا مگر اسکو آنسوؤں سے ملاتے تھے اور کھانا نہ کھاتے تھے مگر آنسوؤں سے پالا اور حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت داؤد بعد از گناہ سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور آنسوؤں سے تر کر کے کھاتے اور کہتے کہ خوراک صاحب گناہ کی یہی ہو شرہ برس اسی طرح گذرے وہب ابن منہ کہتے ہیں کہ جب حضرت داؤد کا گناہ غفور ہوا تو حضرت داؤد نے عرض کیا کہ یا رب العالمین تو نے گناہ میرا بخشا اب ایسی سبیل کر کہ قیامت کو گناہ دیکھوں تب اللہ جل شانہ نے انکے ہاتھ میں وہ گناہ لکھ دیا جب کھانا پانی ہاتھ سے کھاتے بیٹے تو دیکھ کر روتے تھے اور جب منہ پر کھڑے ہوتے اور خطبہ کرتے تو لوگوں سے متوجہ ہو کر وہ ہاتھ دکھاتے تو خلق اللہ اسکو دیکھتی اور روتی اور قناتہ رضی اللہ عنہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد بعد غفور خطبے گنگاروں کے پاس بیٹھے اور کہتے کہ آؤ داؤد گنگار کے پاس اور قبل خطبے آدھی رات تک قیام کرتی ہو اور چھ مہینے روزہ رکھتے تھے جب خطا صادر ہوئی تو سال بھر روزہ رکھتے تھے اور تمام رات عبادت کرتے تھے اور قصص میں وارد ہے کہ وحوش اور طيور حضرت داؤد کا پڑھنا سنا کرتے تھے جب قصور صادر ہو تو انھوں نے سنا سو قوت کر دیا اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد دعاوت صورت سے تیری خطا صاف ہوئی ہے اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد اپنا گناہ یاد کرتے تھے تو انکے اعضا جلد ہو جاتے تھے اور جب غفور گناہ یاد کرتے تو بحالت اصلی آ جاتے تھے القصد جب تو حضرت داؤد کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور حکمرانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا کہ انا جلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بانسوا یوم الحساب یعنی اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل پوشیدہ ہوس پر پھر تجھ کو بچا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچتے ہیں اللہ کی راہ سے انکو سخت مارے اسیر کہ بھلا دیادن حساب کا بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جن دنوں حضرت داؤد علیہ السلام بتلا سے بلا سے نرٹ ہوئے ہیں اول روزوں میں سفار بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو مالوت کا نواسا تھا بجا سے حضرت داؤد بادشاہ کرنا چاہا وہ بھی مستعد ہوا شہر حضرت کو پہنچی تو آپ مع اپنے بھانجے تو اب کے بنی اسرائیل کے لشکر نے کل گئے شلوم نے ارادہ رکھا کہ کیا نصرت داؤد کو

وزیر اعظم کو واسطے نصیحت کے بھیجا کہ شلوم بھاگا حضرت داؤد نے تو اب کو روانہ کیا کہ توجا کر شلوم کو بہتیر
صائب پھیر لا کر قتل نہ کرنا تو اب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اُسکو گھیر کر بفراموش نصیحت حضرت
داؤد قتل کر کے لوٹ آیا حضرت داؤد نے فرمایا کہ اب میں تجھ کو قصاص میں مارونگا الا بمصلحت وقت
و انتظام سلطنت اجراے قصاص میں توقف کیا اور مرض موت میں حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی
کہ بعد میرے اسکے قصاص میں قتل نہ کرنا روایت ہو کہ حضرت داؤد کے زمانے میں بنی اسرائیل
کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی الہی ہوئی کہ اے داؤد جب ابراہیم نے اسمعیل کے ذبح کا
قصد کیا تھا اس وقت میں نے وعدہ فرمایا کہ میں اولاد ابراہیم زیادہ کروں گا سو میں نے ایسا
وعدہ فرمایا مگر ان لوگوں نے میری رضا کے خلاف کیا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ انکو بلا میں ڈالوں سو
تین بلاؤں میں ایک بلا قبول کر اول قحط دوسرے استیلا سے عدو تیسرے طاعون حضرت داؤد نے
بستخصار قوم طاعون قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ شہر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مر گئے اور حضرت
داؤد مع علماء و احبار بنی اسرائیل صحیفہ بیت المقدس میں جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ اے بنی اسرائیل
تمہاری اکثر قوم نے غضب الہی سے نجات پائی ہوا سپر شکر کرو اور ایک مسجد بیان بناؤ بنی اسرائیل
نے قبول کیا اور تعمیر سو باقیہ شروع ہوئی جب کہ چار دیواری بمقدار قامت انسان بلند ہو گئی
تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف رکھنا چاہیے کہ تکمیل اسکی تیری اولاد کے ہاتھ سے مقدر ہو لہذا
حضرت داؤد دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان نے اپنے عہد نبوت میں اُسکو تمام کیا تعادبت ہر
کہ بعد قبول تو حضرت سلیمان انھیں بی بی سے پیدا ہوئے اور ایام رکین سے نشانیاں اقبال کی
ناصیہ شریف سے چکنے لگیں اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگی و فراست و دانائی اس مرتبہ کو پہنچی
کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے امور سلطنت میں مشورہ لینے لگے چنانچہ ایک روز دو دو ہفتائی محکمہ
داؤدی میں حاضر ہوئے ایک ایلیا صاحب کشت یا باغ دوسرا یوحنا مالک غنم سو ایلیا نے کہا اے
خلیفہ یوحنا میرا پروسی رات کے وقت بکریاں چراتا تھا وہ بکریاں میری کھیت میں پڑ گئیں اور کھیت
کھا گئیں حضرت داؤد نے یوحنا سے جواب پوچھا آسنے کہا درست ہے حضرت داؤد نے ارشاد کیا
کسٹے و بکریوں کی قیمت شخص کر و چنانچہ وقت تشخیص بقدر قیمت بکریوں کے نقصان قرار پایا سپر
حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریاں ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمے سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان
نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا حکم دیتا جو دونوں کے حق میں بہتر ہوتا
یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدس میں خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سنکر

حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حق میں بہتر ہو بیان کر حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجاوین کہ اولاد و البان و اصواف سے بہرہ مند ہووے اور کھیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کھیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنی بکریان لیوے چنانچہ یہ حکم سنکر حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہوئے اور فریقین راضی ہوئے اور حضرت داؤد نے اسی طرح سے حکم صادر فرمایا اس عرصے میں عمر حضرت سلیمان کی بروایت صحیحہ گیارہ برس کی تھی اور بعض تیرہ کی بیان کرتے ہیں چنانچہ سورہ اقرب للنیل میں اللہ صاحب اس قضیہ کا اشارہ فرماتے ہیں و داؤد و سلیمان اذ یحکمان فی الامر ثانی اذ نقشت فیہ غم القوم و کنا ل حکیم شہرین ففهمنا سلیمان و کلا آتینا حکماً و علماً یعنی داؤد و سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے جھگڑا کھیت کا جب روز گنتین میں آسکورات میں بکریان ایک لوگون کی و روبرو تھا ہمارے انکا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے سلیمان کو وہ فیصلہ اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم و سمجھ یعنی جتنے تسلیم کی حکومت سلیمان کو اور سکھایا ہم نے آسکو حکم تاکہ حکم کرے کہ بکریان مالک کھیت کو دیجاوین اور کھیت مالک بکریوں کو کہ آسکو بصورت اولے کر دے اور بکریوں والا غافل نہ رہے بلکہ نگہبانی کرے حقیقت یہ ہے کہ اس زمانے میں یہی حکم تھا کہ چور غلام بنایا جائے اسی کے موافق حضرت داؤد نے حکم دیا تھا کہ بکریان کھیت والوں کو عوض نقصان دلوائیں اور حضرت سلیمان کو یہ وحی ہوئی کہ ایسا حکم دیا جس سے دونوں کا نقصان نہ ہو پس حضرت داؤد نے بعد اطلاع منسوخت حکم سابق نبض مانع حکم صادر فرمایا اور اس معاملے میں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نزدیک شافعی کے یہ حکم ہے کہ اگر جانور چھوٹا ہو اذن میں کسی کا مال تلف کرے تو مالک جانور پر ضمان نہیں ہے اور جو رات میں خراب کرے تو ضمان لازم ہے کیونکہ دن میں کھیت والے حفاظت کرتے ہیں اور مویشی دن میں چھوٹے ہیں رات کو بندھے رہتے ہیں عالم التشریل میں ہے کہ برابر ابن عازب کے آؤنی نے ایک دیوار گرا دی سو یہ قضیہ حضرت صلعم کے حضور میں آیا حضرت نے فرمایا کہ اہل حوائط پر روز میں حفاظت کرنا واجب ہے اور جو مویشی رات میں فساد کریں تو مالک پر ضمان ہے اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مالک مویشی کا ساتھ ہو تو البتہ اسپرڈ انڈونیا لازم آتا ہے اور جو ساتھ نہ ہو تو رات کو فساد کرے یا دن میں کچھ بھی ضمان مالک پر نہیں اور خصائص حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے نزدیک ثابت ہو گیا تھا کہ صاحب غم نے عداً و قصداً اپنی بکریان چھوڑ دی تھیں کہ مالک کھیت کا نقصان ہوا لہذا حکم ضمان صادر فرمایا

اگر اس امت مرحومہ میں بھی ایسا معاملہ پیش آوے تو ایسا ہی حکم ہوگا اور صاحب کثافت نے لکھا ہے کہ حکم داؤد علیہ السلام کا معاملہ جنایت غلام کا نظیر ہے یعنی اگر غلام جنایت کرے تو مالک غلام کو جائز ہے کہ جنس جنایت غلام کو شہر و مدعی کرے اور حکم حضرت سلیمان کا صورت عبد منصوب کا نظیر ہے یعنی اگر عبد منصوب غاصب کے پاس سے بھاگ جائے اور مالک عبد غاصب سے عوض غلام لیکر منتفع ہو پھر جب غلام لمبا جائے تو غاصب غلام کو تفویض مالک کرے اور مالک غلام ضمان لیا ہوا غاصب کو واپس کر دے فائدہ اس آیت میں اللہ جل شانہ نے حضرت سلیمان کی اصابت اسے پر تعریف فرمائی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتہاد پر توصیف کی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم حضرت داؤد علیہ السلام بطور فیصلہ تھا اور حکم حضرت سلیمان علیہ السلام بطور صلح و الصلح خیر اس مقام میں علما کو اختلاف ہے کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے حکم بالا اجتہاد تھے یا بالنص بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ دونوں کا حکم از روئے اجتہاد تھا اور یہ بات حضرات انبیاء علیہم السلام کو درست ہے تاکہ ثواب مجتہدین بھی حاصل ہو مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے اجتہاد میں خطا واقع ہوئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے صواب کیا اور خطا انبیاء علیہ السلام سے جائز ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ پیغمبر لوگ خطا پر قرار نہیں پکڑتے اور علما کو بھی در صورت نہوئے نص کتاب و سنت واجماع کے اجتہاد واجب ہے اور خطا انکی عفو ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے اذ احکم الحاکم فاجتہد فاصاب فله اجران و اذ احکم و اخطا فله اجر واحد یعنی جب حکم کرے حاکم پس کوشش کرے اور صواب کرے تو اسکو دو اجر ہیں اور جب حکم دے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ہے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبون نے موافق وحی کے حکم دیا مگر حکم سلیمان ناخ تھا پس انکے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد جائز نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام بسبب وحی کے اجتہاد سے مستغنی ہیں ولہذا یہ لوگ قائل ہیں کہ انبیاء سے خطا نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب فی ملو واقعہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصابت اسے پر دلیل ہے وہ یہ ہے کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ دو عورتیں تھیں انکے ساتھ انکے دو بیٹے تھے بھیڑا یا ایک عورت کے بیٹے کو اٹھایا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیڑا لیگیا دوسری نے کہا تیرا بیٹا لیگیا دونوں حضرت داؤد کے پاس فیصلے کو آئیں حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئیں اور اُن سے یہ حال کہا

حضرت سلیمان نے کہا ایک چھری لاؤ تو میں لڑکے کو اُدھا اُدھا کر دوں تب چھوٹی عورت نے کہا ایسا
 مست کر چم کرے تجھے اللہ بہ بیٹا بڑی عورت کا ہے یعنی اب میں دعویٰ نہیں ہوں اسکو دیجیے یہی پردہ
 کر لگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے اُس چھوٹی عورت کی شفقت سے
 دریافت کیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اُسی کو دلوا یا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گواہ نہ ہوں تو حاکم کو
 لازم ہے کہ قرابین و قیاس پر عمل کرے بعد ازاں واقعات حضرت داؤد علیہ السلام بلا مشورہ حضرت سلیمان
 کوئی حکم نہ دیتے تھے اور یہ دست تو ٹھہرا تھا کہ حضرت سلیمان محکمے کے دروازے پہنچتے تھے اور حضرت
 داؤد محکمے میں ایک روز حضرت سلیمان کی غیبت میں ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد علیہ السلام
 کے پاس ہوا پر داد خواہ آئی اسنے کہا کہ امیر خلیفہ میں عیال دار ہوں تھوڑا آٹا جو کاسہ پر بے جاتی تھا
 ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے رہی جاتی ہے میرے حق میں فیصلہ حق کیجیے حضرت داؤد
 نے کہا میرا حکم ہوا پر جاری نہیں ہو گا آٹا میرے گھر سے لے جا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا کر کے
 اپنے گھر چلی راہ میں حضرت سلیمان ملے انھوں نے پوچھا تو کمان آئی تھی یعنی ناشی یا محتاج اسنے
 کہا داد خواہ ہوں اور اپنی ناشی بیان کر دی حضرت سلیمان نے فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس بھجھاؤ
 داد خواہ ہوا کہ کہ میں محتاج نہیں ہوں انصاف جاہتی ہوں چنانچہ وہ ضعیفہ پھر محکمے میں آئی اور حضرت
 داؤد سے کہنے لگی کہ عطاے تو بلقاے تو میں انصاف جاہتی ہوں حضرت داؤد نے کہا میں ہوا پر
 حاکم نہیں ہوں اور دش گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھیا نہایت خوش ہو کر چلی جب حضرت سلیمان سے
 ملاقی ہوئی تو انھوں نے پھر واپس کیا تب تو حضرت داؤد نے کہا تجھکو کون شخص بار بار پھیرتا ہے
 اسنے کہا سلیمان اُسی وقت حضرت داؤد نے حضرت سلیمان کو طلب کر کے پوچھا کہ تجھکو ہوا پر کیا
 دست رس جو اسکے حق میں حکم دوں حضرت سلیمان نے کہا یہ درست ہے لیکن آپ کی دعا کو اثر ہو
 سو آپ دعا کیجیے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت
 داؤد نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمان نے آمین کہا دفعۃً خداے تعالیٰ نے ہوا کو بصورت انسان بجا
 تب اُس عورت نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم خدا اسکا آٹا لیا ہے حضرت
 داؤد نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں جاتی تھی آسمین سوراخ ہو گیا اور مالک
 کشتی نے دعا مانگی کہ یا اگنی اگر اس بلا سے نجات پاؤں تو میں کل مال اپنا فیرون کو دے ڈالوں
 لہذا ارشاد ہوا تو میں نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی میں بھر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی
 اُسی وقت حضرت داؤد نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فیرون کو دلوا یا اور نصف باقی

بوڑھیا کو پھر اس ضعیفہ سے استفسار کیا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تجھ کو اس قدر
 عوض دیا اس نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ہے مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اس نے
 کہا کہ میں دور سے آتا ہوں اور بہت بھوکھا ہوں میرے پاس ایک روٹی تھی میں نے اس کو کھلائی
 مگر اس نے کہا میں سیر نہیں ہوا تب میں نے کہا اگر فقیر تو ٹھہر جا تو میں تیرے واسطے آٹا پس کر روٹی
 پکاؤں سو وہی آٹا لیے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا ناچار میں نے تم سے شکایت کی اس وقت جبریل
 علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کا عوض ملا ہے اور بروز قیامت دہل حصے اور ملیگا واقعہ چوتھا یہ کہ
 کہ حضرت داؤد نے ایک شخص کو قاضی مقرر کیا ایک دن عورت حسینہ دعویٰ مال نقد کسی پر دعویٰ
 ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اس نے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا
 اس نے کہا میں حرام کار نہیں ہوں ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرط کے
 پاس ناشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہاں سے دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار میں پہنچی ہوئی
 وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار غلیفہ وقت کے حاجب سے رجوع لائی اس نے بلاتامل پیغام زنا بھیجا تب وہ
 عقیقہ خاموش ہو کر دعویٰ سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پرہیزگار
 ہاتھ سے نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہو اس کو کسی طور سے بچانے کا وجب ہو تب بزرگواران
 لباسی حضرت داؤد کے حضور میں بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے حضرت داؤد نے
 مطابق توریت رجم کافران جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمان کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجراء
 حکم کو منع کیا اور کئی لوگ کے ہم عمر بلائے انہیں سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چاروں نے
 گواہی دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پھر ان چاروں کو الگ الگ بٹھلایا اس طرح کہ ایک
 دوسرے کی آواز نہ سنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اس نے کہا سیاہ دوسرے سے
 دریافت کیا وہ بولا سرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے
 ہو تمہاری گواہی پر ایک مفیضہ صالحہ کو حد نہ مارو نکاح بعد از ان اور لا کون سے کہا کہ ان گواہوں کو
 قتل کرو یہ خبر تھا حضرت داؤد علیہ السلام کو پہونچی تب حضرت داؤد نے اس مقدمے کے
 گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ بٹھلا کر سوال کیا ان سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان
 کیا لہذا گواہوں نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ
 حضرت سلیمان کی نہایت کم سنی میں پیش ہوا تھا القصہ اسی طرح اکثر مقدمات میں تجویز اخیر حضرت
 سلیمان علیہ السلام کی ملے پر پھر بھی اتفاقاً سیر معتمدہ میں لکھا ہے کہ جب عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی

قریب الاختتام پہنچی تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت رب العزت کی طرف سے ایک صندوق حضرت داؤد کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ اپنے سب صاحبزادوں کو طلب کر کے استفسار کرو کہ اس صندوق میں کیا ہے جو کوئی انہیں سے جواب راست و درست دیوے خلافت و سلطنت خدا کی طرف سے اسی کو عنایت ہوگی اُس وقت حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کے بارادیا انہیں صاحبزادے تھے اور ہر ایک دعویٰ ارادے کی طرف سے خلافت چنانچہ حضرت داؤد نے لڑکوں کو جمع کر کے دریافت کیا کسی نے کچھ بھی جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صندوق میں ایک انگشت تری اور ایک تازیانہ اور ایک خط تھری ہر اسی دم حضرت داؤد نے صندوق کھولا تو وہی تھا حضرت جبریل نے فرمایا اے داؤد یہ انگشت تری جنت کی ہر اسکی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں دیکھے تو اسکو شرق سے غرب تک نظر آوے اور جو کچھ پاس ہے حاصل ہو اور تازیانہ دوزخ کا ہر خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس کا تازیانے کا طبع نہ وہ سنا پاوے بلکہ یہی تازیانہ سن کر پوچھا دے گا یہ تازیانہ دوزخ کا ہر خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کچھ اس خط میں پانچ سوال ہیں انکا جواب اپنے بیٹوں سے پوچھو جو کوئی جواب تحقیقی بیان کرے وہ شخص مالک و وارث قرار پاوے چنانچہ اسی وقت حضرت داؤد نے سب بیٹوں کو بلایا اور علماء قوم کو بھی طلب کیا اور سوال کیا کہ ایمان و محبت و غفل و شرم و قوت بدن میں کس جگہ ہر کسی شخص نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان نے فرمایا ایمان و محبت دل میں ہر اور مقام عقل سر اور جہاں شرم آنکھیں اور موقع قوت استخوان اسی وقت حضرت داؤد نے تازیانہ و خاتم حضرت سلیمان کو عنایت فرما کے تخت سلطنت پر بٹھلایا دوسرے دن وفات پائی اور بعضے کہتے ہیں کہ سوائے سوالات خمسہ کے بارہ سوال اور بھی تھے کہ انکو بھی حضرت داؤد نے پوچھا ہر اور حضرت سلیمان نے جواب شافی دیا وہ باھون پہن تلخ تر و شیرین تر و بدتر عالم میں کون چیرے اور فراخ تر آسان و زمین سے کیا ہر اور غنی و دنیا میں کون ہر اور سنگ سے سخت تر و آتش سے گرم تر کون ہر اور دنیا میں آبادی زیادہ ہر اور ویرانی اور موت سے ہول تر کیا ہر اور بنی آدم پر غالب کون ہر اور جہاں میں عورتیں زیادہ ہیں یا مرد حضرت سلیمان نے کہا تلخ تر و دیشی و شیرین تر تو فکری و بدتر مرد آدم از اری و فراخ تر از آسان و زمین سخن حق و وصف عدل و غنی تر مرد قانع و سخت تر دل کا فرد گرم زیادہ نا امید می اور دنیا میں ویرانی زیادہ آبادی سے کہیں کہیں آخر آبادی ویرانی ہوگی اور موت سے ہول تر و فراخ تر و غلبہ تر بنی آدم ہر اکھا پست ہر اور جہاں میں عورتیں مردان سے زیادہ ہیں اور کتاب تاج السلاطین میں صاحب اخبار الدول سے نقل کیا ہے کہ یہ خاتم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تھی جب اُن سے زلت صادر ہوئی تو وہ خاتم عرش پہنچی

بنا بر تنبیہ حضرت داؤد کے در نہ اس جگہ نہ بیچہ ہونے لگی ہوتی بات ایسی ہر جہ طرح مارا زید نے عمر کو اور مولا
بکرنے لکھ کر اور نہ ضرب ہونے نہ کذا فی العالم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اقلینا
سے یہ مراد ہو کہ مجھے دے ڈال اور مجاہد کے نزدیک چھوڑ دے تاکہ میں اسکی کفالت کروں اور اپنی
عورتوں میں ملاؤں اور اسکے نان و نفقہ کی فکر کروں یعنی اسے طلاق دے کہ میں نکاح میں ملاؤں اور
لفظ یعنی سے بھی اُنکے نزدیک مراد یہی ہو اور اصل حقیقت اس معاملے کی یہ کہ جھگڑانے والے
فرشتے تھے پر دے میں انکو سناتے تھے کہ انکے گھر میں نانوں سے عورتیں تھیں ایک ہمسایہ کی عورت
نظر پڑی تو چاہا کہ اسکو بھی گھر میں رکھیں اسکا خاوند موجود تھا انکے لشکر میں اسکو معین کیا تا بوقت سکینہ
سے آگے جہاں بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں بڑھے تھے وہ شہید ہوا پیچھے اس عورت کو نکاح کیا آہن
کسی کا خون نہیں کیا بے ناموسی نہیں کی مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے پیغمبروں کے شہرانی کو اتنا بھی
دفع بہت تھا اسپر جانچ ہوئی پس یہ سب تمثیل ہو اسطے داؤد علیہ السلام کہ قوت ملک اور نصرت
لسانیہ سے اور با پر غالب آئے اور اسکی عورت سے نکاح کیا اور حق اور یا کا تکلف کیا اور وہ بیچارہ
ضعیف تھا اسکے ایک ہی جوڑو تھی اور حضرت داؤد کے نانوں نے یہ بیان تھیں باجمہ جب یہ سوال پیش ہوا
تو حضرت داؤد نے کہا لفظ ملک بسوال عجیب الی نجاہ وان کثیر اسن اخطا بل یعنی بعضہم علی
بعض الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و قلیل ما ہم یعنی بے الضافی کرتا ہر تجھ پر کہ مانگتا ہر تیرے کو بی
ملانے کو بچہ بیونہیں اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور
کام کیے اچھے اور تھوڑے لوگ ہیں ویسے یعنی حضرت داؤد نے کہا کہ اگر ایسی بات ہو جیسا تم کہتے ہو
تو اسنے ظلم کیا تب مدعی جانب مدعا علیہ دیکھ کر ہنسا اور کہا قضی الرجل علی نفسه یعنی حکم کیا اس مرد نے
اپنے نفس پھر دونوں رخصت ہوئے حضرت داؤد نے جانا کہ یہ ابتلا ہو کا قال اللہ تعالیٰ و ظن داؤد
انما افتناہ یعنی خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اسکو جانچا سہمی سے روایت ہو کہ جب مدعی نے کہا
کہ ہذا انھی الخ تو حضرت داؤد نے دوسرے سے پوچھا کہ تمکو کیا جواب ہوا سنے کہا کہ فی الحقیقت ہیرے
نانوں سے ذبیحان ہیں اور اسکے ایک ذبیہ ہر سو میں چاہتا ہوں کہ اسکو لیکر پوری سو کروں اور
میرا بھائی نہیں مانتا ہر حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ ظلم ہو میں اسکو سزا دو نکاحا سائل نے عرض کیا
کہ اے داؤد تو نے کس طرح ایسا کیا حالانکہ تیرے نانوں نے بی بی تھیں اور یا کے ایک سو تو نے
کس کس طرح سے اسکے ساتھ پیش کر اسکی جو روئے لی یہ بات کہ کر غائب ہو گئے حضرت داؤد
جانا کہ یہ امتحان ہو جانب خدا سے پھر گناہ بخشوانے لگے اپنے رب سے علامہ بیہمی معالم التبریل

حضرت داؤد کی کسبہ چار ہزار چار سو تینتیس مہولی میں ہوئی ذکر حضرت داؤد کا سورہ انبیاء و محل و سباد
صادقین ہر فائدہ تفسیر غزیری وغیرہ تفسیر دن میں لکھا ہر کہ ایک گروہ قوم بنی اسرائیل کا شہیلہ
میں کہ مابین مدین و طو برحیرہ طبرہ کے کنارے واقع ہوتا تھا اور توریت کی متابعت کرتا تھا اور ایک
حکم کے زمانے سے منسوخ ہو گیا اور وقوع اس عذاب ذبیعی کا یون ہوا کہ حضرت داؤد کے زمانے
میں یہودیوں کی عبادت کا روزیوم حرم تھا انھیں نے ہفتہ اختیار کیا ولہذا اس روز کی تعلیم انہیں
واجب ہوئی حتیٰ کہ شکار مچھلی کا کرتے تھے بلکہ کسی کار ذبیعی میں شرف نہ ہوتے تھے جب کہ بنی اسرائیل
ہوئی تو اس حکم کے خلاف کرنے لگے اور امتحان میں پکڑے گئے کہ انہی التفسیر النیشاوری والدراک
والکیر اور تفسیر غزیری میں ہر کہ توریت میں حکم تھا کہ سنیچر کے روز خالصاً مخلصاً عبادت کیا کرو اور کسی
کام میں مشغول نہ ہو سوائے اس طرح امتحان لیا کہ ہفتے کے دن مچھلیاں پانی میں ظاہر ہو کر غائب
ہو جائیں اور اس سبب کہ اس دن مچھلی کا شکار حرام تھا بنی اسرائیل کو گوشت مچھلی کی حسرت
رہتی اور چونکہ اہل سوا حل کو گوشت مہی سے رغبت زیادہ بہ نسبت شہریوں کے ہوتی ہر صبر کر کے
لہذا اس خیال میں پڑے کہ اگر کوئی حیلہ شرعی باتھ لگے تو مچھلی کا گوشت کھائیں آخر کار عقلا بنی اسرائیل
نے یہ حیلہ نکالا کہ ہر روز جمعہ وقت شام کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے گڑھے کھودتے اور صبح کو بعض
ہفتے کے دن دریا سے ساسنہ پانی کے آنے کا کر دیتے کہ مچھلیاں اسی راہ سے پانی کے ساتھ گڑھوں
میں جمع ہو جائیں جب مچھلیاں گڑھے میں بخوبی بھر جائیں تب آدھ آب بند کر دیتے تاکہ مچھلیاں دریا
میں نہ جائیں اور رات بھر اسی طرح چھوڑ دیتے اتوار کے دن جال ڈال کر شکار کرتے خواہ ہاتھ
سے پکڑ لیتے اور گھروں میں لاکر کھاتے دبیچے اور کتے کہ ہم ہفتے کے روز شکار نہیں کرنے ہیں
بلکہ مچھلیوں کو حوضوں میں رکھتے ہیں اور اتوار کو کہ اس دن شکار بحکم الہی حلال ہی شکار کرتے ہیں
اسمیں کچھ خلاف شرع نہیں ہو اگرچہ اسی طرح مدت مدید گزری اور کسی نے نہ پوچھا یعنی تو
خداوند تعالیٰ کی طرف سے سکوت ہوئی اور نہ کسی نے پیغمبر وقت کو خبر پہنچائی روایت ہر کہ چالیس
برس یا شتر برس تک یہ عمل رواج پذیر رہا اور بنی اسرائیل نے معلوم کیا کہ یہ عمل حلال ہو بیان تک
کہ نفاہ نبوت داؤدی اس قوم میں بجا اور یہ احوال آپر کھلا کہ حضرت داؤد نے اول انصالح فرمائی
تب اس گروہ بے شکوہ نے حیلہ شرعیہ اپنا تجویز کیا ہوا پیش کیا حضرت نے فرمایا کہ ہند کرنا راہ کا
اور جمع کرنا مچھلیوں کا گڑھوں میں ہر روز شنبہ تمہارے بیان سے واضح ہو بھر تم کہتے ہو کہ ہم ہر روز شنبہ
شکار نہیں کرتے تمہارے عمل شنبہ سے باز رہو ورنہ عقوبت شدیدہ میں گرفتار ہو گے

اور یہ جیلہ تھوڑا بکریا اور یہ خیال کرو کہ اتنی مدت تک اللہ نے نہ پکڑا عادت اتنی یون ہی جاری ہو کہ
 غنیمت گننا میں جلدی نہیں کرتے مگر اس وعظ و نصیحت کو بنی اسرائیل نے نہ سنا اور اپنی حرکت سے
 باز نہ آئے بلکہ کہنے لگے کہ ہمارا اسی جیلہ سے ثروت و دولت حاصل ہوئی ہو اور ایک مدت دراز سے کرتے
 چلے آئے ہیں اب تو چھوڑنا اسکا دشوار ہو اور اگر ہم اسکو چھوڑیں تو وجہ معیشت ہماری باقی نہ رہے اخبار
 میں مار دیکھو کہ اہل شہر اسوقت میں تین گروہ تھے ایک گروہ بارگاہ ہزار کا امر معروف و نہی سنکر پھر
 نمایاں تک کہ شکاریوں سے ملنا ترک کر دیتا تھا اور اگر تم خانہ تھے تو بیچ میں دیوار میں اٹھالی تھیں
 نہ تو آپ کسی کے پاس جاتے تھے نہ کسی کو آنے دیتے تھے دوسرا گروہ شہر ہزار کا اس فعل شنیع میں مبتلا
 تھا تیسرا گروہ وہ تھا جسے تنگ ہو کر منع کرنا چھوڑ دیتا تھا محض ساکت تھے نہ تو اس فعل شنیع میں کسر
 تھے اور نہ سنکر بلکہ واعظین و ناصحین کو منع کرتے تھے کہ تم لوگ عبت انکو منع کرتے ہو یہ لوگ اصلاً
 نہ مانینگے انقصہ ان کبختوں نے نہ واعظین کا کہنا مانا اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اوشاد پر
 عمل کیا تب جناب حضرت حق سے ارشاد ہوا کہ تو اقرۃ فاسقین یعنی ہو جاؤ بند بچسکا دے یعنی
 بد صورت و نامعقول و مردود تاکہ لوگ تم سے نفرت کریں یہ اس واسطے فرمایا کہ اگر بندر خوبصورت ہونے
 تو بنظر مرغوبیت حرکات و سکنات مردم شہر انکو بدور کش کرتے اور لعام لہذا کھاتے اور زنجیر میں لٹاتی
 گلوں میں ڈال کر بچاتے اور مصاحبت میں رکھتے بلکہ اطفال خوش حرکات کی طرح محبوب و مرغوب
 رکھتے اور اس صورت میں تعذیب قرار واقعی نہونی و لہذا بد صورت بنائے کہ مردم شہر متفرق ہوئے
 اور محجب معاملہ واقع ہوا کہ ایک روز مانعین اور واعظین نے شکاریوں کی آواز نہ سنی تو جبریت
 میں بڑے اور اپنے گھر کی دیواروں پر چڑھے کہ دیکھیں کیا معاملہ واقع ہوا سو دیکھتے ہیں کہ تمام گھر کی
 میں بندر پھرتے ہیں اور اپنے آشت ناؤں و قریبوں کے پیروں پر سر گرہتے ہیں اور زاریاں
 روتے و شور مچاتے ہیں اور تعفن اخلاط سے ایسی بدبو آتی تھی کہ دیکھنے والے بھاگتے و خوف کھاتے
 تھے اور جو کوئی شخص بنظر عبرت دیکھنے کو آتا تو وہ طعن دیتا اور بندر سے منکر اپنے سر لہاتے پوشیدہ نہ رہا
 کہ یہ ارشاد و حقیقت تکوین و ایجاد تھا نہ ارشاد و تکلیف و امتحان اور وہ اس طرح واقع ہو گیا کہ گوشت
 مچھلیوں کا انکے پیٹ میں فاسد ہو کر مادیہ خدام ہوا اور جانب جلد سے منزع ہوا کہ پوست جسم
 مانند پوست بندر ہوئے اور چہرہ متغیر ہو گئے جس طرح غلبہ خدام میں ہوتا ہوا اور قوت لطف بالکلیہ
 زائل ہو گئی مگر فہم و شعور انسانی باقی رہا یہ احوال ان لوگوں کا ہوا جو نکار کرتے تھے اور اسی حال
 میں تین روز تک مبتلا رہ کر مر گئے اور واعظین اور ناصحین محفوظ رہے مگر ساکتین میں افسانہ

کرتے ہیں۔ داغ غلامیت کو دبا پختہ و بلند و میر و لایت نمودند کہ سلطان خرید بہ اصح بحسب روایت و درایت یہ کہ فرقہ مسوخہ تین دن میں مر گیا اور نسل باقی نہیں رہی کما رو سے ابن ابی حاتم و ابن جریر عن ابن عباس لم یعش مسخ قط فوق ثلاث ایام ولم یکل لم یترب ولم یبل معلوم ہوتا ہے کہ اولاً حضرت خاتم النبیین کو بقا نسل بعض مسوخات میں تامل و تردد تھا چنانچہ موش کے حق میں آیا کہ دودھ اٹنی کانہیں پیتے شائد فرقہ بنی اسرائیل سے ہوں اس صورت میں مسخ ہوئے ہوں آخر کار ملعونہ اس فرقے کی دونوں جہان میں تہقق و ثابت ہوئی اور عدم بقا کے نسل بخوبی واضح ہوا کہ اقبال اسناد الاستاذ فی الغزیرۃ قائمہ مسخ ہونا فرقہ یہود کا مشہور ہے قابل انکار نہیں حضرت کے دہانے میں یہود کو خطاب کرتے تھے یا اخوان القردۃ و الخنازیر اور تبدیل ہوتے خالق حقیقی پر دشوار زمین جو کوئی یہ ایمان رکھتا ہے کہ خالق لایزال ابداع جواہر اور اختراع عناصر کی قدرت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ انقلاب صورت اور تبدیل اعراض بھی کر سکتا ہے حقیقت انسانیہ بھی مکمل مخصوص ہو اور عوارض و صفات اسکے مخصوص نہیں ہیں والا لازم آوے کہ جب انسان بوڑھا ہو جائے یا جوان باقوی تو حقیقت کی تبدیل ہو جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے بھرب کہ اس مکمل کو باطل کر کے اسکی جگہ ترکیب فردی ظاہر فرمائی تو حقیقت انسانیہ تبدیل نہ ہوئی بلکہ وہ عوارض و صفات کہ مکمل انسانی کا اسپر مدار تھا منہم ہوئے اور بجائے آنکے اور عوارض و صفات کہ مخصوص بصورت بنا دیتے ایجاد فرمائے پس مسخ صورت متحقق ہو گیا اور روح انسانی تبدیل نہ ہوئی اور عقل و فہم قائم رہی تاکہ تغیر خلقت و کرامت متحقق وغیرہ خواص انسانیہ سے بھی متالم ہو دین اور معنی عقوبت و مجازات ثابت ہو جائے اور بظاہر کہ مسخ معنوی میں تبدیل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہو گا مثلاً تغیر ذکا بلادت و تبدیل قناعت بجرص و تکلف طنارت بنجاست وغیر ذلک اور عقل سلیم کے نزدیک تغیر صفات نفسانیہ کا ہیچو تغیر صفات محسوسہ ہی اصلاً فرق نہیں معلوم ہوتا پھر مسخ معنوی کو تسلیم کرنا اور مسخ معنوی کا انکار کرنا پاتیراب مسخ معنوی سے ہر مسئلے معتزلہ اسی حماقت میں گرفتار ہیں اور آیت قرآنیہ میں تاویل و دراز کار کرتے ہیں کہ کو نوا قردۃ سے مسخ معنوی مراد ہے یعنی تبدیل قلوب و عقول جیسا اور کافرون کے حق میں ہر ختم اللہ علی قلوبہم و طبع فی قلوبہم و کستل الھما رکھل اسفاراً و مثلاً کسل الکلب اور اس واردات کو یوں تجویز کرتے ہیں کہ حیض اسناد شاگرد کو دن سے کہے خرباش یا سنگ باش یا خیر بر شو اور دلیل اس پر لاتے ہیں کہ مسخ حقیقی انسانیت سے خارج کر دیتا ہے پھر لائق سزا و جزا کو انسانیت شرط ہے حیض اسناد حکلیف کیواسطے انسانیت ضرور ہے کیونکہ جزا و سزا تکلیف پر متفرع ہے اور اسی کا ثمرہ ہے اور جو خیر شرط ہے

اصل کے ہو وہی شرط فرغ کی ہے جواب یہ کہ یہ دلیل بطمان منہج حقیقی کی ہوا اسکے بطلان سے منع مغوی لازم نہیں آتا کیونکہ اس مقام میں تین خبریں متعارف ہیں منہج حقیقی مستح صوری منہج معنوی اور ہم منہج صوری کی اثبات پر دلائل قائم کرتے ہیں پوشیدہ نہ رہے کہ تبدیل سیرت اس اُمت میں ہو سکنا ہر دور منہج صوری مخصوص امم سابقہ سے ہر اس اُمت میں ہوگا اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حبیلہ اللہ صاحب کے حضور میں کام نہیں آتا کیونکہ وہ دل کا حال دیکھتا ہے اور یہ بھی مستنبط ہوا کہ جس کسی کو روزی حلا نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے یہ بھی آزمائش ہی آخر وہ روزی وبال ہو جاتی ہے دیکھو مرنشی دربار خواجہ کبیر ظہور میں دلیل وار ہوتے ہیں تنزیل واضح ہو کہ جب تین برس نبوت حضرت داؤد پر گزرے تو لقمان بن عبد اللہ نے حکمت عطا کی لکھا اشار الیہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ سالم بن نسب انکا اس طرح ہے کہ لقمان ابن یسوی ابن تاخو ابن تاج یعنی آذرا اور بعضے لقمان ابن غفقا کہتے ہیں اور وہب ابن فہبہ بجا بخبا یوب پیغمبر کے بتلاتے ہیں اور مقاتل براور خالانی اور واقفی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے بالاجاز حکیم دولی تھے نہ پیغمبر بنی اور قوم کے پیش تھے عمر دراز تھے بعض کہتے ہیں ہزار پیغمبر دن کی خدمت میں رہے ہیں اخبار الدول میں ہے کہ ہزار پیغمبر دن سے علم سیکھا ہے اور ہزار کو پڑھایا ہے اور غلام شوق حسن ابن حسن کے تھے اور ابن عباس کے نزدیک مرد صالح تھے اور عکرمہ قائل نبوت ہیں اور بعض کے نزدیک اللہ نے حکمت و نبوت میں مختار کیا تھا لقمان نے حکمت قبول کی اور صورت یہ ہوئی کہ لقمان قبیلہ کرنتے تھے آواز آتی ایہ لقمان خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہے لقمان نے کہا اگر یہ آواز بطوطی تجھ پر تو بین عاقبت چاہتا ہوں جو عزم الہی یوں ہی ہو تو طبع ہوں کیونکہ اس صورت میں اعانت قرار واقعی ہوگی فرشتوں نے ہاتھ افانہ آواز دی کہ اسمین کیا تم ہے لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم و خطہ بلا میں رہتا ہے اور ہر طرف سے اسکو ظلم گھیرتا ہے اگر اسنے عدل کیا تو سخاوت پائی اور جو خطا کی تو خرابی میں پڑا اور اگر اسنے دنیا آخرت قبول کر لی تو دونوں برباد ہوں میں سودگرت دنیا شرافت دنیا سے بہتر ہے اگر آخرت بہتر ملے فرشتوں نے تعجب کیا اور لقمان پھر سو رہے تب اللہ نے انکو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام ملی یعنی انکو بھی آواز آئی تھی انھوں نے بلاناٹل قبول کیا اور فریش قدیم انکی سعادت ہوئی بعضے کہتے ہیں کہ لقمان حضرت داؤد کی وزارت کیا کرتے تھے ابو الالیث سرقندی کے نزدیک کنیت لقمان ابو الانعم حق اور عیین المعانی میں ہے کہ نسل برس حضرت داؤد سے چھوٹے تھے اور یونس کی نبوت تک زندہ رہے اور خالد بن عبی سے روایت ہے کہ پیشہ انکا تجارتی تھا اور سعید ابن سبب کے نزدیک ضابطی اور صحیح یہ ہے کہ اکثر کربان چراتے تھے اور گاسے تجارتی و ضابطی بھی کرتے تھے روایت ہے کہ ایک دن

فغان

کہ عظیم و نصیحت فرما رہے تھے ایک عالم نبی اسرائیل سے کہا تو ہی لقمان جو بکر بیان چرانا تھا کہا بیشک
 کیا میرے کس طرح پایا فرمایا تین باتوں سے صدق کلام ادا ہے آمانت ترک لایقنی اور امام بجاؤ مری نے
 لکھا ہر کہ لقمان غلام حبشی غلیظ الشفتین اسود اللون اللہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی
 باتیں نکالتے تھے جو احکام انبیاء سے مطابق ہوتی تھیں تفسیر ثعلبی میں لکھا ہر کہ ایک روز حضرت
 لقمان کو انکے مولیٰ نے اور غلاموں کے ساتھ باغ میں بھیجا میوہ لاسے کو غلاموں نے راہ میں کھایا
 اور لقمان کو تمت لگائی مالک ناراض ہوا لقمان نے کہا تمت کرتے ہیں مالک نے کہا کس طرح
 معلوم ہو حضرت لقمان بولے کہ آب گرم پا کر دوڑاؤ یہاں تک کہ فی جو جگہ پیریت سے میوہ نکلے وہی
 چوہر جو مالک نے اسی طرح کیا تب چوہر معلوم ہو گیا اور لقمان تمت سے پاک ہو سکے کسی دوسرے مالک
 نے اٹھو آؤ اور کرو یا مولانا روم اس مقام میں فرماتے ہیں کشت ساقی خواجہ از آب حمیم و مرغالامان
 را و خور و ندان ز بیم بعد از ان میرزا نشان در دشت تما میوہ دیدن آن نفع نحت و علا و در تی انما و
 ایشان از غنا آب مے اوروز ایشان میوہ مہ چونکہ لقمان در آمد تو زمانت سے ہر آمد از درک
 آب صاف و حکمت لقمان چو این مانند بود و تاچہ باشد حکمت رب دود و توایح قسیرہ
 پایا جاتا ہر کہ مالک نے حضرت لقمان کو آزاد کیا اور مال استقدر دیا کہ حضرت لقمان اس سے تجارت
 کرنے لگے اور بلا کفالت و تحریر دستاویز لوگوں کو قرض دیا کرتے اور بعضے اہل تحقیق وجہ آزادی کی تلقین
 میں لکھتے ہیں کہ انکے مولیٰ نے کہا میرے واسطے ایک بکری ذبح کرو جو دیرین تر ہوں سونے اٹھو بنے
 ایک بکری ذبح کی اور دل و زبان نکال کر لائے بعد چند سے پھر ایک بکری کے ذبیح کا حکم دیا اور کہا کہ اسے
 گوشت سے جو دو چیزیں بدتر ہوں لا حضرت لقمان بکری ذبح کر کے پھر دل و زبان نکال کر لیکے تو خواجہ
 ارسلانی کیفیت سے سوال کیا لقمان نے فرمایا اسے خواجہ ہر گاہ کہ دل و مال نکالے سے اور زبان توالی شاکستہ پاک
 ہوں تو ان سے خوشتر کوئی شے جسم میں نہیں ہو والا ان دونوں سے بدتر کوئی چیز نہیں اسی وقت مالک
 نے اٹھو آؤ کیا اسی طرح وجود آزادی اور بھی توایح میں مذکور ہیں واللہ اعلم بالصواب بالجملہ مشکلم
 قدیم نے حضرت لقمان کو نصرت ملاقات لسانی اور دولت خوش بانی ایسی عطا فرمائی کہ اسکے اوکے
 شکر میں سب لوگوں کو سر اوعلانیۃ نصائح فرمایا کرتے چنانچہ بعض نصائح انکے جو کہ انھوں نے اپنے
 بیٹے کو فرمائے تھے اللہ تعالیٰ نے پسند کر کے کلام حق نظام میں ذکر کیے ہیں اول یابنی لا تشرب
 بالشرک ان الشرک ظلم عظیم یعنی امیٹے شرک نہ ٹھہرا تو اللہ کا بیشک شرک بنا تا جیسی بے انصافی ہو
 دوسرے یابنی اقم الصلوۃ و امر بالمعروف و نہ عن المنکر و اصبر علی ما اصابک ان ذلک من غم الا

یعنی ایسے بیٹے قائم رکھنا اور سکھانا بہتر بات اور منع کربراتی سے اور سنبھال جو تجھ پر ہے بیشک بہترین بات
کے کام حاصل ہو کہ نماز کو قائم رکھنا کہ نفس کمال پر ہے اور اچھی باتوں کا حکم کر اور بُری باتوں سے باز رہ
تاکہ اور لوگ کامل ہوں اور اس بات میں جو کچھ شدید پوچھیں آپ نہ ہر کر کیونکہ یہ بڑی جہت کا کام ہو اور
بالخصوص وہ ہے کہ موافق شریعت اور سنت کے ہو اور منکر وہ کہ مخالف عقل و نقل کے ہو اور جو نماز کے
ساتھ زکوٰۃ کو نہیں کما سوا لیے کہ اپنے لوگوں کے پاس مال کمان ہوتا ہے میرے ولایت کے خزانے کے لئے
یعنی اپنے کمال نہ بھولا لوگوں کی طرف یعنی غرور و تکبر نہ کر بلکہ متواضع و متخلق ہو اور عاجزی و فروتنی اختیار
جو تھے ولاتمنس فی الارض مر جا ان اللہ لا یحب کل فحشاً یعنی مست چل زمین پر اترا تا بیشک اللہ کو
نہیں بھاتا کوئی اترتا بڑا بیان کرتا جیسا نمود و شداد و فرعون کا حال ظاہر ہوا بیچ وقتا وہ کہتے ہیں کہ
مراد اس سے یہ ہے کہ فقیرون کو حقیر نہ جان بلکہ غنی و فقیر کو یکساں تصور کرنا پوچھیں واقصد فی مشک و عقیص
من صونک ان انما الاصوات لصوت الحمیر یعنی چل بیچ کی چال اونچی کر اپنی آواز بیشک بُری سی
بُری آواز گدھوں کی ہے کہ اول زفر و آخر شہیق ہے اور یہ دونوں آوازیں اہل نار کی ہیں اور باوجود بلندی
اور رفعت کے مگر وہ طبع و موجب وحشت سماع ہر عین المعانی میں ہے کہ شکرین عرب بلند آواز ہے
فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے رد کیا اور حضرت صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے
اور سخت و درشت سے کراہت اور آنجیل میں ہے کہ امی عیسیٰ میرے بندوں سے کہہ دے کہ مناجات
میں آوازیں نرم کریں کہ میں سنتا ہوں اور دل کی بات جانتا ہوں اور وجہ تخصیص بآوازیں حمار کی
یہ ہے کہ آواز اسکی عرب میں ضرب النمل ہے کراہت میں سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ فریاد ہر حیوان
کی تسبیح ہے مگر فریاد خمر کہ وہ شیطان مردود کو دیکھ کر بولتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے اذ سمعتم نعیق الحمار
فتقوا و ابالله من الشیطان الرجیم فامر اسی شیطانا یعنی جب سنو تم آواز گدھے کی تو پناہ پلاؤ اللہ کی
شیطان رانہ سے ہونے سے اس واسطے کہ اُس نے دیکھا ہے شیطان کو اور اہل حقیقت فرماتے ہیں کہ
آواز گدھے کی اس سبب سے ہے کہ گدھاتین طرح پر آواز کرتا ہے یا گھاس ددانہ کھانے کو مگلتا ہے
یا اجراے شہوت جانتا ہے یا کسی دوسرے گدھے سے لڑا چاہتا ہے اور جو آواز کہ غلبہ صفاتِ زلیہ
بہیمہ سے ہوتی ہے وہ بہر نوع بدترین آوازیں ہیں ہر اور جو صدا صاحب اخلاق روادانی و
ملکی سے کان میں آوے وہ خوشترین صداؤں میں ہے نہ نعمائے عاشقان بس و لکشم
است و استماع نعمۃ ایشان خوش سبب و پوشیدہ نہ ہے کہ سوائے اس بیٹے کی اور کوئی اولاد
حضرت لقمان کے نہ تھی اور تمام اسکا بروایت بعضے بعم و بروایت بعضے سسکم و بقول بعضے

مانان بالیم وبقولے باران بالبار الموحده وبقولے دران بالدرال المسلمہ وبقولے اٹلم وبقولے شکوہ تھا
 سو اسنے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اذن چاہا انھوں نے اجازت دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر
 تیار ہو جائے تو میرے پاس آنا کہ میں کئی باتیں ضروری تجھے کہوں گا سو وہ بعد درستی اسباب سفر
 حاضر ہوا اول حضرت لقمان سے نصیحتیں فرمائیں جو اللہ نے بیان کیں اور سورہ لقمان میں ہمارے
 حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائیں بعد اسکے حسب روایت بعض مؤرخین حضرت لقمان نے کہا اے
 بیٹے اس شہر سے نکل کر ایک جنگل مانگا اسمین ایک چشمہ آب جاری ہو اسکے کنارے ایک درخت ہر
 سو تو اس چشمے کا پانی نہ پینا اور درخت کے سایہ میں نہ ٹھہرنا اس سے آگے چل کر ایک قریہ مانگا
 میرے دوست رہتے ہیں وہ تیرے پاس آویں گے اور نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے گھر لجاویں گے اور
 ایک عورت حمیدہ و جمیلہ سے تیرا نکاح کرنا چاہیں گے تو ہرگز قبول نہ کرنا اور میں اپنے خدا سے امید
 رکھتا ہوں کہ تو اسکے شہر سے ٹھہرا کر مانگا وہاں سے آگے بڑھ کر ایک شخص مانگا کہ اسپر بہار و بویچہ و بویض
 آتا تو اس سے روپیہ و عدا کرنا گزرات کو اسکے پاس نہ پنا اور ایک بات میری خیال میں رکھنا کہ
 اسی اثنائین ایک مرد بزرگ تر شہر سے ساتھ ہونگے وہ جو کچھ کہیں اسپر عمل کرنا لیمیرے انصاف
 خلاف ہو یا بخل بیا حضرت لقمان کا رخصت ہوا اور اسی جنگل میں پہنچا تو ایک چشمہ برآب نہایت
 شیرین و صاف نظر آیا اور اسنے کنا بے ایک درخت سایہ دار لگا ہوا تھا اسکے نیچے ایک مرد بزرگ
 مشائخ صورت بیٹھے ہوئے دیکھ کر اسے اسکو غلبہ شکنی اس مرتبہ کہ میتاٹا اور چاہا کہ تھوڑا وقف کر کے پانی
 اس چشمے سے پیوں اور سایہ درخت میں ٹھہر دوں مگر محبت اپنے پر مہربان کی بابرہی تو اسی کیفیت
 میں آگے بڑھا اس بزرگ نے بکا کر کہا کہاں جاتا ہو گئی بہت ہو اس درخت کے سایہ میں ٹھہرا
 اسے کہا میرے باپ نے منع کیا ہوا اسنے کہا تجھ کو قہر ہی تو وقت کرنا سو یاد آ یا کہ میرے باپ نے
 کہا تھا کہ ایک بزرگ ملینگے انکے ارشاد کو قبول کرنا شاید کہ بزرگ وہی ہیں فو ابلنا اور باادب و
 تعظیم سلام کر کے بیٹھ گیا اور وہیں کھانے لو کھا یا اور اسی چشمے کا پانی پی کر سایہ درخت میں لیٹ کر گیا
 حالت خواب میں ایک سانپ درخت سے اتر آئے چاہا کہ اسے کاٹوں اس بزرگ نے مار کر
 پوشیدہ کر دیا پھر بیٹھا حضرت لقمان کا جاگا اور آگے کو جلا وہ بزرگ ہمراہ ہوئے بیان تک کہ اس
 قریہ میں جہکانشان لقمان نے دیا تھا پہنچا وہاں کے لوگ جمع ہو کر حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے
 کہاں سے آئے کہاں جاؤ گے اپنا نام اور اپنے باپ کا نام بیان کرو اسنے بیان کیا کہ میں حضرت
 لقمان کا بیٹا ہوں واسطے تجارت کے نکلا ہوں ان لوگوں نے کمال تعظیم سے اپنے گھر میں آنا دیا

جب سب لوگ کھانا کھانے لگے ایک شخص نے پسر لقمان سے کہا یہاں ایک عورت فقیرانہ خوبصورت نہایت وضع دار بڑی الدار حسب نسب میں سب قوم کی سردار ہو اگر تو نکاح کرے تو ہمارا کمال افتخار ہو اور ہم کو خوش تر از ہمہ اقسام تجارت روزگار ہو آئنے کہا میں نکاح نہ کروں گا میرے والد بزرگوار نے منع کیا ہو اس بزرگ نے کہا ایسی بیٹی یہ لوگ نہت و ساجت کرتے ہیں قبول کر لے تب آئنے نکاح کیا پھر اس قوم کا ایک شخص آیا آئنے کہا تو نے بہت بڑا کیا یہ عورت سو خاندانوں کو غلامت اولیٰ میں پائی اور اس سے اسکو نہایت مال ملایا بزرگ نے کہا اندیشہ مت کر جو میں کہوں اس کے موافق کرنا کچھ نقصان نہ ہو گا وہ غل یہ ہو کہ جب عورت تیرے پاس آئے تو اس سے کلام نہ کرنا بلکہ حتیٰ الوسع میرے پاس آجائے کہ میں تیرے صواب کرد و نکاح چنانچہ رات ہوئی اور عورت آئی آئے بعد توقف کہا باہر کچھ کام ہوتا ہوں سو بزرگ پاس حاضر ہوا بزرگ نے فرمایا ایک پیالے میں آگ لادو وہ آگ لایا آئے سانپ گڑاگ پر رکھ دیا اور فرمایا اسے لیجا عورت سے آیا اگر کہہ نہ ہو کہ اس مجھ پریشانی اور دھواں نے پھر ایک ساعت بعد میرے پاس آئے اس پیالے سے دیا یہی کیا جب دھواں رحم عورت میں پہنچا تو دوسرا پیالہ کی راہ سے گرے اور آگ میں جل گئے چنانچہ یہ سب حال بزرگ پر ظاہر کیا تب بزرگ نے اجازت دی کہ اس بے تکلف اس سے صحبت کر لیا پھر ولد لقمان تمام رات اپنی زوجہ کے پاس باعدش و نشاط و اصبح کو خوش و خرم صبح و چند ساعت اٹھا سہرا ل کے لوگ ہنسا خوش ہوئے شادیانے کی خیرات ہوئی مبارکباد ہوئی بعد چند سے اس صاحبزادے کا اقبال نے ارادہ کیا کہ اپنے باپ کا قرض بھی وصول کرے دیافت ہوا کہ وہ لوگ جو روپیہ چاہتے ہیں بڑی پین لے کر آئے پوچھا فرمایا تو آگے آگے چل میں بھی پیچھے پیچھے آتا ہوں لوگوں نے کہا کہاں جاتے ہو بولا اپنا روپیہ لینے جاتا ہوں ان لوگوں نے کہا جسکے پاس آپ شریفیت لے جاتے ہیں وہ بڑا جو ہو اس سے خبر داری دشوار ہو کر وہ لڑکا رونا ہوا وہ بزرگ بھی ہمراہ گئے یہاں تک کہ دیو پو پو پو لافات بھی مقصود الیہ سے ہوئی آئے پوچھا کہا آئے کون ہو ابو لا حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہوں میرا حق واجب تجھ پر اسے ادا کر بلا دست و پا کا حق و راجی ہر رات کو آرام فرماتے علی الصبح روپیہ اپنا لیکر روانہ ہو جیتے ولد لقمان نے کہا قیام شب سے میرے باپ نے منع کیا ہو اس بزرگ نے کہا کچھ نہ مانا کہ نہیں شب باش ہو دیکھو تقدیر الہی کیا ہو اور کسی قسمت میں کیا لکھا ہو ناچار آئے شب باشی کا اقرار کیا اس کمبخت نے کنارے دریا کے ایک مکان ایسا تعمیر کرایا تھا کہ وقت مدینے دریا کے پڑھنے پر وہاں کے ساکنین دریا میں ہوتے تھے سو وہ مکان اس حقدار کے لیے تجویز کیا کہ یہ پیارہ اس جگہ سو یا صرغہ بزرگ بیدار رہے جب رات گذری تو پانی بڑھنے لگا بزرگ نے اسے بیدار کیا اور دولہ کے اس ناعاقبت اندیش کے

بالا سے خانہ تھے انکو مع تخت نیچے لایا اور وہاں سلایا جس جگہ والد لقمان سوایا تھا اور اُسکے مقام پر خود
 مع پسر لقمان آرام فرمائی جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے انکو سبابت بکراست پایا اور اپنے
 صاحبزادوں کو غرق در پاسنے کبت و منکبات تب کئے لگا جو تدبیرین نے تمہارے لیے کی تھی وہ جھٹی
 پٹری سج ہی من حقیر خیر الاخیر وقع فیہ چاہ کندہ را چاہ در پیش ناچار اسنے روپیہ قرضے کا ادا کیا وہ بزرگ
 مع فرزند ارجمند لقمان اُس نو عروس کے پاس آئے اور اُسکو مع مال و متاع لیکر گھر چلے جب متصل
 گھر کے آئے بزرگ نے فرمایا میں نے تیری مصاحبت و ہمزی کیسی کی اسنے کہا کہ یہ سب بالائیں پنجابی
 مصاحبت سے رفع ہوئیں اور یہ مال ملا اس سے بہتر نصرت و یاری و مصاحبت کیا ہوگی بزرگ نے
 کہا مجھے کیا فائدہ ہوا اسنے کہا کہ انعمت مال آپ تلحیہ انغرض آدھا مال بکندہ آدھے سے کم آپ لیا
 اور باقی ان بزرگ کو دیکر روانہ ہوا اگر وہ بزرگ پھر بھی ساتھ چلے اور کئے لگے کہ اسی طرح کے تو سنے یہاں
 جھکو خوت سے دیہی یا بلا خوت بولائیں نے خوشی سے دیہی بزرگ نے فرمایا جھکو یہ مال مبارک ہے
 جھکو مطلق خواہش دنیا کی نہیں ہو میں تمہارے باپ کی صفت امانت ہوں کہ جھکو تیرے ساتھ کیا ہو
 چنانچہ حضرت لقمان کے بیٹے نے کل مال لیا اور اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب حال
 گذشتہ التماس کیا حضرت لقمان شکر حق بجالائے فائدہ روایت ہو کہ حضرت لقمان نے اخیر عمر میں
 خالق سے کنارہ کر کے ماہین ربیعہ و بیت المقدس مقام فرمایا اور بطور وصیت اپنے بیٹے کو نصائح فرمائی
 اول رشا و کیا اگر کوئی شخص ان نصیحتوں کو اپنا شعار کرے دنیا و آخرت میں نفع اٹھاوے و نہ جیتیں یہ ہیں اخلاک و پیمان
 کہ بیان و چکریون ہی نصیحت کنندہ کو واجب ہو کہ آپ اس نصیحت پر عمل کرے بعد اسکے دوسرے کو فرماوے ہو
 کہ جب تک آپ نصیحت عمل نہ کرے گا اسکے فرمانے میں اثر نہ ہوگا اور نصیحت سننے والے ہی کہیں گے خود نصیحت بدکاران نصیحت
 ۳ سخن بانعازہ قدر خود کتنا چاہیے فضول کوئی محض فضول ہو اس واسطے کہ جو کلام ایسا ہو وہ بے اعتبار ہو
 ۴ لوگوں کی قدر پہچان کہ موجب تالیف قلوب ہو خاص و عام ہو ۵ ہر کسی کا حق پہچان کہ سب خوشنودی
 خلق و خالق ہو ۶ اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کہ یہ طریق انبیاء علیہم السلام ہو چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام
 نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا لا تقصص رویاک علی الخلق ۷ دوست کو سختی کے وقت
 آزمائش کر کیونکہ دولت و ثروت میں ہر کوئی دوست بنتا ہو اور یہ دوستی لائق اعتبار نہیں کہ رحمت
 میں دوست بنے اور سختی میں طہر نہو ۸ دوست ان باشد کہ گیر دوست دوست ہو در پریشانی حال
 اور ماندگی ۹ یار کو فائدہ و نقصان میں اطمینان کر اور دیکھ نفع و نقصان میں مراعات محبت اُسکو
 ملحوظ رہی یا نہیں ۱۰ احسن و نادان کی محبت سے پرہیز کر کیونکہ اکی مصاحبت سے قطع نظر خفت و رزوائی

بجز ضرورت نقصان فائدہ بہتور نہیں ۱۰ دوستی نیک و دانائی اختیار کر کہ اسکے فوائد ظاہر ہیں ۱۱ سکا بہترین
سعی و کوشش کر ۱۲ عورتوں پر اعتماد نہ کر کیونکہ یہ فرقہ ناقص العقل والدین پر ۱۳ تربیہ امور مصالح خیر و برکت
سے بوجھ کیونکہ اہل دانش صلاح نیک منہ را یک گام اجوتخن زبان پر لاؤ چاہیے کہ مدلل ہو کیونکہ کام کمال
پائیدار ثبوت نہیں رکھتا ۱۴ جوانی کو تعلیمت سمجھ کر جو کچھ ہو سکے امور خیر سے کر لے پھر افسوس رہ جا گیا ۱۵ جوانی میں
دو لون جہان کا کام درست کر کیونکہ زمانہ طفولیت بے تمیزی میں جاتا ہے اور زمانہ شوخیت ضعف و
نقاہت کے اُس میں نہ کار دنیا ہو سکتا ہے نہ دین کا ۱۶ اپنے دوستوں کو غریر کہہ کر یہ بات ہر امر میں جو بہ
اعتقاد ہے اور مخالف پسب ہر اس ۱۸ دوست و دشمن سے کشادہ پیشانی رہنا لازم ہے کہ اس لطیف
بہار کا فائدہ ظاہر ہے ۱۹ مادر و پدر کو غیبت جان اور انکی اطاعت میں کوشش کر ۲۰ استاد کو بہترین
پدر جان کہہ کر سب سے شناخت خدا و رسول حاصل ہوتی ہے ۲۱ خرچ باندازہ اندازنا چاہیے کیونکہ
خرچ آمد سے زیادہ موجب خواری ہے اور انجام اسکا رسوائی ۲۲ جملہ امور میں طریق توسط اختیار کر کہ خیر الامور
اوسطا لیکن توسط موافق مراتب اشخاص کے ہے ۲۳ سخاوت و بخاوری اختیار کر ۲۴ خدمت نمان کی
بواجبی ادا کر لینے اسکے مراتب کے لائق بجا لاؤ ۲۵ جب خانہ غریبوں جاتو زبان و چشم کو نگاہ رکھنی
ہر طرف نگاہ نہ کر اور ایسی بات نہ کہہ کہ ناگوار خاطر صاحب خانہ ہووے ۲۶ جسم و پارچہ پاکیرہ رکھ کیونکہ
طہارت ظاہری سبب طہارت باطنی کا ہے ۲۷ جماعت سے موافق رہ کیونکہ اسکے خلاف میں مورد
طعن ہوگا ۲۸ اولاد کو علم و ادب سکھلاؤ ۲۹ کفش و موزہ کے پہننے میں ابتداء اپنے سے کر اور اوقات
باتیں سے یعنی یہ کلیہ اپنے خیال میں نہ کہ کہ خرموع کرنا فعل نیک کا دہنے سے افضل ہے اور ترک فعل بیا
سے ۳۰ ہر شخص سے معاملہ اسکے اندازے کے موافق کر ۳۱ رات کو جو کچھ بات کہنا ہو آہستہ سے کہنا
یعنی سخن ساز آہستہ کہنا چاہیے کہ شاید کوئی سنتا ہو ۳۲ دن کو جو بات کہنا ہو ہر طرف نگاہ کر کے کہ تاکہ دوست
یا دشمن نہ سننے ۳۳ کم کھانے اور کم سونے اور کم بکنے کی عادت ڈال کیونکہ کثیر طعام موجب کالہی کا ہے اور
زیادتی خواب سبب نحوست اور کثرت کلام علت پریشانی دماغ و خفت عقل ہے ۳۴ انچہ بخود پسندی
ہر دیگر ان پسند اسلئے کہ ناپسند کرنا کسی چیز کا بسبب عیب و نقصان کے ہوتا ہے تو دوسرے کے واسطے وہ
چیز عیب و رنجور کرنا موجب ناخوشی و عداوت ہے ۳۵ جملہ کام بہ تدبیر و دانائی کرنا چاہیے ۳۶ بغیر سکھنے ہونے
کسی کام کے دعویٰ استادی نہ کرنا چاہیے ۳۷ عورت و لڑکے سے راز کی بات کہنا نہ چاہیے کیونکہ یہ دونوں سبب
نقصان عقل کے پوشیدہ نہ کہہ سکینگے ۳۸ ہر اصلوں اور کینوں سے وفا کی ہمیکہ بچنا چاہیے جو کہ اصل ہر
از خطا خطا کند ۳۹ کسی کام میں بغیر اندیشہ نہ پڑھنی بلا تخوض و فکر آغاز و انجام نیک و بد کے کوئی کام شروع

کرنا چاہیے کہ یہ دلیل نادانی ہو ۴۴ جو کام نہیں کیا ہو اسکو کیا ہوا نہ سمجھ لینے بدون کیے ہوئے کسی کام کے معلوم نہیں ہوتا کہ ہو سکے گا یا نہیں پھر اسکو جاننا کہ میں کر لوں گا کمال ہے دانشی ہو اور انجام کوشیانی ۴۵ ہوگا ان کرنا ہے اسکو کہ پرچہ چھو کر کیونکہ ناخیر نہیں پیش کرے آجائے ہیں کہ وہ کام نہیں ہوا اور سرت سچاقتی ۴۶ جو آپ سے بزرگ ہو اس سے خوشی ملی نہ طرافت نہ کر کہ امر خلافت ادب ہو ۴۷ مرد عالی رتبہ سے کلام طویل نہ کیونکہ ترک ادب ہو ۴۸ عوام الناس کو گستاخ نہ کر یعنی ادنیٰ لوگوں سے وہ معاملہ نہ کر کہ گستاخ ہو کر حد ادب سے گزر جائیں ۴۹ حاجت مند کو امید نہ کر ۵۰ منزل گزارنے کو یاد نہ کر ۵۱ اور وں کی خیر است و بہر شک اپنی حسنات میں نہ مایوسی اگر تو را وہ خیر رکھتا ہو تو اور وں کو شامل نہ کر اپنی درخواست سے انکی استغاثہ مثلاً تجھ کو سجد یا خانقاہ یا مہمانسرا سے بنانا منظور ہو تو بنوادوی اور وں سے اعانت طلب نہ کر اسواسطے کہ تجھ کو کچھ فائدہ نہیں بلکہ غلط خیانت ہو ۵۲ اپنا مال دوست و دشمن کو نہ دکھا کہ مال کو بہر شخص دوست رکھتا ہو اور بہر شخص اسکا دشمن بھی ہو اور پر ظاہر ہو کہ طمع دوست کو دشمن بنادیتی ہو ۵۳ برادری ترک نہ کر یعنی بکانون کا حق خیال میں رکھ اور صلہ رحمی پیونچا یا کر کیونکہ قطع رحم موجب ناخوشی حق و بدنامی و رخصتی ہو ۵۴ نیک لوگوں کو غیبت سے یاد نہ کر لان اخیتہ اشہد من الزنا کیونکہ نہ کرنے والا جب تو یہ کہے تو اسکا گناہ بخشا جاتا ہو اور یہ گناہ باوصف تو بہ بخشا نہیں جاتا تا وقتیکہ وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہو اور پر ظاہر ہو کہ جب عوام کی غیبت کا یہ حال ہو تو خواہ کی غیبت اس سے بدتر ہو ۵۵ آپ کو مت دیکھ لینے بنظر عجب و پندار ۵۶ جماعت جب کھڑی ہو تو اسکی موافقت کر یعنی نمازیوں کی جماعت میں شریک ہو اگر ۵۷ انگلیاں اپنی مت چپکا کہ یہ حرکت لغو ہو اور ارباب تہذیب اسکو معیوب جانتے ہیں اور موافق قواعد بطبیہ کے اس حرکت سے انفصال مفصل چاہا ہو اور آسمین ریاچ بھر جاتی ہیں اور کہ یہ بات انجام کو سبب مجمع واقع ہوتا ہو ۵۸ لوگوں کے روبرو نہ ہونے کو خلل نہ کر کہ موجب کراہت ہو ۵۹ آب و ہن و مینی باواز بلند نہ ڈالاکر کہ یہ آواز مجلس کے خلالت ہو ۶۰ دست جماعتی کے ہاتھ منہ پر رکھ لے اور بقدر امکان آواز نہ نکال ۶۱ لوگوں کے روبرو انگڑائی نہ لیا کر ۶۲ نگلی ناک میں نہ ڈال خلاصہ یہ کہ عاقل کو آداب مجلس کے پڑھو رہی ہر شخص مجلس عام میں بہت لحاظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ خواص لوگ تو حرکت لغو دیکھ کر صرف بے شعور خیال کریں گے اور زبان پتلا دینگے مگر عوام بدنام کریں گے ۶۳ کلام ہزل و بیودہ ملا کر گفتگو نہ کیا کر اسواسطے کہ اہل بے وقار ہو جائیں ۶۴ لوگوں کے سامنے کسی کو شرمندہ نہ کر یعنی کسی کے معیوب فاش نہ کر کہ موجب شرمندگی ہو ۶۵ چشم و ابرو سے غلامی نہ کر کیونکہ یہ بھی غیبت میں داخل ہو ۶۶ کسی ہونی بات دوبارہ مت کہو کہ اچھی بات ہو کیونکہ جب دوبارہ کہی گئی تو لطف اسکا جاتا ہو ۶۷ اس کلام سے کہ سامع کو ہنسی آوے اجتناب کر کیونکہ یہ بات مسخرچین میں داخل ہو

۶۴۔ اپنی تعریف اور اپنی اہل کی تعریف نہ کر اس لیے کہ معیوب ہو شک است کہ خود بوی نہ کہ عطا گوید ۶۵۔ عورتوں کی طرح آرایش نہ کر ۶۶۔ اپنی اولاد کی مراد پر کام نہ کر کیونکہ یہ انکی اتہری کا سبب ہو ۶۷۔ بات کرنے میں ہاتھ نہ لگائے بات زبان سے ہونے ہاتھ سے اور برہنہ ہو کہ گفتگو میں جنبش دنیا ہاتھ و سر و آنکھ کا خلاف سنجیدگی و متانت کے ہو ۶۸۔ ہر ایک کا لحاظ و پاس رکھ ۶۹۔ جو بات لوگوں کو بد معلوم ہونے کو ۷۰۔ مردے کو بدی سے بادر نہ کر کہ شخص میفائدہ ہو ۷۱۔ حتی المقدور کسی سے دشمنی نہ کرے ۷۲۔ زور آزمائی نہ کر ۷۳۔ کسی کی خوشامد نہ کر ۷۴۔ آزمودہ کار کو صالح گمان کر ۷۵۔ اپنا طعام دوسرے کے دستار خوان پر نہ کھلایا کر ۷۶۔ کاموں میں جلدی نہ کرے ۷۷۔ دنیا کے لیے آپ کو بیخ میں نہ ڈال اس واسطے کہ دنیا بے حقیقت ہو اس کے واسطے زیادہ اندیشے سے بچ و تعب میں پڑنا خلاف عقل ہو اور باوجود احتمال بچ و تعب بھی حصول اسکا یقینی نہیں ہے تقدیر سے زیادہ نہوگی اور بالفرض اگر دنیا باین کہ و کاوش حاصل ہوئی تو زندگی چند روزہ ہو پھر کیا فائدہ ۷۸۔ جو آپ کو بچانے اسکو تو بھی بچان یعنی جو اپنی قدر کرے اسکی قدر کر ۷۹۔ حالت غصہ و غضب میں کلام نہ دیکھ کر کیونکہ نتیجے سے ندامت ہوتی ہو اور بلا اس کلام کا نہیں ہو سکتا ۸۰۔ استین سے آپ بینی پاک نہ کر کہ یہ بھی ایک نشان بے تمیزی ہو ۸۱۔ وقت طلوع آفتاب خواب نہ کر اس لیے کہ یہ وقت عبادت کا ہو اسوقت کا سونا بد بختی ہو ۸۲۔ لوگوں کے سامنے کھانا کھانا نہ کر کہ اس میں لظہر کا احتمال ہو ۸۳۔ راہ میں بزرگوں کے آگے چل کہ سوراوہ ہو ۸۴۔ درمیان کلام لوگوں کے دخل نہ کر کہ یہ ایک دلیل سخاوت ہو ۸۵۔ سربراہوں نہ بیٹھا کر کہ یہ صورت افسردگی ہو اور آداب مجلس کے خلاف ۸۶۔ چپ دست نہ دیکھتا چل بلکہ لظہر کو نیچے رکھا کر کہ یہ صفت حیا کی ہو ۸۷۔ اگر ہو سکے چار پایہ پر رہنے ہوا نہ کیونکہ اندیشہ کرنے کا ہو ۸۸۔ ہمان کے روبرو کسی پر غصہ نہ ہو کہ اسکو ملال ہو گا ۸۹۔ ہمان سے کچھ کام نہ لے کہ مارت کے خلاف ہو ۹۰۔ دیوانہ دست سے باتیں نہ کیا کر ۹۱۔ ساتھ ادبائشوں کے برسرِ محکمہ نہ بیٹھ ۹۲۔ ہر سو و زبان میں آبر و ریزی نہ کر ۹۳۔ فضول و متکبر نہ ہو ۹۴۔ خصوصیت لوگوں کی اپنے اوپر مت لے یعنی وہ امر کہ باعث دشمنی لوگوں کا ہونے ۹۵۔ حق و ملائی سے علیحدہ رہ ۹۶۔ چھری انکشتری رو بہ پاس کھا کر کہ وقت ضرورت بجا آئے ہو ۹۷۔ آپ کو ذات میں نہ ڈال ۹۸۔ مراعات و احسان اسی قدر کر کہ تو خواہو یعنی سلوک کرنا ہر طرح سے بہتر ہو لیکن نہ اس قدر کہ خود محتاج ہو جائے ۹۹۔ متواضع و فروتن رہا کر اس لیے کہ یہ صفت موجب عزت ہو ۱۰۰۔ تو انکے شوی پیش مردم غریب کہ مزخشیستین را نگیری بجزیرہ بزرگی کہ خود را بخودی شمر دہ ۱۰۱۔ دنیا و مقبلی بزرگی بہرہ ۱۰۲۔ یہ بھی نصیحتوں میں فرمایا ہو کہ زندگانی کر خدا کے ساتھ بصدق و انفس بقرہ و با خلق با انصاف و با بزرگان بجا بیست و بزرگان بشفقت و بزرگان بجا بیست و بزرگان

دیوان بنیست و بدیشان حکم و بجا آں بجاموشی و بعالان نبواضع اور بھی فرمایا کہ کسی کے مال میں طمع نہ کر
اور جو پیش آوے منع نہ کر وایت ہو کہ کسی شخص سے حضرت لقمان نے فرمایا کہ دانا تر وہ شخص ہو جو اپنے علم کو
اور ہون کے علم پر بڑھاوے اور یہ بھی فرمایا کہ بصر و قسماً کا ہر ایک ممبرس چیز چکاو کر وہ جانتا ہو جس طرح نقصان
مال و اولاد و دوسرا صلب سپر چکے دوست رکھتا ہو اور اسکی تحصیل میں مضطرب رہتا ہو اور یہ بھی ارشاد
کیا ہو کہ تیس شیخ مخدوم کو بنین و قوتون میں پہچاننا چاہیے حکیم کو غضب میں متجاع کو خوف کے وقت بھائی کو
وقت حاجت اور یہ بھی فرمایا کہ نیکی کر کے فراموش کرنا اور بری کرنے والے کو بھول جانا بہت اچھی بات ہو
روایت ہو کہ حضرت لقمان فرماتے تھے کہ تین ہزار کلمے بیچ نفیحت کے لکھے انہیں سے تین باتیں مجھ کو
بہت سی یاد آئیں۔ دو کو یاد رکھنا لازم اور ایک کو بھول جانا خدا و موت کو یاد رکھے اور نیکی کر کے فراموش
کرے حضرت لقمان فرماتے ہیں کہ خاموشی میں سات خاصیتیں ہیں زینت بنہ سپر اہ نہایت بے سلطنت
عبادت بے محنت حصار بے دیوار بے نیازی بے غدر فراغت از کرام کا تین پوشیدن عیوب سے
الطعم بیچ مضمون بزرگ بستر نئے آید ہمخوشی مخفی ہار کہ در غضن نئے آید۔ نقل ہو کہ حضرت لقمان علیہ الرحمۃ
کسی نے پوچھا کہ کون سے معنی کیا ہیں فرمایا ایک یہ کہ سزا سے بھنی کھلے دوسرا یہ کہ مرضی سے کھلے یعنی کبر
و تنز و جھوڑوے اسی طرح انصاف حضرت لقمان کی کتب تواریخ میں بکثرت مذکور ہیں فائدہ چند انصاف اور بھی
اس مقام پر بیان کر دینا لایم ہو اگرچہ وہ انصاف بطور کلیہ انصاف حضرت لقمان میں مندرج ہیں لیکن تفصیل
و توضیح انکی زمین کی گئی ہو اور جب تک انصاف ضروری کی تو فیج نہ کیا وے تب تک فہم عوام میں گنجائش انکی
دشوار ہو نہیں واضح ہو کہ اول ضروریات بشہ پر اور امور ضروریہ میں میانہ روی و توسط اختیار کرے کہ خیر الاول
اوسطا لیکن میانگی میانہ روی ہر چیز کی موافق مراتب اشخاص کے ہو بہت لمسی چیزیں ہیں کہ ایک کے
حق میں انفراد و دوسرے کے حق میں اعتدال بلکہ تقریباً پس احوال و اطوار ہم جنس و ہم قوم و ہم پیشہ و
ہم حرفہ بقیاس مقدار توسط شمار کرنا چاہیے اور کسب نامہ کی طلب میں شقت و رنج نچا ہے اور جو عمل و حرفہ کی
تحصیل منظور ہو اول اسکی ضروریات سے واقف ہونا پر ضروری ہو اگر بعد تحصیل ضروریات کے وقت فرصت
توزدائد بھی کسب کرے ورنہ طلب اکل فوت اکل ہو جائیگا مثلاً علوم مکتبہ میں اول فقہ و حدیث و تفسیر
و عقائد و طب پڑھے بعد ازاں بحسب استعداد و وسعت وقت حکمت و منطق مضائقہ نہیں دوسرے
جب کوئی ہم پیش آوے تو اس فن کے دانشمندان سے بشرطہ کہ خیر خواہ ہوں بقصد تقاضاے و شاد ہم
فی الامر صلاح لے اور شورت کرے و شیر کو چاہیے کہ باتفاق جو کچھ خیر و شرف و نفع و ضرر اس میں ہو بھول کر
بقصد تقاضاے استشارہ موافق کہ دے اور صلاح گیر نہ کہ کو اختیار ہو کہ اگر اپنی بہتری دیکھے کہ دین ترک فرما دے

اور اس باب میں صلوٰۃ الاستخارہ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہو نہایت بہتر ہے۔ پھر سے
تجربہ و استقامت ترک نہ کرے جو تھے دنیا گذشتنی و گذشتنی ہی پھر چند روز کے واسطے کسی سے
دنیا نہ کہ اور دین عداوت اور دشمنی نہ لے اور کسی کا عیب نہ کرے اور نہ دیکھے خصوص
عیب ایک شخص خاص یا فرقہ خاص کا علانیہ ذکر نہ کرے کہ بہت بد بات ہو اور کسی سے
سہ نہ کرے اور باتیں جھوٹ بیفائدہ زبان پر نہ لاوے اور بری بات کسی کی کسی سے نہ
کھے۔ درمیان و نامزدی سے پاک نہ رہے اگر ہو سکے دنیا سے حق پر راضی ہے اور آپ کو بزرگے کا انہی
خوف و شجاعت نہ اختیار کرے اور کسی کے بچے میں فساد نہ ڈالے اور اکل سال و صدق مقال و استقامت
احوال میں سستی کامل کرے کہ عمدہ ترین جمیع طاعات و عبادات میں ہو اور کلمۃ الخیر سے کسی کے حق میں
خوش ہو یا بگناہ باز نہ رہے اور امر معروف و نہی منکر میں کوشش کرے اگر ممانعت نہ ہو سکے تو دل سے
ناخوش رہے اور غور و فکر نہ کرے اور چاہیے کہ عقل و گیاست و فہم و فراست کثرت تجربہ و صحت عقل اور
کسب علوم عقلیہ و استماع قصص و انصاف سے زیادہ کرے گو کہ یہ صفات خلقی و جبلی ہیں پر زیادتی و کمی
بھی انہیں پر توفیق کو شش کرنا چاہیے کہ ہر روز قواسی عقلیہ قوی ہوتی جائیں تاکہ از مرہ و عقلیہ میں محدود ہو
اور غما سے نکلے عقلیہ میں داخل ہوا اور بھی لازم ہو کہ خود معطل و بیکار نہ ہو جائے دین کا کام کرے اگر نہ ہو سکے
تو دنیا ہی کا کام کرے یعنی بہتر پوشیہ جس سے دنیا حاصل ہوتی ہو سیکے اور جب صبح کو سو کر اٹھے تو نماز پڑھے
اور غلوں آفتاب تک جائے نماز پڑھا رہے اور سبج و تسلیل میں مشغول رہے اور شام کے وقت لڑکوں کو گھر میں
داخل کرے اور صحن میں نکلنے نہ دے اور جب رات ہو جائے تو دروازہ کھر کا قفل یا سلسل کرادے
اور آبات و ادعیہ حفظ کرے پڑھے اور چراغ گل کرادے اور آگ ٹھنڈی کر دے اور باسن ڈھانپے
اور ہتھیرا لپٹے پاس رکھے اور موضع خوف میں اگر ممکن ہو تو نگہبان متعین کرے اور خود جائے
مخفی میں رہے اور ہوشیار سووے اور سب کاموں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کرے اور
جب دو قسم کے بلا و محنت پیش آویں تو بہتر یہ ہو کہ حیلہ و تدبیر سے کنارہ کرے اگر نہ ہو سکے تو آسان ترین
اختیار کرے کہ سن اتالی بلبتین فلیخرا ہونما حدیث میں وارد ہو اور ایام حیات و صحت کو غنیمت جانے
بغیر ضرورت تمام ہلاکت میں نہ پڑے اگر مرض ہو تو طبیب حافق کے پاس جائے اور اسکو مختار کر دے
اور اسکی تدبیر و دوائیں مخالفت نہ کرے اور بلا طعن و خطاے فاحش دوسرے طبیب سے رجوع نہ کرے
اور کہوں دعاے ہلاکت اپنی اور اپنے عیال کے لیے نہ کرے اور بے ضرورت کلی سفر نہ کرے اور
جو سفر ثواب اختیار کرے تو شنبہ یا چنبہ کو علی الصبح یا بعد نماز جمعہ سفر کرے کہ یہ روز وساعت نیک

ہین اور راہ محفوظ اختیار کرے اور اپنے رفیقوں و خدمتکاروں و رہبروں کو ساتھ رکھے اور متیار
 لڑائی کے پاس رکھے اور اسن راہ پر اعتماد نہ کرے اور اسباب ضروری مثل چھری و مقراض و پیل
 و کلند و تیر و سون و رشتہ و موثر اش و آئینہ و شانہ و عصا و شمشیر و سواک و سرمہ دان و شیشہ و غیرہ ہمراہ
 رکھے اور جب قافلہ چلے تو خود چمین رہے اور جب منزل میں اترے تو انکے ساتھ ہو جہاں رہے اور قوت
 شب عصر سے زیادہ سفر میں احتیاط کرے اور جو ممکن ہو تو بعض ادویہ ضروریہ ہمراہ رکھے اور چارپایہ پر بوجھ
 بہت لاوے کہ اسکو تکلیف نہ ہو اور توشے کی حفاظت کرے اور جو قدرت ہو تو ایام سفر سے زیادہ ساتھ لے لیا
 اور جو امر پیش آوے اسکا مال کارسوج لیوے اور پیشہ و قناعت و کسب و حرفہ جو کہ بہتر ہو اختیار کرے
 اور کسب نیک کے سیکھنے میں عار و تنگ کرنا نہایت نادانی اور عقلی ہر اور چاہیے کہ فنون ضروریہ اور علوم
 لا بدیر کی تحصیل میں کوشش بلیغ کرے اور جس امر کا وقوع بیشک ہو اس میں تجربہ حاصل کرے اور علوم مجلس کو
 بھی حاصل کرنا ضروریات میں شمار کرے مثلاً خط و انشا و شعر و قصص و لطائف غریبہ و صناعات عجیبہ
 صفائی تقریر و قدرت تحریر و علم حساب و فن معما سیکھے اور لعن و فحش کی عادت نکمے اور غم و شادی
 اور غمغہ و غضب میں لپیٹ نہ کرے کہ بعد اسکے نہ است و پشیمانی ہو اور عیادت بیمار ان اور تعزیت
 مصیبت رسیدگان کو خصال حمیدہ اور محاسن پسندیدہ میں جانکر اختیار کرے اور محبت علما و صلحا و صحبت
 فضلا و اتقا کو اکسیر اعظم تصور کرے اور موجب جود و ثواب جانے اور دولت مند دی اور ارجندی اور فقر
 و بکسی میں اخلاق قدیمہ کا ترک کرنا نہ است و سفلی و کم ظرفی نہ سمجھے کیونکہ دولت پر باز کرنا کہ صبح آئی شام کو
 گئی صبح حاق و بیوقوفی ہو اور فقر و غربت میں نیچ و ملال کرنا ناایمنہ کہ اللہ صاحب فرما تے ہیں فان
 مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا از بس مخیری اور جہالت ہو اور لازم ہو کہ ایام حیات اور صحت و تندرستی کو
 غنیمت جانکر دنیا کو مزرعہ آخرت جانے اور عمل خیر سے باز رہے نہ نیست دنیا جگہ راحت و غمش ای دل
 بر آ + رخت اربین و از من بکیش ازین منزل نرآ + مزرعہ حقہ است دنیا نہ مقروضی گاہ تو غمناک شہ
 زنجبار است تجل برآ + اور جب بوڑھا ہو اور قریب مرگ پہنچے تو استغفار و تہلیل و تسبیح میں سرگرم رہے اور
 اہل و عیال کو استقامت احوال و صبر و قناعت کی وصیت کرے اور جو اللہ عنایت و کرم کرے تو کلمہ
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جان کو سپرد جان آفرین کہے + ابن نصیحت ہے نیک از خود فضیلت عیب نیست
 بدگو است ممتنع از طعن بجا وصل برآ + معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت لقمان کے بیٹے نے
 التماس کیا کہ اسے پدر بزرگوار اگر کوئی کام بد یا خفا کر دن جبکو کوئی نہ دیکھے تو اللہ کس طرح جانے فرمایا
 اسے پس اگر ہو کوئی چیز دائرہ رائی کے برابر اور رہتی ہو کسی پتھر میں یا آسمان و زمین میں یا حاضر کرے اسکو

اللہ بیشک اللہ پوشیدہ چیز جانتا ہو جو دار ہر چنانچہ اسی قول کو اللہ صاحب کلام اللہ میں نقل فرمائے ہیں یا نبی ان تک شغال جیسے خروں فلک فی صخرۃ و فی السموات و فی الارضیات ہما اللہ ان اللہ علیہ خیر اس کلام کے سننے ہوئے پتہ اسکا پھٹ گیا اور تھایہ کلام آخری حضرت لقمان کا عمر حضرت لقمان کی ہزار برس کی کتب سیر میں لکھی ہو اور فلسطین میں بامین سجدہ وسوق مدون میں روایت ہو کہ جسد حضرت لقمان نے وفات پائی اسی دن شہر مغیرہ میں حلت اس عالم سے فرمائی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ذکر ایسا سورہ لقمان میں ہے اور کہیں نہیں اور سوا اس کے ایک لقمان ابن عاد لقیہ عاد اولے سے تھا یہ وہ ہے کہ جسکو بادشاہ نے مع چند ندیموں کے حرم شہر لیت میں بنا بر استقامہ روانہ کیا تھا سو اس نے درازی عمر کی وعاما لگی کہ وہ تین ہزار پانسو برس زندہ رہا اخبار الدول میں ہے کہ دنیا میں دو آدمی بہت دنوں زندہ رہے ہیں ایک عوج ابن عوق اور دوسرا لقمان ابن عاد واللہ اعلم بالصواب

تفہیم بست دوم در احوال حضرت سلیمان علیہ السلام

یہ حضرت بعد اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے بادشاہ اور نبی ہوئے لکھا قال اللہ تعالیٰ و درت سلیمان داؤد یعنی ائمہ طہارین سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک و نبوت کے وارث ہوئے اصل یہ ہے کہ حضرت داؤد کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اسلیے کہ نبوت میں وراثت نہیں ہوتی کذا فی المدارک تبرہان قاطع میں ہے کہ نام سلیمان کا جم بفتح اول و سکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ بھی ہے اور جمشید دن میں بھی انکو کہتے ہیں اور جمشید کو بھی جم کہتے ہیں مگر جس مقام میں دیوا اور پری اور وحش و طیور و کین انگشتی آئے وہاں مراد حضرت ہیں اور جہان کہیں با جام و پیالہ مذکور ہو وہاں جمشید اور جس جگہ یا آئینہ اور سند ہو وہاں سکندر مراد ہے ہر ایشی اور شہر بیت حضرت سلیمان کی عین شریعت موسیٰ علیہ السلام تھی اور علم قضا و کیمیا و منطق و الدواب و تسبیح خیال و ملک و اقبال مثل داؤد کے ملا کر تسخیر ہوا و جنات زیادہ ہوئی اور مقاتل کے نزدیک ملک انکا ہی زیادہ تھا اور انکی رائے فیصل خصوصات میں صائب تھی اور شا کر زیادہ تھے اور معالم میں محمد ابن کعب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر سلیمان سو فرسخ میں پڑتا تھا پچیس میں انسان اور پچیس میں حیوان و دواب اور پچیس میں جنات اور پچیس وحش و طیور اور تین سو ہنگوہ اور سائت سو کنیز آنجناب کے تصرف میں تھیں اور سب کے لیے محل جداجدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے

اور سب محل ایک تخت پر تھے اس تخت کو ہوا لیے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزل فرماتا تھا اور دو فرسخ میں رشیم کا فرش بچھا جاتا تھا اسکے پنجہ میں تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف گریہ میں پریشانی تھے اور ہوا اسی بساط کو لے اڑتی تھی اور عالم النزل میں مقاتل ابن حبان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمان کے واسطے ایک فرش کا رچو بی رشیم کا بنایا تھا اور فرسخ کا اوسکے درمیان منبر بنانے کا رکھا جاتا تھا اوسے حضرت سلیمان بیٹھے تھے اور تین ہزار گریبان طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تھیں طلائی پر اولاد بنیہ ایران علماء و فضلاے دوران اونکے گرد جن شیاطین و عامہ انسان اور طائفہ طیور اپنے پروں سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ دراز آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاء کو اٹھاتی صبح سے ناشام ایک ماہہ راہ اور ناشام سے تا صبح اسقدر طو کرتی تھی سید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو گریبان بچھائی جاتی تھیں اور سپر انسان و جنات بیٹھتے تھے اور طیور پروں سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی اور حسن سے روایت ہے کہ یہ چیز تھیں ہوا کا بلب بکرنے گھوڑوں کے ملا تھا اور یہ سب باتیں ابد اس معاملے کے ظاہر ہوئی ہیں امام ربیع اپنی تفسیر میں تصریح کرتے ہیں کہ لشکر حضرت سلیمان کا باوصف کثرت منتشر و پریشان نمونہ کا اعلیٰ ضبط و ربط سے چلتا تھا ہر گرد و ہر ایک نقیب معین تھا کہ وہ حد سے تجاوز کرنے دیتا تھا اور اس باعث سے کوئی شخص اپنے مقام سے پیش و پس نہوتا تھا اور تفسیر ابوریحان برہین ہو کہ وہ اپنی طرف تخت کے دو لاکھ گریبان اکابر انس اور یاقین جانب دو لاکھ گریبان اشراف جن کی بچھائی جاتی تھیں اور میں دسار پینتیس پینتیس منبر کھے جاتے تھے انہر علماء و فضلا و اتقیا و صلحاے انس و جن بیٹھ کر وعظ کرتے تھے اور طیور اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی اور ابن زبیر سے عالم النزل میں روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ایک مرکب چوبی تھا اس میں ہزار رکن ہر رکن میں ہزار خانے اسپر جنات و حضرت انسان سوار ہوتے تھے اور ہر درجے پر ایک ہزار دیو معین تھے وہ تخت کو اٹھاتے تھے پھر اسکو ہوا لیکر چلتی تھی اور سواری کا یہ انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کھیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی نقصان نہ پہونچتا تھا اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ نمل میں ہے و قال ایہا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء ان ہذا ہوا افضل لہن یعنی حضرت سلیمان نے کھا کر لوگوں کو ہسکو سکھائی ہے بولی اڑتے جانوروں کی اور عطا کیا ہکو ہر چیز میں بے شک شبہ سی ہے ہر بڑائی صریح یعنی جو چیز میں دنیا میں درکار ہیں اور اسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمایا ہے مثلاً

ملک و مال و زن و فرزند و حسن و جمال و علم و عقل وغیرہ سب اللہ نے دیا ہے یا یہ مراد ہے کہ جو کچھ پیغمبروں اور بادشاہوں کو ضرور ہو وہ سب اللہ نے اپنے فضل و کرم سے عنایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس آیت سے امور دنیا و آخرت مراد ہیں اور مقابل ابن جہان کے نزدیک نبوت و ملک و تسخیر جن و شیاطین مراد ہے فائدہ یہ کہ اس لیے منطق کہا کہ جسطرح کلام حضرت انسان سمجھ میں آتا ہے اسی طرح آواز طیور سے بھی ادراک و فہم حاصل ہوتا ہے اسی طرح ہر ایک منہ کی ایک آواز علیحدہ ہے اکثر نبی آدم اس سے کچھ کچھ معافی و مطالب نکالتے ہیں الا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مکالمہ طیور کا علم کامل و فہم صحیح عطا فرماتا تھا چنانچہ معالم التنزیل میں ہے کہ ایک دن کبوتر بولا حضرت سلیمان نے فرمایا کچھ جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے سب نے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا لا واللہ و ابنو الخراب یعنی اے لوگو پیدا ہو مرنے کو بناؤ بکڑنے کو اور فاختہ کہتی ہو لیت ذالخلق لم یخلقوا کاش مخلوق مخلوق نہوتی اور طائرس بولتا ہے کما تدرین تدان یعنی جو تو کر کیا جزا پاویگا اور تہہ کہتا ہے من لای رحم لای رحم یعنی جو رحم نہ کرے گا رحم نہ کیا جاویگا اور ثورہ کہتا ہے استغفروا لعلکم ترحموا یعنی بخشش مانگو اللہ سے اگر گنہگار و اور طوطی بولتا ہے کل حی میت و کل جہید فان یعنی ہر زندہ مرنے والا ہے اور ہر پیرا پیرا ہونے والا ہے اور بعض تفاسیر میں ہے کہ کبوتر سبحان ربی الاعلیٰ ملا سمانہ و ارضہ پاک ہے میرا رب اسے بھروسے زمین و آسمان اور تہہ بولتا ہے ثورہ کی بولی یہ سب مدارک التنزیل میں ہے اور بعض کے نزدیک طوطی ویل لمن لدنیا ہمہ بولتا ہے یعنی خرابی جو اسکی جسکا مطالب سراسر دنیا ہے اور ابا بیل بولتا ہے قد موخیر تجد وہ آگے بھیجے گی نیکی پاؤ گے اور قمری کہتا ہے سبحان بی الاعلیٰ ہے اور بعض تفاسیر میں کل شئی بالک الا وجہہ ہر چیز بناو دیوگی مگر ذات خدا لیکن تہہ سمجھے یہ مداحیل کی ہے کہ انی الدارک اور ہزار داستان بولتا ہے سبحان اللہ الخالق والد احم پاک ہے اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور لواء کہتا ہے من سکت سلم یعنی جسے خاموشی کی وہ سلامت رہا یہ سب بولیاں جو لکھی گئیں حضرت سلیمان نے جانور دن کے بولنے پر انسان و جنات سے بیان فرمائی ہیں کاتب نے بظہر تطویل حکایت کو ترک کیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے تھے کہ عشار پر جو مسافروں سے کچھ بلا وجہ لیتا ہے فواد و ہیک لینے والا بولن کرتا ہے اور باز کہتا ہے سبحان بی العظیم محمد پاک ہے رب میرا بزرگ و محمود اور غوک بولتا ہے سبحان ربی العہدوس پاک ہے پروردگار قدوس اور مادہ کہتی ہے سبحان الذکور کل لسان پاک ہے جسکا ذکر ہر زبان میں ہے اور تہہ کہتا ہے الرحمن علی العرش سوی

یعنی اولاد دینا
سورج و چاند
جہاں و جہات
خدا و خلق
جہاں و ملک
جہاں و ملک
جہاں و ملک
جہاں و ملک

سالمین ہو کہ ایک نبلانی دوم و سربلایا کہ با تہا حضرت سلیمان نے فرمایا یہ کتا ہو میں نے آج آدھا
 شہر لکھا یا ہوا اندیشہ باز پرس قیامت سے ہلاک ہوں خاک بر سر دنیا متفقین کہتے ہیں کہ یہ قول اسکا از رو
 خوشحالی و غایغ بالی تھا تو اندہ بیجوز حضرت سلیمان علیہ السلام کا مشہور ہوا اور کلام الہی میں مذکور اللہ تعالیٰ نے
 اپنے حبیب کی امت میں ایسی ایسی کرامات کی بہت دھوم دھام فرمائی جو چنانچہ ایک ن یودیون نے
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم سات باتوں کا جواب دے تو ہم ایمان تمہارے پیغمبر کا
 لائین فرمایا بیان کرو لیکن اسکو تفقہ ازراہ تعنت یودیون نے کہا چٹکاوک و مرغ خانکی و غوکابی
 و حمار الی و اسپ و شیر و زرزور کی بولی کیا ہو فرمایا چٹکاوک کتا ہو اللہ المن من عسی محمد و آل محمد
 ا و خدا اپنی رحمت سے دور رکھ جو دشمن محمد و آل محمد کا ہو او مرغ کتا ہو اذکرو اللہ یا غافلین اللہ کو
 یاد کرو چوکنے والو اور بیدک بولتا ہو سبحان المعبود فی کج البحار اور حمار الی کتا ہو اللہ المن العشار اور
 گھوڑا وقت حرب کتا ہو سبح قدوس ب الملائکہ والروح اور تیر کتا ہو الرحمن علی العرش استوی اور
 زرزور بولتا ہو اللہ انی اسالک قوت یوم یوم یا زراق پس یودی ایمان لائے اور حضرت صادق اپنے
 باپ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اس واز کرتا ہو یا ابن آدم عرش داشت آخر ک الموت یعنی
 اوی بیٹے آدم کے عیش کرے جتنی چاہتا ہو آخر ک تجھ کو موت ہو اور عقاب کتا ہو فی البعد من الناس اس اور
 چٹکاوک بولتا ہو اللہ المن نبی آل محمد اور ابابیل کتا ہو الحمد للہ رب العالمین اور الفضالین کو ایسا سے
 پڑھتا جو طرح اچھے قاری پڑھتے ہیں القصد یہ اور کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہنجمہ بیوات تھا اور لویا
 امت محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی کرامت سے متقدمین اولیائون میں اکثر ایسے ہوئے کہ حیوانات
 غیر ناطق کی بولیاں نجوبی سمجھتے تھے اور متاخرین میں بھی بہت گزے اور اب بھی موجود ہیں چنانچہ ابھی
 تھوڑے دن ہوئے کہ فقیر کے جد امجد مرشد برحق حضرت شاہ میر محمد علوی قلندر قدس سرہ تھے کہ ۱۲۱۸ھ
 تک اس عالم میں موجود تھے بے تکلف بعض ہیوس کے کلام سمجھتے تھے و لک فضل اللہ یوتیہ من ایشا تو لہ حضرت
 مرشد کا تاریخ پانچویں رجب ۱۰۸۸ ہجری مطابق جنید غنٹا میں ہوا اور تاریخ وفات صوری و منوچی و شنبہ
 دہم ہمدانی الاولی ۱۰۸۸ ہجری اور اس حساب سے عمر آپ کی اتنی برس کی ہوئی دوستہ اسعزہ حضرت سلیمان
 کو اللہ نے یہ عطا کیا تھا کہ ہوا کو سن کر دیا تھا اسکے زور سے جہان کین جاتے مع شکر چلے جاتے عالم النزل
 میں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان و شوق سے سوار ہوتے اور صوفیوں کی ایک مینے کی مسافت شام سے اترے قیلولہ
 کرتے ہر بابل میں تشریف لیجاتے وہ بھی ایک مینے کی راہ پر ہوا اگر سوار جلد چلنے والا ہے اور کہ چون رو سے
 سوار ہوتے سمرقند میں بیتوت کرتے ایک با صبح کو ارض عراق سے سوار ہوا و شہر مرو میں وہر کو پہنچے

دیمون سے
 دوری میں
 نہ

اور عصر کی نماز بلخ میں پڑھ لے چھین میں تشریف لائے اور طبعاً بحر سے پھر صبح کو ساحل بحر پر روانہ ہو زمین
 قندھار میں وارد ہوئے پھر وہاں سے کرمان میں تشریف لے گئے بعد اسکے ارض فارس میں گئے اور خپے
 مقیم ہوئے پھر ایک وز صبح کو موافق ہو اور ملک شغریہ میں قیلولہ کر کے شام کے وقت ارض شام میں تشریف
 لائے اور بوبہ باش اکثر حضرت سلیمان کی رہنمائی میں تھی اور موافق علیہ میں بھی کہ شہر مد شام میں ایک
 شہر جو بسکودینوں نے حضرت سلیمان کے لیے بنایا تھا صبح کو وہاں سے باہر آئے اور پھر بوقت مغرب
 اسی جگہ پہونچا دیوٹی اور مدارک میں لکھا ہو کہ صبح کو تدمرت سے باہر آئے اور ارض فارس میں قیلولہ کرتے تو
 شام کو کابل میں جاتے اور دو سکرون کابل سے بابل میں اور پھر وہاں چڑھے اٹھتے ہوئے اور شام کو پھر تدمرت
 میں آتے تھے روایت ہو کہ طعام چاشت شہری میں کھاتے اور طعام شام سمرقند میں اسی عجیبے کا اشارہ
 کلام باری میں ہو مگر ناکہ الہی تجری بامرہ رفاذ آیت اصاب یعنی پھر ہم نے تابع کی اسکی ہوا چلتی اسکے
 حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا اور دوسری جگہ ارشاد ہو و سلیمان الہی عذو کا شہر و رواحا شہر یعنی
 سلیمان کے تابع کی ہوا صبح کی منزل اسکی مینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مینا کہ شام سے مینا اور
 میرج سے شام آدھے دن میں جاتے اور تیسری جگہ یعنی سورہ انبیاء میں ارشاد ہو و سلیمان الہی عاصی تجری بامرہ
 الی الارض الہی بارکنا فیہا یعنی سلیمان کے تابع کی ہوا بھپکے کی چلتی اسکے حکم سے زمین کی طرف جہان بڑے
 دی مینے مڑا دس مین سے زمین شام ہو فائدہ آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام
 اختیار میں کردی گئی تھی کہ جب چاہتے نرم چلتی اور جب چاہتے سخت چلتی اور اگر کوئی تا فہم تعارض کا خیال
 کرے تو کچھ تعارض نہیں ہو فائدہ یہ ہجرت حضرت سلیمان علیہ السلام کا افضل و اعلیٰ معجزات میں ہو اور
 اسکے مقابلے میں لہجہ شانہ نے اولیاء امت مصطفویہ پر یہ عنایت فرمائی ہو کہ زمین انکی تسخیر میں ہو کہ
 جب کبھوں ہزار منزل کا بھی قصد کرتے ہیں یا برٹ و برس کی راہ جانے کا ارادہ فرماتے ہیں ایک پلک
 مارنے میں پہونچتے ہیں اور زمین لپٹتی ہوئی چلی آتی ہو بلکہ اکثر اولیاء اللہ ہمیشہ نازکے میں پڑتے ہیں
 کہ اکثر عالموں اور صادقوں سے مکہ معظمہ میں بحالت طواف ملاقات ہوئی اور انھوں نے تاریخ حفظ
 کر رکھی اور اس ولی اللہ سے حال پوچھا ہو قصص صحیحہ انکے کتب سیر میں موجود کتاب سیر العارفین و
 تذکرۃ الاولیاء و فضائل و اخبار الانبیاء و تاریخ یا فہمی وغیرہ دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہو
 مگر اولیاء امت محمدیہ علی ارض کی کچھ حقیقت نہیں جانتے بلکہ اس قسم کے امور کو مانع وصول حق
 سمجھتے ہیں چنانکہ ایک مرتبہ ایک مرید حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیت المقدس
 سے ایک کام میں آیا حضرت نے اسکو سزائش فرمائی ناگزیر آئے توبہ کی اور کہا کہ پھر ہوا میں آؤ ونگا

تیسرا مجرور یہ تھا کہ جن شیاطین حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعدار تھے اور ایک فرشتہ تازانہ تیشہن لیے ہوئے آپر تعینات رہتا تھا تاکہ حکم میں سرکاری نہ کریں اور اسی کے نصیب میں ایک چشمہ گھلے تانبے کا بلکہ و صفا کے متصل پانی کی طرح جاری کیا کہ ہر پینے میں تین رات دن بتاتا تھا اور جناب اس سے تانا بیکریا بن بناتے تھے کہ اقال اللہ فی سورہ سبا و اسنانا کہ عین القطر و من الجن من یعلم من یرہ اذن منہون ینزع منہم عن امرنا نذقہ من عذابنا سعیر و یملون لہ ما یشاء من عاریب و تماثل و جنان کا جواب و قد و ریاسات ینے بہا و یا ہننے اسکے واسطے چشمہ گھلے تانبے کا اور جنون میں سے گئی لوگ جو محنت کرتے اسکے سامنے اللہ کے حکم سے اور جو کوئی پھر سے انہیں ہمارے حکم سے چکھا دین ہم اسکو آگ کی مارا اور بناتے تھے اسکے واسطے جو پھا ہتھلے و تصویریں و لکن جسطح تالاب اور دیگین چولھون پر چین تعین اہل تفسیر کہتے ہیں کہ یہ چشمہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور اب تک جاری ہوا و خلق اس سے نفع اٹھاتی ہو اور تو اس پنج میں ہو کہ اسی تانبے سے جنون نے بڑے بڑے برتن بنائے تھے چنانچہ ایک ایک پیالہ ایسا تھا کہ حسین ہزار آدمی کھا دین اور دیگین تین تین پائے کی ایسی بلند تھیں جسطح پہاڑ کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتی اور بارہ ہزار باور پنی ایک ایک پر کھانا پکاتے تھے اور سوا اسے اسکے پتھر و لکڑی کے باسن بھی بناتے تھے چنانچہ اب تک اس قسم کے باسن میں میں سو جو وہین اور مکانات سنگین بھی انکے بنائے ہوئے ہیں میں میں چنانچہ قلعہ مروج و بندہ وہبند و عدان و غیرہ مشہور ہیں و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال و در ذمیرۃ الملوک میں لکھا ہو کہ حدیث شریف میں روایت ہے کہ دیو و دمن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے پتھر کی دیگین تراشی تھیں کہ ہر ایک میں دس اونٹ اتر جاتے تھے اور ہر روز ہزار دیگین کپتی تھیں اور لشکر کے لوگ کھاتے تھے اور قیصر میں لکھا ہو کہ اتنی خروار نمک کے ہر روز باور چنانچہ حضرت سلیمان میں صرف ہوتے تھے لیکن حضرت سلیمان انہیں سے ایک نعمت کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ رکھتے اور زمبیل بنتے اور شام کے وقت اسکو بھیجے اور دو روٹیاں جو کی لیکر گورستان میں گیل اوڑھ کر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس نال میں جو کوئی مسکین بلجاتا تو اسکو بھی شریک کر لیتے تھے روایت ہے کہ ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے تھے انھیں کے بیرون سے تبلیم جبریل علیہ السلام زمبیل بناتے تھے تفسیر میں میں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان کے عہد میں جنات تانبے و پتھر و دمنہ کی تصویریں بناتے تھے اور بعض کتابوں میں ہو کہ ہنمبر و دمنہ و فرشتوں کی تصویریں مسجدوں میں بناتے تھے اسطرح کہ عبادت کرتے ہیں تاکہ عوام انکو دیکھ کر عبادت کریں اور بعض کہتے ہیں کہ سباع و طیور کی تصویریں بناتے تھے چنانکہ منقول ہے کہ تخت سلیمان میں تصویریں کس کی

اور وہ شیروں کی بنائی تھیں کہ جب حضرت سلیمان تخت پر جانے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو پھیلانے لگتے اور جب حضرت سلیمان چڑھتے اور تخت پر بیٹھتے تو دونوں گر گس پر وں سے سایہ کرتے تھے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ آدمی کی صورتیں بناتے تھے اور خالق الایزال کے حکم سے لڑائی کے وقت انہیں وحی پر جاتی تھی کہ وہ لوگ لڑائی میں پیش پیش ہوتے تھے اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان کے عہد میں بنانا تصویر کا جائز تھا جس طرح حضرت عیسیٰ کے عہد میں کہ صورت خفاش خود بنا کے اڑاتے تھے اور ہماری شریعت میں تصویر کا بنانا منع ہوا ہے چنانکہ بیضاوی میں ہے حرمة التصاویر شرع مجہد صحیحین میں وارد ہے کہ ابو غلظہ نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے نہیں دیکھا کہ اس گھر میں کہ ہوائیں کٹا اور اس گھر میں کہ ہوائیں تصویریں درہنہ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ بہت سخت لوگوں میں ازسے عذاب بروز قیامت وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہیں ساتھ خلق اللہ کے یعنی مشابہہ کرتے ہیں اپنے فعل کو فعل خدا سے صورت بنانے میں یا بناتے ہیں وہ چیز کہ مشابہہ ہوتی ہے مخلوق الہی کے یعنی تصویر بنجاری میں حضرت عائشہ زہرا سے روایت ہے کہ میں نے ایک چادر مولیٰ میں تصویریں تھیں انکو بلور پر دروازہ پر لٹکایا تھا حضرت نے جو انکو دیکھا تو باہر کھڑے رہے گھر میں نہ آئے تو مجھکو معلوم ہوا کہ حضرت کو کوئی چیز برائی معلوم ہوئی ہے تب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں تو بہ کرتی ہوں جس چیز سے کہ آپ کو ملال ہے تب حضرت نے فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے میں نے کہا کہ مولیٰ ہے آپ کے بیٹھنے کے واسطے تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی کہ ان اصحاب ہذا لہو و یدہ و نون یوم القیامت ویقال لہم اجموا ما خلقتکم یعنی مقرران تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور انکو حکم ہوگا کہ جلاؤ جنکو تم نے بنایا اس حدیث سے نکلا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں انہیں جانا مکروہ ہو مسلمانوں کو واجب ہے کہ اپنے مکانوں میں تصویریں نہ رکھیں اور نفیس مناج چیزیں کیا کم ہیں جو تصویروں سے مکان کو بچھانہ بنائے اور اوپر خدا کی لعنت برائے ابن مالک کہتے ہیں کہ اگر اعتقاد کرے اسکا تو کا فر ہو اور بسبب قبیح کفر کے اس پر عذاب زیادہ ہوتا ہے اور صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا حضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے سخت تر لوگوں کے ازسے عذاب مصور لوگ ہیں یعنی جن لوگوں پر سخت عذاب ہوگا منجملہ انکے یہ بھی ہیں جنہیں علمائے لکھا ہے کہ یہ وعید انکی حق میں ہے کہ بتوں کی صورتیں بنا بر عبادت بنادیں اور بعضوں نے کہا کہ جو بقصد شہادت خدا صورت بنائے وہ بھی کافر ہے اور جو کوئی بغیر اس قصد کے بنائے وہ فاسق ہے نہ کا فر اور اتفاق ہے کہ سہرہ کہ مراد تصویر حیوانات کی ہے کہ چرام مطلق اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور عرف میں اطلاق مصور کا اولہ ہے

اور ثانی کو نقاش ہوتے ہیں اور مجاہد نے تصویر دخت باردار کو بھی مکروہ جانا ہوا اور تحقیق کے نزدیک مطلق فعل خالی کراہت سے نہیں ہو اور داخل ہو وہ لب مال یعنی ہو کذا فی نظام الحق فائدہ ہمارے حضرت صلعم کی حضور میں جنات بشوق ایمان عاشقانہ حاضر ہوتے تھے نہ کوئی فرشتہ تعینات تھا اور کوئی کوڑا لے کر تھا اور آنجناب کی برکت سے جنات و پری خواص امت کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور انھیں انخاص کی کفش برداری کرتے ہیں چنانچہ حکایات ملا محمد غوث گوارہی مشہور ہیں اور ہمارے پیر و مرشد حضرت شاہ صفت اللہ قدس سرہ کہ بارہ سو چودہ ہجری تک موجود تھے انکی خدمت میں اکثر جنات فیض یافت پایا ہوا اور انکی خانقاہ میں اب تک حضرت شاہ کرامت علیہ السلام النالی کے پاس حاضر رہتے ہیں و حسب بن بنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی میں چاہتا ہوں کہ منہام مخلوقات کی دعوت کر دین حکم ہو کہ رازق اپنے بندوں کا میں ہوں تو انکی نہیافت نہیں کر سکتا التماس کیا کہ اتنی تو نے مجھ کو ہر طرح کی نعمت دی ہے یہ امر بھی ممکن ہو وحی ہوئی کہ انچھا اگر تیری یہ آرزو ہو تو کہ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک میدان آٹھ سینے کی راہ کا دریا قریب صاف کر لیا اور فرش بچھوایا اور جنات نے ہر طرح کی کھانے کی سات لاکھ دیکھیں کہ ستر ستر کی طویل و عریض تھیں مٹیا گین اور بڑی بڑی لگنین لاکر اس میدان میں رکھ دیں تب جن و انس و حیوش و طیور کو اذن ہوا کہ اس میدان میں حاضر ہوں اور ہوا کو حکم ہوا کہ تخت اٹھا کر دریا پر کھڑا کرے کہ اپنے روبرو سب کو کھلاؤن العرفین تخت سلیمان دریا بہ آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے و فقہ ایک مچھلی نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھوکھی ہوں فرمایا سب مخلوق الہی جمع ہوتی ہے جب سب جمع ہو جائیں گے تب کھانے کو ملیگا تھوڑا تو وقف کر آئے کھا یا رسول اللہ مجھے طاقت انتظار نہیں اگر میں صبر کر سکتی تو آپ کی حضور میں گستاخانہ عرض نہ کرتی حضرت سلیمان علیہ السلام فرمایا اگر تجھے طاقت صبر نہیں ہے تو بقدر حاجت کھائے آئے تمام کھانا کھا لیا پھر فریاد کرنے لگی یا رسول اللہ ابھی تک میرا پیٹ نہیں بھرا ہے کھلو اور کھانا منگو اور بھیجے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سخت حیرت ہوئی اور فریاد کرنے لگے کہ میں نے تمام فلائق کے واسطے یہ کھانا بہم پہنچایا تھا تو نے ایک ہی لقمہ میں صاف کر دیا اب اور کھانا کھانے لاؤں اس پر التماس کیا یا رسول اللہ میں تو اپنے گھر میں ہر روز تین لقمے کھاتی ہوں آج تمہارے سیانہ آئی تو بھوکھی رہی حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا نہیں ہے صبر کر مچھلی بولی کہ اگر کھانا تمہارے گھر میں نہیں ہے تو مخلوق الہی کو کسو اسٹے بلاتے ہو اس وقت حضرت سلیمان بہوش ہو گئے بعد اسکے سجدے میں گر کے رونے لگے کہ یا رب بیشک نرا قیام ہے

میری کیا طاقت جو تیرے مخلوق کی دعوت کر سکوں تو ہی ایسا رازق علیم ہو کہ ہر روز صبح و شام سب کو کھانا پہنچاتا رہا تمام خلق خدا اس دن بھوکھی رہی اور حضرت سلیمان نادہم ہوئے روایت ہو کہ یہ مچھلی زمین الی تھی کہ اللہ نے امتحان بھیجا تھا اور زمین کو ہوا پر رکھا اور مچھلی کو اجازت دی کہ حضرت سلیمان کی دعوت میں حاضر ہوا اور بے کتے ہیں کہ ایک مچھلی تھی دریا کی سطح کی مچھلیاں اللہ تعالیٰ نے بہت پیارا فرمائی ہیں بیشتر علما کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے سارا کھانا دعوت کا ایک نغمہ کیا مچھلی کا تاکہ قدرت و طاقت حضرت رحمان اور عاجزی و ضعیفی حضرت سلیمان کی کھلم کھاسے پھر ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوئے اور ہزار وزیر کہ سردار انکے آصف ابن برخیا تھے غنہ شکاری میں کرسیوں پر بیٹھے اور جنات اور شیاطین گرد گرد کھڑے ہوئے اور طیور ہوا میں صاف بندھے ہوئے حاضر ہوئے اور حسب عادت ہوا نے تخت اٹھایا کہا قال فی سورۃ النمل و شکر سلیمان جنودہ من الجن والانس والیطرفہم یوزعون مینی جمع کیے سلیمان کے پاس اسکے لشکر جن و انسان اور اڑتے جانور پھر انکی شلین بنیں ہر ایک شل پر ایک ایک نقیب و سردار کہ انکو اسکے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر پر نشان نہ ہونے پاوے اور روانہ ہوئے حتیٰ اذا اتوا علی واد فی النمل قال یتلٰی غلہ یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان و جنودہ وہم لا یشرعون یعنی یہاں تک کہ جب پونچے چیتوں کے میدان میں کہا ایک چیتوں نے اسی چیتوں گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہیں ڈالے تلو سلیمان اور اسکا لشکر اور انکو خبر نہ ہوئے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں ہوا حضرت سلیمان کی سخن نہ تھی اس سبب سے لشکر زمین پر جاتا تھا سو چیتوں کے بادشاہ نے اپنی قوم سے اطلاع کر دی اور صحیح یہ ہو کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور انکی سواریان زمین پر جاتی تھیں اور خدنگار اور سائیس بھی زمین پر تھے انکی کثرت و کیمکر ملک نے کہا تھا تمسا لم اتزل میں کعب اجازت سے روایت ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اہل و عیال خدم و حشم لیکر سوار ہوئے اور ہوا تخت شاہی اٹھا کے اصلح سے میں کی طرف پہنچی تو پہلے حضرت سلیمان مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے وہاں فرمانے لگے کہ یہ مدینہ دار ہجرت نبی آخر الزمان کا ہو خوش ہو وہ شخص جو اسکا ایمان لاوے اور متابعت کرے پھر کعبہ میں آئے تو گرد کعبہ کے دیکھ کہ بتیں رکھی ہیں اور عبادت انکی ہو رہی ہو حضرت سلیمان آگے چلے کعبہ روایا اللہ جل شانہ نے وحی بھیجی کہ تو کیوں روتا ہو اُسے عرض کیا کہ یا رب سبب رونے کا یہ ہو کہ سلیمان نبی تیرا اور انکی قوم میری طرف

حضرت سلیمان علیہ السلام

فی الحاکمین
وہم لایشرعون
عزیز و سلیمان

دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بتیں میرے گرد بچتی ہیں ارشاد ہوا امت رومین تجھ کو
 ساجدین سے جلد بھروں گا اور تجھیں قرآن جدید اتار دوں گا اور نبی آخر الزمان پیدا کروں گا کہ وہ
 جملہ انبیاء سے افضل و واجب ہو اور فرض کروں گا اپنے بندوں پر کہ تیری طرف ایسے
 شوق سے دوڑیں گے جس طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہو اور فاختہ اپنے بچے کی طرف جاتی ہو
 اور کیوتر اپنے بیٹے سے متوجہ ہوتا ہو اور ہرگز بتوں کا نام اور نشان تجھیں نہ ہوگا اور بت پرست
 نظر نہ آویں گے اور دن رات عبادت خدا ہو اگر کی پہر حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں
 وادی نخل میں کہ جانب جنوبی طایف میں واقع ہے پہنچے اور نزدیک قتادہ کے وادی
 نخل زمین شام میں ہو اور بعضوں کے نزدیک اُسین جنات رہتے ہیں اور چیلیان
 انکی سواری میں مگر تحقیق یہ ہو کہ وہ میدان طایف سے دکن کی طرف واقع ہے بالجملہ
 جب حضرت سلیمان مع لشکر اس میدان میں پہنچے تو ایک چوٹی لنگری دو بازو کی
 شاید سترہ ارتمی چینیوں کی شفقت سے پکارنے لگی کہ اے چلیو اپنے گھروں میں
 گھس جاؤ نہیں تو لشکیوں کے پیروں سے پس جاؤ گی اگرچہ حضرت سلیمان نبی ہیں
 اور انکی حکومت میں جبر اور ظلم نہیں ہو مگر احتمال ہو کہ اگر تم گھروں میں داخل نہو گی تو
 نادانستگی میں پامال ہو جاؤ گی ہر چند کہ چینیوں کی آواز کوئی نہیں سنتا حضرت سلیمان
 علیہ السلام کو معلوم ہو گئی تو حضرت سلیمان نے لشکر کو روک دیا کہ چیلیان اپنے
 گھروں میں داخل ہوئیں فبسم ضاحکاً من قولہا و قال رب اوفی فی ان اشکر
 نعمتک الہی اعمت علی و علی والدہی و ان عمل صالحاً ترضاه و اوفی فی برحمتک
 فی عبادک الصالحین یعنی مسکرا کر ہنس پڑا سلیمان اسکی بات سے اور بولا
 اے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھ پر اور
 میرے نیاپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور بلائے مجھ کو اپنی
 مہر سے اپنے نیک بندوں میں فائدہ والدہ کے احسانات تو معلوم ہیں پر والدہ
 پر احسان یہ تھا کہ حضرت داؤد کی بی بی بھی بڑی پارسا و متخلق باخلاق حمیدہ تھیں
 انھیں پر حضرت داؤد مفتون ہوئے تھے اور انھیں کا ذکر سورہ صافات میں جو عالم النزل
 میں لکھا ہے کہ اول تبسم تھا آخر تمک حضرت عایشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ فرمایا صدیقہ
 کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہنسنے ہنسنے کہ آپ کے دانت

کھلجیا وین جب ہنستے تو شکر اُتاتے تھے اور عبد اللہ ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ مارایت
 احد اکثر بنسٹا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ ہنسنا حضرت سلیمان کا از رو
 تعجب تھا کہ سو اسطے کہ انسان جب عجب چیز دیکھتا ہے تو تعجب کر کے ہنستا ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ ہنسنا حضرت سلیمان کا خوشی سے تھا کہ کلام چٹھی کا سمجھ لیا بالجملة حضرت
 سلیمان نے اُس چٹھی کو بلا کر اپنے دست مبارک میں لیا اور کہا کہ اے چٹھی تو جانتی ہے
 کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہیں کرتا اُسے کہا میں جانتی ہوں آپ نبی ہیں ظلم اور جبر آپ کی حکومت
 میں نہیں ہے الا میں اپنی قوم کی سردار ہوں چار دنا چار نصیحت کرنا مجھ کو ضرور تھا
 حضرت سلیمان نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو کس طرح گزند پہنچتا اُسے جواب
 دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پر پس جائیگی مراد میری یہ تھی کہ سب دا اٹکی نظر
 تمہارے لشکر پر پڑے اور تو زک اور اجاشام دیکھ کر تماشا دیکھنے میں مشغول ہو جائیں
 تو ذکر خدا سے غافل رہیں گی اور میدان غفلت میں پامال ہو جائیں گی یا تمہاری بادشاہت
 کا کارخانہ دیکھ کر آرزو سے دنیا کرنے لگیں اور دنیا سے بغض نہ حق ہو حضرت سلیمان نے
 پوچھا کہ لشکر تیرا کس قدر ہو اُسے عرض کیا کہ میرے یہاں چالیس ہزار سر ہنگ ہیں اور اُنکے
 چار ہزار نقیب اور ہر نقیب یا سر ہنگ کے تحت حکومت چالیس ہزار چٹھی ہیں حضرت
 سلیمان نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر کیوں نہیں باہر نکالتی اُسے عرض کیا کہ یا نبی اللہ
 مجھ کو تمام روے زمین عنایت ہوتی تھی میں نے قبول نہ کی اور زمین کے نیچے
 میں نے جگہ پکڑ لی تاکہ سوائے خدا کے کوئی شخص میرا حال نہ جانے پھر اُسے پوچھا کہ
 اے نبی اللہ جو نعمتیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کی ہیں انہیں سے ایک مجھے بیان
 کرو حضرت سلیمان نے کہا کہ ہوا میری تابعدار ہے کہ غدو با شہر و روا احسا شہر اُسے
 کہا یہ معنی ہیں کہ مملکت دنیا کی ہوا کا حکم رکھتی ہے کبھی آئی اور کبھی نہ آئی
 نہ برباد رفتی سحر گاہ و شام و سریر سلیمان علیہ السلام و باختر بید سے کہ برباد رفت
 خنک آنکہ باد اُنش و داد رفت و پھر حضرت سلیمان نے کہا تیری بادشاہت بہتر ہے یا میری
 اُسے کہا میری اسلحہ کہ تمہاری حضور میں ہوا حامل بساط ہوا و بساط حامل تخت اور تخت
 پر آپ تشہید رکھتے ہیں اور ہوا ایسے پھرتی ہے پس یا رسول اللہ سلطنت آپ کی
 برباد ہو یہ شکر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا اس طرح کی دانش چھو

کمان سے چھل ہوئی اُسے کہا یا رسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہیں ملا ہے بلکہ اللہ نے مجھ کو بھی کچھ عنایت کیا ہے اور میں بھی اُسکا ایک ناکارہ بندہ ہوں مگر تم مقبول بندہ ہو زبردست اور میں ضعیف پیارہ ہوں اگر اجازت ہو تو کئی باتیں حضور سے پوچھوں ارشاد ہوا بیان کر اُسے کہا یا رسول خدا آپ نے خدا سے ایسا ملک چاہا کہ اور کسی کے پاس نہ ہو اس درخواست میں حسد کی بو آتی ہے اور پیغمبر دن کو اس سے بچنا لازم ہے کیا ہوتا اگر خدا ایسا ہی بعد تمہارے اور کو بھی ایسی بادشاہی عطا کرتا اس کلام سے حضرت سلیمان کو رنج ہوا اُس مورچہ پارہ نے کہا سخن راست تلخ ہوتا ہے پھر اُسے کہا یہ انگوٹھی جو آپ کو خدا نے دی ہے اس میں نکتہ یہ ہے کہ یہ ساری مملکت نگین کی قیمت ہے اور نگین ریزہ سنگ ہے اور ریزہ حقیقت میں بیچ ہے پس جانو کہ دنیا بیچ ہے اور معنی آپ کے اسم مبارک کے یہ ہیں کہ دنیا پر دل نہ لگاؤ کہ موت در پیش ہے حضرت سلیمان نے فرمایا ایسی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تو حکیم ہو لہذا میں چاہتا ہوں کہ مجھے نصیحت کر اُسے التماس کیا کہ آپ بادشاہ ہیں رعیت کی خبر گیری اور حال پرسی از روئے شفقت اور عنایت کیا کیجیے اور مظلوم کی داد دے فرمائیے کہ میں با وصف اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حال سے مطلع ہوتا ہوں اُس وقت حضرت سلیمان نے زبان مناجات کھولی کہ رب اوزعنی ان اشکرک الخ اور وہ ان سے رخصت ہو کر ارادہ روانگی کیا تو مورچہ پارہ نے التماس کیا یا نبی اللہ آج میرے گھر آپ کی ضیافت ہے توقف فرمائیے ارشاد کیا کہ لشکر میرا بہت ہے اسکی دعوت مجھے نہوسکے گی اُسے نہایت اصرار کیا ناچار حضرت کو قبول کرنا پڑا ٹھہر گئے تو اُسے ایک پیرنڈی کا بھیج دیا حضرت کو ہنسی آئی التماس کیا کہ اسکو بھیج دینا نہ سمجھیے قصص میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان نے اسکو پکوا یا اور تمام شکر نے کھا یا اُس وقت حضرت سلیمان سجدہ میں گرے سبحان اللہ بحمدہ ہاے ملخ میں کیسی پرکشت اللہ نے عطا فرمائی کہ لشکر سلیمان کو کفایت کر گیا مفسرین کو اس مور کے نام میں اختلاف ہے دشنام کے نزدیک نام اسکا طاحنہ تھا اور مقابل کے نزدیک خدمی اور بعض کے نزدیک مندر اور بعض کے نزدیک ملاحیہ اور بعض کے نزدیک فرمایا اسی طرح اختلاف ہے جسم میں تفسیر جواہر میں لکھا ہے کہ جسم سلطان مور کا برابر

خروس کے تھا اور بعض کہتے ہیں سب چوئیاں اس داوی کی بھیڑ کے برابر تھیں اور
 زاد السیر میں ہو کہ مینڈھے کے برابر تھیں اور صحیح یہ ہو کہ اسی طرح کی چوئیاں تھیں کہ
 جیسے اس زمانہ میں ہوتی ہیں اور بادشاہ بھی مانند اُنکے تھا فائدہ سینلی کتابوں
 کہ نام مور کس طرح دریافت ہوا کیونکہ نام حیوانات کے باہم مقرر و مہود نہیں ہیں اور
 نملہ زیر کلمہ نبی آدم تھا کہ اُسکا نام رکھا گیا پس جواب اس اشکال کا یہ ہو کہ شاید
 اللہ نے اس نملہ کا نام رکھا ہو اور بعض مغیروں کی زبان سے لوگوں نے سنا ہو
 جس طرح بوقبیس اور ثور اور جرابھٹوں کے نام دریافت ہوئے اگر کوئی کہے کہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین ہیل سے آواز چینی کی کس طرح سنی تو جواب یہ ہو
 کہ ہوا نے اُسکی آواز حضرت سلیمان کو پہونچائی چنانچہ معالم التنزیل میں ہو کہ جو
 کوئی کسی جگہ باتیں کرتا تھا تو اُسکو ہوا پہونچاتی تھی اور بحر الحقائق میں لکھا ہو کہ وادی
 نمل ہوا سے نفس حریص دنیا ہو اور نماہ مندرہ نفس لوا مہ اور حضرت سلیمان قلب
 اور مسا کن نمل جو اس خمسہ ہیں اگر عاشق سخن شناس اس نکتہ میں تا مل کرے
 تو کل قصہ کا مطلب واضح ہو جائے تفسیر کبیر میں امام رازی نے ایک لطیفہ لکھا ہو کہ
 آفرین مورچہ کی فہید پر کہ سمجھا مرچند فرقہ سپاہ ظلم اور قسادی میں مصرفہ اور
 متعادی ہوتا ہو پر حضرت سلیمان کی صحبت سرسری میں اس قدر مذتب ہوا کہ
 دیدہ و دانستہ مورچہ تو ان پر بھی زور اور پامالی روانہ نہیں رکھتا ہو خلاف رواقض کہ ہرگز
 نہ سمجھے کہ صحابی رسول تخت ارک مصاحب اور ملازم اور یار غار اور رفیق غمگسار ستھے
 انہیں فضل الانبیاء کی صحبت نے ذرہ اثر نہ کیا کہ آپ کے بیٹی داماد نو اسوں پر
 معاذ اللہ ظلم کرتے رہے رد افض بارش عقل اور اعتقاد میں مورچہ سلیمان سے
 کتر اور بدتر ٹھہرے مدارک التنزیل میں ہو کہ اسی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام ایک
 داوی میں نزدیک کوہ صفا کے جلوہ فرما ہوئے وہاں پانی نہ تھا اور وقت نماز کا نہ دیکھ
 آگیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ وضو کرنے کا کیا مگر پانی نہ ملا اور نشانہ ہی پانی کی
 بہ بہ سے متعلق تھی سو بہ بہ کو طلب فرمایا تا کہ پانی کا نشان دے وہ نہ ملا اسوقت غائب
 تھا خواہ یون واقع ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جلوہ فرماتے اور جملہ طیور
 سایہ کیے ہوئے تھے یکایک دموپ سر مبارک پر پڑی حضرت نے سر مبارک اٹھا کر

ملاحظہ کیا تو تمام ہڈی خالی پایا تب رشاد کیا کہ ہڈی کہاں ہو اور کیوں نظر نہیں آتا کہا قال اللہ
 فی سورۃ النمل ولفقت الطیر فقال مالی لا ارجی اللہ ہذا من کان من العاسئین یعنی خبر
 لی اوزتے جانوروں کی تو کہا کیا ہر جو میں نہیں دیکھتا ہڈی کو یا ہو رہا وہ غائب عبد اللہ
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہڈی کو جگہ پانی کی نظر آتی تھی حتیٰ کہ زمین کے
 تلے پانی بھی دیکھ لیتا تھا جس طرح آدمی شیشہ میں دیکھے اور فوراً حضرت سلیمان
 کو بتلا دیتا تھا اور یہ بھی کہ دیتا تھا کہ دور ہر یا نزدیک اور کبھی اپنی منقار سے کھود کر
 نشان کر دیتا تھا اور شیاطین اُسی نشان سے نکال لیتے تھے سو اس سفر میں
 وقت تلاش پانی نہ ملا اور تنجب حیوۃ الحیوان میں ہو کہ ہڈی کے تابع بارہ ہزار راہ بتلانیو
 اور انکے لاکھ تابعدار پانی کے نشان وہ تھے اور قصہ غیبت ہڈی کا عالم التزل
 میں یوں لکھا ہو کہ حضرت سلیمان نے بد تمیز بیت المقدس ارض حرم کا ارادہ
 کیا اور مع لشکر وہاں پہونچے اور چندے مقیم ہوئے اور بتنے دن رہے ہر روز پنج ہزار
 گاہے اور بین ہزار ونبہ قربانی کیا کیے اور حاضرین دربار سے فرمایا کیے کہ آگاہ ہو
 یہاں نبی عربی جامع فضائل ظاہر ہوگا اور سب جگہ اسکا ڈنگہ بجے گا اور دین بابرہم
 کا کمال ہوگا اور دین حنفیہ کا مروج ہو جو کوئی اس سے ملیگا اور ایمان لاویگا وہ اپنے
 حق میں بہتر کریگا سامعین بولے کہ اس وقت سے کتنا عرصہ ہو فرمایا ہزار برس اور وہ سید الانبیاء
 و خاتم المرسلین ہوگا پھر مناسک حج بیت اللہ شریف ادا کر کے جانب میں سوار ہوئے چنانکہ
 مکہ معظمہ سے ایک تھینے کی راہ پر ایک وادی میں تشریف فرما ہوئے وہ وقت زوال آفتاب
 کا تھا ہڈی نہ دیکھا کہ حضرت سلیمان لشکر کے اتارنے میں مصروف ہیں مجھ کو کون
 پوچھے گا چلکر سیر کروں وہ آڑا تو اسکو جانب بازو سے چپ ایک بلخ نظر پڑا چونکہ اس
 بلخ میں گل وریان کا شور تھا اور سبزہ ہر طرف چمن چمن آگاتا تھا یہ اُتر پڑا وہاں ایک
 ہڈی کا خوشی میں نعمہ سراحتا کہتے ہیں کہ نام ہڈی میں کا خفیہ تھا اور ہڈی سلیمان
 کا نام ہفور سو بقضا سے الجفن میل الی الجفن ہڈی میں نے ہڈی سلیمان علیہ السلام سے
 پوچھا بھائی تم کہاں سے آئے کہاں جاؤ گے ہڈی سلیمان نے کہا میں اپنے بادشاہ
 سلیمان کے ساتھ ملک شام سے آیا ہوں ہڈی میں نے کہا سلیمان کون ہیں اور کیا
 عمدہ رکھتے ہیں اُسے کہا حضرت سلیمان بادشاہ جنات اور انسان اور وحوش و ریور

اور ریلج گئے مین عجب ہو کہ تو نہیں جانتا جواب بیان کر کہ تو کون ہو اور کہہ ہر سے آیا ہو اور
کمان جائیگا نہ بد مین بولا کہ مین رہنے والا مین کا ہون اور سماء بلقیس میری مالکہ ہوگو تمہارے
بادشاہ کا ملک اور لشکر تمہارے بیان سے زیادہ معلوم ہوتا ہو لیکن بلقیس کی شان شوکت
کچھ کم نہیں ہو کیونکہ جمیع ممالک مین اسکے اختیار مین اس وقت بارہ ہزار سردار اسکے
تحت مسموست مین اور ہر ایک سردار کے تابع ایک ایک لاکھ شمشیر زن اور قتال مین
اگر دیکھنا منظور خاطر ہو تو مین دکھلاؤں بد بد سلیمان بولا دل تو ضرور دیکھنے کو چاہتا ہو لیکن
یہ خوف ہو کہ اگر توقف واقع ہوا اور نماز کے وقت پانی کے لیے میری تلاش بادشاہ نے
فرمائی تو مین نکال دیا جاؤنگا اور سزا پاؤنگا نہ بد مین نے کہا جب ملکہ مین کی خبر لیجائیگا تو بادشاہ
خوش ہوگا آخر کار بد بد سلیمان بد بد مین کے ساتھ ملک بلقیس مین گیا اور تماشے مین
معروف ہوا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اور ظہر کا وقت جاتا رہا اور یہاں حضرت سلیمان
علیہ السلام نے بعد زوال آفتاب پانی وغو کے واسطے مانگا جن اور انسان نے کہا یہاں
پانی نہیں ہو فرمایا نہ بد کو لاؤ سو بد بد نہ ملا پھر کر گس سے پوچھا اُس نے کہا مین نہیں جانتا کیا ہوا
مگر مین نے کہیں نہیں بھیجا ہو حضرت سلیمان ناخوش ہو کر فرمانے لگے کہ اسکو مار دو نگاروز کی
یا فوج کرڈالو نگایا لاوے میرے پاس کوئی سند صریح کہا قال اللہ فی سورۃ النمل لا عندہ
عذابا شدید اولاد جب نہ اولیٰ تینی سلطان مین بعد اسکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
عقاب سید الطیور کو طلب کیا اور فرمایا نہ بد کو بلد لاؤ عقاب فی الفور مین شمال دیکھتا ہوا
اُڑا یہ جانور ایسا سریع الطیران ہو کہ اگر صبح کو عراق مین ہوتا ہو تو شام کو مین مین اور
مین اور عراق سے بڑھ کر اسکو نظر آیا نہ بد کہ مین کی طرف سے نہایت جلد آتا تھا
عقاب غضبناک اسی طرف پھر پڑا نہ بد نے دیکھا کہ یہ سردار میری تلاش مین آتا ہو اور غصہ
مین بھرا ہو مجھے ہلاک کر گیا اُس نے کہا بحق اللہ الذی قواک و اقدرک علی ارحمنی و لم تعیرض
لی سوا یعنی بحق اُس خدا کے جس نے تجھے قوی کیا اور قدرت دی تجھکو منجھ پر رحم کرا ورنہ تو عرض
مجھے باز آ عقاب نے اپنا منہ پھیر کر کہا شکایت انک اپنی رو دے تیری مان تجھکو تو کہاں گیا تھا
سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی ہو تیرے مارنے کی یا فوج کرنے کی پھر دونوں وہاں
لشکر کو روانہ ہوئے اور باستقبال تمام پہونچے کر گن وغیرہ جانور نہ بد سے ملے اور بوسے اور
بد نہ تو کہاں گیا تھا حضرت سلیمان نہایت ناراض مین بد نہ نے کہا حالت غضب مین کوئی

بات ایسی فرمائی تھی جس سے امیہ غوث تسمیر کی نکلتی ہو کر گیس فیروزہ طیارے نے کہا اتنا کہا تھا کہ ہڈی کو بہت مار ڈنگایا فوج کرونگا مگر یہ کہ اپنی فیست پر کوئی دلیل قوی اور سند نہ دیکھ لاسے ہڈی نے کہا اب میں بچ گیا میرے پاس سند صریح موجود ہے پھر وہاں سے عقاب ہڈی کو لیکر حضور حضرت سلیمان میں حاضر ہوا اور کہتا ہوں کہ یار رسول اللہ ہڈی حاضر ہوا ارشاد ہوا کہ میرے سامنے لاؤ چنانکہ ہڈی دونوں ہاتھ باندھے سر اٹھائے دم دبائے بازو جھکائے نہایت عاجزی اور فروماندگی سے قدم مبارک پر جا کر حضرت سلیمان نے گردن پکڑ کر انہی طرف کھینچا اور فرمایا تو کہاں چلا گیا تھا اب تجھ کو سخت سزا دینگا ہڈی نے عرض کیا کہ میں نے آیا ہوں خبر ایک سبب کی کہ تم کو اسکی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سیاہ ایک خبر لیکر تحقیق کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل احطت بما لم تحيط به وجئت من سبأ بنی یثربین سبأ ایک قوم کا نام ہے جو کجا وطن عرب میں ہے جانب یمن تھا اور وہاں کا احوال منصف بن حضرت سلیمان کو معلوم نہ تھا اسلیے پوچھا بیان کر کیا خبر ہو ہڈی نے کہا اے سلیمان میں نے ایک عورت بادشاہ نہایت حسینہ اور جمیلہ بادشاہت و شوکت میں دیکھی کہ وہ مالک و مان کے لوگوں کی ہو اور سب کچھ اسکو اللہ نے دیا اور نہ مال کی خواہش جو عیش و جمال کی اور ایک سخت بڑا اسکا عجیب و غریب جواہرات سے جڑا ہوا کہ اس عظمت و شوکت کا تحت کہیں نہوگا مگر وہ اور اسکی قوم سب نقاب پرست ہیں شیطان نے انکو خراب کر رکھا ہے کہ راہ راست پر آنے نہیں دیتا روکے ہوئے ہو کا قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النمل الی وجئت امرؤۃ تملکم و اوتیت من کل شیء ولما ندرش عظیم و جبارا و قومہ یسجدون الشمس من دون اللہ ذین ہم الشیطان اعما لم یفسد ہم عن اسبیل نعم لا یترون یعنی پانی میں نہنے ایک عورت اسنے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہو اور اسکا ایک تخت ہو بڑا میں نے دیکھا اور پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتی ہیں سورج کو اللہ کے سوا اسے اور بٹھے دکھائے ہیں انکو شیطان نے اسنے کام پھیر دیا کہ انکو راہ سے منحرف نہ نہیں پاتے **فساد** یہ عورت باقیں بہت ساری نسل یعرب ابن قحطان سے تھی اور بعض کے نزدیک نسل شریل ابن مالک سے بہر تقدیر باپ اسکا بادشاہ عظیم اقدار تھا اور ارض میں اسنے قبضہ میں تھی اور اسکا یہ بقولہ تھا کہ ملوک اطراف میرے کفو نہیں ہیں کہ میں اسنے گھر بنا بیاہ کر دوں لہذا ریحانہ بنت اسکن جہنہ سے نکاح کیا اسی سے بلقیس پیدا ہوئی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ان اعدی ابوی بلقیس کان جانا پھر جب بادشاہ مر گیا

تو بلقیس دارش ہوئی اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا وغیرہ کیا بعض امراء عظام نے اطاعت اختیار کی اور بعض نے خلاف پر کمر باندھی اور مخالفین دو گروہ ہو گئے اور اپنی اپنی موضع پر متفرق ہو گئے پھر ہر ایک فرقہ نے ایک ایک طرف ملک یمن کی اس پہ قبضہ اختیار اور حیطہ اقتدار میں کر لی اور ان دونوں فرقوں کا ایک سردار بنا کہ سب لوگ اس کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے جس راہ وہ چلاتا اسی راہ چلتے بعد چند سے رئیس مذکور نے فتن اور فجو ر شہ یہ اختیار کیا حتی کہ عورتیں اور بیٹیاں رعایا کی اس کے دست فجو سے نہ بچتی تھیں اس سبب سے ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس ظالم بیگیا سے ملک نکال لیں اور اپنی عزت بچا دیں یہ بات بلقیس کو بھی معلوم ہوئی اس کو غیرت آنی سو اس نے اپنا ایلچی خاص رئیس کے پاس بھیج کر پیغام نکاح کیا اس نے بہت شکست جانا اور قوم کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا یہاں تک کہ بعض بلقیس سے پوچھنے لگے کہ بلقیس نے کہا درست ہو مجھ کو فی الحال آزر دے اولاد دانگ کی ہو یا بچہ نکاح ہو او بلقیس نے اس رئیس کے طر گئی اسی رات کو بلقیس نے رئیس کو شراب ناب پلائی اور سر پر غور مسکا کاٹ کر ورہ از سے پر لٹکا دیا اور آپ بخیریت تمام شہر میں داخل ہوئی صبح کو سب لوگوں نے یہ حال دیکھا اور بلقیس کی اس سے واقف ہو گئے ناچار تمام لشکر کے لوگ جانب بلقیس رجوع ہو گئے اور بلقیس اس ملک کی بھی مالک ہوئی اسی عرصہ میں جنات نے بسبب قرابت ماوری ایک تخت سونے چاندی کا مریع تیار کر دیا وہ تخت ایک سو بیس گز و ہر واسیتہ چھ سو چالیس گز مربع تھا اور انبارالہ ول میں ہو کہ وہ تخت عجیب تھا کہ مقدم اس کا طلائی احمق منقش بیا قوت احمق و مرد خضر اور مؤخر تقری مکمل بانواع جواہر اور اس میں چار پائے یا قوت احمق کے لگائے تھے عرض و طول اسی گز کا تھا مگر علامہ بنوئی نے لکھا ہو کہ تمام تخت سونے کا تھا اور موتی دیو ایت وزر جد اس میں جڑے تھے اور پائے اس کے یا قوت و مرد کے تھے اور اس میں سات خانے بنائے تھے ہر ایک کا درجہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ بلندی اس تخت کی تیس گز کی تھی اور چار طرف اس سے مقابل سے روایت ہو کہ اسی گز کا مربع تھا اور طول میں بھی اس سے مقابل تھا اور بعض کے نزدیک طول اسی گز کا اور عرض چالیس گز کا و ارتفاع تیس گز کا تھا القصہ یہ ہونے جب یہ حال عرض کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا سنو اصدقت ام کنت من الکاذبین یعنی ہم دیکھینگے تو نے سچ کما یا تو جو معاویہ پر ہونے پانی کا نشان بتلایا اور جنات نے پانی نکالا کہ لوگوں نے سچ کہا

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی بعد اُسکے ایک کاغذ طلائی پر یہ خط لکھا من عبد اللہ سلیمان ابن داؤد الی بلقیس ملکہ سیاہم اللہ الرحمن الرحیم السلام علی من اتبع الهدی لما بعد فلا تعلموا علی واثونی مسلمین اور اس خط کو مسک اذ فرسے بند فرمایا اور مسر کر کے ہڈ سے ارشاد فرمایا اذہب بکتابی ہذا فاللہ الہم تم تول عثم فانظر ما ذاکیرجون یعنی لیجا یہ میرا خط اور ڈال دے انکی طرف پھر ہٹ آئے دیکھ دو کیا جواب دیتے ہیں یعنی تو خود ظاہر ہو کہ وہ مطلع ہوں مگر وہاں کا ماجرا دیکھ آ اور مفصل التماس کر دے ارک التنازل میں لکھا ہے کہ بلقیس مقتید تھی اور ببب کسی مصلحت کے باوصف قلت مسافت اللہ جل شانہ نے اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام سے مخفی رکھا تھا اور مسالم التنازل میں ہر کہ موافق روایت قتادہ رضی اللہ عنہ ہڈ نے نامہ مبارک لیا اور شہر مارب میں کہ صفا سے تین دن کی راہ ہو اور اسی مقام میں بلقیس کا تخت تھا پہونچا اسوقت بلقیس دروازے قلعے کے بند کیے سوتی تھی اور دستورائے باندھا تھا کہ جب آرام کرنی تو سب دروازے منفل کر کے کنجیان اپنے سرہانے رکھ لیتی تھی سو ہڈ نے وہیں جا کر خط حضرت سلیمان علیہ السلام کا اُسکے سینہ پر رکھ دیا اور مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہڈ خط لیکر شہر مارب میں آیا اسوقت بلقیس اپنے تخت پر جلوہ فرما تھی اور اراکین دولت حاضر تھے ہڈ اسی کے سر پہونچا اور ایک ساعت اُترتا رہا کہ حاضرین مجلس اُسکی طرف دیکھتے رہے جب بلقیس نے سر اٹھایا تو ہڈ نے نامہ ڈال دیا اور ابن منہ کہتے ہیں کہ بلقیس نے روزن مقابل آفتاب کے رکھا تھا کہ جب آفتاب نکلتا تو بلقیس اُسکو دیکھ کر سجدہ کرتی سو ہڈ خط لیکر اسی روزن میں بیٹھا تو آفتاب بلند ہو گیا بلقیس نے نہ جانا جب کچھ روشنی آفتاب کی پڑی تو اُٹھی اور دیکھنے لگی ہڈ نے وہ نامہ اُسکی طرف پھینک دیا اُسے اٹھایا بعد اُسکے مہر دیکھی اور موری کیونکہ ملک سلیمان خاتم میں تھا اسنے جانا کہ جسنے یہ خط بھیجا ہو عظیم الشان بادشاہ ہے پھر خط پڑھا اور ہڈ اُڑ گیا اور روایت مشورہ یہ ہے کہ بلقیس اسوقت خلوت میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی تھی اور دروازے بند تھے ہڈ نے دروازے کے چھید سے داخل ہو کر نامہ اُسکے سینہ پر رکھ دیا بلقیس اچھل پڑی اور خط دیکھا اسوقت اشراف قوم کو طلب کیا اور خط لیے ہوئے باہر آئی اُس عرصہ میں ایک لاکھ بادشاہ اُسکے تحت حکومت تھا

اور ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ مقابل انمین تین سو تیرہ آدمی اہل سورہ اور ہر ایک کے
دس ہزار آدمی محکوم تھے وہ سب حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تب بلقیس نے
کہا یا ایہا الملک انی البقی الی کتاب کریم اور دربار والو میرے پاس ڈال دیا ہر ایک
خط عزت کا دربار والوں نے کہا کسا خط ہو بلقیس نے کہا انہ بن سلیمان وہ خط ہو سلیمان
کی طرف سے و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور وہ ہر شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان
رحم والا ہو اور اس میں لکھا ہو الا تکلوا علی و اتو بی مسلمین یعنی زور نہ کرو میرے مقابل
اور چلے آؤ حکم بردار ہو کر ابن جریج فرماتے ہیں جب قدر خداوند تعالیٰ نے کلام اللہ
میں فرمایا ہر اس سے زیادہ عبارت نہ تھی اور جملہ انبیاء اسی طرح مجمل لکھتے رہے ہیں
عطا اور سخاک فرماتے ہیں کہ بلقیس نے اس خط کو کریم اس سبب سے کہا کہ مختوم تھا اور
حدیث میں آیا ہو کرامۃ الکتاب حتمہ اور قنادہ اور مقابل کہتے ہیں کتاب کریم اور حسن
احسن مافیہ اور ابن عباس فرماتے ہیں کریم اور شریف کثرت صافہ اور بعض
کہتے ہیں کریم اس واسطے کہ اس کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے تھی اور بعض کہتے ہیں
باعتبار مرسل کے کریم کہا ہو کیونکہ بھیجنے والا اسکا نبی تھا اس سبب سے کہ
جو نہ لایا تھا اور یہ امر غریب ہو اور امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ خط بزرگ
اس سبب سے تھا کہ اس میں ملک کی طمع نہ تھی بلکہ دعوت بالکمال ملک تھی بالجملہ یہ خط
پڑھ کر دربار والوں کو سنایا اور سراسیمہ ہو کر بولی یا ایہا الملک افتونی فی امری ما کنت
قاطعۃ امری حتی تشہد ون یعنی اور دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں مقرر نہیں کرتی
کوئی کام جب تک تم حاضر نہ ہو یعنی جو اس باب میں صلاح اور مشورہ مناسب ہو سو بیان کرو
کیونکہ میں بلا صلاح اور مشورہ تمہارے کوئی کام نہیں کرتی اور یہ خط باوجود دو جہاز
الفاظ کے ایسے معنی رکھتا ہے کہ میرا دل کانپ رہا ہو قالوا نحن اولو قوتہ و اولو باس
شدید و الامر الیک فانظری ماذا نأمر بن یعنی بولے ہم لوگ زور آور ہیں و سخت لڑائی والے
اور کام تیرے اختیار میں ہو سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یعنی ہم لوگ زور آور ہیں لشکر
بھی رکھتے ہیں اور شجاعت بھی ہماری معلوم ہو اگر حکم مقابلہ ہو تو حاضر اور جو اسے
مصالحہ ہو تو فرمانبرداری اگر جنگ خواہی نبرد آوریم دل دشمنان را برد آوریم
و اگر صلح جوئی ترابندہ ایم تسلیم حکمت سزا فکندہ ایم با این جہہ سب پر تیری رسلے

مقدم ہر بلقیس نے دیکھا کہ ان لوگوں کے دل جوال و قتال پر مستعد ہیں چاہتے ہیں کہ اپنی شجاعت اور مردانگی دکھلا دیں اور بلقیس کو صلح منظور تھی اس لیے انکی صلاح ناپسند کر کے کہنے لگی کہ لڑائی کی صلاح بہتر نہیں کیونکہ جنگ دوسرا در اگر غلبہ مجھ کو ہوا تو ملک و مال سب بچا اور جو مغلوب ہوئی تو سب برباد ہوا کہا قال اللہ تعالیٰ حکایتہ عن قولہا فی سورۃ النمل قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوا وجعلوا اعزۃ الہما اذلہ وکذلک یفعلون یعنی بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب داخل ہوں کسی بستی میں خراب کرین اسکو اور کرڈالیں وہاں کے سرداروں کو بعزت اور یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کچھ کریگے دانی مرسلۃ الیہم بدیۃ فناظرۃ ہم بجمع المرسلون سے میں بھیجتی ہوں انکی طرف کچھ تختہ پھرتی ہوں کیا جواب لیسکر پھرتے ہیں رسول میرے افضل یہ ہر کہ بلقیس عورت تاتلہ تھی اسنے اپنی قوم سے کہا کہ اس ملک کے مخالف پہلے بھیجوں کہ مقدمہ صلح میں ہو اور دیکھوں کہ اس بادشاہ کا شوق کس چیز پر ہوا یا مال پر یا خوبصورت آدمی پر یا نادرا سباب پر اگر اسنے میرا یہ قبول کر لیا تو بیشک بادشاہ ہو اور جو قبول نہ کیا تو بے شبہہ پیہر ہو وہ ہرگز راضی نہ ہوگا جب تک اسکے دین میں نہ آؤنگی تفسیر کشاف میں ہے چار قسم غلام اور اسقدر لونڈیاں ایک ہی لباس میں اور ہزار انیٹین سونے کی اور ایک تاج طلائی کللیا قوت اور تشک وغیرہ اور ایک گویا ہرنا سفتہ اور دوسرا مہرہ کچھ سفتہ جبین تا گلاب پر ونا شکل ہو ہمراہ سند را بن عمر وغیرہ اشرف کے بھیجا اور ہزار کائنات میں ہر کہ لونڈیوں کو لباس غلاموں کا پہنایا تھا یعنی قبائین پنائین اور پگڑیاں اور پٹیکے بندھوائے اور غلاموں کو لباس لونڈیوں کا یعنی زبور اور ہاتھوں میں چوڑیاں گلے میں ہنسلیاں و طوق اور کافون میں گوشوارے منقش بجواہر پہنائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت و مرد کا ایک ہی لباس تھا اور سو غلام اور سو ہی لونڈیاں تھیں اور مجاہد کے نزدیک لباس مختلف تھا اور دو سو لونڈیاں اور دو سو غلام تھے اور قتادہ و سعید ابن جبیر کے نزدیک ایک اینٹ تھی سونے کی حریر میں لپی ہوئی اور بعضوں کے نزدیک چار انیٹین تھیں اور قتال کے نزدیک دو انیٹین تھیں ایک سیم کی اور ایک نر کی اور ضحاک کے نزدیک ہزار لونڈیاں آراستہ زیورات اور ہزار گائین جنگلی شافین سونے سے منڈھی تھیں اور ہزار غلام آراستہ بلیا ساسے فاخرہ و مخمرون پر سوار اور وہب ابن منبہ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ غلاموں کو لونڈیوں کی پوشاک پہنائی اور

کانون میں کوشوار سے موضع بجواہر ات ڈالے اور بازو پر چشمن طلائی اور گردن میں طوق
پہنا کر پانسو بیلیوں پر سوار کرایا اور نوٹدیوں کو غلاموں کا لباس پہنایا سینے قبا میں پہنا کر اور
ہتھیار بندھا کر پانسو گھوڑوں پر سوار کرایا اور پانسو اٹھین طلائی اور پانسو نقری اور ایک تاج
موضع بجواہر اور تھوڑا مشک وغیرہ عود اور ایک ڈبئی آسمین ایک مروارید ناسفتہ اور دوسرا
مہرہ کج سفتہ رکھ کر مندر ابن عمرو کے ساتھ روانہ کیے اور چہ آدمی اور انعام بالارے اسکے
ساتھ کر دیے اور ایک خط لکھا اس مضمون کا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو عبیدہ و اما رین تمیز کرو اور
بلا معائنہ بیان کرو کہ ڈبئی میں کیسا چیز ہو اور مروارید ناسفتہ میں سورخ برابر کرو اور مہرہ
کج سفتہ میں رشتہ ڈالو لیکن بلا اعانت انسان جنات کے اور مندر ابن عمرو سے کہا کہ جب
مجلس سلیمان میں پہونچنا تو بنظر تہمتی دیکھنا کہ وہ تیری طرف کس طرح دیکھتے ہیں اگر چشم غضب
دیکھیں تو خوف دل میں نہ لانا کیونکہ میں ان سے مرتبہ میں زیادہ ہوں اور اگر بنظر تلافی و مہربانی
دیکھیں تو وہ نبی ہیں انکی باتوں کو خیال کر کے جواب دینا بالجملہ مندر میں سے روانہ
ہوا اور بندہ نے فوراً یہ سب معاملہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا حضرت نے
جنات سے فرمایا کہ سونے چاندی کی اینٹیں بناؤ اور ایک میدان میں اسی کا فرش
کرو اور حیوانات بڑی و بحری عجیب و غریب مین و شمال میدان کے کھڑے کرو
سو جنات نے نوکوس تک فرش کیا اور احاطہ میدان سونے چاندی کا طیار کیا
اور چاروں کونوں پر طلائی و نقری کنکرے بنائے اور حیوانات بڑی و بحری موافق حکم
مختلف الاوان باندھ دیے اور اسی جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور
چار ہزار گرسیان بچھائی گئیں انپر جنات و انسان بیٹھے اور شیاطین و حیوانات
از قسم و وحوش و طیور اپنی اپنی صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے سب باسد ہزار ویدہ فلک
در ہزار قرن بد مجلس بدین تکلف و خوبی ندیدہ بود جب طرح سے سامان ہو چکا تو مندر
اس میدان میں پہونچا اور آرایش مجلس سے حیرت زدہ ہو کر اپنے مخالف سے جو
لایا تھا سخت نادم و پشیمان ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ موافق حکم حضرت سلیمان
علیہ السلام کے جنات نے پانسو اینٹوں کی جگہ خالی رکھی تھی سو جب مندر ابن عمرو
دکیل بلقیس فرش سلیمانی پر آیا تو اس نے جلسے خالی پا کر خیال کیا کہ تمام فرش اینٹوں سے
بمراہم پانسو اینٹوں کی جگہ خالی ہو ایسا نہ کہ مجھ کو چوری کی علت میں متہم کریں

لہذا اُس نے اپنے ساتھ والی انیٹین ڈال دین اور آگے کو چلا تو صفوف ناس و جنات و شیاطین و خوش و طیبو نظر پڑیں اور بھی تھیر ہوا اور حالت تھیر میں خدمت جناب سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوا تو حضرت نے نہایت خوشی سے پوچھا تمہارے پیچھے کیا چیز ہو مندر نے کہا ہایا و تحف بلقیس ہو اور اسی وقت عریضہ بلقیس بھی گذرانا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ وہ ڈبی کمان ہو مندر نے اس ڈبی کو پیش کیا حضرت نے فرمایا اس ڈبی میں ایک مہرہ کج سوراخ کیا ہوا اور دوسرا گوہر ناسفہ رکھا ہو مندر ابن عمرو نے کہا سچ ہو مگر آپ سے یہ درخواست ہو کہ مہرہ کج میں تاگا پرو دیجیے اور در ناسفہ میں سوراخ کر دیجیے اور اس کام میں جنات و انسان سے مدد نہ لیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھ کر ارشاد کیا اُس نے ایک بال سے سوراخ کیا اور کرم سفید سے حکم دیا کہ تو مہرہ کج میں رشتہ ڈال نہ اُس نے ایک تاگا اپنے منہ میں لیا اور اس مہرہ کج سے گذر گیا تب حضرت سلیمان نے دونوں سے پوچھا تمہاری کیا حاجت ہو دیکھ نے کہا کہ میری روزی و رختون سے ملا کسے فرمایا تو اُس سے اپنا رزق بھر رقت حکم خدایا کر اور کرم سفید نے کہا کہ میری غذا فواکہ و دیوہ میں تمر کی جاسے فرمایا تو حکم خدا انہیں سے کھایا کہ جب ایک امر سے فراغت ہوئی تو طاس و پانی طلب کر کے عبید امان سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ منہ دھو ڈالو اور گرد و غبار سفر کا دفع کرو لونڈیاں شرم سے بہ کلفت ہاتھ دھونے لگیں اور غلاموں نے بلا تامل پانی لیا اور ہاتھ منہ دھونے لگے یہ حال دیکھا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اے مندر جو لوگ شرم سے دھوتے ہیں وہ لونڈیاں ہیں اور جو بلا شرم دھوتے ہیں وہ مرد ہیں بعد اُسکے آنجناب نے تحائف بلقیس واپس فرمائے اور فرمایا کہ اللہ صاحبہ سورہ غل میں اُسکی حمایت کرتے ہیں فلما جاء سلیمان قال ائمتہ و من بآل فآتانی اللہ خیر مما آتاکم بل ائمتہ بہ عظیم تضرعون یعنی جب پہونچا سلیمان علیہ السلام پاس مندر ابن عمرو رسول بلقیس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہو بہتر ہو اس سے جو تم کو دیا ہو تم اپنے تحفہ سے خوش رہو یعنی جب وکلاے بلقیس ملکہ مین کے مع تحائف مجلس حضرت سلیمان علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجھ کو مال و متاع سے دم دیتے ہو حالانکہ میرے پاس مال سب سے زیادہ ہو کہ اللہ نے مجھ کو دین و ملک دیا اور نبوت و حکمت عطا فرمائی ہو کہ ان صفات کو تم بھی فضل و اکمل جانتے ہو ان امور سے جو تمہارے پاس ہیں اور تم

اہل مفاخرت ہو کہ آپس میں تحفہ و تحائف بھیجنے میں خوش ہوتے ہو کیونکہ تمہاری نظر دنی دنیا
فانی پر ہو اور میری نظر عالی عالم باقی پر پس میں ہدایا و تحف سے خوش نہیں ہوتا اور
سنذر ابن عمرو سے فرمایا ارجع الیہم فلما تمیتہم یجئوہ لاقبل لہم بہاؤ لغر جہنم سہا اذ لہ
وہم ضاغرون یعنی پھر جانکے پاس اب ہم بھیجتے ہیں آپر ساتھ لشکروں کے جبکہ
سائنہ ہو سکے اٹے اور نکال دینگے انکو دامن سے بے عزت کر کے اور وہ خواہ
ہوں یعنی ام سنذر تو پھر مانع تحائف کے بلقیس اور اسکی قوم کے پاس اور
کہدے کہ مسلمان ہو کر آوین اور اگر نہ آوینگی تو میں لاتا ہوں لشکر ایسا کہ اسکی
برسبت سے طاقت مقاومت نہ رہیگی اور وہ لوگ شہر سب سے نکال دینگے اور
بے حرمت و بے عزت کر ڈالینگے اور ذلیل کرینگے اور قید کر لینگے و فائدہ کے
پیغمبر نے اس طرح سے نہیں فرمایا مگر حضرت سلیمان نے کہ انکو حق تعالیٰ نے سلطنت
کا زور دیا تھا جو یہ فرمایا بالجملہ سنذر ابن عمرو پھر گیا اور تمام احوال یہاں کا
بلقیس سے لکھ کر بلا والا اللہ سلیمان بادشاہ نہیں ہوا اور تمکو طاقت مقابلہ اس سے
حاصل نہیں اسوقت بلقیس نے ایک ایچی بھیجا کہ میں حاضر ہوتی ہوں اور اپنی
قوم بھی ساتھ لاتی ہوں تم سالم و مدارک میں لکھا ہو کہ بلقیس نے اپنا تخت سات
کو ٹھہریوں کے اندر حفاظت سے رکھوایا اور دروازے بند کر کے چوکیدار رکھ دیے
اور ایک شخص اپنا خلیفہ کر کے اسی حفاظت ملک و تخت کا عہدہ بیان لیا خصوص
تخت کے واسطے کہدے یا کہ ہرگز کوئی شخص دیکھنے نہ پاوے جب تک میں نہ آؤں اور
منادی نے ندا کی کہ بلقیس حضرت سلیمان کے پاس جالی ہی سب لوگ تیار
ہوں چنانچہ بارہ ہزار لوگ میں مع اپنی شہم و خدم حاضر ہوئے کہ بلقیس انکو لیسکر
حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہو لی جب قریب پہونچی تو حضرت سلیمان نے
ایک شور سنایا پوچھا کیا شور ہو لوگوں نے کہا بلقیس آتی ہو حضرت ابن عباس
فرماتے ہیں کہ مقدار ایک فرسخ کے فاصلہ تھا جب حضرت سلیمان نے شور سنا ہی
معالم المنزل میں لکھا ہو کہ اسوقت حضرت سلیمان نے اپنے لشکر سے توجہ ہو کر
فرمایا یا ایہا الکلاؤا لکم یا قینی بفرشتہ قبل ان یأتونی مسلمین یعنی او در بارہ اوتو میں
کوئی ہو کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس

بلقیس
رہا نہ کر سکی
وہ شہر کا فاصلہ
پر تھا

حکم بردار ہو کر کیونکہ جب مسلمان ہو جائیگی تو پھر اسکا مال لینا درست نہ ہو گا اور اب تک کہ ایمان نہ
 نہیں ہوا اسکا مال حلال و حرام اس حکم کے سبب میں مفسرین کو اختلاف ہو چکے ہیں
 کہ نہ ہونے کے بعد اس کے تحت کی بہت بیان کی تھی حضرت سلیمان نے چاہا کہ اسکو
 دیکھیے اس واسطے حکم دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب بلقیس نے ارادہ کیا اور تخت کو ایک
 گھر میں بند کر کے قفل دیا اور خود روانہ ہوئی جنات اور شیاطین نے تجویز کیا کہ
 جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آویگی تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسکا حسن
 و جمال و عقل و فطرت دیکھ کر خواہش نکاح کر نیگے اور وہ ہمارے احوال سے بسبب
 قرابت کے واقف ہو ضرور تراحوال ہمارا بیان کرے گی صلح یہ کہ اس پر عیب
 لگا دین تاکہ حضرت سلیمان کا دل اسکی طرف سے پھارے سو اشرف جنات
 کہنے لگے کہ بلقیس بہت بے عقل ہے اور اس کے پیروں میں انگلیاں نہیں ہیں گدھے
 کے سے تم میرا اور پنڈلیاں پاؤں سے پھری ہیں یہ سن کر حضرت کو غلبان
 اس کے امتحان کا ہوا اور چاہا کہ دل اس کے عقل کا امتحان فرما دین لہذا حضرت سلیمان نے
 اسکا تخت طلب کیا کہ اسکا روپ بدلتا رہیں جب بلقیس آوے تو اس سے پوچھیں
 کہ تیرا تخت کس طرح کا ہے یا اور طرح کا اس سے احوال عقل کا کھلنا دیکھا لہذا ایک
 مکان بھی تیار کر لیا کہ اسکی زمین بالکل شیشہ کی بنائی اور نیچے اس کے پانی بھر دیا اور
 پنڈلیاں اور منڈھک وغیرہ جانور دریائی اسمین ڈلوالے کہ جو شخص وہاں آتا ہی
 جاتا کہ دریا بھرا ہو اور اسمین اپنا تخت بچھوایا کہ اس سے حال بلقیس کی انگلیوں اور
 پنڈلیوں کا کھل جائیگا بہر تقدیر جب حضرت سلیمان نے یوں ارشاد کیا حال حضرت
 یٰ اٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰتٰیٰکُمْ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّتَابِلِکَ وَاَنْتِ عَلَیْہِ لَعُوْۤتٰی اٰمِیْنٌ یعنی بولا ایک
 رکھ جنوں میں سے لا دیتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور
 میں اس کے زور کا ہوں مست برینے ایک جن نے کہا کہ میں زور آور ہوں اس تخت کو
 اٹھائے لا تا ہوں جب تک آب دربار سے اٹھیں اور حضرت سلیمان کا دستور تھا
 کہ دو پہر تک دربار کرتے تھے اور نام اس عفریت کا حسب تحقیق وہب ابن منبہ کو ذرا
 تھا اور بعضے کو ان بھی کہتے ہیں الا صحیح یہ ہے کہ مخترام تھا اور اس نے امانت اس واسطے
 ظاہر کر دی کہ اس تخت میں جواہرات لگے تھے اسمین کی سی طرح کی خیانت نہ ہوگی

غرض کہ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اس سے بھی کوئی جلد لاوے قال الذی عنده سلم
 من الكتاب انا ایتک پر قبل ان یزید ایک طرفت یعنی بولا وہ شخص جسکے پاس تھا
 ایک سلم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیری طرف تیری
 آنکھ و سادہ مفسرین کو اختلاف ہو کہ وہ عالم کتاب کون شخص تھا اور اسکا کیا
 نام تھا بعضے کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک اور ہی
 فرشتہ تھا مولیٰ حضرت سلیمان کا اور بعضے کہتے ہیں وہ فرشتہ تھا جسکے دفتر مقادیر
 سپرد ہو اور اس تقدیر پر کتاب سے مراد لوح محفوظا ہو اور بعضے کہتے ہیں حضرت خضر تھے
 اور تفسیر منیر میں لکھا ہے کہ نبی صبیہ کا اڑے گا جو کہ ہمارا باپ تھا اور بعضے کہتے ہیں علی بن ابی
 ذوالنون تھا مگر مشہور تر مفسرین میں یہ ہے کہ آصف ابن برخیا وزیر تھا کہ اسکو اسم اعظم
 معلوم تھا کہ وہ جب دعا کرتا دعا اسکی قبول ہوتی تھی کہنے لگا کہ آپ نماز پڑھیں اور
 جانب میں متوجہ ہوں میں دعا کرتا ہوں آپ کی نظر نہ پھر مکی تخت بلقیس بلجائیکا سو
 آصف نے دعا کی اللہ جل شانہ نے فرشتوں سے تخت بلقیس اُٹھوا کر سامنے
 حضرت سلیمان کے رکھ دیا یہ روایت ہے ابن عباس کی اور کلبی روایت کرتے ہیں
 کہ آصف ابن برخیا سجدہ میں گرے اور اسم اعظم پڑھنے کے دعا مانگنے لگے
 عرش بلقیس زمین کے نیچے نیچے دو مینے کی راہ سے تخت سلیمان کے پاس
 آگیا مہابہ اور ہاتھ اٹل فرماتے ہیں کہ اسم یا ذوالجلال والا کرام تھا جو آصف نے
 پڑھا تھا اور کلبی کے نزدیک یا خنی یا قیوم کہ زبان عربی میں ایسا اشتراک تھا
 اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ یہ دعا پڑھی تھی یا اللہ وال کل شی الہا
 واحد الا انہ الا انت آتینی بعرشہا اور عالم التنزیل میں محمد ابن السکندر سے
 روایت ہو کہ حضرت سلیمان نے خود دعا مانگی تھی یعنی جب حضرت سلیمان نے
 عرش لانے کو فرمایا تب ایک عالم نبی اسرائیل نے کہ اسکو سلم کتاب قرار
 واقعی حاصل تھا بولا کہ میں بہت جلد لے آتا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا
 کہ لاؤ اسنے کس کہ آپ نبی ابن النبی ہیں آپ سے زیادہ کوئی نہیں ہو اگر
 آپ دعا کیجیے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت تخت بلقیس پہونچا دے حضرت
 سلیمان نے کہا سچ کہا تو نے اور دعا مانگی عین دعا میں تخت بلقیس پہونچا

اور یہ روایت بعضوں کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ جب تخت آیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ
 ہَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لَمَّا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ فَلَمَّا رَأَتْهُ سَقَرَتْ أَخْبَدَ فَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ
 اشكر أم الفؤاد من شكر فاما يشكر لنفسه ومن كفر فان ربي غني كريم یعنی پھر جب دیکھا
 وہ دھرا اپنے پاس کیا یہ میرے رب کے فضل سے میری جانچنے کو ہو کہ میں شکر کرتا
 ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو ناشکری کرے
 سو میرا رب بے پرواہ ہے نزدیک ذات مگر کتاب الحروف کے نزدیک صحیح یہ ہے
 کہ آصف ابن برخیا کی کرامت تھی اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَعْلَمُ تَعَالَى اَنْتَ اَعْلَمُ تَعَالَى اَنْتَ اَعْلَمُ تَعَالَى
 تاثیر سے تخت منگوادیا تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ظاہر کے اسباب سے تخت نہیں
 آیا اللہ کا فضل ہو کہ میرے رفیق پاس درجہ کو پہنچے کہ اُسے کرامات صادر ہونے لگیں
 بالجملہ جب تخت آگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَعْلَمُ تَعَالَى
 اَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَتَذَكَّرُونَ یعنی روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اُسکے تخت
 کا ہم دیکھیں سوچہ پاتی ہو یا ان لوگوں میں جو جنکو سوچہ نہیں فائدہ روپ بدلنے سے
 یہ مراد ہو کہ ہیئت و صورت اس تخت کی تبدیل کر دو چنانچہ جنات نے اعلیٰ کو اسفل اور
 مقدم کو مؤخر کر دیا اور جو اہرات جو انہیں جڑ سے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَعْلَمُ تَعَالَى
 یعنی سرخ کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ اور اس تخت کو حضرت سلیمان کے تخت کے
 پاس رکھا جب پہنچا تو کہا کیا ایسا ہی ہو تیرا تخت بولی گویا وہی ہو کہا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
 فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ اِهْذَا عَرْشُكَ قَالَتْ كَاذِبٌ هُوَ يَهْدِي عَيْنَ الْغَايِبِ هُوَ يَهْدِي عَيْنَ الْغَايِبِ
 اور تخت بھی ویسا ہو متقابل سے روایت ہو کہ اُسے بغور دیکھنے کے پہچان لیا تھا
 لیکن دھوکا دیا جیسا اسکے ساتھ آنحون نے دھوکا کیا تھا اور عکرمہ سے روایت ہے
 کہ یہ عورت حکیمہ تھی کہ نہ اقوا رکی نہ انکار اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے
 کمال عقل کا دریافت کر لیا پھر بلقیس نے عرض کیا کہ میں نے ہدایا داپس کرنے سے
 تمہارا نبی ہونا جان لیا تھا اور تمہاری طبیعت و متقاد ہو چکی تھی اور عبادت شمس بھی
 ترک کر چکی تھی اب اس عجز سے کہی کہ میرے تخت کو آپ نے طلب کر لیا ضرورت نہ تھی
 بعد اُسکے کسی نے کہا بلقیس سے ادخل القصر فلما رأت حبيبته لقيت وكشفت عن ساقها
 یعنی اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہو گہرا اور کھولیں اپنی پٹلیاں

یعنی جب حال عقل کا دریافت ہو گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو منظور ہوا کہ حال پیرون کا بھی دریافت فرما دیں تب اپنے دیوانخانہ میں تشریف لے گئے اور بلقیس کو طلب فرمایا اس مکان میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دوسرے گویا پانی نظر آیا تب اسنے پانی میں جانے کو پند لیا ان کھولیں حضرت سلیمان نے دیکھا تو کچھ عیب نہ تھا صرف ساقین میں بال تھے اور اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا اے صرح مہر دین تو اب میرے لیے یہ تو ایک محل ہو چڑھے ہوئے ہیں اس میں شیشے اس میں پانی کسان ہو جو تو داہن اٹھاتی ہو پند لیا ان کھولتی ہو جب بلقیس حضرت سلیمان کے پاس پہنچی تو حضرت نے دعوت اسلام فرمائی بلقیس نے قبول کیا اور کہا رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاسْلَمْتُ بِرَّحْمَةِ سُلَیْمَانَ لَئِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ بُوْلِیْ اَوْ رَبِّیْنَ نَعْبُدُکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الْمُذَلِّیْنَ

ہوئی سلیمان کی اللہ کے آگے جوب ہوسارے جہان کا اسوقت بلقیس کو اپنی عقل کا تصور اور حضرت سلیمان کی دانش کا کمال دریافت ہوا تو اسنے سمجھا کہ دین کے مقدمہ میں جو یہ سمجھتے ہیں صحیح ہے اسیدم اسلام لائی اور حضرت سلیمان نے اسکو اپنے محل میں داخل فرما کر زوجات میں نکاح شامل کیا اور تین سوزو جات اور سات سو دہم پر سردار بنایا بعد اسکے چند روز بعد حضرت سلیمان کو کثرت بالوں سے ایک نوع کی کراہت ہوئی اسکے دفع کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے اول نبی آدم کے غافلون سے دریافت کیا وہ بوسے یہ بال بلا طلق کے دفع نہونگے آئیناب نے بلقیس سے کہا کہ ان بالوں کو مونڈ ڈال اسنے کہا کہ میرے استروہین لگا ہوا اگر میں استروہ لگاؤنگی تو بال سخت نکلیں گے پھر مجبور ہوئے آخر کار جنات کے عالمون سے تدبیر پوچھی وہ کہنے لگے کہ اسکے دفع کرنے کی تدبیر سہل ہے ہم نورہ بناتے ہیں اسکو بالوں پر لگائیے اور فوراً حمام کرا دیجیے چنانچہ ایسا ہی کیا تو وہ بال دفع ہوئے اور اسیدن سے لورہ اور حمام دنیا میں جاری ہوا جبکہ پنڈلیوں کے بال بالکل دفع ہو گئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلقیس سے نہایت محبت ہوئی اور جنات نے بحکم سلیمان چند قلعہ رفیع الشان و مستحکم بنیاں مانند سلیمان و ملیون و غمدون ملک یمن میں تعمیر کیے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر مہینے میں شام سے سوار ہو کر ایک مرتبہ یمن کو تشریف لیجاتے تھے اور بعد قیام سے روزہ تشریف لاتے تھے آخر کار بلقیس سے

اولاد ہوتی کذا فی المعالم اور وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ بعضوں نے زعم کیا ہے کہ جب بلقیس ایمان لائی تو حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اب تو کسی سے نکاح کر لے اسنے کہا کہ میرے ملک میں کوئی آدمی میرے لائق نہیں ہے جس سے میں نکاح کروں فرمایا اسلام میں اس بات کا لحاظ نہیں چاہیے اور تجھ کو لازم نہیں کہ تو اس چیز کو حرام کرے جس کو اللہ حلال کیا ہو ناگزیر اسنے ذابیع بادشاہ ہمدان سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے اسکو جانب ملک میں روانہ فرمایا مگر یہ گمان غلط ہو بلقیس اپنے ملک کو نہیں گئی بلکہ سات برس نو مہینے حضرت سلیمان کے پاس رہی اور مدینہ تدمر میں اسکی وفات ہوئی اور اسکے دفن ہونے پر کوئی آدمی مطلع نہیں ہوا اور شمس المعلوم کے مؤلف نے لکھا ہے کہ بلقیس بنت ہمدان ملوک حمیر سے تھی اور نوے برس اسنے بادشاہت کی اور تزوج سلیمان میں اختلاف ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تنبیہ ایک عیسائی ملحد نے ہمارے سید المرسلین صلعم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیبیوں سے زیادہ نکاح میں لانے کی اجازت دی چنانکہ سورۃ احزاب میں ہے

یا ایہا النبی ان احل لناک ازواجک اللاتی آتیت اجورہن و ما ملک یمینک فیما افار اللہ علیک ینے اموی ہمنے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جنکو مہر دے چکا اور جو ہون مال تیرے ہاتھ کا اُس سے کہ لوٹ میں دے تجھ کو اللہ یہ بات قدوسیت کے خلاف ہے جواب اس بے انصافی کا یہ ہے کہ کتاب استثنائے باب اکیس نسخہ ۲۷۷ کے درس گیارہ میں صاف لکھا ہے کہ ان اسیروں میں جو تو خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُس پر چلے کہ تو اُسے اپنی جو رو کرے تو تو اُسے اپنے گھر میں لا اسکا سر نہنڈوا اور ناخن کٹوا تو وہ اسیری لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک ماہ کامل اپنے باپ اور ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اُسکے تو اُسکے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن دہ تیری جو رو ہی اور کتاب السلاطین کے گیارہویں باب کے تیسرے درس میں لکھا ہے کہ سلیمان کی سات سوار زاد جو روان تھیں اور تین سولہ نڈیاں اور کتاب اول انبیاء الامیام کے باب بائیس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت خطاب کر کے یوں بیان کیا ہے ایک پسرے برے تو بوجہ خواہد آمد کہ او صاحب راحت خواہد بود و من اور از تمامی دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام دی سلیمان خواہد بود

من در ایام وی سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید اور خاتہ بنام سن بنا خواہد کرد اور پسر
 سن و من پدرومی خواہم بود و تحت سلطنتش ابرہ بنی اسرائیل تا ابد الایاد پادار خواہم کرد
 پس اس جگہ عاقل کو غور و تامل دیکھنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علی نبیاء و علیہ الصلوٰۃ والسلام
 بلا تعداد عورتوں کے رکھنے کی اجازت دیتے ہیں کہ جس کا قر کی بیٹی کوئی پکڑ پائے تو
 اسکو بے تکلف اور بے تامل جو روٹیاں دے اور اپنے گھر میں داخل کرے گوشتیہا رہوں
 اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو روان اور لونڈیاں جبکہ رخصت میں تھیں وہ کتاب
 السلاطین سے ظاہر ہو گئیں تو اب نصاف کی آنکھ کھول کر دیکھو کہ ان نو بیبیان اور کہان ہزار
 اور لاکھ اور طرفہ تریہ ہو کہ اللہ نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا کہا ہو اور بنی اسرائیل کا
 بادشاہ کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اس کے شریک نہیں تھے کیونکہ انکو اللہ نے
 اپنا بیٹا نہیں کہا ہو بلکہ اس بقولہ میں نو حضرت عیسیٰ کو ستم کرنے میں پھر میں کتاب ہوں
 کہ اگر خدا کے فرزند سادتمند نہ ہزار عورتیں رکھیں تو اگر اس کے پیغمبر نے نو عورتیں
 رکھیں تو کون قباحت لازم آئی اور یہ تو کہیں نہیں لکھا ہو کہ ارواح کی کثرت سے حضرت
 سلیمان کا رتبہ کم ہو گیا مگر اسی کتاب اخبار الایام میں سواد اللہ انحراف رتبہ کا سبب
 البتہ لکھا ہو کہ بت پرست عورت سے حضرت سلیمان نے نکاح کیا اور نو دہ بت پرستی
 کی با اینہم سب عیسائیوں کے نزدیک مسلم الثبوت ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 تین بیبیان تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر میں چار لونڈیاں اور دو بیبیان
 اور جملہ بنی اسرائیل انہیں کی اولاد ہیں نہ کہ صرف ان دو مشکوٰۃ کی اور حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے پاس ایک مشکوٰۃ تھی اور ایک حبشہ بطور حرم اور حضرت داؤد علیہ السلام کے
 تانوسے بیبیان تھیں اس پر ایک اور یا کی عورت گھر میں ڈال لی تھی کہ پوری تلو ہو گئیں
 بس ایسی باتوں سے اللہ کی قدوسیّت نہ کہنی اور پاکی میں کچھ نقصان نہ آیا اور ہمارے
 خاتم النبیین کے واسطے اجازت دینے میں قدوسیّت جانی رہی اور جب خدا کے حکم
 الاشریک لمطابق اصول عیسائیوں کے ایک عورت کی بیعت میں عقد اور عساقہ اور ہنہ
 اور چنیں بکر رہا اور منجہ ناپاک سے نکلا اور جوان ہو کر بلوں ہوا اور تین دن درنخ میں سیم
 رہا تب قدوسیّت کہان گئی تھی جو حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 کو عورتوں کی اجازت دیتے وقت پھر آئی اور ایک بات اور بھی بڑے لطف کی ہے کہ اسرائیل

سوم کے باب ہشتم درس دوم اور سوم سے ظاہر ہو کہ بھتیجی رندیاں اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور انجیل اول کے باب یازدہم درس نو دہم میں حضرت عیسیٰ مسیح نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول فرما کر کہا ہو کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں پس میں کہتا ہوں کہ ان دونوں قانون کے ملائے سے اور شراب کی مستی کے لحاظ سے جو کوئی یہودی ازراہ خیانت اور باطنی معاذ اللہ منہا کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ان خوش وضع تھے رندیاں انکو پایہ کرتی تھیں اور حرام کاری کے واسطے ساتھ ساتھ پھر کرتی تھیں اور اسی باعث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیاہ نہیں کیا تو کیا جواب ہو الغرض ظاہر ہو گیا کہ ہرگز کوئی دلیل عقلی یا نقلی تو ریت اور انجیل سے اس بات پر قائم نہیں ہو کہ خدا تعالیٰ کسی نبی کو کثرت ازدواج کی اجازت نہیں دی اور نہ دیکھتا ہو اور نہ کوئی دلیل اس پر قائم ہو کہ جو بہت عورتیں نکاح میں لاوے وہ نبی نہیں ہو کذا فی الاستفسار القصبہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ہنا شروع کیا تو ایک دن اُس نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ سوار ہوں اور یہ مملکت کو چاں تو نجاؤ بھی ہمراہ رکاب لے لیجئے کہ ایک جزیرہ میں عجائبات سنئے گئے ہیں میرا جی چاہتا ہو کہ میں بھی انکو دیکھوں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو ارشاد فرمایا کہ تخت لاؤ وہ تخت لائی کہ آنجناب بلقیس کو لیکر سوار ہوئے اور ہوائے تخت کو اُڑایا اور اس جزیرہ میں لیگئی جو سناٹا دریاؤں کے بیچ میں واقع ہو اسوقت بلقیس نہایت مظلوم و خوش ہوئی اُسی جگہ کئی سپہ پروردگار دیکھ پڑے مگر زور شور و لشکر سے اُڑ کر دریا میں گرے حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤں سے فرمایا انکو پکڑ لاؤ وہ اپنی معذوری بیان کر کے بولے کہ سمہ دن جن مفرد دریا میں ہو وہ پکڑ لاؤ گا فرمایا اُسے حاضر کر وہ دیوؤں نے ندا کر دی کہ حضرت سلیمان نے وفات پائی یہ خبر سمہ دن کے کان میں گزری نہ نہایت مسرور و ژاد دیوؤں اُسکو فریب دیکر تخت سلیمان پاس لائے حضرت نے قید کرنا چاہا اُس نے امان مانگی فرمایا اچھا گھوڑے دریائی پکڑ لاؤ سو وہ چالیس گھوڑے لایا ظہر کا وقت تھا آنجناب انکی خوبی و خوبواری میں مصروف ہوئے وقت صلوٰۃ فوت ہو گیا کمال اللہ فی سورۃ صا و اعرض علیہ بالعتشی الصافات الجیا یعنی جب کھانے کو آئے سامنے شام کو گھوڑے خاصے اس مقام میں بعض تفسیرین نے لکھا ہو کہ آنجناب نے کفار و مشق و نصیبین پر جہاد کیا اس میں ہزار گھوڑے لوٹ میں آئے کما رواہ الکلبی اور مقاتل فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد نے جہاد علاقہ میں ہزار گھوڑے پالے وہ میراث میں ملے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان نے سنا کہ سمہ رکے کنارے گھوڑے دریائی

نکلتے ہیں اس لیے خاصی گھوڑیاں وہاں بندھوا لیں کہ اُن سے نیچے ہو سکے انکا قہم بطرح پیر ناجب وہ سب کچھ
 ملاحظہ کو تیار ہو کر آئے تو آنجناب پر خبر ہو گئی و طیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ میں گیا پھر عصر کے
 اُن گھوڑوں کو فروغ کر دیا یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا سو اگلی اللہ نے تعریف فرمائی بے شک کہتے ہیں میں نے گھوڑے
 چنانچہ معاملہ میں ابراہیم تسمی کی روایت لکھی ہے اور عمارہ کے نزدیک بیس ہزار تھے اور بھی عالم التفریل میں ہے کہ
 یہ گھوڑے پروردگار سے تھے وہو الصبح اور بقیہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پڑھ کر کسی پر جلوہ فرما ہوئے اور گھوڑے
 ملاحظہ کو آنے لگے تو سوا گھوڑے آئے اُس کے تماشے میں وقت عصر جاتا رہا آفتاب غروب ہو گیا یا کوئی وظیفہ آخر
 دن میں پڑھتے تھے وہ قضا ہو گیا اس پر آنجناب کو مل ہو کہ اللہ صاحب نے اس کی حکایت فرمائی سورہ صافات میں
 فقال انی ابعثت سب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب زدودا علی فطوق مسابا السبق والاعناق یعنی پس ہوا
 میں نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ چھپ گیا اور میں نے پھیر دیا اُنکو میرے پاس
 پھر لگا جھاڑنے پٹ لیاں اور گدھن صافیات سے اور کریم اور عرض علیہ بالنعشی المعافات الجبارین
 وہ گھوڑے ہیں کہ تین ہزار تھے اور چوتھے پیر کا کنارہ سم گھوڑے یہ قسم گھوڑے کی نہایت
 پسندیدہ ہے اور زیادہ سے زیادہ تھے پیر کا کنارہ اور خیل کہ خیر اپنے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی سے خبر
 بندھی ہو یعنی اصل زمینست اور تھانل کے نزدیک سب الخیر سے مراد مال ہو اور ذکر رب سے مراد
 نماز عصر اور توارت بالحجاب سے مراد پہاڑ کے نیچے آفتاب چھپ جاتا ہو اور وہ ہزار ہزار گھوڑے
 زمین کو محیط ہو تھے نہایت سلیمان نے پھر گھوڑے طاب فرمائے اور اُنکی نواہست گردنیں ماریں
 اور پی کیا عطف تفریب خدا اور جس کسی نے یہ زعم کیا ہو کہ گھوڑوں کو قید کیا با گردنیں صرفت و راع وین
 یا شفقت و مہربانی سے انکا عذاب جھاڑا و فرج نہیں کیا یہ سب غلط ہے چنانچہ معاملہ التفریل میں ہے کہ سب
 حضرت سلیمان نے گھوڑوں کو فروغ کیا تو اللہ تعالیٰ نے عوض میں بہتر سواری و نہایت کی یعنی ہوا کو
 مسو کر کیا اور شہنا ہوا کے تنگو گھوڑے نیچے اُنھیں کی نسل عالم میں باقی ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 و مقاتل و دیگر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ پیر کا کنارہ و گردن مارنا گھوڑوں کا حضرت سلیمان کی شریعت
 حلال تھا ہماری شریعت میں حرام ہے بقیہ کہتے ہیں گوشت انکا تقسیم کر دیا انھیں اہل تفسیر حضرت امیر کبیر
 علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب فرماتے تھے کہ منی قول خدا رد علی کے یہ ہیں کہ
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم خدا ملائک موکلین سے ارشاد کیا کہ آفتاب پھیر لاؤ کہ میں نماز
 ادا کروں وہ آفتاب کو پھیر لائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز عصر کی پڑھ لی وقت پیر اور گھوڑے
 آئے تھے واسطے جہاد کے اُس کے ملاحظہ میں آفتاب غروب ہو گیا تھا لیکن صحت اس روایت کی بخوبی میں

فائدہ خیر بن دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آفتاب بعد غروب اسطے نماز امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے البتہ پھیر گیا تھا اس میں شک نہیں امام طحاوی شرح آثار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی سب اللہ ہیں اور احمد صالح سے منقول ہے کہ صاحب علم کو لائق نہیں کہ اس حدیث کو بھول جائے کیونکہ یہ حدیث معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے القصہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس معاملے کے سنا کہ ایک جزیرہ جزائر بحر میں ہے اس میں ایک پادشاہ ہے صید و نبت پرست اسکا ملک بہت ہے کوئی دمان تک جا نہیں سکتا مگر البتہ ہوا کہ وہ آپ کی مطیع ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام باعانت ہوامع لشکر جن وانس اس جزیرہ میں پہنچے اور پادشاہ کو دعوت ایمان فرمائی اُس نے قبول نہ کیا لہذا قتل کیا گیا اور مال و ملک غنیمت ہوا از انجا دختر پادشاہ کہ مسماۃ جرادہ حسن و جمال میں بے نظیر عصر تھی ہاتھ آئی اُسکو حضرت سلیمان علیہ السلام بعد نکاح اپنے قصر میں لائے وہ ایمان لائی اور حضرت سلیمان اُسکو اور زوجات سے زیادہ دوست رکھتے تھے چونکہ اُسکو اپنے باپ کے مارے جانے کا غم بشارت تھا اکثر غموم و مہموم رہا کرتی اور بیشتر مشغول گبیہ و زاری رہتی اس عرصہ میں ایک ابلیس لعین ایک دایہ کی صورت بن کر آیا اور زوال دولت و مملکت صید و نبت پر نہایت تماسف ہوا اور کہنے لگا تو کیونکر سلیمان سے راضی ہے حالانکہ اُسے تیرے باپ کو قتل کیا اور تجھے قید کیسا تو مخالفت پر رہے کیونکر سہہ کرتی ہو اُس نے کہا مجبور ہوں کیا کروں شیطان نے تصویر صید و نبت دیوں سے کھینچو کر دکھائی اور کہا یہ صورت تسلی و تسکین کی ہے چونکہ عورت فی ذاتہ بے وقوف ہوتی ہے اُس کے ذہن نقصان یہ صورت خوبی کے ساتھ جم گئی شیطان کو تو یہی فکر تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو فتنہ میں ڈالوں وہ بُت پرستی کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کر کے رخصت ہوا اور تصویر صید و نبت اپنے ہاتھ میں لے گیا اب عورت اُس تصویر کے تصور میں حیران و پریشان رہتی ایک دن غمگین و حزن میں تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کیوں غمیدہ ہے اور کیسیے اکثر رونا دھونا کرتی ہو اُس نے کہا میں اپنے باپ کے فراق میں و مملکت و مال کے خیال میں رونا دھونا کرتی ہوں اور کوئی سبب نہیں حضرت نے فرمایا تجھے اللہ نے اُس سے زیادہ ملک مال دیا ہے اور نعمت ایمان و عطاک ہے کہ سب دنیا و مافیہا سے افضل اعلیٰ ہے بولی یہ سبب رست ہے مگر بہ درد انسانی و مباد شہقت محبت پر رہی مجبور ہوں اگر آپ شیاطین سے ارشاد کریں تو وہ میرے باپ کی صورت بنا دیں اور ایمان رکھیں تاکہ میں صبح و شام دیکھا کروں شاید کچھ غم غلط ہوتا رہے چنانچہ ایمان حضرت سلیمان علیہ السلام کہ اس وقت میں تصویر سازی منع نہ تھی شیاطین نے صورت صید و نبت ہو ہو بنائی اُس عورت نے پوشاک طبع صید و نبت کر لائی اور اُس صورت میں پہنائی اور ایک مکان میں قائم کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام باہر تشریف لاتے تو وہ کھنٹ اُس تصویر سے رونا دھونا کرنا شروع کیا کرتی جسطرح اُسکی زندگی میں ہوتا تھا یا جسطرح ابلیس استاد نے

بتلایا ہو گا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس حرکت کی خبر چالیس دن تک نہیں ہوئی آصف ابن برخیا ذریعہ عظیم اسم اعظم کہ بڑے مومن صدیق دلی کامل تھے مطلع ہوئے اور حضرت سلیمان سے تنہائی میں عرض کیا کہ یا نبی اللہ میری عمر زیادہ ہوئی دربار کی آمد و رفت سے کمال تکلیف پاتا ہوں چاہتا ہوں کہ ایک گوشہ بیکر خلوت گزین ہوں و قبل آمد موت یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے حضور میں کسی قدر پیغمبروں کے حالات بطور وراغظ التماس کروں جو مجھے معلوم ہیں اور عوام و خواص کہ وہ باتیں تعلیم کروں جو انکو غیر محفوظ ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام و افق التماس آصف ابن برخیا جن و انس کو جمع کیا اور مجلس وعظ منعقد فرمائی کہ آصف نے اول حمد الہی کا خطبہ پڑھا بعد اسکے انبیاء پیشین کا بالا اجمال ذکر کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ چھیڑا اور کہنے لگا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر اولو العزم ہیں انہی طفولیت میں شجرہ حایم بردبار و متقی پر میزگار و فضل روزگار و خالف از امرگار رہے تھے بعد اسکے ساکت کر کے اور تذکرہ کرنے لگے حضرت سلیمان علیہ السلام پر غضب مجلس سے اٹھ کر دو تھانہ میں داخل ہوئے اور آصف کو بلا کر پوچھا کہ تو نے سب پیغمبروں ذکر کیا اور انکے اوصاف حمیدہ بیان کیے آخر عمر تک و میری توفیق ایام لم یکن کی کر کے ساکت ہو گیا اسکا کیا سبب تھا آصف نے التماس کیا کہ آپ کی غفالت و تساہل سے چالیس دن ہوئے گھر میں خاص صفت پرستی جو رہی ہو یہ بات شان نبوت کے خلاف تھی پھر میں آپ کی خوبیاں اسوقت کی اسطرح بیان کر سکتا تھا وعظ میں جھوٹ بولنا جائز نہیں حضرت سلیمان نے فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون اسی وقت گھر میں داخل ہوئے اور صورت صید وں خاک میں ملائی اور عورت سے ناراض ہو کر تعزیر فرمائی اور اس کی کمرہ و صبا حسین جوان عورت کا ہاتھ نہ لگا تھا اپنا اور جانب بشت و باد یہ نکل گئے اور خاک سوختہ پر بیٹھ کر توبہ و تضرع میں مشغول ہوئے اور راز بس تضرع و زاری گریہ و زاری میں مشغول ہوئے تمام دن اس کیفیت سے کاٹا شام کو گھر میں آئے یہاں ایک عورت سماء امینہ و بقولی جبرادہ ام ولد انجنا بھی کہ جس دن انجنا بابتجہ کو جانتے بازوجات سے قرب فرمائے تو نبی انگشتی اسی کو سوچتے تھے اسوقت بھی منع حاجت کو تشریف لے چلے انکو بھی حسب دستور اسی کو سپرد فرمائی اور خود تشریف لے گئے جن بقولی صطبرخی حسب البحر بورت حضرت سلیمان آیا اور بولا میری انگشتی لا امینہ نے حوالے کی اُس نے انکو بھی پس تخت سلیمان پر بیٹھا وحوش و طیور جن و انسان سب حسب دستور حاضر ہوئے جب حضرت سلیمان جاسے ضرور سے آئے تو امینہ سے انکو بھی طلب کی وہ بولی تو کون ہو فرمایا میں سلیمان ہوں ابن داؤد علیہ السلام بیٹے کہا تو کاذب ہو سلیمان تو انگشتی لے گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا ہوا حکم رانی کر رہا ہے تب حضرت سلیمان نے جانا کہ اسی خطا پر میری آزمائش ہوئی ناگزیر خوفناک باہر بھاگے اور دریدہ پھرنے لگے کہ جس دروازے پر جاتے اور کہتے انا سلیمان ابن داؤد صاحب خانہ گالیان دیتا اور کبھی مارتا اور اکثر لوگ مجھ کو جانتے تھے آخر کار بھونکے پیادے سے بے وقت ہو کر بیٹھ رہے کسی نے کھانا نہ دیا تب سوچے اور دریا پر گئے وہاں کچھ لوگ مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے حضرت سلیمان

علیہ السلام نے کہا ہکو مزدوری پر رکھ لو ان لوگوں نے رکھ لیا اور دھچکلی مزدوری یعنی دن بھر خدمت کرتے شام کو
 دھچکلی ملتیں ایک بیچ کر نان جوین لیتے دوسری بھون کر روٹی نکال سالن فرماتے پھر تمام رات نماز پڑھتے صبح تک
 استغفار و توبہ میں مشغول رہتے چالیس دن ایسی کیفیت میں گزرے اور شیطان بجائے حضرت سلیمان حکم رہا اور حسب قوائے
 سلطنت مطیع و نقاد رہے لیکن ابن برحیاء و زید اعظم و دیگر ملہاس بنی اسرائیل کو اہل روزے تردد تھا اور یہ جانتے تھے
 کہ یہ شخص سلیمان نہیں ہو اور جنات نے بھی یہ حال دریافت کر لیا تھا مگر سکت دین تھے جب ستامینہ امتحان بانی
 گذر گئی تو وہ دیو و دیاکے کنارے شراب کی ہستی میں گنبدہ انگوٹھی گر پڑی اسکو دھچکلی نے دیا اسدن وہ شکا رہیں ملی اور
 حضرت سلیمان کو فہرہ و رہی بین ہاتھ آئی جب اسکا پیٹ چاک کیا تو انگوٹھی نکلی حضرت نے بانی اور سجدے میں
 گرے ہنوز سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ جنات انسان و طیور وغیرہ خدمت میں حاضر ہوئے حضرت
 اپنے تخت پر تشریف لائے اور توبہ نہ دست اپنی علی روس لاشہما فطابہ فرمائی اور حکم دیا کہ صحرا یا ہطرح جن کو جانکر وہ
 کہ وہ گرفتار ہو کر آیا آنجناب نے اسے قید کر کے دریا میں پھنکوا دیا احمد ابن اسحق نے ابن ہنیت اسی طرح روایت کی ہے
 اور کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ولفہ فکنا سلیمان اسی طرف اشارہ ہے لیکن یہ روایت منجمہ مفہمات و اکاذیب
 یو دیان ہے اور ابن منبہ اکثر سب بنی اسرائیل سے حکایتیں بے سرو پا بیان کرتا ہے اور بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ
 بعد اس واقعے کے حضرت سلیمان نے اس عورت کو قتل کیا اور اسکی بیٹی یا بیاندیان کہ چار ہزار ہونگی سب جلوا دیں
 اور کتابیں کی جو صطرح جن صید دن کی سلطنت سے لایا تھا انکا ایک قلم چاک کر دیا یا معاملہ انزال میں ہو
 کہ ہرگز اسد صاحب نے شیطان جیم کو عورات حضرت سلیمان علیہ السلام پر تسلط نہیں کیا بلکہ سبب فتنہ یہ واقع ہوا
 کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیٹیاں تھیں انرا بنجملہ ایک بابی بی بی پر اعتقاد بہت تھا کہ جب کسی بیٹی کو جانتے
 تو انگوٹھی اسی کے سپرد کرتے ایک دن اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص میرے بھائی سے خدمت کو لے گیا
 میں چاہتی ہوں کہ آپ فیصلہ کر دیں حضرت سلیمان کے منہ سے نکلا اسکو سزا ہوگی اسی پر اللہ نے جانچا کہ انگوٹھی
 دھوکے میں چھوڑنی لے گیا اور آواز سلیمان علیہ السلام کی بنا کر تخت نشین ہوا اور سب لوگ مطیع فرمان بردار ہو
 صرف اکبر غلام نے انکار کی اور جمع ہو کر زوجات سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں اس شخص کو قبول نہیں کیا
 اور اصلا سلیمان نہیں جانا کیونکہ یہ شخص سلیمان نہیں اور اگر ہی تو اسکی عقل خط ہو گئی ہے اور اصفا ابن برحیاء نے
 عورتوں سے پوچھا اس عرصہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے تھے یا نہیں وہ بولیں ہاں اکیس برس
 کہا مگر اندون سلیمان کی عقل جاتی رہی ہے کہ اسے استنجہ کے وقت انگوٹھی مجھے نہیں دی اور چالیس دن گذر چکے
 ہیں پھر سب عورتیں نے لگین اصفا ابن برحیاء نے کہا صبر کرو میں تدبیر کرتا ہوں چنانچہ چند کس تو ریت خوان
 خوش آواز اپنے ساتھ بیکر تخت سلیمان کے پاس گئے اور ارشاد کیا کہ تو ریت کا کوئی سفر آیا اور پڑھو کہ اس میں ہکو

نفع ہو سو ان لوگوں نے توریت کا پڑھنا شروع کیا چونکہ توریت کا نام الٰہی تھا وہ نصیحت ناپاک اُسکی تاب نہ لاسکا بھگا
 اور ایک برج کے ٹکڑے پر جا بیٹھا وہاں دریا پر گناہگو ٹھی کر گئی مچھلی نے پانی اُسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام
 بھوکے پیاسے دریا پر آئے وہاں صیاد جال بچھلایاں پکڑتے تھے آنجناب نے کھانا مانگا ایک نے مارا دوسرے نے ظالم کو
 علامت کی اور مچھلیاں مین حضرت سلیمان ان کے پیٹ پھاڑ کر دھوئے لگے ایک ماہی کے پیٹ سے انگوٹھی نکلی اور حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے پہنی فی الفوجیات و ناس و حوش و طيور بہت توجہ فرما رہے تھے اور سب قوم کے لوگوں نے پہچانا اور
 سندرت کرنے لگے حضرت سلیمان نے فرمایا یہ تمھارے مذہب کی شکایت ہے اور نہ غزو نہ ہمت کی تعریف بلکہ موجود واقع ہو کر دریا
 لکھا ہوا تھا پھر ملک میں تشریف لائے اُس دن نصیحت کو پکڑ کر ایک صندوق تہی میں قفل کر کے مہر فرمائی اور دریا میں ڈھکیا
 اب بھی وہ شیطان زندہ ہو قیامت تک شاید اسی طرح رہیگا یہ وایت قید کی نصیح ہے اسی کا اشارہ قرآن شریف میں ہے آخر
 مفرقین فی الاصفاء یعنی اور اور طرح کے جکڑے ہیں بنجر دن میں اور حدیث شریف ہے کہ آخری زمانے میں وہ شیطانی جنکو
 حضرت سلیمان نے قید کر دیا میں الٰہی سنو ٹھیکے تمھارے پاس اور سکھا دین تین تمھارے دین کی سونہل نکر و اُنسے کچھ اور
 بعض روایات میں ہے کہ جب زمانہ حضرت سلیمان منظور الٰہی ہوئی تو انگشتی از خود گرمی و مرتبہ صاف آیا اُنسے کہا آپ کی
 آزمائش ہے اُنسے ملت پر جوصاد ہوئی ہو اب انگوٹھی چالیس دن تمھارے ہاتھ میں نہ رہیگی لہذا حضرت سلیمان تو بڑے مذہب میں
 مشغول ہوئے صاف نے کارمکست انجام دیا علی التخصا ایام امتحان انگشتی اپنی ملک بدستور ملا اور سعیدین مستحب سے
 روایت ہے کہ حضرت سلیمان تین دن خلق سے پوشیدہ ہوئے تھے وحی ہوئی کہ میرے بندوں سے چھپاؤ تو اُنکے کام میں دخل نہ کری
 آزمائش تھی اسی انگشتی بھی جالی رہی اور تفسیر بدارک و راہدی میں لکھا ہے کہ جو روایات گم گشتگی خاتم و قوع عبادت صمغ
 و قسط دیو بنجائے حضرت سلیمان شہرت پذیر ہیں جملہ اکاذیب و نظریات جہود و ہتھان ملوفان بندہ یہود و ہبود کی ہے بعض
 کہتے ہیں ایک دن حضرت سلیمان امرا سے ناراض ہوئے سپر کہ جہاد کفار میں کمی کرتے تھے سو چاہا کہ ایک شب میں اپنی شہر
 زو جان سے ہم بسر ہوں کہ ہر ایک بیٹا بنے وہ جہاد میں کوشش کریں فرشتے نے دل میں انشاء اللہ وہ بھول گئے کہ
 شہر عورت میں ایک ہی کے محل ہوا وہ وقت پر آدھا آدمی جنی قابیل نے اُسکو لاکر تخت پر رکھ دیا حضرت سلیمان پشیمان ہو کر
 انشاء اللہ نہ کہنے پر اسیکا اشارہ ہو و لہذا قننا سلیمان و القینا علی کرسیہ جہانم انا یعنی ہم نے جانجا سلیمان کو اور ڈال دیا
 تخت پر ایک ٹھہر چڑھ رجوع ہوا لہذا اردی ابو ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر کسی نے اللہ کی اگر کہتا سلیمان انشاء اللہ
 تو پیدا ہوتے سب عورتوں سے بیٹے اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے رواہ البخاری و مسلم اس حدیث سے جانا گیا کہ جب کسی کام کا
 ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہے کیونکہ بدون مدد الٰہی آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہوا یا نبی حکیم ہو یا بادشاہ و
 قول شہر یہ ہے کہ جس در سے آدمی جنی ہو کہ اُسکو تخت پر ڈال دیا تفسیر جو بہرین لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کے ایک بیٹا تھا
 جنات چاہتے تھے کہ اُسے مار ڈالیں کیونکہ یہ بھی بوارثت پدر شاید کہ ستر کرے حضرت سلیمان نے مطلع ہو کر بدلی کہ ستر کیا

قضا دو ہر گیا ابر نے اسکو تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان پشیمان ہوئے اور توبہ کی کہ غیر خدا پر توکل نہ چاہیے اسکا اشارہ ہو والا یقینا علی کریمؐ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان شدت بیمار ہوئے سو انکو تخت پر بٹھلایا تاکہ مہمات عامین خلل نہ پڑے پھر اچھے ہو گئے اسکا اشارہ ہو والا یقینا علی کریمؐ جدا یہ دونوں روایت ضعیف ہیں لہذا جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہو گیا اور توبہ نہ نہایت منظور ہوئی تو حضرت سلیمان نے بہ عاجزی انکسار کہا رب اغفر لی وہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الہا رب یعنی اے میرے معاف کر مجھکو اور بخش مجھکو وہ پادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے پیچھے توبہ شک ہے بخشنے والا یعنی کسی کو صلہ نہو کہ وہ لے سکے متقابل بن کیسا کہتے ہیں کہ نہو کسی کو میرے بعد اور عطا ابن ربیع کہتے ہیں کہ ایسا ملک عنایت ہو کہ پھر مجھ سے لیا جائے امام شہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تعلیم الہی جانتے تھے کہ خاتم الانبیاء و سردار الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملک دنیا پر التفات نہ فرماوینگے تب یہ دعا مانگی اور صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ تھی کہ مجھکو ملک عنایت کر کہ طور اسکا افضل کسی کو نہ ہو کیونکہ بالقوہ حضرت رسالت پناہ صلعم کو وہ ملک حاصل تھا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک ذریعہ غربت آیا اُس نے چاہا کہ نماز میری ٹوٹ جائے اللہ نے مجھکو قوت دی کہ میں نے اسکو گرفتار کیا اور چاہا کہ ستون مسجد میں باندھوں تاکہ تم لوگ دیکھو پس یاد آئی مجھکو دعا اپنے بھائی سلیمان کی رب ہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی یعنی اے میرے رب سے مجھکو ایسی پادشاہی کہ میرے بعد پھر کسی کو دینی نہ ہو اسطے میں نے دُعا کے رکوع تکمیل دیا مراد ملک سے اس جگہ تیسر جن دشاہین ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام یونہی عافرائی اور اس ملک کو حاصل اپنے واسطے مانگا اسلئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ میں تصرف اپنا اس ملک میں ظاہر کر کے اپنے بھائی کے کارخانہ میں فتور و شکستگی ڈالوں الا بالقوہ تصرف و قدرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تھا بلکہ تمام ملک و ملکوت و جن و انس و تمام عالم بہ تقدیر و تعریف الہی حیطہ قدرت و تصرف حضرت صلعم میں تھا بالجلل اللہ جل شانہ نے دعا حضرت سلیمان علیہ السلام اسطے قبول کی اور ارشاد کیا مسخر نہالہ الریح بحری بامرہ رخاء حیث اصابت الشیاطین کل بناء وغواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد ہذا عطا زمانا فامن اور اسکے بغیر حساب و ان کہ عندنا لرقی و حسن باب یعنی پھر عینے تابع کی اسکی ہوا جلتی اسکے حکم سے نرم و نرم جہان بھیجا چاہتا اور تابع کیے شیطان سب عمارت بنانے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے بندھے ہوئے بیڑیوں میں یہ ہر بخشش ہماری اب تو احسان کر یا کہ چھوڑ کچھ نہیں حساب اور اسکو ہمارے پاس مرتبہ ہو اور اچھا ٹھکانا یہ اللہ کی مہربانی تھی کہ اسقدر توفیق و نیابت کی اور غما کر دیا حساب معاف کر کے بالین ہمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو کرمی بنا کے کھاتے تھے اور کچھ بھی ملک سے لیکر اپنے خرچ میں نہ لے لے تھے متقابل رضی اللہ عنہ کریمہ فامن اور اسکے بغیر حساب سے یہ مراد یہ ہے کہ جس کو کسی قید کرنا ہو قید کر اور جسکو چھوڑنا ہو چھوڑ دے چنانچہ حضرت سلیمان نے یہ دستور کیا کہ دنیا میں جہاں کہیں

معلوم کرتے کہ جن کسی کو ستا آہو نو اسکو قید کر کے دریا میں ڈبو دیتے تھے کہ بعض جنات اب تک قید ہیں تاہم ابوالفدا بیان کرتے ہیں کہ سال چہارم جلوس ہوا تاہم پانسون اثنائیس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمائی اور آخر سنہ پانسون چھیالیس میں فرخت حاصل کی ارتفاع اسکا تیش گز او طول ساٹھ گز کا اور عرض نہیں گز کا تھا اور فصیل ہر دہائی اسکی نو گز کی مربع تھی بعد اس کے سال چوبیس جلوس میں دار السلطنت بیت المقدس میں بنوایا یہ بنا تیرہ برس میں طیار ہوئی اور حال التزیل میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ میں وحی ہوئی کہ تمہارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بردار ہوئے چنانچہ اپنے عہد میں حضرت سلیمان نے چاہا کہ اس بنا کو تمام کریں تو اول ایک شہر کی بنا ڈالی اور نام اسکا بیت المقدس رکھا جبکہ شہر طیار ہو گیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہو کر اور جنات کو جمع کر کے فضا کا مون پر تعین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یا فوش فیروزہ فرجہ لایا اور ایک فرقہ مروارید و احجار لایا اور ایک جماعت مشک غنبر وغیرہ اشیاء خوشبودار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز و سفید و زرد و پتھر دن سے بھر دیا اور بڑے بڑے پتھر دن سے دیوار بنوائیں اور انکو جو اہر سے جڑوایا اور ستون چالیں گز کے لیے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جو اہر کے تختوں سے بنوائی اور آبنوس کی چار دیواری لگوائی ایک کا نام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرے کا باب طوبی اور تیسرے کا باب الحجۃ اور چوتھے کا باب النبی العری علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد قنادیل ملانی و نقرئی آویزان کر دیں اور ہر ایک قنادیل میں ایک ایک گویا شب افروز رکھوا دیا کہ آفت تمام مسجد میں روشنی ہوتی تھی بعد اسکے ایک قنادیل میں ایک اسکا نام قبتہ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اس پر ایک گنبد نہایت بلند بنوا کر تیسرا حجر سے اندودہ کر آیا بارگاہوں تک اسکی روشنی میر سب آدمی میر کرتے تھے جب اس طرح کی عمارت طیار ہوئی اور کسی قدر کام اچھین باقی رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے علماء و احباب بنی اسرائیل کو جمع فرمایا کہ جس غلطی کیا اور سب لوگوں سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ میں نے یہ گھر خالصاً لہ بنوایا جو آگاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر میں ہو صرف واسطے خدا کے جو مناسب ہو کہ علماء ربانی سے کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقہ الاقاہیم میں جو کہ یہ مسجد جانب شہر قتی بیت المقدس میں واقع ہو طول اسکا سات سو چار سو راسی گز کا ہو اور عرض چار سو پچیس گز کا اور چھت سو چار سو راسی ستون اسیں قائم کیے گئے تھے اور چار سو ستر تھے اور عیشہ رات وقت چار ہزار قنادیل روشن کی جاتی تھیں اور سات سو فرات اس مسجد کی عمارت میں تھے اور چار سو راسی ستون تھے جو اس سے بھرنے لگے تھے اور صحن مسجد میں ایک صلیبہ پانچ گز کا مرفع اور اسیں ایک قبتہ عظیم تھی قبتہ بنوایا تھا اسی میں قدیم کا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان ہوا یہی تھو ذل گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھ سو دہائی طرح معلق رہ گیا اور اسی جگہ مجرایم دز کر یا دگر کسی حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہوا تھے قولہ اور عبد اللہ ابن عمر وابن عباس سے روایت ہے

ابو الفدا بیان کرتے ہیں کہ سال چہارم جلوس ہوا تاہم پانسون اثنائیس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر بیت المقدس شروع فرمائی اور آخر سنہ پانسون چھیالیس میں فرخت حاصل کی ارتفاع اسکا تیش گز او طول ساٹھ گز کا اور عرض نہیں گز کا تھا اور فصیل ہر دہائی اسکی نو گز کی مربع تھی بعد اس کے سال چوبیس جلوس میں دار السلطنت بیت المقدس میں بنوایا یہ بنا تیرہ برس میں طیار ہوئی اور حال التزیل میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی چار دیواری برابر قد آدم بنوائی تھی اس عرصہ میں وحی ہوئی کہ تمہارے ہاتھ سے یہ تعمیر ختم نہوگی بلکہ اتمام اسکا سلیمان کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے حضرت داؤد علیہ السلام اس سے دست بردار ہوئے چنانچہ اپنے عہد میں حضرت سلیمان نے چاہا کہ اس بنا کو تمام کریں تو اول ایک شہر کی بنا ڈالی اور نام اسکا بیت المقدس رکھا جبکہ شہر طیار ہو گیا تو مسجد شریف کی طرف متوجہ ہو کر اور جنات کو جمع کر کے فضا کا مون پر تعین کیا کہ ایک گروہ سونا چاندی یا فوش فیروزہ فرجہ لایا اور ایک فرقہ مروارید و احجار لایا اور ایک جماعت مشک غنبر وغیرہ اشیاء خوشبودار لایا جب یہ سامان طیار ہوا تو اول حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد کی زمین کو سبز و سفید و زرد و پتھر دن سے بھر دیا اور بڑے بڑے پتھر دن سے دیوار بنوائیں اور انکو جو اہر سے جڑوایا اور ستون چالیں گز کے لیے سنگ مرمر کے قائم کرائے اور چھت جو اہر کے تختوں سے بنوائی اور آبنوس کی چار دیواری لگوائی ایک کا نام باب داؤد علیہ السلام رکھا اور دوسرے کا باب طوبی اور تیسرے کا باب الحجۃ اور چوتھے کا باب النبی العری علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اندرون مسجد قنادیل ملانی و نقرئی آویزان کر دیں اور ہر ایک قنادیل میں ایک ایک گویا شب افروز رکھوا دیا کہ آفت تمام مسجد میں روشنی ہوتی تھی بعد اسکے ایک قنادیل میں ایک اسکا نام قبتہ الصخرہ رکھا تعمیر کرایا اور اس پر ایک گنبد نہایت بلند بنوا کر تیسرا حجر سے اندودہ کر آیا بارگاہوں تک اسکی روشنی میر سب آدمی میر کرتے تھے جب اس طرح کی عمارت طیار ہوئی اور کسی قدر کام اچھین باقی رہ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے علماء و احباب بنی اسرائیل کو جمع فرمایا کہ جس غلطی کیا اور سب لوگوں سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ میں نے یہ گھر خالصاً لہ بنوایا جو آگاہ ہو کہ جو کچھ اس گھر میں ہو صرف واسطے خدا کے جو مناسب ہو کہ علماء ربانی سے کسی وقت خالی نہ رہے اور حدیقہ الاقاہیم میں جو کہ یہ مسجد جانب شہر قتی بیت المقدس میں واقع ہو طول اسکا سات سو چار سو راسی گز کا ہو اور عرض چار سو پچیس گز کا اور چھت سو چار سو راسی ستون اسیں قائم کیے گئے تھے اور چار سو ستر تھے اور عیشہ رات وقت چار ہزار قنادیل روشن کی جاتی تھیں اور سات سو فرات اس مسجد کی عمارت میں تھے اور چار سو راسی ستون تھے جو اس سے بھرنے لگے تھے اور صحن مسجد میں ایک صلیبہ پانچ گز کا مرفع اور اسیں ایک قبتہ عظیم تھی قبتہ بنوایا تھا اسی میں قدیم کا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان ہوا یہی تھو ذل گز کا ایک جانب سے بلند ہوا تھا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھ سو دہائی طرح معلق رہ گیا اور اسی جگہ مجرایم دز کر یا دگر کسی حضرت سلیمان علیہ السلام واقع ہوا تھے قولہ اور عبد اللہ ابن عمر وابن عباس سے روایت ہے

اور جنگل میں پوشیدہ ہوئے اور ایک وایت یہ ہر کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی موت کا علم آیا تو نقشہ عمارت سجدۂ قطعی کھینچ کر ٹیشے کے مکان میں جو کہ آپ کے لیے جنات نے بنایا تھا جلوہ فرما ہوئے اور دروازہ کو بند فرما کے مشغول عبادت خالق کبریا ہوئے کہ بعد وفات بھی ایک برس تک جنات سجدہ کو بنایا کیے جب کام اسکا ختم ہو گیا تب خبر ہوئی اور جنات اپنی بے علمی و جبل کے قائل ہوئے مگر اسی وقت پہاڑوں پر چل دیے حضرت سلیمان کے غمد میں جن و انسان باہم مخالفت مناسبت و نشست پر خاست رکھتے تھے اور شیاطین الجن آدمیوں کے روبرو اعمال عجیبہ و افعال غریبہ ظاہر کرتے اور افسوس تھمن ٹٹک و کفر بڑھا کرتے جس طرح اسما سے تمان و شیاطین کہ کفر و ضلالت میں مبتلا آگے سے ہیں اور ان کے عجائبات کا ظہور و مسبب ہو تا تھا ایک یہ کہ خلقت آدمی سے خلقت جنات کی تفاوت ہو اور افعال و اطوار جنات و ضارح حرکات انسان مختلف ہیں مگر اسی آدمیوں کے ہزار ہزار کوس کی خبریں لاتے اور بیان کرتے کبھی کسی کو مار ڈالتے کسی کا پیر بند کر دیتے کسی کے پیٹ میں گھستے وہ درویش چلا تا کسی پر ایسا اثر ڈالتے کہ وہ بے تاب ہو جاتا پھر آپ ہی آپ لڑتے ان پر جسے کو تہلاتے تب کیفیت جاتی رہتی یہاں تک کہ انسان مغرور کے معتقد ہوئے اور تعظیم غلط بتوں پر شیطانون کی کرنے لگے اور ظاہر ہو کہ کام جنات و شیاطین کے بہ نسبت کام آدمیوں کے خوارق عادت کا حکم رکھتے ہیں اسی باعث سے سفہا و حماقت ان کے معتقد ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ارواح بعضہ امراض شرارت و خباثت میں حکم جنات و شیاطین کا رکھتے ہیں کہ بالطبع مالہ و پستش اپنی مرکز ہوتی ہو اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آدمی ہماری طرف فروغی و عاجزی پلے سرے کی اختیار کر کے رجوع لاوین اور شیاطین الجن انکو پہنچاتے ہیں انھوں نے بعض افسون کو جس سے التی ان ارواح کی طرف نکلے آدمیوں کو تعلیم کیے اور سجدہ کرنا فرمان گذارنا وغیرہ افعال تعظیمیہ بجا لانا شرط میں رکھا کہ انسان بیچارہ شرک و ضلالت میں پڑے اور اس عمل سے انما عجیبہ مترتب ہونے لگے کہ رفتہ رفتہ یہ عمل شنیع رائج و مشہور ہوا تھے کہ یہ خبر حضرت سلیمان کو ہوئی آپ نے آصف ابن برخیا کو ارشاد کیا کہ شیاطین کو جمع کرو اور اس قسم کے جو کچھ چیزیں ان کے پاس ہوں لیکر میری گرسی کے نیچے دفن کرو اور انسان جنات و شیاطین سے ملاقات نہو کرے اور نہ ایک دوسرے سے کچھ سکھے آصف نے موافق حکم کے عمل کیا اور جب تک حضرت سلیمان زندہ رہے اسی طرح رہا بعد وفات ان کے اور آصف کے شیاطین نے ظاہر کیا کہ سلیمان ساحر تھے بزور سحر پادشاہت کرتے تھے اور ہوتا انسان جنات و طیور ان کے مسخر رہتے تھے اور سحر کی کتابیں ہر گرسی مدفون ہیں اسکو بھکا لو اور مطابق اسکے عمل کرو تو مثل سلیمان تم سے بھی عجائبات ظاہر ہوں آدمیوں نے باغوا سے شیاطین و کتا ہیں بھکا لیں اور افسون خوانی شروع کی کہ عجائب خواص ان سے ظاہر ہونے لگے اور توبت خوانی اور علم دین ہو تو فہم ہو گیا اور عامی بہت تحصیل علم سحر میسر ہوئی تا وقتیکہ شیاطین کو اغوا منظر تھا

اطاعت افسون کی بخوبی کرتے رہے اور آثار اس کے ظاہر ہوتے سب جب انھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ فضالت میں
 پڑ گئے اور کتب انہی سے قرار واقعی پھر گئے تو اطاعت افسون سے دست کش ہوئے اور وہ آثار بھی کم ہونے لگے
 اور اس حادثہ عظیمہ سے کئی طرح کی حضرت یہودیوں کے دین میں پہنچی اول اعراض کتب انہی سے دو شکرے افتخار تادمہ
 اسماء بتان اسلام شیطین سے اور بچا لانا نذر و قربان کا کہ صریح کفر و شرک ہو تیسرا اسو ظن حضرت سلیمان علیہ السلام
 حق میں یہاں تک کہ انکی نبوت سے بھی انکار کرنے لگے اور کہتے کہ سلیمان ساحر تھے چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ محمد صام
 باطل کو حق سے ملاتے ہیں جو سلیمان کو پیغمبر دین میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ سلیمان ساحر تھے کہ بزور سحر ہوا پر چلتے تھے
 اور اسی ظن پر کہ اللہ صاحب نے رو کیا ہو کہ وہ کافر سلیمان و لکن ان شیطین کفر والی علمون الناس السحر یعنی کفر
 نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر کیا کہ لوگوں کو سکھاتے سحر یعنی سلیمان ہرگز کافر نہیں تھا اور معتقد تھے
 اسماء و صنام و شیاعین تھا اور نذر و قربان جو کہ موقوف علیہ سحر کے تھے کعبوں بجا نہ لاتا تھا کیونکہ وہ باقرار
 ایک جماعت کثیرہ یہود کے پیغمبر تھا اور عصمت پیغمبر کی کفر سے قطعی ہے بلکہ یہی کیونکہ منصب نبوت کے ساتھ کفر کونساقت
 صریح ہو اور نبی انبیاء علیہ السلام واسطے کفر کے ہو پس اگر وہ کفر کرنے لگے تو نقص غرض لخت لازم آتی ہو
 مگر شیطین الجبن اور انس کہ حضرت سلیمان کے معجزات دیکھنے سے ایمان لائے تھے اور طائف اہل ایمان میں داخل
 ہوئے تھے اور جو اہل نفوس انکی شرارت سے بھرے تھے وہ مقتضائے حاجت اصلیک کے کافر ہو گئے اور تبت دروغ
 حضرت سلیمان پر کرنے لگے کہ وہ بھی اعمال تحر کرتے تھے اور انھیں اعمال سے جن و انس و وحوش و طیور وغیرہ مجاہدات
 انکے سحر و منقا و تھے اور اس قدر پر قناعت نہیں کی بلکہ اعمال سحر لوگوں کو تعلیم کرنے لگے تاکہ ماننا اپنے کافر و
 ساحر بنادین اور آدمی انکے افراد و دروغ سے فریب میں اگر گمان کرنے سے کہ عمل سحر بد نہیں ہو والا اس طرح کا
 پیغمبر عالی قدر کس طرح مشغول ہو تا وہی بات یہود نے پکڑ لی کہ اپنے دین و کتاب کو جو کرا اعمال سحر کی
 تلاش میں پڑے فائدہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر حضرت سلیمان نے اس طرح دی ہو اور اب تک
 نسفہ التباہج میں موجود ہو کہ چاہیے میرے بھائی کا بیٹا اپنے باغ میں نرزل فرماوے اور اسکی میوہ کھائے
 او اور شلیم کی لڑکیوں میں تھیں قسم دیکر کہتا ہوں کہ جب میرے بھائی کے بیٹے کو پانا خبر دنیا کہ میں اسکو
 بہت دوست رکھتا تھا میرے بھائی کا بیٹا سرج و سفید ہو اس کے دونوں ہاتھوں میں ترسیس کا سونا بھر ہوا ہو
 انہی اس خبر کو کسی نصرانی نے حضرت عیسیٰ کی خبر نہیں بتلائی کیونکہ اگر عیسیٰ مراد ہوتے تو حضرت سلیمان بن کا بیٹا
 کہتے کیونکہ انکے باپ نہ تھا پس یہ خبر نہیں ہو مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ترسیس کے سونے سے
 یہ مراد ہو کہ فارس کا ملک مال انکے ہاتھ آویگا اور لڑکیوں سے مراد باشندگان اور شلیم ہیں اور رنگ ہمارے
 حضرت کا سرج و سفید تھا اور اسراہیلوں کے بھائی اسماعیلی ہیں جو ہمارے پیغمبر کے باپ و داد سے تھے

فائدہ تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کو تیرہ برس کی عمر میں پادشاہت ملی اور تیرہ برس کی عمر میں انتقالِ جنت فرمایا اور بعضیہ جمعہ بیان کرتے ہیں اور بستان فقیہ البوللیث میں کہ جب اسے انسی برس نقل کی ہو اور اخبار الدول میں باون برس کی عمر و بروایتی اکیسویں برس کی عمر لکھی ہو اسی طرح اور بھی بیان کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ولادت باسعادت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سن چار ہزار تین سو اکانوے ہویں میں ہوئی ہو اور خلافت سن چار ہزار چار سو تینتیس میں اور وفات چار ہزار چار سو تترہ میں حساب کیا عمر آپ کی بیاسی برس کی ہوئی ہو اور از روئے روایت صحیحہ کے ثابت ہے کہ بعد حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ میں حضرت سلیمان نے خلافت فرمائی فائدہ کتب سیرت واضح ہے کہ بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے رجیم ابن سلیمان پادشاہ ہوئے اور بعضیہ کہتے ہیں کہ نبی بھی ہوئے و ہذا القول ضعیف جداً بالجماعہ چھ برس کے بعد سیشاق فرعون مصر نے لشکر کشی کی اور اکثر عمارات کو اس کے تباہ کر دیا مگر رجیم اپنی سلطنت پر رہے اور ابابہ چار فرسخ مصر سے واقع ہو آباد کیا اور اٹھائیس بیٹے سو اسی بیٹوں کے پیدا ہوئے اور سب سنتر برس پادشاہت کی اکتالیس برس کی عمر ہوئی و بقولے سن پانسو بانوے موسوی میں وفات پائی تو آسا ابن رجیم پادشاہ ہوا اسی طرح مرتبہ بعد آخری انھیں نسل سے پادشاہ ہوا کہ یہاں تک کہ سلطنت حد قیام صدیقہ یا حریصا کو جس کے پیر میں نقصان تھا پہنچی تو پادشاہان اطراف نے ہنظر ضعف سلطنت طمع ملکیت دل میں جمائی اول ایک جرنیرہ کے پادشاہ نے جب کانام لیکن تھا اور ستارہ زہرہ کی پیشکش کرتا تھا ارادہ کیا اور زہرہ سامی کہ اگر بیت المقدس کو فتح کروں تو اپنے بیٹے کو قربانی کروں گا پھر ہر بیٹے کو بیع لشکر ہو چکا خداوند کبریائے ہوا اسے اس کے لشکر کو براد کر دیا صرف پادشاہ محفوظ رہا اس اثنا میں اس کے بیٹے نے بیٹنا کہ میرے باپ نے اس طرح کی نذر کی ہو سو اس نے اپنے باپ کو قتل کیا پھر پادشاہ موصول اور حاکم آذربایجان نے ارادہ کیا اور جانب بیت المقدس روانہ ہوئے اثنا سے راہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی کہ دونوں مارے گئے اور لشکر کے لوگ بھاگے بنی اسرائیل حملہ مال پر تصرف ہوئے بعد ازاں یہود نے انبیاء علیہ السلام کے قتل پر اقدام کیا تب سخاریب پادشاہ بابل نے بیت المقدس کو قہر و غلبہ لے لیا اور خوب لوٹا اور جب وہ بھی اپنی سلطنت کو گیا تو بنی اسرائیل نے فسق و فجور شروع کیا خداوند عالم حضرت ارمیا علیہ السلام کو بنی کیاتب مقرر دین یہود نے آجنگاب کو بھی قید کیا جناب منتقم حقیقی نے نجات نظر کو جو سپہ سالار خیر تھا غالب کیا اس نے بیت المقدس کو جلادیا اور اولاد یہود کو قید کر بابل میں لگایا اور مجمع یہ ہے کہ علیہ سخاریب شیبا علیہ السلام کے عہد میں ہوا اور نجات نظر عمار حضرت ارمیا میں غالب ہوا ہو۔

حضرت اشیا ابن صفیث حضرت سلیمان علیہ السلام میں فرمایا کہ میں نے یہ کہہ دیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عادت اُنہی لوگوں میں جاری ہوئی کہ ہر ایک پادشاہ بنی اسرائیل کے عہد میں ایک سون بھی مبعوث ہونے لگا کہ پادشاہ تعلیم و تربیت کرتا اور مصالح و مفاسد ملک کی خبر دیتا تھا چنانچہ جب پادشاہ بنی اسرائیل صدیقہ کو یہودی بھی تو حضرت شعیبا بنی ہوئے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی خبر دی اسی زمانے میں بنی اسرائیل نے نافرمانی شروع کی اور ہمائش پادشاہ و نبی پر خیال نہ کیا تو بنی اسرائیل پادشاہ بابل چھ لاکھ سپاہی سے جانب بیت المقدس چلا اور یلغار بیت المقدس کے گرد پہنچ گیا خیر پادشاہ بنی اسرائیل کو ہوئی وہ بیمار تھا اور حضرت شعیبا علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ صدیقہ کو کو اپنے اہل بیت سے جسکو چاہے خلیفہ کرے اُسکی موت قریب ہے سو حضرت شعیبا نے صدیقہ سے وحی کے موافق ارشاد فرمایا وہ رو دیا اور جناب حق میں بانصرع و زاری نجات بنی اسرائیل پہنچنے لگا اور ایک شخص کو اپنا خلیفہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُسکی دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیبا کو مطلع کیا کہ صدیقہ کی دعا قبول ہوئی اور اُسکی عمر پندرہ برس زیادہ کی گئی اور دشمن سے نجات بخشی گئی چنانچہ یہ سال بھی حضرت شعیبا نے صدیقہ سے کہہ دیا اُسے سجدہ شکر ادا کیا اور اُسی وقت درد غم اُسکا جاتا رہا جب اس کو سوا اٹھا تو ایک شادی نے آواز دی کہ اے پادشاہ تیرے دشمن دفع ہوئے تب پادشاہ باہر نکلا معلوم ہوا کہ تمام لشکر بلا جہال قتال فانی ہوا صرف سنحاریب مع پانچ آدمیوں کے جس میں ایک نجات لفر اُسکا نواسیہ تھا باقی رہا اُنکو بھی صدیقہ نے بذریعہ اپنے مصاحب کے گرفتار کر کے قید کیا اور خود طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب سجدہ شکر یہ میں پڑا رہا بعد ازاں سنحاریب کو چھا کہ تو نے ہمارے خدا کی قدرت کا تماشا دیکھا اُس نے کہا جب میں نکلنے کا تھا اُسی وقت مجھ کو تیرے فتح و نصرت کی خبر ہو گئی تھی لیکن مجھ پر اور میرے لشکر یوں پر شقاوت غالب تھی کہ اُسکا ظاہر ہوا پھر پادشاہ نے اُن لوگوں کی گردن میں زنجیر ڈالوائی اور شتر روڑ پر ابر بیت المقدس کے گرد طواف کرایا اور ہر شخص کے واسطے دو روٹیاں جو کی مقرر فرمائیں جب سنحاریب وغیرہ پر معیشت تنگ ہوئی تو موت مانگنے لگے تب خداوند تعالیٰ نے پادشاہ کے دل میں ڈالا کہ سنحاریب کے تابع اُسکے بابل کو روانہ کر تاکہ اور دن کو ڈراوے سو پادشاہ نے سنحاریب وغیرہ کو چھوڑ دیا چنانچہ سنحاریب بابل میں جا کر سات برس زندہ رہا اور وقت وفات اُسے نجات لفر اپنے نواسے کو خلیفہ کیا بعد اُسکے صدیقہ نے وفات پائی اقبالہ وہاں کہ صدیقہ آخر ملوک آل داؤد سے تھا اسی شخص پر انتہائے سلطنت نبی داؤد ہوئی ہر اور سلطنت نبی داؤد چار سو پچاس برس قوم بنی اسرائیل میں رہی بعد اُسکے بنی اسرائیل باہم لڑنے لگے اور مفسدہ عظیم برپا ہوا حضرت شعیبا بہت سمجھا یا کسی نے نہ سنا آخر کا حضرت شعیبا کو وحی ہوئی کہ ایک ستر تیر قوم میں کھڑے ہو کر انذار و تحویل

قرار دہی کر اور قوم سے نکل جا سو حضرت شعیا نے بوجہ وحی عمل فرمایا بنی اسرائیل قتل کرنے پر مستعد ہوئے
 مہاجر حضرت نے ہجرت فرمائی اور حکومت بنی اسرائیل ہاشیہ ابن اموص سے متعلق ہوئی اور حضرت ارمیا
 ابن حلیف علیہ السلام پیغمبر و صاحبِ عرس کے نزدیک حضرت ارمیا بعد حضرت شعیا کے نبی ہوئے اور
 ابن اسحق نے زعم کیا ہے کہ ارمیا علیہ السلام حضرت بن گریہ قول خالی از صفت نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت شعیا
 علیہ السلام کے عہد نبوت میں اور پہنچ نبی بھی تھے مگر حضرت شعیا صاحب الامر تھے آزا مہاجر حضرت دانیال و
 ارمیا خواہ ارمیا اور یونس فی النون میں بالبلد بنی اسرائیل نے فسق و فجور اختیار کیا اور حضرت ارمیا کی
 فحاش کو کان لم یکن سمجھے اور سرگز اطاعت میں نہ جھکے تب خداوند عالم نے وحی فرمائی کہ میں بنی اسرائیل کو
 ہلاک و برباد کروں گا اس بات سے حضرت ارمیا علیہ السلام بہت ڈرے اور قوم سے فرمانے لگے کہ اے قوم گناہ سے
 باز رہو ورنہ ایک فوج آتش پرستوں کی تم پر مسلط ہوگی اس قوم کے لوگوں نے صلاح کر کے آنجناب کو قید کیا
 اور اخبار الدول میں ہے کہ تین برس کامل قوم بنی اسرائیل نافرمانی و عصیان میں سرگرم رہی تب نبی اجل شانہ
 بخت نصر بابل کو مسلط فرمایا کہ وہ چھ لاکھ فوج سے بنا برخریب بیت المقدس روانہ ہوا اور اسی عرصہ میں
 اللہ جل شانہ نے بیت المقدس پر بجلی گرائی کہ درویشوں و عابدوں کے مکانات جل گئے اور سات دروازے
 بیت المقدس کے گر گئے جب حضرت ارمیا نے یہ احوال دیکھا تو وہاں سے جنگل کی طرف بھاگے
 اور بخت نصر بیت المقدس میں داخل ہوا اور بنی اسرائیل کو قتل کرنے لگا چنانچہ چالیس ہزار قراء تورات
 اس معرکہ میں قتل ہوئے اور نسخ تورات جلاد دیے گئے اور سونا و چاندی جو بیت المقدس میں تھالیں
 اور جو اہل بیت جو حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی عمارت میں بیٹھا رکھا لے گئے اور لوٹ لے کر اور مکان کو
 منہدم کر دیا اور ساٹھ یا تتر ہزار اولاد صبیان بنی اسرائیل کے گرفتار کر لیے اور ملک ناصرین اپنے اوپر تقسیم کی
 تو ہر ایک کو چار چار لڑکے پہنچے اور جو قوت قیدیان بنی اسرائیل کا شمار کیا تو سات ہزار اہل بیت
 داؤد علیہ السلام سے اور گیارہ ہزار سیط یوسف و نبیا میں سے اور آٹھ ہزار احفاد شمعون اور چار ہزار
 اولاد یہود اسے نکلے اور ان کے تین فرقے کیے وراثت جانب شام روانہ کیے اور وراثت قتل کرانے
 اور وراثت مقید رکھے بعد ازاں مع مال دولت و آرایش بیت المقدس باسیران اولاد یعقوب علیہ السلام
 روانہ بابل ہوا اور حضرت ارمیا علیہ السلام کو چھوڑ گیا اور دانیال ابن خرقیل کو مع اہل بیت دانیال لے کر
 اپنے ہمراہ لے گیا روایت ہے کہ ہنوز بخت نصر ولایت شام میں تھا کہ بقیۃ السیف قوم بنی اسرائیل مع حضرت
 ارمیا جانب مصر بھاگے کہ یہ خبر بخت نصر کو پہنچی اسنے فرعون مصر کو نامہ لکھا کہ میرے قیدی تمہاری پادشاہی
 بھاگ گئے ہیں انکو روانہ کر ورنہ مصر کا وہی حال ہوگا جو بیت المقدس کا ہوا پادشاہ مصر نے تقاعد کیا

حضرت ارمیا علیہ السلام
 کی ہجرت و احوال

اور حضرت ارمیا نے قوم کو سمجھایا کہ اب بھی توبہ کرو مہین تو بخت نصر کے عذاب میں گرفتار ہو گئے وہ
 عیال میں نہ لے آئے آخر کار بخت نصر جانب مصر با نواج قاہرہ روانہ ہوا قریب مصر پادشاہ مصر سے معافی طلب
 واقع ہوا اور بخت نصر غالب آیا اور جو لوگ قوم بنی اسرائیل کے تھے سب گرفتار ہوئے ان میں حضرت ارمیا
 علیہ السلام بھی تھے سو بخت نصر نے انجناب کو دیکھ کر کہا کہ میں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا آپ پھر اس قوم نہ پاؤ گے
 شریک ہوئے حضرت ارمیا نے فرمایا کہ میں نے اس قوم کو تیری سطوت سے ڈرایا تھا لیکن انھوں نے
 خیال نہ کیا میں مجبور ہوں تب بخت نصر نے حضرت ارمیا کو چھوڑ دیا اور خود جانب بابل روانہ ہوا اور حضرت
 ارمیا علیہ السلام مصر میں رہے اخبار الدول میں ہو کہ حضرت ارمیا علیہ السلام مصر میں تھے کہ اللہ نے وحی بھیجی
 کہ میں بیت المقدس کو پھر آباد کیا چاہتا ہوں سو حضرت ارمیا علیہ السلام ایک گدھے پر سوار ہو کر جانب
 بیت المقدس روانہ ہوئے الغرض صاحب اخبار الدول نے تمام واقعہ موت حیات ہمارے وغیرہ کا جو برداشت
 حضرت عزیزنا علیہ السلام کی حکایت میں مذکور ہے بیان کیا ہے کہ فقیر مولف اُسکو بعینہ احوال حضرت عزیز
 گزارش کر لیا اور اخبار الدول میں ہو کہ عمر حضرت ارمیا تقریباً سو برس کی ہوئی فائدہ اہل سیر کو
 بخت نصر کے حال میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ میکین پادشاہ کا حکم ذکر ہو گیا ہے کہ کاتب منشی تھا
 اور محمد ابن حریر طبری کے نزدیک اس ولاد کو درزوسہ سال آنکھیں نہ تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر پانچ
 قائم مقام کبیر کا وزیر تھا اور اخبار الدول میں ہو کہ ابن البنت سخیار بیت تھا اور روضۃ الصفا میں ہو
 کہ بخت نصر ایک شخص یتیم تھا اور حال اُسکا یوں ہو کہ دانیال اکبر نے توبت میں دیکھا تھا کہ قرعہ
 ایک شخص بیت المقدس کو خراب کر لگا سو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھ کو اُسکے نام سے
 اطلاع حاصل ہو جائے سو اللہ نے نام اُسکا خواب میں بخت نصر بتلایا کہ اُسکی تلاش میں دانیال اکبر
 جانب بابل تشریف لے گئے اور مال اپنا تھا جو وہ یتیموں کو دینے لگے یہاں تک کہ ایک ذرا کا غلام
 کسی کام کو جاتا تھا دفعۃً راہ میں ایک لڑکا بیمار نظر پڑا اور اپنا نام اُسے بخت نصر بتلایا غلام نے
 یہ احوال دانیال سے کہا وہ بخت نصر کو اپنے مکان پر لائے اور معالجہ کرنے لگے جب صحت ہوئی تو
 دانیال نے کہا کہ تو آخر کار پادشاہ ہو گا اور بیت المقدس کو یہ قہر و قابہ اپنے قبضے میں لاؤ گا سو تو اس
 خدمت کے عوض میں ایک خط امان کا میرے اہل و عیال کے واسطے لکھ دے بخت نصر نے کہا کہ
 آپ خوش طبعی فرماتے ہیں دانیال نے کہا لا اے اللہ میں تجاہوں تو ہزار درم مجھے ملے اور نامہ لکھ دے
 مگر بخت نصر اس کلام کو ہزل سمجھا اور اس تو لے کا ذکر اپنی زبان سے کیا اُس نے کہا شاید دانیال تجاہو تو نامہ امان
 لکھ دے اور ہزار درم اپنے تصرف میں لا چنانچہ بخت نصر نے نامہ امان لکھ دیا اسی سبب سے جب اُسکو

بیت المقدس پر غلبہ ہوا تو اُس نے دانیال اکبر کو طلب کیا وہ رحلت فرما چکے مگر دانیال ابن خرقیل
 مع اہل بیت دانیال اکبر بابائہ امان تشریف لائے اور سطوت پادشاہی سے محفوظ رہے لیکن
 اخبار الدول میں ہو کہ دانیال اکبر کا زمانہ مابین زمانہ ہود و صالح علیہما السلام کے تھا انکو
 بنی اسرائیل میں شمار کرنا غلط ہو فائدہ حضرت شعیا وار میا علیہما السلام نے ہمارے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خبر میں اپنے صحیفوں میں بخوبی کمین ہیں کہ ایتکاس باوصف تحریفات یہودیوں اور نھرائیوں
 بھی باقی ہیں چنانکہ کچھ خبریں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حال میں بیان کی ہیں اور
 کچھ اس جگہ بھی بیان کرتا ہوں سو خوشخبری اول سہنو کہ حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں
 اور انکے صحیفہ میں کہ ایتکاس عیسائیوں کے پاس ہو جو دور اس وقت میرے ملاحظہ میں ہو باب
 پانچواں درس پچیس سے تا ورس او نئیس دیکھا جائے خدا قوموں کے لیے دور سے ایک جھنڈا
 کھڑا کرتا ہو اور انھیں زمین کی انتہا سے سیٹی بجا کر بلاتا ہو اور دیکھ دے دوڑ کر جلد آتے ہیں کوئی
 انہیں نہ تھک جاتا اور نہ پھسل پڑتا ہو کوئی نہ اُٹکتا نہ سوتا اور نہ کسی کا کمربند کھلتا ہے کسی کا
 چولی کا تسمہ ٹوٹتا ہو تیر تیز ہیں اور انکی ساری کمائیں کشیدہ ہیں انکے گھوڑوں کے سم چھانکے
 پتھر کے مانند ہیں اور انکے جگر گرد باد کے مانند دوسرے شیر کے مانند گر جتے ہیں ہاں دوسرے جانوروں کے
 مانند گر جتے آتے ہیں و خوشنالی شکار پکڑتے ہیں اور اسے الگ ایچاتے ہیں اور کوئی بجانے والا
 نہیں یہ تعریف ہو محمدی جہادیوں کے جنگی شان میں ارشاد ہو والعادات صبیحا فالوردیات
 قد جا فالمنغیرات صبیحا فاشرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یعنی قسم ہو دوڑتے گھوڑوں کی ہاتھ پھر
 آگ سلکاتی جھاڑ کر پھر دھاڑ دیتے صبح کو پھر اٹھاتے اُسین گرد پھر بیٹھ جاتے اُسوقت
 فوج میں اور شیر کے مانند گر بننے والے محمد ہیں کہ اولاد اسمعیل سے اور در دراز سے آئے اور
 تیر اندازی سے اسمعیل کی عرب میں مشہور ہو چنانکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہو وہ بنی اسماعیل
 فان ابکم اسماعیل کان رامیا اور فرمایا میں علم الرمی فمترکہ فلیس منا اور کتاب پیدائیل
 توریت میں ہو کہ اسماعیل تیر انداز تھا اور یہ خبر حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتی دوسری
 خوشخبری جو حضرت اشعیا نے ہمارے پیغمبر خدا کی شان میں فرمائی ہو باب بیالیس نسخہ ششم
 صحیفہ اشعیا میں کہ اسوقت پیش نظر ہی موجود ہو دیکھو میرا بندہ جس سے میں نے برپا کیا میرا
 برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہو میں نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قوموں پر عدالت کر لگا وہ
 نہ چلا لگا اور اپنی صدا بلند نہ کر لگا اور اپنی آواز کان اردن میں نہ سنا دیکھا جب تک زمین پر

عدالت نہ کرے نہ گھٹیکہ اور جزیرے اسکی شریعت کے راہ کیلئے مین نے جو یہواہ ہوں تنجو ورت بازی سے
 بلایا ہو تیرا ہاتھ پکڑو نگا اور تیری حفاظت کرو نگا اور لوگوں کے عہد اور قوموں کی روشنی کے لیے
 تجھے دونگا تو اندھوں کی آنکھیں کھولے گا اور بندھوں کو قید سے اور انکو جو اندھیرے مین ہیں دہانے
 نکالے گا یہواہ مین ہوں یہ میرا نام ہو اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا اور دوستائش جو میرے لیے
 ہوتی ہو سو بتوں کے لیے نہونے دونگا یہواہ کے لیے نیانگیت گا دارے تم جو دریا مین گزرتے ہو اوسمین
 پیرتے ہو اسے جزائر اور بان کے بسے والو تم زمین پر ستر اسکی ستائش کرو صحر اور دشت اور
 صحرائی اور دشتی گانون اور یہ جو قیدار مین ہیں آواز مین بلند کریں بہاڑیاں کیت گا دین پہاڑوں کی چوٹیوں پر
 لکھ کریں وہ یہواہ کا جلال ظاہر کریں اور جزیروں مین اسکی شناخوانی کریں یہواہ ایک بہادر
 کی طرح نکل کھڑا ہوگا وہ جنگی مرد کے مانند اپنی خیرت کو ادا کسایا گا وہ اپنے دشمنوں پر بھاری
 کریگا اور اندھوں کو اُس راہ سے جسے وہ نہیں جانتے تھے یجاہنگام مین اُنھیں اُس اسے یجاہنگام
 جس سے وہ آگاہ نہیں ہین تاریکی کو اُنکے آگے روشنی کر دوںگا اور بہتیری چیزوں کو سیدھا مین
 آئے یہ یہ ساؤک کر دوںگا اور اُنھیں ترک نہ کر دوںگا وہی پھر آئے جائینگے وہی نہیٹ پشیان ہونگے جو گھدی ہوئی
 سورتوں پر بھروسہ کرتے ہین اور وہاں سے ہوسے بتوں کو کہتے ہین کہ تم ہمارے خدا ہو آٹھلے یہ کلام
 معجز نظام اول سے آخر تک پکارتا ہو کہ اُس شخص موعود کو جو کہ خدا کا بندہ ہوگا عوم خلق کی پیشوائی
 اور سارے جہان کے لوگوں کی رہنمائی کا منصب عنایت ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراؤن مین ہوتے
 کیونکہ وہ شخص موعود بندہ ہو نہ کہ خود بیٹا سو اس خبر کا صدق اُسی پر ہو جس سے فرمایا قل یا ایہا النسا
 انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اور اس خبر مین نبی قیدار کی قوم کو خاص نوید ہو تاکہ نبی اسرائیل والا پیغمبر
 نکل جائے اور نبی اسمعیل والا پیغمبر ثابت ہو جائے اور توریت سے بخوبی ثابت ہو کہ قیدار حضرت اسمعیل کے
 بیٹے کا نام ہو اور ظاہر ہو کہ انھوں نے عربستان مین ابو دہاش اختیار کی اور سارے عرب نبی اسمعیل مین
 داخل ہو خصوصاً قریشی قطعاً ولیقیناً نبی اسمعیل مین اسی واسطے السلام کے نسخہ صحیفہ اشعیاء مین
 اُسکے مؤلف نے نبی قیدار کے لفظ کو نکال ڈالا ہو اور شروع خبر مین تغیر و تبدل کی ہو اور ظاہر ہو کہ
 اسی پیغمبر کی شریعت مین شعائر ضروریہ سے یہ بات ہو کہ پانچون وقت منادوں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاتا ہو
 اور امام حج مین ہر ٹیلے اور اونچے پر کوسوں ملک چکارتے ہین اللهم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
 اور اسی پیغمبر ذی شان نے فرمایا ہو کہ جب نیچے سے اونچے پر چڑھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا کرو اور جب
 بندی سے نیچے اُترو تب سبحان اللہ سبحان اللہ کہو اور جب بادی مین داخل ہو یا جب منزل پر اُترو

جب کوچ کر و تب خدا کو اس طرح سے یاد کرو پس میں کہتا ہوں کہ یہ خبر ہمارے پیغمبر صادق آتی ہو یا اُس پر جسے ایسا کچھ نہ کیا ہو اور جسکی شریعت میں گھنٹہ و ناقوس بجا کر نماز پڑھتے ہوں اور دروازے بند کر کے خدا کا ذکر چپکے چپکے کرتے ہوں اسی سبب سے عیسا جبار نے کہ اور شلیم میں ہوسا کی مذہب کچھ بڑے عالم تھی اور صرف اپنی طیب خاطر سے اسلام لائے تھے گو اسی دی کہ توریت میں محمد رسول اللہ کی صفت یوں لکھی ہو اُمۃ المہمدون یحیدرون اللہ فی کل منزل و یکبرونہ علی کل شرف الی آخرہ تعالیٰ بنیادی بناؤں ہم فی جو السماء یعنی وہ ایسا شخص ہوگا کہ اُسکے لوگ خدا کی بڑی حمد کرنے والے ہوں کہ ہر منزل میں سفر کے خدا کی تعریف کریں گے اور ہر بلندی پر خدا کی یاد اور اُکا پکا کرنے والا جو سما میں کھڑا ہو کہ چکا چکا کہ آؤ خیر و نجات کی طرف اور یہ گواری اسی ہند و متصلہ سے ثابت ہو کہ اُسکے کوئی واقعہ و خیال کا ثابت نہیں اور یہ جو اشعیاء نے فرمایا کہ درماذہ ہوگا بیان تک کہ اپنی حکومت و عدالت کو بگاڑوں سے بھی صریح مداخلہ میں جنکی شان میں والہ عصک من الناس نازل ہو نہ کہ حضرت عیسیٰ کہ انکی بیان حکومت کا نام نہ تھا اور کس لطافت سے جہاد کی تعریف ہو کہ خدا دشمنوں سے لڑ گیا نہ یہ کہ جیسا اگلے پیغمبروں کے دشمنوں سے کہ مضطر کر کے مار ڈالا حقیقت میں یہ بھی رحمۃ للعالمین کی شان ہو کہ خدا کے دشمنوں سے جو لڑے تھے تو اس طرح لڑے کہ انکی بھول کی ہوس نکلتی رہے نہ بے بس و بیکس ہو کر نہین مایہ پڑے کہ بستیان اُلئی گئیں ہوں اور پانی میں غرق ہوں یا ہوا سنے اُکھاڑ دیا ہو ہتھان و باسی اُجڑ گئے ہوں بلکہ مقابل ہو کر لڑے اور مارے گئے اور زنا و فتنہ کاری اور جہت پرستی جیسی عرب میں تھی وہی کہیں نہ تھی کہوند عرب کے لوگ خدا کی صفات کو بالکل واقف نہ تھے اور عباد کو تو جانتے ہی نہ تھے کیا چیز ہو اور پتھر اور درخت کو اس طرح خدا جانتے تھے کہ ج طرح افغانستان میں حضرت عیسیٰ اور صلیب کی تصویر کو جانتے ہیں اور وقت عبادت آگے رکھتے ہیں سو وہ لوگ ایسے راہ یاب ہوئے کہ انکی ہدایت کا جلوہ جہان میں اب تک پھیلا ہو اور اسی جلوے کی تمنا حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام جی ہی جی میں لیگے مگر حضرت عیسیٰ کی تمنا برنے والی ہو اسکا حضرت اشعیاء علیہ السلام ذکر کرتے ہیں کہ خدا کی شریعت سے نادانف کاروں کے لیے اُس بندے کو ظاہر کر دینگا کہ اُسوقت سے بُت پرستی کی موقوفی پھیلائی اور بُت پرست لگ بڑھتین اٹھاویں گے اور یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہرگز صادق نہیں آتی ہو کیونکہ حضرت اشعیاء پُچار پکار فرماتے ہیں کہ وہ شخص موعود خدا کا بندہ ہوگا نہ خود خداوند تعالیٰ سو اسے اسکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی پہلی انجیل کے پندرہویں باب

نسخہ ۱۳۱۰ میں حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے کہ لم ارسل الا الی غنم بیت سر ایل الفضالۃ یعنی میں سوا
 اسرائیل کے گھرانے کے کمرہ بھڑون کے اور کسی کے لیے بھیجا نہیں گیا اور اسی انجیل کے دسویں باب میں ہے
 کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو صرف نبوت اسرائیلیہ پر بھیجا ہے اور انجیلوین باب میں فرماتے ہیں کہ
 تم بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں پر حکومت کرو گے اور پولوس کے خط و سومہ عبرانیوں سے واضح ہے کہ
 محمد جدید صرف خاندان اسرائیل کے لیے ہے اور یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ سارے جہان کے لیے آئے تھے
 محض غلط ہے غایت الامر یہ البتہ بوجھا جاتا ہے بعض اقوال حضرت عیسیٰ سے کہ اگر خیر بنی اسرائیل بھی
 مہندی بشریت عیسویہ ہو تو ہو سکتا ہے مگر بعثت انکی صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئی ہے علاوہ اس سے
 تخصیص بنی قیدار کی کیسی پکارتی ہے کہ حضرت عیسیٰ مراد نہیں ہو سکتے ہیں قطع نظر اس سے حضرت عیسیٰ
 در ماندہ ہو کر دنیا سے گئے اور اللہ نے کچھ حفاظت نہ کی اور دشمنوں سے محفوظ نہ رکھ سکا حالانکہ حضرت
 اشعیا کے قول میں یہ وعدہ تھا اور جن لوگوں پر حضرت عیسیٰ آئے تھے وہ لوگ ناواقف نہ تھے
 بلکہ بڑے بڑے عالم تھے کہ حضرت عیسیٰ نے خود آنکو فرمایا ہے کہ تم لوگ علم کی گنجی ہو اور یہیل کے
 رسالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل چار سو کئی برس پیش تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی
 جھوٹ چکے تھے اور پھر کبھی بت پرستی میں نہ پڑے پس حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے کون سی بت پرستی
 موقوف ہوئی اور کن بت پرستوں نے ہزیمتیں اٹھائیں اور باوصف اسکے قول حضرت اشعیا میں
 عیسائیوں نے تحریف بھی کی لیکن تاہم صادق نہ آیا اور تحریف یہ ہے کہ اول جملہ کے مقام نسخہ عربیہ
 ۱۳۱۰ میں یون بنایا یعقوب فتائی اعتمدہ اسکا امیل مختاری قبلہ نفسی اعظمی روحی علیہ
 لیخرج الحکم للاحم اور نسخہ ۱۳۱۰ مطابق نسخہ ۱۳۱۰ کے ہے اس نسخہ ۱۳۱۰ میں بندے کا لفظ
 نکالا گیا تحریف اسی کا نام ہے اور اسی قول میں کہ جب تک زمین پر عدالت نہ کرے نہ گھٹیکا
 اور جزیرے اسکی شریعت کی راہ تکینے موجود ہے اور ۱۳۱۰ میں عاجز اور دل شکستہ نخواہد شد
 تا وقتیکہ عدل را بر زمین قائم نہ نماید جبذا ر منتظر شریعت او خواہند گردید اور ۱۳۱۰ میں
 لا یسرق ولا یکسر الی ان یصنع الحکم علی الارض و علی اسمہ یتکل الامم پس ملاحظہ کرنا چاہیے
 کہ کمان گھٹیکا اور کمان عاجز و دل شکستہ نخواہد شد اور کمان لا یسرق اور کمان عدل کرنا
 کہ یہ ہرنی کی شان ہے اور کمان حکومت کہ ہرنی شان نہیں بلکہ صرف بھنوں کے واسطے ہوا
 جس طرح ہمارے حضرت صلۃ اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ اور داؤد علیہما السلام اور دیکھا جاتا ہے
 کہ کمان جزا پر اور کمان امم جو اس قول میں ہے صحرا اور دشت اور صحرائی اور دشتی کانون اور

اور یہ جو قیدار میں ہیں آواز بلند کریں پہاڑیان گیت گادیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر لکھا ہے کہ
 نسخہ فارسیہ مطابق جو اور عربی واسلے نے کیا خوب مختصر کر کے لکھا ہے اور قیدار کا لفظ اس نے
 مطلب کے لیے کیسا نکال ڈالا ہے ایتھا البریہ و قرانا یعطون بشہ مجاہد یعنی خوش ہے و خنجل
 اور اس کے دیہات کہ وہ خدا کی بڑائی کرتے ہیں پس باوصفت ان تخریفات کے بھی حضرت
 اشعیا علیہ السلام کا قول حضرت عیسیٰ پر کسی طرح صادق نہیں آتا مگر یہ سارا مقولہ انکا انکی کتابت
 لکھا لا جائے خود بخبری سوم حضرت اشعیا علیہ السلام فرماتے ہیں آئینوں باب نسخہ ششم
 اس امت کی سے باتیں نہ کرو اور جس سے یہ ڈرتے ہیں نہ ڈرو حضرت لشکردن کے خداوند سے
 ڈرو کیونکہ وہی مقدس ہے اور وہی پہاڑی منگ مولا پتھر ہو وہ اسرائیلیوں کے لیے نستی ہے
 اور شام کے لیے مہاجال اور فریب ہو کہ لوگ ٹھوکر کھائیں گے اور گریں گے اور ٹوٹیں گے اور قید
 کیے جائیں گے پس لمبیٹ رکھو دست آویزین اور مہر کر کے رکھ چھوڑو عیسیٰ جو میرے شاگردوں کے
 پاس ہیں اور میں اب انتظار کروں گا اس مالک کا جو ننھ چسپا دیگا اسرائیلیوں سے اور اسی
 پر تک لگائے رہو گا انتہی یعنی یہودی کی سی باتیں نہ کرو اور انکی طرح فلسطین اور روم اور یمن
 وغیرہ کے پادشاہوں سے نہ ڈرو اور انکو مقدس نہ سمجھو بلکہ جانتے کہ تمہارا شام تم کیلئے اور
 اعتماد لشکردن کے خداوند پر ہو جو پادشاہ عادل اور مقدس ہو وہ قیدی پتھر ہو جسے تمہارا دل منہ
 متروک کیا تھا لیکن حق تعالیٰ نے اُسے کو نے کے سر سے پر رکھا اور خاتم الانبیاء ہوا اور انکی کتابت
 لیے بنی ہو کہ آپر مسلط ہو گا اور بنی کی طرح ایک ایک کر کے سبکو شکا کر دیگا اور یہاں تک
 اور شام کے لیے مہاجال ہو کہ اکبار کی آسمین عمل کر دیگا اور لوگ اُس پتھر سے ٹھوکر کھائیں گے
 کہ انکی نبوت میں شک کریں گے اور گریں گے اور جب گریں گے چور چور ہو جائیں گے اور یہ چور ہونگے
 قید کیے جائیں گے کیونکہ بھاگنے کی طاقت نہ رکھیں گے پس رفتہ رفتہ تمام خرابی اور شکا مالک
 اور مخدوم ہو جائیگا اور سب اسکے دین میں آجائیں گے سو یہ بات امام مہدی رضی اللہ عنہ کے
 وقت میں ہوگی پس اسی پیغمبر و اپنی دست آویزین لمبیٹ رکھو اور عیسیٰ انبیاء کے سمیٹ رکھو
 کیونکہ جب وہ لشکردن کا مالک ظاہر ہوگا یہ سب منسوخ ہو جائیں گی اور انکی کچھ احتیاج نہ رہیگی
 اور اب میں اسی مالک کی جو نبی اسرائیل سے روپوش ہو اور انکو نبی اسرائیل حقیر
 جانتے ہیں انتظار کروں گا کہ وہ اسرائیلی نہ ہو گا بلکہ اسرائیلوں کے گھر آنے سے ہوں چھین لیا
 اور انکا غور ڈھا دیگا پس یہ خیر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور حضرت

حضرت عیسیٰ کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ ملک اور لشکر اور تیغ اور سلطنت کچھ نہ رکھتے تھے
 عیسیٰ کی صفت ایسی نہ تھی کہ جسہین لوگ ٹھوکر کھائیں اور گرین کیونکہ انکی شرع میں قتل
 اور جیس کا حکم نہ تھا اور نہ اس میں کوئی ٹھوکر کھا کر اگر اور نہ ٹوٹا اور نہ قید ہوا اور حضرت عیسیٰ تو تھا
 اسرائیلی تھے اور بنی اسرائیل کی خاص ہدایت کو مبعوث ہوئے تھے منہ چھپانا اسرائیلوں سے
 کیا جانی اور کسی شریعت کے بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ ناسخ بھی نہ تھے پھر دست ویزد کی پینے کی
 کیا حاجت تھی اور کوئے کے سرے کا پتھر ہونا ایسا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت ہو
 جس طرح حضرت عیسیٰ کی نبوت کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وایت کرتے ہیں
 کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن نبیاء ترک منہ موضع لبنہ
 فطاف بہ النظر یتعجبون من حسن نبیاء الاموضع اللبنة ختم فی البیان ختم فی الرسل یعنی سیری کما دت
 اور پیغمبروں کی کما دت ایک کی سی ہو کہ خوب بھی عمارت بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ رہنے دی پھر
 گھومے گئے گرد دیکھنے والے کہ تعجب کرتے تھے اُسکی خوبی عمارت سے مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی
 سو میں نے بنا کیا اس اینٹ کی جگہ کو جو رہ گئی تھی اور تمام ہوئی مجھے عمارت تمام ہوئی مجھے
 نبوت یہ حاجت مسیح بنماری اور مسلم میں ہو اور شکوہ میں فضائل سید المرسلین میں مذکور ہو
 اسی طرح بہت خوش خبریاں حضرت اشعیانہ نبی نے دی ہیں جسکا جی چاہتا تھا اُنکے
 صحیفے میں موجود ہیں دیکھئے آئندہ اگر عیسائی نکال ڈالیں تو عجب نہیں ہو کیونکہ جب چھپا یا جدید
 ان کتابوں کا ہوتا تو تب کچھ کچھ نکال ڈالتے ہیں اور حضرت اسیا علیہ السلام کے صحیفے کے
 بارہویں باب میں ہو کہ خدائی تمہارا اسطوت سے اسطوت تک کھالیگی اور کسی انسان کو سلائی
 نہ دے گی جس زمین کا میں نے قوم اسرائیل کا وارث کیا میں اُنھیں انکی زمین سے اکھاڑا لوں گا
 اور یہود کے گھر سے انھیں سے اکھاڑوں گا اور ایسا ہو گا کہ اُنکے اکھاڑنے کے پیچھے میں
 پھر لوں گا اور انہر رحم کروں گا اور ہر ایک کو اپنی اپنی میراث پر اور ہر ایک کو اپنی اپنی زمین
 پہنچا دوں گا اور ایسا ہو گا کہ اگر میرے لوگوں کی راہیں سیکھیں گے کہ میرے نام سے خداوند
 ہی کی قسم کھائیں جیسا اُنھوں نے میرے لوگوں کو بعل کی قسم کھانا سکھا یا تو وہ میرے
 لوگوں کے درمیان آباد ہوں گے انتہی لطیف یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے اتباع جہاد کرتے ہیں
 یہاں تک کہ ممدی رضی اللہ عنہ ظاہر ہو کر سب گمراہوں کو صاف کر ڈالیں گے اور اسوقت سب
 سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان لاؤں گے اور آرام سے رہیں گے اور شرع محمدی کے موافق قسم کھائیں گے

اور ظاہر کہ حضرت ارمیا کے بعد کسی وقت میں ایسا نہیں ہوا کہ تمام زمین میں ایک دین ہو جاوے مگر امام مہدی کے وقت میں سلامیوں کے قول پر ایسا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرا ظہور پکڑے اور عیسیٰ بھی ایسا کہتے ہیں کہ ایک دن ایسا ہوگا پس بالاتفاق ثابت ہو کہ ایک دن تمام جہان میں ایک دین جاری ہوگا اور کافر مخالف نہ رہیگا مگر حضرت ارمیا کے حکام سے نکلتا ہو کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ کے دین میں خدا کی قسم کھانا نہیں درست اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں درست ہو سو اس وقت اگر حضرت عیسیٰ کا دین ہوتا تو قسم خدا کی نہ کھاتے اور حضرت ارمیا کہتے ہیں کہ خدا کی قسم کھائینگے پس معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں جوگا اور ملو اور کھا لیا اور زمین موزوں ہو چھین لینا اور یہود کے گھرانے کو اکٹھا کرنا یہ سب دلائل قویہ ہیں کہ بیان سے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اگر کوئی کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بزور شمشیر مذہب اسلام جاری کیا اور یہ خدا کی خوبی کے خلاف ہو کہ لاکھوں آدمیوں کو بے جان کر کے اپنا دین حق جاری کرے اور اللہ نے کسی نبی یا بادشاہ کو کبھیوں نہیں فرمایا کہ دنیا میں زور و ظلم سے میرا دین جاری کرو تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت نوح کے وقت میں کیا ہوا تھا جو آدمیوں کو پسند و ناپسند پر ندون و ندون سمیت غرق آب کی موت کسی شخص محدود رہ گئے کہ پیدائش کی کتاب میں صاف موجود ہو اور حضرت ابراہیم نے لہذا عوم بادشاہ و غمیرہ کو کس طرح قتل اور غارت کیا تھا اور حضرت لوط کی آفت پر کس طرح آگ اور گندھک برسی تھی اور فراعنہ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے کیسے ہلاک ہوئے تھے اور حضرت موسیٰ کے حکم سے حضرت یوشع نے کس طرح عمالقہ کو تلواریں شکست دی ہو اور بنی اسرائیل کے سردار نے بارہ ہزار اسرائیلیوں کو ساتھ لیکر حضرت موسیٰ کے حکم سے ند پانیوں کو کس طرح قتل کیا تھا اور انکا مال و اسباب و دواب مویشی کیسے سب لوٹ لیے تھے اور انکی ساری بستیاں اور گھر کیسے چھونک دیے تھے اور حضرت داؤد نے کس طرح چار سو اتسی کو س مصر تک میر کر کے اُس زمین کے لوگوں کو قتل کیا تھا اور جلاباب فلسطینی کو کس طرح اپنے ہاتھوں سے مارا ہو اور سمسون نے ایک گدھے کی ہڈی سے ہزار آدمی کس طرح مار ڈالے تھے اور بنی املاک یعنی دجال کو عیسیٰ علیہ السلام اپنے دم سے کس طرح فنا کر دینگے اسی طرح ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلواریں کے زور سے دین حق جاری کیا تھا جسکا ذکر اشیا اور ارمیا علیہما السلام اور سارے پندرہ نمبر کرنے آئے اور یہ تو اللہ کی مصلحتیں

محبوب بن جسکا اشارہ حضرت اشعیا اپنے صحیفے کے آٹھویں باب میں فرماتے ہیں یعنی آخر
زمانے میں یہی اُسکی حکمت نے تقاضا کیا کہ خلق بزدل راہِ رست پر لائی جائے اُسکو تہذیب عام
و تکمیل تمام منظور تھی اس واسطے نبوت اور سلطنت کو ایک کر کے حکم دیا کہ سبکو سیدھا کر دیکھاتے
ہوں تاکہ مار دھاڑ سے اور یہ قہر بھی صرف تہذیب کے واسطے منظور ہو اور آخر میں ایسا ہی ہوتا ہے
کہ جب لوگ کسی طرح نصیحت نہیں سنتے اور پند کرنا حد سے گذر جاتا ہے اُسوقت حکم ہوتا ہے کہ تمامین
کو مار دسو حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پینچ ہزار ایک سو تیس اور آٹھون نے خلق کو
بنحو بی نصیحت کی بلکہ بعضوں نے مار دھاڑ بھی جاری کی اور بعضوں نے بدعت سے خلق کو
تباہ کیا لیکن وہ ہرگز سیدھے نہ ہوئے مگر تھوڑے تھوڑے ہر زمانے میں حتیٰ کہ ہند اور
فارس وغیرہ میں اُنکا دین نہ ہو سچا تب حق تعالیٰ نے یہی تجویز کیا کہ اب حکم تیغ کا علی العموم
دینا خوب ہے اور سوائے اسکے اور بھی خبرین حضرت ارمیا علیہ السلام کے صحیفہ میں موجود ہیں
اُن سب کا لکھنا تطویل لا طائل ہے فائدہ چونکہ ذکر دانیال اکبر و اصغر کا اس مقام پر ضرور ہے
اس لیے پوشیدہ نہ رہے کہ دانیال و شخص ہیں ایک دانیال اکبر جو بقول صاحب اخبار الدول ابن
یہود و صالح علیہما السلام کے تھے ابن جوزی نے ستوہ المعزوں میں لکھا ہے کہ دانیال اکبر کو
وحی ہوئی کہ وہ نہرین غظیم یعنی دجلہ و فرات کھود دانیال نے التماس کیا کہ میں کس طرح کھودوں
ارشاد ہوا کہ ایک سیخ لو ہے کی لیکر لکڑی میں گھاڑا اور اپنی پشت پر پھینک دے کہ میں اسے
تیری اعانت کے فرشتے بھیجوں گا چنانچہ دانیال اکبر نے ایسا ہی کیا تب یہ دونوں نہرین
کھودی گئیں یہ حضرت بقایا سے قوم عاد سے تھے انھیں کی قبر شہر عراق میں ابو موسیٰ اشعری کی
حکومت میں دستیاب ہوئی تھی اور زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تھا سوائے قبر کو
مسلمانوں نے اُٹھایا اور لاش مبارک کو بعد تجمیز و تکفین نماز پڑھ کر دفن کیا چنانچہ زمانہ
اسریٰ میں جب قلعہ برپا تھا بابائی کی ضرورت ہوئی تھی تو اُسی قبر سے استسقا کرتے تھے کہ فی اخبار الدول
اور بعض کتب معاری میں لکھا ہے کہ دانیال اصغر کی قبر خلافت حضرت عمر بن علیؓ ہر اور صورت
اُسکی یوں ظاہر ہوئی کہ جب ابو موسیٰ اشعری مدینہ منورہ پر غالب آئے تو وہاں ایک مکان
مقتضی دیکھ پڑا کہ اُسکا ابو موسیٰ نے کھلوا یا اس میں ایک سنگ کلان بصورت حوض رکھا تھا
اور اس میں ایک شخص طویل و عریض چوکھٹ پر مردہ پڑا تھا ابو موسیٰ نے اہل ہوس سے پوچھا
یہ تاش کس شخص کی ہے انھوں نے کہا دانیال حکیم کی ابو موسیٰ نے کہا وہ یہاں کس طرح آئے وہ بولے

کہ ہمارے شہر میں ایک مرتبہ قحطِ عظیم پڑا تھا ہمارے پادشاہ نے شاہِ بابل سے استدعا کی کہ دانیال حکیم کو یہاں بھیج دو کہ انکی برکت سے قحط دفع ہو سو پادشاہِ بابل نے انکو یہاں بھیج دیا کہ انکی دعا سے بارش ہوئی اور قحط دفع ہوا لہذا ہمارے پادشاہ نے انکو اپنے ملک میں رکھا اور جب انھوں نے وفات پائی تو انکی لاش باحتیاط رکھ چھوڑی اب بھی جب کسی طرح کی بلانال ہوئی ہو تو ہم لوگ اس مکان میں اگر بدعا و زاری عرض کرتے ہیں کہ اُسکی برکت سے بلا دفع ہوتی ہو ابو موسیٰ نے یہ کیفیت حضرت فاروقِ اعظم سے عرض کی انھوں نے ارشاد کیا کہ لغش مبارک کو نکال کر اور نیا کفن پہنا کر بطریقِ سنت اسلام دفن کر دینا ابو موسیٰ اشعری نے مطابق ایما سے فاروقِ اعظم اُس لاش کو دفن کیا اور طریقِ جمعِ بین الروایتین یہ ہو سکتا ہو کہ دونوں کی لاش ملی ہو دانیالِ اکبر کی عراق میں اور دانیالِ اصغر کی سوس میں دوسرے دانیالِ اصغر کو ابنِ خرقیل کہتے ہیں یہ حضرت زمانہ نجاتِ نصر میں تھے اور علمِ نجوم و رمل میں منفرد اور علومِ حکمت و معرفت میں بے نظیر تھے انکو بھی نجاتِ نصر اور لادِ رسل میں گرفتار کر لیا گیا تھا مگر بابل میں پہنچ کر انہیں باحسان امتنان پیش آیا اور بعد چندے نجاتِ نصر نے چند جوان خوبصورت صاحبِ حکمت و فتوت اور لادِ نبی اسرائیل سے اپنی خاص خدمت میں رکھے انہیں حضرت دانیال بھی تھے بلکہ انکو سب میں مستثنیٰ و مقبول کر لیا تھا اور اللہ نے انکو نبوت بھی عطا فرمائی ایک دن موسیٰ بن نے عرض کی کہ تو ایسے شخص سے ملنے سے جو تجھے دین میں ناموافق اور تبرا کھانا بھی نہیں کھاتا نجاتِ نصر نے امتحان کیا تو قولِ موسیٰ صبح نکلتا تب سے حضرت دانیال کو قیام بعد چندے نجاتِ نصر نے ایک خواب عجیب دیکھا اور دُرُور اگر صبح تک بالکل بھول گیا لیکن بچ بھی بخومیون اور کاهنوں وہ بولے اگر خواب سنھتے تو تعبیر بتلاتے نجاتِ نصر نے کہا کہ اگر خواب اور اُسکی تعبیر نہیں بتلاتے تو میں سب کو قتل کر دوں گا یہ خبر حضرت دانیال کو بھی پہنچی انھوں نے داروغہٗ محبس سے کہا کہ میں خواب و تعبیر دونوں بیان کر سکتا ہوں داروغہ نے پادشاہ سے کہا اُس نے طلب کیا اور دستورِ بار کا یہ تھا کہ جو کوئی جاتا وہ اولیٰ پادشاہ کو سجدہ کرتا تھا سو حضرت دانیال نے سجدہ نہ کیا وجہ پوچھی حضرت نے فرمایا کہ میرے خدا نے سوائے اپنے دوسرے کے واسطے سجدے کا حکم نہیں دیا ہو اگر میں اسے غیر کو سجدہ کر دوں تو علم و حکمت میرا جاتا رہے اور ہلاک ہو جاؤں پادشاہ نے اُس کلام کو بعد تعجب پسند کیا پھر حضرت دانیال نے فرمایا کہ تو نے ایک بُتِ عظیم الجثہ جسکا سر سونے کا گردن چاندی کی کمر بند کی پٹلیاں لوہے کی اور زباں کے نیچے ٹھیکریاں مہین دیکھا پھر دفعۃً ایک پتھر آسمان سے گرا

کہ وہ چکنا چور ہو گیا اُس وقت کچھ خیال ہوا کہ تمام جنہ و انسان اس بُت کے اجزا کو جمع نہ کر سکیں گے دفعۃً ایک ہوا چلی کہ اُس نے اجزائے منتشرہ اُسکے جمع کیے اور وہ پتھر ایسا بڑھا کہ تمام زمین اُس سے بھر گئی سخت نصر نے شکر کیا خواب ہی تھا اب اسکی تعبیر فرماوین دانیال نے کہا کہ بُت نمونہ زمان و ملک ہو اور سرزمین ملک ترمید و تیرا ہوا و کمر اور دن کی مملکت سے کنایہ اور حدیہ شمال سلطنت فارس کی ہر کہ اوٹو حال بینی یادہ استحکام پاوے گی اور ٹھیکریان اشارہ ہو کہ حکومت فارس ان آخر کو ضعیف ہوگی اور جسے آسمان اُتر کر اُس بُت کو توڑا وہ ایک بغیر ہو کہ آخر زمانے میں ظاہر ہوگا کہ تمام ادیان کو نسوخ فرما دیا اور شریعت اُسکی قیامت تک ہلکی پا دشاہ نے کہا کہ تمہارا احسان ہو اب تمام مہر سے پاس یا کر فانی آئیت تمہارا خدا را زہنہاں سے آگاہ ہو اور سب معبودوں کا خدا ہو اور اس میں سب جمع کما ہے بابل کا سردار بنایا اور صوبہ داری بابل اُسکے واسطے تجویز کی حضرت دانیال نے قبول نہ فرمائی مگر اُسکے دربار میں تشریف رکھا کرتے تھے بعد ازاں بخت نصر نے بصلاح محوس ایک بہت طیار کر لیا اور لایا ایشاک کو اُسکے سجدے کی تکلیف دینے لگا بلکہ سردارک و منک و عبد بنو نقاسے دانیال علیہ السلام کو سبیل انکار کے ایک مین ڈلوایا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت دانیال کو بھی آگ میں ڈالا تھا مگر سب لوگ محفوظ رہے جب بخت نصر نے کہا کہ خدا سے دانیال بڑا کامل ہے چند سے پا دشاہ نے ایک خواب دیکھا اور حضرت دانیال علیہ السلام سے اُسکی تعبیر چھی آجنا ہے فرمایا کہ اب پا دشاہت تجھے جینی جائیگی اور کجا انسانوں کا شکایتیگی اور بیل کی طرح گھاس کھاوے گی اور بڑی گردش مانہ تجھ پر لگی تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اللہ قادر ہے جبکہ جاتا ہے اپنے ملک پر قدرت بختنا ہے بجا اس مقولے کہ ایسا ہو کہ بخت نصر آدمیوں سے علاوہ بھاگا اور مثال بلوون کے چرنے لگا اور جب بدن اسکا شہنم سے ترو اتوبال جسے اور صورت اسکی بصورت حمار معلوم ہونے لگی اخبار الدولہ کی کج رسالت سے ہنس نکال اُسکی غیبت میں ہا مگر فضل و فراست اسکی قائم رہی اور قاب اسکا قلاب انسان رہا اس سبب سے ملک اسکا قائم رہا بجا اسکے اللہ نے پھر آدمی بنایا تو وہ بیان لایا اور اللہ کا شکر کرنے لگا لیکن مین کتنا ہوں کہ اُسکے ایمان میں انتہا و سبب بعضے کہتے ہیں کہ چونکہ اُس نے بغیر دن کو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور توریث کو جلایا اس سبب سے اللہ نے توبہ اُسکی قبول نہیں کی اور ایک مجتہد اُسکی ناک سے دماغ مین گیا اور بھیجا دماغ کا کھا گیا اور بعضے کہتے ہیں ایمان اسکا قبول ہوا اور بعد ازاں امت ایمان و برس کے بعد مگر گیا اور بعضے کہتے ہیں بُت بہت مرا بہر تقدیر بخت نصر اسکا بیٹا پا دشاہ ہوا اور کسے از روے کبر و نخوت ظروف بیت المقدس مین شراب پینی شروع کی اور حضرت دانیال نے ہر چند منع کیا لیکن اُس نے نہ مانا آخر کار اُس نے حضرت کو کچال یا لہ حوال عورت بخت نصر نے مٹا

اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تیرا باپ بلاصلاح و مشورہ دانیال کو لی کام کرتا تھا تو نے نہایت بجا کیا جو انیال کو اپنی مجالس سے دور کیا اس نے کہا دانیال میرا دشمن تھا اس واسطے میں نے دور کیا انھیں دزدن میں ایک دراز ہے صاحب دوزن بیٹھا ہوا باتیں کرتا تھا کہ ایک پنجہ ظاہر ہوا اُس میں تین کھمبے تھے مگر کسی نے نہ جانا وہ کیا تھا اور فی الفور نائب ہو گیا اس واقعہ سے پادشاہ کو اندیشہ ہوا اُس نے اپنی ماں سے کہا وہ بولی کہ حقیقت اس معاملے کی دانیال جانتا ہے سو اُس نے حضرت دانیال کو بلا کر پوچھا حضرت نے فرمایا وہ پنجہ غیبی تھا اُس میں لکھا تھا دزدن مخفی و وعدہ ناخبر و جمع فقر یعنی اللہ نے اعمال تمہارے کو لے تو وہ سب کچھ اور پردہ ملک کیا سو دنا کیا اور یکجا کیا اب متفرق کریگا پادشاہ نے کہا تفریق کب ظاہر ہوگی فرمایا کہ میں نے اپنے نواب خواصون کے ہاتھ سے مارا جا چکا اور ملک دولت دوسرے شخص کو ملیگا چنانچہ دوسرا ہی ہوا اور دوسرا شخص پادشاہ کو بغض کہتے ہیں کہ نام اُس کا دارا تھا اُس نے بنی اسرائیل کو مع حضرت دانیال اسبابِ ریش بیت المقدس جانب بیت المقدس داندہ کر دیا اور بعض اہل سیر فرماتے ہیں کہ بابل میں ہے اور موضع سوس میں کہ متعلق ارض مغرب سے ہر وفات پائی اور اکثر قائل ہیں کہ وفات بیت المقدس میں ہوئی وہیں مدفون ہیں اخبار الدول میں ابی زیاد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک انگشتری ابی پردہ ابن ابی موسیٰ اشعری کے ہاتھ میں دیکھی کہ اُس کے انگلیں پر تصویر دشر دن کی تھی اور ماہین اُس کے ایک تصویر آدمی کی گویا دشر دن آدمی کو پھاڑنے میں اور ابورہ نے کہا کہ یہ خاتم دانیال علیہ السلام کی ہے جو وقت دفن کرنے کے میرے ہاتھ لگی کہتے ہیں کہ سبب اس نقش کا یہ تھا کہ جب نجات نصرت بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کیا تو دانیال اسی حصہ میں پیدا ہوئے انکی ماں نے خوف قتل ایک گڈھے میں ڈال دیا اس امید سے کہ اللہ اسکو محفوظ رکھے گا جو حافظہ حقیقی ایک شیر کے واسطے حفاظت کے اور ایک نادر شیر کو واسطے دودھ پلانے کے معین فرمایا کہ وہ دوزن لکھو لپٹے اور کھلائے جب دانیال جوان ہوئے تو انکی ماں نے واسطے تذکیر نچاے الہی کے وہی صورت فص خاتم میں کندہ کرانی تھی فائدہ حضرت دانیال نے بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر شہادت میں اپنی اُمت کو دی ہیں کہ اب تک صحیفہ دانیال میں جو عیسائیوں کے پاس موجود ہو گئی ہیں اور اُسے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کاروبار کا کتاب تھا بطرح حضرت یوسف علیہ السلام کا اول خوش خبری جو حضرت دانیال نے دی یہ ہے کہ میں نے چار جانور دیکھے ایسے اور ایسے اور چوتھا بہت ہی عظیم و قوی تھا اُس کے دانت لوہے کے تھے کھا جاتا تھا اور پس ڈالتا تھا جو کچھ اُس کے منہ میں پڑتا تھا اور وہ سب جانوروں سے ممتاز و مخالف تھا اور اُس جانور کے دس سینک تھے پس دیر نہ گزری تھی کہ ان سینکوں میں سے چھوٹی چھوٹی شگوٹیاں مین اور امیں آنکھیں بن گئیں پھر ایک چھوٹا سینکا ایسا بڑھا کہ سب بڑا ہو گیا اور اُس سے میں نے عجیب کلام سنا سو یہ جو تھی مملکت ہو کہ سب کے آخر ہوگی اور سب سے افضل و اکمل

انتہی تو انھیں پست میں کہتا ہوں کہ یہ عظمت عظیمہ ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور نبوت کے دانت جہاد یون کے ہتھیار ہیں اور شرع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبک مخالفت یعنی مانع ہر اور دخل سینک صحابہ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اور سنگوٹیان خلفائے عباسیہ وغیرہم اور چھوٹا سینک حضرت امام موعود مہدی آخر الزمان ہیں اور کلام عجیب قرآن شریف یا امر اگرچہ اس خبر میں عیسائیوں نے تحریف کی ہے لیکن ہمارے مطلب کی بات اتنا موجود ہو اگر کسی کو منظور ہو تو سالتوان باب صحیفہ دانیال کا ملاحظہ کرے دوسری خوشخبری جو دسویں و بارہویں باب کے ملانے سے صاف نکلتی ہے کہ حضرت دانیال فرماتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ دجلے کے کنارے کھڑے ہوں اور ایک شخص کتانی پر پہن پہنے ہوئے خالص دھنے کا یوگا باندھے کھڑا ہو اسکا بدن برص کا منہ بجلی کا آنکھیں مانند مشعل باز و نہر اس کے چمکتی تھیں باتوں میں ایک آواز بنگامے کی پھر میں نے دیکھا کہ دو اور کھڑے ہیں ایک نہر کے کنارے اسطرح دوسرا اسطرح سو ایک نے اس سرمد کتان پوش سے پوچھا کہ ان عجائبات کا آخر کب تک ہو اُس نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف باندھ کر حی القیوم کی قسم کھائی اور کہا ایک وقت اور دو وقت اور آدھے وقت تک ہر پرین نہ بچا پھر میں نے پوچھا اُس نے کہا اے دانیال تو رحلت کر یہ یا تین آخر کے وقت تک بند و مختوم رہینگے اور بہت لوگ ظاہر و باک دخالص بنینگے کہیں شریر شرارت کرتے رہینگے اور سب شریر نہ سمجھینگے پروانا سمجھینگے اور اُس وقت دہائی فرما اٹھائی جائینگے اور تو رحلت کر رحمت پادشہ اور دنوں کے آخر میں اپنی میراث میں اٹھ کھڑا ہوگا اٹھنے

مخصوصاً پس واضح ہو کہ مرد کتان پوش جو کنارے پر کھڑے تھے حضرت میکائیل حامل لوح تھے اور وہ دو شخص جنھوں نے پوچھا حضرت جبرئیل و اسرافیل تھے سو حضرت میکائیل نے سارے تین وقتوں کی تصریح فرمائی اور انکو خاص کیا اگرچہ وقت بہت تھے سو جب ایک وقت کہا وہ حضرت عیسیٰ کا وقت ہو جس میں رحمت حق بخوبی ظاہر ہوئی اور جب دو وقت کہا وہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہو جس میں رحمت حق و جلال و جمال و علم ظاہر و معرفت باطن نے بخوبی کمال پکڑا اور آدھا وقت حضرت امام مہدی کا ہو کہ اُس میں محمدی شریعہ کامل ہوگی اور ہمدرد ولایت ظاہر ہونگے اور اس عرصہ و راز میں جو ماہین حضرت صلعم و امام مہدی کے گزریگا بہتیرے شریر نبی بنینگے اور بہتیرے آپ کو امام مہدی بتلاوینگے لیکن انکی شرارت کچھ کام نہ آوے گی اور شریر نہ فہم یہود و نصاریٰ ہیں اور صہب فہم اہل اسلام ہیں اور دائمی قربانی اٹھ جانے سے یہ مراد ہو کہ یہ طریق قربانی جو بھل جاری ہے ہوتو ہو جائے در شریعت اسلامیہ میں منسوخ ہوگا اور حضرت میکائیل حامل لوح جو اس صورت میں حضرت دانیال پر

منہج

ظاہر ہوئے اسکا سبب یہ تھا کہ یہ کیفیت جلال و جمال پر دلالت کرتی تھی اور شریعت ہمارے حضرت کی
 بین الجلال و الجمال ہو لہذا اس صورت میں تشریف لائے کیونکہ اُسکی خبر کو آئے تھے فائدہ
 اللہ عالم الغیب الخفیات نے تورات میں لکھ دیا تھا کہ دو مرتبہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اُسکی
 سزا میں دشمنوں کا غلبہ اُنکے ملک میں ہوگا چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جالوت غالب ہوا
 اور نابوت سکیمہ وغیرہ چھین لیا پھر حق تعالیٰ نے اُسکو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور
 بنی اسرائیل کو قوت و شوکت زیادہ بخشی جب کہ حضرت سلیمان پادشاہ بنی ہوشے بعد اُسکے بھی اُن
 لوگوں نے شرارت کی تب سخت نصرت فرمائی غالب ہوا کہ اُسوقت سے پھر سلطنت بنی اسرائیل نے
 زور نہ پکڑا اسی کا اشارہ سورہ بنی اسرائیل میں ہوتا ہے وَفَضَّلْنَا اِلٰی بنی اسرائیل فِی الْکِتَابِ لَتَفْسِدُنَّ
 فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَتَحْمِلُنَّ سَوَآءَ کَثِیْرًا فَاِذَا جَاوَعْدَاوْلٰہُمَا لَعَنَّا عَلَیْکُمْ عِبَادَہٗ لَئِنْ اَدٰی بِاَسْمَآءَ
 خَالِ الدِّیَارِ وَکَانَ عِدًّا مِّنْہُمْ لَآ تَمْرُدُوْا عَلَیْہِمْ اِلَّا اَخِرَ الْاٰیۃِ لَلْکَافِرِیْنَ حَصِیْرٌ لِّعٰنِیْ اَوْ رَصَدٌ
 کہ سنایا ہننے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دوبارہ ورجڑہ جاؤ گے بری طرح کا
 چڑھنا پھر جب آیا وعدہ پہلا اُٹھا ہننے تم پر ایک بندے سخت لڑائی دے لے پھر پھیل پڑے شہروں کے
 بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہننے پھیری تمہاری ماری اُنپر اور زور دیا تاکہ مال سے اور بیٹوں سے
 اور اُس سے زیادہ کر دی تمہاری بھیڑا گڑبھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور جو بُرائی کی تو آپ کو پھر
 جب پہونچا وعدہ پچھلی بار کا کہ وہ لوگ اُداس کرین ہنھ اور بیٹھیں سجدے میں جیسے بیٹھے پہلی بار اور
 خراب کرین جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی آیا ہر رب تمہارا سپر کہ تم پر رحم کرے اگر پھر وہی کرے
 تو ہم پھر وہی کریں گے اور کیا ہر ہننے دوزخ منکرون کا بندی خانہ فائدہ سیاق آیت سے ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ اول خرابی سخت نصرت کی اور دوسرے طیطوس رومی نے جو بعد شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام
 آیا کہ بعد اُسکے پھر بنی اسرائیل کو قوت نہوئی جس جگہ رہے خراب و پریشان رہے اب حضرت صلعم کے
 وقت میں ارشاد ہوا کہ اللہ مہربانی برآیا ہر اگر اس نبی کے تابع ہو تو پھر سلطنت ملے مگر اُنھوں نے
 شرارت کی سو مسلمانوں کو غالب کیا اور آخرت میں دوزخ اُنکا گھر بنایا

تفہیم ربنا چارم در احوال حضرت عزیر علیہ السلام

تفسیر مدارک میں ہے کہ یہ نام عجیب ہے بقول محب طبری عربی عزیر دارمیا عبری اور یہ دونوں ایک ہیں مگر صحیح یہ ہے
 کہ عزیر اور ہین اور ارمیا اور کیونکہ عزیر کے باپ کا نام شریعت تھا اور ارمیا کے خلفیا اور بعضے کہتے ہیں کہ
 حضرت عزیر اولاد دانیال اکبر سے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اولاد یعقوب علیہ السلام ہیں نسب انکا جو وہ دیکھتے

حضرت مارون علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور سامرۃ الاخبار میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عزیر بنی نہ تھے بلکہ ایک عالم ملا سے بنی اسرائیل سے تھے اور ابو الفتوح نصیر بن ابی الفرج جہلی سے منقول ہے کہ عزیر نے بیت المقدس میں مناجات کی سو انکا نام پیغرون میں لبا گیا کذا فی اخبار الدول احوال حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ ہے کہ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا اور اولاد بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل کو لے گیا تو اسی میں حضرت عزیر علیہ السلام مع اپنے ایک بیٹے کے بھی قید تھے جب اللہ جل شانہ نے آپ کو قید سے نجات بخشی تو آنجناب چالیس برس کے تھے سو ایک ہمار پر ہمار ہو کر تنہا جانب بیت المقدس تشریف لے گئے یہاں تک کہ دیر باز ریا دہر ہر قتل واقع کنار دجلہ میان واسط و مدائن یا شاہر آباد یا قریہ بیت میں کہ ایک فرسخ بیت المقدس سے اسط واقع ہے پہنچے اور وہاں کے درخت بیوہ دار پائے اور شہر بالکل ویران پھر تھوڑے اخیر دانگور لیکر کھائے اور کسی قدر بنی تھیلی میں رکھے اور گدھا سواری کا باندھ دیا اور ایک دیوار سے تکیہ دے کے بنظر عبرت اُس شہر کو دیکھنے لگے اور تعجب سے دل میں کہتے تھے کہ یہ شہر کس طرح آباد ہو گا اور باشندے یہاں کے جو بالکل استخوان بوسیدہ ہو گئے ہیں کیونکر زندہ ہونگے چنانکہ اللہ صاحب نے سورہ بقرہ میں فرمایا او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا یعنی یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گر پڑا تھا اپنی جھتوں پر بولا کہ کونکر جلا دے گا اللہ بعد مرنے کے فاما ۃ اللہ ما یتیم بعثہ یعنی پھر مارا اُسکو اللہ نے سنو برس پھر اٹھایا اسی شکل و صورت و عقل و فراست پر اور طعام شراب و حمار اُسکا اس مدت تک پردہ حمایت میں رکھا تفسیر جو اہر میں لکھا ہے کہ جب عزیر کی موت سے ستر برس گذرے تو بخت نصر بابل میں گیا تب اللہ نے ایک پادشاہ فارسی بھیجا اُس نے بیت المقدس کو آباد کیا نام اُسکا ثوشاک تھا اور بعضوں کے نزدیک کورس عدانی نے آباد کیا اور اُس نے بنی اسرائیل میں دی کی اگرچہ کئی طرح کی روایتیں اہل تاریخ نے لکھی ہیں مگر یہ دو روایتیں لائق وثوق ہیں لانما فیہ الدین محدث نے لکھا ہے کہ ابتدا سے بخت نصر سنہ چار ہزار آٹھ سو اکتالیس ہبوطی خواہ چار ہزار آٹھ سو تیس میں ہے اور تخریب بیت المقدس چار ہزار آٹھ سو سترھ یا اڑسٹھ میں اور گشتاسپ ابن لہر اسپ جسکو یوادی کورس کہتے ہیں سنہ چار ہزار نو سو سات میں پادشاہ ہوا سو اس نے بیت المقدس کو چار ہزار نو سو تینتیس میں آباد کیا اور یہ کورس ہمن اسفندیار تھا اور زردشت اسی سنہ میں ہوا اور گشتاسپ نے اُسکی متابعت کی پس اس حساب سے بعد تخریب ستر برس کے گذرنے پر بیت المقدس آباد ہوا ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ بیس برس میں اسکی آبادی از سر نو کی گئی و ہذا القول اقرب

تخت نظر بنام پادشاه
 و سلیمان خان و میرزا
 لاجورد و قاضی و مفتی
 و صاحب دوا و شربت و مفتی
 و جرنده و راه و حد نام
 پادشاه کا فریه نام
 و یک پیر و تخت و نام
 کرد و اصل و تخت و نام
 پیر و تخت و نام
 نام و تخت و نام
 طفلین اسباب و نام
 و دو و پادشاه و نام
 اسباب و نام
 اسباب و نام
 کی طرف و نام
 و نام و نام
 اسباب و نام
 اسباب و نام

الی الصواب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال القصہ جب بیت المقدس آباد ہوا تو اللہ نے حضرت غزیر علیہ السلام کو زندہ کیا اور اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے خبر دایتے کسی اور فرشتہ نے پوچھا و بروایتے جانب فلک سے آواز ہوئی کہ امی غزیر تو یہاں کتنی مدت رہا حضرت غزیر نے دیکھا کہ آفتاب غروب نہیں ہوا اور میں یہاں پہر دن چڑھے آیا تھا تو جواب دیا کہ ایک روز ٹھہرا ہوں یا اس سے کچھ کم اُس نے کہا نہیں بلکہ سو برس یہاں رہا ہر کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ البقرۃ قال کم لبثت یوماً او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام یعنی کما تو کتنی دیر رہا بولامیں رہا ایک وز یا روز سے کچھ کم کہا نہیں تو رہا سو برس تب تو حضرت غزیر علیہ السلام کمال تعجب میں پڑ گئے اور انکھ اٹھا کے شہر کو دیکھا تو مثل روضہ رضوان و بیچو گلستان پایا سے درختیں بطوبی دلاویز ترہ گیا ہش سو سن زبان تیز ترہ روئدہ درو آہا جو بچو و زندہ در و باد ہا سو بسو ہر گوشہ دل کشا منزلے بہر جانب از مردمان محفلے بہ اس معاملہ سے اور بھی حیران ہے پھر ارشاد ہوا کہ فانظر الی طعاکم شراکب لم تیسرہ یعنی اب دیکھ اپنا کھانا اور بینا کہ شرنین گیا چنانچہ حضرت غزیر نے دیکھا تو سب کھانا پینا بس تو موجود پاس رکھا تھا اور انجیر و انگور اسی طرح تازہ و تر بلا تغیر و تبدل پائے گئے اب اور بھی تعجب ہو سے پھر ارشاد ہوا وانظر الی حمارک ونبجاک آیۃ للناس وانظر الی العظام کیف منشرا ثم نکسوا لھا عین دیکھ اپنے گدھے کو اور تجاؤ ہم نمونہ کیا چاہتے ہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح انکھو ابھارتی ہیں پھر انپر پیناتے ہیں گوشت چنانچہ غزیر نے دیکھا تو گدھے کی ہڈیاں سفید سفید رکھی تھیں اور گوشت پوست سارا گل کر خاکس بین لگایا تھا شہر بند قابیش مجموع از ہم ریختہ استخوانا ماندہ و آن ہم نجاک آمینۃ حضرت غزیر شامل میں تھے کہ دفعۃً آواز ہوئی کہ امی استخوان بوسیرہ و فرسودہ جمع ہو جاؤ اور امی گوشت پوست و اجزاء متفرقہ با ہم لمجاؤ چنانچہ بحکم خدا وہ گدھا حضرت غزیر علیہ السلام کے رو برو زندہ ہوا اسوقت حضرت غزیر نے کہا اعلم ان اللہ کل شیء قدیر یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس مقام مذہب طبیعیوں کا باطل ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ امر مفوض طبیعت تھا تو ضرور تھا کہ انگور و انجیر بسبب امتداد مدت دراز کے متعفن ہو جاتے اور حیوان ہر قرار رہتا اور جب حیوان باوصف کثافت کے متغیر ہو گیا اور انگور و انجیر باوجود لطافت کے تبدل و تغیر سے محفوظ رہے تو معلوم ہوا کہ خیر اجسام و تبدل اجرام کوئی اور ہے طبیعت کو مطلق دخل نہیں ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت ارمیا علیہ السلام ہی اور حضرت خضر علیہ السلام بھی وہی ہیں مگر یہ قول ضعیف ہے حضرت ارمیا اور میں اور حضرت خضر اور اسی طرح یہ واقعہ ہر دایت صحیحہ حضرت غزیر علیہ السلام کا ہے اور تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت

امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ جب دشمنوں سے پوشیدہ ہوئے تو ادھر ادھر پھرنے لگے چنانچہ ایک قریہ میں قریات شام سے پہنچے وہاں ایک پہاڑ نہایت بلند و رفیع نظر پڑا اور ایک جماعت نصرانیوں کی اُسی طرف جاتی تھی آنجناب نے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اور تم کہاں کو جاتے ہو وہ بولے اس پہاڑ پر ایک دیر ہے اُس میں درویش رہتا ہے وہ حل مشکل ہماری کرتا ہے اُسکے پاس جاتے ہیں سو حضرت امام موسی کاظم بھی اُنکے ہمراہ چلے گئے جبکہ دروازہ دیر پہنچے تو ایک پیر کسین سال نکل آیا اور حضرت امام کو منور بلور حضرت حق دیکھ کر کہنے لگا کہ تم شاید امت مرحومہ سے ہو میں تم سے چند سوال کرتا ہوں ایک سوال اُنہیں عسیر الجواب ہے اگر اُس سوال کا جواب دو گے تو عسلم و فضل تمہارا قابل اعتماد ہے چنانچہ گئے چند سوالات کیے آنجناب نے جواب دیے اُسے کہا یہ تو سہل تھے اب سوال سخت کرتا ہوں فرمایا اگر جواب صحیح و درست بیان کروں تو ایمان لاؤں گا درویش اہل کتاب نے کہا البتہ ایمان لاؤں گا اور اس بات پر قول قرار مضبوط ہو گیا فرمایا بیان کر اسے کہا مجھ کو خبر دو اُن دو بھائیوں سے جو کہ ایک شب میں پیدا ہوئے اور ایک روز فوت ہوئے اور عجب تریہ ہے کہ عمر ایک کی دو سو برس کی ہوئی اور دوسرے کی سو برس کی حضرت امام نے فرمایا وہ دونوں بھائی عزیز و غزیر پسران شریعہ تھے کہ دونوں تو ام پیدا ہوئے اور پچاس برس تک دونوں ایک مقام میں بسر کرتے رہے پھر غزیر گدھے پر سوار ہو کر کسی کام کو گئے اُنکو اللہ نے مار ڈالا اور سو برس کے بعد زندہ کیا اور اُسی گدھے پر سوار ہو کر اپنے گھر آئے اور اپنے بھائی عزیز کے ساتھ پچاس برس اور زندگی بسر کی بعد ازاں دونوں نے ایک روز وفات پائی اس طرح دو سو برس کے غزیر ہوئے اور سو برس کے غزیر اُسی دم وہ راہب مع حاضرین مجلس ایمان لایا فائدہ روایت ہے کہ اول مسئلہ قضا و قدر میں حضرت غزیر علیہ السلام کو خطرہ آیا تھا سو جناب باری عزاسمہ میں بہ مناجات ملتزم ہوئے یا رب خلقت خلقا افضل من تشاؤ و تہدی من تشاؤ یعنی ای پروردگار تو نے پیدا کیا خلق کو پھر گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور راہِ رست دکھلاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور اسی پر عذاب و ثواب متفرع کرتا ہے ارشاد ہوا یا غزیر اعرض عن ہذا بعد ازاں پھر اُنکے دل میں خلجان پیدا ہوا پھر مناجات فرمائی حکم ہوا یا غزیر اعرض عن ہذا والا محمداً اسک من النبوة یعنی ای غزیر باز رہ اس سوال سے اور اگر نہیں تو نام تیرا کمال ڈالو لگانہوت سے حضرت غزیر نے التماس کیا کہ الہی میں سخت ملول خاطر ہوں اور اسکی حکمت دریافت کیا چاہتا ہوں ارشاد ہوا یا غزیر ذلک میری ولادہ داخل ملک فی اسرار الربوبیۃ مگر یہ دغدغہ اُنکے دل سے دفع نہوا لہذا حق تعالیٰ نے سو برس تک

اُنکو مار ڈالا اور پھر زندہ کر کے پوچھا کہ لبت کما لبت یوما و بعض یوم ارشاد ہوا کہ اے عزیر
 جو شخص سو برس کو ایک دن جانتا ہو وہ اسرار ربوبیت کو کیا جانیکا کذا فی مناقب الاصفیاء القصہ
 حضرت عزیر علیہ السلام گھر سے پر سوار ہو کر اپنے محلے کی طرف چلے نہ کسی نے اُنکو پہچانا اور نہ اُنھوں نے
 کسی کو پہچانا مسافرانہ اس تمام مین گئے جس جگہ کا خیال تھا کہ یہ ہمارا گھر ہے وہاں ایک عورت نابینا اور
 آہنج گنجی ملی وہ عزیر کی لونڈی تھی اُسکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی حضرت عزیر نے اُس سے پوچھا کہ یہ
 گھر عزیر کا ہو اُس نے کہا ہاں اور سخت روئی حضرت عزیر علیہ السلام نے پوچھا کیوں روتی ہو اُس نے کہا تو نے
 اُس شخص کا نام لیا ہے جو سو برس سے غائب ہے کہ اس مدت میں کسی نے اُسکا نشان نہیں بتلایا اور اب تو
 اُسکا نام بھی کوئی نہیں لیتا ہے اور کسی کو اُسکی یاد نہیں ہے صرف میں لونڈی اُسکی یاد میں رو دیا کرتی ہوں حضرت
 عزیر نے کہا خوش ہو میں عزیر ہوں حق تعالیٰ نے مجکو سو برس کے بعد اپنے فضل سے زندہ فرمایا ہے
 لونڈی نے کہا سبحان اللہ یہ بات کوئی مانیکا کہ تم سو برس کے بعد زندہ ہوے ہو اگر تم سترے عزیر ہو تو تم
 دعا کرو کہ میری آنکھیں ہو جائیں کیونکہ عزیر مستجاب الدعوات تھے اُنکی دعا سے بیمار اچھے ہوتے تھے حضرت
 عزیر نے دعا مانگی اُسکی آنکھیں ہو گئیں دیکھنے لگی اور اُس نے عزیر کو پہچانا پھر حضرت عزیر نے اُسکا ہاتھ پکڑا
 وہ چل کھڑی ہوئی اور پانوں اُسکے اچھے ہو گئے پھر وہ لونڈی محلات بنی اسرائیل میں پکارنے لگی
 کہ اے بنی اسرائیل عزیر با خلعت نبوت منصب خلافت پہنچا ہے خورشید وصال از افق ہجر برآمد ہے
 ہمارے شب رفت و چراغ سحر آمد ہے لوگوں نے کہا اے عورت تجکو سودا ہے سو برس ہوے عزیر کو غائب ہے
 اب اُسکا نام زندوں میں کون لیتا ہے پھر اُنکا بیٹا ایک دس برس یا اٹھارہ برس کا اور پوتے پر وے
 بوڑھے بوڑھے یہ خبر سکر دڑے اور اس عورت سے پوچھنے لگے تو کون ہو اور کیا کہتی گئے کہا میں تمھاری
 لونڈی ہوں عزیر کی دعا سے اچھی ہوئی اور یہ کہتی ہوں کہ سو برس کے بعد عزیر زندہ ہو کر آئے ہیں
 چنانچہ حضرت عزیر کے بیٹے و پوتے دیگر روسا اسرائیل حضرت عزیر کے پاس آئے بیٹے نے اپنے
 باپ کو نہ پہچانا کیونکہ حضرت عزیر جو ان تھے اور بیٹے اُنکے سفید و ضعیف مگر یہ کہا کہ ہمارے باپ کے
 دونوں شانوں کے بیچ میں ایک نشان سیاہ تھا بہ شکل ہال سو ہم دیکھیں تو پہچانیں حضرت
 عزیر نے اپنے کپڑے اتارے تو وہ علامت نظر آئی تب خوشی سے روئے اور بہ لسان حال
 یوں کہنے لگے مژدہ باد اے سخت کہ مقصود زرد باز آمد ہر دم چشم جہانے ز سفر
 باز آمد ہر لہ الحمد کہ از وصل میسافریں بہ تر خستہ دلان جان دگر باز آمد ہر بعد از ان
 حضرت عزیر نے پوچھا تو ریت کیا ہوئی بولے بخت نصرت نے جلادی سو برس سے ہم بے کتاب ہیں

حضرت عزیر بہت روئے اور کمال افسوس کیا اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ بھیجا اُس نے ایک طرف پانی کا
 دیا کہ عزیر نے اُس سے پیا تمام توریت اُس کے لوح سینہ پر نقش ہو گئی کہ حضرت عزیر نے اول سے
 آخر تک توریت لکھوادی الاُس نے والون کو تردد دیا تھا کہ یہ توریت ہو یا نہیں اتنے میں ایک شخص نے
 کہا کہ ہم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ ہمارے دادا کہتے تھے جس دن نجات نصرت بیت المقدس لوٹا اور
 توریت پڑھنے والون کو مارا اور توریت جلا دی ہم نے ایک جلد توریت فلان پہاڑ میں دفن کر دی ہو چنانچہ
 سب لوگ جمع ہو کر اُس جگہ گئے اور توریت کو لائے اور حضرت عزیر کی لکھوائی ہوئی توریت سے مقابل کیا
 ایک حرف کا تفاوت نہ نکلا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عزیر نے فرمایا کہ اگر تمکو توریت میں کچھ شبہ ہو
 تو سابق اس سے حضرت اشعیا نے اپنے خط سے لکھ کر فلان مقام پر دفن کی ہو اسے لاکر مقابلہ کر دیا چنانچہ
 مقابلہ میں کچھ بھی فرق نہ نکلا حدیث میں وارد ہے کہ توریت وقت نزول سے کسی کو یاد نہیں ہوئی
 سوائے عزیر علیہ السلام کے اور بعض روایت میں ہے کہ حضرت ہارون کو بھی یاد تھی بعد اس واقعہ کے
 ایک گرد و بنی اسرائیل کا کہنے لگا کہ توریت گم ہو کر ہاتھ آئی تو عزیر بلاشبہ خدا کے بیٹے ہیں چنانکہ
 سورہ توبہ میں ارشاد ہوا وقالت الیہود و عزیر ابن اللہ حبیدہ ابن عمیر کہتے ہیں کہ قائل
اس قول باطل ہے فخاص ابن عازورہ یہودی تھا اُسی نے کہا تھا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء
 فائدہ کتب خواص میں ہے کہ آیہ کریمہ او کالذی مر علی قریۃ تا علی کل شئ قادیہ کا یہ خاصہ ہے کہ
 جو کوئی بروز یکشنبہ ساعت پنجم میں درق آہو پر لکھے اور پارچہ پاک میں لپیٹ کر آستانہ مکان بران کے نیچے
 بکڑے تھڑے دونوں میں دھکاں آباد ہو جائے اور جو آب باران رحمت سے دھو کر درختوں میں ڈالے
 تو خوب پلیدیں اور قرأت اس آیت کی بنا بر قوت حافظہ و رفع قساوت و سختی قلوب حکم اکسیر رکھتی ہے فائدہ
 تواریخ میں مذکور ہے کہ اواخر ایام عزیر علیہ السلام میں سلطنت فارس شام سے منتقل ہو کر یونانیوں
 اور رومیوں کو ملی اور عمر شریف دو سو برس کی ہوئی بجانب شرقی جبل طور کے مزار شریف واقع ہو کر
 انکا سورہ بقرہ برات میں ہے اخبار الدول میں کہ بعد وفات عزیر علیہ السلام کے متولی رہا
 قدس شمعون ایک شخص اولاد ہارون سے ہوئے تھے واللہ اعلم ۔

تفہیم بشت و نیم در احوال حضرت یونس علیہ السلام

مام اُس کے باپ کا متی بفتح میم و تشدید مشنۃ فوقانیہ ہے کہذا صحیح ابن حجر اور
 عب الرزاق نے کہا ہے کہ متی نام والدہ کا تھا اور قہ طبی نے اپنی تفسیر میں
 لکھا ہے کہ یونس ابن العجوز ہیں جو کہ چودہ دن مردہ رہے اور حضرت الیاس کی

و عا سے پھر زندہ ہوئے اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ انکے نسب پر کسی کو اطلاع نہیں اور مطالع المسرات میں ہے کہ اولاد نبیا میں سے تھے اور بعد حضرت سلیمان کے نبی ہوئے اور اخبار الدول میں بعد الیسع کے لکھا ہے اور بعض بعد شعیب کے کہتے ہیں مگر نزدیک اہل تحقیق کے صاحب الامر حضرت شعیبا تھے اور پادشاہ خذقیہ اور بنی اسرائیل فلسطین دارون میں تھے اتفاقاً موصل و نینوی کے لوگ کہ ماہین شام و عراق میں باعزت پادشاہ بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور اسباب لوٹ لے گئے اور ساڑھے نو سبط قید ہو گئے خذقیہ نے یہ باہر حضرت شعیبا سے کہا اور عرض کیا کہ جب تک قیدی رہا نہیں ہوتے تدارک اٹکا نہیں کر سکتا ہوں اس واسطے کہ جب سلطان سے فوج جائیگی تو وہ قیدیوں کو مار ڈالینگے حضرت شعیبا نے فرمایا کہ تیری مملکت میں پانچ پیغمبر ہیں ایک پیغمبر کو بنا برہمیت و افہام کے روانہ کر کہ انکو سمجھا دین اور قیدیوں کو چھڑا دین خذقیہ نے کہا آپ ہی کسی کو تجویز فرما دین فرمایا کہ یونس بڑے محنتی و امین ہیں اور اللہ کے نزدیک عزیز اور کثرت عبادت میں سب پیغمبروں سے ممتاز ہیں انکو روانہ کر اگر وہ لوگ نہ مانینگے تو یونس معجزات و خوارق سے راہ ہمت پر لاو گیا اسی وقت خذقیہ نے یونس علیہ السلام کو طلب کیا اور حال کہا یونس نے فرمایا کہ اگر حضرت شعیبا بحکم الہی تجویز کرتے ہیں تو مضائقہ نہیں جاتا ہوں ورنہ میری اوقات میں خلل واقع ہوگا خذقیہ نے کہا آپ کا تعین بحکم خدا نہیں ہو مگر حضرت شعیبا علیہ السلام نے فرمایا اور وہ صاحب الامر ہیں انکی اطاعت کرنا واجب ہے ناچار جانا مناسب ہے حضرت یونس اگر انی خاطر سے روانہ ہوئے اور اہل بیت اپنے بھی ہمراہ لیے کہا قال اللہ فی سورۃ الانبیاء و ذوالنون اذ ذہب مغاضیا الغرض نینوی میں کہ مقابل موصل کے واقع اور درمیان میں و جہلہ ہے جہلوہ فرما ہوئے اور ملعب ابن الارشاد پادشاہ سے ملاقات کر کے ارشاد کیا کہ اللہ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ بنی اسرائیل کو قید سے رہا کر اور بدخواہی نکلی نہ کر اُسے کہا اگر سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمو تمھارے ملک پر مستط نہ کرتا کہ ہم تمھارے عیال و اطفال گرفتار کر لاتے کیا اسوقت اللہ کو حمایت کی قدرت نہ تھی جواب خذقیہ نے کہا کہ تمھارا ہی باجماعہ تین روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے اُسکو فہمائش کی مگر اُسے انکا کہنا نہ مانا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لوگ مشرک بت پرست تھے سو حضرت یونس نے بت پرستی کو منع کیا کسی نے نہ مانا بقول بعض نو بت پرست بھیجا ہوا لہذا تیسری برس مگر کوئی شخص ہے ہوا وہاں کے ایمان لایا آخر کار حضرت یونس غصہ ہو کر جیابا ہوتی

مستغیث ہوئے کہ بار خدایا یہ لوگ میرا کتنا نہیں مانتے اور بند یوں کو رہائی نہیں دیتے یا بت پرستی
 نہیں چھوڑتے ارشاد ہوا کہ انکو میرے عذاب سے ڈراؤ اگر تم کو نہ مانینگے تو اپر عذاب بھیجنا چاہئے یہ
 بات بھی حضرت یونس کو چہ و باز میں کہتے پھرے کہ خبر شرط ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ اگر میرا
 کتنا نہیں مانتا تو عذاب الہی آویگا ان لوگوں نے کہا عذاب کی میعاد مقرر کرو حضرت یونس نے
 فرمایا کہ چالیس دن کا میرے تمہارے اقرار ہے اگر اس عرصہ میں تنے مان لیا تو فہما والا ہلاک ہوئے
 رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ اور ارکان دولت سخر اپن کرنے لگے اور کہتے کہ یہ فقیر
 بمخون ہر قوت خیالیہ اسکی خراب ہو گئی ہو حضرت یونس نے جناب الہی میں التماس کیا کہ الہی
 میں نے ان لوگوں سے چالیس دن کا وعدہ کیا ہے اس وعدے کو سچا کر دکھلا نہیں تو میں خفیف
 ہونگا اور مارا جاؤنگا کیونکہ ان لوگوں کی غادت یہ ہے کہ جو شخص ایسا جھوٹا وعدہ کرے اسکو قتل
 کر کے ہین حق تعالیٰ سے فرمایا کہ تو نے چالیس دن کا وعدہ کس واسطی کیا صبر کرنا چاہیے تمہا
 کہ آخر نکاح ایمان مستدر کیا گیا تھا یہ لوگ دین کی راہ اختیار کریں گے حضرت یونس علیہ السلام اس
 جوبہ سے سخت تنگدل ہوئے اور وعدہ سے ایک مہینا گزر گیا تب مع قابل دس بارہ کوں
 پر اس قوم سے غلیظہ ہو کر ٹھہرے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے اور ہمیشہ اسی دعا میں مشغول کہ یا اللہ وعدہ
 میرا سچا کر ورنہ خفیف ہونگا جب تیسواں دن ہوا تو صبح کیوقت آثار عذاب نمود ہوئے یعنی
 باد سموم بصورت ابر سیاہ یا دود غلیظ و شرارہ آتش ظاہر ہوئے اور اثر انکا انکے بالاناٹوں کی
 متصل ہو چکا تب بادشاہ مع اراکین دولت مضطرب ہو کر نکلے اور کہتے تھے کہ وہ فقیر گڑبے پیش
 کہاں ہوا انکو تلاش کرو اور جلد لاؤ کہ ہم اسکے ہاتھ پر توبہ کریں اور بند یوں کو اسکے سپرد کر دیں چچ
 دروازہ شہر کا بند کر دیا اور ہر ایک جگہ تلاش کیا کہیں سراغ نہ چلانا چار سب لوگ عورت اور مرد مع
 بادشاہ کہ لاکھ آدمی ہونگے برہنہ سر اور برہنہ پا گریبان چاک جنگل میں نکلے اور بہ نیت خالص سجدہ
 میں گر کے فریاد و فغان کرنے لگے اور کہتے کہ آمنا با جاربہ یونس یعنی ہم نے کفر سے توبہ کی اور تیرے
 پیغمبر یونس کے قول پر ایمان لائے اور مارے بت سہنے نور ڈالے اور عزم مصمم کر کے ہین کہ
 بنی اسرائیل کے لوگ جو قید ہین انکو سپرد کریں گے چارہ ما ساز کہ بے یاوریم کہ گرتو برانی کہ روا دریم کہ
 پیش تو گری سر و پا آدمیم کہ ہم بامید تو خدا آدمیم یا رب ہم تیرے بندے ہین تو ہکو آنا دکر یا الہی ہم سچا در مان
 ہین اپنے فضل و کرم سے ہماری دستگیری کرا دی یونس فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ در مان دن کی دستگیری کرتا ہے
 اور سالکون کو رہنمائی کرتا ہے اور ہم لوگ سالک ہین غرض کہ چالیسویں دن وقت عصر دسویں محرم

روزِ پنجشنبہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایت اور کرم سے وہ عذاب اُسے دفع کر دیا اور ہوا صاف ہو گئی
 سب لوگ مع بادشاہ داخل شہر ہوئے اور جاسوس ہر کارے اطراف و جوانب میں دوڑائے
 کہ حضرت یونس کو تلاش کر کے لاوین بلکہ بادشاہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص حضرت یونس کی خبر لے
 تو میں اُسکو ایک روز تخت سلطنت پر بٹھلاؤں کہ اس میں جو کچھ دولت و مال اُسکو درکار ہوے
 چنانچہ اس طمع سے اکثر لوگ دوڑے اور حضرت یونس علیہ السلام بعد چالیسویں دن کے جانب
 ینوا متوجہ ہوئے تو گانون کے لوگوں سے سنا کہ عذاب موقوف ہو گیا اور وہ لوگ تمھاری تلاش
 میں ہیں انھوں نے جانا کہ میں قوم کے نزدیک بھڑکا ہوا اگر اب اُنکے پاس جاتا ہوں تو دلیل
 کریں گے اور اگر حضرت شعیب کے پاس جاتا ہوں تو بنی اسرائیل میں بڑی شرمندگی ہوگی اس خیال سے
 سے رنجیدہ خاطر ہو کر دونوں طرفین چھوڑ دیں اور جانب روم متوجہ ہوئے چونکہ اس دعا میں حضرت
 یونس نے بہت جلدی فرمائی تھی اس لیے عتاب شروع ہوا اور حضرت یونس یہ سمجھ کر قوم سے
 نکلے تھے کہ بیرون قوم کچھ عذاب و سزا نہیں ہوگا مگر جانب حق سے اُنکے ساتھ اور ہی معاملہ
 شروع ہوا کہ اول سب رقیق ہو کر چلے گئے سوائے ایک عورت اور دو لڑکوں کے کوئی ساکن
 نہ رہا تب ایک بیٹے کو اپنے کندھے پر دھرا اور دوسرے کو عورت نے کندھے پر لیا اور
 منزل بمنزل چلے کرتے ہوئے روانہ ہوئے اُنہی کے ساتھ ایک درخت کے نیچے سایہ کے
 واسطے ٹھہر گئے اور واسطے قضاے حاجت بشری کے جنگل میں گئیں اُسوقت بادشاہ ہزاروں
 کی سواری برہم شکار اُس درخت کے متصل پہنچی اُس نے دیکھا کہ ایک عورت خوب صورت
 جوان کمال حسن و جمال سے آراستہ دو لڑکے پیٹے ہوئے بیٹھی ہو سوائے اپنے لوگوں کو حکم
 دیا کہ اس عورت کو لاؤ ہر چند عورت نے داد بیدا کیا کہ میں ایک مرد صالح کی منکوحہ ہوں اور
 وہ شخص پیغمبر ہیں لیکن مستی شراب اور جوش جوانی میں اُس نے مانا زبردستی اپنے ہمراہ لے گیا اب حضرت
 یونس علیہ السلام بعد قضاے حاجت تشریف لائے تو عورت نے ملی لڑکوں سے مستفسر ہوئے
 انھوں نے حال گذشتہ عرض کیا حضرت یونس نے جانا کہ معاملہ عتاب شروع ہوا ہے اور بعض
 کہتے ہیں کہ عورت اور لڑکوں کو لیکر چلے تو ایک ندی ملی تب حضرت یونس نے ایک لڑکا کنارے
 پر چھوڑا اور ایک کندھے پر لیکر عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں چلے پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ
 چھوٹ گیا اور عورت کے تھامنے میں لڑکا کندھے سے پھسل پڑا گہرا ہٹ میں وہ لڑکا کچھ کنارے
 پر آئے دوسرے لڑکے پاس اُسکو بھیڑا لیگیا یہ وقت بھیڑیا کنارے آیا اور اُس نے لڑکے کو پکڑا تو

تو حضرت یونس اس کے چھوڑانے کو گجرا ہٹ میں چلے تو اڑکا کندھے والا پھسل پڑا ہر چند تک دوڑتا رہے کوئی ہاتھ نہ لگا تا یونس نوکرتن تہا دریاے روم کے کنارے پہنچے اُس میں ایک جہاز چلنے والا تھا تاجرون نے اپنا مال اسباب لادا اور آما و دہر وانگی ہوتے حضرت یونس نے کہا کہ میں دریش ہوں اگر بے کرایہ بھلو بھلا تو تو میں بھی جہاز میں چلون نا خدا اور تاجرون نے کہا کہ ہمارے مراور آنگھون پر اپ بٹھیں آپ کی کشتی ہمارا بیڑا پار ہوگا الغرض سوار ہوئے اور جہاز چلا جب دریا کے بیچ میں پہنچے لڑکا ایک ہوا سے تند چلنے لگی دریا موج زن ہوا جہاز چلنے سے تھم رہا ہر چند کہ بادبان وغیرہ لگائے پر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی سب لوگ شور و کرنے لگے کہ اسکا سبب نہیں کھلتا اور یہ معاملہ ہنئے تمام عمر نہیں دیکھا سو خاصا تجویز کر کے کہا کہ ایک تویرہ تجربہ ہو کہ جب کوئی غلام اپنے خاوند کے بے حکم بھاگ کر کشتی میں بیٹھتا ہے تب اسے خطر کا عالم ہوتا ہے سو تم کشتی میں پکارو کہ جو کوئی شخص اپنے خاوند سے بھاگا ہو صاف بت بیان کر دے کیونکہ ہلاکی تمام اہل جہاز کی اسکی ہلاکی سے سخت تر ہے جب مادی نے پکارا تو حضرت یونس علیہ السلام بوسے کہ وہ غلام گرختہ میں ہوں کہ بے حکم آئی جاتا ہوں اور کشتی کے لوگوں سے کہتے تھے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں سو حکم اس کے بھاگا جاتا ہوں اب میرے ہاتھ پیرا بند کر دینا ڈالو کہ تمام مردم کشتی نجات پائیں نا خدا وغیرہ نے عرض کیا سبحان اللہ بھلو ہرگز آپ سے ایسا کمان فاسد نہیں ہو آپ اپنی بزرگی سے یہ کلام فرماتے ہیں تاکہ ہماری عرض میں آپ ہلاک ہوں ہم تو ہرگز روادار اس حرکت کے نہون گے حضرت یونس نے پھر وہی کلام کیا تو لوگوں نے کہا صبر کرو ہم ایک تدبیر کرتے ہیں یعنی قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام نکلے وہ شخص دریا میں ڈالا جائے چنانچہ قرعہ ڈالا تو حضرت یونس کے نام نکلا سب نے کہا خطا ہوئی یہ مرد بزرگ لائق اسکے نہیں کہ ایسا کمان فاسد اسکی نسبت کیا جائے دوسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا پھر بھی حضرت یونس ہی کا نام نکلا مار چار راضی تھے اتنی ہو کر حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈالا کشتی روانہ ہوئی اتفاقاً دریا میں ایک مچھلی منتظر لقمہ بیٹھی تھی مجھ درگ نے حضرت یونس کے اس مچھلی نے نکل لیا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مچھلی کو وحی ہوئی کہ اسکو لے اور اسکا گوشت نہ کھا اور اسکی ہڈی مت توڑ یعنی اسی وقت حکم آئی پہنچا کہ خبردار یہ تیری غذا نہیں ہے بلکہ تیرے پیٹ میں اسکو قید کرتا ہوں سو اسکو آسیب نہ پہنچے بالجمہ مچھلی حضرت یونس کو لے کر دریاے روم سے بطائع میں پہنچی پھر وہ جگہ میں گری جب کہ اس معاملہ میں چالیس دن گزر گئے صاحب عالم الذیل

یونس علیہ السلام کی کشتی میں پھنس جانے کا بیان ہے

تفسیر سورہ انبیاء میں فرماتے ہیں کہ وہ مچھلی چھ ہزار برس کی راہ پھری اور بعض کہتے ہیں ساتویں زمین تک پھری ایک دن حضرت یونس نے ایک آواز سنی اپنے دل میں کہنے لگے کہ یہ آواز کسکی ہو وحی ہوئی کہ داب بحر کی تسبیح ہو پس حضرت یونس نے کہا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ملائکہ نے حضرت حق میں عرض کیا کہ یہ بندہ صالح ہو اور اسکے اعمال صالح ہر روز یہاں پہنچتے تھے یا رب اسکو نجات دے تب خداوند تعالیٰ نے اونکی شفاعت منظور فرمائی اور نجات بخشی اور صحیح یہ ہو کہ جب حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں قید ہوئے تو دم اکٹا بند ہونے لگا آنجناب نے جانا کہ دم واپسین ہوا سوقت یا خدا چاہی تب کہا کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہو میں تمھارا گنہگار دن میں اوپر قہ سے نجات ہوئی چنانچہ سورہ انبیاء میں فرماتے ہیں فاستجبنا له ونجیناه من الغم وکذلک ننہی المؤمنین سے پھر سن لی سہنے آسکی پکارا اور بچا دیا آسکو بچ سے اور یون بچا دیتے ایمان والوں کو بالجلہ مچھلی کو حکم ہوا کہ اس زندانی کو کنارہ شامی پر ڈال دے آسنے فی الفور اگلے تو بدن اٹکا گرمی سے نرم تھا جیسے لڑکا مان کے پیٹ سے پیدا ہوا یہاں تک کہ لمبی اور پٹے کے بیٹھنے سے تکلیف ہوتی تھی اور طاقت نہ تھی کہ ہاتھ سے اوڑا دین الدجلتانہ نے اس وقت درخت کو رو پیدا کیا آسنے اپنی بیل سے اوپر سایہ کیا کہ مکینوں وغیرہ سے محفوظ ہوئے چنانچہ سورہ صافات میں ارشاد ہوا وان یونس لمن المرسلین اذ البق الی الفلک المشھون فاهم فکان من المدحضین فالقمہ الموت وھو لیم فلو لا انہ کان من السبحین للبت فی بطنہ الی یوم یبعثون فنبھاہ بالعرار وھو سقیم وابتنا علیہ ثوبہ من لقیطین لینے تحقیق یونس ہر رسولوں میں جب بھا کر پونچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوا یا تو ہو گیا الزام کھایا پھر لقمہ کیا آسکو مچھلی نے اور وہ اونا ہنا کھایا تھا پھر اگر نہوتا کہ وہ یاد کرنا پاک ذات کو تو رہتا اسکے پیٹ میں جسد تک مردے زندہ ہون پھر ڈال دیا بنے آسکو پٹر میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اگا یا سہنے اوپر ایک درخت بیل کا مدت لبث میں اختلاف ہو مقاتل کے نزدیک تین دن عطا کے نزدیک سات دن صحاگ کے نزدیک بیس دن سدی وکلبی و مقاتل ابن سلیمان کے نزدیک چالیس دن و ہوا صبح اور بعض کے نزدیک پھر دن چڑھے سے شام تک کذا فی المعالم تفسیر زاد المسیر میں لکھا ہو کہ خاصیت ورق لقیطین کی یہ ہو کہ کھیں گرو اسکے نہیں آتی اگر مفسرین قائل ہوں کہ لقیطین سے مراد درخت کہ وہاں اور بعض درخت کیلا بتلاتے ہیں اور بعضہ انجیر کہتے ہیں اور حسن اور مقاتل فرماتے ہیں کل نبت یمتد وینبط علی وجه الارض لیس لہ ساق ولا بقی علی الشمار فهو لقیطین نحو القرع والقنار والبطیخ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مراد لقیطین سے درخت کہ وہاں کی

سطح الارض پر پھرتا ہے

۴ دلیل ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہنے پوچھا کہ آپ کہہ دو کہ دوست رکھتے ہیں دنیا
اجل ہی شجرۂ اختری یونس کذا فی البیضاوی اور معالم التنزیل میں ہے کہ جب حضرت یونس مچھلی کے
پیٹ سے نکلے تو ہرنی یا بزرگو ہی کو ارشاد ہوا کہ انکو دودھ پلایا کرے تاکہ طاقت آوے جب گوشت و
پوست انکا درست ہو گیا اور قوت آگئی اور آرام پائی تو ایک دن سو گئے جب چوٹکے تو وہ درخت جسکے
سایہ میں تھے خشک ہو گیا تھا وقوع اس حال سے حضرت یونس بہت رنجیدہ ہو کے رونے لگے
اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ صاحب کی طرف سے پیغام کہا کہ اے یونس تو درخت
کے واسطے ایسا غم کرنے لگا اور میں ایک لاکھ بندوں پر کہ آخر میرا ایمان لائے اور توبہ کی غم نہ کرتا اور بعض
محققین مفسرین نے لکھا ہے کہ چالیس دن کے بعد ہرنی کا انابھی موقوف ہو گیا جب وقت معمول دودھ
پینے کا آیا اور ہرنی نہ آئی تو حضرت یونس نے عرض کیا یا آلہی آج کے دن میں بھوکھا رہا ارشاد ہوا کہ تو
استقرار تغیر عادت پسند نہیں کرتا اور مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ میں اپنی عادت عمدہ ترک کر کے ایک لاکھ
اپنے بندے مار ڈالوں یہ سن کر حضرت یونس نے پھر توبہ کی اور التماس کیا کہ اے خالق کریم میں گنہگار
و شرمندہ ہوں اب جو کچھ تیرا حکم ہو بجا لاؤں حکم ہوا کہ اپنی قوم میں جا کے اقامت کر جب قوم کی طرف
تشریف لیچلے راہ میں ایک شہر پڑا اسمیں ایک کھمار باسن اپنے آوے سے نکلتا تھا وحی ہوئی کہ اس
کھمار کے پاس جا کے درخواست کر کہ ایک لاشی سے اپنے باسن توڑ ڈال حضرت یونس نے یونہی کہا
کھمار نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ اے مسافر تو بڑا دیوانہ ہے بھلا دیکھ تو میں نے کس محنت و مشقت سے
اتنے برتن بنائے ہیں اور تو بے تامل کہا ہے کہ انکو توڑ ڈال سبحان اللہ کیا خوب درخواست ہے
ایسی بات پھر کسی سے نہ کہنا حضرت یونس نے جناب الہی میں یہ حال عرض کیا حضرت حق سے
ارشاد ہوا کہ اب خیال کر کے دیکھ کہ خاک اور پانی اور کلال کا ہا تجھ پر چیزوں کا این مالک ہوں صرف
اُسے تصویر بنانے میں ہاتھ سے کوشش کی ہے اور اُس سے نفع کی امید رکھتا ہے سو اُسکو اس تصویر کا
بگاڑنا کیسا بڑا لگا اور کتنا اُسکا جی کڑھا کہ اُسے تجھکو صاف جواب دیا اور تو مجھ سے درخواست کرتا تھا
کہ ایک لاکھ مخلوق ہلاک کر ڈال حضرت یونس نے توبہ کی اور شرمندہ ہوئے پھر آگے چلے تو
ایک باغ بہشت بڑا آباد و سرسبز دیکھ پڑا وحی ہوئی کہ مالک باغ سے استدعا کر کہ اس باغ کے
درخت کاٹ ڈالے پھر جو کچھ مالک اُسکا جواب دے مجھ سے گزارش کر سو حضرت یونس علیہ السلام
نے مالک باغ سے جا کر درخواست کی اُس نے کہا کہ تجھکو عقل بھی ہوا اپنے ہوش کی دوا کر میں نے
کس محنت سے یہ درخت پیدا کیے ہیں اور کتنی مدت میں اس لائق ہوئے ہیں کہ اُسے متفع ہوں

اور تو کہتا ہو کہ انکو ایک مرتبہ کاٹ ڈال پھر کہو ایسی بات کسی سے نہ کہنا یہ جواب بھی حضرت یونس نے جناب باری میں عرض کیا القرض اسطرح کئی معاملے راہ میں گذرے اور ہر جگہ حضرت یونس کو تنبہ و آگاہی اپنی خطا پر ہوتی گئی جب بہت شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بالکل قصور مٹا فرمایا اور عمدہ نبوت عنایت کیا اور علاقہ رسالت جو انکو حضرت شعیبا علیہ السلام کی طرف سے تھا اٹھالیا اور رسول مستقل کر دیا اور ہر طرف سے دروازے لطف و رحمت کے کھول دیے جب اس ندمی کے کنارے پہنچے جہاں دونوں لڑکے ہاتھ سے گئے تھے تو دیکھتے ہیں کہ گانون کے آدمی دو لڑکے لیے ہوئے کڑے ہیں حضرت یونس نے پوچھا کہ یہ دونوں لڑکے کسکے ہیں انھوں نے کہا ایک مرد بزرگ کے بیٹے ہیں کہ ایک کو بہنے بھیڑیے سے چھین لیا تھا اور دوسرا ندمی میں بیگیا تھا دھوبیوں نے ہکو دیا ہے سو ہم انکی پرورش کرتے ہیں اور انتظار میں ہیں کہ وہ مرد بزرگ ملین تو اُنکے سپرد کریں اتنے میں اُن لڑکوں نے حضرت یونس کو پہچان کر کہا کہ یہی شخص ہمارا باپ ہے اُن لوگوں نے دونوں صاحبزادے سپرد کر دیے اور دریا سے پار اُتار دیا جب حضرت یونس لڑکوں کو لیکر آگے بڑھے تو اس درخت کے متصل جہان سے انکی بی بی کو شہزادہ لیگیا تھا کچھ لوگ انتظار میں تھے حضرت یونس علیہ السلام نے پوچھا کیوں بیٹھے ہو بولے ہمارا شہزادہ ایک دن شکار کو یہاں آیا تھا اور کسی درویش کی عورت زبردستی لیگیا تھا اسدن سے پیٹ کے درد میں مبتلا ہو لہذا ہمارے بادشاہ نے ہکو مقرر کیا ہے کہ دیکھو جب وہ بزرگ آویں تو انکو یہاں لاؤ کہ میں قصیر معاف کراؤں اور عورت کو سپرد کروں اور اس عورت کے اب تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے یہ حال سکر حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ فقیر غریب ہیں تب بادشاہ کے سپاہیوں نے حضرت یونس کو کمال عزت بادشاہ کے پاس پہنچایا انتخاب کے پہنچتے ہی صحت ہو گئی اور بادشاہ نے عورت حوالے کی اور نقد و جنس بہت کچھ نذر کیا کذا فی التورینا اور اخبار الدول میں ہے کہ جب یونس علیہ السلام جانب نبوی تشریف لے چلے تو ایک قریہ میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سو مشغال طلبا لیے ہوئے مع ایک عورت کے بیٹھا ہے سو حضرت نے اس عورت کو پہچانا اور قصہ اس عورت کا پوچھا اسنے کہا کہ ایک بادشاہ کنارہ دریائے اس عورت کو لیگیا تھا جب اُسنے ارادہ فاسد کیا تو اُسکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک ہو گئے لہذا بادشاہ نے یہ سونا دے کر جانب نبوی روانہ کیا ہے حضرت نے کہا کہ اس عورت کو میرے سپرد کر کہ میں جان اُسے مع طلا عورت کو تفویض کر دیا جب وہاں سے دوفرخ چلے تو ایک گانون اور ملا وہاں

ایک سوار ایک لڑکا لے ہوئے بیٹھا تھا حضرت نے پہچانا سوار نے پوچھا تم کون ہو بولے یونس
ابن مٹی ہوں اور یہ میرا بیٹا ہو میں پوچھتا ہوں یہ لڑکا کہاں ملا آسنے کہا میں مجھو ہوں سو میں نے
دجلہ میں جال مچھلی کیوا سٹے ڈالا آسمین یہ لڑکا بچس آیا اویس وقت میرے کان میں آواز آئی کہ اسے
بمحافظت تمام رکھ یہاں تک کہ یونس آوے اب جناب تشریف لائے اسکو لیجیے حضرت یونس نے
لڑکا لیا اور روانہ ہوئے تو متصل شہر نینوی کے ایک لڑکا بکریاں چراتا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ اٹھی سیر
باپ کو ملا دے یہ بڑا بیٹا تھا یونس آسکو پہچان کر لپٹ گئے اور دونوں خوب روئے اُس لڑکے نے
کہا کہ یہ بکریاں ایک آدمی کی ہیں اول آسکو سپرد کر آؤں تب آپ کے ہمراہ ہوں چنانچہ دونوں ایک
گائون میں گئے تو ایک پیر مرد دروازے پر تشریف رکھتے تھے اُس نے اوس لڑکے نے کہا کہ یہ شخص
یعنی یونس میرا باپ آگیا ہے اب جاتا ہوں اُس پیر مرد نے دست مبارک یونس علیہ السلام کو بوسہ
دے کر کہا کہ یہ لڑکا ایک بھیڑیا اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے میرے پاس لایا اور بولا کہ اسکو حفاظت سے
رکھ یہاں تک کہ یونس آوے سو آپ تشریف لائے اپنی امانت سنبھالیجیے پھر وہاں سے آگے بڑھے اور
سرحد موصل اور نینوی پر پہنچ کر ایک آدمی بنا بر اخبار قوم روانہ فرمایا اُس نے شہر کے لوگوں کو خبردار کیا
کہ یونس علیہ السلام باعدہ رسالت جلوہ فرما ہوتے ہیں اور ایک روایت ہے کہ قریب شہر نینوی کے
ایک شخص بکریاں چراتا تھا حضرت یونس نے اُس سے دو دھماگادہ بولا جب سے یونس وہاں سے
چلے گئے ہیں سب بکریوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے تب حضرت نے ایک بچہ کی چھاتیوں پر ہاتھ لگایا تو دودھ
بننے لگا اُسکو نہایت تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ اگر یونس زندہ ہو تو بلاشبہ تو ہی ہو فرمایا میں یونس ہوں
قوم کو خبر کر آسنے کما وہ کب مانیگے فرمایا بکریاں لیا جائیے گواہی دینگی سو وہ گیا اور خبر آمد یونس
علیہ السلام کہنے لگا قوم کے لوگوں نے اُسکا کہنا نہ مانا آسنے قسم کھائی کہ سن سچا ہوں اور یہ بکریاں
میرے صدق قول کی گواہ ہیں اوسیدم بکریوں نے گواہی دی لوگوں کو تو خیر ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو
ہوئی وہ مع ارکان دولت حاضر ہوا اور بکمال تکریم و تعظیم شہر میں لگیا اور مدت دراز تک سرگرم تہنیت
رہا جب بادشاہ مر گیا تو حضرت نے اُسی چرواہے کو خلیفہ کیا اور خود بت تشریف آدیوں کے جو نہایت عابد
تھے جبل صیہون پر تشریف لائے اور عبادت میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ وفات پائی اسی جگہ
مدفون ہیں اور بقول بعضے زمین موصل میں دفن ہوئے ہیں اور امام ابو الفتح کے نزدیک قرہ حلوں
میں مدفون ہیں اور بعضے کو نے مین لکھتے ہیں عمر حضرت یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی کذافی اخبار الدول
قائدہ مولانا عبدالقادر محدث موضع النواہ کے فائدے میں لکھتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام

۱۰
۱۱
۱۲

خزقل علیہ السلام کے یاروں میں تھے انکے حکم سے جانب بنوی تشریف لگے تھے اور حضرت استاد الاشاؤد قدس سرہ
تفسیر غیری میں فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو حضرت شیعا علیہ السلام نے بھیجا تھا رافع تعارض یونس ہکا کہ
کہ اس وقت تک حضرت شیعا علیہ السلام زندہ ہونگے قائمہ سورہ نون والہم من ارشاد ہوا ہی فاصبر حکم ربک ولا تکن
کصاحب الحوت ذنادی بہ وہو مکتوم لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعوام وہو مذموم یعنی اب تو ٹھہرا دیکھ اپنے رب کے
حکم کی اور مست ہو جیسے مچھلی ولا جب پکارا اور وہ غصہ میں بہرا تھا اگر نہ سنبھالتا اسکو احسان تیرے
رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا پھیل میدان میں الزام کھا کر پس ظاہر آیت سے پایا جاتا ہے کہ انکو میدان میں
نہیں پھینکا اور آیت سورہ الصافات سے جواب دہ گزری کہ فبذناہ بالعوام وہو سقیم صاف واضح ہے
کہ میدان میں پھینک دیا اسوائے رفق امارض میں اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ مرد شرط و جزا سے آیت
اولیٰ میں یہ ہے کہ یونس پھینکے گئے میدان میں ولکن اگر رحمت ازی الہی شامل حال اس وقت نہوتی
تو جسطرح ضعیف دزار بے گوشت و پوست شکم ماہی سے نکلتے تھے ویسے ہی پر سے رہتے اور وہ بیک
درخت کہ وہ پیدائش مادہ آہو کہ ظاہر اسباب حیات ہوئی ظہور میں نہ آتی اور عالم التنزیل میں ہو لولا ان
تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذناہ بالعوام وہو مذموم لکن تدارکہ نعمۃ فبذناہ وہو غیر مذموم قائمہ اگر کوئی شبہ کرے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا یغنی لاحد ان نقول انا خبر من یونس بن ستی یعنی نہیں
زیاد ہی کہ سبکو کہ یہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن ستی سے اس سے فضیلت حضرت یونس کی نکلتی ہے تو
رفع اس غلط فہمی کا یہ کہ اگر مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس شریف اپنا ہے تو یہ کلام بطریق متوضع و فرتی ہے
کہ عادت شریف تھی اور اگر نفس گویند سخن مراد ہے تو لا حاجۃ الی التاویل امام شہاب الدین تہذیبی
فرماتے ہیں عقائد میں کہ نفس پیغمبر مراد نہیں ہو بلکہ نفس گویندہ یعنی جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے
خیال میں یہ بات لاوے کہ میں بہتر ہوں یونس سے اور یونس کا ذکر اس حدیث میں اسلیے فرمایا کہ
خداوند کبریٰ نے اپنے کلام میں ارشاد کیا ہے فاصبر حکم ربک الخ کہ اس میں گنجائش ہے کہ شیطان کسی کے
دل میں یہ بات ڈالے کہ میں یونس سے بہتر ہوں کہ مال و جان کو راہ خدا میں بذل کرتا ہوں اور صحبت
پر صبر کرتا ہوں اور یہ گمراہی صریح ہے کہ چونکہ ممکن نہیں ہے کہ احد من الناس کسی حضرت میں نبی سے کامل
ہو لہذا حضرت نے تعلیم کیا اپنی است کو تاکہ تعظیم انبیاء میں کوشش کریں اور کید شیطان سے محفوظ رہیں
اسی طرح لافضلونی علی موسیٰ واسطی تعلیم است کے ارشاد کیا ہے اور یہ موقوف ہے ایک قصہ پر کہ واقع
ہوا اہل اسلام اور یہودی میں یعنی یہودی نے کہا کہ موسیٰ تمام خلق اللہ سے افضل ہیں مسلمان نے
ایک طمانچہ مارا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی فرمایا لافضلونی یعنی ایسا کلام دلیل تعصب ہے

اور اس میں تحقیق پیغمبر لازم آتی ہو اور اسے طرح فرمایا لا استخبار و اس میں الانبیاء اور معنی محابرة یہ ہیں کہ ایک کے فلان پیغمبر بہتر ہو فلان پیغمبر سے اور دوسرا خلاف اسکے کہے فائدہ رسالہ معراج لطیف الیٰ فی میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بچہ کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام تھے اسکے زہنے صحبت چاہی تو اسے سننے لگا کہ میں حاملہ دولیت ہوں ہرگز شہوت و حیانت سے مشغول نہوگی اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ دو پیغمبر و نگو خلوت حاصل ہوئی یونس علیہ السلام کو بطن موت میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بساط نور پر ملکوت میں اور سبب دو لون معراج کا یہ ہوا کہ بعض کفار کہتے تھے کہ آسمان اللہ کا ہے اور زمین و دریا غیر اللہ کا سو اللہ نے معراج یونس علیہ السلام وسط دریا میں فرمائی اور معراج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق السموات فائدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اعظم اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی در ماندہ و عاجز و مبتلا اس تسبیح کو نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ اس غم سے نجات دیتے ہیں اور مشائخ طریقت لکھتے ہیں کہ یہ آیت جلد غم و اندوہ کے واسطے تریاق مجرب ہو اگر غرض کوئی عمل مجرب سیرج الاثر جکا ثبوت قرآن و حدیث و اقوال مشائخ سے پایا جائے سوائے اسکے معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی شخص اسکے تاثیرات میں شبہ کرے تو زندق و ملحد ٹھہرے اور طریق اسکے عمل کا کئی طریق سے ہر اول ایک لاکھ پچیس ہزار بار چند آدمی بہیت اجتماعیہ بشکل مجلس فاضلین بنحسوع و خضوع پڑھیں خواہ تین مجلس میں دوسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی تنہا اپنے مراد کی واسطے تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے کہ چالیس روز میں سو لاکھ بار ہو جاتا ہے تیسرا طریق یہ ہے کہ ایک آدمی بعد نماز عشا کے تین سو مرتبہ اس طرح پڑھے کہ اول طہارت کاملہ کرے اور مکان کو اندھیرا کر دے اور ایک پیالی میں پانی بھر کر اپنے پاس رکھے اور جانب کعبہ شریف متوجہ ہو کر پڑھنا شروع کرے اور کچھ لمحہ اوس پاکی کو اپنے ہاتھ سے بدن پر طہار ہے اسے طرح تین روز یا سات روز یا چالیس روز پڑھے مطلب حاصل ہوتا ہے کہ قال مولانا اشاذ الاشاذ فی تفسیر الغفری چونکہ طریق یہ ہے کہ بارہ دن بارہ ہزار بار پڑھے تنہا یا چند آدمی مل کر یا سچو ان طریق یہ ہے کہ بارہ دن ایک بارہ سو مرتبہ ایک شخص با طہارت و خضوع و خضوع پڑھے ان سارا اسد مطلب و مراد حاصل ہو اور سوائے طریق مذکورہ کے اور طریق بھی کتب مشائخ میں لکھے ہیں اس مقام پہ بالاسیباب بیان طریق کا بیقائدہ معلوم ہوتا ہے اس قدر اس مقام کے لیے کافی و کافی ہو فائدہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام جب غصہ ہو کر قوم سے چلا گئے تھے پیغمبر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ

بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس علیہ السلام کو اندے بنی کیا اور اول مرتبہ جائب حضرت
شیبا علیہ السلام سے خواہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اس قصہ
سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عتاب و خطاب کے حضرت یونس کو اندہ جل شانہ نے مانند حضرت شیبا کے
بنی کیا اور قبل اسکے شایستگی اس منصب کی نہ تھی بلکہ بنی متعبد تھے کذا روی سعید ابن جبیر عن
ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دلیل کہ یہ سورہ صافات ہو قبضہ ناہ بالعار و ہو یقیم و ابنتنا علیہ شجرۃ
من لقیطین و ارسلناہ الی ماتہ الف و اویزیدون فاستوا فمقامہم الی احین یعنی پس ڈال دیا ہننے اُسکو
پتھر میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اگلیا ہننے اسپر ایک درخت بیل کا اور بھیجا اوسکو لاکھ آدمیوں پر
یا زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہننے اُنکو برتے دیا ایک وقت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ قبل اس عتاب
و خطاب کے بھی رسول تھے کما قال اسدوان یونس لمن سلین ذابق الی الفلک المشحون فامکہ لاکھ یا
زیادہ سے مراد یہ ہو کہ اگر مائل بائع گئے جاوین تو لاکھ آدمی تھے اور جو سب کو شامل گنیں تو زیادہ
تھے یہ اسد کو شک نہیں ہو جو کوئی لمحہ خیال کرے کہ احقہ مولانا عبدالقادر فی ترجمہ اور معالم التنیل
میں حضرت ابن عباس سے روایت ہو کہ آیہ میں او معنی العاد ہو یعنی ویزیدون اور مقابل و کلبی تھے
نزدیک معنی ویزیدون کی بل ویزیدون ہیں یعنی بھیجا اوسکو لاکھ آدمیوں پر بلکہ زیادہ پر اور زجاج کی
یہ تاویل ہو کہ ویزیدون علی ظلم و تقدیر کم یعنی یہ شک دیکھنے والوں کی نگاہ پر معمول ہو کہ قوم کو دیکھ کر
کہیں لاکھ ہیں یا زیادہ اس مقام سے معلوم ہو کہ اول رسالت حضرت یونس کی لاکھ آدمیوں پر
تھی اور بعد عتاب و خطاب کے اُس لاکھ آدمیوں سے اور زیادہ کیے گئے مگر مقدار زیادت میں
اختلاف ہو آبی ابن کعب اور حضرت ابن عباس و مقابل رضی اللہ عنہم تیس ہزار فرماتے ہیں اور سعید
ابن جبیر شہزاد کذا فی المعالم و البیاضی فامکہ حضرت یونس علیہ السلام انبیاء اولو العزم میں محدود
نہیں ہو کیونکہ ہمارے حضرت کو سورہ احقاف میں ارشاد کرتے ہیں فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل
اور سورہ قلم میں کہتے ہیں فاصبر حکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اور صاحب حوت حضرت یونس
علیہ السلام ہیں اب جانا چاہیے کہ انبیاء اولو العزم میں اختلاف ہو ابن زید سے منقول ہو کہ جملہ
انبیاء اولو العزم ہیں اور حرف من بنا بر تینیس ہو نہ برائے تبعیض اور بعضے کہتے ہیں کہ سب انبیاء
اولو العزم ہیں مگر یونس علیہ السلام کہ اونسے جلدی واقع ہوئی ولہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ارشاد دہوا لا تکن کصاحب الحوت اور بعضے کہتے ہیں کہ اولو العزم سے اشارہ پیغمبر مراد ہیں جنکا ذکر
سورہ النعام میں کر کے ارشاد فرماتے ہیں اولئک الذین ہی اللہ فبدلہم اقدہ اور وہ پیغمبر ہیں انبیاء

والتی و یعقوب و نوح و داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و ذکریا و یحییٰ و عیسیٰ
 و الیاس و اسماعیل و الشیخ و یونس و لوط علیہم السلام اور کلبی کے نزدیک اولو العزم وہ ہیں جنکو جہاں
 کا حکم ہوا ہو اور بعضے کہتے ہیں اولو العزم چھ پیغمبر ہیں نوح اور ہود اور لوط اور صالح اور شیب اور موسیٰ
 جسکا ذکر سورہ اعراف میں بتدریب واقع ہوا اور سورہ شعرا میں بھی ہوا اور مقاتل ابن حبان فرماتے ہیں
 کہ اولو العزم پیغمبروں میں حضرت نوح اور ابراہیم اور اسحق اور یعقوب اور یوسف اور ایوب ہیں اور
 حضرت ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اولو العزم حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ
 و عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ یہ پانچوں پیغمبر صحاب شریعت ہیں اور امام علی السہروردی
 کہ میرے نزدیک اولو العزم وہ پیغمبر ہیں جنکا ذکر اسد جل شانہ نے آیہ یشاق من فرمایا ہے جنہیں
 کہ و اذا خذنا من النبین نبیا قم و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ابن مریم اور یہی آیہ شرع
 لکم من الدین ما وصیٰ بہ لواء الذی اوینا الیک و ما وصینا بہ ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقبوا للذین
 و لا تفرقوا فیہ میں باحسیق ذکر فرمایا ہے و ہذا نقول اقرب الی الصواب کذا فی المعالم قائمہ دنیا میں
 عذاب دیکھ لیتے ہیں لاکسیکو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اور سبب یہ ہوا کہ ان پر عذاب
 کا حکم ہو چکا نہ تھا صرف حضرت یونس کی جلدی سے صورت عذاب بطور تحویل محمد بن یحییٰ دہوئی تھی
 سو وہ لوگ ایمان لائے سچ گئے جس طرح اہل مکہ فتح مکہ میں سچ گئے یعنی ان پر بھی بنا بر قتل غارت
 فوج اسلام ہو چکی تھی ایمان لانے سے سچ گئے لکن اہل اللہ تعالیٰ فی سورہ یونس فلو لاکانت
 قریۃ آمنت فقہما ایمانہما الا قوم یونس لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا و ستغاثم
 الی حین یعنی کہجوں نہ ہوگی کوئی بستی کہ یقین لائے پھر کام آتا و نکو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب یقین
 لائی کہولہا پہننے اوپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جتنے اور کام چلایا و نکا ایک وقت تک قائم رہا
 بعضے مؤرخ اہل اسلام احوال حضرت یونس علیہ السلام کا بعد حضرت یوشع علیہ السلام کے لکھتے ہیں
 اور بعد یونس کے احوال الیاس کا لیکن اہل تحقیق نے ذکر یونس بعد عزیر کے کیا ہوا اور یہ طریق
 اقرب بصواب ہو کیونکہ معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت یونس حالت طفلی میں چند روز مردہ رہے تھے
 اور حضرت الیاس نے انکی والدہ کی منت سے بحکم خالق ذوا الجلال زندہ کیا پس وجود الیاس
 بعد یونس قرین قیاس نہیں ہوا اس سبب سے کہ عمر یونس کی ساٹھ برس کی ہوئی و امدا علم بحقیقۃ الحال
 قائمہ ذکر حضرت یونس کا سورہ یونس و الصافات و انبیاء میں ہے

جیب السیر میں ہے کہ مشہور بین المجرور نام امکا سکندر ہوا اور یہ قول اکثر اہل تفسیر و سیر غیر اسکندر رومی کے ہوا اور ایک گروہ قائل ہے کہ سواسے اسکندر رومی کے کوئی سکندر نہیں ہوا اور روضۃ الصفا میں ہے کہ بعد حضرت ہود و صالح علیہما السلام کے تازمانہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بنی نہیں ہوا لیکن اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ذوالقرنین بعد حضرت صالح کے بنی ہوئے و ہذا القول ضعیف جدا اور صدیقۃ الاقالیم میں ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم کے عہد میں تھا اور بعض کہتے ہیں حضرت موسیٰ کے بعد تھا اور بعض کہتے ہیں بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور نسب اسکندر کا یا فث ابن نوح سے ملتا ہے اور سکندر رومی کا عیص ابن اسحاق سے اور بعض مصنفین قصص الانبیاء نے ذکر اسکا قبل عیسیٰ علیہ السلام کے لکھا ہے تاہم کوئی بات صحیح لائق اعتماد پیدا نہیں ہوتی اسقدر تحقیق ہوتا ہے کہ وجود امکا بعد حضرت موسیٰ کے تھا مگر اسمیں بھی گفتگو ہے کہ یہ سکندر کون ہے یونانی یا رومی بعض کہتے ہیں یونانی ہے اسکا مصاحب ارسطو حکیم تھا اسی جہت سے ابن عبدالحق کہتے ہیں کہ زمانہ اسکا بعد حضرت عیسیٰ کے تھا اور اہل حدیث فرماتے ہیں کہ اس یونانی کا ذکر کلام ربانی میں نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سکندر فیلقوس رومی ہے کہ اسکے مصاحب خضر علیہ السلام تھے اور اسی نے پشیم آب حیات تلاش کیا نہ پایا اور حضرت خضر نے پایا اور اسکا ذکر سورہ کہف میں ہے اور یہی شخص شرق و غرب کا بادشاہ ہوا ہے اور یہ شخص اولاد عیص ابن اسحاق سے ہے اور یونانی سمسلی بنیزربان ابن مرزنیہ اولاد یونان ابن یا فث سے ہے اور جس طرح یہ اختلاف ہے اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ ذوالقرنین بنی تھا چنانکہ متون الاخبار میں لکھا ہے کہ حضرت ولایت مآب کرم الدوہ فرماتے تھے کہ ذوالقرنین بنی تھا مگر ابو الطھیل نے آنجناب سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ذوالقرنین کی حقیقت آپ سے پوچھی کہ یہ شخص بنی تھا یا فرشتہ فرمایا نہ بنی تھا نہ فرشتہ ایک مرد صالح تھا کہ اوسنے اللہ کو دوست بنایا اور اللہ نے اسکو دوست بنایا اور عالم قبل میں ہے کہ اسکندر ذوالقرنین بادشاہ تھا عادل و صالح و متقی موصوف بصفات حمیدہ مگر مدارک میں ہے کہ اگر ذوالقرنین بنی تھا تو اللہ نے اوسکی طرف وحی بھیجی کما قال وقلنا یا ذالقرنین اور جو بنی نہ تھا تو اللہ نے اسوقت کے بنی کو وحی فرمائی اور اوسنے ذوالقرنین کو حکم دیا کاتب الحروف کے نزدیک یہ اسواسطے لکھا ہے کہ ایسا خطاب سواسے ذوات والاصفات حضرات انبیاء علیہم السلام کے اور کسی سے نہیں واقع ہوا لیکن صاحب مدارک کو قصہ والدہ موسیٰ علیہ السلام سے غفلت واقع ہوئی ورنہ ایسا گمان نہوتا لیکن نسبت غفلت جانب صاحب مدارک خلاف ادب ہے غالباً یہ اشارہ ہے جو جانب اختلاف کے اور جیسا یہ اختلاف ہے اسی طرح وجہ تسمیہ ذوالقرنین یہ ہوتا ہے کہ

بیان کرتے ہیں اور بعضے کچھ چنانکہ وہب ابن منبہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین میں بیان کرتے ہیں کہ دونوں قرن زمین لینے شرق و غرب کا بادشاہ ہوا تھا اسوجہ سے نام ذوالقرنین ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ نور و ظلمت میں پہونچا اس سبب سے یہ لقب ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسکے دو سنگ تھے مثل شاخ گاؤ کہ عامہ کے بچے چھپے رہتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سکندر نے خواب دیکھا کہ میں آفتاب کے پاس پہونچا ہوں اور دونوں طرفین آفتاب کی پکڑے ہوں دربار والوں سے خواب کہا اور انہوں نے ذوالقرنین لقب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اوسکے دو چوٹیاں تھیں اور ابوالطفیل نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے روایت کی ہے کہ وجہ تسمیہ ذوالقرنین کی یہ ہے کہ اسنے اپنے قوم کو امر معروف و نہی منکر کیا قوم نے داہنے قرن پر مارا وہ مرگیا پھر اسنے زندہ کیا پھر اوسنے قوم کو سمجھایا پھر قوم نے بائیں قرن پر مارا مرگیا اور زندہ ہوا اس باعث سے لقب اُسکا ذوالقرنین پڑ گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاتھ پیر سے حرب کرتا تھا اس سبب سے ذوالقرنین کہلایا یا کریم الطرفین تھا یا ظاہر و باطن کا علم رکھتا تھا اور وجہ تسمیہ سکندر کی یہ تھی کہ شہر اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں شرمندہ ہوئے اور جواب دہ ہو سکے تو ابو جہل لعین نے کئی آدمی ہودیوں کے پاس مدینہ شریف میں بھیجے اور کہلایا بھیجا کہ تم لوگ ثوریت و انجیل سے واقف ہو کچھ سوال لکھو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں اُن کا فروں نے چند سوال لکھ کر بھیجے اول یہ کہ روح کیا چیز ہے دوسرا اصحاب الکلف کا احوال کس طرح سے ہے تیسرا ذوالقرنین کا معاملہ کیا ہے پس فروں نے وہ تینوں سوال حضور حضرت میں پیش کیئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسکے جواب دیئے کہ ذوالقرنین کا احوال سورہ کاف میں ارشاد ہوتا ہے و یسلوکم عن ذی القرنین قل سألوا علیکم منہ ذکر الیغیہ تجیسے پوچھتے ہیں ذوالقرنین کو کہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اوسکا کچھ مذکور اس طرح انا کمنا فی الارض و آتیناہ من کل شیئ سببا فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی مین حمۃ و وجدہ عند ما قوا فنادیٰ ذوالقرنین اما ان تعذب و اما ان تتخذ فیہم حسنا لیغنی عنہ اوسکو جایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر چھپے پڑا ایک کے یہاں تک کہ پہونچا جب سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں اور پائے اوسکے پاس ایک لوگ ہمنے کہا اے ذوالقرنین اتنی لوگوں کو تکلیف دے اور یار کہا و نہیں احسان فائدہ دلدل کی ندی میں ڈوبنے سے یہ مراد ہے کہ ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب چھپے میں ڈوبتا ہے جس طرح کوئی شخص کنارے دریا کے

یا بیچ دریا میں کھڑا ہو کر دیکھتے تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب دریا میں ڈوبا ہوا کثر ذی علم ریاضی والوں کے
 جنہوں نے جہاز کا سفر کیا ہو یہ بولتے سنا ہو کہ سمندر میں ایک عجب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب
 پانی ہی میں ڈوبا ہو پس ذوالقرنین ساحل محیط پر گیا تھا اور سوائے پانی کے اور کچھ مطمع نظر
 نہ تھا سوا و سکو آفتاب اس طرح نظر آیا نہ یہ کہ جرم آفتاب پر پہنچا اور آفتاب چشمہ میں ڈوبا تھا اور
 اسی سبب سے وجد ہا تعزب واقع ہو نہ کانت تعزب اور یہ تو محاورہ تمام انبیاء و حکماء و خواص و
 عوام و توریت و انجیل کا واقع ہو کہ آفتاب غروب ہوا اور آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز
 میں گھس جاتا ہو اور اسی سے پھر نکلتا ہو وہ تو ہمیشہ نکلا ہی رہتا ہے کسی چیز میں کبھی نہیں ڈوبا
 یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آفتاب کہاں ڈوبا ہو مگر معالم التنزیل اور بیضاوی میں صاف موجود ہے
 کہ سوائے نے کو ب اخبار سے پوچھا کہ تو نے آفتاب کے ڈوبنے کا احوال کچھ توریت میں دیکھا ہے
 کتب نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے انہا تعزب فی ما رو طین یعنی آفتاب چشمہ گل دلا میں
 ڈوبا ہے اب یہ عبارت توریت میں باقی نہیں رہی حکماء نے نصاریٰ اور یہود نے اس خیال سے
 نکال ڈالا ہو گا کہ اس کے نزدیک سورج چار سو پچھتر لاکھ کوس زمین سے دور ہے اور دس مرتبے زمین سے
 بڑا ہے پس کس طرح چشمہ گل دلا میں ڈوبے گا حالانکہ یہ آنکھی حاکم ہے کیونکہ بہت باتیں توریت اور
 انجیل زبور میں ایسی واقع ہیں جو بظاہر خلاف حکمت طبعی اور ریاضی کے ہیں اور بعضی ایسی کہ
 فی الواقع فنون حکمت کے خلاف ہیں چنانچہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے دس ہشتم
 نسخہ ۱۲۵ میں ہے کہ انھیں مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشوں اور اس زمین سے نکال کے
 اچھی بڑی زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیوں وغیرہ کی جگہ میں لافان دیکھو
 زمین کنعان میں کسی جگہ اور کہیں دودھ اور شہد کا حوض بھی نہ تھا چہ جاکہ ندی ہو کہ موج مارے
 اور زبور ستم میں حضرت داؤد کہتے ہیں مرا زگور خیرانیدہ حالانکہ میل سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد
 ہرگز پھر نہیں زندہ ہوئے اور پہلی انجیل کے بارہویں باب دس ۴۲ میں ہے کہ دکن کی رانی
 اقصاے زمین سے سلیمان کی حکمت سننے آئی حالانکہ جزافیہ کی رو سے ثابت ہے کہ زمین
 کوئی شکل ہو اور شکل کر دی کا کوئی کنارہ نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ اس کا کنارہ ہو معلوم ہوا کہ دوسرا خدا صیغہ
 زمین کی شکل سے آگاہ نہ تھا ورنہ اقصاے زمین کا لفظ نہ بولتا اس طرح اسی انجیل کے باب ۱۱ کے
 درس ۱۲ نسخہ ۱۲۵ میں واقع ہے کہ از اطراف اربعہ از اقصاے فلک یا بطرف دیگر ربع خواہند نمود جا
 آسمان کا کوئی کنارہ نہیں ہے یہ بھی غلط کہا اور پہلی انجیل کے دسویں باب کے آغاز میں ہے کہ

حضرت عیسیٰؑ کے قول کے وقت یورپ سے آسکا مارا دکھلائی دیا اور وہ تارادیکھنے والوں کی
 روش پر چلا آیا یہاں تک کہ اس مکان کے مقابلہ میں بہان عیسیٰ پیدا ہوئے تھے ٹھہر گیا دیکھو
 آریے کا آدمی کی روش پر چلنا خلاف علم طبیعی اور طبیعت کے ہوا اور اس سے علم نجوم کی حقیقت
 ثابت ہوتی ہو حالانکہ توریت اور سکوا بطل کرتی ہو اور یوحنا اپنے مشاہدات میں لکھتا ہے کہ علاتے عظیم
 از آسمان سرزد کرنے پوشیدہ بود خورشید را و ماہ در زیر پاہے او بود و بر سرش تاجی بود از دوازدہ
 ستارہ یہ قول تو بالکل علوم عقلیہ کے خلاف ہو علیٰ ہذا القیاس حضرت یوشع کے مجرے میں توقف
 شمس کا مجرہ لکھا ہوا ہے یہ بھی ہو کہ آفتاب کے ساتھ چاند کو بھی کہا تھا کہ تو بھی ٹھہر اور حالانکہ جبوقت
 آفتاب وسط سار میں ہو گا چاند وہاں کمان ہو سکتا ہو بلکہ ایسے وقت میں جرم قمر معلوم نہیں ہوتا یہ
 بالکل خلاف علم ہیت کے ہو اور زبور اکیسویں چار سو ستارے کے در ۳۰۰۰ میں ہوا ہے یعنی خدا
 اپنے بالا خانہ کی کڑیوں کو پانیوں پر قائم کیا ہو اور بدلیوں کو اپنا مرکب بنایا ہو اور ہوا کے تاروں پر
 سیر کرتا پھرتا ہو یہ قول تو بالکل خلاف آلیات اور طبیعیات اور ریاضیات کے ہو اور یہی زبور ۱۹
 دس ۵۰ و ۶۰ میں ہو کہ در آئنا یعنی در آئینہ بر آئے آفتاب جسم را و قرار دادہ کہ مانند داماد از حملہ پر
 سے آید و چون پہلوانان در دیدن خوشنود است بر آمدن آن از اقصائے آسمان است و بازشدن
 باقصائے بہان اسطرح کی بہت باتیں ان سے نکلتی ہیں کہ اس سے صاف علوم ہو جا گا کہ توریت
 اور انجیل و زبور کی بہت باتیں حکمت کے خلاف اور بطریق سس حکیم کے قول سے مخالف ہیں
 پس آون جاہلون نے ان سب کو نہ کمال ایک ذری سے بات کہ او سمین ہیج نہ تھا قرآن پر اعراس
 کہ نیکو نکال ڈالا ہو فائدہ آخر آیت سے بعضے دلیل کرتے ہیں کہ ذوالقرنین نبی تھا مگر یہ قول منہف
 ہو کیونکہ یہ کلام بطور الہام تھا نہ بطور خطاب و نہ بواسطہ جبریل علیہ السلام بلکہ ایسا ہو مبطل حضرت
 موسیٰ کی ماں سے ارشاد ہوا ہو کہ وادینا الی ام موسیٰ ان لا ضیغہ لک حال مفصل یہ ہو کہ اسد جل شانہ
 نے اس بادشاہ کو جبکہ لقب ذوالقرنین تھا سکندر ہوا کوئی اور اسکو پہلے زمین کا مالک کیا اور
 بخوبی دست رس عطا فرمایا اور ہر ایک چیز سے اسکو مستغنی کیا اور علم سیاست مدن ایسا دیا کہ دوسرے
 کو اس کے وقت میں ہرگز نہ تھا اور نور و ظلمت میں چلنا اور پھرنا اسکو برابر تھا بدلی اور سکی سنو تھی
 کہ جس جگہ چاہتا جلد جاتا ایک دن روم سے سوار ہو کر مصر میں گیا اور مصر کو فتح کرنا زکیون کو نہریت
 دیتا مغرب گیا اس قصہ پر کہ دیکھیے دنیا کی بستی کمان تک بستی ہو جلتے جلتے ایسی جگہ ہو چھا جہاں
 نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اس سبب سے حد دنیا کی نہ پاسکا اور وہاں بیٹھے اوس چشمے کے پاس

ایک شہر نظر آیا جسکے بارہ ہزار دروازے تھے اور رہنے والے اُس شہر کے سب کا فروپوشاک اُنکی کھال اور کھانا اُنکو دیا ہی جانور مرا ہوا سوا اللہ نے اُنکو اپنی دونوں بات کی قدرت فرمائی یعنی چاہے تکلیف دے اور چاہے تعلیم شرایع و احکام کرے اس طرح ہر ایک بادشاہ کو قدرت ملتی ہے چاہے خلق کو تباہ کرے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری کرے پس ذوالقرنین نے کہ حاکم عادل تمہارا بیٹھ اختیار کی یعنی جسے نافرمانی کی اُنکو سزا دی اور جو ایمان لایا اُس پر احسان کیا اور ایک سال کامل مع اپنے لشکر کے اُس طرف رہا اتنی مدت میں صرف ایک شخص ایمان نہ لایا اُنکو قتل کروایا اور سال بھر وہاں کے شہر میں پھر اس عرصے میں ایک شہر نظر آیا کہ دیواریں اُنکی روئین کی اور ہزار دروازے حوالی شہر میں فروکش ہوا اور اُس میں جابجا طریق یہ نکالے کہ رسیان اور کندین ڈلوئین اول ایک شخص کو بھیجا کہ وہاں کا حال دیکھ آئے وہ گیا سوہنس کر دیوار کے ادھر گر پڑا ہر چند لگ بھگ منتظر ہے وہ نہ پھر اچھو دوسرا گیا وہ بھی نہ آیا کہتے ہیں کہ وہ شہرستان سب تھا کہ اُس میں آب روان اور انواع نفلکات تھے آب وہو انہایت لطیف نہ سردی نہ گرمی سو وہاں کے رہنے والے ناشکری کرنے لگے اللہ نے اُنکو ہلاک کیا باجملہ سکندر ناچار وہاں سے پورب طرف چلا اور سفر کا سرانجام کیا راہ میں ایک جزیرہ ملا وہاں حکیم لوگ رہتے تھے اور دریا اُنکو محیط تھا سوائے کشتی کے سمیٹ کر جاننا نہیں سکتا تھا اہل شہر نے بادشاہ کو دیکھا تو اپنی کشتیاں جزیرے سے اٹھا لیکے مگر بادشاہ کسی جیلہ سے وہاں پہونچا تو دیکھا کہ اُس شہر کے لوگ نہایت خشک اور لاغر ہیں اُسے سبب پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ ہماری غذا کی یہی خاصیت ہے بعد اسکے حکیم آئے اور حکمت کے کلام کہنے لگے اور خوان کھانے آراستہ کر کے کمال تکلف سے بطور ضیافت گذرانے اور رخصت ہو کر چلے گئے ذوالقرنین نے اُنکو طلب کر کے پوچھا کہ تم کس لیے کھانا نہیں کھاتے انھوں نے سر پوش خوانوں سے اٹھایا تو مٹی کے طاش جواہرات سے بھرے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ قابل کھانے کے نہیں ہیں حکیموں نے عرض کیا تمہارا مقصد اس گردآوری سے یہی ہو سو موجود ہو اور خوراک ہماری تمہارے لائق نہیں ہے ذوالقرنین نے اُنکو بلا عوض چھوڑ دیا پھر وہاں سے جانب ہندوستان روانہ ہوا اور ایک ایلمپی اپنا پیش بادشاہ ہند کے روانہ فرمایا اور اُس سے کہدیا کہ بادشاہ ہند سے زبانی کہنا کہ میری اطاعت قبول کرے اور اپنا ایلمپی میرے حضور میں روانہ کرے ایلمپی ذوالقرنین کا ہند میں پہونچا تو بادشاہ ہند نے تحائف اور ہدایا کمال تعظیم اور تکریم سے ایلمپی کے ساتھ بھیجے کہ ذوالقرنین نے اُنکو قبول کیا اور دریافت کر لیا کہ بادشاہ ہند نے اطاعت قبول فرمائی پھر وہاں سے روانہ

ہوا تو سورج نکلنے کی جگہ پہونچا کہا قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجداہ الطبع
 علی قوم لم یجعل لهم من دونہا ستراً یعنی یہاں تک جب پہونچا سورج نکلنے کی جگہ یا پاکہ وہ نکلتا ہوا
 ایک لوگوں پر کہ نہیں بنا دی ہنسنے انکو اس سے ورے کچھ اوٹ شاید وہ لوگ جنگلی تھے کہ کپڑا بنا
 اور چھت ڈالنا انہیں دستور تھا اسی سبب سے انکے یہاں نہ گھر تھا نہ سایہ نہ دیوار نہ جامہ یا بان
 رگیستان میں رہتے تھے اور کھانا اپنا شہرین سے لا کر کھاتے تھے اور کپڑا انہیں پہنتے تھے
 سب کے سب ننگے تھے اور مطلق حیا اور شرم انکو نہ تھی بلکہ عورت اور مرد بے تکلف ایک
 دوسرے کے روبرو جماع کرتے تھے اور اس مقام کا حال یہ تھا کہ صبح سے دوپہر تک گرمی کی
 شدت ہوتی اور دوپہر کے بعد سردی غلبہ کرتی ذوالقرنین نے اُنسے کچھ تعرض نہ فرمایا اور مغرب
 و شمال کے کونے کو چلا تو دو پہاڑوں کے بیچ میں پہونچا انہیں زہاد عباد حکما رہتے تھے اور وہ
 دو آردو پہاڑ نہایت بلند تھے یا جوج یا جوج کے ملک میں وہی اٹھاؤ تھا اپنی چڑھائی نہ تھی گچی میں
 ایک گھاٹہ کھلا تھا کچھ لوگ آگے اُن پہاڑوں کے بیٹھے تھے سو بروایت ابن عباس وہ لوگ کیسی
 بات نہ سمجھتے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا ذوالقرنین نے انپر دعوت حق فرما کے وعدہ وعید سے
 ترغیب ترغیب کی کہا قال اللہ فی سورۃ الکہف حتی اذا بلغ بن السدین وجد من دونہما قوما لایکادون
 یعقہون قوال یعنی یہاں تک کہ جب پہونچا دو آردو کی بیچ پائے اُنسے ورے ایک لوگ لگتے تھے کہ سمجھیں
 ایک بات بالکل ذوالقرنین نے اُن لوگوں سے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے غایت کر کے
 احوال پر سی شروع کی ان لوگوں نے یا جوج یا جوج کا ظلم اور فساد ظاہر کیا کہا قال قالوا یا ذوالقرنین
 ان یا جوج و یا جوج مفسدون فی الارض فہل یجعل لک خراجاً علی ان تجعل بیننا و بینہم سداً یعنی کہنے لگے
 امیر ذوالقرنین یہ یا جوج اور یا جوج و سوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کہے تو ہم تمہارے اوپر جو کچھ محصول
 اسپر کہنا دیوے ہم میں انہیں ایک اڑھائی ہم آپس میں باجوہ ڈال کر کچھ مال جمع کر دینگے اور تم بادشاہ صاحب
 حکم ہو تم سے یہ کام سرانجام ہو سکتا ہو اگر غایت فرماؤ تو ہمارا بچاؤ ہو حدیقۃ الاقالیم میں لکھا ہے کہ جن لوگوں کو
 یا جوج یا جوج نے پریشان کر رکھا تھا وہ لوگ اولاد سقلاب سے تھے اور دار السلطنت سقلابیوں
 میں رہتی تھی وہاں کا بادشاہ حاضر ہو کر ایمان لایا اور اُنسے سب حال کا فائدہ معلوم
 ہوا ہے کہ یہ لوگ سوائے اُنکے تھے جو آگے پہاڑوں کے بیٹھے تھے کیونکہ وہ لوگ کیسی بات نہ
 سمجھتے تھے اور نہ کوئی انکی بات سمجھتا تھا اسیلئے کچھ لوگ اُنکے پاس ترجم تھے انہوں نے یہ حال
 عرض کیا تب ذوالقرنین نے کہا میرے پاس مال بہت ہے مجھکو کچھ حاجت مال نہیں تم بیفائدہ

مال کی طمع مجھے دیتے ہو تمکو اس قدر کافی ہو کہ میرے ساتھ محنت کرنے میں شریک ہو تاکہ میں مابین تمہارا
اور اُنکے سدا وون کما جار فی سورہ الکہف قال ما کنتی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجل بنیکم وبنیم روم
یعنی ذوالقرنین نے کہا مقدور دیا مجھکو میرے پروردگار نے وہ بہتر ہو سود دکر و میری محنت میں
بنادون تمہارے اُنکے بیچ ایک دہایا یعنی اللہ نے مجھکو شرق سے غرب تک کا ملک عنایت کیا ہوا
سو میں محصول کی قیاج نہیں رکھتا تم میری مدد ہا تو پیر سے کرو وہ بولے ہم کس طرح مدد کریں ذوالقرنین
نے کہا لو ہے کے تختے مجھے دو تو میں برابر برابر رکھوں پھر ذوالقرنین نے زر کثیر عنایت کیا
اور ان لوگوں نے مابین دونوں پہاڑوں کے ایک بنیاد عمیق کھودی کہ پانی نکل آیا پھر انہیں
برے برے پتھر بنائے کہ وہ بنیاد زمین کے برابر ہو گئی پھر لوہے کی اینٹیں بیچے اوپر رکھیں کہ
دیوار ہو گئی اور بلندی پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچی اور حسب ایماے ذوالقرنین آگ لگائی اور دھوئیں
سے چھوٹا وہ اینٹیں سرخ رنگ ہوئیں پھر اوپر سیسہ اور رانگ گچھلا کر ڈالا کہ سوراخ بند ہو گئے کما

جار فی سورہ الکہف اتونی زبرا الحدیثی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخا حتی اذا جعلہ نارا قال
اتونی افرغ علیہ قطر ایسے پکڑو مجھکو تختے لوہے کے تاکہ میں برابر رکھوں یہاں تک کہ جب اب
کر دیا دو پہاڑوں تک پہاڑ کے کما دھوئیں یہاں تک کہ جب کر دیا اسکو آگ کما لاؤ میرے پاس کہ
ڈالوں اُسپر گچھلا تا بنا ایک شخص نے حضرت صلعم سے التماس کیا کہ میں سد ذوالقرنین تک
گیا ہوں اور اسکو دیکھا آیا ہوں حضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی طرح بیان کر اُسے کما یا رسول اللہ
سد ذوالقرنین ایسی ہی جیسے چلخانہ کی لنگی فرمایا سچ ہو وہ لوہے کے تختے سیاہ دیکھو پڑتے ہیں اور
درزوں میں تانبے کی لکیریں نظر آتی ہیں روایت ہو کہ مابین دونوں پہاڑوں کے چار ہزار
قدم کا فاصلہ تھا اور بلندی دیوار کی چھ سو اڑس اور عرض پینسٹھ گز و بقولے پانچ کوس کا اور
طول ایک سو پچاس فرسخ ہو و بقولے عرض پچاس گز کا اور طول بارہ فرسخ کا ہی اور مؤلف
ہفت اقلیم نے لکھا ہو کہ اس دیوار میں کواڑ لگے ہیں ہر کواڑ ساٹھ گز کا عرض اور ستر گز کا طول
اور پانچ گز کا ضخیم اور دروازے میں قفل سات گز کا لٹکا ہوا اور سات ہی گز کی کنجی اس میں
آویزان ہوا اور اس میں چوبیس دندانہ شل دستہ ہا وں نظر آتے ہیں روایت ہو کہ وہاں کے
بادشاہ نے یہ دستور رکھا ہو کہ ہر ہفتہ میں بروز جمعہ مع ایک جماعت سپاہیان جاتا ہو دروازہ
کو بڑے بڑے گرزوں سے ٹھکراتا ہو تاکہ یا جوج و ما جوج کو معلوم ہو کہ اس دروازے پر
گنبدان ہیں الغرض جب یہ دیوار بنگلی تو ذوالقرنین نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا یہ دیوار میرے پروردگار

بیان سدکنہ

لے فرغ اول زمانہ
عنوان میں جو بخاری
بہر بیان ان از کتب
بیادست است
ما جشت بیادست
چون مسدا کا نام
دارند و بیادست
ما جشت بیادست
بشارت حق کہ بیادست
سعد و بیادست
اینا صحت
بیان

کی مہربانی اور رحمت ہو ورنہ میں کب اس لائق تھا کہ میری بنائی ہوئی دیوار سد راہ یا جوج ہوتی لیکن جب میرے پروردگار کا وعدہ پہونچے گا تو یہ دیوار گر جائیگی اور وعدہ اسکا سچا ہو اسہیں سر مو تفاوت نہیں ہو گا جارجی سورۃ الکہف ہذا رحمتہ من ربی فاذا جار و عد ربی جلد دکار و کان و عد ربی حقاً اور بخوبی ثابت ہو کہ یا جوج و ما جوج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد آخر زمانہ میں نکلیں گے اسہیں ہرگز شک اور شبہ نہیں اور تمام عالم کو عاجز کرینگے پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے مرینگے صحیحین میں حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہو کہ حضرت سوتے سے جاگے چہرہ مبارک خوف سے سرخ تھا فرتے تھے لا الہ الا اللہ پھر فرمایا خرابی ہو عوب کو اس بلا سے جو نزدیک ہو چلیا جوج ما جوج کی دیوار سے آج کھل گیا اسکے برابر اور حضرت نے اپنی انگلی اٹھائی اور کلمے کی انگلی کا حلقہ بنایا یعنی اس حلقہ کے برابر اس دیوار میں سوراخ ہو گیا حضرت زینب نے کہا کہ یا حضرت کیا ہم مٹ جاوینگے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہیں فرمایا ہاں جب کہ بدکاری غالب ہو جائیگی یعنی جب گناہ عالم میں کثرت سے ہونگے تو نیک لوگ کم ہونگے پھر نیک و بد سب ہلاک ہونگے اور یہ جو عوب کی تخصیص فرمائی سو اسلیے کہ یا جوج ما جوج کو حضرت کے سبب سے زیادہ تر عداوت عرب سے ہوگی نہیں تو یہ بلا عالمگیر ہوگی اس حدیث سے ثابت ہو کہ ہمارے حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک سوراخ برابر روپیہ کے سدا میں ہو گیا تھا جسکی اطلاع حضرت نے فرمائی اب روز بروز ترقی ہو قیامت کے قریب راہ ہو جائیگی یا جوج ما جوج نکلیں گے اور تمام عالم کو تباہ کرینگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ یا جوج ما جوج دیوار کو ہر روز کھودتے ہیں جب آفتاب کی روشنی کم رہ جاتی ہو تب کہتے ہیں اب کل کھودینگے اور چلے جاتے ہیں مگر یہ قدرت الہی کہ دیوار بدستور برابر ہو جاتی ہو اسطرح مدت معینہ تک کرتے رہینگے جب وقت محدود آوے گا تو ایک روز قبل غروب آفتاب کہینگے اب چلو کل انشاء اللہ کھودینگے دوسرے دن دیوار کھودی ہوئی اپنی دیکھینگے جسطرح کھود کر چھوڑ گئے تھے پھر باقی ماندہ کھود کر نکلیں گے اور مفلح مند ہوں گے بجز وہ ستم پیش آئینگے اللہ نہایت تکلیف دینگے پھر آسمان کا قصد کرینگے اور تیر چلاوینگے کہ وہ تیر خون سے بھرا کر اور اللہ کے حکم سے اپنی ریاس کا غلبہ ہو گا سوفزین کے وہب ان بند سے روایت ہو کہ بحیرہ طبریہ کا پانی سب پی لینگے اور جانور اس کے کھائینگے صرف حرمین شریفین زاد ہا اللہ شرفا اور بیت المقدس میں نہ جائینگے اور ایک روایت ہو کہ جب ظلم اور ستم حد سے گزریگا تو اس کے منہ میں پھوڑا نکلیگا اس سے ہلاک ہوسکے اور انکا گوشت دواب ارض

کو دو دکھائی گئے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ یا جوج و ما جوج صبح سے تا غروب آفتاب دیوار کو زبان سے چاٹتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں اور کہہ جاتے ہیں کہ اب کل ٹوڑینگے لیکن لفظ انشاء اللہ نہیں کہتے جب وقت معمود آویگا تو ایک شخص اذنین مسلمان ہوگا اور وہ بھی دیوار کو چائیگا اور وقت معاودت کے گا انشاء اللہ کل چائیگے تب ہی دیوار ٹوٹے گی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوار کو کبھی چاٹتے ہیں اور کبھی کمودتے ہیں خواہ بعضے کمودتے ہیں اور بعضے چاٹتے ہیں روایت ہے کہ اول ظہور یا جوج و ما جوج شام میں ہوگا اور آذان بلن میں احوال یا جوج ماجوج حضرت مولانا رفیع الدین دہلوی نے حشر نامہ میں تفصیل لکھا ہے اور کتب احادیث میں ذکر اونکا مفصل ہے چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں باب علامات قیامت اور ذکر دجال میں ایک بڑی حدیث خذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے موجود ہے جو چاہے اسمین دیکھے اور آخر کتاب میں حال قیامت لکھا جائیگا انشاء اللہ فائدہ عالم التذلل میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام و حام و یافث سام ابوالعرب و العجم والروم اور حام ابوالعقبہ والینج والنوہا و یافث ابوالترک والیجود والصفالیہ و یا جوج و ما جوج اور یہ دونوں نام عجی ہیں جس طرح ہاروت و ماروت مشتق اجمع النار سے اور ضحاک کے نزدیک یا جوج و ما جوج ایک گروہ ترک سے ہیں اور سدی کے نزدیک ترک لشکر یا جوج و ما جوج ہے اور جمیع ترکستان کے لوگ اذنین کی اولاد ہیں مگر یہ لوگ دیوار ذوالقرنین کے باہر رہ گئے ہیں اور فساد سے روایت ہے کہ یا جوج و ما جوج کے بائیں گروہ تھے اکیس کیواسطہ ذوالقرنین سد بنائی ایک گروہ اونکا دیوار سے خارج رہا سو ترک کی قوم ہو اور وجہ تسمیہ ترک کی بھی یہی ہے لا اھم ترکو خارجین اور خذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یا جوج و ما جوج دو امت ہیں اور ہر ایک امت میں چار ہزار امت ہے اور اللہ نے یہ دستور باندھا کہ جب تک ایک ایک تنقش سے ہزار ہزار مہر پیدا ہو کر جوان نہیں ہو لیتا تب تک کوئی شخص اونکا نہیں مٹتا اور یہ سب بنی آدم ہیں اور انکی تین قسمیں ہیں ایک وہ کہ طول قامت اونکا ایک سو بیس گز ہے اور دوسری قسم وہ کہ جسکا عرض اور طول برابر ہے یعنی ایک سو بیس گز کا طول اور اسقدر عرض اور یہ قسم اسطرح کی قوی اور زور آور ہے کہ پہاڑ اور درخت اور آہن وغیرہ اشیاء سخت اونکے سامنے کچھ چیز نہیں ہیں اور قسم سوم اور بھی عجیب و غریب ہے کہ بلندی قامت کے سواے اونکے کان ایسے بڑے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور دوسرے کو اوڑھتے ہیں اور خوک اور ہاتھی اور شیر اور پتے وغیرہ حیوانات جو انکے روبرو آجاتے ہیں بلا توقف کھا لیتے ہیں اور جو کوئی انکے جنس میں مرجاتا ہے اسکو بھی اپنا لقمہ بے دود سمجھ کر کھایا کرتے ہیں اور حضرت امیر المومنین یسوع النسلین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

یہ یا جوج و ما جوج

کہ وہ فرماتے تھے کہ بعضے اوس قوم میں بالشتیہ ہیں اور بعضے بہت طویل القامتہ اور کعب اجار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام میں یہ قوم عجائب المخلوقات ہو اور خلقت اسکی یون ہوئی کہ حضرت ابوالبشر آدم علی نبیہا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دن اختلام ہوا اور نبی مٹی سے مل گئی اسی سے یاجوج ماجوج پیدا ہوئے لیکن یہ روایت کعب اجار سے ضعیف ہے اور کوئی سند متصل اسکی پائی نہیں جاتی اور صحیح روایت اہل تحقیق کے نزدیک یہ ہے کہ یاجوج ماجوج بردران حقیقی وایمانی اولاد جو بر بن یافت بن نوح علیہ السلام سے ہیں بعد وقوع طوفان یہ دونوں بھائی دو پہاڑوں میں سکونت پذیر ہوئے اور انکی اولاد بہت ہوئی اور بصورت انسان ہیں چنانکہ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ تمامی بنی آدم دس جزو ہیں از انجملہ نوجز و یاجوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم انکے قامت ایک بالشت سے چالیس گز تک اونہیں چار بادشاہ ہیں دُلان انج طارو طافہ بلا و شمال کے کنارے ہشت اقلیم سے باہر لگا ملک ہے مگر کان انکے بہت بڑے ہیں ایسے کہ ایک کو بچھاتے ہیں اور ایک کو اڑھتے ہیں اور زراعت کرتے ہیں لیکن سولے کنبہ کے اور کوئی غلہ نہیں بوٹتے ہیں وشرعیۃ اونہیں کچھ نہیں ہے اور موت نہایت کم ہوتی ہے اسی باعث سے بہت بڑے گئے ہیں کہ انکا شمار اللہ ہی کو معلوم ہے اور وہ دونوں پہاڑ شمال کی طرف واقع ہیں اور اوسی مقام میں ارض ترک کی انقطاع ہوئی ہے اور قاضی بیضاوی کے نزدیک جبل ارنیہ اور آذربایجان اون پہاڑوں کا نام ہے اونہیں کی شکایت مسلمانوں نے ذوالقرنین سے پیش کی کہ وہ گھائی پہاڑ سے اگر مال داسباب و مویشی لوٹ لیجائے ہیں اور جو کوئی ہم سے مقابل ہوتا ہے بلاتال او سکومارتے ہیں اور ایام ربیع میں کھیت کھا جاتے ہیں اور جو غلہ پاتے ہیں اونکا لیجائے ہیں اور آدمی اگر مل جاتا ہے تو او سکوبھی مار کر کھا لیتے ہیں تب ذوالقرنین نے دیوار زانی باجملہ ذوالقرنین سد سے فارغ ہو کر جانب شرق آیا اور چند عالموں کو طلب کر کے مستفسر ہوا کہ تمہیں کسی کتاب میں درازی عمر کی بھی دوا دیکھی ہے اونہیں سے ایک حکیم نے التماس کیا کہ میں نے وصیت نامہ حضرت آدم علیہ السلام میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ کوہ قاف کے نیچے پیدا کیا ہے اور اوس مقام میں نہایت اندمیرا ہے اور پانی اوس کا سفید ہے وودہ سے اور زیادہ سرد ہے برف سے اور زیادہ ترش و شادہ ہے اور نرم ہے سکہ سے اور شنگ سے زیادہ اوس میں خوشبو ہے جو کوئی اوسکا پانی نوش کرے حیات ابدی سے سرفراز ہوا اور موت او سکونہ آوے جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے ذوالقرنین نے کہا تم لوگ میرے ہمراہ چلو بولے ہم زمین کے قطب ہیں اگر یہاں سے حرکت کریں

تو آفت برپا ہوگی ذوالقرنین نے کہا تب بھی کچھ لوگ میرے ہمراہ چلیں چنانچہ چند عالم و حکیم ساتھ ہوئے اور خضر علیہ السلام کہ پیغمبر تھے مقدمہ لشکر قرار دیے گئے اور جواہر شب افروز جنگی باعث سے اندھیرے میں رامی حضرت خضر علیہ السلام کے تقویٰ کیے گئے اور ذوالقرنین نے تاج و تخت ایک مرد صالح و تقویٰ کے سپرد کیا اور وصایا فرمائے اور بارہ برس کی سیوا و رابطے آمد و رفت کے مقصد رکی اور روانہ ہوا جب جبل قاف سے گذرا تو راہ بھول گیا اور ایک برس تک پھرتا رہا اور مقدمہ لشکر کہ خضر علیہ السلام تھے ظلمات میں جا پڑے چونکہ جواہر مضیہ اُنکے ہاتھ میں تھے سو آنکھوں نے اوس سبکی روشنی میں اوس راہ کو طی کیا اور چشمہ حیات پایا اور دھیمیں نہائے اور پانی پی کر شکر کیا اور آگے کو بڑھے تو لشکر ذوالقرنین پریشان و سرگردان نظر آیا بعض لوگوں نے حضرت خضر کو پہچانا اور حال اپنا بیان کیا آنجناب نے بھی جو کچھ گذرا تھا کہ با پھر ذوالقرنین سے ملاقات ہوئی اور سکو سمجھایا کہ تیری قسمت میں اب حیات نہیں ہو نا حق تو سرگردان ہو و نعم ماقیل ہے تھی دستان قسمت را چہ سود از ہر کامل و کہ خضر از آسمان تشنہ می آرد سکندر را پھر سکندر نے صبر کر کے لشکریوں سے فرمایا کہ تم لوگ اسی جگہ رہو میں عجاہبات اسطرف کے دیکھوں چنانچہ اکثر عجائبات وہاں کے مشاہدہ کیے کہ قصص و حکایات اُنکے مشہورین کذا فی قصص الانبیاء منقول ہو کہ سکندر ذوالقرنین پانچ سو برس اطراف عالم میں پھرا جب کوہ بابل میں پہونچا درہ فارس سے صدا آئی ایہا الملک اس عار میں داخل ہو ذوالقرنین اوسین آیا وہاں ایک تختی پر لکھا پایا ایہا الملوک انظر واواجبہ وانا الذی عشت الف عام و اسرت الف ملک و بنیت الف مدینہ و تزوجت الف بکر و وضعت الف کثر ثم بعد ذلک کلمہ غرقت و فی التراب دفنت یعنی ای بادشاہو دیکھو اور جہت پکڑو کہ میں وہ شخص تھا کہ ہزار برس دنیا میں جیا اور ہزار بادشاہوں کو قید کیا اور ہزار شہر بنائے اور ہزار عورت باکرہ سے نکاح کیا اور ہزار خزانے جمع کیے پھر باوجود ان باتوں کے میں الگ پھینکا گیا اور مٹی میں دفن کیا گیا پھر سکندر نے دیکھا کہ ایک شخص سوئیکے تخت پر چادر اوڑھے پڑا ہوا اسکے دونوں ٹھیکوں میں زرد سرخ ہمارا ایک کھلی ہوا دھیمیں لکھا ہوا خدا فاسکنا گر فیم ودا شقیم دوسری بند ہوا و پھر قوم ہونہ بنا و تر کنار فیم و گدا شقیم ذوالقرنین روتا ہوا غار سے باہر آیا بردے آزاد کیے خزانے لٹا دیے دنیا سے جی ہٹا جتنی کا خیال آیا لوگوں نے پوچھا مالک الرومان ایہا السلطان یعنی کیا ہر یہ بے نصیبی اور جدائی ای بادشاہ فرمایا کہ بوسے مغولی میرے دماغ میں پہونچی ہے کہ مخلوقات کا کٹر غل موت ہے برین صیفہ مینا زخامہ خورشید و نگاشتہ سخن خوش باب زردیم و ایاد بولت و دروزہ گشتہ مستطہ و مباسش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدیم کسی کہ تلج زرزورد

بیرست بصباح و نماز شام و راخت زہر سرودیم و باجملہ بعد ان سب معاملات کے ذوالقرنین
بسلطنت حق مشغول ہوا یہاں تک کہ وفات پائی مدت سلطنت ذوالقرنین ایک قول میں چالیس
برس اور ایک قول میں چوبیس برس ہو و بقولے دفن اسکا جبال تھا مہر و بقولے شہر زور میں اور
عمر کا حال تحقیق معلوم نہیں ہوتا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندری بنائی ہوئی سکندر اصرغ کی ہو اور خضر
علیہ السلام اس کے وزیر و داماد تھے اور یہی شخص چشمہ حیات کی تلاش میں گیا تھا محض غلط ہو فائدہ
بعض مؤرخین نے ذکر ذوالقرنین کا قبل احوال حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھا ہے اور بعضوں نے
بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان کیا ہے اور بعضوں نے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہے مگر
صحیح یہ ہے کہ ذوالقرنین اکبر بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھا اور اصرغ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے مگر تعین وقت کہ وجود سکندر اکبر کس پیغمبر کے وقت میں تھا معلوم نہیں ہوتا اس سبب سے فقر
تو لف نے بلا لحاظ وقت و زمانہ بدین سبب کہ ذکر اسکا قرآن مجید میں سورہ کہف میں آیا ہے کہ دیا ہو
اگر کسی عالم موصوف کو کتب معتبر سے تحقیق وقت و زمانہ کی معلوم ہو تو وہ اس جگہ سے اس حال
کو دوسری جگہ لکھیں اور زمانہ سکندر یونانی کا البتہ تحقیق معلوم ہوا ہے چنانکہ حضرت مولانا رفیع الدین
دہلوی فرماتے ہیں کہ ولادت اسکی سن ۶۰۰ یا ۵۰۰ یا ۴۰۰ یا ۳۰۰ یا ۲۰۰ یا ۱۰۰ یا ۵۰ یا ۲۵ یا ۱۰ یا ۵ یا ۲ یا ۱
فلاطون آئی فوت ہوا ہے اور غلبہ سکندر مذکورہ فارس پر سن ۳۳۰ یا ۳۲۰ یا ۳۱۰ یا ۳۰۰ یا ۲۹۰ یا ۲۸۰ یا ۲۷۰ یا ۲۶۰ یا ۲۵۰ یا ۲۴۰ یا ۲۳۰ یا ۲۲۰ یا ۲۱۰ یا ۲۰۰ یا ۱۹۰ یا ۱۸۰ یا ۱۷۰ یا ۱۶۰ یا ۱۵۰ یا ۱۴۰ یا ۱۳۰ یا ۱۲۰ یا ۱۱۰ یا ۱۰۰ یا ۹۰ یا ۸۰ یا ۷۰ یا ۶۰ یا ۵۰ یا ۴۰ یا ۳۰ یا ۲۰ یا ۱۰ یا ۵ یا ۲ یا ۱
سن ۵۵۹ یا ۵۵۸ یا ۵۵۷ یا ۵۵۶ یا ۵۵۵ یا ۵۵۴ یا ۵۵۳ یا ۵۵۲ یا ۵۵۱ یا ۵۵۰ یا ۵۴۹ یا ۵۴۸ یا ۵۴۷ یا ۵۴۶ یا ۵۴۵ یا ۵۴۴ یا ۵۴۳ یا ۵۴۲ یا ۵۴۱ یا ۵۴۰ یا ۵۳۹ یا ۵۳۸ یا ۵۳۷ یا ۵۳۶ یا ۵۳۵ یا ۵۳۴ یا ۵۳۳ یا ۵۳۲ یا ۵۳۱ یا ۵۳۰ یا ۵۲۹ یا ۵۲۸ یا ۵۲۷ یا ۵۲۶ یا ۵۲۵ یا ۵۲۴ یا ۵۲۳ یا ۵۲۲ یا ۵۲۱ یا ۵۲۰ یا ۵۱۹ یا ۵۱۸ یا ۵۱۷ یا ۵۱۶ یا ۵۱۵ یا ۵۱۴ یا ۵۱۳ یا ۵۱۲ یا ۵۱۱ یا ۵۱۰ یا ۵۰۹ یا ۵۰۸ یا ۵۰۷ یا ۵۰۶ یا ۵۰۵ یا ۵۰۴ یا ۵۰۳ یا ۵۰۲ یا ۵۰۱ یا ۵۰۰ یا ۴۹۹ یا ۴۹۸ یا ۴۹۷ یا ۴۹۶ یا ۴۹۵ یا ۴۹۴ یا ۴۹۳ یا ۴۹۲ یا ۴۹۱ یا ۴۹۰ یا ۴۸۹ یا ۴۸۸ یا ۴۸۷ یا ۴۸۶ یا ۴۸۵ یا ۴۸۴ یا ۴۸۳ یا ۴۸۲ یا ۴۸۱ یا ۴۸۰ یا ۴۷۹ یا ۴۷۸ یا ۴۷۷ یا ۴۷۶ یا ۴۷۵ یا ۴۷۴ یا ۴۷۳ یا ۴۷۲ یا ۴۷۱ یا ۴۷۰ یا ۴۶۹ یا ۴۶۸ یا ۴۶۷ یا ۴۶۶ یا ۴۶۵ یا ۴۶۴ یا ۴۶۳ یا ۴۶۲ یا ۴۶۱ یا ۴۶۰ یا ۴۵۹ یا ۴۵۸ یا ۴۵۷ یا ۴۵۶ یا ۴۵۵ یا ۴۵۴ یا ۴۵۳ یا ۴۵۲ یا ۴۵۱ یا ۴۵۰ یا ۴۴۹ یا ۴۴۸ یا ۴۴۷ یا ۴۴۶ یا ۴۴۵ یا ۴۴۴ یا ۴۴۳ یا ۴۴۲ یا ۴۴۱ یا ۴۴۰ یا ۴۳۹ یا ۴۳۸ یا ۴۳۷ یا ۴۳۶ یا ۴۳۵ یا ۴۳۴ یا ۴۳۳ یا ۴۳۲ یا ۴۳۱ یا ۴۳۰ یا ۴۲۹ یا ۴۲۸ یا ۴۲۷ یا ۴۲۶ یا ۴۲۵ یا ۴۲۴ یا ۴۲۳ یا ۴۲۲ یا ۴۲۱ یا ۴۲۰ یا ۴۱۹ یا ۴۱۸ یا ۴۱۷ یا ۴۱۶ یا ۴۱۵ یا ۴۱۴ یا ۴۱۳ یا ۴۱۲ یا ۴۱۱ یا ۴۱۰ یا ۴۰۹ یا ۴۰۸ یا ۴۰۷ یا ۴۰۶ یا ۴۰۵ یا ۴۰۴ یا ۴۰۳ یا ۴۰۲ یا ۴۰۱ یا ۴۰۰ یا ۳۹۹ یا ۳۹۸ یا ۳۹۷ یا ۳۹۶ یا ۳۹۵ یا ۳۹۴ یا ۳۹۳ یا ۳۹۲ یا ۳۹۱ یا ۳۹۰ یا ۳۸۹ یا ۳۸۸ یا ۳۸۷ یا ۳۸۶ یا ۳۸۵ یا ۳۸۴ یا ۳۸۳ یا ۳۸۲ یا ۳۸۱ یا ۳۸۰ یا ۳۷۹ یا ۳۷۸ یا ۳۷۷ یا ۳۷۶ یا ۳۷۵ یا ۳۷۴ یا ۳۷۳ یا ۳۷۲ یا ۳۷۱ یا ۳۷۰ یا ۳۶۹ یا ۳۶۸ یا ۳۶۷ یا ۳۶۶ یا ۳۶۵ یا ۳۶۴ یا ۳۶۳ یا ۳۶۲ یا ۳۶۱ یا ۳۶۰ یا ۳۵۹ یا ۳۵۸ یا ۳۵۷ یا ۳۵۶ یا ۳۵۵ یا ۳۵۴ یا ۳۵۳ یا ۳۵۲ یا ۳۵۱ یا ۳۵۰ یا ۳۴۹ یا ۳۴۸ یا ۳۴۷ یا ۳۴۶ یا ۳۴۵ یا ۳۴۴ یا ۳۴۳ یا ۳۴۲ یا ۳۴۱ یا ۳۴۰ یا ۳۳۹ یا ۳۳۸ یا ۳۳۷ یا ۳۳۶ یا ۳۳۵ یا ۳۳۴ یا ۳۳۳ یا ۳۳۲ یا ۳۳۱ یا ۳۳۰ یا ۳۲۹ یا ۳۲۸ یا ۳۲۷ یا ۳۲۶ یا ۳۲۵ یا ۳۲۴ یا ۳۲۳ یا ۳۲۲ یا ۳۲۱ یا ۳۲۰ یا ۳۱۹ یا ۳۱۸ یا ۳۱۷ یا ۳۱۶ یا ۳۱۵ یا ۳۱۴ یا ۳۱۳ یا ۳۱۲ یا ۳۱۱ یا ۳۱۰ یا ۳۰۹ یا ۳۰۸ یا ۳۰۷ یا ۳۰۶ یا ۳۰۵ یا ۳۰۴ یا ۳۰۳ یا ۳۰۲ یا ۳۰۱ یا ۳۰۰ یا ۲۹۹ یا ۲۹۸ یا ۲۹۷ یا ۲۹۶ یا ۲۹۵ یا ۲۹۴ یا ۲۹۳ یا ۲۹۲ یا ۲۹۱ یا ۲۹۰ یا ۲۸۹ یا ۲۸۸ یا ۲۸۷ یا ۲۸۶ یا ۲۸۵ یا ۲۸۴ یا ۲۸۳ یا ۲۸۲ یا ۲۸۱ یا ۲۸۰ یا ۲۷۹ یا ۲۷۸ یا ۲۷۷ یا ۲۷۶ یا ۲۷۵ یا ۲۷۴ یا ۲۷۳ یا ۲۷۲ یا ۲۷۱ یا ۲۷۰ یا ۲۶۹ یا ۲۶۸ یا ۲۶۷ یا ۲۶۶ یا ۲۶۵ یا ۲۶۴ یا ۲۶۳ یا ۲۶۲ یا ۲۶۱ یا ۲۶۰ یا ۲۵۹ یا ۲۵۸ یا ۲۵۷ یا ۲۵۶ یا ۲۵۵ یا ۲۵۴ یا ۲۵۳ یا ۲۵۲ یا ۲۵۱ یا ۲۵۰ یا ۲۴۹ یا ۲۴۸ یا ۲۴۷ یا ۲۴۶ یا ۲۴۵ یا ۲۴۴ یا ۲۴۳ یا ۲۴۲ یا ۲۴۱ یا ۲۴۰ یا ۲۳۹ یا ۲۳۸ یا ۲۳۷ یا ۲۳۶ یا ۲۳۵ یا ۲۳۴ یا ۲۳۳ یا ۲۳۲ یا ۲۳۱ یا ۲۳۰ یا ۲۲۹ یا ۲۲۸ یا ۲۲۷ یا ۲۲۶ یا ۲۲۵ یا ۲۲۴ یا ۲۲۳ یا ۲۲۲ یا ۲۲۱ یا ۲۲۰ یا ۲۱۹ یا ۲۱۸ یا ۲۱۷ یا ۲۱۶ یا ۲۱۵ یا ۲۱۴ یا ۲۱۳ یا ۲۱۲ یا ۲۱۱ یا ۲۱۰ یا ۲۰۹ یا ۲۰۸ یا ۲۰۷ یا ۲۰۶ یا ۲۰۵ یا ۲۰۴ یا ۲۰۳ یا ۲۰۲ یا ۲۰۱ یا ۲۰۰ یا ۱۹۹ یا ۱۹۸ یا ۱۹۷ یا ۱۹۶ یا ۱۹۵ یا ۱۹۴ یا ۱۹۳ یا ۱۹۲ یا ۱۹۱ یا ۱۹۰ یا ۱۸۹ یا ۱۸۸ یا ۱۸۷ یا ۱۸۶ یا ۱۸۵ یا ۱۸۴ یا ۱۸۳ یا ۱۸۲ یا ۱۸۱ یا ۱۸۰ یا ۱۷۹ یا ۱۷۸ یا ۱۷۷ یا ۱۷۶ یا ۱۷۵ یا ۱۷۴ یا ۱۷۳ یا ۱۷۲ یا ۱۷۱ یا ۱۷۰ یا ۱۶۹ یا ۱۶۸ یا ۱۶۷ یا ۱۶۶ یا ۱۶۵ یا ۱۶۴ یا ۱۶۳ یا ۱۶۲ یا ۱۶۱ یا ۱۶۰ یا ۱۵۹ یا ۱۵۸ یا ۱۵۷ یا ۱۵۶ یا ۱۵۵ یا ۱۵۴ یا ۱۵۳ یا ۱۵۲ یا ۱۵۱ یا ۱۵۰ یا ۱۴۹ یا ۱۴۸ یا ۱۴۷ یا ۱۴۶ یا ۱۴۵ یا ۱۴۴ یا ۱۴۳ یا ۱۴۲ یا ۱۴۱ یا ۱۴۰ یا ۱۳۹ یا ۱۳۸ یا ۱۳۷ یا ۱۳۶ یا ۱۳۵ یا ۱۳۴ یا ۱۳۳ یا ۱۳۲ یا ۱۳۱ یا ۱۳۰ یا ۱۲۹ یا ۱۲۸ یا ۱۲۷ یا ۱۲۶ یا ۱۲۵ یا ۱۲۴ یا ۱۲۳ یا ۱۲۲ یا ۱۲۱ یا ۱۲۰ یا ۱۱۹ یا ۱۱۸ یا ۱۱۷ یا ۱۱۶ یا ۱۱۵ یا ۱۱۴ یا ۱۱۳ یا ۱۱۲ یا ۱۱۱ یا ۱۱۰ یا ۱۰۹ یا ۱۰۸ یا ۱۰۷ یا ۱۰۶ یا ۱۰۵ یا ۱۰۴ یا ۱۰۳ یا ۱۰۲ یا ۱۰۱ یا ۱۰۰ یا ۹۹ یا ۹۸ یا ۹۷ یا ۹۶ یا ۹۵ یا ۹۴ یا ۹۳ یا ۹۲ یا ۹۱ یا ۹۰ یا ۸۹ یا ۸۸ یا ۸۷ یا ۸۶ یا ۸۵ یا ۸۴ یا ۸۳ یا ۸۲ یا ۸۱ یا ۸۰ یا ۷۹ یا ۷۸ یا ۷۷ یا ۷۶ یا ۷۵ یا ۷۴ یا ۷۳ یا ۷۲ یا ۷۱ یا ۷۰ یا ۶۹ یا ۶۸ یا ۶۷ یا ۶۶ یا ۶۵ یا ۶۴ یا ۶۳ یا ۶۲ یا ۶۱ یا ۶۰ یا ۵۹ یا ۵۸ یا ۵۷ یا ۵۶ یا ۵۵ یا ۵۴ یا ۵۳ یا ۵۲ یا ۵۱ یا ۵۰ یا ۴۹ یا ۴۸ یا ۴۷ یا ۴۶ یا ۴۵ یا ۴۴ یا ۴۳ یا ۴۲ یا ۴۱ یا ۴۰ یا ۳۹ یا ۳۸ یا ۳۷ یا ۳۶ یا ۳۵ یا ۳۴ یا ۳۳ یا ۳۲ یا ۳۱ یا ۳۰ یا ۲۹ یا ۲۸ یا ۲۷ یا ۲۶ یا ۲۵ یا ۲۴ یا ۲۳ یا ۲۲ یا ۲۱ یا ۲۰ یا ۱۹ یا ۱۸ یا ۱۷ یا ۱۶ یا ۱۵ یا ۱۴ یا ۱۳ یا ۱۲ یا ۱۱ یا ۱۰ یا ۹ یا ۸ یا ۷ یا ۶ یا ۵ یا ۴ یا ۳ یا ۲ یا ۱

تقریباً بہت و ششم در احوال حضرت زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ

والسلام

دارک التذکرہ میں ہے کہ زکریا زبان عبری میں معنی داہم الذکر و دائم التبلیغ ہے اخبار الدول میں ہے کہ زکریا ابن برخیا
اولاد یہود آپ ہی تھے اور اہل تحقیق کے نزدیک زکریا ابن آذان ابن مسلم اولاد جوہم ابن سلیمان علیہ السلا سے
ہیں نسب انکا چودہ واسطے میں حضرت داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے اور حضرت داؤد اولاد یہود سے بلاشبہ
ہیں پیشہ انکا نجاری تھا اور بقولے کا سہ گری کرتے تھے محمد ابن اسحق کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل

بجنت نصر کے پنجہ ظلم سے رہا ہو کر بابل سے بیت المقدس میں آئے تو گرفتار ساجی ہوئے اور کوئی منع کرنا لانا نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو سبوت کیا کہ انہوں نے گناہوں سے منع کیا اور عذاب الہی سے ڈرایا اور سرداری بفتح و قربان کی بھی انہیں سے شعل کی کہ بلا اذن انکے کوئی عالم یا درویش قربان گاہ میں نہ جاتا تھا اس طرح باب مسجد بلا کھولے انکے نہ کھلتا تھا اور اعرصہ میں امام خطیب عمران ابن مادن یا ماثان تھا یہ عمران سوائے والد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہر ان دونوں کے عہد میں فاصلہ ایک ہزار آٹھ سو برس کا ہو گا فی اخبار الدول روایت ہو کہ چار ہزار مرد اس عرصہ میں خادم مسجد تھے اُن سب سے عمران کثرت طاعت و عبادت میں ممتاز اور شرافت نسب و علو حسب میں سرفراز تھے اور زوجہ عمران سماتہ بنت فاقود تھی یہ بھی اپنے زمانہ کی عورتوں میں بے غفت و عصمت مشہور تھی اور انکی بہن سماتہ ایشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام نے عقد کیا اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت زکریا کی عورت حضرت مریم کی بہن تھیں اور عالم التفریل اور مدارک اور بیضاوی شریف میں ہے کہ زکریا و عمران ہمدان تھے یعنی زوجہ زکریا سماتہ بنت فاقود والدہ یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام و حنہ بنت فاقود والدہ مریم زوجہ عمران ابن ماثان اس صورت میں ایشاع مریم کی خالہ ٹھہرتی ہیں مگر صحیح قول امام رازی رحمہ اللہ کا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ حدیث سراج سے پیدا ہے کہ عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام خالاتی بھائی تھے بالجملہ ایک مدت دراز تک حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ ہوئی اور سماتہ حنہ بھی مدت سے کوئی لڑکا لڑکی نہ جنمی تھی سو وہ ایک دن مسجد میں گئی دیکھتی ہے کہ اکابر و علمائے بنی اسرائیل خدمت مسجد میں مصروف ہیں یہ یاد حق از خلق بگرنیتہ چنان مست ساقی کہ می رنجتہ و گروہے علمدار غلت نشین و قدمہای خاکی دم نشین و بذکر حبیب آنچنان مشتعل و بسودای جانان زجان مشتعل و سو سماتہ حنہ کو یہ آرزو ہوئی کہ اگر میں بھی خادم ہوتی تو کیا خوب بات تھی مگر متابعت عمران سے یہ دولت او کو حاصل نہ ہوئی تو کہنے لگی اگر خالق عالم مجھ کو ایک بیٹا عنایت کرے تو او کو لباس آزادگی پہنا کر خدمت مسجد میں چھوڑ دوں اسی خیال میں ایک شب دروزر ہی روایت ہے کہ دوسرے روز ایک درخت کے سایہ میں سونے لگی وہاں ایک جانور از قسم طیور اپنے بچوں کو کھلاتا تھا یا یہ دیکھا کہ ایک چڑیا نے بیضہ منقار سے توڑا تو بچہ نکل آیا اوسنے یہ بات دیکھ کر آرزو کی کہ اگر میرے بھی کوئی لڑکا چھوٹا ہوتا تو میں بھی اپنا دل بھلائی بعد اوسکے یہ دعا بالاحاج مانگی کہ یا الہی اب میں بوڑھی ہوئی اور میرا خاوند بھی ضعیف و بوڑھا ہے ظاہر امید اولاد ہرگز نہیں ہو لیکن تیری قدرت کاملہ سے دور نہیں ہے کہ مجھ کو بوڑھیا کو اس حال میں ایک

بیاض غایت فرماوے سے اڑا انسان لطف تو جو ہم مراد خویش چکان کبہ ارادت و حاجت روا
 است، نہ چونکہ دعا سے حنہ باخلاص تھی سلسلہ قدرت حرکت میں آیا اور اثر حیض ظاہر ہوا اور بعد
 فراغت کے عمران نے صحبت کی تو حمل رہ گیا جب آثار حمل ظاہر ہوئے مسماۃ حنہ نے کہا رب
 انی نذرت لک انی بطنی محرراً فقبل منی انک انت السميع العليم یعنی اے رب میں نے نذر کیا تیرے
 جو چہ میرے پیٹ میں ہو آزاد سو تو مجھے قبول کر تو ہی اصل ستا جانتا فائدہ اوس امت میں یہ توفیق
 تھا کہ بعضے لڑکوں کو مان باپ اپنے حق سے آزاد کر کے اللہ کے نذر کرنے تھے پھر تمام عمر دنیا کے
 کام میں نہ لگاتے بلکہ روز و شب مسجد میں رہنے دیتے اور اولاد کو امتثال ایسی نذر میں فرمان داری
 والدین کی فرض عین تھی لیکن بعد بلوغ مختار ہو جاتے تھے حقایق صادقہ میں ہو کہ محرر بندہ خالص
 کو بولتے تھے کہ اوسکو کوئی شخص بندہ نہ بنا سکے اور سلمیٰ کے نزدیک محرر وہ ہو کہ اتباع شہوات سے
 آزاد ہو اور حقایق القرآن میں ہو کہ آزادی اعلیٰ ترین مقامات اولیاء میں ہو بشرطہ کہ محبت و خلوص کے
 ساتھ ہو زیرا کہ ایجا آزادان بندگی و بندگان آزادی دارند بندہ خوشنم خوان کہ بشاہی برسم الغیب
 حسب مسماۃ حنہ زوجہ عمران ابن ماثان نے یہ تدرمانی تو اسے بطریق نصیحت نہ براہ فضیحت فرمایا کہ
 اوجہ تیرے یہ کیا کہا اگر بیٹی ہوئی تو اوسکو صلاحیت سکونت و خدمت مسجد کی نہوگی وہ بیچارہ
 سنجہ سخت نکلے ہوئی لیکن اس سبب سے کہ جنہ کی زبان سے وقت نذر کرنے کے یوں
 نکلا تھا کہ فقبل منی انک انت السميع العليم خداوند کبریا نے اوسکی نذر قبول فرمائی اس عرصہ میں
 عمران نے وفات پائی اور بعد چندے ایام وضع حمل قریب پہونچے اور بیٹی پیدا ہوئی تو حنہ کہنے لگی
 رب انی وضعتمانی یعنی اے رب میں نے لڑکی جنی گو کہ حنہ جانتی تھی کہ خالق عالم اس حال سے
 عالم ہر الاحساب عادت زمانہ امر عجیب دیکھ لیں کہنے لگی یا بطریق اعتذار عرض کرنے لگی کہ میرے
 گمان میں تھا کہ بیٹا ہوگا اور اوسکو لیاقت خدمت مسجد کی ہوگی اور اب میں لڑکی جنی ولیس الذکر
 کالانشی وانی سمیتہا مریم وانی اعینہا بک و ذریہا من الشیطان الرحیم یعنی بیٹا نہ ہو جیسے وہ بیٹی اور
 میں نے اسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اوسکو اور اوسکی اولاد کو شیطان دوز
 سے لینے میں نے لڑکا واسطے کہینسہ کے مانگا تھا وہ مثل عورت کے نہیں ہو جو تو نے عنایت فرمائی
 یہ کبھی شائستگی تحریر کی بسبب لزوم حجاب و احتیاج حفظ و حراست کے نہیں رکھتی اور میں نے
 اسکا نام مریم یعنی مابہ رکھا ہوتا کہ فعل اسکا مطابق اسم کے ہو فائدہ برکت اس دعا کی یہ ہوئی کہ
 اللہ تعالیٰ نے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو مس شیطان سے محفوظ رکھا حدیث شریف میں وارد ہوا

کہ شیطان ہر مولود کو وقت ولادت مس کرتا ہے کہ وہ مولود ورواد تھا ہو مگر مریم و عیسیٰ محفوظ رہے ہیں
 اور تفسیر ثعلبی میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابلیس اپنے اعوان اور انصار
 لیکر آیا تھا مگر فرشتے اس وقت کھڑے تھے اس مردود کو فرصت نہ ملی جو مس کرتا تھا کچھ مسماۃ حنہ نامید
 ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی اور اسی حیرت و افسوس میں سو گئی تو دیکھتی ہے کہ کوئی کہتا ہے اے حنہ
 اگرچہ تو نے بھئی جنی ہے اور بنظر حفظ کے لائق مسجد نہیں ہو لیکن اللہ نے اس بیٹی کو نیاز میں قبول فرمایا
 تو اسکو مسجد میں لیجا کا اشار فی سورۃ آل عمران فقہلہا رہا بقبول حسن و ابتہاننا احسن ایسے پھر قبول کیا
 اسکو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا فائدہ اچھی طرح کی قبول
 سے یہ مراد ہے کہ اللہ جل شانہ نے وساوس شیطانی اور ہوا جس انسانی سے محفوظ رکھا اور اخلاق بانی
 سے متعلق کیا اور علامت قبول کی یہ ہوئی کہ اسکو مسجد بیت المقدس میں رکھ کر پرورش کیا اور حضرت
 زکریا علیہ السلام پیغمبر وقت اور سردار قوم کو لفظا ہر فیصل گردانا اور انبار خانہ غیب و فی السمار زر قلم سے
 کھانا کھلایا تاکہ دنیا کے لوگ معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو آپ پالتا ہے اور اپنی حفاظت
 میں رکھتا ہے اور انکا کام دوسرے پر حقیقہ نہیں چھوڑتا اور لفظا ہر فی الجملہ علاقہ لگا دیتا ہے تاکہ عالم اسباب کا
 بطلان لازم نہ آوے اور اچھی طرح کے بڑھانے سے یہ مراد ہے کہ روح اللہ انکے بطن سے پیدا ہوے
 اور شیطان نے کچھ دخل نہ پایا یا ایسا بڑھانا کہ ایک دن میں آٹا برشتین کہ دوسرا آدمی سال میں بڑھتا
 القصہ مسماۃ حنہ حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد بیت المقدس میں لگتی اور وہاں کے مجاوروں
 سے کہنے لگی کہ یہ بیٹی نہ راہ ہے اسکو لیکر پرورش کرو ان لوگوں نے کہا کہ عورت مسجد میں نہیں رہتی
 اور ہم اسکو یہاں نہیں رکھ سکتے تب حنہ نے اپنا خواب بیان کیا تو سب لوگ بامید حصول ثواب یا لجامط
 حقوق عمران لگے چاہتے کہ ہم پالیں اول سب سے حضرت زکریا علیہ السلام فرمانے لگے کہ ازراہ
 قرابت میں اسکی پرورش کا استحقاق رکھتا ہوں اور لوگوں نے کہا کہ اگر تربیت اسکی قویون پر موقوف
 ہوتی تو اسکی ماں اور وہاں سے زیادہ تر مستحق تھی مگر ہم قرعہ ڈالتے ہیں جسکے نام نکلے وہ پالے پس سنائیں
 یا اوشیش عالمون نے اپنے قلم لوسے کے یا نی کے جس سے توبت لکھتے تھے نہ ازون کے پانی
 بہتے میں ڈالے اور یوں قرار پایا کہ جسکا قلم اوپر آئے یا یوں ٹھہر کہ ڈوب جائے پرورش مریم کی وہی کرے
 سب قلم بہاؤ پر سبے یا پانی میں ڈوب گئے اور حضرت زکریا کا قلم ادا اوپر کو بہا ڈوب گیا تب مریم کی
 پرورش انھیں کو پہونچی سے کشادہ مال و حال عشق و رزق و مال شدہ خوشم کن قرعہ دولت
 نہام من برون آمدہ بالجملہ حضرت زکریا کے سپرد ہوئے اور انکی بی بی کہ انکی بہن باخالتھیں وہی رکھنے لگیں

لکھنا چاہیے
 قصہ میں بی بی حنہ
 کہ حضرت مریم سے
 مخلوق چنانچہ سے
 کسی کے دو دم
 نہیں پایا نام
 حفاظت پر بی بی حنہ
 علیہ السلام
 انوار القلہ و مکرر
 دانیں برکات
 عالم القلہ

اور مسجد میں ایک حجرہ الگ سب سے حضرت زکریا نے بنوایا کہ دن بھر وہاں عبادت کر تین رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لیجاتے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو گھر لے گئے اور دانی دود مر پانہ وال مقرر فرمائی جب حد طفولیت سے گذرین تب مسجد میں آئین اور ایک طلعہ حجرے میں رہنے لگیں جب حضرت زکریا کہیں جاتے تو اس حجرے کو مقفل کر جاتے جب نو برس کی ہوئیں تو رات بھر عبادت حق میں مشغول رہتیں اور تمام دن روزہ رکھتیں اور توریت پڑھا کرتیں چند روز میں توریت بالکل پڑھ گئیں اور انہیں دنوں سے ظہور کرامات شروع ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام جب قفل دروازے کا کھول کر آتے تو حضرت مریم کے پاس کھانا پاتے حالانکہ ابتدا سے یہ دستور تھا کہ سوائے حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی شخص اس کے پاس نہ جاتا تھا کہ احتمال ہو سکے کسی اور شخص کے دینے کا کہا قال فی سورۃ آل عمران کما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یغنیہ جب حضرت زکریا آتے حجرے میں تو پاتے اس کے پاس کھانا اور اس میں یہ عجب بات تھی جاڑوں کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا جادو میں کئی مرتبہ اس طرح اتفاق پڑا حضرت زکریا علیہ السلام کو کمال تعجب آیا کہ میں تو قفل بند کر کے باہر جاتا ہوں اور میرے سوائے کوئی شخص کفیل اس کے امور کا نہیں ہی پھر یہ کھانا کہاں سے آتا ہو آخر حضرت زکریا نے

فرمایا یریم انی لک ہذا قالت ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب یعنی اے مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے ہو اللہ رزق دیتا ہو جس کو چاہے بی قیاس فائدہ یہ بہشت کا سیوہ حضرت جبریل علیہ السلام دے جاتے تھے اور غیر فصل کا میوہ اس لیے لاتے تھے کہ حضرت زکریا وغیرہ کے دل میں یہ شبہ نہ پڑے کہ اور کوئی دے جاتا ہو کیونکہ انجیر تازہ زمستان میں یا خرمائے تر تابستان میں موجود کر دینا مقدر و بشر نہیں ہی یہ حضرت مریم کی کرامات تھی نہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا معجزہ کیونکہ اگر ان کا معجزہ ہوتا تو حضرت مریم علیہا السلام سے یوں نہ پوچھتے اور بالفرض اللہ تعالیٰ اگر بطریق

استحسان دریافت بھی فرماتے تو حضرت مریم علیہا السلام اس طور سے جواب دیتیں کہ ہومن ہجرتک اور یہ نہ فرماتیں ہومن عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب فائدہ یہ آیت بھی واسطے اثبات کرامات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ایک دلیل قطعی ہو سکتی ہے فائدہ حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تین دن سے کچھ تناول فرمایا تھا اور الم گرمی کی غایت اور شقت جو ع کی نہایت ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازداج طاہرات کے جردن میں تشریف فرما ہو کر کچھ کھانا طلب فرمایا کسی گھر میں اس کھانے کا نہ پایا گیا تب حضرت سیدہ بتول فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں تشریف فرما ہوئے اور پوچھا

ہل عندک شیئی یعنی تیرے پاس کچھ کھانا ہے حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا لا والله یا رسول اللہ! میں نے کچھ قسم اللہ کی یا رسول اللہ وہاں سے باہر تشریف لے چلے اور سبوقت ایک ہمسایہ نے دو گروہ نان اور کچھ گوشت برسم ہدیہ حضرت فاطمہؑ کو بھیجا حضرت فاطمہؑ نے خوان میں رکھ کر سرپوش ڈالا اور حضرت حسن علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور وہ حاضر سامنے لائیں حضرت نے سرپوش اٹھایا تو سارا خوان بھرا تھا حضرت نے پوچھا یا فاطمہ انی لک ہذا حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا ہذا من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب آنحضرت نہایت خوش ہو کے فرمائے گئے ای فاطمہ تیرا حال اور مرتبہ مثل مریم بنت عمران کے ہے کہ ہر گاہ اوسکو کھانا آتا اور زکریاؑ اودن سے ہتھسار کرتے تو وہ جواب دیتی تھیں ہوسن عند اللہ سو آنحضرت حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو ساتھ اپنے کھلایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا مگر ہنوز وہ خوان بھرا تھا تب حضرت فاطمہؑ علیہا السلام نے پروسپیون میں تقسیم کیا القصد حضرت زکریاؑ علیہ السلام نے جب یہ کراست دیکھی کہ بے موسم سیوہ خدا کے یہاں سے آیا اور یہ ساری عمر اولاد کی تمنا کرتے تھے اب سید وار ہوئے کہ شاید سیوہ بیوم ممکو بھی ملے اوسی جگہ اولاد کی دعا کی رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء یعنی اے رب میرے ممکو عطا کر اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک توسنے والا ہو دعا اگرچہ حضرت زکریاؑ جانتے تھے کہ شکلات قدرت الہی میں آسان ہیں مگر بطور امر جدید اور خرق عادت سے امید و اسی زیادہ ہوتی ہے اس سبب سے اوسی جگہ یعنی محراب مریم میں جہاں بیٹھے تھے پوشیدہ دعا مانگنے لگے کہ سورۃ مریم میں ارشاد ہوتا ہے رب انی وہن العظم منی واشتعل الرأس شیباً ولم اکن بدعائک رب شقیۃ وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرائی عاقراً فب لی من لدنک ولیاً یرتقی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیاً یعنی اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں بھیان اور ڈبک نکلی سر سے بوڑھیلے کی یعنی بال سفید ہوئے اور مجھے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش ممکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کے اور گماںسکو اے رب من مانا فائدہ حضرت زکریاؑ کو بنی عم کا ڈر تھا کہ میرے پیچھے اللہ کا دین بگاڑینگے اور نوریت کے سب احکام تبدیل کر دیں گے اس واسطے دعا مانگی کہ اگر میرا قائم مقام پیدا ہو تو میری جگہ محراب میں بیٹھے اور دین اللہ کا قائم رکھے اور توریت کے احکام جاری کرے اور یہ تو دیکھتے جاتے تھے کہ بنی اسرائیل انبیا کو قتل کرتے ہیں اور دین کے احکام بدلتے ہیں سو اللہ نے قائم مقام اودکا اور اگلے بغیر دیکھا دیا فائدہ یعقوب سے اس جگہ حضرت اسرائل ابن یحییٰ

مراد ہیں اور جو لوگ یعقوب ابن ماثان برادر عمران مراد رکھتے ہیں قول اور کما ضعیف قابل اعتبار نہیں ہر فائدہ آیت قرآنیہ سے معام ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ دعا پوشیدہ اپنے دل میں مانگی یا اکیلے مکان میں اس لیے کہ بوزعی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسین گے اور شاید ضعف سے آواز نہ نکلتی تھی کیونکہ اس عرصہ میں عمر انکی ننانوے برس کی تھی اور انکی عورت کی اٹھانوے برس کی چنانچہ مدارک التبریل میں اسطرح لکھا ہے اور عالم و بحر المواج و جلالین میں ایک سو بیس برس کی عمر حضرت زکریا کی لکھی ہے اور بعضہ کہتے ہیں کہ عمر حضرت کی با نوے برس کی اور بی بی کی انتی برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ دعائے خفی مقبول بارگاہ الہی ہو اس لیے خفیہ دعا کی کہ عجیب الدعوات نے قبول فرما کے بواسطہ حضرت جبریل علیہ السلام ارشاد کیا یا زکریا اننا نبرک بسلام اسمہ یحییٰ لم نجعل لہ من قبل سمیاً یعنی اور زکریا ہم تجھ کو خوشی سنا دین ایک لڑکے کی جسکا نام یحییٰ ہو نہیں کیا ہے پہلے اس نام کا کوئی تفسیر زاد السیر میں لکھا ہے کہ وجہ فضیلت یہ نہیں ہے کہ قبل تولد اوسکے کسی کا یہ نام نہیں ہوا کیونکہ بہت نام ایسے ہیں کہ بیشتر اوس سے کسی کا نام نہیں بلکہ فضیلت یہ ہے کہ خالق کریم نے خود اپنی عنایت سے اونکا نام رکھ دیا اور والدین کو نام کہنے والے نہیں بنایا اور سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ سمیاً بمعنی شبیباً و مثلاً ہر کما قال اللہ تعالیٰ وہل تعلم لہ سمیاً اسی مثلاً اور منیٰ یہ ہیں کہ نام اوسکے مثل نہیں ہے کیونکہ اوسنے گناہ نہیں کیا اور نہ قصد گناہ کیا اور علی ابن ابی طلحہ فی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہے کہ عورت بانجھ کے کہو ایسا لڑکا نہیں ہوا بعضہ محققین کہتے ہیں کہ اس مذکور سے اجتماع فضائل مراد نہیں ہے بلکہ بعض فضائل مراد ہیں اس واسطے کہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام حضرت یحییٰ سے اول و افضل تھے اور وجہ تسمیہ حضرت یحییٰ کی محققین نے یہ بیان یہ فرمائی ہے کہ یحییٰ شتیق حیوۃ سے ہے اور حیات حقیقی حیات دل ہے اور حیات دل نبوت اور ایمان سے ہوتی ہے سو حضرت یحییٰ کو جو دونوں عنایت فرمائی تھیں اس واسطے یحییٰ نام رکھایا اس سبب سے کہ رحم عاقر اولیٰ زندہ ہوا یا اخلاق فاضلہ اور افعال مرضیہ اولیٰ زندہ ہوئے یا اس وجہ سے کہ علم الہی میں یون تھا کہ یحییٰ اس عالم ناپائدار کے شہید اُسٹھے اور شہید کا شمار زندون میں ہوا ہے کہ ہل ایسا رغید رہم اور وجہ اول بہت درست ہے اور قصہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بشارت ہوئی تب تعجب آیا حالانکہ انوکھی چیز مانگنے میں تعجب نہ آیا جب سنا کہ لڑکا ہوگا تو کہنے لگے رب انی کیون لی غلام و کانت امرأتی عاقراً و قد بلغت من الکبر سناً یعنی اے رب کمان سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوزعاً ہو گیا ایمان تک کہ

اگر کیا فائدہ یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا تعجب کے طور پر نہ تھا بلکہ دریافت کرنے میں کیا الہی
ہدیان پسلیاں تو سو کو کئی ہیں اور قوی میرے ضعیف ہو گئے ہیں اور عورت میری بوزر می اور بانجھ ہے
لڑکا جنتی نہیں پھر کیا مجھ کو جو ان فرما دیگا یا اسی حالت بوجہ ماہے میں یہ قدرت دکھائی جائیگی ہذا
ما قال بعض المفسرین اور فقیر مؤلف کے نزدیک یہ کلام حضرت زکریا علیہ السلام کا از روی استعظام
عنایت حق کے تھا جس طرح عرب بولتے ہیں کہ من کجا دین مرتبہ کجا سو حضرت زکریا نے عرض
کیا کہ ای رب مجھ بوجہ آدمی اور بانجھ عورت کو کیا مرتبہ اور استحقاق ہو جو تو نے یہ دعا قبول فرمائی
کہ ایسا لڑکا شایستہ عنایت کرے گا مگر تیرا فضل اور تیرا کرم میری کوشش اور سعی کا کچھ دخل نہیں بالحد جب
حضرت زکریا نے یون عرض کیا قال کذلک قال ربک ہو علی بن وقد خلقناک من قبل ولم تکن
شیئا یعنی کما فرشتے حق نے یون ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہو اور مجھ کو بنایا میں نے
پہلے سے اور تو نہ تھا کچھ خلاصہ یہ کہ جو تم کہتے ہو وہ درست ہے لیکن اللہ نے فرمایا کہ یہ کام مجھ پر آسان
اور از بس سہل ہو کہ یونکہ میں نے تم کو معدوم سے موجود کیا اور ایک قطرہ سے آدمی بنایا اور قطرے کو
پیدا کر کے علقہ کیا پھر خلقت سجی کی اس عمر میں کیا مشکل ہو کہ واسطہ ظاہری موجود ہو پس حضرت
زکریا علیہ السلام اس بشارت سے بہت خوش ہوئے اور از روئے شوق کہنے لگے رب اجل
لی آتے یعنی اے رب تمہارا دے مجھ کو بچہ نشانی کہ اپنی عورت کے حمل سے آگاہ ہو جاؤں اور شکر گزاری
اس نعمت غیر تر قہ میں مشغول ہوں قال آتیک الانکم الناس ثلث لیاال سویا یعنی فرمایا تیری نشانی
یہ ہو کہ بات کرے تو لوگوں سے تین رات تک برابر بھلا چکا مگر آنکھ سے یا اشارے سے یا ہاتھ سے
یا زمین پر لکھنے سے کما قال فی سورۃ آل عمران آتیک ان لا نکلم الناس ثلثہ ایام الارمزا یعنی فرمایا
تیری نشانی یہ ہو کہ بات کرے تو لوگوں سے مگر اشارہ کر کے فائدہ یہ جو سورہ مریم میں ثلث
لیال اور آل عمران میں ثلثہ ایام وارد ہوا مراد اس سے عدم تکلم بطریق استمرار ہی یعنی رات و دن
بات نہ کر کے اور یہ کیفیت مستمر ہے اور جو بعض جہلانے برخلاف رتبہ انبیاء کے یہ کلام عقوبت
سوال اتی کیوں لی غلام کی تجویز کی ہو محض لغو ہو کہ یونکہ یہ عدم تکلم بسبب کسی مرض کے نہیں تھا
بلکہ یہ فائدہ حکمت تھا کہ زبان و دل برابر مشغول نہ کر آتی رہیں اور سوائے ذکر حق اور ادائے شکر
اور کسی سخن سے مشغول نہ ہو تاکہ ان تین دن و رات میں جملہ راز و نیاز خدا ہی سے ہوں اور دلیل
قاطع اس سخن پر یہ ہو کہ باتفاق علمائے محققین حضرت زکریا علیہ السلام ان ایام میں دنیا کا کلام
نہیں کر سکتے تھے اور تسبیح اور تہلیل بی تکلف فرماتے تھے القصہ حضرت زکریا علیہ السلام

رات کے وقت اپنی عورت سے ہم بستر ہوئے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بحکم خدا رحمہماور میں جلوہ
 فرما ہوئے جب صبح کو محراب سے یا حجرہ گھر سے باہر نکلے تو رنگ چہرہ مبارک تیز تھا اور وقت قوم کے
 لوگ منتظر تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لادیں تو ہم نماز پڑھیں اور انھوں نے ہرگز نہ پہچانا
 اور کہنے لگے اے زکریا تجھ کو کیا ہوا ہے جو ہم نہیں پہچانتے فاوحی الیہم ان سبحوا الیکم و عسیا یمنے کہا انگو
 کہ یاد کرو صبح و شام یا نماز پڑھو صبح و شام یا تترتیبہ خالق کرتے رہو صبح و شام فائدہ لفظ اوحی
 دلیل ہے اس پر کہ اشارے سے کیا یا زمین پر لکھ دیا ورنہ لفظ قال فرماتے بالجلد ہی حالت سکوت کی
 تین رات دن رہی بعد اوسکے بدستور باتیں کرنے لگے پھر چھ مہینے کے بعد یحییٰ علیہ السلام پیدا
 ہوئے جب چھ مہینے کے ہوئے تو حضرت مریم کو تیرہ سو ان برس برساتے پندروان برس لگا
 اور آثار حیض ظاہر ہوئے تفسیر تیسیر و انوار التنزیل اور بحر سواج میں ہے کہ حق تعالیٰ نے مریم کو نجاست
 حیض و نفاس سے پاک رکھا تھا اور تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ حالت عذر میں مریم اپنی بہن کے
 گھر جائیں اور بعد پاک ہو جانے کے پھر مسجد میں تشریف لاتی تھیں اور عالم التنزیل میں ہے کہ تیرہ یا بیس
 برس کی عمر میں غسل کی محتاج ہوئیں اور اخبار الدول میں ہے کہ دس برس کی تھیں اور دو حیض ہو چکے تھے
 واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اصح یہ ہے کہ جب حیض کے ایام گزرے اور طہر کے دن آئے تو شرم سے پورب
 طرف والے مکان میں غسل کر نیکو علیحدہ ہوئیں اور غسل کر کے مستور لباس ہو چکیں تھیں کہ ایک
 جوان نہایت حسین و جمیل لباس عفت و عصمت سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا تو یہ مضطرب الحلال
 ہو کر خدا سے پناہ مانگنے لگیں چنانکہ سورہ مریم میں ارشاد ہوا اذا ابتدت من الہما مکانا شرقیا فاتخذت
 من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشراسویا قالت انی اعود بالرحمن سنک ان کنت نقیبا
 یعنی جب کنارے ہوئی لوگوں سے ایک شرقی مکان میں پھر پکڑ لیا اونے درے ایک پردہ
 پھر بھیجا ہنسنے اوسکے پاس اپنا فرشتہ پھر بن آیا اوسکے آگے آدمی پورا بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھے اگر
 تو درگشا ہے معالم التنزیل میں ہے کہ مکان شرقی سے جانب شرقی مراد ہے اسی مکان کو نصاریٰ قبلہ گردانتے ہیں
 حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اسی سبب سے نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ مقرر کیا
 اور مراد فرشتے سے باتفاق اہل اسلام حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور گو مریم نے مرد بیگانہ جاکر فرمایا
 کہ اگر تو متقی بھی تو بھی میں پناہ مانگتی ہوں اللہ سے تاکہ محفوظ رہوں چہ جاکہ تو پرہیزگار نہ ہو کتاب اوراق
 کے نزدیک یہ قول ایسا ہی بضرط ان کنت مونا فلا تطلعی یعنی ایمان کا خاصہ یہ ہے کہ ظلم کرنے
 نہیں دیتا اسی طرح تقویٰ کا خواص ہے کہ فسق سے باز رکھتا ہے خواہ یہ کلام جانب مریم سے من قبیل

تفسیر تیسیر و انوار التنزیل

تو یہ تھا یعنی نفی نام تھا ایک شخص کا جو کہ بڑا زانی و بدکار تھا اور مریم نے قصد اسکا کر کے بطریق ایہام
 او سکوتی کہا و نفی معنی بہتر نگاہی اور تو یہ اصطلاح علما میں عبارت ہو اس سے کہ ایک لفظ کے دو
 معنی قریب و بعید ہوں یا تسمیہ مجاز ہوں اور بعید کو مراد رکھیں کہ قولہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استوی
 پس استوی بمعنی برابر ہونے اور استوی ہونے کے آہا ہوا اول قریب و ثانی بعید ہو مگر مراد بعید ہو کذا فی
 نظم الجواہر الحاصل جبریل علیہ السلام نے مریم کو مضطر پا کر فرمایا انا انارسل ربک لایب لک غلاماً
 زکیا یعنی میں بھیجا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا پاک گناہوں سے مریم نے
 کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا اور تجھ کو آدمی نے چھو انہیں اور میں گاہے بدکار نہ تھی یعنی دو طرح
 سے لڑکا ہوتا ہو یا نخل سے یا زنا سے اور یہ دونوں امر مجھ میں نہیں ہیں پھر کس طرح لڑکا ہوگا جبریل نے
 کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہو اور او سکو ہم کیا چاہیں لوگوں کو نشانی اور مہربانی
 طرف سے اور یہ کام تمہرچکا کہا قال اللہ تعالیٰ فی سورہ کہ بعض قالت انی لیكون لی غلام ولم یسنی شیئ
 ولم اک نبیا قال كذلك قال ربک ہو علی ہین و لنجعلہ آتۃ لکناس و رحمۃ منا و کان امر مقتضیا حاصل یہ کہ
 اے مریم جیسا تو کہتی ہو درست ہی لیکن خلقت بشری واسطہ پر اللہ پر آسان ہو اور او سکی یہ قدرت
 نشانی ہوگی اور اب تو یہ بات لوح محفوظ میں لکھ گئی بعد اسکے حضرت جبریل نے آستین یا گریبان
 یا بطن میں دم پھونکا اسی وقت مریم حاملہ ہوئیں اور صحیح یہ ہے کہ دور سے دم پھونکا کہ اوس ہوا سے حاملہ ہوئیں
 کہا قال غلۃ فانبثت بہ مکانا فصیا یعنی پھر پیٹ میں لیا او سکو پھر کنارے ہوئی اوسے لیکر ایک سرے
 مکان میں وضع حمل کے وقت روضۃ الصفا میں ہو کہ اول حمل مریم سے یوسف بنجار برادر خالائی او کا
 مطلع ہوا کہ وہ بھی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا اور بحجرات میں ہو کہ اول حضرت زکریا مطلع ہوئے اور
 اپنے گھر میں کہا وہ بولی یہ وہ مریم نہ جس سے عیسیٰ پیدا ہوگا اور اخبار الدول میں ہو کہ یوسف نے جب
 اطلاع پائی تو مریم سے کہا کہ بلا تخم بھی درخت ہوتا ہو فرمایا نہیں کہا لڑکا بے باپ ہوتا ہو کہاں ہاں آدم
 بلا پدر و مادر ہوئے تھے بولا تو سچی ہو مگر یہ لڑکا کس کا کلام دے گا فرمایا یہ لڑکا نہ ہوا اللہ کا ہوا شال اسکی آدم
 علیہ السلام کی ہو اور اسی وقت حضرت عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ مریم درست و بجا ہیں نماز میں مشغول ہو اور
 استغفار کر یہ سکر یوسف بنجار سخت تعجب میں آوٹھا و آیت ہو کہ حضرت مریم فرمایا کرتی تھیں کہ جب عیسیٰ
 علیہ السلام پیٹ میں تھے تب بھی مجھے باتیں کیا کرتے تھے اور جب کوئی غیر آتا تھا خاموش ہو جاتے تھے
 صرف آواز تسبیح آیا کرتی تھی تعامل میں ابن عباس سے روایت ہو کہ جب وضع حمل کا وقت قریب ہو چکا
 تو حضرت مریم پاس ناموس وادی بیت اللحم میں کہ چھ میل شہر ایلیا سے واقع ہو تشریف لیگئیں تاکہ جب

لگانے سے محفوظ رہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو آوازانی کہ بیان سے نکل جانیں تو قوم کے لوگ تیرے مولود کو قتل کریں گے سو وہ بقصد ہجرت برآمد ہوئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام راہ بتانے کو ساتھ ہوئے اور یوسف نجار بھی ہمراہ گیا یہاں تک کہ بیت اللہ میں جلوہ فرما ہوئیں اور بعض کے نزدیک ایک پہاڑ میں جو پورب طرف بیت المقدس کے واقع ہو گئیں اور درزہ کی شدت سے درخت خرر کے نیچے کہ اسی پہاڑ میں واقع تھا بیٹھ گئیں کما قال اللہ تعالیٰ فاجاءہا النہاض الی جریع النخلہ فالتی الیہن مت قبل ہذا وکتبت لہا نبیاً یفعل لہا ایاہ وکذا ایک کھجور کی ٹہریں بولی کی طرح میں مرجھتی اس سے پھلے اور ہوتی بھولی بھری سیٹھنے ایک درخت کھجور کا سوکھا کھڑا تھا او سکی آڑ میں تکیہ دیکر بیٹھیں اور یہ کہتی تھیں کہ اتنی میں مر گئی ہوتی یا میں ایسی ہوتی کہ مجھ کو کوئی جانتا نہ تو توبہ تھاب تو بیت المقدس کے مجاور سب مجھے جانتے پہچانتے ہیں کہ میں ایک سردار اور امام کی بیٹی ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام میرے شکفل پرورش ہیں اور ہنوز بکارت میری زانی نہیں ہوئی اور کسی مرد کے پاس نہیں گئی تو غضب کی بات ہو کہ ایسی حالت میں لڑکا جنم ہی ہوں اے میرے پروردگار اس ندامت اور شرمندگی کا کیا علاج ہو اسی حالت اضطراب میں آواز دی کسی فرشتے مقرب نے یا خود حضرت مسیح علیہ السلام نے کہ غم نہ کھا اور روزے موت نہ کر خدا نے تیرے نیچے چشمہ جاری کیا ہے اوس سے پانی لے اور سوکھے درخت میں کھجوریں لگی ہیں او سکو ہلا اور کھا اور آنگھ ٹھنڈی رکھ اور جو کوئی آدمی کچھ پوچھے تو کہنا کہ میں نے روزہ نہ بولنے کا رکھا ہر تین کسی سے بات نہ کروں گی چنانچہ سورہ مریم میں ارشاد ہوا فادہا من تحتہم الا تحزنی قد جعل ربک تنحک سریاً وھزی الیک بجزع النخلہ تساقط علیک

رطباً جنیا فکل واشربی وقری عیناً فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم انسیاً یعنی آواز دی او سکو اوسکے نیچے سے کہ غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف سے کھجور کی جڑ اوس سے گرین گے تجھ پر کئی کھجوریں اب کھا او پی اور آنگھ ٹھنڈی رکھ سو کھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کیسویں نے لہا ہر من کا روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے جب حضرت مریم نے یہ سنا تو انکو ایک نوع کی تسکین ہوئی او سیوقت حضرت عیسیٰ السلام پیدا ہوئے اور سو کھی ندی جاری ہو گئی اور بعضے کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پاس مبارک زمین پر مارا کہ چشمہ آب نکل آیا اور درخت کھجور کا سوکھا ہوا سرسبز ہو گیا اور اوس میں کھجوریں لگیں اور فرشتوں نے غسل دیکر حریر ہشتی کے پٹیرے میں لپیٹا اور حضرت مریم کی گود میں دیا کہ او کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور بانی چشمہ کا پانی لگیں اور کھجوریں کھانے لگیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدت حمل اور ولادت میں ایک ساعت تھی

اور بعض کے نزدیک نو مہینے پورے محل رہا تھا اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے اور بعض کے نزدیک پچھ مہینے اور قتال ابن سلیمان کہتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پہ دن چڑھے حاملہ ہوئیں اور جب آفتاب خط نصف النہار سے گزرنے لگا تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور وقت عمر مریم کی دس برس کی تھی اور دوحیض ہو چکے تھے اور اخبار الدول میں ہے کہ نو ساعتین وقت عمل سے نا وقت ولادت گذرین تھیں واما علم بالصواب اور ربیع ابن ہشیم کہتے ہیں کہ جس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ ترقوازہ کجورین کھایا کرے تو نہایت فائدہ اوٹھا دے کوئی شہید ترقوازے طبعی زچہ کیواسطے نہیں ہو جسطرح مرصن کے واسطے شہدین فوائد ہیں اسی طرح ایسی عورت کو فرماے رطب بین مدارک التنزیل میں ہے کہ او سیوقت سے خرمایے رطب کا کھانا جانی عورت کو سنت ہوا ہے بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب مریم رضی اللہ عنہا مسجد بیت المقدس سے بیت اللحم میں بلحاظ شرم چلی گئیں تو مجاور وہاں کے اونکی تماش میں مصروف ہوئے مگر کسی جگہ نہ پایا آخر ایک شخص نے جانب بیت اللحم اشارہ کیا تو مجاور لوگ اوسی مقام میں گئے اور اسوقت میں جناب روح اللہ علیہ السلام پیدا ہو چکے سو مریم اونکو گود میں لیکر مجاوروں کے روبرو تشریف لائیں اور معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت مریم عیسیٰ مسیح کو گود میں لیکر اپنی قوم میں آئیں اور کلبی سے روایت ہے کہ یوسف بخار نے جو کہ برادر خالہ زاد یا عم زاد حضرت مریم کا تھا بعد ولادت کے ایک غار میں لیگیا اور چالیس دن نہایت حفاظت سے رکھا جب مدت نفاس گذر گئی تو اونکو لیکر جانب قوم چلا اثنار راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو کہ میں مسیح اللہ ہوں یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئیں اور گھر والے گریہ و زاری کر کے طعہ دینے لگے فائدہ بعضے حضرت مریم کی نبوت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ذکر انکا عدد انبیاء میں کیا ہے کما قال اللہ واذکر فی الکتاب مریم اور حضرت جبریل علیہ السلام کا اونکے پاس آنا وارسلا روحنا سے واضح ہوتا ہے اور جبریل علیہ السلام دیکھائی دیتے ہیں نہ اور کسی کو میں کہتا ہوں یہ قول مخالف نص صریح کے ہے کیونکہ اللہ صاحب فراتے ہیں واما رسالتنا من قبلک الارجالا نوحی الیہم اوتایہ سورہ انبیاء سے کی طرح نبوت نہیں نکلتی اور رویت جبریل علیہ السلام مخصوص بانبیاء نہیں ہے بلکہ اکثر اصحاب رسول اللہ نے اور اولیائے امت مرحومہ نے دیکھا ہے اور تائید اس قول کی جو فقیر کاتب المحروف نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر خلافت کی صلاحیت عورت کو ہوتی تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مستحق خلافت تھیں علاوہ بران نبوت و رسالت میں دعوت و انکشاف معجزات لازم ہے اور یہ

مقتضی اشتہار اور اقتدار ہو اور التوحید موجب استعار پس ان دونوں میں تناقض اور منافات ظاہر ہو
 اور پر ظاہر ہو کہ عورت ناقصۃ العقل والدین ہوتی ہو اور بنی کو چاہیے کہ عقل وافہم اہل زمانہ ہوتا کہ امر
 دین میں کیسے طرح کا فتور نہ پڑے القصہ بروایت صحیحہ حضرت مریم عیسی علیہ السلام کو گود میں لیکر اپنے
 لوگوں میں آئیں تو لوگوں نے زبان لعن و لعن کھولی کہا جارہی سورۃ مریم فأتت بہ قومہا مہملہ قالوا
 یا مریم لقد جنبت شیاً فریاً یا اخت ہارون ما کان ابوک امر سور و ما کانت امک بنیائینے پھر لائی او سکونے
 لوگوں پاس گود میں بولی ای مریم تو نے کی یہ چیز طوفان امی ہارون کی نہ تھا تیرا پ بر آدمی اور نہ تھی
 تیری مان بہ کار بعضے کہتے ہیں کہ مریم کا ایک بھائی ہارون تھا اور بعض کے نزدیک ایک مرد فاسق ^{بشر} تھا
 تھا اور معالم میں فتاوہ سے نقل کی ہو کہ ہارون ایک مرد متقی تھا اوس سے بنی اسرائیل متقی لوگوں کو
 مشابہت دیا کرتے تھے وہ مراد ہونہ اخوت فی النسب لکما قال اللہ تعالیٰ کانوا اخوان الشیاطین
 ای شباہم و معلوم ہوتا ہے کہ اس نام کے آدمی بنی اسرائیل میں کثرت تھے چنانچہ روایت ہو کہ بروز قات
 ہارون متقی چالیس ہزار مرد مسمی بہ ہارون سولے اور لوگوں کے صلوة جنازہ میں شریک تھے اور بعضے
 کہتے ہیں اخت ہارون سے مشابہت ہارون مراد ہو اور اصح یہ ہے کہ اخت ہارون سے بنی ہارون مراد ہو
 کیونکہ واد کا نام قوم پر اکثر بولا جاتا ہے بطرح عاد و ثمود اور مریم حضرت ہارون کی اولاد میں لاریب تھیں
 سوا کی نسبت اخت ہارون کہنا درست ہو بطرح تمیمی کو یا خاتمیم بولتے ہیں الغرض جب اس طرح قوم
 نے طعنہ دیا تو مریم نے کہا میں نے روزہ کی نذر مانی ہو ہر گز بات نہیں کر سکتی کیونکہ میں اپنے پروردگار
 کی مناجات میں مشغول ہوں اور یہ روزہ نہ بولنے کا شایہ اوس دین میں درست تھا ہمارے دین میں جائز
 نہیں ہو پھر حضرت مریم نے عیسی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا لکما قال اللہ فاسارت الیہ قالو کیف نکلم
 من کان فی المہد صبیا یعنی پھر مائوس سے بتایا اوس سولہ کو وہ بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ
 گود میں ہو لڑکا بعد اوسکے ایک نے پوچھا ای لڑکے تیرا پ کون ہو اور تو کون ہو فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھ کو
 اسنے کتاب دی ہو اور بنی کیا اور برکت والا بتایا ہو جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوۃ کی
 جب تک میں رہوں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی والدہ سے اور نہیں بتایا مجھ کو زبردست بد بخت احد
 سلام ہو پھر جسد میں پیدا ہوا اور جسد میں مروں اور جسد میں کھڑا ہوں زندہ ہو کر کہا قال اللہ تعالیٰ
 قال انی عبد الہی انی الکتاب و جلتی فیما و جلتی مبارک ان ما کنت و اوصانی بالصلوۃ و الذکوۃ و ما کنت
 حیاً و بر الوالدی و لم یجعلنی جباراً متقیاً و السلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم البعث حیاً سدی سے
 روایت ہو کہ جب عیسی نے قوم کا کلام سنا تو وہ دھچک کر یہ کلام کیا وہاں صبح اور بعضے کہتے ہیں

کہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا تو فی الفور حضرت عیسیٰ نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور پہلوے چپ سے تکیہ کر کے متوجہ قوم سے ہوئے اور جانب راست اشارے سے فرمایا اے عبد اللہ الی آخر الآیۃ اور وہ سب سے روایت ہو کہ جو وقت یہود مریم کے پاس آئے ہیں تو اس وقت حضرت زکریا مع حضرت یحییٰ کے موجود تھے آنھوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا کہ اپنی دلیل بیان کر اگر حاکم اتنی علم ہو سو حضرت عیسیٰ نے کہا اے عبد اللہ الخ اور حضرت یحییٰ نے باوجود صغارت میں فرمایا اللہ ان عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ اور حضرت زکریا نے حضرت عیسیٰ کو گود میں لایا پھر اس وقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدت معینہ تک ہم تک نہیں بوسے راویت ہو کہ اس وقت میں عمر حضرت عیسیٰ کی چالیس دن کی اور حضرت یحییٰ کی چوبیسینے یا دو برس یا تین برس کی تھی اور مقاتل سے روایت ہو کہ جس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس دن فرما نے لگے اے عبد اللہ الخ تاکہ قوم کے لوگ شرک میں گرفتار نہ ہوں اور بعض اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ آتانی الکتاب سے یہ مراد ہو کہ قریب تر اللہ مجھے کھاتا عنایت کرے گا اور حجابی نبیاسے یہ کہ نبی کرے گا نہ یہ کہ فی الحال کتاب دی ہو اور نبی کیا ہی بلکہ یہ اخبار ہر لوح محفوظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ انجیل حالت غفلت میں عنایت ہوئی تھی اور اللہ نے حضرت عیسیٰ کو جو انون کی عقل عطا فرمائی تھی اور حسن سے روایت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حالت حمل میں توریت یاد کرائی تھی اور اخبار الدول میں ہو کہ جب حضرت عیسیٰ آٹھ دن کے ہوئے تو ان کا ختنہ ہوا اور نام یسوع رکھا گیا اور جب عیسیٰ بیس برس کے ہوئے ہیں تب وحی آئی اور انجیل نازل ہوئی قائمہ اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس مال کمان تھا جو زکوٰۃ کا حکم ہوا تو جواب یہ ہو کہ آیت سے یہ مراد ہو کہ اگر مال ہو تو زکوٰۃ کی بھی وصیت ہو اور فقیر مولف کے نزدیک زکوٰۃ سے استثناء بالانجیر مراد ہو اور تفسیر جو اہر میں لکھا ہو کہ جن دنون ایشاع حاملہ ہوئیں اوسی عرصہ میں مریم حاملہ تھیں مگر ایک دوسرے کے حال سے بیخبر ایک روز مریم ایشاع کے گھر آئیں تو ایشاع نے کہا اے مریم تم بھگو خمر ہو کہ میں حاملہ ہوں مریم نے ایک آہ سرد سے کساح مانگے ست کہ پیدا نہیں ہوا تم کرو ۛ ایشاع نے کہا اپنا حال تو بیان کر کہ اسکی اصلاح کروں وہ بولیں کہ میرے بھی حمل ہو لیکن تیرے حمل کا سبب ہو میرے حمل کا سبب نہیں گو حکم ربانی ہو لیکن ہر شخص اس بات کو نہ مانے گا اور انجام کار خجالت و پشیمانی ہی ع مروں اولیٰ نہ کہ با این سرشاری زیستن ایشاع نے کہا سہ جانان غنہ مباح کہ جانان رسیدنی است ۛ د کام تشنہ چشمہ حیوان رسیدنی است ۛ بھگو بشارت ہو کہ تیرا بیٹا وہ رسول ہو جس کا حال توریت میں لکھا ہو کہ بے پردہ پیدا ہو گا اور مردے زندہ کرے گا تب مریم کو تسلی

ہوئی اور دل میں کہنے لگیں یہ عیسیٰ بن ماریہ کی بیوی ہے۔ اسی دن صبح ہوئی تو ایشاع نے کہا اے مریم تیرا حمل میرے حمل سے افضل ہے مریم نے پوچھا تو نے کیونکر جانا ایشاع نے کہا جس وقت میرے تیرے ملاقات ہوتی ہو تو میرا حمل تیرے حمل کو سجدہ کرتا ہے کذا فی اخبار الدول اور اس مقام میں حضرت مولانا رحمہ فرماتے ہیں یہ مادہ یہی ہے کہ حاملہ ہو کر دو بار مریم نشستہ ہو کر دو بار گفت اے مریم درون تو شہیت کرنا لوالعزم اور رسول اکہیست چون برابر او قدام با تو من ہکر وہ سجدہ حمل من امی ذوالفطن ابن جنین مرآن جنین را سجدہ کرد کہ سجدہ من در تمام اقدامہ یہ سجدہ سجدہ تہیہ تھا کہ اوس امت میں جائز تھا اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے عمر میں بزرگ نہ تھے قادمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین لڑکوں کے سوا کسی کوئی لڑکا گود میں نہیں بولا ایک عیسیٰ ابن مریم اور دوسرے ادریس بن ابراہیم و مسلم میں ہے کہ جبریل ایک مرد عابد بنی اسرائیل میں تھا اوس نے ایک عبادت خانہ بنایا تھا لاکھوں رہتا تھا اور بنی اسرائیل اوس کا ذکر کیا کرتے ایک دن ایک عورت خوبصورت نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جبریل کو بلا میں ڈالوں پھر وہ عورت جبریل کے پاس آئی اُس نے التفات نہ کیا اور اوس عبادت خانے کے پاس چر رہا ہے ٹھہرتے تھے سو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی کہ اوس سے حاملہ ہوئی جب لڑکا جنی تو اوس نے جبریل کا نام لیا بنی اسرائیل جبریل کو مارنے لگے جبریل نے سبب پوچھا اونھوں نے کہا کہ تو نے بدکار عورت سے زنا کیا ہے کہ وہ لڑکا جنی جبریل نے کہا لڑکا کہاں ہے بنی اسرائیل اوس کو لاسے جبریل نے نماز پڑھ کر اوس لڑکے کے پیٹ میں ٹھوکا دیا اور کہا تیرا باپ کون ہے اوس نے کہا فلاں چرواہا اس مقام پر حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ پھر تو لوگ جبریل کو چوسنے چاہنے لگے اور بولے کہ سوئے کا عبادت خانہ بنا دین گے جبریل نے قبول نہ کیا ایک لڑکا یہ ہوا دوسرا کسی زمانے میں ایک لڑکا اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا کہ ایک مرد عمدہ سواری پر سوار ہو کر اوس طرف نکلا اوسکی ماں نے کہا اے میرے بیٹے کو اس شخص کے برابر کرنا سوتر کے نے چھاتی چھوڑ کر اوس مرد کو دیکھا اور کہا اے بھیکو ایسا نکرنا پھر دودھ پینے لگا بعد اوس کے جو آدمی ایک لونڈی کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ام کیا ہے اور چوری کی ہے اور وہ کہتی تھی کہ بھیکو اللہ کفالت کرتا ہے اور اچھا دکیل ہے سو اوس لڑکے کی ماں نے کہا کہ اے میرے لڑکے کو ایسا نکرنا جیسی یہ لونڈی ہے پھر اوس لڑکے نے دودھ چھوڑ دیا اور اوس لونڈی کو دیکھ کر بولا کہ اے بھیکو ایسا ہی کرنا پھر اوس جگہ ماں بیٹے میں گفتگو شروع ہوئی

ان کے لئے کہا کہ مقرر وہ مرد ظالم تھا سو میں نے کہا الہی مجھ کو ویسا کیجیو اور اس کو مذہبی سے حرام
 نہ کیا تھا اور نہ چوری کی تھی سو میں نے کہا الہی مجھ کو ایسا ہی کر دیجیو اس مقام سے واضح ہوا کہ حضرت
 یحییٰ کو دین بولنا اور حضرت موسیٰ کا تنور میں بولنا اور شاہ یوسف کا گواہی دینا حالت رضا عت
 میں جسکو بعض اہل تفسیر و اہل سیر لکھتے ہیں یہ قول ضعیف ہی غالباً وہب ابن بنہ نے کتبنا اسرائیل
 سے اسکو نقل کیا ہے القصہ یہودیوں نے کلام حضرت عیسیٰ شکر کہا کہ یہ لڑکا ساحر ہے اور یوسف ہمارے
 پیدا ہوا ہے آخر شب جب تحقیقات ہوئی تو یوسف پاکدامن لڑکا مگر پھر بھی کہنے لگے کہ یہ حرکت حضرت زکریا
 علیہ السلام نے کی ہے و لہذا اؤٹے اور عیسیٰ اور مریم کے قتل پر مستعد ہوئے ناچار حضرت زکریا نے
 یہ تجویز فرمائی کہ عیسیٰ و مریم جانب مصر ہجرت کریں سو یوسف بخار و دونوں کو لیکر مصر کو چلا گیا اور یہودی
 نہ گرم تلاش ہوئے اور حضرت زکریا سے کہنے لگے کہ اگر تیری خطا نہ تھی تو کیونکر تو نے عیسیٰ و مریم کو
 لڑکا دیا اب ہم تجھ کو قتل کریں گے لہذا حضرت زکریا چھپ رہے اور میں برس نہ ملے جس دن
 حضرت عیسیٰ صبح بھڑبیت المقدس میں تشریف لائے اوسیدن شہید ہوئے اور صورت واقعہ
 یوں واقع ہوئی کہ حضرت زکریا علیہ السلام وقت شام نماز پڑھکر مسجد سے نکلے یہودیوں نے دیکھا
 پیچھے دوڑے ایک درخت سامنے تھا اوسنے کہا یا بنی اندیسیرے بیچ میں آپ تشریف لادیں چنانچہ
 حضرت اوسکی طرف گئے وہ بھٹ گیا آنجناب اوسمیں پوشیدہ ہوئے اور کافروں نے نہ جانا مگر
 ابلیس نے نشان بتلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ ابلیس نے ایک کونا چادر کا پکڑ رکھا تھا سو کافروں کو
 دکھلایا تب کافروں نے کہا کہ اے مرد اب ہم اسکو کس طرح پاویں تب اوسنے ارہ بنانا سکھلایا
 کہ ان لوگوں نے ارہ بنا کر درخت کو سیدھا چیزنا شروع کیا جب کہ ارہ سر پہونچا حضرت زکریا نے
 شور کیا کہ اوسکے نالے سے ملکوت اعلیٰ میں ایک زلزلہ پڑا اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے
 یا آواز غیب سے آئی کہ اگر پھر آواز آئی تو نام تیرا پیغمبروں و صابروں سے نکال ڈالاجا نکالتوین
 جانتا تھا کہ پناہ تمام عالم کی میں ہوں پھر درخت کی طرف کس طرح بھاگا بعد اوسکے حضرت زکریا نے دم
 نہیں مارا اور شکر خدا کرتے رہے یہاں تک کہ یہودیوں نے چیر کر آدھا کر دیا و در بلا الذیت پابند
 آپشیدہ کسی کجا دانڈہ و انکہ اولدت بلا دریافت و در در بہتر از وادانڈہ عمر حضرت زکریا کی بروایت
 ایک سو تیس برس کی بروایت سو برس کی تھی فرار شریف سفارۃ الارواح تحت قبۃ الحضرار بیت المقدس
 میں واقع ہے قیامتہ اختلاف ہے کہ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت زکریا کے بعد ہوئی یا وروبر بعضے
 اہل سیر لکھتے ہیں کہ جب خبر شہادت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت زکریا کو پہونچی تو آنجناب بھاگے کہ باوشتا

نے سپاہی اپنے اوسکے پیچھے دوڑا کہ واقعہ شجرہ واقع ہوا چنانچہ اخبار الدول میں اسبطرح لکھا ہے اور اکثر محققین نے شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بعد از وفات وصود عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کی ہے چنانچہ حضرت مولانا ولی اللہ فرخ آبادی نے تفسیر نظم الجواہر میں اور مولوی احسان اللہ ترازوی نامی نے اپنی فتویٰ میں اسبطرح بیان کیا ہے و ہذا القرب الی الصواب و ادق بالکتاب کیونکہ دعائے حضرت زکریا میں واقع ہو غیب لی من لدنک دلیا یرثنی و یرث من آل یعقوب اور دعا حضرت کی قبول ہوئی تو لابد مقتضائے وراثت یہ ہو کہ بعد حضرت زکریا حضرت یحییٰ اوسکے قائم مقام رہیں اور انکی جگہ محراب عبادت میں بیٹھیں و لا یرحم الخلف فی وعد اللہ فائدہ اختلاف ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بھی شہید ہوئے یا کسی مرض سے وفات پائی اکثر محققین قائل شہادت ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آنجناب کی وفات مرض سے ہوئی چنانچہ وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ارہ کا حضرت شویا علیہ السلام واقع ہوا و الاول ہوا الصبح تنبیہ در بعض حالات حضرت یحییٰ علیہ السلام واضح ہو کہ آنجناب حسین و جمیل و خوش ادا قصیر الاصل طویل الانف پیوستہ ابر و رقیق الصوت و قوی تر عبادت خدائے تعالیٰ نے انکو طفولیت میں نبوت عطا فرمائی اور جب پیدا ہوئے تو فرشتوں نے آسمان پر لیجا کر انہار بہشت میں غسل دیا اور انہار جنت کھلائے بعد اوسکے حکم اتھی گھر میں آئے تو انکی نور پیشانی سے تمام گھر روشن ہو گیا اور چار برس کی عمر سے گریہ وزاری میں مشغول ہوئے جب کہ بچہ اولہ انکی کھیلنے کو فرمائیں تو جواب دیتے کہ اللہ نے مجھکو اولہ و لعب کے واسطے پیدا نہیں کیا ایک روز حضرت زکریا نے کہا تو کیوں رویا کرتا ہو میں نے تجھکو خدا سے ایسے مانگا تھا کہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمہارے حکم کے موافق رویا کرتا ہوں حضرت زکریا نے کہا میں نے کب ایسا حکم دیا ہو حضرت یحییٰ بولے کہ تم نہیں فرماتے تھے کہ ماہین بہشت و دوزخ کے ایک عقبہ ہو کہ قطع نہیں کر سکتے اوسکو مگر جو لوگ خدا کے خوف سے گریہ وزاری کرتے ہیں تب حضرت زکریا نے کہا درست ہے بعد اوسکے ایک روز حضرت زکریا نے جناب باری میں عرض کیا کہ یا رب العالمین میں نے اولاد کی خواہش واسطے خوشی و مسرت کے تیری درگاہ میں کی تھی سو تو ایسی اولاد مجھکو عطا فرمائی کہ شب و روز اوسکے رونے سے مجھے غم و الم ہو ارشاد ہوا کہ اے زکریا تو نے فرزند شائستہ و فرمان بردار میرا چاہا تھا سو میں نے عنایت کیا یعنی میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے شوق میں رویا کر اور میرے عذاب سے ڈرتا رہے تب حضرت زکریا نے سکوت کیا اور یہ وضع اختیار کی کہ بروقت موعظت انکو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام احوال دوزخ

بیان فرماتے تھے اور انکو معلوم تھا کہ حضرت یحییٰ بیان حاضر نہیں ہو حالانکہ آنجناب گوشت مسجد میں بیٹھے ہوئے سنتے تھے جب حضرت زکریا نے فرمایا ان جہنم کو عدہ ہم اجمعین اپنے کفار کے واسطے دوزخ کا وعدہ ہوا اس کلمے کے سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام مسجد سے بھاگے اور ایک پہاڑ پر سات شبانہ روز رہے کہ ایک چرواہے نے اونکی ماں کو خبر کڑی دی پہاڑ ہی تلاش کرتی ہوئی گئیں اور بہت مشکل سے گہر لائیں اسوقت میں عمر حضرت کی سات برس کی تھی اسی عرصہ میں ایک روز بیت المقدس میں مشغول عبادت تھے کہ چند عابد و درویش قوم بنی اسرائیل کے بالوں کے کاج اور جبے صوف کے پہنے عبادت میں مصروف نظر آئے تو حضرت نے اپنی والدہ سے التماس کیا کہ بگو بھی اسبی طرح کی پوشاک بنا دو تو ہم بھی ان لوگوں کے ساتھ عبادت کیا کریں چنانچہ اونکی والدہ نے اسبی طرح کا لباس پہنایا کہ اوسی لباس میں مشغول عبادت ہوئے اور تھلیل غذا و شراب میں کوشش فرماتے گئے یہ تمام کثرت عطش میں اپنے پیر پانی میں رکھ دیتے تھے اور ہرگز سرد پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قسم ہر عزت و جلال خدا کی کہ نہ بیونگا ٹھنڈا پانی جب تک بازگشت اپنا جنت پانار کی طرف نہ دیکھ لوں گا سو یہ حال دیکھ کر حضرت زکریا بہت روئے اور ایک شخص شجر کھلایا اور پانی پلایا اور قسم کا کھارہ دلوا یا اور ان دونوں میں اسبب اسکے کہ بدن شریف نہایت لطیف و نرم تھا تو کثرت ریاضت و سختی جبہ صوف سے گوشت گل گیا تھا ایک روز آنجناب نے اپنا بدن دیکھا اور رونے لگے اوسوقت ارشاد اُتی ہوا کہ اگر بچہ تو اپنے بدن کے گوشت پر روتا ہو قسم ہر اپنے عزت کی اگر تو مطلع ہو دوزخ کے حال پر تو مدد دے حدید پہنے سپر حضرت یحییٰ اسقدر روئے کہ آنسوؤں سے گوشت رخساروں کا گل گیا کہ اونکی والدہ نے دو ٹکڑے ندے کے گالوں پر رکھے کہ اوس سے زخم بند ہو گئے اس کثرت سے حضرت یحییٰ پھر روئے کہ دونوں ٹکڑے تر ہو گئے بہ نکلے تب آنکو پوچھا اور انہو اونکی ماں کے ہاتھوں پر جاری تھے کذا فی اخبار الدول اور کتاب کشف الاسرار میں ہے کہ سوال کیے گئے حضرت یحییٰ اس بات سے کہ تم کس واسطے گھر نہیں بناتے اور کیوں سواری نہیں رکھتے اور کیلئے نکاح نہیں کرتے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ سید الدار و سید الخمار و سید الفلانیہ کھلاؤں اور ہرگز میری خواہش نہیں ہے کہ ایسم عبادت مجھ پر لا جائے کاتب الحروف کتا ہی لما ترک السیادة و تواضع سماء اللہ سید اوصورا کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یشکرک بچی مصداقاً بکلمۃ و سید اوصورا و بیاسن الصالحین یعنی اللہ تجھکو خوش خبری دیتا ہے بچی کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جائے گا اور بنی ہوگا کیوں میں اس جگہ گواہی سے تصدیق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مراد ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ کا خطاب ہو کلمہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام
 باوصف اس کے کہ خود نبی تھے لیکن بعد بعثت حضرت عیسیٰ کے لوگوں کو ان کی اطاعت کی ترغیب
 دیتے تھے اور سید سے مراد شریف و نیکو پسند و بخشنے والا ہے کہ غضب و غصہ اور سپرستوں کو بلکہ وقت
 غضب تواضع و حلم اختیار کرے اور علم و تقویٰ میں تمام قوم سے فائق تر ہو سو علم علم تقویٰ
 عصمت حضرت یحییٰ علیہ السلام میں جو کہ کمال تھی چنانچہ تم لیل معصیتہ ولم یم بہ او کی شان میں
 ہو وحنائا من لدنا و زکوۃ وکان لقیا او سپربران اور غضبہ کہتے ہیں کہ سید وہ ہو جو راضی بقضائا ہو کہ
 وقت حکم آپ کو تسلیم کرے چنانچہ یہ بھی وقت شہادت کے ظاہر ہو گیا اور غضبہ کہتے ہیں کہ سیادت
 تمہ بلند ہوتی ہو سو بلند ہوتی کا یہ حال تھا کہ مدت العمر حضرت یحییٰ کو دنیا و متاع دنیا کا خطر بھی دن
 نہیں آیا اور حضور سے یہ مراد ہو کہ اپنے دل کو ابو و بازی سے اور نفس کو شہوت و لذت سے باز رکھے
 سو بھی ظاہر ہوا کہ حضرت یحییٰ کو سوائے گریہ و زاری کے اور بازی کی فرصت نہ تھی اور اوصاف
 شباب و حصول قوت عورت کے پاس نہیں گئے ہر چند کہ اگر بزرگی رکھتے ہوتے تھے نہ نہیں ہوتے
 لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو سعادت و منفذی پیدا کیا تھا الغرض بعد نفع عیسیٰ علیہ السلام کے احب
 نامہ بادشاہ بنی اسرائیل کا حضرت یحییٰ کو نوامیت عزت اور نایت اکرام میں رکھنے لگا کہ نبی حکم ان کے
 کوئی کام نہ کرنا تھا آخر کار اوس بادشاہ کو اپنی جوڑی بزرگی سے نشئی پیدا ہوا سو اس نے حضرت یحییٰ
 علیہ السلام سے استفاد کیا غفرت نہ منع کیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ نے بادشاہ سے بادشاہ
 ملکہ عرض کیا کہ ملکہ بڑھی ہوئی ہو آپ اوسکی بیٹی سے کہ وہ دوسرے شوہر سے ہو توجہ فرمائیے
 بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشورہ کیا انحضرت نے فرمایا کہ یہ لڑکی تجھ پر حرام ہو بادشاہ
 نے سکوت کیا مگر ملکہ کا فرہ تھا کہ الانبیاء کو حضرت یحییٰ سے عداوت پیدا ہوئی او سننے یہ کام کیا کہ
 جس وقت بادشاہ شراب پینے کو بیٹھا اور نشے میں مست ہوا تو اس نے اپنی بیٹی کو لباس فاخرہ آراستہ
 کر کے بھیجا اور کہدیا کہ تو حاضر ہو کے شراب پلا اور جس وقت بادشاہ تیرے ساتھ صحبت کا قصد کرے
 تو انکار کر کے کہنا کہ میں تیرے پاس نہ ہوں گی جب تک یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک کٹا ہوا ہشت
 میں نہ آوے گا چنانچہ وہ شراب پلانے کو حاضر ہوئی اور بادشاہ نے صحبت کا قصد کیا او سننے
 حضرت یحییٰ کا سرانگا بادشاہ نے کہا کہ اور کچھ طلب کر یہ مجھے نہوگا او سننے کہا میں اور کچھ نہیں چاہتی
 ناچار بادشاہ نے غلبہ سکر و شہوت میں حکم دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر لایا جائے یہ خبر مشہور
 ہوئی علما و اہل بنی اسرائیل نے حاضر ہو کر دست بستہ التماس کیا کہ اگر خون حضرت یحییٰ علیہ السلام

شہادت یحییٰ علیہ السلام

زمین پر گرے گا تو گھاس رو سے زمین پر نہ سجے گی بادشاہ نے کہا کہ سر مبارک ملاس میں رکھ کر کاٹا جا
اور خون کو تین میں ڈال دیا جاے عالموں نے کہا کہ خون باحق یحییٰ علیہ السلام کا تیرے حق میں
اچھا نہیں ہو مگر بادشاہ نے غلبہ شہوت خسیسہ میں خیال نہ کیا اور جلا دون کو مسجد میں بھیجا اور فوت
حضرت یحییٰ علیہ السلام محراب داؤد علیہ السلام میں نماز پڑھتے تھے کہ جلا دون نے آکر سر مبارک
تن سراسر نور سے جدا کیا اور طشت میں رکھ کر بادشاہ کے روبرو لائے تو سر سے آواز آئی تھی کہ اے
ملک یہ عورت تجھے حرام ہو مگر حلال نہ ہوگی لیکن غلبہ شہوت میں ایسی باتوں کا کون خیال کرتا ہو
بادشاہ صحبت بد میں مصروف ہوا اور ایک گڑھا عمیق کھدوا کر سر کو اپنے گھر میں دفن کرایا تو خون نے
جوش مارا کہ تمام گھر بھر گیا اور سیوقت بادشاہ گھر سے باہر بھاگا دوسرے دن جبکہ بادشاہ نے اس
خون پر مٹی ڈلوائی مگر غلیان دم موقوف نہ ہوا یہاں تک کہ بہتے ہوئے شہر پناہ کو پہنچا اور بادشاہ مع عورت
و بیٹی و توالع اونکے زمین میں دھس گئے اخبار میں وارد ہوا کہ چالیس دن آفتاب حضرت یحییٰ علیہ السلام
پر رو دیا گیا یعنی مطلع حمار و نیس حمار روایت ہو کہ جب حضرت یحییٰ مقتول ہوئے تو ملائکہ نے جناب
الہی میں عرض کیا الہی کس گناہ سے یحییٰ مارا گیا حالانکہ اس نے کبھی گناہ بھی نہیں کیا تھا ارشاد
ہوا کہ یحییٰ نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ غم گناہ کیا لیکن مجھے محبت رکھنا تھا اور جب کو قتل لازم ہو کر آئی
اخبار الدول اسفار معتبرہ میں ہو کہ بعد قتل یحییٰ علیہ السلام و ہلاکت سلطان مع توالع کے انتقام جنتی
نے اربک بادشاہ ملوک بابل سے جسکو خردوش کہتے ہیں واسطے انتقام اس جزیہ کی بھیجا کہ وہ بیت المقدس
میں آیا اہل شہرے کو اڑ بند کر لے اور قلعوں میں دب رہے کہ بادشاہ مقام کرنے سے تنگ ہونے لگا
آخر کار ایک بوریع قوم بنی اسرائیل کی بادشاہ کے پاس آئی اور اس نے کہا اگر تجھ کو دخول اس شہر
میں منظور ہو تو شہر پناہ کے چاروں طرف لشکر کی ٹیلیں بانٹ دے اور وہ لوگ باواز بلند کرین کہ اللہ
انا نستفتح ہذا المدینۃ سو بادشاہ نے صبح کے وقت ایسا کیا جیسا بوریع نے بتلایا تھا اور سیوقت
شہر پناہ کی دیواریں گر پڑیں اور لشکر کے لوگ شہر میں گھس پڑے اور وہ بڑھیا سا تھوڑی اور اس
مقام پر لگی تھی جس جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خون پڑا تھا چنانچہ بادشاہ نے دیکھا تو خون بدستور
جوش و غلیان میں تھا اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہو کہ جب بیت المقدس کو فتح کروں گا تو قتل عام کا
حکم دوں گا کہ خون وہاں کے لوگوں کا شہر سے بہ کر فرود گاہ لشکر تک آوے سوا اس نے جلا دون کو
حکم دیا کہ فوج کو روک دیا تاکہ خون وسط لشکر میں جاری ہو جاے اور خود پلٹ کر لشکر میں آیا اور
سے زور و ان رئیس لشکر کو اس کام میں فرمایا چنانچہ اس نے دروازے شہر کے بند کر کے شہر

اسی ہزار آدمی فوج کراٹے بعد ازان سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قریب جا کر کہا کہ اے یحییٰ میرا تمہارا پروردگار جانتا ہے جس قدر آدمی میں نے تمہارے خون کے بدلے فوج کیے ہیں ہدایت کرو مجھ کو حکم خداوند کیسکو تمہاری قوم سے باقی چھوڑوں گا خون سے ہدایت ہوئی کہ اب قتل موقوف کراؤ مٹے قتل کرنا موقوف کیا اور لقیۃ السیف بنی اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو فوج کیا ہمسائیک کہ خون وسط لشکر میں پھونچے اور میں سہولت نہیں رکھتا کہ اوسکے حکم کے خلاف کروں وہ بولے جیسا حکم ہو بجالاؤ مگر خون یحییٰ علیہ السلام منع کر دیا تھا اسلئے رئیس لشکر نے ایک حیلہ تجویز کر کے حکم دیا کہ ایک خندق کھودی جائے اور مواسی قوم بنی اسرائیل کے فوج کر کے اوس خندق میں ڈالیں جائیں اور اوس پر اجسام فوج بنی اسرائیل جو شہر میں جمع ہیں رکھے جائیں چنانچہ قوم بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھوں سے یہ کام کیا کہ خون نے سیلان کیا اور وسط لشکر میں پھونچا بادشاہ نے دیکھ کر حکم دیا کہ قتل موقوف ہو بعد اسکے خردوش جانب بابل روانہ ہوا اوس وقت سے بنی اسرائیل پر احتقار و ذلت نے غلبہ کیا کہ اب تک کسی جگہ انکو حکومت و دولت حاصل نہیں ہو اور بیت المقدس ایسا ویران ہو گیا کہ بعض لوگ رومی اوسمین رہنے لگے حتیٰ کہ زمانہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب میں ابو عبیدہ ابن الجراح کے ہاتھ پر فتح ہوا اور مسلمانوں نے بجگم امیر المومنین پھراؤ سکو تعمیر کیا زید ابن واقد سے اتحاد و اہتمام میں روایت ہو کہ ولید ابن عبد الملک بن مروان نے مجھکو واسطے تہیہ جامع دمشق کے وکیل مقرر کیا اوسمین میں نے ایک منارہ پایا کہ میں نے ولید کو اطلاع کی وہ دونوں ہاتھوں میں شمع لیکر آیا اور اسکے اندر تراوا ہاں ایک کیسہ تین گز کا مربع نظر آیا اوسمین ایک صندوق ملا اوسکو کھولا تو اسمین ایک جامہ دان تھا اوسکے اندر سر مبارک حضرت یحییٰ علیہ السلام کا تھا اور جامہ دان پر لکھا تھا کہ پذیر اس یحییٰ بن زکریا سواؤ سکو پھراؤ سہی مقام پر رکھ لیا اور دہان قبہ بنوا دیا کہ زیارت ہوتی ہے اور لوگ دہان سے برکت حاصل کرتے ہیں کذا فی اخبار الدول اور جسد شریف بیت المقدس میں مدفون ہے اور بعضوں کے نزدیک قلدین میں ہے اور عمر شریف چالیس برس سے کچھ زیادہ ہوئی ہے کذا فی نظم الجواہر فائدہ اب احوال حضرت عیسیٰ مسیح کا سننا چاہیے سواول میان چند امور کا ضرور یہ اول یہ کہ کلام الہی میں کئی جگہ اونکو خدا کا کلمہ کہا ہو سو یہ ایسا ہی بسطرح اود جگہ روح انسانی کو قل الروح من امر ربی فرمایا ہو کیونکہ جب کوئی چیز بلا سبب ظاہر ہوتی ہے تو اسکے آثار و آثار محسوسہ و زمرہ سے جدا ہوتے ہیں تو بولتے ہیں کہ یہ صرف حکم خدا ہے اور ہر عقل مند جانتا ہے کہ

اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ خیر صفت قدیہ حق ہو سو جب مشرکین عرب اور یہودیوں نے دیکھا کہ مسلمان لوگ حضرت عیسیٰ کے بن باپ ہونیکے قائل ہیں تو اعتراض بجا کرنے لگے اونسکے جواب میں ارشاد ہوا انا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمۃ اللہ ما الی مریم و روح منہ لیغنی عنہ یہ عیسیٰ مسیح مکر مریم کا بیٹا بھیجا ہوا اللہ کا اور اسکا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہو ا دسکے بیان کی خلاصہ یہ کہ خدا کا حکم مریم پر ڈالا گیا و بنا بر کمون جبین حکم خدا لمنطق کن ہو چنا سو جنین بن گیا پس یہ دلیل اونسکے خدا ہونیکے نہیں ہیں کیونکہ مبیع مخلوق کلمۃ اللہ ہیں پس اگر حضرت عیسیٰ خدا تھیں تو غیر متناہی خدا ہوتے ہیں اور اطلاق روح ایسا ہو جیسا حضرت آدم کی نسبت ہو فقحت فیہ من روحی سو بطرح روحی میں روح کی نسبت خدا نے اپنی طرف فرمائی او سی طرح روح منہ میں اور کمون جبین کو ہر محاورے میں بولتے ہیں کہ ایک جان پیٹ میں خدا کی طرف سے آتی ہو اور یہ محاورہ اس بنا پر ہے کہ جب تک جنین مان کے پیٹ میں ہو تو اسکا جزر ہو سو جان پڑنے کی نسبت اسکی پیٹ کی طرف کیجاتی ہو نہ جنین کے بدن کی طرف اور حضرت آدم کا بدن جو تھا سوزمین سے اوپر تھا کالجہ نہ تھا لہذا اوس جگہ روح کے ڈالنے کی نسبت اونسکے بدن کی طرف کی گئی پچلاف حضرت مریم کے کہ بیان وہ جنین جب تک اونسے جدا نہیں ہوا اوںکا جزر تھا لہذا اوس روح کے ڈالنے کی نسبت مریم کی طرف ہوئی اور پیکر عیسوی کے طرف نہ کی گئی اسلیے کہ وہ مستقل بالذات نہ تھی اور اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ عین روح تھے تو انکی نفی تیسری انجیل کے چوبیسویں باب نسخہ ۳۳۳ درس انثالٹیس میں ہو کہ میرے ہاتھوں اور بانو کو دیکھو کہ میں اب ہی ہوں مجھے ٹولو اور دریافت کرو کہ روح میں گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا تم مجھیں دیکھتے ہو دوسرا یہ کہ جس نے شہر ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور نہیں ہو ورنہ حضرت آدم آدم نہون اسلیے کہ اونسکے مان باب ۳۳۳ جگہ خدا نے لونکو مٹی سے بنایا تھا اور اگر یہ امر واجب ہو تو چاہیے کہ حضرت عیسیٰ میں آدمیوں کے خواص نہون حالانکہ بالاتفاق ثابت ہو کہ انہیں اس سبب سے کہ مریم سے پیدا ہوئے ہمہ جہت خواص آدمی کے تھے اور صدمہ مرتبہ آپکو ابن آدم فرماتے رہے اور تیسری انجیل میں صاف صاف لکھا ہو کہ بعد و اتمہ صلیب جب حواریوں پر ظاہر ہوا اور حواریوں نے جانا کہ ہکو روح نظر آتی ہو تب حضرت عیسیٰ اسے اس شبہ کو رفع کر اپنے ہاتھ پانوں دکھلائے اور کھانا مانگا حواریوں نے تھوڑی بھونی مچھلی اور شہد دیا کہ حضرت عیسیٰ نے اونسکے سامنے کھایا گویا کہ اشارہ فرمایا کہ میں بدن عنصری سے موجود ہوں اور عالم ماسوتی کے احکام مجھ میں باقی ہیں تیسرا یہ کہ مسیح حضرت عیسیٰ کا لقب ہو اور زبان عبری میں مسیح بھی کہتے ہیں یعنی مبارک اور لغت سریانی میں ایشوع یعنی کار بخت اور مسیح معنی مسیح کے یہ ہیں کہ جبکہ

ہاتھ سے پیارا چھ ہوں یا جس کا کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے ہذا بالفلت من الاستفسار اب واضح ہو کہ بعد میں برس کے حضرت عیسیٰ مصر سے بیت المقدس میں پھر تشریف لائے اور بنی اسرائیل کے نبی ہوئے اور کریم کار ساز نے کئی معجزے عنایت فرمائے اول یہ کہ توریت بلکہ ہر ایک کتاب آسمانی بغیر پڑھے انکو یاد تھی اور انجیل ایک کتاب جدید بھی عنایت ہوئی اور کئی مشکل حکم توریت کے موقوف ہوئے پس حضرت عیسیٰ نے دعوت حق شروع کی اور احکام توریت جاری کرنے لگے سب سے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انکی تصدیق فرمائی مگر اور کسینے نہ مانا بلکہ کہنے لگے کہ ہم اسکی بات نہ مانتے گے اور جو کوئی معجزہ اپنی رسالت پر رکھتا ہو بیان کرے یہ منکر حضرت عیسیٰ نے فرمایا انی تمہیں بتاؤں کہ تمہارے پروردگار طرف وہ ہوسے کہ کیا نشانی ہو دکھانا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ انی اخلق لکم من الطین کیمیۃ الطیر فادفع فیہ فکون طیرا باذن اللہ یعنی میں آیا ہوں تم پاس نشان لیکر وہ یہ کہ بنا دیتا ہوں مگوئی سے صورت جانور کی پھر اوس میں چونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاوے اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے یہ فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منی سے ایک جانور بصورت خفاش بنایا اور اپنا دم اوس میں دم کیا فی الحال بقدرت حق اُڑنے لگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معجزہ موافق یہودیوں کی فرمایش کے ظاہر فرمایا تھا یعنی یہودیوں نے کہا کہ اگر ہمارے لیے ایک خفاش منی سے بنا کر زندہ کرو تو ہم مانیں وہی حضرت عیسیٰ نے بنایا اور آیا وہ تب ابن مہربان کرتے ہیں کہ وہ جانور جب تک آدمیوں کو نظر آتا اترتا رہتا اور جب نظر سے غائب ہوتا فی الفور گر پڑتا اور مشہور ہو کہ منی سے صورت خفاش کی بنائی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ سب قسم کے جانور بنائے تھے اور تخصیص خفاش کی اس لیے ہو کہ خفاش پرندوں میں انجوبہ ہو کہ بے پروبال اُڑتا ہو اور بچہ بھی جنتا ہو اور دانتوں سے کھاتا ہو اور ہوا میں بلند نہیں ہوتا اور ہنستا اور روتا اور حیض و بول کرتا ہو اور روشنی آفتاب نہیں دیکھتا اور دو ساعت سے زیادہ یعنی بعد غروب آفتاب اور ازالہ شفق مغربی و بعد از طلوع فجر و قبل از اسفار شکار نہیں کرتا اور زیادہ کے پستان ہوتے ہیں اور اپنا دم و ماپ بھی بیٹھے ہیں اور اپنا بچہ لیے جلتے ہیں جان کہیں جاتے ہیں فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ اسم اعظم کے زور سے حضرت عیسیٰ یہ کام کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تخلیق اور تکوین پیدا کرتے تھے اور صحیح یہ ہو کہ صرف تصویر بناتے تھے اور افاضہ حیات جانب ملکون حقیقی سے تھا کہ نفس عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوتا تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دم جبریل سے پیدا ہوئے اور جبریل روح معصی تھے

سودم عیسیٰ سبب حیات پر واقع ہوا بلکہ اللہ جل شانہ نے خاصیت نفس عیسوی میں رکھی تھی کہ جس چیز میں پھونکتے زندہ ہو جاتی اور یہ خرق عادت بلا شک معجزہ تھا مگر یہ معجزہ معجزات حضرت موسیٰ اور صالح سے زیادہ نہیں اور دوسری تیسری چوتھی نشانی یہ ہو کہ ابری الاکہ والا برص و احمی الموتی باذن اللہ یعنی چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی اور جلتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے بھٹکتے کہتے ہیں کہ اکہ شب کو کوکتے ہیں مگر صحیح یہ ہو کہ نابینا مادر زاد مراد ہی جو شگاف بصر نہ کھتا، کیونکہ شب کو ری اور بیاض و سیل وغیرہ امراض کا زائل ہو جانا شکل نہیں ہو بخلاف جبلی اور خلقی کہ اوسکے ازالہ میں اعجاز درکار ہوا اور برص دو طرح کا ہوتا ہو ایک وہ کہ علت نجوبی سبب نہیں ہوئی یعنی اس موضع پر بال سیاہ جتے ہوں اور سوزن کے لگانے سے خون نکلے اسکا علاج اطباء کیا کرتے ہیں اور زائل بھی ہو جاتا ہو دوسرے وہ کہ بالکل علاج پذیر نہیں یعنی بال سیاہ نہ جین اور خون نہ نکلے پس آیت قرآنیہ میں بھی برص مراد ہوا و تخصیص ان دونوں علتوں کی اس سبب سے ہوئی کہ علاج انکا دشوار ہوا اور زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حکیم بہت تھے تو ایسا معجزہ غایت ہوتا کہ حکما عاجز آئے دعوت ایمان قبول کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب بیمار آتے تو بشرط قبول ایمان دعا کرتے وہ اچھے ہو جاتے کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تھی اللہم انت آلم من فی السموات والہ من فی الارض لا اکہ فیہا غیرک الہی انت جبار من فی السموات و جبار من فی الارض لا جبار فیہا غیرک وانت حکم فی السموات و حکم فی الارض لا حکم فیہا غیرک قدر تک فی الارض و قدر تک فی السموات و سلطانک فی الارض و سلطانک فی السموات اسلک باسک الکبیر و وجہک المیر و ملک القدیم انک علی کل شیء قذیر اور تفسیر کبیر میں شعبی سے منقول ہے کہ دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسا موتی میں یہ تھی یا حی یا قیوم اور تفسیر تیسیر میں لکھا ہے کہ یا حی یا قیوم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد اکثر مفسرین کو اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے ہیں تین متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ایک عازر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوست تھا اوسکا گھر حضرت عیسیٰ کے گھر سے تین منزل تھا سو وہ بیمار ہوا اوسنے اپنی بہن حضرت عیسیٰ کے پاس بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ۵ ما قوت رفتارنداریم اگر یارہ نزدیک تر آئی قدمے دو رہنا شدہ اوسیدن عازر مر گیا اوسکے قریبون نے ایک دن انتظار کر کے دفن کر دیا بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے یار و نکو لیکر تشریف فرما ہوئے بہن عازر کی ساتھ تھی رونے لگی حضرت عیسیٰ کو رحم آیا تو عازر کی قبر پر تشریف لیگئے اور دو رکعتیں نماز باخلاص تمام

جاسے رحم بہت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوسکی قبر کمان ہو مجھ کو بتلا اوسنے
 نہایت انبساط اور غایت نشاط سے دوسرے کی قبر بتلائی حضرت عیسیٰ نے دعا کی قبر پھٹی ایک
 شخص سیاہ رو بہاہ حال نکلا حضرت عیسیٰ نے پوچھا تو کون ہو اوسنے اپنا کچھ احوال عرض کیا وہ تھا
 کاؤ کہ تمام عمر بت پرست رہا تھا اور وقت مرگ سے اسوقت تک عذاب میں گرفتار تھا حضرت
 عیسیٰ نے اسکا حال دریافت کر کے دعوت ایمان فرمائی کہ وہ کافر شورستان عوایت سے
 سرچشمہ ہدایت میں پہنچا اور کلمہ شہادت زبان سے نکھر تو حید اور ایمان پر پھر مریا تب اوس
 جوان فراق رسیدہ نے التماس کیا کہ یا حضرت مجھے غلطی واقع ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تبسم
 ہوئے اور اوسکی عورت کی قبر پر تشریف لگئے اللہ تعالیٰ نے اوسکی دعا سے اوس عورت کو زندہ کیا
 کہ وہ جوان اپنی عورت لیکر جانب شہر روانہ ہوا راہ میں ایک شہزادے نے اوس عورت کو دیکھا
 عاشق ہو کر مدعی ہوا کہ یہ عورت ہماری لونڈی ہو اسکو تو کمان لیے جاتا ہو اوسنے کہا میری عورت
 ہو اوس عورت نے انکار کیا اور کہا کہ میں شہزادے کی لونڈی ہوں اور شہزادے کے ساتھ گئی
 وہ جوان روتا ہوا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں کہ آنجناب اسوقت تک قبرستان
 میں تھے حاضر ہوا اور اپنا ماجرا کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جوان کے ساتھ شہزاد
 پاس تشریف لائے اور اوس شہزادے کو نصیحت فرمائی اوسنے نہ مانی تب عورت کی طرف
 متوجہ ہوئے اوسنے صورت موت اور حیات سے انکار کیا اور بے ایمان ہو گئی حالانکہ زندگی
 میں حضرت عیسیٰ کا ایمان رکھتی تھی آخر کار حضرت عیسیٰ کی دعا سے ہلاک ہوئی حضرت عیسیٰ
 نے فرمایا کہ یہ معاملہ حق ہو کہ ایک شخص کا فرما تھا زندہ ہو کر اسلام لایا اور با ایمان اس جہان سے
 اٹھا اور یہ عورت ایمان دار تھی مرتد کر مری یہ نکتہ مرقضا و قدر سے ہو وہم اور خیال اس واقعہ
 سے بجز اور عقل اہل کمال اس قصہ سے بخیہ ہوئے آنرا زبنت کہہ بدر کعبہ رونود و دین راز
 صومعہ سوے دیر منان کشید و اعجوبہای حکم قضا و قدر ہے است و آنجا بیایے وہم خرد کی توان
 رسیدہ فائدہ حکما کہتے ہیں کہ عورتوں کے عہد پر مطمئن ہونا بخردوں کا کام ہو انکے عہد کو وفا
 اور انکی وفا کو بقا نہیں بلکہ حسن عہد انے طلب کرنا ایسا ہو جیسے سہیل کو ثریا سے جمع کرنا اور
 انے امید رکھنا ایسا ہو جیسے نہال گل آتش گلشن میں بونا وفا داری کمال عقل سے معلق ہونا قصہ
 سے ممکن نہیں ہے رسم وفا چشم مدار از زمان و نیست مردت صفت از زبان و ہر کہ ازین قوم
 وفا چشم داشت و فائدہ کم دید ز تجھے کہ کاشت و دے ذکر ہن فنا ہن و فار مصرعہ از زن

طلب وفا خیالے است محال ۴ القصہ جب یہ معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دکھلائے تو منکرین بولے کہ صورت مرغ کی منی سے بنا کر اوڑنا شبہہ ہو اور اندھا اور کوڑھی اچھا کرنا طبیعوں کا کام ہو اور حکمت علی سے تعلق ہو اور مردہ کا زندہ کرنا جادو ہو سو یہ باتیں ہمارے خیال میں نہیں جیتیں اگر عیسیٰ سبھا ہو تو ہکو اطلاع کرے کہ پہنے شام کو کیا کھایا ہو اور صبح کیو اسطے کیا رکھا ہو تب حضرت عیسیٰ نے پانچویں نشانی کا اظہار شروع کیا کہ وانبکم ہاتھ کلون و ماتہ خرون فی بیوتکم یعنی بت دیتا ہوں تمکو جو کھا کر آؤ اور جو رکھا ڈالو اپنے گھروں میں فائدہ ہو دیوں گی یہ بات تھی کہ ایسا سمجھو ایسے نبی اولوالعزم سے طلب کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب کے لڑکوں سے کہہ دیتے کہ آج تمہارے ماں باپ نے یہ کھایا جو اور تمہارے لیے یہ رکھایا سو وہ لڑکے اپنے گھر آکر احوال کہنے اور کبھو جو وہ کھانا ملتا تو دتے اور کہتے کہ تنے فلا فی چیز آج کھائی ہمارا حصہ نہیں رکھا اپراونکے ماں باپ سخت حیران ہوتے کہ انکو کمان سے خبر ہوئی ہو آخر کار دریافت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسے کہہ دیتے ہیں تب وہ لوگ اپنے لڑکے مکتب سے ادٹھا لائے اور کہنے لگے کہ ایسے جادو گر کے پاس نشست و برخاست اچھی نہیں بعد اس واقعہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکتب میں تشریف لائے تو کوئی لڑکا ہم سن انکا نظر نہ آیا تلاش میں آونکے گھر گئے اور اونکے ماں باپ سے اپنے دوستوں کا حال پوچھا کہا معلوم نہیں کہاں گئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انتہ صاحب کی طرف سے معلوم ہوا کہ فلا نے مکان میں کھیلتے ہیں پھر اس مکان کے دروازے پر تشریف لائے اور کہنے لگے اس مکان میں کون ہو دربان نے کہا اسمین نوکین بھری ہیں حضرت عیسیٰ نے فرمایا نوکین ہوگی اور خود پھر کر چلے آئے جب دربان مکان کا پھانک کھولا تو بالکل نوکین بھری تھیں یہ خبر نبی اسرائیل میں مشہور ہوئی اور اکثر لوگ عیسیٰ کے قتل پر مستعد ہوئے کہ حضرت مریم انکو لیکر جانب مصر جاگئیں اور تفسیر میں امام رازی نے لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو یہود نے جانا کہ اسی شخص کی خبر توریث میں تھی اور یہی شخص ناسخ ہمارے دین کا ہے اس سبب سے حضرت مریم کو حرام کار شہر ایا اور حضرت عیسیٰ کو ولد الزنا و ساحر عیاذ باللہ عما یقول الظالمون پھر جب عیسیٰ نے معجزات دکھلائے اور آپ کو پیغمبر کہنے لگے تب قتل کرنے پر مستعد ہوئے ناچار حضرت عیسیٰ و مریم کو ہجرت کرنا پڑی واللہ اعلم اخبار اللہ میں ہے کہ اس عرصہ میں بیت المقدس تحت حکومت سلطان قسطنطین بعد ہر دوش ہو گیا تھا وہ بھی یہود کا زمین و مددگار ہوا کہ حضرت عیسیٰ و مریم جانب مصر جاگے بعضوں کے نزدیک یوسف بخار ایک

گدے پر سوار کر اسکے لیکھا اور بارہ برس مصر میں رہے اور بعضوں کے نزدیک فرشتوں نے اپنے پروں پر اوٹھا کر مدینہ دمشق میں ڈال دیا بہر دو تقدیر جو اہر التفسیر میں ہے کہ اول ایک شہر یا قریہ پڑا وہاں کے زمیندار نے بوفور اخلاق اپنے گھراؤ مارا اور نہایت عاجزی و انکسار سے پیش آیا کہ جب اونکے حضور میں آتا تو نہایت ادب سے بیٹھتا اور خندان لب و تازہ رو باتیں کیا کرتا ایک دن خلاف عادت سخت منہموم آیا حضرت مریم نے اسکی عورت سے سبب پوچھا اونے اپنے خاوند سے استقلال کیا کہ تو آج کس سبب سے پریشان ہو اونے کہا کہ بادشاہ رعایا سے ضیافت کا خواستگار ہوا چنانچہ اکثر مالداروں نے ادا کی ہوا اب میرے باری ہو اور مجھ کو ظہر استطاعت نہیں ہو اور جو بھاگ جاؤں تو خفت ہوگی اور جو انکار کروں تو بخل کی ذلت ہی عذر دے سفر کر دوں و ذروے اقامت ہو میں اسی وجہ سے آج غمگین و افسردہ ہوں اس عورت نے حضرت مریم سے یہ ماجرا کہا انکو رحم آیا تو اپنے صاحبزادہ سے کہنے لگیں کہ تم دعا کرو تاکہ مہم میرا بن سرائیام پکڑے فرمایا مجھ کو آپ کے ارشاد میں عذر نہیں ہے لیکن بعد اس واقعہ کے فتنہ برپا ہوگا حضرت مریم نے فرمایا مہمان کو رعایت میرا بن واجب ہو اور اسد جو کچھ چاہتا ہو کرتا ہو ناگزیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمیندار سے فرمایا کہ بروز ضیافت دیکھیں وغیرہ ظروف آب پاک سے بھر دینا اور مجھ کو خبر کرنا کہ میں اپنے اقد سے دعا کروں گا وہ اونہیں ہر قسم کا کھانا بھجھ دیکھا آخر کار بتایا یہ عینہ زمیندار نے ویسا ہی کیا اور حضرت عیسیٰ نے اپنا دم پھونکا اور دعا کی کہ تمام ظروف پر آب طرح طرح کے طعام و شراب سے پر ہوے اور بادشاہ نے مع لشکر کھانا کھایا اور شراب نوش فرمائی پھر بادشاہ نے پوچھا یہ شراب تو نے کہاں پائی اس غریب نے ایک قریہ کا نام بتایا بادشاہ نے کہا غلط ہے اونے اور نام لیا تب بادشاہ اختلاف بیان سے ناراض ہوا کہ اب تو واجب القتل ہے کیونکہ خلاف گوئی میں آدمی قتل کیا جاتا ہے راست راست بیان کرنا ہمارا اونے اصل حال ظاہر کیا اندون بادشاہ کا بیٹا مر گیا تھا اونے خیال کیا جو شخص ایسا ہے کہ اسکے دم کی تاثیر سے آب خالص طعام ہو جاتا ہو وہ مردہ بھی زندہ کرتا ہوگا سو بادشاہ نے کمال تعظیم دست بستہ حضرت مسیح علیہ السلام سے التماس کیا کہ میرے بیٹے کو زندہ کیجیے حضرت علیہ السلام نے فرمایا اس معجزہ سے فساد و فتنہ برپا ہوگا صبر کر اونے نہایت اصرار کیا تب حضرت نے فرمایا اگر تیرا بیٹا زندہ ہو جائے تو مجھ کو والدہ کے ربائی دینا کہ جہاں چاہوں چلا جاؤں کوئی تعرض نہ کرے اونے قبول کیا تب حضرت عیسیٰ مسیح نے دعا کی کہ وہ مردہ زندہ ہوا اسی وقت اراکین سلطنت نے سو خیال کیا کہ یہ بادشاہ ظالم ہو اور ہم لوگ اسکے دست قدمی سے ہزار مہین گرا سکے مرنے کے بعد

اسید نجات رکھتے تھے اب کہ اسکا بیٹا زندہ ہوا تو بعد موت پیرا ایک آراءے سلطنت ہوگا و بقصصاے
الولد سر لابیہ وہی ظلم جاری کرے گا جس طرح بنے ان دونوں کو قتل کرنا واجب ہو چنانچہ فوج کے لوگوں
نے بادشاہ کو مع ولیہ قتل کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور یہ خبر مشہور ہوئی تو مہود بھی مطلع ہوئے
وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکلے سوا حضرت مع اپنی ماں کے جنگل کی طرف بھاگے فائدہ
ایسا بے بیست کا معجزہ انجیلوں کی تفصیل روایات سے دومرتبہ ثابت ہوتا ہے ایک کوئی لڑکی تھی جو اسی وقت
شاہ مری بھی اوسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مری نہیں ہو سوتی ہے دوسرے تیسرے
دن عازر کو زندہ کیا تھا اور آسمین نہایت تضرع و زاری کی نوبت پہنچی تب اللہ نے اوسکو قبر سے
اٹھایا جس طرح سلاطین کی اول کتاب کے پہلے باب میں الیہا کا معجزہ احیاء میت کا دعائے مالک سے
لکھا ہے اور ہمارے حضرت صلعم سے یہ معجزہ کئی مرتبہ ظاہر ہوا ہے لہذا بخلا ایک مرتبہ بکری ذبح ہوئی اوسکا
گوشت پکایا گیا اور کھالیا گیا مگر نہ یان کجا تھیں حضرت صلعم نے اون پڑیوں کو جمع کر کے زندہ کیا اور ایک
دفہ ایک شخص کی لڑکی مر گئی اوسنے حضرت صلعم سے درخواست کی انحضرت اوسکے جنازہ پر تشریف
لیگئے اور پکار کر فرمایا تجھے اوس عالم میں رہنا خوش آتا ہے یا اس عالم میں آنا اوسنے کفن سے منہ
کھول کر کہا مجھے دنیا میں آنا قبول نہیں ہے کذا فی المواہب اللدنیہ اور ایک مرتبہ خیبر میں بزرگالہ سموم نے
زندہ ہو کر کھانا لاکل منی فانی سموم اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنجناب نے اپنے والدین کو زندہ کیا
کہ وہ ایمان لائے اسی طرح اور بھی کئی معجزے ہوئے ہیں کہ معجزات میں مذکور ہونے لگے کا تب الحمد للہ
کے نزدیک یہ معجزہ کچھ بڑے معجزات میں معدودہ نہیں ہے یہ تو امت مرحومہ کے اولیاءوں کی کرامات میں
داخل ہے اور اوسکو صرف ہمت کا ایک ثمرہ جانتے ہیں چنانچہ عبداللہ یافعی نے خلاصۃ المناخرا و تاریخ
یافعی میں لکھا ہے کہ ایک عورت اپنا بیٹا حضرت سلطان الاولیاء سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد
کر گئی کہ حضرت نے اوسکو ربا ضمت و مجاہدہ میں ڈالا بعد چند سے وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے آئی
تو وہ ایک بکرا جو کی روٹی کا لیے ہوئے دروازے پر بیٹھا تھا اور نہایت نحیف و ضعیف ہو گیا تھا پھر وہ
عورت خانقاہ میں حاضر ہوئی تو حضرت غوث الاعظم کھانا کھاتے تھے اور استخوان مرغ علیحدہ
رکھتے جاتے تھے اوس عورت نے یہ حال دیکھ کر التماس کیا کہ اگر شیخ آپ مرغ کاتے ہیں اور میرے
فرزند کو جو کی روٹی عنایت ہوتی ہے تو تب حضرت نے پڑیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم باذن اللہ وہ
پڑیاں مرغ ہو گئیں اسی طرح ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم کی طرف تشریف لیے جاتے تھے اٹنا
راہ ایک نصرانی اور مسلمان سے گفتگو ہوتی تھی نصرانی کہتا تھا کہ عیسیٰ افضل ہیں اور مسلمان کہتا تھا کہ

معجزہ جبرائیل
دومرتبہ ہوا

معجزات حضرت صلعم

کرامات اولیاء اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل بن جب دونوں نے آنجناب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آپ اس مقدمہ میں حکم ہوں آنحضرت نے مسلمان سے کہا تو اپنی دلیل بیان کر اوسنے کہا کہ ہمارے پیغمبر خدا خاتم الانبیاء ہیں یہی فضیلت کافی ہے نصرانی بولا ہمارے عیسیٰ مردہ زندہ کرتے تھے حضرت خوث پاک نے فرمایا کہ یہ وجہ فضیلت کی نہیں ہو سکتی یہ بات ادنیٰ لوگ امت محمدیہ کے کر سکتے ہیں نصرانی نے کہا اگر یہ ثابت ہو تو ایمان لاؤں آنحضرت اوسکو لیکر قبرستان میں گئے اور ایک قبر کو نہ پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اوسوقت قبر شق ہوئی اور ایک شخص نکلا اوسوقت وہ نصرانی مسلمان ہوا علیٰ ہذا القیاس اکثر اولیاء راست حق سے اس طرح کی کرامات ظاہر ہوئی ہیں چنانچہ امام قشیری لکھتے ہیں کہ ابراہیم ابن شیبان فرماتے تھے کہ ایک جوان راسخ العقیدت میرے دوستوں میں تھا وہ مر گیا مجھ کو سخت بچ ہوا جب اسکو غسل دینے لگا تو میرے دل میں آیا کہ اسکو زندہ کروں سو میں نے دونوں ہاتھ اوسکے کپڑے کے کھڑا کر دیا وہ زندہ ہو گیا اسی طرح ایک دن سہل بن عبداللہ ستری ذکر حق میں مشغول تھے ایک شخص آیا اوسنے کہا اگر ذکر حق تمھارا سچ ہے تو میرا مردہ زندہ کرو وہ کھڑے ہو گئے اور اوسکے سونے کے پاس گئے اور اپنا ہاتھ اوسپر رکھا وہ زندہ ہو گیا اور بھی یہ حضرت ایک دن کسیرف جاتے تھے اور ایک گھوڑے پر سوار تھے سو وہ گھوڑا مر گیا یہ تھیر ہوئے اور حضرت حق میں استدعی کہ اسی ہی گھوڑا بصرہ تک عاریت لے واپس پہنچا کر واپس کر دے گا خدا نے اسی گھوڑے کو پھر زندہ کیا کہ ابن عبداللہ اوسہی پر سوار ہو کر داخل بصرہ ہوئے اور اپنے بیٹے سے فرمایا زمین کھول رکھو وہ بولا حق موجود ہے فی الجملہ خشک ہو جائے تو زمین کھولے گا فرمایا یہ گھوڑا عاریت لے آیا ہوں صرف زمین پہرا ہے چنانکہ زمین کھولے وہ گھوڑا مر گیا بالجملہ اس قسم کی کرامات حد حصہ سے خارج اولیاء راست محمدیہ سے صادر ہیں میں اور عجزہ ابراہیم کہ وابرص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار یا پانچ مرتبہ صادر ہوا ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اکثر ظاہر ہوا چنانچہ باسناد صحیح ثابت ہے کہ ساذ ابن غفرانے ایک عورت سے نکاح کیا لوگوں نے عورت سے کہا ساذ کو بیاری برص کی ہے اوس عورت کو ایک نوع کی کراہت پیدا ہوئی تو اوسنے زفاف سے انکار کیا معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی موضع برص پر لگا دی فی الفور برص زائل ہو گیا اسی طرح روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے نابینا مادر زاد کو لائی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت دعا کیجیے کہ اسکی بینائی ہو جائے آنحضرت نے دست شفا اپنا اوسکی انگلیوں پر رکھ دیا فی الفور دیکھنے لگا اور باقی حال اس قسم کے معجزات کا بیان معجزات میں لکھا جب ایسا کاتب الحروف کے نزدیک یہ دونوں مجرے کیوڑے معجزات میں نہیں ہیں یہ تو اولیاء

امت محمدیہ اب بھی ازجملہ کرامات صادر کر سکتے ہیں چنانچہ بتواتر ثابت ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اکثر مبروص و مفلوج و جاماندہ و اعلیٰ نے بقدرت الہی شفا پائی ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء بدونی نے اس قسم کے صدمہ مریض اچھے کیے ہیں اور بعض متاخرین اولیاء نے صرف روغن اپنا برص پر لگا دیا ہے کہ فوراً داغ جاتا رہا ہے اور کاتب الحروف نے اس کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور سحزہ افزونی طعام و شراب کا اکثر مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بریل تو اتر صادر ہوا ہے چنانچہ بخاری و مسلم و نسائی و دارمی و بیہقی و احمد و ابونعیم و طبرانی حضرت علی مرتضیٰ و عمر خطاب و انس ابن مالک و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے وقت ضرورت و بقتضائے شان حاجت روائی نہایت قلیل کھانے کی چیز کو کھو سیکڑوں اور کھو ہزاروں اور بعض دفعہ بیشمار آدمیوں کو کھانا کھو دی ہے اور کھو اپنے ساتھ کھلایا ہے اور سب نے سیر ہو کر کھلایا ہے اور وہ چیز جتنی تھی اتنی رہی ہے اور اس طرح اکثر بقتضائے شان دستگیری تھوڑے پانی سے لینے گا ہے ایک ڈولچی پانی اور گاہے ایک مشکیزہ پانی اور کھو ایک آنچور سے پانی سے سیکڑوں آدمی و جانور پلائے اور گاہے کئی ہزار اور کبھی بیشمار لوگوں کو سیراب فرمایا اور وہ برتن ویسا ہی پھر رہا اور کھواند سے کنوین خواہ رستی پشے سے سیکڑوں آدمی و جانور کو پانی دیا اور بعد اوسکے وہ کنوین اور پشے جاری رہے اور کھو چھوٹے برتن مین دست پاک رکھ دیا تو فوراً وار پانی انگلیوں سے جاری ہوا اور سیکڑوں نے پیا و غسل کیا اور ان قصوں کو صحابیوں نے اپنے سنا کا ما جرایان کیا ہے اس طرح کہ ہننے دیکھا اور کھلایا اور پیا کاتب الحروف کہتا ہے کہ برکت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی کرامتیں آپ کی امت سے اکثر صادر ہوئیں ہیں اور ہوتی جاتی ہیں جس کی کو دیکھنا منظور ہو کتب صوفیہ صافیہ ملاحظہ کرے اس قسم کے بعض کرامات جو فقیر کو یاد ہیں لکھتا ہوں از انجملہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو دریل سے پار جانا منظور ہوا ملا حون نے کہا ایک دینار فردوری چاہیے حضرت اس وقت خالی ہاتھ تھے سو دو رکعت نماز بانیا ادا کر کے کہنے لگے اللہم قد سالوا الیس عندی اللہ تعالیٰ شانہ نے سنگریسے دینار کر دیے کہ ملا حون کو عنایت کر کے بلا اعانت اونکے پار اتر گئے ملاح متعجب ہوئے از انجملہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عی رحمہ اللہ بہاہ مسکینوں کے جانب شہر بصرہ جاتے تھے اور زاد راہ کچھ پاس نہ تھا ناچار حضرت نے کھانا قرض لیا اور مسکینوں کو کھلایا اور ایک تمیلی خالی زیر بالین رکھ کر سورہ صبح کو وہ تمیلی دراہم سے بھری ملی او سی وقت قضا دار کو صبر مرحمت کیے از انجملہ ابوالعباس ثرئی ہراہ ابو تراب بخشی جانب مکہ مبارک جاتے تھے انشا راہ

سورۃ البقرہ

سورۃ البقرہ

سورۃ البقرہ

یارون نے پیاس کی شکایت کی اور اس میدان میں نہ کوئی دریا ملا نہ چاہ ناچار حضرت ابوتراب نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا کہ ایک چشمہ شیریں جاری ہوا تب ایک یار نے کہا کہ ہمارے پاس نہ کٹورہ ہے نہ ٹوٹا پانی تو ملا کس طرح پین ابوتراب نے پھر اپنا ہاتھ مارا کہ ایک کٹورہ شیشے کا پیدا ہوا کہ سب لوگوں نے اوس سے پانی پیا اور اوس کٹورہ کو مکہ میں لائے از آنجملہ ایک روز چند رویش ویشی حضرت عبدالواحد ابن زید کے پاس بیٹھے تھے دفعہ کئے لگے کہ تنگی معیشت کا خوف دانا لاحق رہتا ہو اگر غیب سے خرچ کی مدد ہو کرے تو عبادت میں خوب دل لگے اوس وقت حضرت عبدالواحد نے خدا سے دعا مانگی تو ایک آواز آئی اور مکان کی چھت پھٹ گئی درہم و دینار گر پڑے عبدالواحد نے فرمایا استغفروا بامد غز دل من غیرہ پورا دن صاحبون نے درہم و دینار اٹھائے مگر حضرت عبدالواحد نے اپنا ہاتھ بھی نہ لگایا کذا ذکر مولانا ابوالقاسم نقشبندی فی کتابہ القصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی والدہ کے راہ راست ترک کر کے براہ دشت بھاگے جو اہل التفسیر میں ہے کہ اس راہ میں ایک دریا ملا وہاں کچھ لوگ مچھلیاں جال میں پھانس رہے تھے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تم لوگ ہمارے ساتھ چلو تو ہم بہتر ننگا کریں وہ بولے وہ کون ننگا ہو فرمایا چلو نفس کو دام عبادت میں پھانسیں اور قبل اسکے کہ ابلیس ملعون دام شہوت میں گرفتار کرے ہم تم رشتہ جبل المتین سے ننگا کر لیں چنانچہ وہ لوگ ساتھ ہوئے اور معالم میں ہو کہ جب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو تو وہ بولے تم کون ہو تو کہا انا عیسیٰ ابن مریم عبد اللہ و رسولہ پھر وہ سب ہمراہ ہوئے تو اریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب بارہ شخص تھے از آنجملہ یوحنا دشمنون سرور تھے سوشمنون نے معجزہ طلب کیا کہ ہنرے رات سے جال ڈالا ہو مگر کوئی مچھلی ہاتھ نہیں لگی اگر تمہاری برکت سے مچھلیاں جال میں پھنسیں تو ہم ایمان لا دیں تب حضرت عیسیٰ نے بسم اللہ کہہ کر جال ڈالا مچھلیاں جال میں در آئیں اور دشمنون مع اپنے یاروں کے ایمان لائے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت کے معجزہ سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا ہو بلکہ جو کوئی ایمان لایا ہو صرف خوشامد سے لایا ہو باجملہ اس مقام سے واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ کے خواری مجموعے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ حواری تھے آزاد تھے اور ایمان اس طرح لائے کہ حضرت کسی موضع میں وارد ہوئے وہاں کے لوگ ضیافت کھانے جاتے تھے لوگوں نے انکو غریب مسافر جان کر ساتھ لیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بٹھلایا حضرت نے اپنے کا ہتھ طعام سے تمام مجلس کو سیر کر دیا تب اہل مجلس تجر ہوئے اور یہ خبر سردار موضع کو پہنچی اوسنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر بلوایا اور کلام ہدایت الیام شکر مع بعض اقارب اپنے کے ہمراہ رکاب ہوا مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے یار رنگریز تھے اور

اونکے ایمان لانے کی یہ صورت ہوئی کہ حضرت عیسیٰ اوس موضع سے بھاگ کر ایک شہر میں یا کہ مصر میں آئے حضرت مریم نے کہا کوئی پیشہ کرنا چاہیے سو حضرت مریم نے سوت کا تنا شروع کیا اور یوسف نے لکڑی بچنی اور کاسے کا پیشہ جاری کیا اور حضرت عیسیٰ کو معلم کے پاس پڑھنے کو بھیجا تفسیر زاہدی میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ جس معلم کے پاس جاتے وہ اپنے علم کو انکے علم سے کم پاتا اور پڑھانہ سکتا نا چار ایک نگرز کے سپرد کیا تفسیر جواہر میں ہے کہ جس نگرز کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تفویض ہوئے وہ سردار تھا سوا و سکی دوکان پر کام کرنے لگے ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ مالک دوکان کو سفر کرنا پڑا اوسنے حضرت سے کہا میں دس روز کے واسطے ایک شہر کو جاتا ہوں اور چند تھان انکو سپرد کیے اور کہا کہ انکو ہر رنگ مختلف طیار کر رکھنا اور ہر ایک کپڑے پر ایک ایک رنگ طلب کا باندھا اور خود روانہ ہوا حضرت عیسیٰ نے وہ سب تھان ایک ہی خم میں ڈال دیے اتفاقاً مالک دوکان اوس دن کسی وجہ سے پلٹ آیا اوسنے وہ تھان نہ دیکھے پوچھا وہ تھان کیا ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس خم میں ڈالے ہیں وہ تھان ناخوش ہوا اور کہنے لگا تمہنے مزدوری میری نیل کی اور تھان خراب کیے میں اونکے مالکوں کو کیا جوا دو لگا حضرت عیسیٰ نے فوراً سب تھان نکالے تو سب کارنگ مختلف موافق خواہش مالکوں کے تھا اوس وقت وہ سردار نگرزین کا ایمان لایا یہ نگرزین ہر رنگ اگر شوی چومچ ۵ ہزار رنگ براری ازان خم کیزنگ فائدہ حضرت مریم کا پیشہ وری سے مقصد یہ تھا کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کسی پیشہ میں مشغول ہو تو انکو کوئی پیغمبر و رسول نہ جائے گا اور یہود کے ضرر و انداز سے محفوظ رہیں گے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے یار و صوبی تھے اور اسطرح ایمان لائے کہ جب آنجناب اونکے پاس پہنچے تو وہ کپڑے دھو رہے تھے حضرت نے فرمایا کہ میرا اس سے زیادہ سود مند بات نکو بتاؤں وہ بولے وہ بات کیا ہے فرمایا اپنے قلوب دھویا کرو وہ ایمان لائے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اسکا اشارہ قرآن میں سورہ آل عمران میں ہے قلما آتس عیسیٰ بنم الکفر قال من النصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ آمنابا لہ واثمہ بانا مسلمون یعنی پھر جب معلوم کیا عیسیٰ بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہو کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں کہا حواریون نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہننے حکم مانا فائدہ تفاسیر مقبرہ سے پیدا ہے کہ یار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ تھے اور پیشہ گا زری کا اختیار پایا ہے آنجناب کیا ہو صوت اسکی یہ واقع ہوئی کہ یہ لوگ قبائل و عشائر اپنے چھوڑ کر حضرت عیسیٰ کے ہمراہ ہوئے جب بھوکے ہوتے تو کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے ہیں آنجناب کی دعا سے طعام پاکیزہ و لطیف انکو ملتا اور جب پیاسے ہوتے تو عطشا یا روح اللہ کہتے حضرت کی دعا سے آب شیرین

ظاہر ہوتا ایک روز کہنے لگے کہ فی الحال عالم میں ہم سے کوئی افضل ہو فرمایا تم سے وہ لوگ بزرگ ہیں جو زور بازو کھاتے اور کھلاتے ہیں انکو غیرت آئی تب یہ پیشہ اختیار کیا انہیں کو حواری بولتے ہیں اور حواری لغت میں بمعنی گارو سپید پوست آیا ہے شاید وجہ تسمیہ یہ ہو کہ جو فقہین اصل لغت میں شدت بیاض کا نام ہے وہ لہذا زرہ سفید کو حواری کہتے ہیں اور یہ لوگ سفید کپڑے پہنتے تھے اور کپڑو کو دھو کر سفید بھی کرتے مگر اہل تحقیق کہتے ہیں کہ اثر عبادت و مجاہدہ سے اور نیک چہرہ پر نور کی بچک تھی لہذا حواری کہلاتے اور بعض کہتے ہیں کہ حواری لغت و تشدید بمعنی وزیر و شائستہ خلافت و دیاری دہندہ آیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کے وزیر تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حواری ایک لفظ ہے بنائی گئی اس کے لیے جو خاصہ و برگزیدہ ہوا و نسبت اسکی لفظی ہے جس طرح کرسی کا يقال خاصۃ الرجل حواریہ کذا فی الجواہر نظام میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بارہ حواری تھے ابو بکر صدیقؓ عمر ابن خطابؓ عثمان ابن عفانؓ علی ابن ابیطالبؓ حمزہ ابن عبد المطلبؓ جعفر ذی الجناحینؓ ابن عباسؓ ابو عبیدہ ابن الجراحؓ عثمان ابن مظعونؓ طلحہ ابن عبد اللہؓ زبیر ابن العوامؓ سعد ابن ابی وقاصؓ عبد الرحمن ابن عوفؓ رضی اللہ عنہم و رضوانہ فائدہ مراد نصرت سے حواریہ کرمیہ آل عمران میں ہے نصرت بجمت ہر نہ بشمشیر کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماسور بجا و قتال نہ تھے بلکہ احکام انجیل ملاطفات سے بھرے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تنہا رہنا برحمت تھا خواہ بنا برائیاں مخالفت و موافق اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت فرمایا ہے کہ جب یہود گرفتار کر کے داعیہ صلیب رکھتے تھے اور حضرت نے مردہ سفر آسمانی جانب حق سے سُن لیا تھا تب فرمایا کون ہے میرا مددگار کہ ظلم کرنے والا دعوت کا اور قوت دینے والا شریعت میری کا بعد میرے ہو حواریوں نے کہا نحن انصارا اگر کوئی کہے کہ جواب مطابق سوال یوں ہونا تھا کہ نحن انصارک تو جواب یہ ہے کہ نظر حواریوں کی حق پر تھی اور متابعت عیسیٰ خدا کے لیے کرتے تھے اس لیے انصار اللہ بولے اور شاید اسی سبب سے اہت حضرت عیسیٰ کی نصاریٰ کہلاتی ہو یا جملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس مقام سے مع اپنے پیاروں کے روانہ ہوئے اور اندلس میں پہونچے وہاں قحط پڑا حواریوں نے کہا ای عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا خدا کر سکتا ہے کہ ہم پر خوان بھرا ہوا اوتارے آسمان سے کما قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اهل استطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء تب حضرت عیسیٰ نے فرمایا ڈرو اللہ سے اگر تم کو یقین ہو یغنی بندے کو چاہیے اللہ کو نہ آزمائے کہ میرا کہا ماننا ہے یا نہیں گو خداوند کتنی ہی مہربانی کرے کما قال اللہ انتم منسوتین و منکر کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اوس میں سے کھائیں اور آرام بکھریں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے

نزدیک قرص نان دما ہی بالجملہ شمعون حواری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا یہ کھانا بہشت کا ہے یا دنیا کا فرمایا دونوں سے خارج ہے لیکن قدرت کاملہ حق ہے نہ دنیا کا ہے نہ آخرت کا پس شکر کر دو اور کھاؤ حواری بولے یا روح اللہ اور کوئی معجزہ دکھلاؤ تاکہ زیادہ یقین ہو حضرت نے خوان والی پھلی کو کھانے کا نام باذن اللہ جنبش کرنے لگی اور پھر بحالت اصلی ہو گئی مگر حواریوں نے اس ماندہ سے کچھ نہ کھایا کیونکہ تہدید الہی سن چکے تھے ناچار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فقروں بیماروں کو کھلایا اور فرمایا تمہارے واسطے بیٹھا ہے اور وہیون کے لیے بلا متواہب علیہ میں ہے کہ ایک ہزار تین سو آدمیوں نے کھایا اور خوان اوسط بھرا رہا اور محتاج تو نگر ہوئے اور بیماروں نے شفا پائی بعد اسکے وہ خوان آسمان پر اٹھایا گیا دوسرے دن چاشت کے وقت پھر نازل ہوا مگر زاہدی و مدارک و انوار التنزیل میں ہے کہ صرف ایک دن نازل ہوا پھر نہیں اُترا اور بعض کہتے ہیں کہ سات دن آیا اور بعض کہتے ہیں تین دن آیا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن آیا کیا مگر ایک روز کا وقفہ ہوتا تھا اور محتاج تو نگر سب کو ملتا تھا آخر حکم الہی ہوا کہ یہ حق محتاجوں کا ہے تو نگر و مالداروں کو نہ دینا چاہیے یہ بات مالداروں کو خوش نہ آئی انھوں نے خوان میں شبہ کیا اور کہنے لگے کہ یہ سحر ہے اس قصور میں تیرا دوسرا آدمی بقول صاحب بیضاوی و بقول علائکہ بغوی تین ستوتیس و بقول صاحب تفسیر زاہدی پانچہزار سو و بندر ہو گئے بالجملہ جب لوگوں نے یہ احوال دیکھا تو عذاب الہی سے ڈرے اور حضرت روح اللہ سے رجوع لائے کہ حضرت بہت روتے اور جامعہ مسوختہ بھی دیتی اور از روئے اشارہ اقرار گناہ کرتے تھے اور کوچہ و برزن میں نجاست کھاتے پھرتے تھے اور بعد تین روز کے مر گئے یہ عذاب اول یہود میں حضرت داؤد کے عہد میں ہوا تھا پیچھے کیسے کہ نہیں ہوا انوذ باللہ منہ اللہم احفظنا من شرور النفسا و من سیئات اعمالنا اس قصہ میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا بد عادت نہ چاہے پھر اسکی شکر گزاری بہت مشکل ہو بلکہ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہو فائدہ اس قصہ سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی ہے مگر جسکو حمایت کا اذن ہو چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن حکم ہوگا تفسیر جواہر میں مختار القصص سے نقل کیا ہے کہ اطراف نصیبین میں ایک بادشاہ تھا تو انا اور فرمان روا حضرت عیسیٰ و مریم کا دشمن اور بغض و کینہ میں مصروف ہمہ تن بانی مرتبہ کہ اگر اسکی رعایا میں کوئی شخص نام عیسیٰ علیہ السلام کا زبان پر لاتا تو اسکی زبان کاٹ ڈالتا اور جو شخص اسکی بدی کرتا اسکو انواع خلعت و انعام سے سرفراز فرماتا اللہ جل شانہ نے چاہا کہ وہ بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ملحق اور فرمان بردار ہو لہذا ارشاد ہوا کہ اے مریم فلاں بادشاہ کو دعوت ایمان فرما اور ابواب ہدایت و دلالت کلید

تبلیغ رسالت سے اوسکی رعایا پر کھول حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو ساتھ لیا اور نزدیک شہر کے پہونچ کر ارشاد کیا کون شخص ہو جو اس شہر میں آواز کرے کہ عیسیٰ زندہ اور فرستادہ خدا تمہارے شہر میں آیا اور مژدہ کز گردون مہ خورشید سیما میرسد + زندہ شوای مردہ دل کا نیک مسیحامیرسد + یعقوب حواری نے عرض کیا کہ میں تمہارے تشریف لانے کی خبر شہر میں پہونچاؤنگا حضرت عیسیٰ نے کہا تو جا لیکن تو اول شخص ہو کہ بے ایمان ہو جائیگا تب تو مان نے کہا مجھکو اجازت ہو تو میں ہمراہ یعقوب کے جاؤں حضرت عیسیٰ نے فرمایا جا تو بھی بلا میں پڑیگا پھر شمعون نے التماس کیا کہ یا روح اللہ اگر ارشاد ہو تو میں ثالث انکا ہوں حضرت عیسیٰ نے فرمایا مضائقہ نہیں پھر شمعون نے دست بستہ گزارش کی کہ مجھکو یہ اجازت ہو کہ مقتضای وقت کلام کروں حضرت عیسیٰ نے اجازت دی بالجملہ تینوں حواری رحمت ہو کر چلے اور شمعون نے یعقوب و تومان کو پیش پیش بھیجا اور کہدیا کہ تم اپنا کام کرو اور میں تمہیں احوال رہوں گا کہ اگر کچھ بلا آوے تو اوسکی دفع کی تدبیر کروں چنانچہ یعقوب و تومان شہر میں داخل ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے شہر والوں کو خبر دی شہر کے لوگوں کو اول سے انکی خبر معلوم ہو چکی تھی سو وہ لوگ گالیان دے رہے تھے جب ان دونوں شور کیا کہ ای قوم سرگشتہ عیسیٰ تشریف لائے ہیں تم لوگ جلد متقبل کر کے لاؤ اور اسکا دین قبول کرو سب لوگوں نے یکبارہ ہجوم کر کے کہا اس کلام کا کتنے دالا کون ہو یعقوب غوغا سے عام سے پریشان ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے پھر گیا مگر تومان کو غیرت دین لاحق ہوئی اوسنے وہی کلام مکرر کیا ہر چند اکثر لوگوں نے منع کیا اوسنے مانا اور بعضوں نے مارا اوسنے اپنے قول سے منہ نہ موڑا آئنا کہ منہا سے کمال ارادت است + ہر چند جو بیش محبت زیادت است آخر تومان کو بادشاہ کے پاس لے گئے اوسنے ہاتھ پیر کاٹ کر گھورے پر ڈال دیا یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ اس بچارے نے کیا تصور کیا ہے جو ایسے عذاب میں گرفتار ہوا اہل شہر نے مرد غریب جان کر جوڑک دیا اور کہا مصرعہ ترا با این فصولیہا چہ کار است + تب شمعون نے خواص بادشاہی سے ملاقات کر کے کہا کہ میں مسافر بیکس ہوں اس شخص کا حال دیکھ کر چلا آیا تاکہ میں بھی اسکے جرم سے مطلع ہو جاؤں کہ اگر مجھے کوئی شخص اور شہر میں اسکی حقیقت دریافت کرے تو میں بفضل بیان کردن با اینہ کہینے اوسکا جواب نہ دیا شمعون نے کہا یہ نسبت بفریان ہمہ جا شوط کرم ہست + چو ہست کہ این قاعدہ در شہر ثمانیست + یہ کلام بادشاہ نے سنا تو اسکو رحم کیا اوسنے اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہے میں تیرے کلام کا جواب دیتا ہوں شمعون نے کہا کہ یہ غریب بیکس کس لیے گرفتار ہو اوسنے کہا یہ شخص عیسیٰ کی تعریف کرتا تھا اور میں عیسیٰ سے عداوت رکھتا ہوں سو جو کرنا

دشمن کی تعریف کرے اور سبکی سزا بھی ہو کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے شمعون نے کہا عیسیٰ کون شخص ہے اور تیسے اوسے عداوت کا سبب کیا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ عیسیٰ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بے باپ کے پیدا ہوا ہوں اور یہ بات نہایت خلاف عقل ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی ماں جو بی بی اور طرفہ تر ہے کہ اس حالت پر دین قدیم کو باطل کرتا ہے اور جدید دین جاری کیا چاہتا ہے شمعون نے کہا کہ یہ تو گمان فاسد ہے کیونکہ تیسے عیسیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور اوسکا دعویٰ اپنے کانوں سے نہیں سنا اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ غریب گرفتار اپنے دعویٰ پر کچھ دلیل بھی رکھتا ہے یا بلا دلیل حضرت عیسیٰ کی تعریف کرتا ہے اگر اجازت ہے تو میں اس بچہ سے کچھ پوچھوں بادشاہ نے تو مان کو بلایا شمعون نے باور پاندا اوس سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اوس نے کہا میں کہتا ہوں عیسیٰ عبد اللہ و روح اللہ و کلمۃ اللہ شمعون نے کہا اگر اس دعویٰ پر کوئی دلیل ہو تو پیش کر اوس نے کہا عیسیٰ سیاروں کو اچھا کرتا ہے اپنے دم سے اور اندھے اور کوڑھی کو چمکا کرتا ہے شمعون نے کہا اظہار حادق بھی ایسا کام کر سکتے ہیں سوائے اسکے اور بھی کوئی دلیل عقلی ہے تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام پنا دیتے ہیں جو کچھ چیز لوگوں نے کھائی اور اپنے گھر رکھی ہو شمعون نے کہا کاہن اور رمال بھی ایسا کر سکتے ہیں اور کوئی بھی دلیل ہے تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مٹی سے مرغ بنا کر اپنا دم پھونکتے ہیں وہ اوڑنے لگتا ہے شمعون نے کہا یہ تو سارے اور شہدے باز بھی کر سکتے ہیں اگر کوئی اور برہان عقلی رکھتا ہو پیش کر تو مان نے کہا عیسیٰ علیہ السلام مرد کو زندہ کرتے ہیں شمعون نے کہا کہ یہ دلیل البتہ بہت مضبوط اور قوی ہے کیونکہ سوائے خالق لایزال کے کوئی شخص زندہ نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جسکو اللہ نے حکم دیا ہو سحری دیگر افعال خدائی و گہرست و سامری نابینا چہ تو اند کر دن و پھر شمعون نے بطور تاکید اور تحقیق تو مان سے کہا کہ اگر عیسیٰ اس امر سے عاجز ہوا تو بادشاہ کو اختیار ہے جو کچھ میرے اور میرے صاحب کے ساتھ چاہے کرے تو مان نے کہا مضائقہ نہیں اگر عیسیٰ یہ معجزات ظاہر نہوسکے تو بادشاہ کو میرے قتل کرنیکا اختیار ہے مصرعہ گراں سخن خلاف شود خون من بریزد اب شمعون نے کہا کہ بادشاہ عیسیٰ کو طلب کر کے جو کچھ اس مجرم نے بیان کیا ہے پوچھے اگر عیسیٰ انکار کرے تو یہ گرفتار واجب القتل ہے اور اگر اقرار کرے تو دو حال سے خالی نہیں یا مردہ زندہ کر گیا یا نہ کر سکیگا اگر زندہ کر دے تو اوسکا ایمان لانا واجب ہے اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ ظلم اور جور اوس پر اوسکے توابع پر مقتضائے وقت ہو کرنا چاہیے شمعون کا کلام بادشاہ نے پسند فرما کر حضرت عیسیٰ کو بلوایا وہ تشریف لائے تو بادشاہ مشاہدہ ہیبت اور جلال سے سخت متعجب ہوا رخ نمودی و زعبرت دلم از دست برفت و کیست کان روے نکو بیند و حیران نشود و شمعون سے کہنے لگا کہ تو عیسیٰ سے گفتگو کر شمعون نے کہا کہ اے عیسیٰ تو مان کہ بتلائے بلا ہو دعویٰ کرتا ہے کہ تو خدا کا رسول ہے فرمایا وہ سچا ہے بیشک میں بندہ اور رسول خدا ہوں شمعون نے کہا پھر یہ بھی اوسنے بیان کیا ہے کہ جس بار پر تیرا تھکے وہ چمکا

ہو جائے فرمایا درست ہو اور جو یقین نہ ہو تجربہ کر لو شمعوں نے کہا بادشاہ شرط کرتا ہو کہ اگر یہ بات نہ ہو سکیگی تو قتل کر دوں گا فرمایا مضائقہ نہیں حاضرین محفل نے کہا اول اپنے بیمار یعنی تو امان مبتلا کو اچھا کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر ہاتھ پیر تو امان کے آسکے بدن سے ملا کر دعا کی فی الحال آسکے اعضا بریدہ باہم لگئے اور تو امان جنگا ہو کر اٹھا دیکھنے والے سخت متحیر ہوئے اور اطراف و جوانب شہر میں آمد عیسیٰ علیہ السلام کا شور مچا مسلمان فارسی نے منقول ہو کہ اُس شہر کا جو بیمار حاضر ہوا اُسے صحت پائی پھر شمعوں نے کہا مجھے بتلائیے کہ میں نے رات کو کیا کھایا ہو اور صبح کے واسطے کیا رکھا ہو حضرت عیسیٰ نے جملہ حاضرین کا حال بیان کر دیا بعد اُسکے شمعوں نے مٹی سے مرغ بنوایا کہ حضرت عیسیٰ نے آسمین دم بھونکا وہ اڑ گیا پھر شمعوں نے کہا اور ایک ام عظیم درپش ہو یعنی احیا موتے فرمایا کہ امدت قدر ہو کہ میری دعا سے مردہ زندہ کرے بادشاہ نے صلاح کر کے یہ قرار دیا کہ سام ابن نوح علیہ السلام کو زندہ کرنا چاہیے چنانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع بادشاہ اور اعیان مملکت سام ابن نوح علیہ السلام کی قبر تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کر کے حضرت باری سے ملجھی ہوئے کہ اے خالق لازیاں سام کو زندہ کر دے قبر سام بھٹ گئی اور سام ابن نوح با محاسن سفید نکل کھڑے ہوئے ۵ بوی محبوب کے خاک اچھا گزندہ نہ عجب باشد اگر زندہ شود عظم مریم ۶ اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے بادشاہ یہ عیسیٰ روح اللہ مریم صدیقہ کا بیٹا ہو اسکی متابعت کر بادشاہ مع اپنی قوم کے ایمان لایا اور سات ہزار آدمی اور غیر قوم کا تا بعد ازاں روایت صحیح یہ ہو کہ حضرت عیسیٰ نے سام ابن نوح علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے زمانہ میں بال سفید نہوتے تھے آپ کے بال کس طرح سفید ہوئے حضرت سام نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری آواز سے جانا کہ قیامت قائم ہوئی ہے اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے کہ آیت یوم یجعل الولدان شیباً اس پر لیل ہو پھر حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ تم کو اس عالم سے انتقال کیے کتنے روز ہوئے بولے چار ہزار برس فرمایا کہ اگر تمہارا ارادہ اس عالم کے قیام کا ہو تو میں دعا کروں تب سام ابن نوح علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اب تک تلخی مرگ بھولی نہیں ہو اور آخر کار موت ہو انقض حضرت سام قبر میں دہائے تب بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے مگر جواریوں کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنی ماں کے بیت المقدس میں تشریف لائے تو یہودیوں کے جاسوسوں نے یسوع سرور کو خبر پہنچائی وہ تلاش میں چلا حضرت عیسیٰ

۵
یہودیوں نے
میں کو چھوڑ
دیا

اسنے یاروں کو لیکر ایک گھر میں چھپ رہے یا کسی غار میں دب رہے اور اپنے یاروں سے صلاح اور تقویٰ کی وصیت فرمائی اور سفر آسمانی سے اطلاع بخشی تو اُنکے سب یاروں نے لگے اسے حضرت عیسیٰ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ آج رات کو تم لوگوں سے ایک شخص محکوم تھوڑے دامن پر چڑھ لیا گیا اور صبح نہونے پاویگی کہ وہ شخص مارا جا گیا چنانچہ یہود و منافق نے تیش دم کے بدلے گھر سے یا غار سے نکل کر یہودیوں کو بتلایا کہ حضرت عیسیٰ اس جگہ ہیں تب یسوع سردار یہود نے اس مقام کے گرد و چوک پیر مقرر کر دیا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نکلنے پناہیں اسی رات میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور پیغام آہی یوں پہنچایا کہ سورہ آل عمران میں ارشاد ہوا یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعکم الی و منکر من الذین کفروا و جاہل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یم القیامت یعنی آئیں میں تجھے بھیر لوں گا اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا کافروں سے اور کھوٹکا تیرے تابع کو منکروں پر غالب قیامت تک فائدہ اول تابع حضرت عیسیٰ کے نصاریٰ تھے بعد اسکے مسلمان ہیں سو دونوں کا غلبہ ظاہر ہے یہودی حکومت کسی جگہ عالم میں پائی نہیں جاتی جس جگہ نہیں ملے وہاں انقصہ یہودیوں نے بے قریب طلوع صبح یہود احواری کو پٹے آگے مقدمہ ابھیش کیا اور بقصد قتل پیغمبر و اصحاب پیغمبر روانہ ہوئے جب یہود داخل خانہ یا غار ہوا اصحاب عیسیٰ علیہ السلام سرک گئے خداوند تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اٹھا لیا اور یہود کو بصورت عیسیٰ کر دیا یہودیوں نے اوستی سولی و انعم قیل سے ہر کراہی خرید و دراد ۛ چون ۛ بینی خود اقتدا نہ چاہ ۛ و من جھڑپ لاخیرہ وقع فیہ اور بعضے ثقات بیان کرتے ہیں کہ زمان بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ایک فرعون و دشمن نے بنی اسرائیل پر غلبہ پایا حضرت عیسیٰ کو حکم ہوا کہ اسکی دعوت کر دے آنجناب نے اسکو سمجھایا اُسے قبول کیا بلکہ قتل پر مستعد ہو گیا اسی عرصہ میں حضرت نے ایک روز مسجد بیت المقدس میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ سنیچر کا دن یہود کے واسطے بناء عبادت تورات میں مقرر تھا اب وہ حکم منسوخ ہوا میری کتاب بعثت سو میں حکم دیتا ہوں کہ کیشنبہ کو عبادت کیا کرو اور شنبہ کو دنیا کے کام میں مصروف رہو یہود کو یہ کلام نہایت سخت معلوم ہوا بولے کہ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں ہوئے کسی نے شریعت موسویہ پر ہاتھ نہیں ڈالا یہ طفل بے پدر کتاب موسیٰ کو منسوخ کرتا ہے اب ہم اسکو مارینگے ہر چند اس حرکت سے اسوقت کے ایمان داروں نے روکا مگر یہودیوں نے نہ مانا تا کہ زید حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوشیدہ ہو رہے اور وحی الہی یا عیسیٰ انی متوفیک الخ مدارک میں معنی متوفیک کہی طرح سے بیان کیے ہیں ایک بمعنی متوفی توفیہ یعنی کامل کرنے والا ہوں مدت عمر کو اور نگاہ رکھنے والا ہوں قتل کا فردن سے اور

مارنے والا ہون موت سے دوسرے اٹھانے والا ہون تجھ کو اپنی طرف زمین سے تیسرے مارنے والا ہون
تجھ کو تیسرے وقت میں بعد نازل ہونے کے آسمان سے اور فی الحال اٹھانے والا ہون کیونکہ حرف و
بنابر جمیع آیات و الترتیب لیس بلازم چوتھے وفات دینے والا تیسرے نفس کا ہون سوتے میں اور
اٹھانے والا ہون تجھ کو جب سوتا ہوتا کہ تجھے خوف منہا اور بیدار ہو اُس حال میں کہ آسمان پر
مقرب اور تفسیر جلالین میں ہے متوفیک بمعنی قابضک یعنی لینے والا ہون تجھ کو اپنی طرف درافک
الی من الدنیا من غیر موت یعنی اٹھانے والا ہون اپنی طرف دنیا سے بلا موت پس اس صورت میں
جلد رافک عطفت تفسیری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب آتہ کر دیا فی متوفیک
درافک نازل ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یاروں کو خبر دی اور چند وصیتیں فرمائیں
تب انھوں نے پوچھا یا بنی اللہ زمانہ آئندہ میں کوئی پیغمبر افضل تجسے ظاہر ہوگا فرمایا ملن نبی
عربی امی پوچھا کمان ہوگا فرمایا ارض تمامہ میں پھر سوال کیا کہ کس قبیلہ میں ہوگا کہا قریش میں
بعد اُسکے حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی صفات و خصوصیات کا ذکر کیا اور کہا کہ انکی امت کے علما
برابر انبیاء اس زمانہ کے ہونگے تم لوگ اپنی اولاد کو وصیت کرتے رہنا کہ میرا سلام انکو پہنچا دینا
یہ کلام فرما کر شمعون کو خلیفہ کیا فائدہ ملاحظہ انجیل منہدی و فارسی و عربی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
بارہ یاروں کے ایک ہیوا بھی تھا کہ اسی نے حضرت عیسیٰ کو نشان دیا اور مرتد ہو کر اسی طرفہ ماجرا ہو کہ صلح حضرت
عیسیٰ کے روح القدس سے بقول عیسیا یان تنفیض تھے باہن ہمہ اس قسم کی حرکت اُنکے کس طرح صادر ہوئی چنانچہ انجیل
اول میں اٹھارہ سوچہ میں ترجمہ ہوئی موجود ہے اور حقیقت یہ کہ امتداد میں ہیوا جو ان بارہ میں سے ایک تھا لوگوں کو
لیے ہوئے تلوارین اور سوئے لیکر آیا اور اسے دستگیر کیا اور پکڑ لیا سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگے میں کتا ہوں
کہ یہ نصاریٰ کی تہمت ہے بطرح شمعون بطرس کی نسبت انجیل میں تہمت لکھ دی ہے کہ چھوٹے بولے اور
نامردی کی اور عیسیٰ نے انکو شیطان کہا اور اسنے اُنکے قول کو رد کیا چنانچہ سولہویں باب انجیل میں جو شانہ
ترجمہ ہوئی لکھا ہے آوا لکھنا نمودہ بطرس گفت کہ ای شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدہم تہمتی اور نسخہ
۱۱۱۱ میں ہے اُسے متوجہ ہو کر بطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر بھلائے والا
پھر در اس وقت عیسیٰ نے انھیں کہا تم سب میری بابت آجکی رات ٹھوکر بھلاؤ گے بطرس نے جواب دیا کہ تیری بابت
ٹھوکر بھلاؤنگے میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا عیسیٰ نے اس سے کہا تو آج کی رات مرغ کے ہانگ دینے سے پہلے تین بائیر انکار کریگا
بطرس نے کہا اگر بائیر نہ تیرے ساتھ ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نہ کروں اور سب شاگردوں نے یہی کہا اور جب ہیوا اگر قمار کرایا تو
بطرس نے انکار کیا کہ ساتھ چلا گیا ایک پہلی بطرس کے پاس آئی اور بولی کہ عیسیٰ کے ساتھ تو بھی آئے سب کے آگے انکار کیا

اور جب وہ دہلیز سے باہر آیا ایک دوسرے نے اسکو دیکھا کہ کہا کہ یہ شخص بھی عیسائی ناصری سے
ساتھ تھا آئے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا اور تھوڑی دیر پہچھے دے
جو وہاں کھڑے تھے بطرس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی انھیں میں سے ہو اسوقت
آئے لعنت کر کے اور قسمیں کھا کر کہا کہ میں اسے نہیں جانتا اور مرغ نے وہیں بانگ دی
اور بطرس کو عیسیٰ کی بات یاد آئی تب وہ باہر جا کر زار زار رویا انتی القصبہ جب یہود نابہود
یہود کو سولی دے چکے تو پکارنے لگے کہ ہمنے عیسیٰ کو مارا جب اندھیرا گیا اور صبح ہو گئی تو یہود
پہچانا گیا اور اسی وقت یہودیوں میں مفسدہ عظیم برپا ہوا کہ سترہ آدمی اس فساد میں ناحق
مارے گئے اسی کا اشارہ ہو و مکر واد مکر اللہ و اللہ خیر الما کرین یعنی فریب کیا ان کافروں نے
اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داء بہتر ہو سب سے پوشیدہ نہ ہے کہ بعض کے نزدیک مکر یہود
یہ تھا کہ ابطال شریعت عیسویہ میں سعی و کوشش کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ دین
عیسوی ظاہر نہ ہو خداوند تعالیٰ نے اسکی سزا میں یہود کو ذلیل و خوار کیا کہ ہمیشہ مقہور اور
بے اعتبار رہتے ہیں اور بعض کے نزدیک مکر یہ تھا کہ ایذا دہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور
اتباع آنجناب میں سرگرم رہتے تھے اللہ نے بادشاہ فارس کو غلبہ دیا کہ اکثر یہود کو قتل کیا
اور اکثر کو گرفتار کر کے ملک بنایا اور کھما سحاق سے مفاتح الغیب میں روایت ہو کہ مکر یہود یہاں
کہ بعد از عیسیٰ علیہ السلام آنکے یاروں کو گرفتار کر کے نگا کیا اور آفتاب میں ٹھجھلایا اسکی سزا میں
شاہ روم نے غلبہ پایا اور دین عیسوی قبول کر کے قتل ہو کر مستعد ہوا کہ آئے جس جگہ پایا
ذلیل کر دیا کے قتل کیا فائدہ یہود کو اب تک یقین نہیں ہو کہ ہمنے عیسیٰ علیہ السلام کو
قتل کیا چنانکہ اللہ صاحب فرماتے ہیں والہم بہ من علم الا اتباع الطعن و ما قتلوه یقیناً یعنی
کچھ نہیں انکو اسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اسکو مارا نہیں بیشک اور نصاریٰ بھی پہلے سے
کہتے تھے کہ نہیں مارا وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کتنی باتیں کہتے ہیں یعنی بعض
کہتے ہیں کہ بدن کو مارا روح اللہ تعالیٰ کے پاس چڑھ گئی اور بعض کہتے ہیں مارا تھا مگر تین
دن کے بعد زندہ ہو کر جسم سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات نہیں ہوتی کہ عیسیٰ کو نہیں مارا سو خبر
اللہ ہی کو ہو آئے فرمایا کہ انکی صورت کو مارا کہا قال لکن شہدہم اور نصاریٰ وقت گرفتاری کے
علحدہ ہو گئے تھے اور یہود بھی اسوقت تک نہ پہنچے تھے القرض اسوقت کی خبر نہ انکو
نہ انکو کذا فی موضع القرآن باجملہ صفت اللہ کے ارشاد سے ہو یقین کامل ہو کہ حضرت عیسیٰ کو

نہیں مارا وہ آسمان چارم پر زندہ ہیں قیامت رہیں گے اور اسی طہارت و پاکی میں ہیں جس طرح
 اٹھائے گئے تھے اور وہی پوشاک پہنے ہیں جو اس عالم سے ہیں کر گئے تھے اور خدا انکی
 ذکر آتی ہے اور جب تک اس عالم میں تشریف لاوین اسی کیفیت سے رہیں گے معارف جہنم
 لکھا ہے کہ تین ساعت دن باقی تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرفوع ہوئے اور بعد
 چند روز کے پھر نازل ہوئے اور حواریوں کو ہدایت کر کے چلے گئے اور حضرت حق نے انہیں
 سلب حیات کر کے پھر زندہ کیا اور صورت کو بصورت فرشتہ کر دیا اور اکثر ثقات سے روایت ہے
 کہ بہت المعمورین مفہم ہیں اور طبع بشری ان سے زائل کر لیگی ہے حضرت بصری رحمۃ اللہ سے
 روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور تینتیس
 برس کی عمر میں مرفوع اور نصفے بعثت انکی شہرہ برس کی عمر میں لگتے ہیں اور ستائیسوں
 برس میں آسمان کا جاما بیان کرتے ہیں اور معارف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ
 اٹھایا تو بیا لیتیں برس کے تھے اور بارہ برس کے تھے اس وقت انجیل عنایت ہوئی اور اس
 عرصہ میں اقامت آغیاب شہر بارہ میں تھی اسی سبب سے امت انکی نصاریٰ کہلاتی ہے
 کہ معاملہ میں لکھا ہے کہ یم جب حاملہ ہوئیں تو تیرہ برس کی تمہیں اور آٹھ مہینے کے بعد عیسیٰ
 پیدا ہوئے اور شروع ثلثین میں نبی ہوئے اور ماہ رمضان شب قدر میں بتبرئیتیں رہا
 مرفوع ہوئے اور مکان رفیع کا بیت المقدس تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فائدہ بعض اہل تاریخ
 کتاب اسرائیلیہ سے اکثر روایات اپنی کتابوں میں اس مقام پر درج کی ہیں چونکہ فقیر مؤلف اس
 کتاب کو اپنے اعتقاد نہیں ہوا نقل کرنا انکا فضول سمجھا جس کیسکو ملاحظہ انکا منظر ہو ان
 کتابوں کو دیکھے ورنہ مجموعہ توریت و انجیل کہ عربی و فارسی و ہندی فی الحال ہر جگہ دستیاب
 ہوتی ہیں دیکھ لیوئے لیکن ہرگز ان اخبار پر اعتقاد کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں کیونکہ
 کوئی روایت ان کتابوں کی بسند متصل ثابت نہیں ہوتی چنانکہ ہتھسار میں ولوی آل میں صاحب
 مولانی لکھتے ہیں اور یہ تو خود عیسائیوں کی تحریر سے واضح ہے کہ موسیٰ کی کتاب کے جملے بعضے
 ایسے ہیں کہ دلالت انکی اس بات پر ہے کہ موسیٰ کا یہ کلام نہیں غریب نے ملائے ہیں یہ کلام انکا
 غلط محض جو غرور و تمہت کرتے ہیں اور صحیبل کی کتاب پہلے کی ابواب ۴۵ و ۶۵ و ۷۰ سے
 ظاہر ہے کہ جس صندوق کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونے سے مڑھکر ڈبے اتھام سے
 حسب تصریحات توریت بنایا تھا اور انکی مجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب انکا نشان بھی

فوائد جہنم

فوائد جہنم

نہیں تھا اس سے معلوم ہوا کہ اسکی نقلیں ہندوستان میں ہوئیں اور سوائے اشارات کے کسی کو اسکا حال بھی معلوم نہیں ہوا پھر مجبوریہ تورات کتب قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور انجیلوں کی تالیف کی تاریخوں میں ایسا اختلاف فاحش ہے کہ اس سے کوئی سند متصل ہاتھ نہیں لگتی اور جو اختلافات اور تحریفیں و فسادات کتب عہد عتیق و عہد جدید میں واقع ہوئے ہیں اگر کوئی شخص انکو نکال کر لکھے تو ایک کتاب علیحدہ ضخیم تالیف کرنا پڑے گی مگر مسلمان کو تو تصدیق اوقات ہر اور کچھ فائدہ نہیں بلکہ اسکو اسقدر کافی ہے کہ خود حمایت کرے و اسے تورات و انجیل کے قابل تفاوت و نقصان میں چنانچہ مولوی سیال حسن مولانی نے استفسار میں اس امر کو بقدر ضرورت باحسن وجہ بیان کیا ہے اور انجیل لکھا ہے کہ اربانوس ہشتم صاحب کلیسائے روم قدیم نے جسے میل کو سال یکہزار و شصت و ست و بیسویں میں عربی و لاطینی زبان میں اکثر علماء مسیحی کی اعانت سے لکھوایا ہے ایک مقدمہ میل کی صفت میں لکھا ہے اس سے واضح ہے کہ میل کی اصل کتابوں میں عبرانی ہوں یا یونانی کچھ نقصان و فساد و خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور عربی ترجمہ جو قدیم سے چلا آتا ہے اس میں بہت غلطیاں ہیں اسلئے پوپ سرکس بارونی باستجازات بڑے پوپ اربانوس تاسم کے اکثر علماء مسیحی عبرانی و یونانی و عربی اہل لسان جمع کر کے اس نسخے کی اصلاح کی ہے اور اختلافات صرف ترجمہ عربی میں نہیں ہیں بلکہ عبرانی و یونانی یعنی اصل تورات و انجیل کا بھی یہی حال ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اگلے پیغمبروں اور پوپوں نے عہد اس سے چشم پوشی کی ہے اسلئے کہ روح القدس نہیں چاہتا ہے کہ خدا کا کلام بندوں کی مقرر کی ہوئے نحوی قاعدوں کا مقید ہو یہ خلاصہ ہے اس مقدمے کا اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ یہ کتابیں قابل اعتبار نہیں ہیں کیونکہ اس قسم کی کتابیں گویا تیار ہوتی ہیں اور پر ظاہر ہے کہ جب دستاویز میں اس قسم کا نقصان ہوتا ہے تو وہ ساری دستاویز بے اعتبار ہو جاتی ہے اور اس قسم کی غلطیوں اور اختلافوں کو سو کاتب پر محمول کرنا خالی از حاققت نہیں ہے ہر جگہ فقیر کاتب الحروف نے جو راجم کتب عہد عتیق یعنی کتب دہرانے جو قبل عیسے علیہ السلام سے ہیں اور کتب عہد جدید یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور ان کے بعد کی تصنیفات حواریہ میں ملاحظہ کیے تو معلوم ہوا کہ ان کتابوں میں تحریف لفظی و معنوی بخوبی ظہور میں آئی ہے اور تحریف عبارت ہے تبدیل سخن سے اگر از روی معنی ہے تو معنوی ہے اور جو از روی لفظ ہے تو لفظی ہے و ما بہ النزاع باہل اسلام و عیسائی لفظی ہے اور لفظی خواہ اس طرح ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے

لفظ کی جگہ رکھیں خواہ کسی لفظ کو اپنی طرف سے کم و زیادہ کریں سو یہ بات خود یہودیوں اور مسیحیوں
بڑے بڑے عالموں کی تحریر سے پائی جاتی ہے خلاصہ یہ کہ عہد عتیق کی کتابوں کا حال نہایت خراب ہے
اول تو اہل کتاب کے نزدیک کوئی سند قطعی اس امر کی نہیں کہ عہد عتیق کی کتابیں جنگی طرف
منسوب ہیں انھیں کی تصنیف و تالیف ہیں بلکہ اکثر کتابوں میں بعض فقرے اور عبارتیں
دلیل قطعی اس امر کی ہیں کہ مصنف اُنکے وہ لوگ نہیں اور اُن فقروں اور عبارتوں میں
سلفاً و خلفاً جمہور مسیحیوں کو کوئی عذر سوا اس کے نہیں کہ کسی نے پیچھے سے ملا دیے ہو
اور جہاں بالغیب بعض فقروں کو کہتے ہیں کہ کسی نبی نے اِحقاق کر دیے ہونگے حالانکہ اسکی
بھی کوئی سند اب تک اُنکو نہیں ملتی صرف اُنکل سے کہتے ہیں اور با این ہمہ پادری لوگ عوام کے
بہکانے کو اپنے رسالوں میں لکھتے ہیں کہ کتب اسناد میں باطلہ قطعہ ثابت ہوا ہے سبحان اللہ
اُنکل کو دلیل قطعی اور سند محکم کہنا انھیں لوگوں کا کام ہے اور عہد عتیق کی اُرتیں کتابیں ہیں
جنگ و سلف کے سیحی درست بتلاتے ہیں اور سوا اس کے جو ہیں اُنکی تسلیم و عدم تسلیم میں
بڑا اختلاف ہے لیکن یہ کتابیں واجب التسلیم مسیحیوں اور یہودیوں کی بھی ایسی ہیں کہ اُنکے
مسنفین میں بڑا اختلاف ہے کوئی بھی از روی سند ثابت نہیں ہوتی و لہذا سامری لوگ سوا
پانچ کتابوں موسیٰ علیہ السلام کے اور ایک کتاب یوشع اور کتاب القضاۃ کے کیونکہ انھیں ہنسنے
بہر اہل کتاب عہد عتیق کی کتابوں سے پانچ کتابیں یعنی کتاب پیدائش اور کتاب خروج اور
کتاب اخبار اور کتاب شمار اور کتاب استغنا کو بخوبی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تصنیف موسیٰ علیہ السلام
کی ہیں مگر اُنکے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب تصنیف حضرت موسیٰ کی نہیں ہیں کہ اس بات پر
اکثر روایات و عبارتیں دلیل ہیں چنانکہ ایک دکندری ۳۷۷ عر میں امریکا میں چھپی ہے اور ہندوستان
و انگلستان میں بھی جو مصنف اُسکا لکھا ہے کہ کتاب موسیٰ کے بعض حصے موسیٰ کے نہیں ہیں
اور بعض عبارت موسیٰ کی عبارت سے میل نہیں کھاتی اور اُنکو یقیناً ہم نہیں کہہ سکتے کہ کئی
ملا ہے ہیں اور جو بعض جاہل اس قوم کے کہتے ہیں کہ اگرچہ فقرے موسیٰ کی کتاب میں
اِحقاقی ہیں لیکن اُس سے ساری کتاب جھوٹی نہیں ہوتی اور اُسکی صداقت میں خلل نہیں پڑتا
یہ بات نہایت نصیحت ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ جب کسی وثیقہ میں ایک جگہ جل نہا ثابت ہوتا ہے تو
تو باقی وثیقہ اعتماد کے لائق نہیں رہتا دوسرے یہ کہ اصل نسخہ عبری و سامری و یونانی باہم
مختلف اور اسی طرح پاسنے ترجمے عہد عتیق کی کتابوں کے سب مختلف اس مرتبہ پر کہ بعض جگہ

علمائے اہل کتاب کو بھی گنجائش تاویل قوی یا ضعیف کی نہیں ہو اور ناچار ہو کر سوائے تحریف کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے بلکہ مضطرب اور دست پاچہ ہو کر عیسائی تین تھوک ہو گئے قدیم عیسائیوں کے ترجمہ یونانی کو صحیح ٹھہرایا اور وہی عہد حواریین سے چند سو برس تک سندی رہا اور اسی کا حوالہ دیتے تھے اور اسی سے تسک کرتے تھے اور اس وقت تک کلیسہ یونانی اور لاطینی میں واجب التسلیم تھا اور آج تک بھی اُنکے گرجوں میں پڑھا جاتا ہو اور انکسٹن جو بہت بُرا عالم محقق اور مفسر عیسائی گذرا ہو قائل ہو کہ یہود نے بلاشبہ تاریخوں و اردات مندرجہ کتب عہد عتیق میں نسخہ عبری کے صحیح میں واسطے دشمنی دین مسیحی اور غیر معتبر کرنے ترجمہ یونانی کے تحریف کی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تحریف قریب سنہ عیسوی کے یہود سے سرزد ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود نے کئی پیشین گوئیاں نکال ڈالیں اور اہل صاحب اسی تفسیر کی جلد پیام کے صفحہ شصت و دو میں لکھا ہو کہ عزرائیل کو کون سے کہا تھا کہ یہ عہد نصیح کا کھانا ہمارے خداوند نجات دہندہ اور نیاہ کا کھانا ہو تو سمجھو کہ اگر تم خداوند کو اس نشان سے اچھا سمجھو گے اور آپر ایمان لاؤ گے تو یہ زمین کبھی ویران نہوگی اور اگر تم اسیر ایمان نہ لاؤ گے اور اسکا وعظ نہ سنو گے تو تم غیر قوموں کی ہنسائی کا سبب ہو گے سو اس فقرے کو یہودیوں نے نکال ڈالا عبری سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہود کے عالموں نے بشارات مسیح کو بہت بُری طرح سے بگاڑ ڈالا ہو چنانچہ وارث صاحب نے اپنی کتاب اخلاطنامہ کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ نسخہ منطوقہ ۱۰۷ میں لکھا ہے اور بعض عیسائی مثل ڈاکٹر ہیلز وغیرہ کے سامری کو صحیح کہتے ہیں اور الزام تحریف یہود کو دیتے ہیں پس اُنکے نزدیک عبری دیونانی جس جگہ مخالفت قوی رکھتے ہیں محرف ہیں اور ایک فرقہ عبری کو صحیح کہتا ہو اور بلا تحریف بتلاتا ہو انکو نسخہ یونانی و سامری کو محرف کہنا مواضع مخالفت میں ضرور پڑتا ہو با این ہمہ عبری کے اکثر مواضع میں ناچار ہو کر تحریف کا اقرار کرنا ہو الغرض کوئی عبری معتبر کہتا ہو اور یونانی و سامری کو محرف اور کوئی عبری کو محرف بتلاتا ہو یونانی کو قابل اعتبار اور کوئی سامری کو معتبر کہتا ہو اور یونانی کو محرف پس ایسی اصل کتابوں اور اُنکے ترجموں کا کیا اعتبار ہو جس میں سے کوئی مؤرخ اہل اسلام بلا سند اپنی کتاب میں نقل کرے اور واسطے ظہور اختلاف کے ایک بات اس جگہ لکھے دیتا ہوں تاکہ ناظرین مقام تمام مضامین کو ایسا ہی گمان کریں کہ بعض مقامات بھی صحیح ہوں اور حقیقت میں اس میں کسی پیغمبر کا کلام یا کلام خدا بھی نہیں لیکن خالی از اشتباہ نہیں دیکھو عبری میں زمانہ ولادت آدم علیہ السلام سے طوفان نوح علیہ السلام

ایک ہزار چھ سو چھپن لکھا اور اکثر یونانی نسخوں میں دو ہزار دو سو بائیس اور ایک نسخے میں دو ہزار دو سو بائیس اور سامری میں ایک ہزار تین سو سات اور دیکھو نسخہ سامری میں غریب علیہ السلام وقت بطونانہ تیر سو برس کی اور عمر آدم علیہ السلام نو سو تیس کی لکھی ہو تو اس سے واضح ہو کہ نوح علیہ السلام وقت وفات ابولہبشر دو سو تیس برس کے تھے حالانکہ عبری و یونانی اس کی گندہ کرتے ہیں اس لیے کہ موافق عبری کے ایک سو چھپن برس بعد وفات آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور ہوا نوح اکثر نسخوں یونانی کے سات سو تیس برس بعد اور یوسفی و یودی جسکو عیسائی بڑا موعن قبول کرتے ہیں زمانہ کو دو ہزار دو سو چھپن بیان کرتا کہ اور تینوں نسخوں کو غیر متبرکتا ہوا اسی طرح متعدد مقام میں عبری و سامری و یونانی باقرار مسیحیوں کے مختلف و محرف ہیں اور ایک طرفہ ماجرا اور ہو کہ بعض روایات تورات ظاہرین غلط ہیں اور بعضی باہم مختلف ایسے سبب ہمارے مذہب کی بعض احادیث احاد چنانکہ اس میں ایک روایت بطور نمونہ لکھی جاتی ہو کہ درس ۴۴ باب ۶ کتاب پیدائش میں وعدہ خدا کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں ہو ترجمہ ہندیہ ۱۲۳۷ء میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا میں تجھے مقرر چھوڑے گا اور یوسف اپنا ماتھے تیری آنکھوں پر رکھیکا اور ہندیہ ۱۲۳۷ء میں تیرے ساتھ مصر کو جاؤ گا اور تجھے مقرر چھوڑے گا اور فارسیہ ۱۲۳۷ء میں با تورو انہ مصر خواجہ شروین نے ترجمہ باخوام اور باخ ترجمہ انگریزی ۱۲۳۷ء و ۱۲۳۷ء و ۱۲۳۷ء ہوں ملک کے پورے مندوں نے کیے ہیں سب اس کے مطابق ہیں اور ترجمہ ۱۲۳۷ء کا جو مکتبہ لکھا گیا ہے موافق ہوا اور مطابق اس کے یہ وعدہ تھا کہ میں تجھے مقرر واپس لاؤں گا حالانکہ یہ وعدہ ظاہر میں غلط ہوا اس لیے کہ یعقوب علیہ السلام زندہ چھڑا مصر سے نصیب ہوا بلکہ یقیناً مصر میں مرے اس طرح اکثر مقام میں اور با این مہ خرابی و اختلاف ایک طرفہ اور ہو کہ ظاہر میں عیسائی تورات کا ادب کرتے ہیں مگر حقیقت میں اس کے سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کے نزدیک تورات مقابل ادب ہوا و نہ مصنف تورات چنانچہ پولوس مقدس جو مسیحیوں میں حواریوں میں شمار کیے جاتے ہیں درس ۱۱۱ باب ہفتم میں نامہ عبرانیوں میں لکھتے ہیں ہندیہ ۱۲۳۷ء میں اگلا حکم مبنی تورات اس لیے کہ مکرور اور بیفائدہ تھے بطلان پذیر ہو اور ہندیہ ۱۲۳۷ء میں اگلا حکم اس لیے کہ مکرور و بیفائدہ تھا اس لیے کہ اور درس ہفتم باب شہتم نامہ مذکور میں لکھتے ہیں ہندیہ ۱۲۳۷ء اگر وہ پہلا بیفائدہ ہے عیب ہوتا تو دوسرے کی بجائے تلاش کی نہ ہوتی مگر حواری صاحب نے

اسی قدر کیا ہے کہ توریت عیب دار تھی و کم زور و بقیانہ اور صد بابی انھیں بوج حکمون کی پڑی
 کرے کو ما مور تھے لیکن اس کے پر و زیادہ اس سے کلمات تعلیم کے بہ نسبت توریت اور
 صاحب توریت کے فرماتے ہیں چنانچہ لوتھر صاحب کہ بڑے عالم و مصلح دین عیسوی ہیں
 اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو اس لیے کہ وہ صرف یہودیوں
 لیے تھا اور اسکو جسے کسی چیز میں علاقہ نہیں اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہم قبول
 کریں گے موسیٰ کو اور نہ اسکی توریت کو اس لیے کہ وہ تو دشمن عیسیٰ کا تھا پھر لکھتے ہیں کہ موسیٰ تو
 جلا وطن کا استاد ہی پھر لکھتے ہیں کہ دس حکمون کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں انکو خارج
 کرنا چاہیے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جائے کیونکہ یہ احکام شیعہ سب بدعتوں کے ہیں
 میں کتنا ہوں جس صورت میں کہ سر شیعہ بدعتوں کے نکلے جائیں تو شرک و بت پرستی کرنا
 اور تعلیم والدین نہ کرنا اور مسایہ کو آزار دینا اور خون کرنا اور زنا کرنا اور گواہی کذب دنیا
 ایک رکن اعظم ملت عیسویہ کا قرار پاتا ہے کیونکہ ان سر شیعہ بدعات میں تاکید سے حکم توحید
 و تعلیم والدین و تعلیم یوم السبت و امتناع بت پرستی و قتل فرزند چوری و آزار مسایہ کا ہے
 انھیں و بالبد اگر یہی دین عیسوی ہو جیسا ارشاد لوتھر صاحب سے نکلتا ہے تو اس دین کو دوسرے
 سلام ہو اس سے ہدینی افضل ہو اور بچارے ہنود ہزار درجہ اچھے ہیں میان تک جو کھانا
 وہ حال عمدہ عتیق کی کتابوں کا تھا اب کتب عمدہ جدید کا حال بیان کیا جاتا ہے اول یہ کہ موافق
 مذہب علمائے نامدار عیسائیوں کے انجیل مثلی گئی عبری میں تھی سو وہ صفحہ عالم سے گم ہو کر
 ترجمہ یونانی کے جسکے مترجم کا بھی نام نہیں معلوم موجود ہے اور بعض عیسائی باب اول و دوم اس انجیل کو
 اسحاقی بتلانے تھے اور بعض نسخوں ترجمہ لاطینی نسبت نامہ کو اس انجیل سے علحدہ کر دیا ہے
 اور انجیل مفسر کی بھی موافق قول چند عالمون مسیحی کے گم ہو کر ترجمہ یونانی موجود ہے اور بعض
 متقدمین کو اس کے آخر باب پر شبہہ تھا اور انجیل لوتا کے باب بست دوم کی بعض بعض جگہ پر علمائے
 متقدمین اور بابین اولین پر بعض علمائے شبہہ رکھتے تھے اور لوتھر صاحب کو ان تینوں انجیلوں پر
 شبہہ تھا اور ان کے نزدیک انجیلوں میں صرف یوحنا کی انجیل صحیح تھی اور ایک بڑا عالم عیسائی کہتا ہے
 کہ یہ انجیل اور نامی یوحنا کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ کسی عیسائی نے دوسری صدی میں اس کے
 نام سے لکھی ہیں اور انہیں عالمون عیسائی کے نزدیک ان انجیلوں کا وقت تالیف روایت
 معتبر سے ثابت نہیں ہوتا اور نامہ متی اور نامہ فلپون اور دونوں نامہ متی کو بعض علمائے

مردود شمار کیا ہو اور کوئی سند اسکی نہیں کہ نامہ جبرائیل کا پو پوس نے لکھا ہو اور نامہ دوم پیر
 اور نامہ دوم اور سوم یوحنا اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور بعض فقرات نامہ اول یوحنا اور
 مشاہدات یوحنا کا حال ایسا تبر و خراب ہو کہ قابل کہنے کے نہیں اور محض اذو سے زبردستی
 بلا سند اسکو حواریوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور بہت علمائے انکار انکار کیا ہو اور کونسل
 جو ۳۲۵ء میں جمی تھی جمہور کے نزدیک واجب التسلم نہ ٹھہرے اور کلیسیا عرب کے نامہ دوم
 پیرس اور دوم و سوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات کو نہیں مانتے تھے اور کلیسیا سریانی ایک
 مانتا اور بلکہ مشاہدات کو بعض قدما تصنیف المذکی تہلاتے تھے اور جو کونسل ۳۲۵ء میں
 جمی تھی یہ کتاب خارج رہی تھی مگر ۳۹۱ء کی کونسل سے عیسائی اسکو مانتے ہیں لیکن اس
 کونسل بالون کی کوئی سند نہیں دوسرے یہ کہ اول طبقہ مسیحی میں جہساری شروع ہو گئی تھی
 کہ یہ بات کلام لوقا اور پو پوس سے ثابت ہو اور مفسرین عیسائی بھی اپنی تفسیر دن میں
 لکھتے ہیں تیسرے یہ کہ عیسائیوں کے مفسرین اور علما کے اقرار کے موافق اس انجیل میں
 بہت جگہ احاق ہو گیا ہو چونکہ یہ کہ علمائے مسیحی خود قائل ہیں کہ انجیل نویسن کی تحریر ہم
 و غلطی سے خالی نہیں ہو پانچویں یہ کہ علمائے مسیحی کے نامدار لوگ اقرار کرتے ہیں کہ سب
 تحریر انبیاء سے اسرائیلیہ اور حواریوں کی الہامی نہیں ہوتی اور سب حواریوں نے یہاں تک کہ
 بطرس حواری نے بھی بعد نزول روح القدس کے غلطی کی ہو چھوٹیں یہ کہ انبیاء اور حواریوں سے
 گناہ کبیرہ مثل ریادبت پرستی اور کذب بھی باقرار علما نے سچی ثابت ہو اور تبلیغ وحی میں
 جھوٹ بولنا اسنے پایا جاتا ہو ساتویں یہ کہ صدور کرامت و معجزہ دلیل نبوت نہیں بلکہ اہل کتاب
 نزدیک دلیل ایمان کی بھی نہیں ہو پس بیان سے ظاہر ہوا کہ اس سارے مجموعہ انجیل کی
 نہ کوئی سند ہو اور نہ سب الہامی ہو کیونکہ انجیل متی جان سے گم ہوئی صرف ترجمہ یونانی رہا اور قرس
 و لوقا نہ حواری ہیں اور نہ کلام ان کے الہامی ہیں یہ تینوں تو تصنیف حواریوں کی لکھی نہیں ہیں پھر
 ان تینوں کو کلام نبوت کہنا خلاص انصاف ہو بلکہ یہ تینوں بمنزلہ اور تاریخ کے ہیں باقی رہے
 نامہ دوم بطرس اور نامہ دوم و سوم یوحنا و نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور کتاب مشاہدات
 سو انکو مسلمان لوگ کبھی کسی طرح الہامی نہیں جانتے اور کونسل کا ترجیح کا درباب مشاہدات
 ہمارے نزدیک ایسا ہے جیسے اور احکام کونسل و اس کے اس کونسل میں کتاب و زورم او
 رد ان کتابین متعینین وغیرہ کے حق میں بھی حکم ہوا تھا مگر فرقہ پروٹسٹنٹ کے نزدیک

مسموع نہیں ہو ویسا ہی شایعات کے باب میں ہمارے نزدیک حکم اسکا معتبر ہی خصوصاً جب
 بلا سند صحیح ہو اور پولوس کو نہ ہم حواری جانتے ہیں اور نہ صاحب الہام کیونکہ بعض فرقہ بیانی
 صاف کہتے ہیں کہ اسکا کلام غلطی سے پاک نہیں ہو آپس باتوں سے قطع نظر اگر اہل اسلام
 کریں تو اس صورت میں صرف انجیل اسقدر ہی جو اقوال حضرت عیسیٰ کے ہیں لیکن دوسرے بھی جو
 بروایت احادیث ثابت ہیں تو مکمل انکا ایسا ہوگا جس طرح حدیث احاد کا ہمارے نزدیک اس وقت
 کوئی دلیل نقلی قطعی اور عقلی قطعی مخالف ان قولوں کے ہوگی تب تک قابل نہیں اور صورت
 مخالفت میں جسکی تاویل ہو سکیگی وہ واجب التاویل ہوگا ورنہ وہم راوی یا غلطی راوی پر محمول
 ہو کر متروک ہوگا اور صدر غلطی وہم کا اسے کچھ بھی بعید نہیں جیسا کہ اس باب میں اقرار علما
 متحققین عیسائیوں کا ہے اور بھی علماء عیسائی یوحنا وغیرہ کی غلطیاں سمجھ کے اقوال عیسیٰ علیہ السلام
 نکالی ہیں کہ انکایان اس جگہ تطویل لا طائل ہے اسقدر اس جگہ کافی ہو جو بیان اجمالی کیا گیا اور
 بخوبی ثابت ہو گیا کہ اب کوئی روایت انجیلوں کی الہامی اور واجب الاعتقاد نہیں ہو سکتی کیونکہ
 خود اقرار علماء معتبرین مسیحی سے ثابت ہوتا ہے کہ سب انجیل نویس حضرت کے قول کو اپنی فہم کے
 موافق روایت با معنی کرتے رہے اور کوئی انکے الفاظ کے ساتھ نہیں نقل کرتا اور کبھی حواریوں کا
 غلط سمجھنا اور بعض غلطیوں پر ہمیشہ قائم رہنا پایا جاتا ہے اور اس طرح اکثر مقام میں بسبب اجمال
 قول مسیحی کے مطلب کو نہ پہنچنا اور خوف سے اس کے اصل مطلب کو نہ پہنچنا بھی واضح ہوتا ہے چنانچہ
 باب ششم یوحنا میں جو منہ یہی لکھا ہے اور میں پنجاہ و یک میں ہوں وہ جینی روٹی جو آسمان سے آری
 اگر کوئی اس روٹی کو کھائے اب تک جیسا رہیگا اور روٹی جو میں دوں گا میرا گوشت ہے جو میں جان کی
 حیات کے لیے دوں گا درس پنجاہ و دو تب یہودی آپس میں بحث کرنے لگے کہ یہ مرد اپنا گوشت
 کیونکر ہمیں دے سکتا ہے کہ کھائیں درس پنجاہ و تیس یہود نے انہیں کہا میں تم سے سچ
 کہتا ہوں اگر تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اسکا لہو نہ پیو تم میں حیات نہیں ہے درس ہشتم
 تب اسکے شاگردوں بہتوں نے سنے کہ یہ سخت مشکل کلام ہوا ہے کون سمجھ سکتا ہے اتنی ہیجان
 معلوم ہوا کہ یہ کلام کسی یہودی کی سمجھ میں نہ آیا اور بہت مریدان مسیح نے نہ سمجھا اور شکل بتلایا اور
 باب نہم لوقا میں سب حواریوں سے خطاب کر کے قول مسیحی یوں ہے کہ ان باتوں کو کانوں سے
 سن رکھو کہ ابن آدم خلق کے ہاتھ میں گرفتار کروایا جائیگا پھر اسے اس کلام کو نہ سمجھے اور یہ پیر
 پوشیدہ رہا تاں ہوسے کہ اسے دریافت کریں اور انہوں نے مارے ڈر کے اس سے

سوال نہ کیا انتہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ یہاں سب حواری مطلب کو نہ سمجھے اور خون سے سوال بھی نہ کر سکے خلاصہ اس فائدہ کا جو فقیر نے لکھا ہو یہ ہوا کہ اس سب مجبورہ عمدہ عتیق و جدید کی جسکو میل کہتے ہیں نہ کوئی سند متصل ہو اور نہ یہ مجموعہ احماتی و غلطی و تحریف سے خالی ہو تو چاہیے کہ اب کوئی مؤرخ افسے اپنی کتاب میں کوئی بات سوائے اسکے کہ بطور دلیل الزامی تجھکریاں کرے نقل نہ کرے و لہذا فقیر نے ان اقوال فحشاء کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنج و رنج میں تھے ترک کیا اگر کوئی کہے کہ یہ خرابیاں کس طرح سے کتب مقدس میں واقع ہوئیں اور اسباب ان خرابیوں کے کیا ہوئے تو میں کہتا ہوں کہ اسباب اسکے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ نجات فقر کے عمدہ میں بہت بڑی خرابی و تباہی میوہ بڑی کہ ہیکل ڈھانی گئی اور اکثر یہود مارے پکڑے گئے اور یہاں نسخے کتابوں عمدہ عتیق کے جو اسوقت تک باقی تھے برباد ہوئے بعد کیہ جو غیر علیہ السلام پیدا نہوتے اور وہ توریت کو بھرنے لگتے تو کلام نبوت کسی کے پاس صحیح اسوقت میں بھی نہ ہوتا از انجملہ بعد اس واقعہ کے ایک اور آفت یہود پر ایک سوار ٹھہر بس پیش از ولادت مسیح علیہ السلام پڑی کہ آسمین سب نسخے جو غیر علیہ السلام کے تھے اور جو نسخے باقی آئے برباد ہوئے باقی کتاب اول مقام میں ہیں جو کہ انیسویں کس شہنشاہ فرنگستان نے اور شلیم کو فتح کر کے عمدہ عتیق کی کتابوں کے جتنے نسخے جہان سے آتے تھے پھاڑ کر جلا دیے از انجملہ قریب ۳۰ برس سے کہ عروج مسیح علیہ السلام حادہ طیطوس رومی کا ہوا کہ آسمین گیارہ لاکھ یہودی قتل اور نوے ہزار اسیر ہو از انجملہ تیس برس بعد عروج مسیح علیہ السلام کے بسبب عداوت شہنشاہوں فرنگستان کے اول طبقہ مسیحیوں پر بڑی آفتیں پڑیں کہ قتل ہوئے اور جلا وطن کیے گئے کہ انہیں بطرس حواری مع روز اور پولوس مقتول ہوئے اور یوحنا جلا وطن کیے گئے اور یہ آفتیں تین سو برس تک برابر ہیں تو ان طبقوں میں قلت کتب کی بد وجہ غایت کیونکہ تصور ہو اور جو کچھ قلت سے کتب تھیں پائی جاتی تھیں انہیں سے اکثر قریب سترہ عیسوی کے جسکے شہنشاہ فرنگستان کے جلائی جاتی تھیں کہ یہ بات تواریخ عیسائیوں سے بخوبی ثابت ہو چنانچہ لارڈ زساکوین جلد اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۳۷ میں لکھتا ہوا کہ مارچ سالہ جلوس دیو کلیشیم میں فرمان جانی ہوا کہ کلیسے گرائے جاویں اور کتب جلائی جاویں از انجملہ عمدہ حواریں سے پندرہ سو برس تک معابد عیسائیہ میں ترجمہ یونانی مستعمل تھا اور جانب عبری لائے جو رسلف متوجہ و ملتفت نہوتے تھے تو نسخہ اسے عبری لفظ حواوٹ مذکورہ بقلیت تقدیر پائے جاتے تھے غالباً فرقہ یہود کے اور عیسائی گرجوں میں شاید تبرکاً و تمیناً کہیں کہیں ہوں اور

فہرست
باب
خبر الادیان

یہود تو شہادت میں ضرب الشمل ہیں انکو نصرت تحریف ہاتھ آئی چنانچہ انھوں نے ایک کو نسل جہائی اور
 سب نسخے جو اپنے نسخے کے خلاف تھے الزام غلطی و اختلاف کا لگا کر جلانے اور اسی سبب سے
 یہی علماء کہ جو اٹھارویں صدی میں بنا بر تصحیح کتب مقدسہ مستعد ہوئے کوئی نسخہ پورا عبری کا
 ایسا ملا جو دسویں صدی سے پیشتر کا ہو چنانچہ اکثر مؤرخ عیسائی اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں مسیا
 باز صاحب اپنی تفسیر کی جلد دوسری میں لکھتا ہوا زائد ۳۳۵ سے اکثر فرقوں پر حکمرانی یوں کی
 شروع ہوئی اور ۳۳۵ء میں تسلط انکا جنوبی ہو گیا اور بددیانتی انکے فرستے کی محتاج بیان نہیں ہی
 چنانچہ لوتھر صاحب لکھتا ہوا اگر میں حاکم ہوتا تو خدایا باقی اور دغا باز یوں اور اسکے تواب کو سمندر میں
 ڈبو دیتا باجملہ ایسے ایسے اسباب سے خرابیاں واقع ہوئیں کہ خود اسکا اقرار عیسائیوں کو ہو چنانچہ
 ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخے ملائے تو میں ہزار جگہ اختلافات عبارت کا نشان دیا اور
 ایک عالم عیسائی نے جو تین سو چھپن کا مقابلہ کیا تو ڈیڑھ لاکھ ویسے ہی اختلافات عبارت کے
 بتلا دیے پس خیال کرنا چاہیے کہ اگر جہان کے سب نسخے ملائے جائیں تو خدایا جانے کتنے اختلاف
 نکلیں گے کس لیے کہ ابھی تو ہزاروں نسخے ایسے موجود ہیں کہ انکو کسی نے مقابلہ نہیں کیا اور لطف یہ کہ
 کہ یہ تین سو چھپن نسخے عہد جدید کے تھے پورے پورے نہ تھے بلکہ کسی میں چند دوس اور کسی میں
 چند جزو اور کسی میں ایک انجیل اور کسی میں چار اور کسی میں نائے پلووس کے اور پرانے نسخوں میں
 کوئی بھی پرانا نہ تھا اس تمام میں بطور نمونہ صرف دو اختلافات لکھے جاتے ہیں سنا چاہیے ایک کتاب
 اخبار کے باب یازدہم کے درس بہت دیکھ میں ان اشیا کے بیان میں جنوبی اسرائیل کے لیے پاک و
 حلال تھیں عبرانی نسخے کے متن میں یوں لکھا ہوا کہ سب رنگینے واسلے پرندوں میں سے جو چار
 پاؤں سے چلتے ہیں اور انکی پھلی مانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں کہ وہ اُسے کو دگر
 زمین پر چلتے ہیں ثم انہیں سے کھاؤ اور عبرانی نسخے کے حاشیے پر اور نسخوں سے یہ عبارت
 لکھی ہو اور انکی پھلی مانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں اور اسی عبارت حاشیہ کو اب عیسائی لوگ
 ترجمہ کرتے ہیں کہ کتاب خروج کے باب اکیسویں درس ششم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عبرانی
 کے باب میں جو اپنے بیٹی دوسرے کے ہاتھ بیچتا تھا اس خیال سے کہ وہ اُس سے نکاح کرے گا یوں
 حکم فرماتے ہیں اگر وہ آقا اسکا جو اسے اپنے نام نہیں کرے رکھنا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دیگی انج
 اور حاشیے پر عبرانی نسخے کے اور نسخے سے یہ عبارت لکھی ہو اگر وہ آقا اسکا جو اپنے نام نہ کرے
 رکھنا ناراضی ہو تو اسکا فدیہ دیگی اور یہی عبارت اب ترجموں میں لکھی جاتی ہو پس خیال کرنے کی

بات ہی کہ جب کتب مقدمہ میں ایسے اختلاف عبارت کے جو آپس میں ایک دوسرے کے متضاد
ہیں پائے جائیں اور انہیں سے کسی کو اصل مصنف کی عبارت بالیقین نہ کہہ سکیں بلکہ دونوں پر
احتمال صدق و کذب کا ہو تو بھلا اس مسئلہ پر کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہو لہذا بہت مسئلوں میں شبہ
شکاً حلت و حرمت کے مسئلہ میں کہ اب نہیں معلوم ہو سکتا کہ کون جانور حلال تھے اور کون شخص
اس لوٹدی کو آزاد کرے اسی طرح اور مسائل مشتبہ ہیں کہ بخوف تطویل نہیں لکھے گئے اور ایسے
اختلافات کہ جو پادری لوگ اپنی دانائی سے سو کاتب اور کم غشی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں
کہ بر تقدیر تسلیم اختلاف عبارت سے کسی مسئلہ میں نقصان نہیں آتا کیونکہ سخن پر وجہ و سبب معنی ہے
اور کیسی ٹبری حاکم و نادانی ہو یہ تو اہل فرنگ کی دہشتہندی میں داغ لگتا ہو کیونکہ اہل فرنگ
باوصف کم نہی کے قیصر کے وقت سے کہتے ہیں بلکہ مدعی ہیں کہ سارے جہان کے علوم
ہم نے حاصل کیے ہیں اور برہن کے فریات دریافت کیے ہیں مگر بیل کے ترجمے کا سلیقہ کم غشی
نہ آیا اور سو کاتب تو ایسی نہیں ہوتی کہ جسکے واسطے ایسا بڑا اتہام عظیم الشان کرنا پڑے کہ
سکڑوں نسخہ جمع کیے جائیں اور شاید اسی قباح سے عیسائیوں نے یہ تصور روح القدس
بڑا کہ پابندی قواعد بخوبی کی اسکو منظور نہیں ہو لہذا اسکی مرضی سے انبیاء نبی اسرائیل خدا کا حکم
غلط لفظ ظاہر کرتے رہے اور مجازیب کی سی بڑھاتے رہے اور اس تجویز میں اتنا خیال نہیں کرتے
کہ ایسی کتاب محض کو معارضۂ قرآن شریف پیش کرنا کیسی حاکم ہو اب بعض اختلافات تراجم
ملاحظہ کے قابل ہیں دیکھو کتاب پیدائش کے سوم و پنجم درس میں حضرت آدم و حوا کی نسبت
لکھا ہے نسخہ ۱۲۵ تکرمان کا لالہ یعنی ہو جاؤ گے تم دونوں مانند خداؤں کے اور نسخہ
۱۲۶ میں ہو تکرمان کا لالہ اسی طرح اگر سو جگہ خدا کا لفظ ایسے مقاموں میں ہو تو نسخہ
دوم میں پچاس ساٹھ جگہ خدا کے بدلے فرشتہ ہو اس مقام سے ظاہر ہوتا ہو کہ جہاں کہیں
عیسی علیہ السلام کے حق میں خدا کا لفظ لکھا گیا ہو وہ بھی قابل اعتبار نہیں اور باب نہم
درس سوم مسئلہ کتاب پیدائش تو ریت میں ہی کلمات جو کہ ہو گیا کیونکہ لکم مالکوا کا لفظ
الاخضر اور نسخہ ۱۲۷ میں ہو کل و بیب ظاہر ہی کیونکہ لکم مالکوا کفرا و غیب اب اس خلاف
جو بیب لفظ ظاہر کے واقع ہوا حکم بدل گیا اور درس ۱۲ باب ۱۶ مسئلہ ۱۶ میں ہو ہذا ایوانا
و حشیا یہ ضد اجمیع دید اجمیع ضدہ اور نسخہ ۱۲۸ میں یہ فی الکل دید الکل فیہ خلاصہ یہ کہ اول میں
حضرت اسمعیل علیہ السلام کی نسبت مخالفت سبکی ظاہر ہو اور دوسرے میں سبکی مخالفت ہو

اختلافات
تراجم

اور باب ۶ درس بستم نسخہ السہامین ہر فائدہ عمرام یو خاید عمتہ زوجتہ لہ فولدت لہ ہارون و سوسہ
 نسخہ ہندہ پہلے نسخہ اعمرام نے اپنے باپ کی بہن یو خاید سے بیاہ کیا اور نسخہ سہلہ امین ہر فترج
 عمران یو ناید امنتہ یعنی عمران نے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا ہر دیکھو کمان مہو بھی کمان یہ اور باب
 ہفتم کے درس اول نسخہ سہلہ امین ہر حضرت موسیٰ کے حق میں قدر جلتک اما افرعون اور
 نسخہ سہلہ امین ہر قدر جلتک استاد افرعون اب دیکھو کمان استاد کمان مہو و اسی طرح
 انجیل فالون نے عیسیٰ کو مہو کیا ہوئے بلکہ اسی طرح عیسیٰ کے لیے مہو ویت کی کہ کتابین
 خدا کے قول کے نیچے نہیں نکلتی ہر اسی طرح صدر با سائل و جملے توریت کے بدلے ہوئے ہیں
 اگر کوئی مقابلہ کرے تو دیکھے اور اب بھی عیسا میں یہ بات جاری ہو کہ جو بات ظالم عقل
 ظاہر پاتے ہیں نکال ڈالتے ہیں اور اسی طرح کمان نام مجید عہد پہلے کا ہر فائدہ پوشیدہ ہے
 کہ اونٹ کا گوشت دودھ اور گائے بکری کے چرنا اور بچہ مرغ اور بعضی پھلیاں توریت میں
 حرام تھیں اور تعظیم روز شنبہ واجب تھی سو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ احکام متوقوف
 اسی طرح اور احکام مشکل نکال ڈالے چنانچہ سورہ ال عمران میں اللہ صاحب حضرت عیسیٰ کے
 حال میں فرماتے ہیں و مصلحاً لہما بین یدی من الذواۃ و لاجل لکم بعض الذی حرم علیکم یعنی میں
 بھیجا اللہ کا ہوں اور سچ بتانے والا توریت کو جو مجھے پہلے کی ہر اداس واسطے کہ حلال کر دیں
 تم کو بعض چیز جو حرام تھی تمہارے کہ تھا لیل بعض محرمات منقض تصدیق ہر وہ جواب یہ ہو کہ
 ایسا نہیں ہو بلکہ تصدیق عیسیٰ علیہ السلام کی توریت کہ باقی معنی ہو کہ جو کچھ تورات میں مذکور ہے وہ سب
 و راست ہو لیکن اس کتاب میں حکم تائید احکام شرعیہ کا نہیں ہو پس تحلیل ما حرم منقض تصدیق
 نہیں ہو جس طرح نسخہ بعض قرآن بعض سے دلیل منقض نہیں ہو پس ہمارے نزدیک بخوبی ثابت ہو
 کہ بعض احکام توریت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نسخ فرمائے ہیں اور توریت سے ظاہر ہو
 کہ بعض احکام انبیاء پیشین کے توریت میں نسخ ہوئے ہیں مگر لہذا اسے کہتے ہیں کہ توریت کا
 حکم کبھی نسخ نہیں ہوا اور اس بات پر دلائل عقلیہ یوحی بے سرو پا بیان کرتے ہیں حالانکہ
 انکو حقیقت نسخ و تبدیل کی اب تک معلوم نہیں ہو اور ہرگز واقفیت نہیں رکھتے کہ نسخ جو اصطلاح
 اسلامیوں میں ٹھہرا ہوا کیا چیز ہو اور اگر شاید واقع ہوتے تو ایسا نہ کہتے اور جو نسخ کے معنی
 انکے ذہن میں اس طرح کے ہیں جیسے ایک قانون سے دوسرے قانون کی منسوخی یا منسوخ
 احکام حکام ماتحت عدالت حاکم اپیل سے تو یہ معنی نسخ کے نہیں ہیں بلکہ حاصل کلام اس بات

کائناتاً سلام کا یہ ہو کہ نسخہ قصص راخبار میں نہیں ہوتا بلکہ صرف اوامر و نواہی میں آیا کرتا ہے کیا قال
 الہی فی العالم النسخ انما یقرض علی الاوامر والنواہی ورنہ الاخبار اور اسی طرح امور عقلیہ
 قطعہ میں نسخہ نہیں ہوتا جس طرح یہ کہ خدا موجود ہے اور نہ امور حسیہ میں مثلاً دن کی روشنی اور رات کی
 تاریکی اور جو اوامر و نواہی میں نسخہ کے قائل ہیں اس میں بھی تفصیل ہے یعنی امر و نہی کا متعلق ہونا
 ایسے حکم علی سے چاہیے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور جو واجب یا متمنع ہے اس میں بھی نسخہ
 نہیں ہو سکتا مثلاً خدا پر ایمان لانا اور شرک و کفر کا باطل جاننا اور وہ حکم جو وجود و عدم کا
 احتمال رکھتا ہو اسکی بھی دو قسم ہیں دائمی جس طرح اللہ صاحب نے فرمایا لا تقبلوا الم شہادۃ
 ابداً دوسری غیر دائمی پس اول میں ان کا سلام قائل نہیں ہے اور غیر دائمی میں تفصیل ہے ایک نسخہ
 کہا قال اللہ تعالیٰ فاعفوا وھضوا انتی یا آئی اللہ بامرہ یعنی درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک خطیہ
 اپنا حکم اس قسم میں بھی وقت میں سے پہلے نسخہ روا نہیں جانتے دوسرے غیر موقت یعنی
 مطلق اس قسم میں اللہ اس طرح قائل نسخہ ہیں کہ علم خدا میں یہ بات مقرر تھی کہ فلان وقت تک
 یہ حکم نافذ رہے گا مگر اس حکم میں وقت کا بیان نہ ہوا تھا سو جب وقت آگیا خدا کے دوسرے
 حکم میں جو بظاہر مخالفت حکم اول کے سدھم ہوتا ہے اسکا بیان ہو گیا پس اس دوسرے حکم میں
 گویا ہر سبب تصور استعداد و نہم کے آدمیوں کو خلاف معلوم ہوتا ہے اور تبدیل پائی جاتی ہے
 لیکن حقیقت میں اور خدا کی نعت حکم اول کی بدلت کا بیان ہے نہ تبدیل مثال اسکی ملا تشبیہ ہے
 کہ ایک شخص کسی حکم کو کہے کہ تو ہمارا لڑکا پڑھا یا کر اور ظاہر میں کوئی مدت مقرر نہ کرے مگر اسے
 اپنے دل میں ٹھہر لیا ہو کہ جب میں نے یا سال بھر یا دو برس یہ کام لوں گا اور جب وہ گزر جائے غور
 کر دے پس یہ بات ظاہر میں حکم کی نزدیک تبدیل ہو اور حقیقت اور اس شخص کی نکتہ نسبت
 تبدیل نہیں ہے پس اصل اسلام کی اصطلاح میں نسخہ سے حکم علی مطلق کے مدت کی انتہا کا بیان
 مراد ہے جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور آدمیوں کے دھم میں اسکا مدام سمجھا جاتا ہو اور ظاہر
 کہ خداوند تعالیٰ فاعل مختار جس طرح اور کارخانوں میں تعلیقات کیا کرتا ہے جیسے تندرست کو
 مریض کرنا اور مریض کو تندرست کرنا اور فقیر کو غنی کرنا اور غنی کو فقیر کرنا اور سرگرمی اور
 گرمیوں کو برسات اسی طرح اپنی عبادت کے اقرار اور شیوہ عبودیت کی ورزش میں جس کی
 جس کام کو چاہتا ہو کرنے کو کہتا ہے اور جب موقوف کرنا اس کام کا مقصود ہوتا ہے تو اسکو موقوف
 کہہ کے دوسرے کام کے لیے حکم دیتا ہے اور اگلے کاموں کی سیاد کو جو علم الہی میں قرار پا چکے تھے

ظاہر کر دیا ہے اور ہم کو جس طرح بعض امور تکوینیہ کے مصالح و مفاد نہیں معلوم ہیں اسی طرح جملہ امور شرعیہ کے بعض باتوں کے مصالح و مفاد دریافت نہیں ہوتے اور یہ بات کچھ اس سبب سے نہیں کہتا ہے کہ اس کو اپنے فضل قدرت میں کچھ عجز ہو یا اس کے علم میں نقصان ہو بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کے سبب سے ایسا کرتا ہے اور مصلحت ہر بات کی وہی خوب جانتا ہے تم کو ان مصلحتوں پر مطلع ہونا کچھ ضرور نہیں پس معلوم ہوا کہ نسخ عقلاً جائز و غیر متعین ہے اور جو کوئی نبی اگلی شریعت کی منسوخی کا دعویٰ کرے تو یہ اظہار اس کا قانع نبوت کا نہیں ہے اور دلیل اس کی وہی ہے جو اس نبی کے نبوت کی دلیل ہے یعنی ظہور معجزات قاہرہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو رست و درست فرما کر بعض احکام اس کے منسوخ فرمائے اور یہودی ناراض ہوئے چنانچہ حواریوں کی تحریک سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام ابدی توریت کے حضرت عیسیٰ نے منسوخ کیے ہیں مثلاً یوم السبت کسب کی عزت کا حکم اور اس کے ماننے کی تاکید عمدتاً کی کتابوں میں جا بجا لکھی ہے اور بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کی عزت پیغمبر کرتے آئے اسی طرح چند اعیان و قربانیوں کی تاکید اور چند جانوروں کی حرمت بھی اور ثابت ہوتا ہے کہ پوپس قدس کے زمانہ تک احکام شریعت موسویہ کے جاری تھے لیکن نبی قیامت منسوخ ہوئے چنانچہ پوپس نامہ موسوہ اہل انیس کے دوسرے باب نسخہ عربیہ للہ کے دریں پانزدہم میں لکھتے ہیں ابطال شریعۃ الوصایا بمقتدات یعنی عیسیٰ نے شریعت و وصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا اور نامہ موسوہ فلسوں کے باب دوم درس شانزدہم نسخہ فارسی للہ میں لکھا ہے ہیکس شلا در بارہ خوراک کی بادشاہد نے در خصوص عہد بایا بلال بسببہا محوم نسا زد کہ انبیا اطلال اثبا اندہ رست کہ حقیقت آنها منسوخ است انتہی اور نامہ عبرانیوں کے ورق ۱۳ میں جو اور جب آئے نیا کہا تو پہلے کو پرانی ٹھہرایا اور وہ جو پرانا اور دنی ہو شنے کے نزدیک ہو پائیل حسب اس درس کی شرح میں لکھتا ہے صریح ظاہر ہے کہ خدا نے اور بہتر رسالت کے قرار کرنے سے پرانی اور زیادہ نقصان دہی کو نسخ کر کے کا ارادہ رکھا ہے لہذا یہودیوں کا رسوماتی مذہب موقوف ہوتا اور دین عیسوی اس کی جگہ قائم کیا جاتا ہے انتہی اور نامہ موسوہ عبرانیوں کے درس ہشتم باب ششم نسخہ اردو للہ میں ہے اگر وہ پہلا عہد نامہ ہے عیب ہوتا تو دوسرے کی تلاش نہوتی سودہ انکا عیب تھا کہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھ دے دن آتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے گھر دیکھ لے اور یہود کے گھر اپنے کے لیے ایک نیا عہد نامہ ٹھہرا دیکھا اور یہ اس عہد نامہ کے مانند نہوگا جسے میں نے آئندے باب داوود کے ساتھ کیا بلکہ یہ وہ عہد نامہ ہے جسے میں بنی اسرائیل گھرانے کو

ان دنوں کے بعد روزگارا منتقلی خلاصہ یہ کہ اگر شریعت موسویہ پر اعتراض نہ کیا جاتا تو شریعت عیسویہ کے لیے جگہ کہاں سے آتی کہانی النسخۃ العربیۃ للامام علیہ السلام کا لفظ لا اول غیر معترض نہ ہو۔
 لم یوجد للناسی موضع لانه قد اقرض پس اگر معترض نہ ہو کہ یہ معنی ہیں کہ موقوف کی گئی شریعت موسویہ تو نسخ ہو اور اگر صحت پر اعتراض ہو تو تحریف ہو اور اسی نامہ لے درس ۱۸ باب ہفتم نسخہ ۱۳۹ میں لکھا ہے پس اگلے حکم کم زور اور میثاقہ ہونے کے سبب سے نسخ ہوئے اور کتاب اشہار توریت سے واضح ہو کہ عورت مطلقہ سے دوسرے کو نکاح کرنا جائز ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل انجیل اول میں باب نوزدہم درس نہم میں ہو کہ فرمایا جس نے زن مطلقہ سے نکاح کیا اسے زنا کی اور باب ہفتم میں پیدائش کے درس نہم سے چار دہم تک حکم ختنہ کا ہو اور عبارت سے صاف ختنہ بدینہ ظاہر ہے ولما حضرت عیسیٰ کا بھی ختنہ ہوا تھا چنانچہ انجیل سوم کے باب دوم درس اکیس سے ظاہر ہے اور پولوس حواری نامہ موسومہ غلاطیہ کے باب پنجم میں لکھتا ہے کہ اگر شما محتون شدہ مسیح در بارہ شما سو و مند بخوابد بود اسی جگہ سے عیسیٰ کہتے ہیں کہ ختنہ کا حکم نسخ ہو رہا ہے حالانکہ یہ حکم ابدی تھا نہ یہ عادی جیسا کہ توریت میں موجود ہے ولما حضرت عیسیٰ بعد فرمایا میرا عہد تھا کہ جمیع بن عہد ابدی ہو گا لغرض ایسے ایسے شواہد اور بارہو کہ اب عیسائی بھی قائل ہیں کہ توریت کے احکام نسخ ہوئے ہیں مگر انجیل کے احکام نسخ نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لو کہ ان کے الہ میں باب کے ۳۳ آیت میں مسیح کا یہ قول لکھا ہو کہ آسمان و زمین مل جائیں گے لیکن میری باتیں نہ ٹکسکیں انتہی میں کہتا ہوں کہ یہ کلام حضرت مسیح علیہ السلام کا اگر با شامہ صحیح ثابت ہو تو از رو سے سابق عبارت عام نہیں ہو بلکہ خصوصاً اس پیشین گوئی کی بابت ہو جو جناب مسیح نے اس آیت پیشتر اسی باب میں ذکر فرمائی ہو اور اس میں اسکی یہ ہر کہ اگر با غرض آسمان و زمین ضائع ہو جائیں گے میری باتیں اس پیشین گوئی کی بابت ہرگز زائل نہ ہونگی چنانچہ متی کے ۲۴ باب کے ۳۵ درس کی شرح میں مفسرین عیسائیوں نے خود لکھا ہے اور درس ۳۳ کو مطابق درس ۳۳ مذکور اعداد لوفا کے ہو اور خلاصہ اسکا یہ ہو کہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ میری یہ پیشین گوئیاں یقیناً پوری ہونگی اور ایک مفسر معتبر عیسائی لکھتا ہے کہ حال کلام عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ہو کہ اگرچہ آسمان و زمین اور سب اشیا کی نسبت قابل تبدیل نہیں ہیں تو بھی ایسی استوار نہیں ہیں جیسی میری پیشین گوئیاں ان چیزوں کی بابت استوار ہیں اسے سب مٹ جائیں گی میری باتیں ان پیشین گوئیوں کی بابت ہرگز نہ بدلیں گی اور جوابات

اب میں نے بیان کی جو اسکا ایک شوشہ مطلب سے متجاوز نہ ہوگا انتہی قولہ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہو کہ دلیل عیسائیوں کی ناقص و نامتام ہو اور امکان نسخ خدا کے کلام میں جسکے محال ہونے کا دعویٰ بعضے یا درمی نا واقف و بے علم کرتے ہیں ثابت ہوتا ہو نسخہ توریت سے اور وقوع بافضل اسکا بعض احکام کی منسوخی سے واضح ہو جو حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری سے پیشتر منسوخ ہوئے ہیں چنانچہ کتاب پیدائش کے پہلے نسخہ ۱۷۷ میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خطاب الہی واسطے اباحت عام کے ہوا ہو اور نوین باب میں حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت بھی وہی حکم رہا کہ سب اشیاء کھاؤ اور اس کے کتنے جانور کہ منجملہ اُنکے نوک بھی ہو حضرت موسیٰ کے عہد میں حرام ہوئے اور کتاب پیدائش کے باب ۲۹ درس ۱۶ میں ۳۰ تک جہاں قصہ حضرت یعقوب کا لکھا ہو نکاح بین الاختین جائز معلوم ہوتا ہو پھر توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا اسی طرح اور احکام تبدیل ہوئے ہیں کہ صاحب استفسار نے انکی تفصیل فرمائی ہو اور تشریف آوری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توکل اور منوا ہی توریت کے پولوس کی تقریر سے منسوخ معلوم ہوا ہے جیسا اوپر لکھا گیا اور ایک قول اسکا اعمال احوال میں کے پذیر وین باب کے چوبیسویں درس نسخہ ہندیہ ۱۷۷ میں یہ ہو کہ جب کہ ہم نے سنا کہ بعضوں نے ہم میں سے نکل کر تعصین باتین کو کھا کھیر دیا اور یہ کھانے کھارے دونوں کو بقیہ کر دیا کہ ختنہ کرواؤ اور شریعت پر چلو باوجودیکہ ہم نے انھیں یہ حکم نہیں دیا تھا الی قولہ درس ۲۸ کہ روح القدس کو اور ہکو اچھا لگا کہ سوائے چند باتوں کے تم پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں تم باتوں کے لیے فوج ہوئی چیزوں سے اور لہو اور کلا گھوٹے ہوئے جانور کے کھانے اور زنا کاری سے پرہیز کرو و السلام پس ایک طرفہ ماجرا اور ہو کہ توریت کے احکام منسوخ ہونے کے بعد چار چیزیں حرام رہیں تعصین اب سوائے زنا کے اور کسی کی حرمت باقی نہیں ہو اور کہتے ہیں کہ ان چیزوں کی حرمت میں بھی علماء میں اختلاف تھا اور یہ بات پولوس کے نامہ سے جبر و میون کو لکھا ہو نکالتے ہیں یعنی وہ کہتا ہو کہ مجھے خداوند یسوع سے معلوم ہوا اید میں نے یقین جانا کہ کوئی چیز اب ناپاک نہیں لیکن جو اسکو ناپاک جانتا اس کے لیے ناپاک ہو پس انجیل میں بھی نسخہ ہوا اور طیس کے باب اول درس ۱۷ میں ہو کہ پاک لوگوں کے لیے سب کچھ پاک ہو پھر ناپاک اور بے ایمانوں کے لیے کچھ پاک نہیں البتہ ان سب باتوں سے کہ شکی حرمت باقی رہی تھی وہ بھی حلال ہیں ولسنا نصاریٰ کے عالموں نے ان سب کی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور ایک بات اور بھی حاصل ہوئی ہو کہ انجیل میں خود حضرت عیسیٰ نے بعض احکام منسوخ فرمائے ہیں چنانچہ جناب

مسیح کا حکم اولامتی کے دسویں باب کے ذ ۶ ورس میں واریوں کے بابت یوں ہے
 کہ آن بارہوں کو یسوع نے فرما کر بھیجا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر
 میں نہ جانا بلکہ پہلے اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھڑوں کے پاس جانا اور پھر ان لوگوں کے
 حق میں فرس کے باب شانزدہم کے ۵ اورس میں یہ کلام لکھا ہے کہ تمام دنیا میں جا کر ہر ایک
 مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو دوسرا قول پہلے کا نسخہ جو اگرچہ خود مسیح نے
 موقوف کیا لیکن یہ قوتاً ثابت ہوا کہ مسیح کے قول میں نسخہ جائز ہی پس اس مقام سے یہ مقصد
 حاصل ہوا کہ نسخہ قوریت میں اور انجیل میں بلاشبہ ہوا ہی مگر اور نواری میں نہ اخبار
 قصص میں وہ بھی موافق تا عمدہ مرقومہ صدر کے نہ یہ کہ تمام انجیل و قوریت لفظاً نسخہ ہو آ
 بسبب تحریف بدویانوں کے۔ دونوں اعتبار کے لائق نہیں ہیں اقصیٰ حضرت عیسیٰ نبی
 ہوسے اور یہودا سولی دیا گیا تو مریم مع مریم مجدلانی اس جگہ آئیں اور رو میں تب شاید اقدس
 عیسیٰ کو بھیجا کہ حال مریم کا پوچھو مریم نے دیکھا تو انکے دل کو تسلی ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 فرمایا کہ اقدس تھانے نے مجھے آسمان پر اٹھایا ہے اور نہایت بزرگی و عظمت و شان سے رکھا ہے
 بعد اُسکے اقدس نے پھر اٹھایا اور دونوں عورتیں اپنے اپنے گھر آئیں جانا چاہیے کہ مجدلان
 ایک قریہ سواد اظہار میں ہے اُسکی طرف مریم کی نسبت ہے اور سبب اُسکے آنے کا مریم کے ساتھ
 یہ تھا کہ مریم مجدلانی ایک عورت عقیقہ صالحہ عابدہ تھی اسکو بیاری استحضار کی لاحق ہوئی سو وہ
 حیا و شرم سے اس مرض کو پوشیدہ رکھتی تھی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوسے اور خبر
 مشہور ہوئی کہ بیاری لوگ اُنکے چھو لینے سے شفا پاتے ہیں وہ بھی آئی اور پشت سے اُسے اپنا
 ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رکھ دیا حضرت نے فرمایا جسے بہ نیت خالص اپنا ہاتھ مجھ پر
 رکھا ہے اگر بیاری تھی مرض لاحقہ سے نجات پائے اُسیدم سے دم استحضار اسکا قطع
 ہو گیا اور وہ ایمان بھی لائی اور باطن کی نجاست سے پاک ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 نہایت محبت کرنے لگی یہاں تک کہ خبر قتل مشہور ہوئی یہ سنکر بطور تغیر حضرت مریم کی خدمت میں
 آئی تھی اور سوچ و اہم میں شریک ہوئی تھی جب حضرت مریم سولی کی طرف چلیں تو یہ بھی ہمراہ ہوئی
 کذا فی ابواب اور اخبار الدول میں ہے کہ وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ سات دن بعد رفع کے
 حضرت عیسیٰ بیاری پر اوترے تو بیاری روشن ہو گیا اور اپنے حواریوں کو طلب کیا اور ارشاد
 فرمایا کہ تم خلق خدا کو توحید کی دعوت کرو بعد اُسکے اپنی والدہ کے پاس آئے اور اُنکو

حضرت
 عیسیٰ
 علیہ السلام
 کی خدمت میں
 آئی تھی

اسنے مکان کی خبر دی اور یحییٰ و شمعون سے فرمایا کہ میری والدہ کی تعظیم و تکریم میں بہت کوشش کیجیو اور انکا ساتھ نہ چھوڑو بعد ازاں پھر اٹھائے گئے اور موجودہ اوقات میں لکھا ہے کہ ساتویں دن کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم مجدانی کے گھر میں تشریف لائے اور حواریوں کو بلوا کر یہ وصیت فرمائی کہ دنیا فانی ہے اور خدا کے پاس تمکو اور مجھکو جانا ہے اس عالم میں کسی سے لڑائی بگاڑ نہ کرنا اور صلاح و تقویٰ میں بسر کرنا اور عورتوں کو روزہ رکھنے کی تاکید کرنا اور پرہیزگاری اختیار کرنے کو سمجھانا اور سب آدمیوں سے حسن خلق پیش آنا یہاں تک کہ جو کوئی تمھارے ساتھ ایک کوس چلے تم دو کوس جانا اور جو کوئی تم پر ظلم کرے اُس سے انتقام کا ارادہ نہ رکھنا پھر شمعون کو خلیفہ کیا اور پھر آسمان پر اٹھائے گئے آخر زمانہ میں نزولِ مہینہ اور درجِ ملعون کو مارینگے وقتِ اعلم باجملہ بعد رفع و رفع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم چھ برس زندہ رہیں عمر انکی ترین برس کی ہوئی کنیہ حسانیہ میں مدفون ہیں کثافی اخبار الدل اور تنبیہ الغافلین میں امام ابواللیث سمرقندی نے لکھا ہے کہ قبل رفع عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت مریم نے وفات پائی کثافی زاد المسیر و ہذا قرب الی الصواب معالم التنزیل وغیرہ تفاسیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ میوہ نے حواریوں کو قید کیا یہ خبر شاہ روم نے سنی اُسے ایک لشکرِ عظیم الشان بھیجا کہ اکثر مہبود مارے گئے اور حواریوں کو رہائی پائی تب شمعون نے یحییٰ و تو مان کو جو کہ صادق و صدوق کہلاتے تھے جانب انطاکیہ بنا کر دعوتِ خلق الی الحق روانہ کیا متقل اُس شہر کے حبیبِ بخار سے ملاقات ہوئی اُس نے سلام علیک کہے پوچھا تم کون ہو ہوئے ہم عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہیں نابہدایت اہل انطاکیہ آئے ہیں حبیب نے کہا کوئی دلیل و حجت آپ کے پاس ہے کہنے لگے کہ ہم اندھے اور کور بھی ہوئے ہم خدا اچھا کرنے ہیں حبیب نے کہا میرا بیٹا دو برس سے بیمار ہو اور اطباء اسوقت کے اُسکے علاج میں عاجز آ گئے ہیں تم اسکی صحت کی دعا کرو چنانچہ دونوں نے دعا کی اقبلہ تعالیٰ نے شفا بخشی اور یہ خبر شہر انطاکیہ میں مشہور ہوئی اور مریضوں نے یورش کیا یہاں تک کہ جو حاضر ہوا اچھا ہو گیا اسی عرصہ میں ایک سلطان جانب قیصر روم سے ابطیس یا طیت نامی انطاکیہ میں تھا اُسے خبر پائی اور طلب کیا اور پوچھنے لگا تم کون ہو اُنھوں نے کہا رسولِ عیسیٰ ہیں بولا کیا تو کیا کہہاں بت پرستی سے منع کرتے ہیں وہ خود بت پرست تھا اُس نے بلاتل قید کیا معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے کہا سوا سے بتوں کے اور بھی کوئی خدا ہے جسکی عبادت تم کو پایا جاہستے ہوئے کہ وہ خدا ہے جسے تمکو اور تمھاری بتوں کو بنایا جو بت بادشاہ نے گرفتار کیا اور بت پرست

ابن نمبر کہتے ہیں کہ یہ دونوں رسول انطاکیہ میں پہونچے ایک مدت تک کسی نے بادشاہ خبر نہ کی ایک دن بادشاہ باہر شہر کے نکلا تو ان دونوں نے ذکر اتمی شروع کیا بادشاہ نے غصہ ہو کر سو سو کوڑے مارے یہ خبر شمعون کو پہونچی وہ انکی اعانت کو روانہ ہوئے اور شہر میں پہونچے اور سلطان کے امیر دن سے ملکر مقرران شاہی میں داخل ہوئے یہاں تک کہ بادشاہ کے ساتھ بنگلے میں جاتے اور اپنے خداوند تعالیٰ کو سجدہ کرتے اور ظاہر میں لوگ جانتے کہ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسی قصہ کا اشارہ سورہ یسین میں ہے داخل لم یثلموا صحابہ القرۃ

از جابر بالمرسلون اور سلنا الیسر انہیں فلکذہبہما فقرنا ثبالت فقالوا انا الیکم مرسلون یعنی بیان کر آئے واسطے ایک کہاوت لوگ اس گانوں کی جب آئے آسمین بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے انکی طرف دونوں انکو جھوٹھلایا پھر ہم نے زور دیا تیرے سے تب کہا ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے باجملہ شمعون کو بادشاہ کے مزاج میں کمال دخل پیدا ہوا کہ بلا شہر انکے کوئی بات نہ کرتا اس عرصہ میں ایک دن شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ یہ دو شخص غریب جو قید میں انکا تصور کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ سوائے بت کے اور بھی کوئی خدا ہے شمعون نے انکو بلا کر پوچھا تم کسکو مانتے ہو بولے خالق زمین و آسمان شمعون نے کہا خالق تمہارا کیا کرتا ہے بولے اندھے کو سوجھ دیتا ہے تب بادشاہ نے ایک اندھا بلایا وہ انکی دعا سے اچھا ہوا تب شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تم پہلے اپنی بتوں سے کہو کہ اندھے کو اچھا کریں بادشاہ نے چکے شمعون سے کہا کہ بتیں کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں پھر شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا خدا اور بھی کچھ کر سکتا ہے انھوں نے کہا مردے زندہ کرتا ہے تب شمعون نے کہا کہ اگر ایسا واقع ہو تو میں ایمان لاؤں معالمت النزل میں لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے کہا اس شہر میں ایک شخص مر گیا ہے اور سات دن سے دفن نہیں ہوا ہے سو تم اسکو زندہ کرو تب دونوں شخص اس مردہ کے پاس آئے اور پکار پکار رہا کرنے لگے اور شمعون نے پوشیدہ دعا فرمائی اللہ جل شانہ اپنی عنایت سے اسکو زندہ کیا تب وہ مردہ اٹھ کر بولا کہ میں سات دن سے مر گیا تھا تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ شرک و بت پرستی چھوڑ دو اور اللہ کا ایمان لاؤ کیونکہ میں نے ایک مشرک بت پرست کو برے حال سے دوزخ میں دیکھا ہے تم بھی اس سے توبہ کر نہیں تو ایسی ہی بلا میں پڑو گے بعد اُنکے کہنے کا کہ میں نے دروازے آسمان کے کھلے چھ دیکھے

تو ایک جوان خوبصورت نظر آیا کہ ان تینوں کی شفاعت کر رہا تھا بادشاہ نے پوچھا
 وہ تینوں شخص کون ہیں اس نے کہا ایک شمعون اور دو شخص یہ دونوں قیدی ہیں
 بادشاہ نے سخت تعجب کیا اب شمعون نے جانا کہ اس شخص کے کلام نے بادشاہ کے
 دل میں اثر کیا تب کہنے لگا کہ ہم تمہارے پاس آئے ہیں سو تم ایمان لاؤ کہ بادشاہ ایمان لایا
 اور وہ مردہ پھر مر گیا اور ابن اسحاق کعب اخبار سے روایت کرتے ہیں کہ بادشاہ ایمان نہیں لایا
 بلکہ زیادہ تر کافر ہوا اور ان تینوں کے قتل پر مستعد ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ کچھ لوگ
 ایمان لائے اور کچھ لوگ کفر پر قائم رہے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے وہ لوگ قتل پر مستعد ہو
 خیبر حبیب بخار کو کہ شہر کے پرے سرے پر مقیم تھا پہونچی وہ آیا چنانکہ سورہ
 یسین میں ارشاد ہوا و جا من اتھ المدینۃ رجل یسعی قال یا قوم ابغوا المرسلین
 ابغوا من لا یسلکم اجرا و ہم متددون یعنی آیا شہر کے پرے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا
 بولا ای قوم چلو راہ پران بھیجے ہوؤں کے چلو راہ پر ایسوں کی جو تم سے نیک نہیں گنتے
 اور راہ سوچے ہیں تب اسی قوم ناپاک نے اسکو شہید کیا کہ وہ داخل بہشت ہوا کہا قال اللہ
 قیل ادخل الجنۃ قال بالیت قومی یعلون باغفر لی ربی وجعلنی من المرسلین یعنی حکم ہوا
 کہ جلد جا بہشت میں بولا کس طرح میری قوم معلوم کریں کہ بخشا مجھ کو میرے رب نے
 اور کیا مجھ کو عزت والوں میں فائدہ قول محمد اسحاق کا درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ اللہ صلی
 فرماتے ہیں قالوا انا تطیرنا ربکم لکن لم نقتولنا لکن جنکم ولیمسک منا عذاب الیم یعنی بولے
 ہم نے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تمکو سنگسار کریں گے اور لگیں تمکو
 ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار پس اگر وہ لوگ ایمان لاتے تو اس طرح کیوں کہتے اس سے ثابت ہوا
 کہ ایمان نہیں لائے اور نامبارک اس بات پر کہا ہوا کہ شامت اعمال سے پانی کا شرب
 اور درختوں کا آگنا اور اولاد کا پیدا ہونا بالکل بند ہو گیا تھا اور قحط کی شرت سے
 لوگ مرے جاتے تھے فائدہ اگرچہ اُس قوم نے حبیب بخار سے یہ دشمنی کی کہ اسکو ناحق
 قتل کر ڈالا مگر اسکو یہاں تک حیر خواہی رہی کہ بعد موت فرمایا اگر میرا حال قوم کے لوگ معلوم کریں
 تو شاید ایمان لاویں اور بہشت کی تمنا سے بت پرستی چھوڑ دیں فائدہ ان حواریوں کی
 رہائش میں یہ تحقیق ہو کہ یہ تینوں شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول تھے نہ کہ رسول اللہ
 اور جو یہ ارشاد ہوا فقر زنا ثلث اسکا سبب یہ ہو کہ یہ تینوں جانب انطاکیہ خدا کے حکم سے

بھیجے گئے تھے اب باقی یہ رہا کہ یہ رسول حضرت عیسیٰ کے سامنے گئے تھے یا بعد رفع و رجوع
 اُنکے حکم سے شمعون نے بھیجا تھا بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے خود بھیجا تھا مگر صحیح یہ ہے
 کہ شمعون کو حضرت عیسیٰ نے اپنا خلیفہ فرمایا تھا انھوں نے موافق ارشاد اُنکے بھیجا تھا
 فائدہ سدی کے نزدیک حبیب بخار کندی کرتے تھے اور وہب کے نزدیک حریر بان تھے
 آنکہ بیماری حذام کی تھی نعوذ باللہ منہ سو حضرت عیسیٰ کی دعا سے اچھے ہوئے اور ایمان لائے
 اُسکی برکت سے یہ طریق ہو گیا کہ اپنی مزدوری سے نصف روپیہ خدا کی راہ میں صرف کرتے
 اور نصف اپنے اہل و عیال کے صرف میں لاتے اور صلاح و تقویٰ میں ایسے متنازع تھے کہ
 اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور قتادہ سے روایت ہے کہ حبیب ایک بڑھی تھا ہمیشہ عبادت حق
 مشغول رہتا جب اُسکو حواریوں کی خبر پہنچی تب اُس نے آکر اپنا دین ظاہر کیا اور حواریوں سے
 کہنے لگا کہ اس بات پر تم کچھ مزدوری چاہتے ہو کہنے لگے کہ ہم کچھ مزدوری نہیں چاہتے
 تب حبیب نے قوم سے کہا تم لوگ انکی متابعت کرو کہ یہ لوگ کچھ اجرت نہیں چاہتے ہیں
 تب کافروں نے اُسکو گرفتار کر کے بادشاہ پاس پہنچایا اُس نے پوچھا تو انکے تابع ہی کیسے
 کہا کہ مجھ کو لائق نہیں کہ بندگی نہ کروں اُسکی جس نے مجھے بنایا اور اسکی طرف پھر جاؤ گے
 بھلا میں کپڑوں اُسکے سوا سے اور وہ کو پوچھا کہ اگر مجھ کو چاہے رحمان تکلیف دینا کچھ کام
 نہ آوے مجھ کو انکی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑا دیں تو میں بھٹکا رہوں صریح چنانچہ اللہ صاحب
 سورہ فیس میں فرماتے ہیں والی الا عبد الذی فطرنی والیہ ترجعون (اتخذ من دونہ آئینہ)

ان یرون الرحمن بضرا تغن عنی شفاعتہم شیا ولا ینقذون الی اذ الفی ضلال مبین جب یہ کلام
 حبیب بخار نے بر ملا فرمایا تو اُن لوگوں نے مارنے کا قصد کیا تب حبیب نے رسولوں سے
 خطاب کر کے کہا انی آمینت برکم فاسمعون یعنی میں اعلان لایا تمھارے رب کا تم سنو اور گوؤ وہو
 پھر اُن کافروں نے حبیب کو شہید کیا اس حال میں اُسکی زبان پر جاری ہوا اللہم اہر قومی اور
 سدی کے نزدیک لگا رکھا اور حسن سے روایت ہے کہ رسیوں سے باندھ کر بیرون شہر لٹکا پا اور
 حسن بصری سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور داخل مشیت فرمایا
 اسی کا اشارہ ہے قبیل اذخل الخبتہ مزار مبارک حبیب بخار بازار انطاکیہ میں ہے حبیب غلام حبیب بخار
 ہوا تو اُسکی سزا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے ایک آواز
 ایسی کی کہ سب کفار و ملان کے مر گئے اور وقت نزع کھتے تھے افسوس ہم ایمان کیوں نہ لائے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ اکاشی برہن تک دین عیسوی قائم رہا بعد اسکے پولوس یہودی نے نصارے کو راہ کفر میں ڈال دیا اور طریق راست سے پھیر دیا اور واقعہ یون ہو کہ پولوس یہودی شدید الکفر جسکو باپا زردل بھی کہتے ہیں ملیاس درویشی ایک نصرائی کے گھر میں آکر تقسیم ہوا اور ایسا گوشہ نشین بنا کہ مطلق لوگوں سے ملاقات ترک کر دی آخر کار وہ نصرائی مع توابع و قبائل متقدم ہوا جب اُس نے جانا کہ ایک جامعہ میری معتقد ہو گئی تو ایک روز کہنے لگا کہ عیسیٰ نے مجھے بھیجا ہے تین آدمی صاحب علم و ذہن میرے پاس آویں تو میں اُن سے پیغام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہوں چنانچہ ایک نسطورا دوسرا مار یعقوب تیسرا ملکا کہ تینوں بڑے عالم توریت و انجیل کے تھے حاضر ہوئے اُس نے ہر ایک سے علیحدہ ہوا مختلف پیغام بیان کیے اور خود مردود الاخرۃ اپنے صومعہ میں دروازہ بند کر کے داخل ہوا اور گلا کاٹ کر داخل جہنم ہوا جب صبح ہوئی تو نصاریٰ نے اُن عالموں سے پوچھا کہ پولوس نے تم سے پیغام عیسیٰ جو کچھ بیان کیا ہو ہم سے کہو ہر ایک نے دوسرے کے خلاف بیان کیا نصاریٰ نے کہا ہم ان باتوں کو اُس وقت صحیح جانتے تھے جب بے واسطہ پولوس کی زبان سے سنیں اسی واسطہ دروازہ صومعہ کھولا اور پولوس کو مردہ پایا اسی جگہ سے نصاریٰ تین فریتے ہو گئے مار یعقوب و ملکانیہ و نسطوریہ اور تفسیر معالم التنزیل میں ہو کہ نصاریٰ کمی ذریعے ہو گئے ثلثہ مذکورہ اور چوتھا مرفوشیہ سو مار یعقوبیہ نے کہا عیسیٰ اللہ ہو اور ملکانیہ اسکے موافق ہوئے اور نسطوریہ کے کہ عیسیٰ خدایا کا بیٹا ہو اور مرفوشیہ نے کہا عیسیٰ تیسرا ہے تین کا آسیدم سے دین عیسوی میں اختلاف پڑا چنانچہ رسالہ اعمال کے باب نم کے ستر موہن درس میں اور باب سیزدہم کے نوین درس میں لکھا ہے کہ اس یہودی نے حواریوں میں داخل ہو کر روح القدس سے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا اور یہی شخص ملت عیسویہ کا مبدع قرار پایا اور اسی نے تثلیث نکالی اور خوک اور گوہ اور پیشاب کو پاک ٹھہرایا فائدہ اس جگہ برابر ابطال مسئلہ تثلیث کے کچھ بیان کرنا مناسب ہوا اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ تمام عیسائی و یہودی و مہمدی اس بات کے قائل ہیں کہ خدا و معبود و مبدع کل کائنات وہی ہے جسکا ہونا واجب و ضروری اور سب سے مستغنی و بے نیاز ہے اور جو مبدع کل ہے اُسکی شانین یہی ہے اول وہ ایسی چیز ہے کہ حدود و قیود سے منزہ ہے نہ ایسا کہ جب تک محدود نہ ہو تب تک ہے نہ کہہ سکے کہ ہو مثلاً انسان کہ جب تک اجڑا ہر قید مجسم اور جسم مقید بمیوان اور حیوان مقید بملک و انماط مقید باوضاع مخصوصہ نہ ہوتے تب تک نہیں کہہ سکتے کہ کوئی انسان موجود ہے یا مثلاً جسم کہ جب

پایا جائیگا محدود و محدود متناہیت ہوگا دوسرا یہ کہ دوسرا اسکے مقابل نہیں ہو سکتا تیسرا
کوئی موجود اُس سے بے نیاز نہیں بلکہ ہر چیز پر ان میں ہمیشہ اسکی نیاز مند ہو اگر نیاز مند
نہیں ہے اس صورت میں مبد کل انسان اور جانور اور درخت اور پتھر اور زمین و آسمان
اور سمندر اور آفتاب و مہتاب وغیرہ نہیں ہو سکتے کیونکہ سب متناہی ہیں اور اُسکے
نشان ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن چنانچہ حضرت اشعیا کی زبان سے فرماتے ہیں
کہ میں اول ہوں اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں اور اسی لیے حضرت
موسیٰ نے خدا کا حکم کتاب الاستثناء توریت کے پندرہویں ورس سے انیسویں تک
فرمایا کہ آپ سے تم خبردار رہو کہ خدا نے آگ میں سے تمہارے ساتھ باتین کی ہیں اور
تمنے کوئی شکل نہیں دیکھی نہ وہ کہ تم خراب ہو جاؤ اور عبادت کے لیے کوئی شکل الٰہی چیز
مقرر کر دو اور اسی کتاب کے باب سیزدہم میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے نئی چیز کو
معبود کہے اُسے جھوٹھا جانو بلکہ مار ڈالو اگرچہ بڑے بڑے معجزات دکھلاوے لفظ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے اسی تقریر سے اگر درست ہے مبد کل نہیں ہو سکتے اس لیے
کہ اپنے مرتبہ بطور میں مشخص و محدود ہیں اور اگر ایسے نہ ہوں تو اُنکے موجود ہونے کی
کچھ معنی ہونگے اور اگر یہ دلیل درست نہیں تو کس دلیل سے باطل ہو سکتا ہے کہ سب
خدا واحد نہیں ہے علیحدہ ہے بلکہ ہر ولایت کا یا ہر ایک نوع موجودات کا بلکہ ہر ایک شخص کا
خدا علیحدہ ہوا اور کیا وجہ ہے کہ ہر ایک شے پر احتمال خدا ہونے کا نہ ہو سکے اور کیا سبب ہے کہ
مریم کا بیٹا خدا ہوا اور کو سلیمان کا بیٹا رام چند اور دیو کی کا بیٹا کنھیا خدا نہوا اور کیا وجہ کہ
بشن اور مہادیو خدا نہوں اور کیا دلیل ہے کہ نفوس کو کہہ اور عقول عشرہ جنکو مجموعی مفوض
الاختیار ایجاد و افنا میں جانتے ہیں خدا نہو سکیں اور بن باپ ہونا اگر موجب الہیت ہو
تو چاہیے کہ آدم خدا ہوں بلکہ اکثر اکابر نہو کہ بھتیہ بن باپ اور بھتیہ بن مان
پیدا ہوئے ہیں خدا ہوں اور حضرت عیسیٰ کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لیے کہ
حضرت مریم یوسف کے نکاح میں تھیں چنانکہ اُس زمانے کے معاصرین یہود جو کہ کہتے ہیں
سو عیسیٰ یون پر ظاہر ہے اور مردہ زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کا بھی لیل خدائی نہیں ہو سکتا کیونکہ
اُسی طرح اُنکے شاگردوں نے بھی مردے زندہ کیے ہیں اور حضرت الیاس نے مردہ زندہ کیا اور حضرت
خزفیل نے ہزار ہا مردے زندہ کیے ہیں وامت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہزاروں ولی اللہ

ایسے گذرے اور موجود ہیں جنہوں نے مردے زندہ کیے ہیں اگر حضرت عیسیٰ اس سبب سے
خدا ہوئے تو یہ سب بھی خدا ہو سکتے ہیں اور اگر عیسائی لوگ بنظر اور حقیقت کے کہ جان
دن سے آدھریں حضرت عیسیٰ کو خدا جانتے ہیں تو اس بات میں بڑا شبہ پڑتا ہو کہ چونکہ وہ حقیقت
موجودہ ہر شے کے واسطے کہہ سکتے ہیں بلکہ یقیناً ہم کہتے ہیں کہ جسم و جان کی بڑی ایک
حقیقت ہے یعنی بابہ الوجود تہ جسکے باعث سے وجود ہر شے کا قائم ہوتا ہے سو یہ حضرت عیسیٰ کی
ذات خاص پر منحصر نہیں ہے ہر چیز کے لیے وہی حضرت حق جل و علی حقیقت واقع ہے اور
مرتبہ وجوب و امکان و قدم و حادث و مجرد و جسمانی و مومن و کافر و نجس و طاهر میں ظاہر ہے
لیکن ہر مظہر کا حکم جدا ہو کما قال قائل سے ہر مرتبہ از وجود ملکی دارد و گرفتہ مراتب کنی
زندہقی و اور اسی پر ظاہر شریعت کے احکام جاری ہیں اور یہ وجود باوجود طور و مظاہر مختلفہ
مرتبہ احدیت صفت میں نقائص سے پاک ہے اور نقصان کثرت اسپر عائد نہیں ہوتا صریح
شعاع آفتاب باوجودیکہ طہارت و نجاست پر پڑتی ہے خود نجس و طاهر نہیں ہوتی اور بغض عیسائی
متصف بھی اسی کے قائل ہیں کہ ساری موجودات خدا کے خیالوں کا اظہار و بیان ہے
جو عالم کی پیدائش میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرنے ہوئے ہیں جیسا ہمارے حضرات صوفیہ
بیان فرماتے ہیں قطع نظر اس سے جب ادہمی حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ خدایا
تو اس مرتبہ میں تعریف شخصی کہاں ہے اور جب تعدد شخصی نہوا پھر تثلیث کہاں سے آویلی
حالانکہ عیسائی لوگ تثلیث قائم کر کے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں چنانچہ انکے عقائد میں
موجود ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس غیر مخلوق باپ خدا کا بیٹا روح القدس
خدا اور اگر باعتبار تعدد شخصی کے تثلیث نہ ٹھہرے بلکہ تعدد اعتباری تصور کیا جائے
تو حضرت واجب الوجود کی نسبت باعتبار تعدد صفات کے بہت خدا نکلیں گے چنانچہ ہر
قطع نظر اس سے ساری دینی کتابوں میں جو عیسائیوں کے پاس ہیں یہ مضمون موجود ہے
کہ بیٹا باپ سے متولد ہوا اور دونوں سے روح القدس ہوا چنانکہ کتاب نماز اور عقائد ناسکی
کہ مسئلہ امین ترجمہ ہو کر چھپی ہے موجود ہے کہ پسر فقط از پدرست و متولدست و روح القدس
از پدرست و از پسرست و مستخرجست پس ایک سے دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا اور بیونہ
مرتبہ کی مساوات باطل ٹھہری کیونکہ جو نکلا وہ موخر ہے اور جس سے نکلا وہ مقدم تر ہے مرتبہ
اور ذاتا پس معلوم ہوا کہ اتانیم ثلثہ میں تعدد ایسا نہیں ہے جیسا ذات اور صفات میں ہے

اور جب بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر قرار دیا اور دونوں کو مرتبہ مساوی میں جانا تو حقیقت میں اجتماع انقیض میں ہو چنانکہ قرآن شریف میں وارد ہو کہ جو تین ٹھہر کر ہر تمیرے کو خدا کہتے ہیں اصل بات کو خاک میں ملاتے ہیں قطع نظر ان سب تقریروں خود حضرت عیسیٰ کے ارشادات سے جو مؤلفین اناجیل نے نقل کیے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ عباد اللہ اور رسول اللہ تھے نہ کہ اللہ و ابن اللہ ان لحاظوں سے جسکو عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ اور کوئی دیا نہیں ہو سکتا چنانکہ چوتھی انجیل کے چودھویں باب اٹھائیسویں درس میں ہے سلسلہ اب مجھے بزرگ ہو اور ساری انجیلوں میں مکرر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں منقول ہے کہ میرا باپ آسمان پر ہے اور تمہارا باپ آسمان پر ہے اور سلسلہ کے نسخہ میں ہے الرب آئنا الہ واحد اور سلسلہ والی نے تبدیل کر دیا کہ الرب الکل واحد اور چوتھی انجیل کے بیسویں باب کے درس سترہویں میں ہے سلسلہ اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاؤ گا اور اسی انجیل کے پانچویں باب کے تیسویں درس میں ہے سلسلہ جو کچھ بات کرتا ہے وہی میں کرتا ہوں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہوں ان سب قولوں سے واضح ہے کہ معجزات میرے افعال نہیں ہیں بلکہ میری حدود و شخصیت سے باہر ہیں جیسا ماریت اور میت و لکن اللہ زنی قرآن شریف میں ہمارے حضرت کی شان میں ہے اور یہ بھی نکلا کہ مرتبہ صادر کا مصدر کے مرتبہ سے کم ہے نہ کہ مساوی اور بھی نکلا کہ جو عیسائی لوگ کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ میں جسم کپڑے کے طور پر کیا باطل محض ہے کیونکہ یہ فرمانا کہ میرا باپ آسمان پر ہے گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ مبداء کل کا مرتبہ بلند ہے اور ظہور اور صدور کے مرتبہ میں کوئی مبداء کل نہیں ہے اور آئینہ دوسری انجیل کے تیرہویں باب کے درس ۱۲ سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آخر ہونے کے علامات بیان کر کے فرماتے ہیں کہ آسمان اور اس گھرنی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا کہ وقت کب ہو اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اپنے تعین شخصی کی نظر سے اپنا عجز بیان کرتے ہیں اور صفت علم و قدرت تو باطن سے علاقہ رکھتی ہے جسم سے کچھ کام نہیں سو یہ بھی نکل آیا کہ قطع نظر جمیت کے باطن عیسوی کو بھی خدائی کا مرتبہ نہیں ہے کیونکہ ہر شخص ناقص ہے گو کہ ایک شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے کامل ہو اور اگر تعین شخصی سے قطع نظر کیا جائے تو وہاں

انفیت اور دونی بھی نہیں ہو چکا کہ تلیث اور پہلی انجیل کے تیسیوں باب کے نویں اور دسویں
درس میں ہو مسئلہ زمین میں کیکو اپنا باب نہ کہو کہ تمہارا باب ایک ہی ہو یہاں دیکھا جائے
کہ باب کے لفظ کے ساتھ فرمایا کہ ایک ہی ہو یعنی حضرت مہدی کل جس مرتبے میں ہو وہاں دونی کی
گنجائش نہیں ہو چکا کہ تلیث پس اسطرح کی باتیں انجیلوں میں بھری ہوئی ہیں اور اگر
کہیں اسکے خلاف کوئی بات ایسی نکلی جس سے حضرت عیسیٰ الوہیت یا روح القدس کی الوہیت
نکلتی ہو تو ان مقولوں کے خلاف ہو اس صورت میں از روئے قواعد عقاید کے احکامات
چارہ نہیں ہو یا بموجب اذاتہا رضا تھا دونوں کو سا قیاد کے بعد عقل پر مہری کہ سے
چلنا چاہیے یا ان میں سے جو تھلا ضرور ہو اسکا اصل قرار دینا چاہیے اور جو عقلا ناجائز ہو
اسکو تاویل کرنا لازم ہو اور پر ظاہر ہو کہ جن مقولوں سے عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا
نکالتے ہیں ان سے کہیں خدا ہونا نہیں نکلتا ہو مگر تاویل بعید اور اسی کو اگر ہم تاویل کرین تو صاف
تو حید نکلتی جو خیاںچہ انجیل کے آٹھویں باب کے درس ۱۰۰ نسخہ ۱۰۰ سے عیسائی نکالتے ہیں
کہ عیسیٰ خدا ہو وہ یہ ہو کہ ابراہیم کے ہونے سے میں آگے ہوں یہاں عیسائی لوگ کہتے ہیں
کہ مقدم بالزمان مراد ہو باعتبار باطن حضرت عیسیٰ کے اور تقدیم زمانی باعتبار باطن عیسیٰ کے
نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ عیسیٰ اللہ ہوں اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم سے تقدیم عیسیٰ کا صحیح وجہ
اگر مراد ہو تو صحیح غلط اسلئے کہ منظر ظہور دنیوی کے ابراہیم سے عیسیٰ کو خیر میں پس ضرور ہوا کہ
بعض وجوہ کا تقدیم ہو سو وہ تقدیم بالشرع ہو اور تقدیم بالشرع سے الوہیت نہیں ثابت ہوئی
غایت الامر یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعریف کی اور اسی انجیل کے اسی باب کے
درس ۲۲ میں ہوا انہیں کہا کہ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اس دنیا کے ہو
میں اس دنیا کا نہیں ہوں پس عیسائی یہ تاویل کرتے ہیں کہ میں خدا ہوں اور تم بندے ہو
ناکہ ایک مرتبے میں نہ ہونا صحیح ہو کیونکہ نبی اسرائیل بھی اسی زمین میں موجود تھے جہاں
حضرت عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک یہ تاویل ہو کہ نیچے اوپر سے بلندی اور پستی مرتبہ کی
مراد ہو یعنی میں نبی ہوں تم نبی نہیں ہو میں دنیا دار نہیں ہوں تم دنیا دار ہو اور اگر اسطرح کی
باتیں خدا ہونے پر دلالت کرنے لگیں تو منصوبہ بھی خدا ہو جائے جو صاف صاف انا الحق
کہتا تھا اور لیس فی صحتی سوی اللہ کا قائل بھی خدا ہو جائے اور ہر ایک موجد صاحب حال
و سکر کہ ان کے کلام خلاف عقل مجہد بانہ ہو کرتے ہیں جسے خدائی لکھتی ہو مثلاً ہم نے جو صورت

موسیٰ کو گرا جاتے تھے علیٰ ذالقیاس سب کے سب خدا ہوں بلکہ حضرت عیسیٰ سے بھی
 بڑے خدا ہوں قطع نظر اس سے یہ استنباط عیسائیوں کا مقابلہ نصوص ظاہر و انجیالیہ اور
 براہین عقلیہ باہرہ کے کب قابل اعتبار ہو اور یہ جو بعض جگہ انجیلوں میں ہو کہ سب چیزیں
 میرے باپ نے میرے حوالے کی ہیں اور آسمان اور زمین پر سارا اختیار مجھے دیا گیا ہو اور
 باپ کسی پر عدالت نہیں کرتا بلکہ ساری حکومت پیٹھے کو دی سوان جہلون سے حضرت
 عیسیٰ کی الوہیت نہیں نکلتی ہے بلکہ اسکے اثبات میں اجتماع انقیضات کا قائل ہونا پڑتا ہے
 اور اگر ایسی باتوں سے خدائی سمجھی جائے تو خدا ہونا ثابت نہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ خدا
 انکو خدا بنایا جیسا حضرت عیسیٰ نے حواریوں کو خدا بنایا ہے جہاں کہیں فرماتے ہیں کہ وہ نہرگی
 جو تو نے مجھے دی تھی میں نے انھیں دی تاکہ وہ سے بسطیج سے کہ ہم ایک ہیں ایک ہیں
 اور میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ انکا ایک ہونا پورا ہو جائے اب چاہیے کہ حواری لوگ
 ویسے ہوں جیسے حضرت عیسیٰ تھے اور یہ جو پہلی انجیل کے اٹھائیوں باب کے بیسویں
 درس میں ہے نسخہ ۱۳۹ زمانی کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں یا اسی انجیل کے
 اٹھارہویں باب کے بیسویں درس میں ہے جس جگہ دو باتیں میرے نام پر اکٹھی ہیں ہر بات میں
 اُنکے ج میں ہوں یہ دونوں باتیں تاویل طلب ہیں کیونکہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ہونا
 ابتداء تک مستلزم ہے کہ دوسری چیز بھی ابدی ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ رحلت کر گئے اور
 حواری بھی مٹ گئے اسی طرح عیسائی لوگ عبادت کے وقت گر جا گھر میں حضرت عیسیٰ کے
 نام پر مجتمع ہوتے ہیں اور انہیں حضرت عیسیٰ بھی ہونے ہیں پس ضرور ہوا کہ معیت روحا
 مراد ہو سو یہ تو ہمارا عقیدہ ہے کہ ارواح سب ابدی ہیں اور جس روح کامل کو جس روح کے ساتھ
 محبت ہو وہ اسکے حال پر متوجہ رہتی ہو اس سے خدائی نہیں نکلتی ہے اور جو کچھ عیسائی لوگ
 انجیلوں سے ابن اللہ ہونے کے دلائل نکالتے ہیں اور انکو مفید الوہیت سمجھتے ہیں وہ تو
 اسطرح کی وہامیات ہیں جنکا بیان کہنا فضول ہو اور انجیلوں اور تورات میں بھتیہ
 آدمیوں کی نسبت ابن اللہ کا لفظ واقع ہو بلکہ متاخرین پادریوں نے لکھا ہے کہ ہر دنیاوی
 خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اور حضرت عیسیٰ تو کہیں ابن اللہ لکھتے ہیں اور کہیں ابن داؤد اور
 فرزند داؤد فائدہ بولوس حواری جسے حضرت عیسیٰ کا خدا ہونا عیسائیوں کے دل میں چھپا ہوا
 اور عیسائیوں کا اعتقاد کامل اس بات پر قرار پایا تو معاذ اللہ یہ عقیدہ ان سب کے

جمع کرنے سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ خدا ہوا اور اسے بندوں کی نجات کے واسطے مبعوث ہو کر
 تین دن و نوح میں رہا جیسا عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں سے اور پولوس کے مکتوبات سے
 واضح ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور نقلا کفر تو کیونکہ جب اُس حقیقت کی راہ سے حضرت عیسیٰ
 خدا کے لئے تین تین قوموں اور فرقہ بندی و معبود اور رحمت و لعنت اور و فرخ و
 بشت کا کیونکہ یہاں اور مرتبہ اور مرتبہ میں کہ حدوث ذاتی کا مستلزم جو لازم ذاتی اور ذاتی
 کیا معنی اور اس مرتبہ میں نجات واسطے کا مبعوث اور و نوحی ہونا کیسا اور یہ درست ہوتا
 نبی اور کافر میں کچھ بھی فرق نہیں رہیگا مثبہ اب بعضی بشارتیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر دی ہیں انکو بیان کرتا ہوں اگرچہ
 کچھ بشارتیں مجھ میں نے احوال حضرت ابراہیم و موسیٰ و اشیاء و ارمیا و انبیاء مع داؤد
 و غیر ہم علیہم السلام میں لکھی ہیں لیکن اس جگہ واجب ہو کہ کچھ تفصیلاً بھی بیان کرنا
 تاکہ ظہور نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ایک مقدمہ ہو جائے اولیٰ بشارت
 سنا پا جیتے کہ پہلی انجیل کے چوتھے باب میں ہونے والا اسی وقت سے یسوع نے
 وعظ کرنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے اور اللہ امین ہو
 من بعد ذلک شرع عیسیٰ یقبول توبوا فان ملکوت السموات قد اقتربت اور اسی انجیل کے
 آٹھویں باب میں ہر مین سے کہتا ہوں کہ توبہ کرو پھر پورب اور پچھو سے آؤنگے اور
 ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں آؤنگے پھر اس
 بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے میں ڈالے جائیں گے رات دن رونا اور دانت پیسنا
 ہوگا اور پہلی انجیل کے تیرھویں باب میں ہونے والا آسمان کی بادشاہت رات کی
 دانے کے مانند ہو جائے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا اور سب بیجوں سے چھوٹا ہو
 پر جب اگا ہو سب ترکاریوں سے ہرا ہوتا ہو اور ایسا درخت ہوتا ہو کہ ہر دانے کے پرنے سے
 اس کے آسکی ڈالیوں پر بیہرہ کرتے ہیں اور فرمایا کہ آسمان کی بادشاہت اُس آدمی کے
 مانند ہو جس نے اچھے بیجوں کو اپنے کھیت میں بویا پر جب لوگ سوئے اسکا دشمن آیا اور
 اس کے کھیتوں میں تلخ دانوں کو بوسے چلا گیا اور جب لوگ اُٹے اور خوش ہوئے تو
 تلخ دانے بھی ظاہر ہوئے تب اُس گھر والے کے نوکر و ن نے اُس سے کہا کہ صاحب
 تو نے تو اپنے کھیت میں اچھے بیج بوسے تھے پھر تلخ دانے کہاں سے آگے آئے کہا کہ ایک دشمن نے

یہ کام کیا ہو نو کر دن نے کہا کہ مرضی ہو تو آنحضرت اکھاڑ ڈالیں اُس نے کہا نہیں یا ایسا منہو کہ جب تلخ دانوں کو اکھیڑو تو اُنکے ساتھ گہیوں بھی اکھاڑ لو فصل تک دونوں کو تلے ہو بڑھنے دو اور میں فصل کے وقت فصل کاٹنے والوں کو کمون کا کہ پہلے تلخ دانوں کو اکھاڑ دو اور جلانے کے واسطے گھٹے باندھو پُر گہیوں میرے کونے میں جمع کرو بعد اسکے فرمایا جو اچھے چبوتا ہو ابن آدم ہو اور کھیت دینا ہو اور اچھے چب اُس بادشاہت کے لڑکے ہیں اور تلخ دانے شیطان کے فرزند ہیں اور دشمن ابلیس اور درد کا وقت جہان کا انتہا ہو اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہیں سو اس جہان کی اتنا میں ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا سو دے برائی کرنے والوں کو اکٹھے کرینگے اور جلتے تنور میں ڈال دینگے تب راستباز آفتاب کے مانند نورانی ہونگے اور اسی انجیل کے اکیسویں باب میں ہو ایک صاحب خانہ تھا اُس نے انگوڑ کا باغ لگایا اور اُسکے چار دن طرف گھیرا اور اُسکے چب کھود کے کو لھو گاڑا اور برج بنایا اور اُسے مالیون کو سوئپ کر آپ سفر کو گیا اور موسم پر اپنے خادم مالیون کے پاس بھیجے تا میوہ بودین مالیون نے اُن کو کر دن کو کپڑے مارا اور ایک کو سنگبار کیا اور ایک کو قتل کیا اُسے پھر اور نو کر دن کو جو اگلون سے زیادہ تھے بھیجا اور انھوں نے اُسے وہی سلوک کیا آخر کو اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ اُس سے دینگے پر مالیون نے جب بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا کہ یہی وارث ہو اوست مارڈالیں اور اسکی میراث پر قبضہ کریں اور انھوں نے اُسے پکڑا اور انگوڑ کے باغ سے باہر نکالی کر مارڈالا جب انگوڑ کے باغ کا صاحب اُسے تو اُن مالیون کو کیا کر گیا دے بولے کہ اُن برون کو بری طرح سے ہلاک کر گیا اور باغ اُن باغبانوں کو دیگا جو موسم میں اُسے میوہ پہنچا دیں لوگوں نے کہا ایسا نہو گا تب یسوع نے انھیں کہا کیا تمہے کتہا بون میں نہیں پڑھا کہ جس تپھر کو راجون نے ناپنہ کیا وہی کونے کا سر ہو یہ خداوند کا کام ہو اور ہماری نظروں میں عجب ہو اے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے جھنپی جائیگی اور ایک قوم کو جو اسکے بیرون کو لاوتے دیبائیگی اور جو کوئی اس تپھر پر گر گیا کچل جائیگا اور جسپر گر گیا اُسے پس ڈالیکا اتقی ان قوموں میں خوب طرح سے لحاظ کرنا یہ ہے کہ کس دھوم دھام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دیتے ہیں اور آسمانی بادشاہت اور ملکوت کو کیسا تشبیہوں میں ظاہر فرماتے ہیں

کہ اُس سے صاف نکلتا ہے کہ آسمانی بادشاہت سے راہ نجات مراد ہے کہ آخر زمانہ میں ہوگی اور وہ راہ نجات مراد نہیں ہے جسکہ حضرت عیسیٰ تیار کی کرائی پہلی بار لائے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ پہلی بار جو آئے اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لیے لائے اور ملکوت السموات بالاتفاق ساری جان کے لیے ہے اور رسالہ اعمال کے پہلے باب سے ظاہر ہے کہ ملکوت بہمت اُس زمانے تک بھی نہیں آئے تھے جس زمانے تک حواریوں میں روح القدس نے بعد واقعہ صلیب کے حلول کیا چنانکہ اُس رسالہ کے پہلے باب میں حضرت عیسیٰ کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریوں میں بعد واقعہ صلیب کے لکھکر لکھا ہے ۱۳۹ اور ۱۴۰ انھوں نے اکٹھا ہو کر اس سے سوال کیا کہ اے خداوند کہا تو اسی وقت بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہے اُس نے انھیں کہا جن وقتوں اور موسموں کو باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے انھیں جاننا تمہارا کام نہیں لیکن جب روح القدس تم پر آوے گا تم موت پاؤ گے اور جسکو اب عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہیں وہ راہ ملکوت السموات نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ فرما چکے ہیں کہ پورب و پچھم کے ہوتیرے ابراہیم واسحاق و یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھینگے اور اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے میں ڈالے جائینگے اور انجیل اول کے ساتویں باب نسخہ ۱۳۹ میں ہے نہ ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی پر جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے یعنی صرف میرا ماننا اور مجھ پر ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہیں کرتا جو میرے بعد آوے گا اسکا ماننا اور اس پر بھی ایمان لانا شرط ہے اس لیے کہ خدا کی مرضی یہی ہے اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نہ مانی تو صرف مجھے خداوند جانا کام نہیں آوے گا جب یہ بات قرار پاچکی تو اب ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اُس ملکوت السموات اور آسمانی بادشاہت سے مراد نہیں ہے مگر بادشاہت محمد رسول اللہ والذین معہ کی جسکے حق میں اللہ صاحب فرماتے ہیں مثلکم فی التورۃ و مثلکم فی الانجیل کذبح اخرج شہادہ فآزرہ فاستملک فاستوی علی سوتہ یعجب الزراع لیغیظہم الکفار یعنی یہ کہاوت جو انکی توریت میں اور کہاوت انکی انجیل میں جیسے کہیتی ہے نکالا اپنا چھپا اسکی کہ مضبوط کی چھپوٹا ہوا ہے کھڑا ہوا ہے خوش گستاخیتی والوں کو تا جلا دے اُسے جی کافروں کا اب حضرت عیسیٰ السلام کے قولوں کی شرح مفصل بنا چاہیے کہ یہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اپنے فرشتوں کو بھیجا کہ

بُرائی کرنے والوں کو اکٹھا کرینگے اور جلتے تنور میں ڈال دینگے تب سب راستباز آفتاب
مانند نورانی ہونگے سو فرشتے وہ ہیں جنہوں نے ہر ایک کے دل تلخ و انون کو فکری ہزار
کافر تھے اکٹھا کر تیغ و مقید کیا اور جلتے تنور جہنم میں پھینک دیا اور بعد اس معاملے کے
امت رسول عربی کہ زبان انجیل روح الصدق اور راستباز کھلائی گئی مثل آفتاب روشن ہوئی
گویا وہ تلخ دانے اڑتے آئے نکلے ہوئے آفتاب نے جہان کو روشن کیا اور درحقیقت ہمارے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ ہی حال ہوا کہ جب سب کے لئے طبع ہوئے تو انکی سعی سے
لاکھوں پر ویسی ایمان لائے اور یہ جو حضرت نے کہا آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے سے
مشابہ ہوا تلخ سو حائل سکایا ہو کہ عرب سب سے حقیر تر تھے کہ لوگ انھیں اہل بادیاہ اور گنوا
اور لونڈی بچے کہتے تھے اور جبانی لذتوں اور ظاہری آرائشوں سے انکو بہرہ کم تھا اور علم
اور دین میں بھی ہٹھکے تھے جیسے رائی کے دانے سوائیں سے جو ایک سرسبز ہوا اور رسالت کے
درجے کو پہونچا سب پیغمبروں سے افضل اور اعظم ہوا اور دور کے آدمی اور پساڑی اور جنگلی
رہنے والے اُسکے عہد میں درخت شرع کے سایہ میں آئے اور تیسری تمثیل ارشاد ہی حضرت
علیہ السلام کی تو ایسی کھلی ہوئی خبر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کہ اُس میں
حاجت تحصیل لطائف زمین معلوم ہوتی پر زانے فہم عوام کے لکھتا ہوں کہ مالک باغ انکو کا باقیعہ ہو
اور تانستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل اور احاطہ کرنا حدود شرعی کا مقرر کرنا ہو جیسا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اور کولہو اور برج بنانا لہذا اُن ایمانیہ اور سر بلندی
دینی اسمیں رکھنا مراد ہو اور مالیدین سے شریعت کہ رکھو اے علما لوگ مراد ہیں اور صاحب
باغ کا چلا جانا وحی الہی کا چھپ جانا مراد ہو اور یہی وہ وقت پر پہونچانا احکام الہی کو سنانے
وقت پر سجالانا ہو جس طرح ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اور نوکروں سے
مراد پیغمبر بنی اسرائیل ہیں جو بعد حضرت موسیٰ کے تشریف لائے اور سرکش مالی بنی اسرائیل
جنہوں نے پیغمبروں کو قتل کیا اور بیٹے سے مراد وہ شخص ہے جو بن باب صرت کلمہ اللہ سے پیدا ہوا
یعنی عیسیٰ ابن مریم کہ انکو معاذا اللہ حدود شرعیہ سے خارج اور کافر ٹھہرا کر اپنی دولت میں مار ڈالا اور
دوسرے مالی جنکو باغ سپرد ہو گا وہ ہمارے حضرت کے تابعین ہیں اور پھر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں کہ لوگوں نے آپ کے جد اسمعیل کو اور اسمعیل کی اولاد کو نامقبول جانکر میراث پدیری نبی
سودہ پھر کوئے کا سرا ہوا یعنی مقصود اعظم اور آخری زمانہ کا پیغمبر ہوا اور جو کونا عمارت کا بلندی کی

عالمی جو اس سے بھر جائیگا یہ وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری اور مسلم وغیرہ نے با سند و تصدیق استخراج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں عمارت نبوت کا کلمہ ہوں اور میں وہ انیس ہوں جس سے عمارت نبوت خالی کو ناجہر کیا سو حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ تم اس بات کا یقین نہ لاؤ گے اور کہو گے یہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان اسرائیلیہ سے سلسلہ نبوت کا منقطع ہو گیا لہذا میں کہتا ہوں کہ یہ بات خدا کی طرف سے اور اسکی تقدیر اور صفت سے ہے اور یہ وعدہ انکا جو ابراہیم سے کیا تھا کہ اسمعیل کو میں برکت دوں گا اور بار و کر ونگا اور اسکے لیے امت عظیم بناؤں گا پورا ہوتا ہے اور اگر مجھ کو جھٹلاتے ہو تو کتا ہوں میں دیکھ لو کہ حضرت اشعیا کیونکر یہ صاف فرما چکے ہیں کہ جس بچہ کو معارون نے نامقبول بنا دیا وہی کوئی نہ کامر ہو اسد امی بنی اسرائیل تم آپ کو بڑی شان والا سمجھتے تھے اور اسمعیلیوں کو حقیر و ناچیز جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نبوت ہمارے گھر میں ہی ملے گی اب خدا کی بادشاہت اور دولت نبوت بنی اسمعیل کو ملیگی اور تم سے چھینی جائیگی کیونکہ تم نے پیغمبروں کو قتل کیا اور جھوٹا کیا اور بھی انکو خدا کا حکم دیا جائیگا کہ جو کوئی بے تمیز ہے ادب آکر کرے اور لڑائی کا ارادہ کرے اسے کھل دو اور جب کوئی نافرمان دیکھو اسپر جا کر دو اور پس بڑا لو کہما قال فاقبلوہم حیث وجدتموہم اور اسی ملک السموات اور بادشاہت آسمانی کے اجرا کی حضرت عیسیٰ کو تمنا تھی کہ ناز میں دعا کرتے تھے چنانکہ پہلی انجیل کے چھٹے باب میں حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو نماز تعلیم کی اور فرمایا نسخہ ۱۷۷ اس طرح دعا مانگو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہر تیرا نام مقدس اور کرم ہو تیری بادشاہت ہو دے اور سب تیری مرضی کے مطابق حیا آسمان پر ہوتا ہو زمین پر ہو سو یہ تمنا حضرت عیسیٰ کی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے میں حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہنچے گا اور یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ بچہ عیسیٰ تھے سر غلط ہے اول تو یہ تمیلین کی طرح اُن سے میل نہیں کھاتین دوسرے یہ کہ اگر عیسیٰ وہ بچہ ہو ہین تو اس قدر اور کوئی ہو بچہ خدا ہو جائیگے ایک اللہ ایک عیسیٰ ایک روح القدس ایک یہ ابن اللہ اور دوسری بشارت اور خوشخبری جکا ذکر قرآن شریف میں یوں ہے اذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم بصدد قالمین یدی من التورۃ وبشر اباقی من بعدی اسمہ احمد یعنی کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے کہ اے بنی اسرائیل میں بے شک خدا کا بھیجا ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا ہوں انکو جو تورات میں ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آئیگی اور اسکا نام احمد ہے اس آیت کا مصداق جو تھی انجیل ۱۷۷ میں اس طرح ہے لکنی اقول لکم انی خیر لکم انی

لانی ان لم اطلق لم یأکم الفار قلیط فان انطلقت ارسلناه الیکم فاذا جاک یوخی العالم علی خطیبتہ
و علی ہر دو علی حکم انجیل مگر عیسائیوں کے ہاتھ جس طرح انجیل کے اور مقاموں میں اور تواریخ میں بھی
خرابیان واقع ہوئی ہیں اسی طرح اس جگہ بھی کئی خرابیاں پڑی ہیں ایک یہ کہ عیسیٰ کا کلام
عبری باقی نہ رہا صرف ترجمہ یونانی کہ اصل قرار پایا جو یہ گیا سو اس جہت سے یہاں بھی احمد کا
ترجمہ یونانی میں ہلفظ فار قلیط کہ والا اور ناموں کا ترجمہ کر دیا بیبل والوں کا دستور ہے مگر معلوم
ہوتا ہے کہ بنیت فاسد تبدیل نہیں کی ہو بلکہ عادتاً اس واسطے کہ یہ لفظ کئی معنوں میں مشترک ہو
یعنی تسلی دہندہ اور شفاعت کنندہ اور دکالت کرنے والا اور برا سراہنے والا اور برا سراہا گیا
دوسری خرابی یہ کہ جب انجیل کا اور زبان میں ترجمہ کیا تو فار قلیط کو بھی ترجمہ کر دالا کہ بعضوں
تسلی دہندہ اور کسی میں شافع اور کہیں وکیل اور کہیں امید گاہ عوام اور بعض نسخوں میں
رسول مگر سراہنے والا اور سراہا گیا نہیں لکھتے ہیں کیونکہ یہ ترجمہ اسما و رسما آنحضرت پر
صادق آتا ہو میرے یہ کہ فار قلیط کی جگہ بطور تفسیر روح القدس کا لفظ لاحق کر دیتے ہیں
اور یہ طریقہ اسحاق اگرچہ خالی از حسد نہیں ہو لیکن ہر گاہ کہ بلا سبب ظاہری بھی یہ لوگ
الحاق کرتے آتے ہیں کچھ شکایت نہیں چنانکہ انجیل چارم کے باب اول درس ام نسوئیس
میں ہے قد وجدنا مسیا الذی تاویلہ المسیح و سلاسلہ ماسیح را کہ ترجمہ آن کر سطوس میا شد یا فتم
در مسئلہ اسبغ مسیح کو جبکہ ترجمہ کر سطوس ہو پایا در مسئلہ اسبغ فرشتہ یعنی مسیح کو پایا اور اررو
نعت یونانی کے بالاتفاق ثابت ہو کہ کر سطوس معبود حقیقی یعنی اللہ کو کہتے ہیں اور مسیح کا
ترجمہ کسی زبان میں اللہ نہیں ہوا اور نہ کر سطوس یعنی مسیح ہی پس محض موافق اپنے عقیدے
یہ ترجمہ بطور تفسیر کر بالکل جھوٹے پیچھے سے بڑھا دیا ہو اسی طرح حضرت ارمیا کا نام بدل دیا جو
اور مسیح کی تفسیر نجات دینے والی سے کردی علیٰ ہذا القیاس بہت نام اور بہت لفظیں تواریخ
اور انجیل میں تفسیر بغیائدہ زیادہ کردی ہیں تاکہ حسد چھپا رہے اور عداوت پر پردہ رہے
یہاں سے صاف ثابت ہو گیا کہ انجیلوں میں علاوہ از ترجمہ تفسیر انجیل لفظیں ملائے
رہے ہیں اور وہ تفسیر غلط بھی ہوتی رہی ہو اس پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی
زبان میں ترجمہ فار قلیط کیا اور پیچھے سے اسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کر کے بڑھا دی
مالا کہ جو جوتے اور نشان حضرت عیسیٰ علیہ السلام فار قلیط کے دیتے ہیں اور انجیلوں میں
اس وقت تک موجود ہیں آئندہ دیکھا جائے رہیں یا نہ رہیں ہرگز روح القدس پر نہیں جتنے کیونکہ

عیسائیوں کے اصول پر روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور تابع مطلق ہو
 اسکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے آئندہ میں کیونکہ تجویز کیجا سکتی ہو اور اگر کوئی
 شبہ کرے کہ حضرت خاتم النبیین تو کافہ عالم کے لیے مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ کے
 قول سے جو انجیلوں میں بالفعل مذکور ہو کہ وہ فارقیط میرا منصب پاویگا اس سے بڑا فرق
 پڑتا ہو کہ چونکہ حضرت عیسیٰ صرت بنی اسرائیل کے لیے مبعوث ہوئے تھے یا کوئی یہ شبہ کرے کہ
 حضرت خاتم النبیین سے انجیل کے بجائے ظاہری حکموں کی مینعاد تمام ہوگئی مینی وہ احکام
 منسوخ ہو گئے ہیں اور بیان حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا منصب ہو سو وہ پاویگا تو چاہے
 کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت عیسویہ کا منسوخ نہو یا کوئی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ نبی اسرائیل
 میں سے تھے اور بن باب پیدا ہوئے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تھے
 سوال سب شبہوں کو حضرت عیسیٰ نے ایک ہی جگہ میں رفع کر دیا ہو یعنی فرمایا ہو کہ یہ جو میں نے
 کہا کہ انجیل از آن من است خواہ یافت سو اسو سطلے کہا کہ انجیل نزد پدر من است از آن من است
 یعنی جو خدا کے پاس ہو سو میرا ہو اس صورت میں فارقیط کو جو کچھ خدا سے بیگا سو اس پر
 چنانچہ مشہور ہے من کان اللہ کان اللہ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہو اللہ اسکا ہو جاتا ہو اور بتی
 احوال اس قول کا احوال حضرت ابراہیم علیہ السلام میں لکھا گیا ہو اور تفصیل اس مقام کی
 اگر درکار ہو تو موصوفہ الضمیر و استفسار ملاحظہ کرنا بہتری الغرض اسی طرح اشارات و بشارات
 ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقید نام حضرت موسیٰ و عیسیٰ و غیرہ انبیاء علیہم السلام
 کیے اور دیے ہیں لیکن یہودیوں اور نصرانیوں نے نکال ڈالے اور کسی انجیل میں اب کچھ
 اشارت پاتے ہیں اسکو بھی نکالتے رہتے ہیں اور جس مقام سے نکالنا دشوار جانتے ہیں ان
 اس کتاب کو جعلی بتلاتے ہیں چنانچہ برنباہ کی انجیل میں اب تک بصر نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بشارت حضرت عیسیٰ کی مرقوم ہو اور اسی سبب سے اسکو جعلی قرار دیتے ہیں اور کوئی بند جلیت
 اور تعین زمانہ جعل اسکے پاس نہیں ہو اور فقیر کا تب الحروف نے ایک معتد انگریزی دان سے
 سنا ہو کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے مصلوب ہونے کی گفتگو میں تقریباً فرمایا ہو کہ اے برنباہ یقین جان
 کہ اگرچہ کسی طرح کا گناہ چھوٹا ہو مگر خدا سے تعالیٰ اسکی سزا دیتا ہو میری والدہ اور میرے
 حواریوں نے بغرض دنیا مجھے محبت کی خدا اس سے ناخوش ہوا اور شیوہ عدالت سے یہ چاہا
 کہ اسکے اس عقیدے کی سزا دیتا میں انکو دے تاکہ عذاب و فرج سے بچیں اور میں گو کہ دنیا میں

یہ قصہ بتھا مگر اس واسطے کہ بعض لوگوں نے مجھے خدا و ابن اللہ کہا خدا کو یہ بات خوش نہ آئی اور اس
 یہ چاہا کہ رب و زشتیہ طین مجبوزہ منسین اور مضحکہ زکریا لہذا اپنی عنایت سے بہتر چاہا کہ اس عالم میں
 یہود کی موت سے میری تضحیک ہو جائے اور ہر شخص میری نسبت یہ گمان کرے کہ سولی دیا گیا مگر
 یہ سب تضحیک محمد رسول اللہ کے آئینہ نگار ہو گئی جب کہ وہ دنیا میں آویگا تو ہر ایک ایمان دار کو اس
 غلطی سے آگاہ کر دیا اور اس کے دلوں سے وہد کا اٹھا دیا انتہی اور اس بات کی تحقیق میں نے ستر
 چار برس فرس تمام بیع صاحب جہ میں پوری سے کی آتے انجیل مذکور لیکر کہا درست ہو لیکن یہ انجیل
 جعلی ہو تب میں نے کہا کہ یہ تو پرانی کتاب ہو ہمارے پیغمبر جلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے سیکڑن برس
 پیشتر لکھی گئی ہو جہلا اس میں جعل کیونکر ہوا کہنے لگا کہ سرور عالم صلعم کی بعثت کے بعد اس محمدی
 یہ فقرات بڑھا دیے ہیں نے کہا آپ حاکم عدالت ہیں ایسا سخن بلا سند کہنا ظلمات کے خلاف ہو اگر
 شخص محرف کا نام اور زمانہ تحریف کا بیان کیجیے تو البتہ ملو خاموشی ہو سکتی ہو یا کوئی نسخہ حضرت صلعم کے
 پیشتر کا لکھا ہوا دکھلائیے کہ ہمیں یہ فقرہ نہ تو تو ہم اس صورت میں مانینگے جب کہ پرانا ہو یا اسکا باسنا
 متصل ثابت ہو صحت پرانا ہونا کا غذا کا دلیل نہیں ہو سکتا اسکا جواب صاف نہ دیا یہ کہا کیونکر
 دلیل ہو گا میں نے کہا کہ جب دنیا کے کام میں حکام عدالت پرانی دست آور کو صرف پرانے کا
 ہونے سے اور اگلے زمانے کی تاریخ لکھی ہو سکتی ہے اس زمانے کی نہیں سمجھتے تو دینی نزاع میں
 کب ایسی رتائز قابل اعتبار ہو خصوصاً جب کہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ اس میں تقیہ ایمان میں خائیں
 و دغا باز تھے کہ یہ امر گواہی حضرت ارمیا و اشعیا و عیسیٰ علیہ السلام سے اور بیان بطرس پوکس
 ثابت ہو لیکن میرے اس کلام کو شنیدہ ناشنیدہ کر کے مثل کے پیش کرنے کا اشارہ کیا فائدہ
 از روئے تجویز جناب قدوۃ المحمدین و عمدۃ المتقین مولانا و اولادنا محمد رفیع الدین دہلوی سرور
 سرہ الغزنیہ کے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سال پانچوڑا چھ سو سترہ ہجو طعی میں
 آسمان پر مرفوع ہوئے یعنی مہبوط آدم علیہ السلام سے اسی زمانہ گذرا تھا اور ذکر حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کا سورہ بقرہ سورہ نسا و مائدہ و مومن و مریم و ہود میں ہو۔

قصہ اصحاب کعبہ

روایت صحیحہ پر کہ اصحاب کعبہ چند جوان اشراق روم سے تھے مگر بڑے دیندار و عابد و مہربان
 خدا شناس کہ ہمیشہ عبادت خدا و طاعت کبریا میں معروض رہا کرتے تھے اور دین عیسیٰ علیہ السلام
 پیروی کیا کرتے جب مہبوط آدم علیہ السلام سے پانچ ہزار سات سو چھپن برس گذرے اور اہل انجیل

بت پرست و مشرک ہو گئے تو سلاطین مشرکین نے یہ دتیرہ اختیار کیا کہ عوام و خواص کو پکڑے اور
بت پرستی کراتے ناچار اہل دین اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگنے لگے اور شہر اسے آبائی چھوڑ کر اور
شہروں کو چلے آسی عرصہ میں ایک بادشاہ ناپاک سفاک ظالم و بیباک و قیانوس نام بت پرستی
شہرہ آفاق اور نا خدا ترسی میں طاق نطا ہر ہوا اور اسے یہ طریقہ جاری کیا کہ سب لوگوں کو
دعوتِ شریعت و بت پرستی کرتا چلا اور اسی حرکت کو بر ملا دینداری کہنے لگا یہاں تک کہ جو کوئی اسکی
بتوں کو مانتا اسے چھوڑ دیتا اور جو نہ مانتا اسکو تکلیف دیتا خواہ سچ پرستش کر دیتا سو وہ نابکار
دیہہ بدیہ گشت کرتا ہوا اور لوگوں سے اپنا عہد و پیمان مضبوط کرتا ہوا شہر افسوس میں جبکو سلام
لوگ طر سوس کہتے ہیں اور جانب شمال ملک روم واقع ہو ہو چکا سو اس شہر میں چند جوان با ایمان
رہتے تھے وہ خبردار ہوئے اور تفرغ و زاری جناب باری میں شروع کی اور تسبیح و تہلیل و تہننفا
و صوم و صلوة میں مشغول ہوئے کسی بدکیش خیل خور نے مغبری کی بادشاہ نے انکو طلب کیا اور
پوچھا کس کی عبادت میں مصروف رہتے ہو وہ غریب بیکس بولے ہم اپنے خدا کی عبادت کرتے ہیں
اور دین حق عیسوی پر قائم ہیں بادشاہ نے کہا بت پرستی اختیار کرو وہ منکر ہوئے کما قال اللہ تعالیٰ

فی سورة الکہف زودنا ہم ہدی و ربنا علی قلوبہم اذقا موانعاً لوار بنا رب السموات والارض انی عوا
من دونہ الہا یعنی زیادہ ہی پہننے انکو ہدایت اور گمراہی دے دی اُنکے دلوں پر جب کھڑے ہوئے باؤشاہ
پاس اور بوسے ہمارا رب جو رب آسمان وزمین کا نہ پکار نیگے ہم کے سوائے کیسکو ٹھا کر تب باؤشاہ
اُنکے لباس وزیورات چھین لیے اور کہا تم خود سال بہ عقل کامل تلو نہیں ہر تین دن میں سمجھکر
جواب دینا اور میں دوسری طرف جاتا ہوں وہاں سے معاودت اس شہر کی منظور ہو اگر خوشی سے
میرا کہنا نہ کرو گے تو سجدہ کر کے کرنا پڑیگا لہذا تلو ارشاد ہوتا ہے کہ اس وصیت کو ختمات سے سمجھو
اور خوب غور کرو کہ خلاف حکمی میں سرسر نقصان ہو چنانچہ آن بیچاروں نے ذبح ہونا اس ناپاک
غنیمت سمجھا اور اپنے اپنے گھر گئے اور باہم شور سے کیا اور بتبضائے اغراض مالایطابق منہن لمرسلین کچھ
زاد راہ اپنے اپنے گھروں سے لیا اور پہانگی جانب روانہ ہوئے سداہ میں ایک چراہہ ملا مرحلوس خواہ
دینیون نام وہ بھی ایمان لا کر ساتھ ہوا اور اسے اُنکے ایک کتا پاؤ لٹکا بھی باوصف ذبح کرنے مگر کے ہوا چلا
اور حکم اتھی ناطق ہوا کہ میں خدا کے محبوب کا محب ہوں تم سب پیار میں چلا کر آرام کرو میں جو کیداری
کردنگانا چار آگے بڑھے اور غاربیل میں پہونچے چوراہے نے کہا میں نے ایک غار دکھائی جو دار جلگیر
چھو مو اس جگہ سے حب ہدایت اُسکی غار میں گئے کتا بھی لگا ہوا ساتھ ہی سوچا حضرت

ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ گناہ اس مردانہ کا تھا اور سپاہ شہر سے قریب تھا نام اس کا بنا جلوس یا بجلوس اور نام غار کا حرم تھا الغرض اسی حرم محرم میں با عزت مخفی ہوئے اور عبادت کرنے لگے فائدہ اسماء اصحاب کعبہ میں اختلاف ہو چکا ہے کہتے ہیں یحییٰ مکسینا مرقوس تبوتیس ساریٹوس و زوناس کہ شیطیطوس یہ قول ابن عباس کا ہو اور بعض کے نزدیک یحییٰ مکسینا مرقوس مرقوس شادیوس اسم مرقوس واسم کلب قطمیر یہ قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہو اور بعض کہتے ہیں یحییٰ مکسینا کلب کثا علیہ نرس نریونس یوانس بوس اسم کلب قطمیر اسی طرح بہت اختلاف ہو کہ قاموس میں مذکور ہو ایک روز سید و عاقب مع چند نصاریٰ اہل بجران حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے کہ اصحاب کعبہ کا ذکر چلا سید یعقوبی بولا اصحاب الکعبہ کا نوا ثلثہ رابعہم کلہم یعنی اصحاب کعبہ میں شخص تھے چوتھا انکا گنا تھا و ہذا قول الیہود اور عاقب فسطوری نے کہا کا نوا ختمہ سادہم کلہم یعنی اصحاب کعبہ پانچ ہیں چھٹا انکا گنا ہو و ہذا قول النصاریٰ اور اہل اسلام ابقاہم اللہ تعالیٰ الی یوم التنا و خطہم اللہ من الشر افساد ہونے کا نوا سبتہ و ثامنہم کلہم یعنی اصحاب کعبہ سات آدمی ہیں اور آٹھواں شمار میں انکا گنا ہو یہ کہنا اہل اسلام کا باخبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھائیں اللہ جل شانہ نے سورہ کعبہ میں نصاریوں کا قول اور یہی یہودیوں کا رد کیا کہا قال سیتقولون ثلثہ ثم رابعہم کلہم و یقولون خمسہ سادہم کلہم رجا بالغیب یعنی اب یہ بھی کہینگے وہ تین ہیں چوتھا انکا گنا اور یہ بھی کہینگے وہ پانچ ہیں چھٹا انکا گنا بن دیکھے نشاناً پتھر چلانا اور قول مسلمانوں کا درست فرمایا کہ یقولون سبتہ و ثامنہم کلہم یعنی یہ بھی کہینگے سات ہیں اور آٹھواں انکا گنا اور صحت اس قول کی سطح نکلی کہ اول اللہ تعالیٰ نے کافروں کے قول کو بن دیکھا نشاناً فرمایا اور اس مقولہ کو اسمیں سے علیہ کیا دوسرے ثامنہم پر حرف واو ایشاد کیا واسطے تحقیق حکم کے گویا کہ بیان اختلاف کلام مجر نظام تمام کیا اور یہ ارشاد فرمایا و یقولون سبتہ بعد اسکے تحقیق اسکی یون فرمائی و ثامنہم کلہم و ثامن نہیں ہوتا ہی مگر بعد سبع کے اور یہ جوارشاد ہوا قل ربی اعلم بعد تم ما یعلم الا قلیل یعنی تو کہہ میرا رب بہتر جانتا ہی انکی گنتی انکی خبر نہیں کہتے مگر تھوڑے لوگ سو حضرت ابوبکر فرماتے تھے کہ انا من القلیل کا نوا سبتہ باجمہ جب اصحاب کعبہ غار میں پوشیدہ ہوئے تو کئی دن بعد دقیا فوس شہر میں داخل ہوا اور اہل ایمان میں ایک شور مچا یلیخا کہ ہر روز بھیس بالکر شہر سے کھانا لاتے تھے آس دن جب گئے تو خبر آئی اس کافر کی ملی وہ بیچارہ خون کے مارے کچھ کھانا لیا کچھ نہ لیا بھاگے اور اپنے یا ر دن سے کہنے لگے کہ دقیا فوس آگیا

سب کے سب خون سے رونے لگے اور اللہ پر توکل کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور دعا مانگی
 رہتا آتشا میں لذنک رحمۃ دہینی لئامن امرنا رشد یعنی اسے رب دے ہمو اپنے پاس سے مہر
 اور بنا ہمارے کام کا بناو یعنی روزی دے اور دشمنوں سے بچا اور ہمارا کام کہ نشتی ہر بخت
 کفار ہی بخوبی آتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی بعد اسکے انکو نیند آئی سو گئے اور
 اور بادشاہ نے انکی تلاش شروع کی شہر والوں نے کہا وہ تو بھاگ گئے بادشاہ نے انکے
 مان باپ کو بلوا کر تنگ کیا آنھوں نے عرض کیا کہ ای بادشاہ وہ لوگ ہمارا مال بھی لیکر اس پہاڑ کی
 کھود میں پوشیدہ ہو رہے ہیں سو بادشاہ خبر پا کر پہاڑ کی طرف گیا اور کھود میں جا کر دیکھا تو وہ
 سوتے تھے اسنے جانا جاگتے ہیں کہنے لگا کہ اس کھود کا دروازہ پتھروں سے بند کر دو کہ مر جاؤں
 اور یہی غار انکی قبر ہو جائے یہ اسوا سے لگا کہ اصحاب کھف میرا کلام سنکر کہنا مانینگے حالانکہ وہ
 رب سوتے تھے اور کتا چو کھٹ پر پانوں پیارے سوتا تھا اونکو کیسے خبر بھی نہوئی کہ یہ مردود کیا
 کتا ہو غرض کہ دقیانوس دروازہ بند کر کے چلا آیا اور میددوس اور رویاس کہ یہ دونوں ایمان دار
 آنھوں نے درختیان رائے کی لیکر اصحاب کھف کا سارا حال لکھا اور اس غار کے دروازے پر
 ایک تابوت میں بند کر کے رکھ دیا کہ شاید قبل قیام قیامت کوئی قوم ایمان دار ظاہر ہو اور اس
 لوح کو پڑھے اور انکے احوال سے مطلع ہو کہ قوت ایمانیہ حاصل کرے اور جانے کہ ایمان
 اسکا نام ہر فائدہ یہ غار جانب جنوبی پہاڑ میں واقع ہے اور کھلی جگہ ہے تنگ نہیں التکی قدرت سے
 نہ اس مکان میں دھوپ آوے نہ مینہ پہونچے نہ ہوت گرسے کما قال فی سورہ الکھف تریس
 اذا طلعت تنزاد عن کھف ذات الیمین واذا غربت تھضم ذات الشمال و ہم فی فجوۃ منہ سینے تو
 دیکھے دھوپ نکلتی ہے چ جاتی ہے انکی کھود سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کتر جاتی ہے اسنے
 بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں یعنی وسط غار میں واقع ہیں کہ ہوا کی روح وہاں پہونچتی ہے اسی
 سبب سے تعفن سے محفوظ ہیں اور نہ پہونچنا دھوپ کا محض اللہ کی قدرت سے ہے کما قال اللہ
 وذلک من آیات اللہ یعنی یہ بات عجائب قدرت ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قول اللہ تعالیٰ
 اس طرح ہے کہ یہ غار مستقبل نبات النفس واقع ہے اس باعث سے وہاں دھوپ نہیں جاتی خالی
 از خطا نہیں بلکہ صریح انکار قدرت حق ہے بالجملہ اصحاب کھف کا سونا عجیب طریق سے ہے کہ انکے
 کھلی ہیں گویا جاگتے ہیں اور چہ برس کے بعد کروٹ لیتے ہیں اور بعض کے نزدیک ہر سال بروز
 عاشورہ جاگتے ہیں اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ چھ مہینے کے بعد کروٹ لیتے ہیں

اور اس مکان میں اللہ نے دہشت رکھی ہو تاکہ لوگ اسکو تماشائے پیرین کہ سبب تکلیف ہو چنانچہ
 ارشاد ہوتا ہے و تعظیم ذات الیمین و ذات الشمال و کلہم باسط ذراعہ بالوصید لو اطلعت علیہم
 لولیت منهم قسرا و الملت منهم رجبا یعنی کروٹ دلاتے ہیں ہم انکو داسنے اور بائیں اور
 کتا انکا پیار رہا ہو اپنے بازو چوکھٹ پر اگر تو جھانک دیکھے انکو تو پیچھے دیکھ بھاگے آنسے
 اور جمع جائے تجھیں انکی دہشت بعضے کہتے ہیں دشت مکان سے دہشت ہو بعضے کہتے ہیں
 آنکھیں انکی کھلی ہیں اسی سے دہشت ہو اور بعضے کہتے ہیں بال و ناخن بڑھ گئے ہیں
 اس باعث سے دہشت ہو اور کاتب الحروف کے نزدیک اللہ نے اس جگہ اپنی قدرت سے
 دہشت رکھی ہو تاکہ اصحاب کعبہ کو کوئی دیکھ نہ پاوے والا وہ مکان تماشائے ہوجاتا اور ان کو
 تکلیف ہوتی فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ نام کتے کا قطیعہ ہو و ہذا تفسیر ابن عباس رضی اللہ
 وہو الامح اور بعضے قطیعہ اور بعضے ثور اور بعضے ثور اور بعضے صہبایا قطویا حمران یا بیان
 بیان کرنے ہیں اور بعضے قائل ہیں کہ وہ کتا از جنس کلاب ہو اور ابن جریر کے نزدیک
 از قسم شیر ہو اور اہل عرب اسکو کلب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ حضرت صلعم نے عقبہ بن
 ابی لبب کے حق میں فرمایا اللہم سلط علیہ کلبا من کلابک سو شیر نے عقبہ کو بھاڑا لا محمد
 بغوی نے لکھا ہے کہ یہ کتا دروازہ غار پر بازو پھیلائے سوتا ہو جب اصحاب غار کروٹ
 لیتے ہیں یہ بھی اپنے کان بدلتا ہو اور خالد ابن معدان سے روایت ہو کہ بہشت میں
 داہ نہوگا مگر کتا اصحاب کعبہ کا اور گدھا بلعم باعور کا اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ
 رنگت کتے کی زرد ہو اور بعضے سرخ اور بعضے مٹی کے رنگ بیان کرتے ہیں اور تفسیر
 زاد المسیر میں ہو کہ سر اسکا سرخ ہو اور پشت سیاہ اور پیٹ سفید دم ابق فائدہ ہمارے دین میں
 کتا رکھنا ممنوع ہو مگر علماء بنا بر شکار اور محافظت زراعت و مویشی دفعا للبح لا باس بہ فرماتے ہیں
 لیکن حدیث صحیحین جو ابو طلحہ سے مروی ہو کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے اس گھر میں جان کتا ہو
 عام ہو یعنی کسی قسم کا کتا ہو ہونا اسکا مانع دخول ملائکہ ہو اور ملائکہ سے مراد غیر کرام کا تبین اور
 فاطمین ہو کہ ان فی مظاہر الحق اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
 کہ ایک روز حضرت صلعم نے صبح فرمائی انگلیں اور خاموش اور حضرت میمونہ سے سبب رنجیدگی میں
 ارشاد کیا کہ جبریل نے مجھے وعدہ کیا تھا ملاقات کا آج کی رات سو ملاقات نہ کی خبردار ہو قسم خدا کی
 نہیں خلافت وعدہ کیا جبریل نے مجھے کہوں پھر آیا حضرت کے دل میں کتے کا بچہ کہ پھر اکتھا

انکس
 دہشت
 دہشت

نیچے خیمہ حضرت کے یعنی حضرت کے دل میں آیا کہ اس بچے کے سبب سے جبرئیل نہیں آئے پس حکم کیا
 حضرت نے آسکے نکالنے کا سو وہ نکالا گیا پھر لیا حضرت نے اپنے ہاتھ میں پانی اور چھڑکا اسکی
 نشہ گاہ پر جب شام ہوئی تو حضرت جبرئیل آئے حضرت نے فرمایا تمہیں وعدہ کیا تھا مجھے ملنے کا
 شب گذشتہ میں کہا میں ہم نہیں داخل ہوتے اُس گھر میں جہاں ہوگتا یا صورت پھر صبح کی حضرت نے
 اُسدن اور حکم دیا کہ توں کے قتل کا یہاں تک کہ حکم کیا کہ چھوٹے باغون کے کتے بھی مارے جاوے
 کہ اس میں جذبان احتیاج محافظت نہیں ہوتی اور چھوڑ دیا بڑے باغون کے کنوئیں کو کہ ان میں
 احتیاج محافظت بہت ہوتی ہو اس حدیث سے علمائے نکالا کہ واسطے محافظت زراعت کے کتا
 رکھنا جائز ہو گھر میں رکھنا درست نہیں ہوا اور مشکوٰۃ الصابج میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
 کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ایک قوم کے گھر انہما سے حالانکہ نزدیک اُنکے گھر
 اور وہاں کے تھے یعنی وہاں نہ جاتے پس گراں معلوم ہوا انکو یہ سو عرض کی اُن لوگوں نے کیا یا رسول اللہ
 آپ تشریف لاتے ہیں فلاں گھر میں اور نہیں جلوہ فرما ہوتے ہمارے گھر خلاصہ یہ کہ ہمارے تقصیر
 کیا ہو فرمایا پیغمبر خدائے کہ میں تمہارے گھر اس سبب سے نہیں آتا کہ تمہارے گھر میں کتا ہو
 آنھوں نے کہا حضرت اُنکے گھر میں بلی ہی یعنی درندہ ہونے میں دونوں برابر ہیں پھر کیا فرق ہو
 کتے اور بلی میں تو فرمایا حضرت نے اگرچہ بلی درندہ ہو لیکن نجاست و شیطنت نہیں رکھتی کہ مانع
 آنے فرشتوں کی ہو بخلاف کتے کے کہ نجس ہو اور انہیں شیطنت ہو کہ مالکیت کی ضد و خلاف ہو
 اور اسی طرح انبیاء طبعیت فرشتوں پر ہیں اس جگہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کتا رکھنا نہ چاہیے
 کہ واسطے کہ جب فرشتے گھر میں نہ آئے تو وہ رحمت سے خالی رہا فائدہ تفسیر امام تھلہی میں ہے کہ
 جو کوئی آیت کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید لکھکر اپنے پاس رکھے گزندہ دیوانہ سے محفوظ رہے اور
 تفسیر میں ہے کہ جہاں کہیں لگے اور اصحاب کھف کے نام لکھکر ڈال دے تو فوراً وہ آگ ٹھنڈی ہو جا
 فائدہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں فرماتے ہیں کہ شامین نے
 حضرت عبدالرحیم اپنے والد سے کہ فرماتے تھے اصحاب کھف کے نام امان دوسرے اور جتنے اور غارتگری
 اور جوری سے مایں الفاظ آتی سحرۃ بطن کسلینا کشفو طہ اور فطیونس کشفو طہ تبیونس بونس
 بوس و کلبہم تفسیر علی اللہ قصدا البیل و منها جابر جہتہ بعد تنج کتب ماویث اور فقہ کے دریافت ہوا
 کہ مسلمانوں کو کتا پالنا اور گھروں میں رکھنا مکروہ ہے اور قیمت اسکی صرف میں لانا صورت غبت پیدا کرتا ہے
 مگر واسطے محافظت باغات اور زراعت اور مویشی اور شکار کے بشرطیکہ تعلیم درست پایا ہو مصلحت

بعض حدیثوں سے ظاہر ہو کہ جو شخص کتا پالے سو اسے کتے مویشی یا شکاری کے توکم کیا جاتا ہے عمل ثواب اسکا دو قیراط ہر روز اور بعض حدیثوں میں ہو کہ جو کوئی پالے کتا سو اسے کتے مویشی یا شکاری کہیں گے کہ ہوتا ہے ثواب اسکا ایک قیراط چنانچہ یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں لہذا عالموں نے کہا کہ نقص عمل بسبب کہ داخل ہونے فرشتوں کے ہو گھر میں اور بعضوں نے کہا بسبب ایذا رسانی کے ہو اور بعضوں نے کہا کہ جب گھر میں کتے رہتے ہیں تو وقت غفلت باسنوں میں منہ ڈالتے ہیں اور یہ نقصان قیراط اور دو قیراط کا جو حدیث میں آیا سو یہ کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ جب تک مخالفت کتوں سے کم ہو تو ایک قیراط کم ہو گا۔ جب مخالفت اسے زیادہ ہو تو بطور زجر و شدید دو قیراط کا نقصان فرمایا خواہ بسبب اختلاف انواع کے یہ تفاوت ارشاد ہوا یعنی بھٹے کتوں سے ایذا کم ہو پختی ہو لوگوں کو اس میں ایک قیراط کم ہوتا ہے اور بعض میں ایذا زیادہ ہوتی ہے اس میں دو قیراط کم ہو گا خواہ باعتبار مکانوں کے ہو کہ بعض مقامات میں کتوں کے پالنے سے بقدر دو قیراط کمی ثواب کی ہوتی ہے جس طرح حرمین شریفین اور بعض میں بقدر ایک قیراط جس طرح اور مکانات خواہ دو قیراط شہروں اور قریات میں ہوتا ہے اور جنگلوں میں ایک قیراط اور عالموں نے فرمایا کہ قتل کرنا کتوں کا مخصوص مایہ منورہ سے تھا کہ وہ مضبوط ملا کہ تھا اسکا پاک کرنا ایسی چیز سے کہ مانع دخول ملا کہ ہو المانع تھا مگر اور مقاموں کے کتوں کو مارنا سو اسے کتے سیاہ خالص دونقطوں والے کہ یعنی جسکی آنکھوں میں دو نقطے سفید ہوتے ہیں اسکو حضرت نے شیعلا فرمایا ہے بسبب خباثت کے اور ایذا رسانی کے اور بسبب اس کے کہ نگہبانی بھی خوب نہیں کرتا اور شکار بھی نہیں کرتا بلکہ امام احمد اور اسحاق نے فرمایا کہ بسبب شیطنیت کے شکار اسکا حلال نہیں اور امام نووی نے فرمایا کہ لگ عقور یعنی گزندہ کا مار ڈالنا گو سیاہ نہو بالاتفاق جائز ہے اور اختلاف صرف اس کے مین ہے جو ضرر رسان نہو اور امام الحرمین نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کتوں کے مارنے کا اول حکم دیا تھا پھر نسخ فرمایا ہوتا تھا سے لگ سیاہ رنگ کے بعد از ان شیعین منع ہوا مگر سب کتوں کا جو ضرر رسان نہو کرتے ہوں گو کہ سیاہ رنگ بھی ہوں کدانی مظاہر الحق بخاری اور مسلم میں عدی بن ابی ظالم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب تو اپنے کھلے کتے شکاری کو چھوڑے اور خدا کا نام اسپر لیو سے تو شکار کو کھا عدی بن حاتم نے کہا کہ میں نے کہا اگر کتے شکار کو جان مار ڈالیں تو بھی کیا شکار حلال ہے حضرت نے فرمایا اگر باو بھی ڈالیں تو بھی حلال ہے جب تک دوسرا کتا غیر شکاری اس کے ساتھ مارنے میں شریک نہو اور عدی بن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں نے بے پیر اور بے گانسی کے تیر سے شکار کرتا ہوں اور شکار کو حاصل کرتا ہوں فرمایا کہ جب تو بے پیر بے گانسی کے

تیر کو مارے پھر وہ تیر شکار کے جسم میں لٹک کر چیر بھاڑ ڈالے تو اسکو کھا اور اگر تیر شکار کے بنیڈا ہو کر گئے
تو اسکو مت کھا ترجمہ مشارق میں ہے کہ اس حدیث سے بہت مسئلے شکار کے معلوم ہو سکتے ہیں کہ
کتنے کا شکار کھیلنا درست ہے دوسرے یہ کہ کتنے کو جب آپ شکار پر چھوڑا ہو تو حلال ہو اور اگر کتنا
خود بخود چھوٹ گیا اور شکار مار لیا تو حلال نہیں ہے تیسرے یہ کہ کتنے کی تعلیم شرط ہو اور تعلیم کی مستحق
کہ اسکو تین بار شکار پر چھوڑے اور ہر بار وہ شکار مار لائے اور خود نہ کھائے چوتھے یہ کہ کتنے کو
چھوڑنے وقت بسم اللہ کہنا شرط ہو اگر قصد بسم اللہ نہ بولا تو شکار مردار ہو اور اگر سہواً نہ کھا تو
حلال ہے یہ مذہب ہے امام اعظم کا اور امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ زبان سے کہنا واجب نہیں کا
نام اگر مسلمان کے دل میں ہو لیکن زبان سے کہنا مستحب ہے پانچویں یہ کہ اگر شکاری کتنے سے شکار
مر بھی جائے تو بھی حلال ہے چھٹے یہ کہ اگر شکاری کتنے کے ساتھ دوسرا کتا غیر شکاری شریک تو شکار
مردار ہو اسلیئے کہ جب حرام حلال جمع ہوئے تو احتیاطاً حرام غالب ہو جاتا ہے ساتویں یہ کہ بے فانیسی
تیر کے شکار میں زخم ہونا شرط ہو تاکہ خون ناپاک نکل جائے اور اگر بلا زخم صدمے سے مر جائے تو حلال نہیں
جیسے غلہ غلیل کا یا اینٹ پتھر جانور کو مار ڈالے تو مردار ہو کہ خون نہ نکلا یعنی شکار حلال اسی چیز سے
ہوتا ہے جو تیر ہو اور چیر بھاڑ ڈالے جیسے تلوار چھری گانسی راتیر وغیرہ فائدہ جب کوئی مشعل پیش آوے
تو نیت فاتحہ اصحاب کھف واسطے رنج اس سخت مشکل کے موجب ہو اور طریق اسکا یہ ہو کہ پوسنے چار سیر
گیہوں کا آٹا اور پوسنے چار سیر گوشت اور آٹھا اسکا پیاز اور آٹا پتھر گئی اور وہی دیوے اور بہت
اچھی طرح سے کپوا کر آدھ آدھ سیر کے حساب سے بخش دیا دے اور سات مسلمانوں کو جو صاحبین میں
معدود ہوں دیوے پھر انکو اختیار ہو جسکو چاہیں کھلا دیں خواہ آپ کھائیں اور ایک روز بپشتہ کسی
کتنے سے نوید دیوے کہ تمہاری کل دعوت ہو اگر وہ آوے تو بہتر ورنہ جو کتنا اسکو کھلاوے مگر
شرط ہو کہ اور حصوں سے پاؤں سیرم ہو یعنی کتنے کو پاؤں سیر کے حساب سے دیا جائیگا اور سات مسلمانوں کو
آدھ سیر کے حساب سے سیطرح کا تب ادراق نے محفوظات حضرت استاد الاتاؤ میں لکھا ہے یا پہلو
تجربہ بھی کیا ہے فائدہ یہ بھی عمل ہو کہ اصحاب کھف کے نام گھڑی دیواروں پر لکھے تو جن رنج ہو جا
کذا فی القول اجمیل فائدہ ہمارے حضرت جد امجد قدس سرہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر ایسا
اصحاب کھف چار سکو رہ گلی پر کہ آب رسیدہ نہوں لکھے اور چاروں گوشوں کھیت میں دھج کر دے
تو موشوں کی آفت سے وہ کھیت محفوظ رہے یا ایک پارہ کاغذ پر لکھ کر ایک پٹری میں باندھے
اسکو کھیت میں کھڑی کرے تو بھی یہی اثر بخشنے اور اگر کوئی شخص انھیں آسما کو نغالی بنا رسیدہ ہے

لشکر کھیتی غلہ میں رکھ دے تو غلہ خراب نہو اگر چہ مانی بھی ہو بچے فائدہ واسطے رفع دروازہ کے ان
 اساکو کاغذ پر لکھے اور دھو کر عورت کو پلاوے یا لکھ کر ان چپ میں باندھے واسطے تسبیل و لاوت
 کفایت کرتا ہو چنانچہ یہ عمل ہمارا خاندانی ہو اور بار بار تجربے میں آیا ہو فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ
 اصحاب کف اور قیوم ایک ہی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اصحاب رقیم غیر اصحاب کف ہیں اور
 قصہ انکا کتاب الانبیاء میں بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسطرح روایت کیا ہو
 کہ فرمایا حضرت صلعم نے زمانہ پیشین میں تین آدمی کہیں جاتے تھے اتنا راہ میں بارش شروع ہوئی
 تو یہ تینوں ایک غار میں گھس پڑے ذمۃ پہاڑ سے ایک چھڑا کہ غار کا دروازہ بند ہو گیا اُس
 حالت میں تینوں نے کہا کہ اب نجات نہو گی جب تک یہ بات نہ کہو گے سو مناسب ہو کہ ہر شخص اپنا
 عمل بروجہ صدق بیان کرے ایک نے کہا کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہو کہ ایک مزدور میرا تھا اور اسکی
 مزدوری چند چائے بیج تھی سو وہ مزدور چلا گیا میں نے وہ بیج بوئے اور اُنکے محاصل سے میں نے
 بیل خرید کیے پھر وہی مزدور آیا اور اُسے اجرت مجھے طلب کی میں نے کہا یہ بیل تو لیجا اُسے کہا
 میرے چند چائے بیج تیرے ذمے ہیں میں بیل نہ لوں گا میں نے کہا کہ یہ بیل انھیں چائون کے ہیں
 تب اُسے لیے سویا اُٹھی اگر تو جانتا ہو کہ میں نے یہ کام تیرے خوف سے کیا ہو تو راہ کھول دو
 پس وہ چھڑا اُٹھا دوسرا بولا اے اللہ تو تو جانتا ہو کہ میرے مان باپ بوڑھے تھے
 اور میں اُنکے واسطے بکریوں کا دودھ لاتا تھا سو ایک رات توقف ہو گیا اور ایسے وقت لایا
 کہ دونوں سوتے تھے اُنکا جگانا کہہ رہا تھا میں نے اور اہل و عیال میرے بھوکے سے نالاں تھے
 مگر میں نے اُنکو نہ دیا اور صبح تک لیے ہوئے بیٹھا رہا پس اگر تو جانتا ہو کہ میں نے تیرے خوف سے
 کیا ہو تو اس تمچر کو توڑ دے چنانچہ وہ چھڑا اُٹھا چھا کہ آسمان نظر آنے لگا تیسرے نے کہا اے اللہ
 میرے چچا کی بیٹی بہت مسینہ تھی اور میں اُسکی خواہش کرتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی اور کہتی تھی
 کہ سو دنیا رلاو سو میں تلاش کر کے لایا تو وہ راضی ہوئی جب میں اُسکے دونوں پیروں کے بیچ میں بیٹھا
 تو اسنے کہا خدا سے ڈر اور تمہرے میری ناحق نہ توڑو یہی میں اُٹھا اور سو دنیا بھی چھوڑے پس
 اے اللہ اگر میں نے تیرے خوف سے یہ کام کیا ہو تو اس تمچر کو توڑ دے چنانچہ وہ چھڑا اُٹھا اور
 تینوں آدمی باہر نکلے قصہ اُس غار میں جمہیں اصحاب کف ہیں کوئی جانہیں سکتا سید ابن جبر
 فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن ابی سفیان کے ساتھ لڑائی پر جانبِ تم شریف
 لیگے تو اُس غار پر بھی گذر ہوا معاویہ نے کہا اگر یہ غار کھلتا تو رکھتے ابن عباس نے فرمایا اس سے

منع کیا گیا ہو وہ جو بہتر تھا مجھے یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ ابن ابی سفیان نے کہا
 اگر میں دیکھوں گا بھاگوں گا پھر اسے کچھ لوگ روانہ کیے کہ تم دیکھ آؤ جب غار میں پہنچے تو ایک ہوا
 ایسی تند آئی کہ سب لوگ نکل بھاگے نہ رہتے دیکھنے کی نہ پوچھنی بالکل دقتیا نوس دروازہ غار بند
 کر کے دار السلطنت میں آیا چند روز بعد مر گیا تمام ملک و مال و بھاء و جلال خاک میں مل گیا اور
 تین سو برس بعد ایک شخص مومن صالح بنام موس خواہ بندہ حسن نام بادشاہ ہوا اسکے وقت میں
 یہ گفتگو پیش ہوئی کہ بروز حشر مردے زندہ کس طرح ہونگے اور کیونکر حشر اجساد و اجسام واقع ہوگا
 ہر خد بادشاہ نے قائلین و تکلمین کو فہمائش کی لیکن شبہ و شک جو قائم ہو گیا تھا دفع نہ ہو تب
 حضرت محی الاموات جل جلالہ نے انہی قدرت کاملہ سے چاہا کہ حشر اجساد و اجساد و اہل عالم کا ہر
 کہ وہ مسکت اہل تخصم ہووے اس لیے اصحاب کھٹ کو بیدار کیا لکھا قال و کذا لک بقشنا ہم بقشنا
 منہم قال قائل منہم کمنہم قالوا الشنا یوما اور بعض یوم قائم دار کیم اعلم بالبتشر فابشوا بورتکم ہذہ
 الی المذنیہ فلینظر ایہا ازکی طعاما فلما تکلم برزت منہ و لیتخلط و لا یترکون بکم احد العنی اسی طرح انکو
 جگا دیا کہنے کو آپس میں لگے پوچھنے ایک بولا انہیں کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن
 یاد ان سے کم بولے تمہارا رب بہتر جانتے جتنی دیر ٹھہرے رہے ہو اب بھیج اپنے پیچ سے
 ایک روپیہ لیکر اپنا اس شہر کو پھیر دیکھے کون ستھر کھانا ہو سو لاوے ہکو آسمین سے کھانا اور جی
 جائے اور خبر نہ کرے تمہارے حال سے کسی کو معاکم التزلزل میں ہو کہ کہنے والا اس قول کا سلیقہ
 کہ وہ سب میں بزرگ رئیس تھا اور مقصود استفادہ سے یہ کہ مدت اقامت و بقاء معلوم ہو جائے
 تو نمازین تضا کرین چونکہ یہ لوگ غار میں سویرے گئے تھے اور تیسرے پہر جاگے اس پر کہا بتنا تو جب
 کچھ آفتاب کا وجود پایا گیا تو کہا اور بعض یوم جب ناخن و بال بڑھ دیکھے جانا شاید کئی دن ہو
 تب کہا ربکم اعلم بالبتشر خواہ کسلسا نے کہا کیوں باہم جھگڑتے ہو اندر جانتا ہو تم کتنا ٹھہرے ہو بعد اس
 قیل و قال کے سب نے متفق ہو کر سلیقہ کو کہ عاقل و فہمیدہ و خوش گفتار ہو شیا تھا جو نیکیا کا باز آگ
 جا کر کچھ کھانا لاوے چنانچہ ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ بازار میں جا کر کھانا حلال و پاکیزہ لا اور ہمارے
 حال سے شکوہ آگاہ نہ کر دیر و فروخت میں مہربانی و لطف و تواضع و فروتنی اختیار کرنا اور حال اپنا
 کسی سے نہ کہنا نہیں تو اہل شہر خبر پا کر دقتیا نوس سے کہینگے وہ گزرتا کر کے قتل کریگا سو پلخا روپیہ لیکر
 چھڑا ہے کی پوشاک بدل روانہ ہوا راہ میں ایسی حویلیاں و مکانات نظر آئے جو پیشتر تھے اور تہہ بھی
 نہایت مختلف معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہاں جاتا ہی دفعۃً دروازہ شہر نظر آیا تو وہاں ایک نشان ہنر

نظر آیا اسپر لکھا تھا لا آکر والا اللہ علیہ رسول اللہ یلیخا اسکے چوتھا تھا اور کھتا تھا کہ خواب ہی یہ کہ
 بیداری ہو پھر شہر میں آیا تو وضع را نماز شہر یون کے اور ہی اور مکان اور محلے تبدیل یہ گھبرا یا
 اپنے گھر کی طرف گیا تو نشان نہ پایا مگر یہ دروازے پر نشان ایمان نمودار کسی سے نام شہر کا پوچھا
 آئے کہ کہا افسوس پھر ایک روٹی والے کے پاس گیا روٹیاں پکائیں روپیہ دیا اور شہر کا نام تو سن گیا
 بادشاہ کا نام پوچھا آئے کہا عبد الرحمن اور دو شخص وہاں دیکھے ایک مسیح کی قسم کھاتا دوسرا اللہ کی
 یلیخا دل میں خوش ہوا مانوائی نے سکھ دیا قیافہ دیکھ کر جاناکہ خزانہ گرا ملا جو آئے اور دن کو دکھایا
 وہ بھی متحیر ہوئے اور شورے اور کانچوسی کرنے لگے یلیخانے جاناکہ مجھے پہچان گئے وہ روپیہ چھوڑ کر
 چلنے لگا لوگوں نے پکڑا اور کہا واقعہ تو نے خزانہ گرا پایا ہو کیونکہ یہ سکتے ہیں برس کا ہو اور اس وقت کے
 اٹھارہ درم روٹیت کے برابر ہو تو چھپاتا ہو ہم بادشاہ کے پاس لے چلیں گے کہ وہ مار ڈالے گا مگر یہ کہ
 اس مال میں ہلکے بھی شریک کر اس بات سے یلیخا بہت ڈرا اور اب بہت لوگ شہر کے مجمع ہو گئے
 اور پوچھنے لگے تو کہاں کا رہنے والا ہو یلیخانے اپنے باپ دادون کا نام لیا اور کہا میں اسی شہر کا
 رہنے والا ہوں کدھ بیان سے گیا تھا آج کھانا لینے آیا ہوں آنھوں نے کھانا ملے ہی تو ہرگز میان کا
 باشندہ نہیں ہو کیونکہ ہم نے تیرے باپ دادون کا نام بھی نہیں سنا اب یلیخا ساکت ہوا اور منتظر تھا
 کہ شاید میرے باپ بھائی آجائیں تو انکے ہاتھ سے نجات دلائیں مگر کوئی بھی نہ آیا ناچار ہوا
 اور ان لوگوں کے دل میں گزرا کہ اسکو از نوس اور اسطیس کے پاس کہ یہ دونوں شخص اس شہر میں
 صلاح پر مہر گار ہیں لے چلیں اور اس شخص کے معاملے میں اُن سے صلاح پوچھیں چنانچہ یلیخا کو
 ہاتھ پکڑ کے لے چلے یلیخانے جاناکہ بھکھو دیا نوس کے پاس لیے جاتے ہیں رونے لگا اور اپنے
 اوتار سے دعا کرنے لگا یہاں تک کہ ان دونوں نے ہر گون کے پاس پہنچا تو فی الجہل اسکو تسلی اور
 تسکین دی کہ باپے شکریہ دیا نوس کے پاس نہیں لائے ہیں آخر کار از نوس اور اسطیس بھی
 وہ روپیہ دیکھ کر تعجب کیا از نوس نے کہا تو نے شاید مال گرا ہوا پایا ہو اور اسطیس نے کہا کہ تو
 کون شخص ہو تب یلیخانے جواب دیا کہ میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں اور میرے باپ کا یہ نام ہو
 اور یہ روپیہ آنھیں کا ہو اور نقش اسکا اسی شہر کا ہو لیکن واقعہ میں اپنا احوال نہیں کہہ سکتا ہوں
 باوصف اس کے کسی شخص نے نہ مانا یہی کہا کہ تو کا زب ہو اچار یلیخانے اپنا سر جھکا لیا پس بعضے
 ہوئے کہ یہ شخص دیوانہ ہو اور بعضے کہنے لگے کہ مجنون بنا ہی دھوکا دیتا ہو تاکہ دیوانہ بن کر چھوڑ جائے
 پھر ایک شخص نے کہا کہ تین سو برس کا یہ سکھ ہو اور ہمارے پاس ہزار ہا روپیہ موجود ہیں کہیں اس کا

نشان نہیں ہو اور تو کہتا ہو اسی شہر کا یہ شک ہے صفات صفات بیان کرتے ہیں یا جانے کہا کہ میں ایک سوال کرتا ہوں مجھ کو جواب باصواب دو تو میں اپنا احوال تم سے کہوں بولے بیان کر یا جانے کہا کہ دقیانوس نے تم سب کے ساتھ کیا ہاجر کیا کہنے لگے اب تو کوئی بادشاہ اس نام کا تمام عالم میں نظر نہیں آتا ایک عرصہ دراز ہوا کہ ایک شخص بادشاہ اس نام کا تھاروم میں اُس کے بعد صدمہ بادشاہ ہوئے اُسکی بڑیاں بھی باقی نہ ہو گئی یلیجا نے کہا اب میں اپنا حال کہتا ہوں اگرچہ کوئی شخص یقین نہ لادیکا وہ یہ ہے کہ ہم نوجوان تھے دقیانوس نے ہلکوت پرستی کی تکلیف دی سو ہم بھاگے اور سو گئے اب جاگے ہیں کھانا لینے آئے ہیں اور اسی پہاڑ کی ایک کھوہ میں گئے تھے تم چلو ہم اپنے یاروں کو دکھلا دیں ارنوس نے شک کیا اسی کو گو شاید یہ نشانی جو اللہ کی نشانیوں سے میرے ساتھ چلو پس ارنوس اور اسٹوس اہل مدینہ کو ساتھ لیکر اصحاب کھٹ کی زیارت کو چلے اور پہاڑ کے قریب کھوہ کے پاس پہونچے اصحاب کھٹ نے یلیجا کو پہچانا اور جو غیر لوگوں کو بھی اُس کے ساتھ دیکھا جانا یلیجا و دقیانوس کے ہاتھ لگ گیا سو یہ لوگ ہماری گرفتاری کو آنے ہیں سو یلیجا روتا ہوا سب سے پہلے غار میں گیا اور اپنا قصہ بیان کیا پھر ارنوس گیا تو ایک تابوت چاندی کا مہر کیا ہوا دروازہ غار پر دیکھا ایک بزرگ نے اسکو کھولا اسمین دو لوحین نکلیں اُنہر بردایت ضمیمہ یہ نام لکھے تھے مکسینا و غمشلینا و یلیجا و مرطونس و کسوطونس و ہرنوس و دیوس و اٹطیوس و فالوس مگر بردایت صحیحہ نام سات تھے جو اوپر بیان ہوئے مگر یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جوان لوگ ہیں دقیانوس بادشاہ سے بسبب تکلیف بت پرستی کے بھاگے اور اس غار میں پوشیدہ ہوئے جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو بادشاہ نے غار کا دروازہ پھرون سے بند کر دیا اور مہنے یہ احوال اسوا سے لکھ دیا ہے کہ پس آئندہ لوگ انکے احوال سے مطلع ہوں چنانچہ ارنوس اس مضمون کو دیکھ کر سجدہ حق میں گرا اور کہا کہ یہ نشان خیر جادو کا اللہ نے دکھلایا ہے بجائے اسکے اصحاب کھٹ پاس حاضر ہوا تو انکو بلا تغیر کپڑے پہنے بیٹھا ہوا پایا اور قدمبوس ہوا اور اہل شہر جو ساتھ گئے تھے سجدہ آئیں کہنے لگے اب اصحاب کھٹ نے دقیانوس کا حال دریافت کیا اُن لوگوں نے جو کچھ حال گذرا تھا بیان کیا پھر وہاں سے پلٹ کر اپنے بادشاہ سے کہ بڑا دیندار صالح تھا احوال کہا اس عرصہ میں شہر کے لوگ دوزخ پر تھے کچھ تو آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا یہ بادشاہ نصف تھا چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی شہادت ساتھ لگے تو دوسروں سمجھاؤں اللہ تعالیٰ نے یہ سند صیح

بھیج دی کہ بادشاہ نے کمال آرزو سے جا کر فارمین حسب کوزہ کھیا اور ہر ایک سے احوال سن آیا اور اصحاب کعبہ بادشاہ کو ایمان دار پا کر خوش ہوئے اور بادشاہ انکا عاشق ہو کر رویا جب رخصت ہوا تو اصحاب کعبہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ علیک والہم والسلام علیک ورحمۃ اللہ حفظک اللہ وحفظ ملک و فیئذک باللہ من شر اہلین والانس اے اسی وقت سورہ بادشاہ نے کپڑا اڑھایا اور ہر ایک کو ایک تابوت طلائی میں با احتیاط تمام رکھوایا اور سب لوگوں کو نصیحت فرمائی رات کو خواب دیکھا کہ اصحاب کعبہ فرماتے ہیں کہ ہم سونے چاندی سے بیدا نہیں ہوئے مٹی سے ہماری پیدائش ہی اور اسی میں ملنا ہی جطرح ہم تھے اسی طرح ہمکو رہنے دے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے پھر اٹھاوے چنانچہ بادشاہ پھر گیا اور تابوت سے نکلا لکھ بجا امت اصل یہ چھوڑ آیا اور اللہ نے اُس مکان میں دہشت اور خوف بھریا کہ پھر کوئی شخص وہاں جانے کا اور اسی دن سے اُس شہر میں جو اہل ان حشر اجساد میں واقع تھا منع ہو گیا اسی کا اشارہ سورہ کہت ہے وکذٰلک اغفرنا لعلیم لعلیم ان وعد اللہ حق وان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا ازیننا زعون بنیم امر ہم یعنی اس طرح خبر کھول دی ہم نے انکی تالوگ جانیں کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہی اور وہ گھڑی آتی ہو اسی میں دھوکا نہیں جب جھگڑ رہے تھے اپنی بات پر بعد اسکے بادشاہ نے ایک مسجد دروازہ غار پر بنوادی کہ ہر سال وہاں عید ہوتی ہو فائدہ متفقین فرماتے ہیں کہ اصحاب کعبہ کا دین اور مذہب اللہ ہی کہ فقط توحید ہے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے یا اور طرح سے مگر جو لوگ انکی خبر پا کر گئے اور معتقد ہوئے اور مکان زیارت بنایا وہ نصاریٰ تھے متنبیہ معالم النسرل میں لکھا ہے کہ جب یلیخا بازار میں کھانا لینے آیا اور لوگوں کو شبہ ہوا تو یلیخا کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی آسنے اپنا سب سب بتایا اور مکان اپنا اسی شہر میں قرار دیا اور کہا کہ کلہ ہم یہاں سے چلے گئے تھے بادشاہ نے اس شہر کے بڑھوں سے سنا تھا کہ کئی جوان اس شہر کے گم ہو گئے ہیں اور نام انکے ایک تختے پر لکھے ہوئے بادشاہی خزانے میں رکھے ہیں سو بادشاہ نے وہ تختی منگو کر دیکھی اس میں یلیخا کا نام پایا گیا جب اور نام لیے تو یلیخا نے کہا یہ نام ہمارے یاروں کے ہیں اس پر بادشاہ مع اعوان و انصار یلیخا کے ساتھ پہاڑ پر گیا جب دروازہ کھوہ پر پہونچا یلیخا بولا کہ میں اول اپنے یاروں کو خبر دوں تب تم آؤ ورنہ خوفناک بھاگو گے بادشاہ نے اجازت دی یلیخا یاروں کو خبر دی سب سو گئے اور بادشاہ نہ جاسکا اور بعض کتب میں لکھا ہے کہ ان دنوں در بادشاہ

شہر میں تھے ایک سلمان دیندار دوسرا نصرانی سو دونوں یلینجا کو مل گئے جب غار کے قریب پہنچے تو یلینجا نے پیش پیش جا کر اپنے یازوں سے کہا کہ بادشاہ آتے ہیں انھوں نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ یا آلہی ہم اور کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ ہماری ارواح قبض کرتا کہ اور کوئی مطلع نہ ہو خواہ کرم نے دعا انکی قبول فرمائی کہ دروازہ غار کا بند ہو گیا اور وہ سب مر گئے چونکہ یلینجا کو توقف زیادہ ہوا تو ناچار دونوں بادشاہ قریب غار کے آئے اور سات دن تک اس کے گرد گھومے کہیں سو راج یا دروازہ نظر آیا انجام کار بادشاہ سلمان کے کہا کہ ہمارے دین اسلام پر مبنی ہم میان مسجد بناونگے اور نصرانی نے کہا ہمارے دین پر مبنی ہم گرجا گھر بناونگے اس کے بعد لڑائی ہوئی اور بادشاہ سلمان غالب آیا آسنے غار کے قریب مسجد بنائی الغرض حوالہ صحیح روایات مختلف ہیں اور مذہب مجمع علیہ یہ ہے کہ اصحاب کفہ زندہ ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ اٹھیں گے اور امانت کریں گے پھر وفات پاؤں گے لیکن اولہ صیغۃ الماخذ و قویۃ الدلائل انہیں آتے تفسیر و تشریح میں و نیز دیگر بعض تفاسیر میں کچھ روایات منقذہ نظر آتی ہیں اور نظم قرآن سے کچھ نشان نہیں پایا جاتا اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بنا بر دعوت ہمراہ تین شخصوں کے بھیجا تھا سو یہ بات ہے اصل و موضوع ہے صاحب تفسیر الشریعہ وغیرہ محدثین اس قصہ کے وضع پر تفسیر کا مل کرتے ہیں مگر بعض روایات ضعیفہ میں وارد ہے کہ شب معراج میں حضرت صلعم کا گذر اصحاب کفہ پہ ہوا ہوا اور انجناب نے دعوت فرمائی اور انھوں نے قبول کی اور سورہہ والہ اعلم بحقیقۃ الحال کہا حقیقۃً استاذ الانبیاء بعض تقریرات قائلہ ہیں کہ وقت ظہور نور حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہو چکا اس واسطے چند قصص صحیحہ کہ از قسم ارباضات کتب حدیث کلام اللہ سے ثابت ہوئے ہیں بیان کرنا ضرور ہوا انا بحکمہ قصص اصحاب ہمد و ہن پس تفاسیر معتبرہ میں چار حکایتیں بصحبت نام مذکور ہوئی ہیں اول ملک شام میں ایک قصہ واقع ہوا منجیح سلم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت صیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملک میں ہیں ایک ساحر نہایت کامل و ہوشیار ظاہر بادشاہ تھا گویا بنا سے سلطنت اسی سے مستحکم و قائم تھی اور حال اس کا یہ تھا کہ جب کوئی محتاج اس شہر میں ظاہر ہوتا وہ ساحر اپنے سحر کے زور سے اس کو ہلاک و نیست و نابود کر دیتا اور جب کوئی امیر و شریف و حکات ناشائستہ سلطان سے ناراض ہوتا اسی کے سحر سے راضی ہو جاتا خلاصہ یہ کہ جمیع امور سلطنت میں اس ساحر کا سحر کارگر تھا جب وہ بوڑھا ہوا اور

قریب بمرگ تو بادشاہ سے کہنے لگا کہ اگر کوئی لڑکا ہوشیار غلامان شاہ سے مجھ کو ملے تو میں اپنا علم اُسے سکھلاؤں تاکہ میرے بعد امور سلطنت میں بے انتظامی واقع نہ ہو چنانچہ بادشاہ نے ایک غلام خاص اُسکو سپرد کیا اور اذن دیا کہ اُسکو سحر سکھلاؤ چنانچہ وہ غلام ہر روز اس ساحر کے گھر پر حاضر ہوتا اور علم سحر سکھتا اثنار راہ ایک درویش عیسائی کا مکان تھا سو ایک روز اُس غلام نے دیکھ لیا کہ اُس کے دروازے پر بھیر بھاڑی ہوئی اور بہت آدمی نکلتے بیٹھتے ہیں اُس نے کسی شخص سے پوچھا اس مکان میں کیا تقریب ہے جو اُردو عام ہو رہی ہے وہ بولا یہاں ایک عابد خدا پرست رہتا ہے یہ سکر اُس درویش کی خدمت میں گیا اور اسکا کلام ہدایت الہیام سننے کے بعد وہ ہوا پھر اس دن سے یہ دستور کیا کہ جب ساحر کے پاس جانے لگتا تو اول درویش کے حضور میں حاضر ہوتا اس سبب سے ساحر کے پاس پہنچنے میں توقف ہونے لگا اب ساحر پوچھنے لگا کہ تو کہاں رہتا ہے وہ بہانہ کرتا آخر کار ساحر بطور تادیب اُسکو مارنے لگا ایک روز اُس نے یہ احوال درویش سے ظاہر کیا تو درویش نے کہا تو ساحر سے کہدیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روکا تھا اور جب اہل خانہ سے خون دانگی ہو تو کہدیا کہ ساحر نے روکا تھا الغرض وہ لڑکا اسی حال میں رہتا یعنی جب کہ جاؤ گے مارتا تو گھر والوں کا بہانہ کرتا اور گھر والے ساحر کے پوچھنے پر کہتے کہ یہ تو گھر سے بہت دور ہے جایا کرتا ہے معلوم نہیں کہاں ٹھہرتا ہے رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اور ساحر نے گلہ کیا بادشاہ نے خواصوں سے تاکید کی خواصوں نے کہا شاید راہ میں کھیلنے لگتا ہے بادشاہ ناراض ہوا اسی عرصہ میں ایک دن وہ لڑکا ساحر کے پاس سے رخصت ہو کر چلا تو راہ میں ایک اُردو بڑا ہوا نظر آیا اور راہ چلنے والے کے ہونے دیکھ پڑے اُس نے اپنے دل میں تصور کیا کہ آج امتحان کا وقت ہے دیکھتا ہوں کہ عابد افضل ہو یا ساحر آخر کار اُس نے ایک تپیر لیا اور کہایا آئی اگر دین و مذہب عابد کا سحر و ساحر سے بہتر ہے تو اُردو سے کو دفع کرتا کہ خالق خدا کو راہ ملے پھر وہی تپیر اُردو سے پر بھینک مارا اُسیدم وہ اُردو مار گیا اور جو لوگ اُس موزی کے باعث سے راہ سے بندھے راہ چلنے لگے بعد ازاں وہ لڑکا اُس درویش عیسائی کے حضور میں حاضر ہوا اور تمام قصہ بیان کیا اُس درویش نے کہا اے سپر تیرا مرتبہ بڑا ہے اور تو مجھے افضل ہے مقرر تیرا مرتبہ بیان تک پہنچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور قریب تیرا کثرت آد لگا کہ تو آزمائش کیا جا سو میں تجھے کہے دیتا ہوں کہ میرا حال اور میرا نشان کسیکو نہ بتلانا چنانچہ اس بات پر قول مقرر مضبوط و مستحکم ہو گیا اور اب نوبت اُس لڑکے کی یہ پہنچی کہ برکات صحبت عابد خدا شناس سے اور تفرات انجیل مقدس سے اور اتباع دین و آمین حضرت روح القدس علی نبینا علیہ الصلوٰۃ

و السلام سے کہ اُس زمانہ میں حقیقت و برکت اسی دین پر منحصر تھی مرتبہ ولایت و عرفان کو پہنچ گیا اور کرامات و خوارق عادات اُس سے ظاہر ہونے لگے یعنی مجنوم و مبروص و اعمیٰ اسکی دعا سے صحت پانے لگے اور اکثر مریض شدید المرض کہ حکماء و اطباء اُنکے معالجے سے عاجز آتے اُسی لڑکے کی دعا سے آرام و صحت پانے لگے اسی عرصہ میں ایک معاملہ واقع ہوا کہ ایک صاحب بادشاہ میں کا بالکل آنکھوں سے معذور ہو گیا اور چلنے پھرنے اور دربار بادشاہی کے جانے سے مجبور بلکہ خود بادشاہ نے اُسکو اپنی مصاحبت سے خارج کیا تو نہایت پریشان و تباہ حال ہو گیا اب کوئی درباری و بازاری اُسکی بات نہ پوچھتا تنہا بے یار و مددگار خراب و خستہ ذلیل و خوار رہا کرتا ایک دن کسی شخص نے اس سے کہا کہ ایک لڑکا غلامان بادشاہی سے ایسا کامل ولی ہوا ہے کہ اُسکی دعا سے خدا تعالیٰ اندھوں کو اچھا کر دیتا ہے وہ بیچارہ یہ خبر سُنکر فوراً اُس لڑکے کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگذشت اپنی بیان کر کے متدعی ہوا کہ مجھے اچھا کر دے اُس نے کہا میں کون ہوں جو تجھے صحت بخشوں سب کا شافی مطلق خدا ہے اگر توبت پرستی چھوڑ کے خدا کا ایمان لا تو میں بلاشبہ شک تیرے واسطے درگاہ اُسی میں دعا کروں وہ اچھا کرے اسی وقت وہ ایمان لایا اور لڑکے نے دعا کی اچھا ہو گیا پھر وہ مصاحب حب دستور بادشاہ کے دربار میں اپنی جگہ جا کر بیٹھا بادشاہ نے کہا تو کس طرح اچھا ہوا اچھا طبیب و حکیم تیری آنکھ کے علاج سے دست بردار ہو چکے تھے مصاحب بولا کہ میرے مالک نے مجھے صحت بخشی بادشاہ نے کہا میرے سوا کون کوئی اور بھی مالک تیرا ہے اُس نے کہا تیرا اور میرا مالک خدا ہے سو بادشاہ نے اُسے پکڑا اور ہمیشہ ملا کرتا تھا یہاں تک کہ اُس نے اُس لڑکے کا نام بتلادیا بادشاہ نے اُس لڑکے کو طلب کر کے کہا کہ تجھکو میری پرورش اور ساحری تعلیم سے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ اندھے اور کورھی تیری دعا سے چنگے ہوتے ہیں پھر یہ سخت ناشکری ہو کہ تو نے دوسرا خدا قرار دیا اُس نے کہا شفا اُفتد کی طرف سے ہے نام کو درمیان میں ہوں نہ مجھکو طاقت ہے اور نہ تجھکو قدرت اور نہ جادوگر کسی طرح استطاعت یہ صرف اُس خالق کی قدرت ہے بادشاہ اس کلام سے نہایت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ لڑکا ہمیشہ جادوگر سے غائب رہتا تھا شاید اس نے کسی اور جگہ یہ عقیدہ دیکھا ہے جادوگر بھی دُڑا اور کہنے لگا کہ یہ تو مدت سے میرے نزدیک نہیں آتا اور دربار کے لوگ بولے کہ صبح سے غائب رہتا ہے گھر میں بالکل نہیں آتا بادشاہ نے کہا اُسکو مار مار کے پوچھو

کہ اس نے یہ عقیدہ کہاں سے سیکھا جب بہت مار پڑی تو ناچار مضطر نہ ہوا کہ فلاں درویش میرا مشفق
 اسی سے میں نے یہ عقیدہ سیکھا جو بادشاہ نے اس درویش کو طلب کیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دین
 نہیں بھرتا تو ارہ تیرے سر پہ چلا تا ہوں درویش نے کہا کہ میں تو اصلاً اپنے دین سے نہ بہرہ لگا
 بادشاہ جو کچھ چاہے کرے الغرض بادشاہ تھا ظالم اس نے ارہ سے جبر و اڈا بعد اسکے اپنے
 مصاحب سے متوجہ ہوا اس نے بھی دین حق سے منہ نہ موڑا وہ بھی چیر گیا میان تک کہ دو ٹکڑے
 ہو کر گر پڑا پھر وہ لڑکا بلا گیا اور اس نے کہا کہ کیا تو اپنے دین سے پلٹ جا اور تو نے ان دونوں کا
 حال دیکھا اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو یہ عقیدہ چھوڑ نہیں تو بھی اسی بلا میں مبتلا ہو گا اس نے کہا
 میں اپنا دین کہ اسکی حقیت میری عقل میں بخوبی ثابت ہو گئی نہ چھوڑوں لگاتار بادشاہ نے اپنے
 مصاحبوں کو حکم دیا اور کہا کہ اسکو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور چوٹی پہاڑ پر کھڑا کرو اور کہو کہ اپنا دین
 ترک کرے اگر اقبال کرے تو معاف کرو ورنہ جو انکار کرے جسطرح اب کرتا ہو تو نیچے پہاڑ کے گرد و چٹانچہ
 مصاحب بادشاہ کے اسکو پہاڑ پر چڑھالے گئے اس نے اپنے منعم حقیقی سے التجا کی کہ اے خالق تعز
 یہ لوگ ناحق میرے درپے ایذا ہیں تو انکا شر مجھے دفع کر جسطرح سے تو چاہے دعا اسکی قبول ہوئی
 اور پہاڑ نے انکو خوب ہلایا کہ بادشاہ کے مصاحب پہاڑ سے نیچے گرے اور مر گئے اور وہ لڑکا صحیح
 و سالم بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ تو یہاں کس طرح آیا اور تیرے ہمراہی کیا ہو
 اس نے کہا کہ میرے خدا نے حکامین ایمان رکھتا ہوں مجھ کو بچا لیا اور دشمنوں سے نجات بخشی اور انکو
 نیست و نابود کر دیا بادشاہ کو غصہ آیا پھر اپنے اور مصاحبوں کو بلانے لگا کہ اب اسکو کشتی میں بھلا کر
 دریا کے اندر لے جاؤ اگر اپنے دین سے بھر جائے تو خوب ہو اور نہیں تو دریا میں ڈال دو سو رہ لوگ
 اسکو لے گئے اور کشتی میں لے چلے اس نے پھر دعا مانگی کہ اے خداوندان ظالمون کا شر دفع کرو اسکی دعا
 قبول ہوئی اور کشتی اونچے ہو گئی مصاحب بادشاہ کے ڈوب گئے پھر وہ لڑکا تندرست صحت مند ہوا
 اب بادشاہ بہت مضطرب ہوا تب اس لڑکے نے کہا تو مجھ کو نہ مار سکیگا میان تک کہ تو وہ کام کرے
 جو میں تجھ کو بتاؤں بادشاہ نے کہا وہ کیا کلمہ ہے اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر
 اور ایک کنپٹی پر مجھ کو سونے دے پھر ایک تیر میرے ترکش سے لے اور تیر کو کمان سے جوڑا در کہہ
 بسم اللہ رب العالمین مارتا ہوں اور اس تیر کو مجھ پر مارنا کہ میں شہید ہوں چنانکہ بادشاہ نے یہی
 حیلہ کیا اور تیر مارا کہ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھا اور
 پکار کر بولا کہ میں نے اپنا مطلب پایا اور بنام خدا شہید ہوا یہ آواز سننے ہوئے شہر کے لوگوں نے

شور کیا کہ آئنا بر ب الفلام آئنا بر ب الفلام یعنی ہم مالک لڑکے کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ
کس نے کہا کہ تو نے دیکھا جس چیز کا شجرہ خوف تھا خدا کی قسم مقرر تجھے تیرا پرہیز اور تیرا درگم پڑا
البتہ لوگ تو ایمان لایکے اور تیری بے اختیار ہی اور عاجزی بخوبی سب پر ظاہر ہو گئی بادشاہ نے
بہت غصہ کیا اور سخت برہم ہوا جب جاگا تو اسی وقت حکم دیا کہ ہر ایک کو چھ مین بڑی بڑی
خندقیں کھودی جائیں اور آئینہ آگ جلائی جائے پھر تو م کے لوگوں کو کہو کہ اس لڑکے کے
دین سے پھرن اگر قبول نہ کریں تو آگ میں ڈال دو سو اس کے متابعین بیویا ہی کیا اور بادشاہ
اپنی قوم کے اشراف اور اکابر لیکر کرسیوں پر بیٹھا اور ناشا دیکھنے لگا اور ایماندار لوگ بشوق
شہادت آگ میں گرنے لگے یہاں تک کہ ایک عورت اپنا بچہ تیر خوار کو دین لے ہوئے حاضر ہوئی
کہ اسکو بھی بادشاہ نے آگ میں ڈالنے کا حکم دیا اس نے اندک تامل کیا یعنی چھپے ہوئی تاکہ خندق میں
نہ گریے بادشاہ نے کہا کہ اس عورت کو فرصت دنیا مناسب ہو شاید کہ بعد تامل اپنے دین سے
پھر جائے عورت کی عقل کا ٹھکانا نہیں ہو جب بادشاہ نے یہ کلام کیا تو ذمہ اس عورت کے
بچے نے کہا کہ اے ماں درمہراں صبر کر کیونکہ تو دین حق پر ہو اگر تو آگ میں گر گئی تو آگ تجھے کھار
ہو جاگی سو وہ عورت بلا توقف سے اپنے بچے کے آگ میں گر پڑی اور آگ نے شعلہ مارا تو ننگا پیرا
اسکی اور دین اور پھیل گئیں کہ بادشاہ مع اعیان و ارکان ہو کر سیون پر بیٹھے ہوئے ناشا لے
جلکہ خاک ہو گئے اور سب خندقوں سے اشتعال عظیم ظاہر ہوا اور اکثر مردم شہر کہ بادشاہ کی تعزیت
مومنوں کو ایذا دیتے تھے جل گئے فائدہ اس حدیث میں اہل حق اور باطل اور اہل صبر
نفیست اور ہدایت الہی کا بیان ہوا اور اسی نمبر کو اللہ صاحب نے سورہ والسماء ذات البرج
میں مجمل بیان فرمایا جو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے فرمادیا ربیع اہل انس فرماتے ہیں
کہ جو ایماندار آگ میں جاتا تھا قبل اسکے کہ آگ اسکے بدن پر پہنچے اللہ صاحب اسکی روح
بہشت میں داخل کرتے تھے اور عطا مفسر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ بادشاہ
یوسف ذو نواس ابن شراحیل تھا اور یہ شخص شہر بن قبل تولد حضرت سے بخران کا
بادشاہ تھا اور وہ لڑکا عبد اللہ ابن تامر تھا سو اسکے باپ نے سو سیکھنے کو ایک جادوگر کے سپرد
کیا تھا اسنے اول ہی مکروہ سمجھا تھا پر باپ کی اطاعت سے مجبور ہو کر جادوگر کے پاس جاتا تھا
لیکن راستے میں ایک درویش عیسائی مذہب کا مکان تھا اسکے پاس ہر روز حاضر ہوا کرتا تھا
یہاں تک کہ بڑا کامل صاحب خوارق ہوا اور یہ نوبت پہنچی اور کلمی سے روایت ہے کہ عبد اللہ کو

اسی دن نو اس بادشاہ نے قتل کیا تھا اور محمد ابن اسحاق عبد اللہ ابن ابی کبر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قبر شہر خیران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کھودی گئی سو اس میں عبد اللہ ابن تمار کی لاش نکلی سر کی چوٹ پر ہاتھ رکھے ہوئے پڑی تھی کسی شخص نے ہاتھ کو جنبش دی خون چلنے لگا پھر ہاتھ رکھ دیا تو بند ہو گیا اور ایک انگشتری آہن کی ہاتھ میں پہنے تھا اس میں کھدا تھا ربی اللہ پھر یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ بدستور قبر کو بند کر دو تنبیہ اس احوال میں ایک نکتہ از بس دقیق اور باریک ہے کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور بھی اُنکے تابعین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ قتل غلام کا بادشاہ کے ہاتھ سے مکافات دنیوی تھا کہ راہب کے قول و قرار پر قائم نہ رہا حالانکہ آسنے وعدہ سحکم کیا تھا کہ میں ہرگز تیرا نام لوں گا اور کاش نقص عمدہ نہ کرتا تو بادشاہ ہرگز دست رس نہ پاتا اور مکافات دنیوی کا کارخانہ جزا اخروی سے علیحدہ ہو اس واسطے کہ مکافات دنیوی موجب نارضا مندی خدا نہیں ہو بلکہ باعث ترقی اہل کمال ہو بخلاف مجازات اخروی کے اس طرح معاملہ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ واقع ہوا کہ جناب موصوف نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے اوٹوں کو مارا اور جگر نکال کر کباب بنائے اور کھلے اللہ جل ذکرہ نے مجازات اُنکو جنگ احد میں شہید کر دیا اور کافروں نے اُنکا سینہ مبارک چاک کر کے جگر نکالا اور دانتوں سے چاب کر ڈال دیا اور اصل اس قصہ پر اسرار کی فتوحات میں مذکور ہے جو کوئی چاہے ملاحظہ کرے ۛ

قصہ دوسرا

شہر خیران میں کہ متعلقات میں سے ہے واقع ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص توابع انجیل میں سے ایک شخص کے گھر نوکر ہوا اور جو کچھ اُسکے گھر کا کام ہوتا بجا لاتا اور فرصت کے وقت انجیل پڑھا کرتا ایک روز مالک خانہ کی بیٹی دروازے سے لگ کر دیکھنے لگی تو اُسکو نظر آیا کہ وقت قرات انجیل مقدس نور عظیم اس شخص کے سینے سے نکلتا ہے اور عالم میں پھیلتا ہے آسنے یہ اعجبہ اپنے باپ سے نقل کیا وہ بھی پوشیدہ آیا اور ایک سو راخ سے دیکھنے لگا جب کلمات انجیل مقدس نے تو پوچھنے لگا یہ کیا کلام ہے اس بھارے نے بنظر شوکت و قوت بادشاہ اور اُسکے شہر کے رئیسوں کے چھپایا آسنے نہایت اصرار کیا ناچار کہہ دیا کہ یہ انجیل مقدس ہے اور میں مومن ہوں سو وہ مالک خاد اور اُسکی بیٹی ایمان لائی اور انجیل سیکھ کر اُسکی خدمت میں رہنے لگی آخر کار یہ خبر شہر من مشہور ہوئی کہ تاشی آدمی اور بھی مسلمان ہوئے کہ یہ سب

یوسف ابن زید نو اس حمیری کو کہ سلطان شہر اور بت پرست تھا پہونچی آئے اول مسلمانوں کو کہ ہمکین نوے آدمی تھے بلا کر ایک خندق کھدوائی اور آسمین آگ بھڑائی پھر کہنے لگا کہ اگر دین عیسویہ نہ چھوڑو گے تو آگ میں ڈالو گا انہیں ایک عورت دودھ پیتا لڑکا گود میں لیے ہوئے تھی اس لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ اس آگ میں داخل ہو کہ ثمرہ اسکا بہشت ہو تب سب مسلمان داخل آگ ہوئے اور بادشاہ مع اعیان اور اشراف شہر کے کہ بیویوں پر بیٹھے ہوئے تماشائی تھے شرارہ آتش سے جل گئے اسوقت سے بخران کے لوگوں نے دین عیسویہ کو حق جانکر قبول کیا چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد تک اسی دین پر قائم تھے اور انکے سردار سید و عاقب وغیرہ بزیارت آنحضرت مدنیہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال سے بحث و گفتیش کرتے رہے اور آیت مباہلہ انگلی شان میں نازل ہوئی +

تیسرا قصہ

زمین فارس میں واقع ہواہی حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہوا کہ حضرت امیر فرماتے تھے کہ ایک کتاب آسمانی مجوسیوں میں تھی اور ایک پیغمبر کے یہ بھی تابع تھے اور شراب انکے دین میں اسقدر کہ بہوشی نہ لاوے بنظر منفعت بدنیہ حلال تھی ایک دن بادشاہ مجوس نے شراب کے نشے میں اپنی حقیقی بہن سے بدکاری کی جب کہ ہوش آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور اسی عورت سے اسکی تدبیر ہو چھی آئے کہ اسکی تو میرے حلال ہو گا دعویٰ کر اس دلیل سے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھائی کا نکاح بہن سے کرتے تھے میں بھی اسی وضع پر قائم ہوں تب بادشاہ نے شہر کے لوگوں کو طلب کو کے یہ مسئلہ بیان کیا انھوں نے انکار کیا اس عورت نے سزا دلوائی تب بھی کسی نے اقرار نہ کیا بیان تک کہ بعضے قتل بھی ہو تا ہم کسی نے نہ مانا تب آئے یہ تجویز کی کہ خندق میں کھدوا کر آگ میں ڈلوائے جائیں چنانچہ اکثر لوگ آگ میں ڈالے گئے اور بادشاہ حالت تماشے میں جل گیا اسی وقت سے قوم مجوس میں بہن کو حلال جانتے ہیں اور بت پرستی بخوبی شائع ہوئی ہو +

چوتھا قصہ

تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شہر میں قحط پڑا اہل ایمان و ایمان سے جانب حدیث بھاگے وہاں کے لوگ کافر تھے سب ملکر بادشاہ سے کہنے لگے کہ مسلمان بھاگے تو

شہر میں آئے ہیں جبکہ غلہ کی تکلیف ہوگی اور غلہ کا میان بھی قحط ہو جائیگا بادشاہ نے ایک خندق کھدوا کر آگ جلوائی اور ایک بت عظیم الجثہ ہاتھی کے برابر و نان کھڑا کیا اور حکم دیا کہ جو شخص غریب الوطن اس شہر میں موجود ہو اسکو لاکر اس بت کا سجدہ کراؤ اگر نہ کرے تو اسی آگ میں ڈالو اس میں ایک عورت غریبہ اپنا بچہ شیر خوارہ گود میں لیے ہوئے آئی بادشاہ کے لوگوں نے اسکو بھی رجز اور توبیخ سے جا بکہ بت کو سجدہ کرے اس نے نہ مانا بادشاہ نے کہا کہ اس بچے کو آگ میں ڈال دو ان ظالموں نے آگ میں ڈال دیا وہ غریبہ مضطرب ہوئی تب لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ خوف مت کر اور میرے پاس تشریف لاکہ یہ آگ گلزار ہو رہی ہو اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ یا اٹھی تو دیکھتا ہی حاجت بیان نہیں ہو اسی وقت آگ خندق سے چالیں گز بلند ہوئی اور کافروں پر حباب کی طرح محیط ہو گئی کہ سب کافر جل گئے اور وہ محفوظ رہا فائدہ انھیں حیا و قصوں کا اشارہ سورہ برہج میں دے اسٹے تحریف اہل مکہ کے ہوتا ہو کہ

قتل اصحاب الاخذ والنا ر ذات الوتود اذ ہم علیہا قعود ہم علی ما یفعلون بالموئین شہود یعنی مارے گئے گمانیان کھودنے والے آگ بھرے ایندھن سے جب وہ اسپر بیٹھے اور جو کچھ کرتے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے تنبیہ حدیث شریف میں وارد ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کو پڑھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اعوذ باللہ من جد البلاء فائدہ یہ نقل عام صاحبان خندق کا انتقام عاجل اور سریع تھا کہ شرارہ آتش سے فی الفور ہلاک ہوئے اور کہ بیہوش سے اٹھ کر گھر تک نہ پہنچ سکے فائدہ وہ خدقین چالیں گز کی لمبی اور بارہ گز کی چوڑی کھودی گئی تھیں فائدہ معلوم ہوتا ہو کہ ان کافروں کو صرف بوجہ ایمان مومنوں سے عداوت تھی اور یہ عداوت درحقیقت عداوت ایمان ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہو و ما نقموا منکم

اللہ تعالیٰ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض یعنی افسے بدلانہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہی خوبیوں سرا جہاں ہوا آسمانوں اور زمین میں بھلائی اور کافروں کے کہ انکو بڑی مہلت ملی اور انڈا سے مومنوں میں ملی ہی کسو اسٹے کہ انکی عداوت محض ایمان کے باعث سے نہیں تھی بلکہ حب ریاست و جاہ اور دیگر اغراض دنیویہ سے موزج تھی اور اصحاب اخذ و کو عداوت خالصہ ایمان سے تھی اور ان مومنوں کا ایمان بھی خالص اور صحیح تھا کیونکہ جسکا ایمان رکھتے تھے وہ موصوف بصفات محمودہ تھے اور سب پر غالب ہو اور کسی چیز کی عزت اسکی عزت کو نہیں پہنچتی پس ایمان انکا بھی موجب عزت

اور افتخار ہو اور جب وہ محمود ہو تو شکر اس کا دل اور زبان سے واجب ہوا اور اس کے ایمان کا
اظہار لازم پڑا اور جب آسمان زمین کا مالک ہوا تو اس کے مخالفوں سے خوف کرنا کسی طرح
درست نہیں اور بالکل ناجائز ہے چنانچہ ان مومنوں نے ایسے ہی ظاہر کیا کہ ہرگز خوف نہ کھایا
اور جسطرح یہ تمیون ضعیفین موجب اظہار ایمان پر ہیں اسی طرح موجب انتقام عاجل بھی واقع ہو
کیونکہ مقتضایہ عزت یہی ہے کہ دشمنوں سے انتقام کرے والا ذلت لاحق ہوتی ہے اور محنت
بھی مقتضی انتقام ہے کیونکہ غیرت کی کوئی شخص مع نہیں کرتا مگر در صورت عفو اور عفو کفر سے
جائز نہیں ہے اور بادشاہت بھی موجب انتقام ہے والا دشمن دلیہ ہو جائیں اور انتظام
مملکت میں خلل پڑ جائے اور اگر باوجود ان صفات کے کوئی سلطان ترک انتقام اپنا دتیو
کرے تو رعایا میں اس کا چرچا ہو جائے کہ دوستوں کی دوستی اور دشمنوں کی دشمنی نہیں جانتا
یا ایذا سے حد ہے کہ اس کے دوستوں پر ہی واقف نہیں ہوتا ہے اور غافل محض ہے اور اللہ
جل شانہ ہر چیز سے دانا اور آگاہ اور واقف ہے پس انتقام میں اس سبب سے تعجیل فرمائی
کہ یہ قبا حتمی لازم نہ آئیں واللہ اعلم بالصواب +

از انجملہ احوال ہلاکت اصحاب فیل

یہ حکایت بھی از قبیل ارباضات ہے اور اسی طرح کے بہت قصے اور نشانیاں اور آثار
عجیبہ قبل ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع میں آئے ہیں اور وہ سب
ہمارے آنحضرت کے معجزوں میں داخل ہیں مگر ان سب قصوں کا بیان کرنا از قبیل شواہد
صرف اصحاب فیل کا واقعہ گزارش کرتا ہوں کیونکہ یہ قصہ نہایت قریب تر ولادت
شریف سے واقع ہوا اور تمام عالم میں اس کی شہرت ہوئی ہے سبب اس واقعے کا تفاسیر
مستندہ میں یوں مذکور ہے کہ حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے امیر یہ نام ایک شخص امیہ میں
مقرر ہو کر آیا اس نے میں کے لوگوں کو دیکھا کہ موسم حج میں اطراف اور جوانب سے مذہور اور
ہدایا لاکر شہر مکہ میں جاتے ہیں تو مستفسر ہوا کہ یہ لوگ کدھر جاتے ہیں اور کیا انکا ارادہ ہے
اکثر کہنے لگے کہ واسطے حج بیت اللہ کے جاتے ہیں یہ سنکر براہ شرارت اور حد حکم دیا کہ اس
ملک میں ایک گھر مقابلہ خانہ کعبہ بنایا جائے کارپردازوں نے شہر صفا میں جو ملک میں کا
تخت گاہ تھا ایک کتبہ رنگین تھپرون کا بڑے تکلف سے بنوا کر طیار کر دیا اس کا فرسے
نام اسکا قلیس رکھا اور درو دیوار اس کے جواہرات سے مرصع کر کے عطر و گلاب چھڑکاؤ

گوشتوں میں بٹن لبا سہا سے فاختہ اور جواہرات نفیہ بت آراستہ کر کے نصب کیں اور کچھ
 غنیمت و عود کی روشن کردار میں اور گرد مکان کے چند مکانات پر تکلف بازرب ورنیت تو میری
 اور اپنی بادشاہت کے لوگوں کو حکم دیا کہ اس گھر کا طواف کریں بعد اسکے نجاشی کو لکھا کہ میں نے
 ایسا مکان بنایا جو کہ مثل اسکے عالم میں نہیں بنایا گیا اور یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ عرب کے لوگ
 بیت الحق کا طواف بھی کریں گے اس گھر کا طواف کریں یہ بات طائفہ قریش اور ساکنان مکہ پر
 سخت گراں گذری اتفاقاً ایسا ہوا کہ ایک آدمی بنی کنانہ کا میں ہیں گیا اور ابرہہ سے ملاقات
 کر کے جابرہ کشتی اور فواشی اس مکان ناپاک پر منتظر ہوا جب کہ رفتہ رفتہ آئے ہر امر میں
 مداخلت پائی اور اس مکان میں بے تکلف آمد و رفت کرنے لگا تو بعد چند سے رات کے وقت
 اس مکان مصفا اور پر تکلف میں قضا سے حاجت کر کے بھاگ کر صبح کو طوافین نے مکان
 محدث کو حدیث آلودہ پایا اور سخت تنفر ہوئے اور بھاگے یہ خبر ابرہہ کو پہونچی اس نے
 بعد تحقیقات یہ کہا کہ مکے کا رستہ والا یہ کام کر گیا اور قسم کھائی کہ میں مکے میں چکر کعبہ کو
 گراؤں گا اسی اندیشے میں تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی ایک فاختہ حرم شریف کا اس کنیسہ کے
 متصل فوہ کیش اور شب باش ہوا صبح کے ہوتے کچھ کے وقت تانے والوں نے آگ بجائی
 پاؤں تانے والے آگ اس تکد سے میں ڈال دی کہ سارا لباس و زیور اسکا جل گیا اور بالکل
 نقش اور نگار دھوئیں سے سیاہ پڑ گئے اور جملہ زیب ورنیت اسکی اندر نے خاک میں
 ملا دی اور فلسفے کے لوگ ترسان اور لرزان بھاگے جب یہ خبر ابرہہ کو پہونچی تو پھر بھی
 متحقق ہوا کہ یہ حرکت بھی مکے والوں کی جواب تو اسکے تمام بدن میں آگ لگی اور اس سے
 آتش غضب و دہش کی تباہی اس نے شاہ حبش کو یہ حال لکھا اور بڑا ہمتی جبکہ نام محمود تھا
 طلب کیا اس نے بھیجا ہاتھی ایسا زبردست طویل القامتہ قومی ایجنہ تھا کہ عالم میں اپنا مثل نہ تھا
 پھر ابرہہ نے ایک بڑا لشکر اور گیارہ ہاتھی اور ساتھ لیے اور کعبہ شریف کے ڈھانے کو چلا
 عرب کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ جناد پرست ہوئے پہلے دو نفر ایک بادشاہ سلاطین بنی سے
 قابل ہوا اس نے ہر میت پائی اور گرفتار ہوا ابرہہ نے بلحاظ منت اور حاجت چھوڑ دیا پھر بلا
 حشم میں پہونچا وہاں کے لوگ بھی برسرِ مقابلہ آئے اور اکثر شہید ہوئے پھر منت اور حاجت
 کر کے کہنے لگے کہ بیت اللہ سے تعرض مت کر اور جو کچھ ہے جبراً نہ لینا ہو موجود ہی اس طرح تو
 عرب کی مزاحم ہوئیں پر کسی نے فتح نہ پائی اور ابرہہ پر غضب لیغا متصل حرم شریف اور منی

جو کہتے تھے چھ کوس ہو پونجا اور خیل حمیری کہ اہل مکہ کے پاس روانہ کیا تاکہ شریف مکہ سے خبر لے
 کہ ہم واسطے قتال و جدال کے نہیں آئے ہیں صرف بیت اللہ کے ڈھانسنے کو آئے ہیں چنانچہ
 خیل حمیری شریف مکہ سے خبر لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور عبدالمطلب جدا حضرت علی اللہ
 علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ سلطان نے مجھ کو خبر کرنے کے واسطے بھیجا ہے کہ میں قتال کو نہیں آیا ہوں
 مگر یہ کہ تم لوگوں کو خبر دے دو عبدالمطلب نے فرمایا ہکو خود جدال کی طاقت نہیں ہے اور نہ ہکو بادشاہ
 مقابلہ منظور ہے اور نہ ہم کسی بات کو منع کر سکتے ہیں مگر یہ یاد رکھو کہ بیت اللہ ہے اور حضرت ابراہیم
 خلیل اللہ نے اسکو بنایا ہے اگر مالک خانہ خود منع کرے تو کرے ہکو طاقت منع حاصل نہیں ہے
 پھر عبدالمطلب سوار ہو کر بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے اور ثلث مال اپنا نذر کو لیے گئے
 ابراہیم نے قبول نہ کیا عبدالمطلب واپس تشریف لائے بعد ازاں ابراہیم نے ایک شخص بھیجا وہ
 دو سو اونٹ عبدالمطلب کے پاس لے گیا ثب عبدالمطلب اونٹوں کی تلاش میں گئے ابراہیم نے
 کہاں تفطیم و مکہ پریم سے بھٹلایا اور پوچھا اب کیا حاجت ہے عبدالمطلب نے فرمایا کہ میرے اونٹ
 گزرتا رہے ہیں سو انکے لینے کو آیا ہوں ابراہیم نے کہا کہ امی سردار تو پیش میں خانہ خدا کی
 غربابی کو آیا ہوں تو اسکی شفاعت نہیں کرتا اور اپنے اونٹوں کی فکر میں پڑا ہے عبدالمطلب نے
 کہا کہ جو میری چیز ہو اسکو میں چاہتا ہوں اور یہ گھراؤ کا ہے اسکا شفیع وہی ہے ہکو اس سے
 کیا کام ابراہیم نے انکے اونٹ پھر واپس لے لیے اور عبدالمطلب کعبہ میں آئے اور حلقہ در سے
 پچٹ کر مناجات کرنے لگے کہ یا الہی تو اپنے گھر کی حمایت کر اور جملہ اہل مکہ اس ظالم کے خوف سے
 مع مال و ناموس ہماروں میں پوشیدہ ہو رہے ہیں بعد اسکے اپنے گھر آئے اور امیدوار
 عنایت الہی ہو کر کے سے باہر نہیں گئے صبح کو ابراہیم باجاہ و خشم جانب بیت اللہ متوجہ ہوا
 جب قریب تر آیا تو فیلبان نے محمود ہاتھی کو بیت اللہ ڈھانے پر ڈرایا وہ ہاتھی لشکر کا پیش
 اسی میدان میں بیٹھ گیا برگز آگے نہ بڑھ سکا ہر چند کہ فیلبان نے مارا پر وہ نہ چلا اسبطح ہاتھی
 رگ رہے اور عجب معاملہ تھا کہ وہی ہاتھی جانب میں بھاگتے تھے اور کعبہ کی طرف نہ جاتے تھے
 اور بادشاہ فیلبانوں سے خفا ہوتا تھا کہ یہ شرارت تم لوگوں کی ہے کہ ہاتھیوں کو نہیں مانگتے ہواؤ
 ہکو اس گھر کی بزرگی کا مقصد بنایا جاتے ہو میں اسے باتوں کا فریقہ نہیں ہوتا اسی میں بعض
 میں تھا کہ لکاک یک جہ کی طرف سے سبز رنگ چڑیا برابر جانوروں کے غول کے غول لشکر ٹوٹے
 اور ہر ایک جانور کے پاس تین تین کنکر تھے وہ بچوں میں ایک چوچ میں اور وہ کنکر مسور سے بڑا

خود سے چھڑا آگ کا جلتا ہوا پھر لاکھوں جانور مارنے لگے جیسے بندوق کی گولی اگر اونٹ کی
بشت پر لگی پیٹ سے نکل آئی اور سارا بدن جل گیا آذنی بچا رہے کیا چیز تھی اسکے تو سر پر پری
پار نکل گئی گھوڑے کو پھر کیا غرض تمام فوج میں ایک بھی نہ بچا سب پامال غصب اتنی ہو گئے
اور مال و متاع جو کچھ ہمراہ لائے تھے اسی میدان کا ہوا سکے کے رستہ والے جو پہاڑ میں تھے
لشکر کی تباہی دیکھ کر اترے اور مال و اسباب لوٹنے لگے ہر ایک شخص مالدار ہو گیا اور دولت قریش
اسی سبب سے زیادہ ہوئی ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ابرہہ بھاگا اور نجاشی کے پاس پہنچا
تو یہ پیش ہو کر گر پڑا اور ایک فرخ آنکھیں مرغون سے پیچھے لگا ہوا حبش تک پہنچا جب ابرہہ نے
احوال بیان کیا تو نجاشی نے پوچھا کہ وہ چریان کیسی تھیں کہ لشکر جبار کو ہلاک کر گئیں ابرہہ نے
اس جانور کو جو ساتھ گیا تھا دکھایا کہ اس طرح کے جانور تھے اسی وقت اس جانور نے پھر مارا
کہ ابرہہ ہلاک ہوا نجاشی بہت ڈرا اور بے گئے ہیں کہ ابرہہ اسی میدان میں ہلاک ہوا
اور وزیر یا سکا بھاگا کہ نجاشی کی حضور میں داخل و فرخ ہوا وہ الاصح کا ذکرنا سابقاً اور بعض
کہتے ہیں کہ ہر ایک پھر پر نام کا فردن کا لکھا تھا اور خاصیت اس پھر میں یہ رکھی تھی کہ قوت
گرتا سارے بدن میں در آتا اور تمام بدن جلا رہتا تھا معاً کمال التزیل میں واحدی سے روایت ہے
کہ محمود ہاتھی اس بلا سے محفوظ رہا تھا کہ اسے جانب کعبہ قصد نہیں کیا تھا مگر اور ہاتھی مار گئے
کیونکہ ان ہاتھیوں نے ارادہ کیا تھا لیکن محمود کو دیکھ کر پھر گئے اس سبب سے بلا میں گرفتار نہ ہو
آفا سیر معتبرہ میں لکھا ہے کہ وہ پھر جس سے اصحاب فیل تباہ ہوئے تا وقت بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے بلکہ بعد اسکے بھی وہ پھر گھروں میں واسطے عبرت کے رکھے
ہوئے تھے چنانچہ اکثر صحابیوں نے دیکھے تھے فائدہ چونکہ اصحاب فیل نے قوی ترین حیوانات کو
کہ فیل تھے واسطے ڈھانے کعبہ شریف کے قرار دیا تھا مالک کعبہ نے اسکے مت سبب میں
چھوٹے چھوٹے جانور کنکروں کے ہتھیار دیکھ کر بھیجے تاکہ جہان کے لوگ بعضے دیکھ کر اور بعضے شکر
خیرت پکڑیں اور معلوم کریں کہ تاہم الہی سے مخلوق ضعیف قوی ترین مخلوق کو زیر و بر کر دالتا
اور جانوروں کے جوق جوق آنے میں یہ فائدہ حکمت تھا کہ فرار کی فرصت کفارنا بکار کو نہ ملے
اور جب پھر جان پر نیکی تو البتہ متفرق ہونے لگے تھے کہ یہ واقعہ چند خوارق پر مشتمل ہو
ایک تو ہاتھیوں کا جانب بیت اللہ متوجہ ہونا اس سے نکلا کہ حیوانات لا یعقل بھی اللہ کی
تعمیم پر مجبور ہیں دوسرے طیور کا جانب دریائے شہر سے بے انتہا لا تعداد تھے آنا اور

غائب ہو جانا کہ بعد واقعہ کسی نے نشان نہ پایا حالانکہ بحسب ظاہر جانب دریا سے شور اُس کے رہنے کا کوئی مقام نہ تھا تیسرے لانا کنکر یون کا جس کا معدن معلوم نہیں ہوا چوتھے کنکر یون بین ایسی تاثیر قوی رکھی تھی کہ جس کا فر کے بدن پر پڑی تمام گوشت و پوست مین و ر آئی کہ بدن کھایا ہوا بھس ہو گیا کہ ہریت و شکل قائم نہ رہی گویا اوغین ایسی سمیت تھی کہ بغور بس بدن تفرق اتصال پیدا ہو جاتا تھا یہ واقعہ پچپن روز پیشتر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوا محرم کا مہینا تھا اور عہد نوشیر وان عادل اور زمانہ ذوالقرنین رومی سے آٹھ سو بیاسی برس گزرے تھے اور حکمت اطہار اس واقعہ عجیبہ میں یہ تھی کہ مردم قوت آگاہ ہو کر غوب سمجھ رکھیں کہ ہنک حرمت خانہ خدا نے یہ رنگ تہر و جلال کا دکھلایا تو ہنک غرت دین خدا و رسول خدا کی سخت تر غضب و تہر لاویگی کہ اُس کا تحمل دشوار ہو جائیگا خبر در خبر اور

اللهم اجعل فی قلبی نوراً و فی بصری نوراً و اجعلنی نوراً و اجعلنی بالصالحین و احشرنی فی زمرة المجبین
یا رب العالمین الصمد بن محمد سید الاولین و الآخِرین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ

اجمعین بر جمک یا ارحم الراحمین

خاتمہ الطبع۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ میں نہ انت اقران میں کتاب نایاب و بے بہا تفویج الاذکیا فی احوال الانبیاء جلد اول مطبع نامی قشعی نول کشور واقع لکھنؤ میں ماہ نومبر ۱۳۳۷ء مطابق ماہ صفر ۱۳۳۸ء چھپ کر تیار ہو گئی۔ اور چونکہ یہ کتاب مستطاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پس جلد دوم جو زیر طبع ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد بعد تیار ہو یہ ناظرین ہوگی مبنہ و کرمہ

